

تفسیر القرآن

سورۃ الاعراف کی تشریح و تفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

جولوگ نبیؐ پر ایمان لائے اور ان کی مدد و حمایت کی وہی کامیاب ہیں

وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ
أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِيَّايَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ ط تُضِلُّ بِهَا
مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ ط أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ (155)
وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ط قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ
أَشَاءُ ج وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ
بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ (156) الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي
التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ ز يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ
عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ
وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ لا أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (157) (الاعراف 155 تا 157)

ترجمہ: اور موسیٰ نے ستر آدمی اپنی قوم میں سے ہمارے وقت معین کے لئے منتخب کئے، سو جب ان کو زلزلہ نے آ پکڑا تو موسیٰ عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار! اگر تجھ کو یہ منظور ہوتا تو اس سے قبل ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتا۔ کیا تو ہم میں سے چند بے وقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دے گا۔ یہ واقعہ محض تیری طرف سے ایک امتحان ہے۔ ایسے امتحانات سے جس کو تو چاہے گمراہی میں ڈال دے اور جس کو چاہے ہدایت پر قائم رکھے۔ تو ہی تو ہمارا والی ہے۔ پس ہم پر مغفرت اور رحمت فرما اور تو سب معافی دینے والوں سے زیادہ اچھا ہے اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت اور مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

تفسیر:

گزشتہ آیات کی طرح ان آیات میں بھی موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ ہے چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی قوم بنی اسرائیل میں سے ستر آدمی منتخب کر کے کوہ طور پر گئے تاکہ وہ بچھڑے کی پرستش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کریں جب وہ مقررہ جگہ پر پہنچے تو انہوں نے رب کو دیکھنے کا مطالبہ کر دیا جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت 55 میں ہے اس گستاخی کی وجہ سے ان پر اوپر سے بجلی گری اور نیچے سے زلزلہ نے آلیا جس کی وجہ سے وہ سب مر گئے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خشوع و خضوع کے ساتھ عرض کی کہ اے اللہ! اگر تو چاہتا تو ان کو اس سے پہلے بھی ہلاک کر سکتا تھا۔ جب وہ بچھڑے کی پرستش میں مشغول تھے اس طرح بنی اسرائیل ان کی ہلاکت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے اور مجھ پر بھی الزام نہ آتا کہ میں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور اگر تو چاہتا تو میری قوم کی گستاخی کی وجہ سے مجھے بھی ہلاکت سے دوچار کر سکتا تھا جب اس وقت تو نے معاف کیا اور درگزر کیا تو اب بھی ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہمارے ان نادان اور بے وقوف لوگوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک نہ کر۔ یہ تو تیری وجہ سے ہی آزمائش میں ڈالے گئے ہیں۔ اصل میں ہدایت اور گمراہی تو تیرے ہی اختیار میں ہے لہٰذا ہمیں معاف کر دے اور ہم پر رحم فرما دے کیونکہ تیرے بغیر کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔ اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سب کو دوبارہ زندہ کر دیا جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت 55 اور 56 میں ہے۔ اگلی آیت میں موسیٰ علیہ السلام نے جو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں ان کا تتمہ ہے یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی طلب کی کہ اللہ ہمارے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیاں لکھ دے اور آخرت کے بارے میں بھی ہم تیری طرف توبہ و رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا میں جسے چاہتا ہوں اپنے عذاب سے دوچار کرتا ہوں اور میرا عذاب دینے والا فعل حکمت اور عدل و انصاف پر مبنی ہے اور میری رحمت تو ہر چیز کو شامل ہے میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو تقویٰ و پرہیزگاری کی راہ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر

ایمان لاتے ہیں' لہٰذا اے موسیٰ! آخرت کی نعمت ان میں سے صرف نیک کام کرنے والوں کو ملے گی دوسروں کو نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ تمام مخلوقات نیک و بد کیلئے عام ہے کیونکہ اصل چیز اللہ تعالیٰ کیلئے رحمت ہے' غضب و عذاب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا عرش اٹھانے والوں کی دعا اور وظیفہ بھی یہی ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا

اے ہمارے رب! تیری رحمت ہر شے کو شامل اور تیرا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ (المومن)

اور حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے' ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اسی اثناء میں ایک دیہاتی صحابی نے کہا کہ اے اللہ! مجھ پر اور محمد (ﷺ) پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی دوسرے پر رحم نہ فرما۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر اس دیہاتی سے فرمایا ''تم نے ایک بہت بڑی وسیع چیز (اللہ تعالیٰ کی رحمت) کو محدود کر دیا۔ (بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبھائم۔ (حدیث نمبر 4010)

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے تو ننانوے (ایک کم سو) اپنے پاس رکھے اور زمین پر صرف ایک حصہ بھیجا۔ تو اس ایک حصہ کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے اور وحشی جانور بھی اپنی اولاد سے شفقت کرتے ہیں اور رحمت کے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں جن کے ساتھ وہ قیامت والے دن اپنے موحد بندوں پر رحم کرے گا۔ (بخاری کتاب الادب باب جعل اللہ الرحمۃ مائۃ جزء۔ مسلم کتاب التوبہ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ حدیث نمبر 6000 حدیث نمبر (2753-2752)

لہٰذا دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز کے لئے عام ہے اسی وجہ سے دنیا میں ہر جاندار کو رزق ملتا ہے۔ دنیوی نعمتوں زمین و آسمان' چاند' سورج' ستارے' دریا' رات و دن' بارش' دھوپ و سایہ دیکھنا سننا اور بولنا وغیرہ میں نیک و بد سب شامل ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت دنیا میں بھی نیک لوگوں کے ساتھ خاص ہوتی اور کفر و نافرمانی پر فوراً مواخذہ ہوتا تو وہ روئے زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتا (نحل۔61 فاطر45)

لیکن اللہ تعالیٰ کی آخرت کی نعمت جسے رحمت خاص کہا جاتا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کے لئے ہوگی جو دنیا میں گناہوں سے اور نافرمانیوں سے بچتے رہے اور زکوٰۃ دی ہوگی۔ تمام ارکان و فرائض میں سے خاص طور پر زکوٰۃ کا ذکر اس لئے ہے کہ یہودی مال سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ تمام فرائض میں سے اس میں کوتاہی کرتے تھے' حتیٰ کہ مال کی محبت کی وجہ سے سود خوری میں مبتلا ہو گئے۔ یہی حال امت محمدیہ کے اکثر افراد کا ہے۔ العیاذ باللہ اور وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر مکمل ایمان لائے ہوں گے اور ان پر عمل کیا ہوگا۔ (ورحمتی وسعت کل شئی۔ میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے) کے الفاظ میں ابلیس اور تمام کفار بھی شامل تھے' اس لئے اس کے بعد فرمایا کہ میری رحمت کے مستحق صرف وہی لوگ ہیں جو اس آیت اور بعد والی آیت میں بیان کردہ صفات کے حامل ہیں۔

جیسا کہ اس سورت کی آیت نمبر 32 میں فرمایا

قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

کہ دنیا میں زینت اور حلال روزی مومنوں کو دنیا میں ملے گی اور آخرت میں انہی کے لئے خاص ہوگی۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بنی اسرائیل کے لئے وضاحت اور تنبیہ کی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کے مستحق ہونے کے لئے جو صفات و شرائط موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھیں' وہی اب بھی ہیں اور ان میں بنیادی شرط اب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں اور ان کی اتباع کریں اور اے بنی اسرائیل! تم رسول اللہ ﷺ کو اچھی طرح پہچانتے ہو اور تورات و انجیل میں بیان کردہ ان کی تمام صفات سے واقف ہو' انہی نشانیوں کی وجہ سے یہود کے سردار اور بہت بڑے عالم عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے یہودی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور کعب وغیرہ نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جو صفات قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے' بالکل اسی طرح تورات و انجیل میں بیان کی گئی ہیں اور یہ بات قرآن مجید کے مختلف مقامات پر بیان کی گئی ہے۔ مثلاً آیت نمبر 20 الانعام اور 189 البقرہ اور 83 المائدہ اور احادیث میں بھی صراحت ہے کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) آپ ﷺ کی صفات و نشانیوں سے واقف تھے مثلاً مسند احمد ج 5 میں 511 بخاری کتاب البیوع باب کراھیۃ الصخب فی السوق (2125)

آج کل کی تورات و انجیل اگرچہ تحریف شدہ ہیں تاہم ان میں بھی آپ ﷺ کی آمد کی بشارات موجود ہیں مثلاً استثناء باب 18 فقرہ 15 تا 19 باب 33 فقرہ 3 باب 1 فقرہ 190 تا 22 تورات کی پانچویں کتاب استثناء باب 7 فقرہ 14 اس آیت اور کتب سابقہ میں نمایاں طور پر بیان کردہ رسول اللہ ﷺ کی صفات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ الرسول۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام پہنچانے والا کہ آپ کو نئی کتاب و شریعت عطا فرمائی گئی۔

2۔ النبی: اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا کہ آپ ﷺ نے تمام انبیائے سابقہ کی بنیادی تعلیمات توحید کا اثبات' شرک و کفر کا رد' نبیوں و رسولوں کی نبوت و رسالت' دنیا کا فانی اور آخرت کا باقی ہونا' یتیم کا مال نہ کھانا ظلم و فساد نہیں کرنا وغیرہ

3۔ الامی۔ جیسے ماں سے پیدا ہوا ایسے ہی ہے یعنی ان کا استاد خود خدا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کی شاگردی نہیں کی۔

4 بھلائی کا حکم دینا۔ 5۔ برائی سے روکنا۔

6۔ اچھی اور پاکیزہ اور فائدہ مند چیزوں کو حلال کرنا جو پہلے ان لوگوں پر حرام تھیں جیسے اونٹ کا گوشت اور گائے و بکری وغیرہ کی چربی اور وہ جانور جن کو مشرکین نے خود اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا۔ اور خرید و فروخت اور تجارت کی تمام وہ اقسام جو حرام خوری سے خالی ہوں۔ 7۔ خبیث اور گندی اور نقصان دہ چیزوں کو حرام کرنا جیسے خنزیر کا گوشت اور سود و شراب اور وہ تمام محرمات جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں۔ 8۔ آسان دین پیش کرنا یہ بات قرآن مجید کے مختلف مقامات پر بیان کی گئی ہے دیکھئے 178 اور 185 اور البقرہ 286) اسی طرح احادیث میں بھی ہے۔

1۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب گورنر بنا کر یمن بھیجا تو دونوں سے فرمایا۔ آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا۔ خوشخبری دینا اور نفرت نہ دلانا اتفاق و اتحاد سے رہنا اور اختلاف نہ کرنا۔ بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من تنازع والاختلاف فی الحرب ج 3038 مسلم کتاب الجہاد

2۔ سیدنا ابوبرزہ اسلمی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ کہ مجھے دعوت توحید

باقی صفحہ 7 پر



(تحقیق و تخریج: ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ)

اذان کے احکام و مسائل

150-وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِی الْحَدِیْثِ الطَّوِیْلِ فِیْ نَوْمِھِمْ عَنِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا کَانَ یَصْنَعُ کُلَّ یَوْمٍ۔ رواہ مسلم

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک لمبی حدیث میں ہے، جس میں (دوران سفر میں غلبۂ نیند اور تھکاوٹ کی وجہ سے) نماز کے وقت صحابہ کے سوئے رہ جانے کا ذکر ہے۔ (جب نیند سے بیداری ہوئی تو) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور نبی ﷺ نے اسی طرح نماز پڑھی جس طرح روزانہ آپ کا معمول تھا۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔)

وَلَہٗ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَتَی الْمُزْدَلِفَۃَ فَصَلّٰی بِھَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّإِقَامَتَیْنِ

اور مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مزدلفہ میں پہنچے تو وہاں آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھیں۔

وَلَہٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما جَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِإِقَامَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَّزَادَ اَبُوْدَاوٗدَ لِکُلِّ صَلَاۃٍ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ وَ لَمْ یُنَادِ فِیْ وَاحِدَۃٍ مِنْھُمَا

اور مسلم میں ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مغرب اور عشاء دونوں نمازیں جمع کر کے ایک ہی اقامت کے ساتھ ادا فرمائیں۔ اور ابوداؤد نے اتنا اضافہ نقل کیا ہے کہ ہر نماز کے لئے تکبیر کہی گئی اور اسی کی ایک روایت میں منقول ہے کہ ان دونوں نمازوں میں سے کسی کے لئے بھی اذان نہیں دی گئی۔

تخریج: اخرجه مسلم' المساجد' باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها' حديث : 681 و حديث جابر اخرجه مسلم' الحج' حديث1218 و حديث ابن عمر اخرجه مسلم' الحج حديث1288 ابوداؤد المناسك حديث1927 1930

لغوی تشریح: فِیْ نَوْمِهِمْ عَنِ الصَّلٰوۃِ سونے کا واقعہ نماز فجر کا ہے۔ واقعہ کی نوعیت کچھ اس طرح ہے کہ نبی ﷺ خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ رات کے آخری حصے میں کہیں پڑاؤ کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو بیدار رہنے کا حکم فرمایا تا کہ جب فجر طلوع ہو تو وہ انہیں جگادیں۔ نبی اکرم ﷺ سوگئے اور حضرت بلال ؓ پر نیند کا غلبہ ہوا تو وہ بھی سوگئے' چنانچہ طلوع آفتاب کے بعد آنکھ کھلی تو (یہ صورت حال ملاحظہ فرما کر) نبی ﷺ نے اس وادی سے نکلنے کا حکم دیا۔ (تعمیل حکم میں) سب صحابہؓ اس وادی سے نکل گئے (اور آگے دوسری جگہ پڑاؤ ڈالا) تو نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی (مُزْدَلِفَة)

یہ ایک مقام کا نام ہے جو منیٰ اور عرفات کے درمیان واقع ہے۔ 9 اور 10 ذالحجہ کی درمیانی رات وہاں گزارنا حج کے شعائر میں سے ہے۔ عرفات میں وقوف کے بعد دسویں ذی الحجہ کی شروع رات کو حجاج کرام اس جگہ آتے ہیں۔ (وَ لَمْ يُنَادِ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا) ان دونوں میں سے کسی کے لئے بھی منادی (اذان) نہیں کہی گئی۔

فوائد ومسائل

1۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ فوت شدہ نماز اگر جماعت سے پڑھی جائے تو اس کے لئے اذان دینا مشروع ہے۔

2۔ ابن عمرؓ کی دوسری حدیث اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی پہلی حدیث باہم متعارض ہیں کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مزدلفہ کے قیام کے دوران میں مغرب وعشاء کو جمع کر کے پڑھنے کی صورت میں اذان دینے کی نفی کرتی ہے جبکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک اذان اور دو اقامتیں کہی گئیں۔ حضرت جابرؓ کی یہ حدیث زیادہ قوی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں اذان کی نفی ہے اور حدیث جابرؓ میں اس کا اثبات ہے اور مثبت روایت منفی پر مقدم ہوتی ہے۔

بقیہ درس القرآن

اور آسان دین دے کر بھیجا گیا ہے۔ مسند احمد ج 5 ص 266 بخاری کتاب الایمان باب الدین یسر

3۔ سیدنا ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک دین آسان ہے۔ (بخاری کتاب الایمان باب الدین یسر 39)

4۔ سیدنا ابوذر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' میری امت کیلئے خطاء ونسیان اور جس پر انہیں مجبور کر دیا گیا ہو معاف کر دیا گیا ہے'' ابن ماجہ کتاب الطلاق باب طلاق المکرہ والناس ح 5269)

5۔ سیدنا ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں سے اس وقت تک درگزر فرمایا ہے جب تک وہ ان کے مطابق عمل نہ کرلیں یا زبان سے بیان نہ کریں۔ (بخاری کتاب الطلاق باب الطلاق فی الاغلاق والکرہ 5269 مسلم کتاب الایمان باب تجاوز اللہ عن حدیث النفس ح 127)

چنانچہ اسلام نے بہت مشکل اور تکلیف دہ احکام کو منسوخ کر دیا جو موسیٰ علیہ السلام کے دین میں پائے گئے جیسے جان کے بدلے جان (دیت یا معافی) نہیں تھی' ہفتہ کے دن کام کرنا حرام تھا' ہر ساتویں سال کھیتی حرام تھی۔ اگر کوئی اپنے والدین کو مارتا یا گالی دیتا تو اسے قتل کر دیا جاتا۔ نجاست آلود کپڑے کو کاٹنا ضروری تھا اور دھونے کی آسانی نہیں تھی لیکن افسوس اس امت نے اپنے طور پر رسوم ورواج کے بوجھ اپنے اوپر لاد لئے ہیں اور جاہلیت کے طوق گلوں میں ڈال لئے ہیں۔ حج پر نہیں جاتے قبروں ومزارات پر ہزاروں خرچ کر دیتے ہیں۔ نماز نہیں پڑھتے مرشدوں کے بتائے ہوئے وظائف میں گھنٹوں لگے رہتے ہیں۔ زکوٰۃ یا عشر ادا نہیں کرتے لیکن شادی وفوتگی کی رسموں پر لاکھوں روپے لٹا دیتے ہیں۔ فوتگی میں جیسے تیجا ساتواں' چالیسواں' شادی میں جیسے سہرا' گانا' نیوندرا' وری' جہیز وغیرہ۔ نکاح کی رسمیں وجہیز بنانے کیلئے ساری عمر کیلئے مقروض ہو جاتے ہیں لیکن لڑکیوں کو وراثت نہیں دیتے۔

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے کریمانہ وعدہ کیا کہ جو اہل کتاب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں گے' ان کی تعظیم وتوقیر کریں گے' ان کی عزت کریں گے اور قرآن کی اتباع کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت میں کامیاب کرے گا اور جو رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں لائیں گے وہ کامیاب نہیں ہوں گے بلکہ خائب وخاسر ہی رہیں گے۔ یاد رہے اصل کامیابی آخرت کی ہی ہے دنیا کی عارضی چند روزہ کامیابی مراد نہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد اور ان کی رسالت کا علم ہونے کے باوجود جو آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاتا خواہ یہودی ہو یا نصرانی یا کوئی اور وہ ہرگز فلاح نہیں پاسکتا جیسا کہ آیت 6 سورۃ صف میں بھی اس کا بیان ہے۔ اس طرح حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اس امت کا کوئی بھی یہودی یا نصرانی ایسا نہیں جو میرے بارے میں سن لے پھر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے مگر وہ آگ میں داخل ہوگا۔ مسلم کتاب الایمان باب وجوب الایمان بالرسالۃ اس آیت میں قرآن کو نور سے تعبیر کیا گیا ہے' کیونکہ وہ رہتی دنیا تک تمام انسانیت کے لئے ہدایت و روشنی کا باعث ہے اور جو صحیح معنی میں فائدہ اٹھائے گا وہ کفر وشرک اور جہالت وضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکل کر مہتاب وآفتاب سے زیادہ روشنی میں آجائے گا۔ اس طرح آیت 174 النساء اور آیت 15 المائدہ اور التغابن 8 میں بھی قرآن کو نور کہا گیا ہے قرآن کی آیات بعض بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔ لہٰذا ان سب آیات میں نور سے مراد قرآن ہے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے جیسا کہ آیات قرآنی میں اس کی صراحت ہے' اس لئے اس نور سے مراد خود رسول اللہ ﷺ کی ذات مراد نہیں ہاں البتہ آپ ﷺ کی صفات میں ایک صفت نور بھی ہے جس سے شرک وکفر کی تاریکیاں دور ہوئیں لیکن آپ ﷺ کی صفت سے آپ کا نور من نور اللہ (اللہ کے نور میں سے نور) ہونا ثابت نہیں ہوسکتا جس طرح اہل بدعت ثابت کرتے ہیں۔ اہل بدعت کا یہ عقیدہ عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کے مشابہ ہے اور اسی طرح باطل ہے۔

فوائد

1۔ ہر گناہ سے توبہ کرنا فرض ہے۔

2۔ شرع کے مخالف تمام امور حماقت اور بے وقوفی ہیں۔

3۔ ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔

4۔ محمد ﷺ اور آپ کی امت کے شرف اور فضل کا بیان۔

5۔ تقویٰ اور امر بالمعروف والنہی عن المنکر فرض ہے

الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ○(الحج: 41)

''وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو

میں اللہ تعالیٰ ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے۔

سب سے پہلے ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور اگر ہم مسلمان ہیں تو مسلمان سب سے پہلے یہ دیکھتا ہے کہ میرا اللہ ان حالات میں میری کیا رہنمائی

سمیت ہر شعبے میں ہمیں رہنمائی دی ہے۔ اس حوالے سے ہماری ایک زبردست تاریخ ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد بارہ خلفاء آئیں گے جو دین کو اس کی صحیح صورت کے ساتھ غالب



اسلام مسلمانوں کو اکٹھا اور متحد کرنے جبکہ جمہوریت مسلمانوں کو پھاڑنے کا نام ہے

جمہوری انتخابات اور اسلام میں سیاست کا تصور

امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ کا حالات حاضرہ پر ایک رہنما خطاب

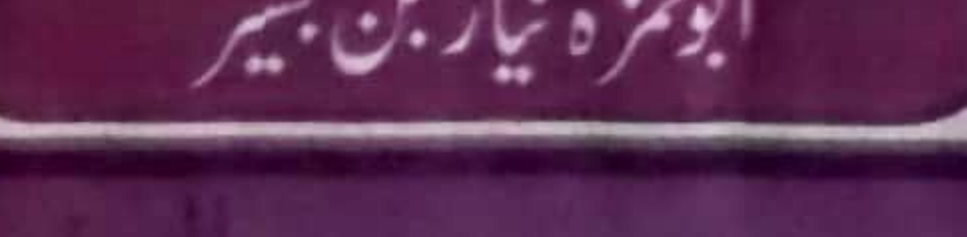
وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھے کام کا حکم دیں گے اور برے کام سے روکیں گے، اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔''

امیر محترم نے اس آیت کو موضوع بناتے ہوئے فرمایا:

آج کل ملک میں انتخابات کی آمد کا شور و غوغا ہے۔ ہر پارٹی الیکشن لڑنے کے لیے اور اقتدار کے حصول کے لیے لوگوں کو ترغیب و تحریص دے رہی ہے کہ آپ ہمیں موقعہ دیں، ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ ملک کے سب مسائل حل ہو جائیں گے۔ ہر کوئی ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر دعوے کرتا ہے۔ پارٹیاں اپنا اپنا منشور پیش کر رہی ہیں۔ میڈیا میں ایک شور برپا ہے۔ آیئے آج ہم دیکھتے ہیں کہ ان حالات

کرتا ہے۔ ایک مسلمان سب سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ میرے پاس اللہ کا قرآن موجود ہے، میں اس کو دیکھوں کہ اس میں میرے لیے ان حالات میں قرآن نے کیا تعلیم دی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیاست، معیشت، اقتصادیات

حالاتِ حاضرہ



ابو حمزہ نیاز بن بشیر

رکھیں گے (بخاری)۔ اس کے بعد فتنوں کے دور ہوں گے۔ ان میں سے چار خلفائے راشدین ہیں اور بارہویں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء میں اس حدیث کو سامنے رکھ کر پوری تفصیل بیان کر دی ہے۔

اس کتاب میں ان تمام خلفاء کے عہد کے اسلامی نظام حکومت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کا سیاسی، معاشی، اقتصادی، عدالتی اور قانونی وانتظامی نظام کیا تھا۔ گویا قرآن و حدیث کو جو مطلوب نظام حکومت ہے، وہ ان خلفاء کے عہد میں پوری طرح دیکھا جا سکتا ہے اور اس سے مکمل رہنمائی لی جا سکتی ہے۔

لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ اس کی طرف کسی کی بھی توجہ نہیں۔ سیکولر اور مادر پدر آزاد لوگوں کی تو بات ہی کیا کریں' وہ جماعتیں جو دین کا نام لیتی ہیں' اسلام کے نام پر سیاست کرتی ہیں' اسلامی انقلاب کے دعوے رکھتی ہیں' دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کے ہاں بھی اب یہ سوچ کا محور نہیں رہا۔ تو پھر کہاں اصلاح ہوگی' کون اصلاح کرے گا؟ بہرحال اس منبر کی ذمہ داری ہے کہ اللہ کے گھر میں کھڑے ہو کر اللہ کے بندوں کے سامنے اپنی بات یا اپنا فلسفہ پیش کرنے کی بجائے اللہ کے دین کی بات کی جائے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہے کہ اللہ کے دین کی بات کیا ہے؟ جو اللہ نے کہا' جو اس کے رسول ﷺ نے کہہ دیا اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے جس طرح عمل کیا اور خلفائے راشدین والمہدیین نے جس طرح اس کو قائم کر دیا' یہی دین اور اس کا نظام ہے۔ اس کو پیش کرنے اور اس پر چلنے سے ہی امت میں اتحاد بھی ہوگا اور تمام مسئلے بھی حل ہوں گے لیکن آج کی جمہوری سیاست کا کام مسلمانوں کو صرف پھاڑنا اور ان میں انتشار پیدا کرنا ہے۔

اسلام اور جمہوری سیاست میں فرق:

جمہوری سیاست کی بنیاد پارٹی بازی پر ہے۔ پارٹی ہوتی ہی اس لیے ہے کہ لوگوں کو پھاڑے اور الگ الگ کرے۔ پارٹی (Party) لفظ پارٹ (Part) سے ہے۔ پارٹ کا مطلب ہے' حصہ یا ٹکڑا۔ جمہوری سیاست میں گویا پارٹی کا مطلب ہے' لوگوں کا ایک حصہ لے لینا۔ کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لینا اور پھر دوسروں پر حملہ کرنا۔ دوسروں کی کردار کشی کرنا' اپنے آپ کو اچھا کہو اور باقی سب کو برا کہو' یہ جمہوری سیاست کی بنیاد ہے۔ لوگوں کو پھاڑنے کا یہ کام جس قدر زیادہ ہوتا ہے' جمہوری نظام کو اسی قدر شاندار کہا جاتا ہے لیکن اسلام میں سیاست کا تصور ہی اور ہے۔ اسلام میں سیاست کیا ہے؟ آیئے آج اس کو بھی سمجھیں۔

اسلام میں سیاست کا تصور اور مقصود یہ ہے کہ تمام انسانوں کو اپنے رب کے سامنے جھکا دو۔ اس کے حکم پر سب کو قائم کرو' سب کو اکٹھا کر دو۔ اسلام میں مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کی سیاست ہے جبکہ جمہوریت مسلمانوں کو پھاڑنے کا نام ہے۔ یہ اسلامی اور غیر اسلامی سیاست کا بنیادی فرق ہے اور یہ ایک بنیادی سوچ کے فرق کی وجہ سے ہے۔

جمہوری نظام لوگوں کو اس لیے منتشر اور تقسیم رکھتا ہے کہ اس کو بنانے والے اور ایجاد کرنے والے یہودی تھے۔ یہودیوں کی بنیادی سوچ ہر کام میں ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ پیسہ کیسے کمانا ہے اور وسائل پر قابض کیسے ہونا ہے۔ اسی وجہ سے اس جمہوری نظام میں شامل ہر شخص اور ہر پارٹی کا یہی اصل منشور ہوتا ہے کہ وسائل پر کنٹرول کرو' قبضہ کرو' مال چھینو اور لوگوں کو محروم کرو۔ ظالم یہودیوں نے یہ سیاسی

> ☆......سارے باطل نظام ختم کر کے عہد نبویؐ کا نظام لایا جائے جس سے معاشی انصاف قائم ہوا' دولت کی منصفانہ تقسیم ہوئی اور ظلم کا خاتمہ ہوگیا۔
>
> ☆......کافروں کے شاگردان کے اداروں سے فارغ ہو کر مسلمانوں کے حکمران بن جاتے ہیں۔ پھر تبدیلی کیسے آئے گی؟

نظام تشکیل دیا تھا اور پھر صلیبی ملکوں نے یہودیوں کے بنائے ہوئے نظام کو مغرب میں قائم کیا اور یہاں سے ساری دنیا میں اس کو پھیلا دیا۔ چونکہ مغرب کو بڑا اچھا موقع مل گیا' صلیبی جنگوں کے بعد انہوں نے مسلمانوں سے اقتدار چھین لیا اور اقتدار کے چھیننے کے بعد وسائل بھی ان کے کنٹرول میں آ گئے' دنیا کی دولتوں پر مغرب قابض ہو گیا اور انہوں نے ہی یہ سیاسی نظام قائم کر کے دنیا میں یہ نظام پھیلایا کہ چھینو' کنٹرول کرو اور مال پر قبضہ کرو۔ اسی سوچ کے اوپر سارے نظام انہوں نے قائم کیے ہیں۔ سارے ڈھانچے بنائے ہیں اور اسی کے اندر آج ہم بھی پڑے ہوئے ہیں۔

''تبدیلی'' کسے کہتے ہیں؟

میرے عزیز بھائیو! اگر چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہو' نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو نظاموں کو بدلنا ہوگا۔ جمہوری نظام میں ''تبدیلی'' صرف اس چیز کا نام ہے کہ فلاں چہرہ دیکھ دیکھ کر ہم اکتا گئے ہیں۔ بس اب تبدیلی پیدا ہونی چاہئے۔ تبدیلی کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ایک کو پیچھے ہٹا کر دوسرے کو آگے کر دو۔ اس کو تبدیلی نہیں کہتے۔ یہ سب ایک ہی نظام کے ماننے' چلنے اور چلانے والے ہیں۔ تبدیلی یہ ہے کہ مغرب کا نظام' برطانیہ' امریکہ' فرانس کا نظام ختم کر کے عہد نبوی کا اور مدینہ کا نظام قائم کیا جائے۔ آج بڑے بڑے سکالر بننے والے لوگ بتائیں کہ مدینہ میں کوئی نظام تھا کہ نہیں تھا؟ کیا وہ بغیر نظام کے ہی چلایا گیا۔ اللہ اکبر۔ مدینہ کے نظام سے دنیا کے مسائل حل ہوئے' معاشی انصاف قائم ہوا' دولت کی منصفانہ تقسیم ہوئی۔ اس نظام میں کسی ظالم کو جرأت نہیں تھی کہ مظلوم سے اس کا حق چھین لے اور حقوق کے مسئلے کھڑے ہو جائیں' ایسی چیز ہی نہیں تھی' ہر کسی کو اس کا حق ملتا تھا۔ کوئی اپنے حق سے باہر نکل کر دوسرے کا حق مارتا پھرے' دوسروں کے وسائل پر قبضے کرے' ایسا ممکن نہیں تھا کیونکہ وہاں ایک نظام تھا جو لوگوں کے حقوق کا محافظ تھا۔ اس نظام اور قانون میں کسی کو استثنیٰ حاصل نہیں تھا' چاہے وہ خلیفہ اور سربراہ مملکت ہی کیوں نہ ہو۔ اس کو تبدیلی کہتے ہیں' یہ تبدیلی آنی چاہئے۔ ایسا نظام اور ایسا قانون ہی تبدیلی لا سکتا ہے۔

اسلامی سیاست کی بنیاد کیا ہے؟ تبدیلی کیسے آتی ہے؟

شروع میں جو آیت میں نے پیش کی تھی' اس میں اللہ نے مسلمانوں کا نظام حکومت کھول کر بیان کیا کہ اس نظام میں سب سے پہلے لوگوں کو ایک اللہ اور ایک معبود کے آگے جھکایا جاتا ہے۔ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کیا جاتا ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی نیکی کے کاموں کی اشاعت کی جاتی ہے اور منکرات کو روکا جاتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلی آیات میں حکومت اور سیاست کا نظام بیان کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اسلامی حکومت اور سیاست کی بنیاد پیش کی۔ وہ بنیاد کیا ہے۔ فرمایا:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ۝ (الحج: 39)

''ان لوگوں کو جن سے لڑائی کی جاتی ہے، ان کو (بھی آج سے) اجازت دی جاتی ہے، اس لیے کہ یقیناً ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر یقیناً پوری طرح قادر ہے۔''

اور اس کی وجہ بھی اللہ نے خود ہی بتائی:

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (الحج: 40)

''وہ جنھیں ان کے گھروں سے کسی حق کے بغیر نکالا گیا، صرف اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر اللہ بعض کو بعض کے ذریعے نہ ہٹاتا تو ضرور ڈھا دیے جاتے' (راہبوں کے) جھونپڑے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر بہت زیادہ کیا جاتا ہے اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا' جو اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ یقیناً بہت قوت والا، سب پر غالب ہے۔''

اس کے بعد جا کر اگلی آیت میں اللہ نے مسلمانوں کا نظام حکومت بیان کیا:

الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۝(الحج: 41)

''وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھے کام کا حکم دیں گے اور برے کام سے روکیں گے، اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔''

گویا اللہ نے اپنے نظام کے قیام اور اس کی بنیادوں کے لیے ایک پورا طریقہ کار اور ایک پورا منہج واضح کردیا۔ ان آیات کو بیان کرکے مفسرین اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ صرف نظام کے ذریعے تبدیلی نہیں آتی بلکہ سب سے پہلے نظام کو چلانے والے صحیح انسان تیار کرنا مطلوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو لوگ چلتے ہیں اور جن پر دین کے اوپر چلنے کی وجہ سے ظلم کیا جاتا ہے' پھر وہ ہر طرح کے ظلم کے باوجود دین پر استقامت سے قائم رہتے ہیں اور باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کہتے ہیں' میں تبدیلی ان لوگوں کے ذریعے لاتا ہوں۔

گویا ظلم کے خاتمے اور تبدیلی لانے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں ڈٹ جانے والوں اور باطل کا ہر ظلم سہنے والے مظلوموں کو آگے کرتا ہے۔ ان سے اپنے دین کا کام لیتا ہے۔ انہی کو اقتدار و اختیار دیتا ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے کسی ذاتی' سیاسی اور معاشی مسئلے کے لیے کھڑے نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کی ساری دشمنی اور عداوت کی بنیاد صرف اور صرف اللہ کا دین ہوتا ہے۔ دین کی وجہ سے ہی لوگ ان کو مارتے ہیں' ظلم ڈھاتے ہیں۔

☆......مسلمان ممالک کے حکمرانوں کی اصلی ڈگریاں بھی جعلی ہیں۔ ان ڈگریوں کی کچھ حیثیت نہیں' کیا فائدہ ایسی ڈگری کا کہ قرآن کا ترجمہ آئے نہ نماز کا ترجمہ آئے' نہ اسلام کے تقاضوں کا علم ہو۔

☆......امریکہ و نیٹو کی جنگ جو دہشت گردی کے خلاف جنگ کے لیبل پر لڑی جا رہی ہے' یہ صرف اور صرف اسلام کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' پھر ہم ان لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ ظالموں کے خلاف میدانوں میں کھڑے ہو جاؤ' جو میسر ہے' وہ لے کے میدانوں میں نکل آؤ۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان کو مارا جا رہا ہے' ان کو قتل کیا جا رہا ہے' ان پر ظلم ڈھایا جا رہا ہے' ان پر جنگیں مسلط کی جا رہی ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کا جینا دنیا میں دوبھر کیا جا رہا ہے۔ جن کے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں' جن کی آزادیاں سلب کی جا رہی ہیں۔ ایسے مظلوموں کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' انہیں ہم ظالموں کے خلاف کھڑا کرتے ہیں۔ اللہ اکبر

آج لوگ تبدیلیاں چاہتے ہیں نا۔ آؤ! ذرا قرآن میں بھی دیکھیں کہ اللہ کیا تبدیلیاں پیش کرتا ہے اور تبدیلیوں کے لیے کیا منہج پیش کر رہا ہے۔ اس کے لیے ذرا توجہ کی ضرورت ہے۔ ان شاء اللہ بات سمجھ آئے گی۔ فرمایا: ہم مظلوموں کو ظالموں کے خلاف کھڑا کرتے ہیں۔ ان کی ہم مدد کرتے ہیں۔

''وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ''

وہ اللہ کے دین کی مدد کے لیے ظالموں کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کے سوا دنیا میں ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ اور ظالم کون ہوتے ہیں؟ ظالم اللہ کے دشمن ہوتے ہیں۔ اللہ کے دین کے دشمن ہوتے ہیں اور اللہ کے اس دین کو نیچا دکھانے کے لیے اور اسلام کو دنیا سے مٹانے کے لیے یہ ظالم بہت بڑا ظلم ڈھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

پھر ہم ان مسلمان مظلوموں کو کافروں' ظالموں کے خلاف میدانوں میں کھڑا ہونے کا حکم دیتے ہیں۔ ایک ٹکراؤ ہوتا ہے۔ میدانوں کے اندر مقابلہ ہوتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: ہم مظلوموں اور ظالموں کا مقابلہ کرواتے ہیں اور پھر ہم مظلوموں کو ظالموں پر غلبہ عطا کرتے ہیں۔ اس طرح دنیا میں تبدیلیاں سامنے آتی ہیں۔ نتائج سامنے آتے ہیں۔ معاشرے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ امن قائم ہو جاتا ہے۔ دنیا کے اندر ظلم ختم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' ان لوگوں کے ذریعے ہم دنیا سے ظلم کا خاتمہ کرواتے ہیں اور یہ سب' اللہ کے دین کے لیے ان کی قربانیوں سے ممکن ہوتا ہے۔

سورۂ حج میں اس کی پوری تفصیل آپ پڑھ سکتے ہیں۔ موقع ملے تو حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾ کی تفسیر پڑھ کے دیکھیں۔ انہوں نے اس حوالے سے تمام روایات جمع کردی ہیں۔

مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں واضح کیا ہے کہ اللہ کے دین کا نظام صرف وہ لا سکتے ہیں' تبدیلی صرف وہ برپا کرسکتے ہیں جو اللہ کی راہ میں اللہ کے دین پر مضبوطی سے کھڑے ہوں۔ جنہوں نے اس راہ میں قربانیاں دی ہوں' غیر تربیت یافتہ لوگ تبدیلی نہیں لا سکتے۔ جن کی دین پر تربیت نہیں ہے' جو کفر کے مقابلے میں کھڑے نہیں ہوتے' جو کفر سے ٹکر نہیں لیتے' ظالموں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر میدانوں میں قربانیاں نہیں دیتے بلکہ اس کی بجائے ان کی زندگی عیاشیوں میں گھری ہوئی ہے' غیروں کے ہاں تعلیم اور تربیتیں حاصل کرتے ہیں۔ سیاست وہاں سے سیکھتے ہیں' پھر انہی کے اشاروں پر چلتے ہیں' ایسے لوگ کبھی تبدیلی نہیں لا سکتے۔

آج دیکھ لیں کہ ہمارے سیاستدان کہاں کہاں سے پڑھ کے اور تربیت لے کر آتے ہیں۔ کوئی برطانیہ سے آرہا ہے' کوئی امریکہ سے آرہا ہے۔ ان کے بچے بھی وہیں پڑھتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بعد ہمارے بچوں نے بھی حکومتیں کرنی ہیں۔ ان کا بھی حق ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ جو لوگ مغرب سے پڑھ کے آتے ہیں' جن کی اولادیں ساری تعلیم وہاں سے حاصل کرتی ہیں' وہاں ان کے استاد کون سے ہوتے ہیں؟ ظاہر ہے یہودی اور عیسائی۔ ان یونیورسٹیوں میں تربیت کرنے والے کون ہیں؟ پڑھانے والے کون ہیں؟ عیسائی' صلیبی' یہودی' اسلام کے دشمن۔ انہی سے یہ سوچ' فکر اور تربیتیں لے کر آتے ہیں۔ اسلام کے دشمنوں سے پڑھنے والوں کو کیسے پتہ چلے کہ اسلام کیا ہے۔ اللہ کے دین کے مقاصد کیا ہیں۔ ظلم کس کو کہتے ہیں۔ مظلوم کون ہے۔ ان کو تو ظالم اور مظلوم کا ہی پتہ نہیں۔ یہ تبدیلی کیا لائیں گے بلکہ ان کے ہاں تو ظالم اور مظلوم کی تعریف ہی الٹ ہے۔ جس طرح امریکہ و مغرب مجاہدین کو ظالم اور دہشت گرد کہتے ہیں' یہ بھی اسی طرح

مجاہدین کو ہی دہشت گرد کہتے ہیں'یعنی مجاہدین ظالم ہیں اورامریکہ مظلوم ہے۔ان کی نظر میں امریکہ دنیا سے دہشتگردی مٹانے کے لیے ہی مسلم ممالک میں فوجیں لے کر آیا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ کیاامریکہ جوسپین سے لے کر ڈیگو گارشیا تک کے صلیبیوں کو اکٹھا کرتا ہے' ان کے ذریعے عراق اورافغانستان کوتاراج کرتا ہے'لاکھوں مسلمانوں کاقتل عام کرتا ہے' پاکستان کے خلاف بھی سازشیں اور تخریب کاریاں کرتا ہے تو کیا یہ ظلم مٹانے کے لیے ہے یا اسلام کو نیچا دکھانے کے لیے ہے لیکن وہ اپنے شاگردوں کو یہی تعلیم دیتا ہے کہ میں دنیا کا محسن بن کر آیا ہوں۔اس تصور پر آج ہمارے سیاستدانوں کی تربیتیں ہورہی ہیں۔ یہ ذہن سازیاں ہورہی ہیں۔ظالم اور مظلوم کا معیار بدل گیا ہے۔ظلم کی تعریف ہی بدل دی گئی ہے۔آج ہمارے ہاں زیادہ سے زیادہ مسئلہ صرف جعلی ڈگریوں کا ہے۔

کیا الیکشن کمیشن صرف جعلی ڈگریوں کا مسئلہ حل کر کے تبدیلی لاسکتا ہے؟

واللہ!میں اس منبر رسولؐ پر کھڑے ہو کر پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلمان ملکوں میں حکومت کرنے والوں کی (مروجہ) اصلی ڈگریاں بھی جعلی ہیں۔میں نے بھی کئی ڈگریاں حاصل کی ہوئی ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ ان ڈگریوں کی کیا حیثیت ہے۔ایسی ڈگری کا کیا فائدہ جس کے حصول کے بعد انسان کو قرآن کی ایک سورت بھی نہ آتی ہو۔یہ ہے ان کی ڈگری کی حقیقت۔ آج انتخابات میں کھڑے ہونے والے کتنے امیدوار ہیں جنہیں صحیح نماز تک پڑھنی نہیں آتی۔ جنازے کی کوئی دعا تک نہیں آتی۔ویسے الیکشن کے دنوں میں جنازوں میں یہ امیدوار سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔کسی کی وفات کا سب سے زیادہ صدمہ انہی میں نظر آتا ہے۔ان دنوں شادیوں میں بھی خوب نظر آتے ہیں۔یہ سارے کام انہیں خوب آتے ہیں۔اسلام کا کچھ پتہ نہیں۔نماز اور جنازہ کی دعاؤں کا کوئی علم نہیں۔دین کیا ہے اور اس کے تقاضے کیا ہیں' یہ تو بہت دور کی بات ہے۔

الیکشن کمیشن بھی اپنے طور پر بڑا مطمئن ہے کہ ہم بڑی چھان پھٹک کے بعد اس بار امیدوار لائے ہیں۔اب کسی کی ڈگری جعلی نہیں ہوگی۔ بس اس سے نظام بہتر ہوجائے گا اور تبدیلی آجائے گی۔

کاش!ہمارے یہ سارے کارپرداز سوچیں کہ مملکت خداداد پاکستان کو چلانے کے لیے کس قسم کی ڈگریاں چاہئیں۔ کیااسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں ایسی ڈگریاں کافی ہیں؟''پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الااللہ'' کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں حکمرانی کے لیے کیا اتنا معیار کافی ہے کہ مغرب نواز اداروں سے حکومتی ڈگری حاصل کرلو۔یہ مغرب کا معیار تو ہوسکتا ہے......اللہ کے ہاں صرف ایسی ڈگری لینا معیار نہیں'نہ اللہ کوایسے لوگ مطلوب ہیں۔

اللہ کے ہاں معیار وہ لوگ ہیں جو اپنی تربیت دین کی راہ میں کرتے ہیں۔جنھوں نے اس راہ میں قربانیاں پیش کی ہوتی ہیں۔اللہ انہیں سیاست میں کھڑا کرتا ہے۔ان کو اقتدار دیتا ہے اور انھی کے ذریعے اللہ تبدیلیاں لاتا ہے۔ اسلام میں ساری بنیاد دین کے لیے قربانیوں پر ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو اللہ اپنی امانت بھی دینا پسند کرتا ہے۔

تبدیلی محض چہرے یا نظام بدلنے سے نہیں بلکہ اصل ظالم کافروں کے خلاف دین کے لیے قربانیاں دینے والے مظلوموں کے ذریعے آتی ہے:

اسلام کی تاریخ میں جھانک کر دیکھ لیں۔ نبی ﷺ کے بعد سب سے پہلے خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بنے۔ان کو منتخب کرنے کا کیا معیار اختیار کیا گیا۔نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کو معیار بنایا گیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھ پر جس جس نے احسانات کیے تھے' میں نے اپنی زندگی میں اس کے احسان چکا دیے ہیں لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احسانات چکا نہیں سکا۔ہاں یہ احسانات سارے دین کے لیے ہی تھے۔دین کے لیے انہوں نے ساری قربانیاں دیں۔

جب سرداران قریش نے فیصلہ کیا کہ آج کی رات محمد ﷺ کو قتل کیا جائے گا' ہر قبیلہ کا جوانمرد اس قبیلے کا نمائندہ بن کے اس قتل کی واردات میں شامل ہوگا۔یوں سب قبائل اکٹھے ہوگئے تاکہ کسی ایک کے اوپر زد نہ پڑے۔ سب نے نبی اکرم ﷺ کے گھر کا گھیراؤ کرلیا۔اللہ تعالیٰ نے اسی رات ہجرت کا حکم دے دیا۔

نبی اکرم ﷺ گھر سے نکل پڑے۔ دشمنوں پر کنکریاں پھینکتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں ''شاھت الوجوہ'' تمہارے چہرے خاک آلود ہوں۔اس طرح اللہ تعالیٰ کافروں کو اندھا کر دیتا ہے اور آپ ﷺ گھر سے نکل کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے۔فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آج کی رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کا حکم دے دیا ہے۔ مجھے حکم دے دیا ہے کہ میں مکہ چھوڑ کے مدینہ چلا جاؤں۔اللہ اکبر

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ اکیلے نہیں جاسکتے' میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ جاؤں گا۔دونوں ہی مکہ شہر سے نکلتے ہیں اور ایک غار میں جا کر پناہ لیتے ہیں۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے قربانی کی مثال قائم کردی۔اللہ نے اس واقعہ کا زبردست نقشہ ان الفاظ کے ساتھ کھینچا ہے۔

إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا.(التوبة:40)

غار میں پناہ لینے کے بعد نبی کریم ﷺ سوئے ہوئے تھے۔غار کے ایک سوراخ پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پاؤں رکھا ہوا تھا کہ اس دوران ایڑی پر سانپ نے ڈس لیا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ ایڑی نہیں ہلا رہے۔مبادا اللہ کے رسول ﷺ کی نیند خراب ہوجائے۔

بھائیو!یہ ہے دین کے لیے محبت اور خدمت کی انتہا' یہ ہے اسلام میں معیار۔جس نے جتنی زیادہ دین کے لیے قربانیاں دی ہیں' اس سے نبی ﷺ کی قربت اتنی زیادہ ہے۔جس نے دین کے لیے مال زیادہ پیش کیا' جانوں کی قربانی زیادہ دی' وہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں زیادہ مقرب ومحبوب ہے۔

یہ ہے وہ نظام تربیت اور قربانی کا نظام۔دین کے لیے مرمٹنے کا نظام۔تبدیلی صرف اسی طریقے سے آتی ہے۔میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں'میری بات تمام دینی جماعتوں کے ذمہ داران سن لیں جو اسلامی نظام کے دعویدار ہیں لیکن جمہوری نظاموں سے تبدیلی کی امید رکھتے ہیں' وہ یاد رکھ لیں!یہودیوں' صلیبیوں کے سیاسی نظاموں' ڈھانچوں کے ذریعے دنیا میں نہ پہلے کبھی کوئی تبدیلی آئی ہے' نہ کبھی آئے گی۔ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے۔ بنیاد غلط ہو تو اوپر تک عمارت ٹیڑھی ہی چلی جاتی ہے۔ بنیاد صحیح ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ پہلی بنیاد یہ قرار دیتے ہیں کہ ظالم اور مظلوم کا فرق سمجھو۔اس بات کا پہلے شعور حاصل کرو کہ ظلم کیا ہے۔اس کے بعد ہی ظلم کا خاتمہ ہوگا اور دنیا میں امن آئے گا۔فرمایا:

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ.(الانعام:82)

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا' یہی لوگ ہیں جن کے لیے

امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آ کر نبی ﷺ سے اس آیت کا معنی پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس آیت میں ظلم کے بارے اتنی بڑی بات کہی گئی ہے۔ ظلم تو ہر شخص کوئی نہ کوئی کر بیٹھتا ہے، کوئی نہ کوئی غلطی تو ہر انسان سے ہو جاتی ہے۔ کوئی اس سے بچنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا تو یہاں ظلم سے کیا مراد ہے؟ (بخاری)

تو نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر قرآن کی ایک اور سورت کی آیت پڑھ کر بتائی۔ فرمایا:

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ. (لقمان: 13)

اصل اور بڑا ظلم شرک ہے۔

اسی سے دنیا میں ساری خرابیاں جنم لیتی ہیں، امن کا خاتمہ ہوتا ہے، جہالت کے اندھیرے اس سے پھیلتے ہیں اور ناانصافیاں اور حقوق کی تلفی و غصب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا حق محفوظ نہ رہے، غیر اللہ کو دے دیا جائے، اس کو شرک کہتے ہیں اور جب اللہ کا حق محفوظ نہ ہو تو اللہ کے بندوں کے حقوق بھی محفوظ نہیں رہتے۔ اللہ کے حق کے ساتھ ہی انسانوں کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔

یہ تفسیر محمد رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمائی ہے اور یوں واضح کر دیا کہ تبدیلی اس وقت پیدا ہوگی جب ظلم کے مقابلے میں ظلم کے خاتمے کے لیے کھڑا ہوا جائے گا کیونکہ ٹکراؤ اس کے اوپر ہوگا۔ فیصلہ اس پر ہوگا کہ کون اللہ کا ہے اور کون غیر اللہ کا ہے۔ کون اللہ کی عبادت چاہتا ہے اور کون غیر اللہ کی عبادت کرتا اور شرک کرتا ہے۔ کون اللہ کا حکم چاہتا ہے اور کون غیر اللہ کا نظام چاہتا ہے۔ یہاں سے نکھار پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کے سچے بندے، اللہ کے مخلص بندے، اللہ کے لیے، اللہ کی عبادت کے لیے، اللہ کے حکم کی اطاعت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر اللہ کے دشمن جو اپنے حکم چلاتے ہیں، اپنے نظام چلاتے ہیں، جو اپنی عبادت کے ڈھانچے بناتے ہیں، ان کا اور اللہ کے مخلص بندوں کا مقابلہ ہوتا ہے، ٹکراؤ ہوتا ہے، دشمنی ساری اسی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اور پھر اس ٹکراؤ اور مقابلے کے بعد ہی تبدیلی آتی ہے۔

ظلم کے اصل ذمہ دار کافروں کے خلاف جہاد سے ہی نتائج سامنے آئیں گے۔ ان شاء اللہ:

میرے بھائیو! یہ دہشت گردی کا جتنا ڈھنڈورا پیٹا گیا، دہشت گردی کے خلاف جو جنگ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے کھڑی کی اللہ گواہ ہے یہ جنگ صرف اسلام کے خلاف تھی۔ اگر بندوں کو مارنا، قتل کرنا دہشت گردی ہے تو جاؤ سرحد کے پار انڈیا میں جا کر دیکھو، کتنا قتل ہو رہا ہے، ذرا یہودیوں، ہندوؤں، اسرائیلیوں اور بدھوں کو دیکھو کہ لوگوں کو قتل کس طرح کر رہے ہیں، لوگوں کو بے گھر کس طرح کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی بستیاں کس طرح مسمار کر رہے ہیں، کیا کسی نے یہودیوں کو دہشت گرد قرار دیا ہے۔ کبھی اسرائیل کو ریاستی دہشت گردی کا ذمہ دار کہا۔ غزہ کے اندر مسلمانوں کا قتل عام کرنے والے، ناکہ بندی کر کے خوراک تک روکنے والے، کیا ان سارے واقعات پر امریکہ نے اسرائیل اور یہودیوں کو کبھی دہشت گرد کہا بلکہ ان کو تو سارا سہارا ہی امریکہ کا ہے۔ اللہ اکبر

ہندو بھارت میں قتل عام کرے، کشمیر میں قتل عام کرے، گودھرا میں قتل عام کرے، احمد آباد، گجرات میں ہزاروں مسلمانوں کا خون بہائے، پورا پورا خاندان پٹرول چھڑک کے گھر کے دروازے باہر سے بند کر کے آگ میں بھون دے، وہ پھر بھی دہشت گرد نہیں۔

اقوام متحدہ، سلامتی کونسل نے، امریکہ نے، مغرب نے کبھی انڈیا کو دہشت گرد قرار دیا؟ کبھی بھی نہیں۔ بلکہ سب ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ اسرائیل اور بھارت کے سب سے بڑے مددگار ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف سارے اکٹھے ہیں۔

الکفر ملة واحدہ

"کفر ایک ملت ہے"

مسلمانو! کبھی کافروں کے دھوکے میں نہ آنا۔ یہ نہ سمجھنا کہ یہ آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے، یہ سب ایک ملت ہیں۔ بے شک ان میں کوئی یہودی ہے، عیسائی ہے، صلیبی ہے، ہندو ہے، لیکن مسلمانو تمہارے دشمن ہیں، آپس میں سب ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ.

(الانفال: 73)

"یہ کافر تمہاری دشمنی میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔"

آپ خود سوچیے، محمد رسول اللہ ﷺ کے خاکے کیوں چھاپے گئے۔ سب سے زیادہ امریکہ میں خاکے شائع کیے گئے۔ ڈنمارک، ناروے اور تمام مغربی ملکوں میں اللہ کے رسول ﷺ کی توہین کے خاکے چھپے۔ قرآن مجید پر ایک ظالم امریکی پادری ٹیری جونز نے خود ہی مقدمہ چلایا، خود ہی قرآن کو دہشت گردی کا ذمہ دار قرار دیا اور اس کے خلاف خود ہی فیصلہ کر کے اس مقدس کتاب کو دیدہ دلیری سے سرعام جلایا۔ یہ سارا دھندہ مغربی ملکوں کے اندر ہوا ہے۔ یہ ہے دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کا مطلب یعنی اسلام کے خلاف جنگ۔ وہ اگر کھلم کھلا قرآن کو دہشت گردی کی کتاب کہتے ہیں تو ہمیں بھی ماننا ہوگا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ دراصل اسلام، قرآن اور مسلمان کے خلاف جنگ ہے۔ اب ہمیں بھی اگر قرآن سے محبت ہے تو قرآن نے ان کفار کی جو حقیقت بتائی ہے، وہ ہمیں بھی ماننا ہوگی۔ ہمیں تسلیم کرنا ہوگا کہ غیر اللہ کی عبادت کے جتنے نظام اور ڈھانچے ہیں، یہ سب ظلم اور دہشت گردی کا اصل منبع ہیں۔

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ. (لقمان: 13)

جب تک شرک کے یہ ڈھانچے موجود ہیں، تو دنیا میں امن کبھی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اس ظلم کے خلاف ہم اپنے بندوں کو کھڑا کرتے ہیں۔ ظلم کے اس ڈھانچے کے اصل ذمہ دار کافروں کے خلاف مظلوم مسلمانوں کو کھڑا کرتے ہیں۔ میدان میں کھڑا کرتے ہیں، پھر غیر اسلامی کلچر اور ثقافت کے اصل سرغنوں کو یہ اللہ کے بندے چیلنج کرتے ہیں۔ یہ جنگ دنیا کے اندر چلتی ہے، اللہ کے مخلص بندے قربانیاں دے کر اللہ کے دین کو اونچا کرتے ہیں۔ ظلم کا خاتمہ کرتے ہیں۔ میدانوں میں کھڑے ہونے والے انہی لوگوں کے بارے میں اللہ وعدہ کرتا ہے۔

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ (الحج: 41)

ہم دنیا میں اقتدار بخش کر ان بندوں کے ذریعے دنیا میں تبدیلی لاتے ہیں۔

یہ ہے وہ نظام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں پیش کیا۔ جس کے ذریعے دنیا میں حقیقی تبدیلی آئے گی اور دنیا امن کا گہوارہ بنے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں کافروں کی سازشوں کو سمجھنے اور اپنے دین کے لیے کام آنے کی توفیق دے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ

مظاہرے اور جھڑپیں جاری ہیں اور لوگوں نے رکاوٹوں کو روندتے ہوئے مدثر کے اہل خانہ سے تعزیت کی اور اس کی قبر پر دعائیں کیں۔ ادھر پکرپورہ بڈگام میں بھی ٹیئر گیس، پیپر گیس اور تشدد سے مظاہرین زخمی ہوئے۔ خانقاہ معلی میں بھی پولیس سمیت کئی لوگ زخمی ہوئے۔ کپورہ، ملک پورہ، مائر کے پورہ، مرن چوک اور مین چوک پلوامہ میں بھارتی فوج کی بے پناہ قوت وتشدد کے ردعمل میں لوگوں نے فورسز پر نہتے اور بے بسی کے عالم میں جھڑپوں میں حصہ لیا جس سے پورے کشمیر میں شام کو فورسز کے ساتھ مڈبھیڑ میں سینکڑوں لوگ زخمی ہوگئے۔

☆......افضل گورو شہید کی باقیات کے لیے ریاستی اسمبلی میں اب تک 68 قراردادیں جمع ہوچکی ہیں۔

☆......لہو اور قربانیوں کی ترجمانی کے لیے کشمیریوں نے اہم مقامات پر سرخ رنگ کے جھنڈے لہرائے اور سڑکوں پر سرخ رنگ بکھیر کر اپنا انوکھا احتجاج ریکارڈ کروایا۔

مدثر کامران اور طاہر رسول کی شہادت پر وادی بارود کا ڈھیر بن گئی۔ ایک درجن پولیس اہلکاروں سمیت 160 افراد زخمی

6 مارچ: مجلس مشاورت کی ''پلوامہ چلو'' کال کے دوران شام ہوتے ہی لوگوں کا جم غفیر سڑکوں پر نکل آیا۔ اسلامیہ کالج کے قریب فورسز نے بپھرے ہوئے جلوس کو روکنے کی کوشش کی تو لوگ رکاوٹوں کو روندتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ صراف کدل کے قریب پھر فورسز نے آنسو گیس اور مرچی گیس کا بے تحاشہ استعمال کیا جس سے لوگ مرچی گیس کی شدت سے قے کرتے ہوئے بے ہوش ہوگئے جن میں سے کئی کی حالت نازک ہے۔

اس دوران نوہٹہ میں فورسز کی تیز رفتار گاڑی نے ساحل نامی نوجوان کو ٹکر مار کر شدید زخمی کر دیا۔ بمنہ کراسنگ، خانیار، ڈلگیٹ وغیرہ میں فورسز نے آنسو گیس اور مرچی گیس کا اندھا دھند استعمال کیا جس سے بیشتر علاقے دھویں کے مرغولوں میں چھپ گئے۔ نتیجتاً راہگیروں، گاڑیاں چلانے والوں اور ہسپتالوں میں مریضوں کے تیمارداروں کے لیے سانس بحال رکھنا دشوار ہوگیا جبکہ ٹیئر اور پیپر گیس کے ساتھ پیلٹ گن کی فائرنگ سے 3 نوجوان شدید زخمی ہوئے جن کی حالت ہسپتال میں نازک ہے۔ ادھر کرنگر میں فورسز کی ٹیئر گیس کے گولے سے رؤف احمد جبکہ حبہ کدل میں عمران احمد اور چھانہ کھن سوپور میں منتظر احمد نوجوان پیلٹ گن سے بری طرح زخمی ہوگیا جن کی حالت ہسپتال میں نہایت ابتر ہے۔

پادشاہی باغ کے علاقہ میں SHO تھانہ صدر منیش کمار رہا پولیس اہلکار نوجوان کے پتھراؤ سے زخمی ہوگیا۔ پولیس نے مظاہرین کو کچلنے کا ہر ہتھکنڈا آزمائے ہوئے بیسیوں نوجوانوں کو زخمی کر دیا لیکن لہولہان نوجوان پھر بھی اسلام اور آزادی کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے مدثر اور طاہر کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرتے رہے۔ بعد میں پولیس اور فورسز نے آنسو اور مرچی گیس کے علاوہ پیلٹ گن کے دھانے کھول کر 12 نوجوانوں کو لہو سے تربتر کر دیا جن میں سے 15 سالہ ذاکر احمد لون ساکنہ قاضی حمام پیلٹ لگنے سے موت کی دہلیز پر جا پہنچا۔ تریگام میں بھی فورسز نے علاقہ بھر میں اودھم مچائی اور ہسپتال میں توڑ پھوڑ کی اور مظاہرین سے جھڑپوں کے نتیجہ میں تین CRPF اہلکاروں سمیت نصف درجن شہری زخمی ہوگئے۔ جن میں فیروزہ بانو نامی خاتون بھی شامل ہے۔

کرفیو کے باوجود کشمیری سڑکوں پر۔ 85 سے زائد افراد زخمی، متاثرہ افراد ہسپتالوں کی بجائے جیلوں میں بند

7/8 مارچ: مقبوضہ کشمیر میں افضل گورو کی پھانسی، مدثر کامران کے قتل اور طاہر رسول کی شہادت کے خلاف کرفیو کے باوجود احتجاجی مظاہرے جاری رہے اور فورسز نے بزور طاقت ان مظاہرین کو بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا جس سے 50 سے زائد افراد زخمی ہوئے اور کئی زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے کی بجائے گرفتار کر کے جیلوں میں ٹھونس دیا گیا۔ دریں اثناء سرینگر، بارہمولہ، پلہالن، کپواڑہ، اہت ناگ اور دیگر علاقوں میں مظاہرین پر تشدد سے 35 افراد زخمی ہوگئے۔

دوبدو تصادم آرائی میں حاملہ خاتون، معصوم بچہ، SHO اور اہلکاروں سمیت 4 کشمیری زخمی، SP سمیت 36 اہلکار زخمی

9 مارچ: تفصیلات کے مطابق بارہمولہ، سوپور، کپواڑہ، بانڈی پورہ اور لنگیٹ میں احتجاجی مظاہروں پر فورسز کی ممنوعہ مہلک ہتھیاروں کے استعمال اور ہوائی فائرنگ سے ایک حاملہ خاتون، 2 سالہ معصوم بچہ، ایک SHO اور متعدد سکیورٹی اہلکاروں سمیت 4 سے زائد کشمیری لہولہان ہوگئے۔ کلگام پلوامہ میں بھی مظاہرین پر طاقت کا بے تحاشہ استعمال اور توڑ پھوڑ کی گئی۔ بارہمولہ میں علی الصبح فورسز نے بس اسٹینڈ کے قریب چھاپوں کے دوران درجنوں نوجوانوں کو گرفتار کر لیا جبکہ ردعمل کے طور پر مظاہرین نے احتجاج جاری رکھا تو فورسز نے طاقت استعمال کر کے 6 افراد کو خون میں نہلا دیا جبکہ مشتعل نوجوانوں کو منتشر کرنے کے لیے ٹیئر گیس، ربڑ کی گولیاں اور ہوائی فائرنگ کی اور شام تک جاری رہنے والی اس خونی آنکھ مچولی میں پیلٹ لگنے کے نتیجہ میں 24 سے زائد افراد زخمی ہوگئے جن میں سے نثار، آصف، طارق اور جاوید کو نازک حالت کے باعث ہسپتال داخل کروا دیا گیا۔

پرتشدد مظاہروں میں SHO سمیت بیسیوں افراد زخمی، خواتین پر مرچی بم کا استعمال، اب تک 200 کشمیری گرفتار

10 مارچ: شمالی کشمیر کے اضلاع بارہمولہ، بانڈی پورہ اور بڈگام وگاندربل میں دن بھر پرتشدد مظاہروں کا سلسلہ جاری رہا، اس دوران ایک SHO سمیت بیسیوں افراد زخمی ہوگئے۔ پتھراؤ کی زد میں آ کر درجنوں گاڑیوں کے شیشے چکنا چور ہوگئے۔ دوسری جانب فورسز نے کشمیری مظاہرین اور دیگر راہگیروں کی گرفتاریوں کا سلسلہ تیز کر دیا

باقی صفحہ 46 پر





توہینِ رسالتؐ قانون ختم کرانے کیلئے جوزف کالونی پر حملہ کرایا گیا

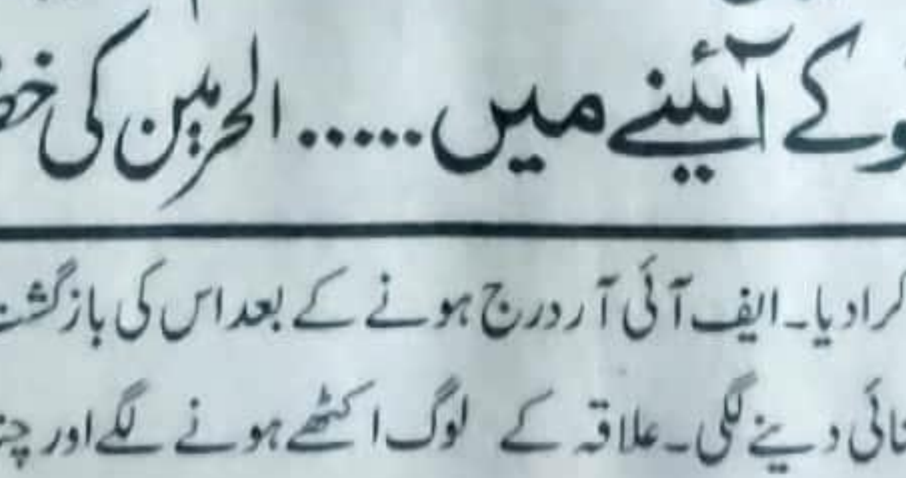
متاثرہ کالونی کے تفصیلی دورہ اور مسلم و غیر مسلم متاثرین اور راہنماؤں سے گفتگو کے آئینے میں..... الحرمین کی خصوصی تحقیقی رپورٹ

اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت نے مغرب کو حواس باختہ کر دیا ہے۔ تیزی سے تاریک دلوں کو ایمان کے نور سے منور ہوتا دیکھ کر یہود و نصاریٰ نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ کبھی خاکے' کارٹون اور کبھی قرآن پر مقدمہ چلا کر اسے جلانا ایسے عوامل ہیں جن سے امت مسلمہ کے دل زخمی ہو چکے ہیں۔ مغرب کی ہی تقلید میں پاکستان میں بھی اہانت آمیز واقعات ہوتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس بہانے یہاں انتشار اور ہنگامہ برپا ہو۔ اقلیتوں کو مظلوم بنا کر پیش کیا جائے اور اس بہانے قانون توہین رسالت کے خلاف پروپیگنڈے کا موقع ملے۔ سانحہ گوجرہ کے بعد جوزف کالونی میں ہونے والے سانحہ میں یہی کچھ ہوا۔ الحرمین کی ٹیم نے جوزف کالونی کا اس حوالے سے تفصیلی دورہ کیا۔ جو کچھ آنکھوں سے دیکھا اور جو واقعات مقامی لوگوں کی زبانی معلوم ہوئے' وہ نذر قارئین ہیں۔

جوزف کالونی میں ساون مسیح نامی شخص نے بلیئرڈ کلب بنا رکھا تھا' اس کی دکان کے سامنے ہی ایک مسلمان شاہد عمران کا حمام تھا۔ دونوں میں کافی گہری دوستی تھی۔ دونوں مل کر پرمٹ پر ملنے والی شراب بھی پیتے تھے۔ سات مارچ کو ساون مسیح اور عمران دونوں مل کر بیٹھے تھے تو کسی موضوع پر ان میں بحث شروع ہو گئی اور ساون نے نبی مکرم جناب محمد ﷺ کے بارے میں اہانت آمیز کلمات کہے۔ عمران نے اسے سمجھایا کہ وہ ایسی زبان استعمال نہ کرے۔ دوستی اپنی جگہ لیکن ہمارے ایمان کا امتحان نہ لو مگر وہ باز نہ آیا۔ عمران نے قریب بیٹھے اپنے مشترکہ دوست شفیق احمد کو بلا لیا۔ شفیق کے سامنے بھی ساون مسیح نے توہین آمیز کلمات کہے۔ مقامی لوگوں کے مطابق شفیق نے اس پر خنجر سے وار کرنا چاہے تو ساون مسیح وہاں سے بھاگ گیا۔ اس واقعہ کے بعد شفیق نے تھانہ بادامی باغ جا کر ساون مسیح کے خلاف 295-c کے تحت پرچہ درج کرا دیا۔ ایف آئی آر درج ہونے کے بعد اس کی بازگشت سنائی دینے لگی۔ علاقہ کے لوگ اکٹھے ہونے لگے اور چند گھنٹوں میں ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔ یہ سب اچانک اور خلاف توقع ہونے کے سبب پولیس بھی حیران و ششدر رہ گئی اور اتنے بڑے مجمع کو روکنے کی مضبوط حکمت عملی ترتیب نہ دے سکی۔ ہر لحہ لوگوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ پرامن احتجاج آہستہ آہستہ اشتعال انگیز ہو رہا تھا۔

کسی بھی ناخوشگوار واقعہ سے بچنے کے لئے پولیس نے اس دوران ساون مسیح کو گرفتار کر لیا۔ مقامی لوگوں کے مطابق پولیس کو چاہئے تھا کہ وہ معزز علمائے کرام کے ذریعے مشتعل ہجوم کو سمجھا بجھا کر وقوع پذیر ہونے والے سانحہ سے بچاتی لیکن ایسا نہ ہو سکا اور پانی سر سے گزر گیا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا' ہجوم بھی بڑھتا گیا اور والیٔ بطحاؐ کی ذات اقدس پر آنے والی آنچ پر جذبات آتش فشاں کے لاوے کی طرح شعلہ جوالہ بن گئے۔ ہجوم نے پولیس پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ اس کے جواب میں پولیس نے لاٹھی

تصویر وطن



محمد قاسم حمدان

چارج اور آنسو گیس استعمال کی مگر وہ ہزاروں لوگوں کے بپھرے سیلاب کو نہ روک سکی۔ البتہ پولیس نے اس دوران بڑی دانائی کا ثبوت دیتے ہوئے جوزف کالونی کے تمام



افراد کو محفوظ جگہ پہنچا دیا۔ پولیس کے ساتھ لوہا مارکیٹ کے کچھ دکاندار بھی بپھرے ہوئے ہجوم کو سمجھا رہے تھے کہ گھروں کو نقصان پہنچا کر ہم دین کی خدمت نہیں کر رہے بلکہ اس سے پوری دنیا کو ہمارے طرز عمل سے بہت غلط پیغام ملے گا لیکن احتجاج کرنے والوں میں شامل شرپسند عناصر نے بالآخر جوزف کالونی کے فرنٹ والے چند مکانات اور کچھ اندر کے مکانات کو آگ لگا دی۔ اس سے کچھ گھر جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ جبکہ آگ کے دھویں نے اکثر مکانات کو سیاہ کر دیا جس سے یوں لگتا تھا کہ جیسے اکثر مکانات کو آگ لگائی گئی ہو۔ یہاں عیسائیوں کے دو فرقوں کیتھولک اور سیونتھ ڈے کے پیروکار رہتے ہیں۔ ان کے علیحدہ علیحدہ دو چرچ ہیں۔ ان چرچوں کو بھی کچھ نقصان پہنچا۔ وہاں آباد متاثرہ افراد کے مطابق ایک مسلمان کا گھر بھی آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ جوزف کالونی کے جلتے گھروں سے اٹھنے والے دھویں کے مناظر میڈیا کے ذریعے پوری دنیا دیکھ رہی تھی۔ چند شرپسندوں نے اپنا کام دکھایا تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ وہ اسی موقع کی تلاش میں ہوں۔ وہ اہانت رسولؐ کے اس واقعہ پر اپنے دلی جذبات کا اظہار نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ تو اس مقدس عقیدے کی آڑ میں قانون امتناع توہین رسالت کو ختم کرنے کے درپے تھے۔

ادھر جوزف کالونی کی آگ ابھی ٹھنڈی نہ ہوئی تھی کہ پوری دنیا میں احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے۔ مظاہرین نے اسے سیاسی رنگ دینے کی کوشش کی۔ پوری دنیا میں مظاہرین کا ایک ہی نعرہ تھا کہ قانون توہین رسالت کا خاتمہ کیا جائے۔ ان کے جوشیلے نعروں سے لگ رہا تھا کہ یہ سارا واقعہ اسی پس منظر میں ہوا ہے۔ عصمت انبیاء کے دشمن پوری دنیا میں یک زبان تھے کیونکہ ان کو اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل ہوتی نظر آ رہی تھی۔

پاکستان کو پوری دنیا میں تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ تنقید کرنے میں یورپ اور امریکہ پیش پیش تھے۔ جہاں 9/11 کے بعد مسلمانوں کو صرف مسلمان ہونے کے ناطے تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کے لئے عرصہ حیات تنگ کیا گیا، انہیں جیلوں میں ٹھونس دیا گیا اور ان کی آنکھوں کے سامنے قرآن کی تذلیل کی گئی۔ یورپ میں مساجد کے میناروں پر پابندی لگی، حجاب کو خلاف قانون قرار دیا گیا۔ بش کی قیادت میں مسیحی یورپ نے صلیبی جنگ کا آغاز کیا جس میں ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمان شہید کیے گئے۔ ان کے گھروں کو مسمار کیا گیا اور آج بھی یہ سلسلہ ڈرون حملوں کی صورت میں جاری ہے جس میں بے گناہ لوگوں کا قتل ہو رہا ہے۔ ان کے درد میں تڑپنا تو کجا لب ہلانا بھی کوئی گوارا نہیں کرتا۔ گوانتاناموبے میں قرآن کی بے حرمتی کا سلسلہ آج بھی جاری ہے لیکن اس طرف کس کی توجہ نہیں۔

جوزف کالونی میں متاثر ہونے والے کلیسیا کے پیروکار ضرور ہیں لیکن وہ پاکستان کے باسی بھی ہیں۔ ان کی جان و مال کی حفاظت یقیناً حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس فریضہ کو پنجاب حکومت نے بہت ہی عمدہ انداز میں ادا کیا جس پر وہ خراج تحسین کے لائق ہے۔

راقم نے مدیر مجلہ قاضی کاشف نیاز کی قیادت میں اس روز جوزف کالونی کا دورہ کیا جب وزیر اعلیٰ پنجاب نے جوزف کالونی کی تعمیر نو کے بعد اس کا افتتاح کیا۔ وزیر اعلیٰ نے جس طرح میٹرو بس کے منصوبے کو ریکارڈ مدت میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا، اسی طرح جوزف بستی کو محض ایک ہفتے کے اندر تیار کر کے دنیا بھر سے اٹھنے والے ہاتھوں اور طعن و تشنیع کے لئے زہر اگلتی زبانوں کو بند کر دیا۔ معترضین کو ڈنکے کی چوٹ بتا دیا کہ پاکستان میں اقلیتوں پر ظلم نہیں ہوتا بلکہ ان کا دفاع ہوتا ہے۔

ہمارے قریب ہی پڑوسی ملک بھارت میں اقلیتوں کے ساتھ جو ناروا سلوک ہو جاتا ہے، وہ دنیا کے کسی اور ملک میں شاید ہی ہوتا ہو۔ بھارت اقلیتوں کے لئے جہنم سے کم نہیں ہے۔ بھارت میں آئے روز چرچ جلائے جاتے ہیں۔ کلیسیا کے نام پر زندگی بسر کرنے والی کنواری خادماؤں کی آبروریزی ہوتی ہے۔ پادریوں کا قتل عام اور بستیوں کو جلانا عام بات ہے لیکن کبھی دنیا میں شور نہیں اٹھتا۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ بھارت میں توہین رسالت کا قانون نہیں ہے۔ اس بھارت میں گجرات کے مسلمانوں کو وحشیانہ طریقے سے قتل کیا گیا۔ ایک دو نہیں سینکڑوں جوزف کالونیوں کو مکینوں سمیت بے دردی سے راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا۔ جوزف کالونی میں تو ایک بھی فرد کا جانی نقصان نہیں ہوا لیکن بھارت میں صرف گجرات کے فسادات میں 20 ہزار مسلمان شہید کر دیے گئے اور بھارتی انتہا پسند ہندو لیڈر پروین توگڑیا خود فخر سے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ان فسادات میں ہزاروں مسلمان مارے گئے اور ان میں ایک بھی ہندو نہ تھا۔ ان فسادات میں آج

☆..... شرپسند عناصر نے تاجروں کے سمجھانے کے باوجود بھی جوزف کالونی کو آگ لگائی، صاف نظر آ رہا تھا کہ یہ قانون امتناع توہین رسالت کو ختم کروانے کی سازش تھی۔

☆..... پوری دنیا میں پاکستان کے خلاف مظاہرین کا ایک ہی نعرہ تھا کہ قانون امتناع توہین رسالت کا خاتمہ کیا جائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے واقعات اس قانون کو ختم کرنے کے لئے ہی پیدا کیے جاتے ہیں۔

بھی زندہ بچ جانے والے واپس جاکر اپنے گھروں کو آباد کرنے کے تصور سے ہی کانپ اٹھتے ہیں۔ ان کی بستیوں کی تعمیر تو دور کی بات' آج بھی جنونی ہندوؤں کی دھمکیوں کے صلے میں ان کا اپنے آبائی گھروں کی طرف لوٹنا ناممکن ہے۔ اور وہ آج دس سال بعد در بدر ہیں۔

جب مجلہ الحرمین کی ٹیم جوزف کالونی پہنچی تو یہاں سوگ والم کی فضائیں کافی حد تک چھٹ چکی تھیں۔ مرجھائے ہوئے چہروں پر انبساط تھا۔ حافظ طاہر محمود جو اس علاقے میں کاروبار کرتے ہیں' ان کی معیت میں ہم جب جلی ہوئی بستی کو دیکھنے اندر داخل ہوئے تو ذہن میں تصور یہی تھا کہ بڑی تعداد میں جھلسے ہوئے مکان ہوں گے' خوف والم کی فضا ہو گی لیکن ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ مکانات کی تعمیر و مرمت سے لگ رہا تھا کہ یہ بستی نئی تعمیر ہو چکی ہے۔ ہم نے اس خیال سے کئی گھروں کا اندر جاکر جائزہ لیا تاکہ صورتحال کو سرسری طور پر دیکھنے کی بجائے پوری تفصیل سے دیکھ کر صحیح حالات بیان کئے جاسکیں۔

جوزف کالونی کے مکینوں کے ساتھ

تقریباً پانچ بجے کا وقت تھا جب ہم جوزف کالونی کی تنگ گلیوں میں داخل ہوئے تو یہاں لگی سرچ لائٹوں کی تیز روشنیوں نے ہمارا استقبال کیا۔ ان تیز روشنیوں میں رات دن کام کیا گیا۔ یہاں ہماری ملاقات عارف مسیح سے ہوئی جس کا گھر سب سے پہلے مشتعل ہجوم نے جلایا تھا۔ وزیر اعلیٰ نے تعمیر نو کیلئے پہلی اینٹ اسی کے گھر کی رکھی۔ وہ اسے ایک سعادت سمجھ کر پھولے نہیں سما رہا تھا۔ عارف مسیح نے کہا کہ ہم نے جو مناظر اپنے گھروں کی بربادی کے دیکھے تھے' ان سے ہم دلی طور پر بہت رنجیدہ اور خوف زدہ تھے۔ ملزم تو ایک شخص ہے' ساری کالونی کو اس کی سزا کیوں دی جارہی ہے لیکن ہم حکومت کا اور ان اسلامی بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہماری مدد کرکے ہمارے دل جیت لئے ہیں۔

اس کے بعد ہماری ملاقات شہزاد مسیح ولد لبھا مسیح سے ہوئی۔ شہزاد نے بتایا کہ کپڑے چارپائیاں اور دیگر سامان سب جل گیا۔ ہم پریشان تھے کہ نئی زندگی کا آغاز کتنا دشوار ہو گا مگر حکومت پنجاب نے جو کارنامہ سرانجام دیا' اس نے ہمیں حوصلہ دیا ہے۔ اسلامی تنظیموں نے ہماری جو مدد' کی اس پر ان کے بھی شکر گزار ہیں۔

اعجاز شوکت مسیح سے اجازت لے کر ہم ان کے گھر داخل ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ خود اوپر والی منزل پر رہتے ہیں جبکہ نیچے ان کے کرایہ دار ہیں۔ کمرے میں کافی سارا سامان پڑا تھا جس میں کپڑے' ضروریات زندگی کی اشیا اور ٹی وی سیٹ بھی رکھا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ گھر تعمیر ہونے کے بعد ہمیں یہ سامان ملا ہے۔ گھر والے اس کی ترتیب و آرائش میں مصروف ہیں۔ کرایہ دار خاتون نے یہ بھی بتایا کہ انہیں پانچ لاکھ روپے کا جو چیک ملا تھا' اس کی رقم بھی مل گئی ہے۔

عمانوئیل صابر مسیح نے ہمیں بستی کا ایک ایک گھر دکھایا اور پھر کیمپ کا دورہ بھی کرایا۔ صابر مسیح نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب حالات بہت زیادہ کشیدہ ہو گئے اور یوں نظر آرہا تھا کہ کوئی بہت بڑا حادثہ پیش آنے والا ہے' اس انجانے خوف کی وجہ سے ہم نے خود ہی بستی کو خالی کرنے کا فیصلہ کیا۔ پولیس نے تو کہا تھا کہ آپ یہیں رہیں۔ ہم آپ کی حفاظت کریں گے لیکن بستی سے نکلنے کا فیصلہ بہت بروقت تھا۔ صابر مسیح نے کہا اس موقع پر جو لوگ سب سے پہلے ہماری مدد کو آئے' وہ مسلمان بھائی تھے۔ آج ہم جن خیموں میں رہ رہے ہیں' یہ ہمیں اسلامی تنظیموں نے دیئے ہیں۔ ہمیں کھانا بھی مسلسل مہیا کر رہے ہیں۔ اس طرح دیگر ضروریات زندگی بھی یہ لوگ مہیا کر رہے ہیں۔

یہاں یہ دلچسپ صورتحال بھی آپ کے گوش گزار کردوں۔ حافظ طاہر محمود جو یہاں تمام واقعات کے عینی شاہد ہیں' انہوں نے بتایا کہ جب گلے سڑے سامان کو باہر نکالا گیا تو یہاں ایک بہت بڑا ڈھیر جلی ہوئی شراب کی بوتلوں کا تھا جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں شراب کتنی مقدار میں پی اور فروخت کی جاتی ہے۔

☆...... گجرات' احمد آباد اور برما میں مسلمانوں کو وحشیانہ طریقے سے قتل کیا گیا' ایک نہیں سینکڑوں یوسف کالونیوں کو مکینوں سمیت راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا مگر کسی عیسائی ملک میں ان کے حق میں کسی فورم پر آواز نہیں اٹھائی گئی

☆......ہم حکومت اور اسلامی بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہماری مدد کرکے ہمارے دل جیت لئے ہیں۔ (عیسائی کمیونٹی کے نمائندہ بیانات)

☆......امتناع توہین رسالت قانون کو ہاتھ میں لینا مجرمانہ فعل ہے جس کی ملکی آئین ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ سید منور حسن امیر جماعت اسلامی

توہین رسالت کا قانون انسانی حقوق کے مطابق ہے

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی اپنی کتاب رسول اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار کے صفحہ 30 پر لکھتے ہیں کہ اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا چارٹر جو 30 دفعات پر مشتمل ہے' اس کا آغاز ہی ان تمہیدی الفاظ سے ہوتا ہے۔

ہرگاہ کہ نوع انسانی کے جملہ افراد کی فطری تکریم اور ان کے مساوی اور ناقابل انتقال حقوق دنیا میں آزادی' انصاف اور امن کی بنیاد ہیں۔

"چارٹر کی پہلی شق کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے۔

"تمام انسان آزاد اور تکریم و حقوق کے لحاظ سے برابر ہوتے ہیں۔ انہیں پیدائشی طور پر عقل اور ضمیر عطا کیا جاتا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے برادرانہ سلوک کرنا چاہئے۔"

اگر مندرجہ بالا جملوں میں کارفرما مقاصد کی روح کو سامنے رکھا جائے تو کہنا پڑتا ہے کہ نوع انسانی کی جملہ افراد کی تکریم میں محسن انسانیت کی تکریم کو اولین درجہ عطا کیا جانا چاہئے۔ انسانی تاریخ میں نبی مکرم ﷺ سے بڑھ کر کوئی انسان فضیلت' بزرگی اور قدر و منزلت میں نہیں ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ سینکڑوں منصف مزاج دانشوروں اور غیر مسلم مورخین نے آپ کو افضل ترین انسان قرار دیا ہے۔ بہت سے غیر مسلم شعراء نے آپ کو منظوم کلام کے ذریعے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ماضی قریب میں برطانوی مصنف مائیکل ہارٹ نے اپنی عالمی شہرت یافتہ تالیف دی ہنڈرڈز میں انسانی تاریخ کی سو اہم ترین ہستیوں کے احوال جمع کئے ہیں۔ اس نے ان سو شخصیات میں نبی مکرم ﷺ کو پہلے نمبر پر رکھا ہے۔

پاسٹر پطرس سے ملاقات چرچ کے

قریب ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ یہاں پہلا چرچ سیونتھ ڈے نامی فرقے کا ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ عبادت کے لئے اتوار نہیں بلکہ سبت (ہفتہ) کا دن ہے۔ یہودی بھی اسی دن عبادت کرتے ہیں۔ سیونتھ ڈے کے پیروکار منشیات اور شراب سے مکمل اجتناب کرتے ہیں۔ پاسٹر پطرس نے بھی ان مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان کے زخموں پر مرہم رکھا۔ واجد مسیح کی موبائل ایزی لوڈ کی دکان تھی' جسے جلا دیا گیا۔ واجد مسیح نے کہا کہ جوزف کالونی میں داخل ہونے کے دو ہی راستے تھے۔ اگر پولیس ان کو بند کردیتی تو ایسا گھمبیر معاملہ نہ ہوتا۔ انہوں نے کہا حکومت پنجاب کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس نے ہمیں نئی زندگی دی ہے تو غلط نہ ہوگا۔

جوزف کالونی اور علمائے کرام

جوزف کالونی میں شرپسندوں نے جو کچھ کیا' مذہبی ودینی جماعتوں نے اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اسے قانون توہین رسالت کے خلاف ایک سازش

قانون توہین رسالتؐ کے غلط استعمال کا خدشہ

جہاں تک قانون توہین رسالتؐ پر یہ اعتراض کہ اس کی بنیاد پر غلط مقدمات قائم کیے جاتے ہیں تو یہ اعتراض اصولی طور پر غلط اور غیر منطقی ہے۔ اگر اس اعتراض کو درست مان لیا جائے تو جرم وسزا کی دنیا میں کسی بھی تعزیزی ضابطے یا قانون کے وجود کا جواز باقی نہیں رہے گا۔ آج تک کسی بھی قانون کو محض اس بناء پر ختم نہیں کیا گیا کہ جس کے غلط استعمال کا احتمال ہو۔ سچی بات یہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی اچھا قانون ایسا نہیں ہے کہ جس کے غلط استعمال ہونے کا احتمال نہ پایا جاتا ہو۔ قتل' زنا اور چوری جیسے سنگین جرائم کے متعلق قوانین کے غلط استعمال کی خبریں پاکستان اور دیگر ممالک میں سامنے آتی ہیں۔ اگر یہ سب قوانین اس بنیاد پر ختم کردیے جائیں تو پھر ملک میں امن وامان کی صورت کیسی ہوسکتی ہے اس کا تصور بھی محال ہے۔

قرار دیا ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان کے امیر محترم سید منور حسن نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قانون ہاتھ میں لینے والے افراد کے خلاف قانون کے مطابق سلوک کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں آئین وقانون موجود ہے۔ جو شخص بھی توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے' اس کے ٹرائل کے لئے عدالتیں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اور تفتیش کا باقاعدہ طریقہ ہوتا ہے لیکن اس کی آڑ میں لوگ خود قانون کو ہاتھ میں لے لیں' یہ مجرمانہ فعل ہے جس کی ملک کا آئین وقانون ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ سید منور حسن نے کہا کہ جس شخص نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے' اسے قانون کے مطابق ضرور سزا ملنی چاہئے لیکن ایک شخص کی سزا پوری بستی کو دینا صریحاً زیادتی ہے۔

مولانا امیر حمزہ کنوینئر تحریک حرمت رسولؐ نے جوزف بستی کے واقعہ پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا ''اس واقعہ کی اعلیٰ پیمانے پر تحقیقات ہونی چاہئیں اور ایک آدمی کے جرم پر عام لوگوں کے گھر جلانا اوران کے جان ومال کو نقصان پہنچانا کسی صورت درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ توہین رسالت کی سزا کے لئے باقاعدہ قانون اور عدالتیں موجود ہیں۔ کسی شخص کو خود قانون اپنے ہاتھ میں لے کر جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ نبی اکرم ﷺ کی حرمت کا تحفظ ہر مسلمان اپنے ایمان کا حصہ سمجھتا ہے۔ واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ہونی چاہئیں اوران کے مطابق ذمہ داروں کو سزا دی جائے۔

مولانا امجد خان سیکرٹری اطلاعات JUI نے جوزف کالونی کے واقعہ بارے کہا کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب کے خلاف فوری قانون کو حرکت میں آنا چاہئے۔ اگر توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دے کر نمونۂ عبرت بنادیا جاتا تو آج یقیناً جوزف بستی میں آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرتے ہوئے نظر نہ آتے۔

جوزف بستی میں جن لوگوں نے قانون کو روندا ہے' ان کو بھی سزا ضرور ملنی چاہئے۔

اقلیتی وحکومتی رہنماؤں کی الحرمین سے گفتگو

مجلہ الحرمین سے گفتگو کرتے ہوئے سینیٹر کامران مائیکل سابق وزیر اقلیتی امور پنجاب نے کہا کہ جوزف کالونی لینڈ مافیا کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر کسی نے یہ کہا ہے کہ جوزف کالونی کی زمین ہتھیانے کے لئے یہ سازش ہوئی ہے تو بالکل غلط کہتا ہے۔ یہ جگہ کارپوریشن کی تھی۔ پیپلز پارٹی کے پہلے دور حکومت میں جوزف بستی کے مکینوں کو 1500 روپیہ فی مرلہ قیمت پر یہ پلاٹ ملے۔ لوگوں نے قسط وار رقم جمع کرائی جس کے ثبوت موجود ہیں لیکن لوکل گورنمنٹ اس جگہ کو ٹرانسفر نہ کرسکی اور یہ لوگ اس امید پر بیٹھے تھے کہ الاٹ منٹ جلد ہوجائے گی۔ آپ خود سوچیں کہ 270 خاندانوں کا اٹھانا آسان کام نہیں ہے۔ اگر دو چار گھروں کی بات ہوتی تو پھر بھی سوچا جاسکتا ہے۔ ہم نے کارپوریشن سے پتہ کرایا ہے کہ کسی نے جگہ کو لیز وغیرہ پر حاصل کرنے کی کوئی درخواست تو نہیں دی یا ملی بھگت تو نہیں کی۔ اسی طرح بورڈ آف ریونیو میں بھی کوئی انکوائری یا درخواست اس زمین کے حصول کیلئے نہیں ہے۔

کامران مائیکل نے کہا' جس خطہ میں ہم رہتے ہیں' یہاں مذہب سے لوگ والہانہ لگاؤ رکھتے ہیں اور اپنے عقیدہ ومذہب کے خلاف کوئی نازیبا بات سننا پسند نہیں کرتے۔ ایسی صورت حال میں موقع پرست اور شرپسند افراد لوگوں کو غلط طریقے سے ابھارتے ہیں اور لوگ حقائق کا بغور جائزہ لینے کی بجائے ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اگر ساون مسیح نے گستاخی کی جسارت کی ہے تو قانون کو چاہئے کہ تحقیق وتفتیش کے بعد جرم ثابت ہونے پر اسے سزا دے۔

☆......پنجاب حکومت نے صرف آٹھ دن میں لوگوں کو گھر پہلے سے بھی بہتر بنا کر ان کے حوالے کردیے ہیں۔ تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔

سینیٹر کامران مائیکل سابق وزیر اقلیتی امور کی الحرمین سے گفتگو

☆.....276 خاندانوں کو پانچ پانچ لاکھ روپے ملے ہیں۔ اگر ایک گھر میں چار بھائی ہیں اور وہ شادی شدہ بھی ہوں تو ہر ایک کو علیحدہ خاندان شمار کر کے انہیں بھی فی کس پانچ لاکھ دیئے گئے۔

خلیل طاہر سندھو پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون کی الحرمین سے گفتگو

☆......ہم قانون امتناع توہین رسالتؐ کے خلاف نہیں۔ یہ انبیاء کی حرمت کا پاسبان ہے اس قانون کا صحیح استعمال ہونا چاہئے۔ جوئیل عامر سہوترا۔ ایم پی اے کی الحرمین سے گفتگو

☆......نبی رحمت ﷺ کی شان میں گستاخی پر ابھارنے والی تحریف شدہ بائبل ہے بائبل میں دیگر انبیائے کرام پر بھی گھٹیا الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ نو مسلم گلزار احمد ایکس منسٹر چرچ آف پاکستان

ہم اہل کتاب اور پاکستانی ہونے کے رشتے سے بھائی بھائی ہیں۔ ہمیں سمجھنا چاہئے کہ ہمیں آپس میں لڑانے اور پاکستان کے شفاف چہرے کو مسخ کرنے کے لئے ہمارے خلاف سازش ہوئی ہے۔

کامران مائیکل نے پولیس کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا کہ پولیس کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے یہ سانحہ رونما ہوا ہے۔ انہیں پتہ تھا' ایسا ہوگا تو انہیں انتظام کرنا چاہئے تھا۔ لاہور کی پولیس کرپٹ ہونے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ SP کو اختیار تھا کہ وہ لوگوں کے انخلاء کے بعد گھروں کو محفوظ بنائے۔ پولیس افسران نے بزدلی دکھائی۔

کامران مائیکل نے پنجاب حکومت کی کارکردگی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ حکومت نے صرف آٹھ دنوں میں لوگوں کو گھر پہلے سے بھی بہتر حالت میں تیار کر کے ان کے حوالے کردیئے۔ چیک دیئے اور رقم بھی ٹرانسفر کردی۔ حکومت نے 30 کنٹریکٹرز کو ٹھیکہ دیا۔ ہر ایک کو چھ گھر ملے اور انہوں نے رات دن ایک کردیا۔ انہوں نے کہا' ہم پاکستانی امن کے سفیر ہیں۔ ہمارے دل پاکستان کے لئے دھڑکتے ہیں۔ یہ معاملہ صرف چند شرپسندوں کی وجہ سے ہوا۔ اہالیان پاکستان کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔ میں اقلیت کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے تمام دینی جماعتوں کا شکرگزار ہوں جنہوں نے ہمارا ساتھ دیا اور ہمارے لئے باقاعدہ فتویٰ جاری کیا۔ میں علماء کو اقلیتوں کے تحفظ کا ضامن سمجھتا ہوں۔ انہوں نے کہا' اگر پاکستان کے پرچم سے سفیدی کو نکال دیا تو جھنڈا نامکمل ہے۔ ہمیں چاہئے' ہم ایک دوسرے کا احترام کریں اور یہ بات اقلیت و اکثریت یاد رکھے کہ اگر تم کسی کے معبود کو گالی دوگے تو وہ تمہارے سچے خدا کو بھی گالی دیں گے۔ کامران مائیکل نے قانون توہین رسالت کے بارے کہا کہ ہم قانون توہین رسالتؐ کے خلاف نہیں ہیں۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ قانون تمام انبیاء کی حرمت کے لئے ہے۔ قانون ہوگا تو انبیاء کی حرمت کا تحفظ ہوگا لیکن افسوس ناک بات یہ ہے کہ قانون کا صحیح استعمال نہیں ہوتا۔ لوگ اسے غلط اور ذاتی انا کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا' جہاں بھی بدنظمی اور سازش ہو' ملک کی ساکھ کمزور ہوتی ہے۔ ملزم جب گرفتار ہوگیا تو پھر بھی گھر جل گئے۔ انہوں نے قانون کو سبوتاژ کیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم برداشت پیدا کریں۔

خلیل طاہر سندھو ایم پی اے پنجاب اور پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون ہیں اور اقلیتی برادری سے تعلق رکھتے ہیں' خلیل طاہر صاحب نے نمائندہ الحرمین سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ عیسائی ملزم اور الزام لگانے والا مسلمان دونوں دوست تھے اور دونوں مے نوش تھے۔ ان کے معاملے کو دوسرا رنگ دے دیا گیا۔ مساجد سے اعلان ہوئے جس کے بعد لوگوں کا ہجوم جمع ہوگیا۔ مسلمان ہونے کے ناطے قرآن کے زریں اصول پر عمل کیا جاتا تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ قرآن حکیم اس بات کی خصوصی تاکید کرتا ہے کہ جب تمہیں کوئی خبر ملے تو پہلے اس کی تحقیق کرلو ایسا نہ ہو کہ تم انہیں لاعلمی میں نقصان پہنچادو۔ انہوں نے کہا' وہاں تاجروں کے الیکشن بھی تھے۔ ممکن ہے انہوں نے اپنی پوزیشن مضبوط بنانے کیلئے اس مسئلے سے سیاسی مفاد اٹھانے کے لئے لوگوں کو ابھارا ہو۔

انہوں نے کہا کہ گھروں کو خالی کرانے سے پہلے علمائے کرام اور پادری صاحبان مل کر لوگوں سے ڈائیلاگ کرتے اور انہیں سمجھاتے کہ اس سے ہمارا ملک بدنام ہوگا۔ مجرم گرفتار ہوچکا ہے۔ اس سانحہ میں نیچے کے لیول تک لاپروائی ہوئی ہے۔ وطن عزیز کے لئے اچھا تاثر نہیں رہا۔ یہ کمپیوٹر کا دور ہے۔ ایک سیکنڈ میں بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے۔

انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اسلام کی تعلیمات میں کہیں زیادتی کا درس نہیں دیا جاتا۔ اسلام رواداری کا مذہب ہے جو تلوار سے نہیں پھیلا۔ انہوں نے پنجاب حکومت کے اقدام کو سراہتے ہوئے کہا کہ 276 خاندانوں کو پانچ پانچ لاکھ روپے ملے ہیں۔ اگر ایک گھر میں چار بھائی رہتے ہیں اور چاروں شادی شدہ ہیں تو ہر ایک کو علیحدہ فیملی شمار کر کے پانچ لاکھ دیئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گاؤں میں پنچایت سسٹم ہوتا ہے جہاں لوگ اپنے مسئلے حل کرتے ہیں' ایسے ہی ٹاؤن لیول پر مذہبی ہم آہنگی کمیٹیاں فعال ہوں۔ اسی طرح کوئی بھی مقدمہ قائم کرنے سے پہلے علمائے کرام کو اس کی تحقیق کے لئے شامل کیا جائے۔

انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ قانون کوئی بھی غلط نہیں' اصل بات قانون کے استعمال پر منحصر ہے۔ اس وقت ملک میں 79 آدمی ہیں جن پر قانون توہین رسالت کا مقدمہ چل رہا ہے ان میں سے 63 آدمی مسلمان ہیں جبکہ صرف 16 کیسز اقلیتوں کے حوالے سے ہیں۔

جوئیل عامر سہوترا ایم پی اے پنجاب اسمبلی ہیں انہوں نے کہا کہ جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے۔ اس میں حقائق واضح ہوجائیں گے۔ جوئیل عامر سہوترا نے کہا کہ شروع میں یہ بات سامنے آئی کہ کچھ فیکٹری مالکان یہاں قبضہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اس میں کوئی حقیقت نظر نہیں آتی۔ انہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے بھی جلاؤ گھیراؤ کیا' اس سے پاکستان کا سوفٹ امیج متاثر ہوا ہے۔

پولیس کے کردار پر تنقید کرتے ہوئے سہوترا نے کہا کہ پولیس کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے اتنی تباہی ہوئی ہے۔ سانحہ کے ذمہ داروں کو ضرور سزا ملنی چاہئے۔ انہوں نے کہا اس واقعہ پر جتنا افسوس کیا جائے' کم ہے لیکن میں پنجاب حکومت اور مسلم تنظیموں کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے نبی رحمت ﷺ کی تعلیم کو زندہ کردیا۔ میں یہ بتانے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ مسلم این جی اوز سب سے پہلے ہمارے لئے خیمے اور پانی لے کر پہنچیں۔ اسی طرح پنجاب حکومت نے ٹینڈر اور سروے میں وقت گنوانے کی بجائے کام کو اولیت دی۔ اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے کہا' ہم قانون توہین رسالت کے خلاف نہیں ہیں یہ تو سب انبیاء کی حرمت کا پاسبان ہے۔ ہم ہمیشہ یہ کہتے آئے ہیں کہ قانون کا استعمال صحیح ہونا چاہئے۔ اگر ساون مسیح پر واقعتاً الزام ثابت ہوتا ہے تو قانون اسے ضرور

سزا دے لیکن اگر محض الزام ہے تو پھر جھوٹ بولنے والا سزا کا مستحق ہے۔ اگر اس کی سزا پر عمل درآمد ہو جائے تو پھر ایسے واقعات کا راستہ روکا جا سکتا ہے۔

ایس پی ملتان خان کی الحرمین سے گفتگو

پولیس کا موقف جاننے کے لئے نمائندہ الحرمین نے ایس پی بادامی باغ ملتان خان جنہیں اس واقعہ کے بعد پنجاب حکومت نے معطل کر دیا' سے رابطہ کیا۔ انہوں نے کہا پولیس کی ذمہ داری تھی کہ ایسا واقعہ رونما نہ ہو لیکن پولیس ہزاروں مشتعل افراد کو بھرپور کوشش کے باوجود نہ روک سکی۔ پولیس بستی کو شعلوں کی نذر ہونے سے تو نہ بچا سکی لیکن اس نے یہاں کسی انسانی جان کو بھی ضائع نہ ہونے دیا بلکہ کسی کو خراش تک نہ آئی۔ انہوں نے کہا' قبضہ مافیا اور پولیس کے کردار کو مشکوک بنانے کے حوالے سے جو کچھ کہا جا رہا ہے' وہ سب پراپیگنڈہ ہے۔ انہوں نے توہین رسالتؐ کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ تفتیش سے بات ثابت ہوئی ہے کہ ملزم نے نبیؐ کی شان میں توہین کی ہے۔ اقلیتی برادری کا اگر مسلمان احترام کرتے ہیں انہیں حقوق دیئے جاتے ہیں تو انہیں بھی چاہئے وہ ایسی کوئی حرکت نہ کریں جو مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث ہے' جس سے ایسے حالات پیدا ہوں اور ملک کو رسوائی کا سامنا ہو۔ انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جہاں وہ رہتے ہیں' وہاں 97% آبادی مسلمانوں کی ہے مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ یا مجروح کرنے کی بجائے ایک دوسرے کے احترام کی فضا ہموار کرنی چاہئے۔

نومسلم سکالر محترم گلزار احمد ایکس منسٹر چرچ آف پاکستان

سکالر صاحب نے الحرمین سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ساون مسیح کے حوالے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اس نے شراب پی رکھی تھی اور نشہ کی حالت میں اسے خود بھی کچھ احساس نہ ہوا' وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ کوئی مسلمان کبھی شراب نوشی کے دوران ایسی باتیں کیوں نہیں کہتا۔ اس واقعہ کی آڑ میں جہاں قانون توہین رسالت کے خاتمے کے لئے حقوق انسانی کے نام نہاد علم بردار اکٹھے ہوئے ہیں' وہیں ایسے واقعات کو اس انداز میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والوں پر یورپ کے دروازے کھل سکیں۔ گلزار احمد جنہوں نے عیسائیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہے' وہ کہتے ہیں'' نبی رحمت ﷺ کی شان میں گستاخی پر ابھارنے والی دراصل تحریف شدہ بائبل ہے۔ بائبل میں دیگر انبیاء پر بھی بہت گھٹیا قسم کے الزامات عائد کئے گئے ہیں۔

قانون توہین رسالتؐ پاکستان میں کوئی پہلی مرتبہ معرض وجود میں نہیں آیا بلکہ دور نبوتؐ میں گستاخان رسالت مآب کو آپؐ نے خود سزا دلوائی اور دنیا کی ہر غیور قوم' مذہب اور مملکت اپنی محسن شخصیات کی حرمت کی پاسداری کرتی ہے۔ اہل کتاب کو یقیناً اس بات کا علم ہوگا کہ بائبل میں نہ صرف رسولوں کی شان میں گستاخی کی سزا موت ہے بلکہ نائبین رسول کا گستاخ بھی واجب القتل ہے۔ (کتاب الاستثناء باب 16)

انہوں نے کہا' برطانیہ جو اپنے آپ کو عیسائیت کا علمبردار سمجھتا ہے' اس میں توہین مسیح کا قانون رائج ہے۔ 1988ء کی بات ہے' لندن کے سینما گھروں میں ایک یہودی فلم ساز کی انتہائی شرمناک فلم مسیح کی آخری جنسی ترغیب The last temptation of Christ نمائش کیلئے پیش کرنے کے لئے اشتہار بازی کی گئی۔ ان اشتہارات میں مسیحؑ کو ایک طوائف کے ساتھ معاذ اللہ ملوث دکھایا گیا اور برطانیہ کے انڈر گراؤنڈ اسٹیشنوں پر طوائف اور مسیح کی نیم برہنہ تصاویر لگائی گئیں۔ مسلمانوں نے اس کا سخت نوٹس لیا کہ یہ توہین مسیح (Blasphemy) ہے۔ مسلمانوں کے احتجاج پر عیسائیوں کی آنکھیں بھی کھلیں اور انہوں نے بھی قانونی چارہ جوئی کا نوٹس دیا جس کے بعد فلم بری طرح فلاپ ہوگئی۔ اسی طرح بائبل اور اسلام کا آخری دن نامی فلمیں' بی بی سی ٹی وی پر دکھائی گئیں۔ ان میں بتایا گیا کہ انبیاء اور ان کی اولاد بھی آج کے یورپ کی طرح آوارہ تھی (نعوذ باللہ) بائبل کے ابتدائی ابواب میں جو تصویر لوطؑ اور ان کی عفت مآب صاحبزادیوں' نوحؑ اور دیگر انبیاء کی پیش کی گئی ہے' وہ نبیؐ تو کجا' عام آدمی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ بائبل کی ایسی ہی تحریف کے نتیجے میں مسلم ممالک سمیت کئی غیر مسلم ملکوں میں بھی اس پر پابندی کا مطالبہ ہوتا رہتا ہے۔

قانون امتناع توہین رسالت ضروری ہے

پاکستان میں قانون امتناع توہین رسالت کو قائم رکھنا از حد ضروری ہے۔ پاکستان کی 97% آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے جو قرآن وسنت کو واحد نجات کا ذریعہ سمجھتی ہے۔ قرآن وسنت کی تعلیم یہی ہے کہ توہین رسالت کا مرتکب موت کا حقدار ہے۔

قانون توہین رسالت مذہبی دنیا میں مروج قانون' اقدار و روایات سے ہم آہنگ ہے۔ جب اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان کی آبرو اور شخصیت کے تحفظ کے لئے توہین عدالت کے قوانین پوری دنیا میں تسلیم کئے جاتے ہیں تو پھر نوع انسانی کے سب سے بڑے محسن کی ناموس و آبرو کے تحفظ کے لئے قانون توہین رسالت کیوں نہیں ہو سکتا۔ امریکہ و یورپ کے قانونی نظام میں ایک عام فرد کی عزت نفس کا دفاع کرنے کے لئے ازالہ حیثیت عرفی کا قانون موجود ہے۔ مغرب ایک عام آدمی کی عزت و ناموس کے لئے تو قوانین و کے جواز کو تسلیم کرتا ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر گند اچھالنے والوں کے لئے رعایتیں طلب کرتا ہے۔ دنیا کو تو اس بات کا مشکور ہونا چاہئے کہ قانون توہین رسالت سے نبی مکرم ﷺ کی ذات مبارک ہی نہیں بلکہ تمام انبیائے کرام کی عزت وعصمت محفوظ ہوئی ہے۔ اگر قانون توہین رسالت نہ رہے تو پھر یقیناً لوگ مقدس ہستیوں پر زبان درازی کرنے کو اپنا وطیرہ بنا لیں گے اور پھر اس کے ردعمل میں لوگ خود قانون اپنے ہاتھ میں لیں گے اور پھر کوئی جوزف کالونی محفوظ نہ رہ سکے گی۔

☆......ہم نے کچھ گھروں کے جلے ہوئے سامان میں ایک بہت بڑا ڈھیر جلی ہوئی شراب کی بوتلوں کا بھی دیکھا۔ عینی شاہد حافظ طاہر محمود

☆......اس وقت ملک میں 79۔ افراد پر قانون توہین رسالت کا مقدمہ چل رہا ہے۔ ان میں سے 63 مسلمان اور صرف 16 غیر مسلم ہیں۔ خلیل طاہر سندھو۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون کی الحرمین سے گفتگو

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جس چیز کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو اور اس سے مقصود بھی جھوٹ ہو اور محض تفریح ہو، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اسلام نے تو جھوٹ کو دوزخ میں لے جانے والا فعل قرار دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سچ کو لازم پکڑ لو اس لیے کہ سچائی جنت کی جانب رہنمائی کرتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو اس لیے کہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں اور آدمی جھوٹ بولتا اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

نہیں دی بلکہ خوش مزاجی اور مزاح کا دائرہ کار بھی اسلام میں سچائی کے گرد ہی گھومتا ہے۔ یاد رکھیے! وہ مذاق وخوش طبعی جس میں جھوٹ شامل ہو، اسلام اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو جھوٹی باتیں کرتا ہے تاکہ لوگوں کو ہنسائے، ہاں اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

خود پیارے حبیب ﷺ سے خوش طبعی کے کئی واقعات ملتے ہیں لیکن ان میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں۔ بلکہ وہ سچائی پر مبنی ہیں۔ مثال کے طور پر چند ایک ملاحظہ فرمائیے۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھی

وتعالی بوڑھی عورتوں کو نئے سرے سے جوان کردیں گے۔'' (شمائل ترمذی)

غور فرمائیے! یہ خوش طبعی اور ہنسی کھیل کی باتیں بھی ہیں اور ان میں ذرہ بھر جھوٹ بھی شامل نہیں۔ ایسے ہی کئی واقعات نبی کریم ﷺ سے ملتے ہیں۔ گویا اسلام نے خوش مذاقی سے نہیں بلکہ جھوٹ سے روکا ہے۔

وہ خاص امور جن میں جھوٹ بولنا جائز ہے:

''سیدنا ام مکتوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سوائے تین موقعوں کے جھوٹ میں رخصت دیتے ہوئے نہیں سنا اور تین موقعوں سے مراد وہ لیتی تھیں جنگ کا موقع (دشمن پر دھاک

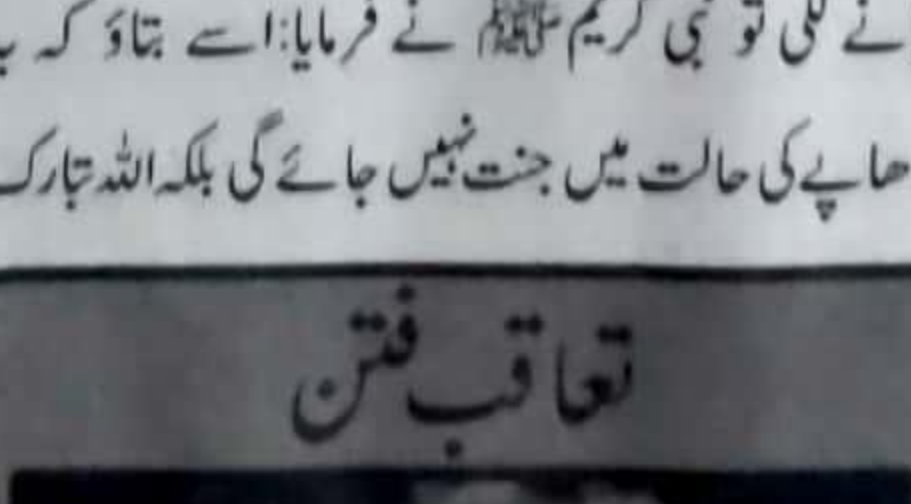


یکم اپریل - کذّابوں اور بیوقوفوں کا عالمی دن

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جھوٹ جہنم کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے اور جھوٹ بولنے والا درحقیقت جہنم کا بیوپار کرتا ہے۔ کچھ لوگ تو کہتے ہیں کہ اسلام نے ہمیں ایک دن دیا ہے کہ خوشی ومسرت کے لیے تم جس قدر چاہو، جھوٹ بول لو حالانکہ اسلام میں اس دن کے بارے میں کوئی معلومات تو کجا، کہیں ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ملتا اور یہ خالصتاً مغربی خرافات سے درآمد شدہ ہے، اس دن کی ابتدا کرنے والے بھی غیر مسلم اور اس کو پروان چڑھانے والے بھی غیر مسلم ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام نے خوش مزاجی اور مزاح کی اجازت دی ہے اور خوش خلقی و خوش دلی کو مستحسن نظروں سے بھی دیکھا ہے۔ ہاں یہ بات درست ہے۔ اسلام میں آپس کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے خوش طبعی ایک اچھا فعل ہے لیکن جھوٹ کی اجازت

عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ دعا کریں اللہ تعالی مجھے جنت میں داخل فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام فلاں! جنت میں بوڑھے داخل نہیں ہوں گے، یہ سن کر وہ بڑھیا روتے ہوئے واپس جانے لگی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے بتاؤ کہ یہ بڑھاپے کی حالت میں جنت نہیں جائے گی بلکہ اللہ تبارک

تعاقب فتن



اخت ابوالبرکات احمد - مریدکے

بٹھانے کے لیے)، لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا موقع اور مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند سے بات کرنے کا موقع (سب گھر والوں کے باہمی تعلقات بہتر رکھنے کے لیے)۔''

معلوم ہوا کہ ان مواقع کے علاوہ جھوٹ کا بولنا جائز نہیں۔ خواہ اس کا تعلق سنجیدگی سے ہو یا محض دل لگی اور خوش طبعی سے اس لیے کہ سچ میں عزت ہے اور جھوٹ بولنے میں ذلت ورسوائی ہے کہ جھوٹا آدمی بے اعتبار ہوتا ہے، سچا وفادار ہوتا ہے، جھوٹا آدمی گناہ گار ہوتا ہے اور سچا آدمی ثواب کا حق دار ہوتا ہے اور جس نے ایک جھوٹ بولا تو اسے اس جھوٹ کو چھپانے کے لیے نجانے اور کتنے جھوٹ بولنے پڑیں گے۔ انسان کو پتہ ہی نہیں چلتا اور وہ مصائب میں پھنستا چلا جاتا ہے۔

اپریل فول کی ممانعت کیوں؟

مسلمان کے لیے اپریل فول ڈے منانے میں تین اعتبار سے شدید ممانعت ہے۔

1- اس میں انسان جھوٹ بولتا ہے۔

2- دوسرے بھائی سے دھوکہ کرتا ہے۔

3- اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

جھوٹ کی وضاحت تو ہو چکی ، رہا دھوکہ تو یکم اپریل کو آدمی دوسرے بھائی کو بے وقوف بنانے کے لیے ایسے طریقے اختیار کرتا ہے جو دھوکہ دہی کے زمرے میں آتے ہیں، جیسے کسی کو ٹافی کھلانے کے بہانے صابن کا ٹکڑا اسی انداز سے کاٹ کر کھلا دیا جس سے بعض دفعہ کھانے والا آدمی قتل تک ہو جاتا ہے اور اسلام میں دھوکہ دہی سے سختی سے روکا گیا ہے۔

آدمی اپنے مسلمان بھائی کو اذیت دینے کا باعث یوں بنتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی کو فون کر دیا کہ دوست ! تیرا باپ فوت ہو گیا ہے، جلدی سے گھر پہنچ یا فلاں ہسپتال چلا جا، وہ روتا دھوتا بدحواسی کے عالم میں وہاں پہنچے گا تو بتایا جائے گا جناب ! یہ تو جھوٹ تھا، آج اپریل فول ڈے ہے، اس لیے تجھے اس طرح تنگ کرنا میرے لیے جائز تھا جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ. (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

’’مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان بھائی محفوظ و مامون رہیں۔‘‘

کسی کے مرنے کی جھوٹی اطلاع پر بعض اوقات اطلاع سننے والے کو ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے اور وہ دنیا سے چل بستا ہے۔ یہ ہے جھوٹ کا انجام۔

ان حرکات کے حرام ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں یہود و نصاریٰ سے مشابہت ہے جبکہ اس مشابہت سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. (ابو داؤد)

’’جس نے جس قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔‘‘

اپریل فول کی تاریخی حیثیت:

سولہویں صدی عیسوی تک فرانس میں نیا انگریزی سال اپریل کی پہلی تاریخ کو شروع ہوا کرتا تھا اور نئے سال کے استقبال کے لیے لوگ مختلف تقریبات کا اہتمام کرتے ، ڈانسنگ پارٹیاں رات گئے تک اپنے کام میں مصروف رہتیں، اس خوشی میں شریک ہونے کے لیے اور بھی مختلف طریقے اختیار کیے جاتے۔ 1564ء میں (Pope Gergomy) نے عیسائی دنیا میں ایک نئے کیلنڈر کو متعارف کروایا جس میں نیا سال جنوری سے شروع ہوتا تھا۔ چنانچہ 1645ء میں فرانس کے حکمران شاول نہم نے اپریل کی بجائے جنوری سے سال شروع کرنے کا حکم دے دیا لیکن کچھ لوگ ایسے تھے جن تک شاید یہ اعلان پہنچ نہیں سکا تھا یا انہوں نے اس تبدیلی پر غور نہیں کیا۔ چنانچہ انہوں نے سابقہ روایات کے مطابق اپریل کی پہلی تاریخ کو نیا سال منانے کا مختلف انداز سے اہتمام کیا جبکہ لوگوں نے انہیں تماشہ بناتے ہوئے ان سے دل لگی کی۔ انہیں (April Fool) کے نام سے پکارا اور ان کی جانب پیغامات بھی ارسال کیے، اس سے یہ سلسلہ چل پڑا۔ ہر سال یکم اپریل کو لوگوں کو بے وقوف بنایا جانے لگا۔

امریکی اپریل کی پہلی تاریخ کو اپنے دوستوں کو مختلف انداز سے دھوکہ دے کر انہیں بے وقوف بناتے ہیں۔ انیسویں صدی میں اساتذہ اپنے شاگردوں کو بیوقوف بنانے کے لیے کہتے ۔ دیکھو! ہنسوں کا گروہ' اس جانب نشاندہی بھی کرتے اور یوں انہیں بیوقوف بناتے۔ طلباء اپنے کلاس فیلوز کو یہ کہتے ہوئے بیوقوف بناتے کہ آج سکول بند ہے' جو ان کی بات مان لیتا، اسے اپریل فول کے نام سے پکارتے اور یاد کرتے۔

یہ واقعات اس تسلسل سے ہوتے رہے کہ یہ دن ایک مکمل حیثیت اختیار کر گیا۔ یہ عیسائیوں سے شروع ہوا۔ عیسائیوں نے اس کی ابتدا کی، مسلمانوں نے اسے اپنا لیا۔ سوچنے کی بات ہے، عیسائیوں نے کبھی ہماری مسجد میں آ کر نماز نہیں پڑھی۔ ہمارے اسلامی شعائر کو کبھی قبول نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ سے ہمارے دشمن اور ہم سے نفرت کرنے والے اور ہم ان کے تہواروں کو منا کر ان سے محبت کا اظہار کرنے والے اور اسلام احمقانہ حرکات اور خرافات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا جبکہ اپریل فول ڈے ہے ہی احمقانہ خرافات کا مجموعہ اور غیر مسلموں کا تہوار۔

وائے افسوس! کہ ہم یہ جانتے ہوئے کہ اسلام میں جھوٹ اور دھوکہ دہی حرام ہے، اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف دینا حرام ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے۔ تم یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو، ہم مخالفت کی بجائے ان کے دن منا کر، ان سے موافقت کرتے ہیں۔ اگرچہ ہم اسے وقتی مزاح سمجھتے ہیں لیکن درحقیقت نبی کریم ﷺ کے فرمان کو چھوڑ کے کافر اور مشرک کی بات مانتے ہیں۔ جھوٹ سے اسلام کے چہرے کو داغدار کرتے ہی۔ پھر خود کو محبِ رسول ﷺ بھی کہتے ہیں۔ کیا ہمارے ہاں محبت صرف زبانی دعوؤں اور نعروں کا نام ہے۔ جلسوں اور جلوسوں کا نام ہے.....؟ اگر یہی محبت ہے تو پھر ہم نے غلط سمجھا ہے، اس لیے کہ اللہ نے محبت کا ایک دائرہ کار بنایا ہے' جو اس میں داخل ہوگا، وہ محبِ صادق ہے' جو اس میں داخل نہیں ہوگا، وہ کوتاہ ہے' وہ دائرہ کار ہے۔

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً. (البقرہ: 208)

’’اسلام کے (دائرہ) میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ۔‘‘

یہود و نصاریٰ کی ہر رسم ہماری تہذیب کے لیے خنجر کی حیثیت رکھتی ہے اور ہم ان خنجروں سے اپنی تہذیب کا شفاف چہرہ داغدار کر رہے ہیں۔ اگر یہی حال رہا تو:

تمہاری تہذیب آپ اپنے خنجر خودکشی کرے گی
شاخ نازک پہ جو آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اللہ ہمیں صحیح معنوں میں اسلام پر عمل کرنے اور کروانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر مسلمان کو راہ راست پر لائے۔ آمین

مقصد اپنی زندگی کا انسان بھول گیا
محمدؐ کی سنتؐ اللہ کا فرمان بھول گیا
اغیار کی تہذیبیں سب اپنائے ہوئے ہیں
اپنے اسلام کا طریقہ انسان بھول گیا
بدنصیبی انسان کی کہاں تک بیان کروں
انسان خود اپنی سچی پہچان بھول گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکفرون - الظالمون - الفاسقون (المائدۃ 44-45-47)

وانزلنا معهم الكتب والميزان ليقوم الناس بالقسط (الحديد)

دار القضاء الشرعی

جماعۃ الدعوۃ پاکستان

042-37240942

ثالثی شرعی عدالت

جامع مسجد القادسیہ

لنک روڈ جوہر ٹاؤن لاہور

ثالثی شرعی عدالت جماعۃ الدعوۃ پاکستان کی طرف سے جاری کئے گئے



افتاء و قضا

عمرہ سے متعلق چند مسائل

رہنمائی فرمائیں کہ میری بیوی میرے خالو اور ان کی 2 بیٹیوں کے ساتھ عمرہ کی سعادت حاصل کرسکتی ہے یا نہیں کیونکہ میرے خالو میری بیوی کے لئے نامحرم ہیں۔

(اسد محفوظ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

2۔ اور یہ بھی رہنمائی فرمائیں کہ میرے چار بیٹے ہیں اور 3 بچے لاہور کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں جبکہ میری بیوی کی سوچ یہ ہے کہ میں ان کو کسی عام سکول میں داخل کرواؤں تا کہ ان کی فیس کی بچت ہو سکے اور وہ اور میں اس بچت سے عمرہ کی سعادت حاصل کر سکیں جبکہ میں اس بات پر پختہ ایمان رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور کرم کی دعا کرنی چاہئے تا کہ وہ ہمارے لئے ایسے اسباب پیدا کرے کہ ہم اللہ کے گھر جا سکیں اور ہمارے بچوں کا مستقبل بھی خراب نہ ہو لیکن میری بیوی کو جنون کی حد تک عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کا شوق ہے اور وہ کئی بار خواب میں بھی عمرہ کی سعادت حاصل کرچکی ہیں۔ (اسد محفوظ ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ)

الجواب باسم الملك الوهاب

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده

عورت کے لئے سفر میں اس کے ساتھ اس کے محرم کا ہونا ضروری ہے۔ ایسی عورت جس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو اس پر حج و عمرہ فرض نہیں۔

آپ کے خالو آپ کی بیوی کے لئے غیر محرم ہیں' اس لئے غیر محرم کے ساتھ سفر نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ کی بیوی کے دل میں حج وعمرہ کا شوق ہے' وہ بچت کر کے حج وعمرہ کرنا چاہتی ہے تو آپ کا بھی حق ہے کہ اس کے ساتھ تعاون کریں' یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ بچوں کو مہنگے مہنگے اداروں میں زیادہ فیس ادا کر کے تعلیم دلائی جائے' اصل علم تو توحید کا علم ہے جس کے حاصل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ (فاعلم انہ لا الہ الا اللہ) ہمیں دنیا سے زیادہ اپنی (اور اپنی بچوں کی) آخرت کی فکر ہونی چاہئے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

(کتبہ: مفتی محمد ادریس المدنی حفظہ اللہ)

کیا تنخواہ دار امام/خطیب ملازم ہوتا ہے

کیا فرماتے ہیں کہ علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جو علمائے کرام یا حفاظ مسجدوں میں خطابت اور امامت و موذن کی ذمہ داریاں سرانجام دیتے ہیں اور مسجد انتظامیہ' نمازی حضرات کے دیئے ہوئے فنڈ سے ان کو ماہانہ وظیفہ دیتے ہیں اور جب علماء یا امام صاحب مسجد کے کسی معاملے میں انتظامیہ کو مشورہ دیں یا کسی معاملے میں حصہ لیں تو انتظامیہ کہتی ہے کہ آپ ہمارے ملازم ہو' یہ لوگ خطیب' امام' موذن خادم کو اپنا ملازمین سمجھیں اور نمازیوں کو کہیں کہ ''ہم ان کو تنخواہ دیتے ہیں'' اور ایسا کہنے والے اسی امام کے پیچھے نمازیں بھی ادا کرتے ہیں۔ امام کو ملازم سمجھنے والے اور لوگوں میں امام کو اپنا ملازم کہنے والے لوگوں کی نماز اسی امام کے پیچھے شرعی نقطہ نظر سے کیا حیثیت رکھتی ہے؟

خطیب' امام' موذن کو اپنا ملازم سمجھنا کیا شریعت کی

رو سے درست عقیدہ ہے؟

(غلام مصطفیٰ - لاہور کینٹ)

الجواب باسم الملك الوهاب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی المبعوث رحمۃ للعالمین وبعد

صحیح العقیدہ خطیب وامام جو کتاب وسنت کا صحیح علم رکھنے والا ہوتا ہے' وہ تو مسلمانوں کا قائد و رہبر ہوتا ہے کیونکہ وہ انبیاء کا وارث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا العلماء ورثة الانبياء. الحديث

انبیاء اور ان کے حقیقی ورثاء کو اپنا ملازم سمجھنے والا نہایت کم ظرف' بے عقل' گھٹیا ذہنیت اور احمقانہ سوچ کا مالک ہے' لیکن اس کے باوجود اس کی نماز اس امام کے پیچھے ہوجائے گی۔

البتہ بعض لوگ جنہیں نہ عقیدہ کا علم ہے نہ ہی کتاب وسنت کی سمجھ' نہ بصیرت' چند خطبات کا رٹہ لگا کر اور چند سورتیں یاد کرکے مسجد کو اپنی آمدن کا ذریعہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں' مسلمانوں میں فرقہ پرستی اور نمازیوں میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔ اولاً تو حق کا علم ہی نہیں ہوتا۔ ہو بھی تو اس کو چھپالیتے ہیں۔ صرف اپنے دنیوی مفادات ہی اصل مقصد ہوتا ہے تو ایسے لوگوں کو تو ملازم کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(کتبہ: مفتی عبدالرحمٰن عابد حفظہ اللہ)

مسئلہ رضاعت

گزارش ہے کہ میرا بیٹا بلال 1987ء میں جوہر آباد۔ (خوشاب) میں پیدا ہوا۔ اس وقت اس کی تائی ہمارے گھر آئی ہوئی تھی۔ بچہ پیدائش کے وقت بڑا کمزور تھا۔ جب اس کی ماں نے اپنے سینے سے لگایا تو بچہ نے دودھ نہ پیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس کے سینے میں ابھی دودھ نہیں آیا۔ اس کی تائی امی نے اس کو اسی دن تین بار دودھ پلایا۔ ہم سمجھ رہے ہیں کہ وہ اس کی ماں بن گئی ہے۔ براہ مہربانی حدیث کے مطابق ہمیں بتائیں کہ وہ اس کی ماں بنی ہے کہ نہیں اس کی بچی سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے کہ نہیں۔

(محمد اسلم مناواں - کوٹ ادو)

الجواب باسم الملك الوهاب

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہیں' وہی رشتے دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہیں۔

ایک دو دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔ لاتحرم المصة ولا المصتان (ابوداؤد) ایک دو بار کا دودھ پینا حرام نہیں کرتا اگر کوئی بچہ دو سال کی عمر کے اندر اندر پانچ مرتبہ کسی عورت کا دودھ پی لے تو وہ عورت اس کی رضاعی ماں بن جائے گی۔ مسلم شریف میں حدیث ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ قرآن مجید میں دس مرتبہ دودھ پینے سے حرمت کا حکم نازل ہوا ہے پھر یہ قرآن کا حکم پانچ مرتبہ دودھ پینے سے منسوخ کردیا گیا۔

پانچ مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوجائے گی اور وہ تمام رشتے حرام ہوں گے جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔

بشرط صحت سوال' صورت مسئلہ میں صرف تین مرتبہ دودھ پلانے کا ذکر ہے' لہٰذا حرمت ثابت نہیں ہوتی اور سوال میں مذکور عورت تائی اس بچے کی رضاعی ماں نہیں ہے' لہٰذا تائی کی بیٹی سے اس بچے کا نکاح درست ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم

(کتبہ: مفتی محمد ادریس المدنی حفظہ اللہ)

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار کرنا

1۔ کیا قادیانیوں کے ساتھ کاروبار کرنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو مکمل قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

2۔ یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ پاکستان کے آئین کے مطابق قادیانی غیر مسلم ہیں۔ اگر غیر مسلموں سے کاروبار کیا جاسکتا ہے تو قادیانیوں کے ساتھ کیوں نہیں؟ اور نیز کیا ان حضرات کے پاس نوکری کی جاسکتی ہے کہ نہیں؟

(کمال حسن)

الجواب باسم الملك الوهاب

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

قادیانی مرتد ہیں اور اسلام میں مرتد کو توبہ نہ کرنے کی صورت میں قتل کرنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من بدل دينه فاقتلوه جو اپنا دین یعنی اسلام بدل ڈالے' اسے قتل کردو۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن کے دو صوبوں کا گورنر بنا کر بھیجا۔ ایک دن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاقہ کے قریب آئے تو ان سے ملاقات کے لئے ان کے دفتر تشریف لے گئے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور ان کے پاس لوگ جمع تھے اور وہاں ایک شخص کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھے ہوئے تھے تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا' اے عبداللہ بن قیس' اس شخص کو کیوں باندھا ہوا ہے تو انہوں نے کہا' یہ مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکا ہے تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے دفتر میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون - الظالمون - الفاسقون (المائدۃ ۴۴، ۴۵، ۴۷)

دار القضاء الشرعی
جماعۃ الدعوۃ پاکستان
042-37240942

لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط (الحدید)

ثالثی شرعی عدالت
جامع مسجد القادسیہ
لیک روڈ چوبرجی لاہور

نہیں اتروں گا جب تک اسے قتل نہیں کیا جاتا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''اس کو قتل کرنے کے لئے ہی لایا گیا ہے آپ تشریف لائیں'' تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اسے قتل کر دیا گیا تو تب معاذ رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اترے۔ (بخاری کتاب المغازی)

جس شخص کے ساتھ اسلام نے اس طرح کے سلوک کا حکم دیا ہے اس کے ساتھ دوستی رشتہ داری، کاروبار ہرگز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہم ایسے مرتدین کو خود تو قتل نہیں کر سکتے، کم از کم ان سے قطع تعلق اور مکمل سماجی بائیکاٹ تو ہمارے بس میں ہے۔ یہ تو ضرور کرنا چاہئے۔ باقی کفار سے مثلاً یہود و نصاریٰ وغیرہ سے کاروبار ہوسکتا ہے بشرطیکہ ان کے کفر سے ان کی تائید کی صورت نہ بنتی ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا، ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (الممتحنہ آیت نمبر 8)

(کتبہ: مفتی عبدالرحمٰن عابد حفظہ اللہ)

گاؤں میں نماز جمعہ/عیدین

حویلی ملکہ والی گاؤں میں ایک مسجد ہے۔ وہاں جمعہ اور عید کی نمازیں نہیں پڑھائی جاتیں۔ قرآن وحدیث کے دلائل سے ایک فتویٰ دے دیں کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(عرفان اقبال۔ لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب باسم الملک الوہاب

الحمد للہ وحدہ لاشریک لہ والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین والانبیاء

مذکورہ بالا سوال میں گاؤں میں نماز جمعہ المبارک اور عیدین کے بارے میں سوال ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں گاؤں میں جمعہ المبارک اور عیدین کی نمازیں کروانا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی...... الآخر سورۃ الجمعہ آیت نمبر 9

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔

اس میں عام حکم ہے جو شہروں، دیہاتوں اور گاؤں کے لئے ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے جس میں صحابی رسول عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب جمعہ کا حکم آیا تو پہلا جمعہ گاؤں میں ہی ادا کیا گیا۔ (بخاری کتاب الجمعۃ وابوداؤد کتاب الصلوۃ)

(کتبہ: مفتی عبدالرحمٰن عابد حفظہ اللہ)

کاروبار میں شراکت یا قرض

1۔ جناب مفتی صاحب 2007ء میں ہم نے ایک کاروبار کا سوچا۔ میں (محمد سلیم اختر) کے پاس کاروبار کرنے کے لئے پیسے نہیں تھے لیکن مجھے کاروبار کا تجربہ تھا۔ میرے دوست اکرام الحق کے پاس سرمایہ تھا۔ میں نے اس سے کاروبار کے لئے پیسے مانگے تو اس نے کہا کہ تم میرے ساتھ کیا کرو گے۔ تو میں (محمد سلیم اختر) نے کہا کہ میں سب سے پہلے تمہارے تمام پیسے واپس کروں گا۔ اس کے بعد ہم دونوں برابر کے حصہ دار ہوں گے۔ میں نے اکرام صاحب سے مبلغ چھ لاکھ روپے لئے جو کہ عرصہ دو سال میں واپس کر دیئے۔ اس کے بعد اب میں مسلسل ان کو نفع میں سے برابر کا حصہ دے رہا ہوں جو تقریباً جتنی رقم لی تھی، اس سے زیادہ نفع کی صورت میں واپس کر دی ہے۔ میں (محمد سلیم اختر) اس کاروبار میں سے اپنی تنخواہ بھی لے رہا ہوں۔ اب ہمارا کاروبار کافی پھیل چکا ہے۔ اس دوران ہم نے ایک دکان بھی خریدی ہے جو کہ میرے (محمد سلیم) کے نام ہے۔ اس کاروبار میں سے ایک اور دکان بھی بنائی ہے۔

جس وقت کاروبار شروع کیا تھا تو اس وقت کاروبار کی مالیت چھ لاکھ روپے تھی۔ جب ان کی تمام رقم جو کاروبار کے لئے لی تھی، واپس کی تو کاروبار کی مالیت 12 لاکھ روپے تھی جبکہ اب کاروبار کی مالیت 50 لاکھ روپے ہے۔

جناب مفتی صاحب میں قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلے کا حل چاہتا ہوں۔ جناب مفتی صاحب میرا ان کے ساتھ بہت اچھا تعلق ہے۔ اگر ہم اس کاروبار کو جاری رکھیں تو کیا حل ہوگا۔ اگر اس کاروبار کو ختم کرنا چاہیں تو کیا حل ہوگا۔

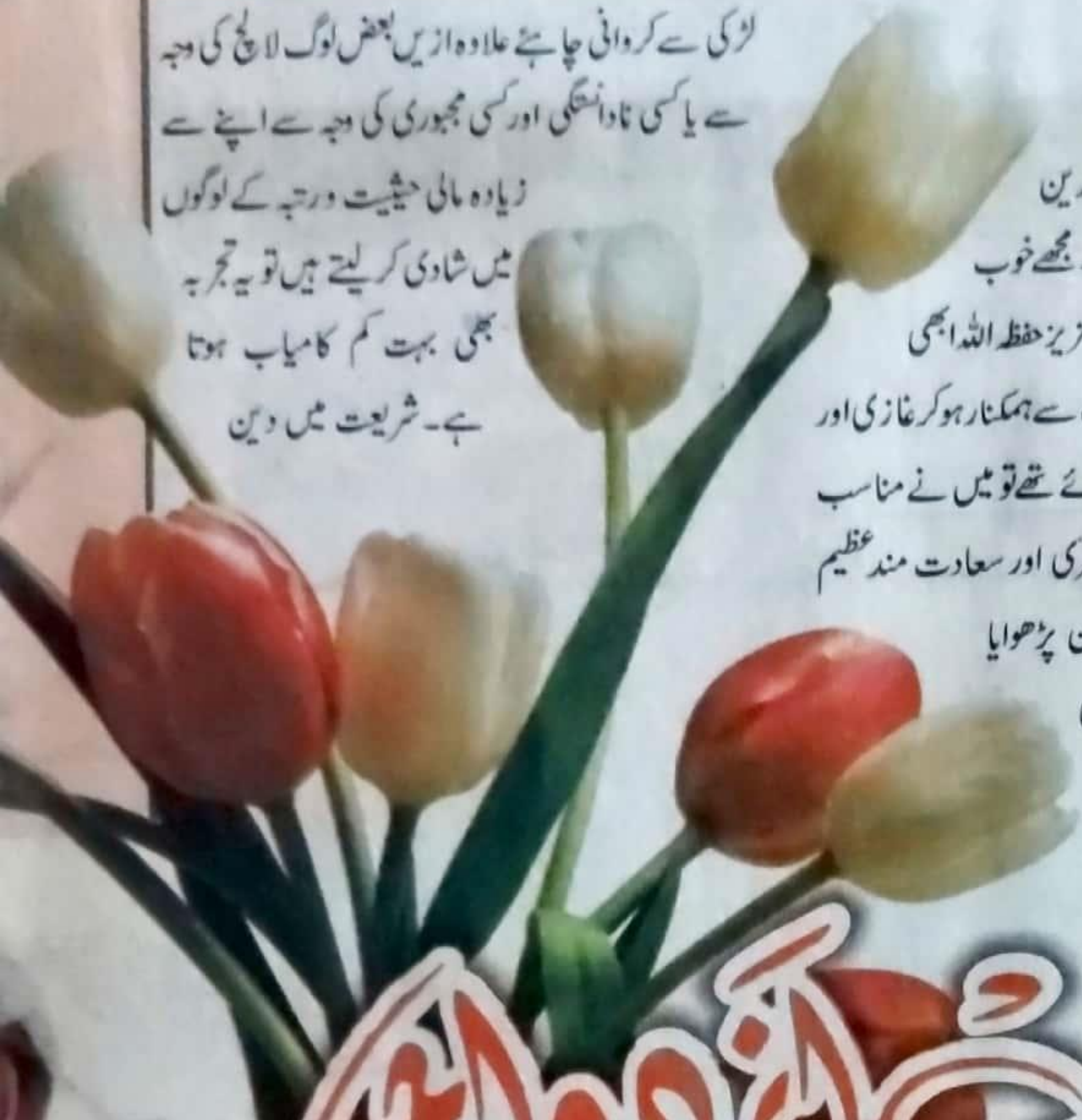
سائل اس سلسلے میں کافی فکرمند ہے کہیں اس سے آخرت خراب نہ ہو کیونکہ ہم نے جس وقت کاروبار شروع کیا تھا تو اس وقت دین کا اتنا علم نہیں تھا۔

2۔ میں (محمد سلیم اختر) نے جو کاروبار شروع کیا تھا۔ تو اس کاروبار کا اصل مالک شبیر تھا۔ شبیر صاحب کو میرے اوپر بہت اعتماد تھا۔ ان کا سارا کاروبار میں چلا رہا تھا۔ انہوں نے مجھے کاروبار میں شراکت کے لئے کہا، میرے پاس پیسے نہیں تھے۔ پھر میں نے اپنے دوست اکرام سے رابطہ کیا۔ اس کی تفصیل اوپر درج ہے لیکن شبیر کو میرے حصہ دار اکرام کا پتہ نہیں۔ شبیر کے مطابق ہم دونوں کاروبار میں

باقی صفحہ 47 پر

آپ کی کامیاب ازدواجی زندگی کا راز کیا ہے؟

چند دلچسپ خصوصی انٹرویوز



انٹرویوز



محمد امین الرحمٰن۔ ابو حمزہ ظفر اقبال

آج کے اس دور میں دینی ماحول اور تربیت نہ ہونے کی وجہ سے طلاقیں بکثرت ہو رہی ہیں‘ ہم نے سوچا کہ کیوں نہ کامیاب ازدواجی زندگی گزارنے والے لوگوں کے انٹرویوز کئے جائیں تاکہ لوگوں کے سامنے وہ رہنما اصول واضح کئے جائیں جنہیں اپنا کر اچھی اور مثالی زندگی گزاری جا سکتی ہے۔ مثالی زندگی کے اصول بلاشبہ پیغمبر اسلام محمد کریم ﷺ نے ہی عطا کئے ہیں تاہم اصل مسئلہ ان پر عملدرآمد کا ہے۔ ہم نے صرف یہ جائزہ لینا ہے کہ ان اصولوں پر عملاً کس طرح ہماری بعض شخصیات کامیابی سے چل رہی ہیں۔ اس حوالے سے ہم نے اس موضوع کے متعلق ایک سوالنامہ تیار کیا‘ جس کے مطابق ہم نے کامیاب ازدواجی زندگی بسر کرنے والی کچھ شخصیات کے انٹرویوز کئے‘ آیئے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا سیف اللہ خالد

محترم سیف اللہ خالد جماعۃ الدعوۃ کے بنیادی ارکان میں سے ہیں‘ الدعوۃ ماڈل سکولز کے نگران و منتظم ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ کے شعبہ نشر و اشاعت دارالاندلس کے کئی سال تک مدیر بھی رہے۔ اس سے پہلے بھی دعوتی و تنظیمی حوالے سے مرکزی ذمہ داریاں انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تفسیر قرآن کی سعادت بھی بخشی ہے۔ یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ان سے لیا گیا انٹرویو پیش خدمت ہے۔

س: آپ نے اپنی ازدواجی زندگی کب اور کیسے شروع کی؟

ج: میری اللہ کے فضل سے دو شادیاں ہیں‘ پہلی شادی 1992ء میں میرے آبائی علاقہ قصور میں ہوئی اور دوسری شادی 2010ء میں سندھ میں ہوئی۔ دونوں بتوفیق اللہ العزیز صحیح جا رہی ہیں۔ پہلی شادی میری چچازاد سے ہوئی اور میرے والدین نے یہ رشتہ میرے لئے پسند کیا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ انہی دنوں شیخ ابو عبدالعزیز حفظہ اللہ ابھی تازہ تازہ جہاد بوسنیا کی سعادت سے ہمکنار ہو کر غازی اور فاتح بن کر پاکستان تشریف لائے تھے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دور کی اس عبقری اور سعادت مند عظیم شخصیت سے ہی نکاح مسنون پڑھوایا جائے تو انہوں نے ہماری درخواست کو شرف قبول بخشا اور نکاح پڑھایا۔ یہ 5 فروری 1992 کا دن تھا۔

س: کامیاب ازدواجی زندگی کے لئے رشتے کا ہم پلہ ہونا ضروری ہے‘ آپ کا ذاتی تجربہ کیا ہے؟

ج: پہلی بات تو یہ ہے کہ انسان کو شادی اپنے سے کم عمر لڑکی سے کروانی چاہئے علاوہ ازیں بعض لوگ لالچ کی وجہ سے یا کسی نادانستگی اور کسی مجبوری کی وجہ سے اپنے سے زیادہ مالی حیثیت و رتبہ کے لوگوں میں شادی کر لیتے ہیں تو یہ تجربہ بھی بہت کم کامیاب ہوتا ہے۔ شریعت میں دین اور کفو (ہم پلہ) کو ترجیح دی گئی ہے‘ میں نے اس شرعی رہنمائی کے مطابق ہی دونوں شادیاں کی ہیں۔ الحمد للہ! دونوں سسرال والے میری بے حد عزت کرتے ہیں اور میں بھی ان کی بھرپور عزت اور خدمت کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہوں۔ بزرگوں کی عزت اللہ کو پسند ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے واضح فرمایا ”جو ہمارے چھوٹوں پر رحمت (شفقت) نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا عزت و احترام نہیں کرتا ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی) جب دونوں طرف سے عزت و احترام کا معاملہ ہو تو اللہ کے فضل و رحمت کے ساتھ معاملات درست رہتے ہیں۔

س: ازدواجی زندگی میں مختلف موڑ یقیناً آتے رہے ہوں گے تو اس بندھن کو برقرار رکھنے کے لئے آپ نے کون کون سے طور طریقے اپنائے؟

ج: کامیاب ازدواجی زندگی میں دونوں ہی کا کردار ہے۔ جب میں ان کے حقوق ادا کرتا ہوں تو وہ بھی تعاون کرتی

ہیں۔ دین کی تعلیم بھی یہی ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں جیسا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل کیلئے بہتر ہو۔ ترمذی۔

رسول اللہ ﷺ خود اپنے اہل وعیال کے لئے ایک نہایت عظیم وشفیق مربی بھی تھے اور اتنا اعلیٰ اخلاق تھا کہ اماں عائشہ صدیقہؓ سے جب آپ ﷺ کے اخلاق فاضلہ بارے سوال ہوا تو



انہوں نے فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرآنُ۔ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں جیسا میں خود کھاتا ہوں ویسا ہی گھر والوں کو کھلاتا ہوں اور جیسا خود پہنتا ہوں ویسا ہی ان کے لئے پسند کرتا ہوں اس طرح سے زندگی کامیاب گزر رہی ہے۔

س: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آپ کی کامیاب ازدواجی زندگی میں زیادہ کردار آپ کا ہے یا آپ کی اہلیہ کا؟

ج: دونوں مل کر کوشش کرتے ہیں۔ اگر اونچ نیچ ہو بھی تو میں خود اس کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ناراضگی ہو بھی جائے تو میں خود صلح کی کوشش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنا مقام برقرار رکھنے کے لئے نصیحت کا انداز بہترین رہتا ہے۔ نصیحت کے لئے قرآن و حدیث بیان کرتا ہوں۔ صحابیاتؓ اور صحابہ کرامؓ کے واقعات سناتا ہوں اور اللہ کے فضل سے کامیاب رہتا ہوں۔ اس سلسلہ میں جب ایک سے زائد بیویاں ہوں تو بالخصوص غیر جانبدارانہ پالیسی اپنانا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ بیوی کو یہ کبھی احساس نہیں ہونا چاہئے کہ خاوند اس کے والدین یا بہن بھائیوں کو اپنے والدین یا بہن بھائیوں کے مقابلے میں کم تر سمجھتا ہے۔

س: عموماً ناراضگی کن امور پر ہوتی ہے' پھر صلح کیلئے کیا انداز اختیار کرتے ہیں۔

ج: زیادہ تر ضروریات کے امور ہوتے ہیں جن پر ناراضگی کا سامنا بھی کبھی کرنا پڑتا ہے۔ جماعت کا تعاون جتنا ملتا ہے' ظاہر ہے اسی پر گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ اکثر اوقات بنیاد یہی ہوتی ہے۔ کبھی احساس کمتری کی حالت بھی پیدا ہوجاتی ہے تو میں برسرپیکار مجاہدین اور مظلوم و محصور مسلمانوں کے حوالے سے انہیں یاد دلاتا ہوں کہ وہ بھی تو ہمارے ہی بھائی ہیں جو بے سروسامانی کی حالت میں لڑ رہے ہیں' اور ان کی زندگی کتنی سادہ ہوتی ہے۔ کھانے پینے کو کبھی ملا' کبھی نہ ملا' پھر بھی مادی طور پر مضبوط ترین افواج اور حکومتوں کے سامنے ڈٹے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے آج کے لئے اپنے کل (مستقبل) کو قربان کردیا ہے۔ انتہائی سخت دگرگوں حالات میں بھی وہ عظیم لوگ شکوہ وشکایت زبان پر نہیں لاتے۔ زخمی ہوجاتے ہیں' دشمن کی قید میں ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں' بھیانک ظلم کا نشانہ بنتے ہیں' شہید ہوجاتے ہیں۔ اس دنیا کی انہیں پرواہی نہیں ہوتی' ان کے بے شمار گھر والے اس ظلم کا نشانہ بنتے ہیں لیکن وہ پھر بھی آخرت ہی کی فکر میں مگن رہتے ہیں' جب میں اس طرح سے نصیحت کرتا ہوں تو الحمدللہ سارے معاملات کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ بیویاں دونوں تعلیم یافتہ ہیں' درس نظامی پڑھی ہوئی ہیں' ہمیں معلوم ہے کہ ناراضگی تین دن سے زیادہ نہیں رہنی چاہئے تو دونوں طرف سے کوشش ہوتی ہے کہ تین دن سے زیادہ ناراضگی نہ رہے۔ اس کے علاوہ خود سب گھر والوں کو نماز فجر کیلئے ہر صورت جگاتا ہوں' گھر میں رہتے ہوئے بھی اور جہاں کہیں بھی ہوں' فون کے ذریعے بیدار کرتا ہوں اور نماز پڑھنے کی تلقین کرتا ہوں تو اس بہانے سے ناراضگی خود بخود ختم کرنے کا آغاز ہوجاتا ہے کیونکہ اس کیلئے پہلے انہیں سلام بھی کرنا پڑتا ہے اور یوں کلام کا کچھ نہ کچھ آغاز ہوجاتا ہے۔ یہ طریقہ گویا ناراضگی کی برف پگھلنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ لڑائی اگر ہو بھی تو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ نے مرد کو قوام اور بلند بنایا ہے۔ میرا موقف گھر میں یہ رہتا ہے کہ اگر میں بھی لڑوں گا تو مجھے ان (بیویوں) کے برابر نیچے آنا پڑے گا۔ یہی بات سوچ کر انہیں باور کروا کر معاملہ آسانی سے حل ہوجاتا ہے۔

س: آپ کی بیگم کے ساتھ کھانے پینے اور لباس رنگ وغیرہ میں کن باتوں میں ہم آہنگی ہے اور جن میں ہم آہنگی نہیں ہے' ان میں کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں؟

ج: الحمدللہ زیادہ تر معاملات میں ہم آہنگی ہی ہے۔ فطرت تو ہر انسان کی جدا جدا ہے۔ میری طبیعت یہ ہے کہ کھانے پینے پر زیادہ خرچ نہ کریں' دوسری طرف سے یہ بات کبھی کبھی کم ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کی زندگی بالکل سادہ تھی اور کھانے پینے میں تکلفات کا نام و نشان نہیں ملتا۔ آپ ﷺ کی تو عمومی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی جو کھجور کے ساتھ یا نمک کے ساتھ کھالی جاتی۔ اکثر اوقات تو کھجور پانی میں بھگو کر شربت بنا کر ہی گزارہ کیا جاتا۔ کئی جہادی سفروں کی مثالیں بھی ہیں کہ مجاہدین کو پورے پورے دن کیلئے ایک دو یا تین تین کھجوریں ملتیں۔ آپ اندازہ کریں کہ کس قدر مشقت کی زندگی ہمارے سلف صالحین بسر کر گئے ہیں۔ صحرائی پیدل سفر کرتے یا پھر اونٹ' گھوڑے کی سواری' سخت گرمی میں کرتے۔ یہاں آج کل کی زندگی میں سامان تعیش کا شمار ممکن نہیں تو اس دور کی عرب زندگی کی مشکلات کا شمار ممکن نہیں۔ جب ہم اس دور کا مطالعہ کریں تو ذہن سازی ہو سکے گی۔ دوسری

☆...... میں جیسا خود کھاتا پیتا یا پہنتا ہوں ویسا ہی گھر والوں کو کھلاتا اور پہناتا ہوں۔ اس طرح سے زندگی بحمداللہ کامیاب گزر رہی ہے۔ سیف اللہ خالد

☆...... اپنا مقام برقرار رکھنے کے لئے نصیحت کا انداز ضروری ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اور صحابیات کے اقوال واقعات سناتا ہوں اور کامیاب رہتا ہوں۔ سیف اللہ خالد

☆...... رشتہ داروں میں اصلاح کا کام کرنے والے بائیکاٹ نہیں کرتے' آپ زوردار نصیحت کرنے والے ہوں تو تبدیلی لا سکتے ہیں۔ سیف اللہ خالد

بات یہ ہے کہ جب ہم خود عمل کریں گے تو دوسرا فریق بھی عمل پر آمادہ ہوگا۔

س: سسرالی رشتے داروں کے ساتھ آپ اپنے تعلقات کس طرح اچھے رکھتے ہیں؟

ج: سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات کیلئے باقاعدہ ان سے رابطہ رکھتا ہوں۔ اگر سندھ جاؤں تو کوشش ہوتی ہے کہ سسرال کا چکر ضرور لگاؤں۔ قصور جانا ہوتو وہاں بھی گھر میں چکر لگا کر آتا ہوں۔ اگر پتہ چلے کہ سسرال میں کوئی بیمار ہے تو خبر گیری ضرور کرتا ہوں اور وہ بھی مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی میرے مشورے کے بغیر کم ہی کرتے ہیں۔ غمی، خوشی، نسبت، رشتہ ایسے معاملات میں دونوں بیویوں کے خاندان میری طرف ہی بحمد اللہ رجوع کرتے ہیں، حتیٰ کہ بچوں کے نام تک وہ مجھ سے پوچھ کر رکھتے ہیں۔ یہ رابطہ میں رہنے کا فائدہ ہے کہ وہ مجھ کو ہر معاملہ میں ترجیح دیتے ہیں۔ جب میں ان سے ہر معاملہ میں مشاورت کرتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے ہر معاملہ میں مشاورت کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

س: سسرال میں اہلیہ کا بار بار جانے کے اصرار پر آپ کا رویہ کیسا رہتا ہے؟

ج: بیوی کا میکے جانے پر بار بار اصرار شروع میں تو نئے گھر کی وجہ سے کرنا فطری ہے کیونکہ والدین کا گھر چھوڑا ہوتا ہے۔ نئے گھر، نئے افراد خاندان، نئے ماحول میں خود کو ہم آہنگ کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ماحول کی اجنبیت کے باعث بیوی بار بار میکے جانے پر اصرار کرے تو اسے محسوس نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اگر زیادہ سسرال جانے سے خرابی ہو رہی ہو تو پھر معاملہ محتاط رہنے کا ہوتا ہے۔ میرا اپنے سسرال کے ساتھ ایسا حسن سلوک ہے کہ اگر کبھی اہلیہ کو ڈانٹ بھی دوں تب بھی سسرال والے میری ہی تائید کرتے ہیں۔ متنازعہ امور میں بھی تائید میری ہوتی ہے، وہ اپنی بیٹیوں کی تائید نہیں کرتے بلکہ میری ہی حمایت کرتے ہوئے اپنی بیٹیوں کی غلطی واضح کرتے ہیں۔ گویا اس طرح سسرال والے بھی تعلقات صحیح رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کہ چاہے غلطی میری بھی ہو، تب بھی وہ اپنی بیٹی کی ہی غلطی باور کراتے ہیں۔

☆......سسرالی رشتہ داروں سے باقاعدہ رابطہ رکھتا ہوں۔ اگر پتہ چلے کہ کوئی بیمار ہے تو اس کی خبر گیری ضرور کرتا ہوں جس کا اثر یہ ہے کہ وہ مجھ سے ہر چھوٹے بڑے کام میں مشورہ ضرور کرتے ہیں۔ سیف اللہ خالد

☆......صبح نماز کے لئے میں نے ہی گھر والوں کو جگانا ہوتا ہے، سلام کہتا ہوں تو اس بہانے ناراضگی ختم ہو جاتی ہے۔ سیف اللہ خالد

☆......نبی ﷺ نے فرمایا، تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے بہتر ہے۔ ترمذی

س: سسرالی رشتہ داروں کے معاملات میں آپ کس حد تک فعالیت کا مظاہرہ کرتے ہیں؟

ج: بتا چکا ہوں کہ وہ اپنی چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی مجھ سے مشورہ لیتے ہیں اور بچوں کے نام تک وہ مجھ سے پوچھ کر رکھتے ہیں تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ میں ان کے ہر قسم کے معاملات میں گہری دلچسپی لیتا ہوں اور رابطہ میں رہتا ہوں۔ جب میں اپنے سسر اور اپنی ساس کو والدین کی طرح چاہوں گا تو لامحالہ وہ مجھے بیٹے کی حیثیت دیں گے اور الحمدللہ دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے اور اس پر میں جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کروں کم ہے۔

س: آپ کی شادی پسند کی ہوئی یا والدین کی مرضی سے، آپ کی نظر میں کون سی شادی کامیاب رہتی ہے؟

ج: جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ لوگ اعلیٰ حسب ونسب، حسن وجمال، مال ومنال اور دینی بنیاد پر شادی کرتے ہیں تو تم دین کو ترجیح دیا کرو۔

تو جس شادی میں دین کو ترجیح دی جائے، وہ شادی اچھی اور کامیاب ہوتی ہے۔ پہلی شادی قصور میں ہوئی، کامیاب ہے، دوسری سندھ میں ہوئی تو الحمدللہ وہ بھی کامیاب ہے۔ دونوں شادیوں میں جہاد کو ہی پیش نظر رکھا ہے۔ دونوں مجاہد وشہید کی بہنیں ہیں اور دین کی عالمہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس شادی میں دین اول تا آخر موجود ہو، وہ کامیاب رہتی ہے، یہی ہمارے پیارے نبی کی تعلیم ہے۔ فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ یعنی تو دین کے ذریعے کامیابی حاصل کرے۔ (بخاری ومسلم)

حقیقت یہ ہے کہ زندگی کے ہر معاملے میں اگر ہم دین کو ترجیح دیں گے تو اللہ کی رحمت وبرکات اور مدد ونصرت ہمارے ساتھ ہوگی۔ صرف شادی ہی نہیں، دنیا میں ہر لمحہ آپ اس بات کو عملاً محسوس کر سکتے ہیں۔ دین سے ہٹ کر آپ جو بھی کام کریں گے، بالآخر ناکامی وذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ دین سے ہٹ کر شادی کریں گے تو وہ محض خواہش نفس کو پورا کرنے کی وجہ سے تباہ کر ڈالتی ہے۔ ایسی ہزاروں مثالیں ہمارے معاشرہ میں، ہمارے ماحول میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

س: اپنے اور سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ بعض معاملات میں شرعی مسائل پیش آتے ہیں، آپ شرعی مسائل پر چلنا چاہتے ہیں لیکن بعض اوقات رشتہ دار دنیوی معاملات کے مطابق مروجہ (رسم ورواج پر) چلنا چاہتے ہیں، ان معاملات کو آپ کیسے حل کرتے ہیں، بائیکاٹ کرتے ہیں یا صرف دعوت ونصیحت کرتے ہیں، کون سا راستہ بہتر ہے۔

ج: الحمدللہ! میرے اپنے رشتہ داروں کے علاوہ دونوں سسرال والے بھی توحید وسنت پر قائم ہیں۔ دونوں خاندان نمازی اور پرہیزگار ہیں۔ کبھی ایسا معاملہ پیش ہی نہیں آتا۔ اگر کسی معاملہ میں انہیں پتہ چل جائے کہ سیف اللہ اس معاملہ کو پسند نہیں کرتا تو وہ اس کام سے اجتناب کرتے ہیں۔ رہی بائیکاٹ والی بات تو بائیکاٹ اچھا نہیں رہتا، نصیحت والا معاملہ صحیح رہتا ہے تاہم ان معاملات میں سب سے پہلے اپنا عمل وکردار نکھرا اور ستھرا ہونا چاہئے۔ ہم لوگ دعوت میں اس وقت ناکام ہوتے ہیں جب کمزوری خود ہمارے اندر ہو۔ آپ کا اپنا کردار اچھا ہو، نصیحت ضرور اثر کرے گی اور جو لوگ اصلاح کا کام کرتے ہیں، وہ بائیکاٹ نہیں کرتے۔ جب آپ زوردار نصیحت دینے والے ہوں گے تو بہت سی چیزیں بدل دیں گے۔ اگر رشتہ داری، قرابت داری نہ بھی ہو تو تب بھی دعوت دینے والے کامیاب رہتے ہیں۔ جہاں بھی زوردار دعوت دیں گے، کامیاب رہیں گے۔ اگر کسی خاندان میں آپ کو غیر شرعی امور ورسومات کا خطرہ محسوس ہوتا ہو تو آپ کو کچھ عرصہ یا مہینہ پہلے ہی نصیحت کا عمل شروع کر دینا چاہئے۔ مثلاً آپ کو پتہ چلے کہ فلاں کی

نسبت طے ہو رہی ہے تو فوراً دعوتی کام کا آغاز کر دیں۔ اگر آپ عین اس وقت بات کریں جب ڈھول ڈھمکے والے آدھمکیں تو پھر آپ ناکام ہوں گے۔

س: کیا آپ کے گھر میں نند بھاوج کا نباہ مثالی ہے؟

ج: نند بھاوج کے متعلق معاملات بھی بحمد اللہ ہمارے ہاں اچھے ہیں' البتہ بعض اوقات اونچ نیچ ہو جاتی ہے۔ میری بہنیں آتی ہیں تو میں ایک دن اپنی بہن کو اپنے پہلے گھر میں اور دوسرے دن دوسرے گھر میں رکھتا ہوں۔ میرے دونوں گھر پورے خاندان کے ڈیرے ایسی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو بھی آ جائے' اچھا کھانا کھلاتے ہیں اور ادب واحترام دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اماں جی عائشہؓ کا فرمان ہے کہ مہمان پر جتنا بھی خرچ کریں' یہ اسراف نہیں۔

س: کیا آپ شادی کے بعد اپنے والدین اور بھائیوں کے ساتھ رہتے ہیں؟

ج: اگر والدین اس قابل ہوں کہ ان کا گھریلو نظام کامیابی سے چل رہا ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن بہتر تو علیحدہ گھر بنانا ہی ہے۔ دین میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے کہ شادی کے بعد مشترکہ گھر میں ہی رہا جائے۔ زیادہ بہتر ہے کہ نیا ماحول بنے' اگر وہ اپنے دین کو محفوظ رکھنے کے قابل ہوں تو علیحدہ گھر بہتر ہے۔ نبی ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو الگ الگ کمرے اور گھر بنا کر دیئے تھے البتہ اگر اکٹھا رہنے میں والدین کی خدمت کا موقعہ ملتا ہو تو اکٹھے رہنا بہتر ہے۔ میرے خیال میں اس مسئلہ کو کیس ٹو کیس دیکھنا اور اسے حل کرنا چاہئے کیونکہ شریعت میں کوئی بھی صورت اختیار کرنے کی پابندی نہیں ہے۔

س: کیا ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں تمام اولاد سے سلوک و نباہ مساوی ہے؟

ج: پہلی بیوی سے آٹھ بچے ہیں اور دوسری سے ابھی کوئی نہیں۔ جب دوسری بیوی سے اللہ نے اولاد دی بخشی تو ان شاء اللہ ان سے بھی اسی طرح حسن معاملہ کروں گا۔

س: کیا آپ گھریلو ضروریات یعنی اعمال البیت میں اپنی ازواج کا ہاتھ بٹاتے ہیں؟

ج: الحمدللہ! بیٹے جوان ہیں' ہاتھ بٹانے والا کام کروا دیتے ہیں۔ اگر گھر میں ہوتا ہوں' تب بھی زیادہ تر کام لکھنے لکھانے کا ہی کرتا ہوں۔ اگر گھر کے کام زیادہ ہوں تو کر بھی لیتا ہوں لیکن اس معاملہ میں کمزوری بھی ہے۔ آپ دعا کریں کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ مجھے اپنی کوتاہی کو ختم کرنے کی توفیق دے۔

س: آج کل امیر سے امیر لوگ بھی زیادہ بچوں کی پرورش مشکل خیال کرتے ہیں آپ قلیل وسائل کے ساتھ دو ازواج اور اتنے بچوں کی کفالت کیا مناسب انداز میں کر لیتے ہیں' اس میں پریشانی نہیں ہوتی؟

ج: اگر فضول خرچی نہ کی جائے' تکلفات کو نظر انداز کیا جائے تو موجودہ وسائل کے ساتھ معاملات سے عہدہ برآ ہوا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں غیر مسلموں کی نقالی' تکلفات سے بچا جائے اور اپنے سے زیادہ امیر لوگوں کی بجائے اپنے سے کمزوروں کی طرف دیکھ کر سبق لیں تو اس سے گزارہ چل سکتا ہے۔ زیادہ بچوں کے حوالے سے "کم بچے خوشحال گھرانہ" کافروں کا پراپیگنڈہ ہے' ایک پرانا فکری حملہ ہے کہ مسلمانوں کو بے لڑے ہی مار دیا جائے۔ نبی ﷺ کا حکم ہے کہ زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادیاں کرو' اس پر ہمارا ایمان ہو تو ضروریات پوری کرنے کی گارنٹی اللہ نے خود دی ہے' اللہ نے قرآن میں کہا ہے کہ ہم پیدا کرتے ہیں' ہم ہی رزق دیتے ہیں تو ہم کیوں پریشان ہوں۔ میں تمہاری کثرت پر قیامت کے دن فخر کروں گا۔ تو یہ کافروں کا فکری حملہ ہے اور بے شمار مسلمان اس کا شکار ہو چکے ہیں اور نام نہاد خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کے چکروں میں کافروں کے گھناؤنے مقاصد کو پورا کیا جا رہا ہے اور یہ سب دین سے عدم واقفیت کے سبب سے ہے۔ بچے اپنا رزق ساتھ لے کر آتے ہیں' یہ بچہ مار پروگرام' اللہ کی صفت پر عدم اعتماد ہے اور خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام میں بچے کو پیدا ہونے سے پہلے ہی مار ڈالنا ایسی سفاکانہ حرکت ہے جسے اللہ اور اس کے رسول بھی پسند نہیں کرتے۔

زیادہ بچے پیدا ہوں تو وہ مختلف شعبوں میں صلاحیتوں کے مطابق قوم کی خدمت کریں گے۔ کوئی مجاہد بنے' کوئی عالم کوئی سائنسدان بنے کوئی معلم بنے' معاشرہ کو ہر قسم کے فعال و باکردار انسانوں کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی مفید تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے جو بچوں کو مفید شہری بنائے۔

س: جہیز کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے دنیا دار گھرانوں میں جہیز پر جھگڑے اور بعض دیندار گھرانے بھی جہیز لیتے ہیں اور جہیز کم لانے پر بہوؤں کو طعنے دیتے ہیں آپ کا طرز عمل کیسا ہے؟

ج: جہیز حسب استطاعت تحفہ کے طور پر دیا جا سکتا ہے۔ رخصتی کے وقت اگر وسائل ہوں تو کنجوسی جائز نہیں۔ جہیز دے کر وراثت میں سے محروم کرنا جرم ہے اور اگر طاقت نہ ہو تو قرض لے کر تحائف نہ دیئے جائیں۔ وراثت میں حق فرض ہے۔ بیٹی کے والدین پر تحائف فرض نہیں البتہ شوہر پر فرض ہے کہ وہ حق مہر' گھر کے سامان اور ولیمہ کا اہتمام کرے۔ ایک پہلو یہ ہے کہ لوگ شادی پر ہندوؤں کی طرح جہیز دے کر اپنے آپ کو وراثت میں حصہ دینے سے بری سمجھتے ہیں تو یہ ہندووانہ طریقہ ہے' عورت کی حق تلفی ہے۔ اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔ وراثت میں حصہ دینا فرض ہے۔ نہ دینا گمراہی اور اللہ کی پکڑ کا سبب بن سکتا ہے۔ اللھم وفق لنا ماتحب و ترضی۔ آمین

☆......بیوی کا تعلیم یافتہ ہونا ازبس ضروری ہے۔ میرے ساتوں بچے الحمدللہ ابتداء سے تاحال اپنی والدہ محترمہ سے حفظ و ترجمۃ القرآن اور اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے استفادہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ (ڈاکٹر سرور حجازی)

☆......کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے لڑکی لڑکے کا دینی لحاظ سے ہم پلہ ہونا کافی ہے۔ تاہم میری رائے میں سماجی حیثیت میں ہم آہنگی کے مثبت اثرات بھی ازدواجی زندگی پر ضرور پڑتے ہیں۔ (ڈاکٹر سرور حجازی)

ڈاکٹر سرور حجازی۔ پی ایچ ڈی ٹاپر۔

اسلام آباد:

ڈاکٹر صاحب سے میرا تعارف اسلام آباد میں 90ء کی دہائی میں ہوا۔ جب آپ ایم فل کا مقالہ لکھنے کے ساتھ ساتھ تعلیمی میدان میں مشغول تھے۔ آپ کی پیدائش

ارزانی پور (قصور) کی پر کیف فضاؤں میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ لاہور کے معروف مدرسہ غزنویہ تقویۃ الاسلام میں داخل ہو گئے اور شب و روز محنت شاقہ اور اللہ تعالیٰ کے فضل خاص سے امتیازی درجات کے ساتھ الشہادۃ العالیہ کا کورس مکمل کیا اور پھر انہوں نے 80ء کی دہائی میں اسلام آباد کی طرف رخت سفر باندھا اور جلد ہی ایجوکیٹر کی حیثیت سے اپنے معاصرین سے لوہا منوالیا۔

کالج سے واپس آ کر آپ نے اپنی زبان و قلم کی مہارتیں اللہ کی رضا کے لیے وقف کر دیں اور اپنے احباب کو اس منہج کی طرف مائل کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ تاہم آپ نے پہلو بہ پہلو اپنی اکیڈمک تعلیم بھی جاری رکھی تا آنکہ Ph.D مکمل کر لی۔

چند ماہ پہلے مسجد قباء اسلام آباد میں ملاقات ہوئی تو ان سے گفتگو میں معلوم ہوا کہ ملک بھر میں اسسٹنٹ پروفیسر کی آسامی کے لیے سینکڑوں پی ایچ ڈی سکالرز میں سے 11 کو ترقی کے لیے منتخب کیا گیا اور 11 میں سے بھی موصوف اول نمبر پر منتخب ہوئے۔ موصوف شعبہ اساتذہ اسلام آباد کے فعال ذمہ دار بھی ہیں۔

محترم حجازی صاحب تعلیم کے ساتھ ساتھ عائلی میدان میں بھی کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔ اس حوالے سے انہوں نے ہمارے ساتھ جو گفتگو کی' آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

س: آپ نے اپنی ازدواجی زندگی کب اور کیسے شروع کی؟

ج: اللہ کے فضل سے میری شادی والدین کی پسند اور باہمی مشورہ کے بعد اپنی برادری سے باہر 16 اکتوبر 1990ء کو منعقد ہوئی۔ میں چونکہ تعلیم و تعلم کے سلسلے میں اسلام آباد میں تھا اور جب تک اسلام آباد میں اپنا گھر مکمل نہ کیا' پانچ سال تک میری بیوی میرے والدین کے ساتھ ہی رہی۔ میرے والدین نے اپنی بہو کو ماشاء اللہ اپنی بیٹی کی طرح شفقت دی۔ اس نے بھی اپنے والدین کی طرح میرے والدین کی خدمت کی۔

س: کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے رشتہ کا ہم پلہ ہونا ضروری ہے۔ آپ کا ذاتی تجربہ کیا ہے؟

ج: اسلام ہمارا دین ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری بھرپور رہنمائی کرتا ہے۔ اپنے دین پر عمل کر کے ہی ہم دنیوی و اخروی زندگی میں فلاح پا سکتے ہیں۔ چونکہ اسلام نے تو ہمیں یہ بتایا ہے کہ لڑکی اور لڑکے کا دیندار ہونا ہی کامیاب زندگی کے لیے کافی ہے۔ تاہم میرے ذاتی خیال میں سماجی حیثیت میں ہم آہنگی کے بھی ازدواجی زندگی پر ضرور اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان میں قبیلہ، قوم اور زبان کی ہم آہنگی بھی معاملات کو بہتر کرتی ہے۔

☆…… میری کامیاب ازدواجی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد سارا کریڈٹ میری بیوی کو جاتا ہے۔ میری طبیعت میں غصے کا عنصر نمایاں ہے۔ میری بیوی اپنے دھیمے پن سے میرے غصے کو کافور کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ (ڈاکٹر سرور حجازی)

س: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آپ کی ازدواجی زندگی کی کامیابی میں زیادہ کردار آپ کا ہے یا آپ کی بیوی کا؟

ج: جب میں اپنی ازدواجی زندگی کے گزشتہ 22 سالوں پر نظر ڈالتا ہوں تو اس کامیاب ازدواجی زندگی میں سارا کریڈٹ میری اہلیہ کو جاتا ہے۔ چونکہ میرے مزاج میں غصے کا عنصر پایا جاتا ہے تو جب کبھی ایسی صورت حال پیدا ہوئی' میری اہلیہ ہمیشہ دھیمے پن سے میرے غصے کو معتدل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ جبکہ میرا غصہ بھی وقتی اور عارضی ہوتا ہے۔

س: عموماً ناراضگی کن امور پر ہوتی ہے۔ پھر صلح کے لیے کیا انداز اختیار کرتے ہیں؟

ج: جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے' الحمدللہ کبھی بھی گھر میں ناراضگی کی نوبت نہیں آئی۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں بعض اوقات کچھ دیر کے لیے تناؤ کی کیفیت رہتی ہے لیکن جلد ہی اصلاح کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آتی ہے۔

س: آپ کی بیگم کے ساتھ کھانے پینے اور لباس رنگ وغیرہ کن امور میں ہم آہنگی ہے اور جن باتوں میں ہم آہنگی نہیں' ان میں کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں؟

ج: شروع سے ہی ایک دینی گھرانے سے تعلق ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا اور دیگر خانگی امور میں کبھی اس صورت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ جو پکا' وہ کھا لیا' جو ملا' وہ پہن لیا اور جہاں تک بیوی کا معاملہ ہے' ان کو شادی کے موقع پر اپنے میکے اور سسرال والوں کی طرف سے جو ملبوسات و زیورات تحفے میں ملے تھے' ان کے استعمال کے علاوہ نئے پن کی نوبت خال خال ہی آتی ہے اور ایسی صورت میں معاملہ دونوں طرف سے ایثار اور افہام و تفہیم سے خوش اسلوبی سے طے پا جاتا ہے۔ والحمدللہ علی ذالک

س: سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ آپ کے تعلقات کیسے ہیں؟

ج: اللہ کے فضل سے سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ میرے تعلقات شروع سے ہی اچھے ہیں۔ وہ جب بھی کسی معاملے میں مجھے مشورے کے لیے بلاتے ہیں تو میں حسب استطاعت و علم انہیں اچھا مشورہ دیتا ہوں' جسے وہ عموماً قبول کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر مناسبات و مواقع پر ان کے ساتھ شرکت کے مواقع ملتے رہتے ہیں۔

س: آپ کی اہلیہ کا اپنے میکے جانے اور بار بار جانے پر اصرار کی صورت میں آپ کا رویہ کیسا ہوتا ہے؟

ج: میکے جانے کے لیے کبھی میری بیوی نے اصرار نہیں کیا۔ اس کے برعکس میں خود اپنی رغبت سے انہیں میکے جانے پر آمادہ کرتا ہوں۔ پھر بھی وہ تب جانے پر راضی ہوتی ہیں کہ وہ صرف میری ہمراہی میں اپنے والدین کے پاس جائیں گی اور واپس میرے ساتھ ہی آئیں گی۔

س: کیا آپ کے والدین بقید حیات ہیں۔ ان کا اپنی بہو کے ساتھ بطور فیملی پرسن رویہ کیسا ہے؟

ج: میری شادی کے بعد جب تک میرے والدین بقید حیات رہے' انہوں نے اپنی بہو کو اپنے گھر کے ایک فرد سے بڑھ کر پیار و شفقت دیا اور میری بیوی بھی ہمیشہ میرے والدین کی خدمت و اطاعت عبادت سمجھ کر کرتی رہی۔

س: آپ کے گھر میں آپ کی بیوی کے ساتھ ان کی نندوں کے تعلقات کیسے رہے؟

ج: الحمدللہ میرے گھر میں کبھی اس معاملے میں روایتی نند بھاوج کا مسئلہ پیش نہیں ہوا۔ ہم دو بھائی ہیں اور چار بہنیں ہیں۔ بڑے بھائی کی شادی ہوئی تو علیحدہ گھر میں ان کی رہائش میری شادی سے پہلے ہو چکی تھی۔ میں چونکہ چھوٹا تھا' اس لیے والدین کے ہمراہ ہی رہا۔

س: کیا آپ گھریلو ضروریات میں اپنی اہلیہ کا ہاتھ بٹاتے ہیں اور کیا وہ بھی آپ کی اضافی خدمات بخوشی بجا لاتی ہے؟

باقی صفحہ 45 پر

بقیہ ایم ایم عالم کا سانحۂ ارتحال

جبکہ ان کے والد انہیں سی ایس پی آفیسر بنانا چاہتے تھے۔ ان کے بچپن کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ان کے چچا نے اپنی کھلونا رائفل تحفے میں دی جبکہ والد نے سائیکل خرید کر دی۔ وہ سائیکل کے ساتھ اس کھلونا رائفل کو لٹکائے اور

بھی دادِ شجاعت دینے پہنچ گئے لیکن کشمیر کے بلند وبالا پہاڑوں اور برفیلی چوٹیوں کو بھاری وزن اٹھا کر عبور کرنا ان کے لیے اب ممکن نہ تھا' اس لیے وہ واپس آگئے لیکن ان کا دل ہمیشہ اسلام اور غلبہ اسلام کے لیے تڑپتا رہا۔ انہیں پاکستان کے دولخت ہونے کا بہت زیادہ

کیا تھا' انہوں نے اس روز سے ہی کہنا شروع کر دیا تھا کہ روس کی طرح افغانستان کی دہلیز پر امریکی غرور کا سر بھی نیچا ہو جائے گا۔ آغاز پر تو لوگ نہ مانتے تھے لیکن اچھا ہوا کہ وہ اپنی آنکھوں سے روس کے بعد امریکہ کو یہاں ذلت سے دوچار ہوتا اور داغ رسوائی سمیٹتا واپس جاتے دیکھ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

☆ وہ بھارت کے خلاف 1965ء کی جنگ کے ہی نہیں بلکہ روس کے خلاف افغان جہاد کے بھی ہیرو تھے۔

☆...... بھارت کا اتنا بڑا ہیرو ہوتا تو وہ پورا ہفتہ بھارتی میڈیا کا موضوع رہتا لیکن ہمارے میڈیا میں اسے محض ایک دن چھوٹی خبروں میں جگہ دی گئی۔

☆...... ہمیں اپنی اولادوں کو عربی اور فارسی لازمی پڑھانی چاہئے کیونکہ ہمارا سارا ثقافتی ورثا انہی دو زبانوں میں ہی ہے۔ ایم ایم عالم

☆...... آج کے نوجوان 30 منٹوں میں دشمن کی ایک وکٹ نہیں گرا سکتے جبکہ ایم ایم عالم نے صرف 30 سیکنڈ میں بحمد اللہ 4 طیارے گرا دیئے۔

ہر طرف ایک مجاہدانہ روپ بنا کر گھوما کرتے تھے۔ انہوں نے اس سائیکل کو جنگی جہاز کا نام دے رکھا تھا۔ تقسیم ہند کے وقت جب ہندوؤں اور سکھوں کے مسلمانوں پر ظلم کی خبریں آ رہی تھیں تو ایم ایم عالم اپنی حفاظت اور دشمن کو نقصان پہنچانے کی خاطر اپنے پاس تیز دھار چاقو رکھتے کیونکہ دوسرا کوئی ہتھیار تو اس زمانے میں دستیاب ہی نہ تھا۔ خاندان کے ہمراہ پاکستان آنے کے بعد 1960ء میں انہوں نے پاک فضائیہ کو جوائن کیا اور پھر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منواتے ہوئے ترقی کی منازل طے کرتے چلے گئے۔

1965ء کی جنگ نے تو انہیں ہیرو کا درجہ دلوایا ہی تھا لیکن جہاد سے محبت ان کے رگ و پے میں بسی ہوئی تھی۔ 1979ء میں جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ وہ پاک فضائیہ سے چھٹی لے کر افغانستان پہنچ گئے اور اپنی جنگی صلاحیتوں اور مہارتوں سے روزِ اول سے ہی افغان مجاہدین کو روشناس کروانا اور خود اس میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ 1982ء میں پاک فضائیہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ افغان جہاد کے میدانوں میں گزارا اور جس وقت تک روس اور روس کی باقیات مکمل طور پر شکست کھا کر پسپا نہیں ہو گئیں' وہ اس میدان سے جڑے رہے۔ اس کے بعد جب کشمیر میں جہاد کا آغاز ہوا تو وہ اپنی شاہین صفت طبیعت کی وجہ سے اس جہاد سے بھی دور نہ رہ سکے اور وہاں

صدمہ تھا۔ وہ ایک بہاری تھے اور ان کا خاندان 1971ء کے سانحہ کے بعد مشرقی پاکستان منتقل ہو گیا لیکن انہوں نے پاکستان میں رہنے کو ترجیح دی اور پھر اپنا سب کچھ پاکستان کے نام کر دیا۔

ایم ایم عالم کو اس بات کا بہت دکھ رہتا تھا کہ قوم انہیں 6 ستمبر کے موقع پر ہی یاد کرتی ہے اور وہ جو حق بات کہنا چاہتے ہیں' وہ آج کا میڈیا چلانے کو تیار نہیں۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں اپنی اولادوں کو عربی اور فارسی لازمی پڑھانا چاہیے کیونکہ ہمارا سارا ثقافتی و مذہبی ورثہ یہیں پر ہے لیکن ایسا ہو نہیں رہا۔ امریکہ نے جب افغانستان پر حملہ

وہ 18 مارچ 2013ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ گزشتہ سال کے ماہ دسمبر میں انہیں سانس کی تکلیف شروع ہوئی تھی جو بڑھتی چلی گئی اور پھر انہیں آخری روز تک لے گئی۔ وہ اس دنیا سے دوسرے انسان کی طرح چلے گئے لیکن جو وہ کر گئے وہ انہیں دنیا میں ہمیشہ ان کی پرواز کی طرح اونچا و سربلند رکھے گا۔

ان کی وفات کے بعد انہیں خراجِ تحسین پیش کرنے والوں میں چند نام تو ضرور سامنے آئے لیکن جنازے میں سوائے سندھ و کراچی سے کوئی اہم ملکی شخصیت شریک نظر نہ آئی۔ شاید کہ آج ان کے کارناموں کا ہمارے ہاں اب رواج نہیں۔ بھارت کا ایسا ہیرو فوت ہوتا تو بھارتی میڈیا پورا ہفتہ اس کی خبریں گرم رکھتا لیکن ہمارے میڈیا میں تو ایک دن بھی اپنے ہیرو کی وفات سب سے بڑی خبر نہ بنی اور اسے محض چھوٹی خبروں میں پیش کیا گیا لیکن دشمن کو ان کی اہمیت کا پورا احساس تھا۔ اس لیے ایک بھارتی صحافی نے لکھا کہ آج جب ایم ایم عالم اس دنیا سے رخصت ہوا ہے' بھارت کے لوگ چین کی نیند سوئے ہوں گے۔ پاکستان میں یوفون موبائل کمپنی کے علاوہ کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ انہیں سلامِ عقیدت پیش کرتا۔ آخر کیوں......؟ کیا قومیں اپنے ہیروز کے ساتھ یہی سلوک کرتی ہیں......؟ یہ سوال اتنا بڑا ہے کہ جواب شاید آسانی سے نہ مل سکے۔

بقیہ ازدواجی زندگی

ج: الحمد للہ میرے سات بچے ہیں' جب تک بچے چھوٹے تھے' میں اپنے گھر کا تمام سودا سلف' آٹا و ملبوسات وغیرہ خود خرید کر لاتا تھا۔ اب چونکہ بچے لڑکپن کی حدود عبور کر کے جوانی کی حدود میں داخل ہو رہے ہیں' اس لیے مجھے کم ہی خدمت کا موقع ملتا ہے۔

س: بچوں کی پرورش کے حوالے سے کچھ بتائیں؟

ج: میرے سب بچے اللہ کے فضل سے اپنے گھر میں اپنی والدہ سے حفظ و ترجمۃ القرآن میں باقاعدگی کے ساتھ تعلم میں مشغول رہتے ہیں۔ میری ایک بیٹی ماریہ نے

مسجد قباء، 8-1 اسلام آباد سے دو دفعہ تربیتی کورس مکمل کیا۔ ابتداء سے ہی سادگی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہے۔ بچوں نے کبھی کسی چیز پر اصرار نہیں کیا اور نہ ہی کسی پہلو سے احساسِ کمتری کا شکار ہوئے۔

س: آج کل امیر و غریب سبھی گھرانوں میں جہیز کا مسئلہ بڑا گھمبیر ہو چکا ہے۔ آپ کی ذاتی رائے اس بارے میں کیا ہے؟

ج: شادی کے وقت ہماری طرف سے جہیز کا کوئی تقاضا نہ ہوا اور اہلیہ کو اپنے میکے سے جو کچھ ملا ہم نے اسی پر اکتفا کر لیا۔

آہ! ماں کا کوئی بدل نہیں...!

آہ! ماں جیسی عظیم ہستی پر لکھا جائے تو کیسے لکھا جائے۔ وہ ہستی جس کی سانسوں کے ساتھ اولاد کی سانسیں چلتی رہی ہوں، جس کے ساتھ انسان کا رشتہ واقعی یک جان دو قالب کا رہا ہو، جس سے زیادہ پرخلوص اور بے لوث دعائیں دینے والا کوئی نہ ہو، جس کو دیکھتے ہی انسان کی آنکھیں ٹھنڈک سے بھر جائیں، جس کے ہوتے ہوئے انسان کو اپنی زندگی بامقصد معلوم ہوتی ہو اور جس کے نہ ہونے سے انسان کو جینے کا مقصد ملنا بھی دشوار ہو جائے۔

ہاں یہی تو وہ کائنات میں واحد ہستی ہے جو ہمارے معمولی کرب کو بھی برداشت نہیں کرتی، جو ساری تکلیفیں اپنی جان پر لے کر اپنی اولاد کو خوش وخرم دیکھتی ہے...... اولاد چاہے جتنا بھی ستائے، اس کے چہرے پر رحمتوں بھری مسکراہٹ کے سوا کچھ نہیں ہوتا، اللہ کو بھی اپنی رحمت کی مثال دینا پڑی تو اسی ہستی کو نمونہ کے طور پر پیش کرنے سے ملی۔ اللہ نے فرمایا: ''میری رحمت 70 ماؤں کی رحمت وشفقت کے برابر ہے۔''

گویا ماں میں کائنات کے رب کی عظیم رحمتوں کے ایک بڑے حصے کی جھلک ہوتی ہے۔ آج اس مادی رنگ وبو میں ڈوبی ہوئی دنیا میں کسی کے اندر اللہ ذوالجلال والاکرام کی رحمتوں کا کروڑواں حصہ ملنا بھی دشوار ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ کوئی ایسی ہستی بھی دنیا میں ہو جس کے اندر اللہ کی بے پایاں رحمتوں کا 70 واں حصہ مل جائے۔

ہاں یہی تو وہ ہستی ہے جس کے لیے اللہ کے نبی رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، ختم المرسلین، سیدالاولین والآخرین جناب محمد کریم ﷺ نے کیا خوب فرمایا: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جب سوال کیا کہ میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ سب سے زیادہ خدمت کس کی بجالاؤں؟ تو آپ ﷺ کی زبان اطہر سے ارشاد ہوا:

اپنی ماں کی خدمت کر۔

صحابی رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا۔ اس کے بعد؟ نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا:

اپنی ماں کی خدمت کر......

صحابی رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا، اس کے بعد؟ تو آپ ﷺ نے تیسری بار بھی یہی فرمایا:

اپنی ماں کی خدمت کر۔

چوتھی بار صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو تب شافع محشر ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ کی خدمت کر۔ (الادب المفرد)

ہاں یہی تو وہ ہستی ہے جس کو اللہ رب کریم نے اس قدر شان اور اس قدر مرتبہ عطا کیا کہ اپنی عظیم ترین جنت کو بھی اس کے قدموں کے نیچے کر دیا۔ فرمایا:

الجنۃ تحت اقدام الامھات

''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔''

(مسند الشھاب اللقھاعی)

یعنی ماں کا مقام جنت سے بھی اونچا واعلیٰ ہے۔

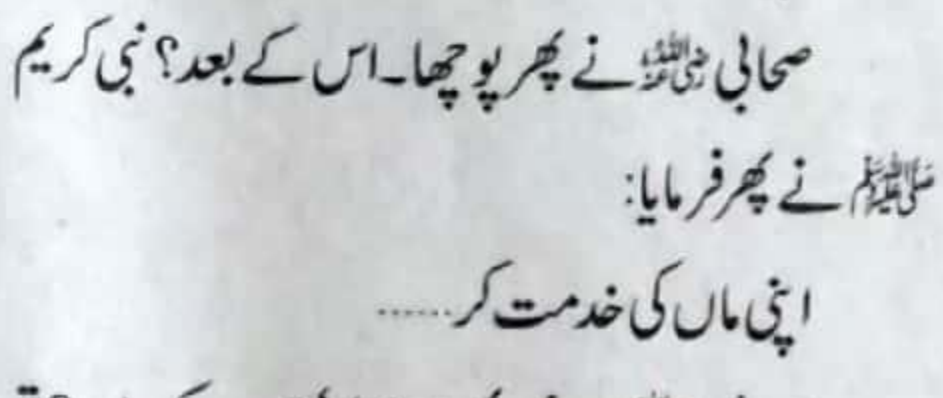
گویا اللہ نے ہمارے پاس اس ہوا وہوس میں ڈوبی ہوئی دنیا میں جنت سے بھی بڑی چیز ہمارے پاس رکھ دی۔ واہ میرے مولا! کیا تیری شان ہے...... اور ہم ہیں کہ جنت سے بھی بڑی چیز اپنے پاس رکھ کر اس کی قدر نہیں کرتے۔

شاید یہی تو وہ وجہ تھی کہ ایک بار جبریل علیہ السلام نے 3 اشخاص پر باری باری لعنت کی خصوصی بددعا کی اور محسن انسانیت، آفتاب رسالت، فخر دوعالم، رہبر اعظم ﷺ ہر بار آمین کہتے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام ان تین میں سے اُس ایک شخص پر بھی لعنت کر رہے تھے جس نے ماں یا باپ دونوں میں سے ایک کو زندہ پایا اور پھر بھی ان کی خدمت کی اسے توفیق نہ ہوئی۔ (صحیح الترغیب الترھیب)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی ناک غبار آلود ہو جائے، اس آدمی کی ناک غبار آلود ہو جائے، اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا، پیارے آقا ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت کا حقدار نہ بن گیا۔ (مسلم)

بخاری شریف میں تو یہاں تک حدیث ہے کہ ماں باپ اولاد کے حق میں مستجاب الدعوات ہوتے ہیں

سیرت وسوانح



قاضی کاشف نیاز

اگرچہ غیر مسلم ہی ہوں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ میری والدہ مشرکہ ہے۔ مجھ سے ملنے آتی ہیں' کیا

☆ ...... جس نے ماں باپ کو یا دونوں میں سے ایک کو زندہ پایا اور پھر بھی ان کی خدمت کر کے جنت نہ لی' ایسے شخص پر جبریل علیہ السلام لعنت کر رہے تھے اور نبی ﷺ آمین کہہ رہے تھے۔

☆ ...... حسن بصریؒ نے 14 سال تک مسلسل شام کے علاقے سے پیدل چل کر ماں کو صندوق میں بٹھا کر حج کروانے والے شخص کو کہا کہ ابھی تُو ماں کے پیٹ میں کروٹ لینے کا بھی حق ادا نہیں کر سکا۔

میرے لیے جائز ہے کہ میں ان کی خاطر مدارت کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور خاطر مدارت کرو۔ (بخاری)

حسن بصریؒ کعبۃ اللہ میں ایک شخص سے ملے جو اپنی ماں کو ایک صندوق میں اٹھا کر ملک شام سے پیدل گرم پتھروں پر چل کر مسلسل 14 سال سے حج کروانے کے لئے لاتا تھا۔ وہ آپ سے پوچھتا ہے کہ کیا میں نے ماں کا حق ادا کر دیا۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں' یہ تو صرف 14 سال ہیں۔ تُو ساری زندگی بھی اسی طرح حج کرواتا رہ مگر ماں کے پیٹ میں جو تو نے ایک کروٹ لی' تُو اس کا حق بھی ادا نہیں کر سکتا۔

غرض ہر طرح کے حالات میں ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے والدین خصوصاً ماں کا عظیم مرتبہ واضح کیا۔

دل میں ایک پرانی خواہش تھی کہ اللہ نے موقع دیا تو اپنی ماں کے ساتھ ہی کسی طرح اللہ کے گھر کی زیارت کو جاؤں گا لیکن اللہ کو یہ منظور نہ ہوا۔ شاید اس میں اپنی ہی کوتاہی تھی کہ اس کے لیے اس طرح بھرپور کوشش نہ کی جس طرح کہ کرلینی چاہیے تھی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اپنی زندگی کے آخری آٹھ دس سال میں زیادہ طویل سفر نہ کر سکتی تھیں۔ کافی عرصہ سے اب میں انہیں لاہور تک بھی نہ لا سکتا تھا۔ آخری دنوں میں میری بھتیجی یعنی ان کی پوتی کے ولیمہ کے لیے سارے خاندان نے کراچی جانا تھا' ہر ایک پریشان تھا کہ اب والدہ کو گھر میں اکیلا کیسے چھوڑ کر جائیں گے۔ مجھ سمیت گھر کے جو افراد والدہ محترمہ کی صحیح نگہداشت کر سکتے تھے' ان کا کراچی جانا بھی ضروری تھا کیونکہ بچی نے ولیمہ کے فوراً بعد ہی اپنے شوہر کے ساتھ دیارِ غیر چلے جانا تھا اور پھر اس سے ملاقات کئی برسوں بعد ہی ممکن ہو سکتی تھی۔ اس لیے چند قریبی افراد کا ساتھ جانا تو از حد ضروری تھا اور پھر یہ میرے بڑے بھائی کی پہلی بیٹی کی شادی تھی۔ سبھی اہل خانہ ایک کشمکش میں تھے لیکن امی جان نے یہ امتحان آنے ہی نہ دیا' والدہ کی حالت چند ماہ سے ویسے ہی مسلسل کافی خراب چلی آ رہی تھی۔ شوگر' بلڈ پریشر کے علاوہ دل کی بیٹری بھی کمزور ہو چکی تھی۔ پرویز الٰہی کارڈیالوجی انسٹی ٹیوٹ ملتان کے ڈاکٹروں نے کچھ دن عارضی بیٹری لگا کر انہیں کافی بہتر کر دیا تھا لیکن دس پندرہ دن بعد ہی طبیعت پھر خراب رہنے لگی تھی۔ سر میں چکر آنے کی شکایت جو انہیں شروع ہوئی تھی' اب یہ شکایت پھر بڑھنے لگی تھی۔ اب کارڈیالوجی کے ڈاکٹرز نے انہیں مستقل بیٹری یعنی پیس میکر لگانے کا کہہ دیا۔ اس کی سفارش انہوں نے ایک ماہ پہلے بھی کی تھی اور اس کے لیے کم از کم ایک لاکھ کے قریب خرچ ہونا تھا۔

بڑے بھائی قاضی ریاض اختر چونکہ سرکاری ملازم بھی ہیں تو انہوں نے اس حوالے سے والدہ کے کیس کو فوری طور پر شب و روز محنت کر کے (Entitle) کرالیا تاکہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ سارے اخراجات ہو سکیں۔ تاہم (Entitlement) کی منظوری کے بعد والدہ کی حالت تھوڑی بہتر ہوئی تو اب ڈاکٹرز نے بھی کہہ دیا کہ فی الحال پیس میکر کی ضرورت نہیں۔ بس آپ ہر ہفتے چیک کراتے رہیں۔ ضرورت پڑی تو پھر لگا دیں گے۔ شاید سرکاری طور پر اخراجات کی منظوری کے بعد اب وہ ٹالنا چاہتے تھے۔ بہرحال طبیعت چونکہ اب قدرے بہتر تھی' اس لیے ہم بھی انہیں گھر لے آئے لیکن دو تین ہفتوں بعد ہی طبیعت پھر خراب ہونا شروع ہوئی اور سر میں چکر کا معاملہ پھر بڑھنے لگا۔ مجبوراً کارڈیالوجی میں اب پرائیویٹ طور پر چیک کرایا تو ڈاکٹر صاحب کا کہنا تھا کہ پیس میکر اب انہیں لگانا پڑے گا۔ تاہم ان کا کہنا تھا کہ ہسپتال میں پیس میکرز ابھی دستیاب نہیں۔ آپ کچھ دن بعد رابطہ کریں۔ چند دن بعد رابطہ کیا تو اب انہوں نے کہا کہ میں اپنے طور پر کوشش کر کے پیس میکر مہیا کر دوں گا لیکن آپ کو اس کے ساتھ کچھ ضروری تاروں وغیرہ کے لیے بیس پچیس ہزار کا خرچ برداشت کرنا پڑے گا۔ ہم تو خیر جیسے تیسے پورے خرچ کا بندوبست کرنے کے لیے بھی تیار تھے۔ ماں کے لیے تو سب کچھ کیا جا سکتا ہے۔ چاہے کتنی بھی قربانی دینی پڑے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں کھجور کے درخت کی قیمت ایک ہزار درہم ہوگئی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کھجور کے ایک درخت کو چیر کر اس کا گودا نکالا اور اپنی والدہ کو کھلا دیا۔ لوگوں نے سوال کیا کہ تم نے اس قدر قیمتی درخت کو کیوں پھاڑ دیا۔ انہوں نے فرمایا: جس چیز کی مجھے قدرت ہو اور وہ چیز میری والدہ طلب کریں تو بالضرور وہ مہیا کر دوں گا' خواہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو۔ (از: حقوق و فرائض)

غرض ہم تو ہر طرح سے ماں کی خدمت کے لیے تیار تھے لیکن پیس میکرز کی شارٹیج اور ہسپتال میں دیگر کچھ اہم چیزوں کی عدم دستیابی کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوئی کہ یہ ہسپتال چونکہ پرویز الٰہی کے نام سے ہے' اس لیے شہباز شریف حکومت ہسپتال کے لیے دل کھول کر بجٹ مہیا نہیں کرتی۔ چنانچہ بعض معاملات میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس بات نے ہمیں واقعی پریشان کر دیا کہ ہمارے سیاستدان محض ایک دوسرے سے سیاسی مخالفت کی وجہ سے عوامی فلاح کے اداروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ پرویز الٰہی کی حکومت آئے تو وہ شہباز شریف کے عوامی منصوبوں کو نقصان پہنچائے اور شہباز شریف کی حکومت آئے تو وہ پرویز الٰہی کے منصوبوں کو سبوتاژ کرے۔ نجانے ہمارے سیاسی قائدین میں سیاسی بلوغت کب آئے گی۔ ان کی اس سیاسی مخالفت کا خمیازہ بہرحال عوام کو بھگتنا پڑتا ہے یہاں تک کہ ہسپتالوں اور مریضوں کو بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ اول تو عوامی فلاح کے سرکاری منصوبوں کو حکمران اپنے ذاتی ناموں کا لیبل مت لگائیں۔ ان منصوبوں پر اگر حکمرانوں نے اپنی ذاتی جیب

سے سارا خرچ کیا ہو تب تو وہ بے شک اپنے نام سے ان منصوبوں کا نام رکھتے جائیں لیکن اگر پیسہ سارا قوم کا لگا ہے تو پھر ایک ہسپتال کا نام پرویز الٰہی کے نام پر اور ایک سکول یا سوشل سکیورٹی ہسپتال کا نام نواز شریف یا شہباز شریف کے نام پر رکھنے کا آخر کیا جواز ہے۔ یہی حال بے نظیر انکم سکیم کا ہے۔ انہی ناموں سے تو ایک دوسرے کے خلاف ضد پیدا ہوتی ہے اور نقصان صرف عوام کا ہوتا ہے۔

بات دور چلی گئی لیکن یہ بھی اس روداد کے بیان کا ایک مقصد تھا۔ بہر حال ہمیں ڈاکٹر صاحب نے پانچ دن بعد پیس میکر لگانے کی ڈیٹ دے دی اور ہم والدہ کو پھر گھر لے آئے۔ طبیعت اگرچہ ان کی بدستور خراب تھی لیکن ڈاکٹرز نے یہ کہہ کر تسلی دی تھی کہ دو چار دن کی بات ہے۔ 6 نومبر کو انہیں پیس میکر لگ جائے گا اور یہ دوبارہ ان شاء اللہ بالکل تندرست ہو جائیں گی' اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

3 نومبر کو امیر محترم پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ نے مرکزی و ضلعی اور تحصیلی ذمہ داران کی میٹنگ لاہور بلالی۔ اس سے پہلے کئی ماہ سے والدہ کی خراب طبیعت کی بناء پر ایسی کچھ میٹنگز میں شرکت نہ کر سکا تھا جس کی وجہ سے امیر محترم بھی مجھ سے خفا رہتے تھے۔ اب ارادہ تھا کہ ان شاء اللہ کوئی میٹنگ مس نہ کروں گا۔ چنانچہ جب میٹنگ کی اطلاع آئی تو میں نے بڑے بھائی محترم قاضی ریاض اختر صاحب جو پہلے ہی میری موجودگی اور عدم موجودگی میں اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود شبانہ روز والدہ محترمہ کی خدمت میں مستعد رہتے تھے اور جو ہمارے پورے خاندان کے محسن اور مہربان ہیں' سے گزارش کی کہ آپ اب پہلے سے بھی زیادہ والدہ کی نگہداشت کریں اور ایک دن کی کسی طرح چھٹی کر لیں۔ میں میٹنگ اٹینڈ کر کے ایک دن بعد ہی ان شاء اللہ واپس آ جاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے چھٹی بھی کی اور آخری رات گئے تک انہیں ایک نہیں' دو ہسپتالوں سے چیک بھی کرایا۔

ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ انہیں صرف سر میں چکر کی شکایت ہے۔ اس کے علاوہ انہیں کوئی مسئلہ نہیں۔ دو دن بعد پیس میکر لگ ہی جانا ہے اور وہ ان شاء اللہ بالکل تندرست ہو جائیں گی۔ اس پر بھائی جان انہیں رات کو گھر واپس چھوڑ آئے لیکن کسے معلوم تھا کہ یہ رات ان کی آخری رات ثابت ہوگی۔ حالات اچانک کیا پلٹنے والے ہیں' ہمیں اگرچہ اس کا پورا اندازہ نہ تھا لیکن والدہ محترمہ میرے لاہور جانے سے پہلے ہی ایسے اشارے کرنے لگ گئی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں اب اپنے پیارے رب سے ملاقات کا پورا یقین ہو چکا ہے۔ وفات سے دو دن پہلے ہی دوپہر کو سوتے سوتے اچانک اٹھیں تو کہنے لگیں کہ میں اب نہیں بچنے والی۔ پھر اپنا ایک خواب

☆......والدہ محترمہ بے ضرر دل کی مالک تھیں۔ کسی سے مستقل ناراضی نہیں رکھ سکتی تھیں۔

☆......موت کے بعد والدہ کے چہرے پر ایسی زبردست مسکراہٹ تھی کہ اس سے پہلے کم ہی کسی فوت شدہ شخص کے چہرے پر دیکھی۔

☆......والدہ محترمہ کے منہ سے اپنی نانی اماں کی تعریف تو کم سنی مگر وہ ہماری دادی اماں یعنی اپنی ساس کا تذکرہ ہمیشہ بڑی محبت سے کرتیں۔

بیان کیا کہ ماما فضلو کی دیوار گر پڑی ہے۔ میں اب نہیں بچوں گی اور اس کی تعبیر بھی انہوں نے ہمیں خود ہی بتائی کہ تمہارے ننھیال کے بڑوں میں سے میں ہی تو ایک بچی ہوئی ہوں (یعنی اپنے بھائی بہنوں میں وہی ایک اب بقید حیات تھیں) گویا وہ کہہ رہی تھیں کہ بس یہ اب آخری دیوار ہے اور وہ بھی اب میں نے دیکھا ہے کہ گر گئی ہے' اس لیے میں اب نہیں بچوں گی۔ ہم نے سوچا کہ بیماری کی وجہ سے ایسے پریشان کن خواب آ ہی جاتے ہیں۔ اس لیے ہم نے انہیں حوصلہ دیا کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ یہ خواب آتے ہی رہتے ہیں لیکن اس دفعہ جیسے انہیں یقین تھا۔ اس خواب سے بھی ایک دو دن پہلے اچانک بیٹھے بیٹھے میری سب سے چھوٹی بہن کا ذکر کرنے لگیں کہ وہ "بھی نہیں ہے۔" ہماری یہ بہن دیارِ غیر میں اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہے۔ اس وقت ہم نے یہ خیال نہ کیا کہ آج اچانک امی اس انداز میں اپنی اس بیٹی کا ذکر کیوں کر رہی ہیں۔ غرض یوں لگتا تھا جیسے انہیں عالم غیب سے یقینی اشارے مل چکے تھے لیکن ہم سمجھ نہیں پا رہے تھے۔ سر میں سخت چکر ہونے کے باوجود اپنی نمازیں بھی پوری کوشش کر کے پڑھتی رہیں اور کہتیں کہ چکر تو اب آتے ہی رہتے ہیں' نمازیں تو نہ چھوڑوں۔

چنانچہ یہ وہ ملے جلے حالات تھے جن میں میں انہیں اللہ کے سپرد کر کے امیر محترم کے حکم پر میٹنگ میں شرکت کے لیے 3 نومبر کی رات کو لاہور روانہ ہو گیا۔ صبح تین نومبر کو میٹنگ میں سارا دن شرکت کی اور پھر رات کو دوبارہ واپسی کے لیے اڈے پر پہنچ گیا۔ ابھی رات کے تین بجے اڈے پر ہی تھا کہ میں نے موبائل نکال کر دیکھا تو غیر معمولی طور پر بیگم کی بے شمار کالیں آ چکی تھیں۔ اتفاقاً مجھ سے موبائل سائیلنٹ رہ گیا تھا۔ میں نے گھبرا کر فون کیا تو دوسری طرف سے بیگم اور ایک ہمشیرہ بول رہی تھیں۔ یہ بھی عجب اتفاق تھا کہ ہماری یہ ہمشیرہ جو شادی کے بعد پہلے کبھی شاذ ہی رات کو اپنے میکے رہی تھیں' وہ بھی اس آخری رات اپنی ماں کے ساتھ موجود تھیں۔ بیگم اور ہمشیرہ دونوں نے پہلے تو بڑے ضبط کے ساتھ مجھے اتنا کہا کہ امی کی طبیعت بہت خراب ہے' بس آپ جلد آ جائیں۔ پھر میرے بار بار استفسار پر اتنا بتایا کہ وہ اب ہسپتال جانے کے قابل نہیں۔ یہ سب وہ بڑی مشکل سے بتا پا رہی تھیں لیکن اب میں سمجھ گیا اور میرے بھی ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ تاہم میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون اور قَدَّرَ اللّٰهُ مَاشَاءَ کہہ کر بڑی مشکل سے صبر سے کام لیا اور واپسی کے لیے روانہ ہو گیا۔

اللہ نے ہماری والدہ محترمہ صغراں بی بی کو 4 نومبر 2012ء یعنی 18 ذی الحجہ 1433ھ اتوار کی رات ساڑھے تین بجے تہجد کے وقت اپنی بارگاہ میں قبول کیا۔ 18 ذی الحجہ وہ دن ہے جو شرم و حیاء کے پیکر حضرت عثمان غنیؓ کا یوم شہادت بھی ہے۔ شاید اس وجہ سے ان میں شرم و حیاء بھی بہت زیادہ تھا۔ کسی ہمسائے کے گھر میں بھی بے دھڑک داخل ہونے سے جھجکتی تھیں۔ ہمسائے کہتے کہ امی جان آپ دروازہ کھٹکھٹائے بغیر اندر آ جایا کریں لیکن پھر بھی ان کی طبیعت نہ مانتی۔ وہ اپنے نام کی طرح انکساری کا پیکر تھیں۔ بڑائی نامی چیز سے تو جیسے وہ واقف ہی نہ تھیں۔ یہ بھی حیران کن اتفاق ہے کہ والد اور والدہ کی تاریخ وفات میں بڑی مماثلت ہے۔ والد گرامی نے 18۔ ربیع الاول 1430ھ (16 مارچ 2009ء بروز سوموار) کو وفات پائی تو والدہ محترمہ نے

18۔ ذی الحجہ 1433ھ (4۔ نومبر 2012ء، بروز اتوار) کو وفات پائی' یعنی دونوں کی وفات چاند کی اٹھارہ تاریخ کو ہی ہوئی۔

والدہ محترمہ نے تقریباً 80 سال عمر پائی اور اپنے پسماندگان میں 8 بیٹے بیٹیاں' 10 پوتے پوتیاں' 21 نواسے نواسیاں اور 21 پڑنواسے نواسیاں چھوڑیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے یہ کثیر اولاد صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

بہرحال فوتگی کی خبر سن کر گھر پہنچا تو بھائی بہنوں سے گلے لگ کر خوب رویا لیکن ساتھ ساتھ سب کو صبر کی تلقین بھی کی کہ یہ وقت تو بہرحال سب پہ آتا ہے۔ اسے جیسے تیسے برداشت تو کرنا ہی ہوگا اور اسی میں اجر بھی ہے۔

اب امی جی کا چہرہ دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ چہرے پہ ایسی زبردست مسکراہٹ تھی کہ اس سے پہلے کم ہی کسی فوت شدہ شخص کے چہرے پر دیکھی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ وہ جیسے فوت نہیں ہوئیں بلکہ آنکھیں بند کرکے مسکرا رہی ہیں۔ قرآن میں جس نفس مطمئنہ کی بات کی گئی ہے' ماں کے چہرے کی صورت میں میں اس کی عملی تصویر دیکھ رہا تھا۔ ہر کوئی یہ مسکراتا چہرہ دیکھ کر حیران تھا۔ ہماری والدہ محترمہ یقیناً تقویٰ وعمل کا کوئی بہت بڑا پہاڑ نہ تھیں۔ علم کے لحاظ سے تو وہ بالکل ان پڑھ تھیں اور دل کے لحاظ سے بھی بڑی سادہ دل تھیں بلکہ میرے کئی رشتہ داروں کے بقول وہ معصوم اور بے ضرر سے دل کی مالک تھیں۔ کسی کے بارے میں ان کے دل میں میل کم ہی آتا تھا۔ اگر آ بھی جاتا تو مستقل کسی سے ناراضگی نہ رکھتیں' نہ ان کا ایسا دل تھا کہ وہ کسی سے مستقل ناراضگی رکھ سکتیں۔ یہ معصومیت اب ان کے چہرے پر مسکراہٹ بن کر رقصاں تھی۔ اسے دیکھ کر ہی بس دل کو سکون مل رہا تھا کہ یقیناً اللہ نے انہیں قلت اعمال کے باوجود اپنی بارگاہ میں منظور ومحبوب کرلیا ہے۔ ان شاء اللہ

احادیث میں ایسے شواہد موجود بھی ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ بے شک فلاں عورت کی نمازوں' روزوں اور صدقات کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے (بڑے کثیر اعمال اور عبادت کرنے والی عورت ہے) البتہ وہ اپنی زبان کے ساتھ اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' وہ جہنم میں ہے۔

اس آدمی نے کہا' بے شک فلاں عورت کی نمازیں' روزے اور صدقات کا کم تذکرہ کیا جاتا ہے اور وہ پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے (بہت قلیل اعمال والی ہے) لیکن اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف نہیں دیتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' وہ جنت میں جائے گی۔ (مسند احمد)

والدہ کا معاملہ ہمیں اس قلیل اعمال والی عورت کی طرح ہی نظر آتا ہے۔ الحمد للہ ان سے اپنے پرائے ہمسائے کسی کو کوئی شکوہ کرتا نہ دیکھا۔ وہ واقعی سادہ اور بے ضرر دل کی مالک تھیں۔ ایسی ہستی سے کسی کو کیا شکوہ ہوسکتا ہے۔ ان کے بے ضرر دل کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم نے ان کے منہ سے ان کی ماں یعنی ہماری نانی کی تعریف تو بہت کم سنی لیکن وہ اپنی ساس یعنی ہماری دادی کا تذکرہ ہمیشہ بڑی محبت سے کرتیں اور ان کی بڑی تعریف کرتیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کی والدہ یعنی ہماری نانی جان غالباً ان کے بچپن میں ہی اللہ کو جلد پیاری ہوگئی تھیں اسی وجہ سے بھی وہ ان کا زیادہ تذکرہ نہ کرسکتیں لیکن پھر بھی کسی عورت کے لیے اپنی ساس کا ہمیشہ ماں سے بھی زیادہ محبت بھرا تذکرہ کرنا اتنا آسان نہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنی ساس کی کبھی ایک بھی برائی کا تذکرہ نہ کیا۔ ہمیشہ ان کی تعریف ہی کرتیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہماری دادی بھی یقیناً بہت اچھی تھیں اور اس کی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ ہمارے والد محترم (اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرمائے۔ آمین) بہت سخت مزاج تھے۔ پرانے وقتوں کے شوہروں کی طرح سختی اس قدر تھی کہ امی جان اپنے میکے بھی شاذونادر ہی جاسکتی تھیں لیکن ابوجان جس قدر سخت تھے' ہماری دادی اتنے ہی نرم دل کی مالک تھیں۔ ابوجان جب صبح دکان پر چلے جاتے تو میری دادی میری امی کو خود ہی میکے جاکر چھوڑ آتیں اور پھر شام ہونے سے پہلے خود ہی واپس بھی لے آتیں۔ والد محترم اپنی سخت طبیعت کی وجہ سے اپنا کاروبار زیادہ نہ چلا پائے اور گھر میں خرچہ کم ہی دے پاتے لیکن دادی جان خود ہی گھر میں کوئی نہ کوئی کام کاج کرکے گھر کا نظام چلانے میں معاونت کرتی رہتیں۔ ایسی عظیم ساس' ایسی عظیم بہو اور ایسی عظیم ماں اب کہاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

آج ایک طرف میرے سامنے ماں کا یہ سادہ اور مسکراتا چہرہ تھا' دوسری طرف آج کے جدید دور کی جدید عورتوں کے چہرے میری نظروں کے سامنے گھوم رہے تھے جن پر الیکٹرانک میڈیا کی چکا چوند لائٹوں کا آلودہ پاؤڈر چڑھا ہوتا ہے۔ زندگی میں تو یہ ہر وقت میک اپ سے لتھڑی رہتی ہی ہیں لیکن مرتے وقت بھی ان کے آلودہ چہرہ کو پورا میک اپ کرکے ہی رخصت کیا جاتا ہے۔ شاید ان کا اصل چہرہ مرنے کے بعد بھی اصل حالت میں دیکھنے کے قابل نہیں ہوتا۔

والدہ محترمہ کا نہ صرف اپنی ساس بلکہ اپنی بہوؤں سے بھی بڑا اچھا تعلق تھا۔ خاص طور پر میری تو دونوں بیویوں سے ہی بڑا محبت بھرا تعلق رہا۔ پہلی بیوی سے 12 سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی لیکن جب تک وہ میرے ساتھ رہی' نہ میری طرف سے اور نہ والدہ کی طرف سے کبھی اسے بے اولادی کا معمولی طعنہ نہ ملا بلکہ والدہ ہمیں صرف یہی دعا دیتیں کہ یا اللہ انہیں بے شک کالی کلوٹی بیٹی ہی دے دے' دے تو سہی۔ میری یہ پہلی بیوی کچھ

☆......ایک صحابیؓ نے تین بار سوال کیا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تینوں بار نبی ﷺ نے جواب دیا۔ تیری ماں' چوتھی بار فرمایا: تیرا باپ۔ (الادب المفرد)

☆......80 سال عمر ہونے کے باوجود امی جان اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اپنے کپڑے خود دھولیتی تھیں کیونکہ وہ اپنا کام خود ہی کرنا پسند کرتی تھیں۔

☆......اسامہ بن زیدؓ نے کھجور کے ایک درخت کو ایک ہزار درہم میں خرید کراسے چیر کر اپنی والدہ محترمہ کو اس کا گودا بطورِ دوا کھلایا۔ لوگوں نے قیمتی درخت کو چیرنے کے متعلق پوچھا تو کہا ''جو بھی میرے بس میں ہوگا' وہ والدہ کو لا کر دوں گا۔''

دیگر مسائل کی وجہ سے مجھ سے الگ ہوگئی' مجبوراً میں نے دوسری شادی کی تو اللہ نے والدہ کی یہ دعا دوسری بیگم سے پوری کرا دی۔ پہلی بچی کشف ان کی دعا کے مطابق کالی کلوٹی تو نہیں لیکن تھوڑی سی سانولی بلکہ صاف گندمی رنگت کی پیدا ہوئی۔ اب اس کا رنگ بھی پہلے سے مزید صاف ہو رہا ہے۔ دوسری بیٹی عطف اس سے کچھ گوری پیدا ہوئی۔ والدہ نے اپنے باقی پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کی طرح انہیں بھی اپنی بہت زیادہ محبت دی۔ خاندان میں میری بھتیجی لائبہ اور اس کے بعد میری یہ بچیاں سب سے چھوٹی ہونے کی وجہ سے ان کو بہت پیاری تھیں۔ کشف کو وہ اس کے خوبصورت نقوش کی وجہ سے سوہنی یا سونیا کہہ کر پکارتیں اور عطف کو زیادہ گوری ہونے کی وجہ سے پٹھان کہہ کر پکارتیں۔ تھوڑی سی یہ بچیاں دور ہو جاتیں تو فوراً کہنا شروع کر دیتیں کہ میری سونیا کہاں ہے۔ میرا پٹھان کہاں ہے۔ یہ دونوں بچیاں ان کی خصوصی دعاؤں کی وجہ سے ہمارے لیے ان کی طرف سے خاص تحفہ ہیں جو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گئی ہیں۔

میری دوسری بیگم شروع سے ہی مجھے کہتی رہی ہے کہ آپ کی امی میں کشش بہت ہے۔ ایسی کشش دوسروں میں کم ہی نظر آتی ہے۔ میری دونوں بیگمات نے بھی امی جان سے بڑی محبت اور خدمت کی۔ دوسرے بھائیوں قاضی ریاض اختر' قاضی فیاض احمد اور ان کی بیگمات نے بھی امی جان کی بڑی خدمت کی۔ بہنوں نے بھی حسب استطاعت خوب خدمت کی۔ چھوٹی بھابھی کو تو امی کے ساتھ اکٹھے رہنے کی وجہ سے خدمت کا بہت موقع ملا۔ علاج معالجہ میں بھی زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے کی وجہ سے انہیں ہی پیش پیش رہنا پڑتا۔ اللہ انہیں اس کا اجر دے گا۔ ان شاء اللہ

تاہم امی کی طبیعت ایسی تھی کہ کسی پر بوجھ بننے کی کم ہی کوشش کرتی تھیں۔ 80 سال کے قریب عمر ہونے کے باوجود بھی وہ آخری ہفتے تک اپنے کپڑے خود دھوتی رہیں۔ بہوئیں اصرار کرتیں کہ آپ اپنے کپڑے نہ دھوئیں' ہم خود دھو لیں گی لیکن وہ پھر بھی اپنا کام خود ہی کرنا پسند کرتیں۔ آج کل کے مجھ جیسے جوان ٹیک لگائے بغیر کم ہی زیادہ دیر بیٹھ سکتے ہیں لیکن وہ اوپر ہمارے کمرے میں آتیں تو بیڈ پر بغیر ٹیک لگائے گھنٹہ گھنٹہ بیٹھی رہتیں اور ہم انہیں خود مجبور کر کے تکیہ دیتے کہ اس سے ٹیک لگا کر بیٹھیں۔ دل کا مسئلہ ہونے کے باوجود وہ سیڑھیاں چڑھ کر ہمارے پاس اوپر کمرے میں آ جاتیں۔ آخری ماہ تک ان کی یہی کیفیت رہی۔

وفات کے بعد جب وہ میرے خواب میں آئیں تو کچھ ناراض سا چہرہ تھا اور مجھ سے کوئی بات بھی نہ کی۔ شاید اس لیے وہ ناراض تھیں اور مجھ سے شکوہ کر رہی تھیں کہ آخری دن تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے نا۔ اس خواب میں وہ مجھے گھر میں کھڑی نظر آتی ہیں اور پھر جیسے انہیں اپنا کام خود کرنے کی عادت تھی' اچانک خود ہی کچن میں جاتی ہیں اور اپنا کھانا لا کر چپ کر کے کھانے بیٹھ جاتی ہیں۔ میں خواب میں انہیں دیکھ کر سوچتا ہوں کہ میری امی زندہ کیسے واپس آ گئی ہیں' فوت شدہ تو کبھی دنیا میں نہیں آ سکتے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ میری امی تو واپس آ گئی ہیں۔ پھر میں سوچتا ہوں' یہ میرا وہم ہوگا۔ میں جونہی انہیں ہاتھ لگاؤں گا' وہ غائب ہو جائیں گی۔ یہ سوچ کر میں آہستہ آہستہ ان کے قریب جاتا ہوں اور ڈرتے ڈرتے ان کے بازو پر ہاتھ رکھتا ہوں کہ بس ابھی یہ غائب ہو جائیں گی لیکن میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ رکھنے کے باوجود وہ غائب نہ ہوئیں۔ اس پر مجھے حوصلہ ہوا اور پھر میں نے آہستہ آہستہ ان کا پورا بازو دبانا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ میرا دل اس خوشی سے سرشار ہو گیا کہ میری امی تو واپس آ گئی ہیں۔ اس دوران ہی میرا خواب ختم ہو جاتا ہے۔

شاید آخری دن جو میں خدمت سے رہ گیا تھا' انہوں نے خواب میں ہی آ کر مجھے خدمت کا موقع دے دیا۔ ہم نے یقیناً ان کی خدمت کا حق ادا نہ کیا تھا۔ نہ ہی ماؤں کی خدمت کا حق ادا کیا جا سکتا ہے لیکن اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہماری خدمت کو قبول کرے۔ ہماری والدہ کی ہر طرح کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور انہیں جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام پر خوش وخرم رکھے۔ آمین ثم آمین اور بعد وفات ہمیں والدین کے وہ حقوق ادا کرنے کی توفیق دے جس کا ذکر ایک حدیث میں آتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک انصاری شخص آیا اور سوال کیا'' پیارے نبی کریم ﷺ ماں باپ کے وفات پا جانے کے بعد ان کا کوئی حق میرے ذمہ باقی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے لیے دعا اور استغفار کرنا اور جو عہد انہوں نے کسی سے کیا تھا' اس کو پورا کرنا اور ان کے دوستوں کا اکرام واحترام کرنا اور ان کے ایسے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی (حسن سلوک) کرنا جن کا رشتۂ قرابت صرف ان ہی کے واسطے سے ہو۔ والدین کے یہ حقوق ہیں جو ان کے بعد تمہارے ذمے باقی ہیں۔ (ابوداؤد)

وفات پر امیر محترم پروفیسر حافظ محمد سعید ؒ سمیت بہت زیادہ احباب نے تعزیت کی جس سے دل کو ڈھارس ملی۔ پھر جنازے میں جس طرح احباب و کارکنان جماعت بڑی تعداد میں شریک ہوئے خصوصاً شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن شاہین ؒ نے جس طرح میری ایک ہی فون کال پر اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر خود تشریف لا کر جنازہ پڑھایا' اس پر میں ان کا تہہ دل سے ہمیشہ ممنون رہوں گا۔ اسی طرح جو احباب بعد ازاں گھر تک تشریف لا کر تعزیت کرتے رہے، خصوصاً جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما محترم حافظ سیف اللہ منصور جو اپنے فاضل علماء کی 18 رکنی دعوتی ٹیم سمیت گھر تشریف لائے' محترم انجینئر عبدالقدوس سلفی جو اسلام آباد سے اتفاقاً ان دنوں ملتان آئے ہوئے تھے لیکن والدہ کا پتہ چلنے پر فوراً اہلخانہ سمیت تعزیت کے لیے تشریف لائے' اسی طرح ضلع فیصل آباد کے مسئول محترم مزمل اقبال ہاشمی اور ان کے رفقاء' ایڈیٹر جرار علی عمران شاہین، الانفال ٹرسٹ کے مسئول شیخ محمد ایوب اور خود میرے دفتر کے ساتھی بھی لاہور سے ملتان تک کا سفر کر کے تشریف لائے' ان سب کا خصوصی مشکور ہوں۔ بعد ازاں احباب کو جیسے جیسے پتہ چلا' وہ مسلسل تعزیت کرتے رہے۔ ان تمام احباب کا نہ صرف مشکور ہوں بلکہ ان سے والدہ کے لیے دعائے مغفرت کی مزید اور بھرپور درخواست ہے۔ اس لیے کہ ایک مسلمان کے اس دنیا سے جانے کے بعد اب یہی ایک تحفہ ہے جو ہم اس کے لیے اس دنیا سے بھیج سکتے ہیں۔

راقم کی والدہ محترمہ کی وفات سے آگے پیچھے کئی احباب کے والدین اور قریبی اعزاہ بھی فوت ہوئے۔ ان کے لیے بھی خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

صحیح احادیث کی رو سے کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے چار چیزوں کے' دعائے مغفرت' صالح اولاد' دین کا سکھایا ہوا علمِ نافع اور صدقہ جاریہ کے طور پر کیا گیا کوئی کام۔

اس حدیث کی روشنی میں تمام احباب سے والدہ اور فوت شدہ جمیع مسلمانوں کے لیے دعاؤں کی بھرپور درخواست ہے۔

اللھم اغفرلھم وارحمھم وعافھم
واعف عنھم واکرم نزلھم ووسع
مدخلھم



روشن باتیں

ننھے منے پھول اور کلیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مارچ کے مہینے میں یقیناً آپ بہت مصروف رہے ہوں گے۔ ہر طرف ایک ہی صدا تھی اور ایک ہی بازگشت۔ امتحان اور صرف امتحان۔ امید ہے 31 مارچ تک آپ کا نتیجہ بھی آ گیا ہوگا۔ بڑی دعائیں مانگتے رہے ہوں گے کہ اللہ میاں آپ کو پوزیشن ہولڈر بنا دے اور آپ اپنا نام مع پوزیشن مکتب الاطفال کے نئے منفرد سلسلے "اعزاز" میں بھیجیں۔

پیارے پھول اور کلیو! آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ یہ نیا سلسلہ آپ کو کیسا لگا۔ اپنی رائے سے ہمیں ضرور آگاہ کریں۔

ہم گاہے گاہے آپ کو مختلف شخصیات کی زندگی اور کارناموں سے آگاہ کرتے رہتے ہیں تاکہ آپ اپنے ہیروز کے بارے زیادہ سے زیادہ جان سکیں۔ ان ہیروز میں سے ایک ایم ایم عالم ہیں جن کا پورا نام محمد محمود عالم ہے۔ اس حوالے سے الحرمین میں پورا مضمون شامل ہے۔ آپ ضرور پڑھیں۔ ایم ایم عالم نے 1965ء کی جنگ میں انڈین ایئرفورس کو ناکوں چنے چبوا دیۓ تھے۔ ان کی خدمات کے صلے میں لاہور کی ایک سڑک کا نام ان کے نام پر رکھا گیا۔ علاوہ ازیں انہیں بہت سے اعزازات سے نوازا گیا۔ ان کا تعلق بنگال سے تھا لیکن انہوں نے 1971ء کے بعد پاکستان میں رہنے کو ترجیح دی کیونکہ وہ پاکستان سے محبت کرتے تھے۔

پیارے بچو! بلند مقام کے حصول میں تعلیم بنیادی عنصر ہے۔ کوئی بھی پیدائشی اچھا یا برا یا بلند مرتبہ نہیں ہوتا تو تعلیم کا اثر ہوتا ہے کہ جس سے ہمارا کردار بنتا ہے۔ آپ اس عزم کے ساتھ نئے سال کا آغاز کیجیے کہ آپ نے بھی ایم ایم عالم بن کر اپنے ازلی دشمن بھارت سے 1971ء کی جنگ کا بدلہ کشمیر آزاد کرا کر لینا ہے۔

والسلام

آپ کا چاچو جان حمدان

ماں سے زیادہ رحم دل

حضرت عبداللہ ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں ایک قوم سے ملاقات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

"تم کون ہو؟"

کہنے لگے ہم مسلمان ہیں۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک خاتون بیٹھی چولہا سلگا رہی تھی، اس کے قریب اس کا ننھا بچہ بھی تھا، جب آگ خوب جل اٹھی تو وہ بچے کو لے کر رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی:



"آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟"

سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں میں اللہ کا رسول ہوں۔"

پھر بولی "میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ کیا ایک ماں جس قدر مہربان ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے؟ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہاں بلاشبہ تو درست کہتی ہے۔ اس نے کہا "اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ! پھر ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی تو اللہ اپنے بندے کو آگ میں کیسے ڈالے گا؟ اس صحرانشین صحابیہ ؓ کی یہ بات سن کر رسول اکرم ﷺ پر سخت رقت طاری ہوگئی اور رسول ﷺ رونے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے سر اٹھا کر فرمایا:

"اللہ اس بندے کو عذاب میں ڈالے گا جو اللہ کی نافرمانی پر ڈٹا رہے اور اس کو ایک نہیں مانتا۔ (اس کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہراتا ہے۔)۔ (ابن ماجہ)

(شہزاد بھٹہ۔ 53 گ ب ڈھیسیاں جڑانوالہ)



تفسیرالقرآن

سورۃ الاعراف کی تشریح و تفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

ذکرالٰہی میں غفلت وکوتاہی اللہ کوناپسند ہے

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿205﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿206﴾ السجدۃ (الاعراف 205تا206)

ترجمہ: اور آپ اپنے رب کو صبح وشام عاجزی کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے اور بغیر اونچی آواز کے اپنے دل میں یاد کیجئے اور غافلوں میں سے نہ ہوجایئے۔ بے شک جو (فرشتے) آپ کے رب کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت سے تکبر کی وجہ سے انکار نہیں کرتے ہیں اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔

تفسیر:

ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے صبح وشام عاجزی کے ساتھ اور اس سے ڈرتے ہوئے آہستہ آہستہ اپنے ذکر کا حکم دیا ہے۔ خطاب اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے لیکن اس میں تمام امت داخل ہے۔ ذکر سے مراد نمازیں پابندی سے سنت کے مطابق ادا کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا، مختلف مواقع واوقات میں خاص کر صبح وشام کے اذکار مراد ہیں۔ یہ آیت ذکرالٰہی کے مندرجہ ذیل آداب پر دلالت کرتی ہے۔

1۔ بندہ اپنے رب کو دل سے یاد کرے یعنی اگر دل غافل ہے اور زبان چل رہی ہے تو اسے ذکرالٰہی نہیں کہیں گے اور اللہ کو آہستہ آہستہ یاد کرے تاکہ ریاکاری کا شبہ نہ ہو اور اخلاص میں پختگی ہو۔

2۔ اللہ تعالیٰ کے آگے حضور قلب اور گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے خوب گریہ وزاری اختیار کرے۔

3۔ خوف خدا اور خشیت الٰہی ہروقت دل پر طاری رہے تاکہ عملی زندگی میں غفلت اور گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آجائے۔

4۔ آواز اونچی نہ کرے، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اے لوگو! تم کسی گونگے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو۔ وہ بہت زیادہ سننے والا اور بہت قریب ہے۔“ (بخاری کتاب الجهاد باب ما یکرہ من رفع الصوت)

5۔ زبان دل کا ساتھ دے۔

6۔ صبح وشام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو، اس آیت سے ان دونوں وقتوں کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی کہ وہ کسی وقت بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو (ویسے سب سے بڑی غفلت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کو بھول جائے اور دنیا میں اتنا مشغول ہوجائے کہ آخرت کو فراموش کر بیٹھے) جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ”اپنے رب کی تسبیح اس کی تعریف کے ساتھ بیان کریں سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج نکلنے کے بعد بھی۔ (قٓ۔39)

قرآن مجید کی تلاوت نہ بالکل آہستہ ہو نہ بہت بلند آواز سے بلکہ درمیانی آواز سے پڑھنا چاہئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، کہہ دو کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو، تمام اچھے نام اسی کے

ہیں۔ نہ تو اپنی نماز بہت بلند آواز سے پڑھ اور نہ بالکل پوشیدہ بلکہ اس کے درمیان کا راستہ تلاش کر۔ (بنی اسرائیل 110)

اور جیسا کہ آپ ؐ نے نماز تہجد میں ابوبکر ؓ کو آواز کچھ بلند کرنے اور عمر ؓ کو کچھ پست کرنے کا حکم دیا تھا۔ (ابوداؤد کتاب التطوع باب فی رفع ......)

دونوں صورتوں میں حضور قلب کے ساتھ زبان سے الفاظ کا ادا ہونا بھی ضروری ہے۔ صرف دل میں ذکر کو فکر کہتے ہیں' ذکر نہیں۔ اگر کوئی شخص نماز صرف دل سے پڑھتا جائے اور زبان سے الفاظ ادا نہ کرے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

ان آیات میں سے دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہی وہ ذکر الٰہی ہے جس میں فرشتے رات دن خشوع وخضوع سے مشغول رہتے ہیں اور کبھی بھی نہیں تھکتے' اکتاتے' اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس کے حضور سجدہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے مقصود مومنوں کو ترغیب دلانا ہے کہ وہ بھی فرشتوں کی طرح اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے رہیں۔ تسبیح وتہلیل میں مشغول رہیں۔ نماز ادا کریں اور سجدہ کرتے رہیں کیونکہ جب فرشتے صرف ایک اللہ کو سجدہ کرتے ہیں تو انسان کو چاہئے کہ وہ بھی ایک اللہ کے علاوہ کسی کو بھی سجدہ نہ کرے۔ اس آیت کی تلاوت کے بعد سجدہ مشروع ہے۔ افضل یہ ہے کہ سجدہ کرنے والا باوضو ہو۔ قرآن کریم میں یہ پہلا سجدہ ہے۔

عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حالت نماز کے علاوہ کوئی سجدہ والی سورت پڑھتے تو سجدہ کرتے اور ہم لوگ بھی سجدہ کرتے اور اس کی وجہ سے لوگ اپنی پیشانی کے لئے جگہ نہیں پاتے تھے۔ (بخاری' کتاب سجود القرآن از دحام الناس۔ مسلم کتاب المساجد باب سجود التلاوۃ)

احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرنے کی فضیلت آتی ہے۔ جناب ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ؐ نے فرمایا' ''اللہ کے لئے کثرت سے سجدہ کیا کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ کیلئے ایک سجدہ کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارا مقام ایک درجہ بلند کردے گا اور ایک گناہ معاف کردے گا۔ (مسلم)

ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' 'جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرتا ہے اور بعد میں سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا علیحدہ ہوجاتا ہے اور کہتا ہے'' ہائے میری ہلاکت وبربادی کہ ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم ملا' اس نے سجدہ کیا اور اس کے لئے جنت ہے مگر مجھے سجدہ کرنے کا حکم ملا تو میں نے انکار کردیا' میرے لئے جہنم ہے۔'' مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوۃ)

اس آیت کے علاوہ درج ذیل آیات میں بھی فرشتوں کے عبادت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے کا ذکر ہے۔

1۔ وہ فرشتے جو اس کا عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ جو اس کے اردگرد ہیں' اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں۔ (المومن 7)

اور فرمایا: پھر اگر وہ تکبر کریں تو وہ فرشتے جو تیرے رب کے پاس ہیں' وہ رات اور دن اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں اکتاتے۔ (حم السجدہ 34)

اور فرمایا: اور اسی کا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور جو اس کے پاس ہیں۔ وہ نہ اس کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں اور وہ رات دن تسبیح کرتے ہیں۔ وقفہ نہیں کرتے۔ (الانبیاء19-20)

اور فرمایا: آسمان قریب ہیں کہ اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو زمین میں ہیں۔ سن لو! بے شک اللہ ہی بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ (الشوریٰ۔5)

اسی طرح حدیث ہے کہ سیدنا مالک بن صعصعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' 'میں نے معراج کی رات بیت المعمور دیکھا جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ نکل جاتے ہیں تو پھر ان کی قیامت تک باری نہیں آتی۔ (بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ مسلم کتاب الایمان باب الاسراء)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' 'تم نماز میں ایسے صفیں کیوں نہیں بناتے جیسے فرشتے صفیں بناتے ہیں۔ وہ پہلے پہلی صفیں مکمل کرتے ہیں اور آپس میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' (مسلم ج 1 ص 322)

فوائد

1۔ صبح وشام اللہ تعالیٰ کا ذکر فرض ہے۔

2۔ ذکر کے آداب کا بیان کہ

1۔ آہستہ ہو' 2۔ خشوع وگریہ زاری سے ہو۔

3۔ خوف خدا وخشیت الٰہی سے ہو۔ 4۔ سجدہ تلاوت کی مشروعیت

اهم اعلان

بحمد اللہ سورۃ حجرات' سورۃ الانعام' سورہ یونس' سورہ ہود اور اس ماہ سورۃ الاعراف کی تفسیر بھی فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ بحسن وخوبی مکمل کرچکے ہیں اور حسب سابق وہ آئندہ ماہ جون 2014ء کے الحرمین میں امیر محترم پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کے مشورہ وحکم سے سورۃ النساء کی تفسیر شروع کررہے ہیں۔ قارئین کرام' علماء اور طلباء سے دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ طویل عرصہ تک شیخ محترم کو اپنی کامل صحت وعافیت میں رکھے تاکہ وہ اسی طرح قرآن کی مکمل تفسیر مجلہ الحرمین کے ذریعے پیش کرتے رہیں۔ اللھم بارک لہ فی عمرہ ورزقہ وفی صحتہ وفی عملہ وفی ایمانہ

(ادارہ)

مجلہ الحرمین کا پسندیدہ ترین ایمان افروز سلسلہ

''تذکرہ شہداء پھر سے شروع''

قارئین کرام! مجلہ الحرمین آپ کا پسندیدہ ترین ایمان افروز سلسلہ ''تذکرۂ شہداء'' ایک بار پھر عنقریب شروع کررہا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اپنے جاننے والے شہداء کا دل آویز تذکرہ تحریر کرکے جلد از جلد بھیجیں تاکہ انہیں شامل اشاعت کیا جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً (ادارہ)



(تحقیق و تخریج: ابو طاہر زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ)

بَابُ شُرُوطِ الصَّلٰوةِ

باب نمبر 3: شرائط نماز کا بیان

173۔وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهِ حَتّٰى نَزَلَتْ (حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ) فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم دوران نماز ایک دوسرے سے بات چیت کرلیا کرتے تھے اور اپنی ضرورت وحاجت ایک دوسرے سے بیان کر دیتے تھے تا آنکہ یہ آیت نازل ہوگئی۔ (حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ (البقرہ:238) نمازوں کی بالخصوص درمیانی نماز (عصر) کی حفاظت کرو۔ اور اللہ کے لئے خاموشی سے کھڑے ہو۔ تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور نماز میں گفتگو اور کلام کرنے سے منع کر دیا گیا۔ (بخاری و مسلم۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

تخریج: اخرجه البخاری' العمل فی الصلوة ' باب ما ینھی من الکلام فی الصلوة' حدیث1200' ومسلم' المساجد' باب تحریم الکلام فی الصلوة ونسخ ما کان من اباحته' حدیث539)

لغوی تشریح:

(اِنْ كُنَّا) یہ اِنْ مخفف من المثقلہ ہے' یعنی اِنَّ سے اِنْ بنایا گیا ہے اور اس کا اسم محذوف ہے' یعنی اِنَّا یا اِنَّهٗ اور كُنَّا اس کی خبر ہے۔ (وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى) واؤ اس جگہ تخصیص کے لئے ہے' یعنی خاص طور پر صلوٰۃ وسطیٰ کی حفاظت کرو۔ اور صحیح ترین قول کے مطابق اس سے نماز عصر مراد ہے۔ (قَانِتِيْنَ) ڈرتے' سہمے اور خاموش رہتے ہوئے۔ قنوت کے متعدد معانی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس سے سکوت کے معنی ہی لئے ہیں۔ انہوں نے یہ معنی قرائن کی بنا پر اخذ کئے ہیں یا نبی ﷺ کی تفسیر کی روشنی میں۔

فوائد ومسائل: 1۔اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں ہر قسم کی گفتگو اور بات چیت ممنوع ہے۔ (2) آغاز اسلام میں کلام کی اجازت تھی جسے بعد میں ممنوع قرار دے دیا گیا۔

راویٔ حدیث: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ انصار کے قبیلہ خزرج میں سے ہیں' اس لئے انصاری خزرجی کہلائے۔ ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ پہلی مرتبہ غزوہ خندق میں شامل ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سترہ غزوات میں شریک ہوئے۔ معرکہ صفین کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف داروں میں سے تھے بلکہ ان کے مخصوص اصحاب میں شامل تھے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی اور 66 ہجری میں فوت ہوئے۔

گذشتہ سے پیوستہ

فلاحِ انسانیت فاؤنڈیشن کی خدمات سے متاثر

تھر کے عام ہندو و مسلمانوں سے زیادہ دین سیکھنے میں پیش پیش

چیئرمین فلاح انسانیت فاؤنڈیشن محترم حافظ عبدالرؤف کی الحرمین سے چشم کشا گفتگو

گزشتہ دنوں میں تھر پارکر سے مہینہ بعد کچھ دنوں کے لیے لاہور واپس آیا۔ سوچ رہا تھا لوگوں سے تھر کے مسئلہ پر کیا اور کس طرح بات کروں گا۔ اللہ کا قرآن کھولا تو سورۃ البلد کی یہ آیات سامنے آ گئیں۔

أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ٥ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ٥وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ٥ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ٥وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ٥فَكُّ رَقَبَةٍ ٥ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ٥ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ٥ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ٥ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ٥ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ٥ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ٥ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ٥ (البلد:8)

کیا ہم نے انسان کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور اس کو دونوں راستے سمجھا دیئے۔ پھر وہ اپنی گھاٹی سے نہیں گزرا (یعنی فرائض ادا نہیں کیے)۔ تمہیں کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔ غلاموں کی گردن آزاد کرانا اور تکلیف کے دن میں قرابت دار یتیموں کو اور خاک نشین مسکینوں کو کھانا کھلانا ہو اور وہ اللہ پر ایمان رکھنے والوں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرنے والوں اور رحم کی ہدایت کرنے والوں میں سے۔ یہی لوگ بابرکت ہیں (دائیں طرف والے) اور جو ہماری آیتوں سے منکر ہیں، وہی لوگ منحوس ہیں (بائیں طرف والے) ان پر آگ تہہ بہ تہہ ہوگی۔

یہ آیات پڑھ کر ایسے لگا جیسے تھر پارکر کا منظر اللہ نے لفظ بلفظ بیان کر دیا ہو۔ اللہ کا قرآن کسی پہلو سے خالی نہیں۔ زمین پہ ہمیں کوئی ایسا معاملہ درپیش نہیں جس کا حل اسلام میں موجود نہ ہو، جس کی رہنمائی قرآن میں موجود نہ ہو۔ مصیبت یہ ہے کہ ہم قرآن چھوڑ کر رستے تلاش کرتے ہیں۔ ہمارا مسئلہ قرآن وسنت ہے ہی نہیں۔ ہمارا منہج شریعت ہے ہی نہیں۔ ورنہ ہر چیز ہمیں یہیں ملے گی۔

قرآن تو کہہ رہا ہے کہ ہم نے جو تمہیں ہاتھ پاؤں اور آنکھوں وغیرہ کی اتنی قیمتی نعمتیں دی ہیں تو ان کا شکر ادا کرو اور میرے بھوکے پیاسے مسکین بندوں کا خیال کرو لیکن ہمارے اپنے خیالات اور معیار ہیں۔

میں ایک جگہ تھر کے مسئلہ پر لوگوں کو توجہ دلا رہا تھا تو ایک بھائی مجھے کہنے لگے، اگر اتنا ہی مسئلہ ہے، سب کچھ قرآن وسنت میں ہے تو اسلام کا بینک بناؤ۔ اسلامی بینک بناؤنا۔ میں نے کہا، ضرور بناتے مگر قرآن مجید پڑھتے ہیں تو کوئی آیت ایسی ملتی نہیں جس میں مال جمع کرنے کا بیان ہو۔ قرآن میں جتنی آیات ملتی ہیں، وہ مال خرچ کرنے کی ملتی ہیں۔ جمع کرنے کی آیت ملتی تو بینک ضرور بناتے۔

قرآن مجید میں پیسہ جمع کرنے کی کوئی آیت نہیں آئی۔ ہاں آئی ہیں تو کسی اور پیرائے میں، جیسے کہا گیا

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ

تمہیں جمع کرنے اور کثرت کی خواہش نے ہلاک کیا۔ (التکاثر:1)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ٥ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ

ہر جمع کرنے والے، گن گن کر رکھنے والے کے لیے خرابی ہے۔ (ھمزہ۔2-1)

یہ ہلاکت کی آیات آئی ہیں۔ میں نے کہا، بینک بھی بن جاتے اسلام کے۔ مگر قرآن مجید میں خرچ کرنے کی آیات ملتی ہیں، جمع کرنے کی نہیں ملتیں۔ میں قرآن کی یہ آیات پڑھ رہا تھا اور وہاں کا خشک صحراء، لوگوں کی غربت، لوگوں کی مفلسی، بے بسی، بیچارگی سارے مناظر سامنے آتے جا رہے تھے۔

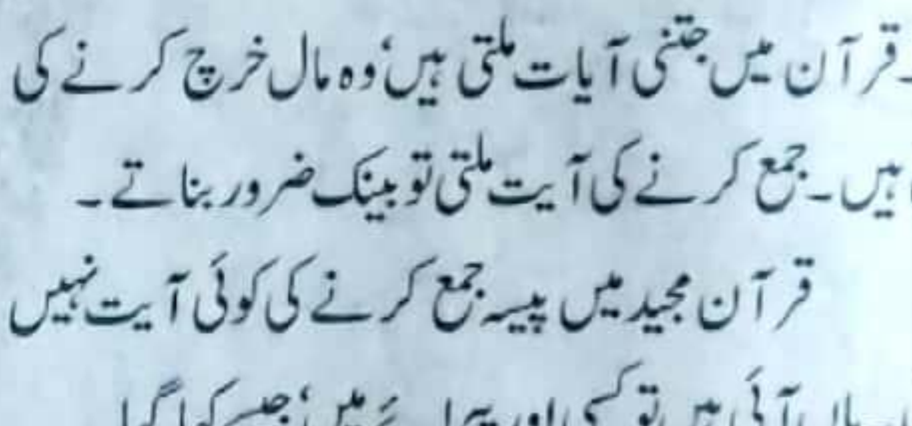
اللہ تعالیٰ سے زیادہ بندے کا خیر خواہ، ہمدرد کوئی نہیں۔ اللہ بندے کی مشکلیں آسان کرتا ہے۔ تھر پارکر کے صحراء میں بھی لوگ زندہ رہتے ہیں۔ یہاں کئی کئی کلومیٹر پانی تک نہیں ملتا۔ بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ یہاں فصل کون سی ہوتی ہے، انہیں کوئی کیا بتائے کہ وہاں اس سال تو گھاس بھی نہیں اُگی۔ انسان کس طرح زندہ ہیں، جانور کس طرح زندہ ہیں، دنیا حیران ہے۔ چٹیل میدان، ریت ہی ریت، ٹیلے ہی ٹیلے۔

اے اللہ! تو رازق ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ بندہ یہاں پہنچتا کس طرح ہے اور وہ پہنچتے ہی نہیں بلکہ مستقل رہ رہے ہیں۔ چھ چھ گھنٹے گاڑیاں صحراء میں دوڑتی ہیں تو ہم ان کے دور دراز گوٹھوں تک پہنچ سکتے ہیں۔

میں نے یہاں ایک بابے سے پوچھا: بابا جی! آپ یہاں گندم کس طرح لاتے ہو۔ کہنے لگا، لمبا سفر کر کے سڑک تک آتے ہیں۔ پھر وہاں سے آگے پیدل لمبا سفر کر کے جاتے ہیں۔ وہ بابا نوکوٹ کا رہنے والا ہے، ہمارے مرکزی اکاؤنٹنٹ بابا ابوالوفاء صاحب کا تعلق بھی یہیں سے ہے۔ ان سے وہاں کے حالات پوچھ کے دیکھ لیں۔ وہ بابا کہنے لگا، میں نوکوٹ سے ہر پندرہ دن کے بعد چالیس کلومیٹر تک کا سفر سر پر بیس کلو گندم اٹھا کر پیدل کرتا ہوں۔ یہیں مجھے ایک آدمی ملا جس نے بتایا کہ میں میرپور خاص، حیدر آباد اور کراچی تک پیدل جاتا ہے کیونکہ اس کے پاس کرائے کے بھی پیسے نہیں ہوتے۔

ہمارے میڈیا کو تو بہت دیر بعد پتہ چلا کہ تھر پارکر میں بھوک ہے، پیاس ہے، قحط ہے۔ میں بتاتا ہوں، وہاں

خدمت خلق



مرتبہ: ابوحمزہ ظفر، ابوکشف

حرمت والا مہینہ

رجب شریعت کے آئینہ میں

رجب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ یہ اسم مشتق ہے اور ہمیشہ مذکر ہی استعمال ہوتا ہے۔ لفظ رجب ''ترجیب'' سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے تعظیم کرنا۔ عربی میں محاورہ بولا جاتا ہے: ''رجبت ھذا الشھر'' یعنی میں نے اس مہینے کی تعظیم کی۔ رجب کی جمع ''رِجاب، رُجوب، رجبات اور اَرجاب'' وغیرہ آتی ہے۔

ماہِ رجب کی وجہ تسمیہ:

''رجب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عرب لوگ اس مہینے کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس میں قتال وجدال اور لڑائی کرنا حرام سمجھتے تھے، بسا اوقات ماہِ شعبان کو اس کے ساتھ ملاتے ہوئے دونوں کو ''رجبین'' بھی کہتے تھے۔'' [التدوین: ۱/۱۶۵]

ماہ رجب کے دیگر نام:

رجب مضر: سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''بے شک زمانہ پھر اپنی اسی حالت پر آ گیا ہے جس پر اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا تھا، سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں سے چار (۴) مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مسلسل (یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم) جب کہ چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی (الأخری) اور شعبان کے درمیان ہے۔'' [بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء في سبع ارضين: ۳۱۹۷]

اسی طرح شهر الأصم، شهر الأصب، منصل الأسنة، شهر رجم، شهر الحرام، شهر حرم، شهر مقيم، شهر معلى، شهر فرد، شهر العتيرة، شهر مضر، شهر مطهر وغیرہ بھی رجب کے نام ہیں۔

ماہ رجب کی فضیلت:

ماہ رجب کے متعلق اتنا تو ثابت ہے کہ یہ حرمت والے مہینوں میں سے ہونے کی وجہ سے انتہائی محترم ہے، تاہم اس کے علاوہ کوئی مخصوص فضیلت ثابت نہیں۔

قاضی شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''خاص طور پر رجب کے متعلق کوئی صحیح یا کم ضعف والی کوئی حدیث ثابت نہیں بلکہ اس سلسلے میں وارد تمام روایات من گھڑت یا شدید ضعف والی ہیں۔''

[السیل الجرار: ۲/۱۴۳]

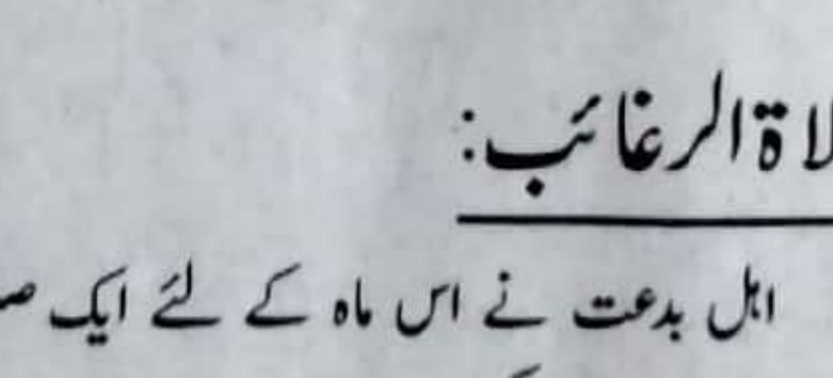
ماہ رجب کی مخصوص نمازیں:

ماہِ رجب کی مخصوص نمازوں کے متعلق نبی اکرم ﷺ یا صحابہ کرام سے کوئی ایک بھی صحیح روایت ثابت نہیں۔ اس سلسلے میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ یا تو سخت ضعیف ہیں اور یا پھر موضوع اور من گھڑت۔

صلاۃ الرغائب:

اہل بدعت نے اس ماہ کے لئے ایک صلوٰۃ الرغائب بھی ایجاد کر رکھی ہے جس کا طریقہ وفضیلت وہ یوں بتاتے ہیں۔

احکام ومسائل



حافظ سعید الرحمٰن۔ ریسرچ فیلو دار الاندلس

رجب کے پہلے جمعہ کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ (۱۲) رکعات دو دو کر کے اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ القدر اور بارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرے۔ نماز سے فارغ ہو کر نبی ﷺ پر ستر (۷۰) بار یہ درود پڑھا جائے: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ'' پھر سجدہ کرے اور ستر دفعہ یہ دعا پڑھے: ''رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ تجاوز عما تعلم انك انت العزيز الاعظم'' بعد ازاں دوسرا سجدہ بھی اسی طرح کرے۔ اس کے بعد وہ جو کچھ بھی مانگے گا اسے عطا کیا جائے گا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صلاۃ الرغائب کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ بدعت ہے۔ نہ یہ جماعت کی صورت میں مستحب ہے اور نہ ہی اکیلے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے شب جمعہ کو قیام اور یوم جمعہ کو روزے کے ساتھ مخصوص کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس نماز کی فضیلت میں جو روایت بیان کی جاتی ہے وہ بالاتفاق موضوع اور من گھڑت ہے۔ اسے ائمہ سلف میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا۔''

ماہ رجب اور عمرہ:

ماہ رجب میں عمرہ کرنا جائز اور درست ہے کیونکہ عمرہ دوران سال کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کا کوئی وقت متعین نہیں فرمایا، لہٰذا ماہ رجب میں بھی عمرہ مشروع ہے، اس میں کوئی کراہت کا پہلو نہیں۔

ماہ رجب اور عتیرہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالْعَتِيرَةُ ذَبِيحَةٌ كَانُوا يَذْبَحُونَهَا فِي رَجَبٍ، يُعَظِّمُونَ شَهْرَ رَجَبٍ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مِنْ أَشْهُرِ الْحُرُمِ))

''عتیرہ، وہ ذبیحہ ہے جسے وہ لوگ ماہ رجب کی تعظیم کی خاطر اس مہینے میں کیا کرتے تھے کیونکہ ان کے ہاں رجب حرمت والے مہینوں میں سے پہلا مہینا تھا۔''

[ترمذی، کتاب الأضاحي، باب في الفرع والعتيرة: ۱۵۱۲]

عتیرہ کا حکم:

عتیرہ کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: شرکیہ عتیرہ، جو دور جاہلیت میں مشرکین

رجب کے پہلے عشرے میں کیا کرتے تھے۔ یہ عتیرہ بالاتفاق حرام ہے اور اسلام میں اس قسم کے عتائر کی قطعاً گنجائش نہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ)) [بخاري، كتاب العقيقة، باب الفرع: ٦٤٧] ''اسلام میں نہ فرع (جائز) ہے اور نہ ہی عتیرہ۔''

دوسری قسم: اسلامی عتیرہ، جو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لیے کیا جائے، اس میں مہینے کی بھی قید نہیں، رجب ہو یا کوئی اور دوسرا مہینا، انسان کے پاس جب بھی استطاعت ہو وہ اللہ کے نام پر اس کی رضا کی خاطر جانور ذبح کرسکتا ہے۔ اس کی حیثیت صدقے ہی کی ہے جو کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

سیدنا نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم دورِ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں جانور ذبح کیا کرتے تھے، تو آپ ﷺ ہمیں اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَأَطْعِمُوا)) [نسائي، كتاب الفرع والعتيرة، باب تفسير الفرع: ٤٢٣٧ سنده صحيح] ''جس مہینے میں بھی ہو سکے اللہ ہی کے لیے جانور ذبح کرو اور اللہ تعالیٰ کے لیے نیکی کرو اور کھانا کھلایا کرو۔''

کیا ماہ رجب میں شب معراج ہوئی:

جہاں تک اسراء ومعراج کا تعلق ہے تو یہ برحق ہے اس سے کسی کو انکار نہیں، کیونکہ کتاب وسنت میں اس پر اس قدر دلائل ہیں کہ جن سے انکار کی قطعاً گنجائش نہیں۔ تاہم اس کے مہینے اور رات کا تعین مشکل ہی نہیں، ناممکن بھی ہے کیونکہ اس میں اہل سیر کے اقوال مختلف بالکل متضاد ہیں، جیسے: ① ہجرت سے چھ ماہ قبل معراج ہوئی ② ہجرت سے آٹھ ماہ قبل ③ ہجرت سے گیارہ ماہ قبل ④ ہجرت سے ایک سال قبل ⑤ ہجرت سے ایک سال اور دو ماہ قبل وغیرہ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ تمام اقوال تفصیل کے ساتھ فتح الباری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج میں بیان کیے ہیں۔ اب ان اقوال میں سے کسی ایک کو باقی پر ترجیح دینا مشکل ہے کیونکہ اس میں کوئی واضح دلیل نہیں ملتی۔ تاہم سورۃ الاسراء کے سیاق سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکی زندگی کے بالکل آخری دور کا ہے۔

باقی رہا کہ کس مہینے میں ہوئی؟ تو اس میں بھی اختلاف ہے۔ ربیع الاول یا ربیع الآخر، رجب، رمضان یا شوال؟ اس میں بھی پانچ قول ہیں۔ علمائے کرام نے مختلف روایات ذکر کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کن چیز بیان نہیں کی۔ اسی طرح معراج کا واقعہ مہینے کی کس تاریخ میں پیش آیا؟ اس میں بھی فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا کس طرح وثوق سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ستائیس (۲۷) رجب ہی شب معراج ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر بالفرض ہو بھی جائے کہ ستائیس (۲۷) رجب ہی شب معراج ہے تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ یہ رات دھوم دھام سے منائی



جائے۔ چراغاں کرنا (مٹی کے دیئے جلانا جو ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے)، محفلیں کرنا اور اس میں خصوصی نماز اور دیگر خصوصی عبادات کا اہتمام کرنا احادیث میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی طرح ثابت نہیں۔

رجب کے کونڈے۔ پس منظر اور حقیقت:

ماہ رجب کی بدعات میں سے ایک بدعت رجب کے کونڈوں کی ہے جسے امام جعفر رحمہ اللہ کے کونڈوں سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ۲۱ رجب کو بوقت شام گھی، شکر، میدہ اور دودھ وغیرہ ان سب چیزوں کو ایک مخصوص مقدار میں ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں۔ پھر اس پر امام جعفر کی فاتحہ ہوتی ہے اور ۲۲ رجب کی صبح اپنے عزیز واقارب کو بلا کر کھلائی جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ۲۲ رجب ۶۰ ھ کو کاتب وحی رسول ﷺ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے وفات پائی تھی۔ روافض جس طرح امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خوشی میں ان کے مجوسی قاتل ابو لولو فیروز کو بابا شجاع کہہ کر عید مناتے ہیں، اسی طرح وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی رحلت کی خوشی میں ۲۲ رجب کو یہ تقریب مناتے ہیں لیکن پردہ پوشی کے لیے ایک روایت گھڑ کر جناب جعفر بن محمد کی طرف منسوب کردی ہے تاکہ راز فاش نہ ہو اور دشمنانِ معاویہؓ چپکے سے ایک دوسرے کے یہاں بیٹھ کر یہ شیرینی کھالیں اور یوں اپنی یہ خوشی ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ ان کی تقیہ سازی اور اس پر فریب طریقہ کار سے جناب جعفر رحمہ اللہ کی نیاز کی دعوت میں کئی سادہ لوح، توہم پرست اور ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی لاعلمی کی وجہ سے شریک ہوجاتے ہیں۔

ضروری وضاحت:

اسلام ایک مکمل، کامل اور اکمل دین ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ دین اس کے بندوں تک من وعن پہنچادیا ہے۔ آپ ﷺ نے نہ کسی چیز کو چھپایا اور نہ ہی اسے آگے پہنچانے میں کسی قسم کی سستی یا نعوذ باللہ کمی بیشی کی بلکہ ہر وہ کام اور طریقہ جو قرب الٰہی کا ذریعہ بن سکتا تھا اور جس میں اس کی رضا تھی، اس کی جانب ہماری راہنمائی فرمائی اور ہر ایسے کام سے امت کو آگاہ فرمایا جو قہر الٰہی کا سبب بن سکتا تھا۔ ہمارے ہاں جہاں اور بے شمار قسم کی بدعات وخرافات پائی جاتی ہیں اسی طرح اسلامی مہینوں کے متعلق بھی ان بدعات وخرافات کی بھر مار ہے۔ ہر مہینے کے متعلق لوگوں نے طرح طرح کی بدعات ایجاد کر رکھی ہیں۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

۲۷ رجب یا ۱۵ شعبان کی رات یا عاشورہ کے دن خوشی ومسرت کے اظہار کی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ اس طرح کے کاموں کی ممانعت کی دلیل موجود ہے۔ لہٰذا جب اس طرح کی محفلوں میں شرکت کی دعوت دی جائے تو ان میں کسی مسلمان کو شرکت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) [أبو داود، كتاب السنة، باب في لزوم السنة: ٤٦٠٧] ''دین میں نئی نئی باتیں ایجاد کرنے سے بچو کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

کتاب وسنت اور منہج سلف کی روشنی میں جامعۃ الدراسات الاسلامیہ کراچی کے کے جاری کردہ



فتاویٰ

مسائل خلع

س: گزارش ہے کہ لڑکی اپنے شوہر سے کسی نامناسب بات پر خلع لینا چاہتی ہے جبکہ لڑکا اس کو گھر لاکر اپنا گھر بسانا چاہتا ہے۔ اور بصورت دیگر لڑکا یہ کہتا ہے کہ میں اس شرط پر اس کو طلاق بذریعہ خلع دونگا کہ

(۱) لڑکی حق مہر معاف کرے

(۲) تمام زیورات واپس کرے

(۳) جو اخراجات شادی پر ہوئے ہیں وہ تمام ادا کرے اور جہیز جو کہ لڑکی کی طرف سے دیا گیا ہے، وہ واپس نہیں دیا جائیگا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں لڑکے کی مندرجہ بالا شرائط جائز ہیں یا نہیں۔ کیونکہ قرآن کی کسی آیت میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگر لڑکی خلع حاصل کرنا چاہے تو مجبوری میں کچھ لے دے کر اپنی جان چھڑالے۔ اس مسئلہ میں ہماری راہنمائی قرآن وسنت کی روشنی فرمائیں۔ (سائل: محمد شفیع ۸۔ ۴ مارٹن کوارٹرز کراچی)

الحمدلله والصلاة والسلام على رسول الله وبعد!

الجواب بعون الوهاب بصورت صحت وحقيقت سوال

اللہ تعالیٰ نے خاوند کو بیوی پر اختیارات دیئے ہیں وہ اپنی بیوی پر حاکم ہے، تاہم اسلام میں عورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے موقع فراہم کیا ہے کہ اگر وہ کسی وجہ سے خاوند کے ساتھ زندگی بسر نہیں کرنا چاہتی تو اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے جسے خلع کہتے ہیں۔ اس صورت میں وہ خاوند سے لیا ہوا مہر وزیور واپس کرے۔ خلع کے علاوہ کسی صورت خاوند کیلئے حلال نہیں کہ وہ حق مہر یا دیگر زیور جو اس نے عورت کو دیا ہے، واپس لے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''......وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

''اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو، اس لئے اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کیلئے کچھ دے ڈالے۔ (سورۃ البقرۃ ۲۲۹)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً''

ثابت بن قیس کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں ثابت بن قیس کے اخلاق ودین کے متعلق نہ شکوہ کرتی ہوں نہ عیب لگاتی ہوں البتہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں مسلمان ہو کر ان کی ناشکری کروں (یعنی میں اسے پسند نہیں کرتی) آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تو اس کا باغ (جو حق مہر میں اسے ملا تھا) اس کو واپس کرے گی''؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا ''اپنا باغ واپس لو اور اس کو ایک طلاق دے دو'' (صحیح البخاری کتاب الطلاق باب الخلع وکیفیۃ الطلاق فیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا: ''أتردين عليه

حدیقته؟ قالت نعم. فأمره رسول الله ﷺ أن یأخذ منها حدیقته ولا یزداد ''(ابن ماجه کتاب الطلاق باب المختلفة تأخذ ما أعطاها قال الشیخ الألباني :حدیث صحیح۔)

کیا تم ثابت کا باغ واپس اسے لوٹا دیتی ہو؟ اس نے کہا :جی ہاں، تو آپ ﷺ نے ثابت بن قیس کو حکم دیا کہ وہ اس سے اپنا باغ وصول کرلے اور زیادہ کچھ نہ لے۔

ان ادلہ سے معلوم ہوا کہ اگر عورت اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو وہ مہر واپس کر کے اپنے خاوند سے جدا ہوسکتی ہے البتہ خاوند کو مال کا حریص ہوکر مہر سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے۔

اسی طرح شادی کے اخراجات کا مطالبہ بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ جہاں تک تعلق ہے جہیز کا وہ تو لینا بھی شرعا درست نہیں۔ اگر اس وقت غلطی کی ہے تو اب جہیز واپس نہ کر کے دوسری غلطی نہیں کرنی چاہئے۔

البتہ بغیر کسی وجہ کے عورت کو بھی خاوند سے طلاق کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أیّما امرأۃ سألت زوجھا طلاقًا فی غیرِ ما بأس فحرامٌ علیھا رائحۃُ الجنّۃِ''

جو عورت بغیر کسی وجہ کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے''۔أخرجه أبوداود (2226) والترمذی (223/1) والدارمی (162/2) وابن ماجه (2055) وابن الجارود (748) وابن حبان (1320) والبیهقی (316/7) وابن أبی شیبة (1/141/8 صححه الالبانی.

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھے راستے پر چلنے کی اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بے اولاد کی جائیداد کی تقسیم

س: گزارش ہے کہ موسیٰ کی وفات تقریبا سات ماہ قبل ہوئی، ان کی دو بیویوں میں سے ایک ان کی زندگی میں ہی وفات پاگئی جبکہ دوسری ابھی زندہ ہے، نیز اس نے بھی عدت کے بعد دوسری جگہ شادی کرلی ہے۔ متوفی کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی ماں باپ یا اوپر کوئی اور ہے۔ اس کا ایک حقیقی بھائی امین تھا جو کہ موسیٰ کی وفات سے قبل ہی فوت ہوچکا ہے، اور اس کا ایک علاتی (باپ کی طرف سے) بھائی یونس ہے، متوفی کے ورثا میں ایک حقیقی بہن، ایک بیوہ اور ایک علاتی بھائی یونس ہیں۔

محترم جناب! متوفی کے دونوں بھائیوں کے بچے اور بچیاں ہیں، انہی میں سے ایک کے بیٹے کو متوفی نے اپنا بیٹا بنا کر اپنے پاس رکھا۔ اس کی شادی کی۔ متوفی بیمار ہوئے تو انہی بھتیجوں نے ہی اس کا علاج ومعالجہ کروایا، ان کی خدمت ودیکھ بھال بھی کی، اب ان کی وفات کے بعد ان کے ترکہ میں ایک مکان ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں کہ مذکورہ جائیداد ورثا میں کیسے تقسیم ہوگی۔ آیا بھتیجے اور بھتیجیوں کا بھی اس میں حصہ ہے؟۔

(سائل: ام اسامہ، محمد حسن گوٹھ بلاک ایم نارتھ ناظم آباد کراچی)

الحمدلله والصلاۃ والسلام علی رسول الله وبعد!

الجواب بعون الوهاب بصورت صحت وحقیقت سوال

متوفی موسیٰ کی وفات کے وقت اس کے موجود ورثاء میں ایک بیوہ، ایک حقیقی بہن، ایک علاتی بھائی اور بھتیجے و بھتیجیاں ہیں، جبکہ اس کے ترکہ میں ایک مکان ہے۔

مکان کی مارکیٹ کے مطابق مناسب قیمت لگوائی جائے، کل مال کے 4 حصے کئے جائیں، اور ان میں سے چوتھا 1/4 حصہ متوفی کی بیوہ کو ملے گا، کیونکہ شرعا وہ متوفی کے ترکہ میں وارث ہے۔ اگرچہ وہ کہیں اور شادی کرچکی ہے۔

۞ کل مال سے بیوہ کو 1/4 چوتھا حصہ ملے گا۔

فرمان باری تعالی ہے: ''وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ...... ''اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو تمہاری بیویوں کیلئے چوتھا حصہ ہے (جو کہ اگر) مال کے ایک تہائی حصہ تھا وصیت کی ہو یا اس پر قرض ہو تو اس کی ادائیگی کے بعد۔ (النساء ۱۲)

بقیہ مال میں سے نصف میت کی حقیقی بہن زلیخا کو ملے گا، کیونکہ یہ اکیلی ہے، اور اس کے ساتھ حقیقی بہن بھائی شریک نہیں ہیں، لہٰذا ترکہ سے نصف اسے دینے کے بعد باقی ماندہ مال میت کے علاتی بھائی (باپ کی طرف سے) کو دیا جائے گا۔

فرمان الٰہی ہے: ''يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ'' ترجمہ: لوگ آپ سے فتوی پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کلالہ کے بارے میں۔ اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی آدمی مرجائے جس کی کوئی اولاد نہ ہو، اور اس کی ایک بہن ہو تو اسے نصف ترکہ ملے گا، اور اگر بہن مرجائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو وہ بھائی اس کا وارث ہوگا، اگر بہنیں دو ہوں گی تو ان دونوں کو مال کا دو تہائی ملے گا، اگر کئی بھائی بہن ہوں گے تو ہر مرد کو دو عورتوں کے برابر ملے گا، (یہ حکم) اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان کر رہا ہے، تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (النساء ۱۷٦)

۞ اسلام میں وراثت کی تقسیم کے لئے الاقرب فالاقرب کا اصول مقرر کیا گیا ہے، لہٰذا جب میت کا قریبی وعلاتی بھائی زندہ ہے تو بھتیجے وبھتیجیاں شرعا محروم ہیں۔ البتہ متوفی موسیٰ جو لاولد تھا کو چاہیئے تھا کہ وہ خدمت گزار بھتیجوں کو اپنے ترکہ سے ایک تہائی یا کم حصہ دینے کی وصیت کرجاتا۔ کیونکہ یہ وراثت سے محروم ہیں۔

اب چونکہ اس نے وصیت نہیں کی اور ان بھتیجوں نے اپنے چچا کے ساتھ حسن سلوک واحسان کیا ہے لہٰذا متوفی کے بھائی یونس کو چاہئے کہ اپنی رضاوخوشی سے امین کے بیٹوں کو کچھ نہ کچھ بطور تعاون دے۔

فرمان باری تعالی ہے: '' هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ'' ترجمہ: نیک عمل کا بدلہ، احسان کے علاوہ (یعنی احسان ہی تو ہے) اور کیا ہے؟ (سورۃ الرحمن ٦٠)

اگر امین زندہ ہوتا تو یقینا اس کو بھی اس ترکہ میں سے حصہ ضرور ملتا۔ اور وہی حصہ اس کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں منتقل ہوتا، جیسا کہ یونس کو ملنے والا حصہ اس کی وفات کے بعد اس کے اپنے ترکہ میں شامل ہوکر اس کی اولاد کو ملے گا۔ واللہ تعالی اعلم۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام معاملات میں قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نماز فجر کی جماعت کے دوران سنتوں کی ادائیگی کا حکم

گزارش ہے کہ ہماری مسجد میں نماز فجر لاؤڈ اسپیکر میں پڑھائی جاتی ہے، جبکہ ہم میں سے بعض لوگ جماعت کے ہوتے ہوئے مسجد کے صحن میں فجر کی سنتیں ادا کرتے رہتے ہیں۔ کیا شریعت کی روشنی میں یہ طریقہ درست ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں، شکریہ۔

(سائل: رقیب خان ڈیسلو اٹاؤن عمر فاروق کالونی کراچی)

الحمدلله والصلاة والسلام على رسول الله وبعد!

الجواب بعون الوهاب بصورت صحت وحقیقت سوال

فرض نماز کی اقامت کے بعد کوئی نفل نماز ادا کرنا درست نہیں ہے۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ" "جب فرض نماز کی اقامت ہوجائے تو فرض کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔{مسلم کتاب صلاۃ المسافرین حدیث 1644،1646، سنن ابی داؤد 1266، سنن دارمی 1450، صحیح ابن حبان 4261، مسند ابی عوانۃ ج 2 ص 33، معجم الکبیر للطبرانی ج 9 ص 79 وغیرہ۔}

اور اس کے علاوہ بھی کئی کتب حدیث میں یہ حدیث موجود ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ فرض نماز کی اقامت ہوجانے کے بعد اس فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نفل نماز نہیں ہوتی۔

فجر کی سنتوں کی اہمیت اور فضیلت اپنی جگہ بہت ہے لیکن حدیث رسول ﷺ کی مخالفت میں وہ فضیلت حاصل نہیں کی جاسکتی، اگر کسی کی فجر کی سنتیں رہ جائیں تو فرض نماز کے فوراً بعد یا سورج طلوع ہونے کے بعد ادا کی جاسکتی ہیں۔ اس بارہ میں سنن ابن ماجہ ودیگر کتب احادیث میں دلائل موجود ہیں، لیکن جماعت کے ہوتے ہوئے ان دو رکعتوں کی ادائیگی جائز نہیں ہے۔

امام بیہقی نے اپنی کتاب السنن الکبری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کیئے ہیں کہ" **قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ وَلَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. قَالَ: وَلَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ**" نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ کیا صبح کی سنتیں بھی نہیں ہوتیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: صبح کی سنتیں بھی نہیں ہوتیں۔{سنن الکبری ج 2 ص 483 کتاب الصلاۃ باب كراهية الاشتغال بهما بعد ما أقيمت الصلاة.}

سوید بن غفلہ رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: "**أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي وَهُوَ يَسْمَعُ الْإِقَامَةَ ضَرَبَهُ.**" اقامت ہوجانے کے بعد الگ نماز پڑھنے والوں کو عمر رضی اللہ عنہ مارتے تھے، {مصنف عبدالرزاق ج 2 ص 436، سنن الکبری ج 2 ص 483}

اور جس روایت سے جماعت کے ہوتے ہوئے فجر کی سنتیں پڑھنے کے جواز کی دلیل لی جاتی ہے کہ "اقامت ہوجانے کے بعد فرض کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں ہوتی سوائے فجر کی دو رکعتوں کے" تو یہ روایت مستند طریقے سے ثابت ہی نہیں ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ علیہ نے اسے سنن الکبری ج 2 ص 483 میں روایت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ: یہ (سوائے فجر کی دو رکعتوں کے) بے بنیاد ہے، اور اسکے راوی حجاج بن نصیر اور عباد بن کثیر دونوں ضعیف ہیں۔

اور بہت سے حنفی علماء نے بھی اس روایت کو ضعیف تسلیم کیا ہے جیسا کہ علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی نے التعليق الممجد ص 86 میں مولانا نیموی نے آثار السنن ص 226 میں اور ان سے بھی پہلے علامہ عینی نے عمدة القاری ج 5 ص 185 میں بلکہ دیوبند کے شیخ الحدیث اور خاتمۃ الحفاظ مولانا محمد انور شاہ کاشمیری نے تو ڈنکے کی چوٹ یہ دعوی کیا ہے کہ یہ الفاظ راوی کی طرف سے مدرج ہیں (فیض الباری ج 2 ص 201)، اور عرف الشذی ص 209 میں انہوں نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ امام بیہقی کا اسے لا اصل لہ کہنے سے یہی مراد ہے کہ یہ الفاظ راوی کے ہیں، حدیث نبوی کے نہیں۔

یہی وجہ کہ دور حاضر کے عظیم حنفی عالم جناب مفتی محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں کہ یہ روایت نہایت درجہ کی ضعیف ہے۔ (درس ترمذی ج 2 ص 198)

لہذا فجر کی جماعت کے ہوتے ہوئے سنت پڑھنے کے جواز پر کوئی صحیح حدیث نہیں ہے بلکہ صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کی اقامت کے بعد سنت اور نفل نماز نہیں، اور اگر کوئی آدمی نفل نماز یعنی سنتیں وغیرہ پڑھ رہا تھا اور فرض نماز کیلئے تکبیر ہوگئی تو نمازی پر لازم ہے کہ سنتیں چھوڑ کر فرض نماز میں شمولیت اختیار کرے۔ واللہ تعالی اعلم

اللہ تعالی ہم سب کو زندگی کے تمام معاملات میں قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکان کی واپسی یا رقم......؟

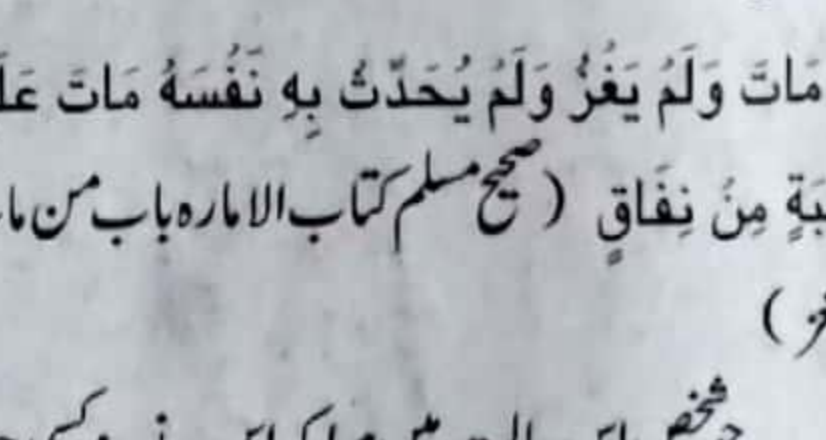
س: گزارش ہے کہ آج سے سال پہلے میرے بھائی نے کاروبار کیلئے بینک سے قرض لیا۔ ضمانت کے طور پر مکان کے کاغذات بینک میں جمع کرائے جو کہ ہم پانچ بھائیوں اور دو بہنوں کی ملکیت تھی، لیکن اس کے علاوہ جس نے قرض لیا یعنی محمد حنیف نے کسی کو بتائے بغیر اور والد کو بھی پھسلا کر کچھ مدت کیلئے کاغذات لئے اور والد کو کہا کہ کچھ مدت میں لوٹا دوں گا۔ مگر کچھ ماہ کے بعد کاروبار میں بھاری نقصان دیکھ کر مکان نیلام کر دیا۔ میں محمد حسن اس مکان میں والد کے دیئے ہوئے حصے میں رہ رہا تھا لیکن مکان کے نیلام ہونے پر اس سے نکال دیا گیا۔ میں اپنی دو بہنوں جن کی شادی نہیں ہوئی تھی اور والد سمیت کرائے کے مکان میں آ گیا۔ حنیف نے کہا کہ میں مکان جلد واپس کروا دوں گا' جب تک مکان واپس نہیں ہوتا، تمہیں مکان کا کرایہ ادا کرتا رہوں گا، لیکن چند ماہ کرایہ دینے کے بعد حنیف حیدرآباد منتقل ہوگیا اور کرایہ دینا بند کر دیا اور اسی عرصہ میں نے دونوں بہنوں کی شادی کردی سال بعد میں آج بھی کرائے کے مکان میں ہوں لیکن حنیف آج بھی اپنے ذاتی مکان حیدرآباد میں اور صاحب حیثیت ہے۔ مگر میرے اور والد کے مسلسل کہنے پر اس نے کہا کہ میں مکان کیسال قبل والی رقم لاکھ ۰ ہزار جس پر فروخت ہوا تھا لوٹا دوں گا، برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب سے راہنمائی فرمائیں کہ حنیف مکان واپس کرے یا مکان کی موجودہ رقم ادا کرے جو کہ اس وقت 20 لاکھ روپے ہے؟ شکریہ (سائل محمد حسن میرپورخاص)

الحمدلله والصلاة والسلام على رسول الله وبعد!

باقی صفحہ 39 پر

جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کے طریقے

علم و تحقیق



محمد یوسف ربانی مرکزی مبلغ شعبہ دعوت واصلاح پاکستان

جہاد کی مشروعیت کفر کا جبر وتسلط ختم کر کے دنیا میں اسلام کو ہر شعبہ ہائے زندگی میں غالب اور نافذ کرنے کے لئے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ (الفتح 26)

وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین کے ساتھ تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے۔

پس غلبۂ اسلام جو بعثت نبوی کا مقصد تھا تو اس کا طریقہ کار بھی سیرت اور سنت نبویؐ سے ہی دعوت و جہاد متعین ہوا۔ ان دونوں کا باہمی ارتباط اور ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہونا پھول اور خوشبو کی طرح ہے۔ بلاشبہ جہاد دعوت کا لازمہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دعوت ایمانی میں قوت اسی عمل مبارک سے پیدا ہوتی ہے۔ نیز کفر وشرک کے غرور کا توڑ صرف جہاد فی سبیل اللہ سے ہی ممکن ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ صداقت ایمان کی دلیل، فلاح دارین کی ضمانت، عزت وعروج کی شرط، اسلام کی دفاعی پالیسی، ظلم سے نجات کا ذریعہ، جبر وکبر کی کاٹ کا مشروع طریقہ، محبت ایمانی کا تقاضہ، غلبۂ دین کی نوید اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔

یاد رہے کہ جہاں اس مبارک عمل کی تازگی امت مسلمہ کی عزت وشوکت کا زینہ ہے، وہاں اس کا ترک ذلت ورسوائی اور وبال کا سبب ہے۔ جیسا کہ سیدنا عمر ؓ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم سودی لین دین کرنے لگو گے، بیلوں کی دمیں تھام لو گے اور کھیتی باڑی میں مگن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کردے گا یہاں تک کہ تم واپس جہاد کی طرف پلٹ آؤ۔'' (ابوداؤد 3965)

چونکہ جہاد فی سبیل اللہ دین اسلام کا سب سے افضل عمل اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے بقدر استطاعت ایک اہم فریضہ ہے، اس لئے جو بھی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس فریضہ جہاد میں شرکت اختیار کرے اور ہر اعتبار سے مجاہدین کو اپنی مدد فراہم کرے۔ آیئے ذیل میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مسلمان کس کس طریقے سے جہاد میں شرکت کرکے مجاہدین کی مدد کرسکتا ہے۔

پہلا طریقہ = صدق نیت سے جہاد کی خواہش کرنا

سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ (صحیح مسلم کتاب الامارہ باب من مات ولم یغز)

جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس نے نہ کسی جہاد میں حصہ لیا اور نہ ہی کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی، وہ نفاق کے ایک شعبہ پر فوت ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً (التوبہ 46)

اور اگر ان کا جہاد میں نکلنے کا (واقعی) ارادہ ہوتا تو وہ اس کے لئے ضرور کچھ تیاری کرتے۔

دوسرا طریقہ = شہادت کی تمنا کرنا

سہل بن حنیف ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ (صحیح سنن النسائی للالبانی 2967)

جو شخص صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کرے، اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مرتبوں پر پہنچا دے گا خواہ وہ اپنے بستر پر ہی مرے۔

تیسرا طریقہ = جہاد اور مجاہدین سے محبت کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف 4)

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

چوتھا طریقہ = جان، مال اور زبان سے جہاد کرنا

سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ (صحیح سنن ابوداود للالبانی 2186، نسائی، دارمی)

مشرکین کے ساتھ جہاد کرو اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ساتھ۔

اس حدیث میں جہاد فی سبیل اللہ کے تین شعبے یا قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

مشرکین سے مراد کفار مشرکین ہیں۔

مال سے جہاد کا مطلب ہے کہ اپنے مال کو میدان

☆...... مدینہ منورہ میں آ کر رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبویؐ سمیت دیگر مساجد کی تعمیر کے لئے تو کبھی فنڈ جمع کرنے کی ترغیب نہیں دی لیکن جہاد فنڈ جمع کرنے کی نہ صرف بار بار ترغیب دلائی بلکہ آپؐ نے خود بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ غزوۂ تبوک اس کی بہترین مثال ہے

جہاد کی ضروریات میں خرچ کیا جائے۔ مثلاً مجاہدین کی خوراک' لباس' اسلحہ' سواری' زخمیوں کا علاج معالجہ' قیدیوں کی رہائی' ورثاء شہداء کی کفالت وغیرہ جملہ ضروریات پر خرچ کرنا ہے۔

جان سے جہاد یعنی اپنا تن' من اور جسم و جان' خون پسینہ کو میدان جہاد میں صرف کر کے کفار و مشرکین کا مقابلہ کیا جائے۔ غرضیکہ اپنی جانوں کو میدانوں میں کھپایا جائے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے جہاد فی سبیل اللہ کا اعلیٰ ترین مقام و مرتبہ یہی ہے۔

زبان سے جہاد کا مطلب یہ ہے کہ اپنی تقریر و تحریر اور وعظ و بیان کے ذریعے لوگوں میں جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب و تحریض اور تشویق پیدا کی جائے' عمل جہاد میں مال و جان خرچ کرنے کی دعوت عمدہ پیرائے میں دی جائے۔ جہاد کے فوائد و فضائل اور ثمرات و برکات بیان کئے جائیں۔ جاندار اشعار اور پر عزم نظموں کے ذریعے مسلمانوں کو بیدار کیا جائے۔

صحابہ کرام میں سیدنا حسان بن ثابتؓ' عبداللہ بن رواحہؓ' کعب بن مالکؓ اسی منصب کو سنبھالے ہوئے تھے۔

مال سے جہاد

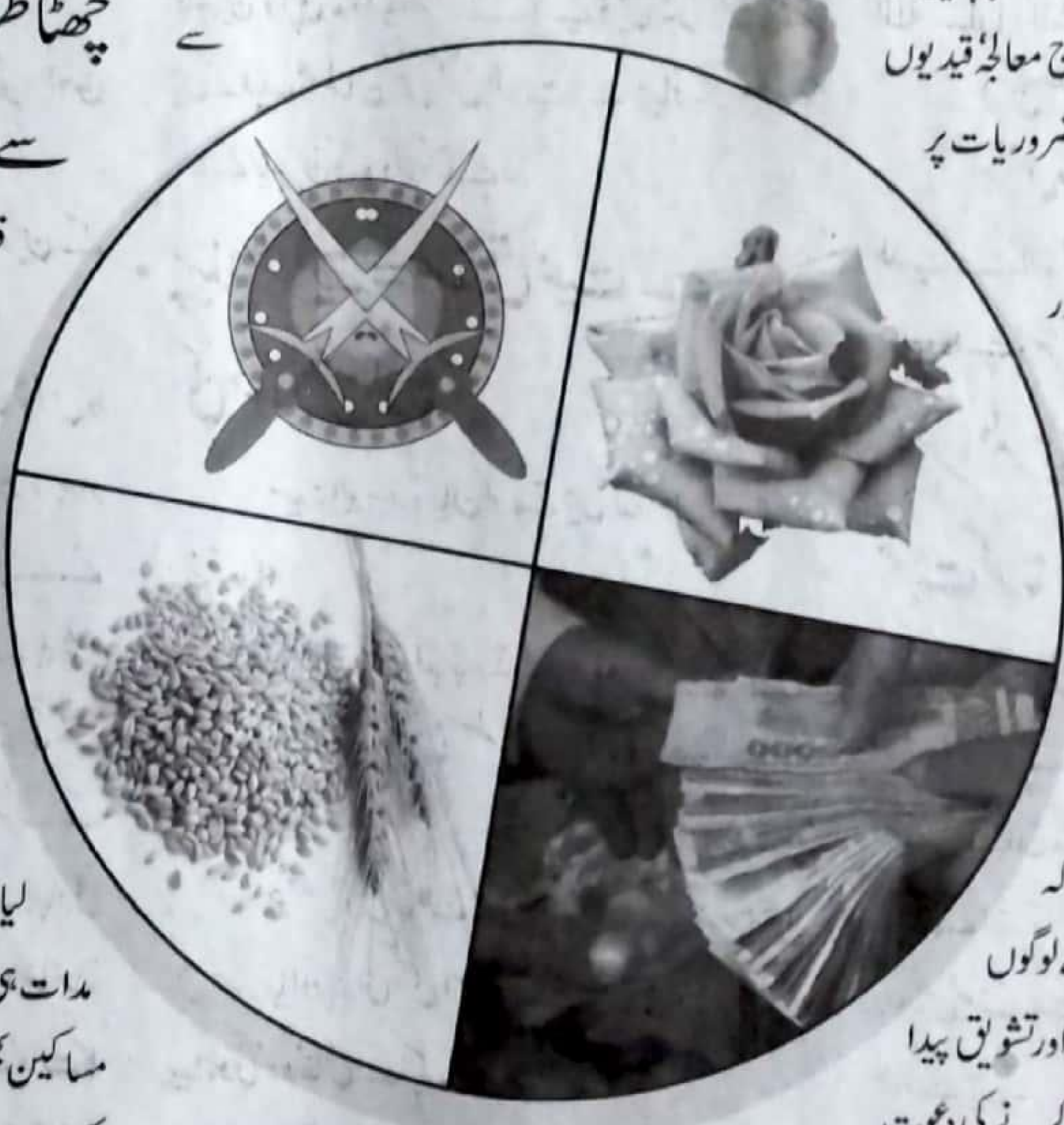
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو (البقرہ۔195)

قرآن مجید میں سوائے ایک آیت کے جہاں

☆...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اس حالت میں مرا کہ نہ اس نے جہاد کیا اور نہ ہی کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی تو وہ منافقت کے ایک شعبہ پر مرا

کہیں بھی جان سے جہاد کا تذکرہ آیا ہے' وہاں مال سے جہاد کرنے کا ذکر ضرور موجود ہے۔ اس سے آپ جہاد بالمال کی اہمیت وافادیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جہاد کا انحصار کس قدر مالی جہاد پر ہے۔ بسا اوقات تو جہاد کے لئے مجاہدین سے زیادہ مال کی ضرورت ہوتی ہے۔ شاید اسی وجہ سے



قرآن مجید میں آیات جہاد میں مال کو نفس پر مقدم کیا گیا ہے۔ (صرف ایک آیت ایسی ہے جہاں نفس کا مال سے پہلے بیان ہے۔ وہ آیت سورۃ التوبہ کی 111 نمبر ہے) اس میں یہ بھی قرینہ ہے کہ جہاد بالنفس کی طرح جہاد بالمال بھی فرض ہے۔

پانچواں طریقہ= جہاد فنڈ جمع کرنا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ (مسلم)

جس نے کسی کو نیکی کی راہ دکھائی تو اسے بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہی اجر و ثواب ملے گا۔

نیز دوسروں کو جہاد فنڈ کی ترغیب دینا دراصل

☆...... فی زمانہ مصارف زکوٰۃ کی جملہ مدات کے ساتھ مجاہدین ہی عشر و زکوٰۃ اور تمام صدقات وخیرات کے اولین اور بہترین حقدار ہیں

سنت نبویؐ پر عمل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ اکثر جہادی مہمات کے لئے فنڈ کی اپیل کرتے' غزوہ تبوک کی مثال اس ضمن میں سر فہرست ہے۔ لہٰذا آج عالم کفر بے انتہا وسائل لے کر عالم اسلام پر یلغار کر رہا ہے تو ایسے میں کفر کا مقابلہ کرنے کیلئے جہاد اور مجاہدین پر کشادہ دلی سے خرچ کرنے اور دوسروں کو ترغیب دینے کی اشد ضرورت ہے۔

چھٹا طریقہ= مجاہدین کا عشر و زکوٰۃ سے تعاون کرنا

قرآن مجید میں مصارف زکوٰۃ آٹھ ہیں۔ (دیکھئے سورۃ التوبہ) منجملہ ایک مصرف فی سبیل اللہ یعنی مجاہدین بھی ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک فی سبیل اللہ سے عمومی معنی مراد ہے لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک فی سبیل اللہ ایک اصطلاح کے طور پر اس آیت میں مذکور ہے جس سے مراد مجاہدین ہی ہیں۔ بالفرض اگر الفاظ کا عام معنی بھی مراد لیا جائے تو تب بھی مصارف زکوٰۃ کی تقریباً ساری مدات ہی مجاہدین پر پوری اترتی ہیں۔ مثلاً یہ فقراء بھی ہیں' مساکین بھی ہیں' مسافر بھی ہیں' مجاہدین بھی ہیں' عاملین بھی ہیں اور گردنیں چھڑانے والے بھی ہیں۔ تالیف قلب بھی کرتے ہیں اور قرضداروں کی مدد بھی کرتے ہیں۔ آخر الذکر دونوں مدات تو خدمت خلق کے شعبہ کے تحت مجاہدین جاری رکھے ہوئے ہیں اور اس سے کوئی بے خبر نہیں۔

الغرض کہ فی زمانہ مصارف زکوٰۃ کی جملہ مدات کے ساتھ مجاہدین ہی عشر و زکوٰۃ کے اولین اور بہترین حقدار ہیں لہٰذا اپنے عشر و زکوٰۃ مجاہدین کو دے کر غلبۂ اسلام کی تحریک میں حصہ دار بن جائیں۔

ساتواں طریقہ= مجاہدین کی حمایت اور دفاع کرنا

باقی صفحہ 63 پر



فصلوں کا عُشر دینا بھی اتنا ھی فرض جتنی کہ زکوٰۃ

احکامِ عُشر

قسط نمبر:۶

خلافت کے خاتمہ کے نقصانات میں سے ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوا کہ جہاں امت مسلمہ کا ایک بڑا مرکز ختم ہوا' وہاں زکوۃ وعشر کے نظام کو بھی بڑا دھچکا لگا جس کے ذریعے امت مسلمہ کی اجتماعی فلاح کا کام ہوتا تھا تاہم یہ اللہ کا شکر ہے کہ امت مسلمہ نے نماز اور زکوۃ و جہاد وغیرہ کا نظام اس کے بعد بھی جاری رکھا۔ اگرچہ یہ کام اب انفرادی' ادارہ جاتی اور تنظیموں کی سطح پر ہونے لگا' تاہم اس میں افسوسناک کمی البتہ یہ سامنے آئی کہ لوگوں نے خلافت کے خاتمے کے بعد اپنی فصلوں پر عشر کی ادائیگی کو اس طرح جاری نہ رکھا جس طرح کہ دیگر ارکان اسلام کو جاری رکھا۔ جماعۃ الدعوۃ نے بحمد اللہ اسی نظام عشر کے احیاء کی تحریک شروع کی ہے۔ ذیل میں دی گئی محترم الشیخ حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ کی تحریر اسی مسئلہ کی علمی تفہیم کے لئے زبردست مددگار ہے جو قارئین کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔ ادارہ

عشر کے متعلقہ چند ایک آیات واحادیث:

﴿یَاَ یُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ وَ مِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾ (البقرہ:267)

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! خرچ کرو ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم نے کمائی ہیں اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿وَ ھُوَالَّذِیْ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُکُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَمُتَشَابِهٍ کُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ اِذَآ اَثْمَرَ وَآتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ (سورۃ الانعام:141)

'' اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے جو چھتوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو چھتوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجوروں کے درخت اور کھیتی جس کا پھل کئی قسم کا ہے۔ اور زیتون اور انار ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور ایک دوسرے سے نہ ملنے والے' کھاؤ ان کے پھلوں سے جب وہ پھل دیں اور ان کا حق ادا کرو ان کی کٹائی کے دن۔''

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فِیْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَ الْعُیُوْنُ اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا الْعُشُرُ وَ مَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشُرِ

(بخاری : کتاب الزکاۃ :1483)

''جو فصل بارش یا چشموں سے سیراب ہو یا ایسے درخت ہوں جو اپنی جڑوں سے پانی چوس کر نشوونما پا رہے ہوں' ان میں دسواں حصہ ہے اور جسے پانی کھینچ کر سیراب کیا جائے' اس میں دسویں حصے کا نصف یعنی بیسواں حصہ ہے''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ فِیْمَا اَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ (صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ رقم الحدیث:1484)

''زمین کی پانچ وسق سے کم پیداوار میں صدقہ نہیں ہے۔''

(ان آیات واحادیث سے ثابت ہونے والے چند مسائل)

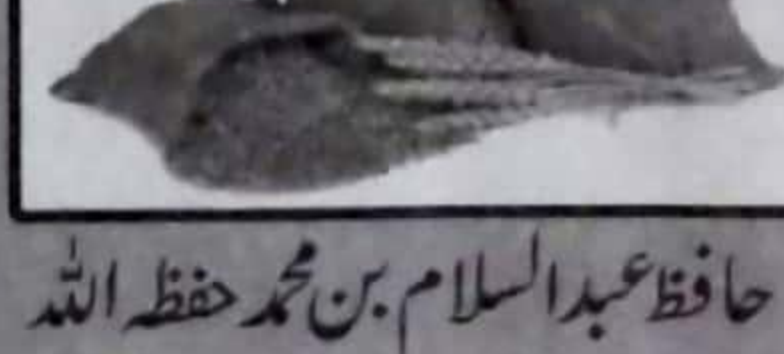
ہر قسم کے پھل اور جنس پر زکاۃ واجب ہے:

زمین سے پیدا ہونے والے ہر پھل اور کھیتی میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ خواہ وہ ایسے باغات ہوں جن کی بیلیں چھتوں پر چڑھائی جاتی ہیں مثلاً انگور' توری وغیرہ یا ایسے باغات ہوں جن کی بیلیں زمین پر پھیلتی ہیں مثلاً خربوزہ' تربوز' گرما وغیرہ یا ایسے پھلدار درخت ہوں جو اپنے تنے پر قائم ہیں مثلاً کھجور' زیتون اور انار وغیرہ یا کوئی بھی کھیتی ہو' زمین سے پیدا ہونے والے ہر پھل اور کھیتی میں سے اللہ کا حق نکالنا فرض ہے اور مال میں اللہ کا سب سے بڑا حق زکاۃ وعشر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق بھی بارش' چشموں اور نہروں سے سیراب ہونے والی ہر فصل میں عشر اور پانی کھینچ کر سیراب کی جانے والی ہر فصل میں نصف عشر ہے۔ اس سے کوئی فصل مستثنیٰ نہیں ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ سبزیوں میں اور ان پھلوں میں زکاۃ نہیں جن کا ذخیرہ نہ ہو سکتا ہو۔ مثلاً انار' مالٹا وغیرہ اور دلیل کے طور پر ترمذی کی روایت ((لَیْسَ فِیْ الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ))

'' سبزیوں میں صدقہ نہیں ہے۔'' پیش فرماتے ہیں اور خضراوات میں سبزیاں' ناشپاتی' بہی' آڑو' انار وغیرہ شامل

احکام ومسائل



حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

☆...... بارش، چشموں اور نہروں سے سیراب ہونے والی فصل کا دسواں حصہ اور پانی کھینچ کر یعنی کنویں سے جانوروں کے ذریعے ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب کی جانے والی ہر فصل میں بیسواں حصہ اللہ کا حق نکالنا فرض ہے

☆...... ہر قسم کا اناج، سبزی، پھل کھیتی میں سے اللہ کا حق نکالنا فرض ہے۔ مال میں اللہ کا سب سے بڑا حق زکوٰۃ وعشر ہے

کرتے ہیں۔

مگر یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، امام ترمذی اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح نہیں اور اس مطلب کی کوئی حدیث نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔

(ترمذی : باب ما جاء فی زکاة الخضراوات)

قرآن مجید میں ہر قسم کے باغوں اور کھیتوں کا ذکر فرما کر اور زیتون اور انار کا نام لے کر اللہ کا حق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ انار کا ذخیرہ نہیں کیا جاتا۔ اور زکاۃ سے بڑھ کر اللہ کا حق کیا ہوسکتا ہے۔

مولانا حافظ محمد اسحاق شیخ الحدیث مدرسہ غزنویہ لاہور لکھتے ہیں:

بعض لوگوں نے چار چیزوں گندم، جو، کھجور اور منقی سے عشر بتایا ہے اور دلیل میں وہ احادیث نقل کی ہیں جن میں ان ہی چار چیزوں کے نام آتے ہیں مگر وہ احادیث مرسل منقطع یا انتہائی کمزور ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہیں ائمہ حدیث نے انہیں قبول نہیں کیا، اس لئے ان لوگوں کا یہ مسلک صحیح نہیں۔ قرآن و حدیث کے عموم کی ان ضعیف حدیثوں سے تخصیص نہیں ہوسکتی۔

اس کے برعکس امام داود ظاہری فرماتے ہیں کہ زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز سے (جو آمدنی کا ذریعہ ہو) زکاۃ واجب ہے لیکن جس چیز میں ناپ تول جاری ہوتا ہو، اس میں وجوب عشر کے لئے نصاب شرط ہے اور جو چیزیں ناپ تول میں نہیں آتیں، ان میں قلیل کثیر میں عشر واجب ہے۔ غرباء کی ضروریات اور امراء کے تزکیہ نفس و مال کے پیش نظر تو یہ مذہب صحیح اور احوط معلوم ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ''وهذا نوع من الجمع '' کہہ کر اس مذہب کی ترجیح پر ایک گونہ اطمینان کا اظہار فرمایا ہے۔ دور حاضر کے بعض ممتاز علماء نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ چنانچہ مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی اپنی تصنیف مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (40/3) میں فرماتے ہیں:

((وارجح هذه الا قوال و اقواها عندی قول داود الظاهری))

''میرے نزدیک ان اقوال میں سے داود ظاہری کا قول زیادہ قوی اور راجح ہے۔''

ایسے ہی (مولانا عطاء اللہ حنیفؒ) مولف التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی (281/1) کا بھی اسی طرف رجحان ہے۔ حافظ اسحاق صاحبؒ کا کلام ختم ہوا۔ (فتاویٰ علمائے حدیث: 56/7)

میں (عبد السلام) کہتا ہوں، فتاویٰ علمائے حدیث (122/7) میں مولانا شرف الدین محدث نے قرآن وحدیث کے دلائل کے ساتھ ہر قسم کے غلے، پھل اور سبزی میں صدقہ ضروری قرار دیا ہے اس مسئلہ میں ان کی تحریر قابل دید ہے۔

فقہ الزکاۃ کے مصنف ڈاکٹر یوسف القرضاوی کا موقف بھی یہی ہے۔ (فقه الزكاة: ١/٣٥٥)

مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ابو حنیفہؒ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ ہر اس چیز میں سے زکاۃ واجب ہے جس سے مقصود زمین کی آمدنی حاصل کرنا ہو خواہ وہ غلہ ہو یا پھل ہوں یا فواکہ یا سبزیاں یا اس کے علاوہ ہو جبکہ مقصد زمین سے آمدنی لینا ہو۔ عمر بن عبد العزیز، ابو بردہ بن ابی موسیٰ، حماد اور نخعی رحمھم اللہ سے بھی یہی مروی ہے داود ظاہری کا قول بھی یہی ہے اور ابن العربی (مالکی) نے بھی اسی کو قوی قرار دیا ہے۔ فخر رازی کا میلان بھی اسی طرف ہے۔

اور ہمارے شیخ المشائخ علامہ (عبد اللہ) غازی پوری کا مختار قول بھی یہی ہے۔'' ترجمہ مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح کتاب الزکاۃ شرح حدیث (1828)

اس کے بعد مولانا رحمانی رحمہ اللہ نے اس قول کے دلائل بیان فرمائے ہیں اور اس سے پہلے حدیث:1809 کی شرح میں اسی قول کو اپنے نزدیک سب سے راجح قرار دیا ہے۔

بقیہ فتاویٰ

الجواب بعون الوهاب بصورت صحت و حقیقت سوال

اگر آپ کے سوال میں مذکور تفصیل درست اور حقیقت پر مبنی ہے تو آپ کے بھائی محمد حنیف پر لازم ہے کہ وہ کئے گئے وعدہ کے مطابق نیلام کردہ مکان ہی آپ کو لوٹائے بشرطیکہ نیلامی کی رقم صرف اس نے استعمال کی ہو اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہ ہوا ہو۔ اور اگر مکان واپس نہیں مل سکتا اور مکان اسی حالت میں موجود ہے تو حنیف جس دن مکان کی رقم اپنے والد صاحب اور بھائیوں کو ادا کریگا مکان کی قیمت کا تعین بھی اسی دن کے مطابق ہوگا البتہ رقم کی ادائیگی کے وقت حنیف کا اس مکان میں جو حصہ بنتا ہے، اتنی رقم منہا کر کے بقیہ رقم ادا کریگا۔ اور اگر حنیف آج سے سال قبل کے ریٹ کے مطابق ادائیگی پر مصر ہے تو اس وقت سونے کے حساب سے کرنسی کی ویلیو کا اعتبار بھی کرنا ہوگا یعنی سال قبل لاکھ 20 ہزار کا جتنا سونا بنتا تھا، اتنا سونا لے کر اپنے والد اور بھائیوں کو ادا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (النساء)

(ترجمہ): بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں امانات کو ان کے مالکوں تک پہنچانے، اور لوگوں کے معاملات میں عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے

سورہ مائدہ میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! عہد و پیماں کو پورا کرو۔ (مائدہ 1)

اور چونکہ کاغذی کرنسی اصل قیمت کی صرف رسید ہے اور اصل قیمت سونا ہے لہٰذا اس کی ادائیگی سے ہی امانت کی ادائیگی کما حقہ ہوسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بقیہ: ملازمین کے حقوق

اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے جلا ڈالتی ہے۔" (مسلم:)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا: اس نے پوچھا ہم اپنے غلاموں سے کتنی دفعہ درگذر کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

" ایک دن میں ستر مرتبہ۔" (ابوداؤد۔ علامہ الالبانی نے اسے صحیح کہا ہے)

جب منافقین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی، آہستہ آہستہ کچھ دوسرے لوگ بھی اس میں شامل ہوگئے، ان میں ایک وہ شخص بھی تھا جس کے گھر کا خرچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھا رہے تھے، جب وہ تہمت غلط ثابت ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غصے سے فرمایا: اللہ کی قسم! آج کے بعد میں اسے ایک پیسہ بھی نہیں دوں گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ. (النور: 22)

" اور تم میں سے جو صاحب مال ہیں، انہیں یہ قسم نہ کھانا چاہئے کہ وہ قرابت داروں، مساکین اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دیں گے۔ انہیں چاہئے کہ وہ معاف کردیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ (تمہارے گناہ) تمہیں معاف کردے اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

کیا آپ نہیں چاہتے کہ اللہ آپ کے گناہ معاف کرے، اگر چاہتے ہیں تو پھر آپ بھی اپنے کمزور لوگوں کی غلطیاں معاف کردیا کریں۔

چھٹی کا حق:

ہر ملک کی حکومت نے ملازمین کے لیے چھٹی کے کچھ ایام رکھے ہوتے ہیں، تو چونکہ ہر شہری اپنے ملک کے قانون (جو شریعت کے مخالف نہ ہو) کا پابند ہے، لہٰذا ضروری ہے، کہ مالکان اپنے ملازمین کی چھٹی کے حوالے سے ان کے حق کو تسلیم کریں۔ بعض لوگ سرکاری ملازم ہوتے ہیں اور حکومت کی طرف سے ہفتہ وار اور سالانہ چھٹیوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں، لیکن اپنے گھریلو ملازمین کو چھٹی دینے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہوتے۔

اگر ملازم سے اس کے مقررہ وقت سے زیادہ کام لیا یا چھٹی والے دن بھی کام پر لگایا تو مالک پر فرض ہے کہ وہ اس کا معاوضہ دے۔ وگرنہ یہ ظلم اور حق تلفی ہوگی۔

محنت کشوں کے حقوق کی ادائیگی میں حکومت کی ذمہ داریاں:

ہمارے حکومتی ذمہ داران سمجھتے ہیں کہ یکم مئی کو زور وشور سے ایک تقریر کردی، دو چار بیان داغ دیئے، یا کوئی لولا لنگڑا قانون بنا دینے سے ان کا فرض ادا ہوجاتا ہے۔ ہرگز نہیں، مزدور کو ظلم سے بچانا اور اس کو مکمل حقوق دلانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے پر جو خطبہ دیا تھا، اس میں فرمایا:

" تم میں کمزور شخص بھی میرے لیے طاقت ور ہے، یہاں تک کہ میں اس کا حق لے کر اسے دے دوں، ان شاء اللہ۔ اور تمہارا طاقتور میرے سامنے کمزور ہے، یہاں تک کہ میں اس سے کسی کا حق چھین نہ لوں۔" ان شاء اللہ

(البداية والنهاية: 301/6)

رسول اللہ ﷺ کام کرنے والے جانور کی خوراک اور کام کے متعلق ان کے مالکوں کا محاسبہ کرتے تھے۔

(ابوداؤد۔ علامہ الالبانی نے اسے صحیح کہا ہے)

یہ ہمارے اس عظیم نبی ﷺ کی تعلیمات ہیں جن کے آج مغرب خاکہ بنا کر مذاق اڑا رہا ہے۔ بتائیے ایسی تعلیمات کسی اور دین میں ہیں؟ لیکن ہم پھر بھی اسلام کی طرف دیکھنے کی بجائے کافروں کی طرف دیکھتے اور ان کے ایام مناتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ملازم اور مالک دونوں اسلام کے مطابق اپنے اپنے حقوق وفرائض کو پہچان کر اپنا کردار ادا کریں تو یقیناً پھر معاشرے میں ایسا توازن ہوگا کہ پھر نہ تو محنت کشوں کو اپنے حقوق کے لیے کوئی دن منانا پڑے گا، نہ کوئی ہڑتالیں ہوں گی اور نہ گھیراؤ جلاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: ایران سے قومی خودمختاری کو بیچنے والا سکیورٹی معاہدہ

ملک ہے اُس کے پاس ایٹمی صلاحیت نہیں ہونی چاہئے۔

ذرائع کے مطابق خلیج کی تبدیل ہوتی ہوئی صورتحال اور پاکستان کے اس میں کردار کو روکنے کے لیے ایرانی حکومت خاص طور پر سرگرم ہے۔

تجزیہ نگاروں اور قومی وبین الاقوامی میڈیا کا کہنا ہے کہ اس سب کی وجہ پاکستان کا سعودی عرب کے قریب ہوجانا اور اس کے ساتھ گہرے تعلقات استوار کرکے اسے سکیورٹی فراہم کرنے کا مجوزہ پروگرام بھی ہے۔ یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ سعودی عرب پاکستان کا اول دن سے سب سے زیادہ خیرخواہ اور سب سے ہمدرد دوست ثابت ہوا ہے۔ جس نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔

پاکستان میں اس وقت جو ڈالر کی بے قدری ہوئی اور اس کی قیمت تاریخ میں پہلی مرتبہ 12 روپے تک کم ہوئی جس کے نتیجے میں پاکستان میں بیرونی کھربوں ڈالر کے قرض کے بوجھ میں خاطرخواہ کمی آئی اور جس نے ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر کو یک دم بلند کرکے ہمارے ملک کو بہت مشکل وقت میں بہت بڑا سنبھالا دیا' یہ سعودی عرب کی ہی تو مہربانی تھی جس پر بہت تنقید بھی ہوئی اور تنقیص بھی لیکن سعودی عرب کی جانب سے ایسی امداد کوئی پہلا واقعہ تو نہیں تھا۔ جب سعودی عرب سے آنے والے ڈیڑھ ارب ڈالر پر، بہت زیادہ ہاہا کار مچی تو پاکستان میں متعین سعودی سفیر نے بھی کھل کر اور برملا طور پر کہا کہ سعودی عرب پاکستان کے حوالے سے کوئی خفیہ ایجنڈا نہیں رکھتا اور اس سے زیادہ امداد گزشتہ دور حکومت میں بھی دی جاتی رہی ہے۔

حیرانی ہے کہ جو لوگ ساری عمر ایک ایک امریکی ڈالر کے لیے امریکہ کی غیرمشروط غلامی کرتے رہے اور ملکی سلامتی کو امریکہ کے ہاتھوں گروی رکھ کر اپنے اڈے تک امریکہ کو دینے اور یہاں سے افغانستان' پاکستان کے مسلمانوں کے قتل عام پر بھی کبھی اعتراض نہ کیا' وہ پاکستان کے دیرینہ سچے اور مخلص دوست کی غیرمشروط امداد پر آسمان سر پر اٹھانے لگے اور ایک دم ان کی "ملی غیرت" جاگ پڑی۔

بہرحال سعودی سفیر نے اب آئینہ دکھایا ہے۔ سعودی امداد کھانے والوں میں اب یا تو ہمت ہے تو اس بیان کی تردید کریں جو ان کے لیے کبھی ممکن نہیں یا پھر اپنے دور میں جو سعودی امداد انہوں نے عوام کو بتائے بغیر اور ڈکار لیے بغیر ہڑپ کی' اس کا حساب دیں۔

البتہ ایران سے ہم اتنا عرض کریں گے کہ وہ محض مسلکی مخالفت کے جوش میں عالم اسلام کے دشمنوں کا آلہ کار نہ بنے اور اس کی بجائے عالم اسلام کو متحد کرنے میں اپنا کردار ادا کرے جو اس کے شایان شان ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایران میں سنی مسلمانوں کے ساتھ غیرانسانی سلوک اور زیادتیوں کا بھی ازالہ کرے۔ جس کی وجہ سے ان میں زبردست بے چینی ہے اور وہ عسکری کارروائیاں کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اسی طرح وہ شام میں بھی فرعون بشارالاسد کی پشت پناہی نہ کرے اور نہ اپنے گوریلے اور باقاعدہ فوج وہاں بھیجے (شام میں ایران کی مداخلت کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوکہ ان کا ایک جنرل بھی وہاں مارا جاچکا ہے) جس کے نتیجے میں وہاں ہزاروں سنی مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔

یکم مئی اور اسلام میں
ملازم اور مزدور کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے نظام کائنات چلانے کے لیے انسانوں کو مختلف وسائل اور صلاحیتوں سے نوازا ہے، مال و زر، جسمانی قوت اور ذہنی صلاحیتیں۔ ضروریات زندگی حاصل کرنے کے لیے سب کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے۔ کوئی بھی شخص اپنی تمام ضروریات زندگی تنہا پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، مالدار اپنی ضروریات کے حصول کے لیے ذہنی صلاحیت رکھنے والے افراد کا محتاج ہے، پڑھے لکھے لوگ اپنے ذہنی شہکار معرض وجود میں لانے کے لیے جسمانی طاقت کے حامل مزدوروں کے ضرورت مند ہیں۔ اور مزدور گذران زندگی کے لیے مالدار کا محتاج ہے۔ اس اعتبار سے سب کی حیثیت یکساں ہے، کوئی بھی دوسرے سے افضل و برتر نہیں ہے۔

لیکن جب انسان نے اعلیٰ انسانی اقدار کو ترک کر کے محض مادی ضروریات پوری کرنے تک خود کو محدود کر لیا ہے تو زندگی کی بے لگام خواہشات نے اسے مادیت کے قدموں ڈال دیا۔ سرمایہ داروں نے اسے اپنا غلام بنانے کے لیے نت نئے ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں، حکمرانوں اور بادشاہوں نے اپنی بے تحاشا خواہش کی تکمیل کے لیے سرمایہ داروں کا قرب حاصل کیا اور وہ اپنے سرمائے کے تحفظ کے لیے بادشاہوں کے بے دام غلام بن گئے۔ طاقت اور سرمائے کے اس اتحاد نے عام انسانوں کی زندگی کو جہنم بنا دیا۔ مصر کے فرعون اور بنی اسرائیل کے قارون کا اتحاد اس کی بدترین مثال ہے جو اپنے سرمائے کے تحفظ کے لیے بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف حکومت کی طاقت بنا رہا۔

اسی طرح آج کوئی ملک ایسا نہیں جہاں حکومت سرمایہ داروں کے تعاون کے بغیر چل رہی ہو، اور جہاں سرمایہ دار حکومت کی بجائے عام انسانوں کا ساتھ دے رہے ہوں۔ سرمایہ دار حکومتوں سے ایسے قوانین پاس کروا رہے ہیں جنہوں نے عصر حاضر کی جدید غلامی کو جنم دیا ہے جس میں ہر انسان خود کو آزاد سمجھتا ہے جبکہ وہ ایک فیصد بھی آزاد نہیں ہوتا۔

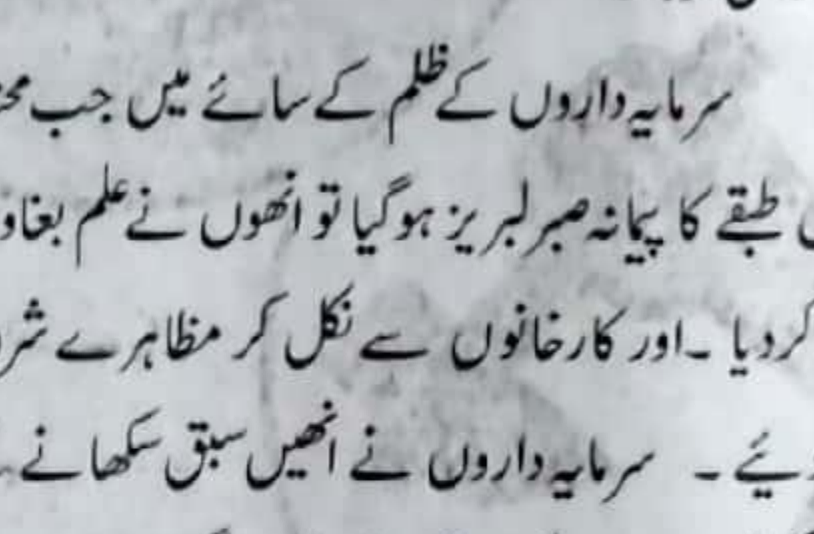
سرمایہ داروں کے ظلم کے سائے میں جب محنت کش طبقے کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو انھوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور کارخانوں سے نکل کر مظاہرے شروع کر دیئے۔ سرمایہ داروں نے انھیں سبق سکھانے کے لیے یکم مئی 1886ء کو امریکہ کے شہر شکاگو میں مزدوروں کے ایک پر امن مظاہرے پر چاروں طرف سے فائر کھول دیا۔ سینکڑوں مزدور ہلاک ہو گئے اور کتنوں کو پھانسی پر چڑھایا گیا۔ ان مزدوروں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے تمام ممالک میں یکم مئی ''یوم محنت'' کے طور پر منایا جاتا ہے۔

پروفیسر ثریا بتول علوی لکھتی ہیں:

''یہ دن منا کر' عالمی ضمیر' یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ وہ محنت کش طبقے کا بڑا قدر دان اور رکھوالا ہے۔ اسے حقوق انسانی کا بڑا پاس و لحاظ ہے۔ اسی لئے جب ان چند محنت کشوں پر زیادتی ہوئی تو پورا مغرب ان محنت کشوں پر ہونے والے مظالم کی تاب نہ لا سکا۔ اب ان کی یاد میں متعدد ریلیاں منعقد ہوتی ہیں۔ مظاہرے ہوتے ہیں۔ (بلکہ سڑکیں بلاک ہو جاتی ہیں) ان مزدوروں کے لئے حقوق و مراعات کا اعلان ہوتا ہے۔ ہر ملک کی ٹریڈ یونین ان کے حق میں متحرک اور فعال ہوتی ہے اور ستم یہ کہ یہ سارا پروپیگنڈہ وہ سرمایہ دار طبقہ کرتا ہے جو غریبوں کا ہمدرد بن کر ان کی محرومیوں کو بلیک میل کرتا ہے۔ ان کی محرومیوں اور ان پر ڈھائے جانے والے مظالم کے نوحے پڑھنے والے خود عالیشان بنگلوں اور محلات میں رہتے ہیں۔ طیارہ نما گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں، اپنے علاج معالجہ اور اپنے بچوں کی تعلیم پر زر کثیر صرف کرتے ہیں۔ جبکہ غریب بے چارے مسلسل ان سازشوں کا شکار ہو کر ان سیاسی شعبدہ بازوں کے حق میں نعرے بازی کرتے ہیں۔ بھوک ہڑتال کرتے ہیں۔ ٹریڈ یونین کے ذریعے مطالبات پیش کرتے ہیں اور بالآخر یہ نام نہاد دن ختم ہونے پر پھر وہی محنت کشی اور وہی اس کی پرانی ڈگر۔''

اس کے برعکس اسلام کی پوری تاریخ میں کہیں بھی آجر و آجیر کے درمیان کوئی کشمکش نظر نہیں آتی۔ اسلام کی تاریخ میں مزدوروں کو کہیں بھی ٹریڈ یونین بنانے اور اپنے مطالبات منوانے کے لیے ہڑتال، مظاہرہ یا توڑ پھوڑ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اس کی وجہ اسلام کی وہ تعلیمات ہیں جنہوں نے آجر اور آجیر کے باہمی تعلق کی

فکر ونظر



عبدالرحمن عزیز' لاہور

☆......رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے استفسار پر فرمایا: اپنے غلاموں سے دن میں 70 دفعہ درگزر کرو۔

☆......آج ہمارے ہاں آجر اور آجیر میں مخاصمت کی اہم وجہ یہ ہے کہ دونوں اسلام کے مطابق اپنے اپنے حقوق وفرائض سے غافل ہیں۔

☆......سرمایہ دارانہ نظام میں اگر ایک ارب پتی کا اضافہ ہوتا ہے تو دنیا میں تقریباً دس کروڑ لوگ خط غربت سے نیچے دھکیل دیئے جاتے ہیں۔

نوعیت ہی بدل کر رکھ دی ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں آجر و آجیر کے درمیان جو کشمکش چلتی رہتی ہے، اور دونوں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور مجبور کرنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے رہتے ہیں، جن کی بدولت سرمایہ دار کی دولت اور مزدوروں کی غربت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ دنیا میں اگر ایک ارب پتی کا اضافہ ہوتا ہے تو تقریباً دس کروڑ لوگ خط غربت سے نیچے دھکیل دیئے جاتے ہیں۔ غریب اور امیر کے درمیان تفریق اور خلیج بڑھتی چلی جارہی ہے۔

مزدوروں اور ملازموں پر ظلم محض بڑے سرمایہ داروں تک محدود نہیں، بلکہ متوسط طبقے کے لوگ اپنے دکانوں اور گھروں میں رکھے ہوئے ملازمین پر جو ظلم روا رکھے ہوئے ہیں اس سے انسانیت شرما جاتی ہے۔ گھروں میں خواتین ملازمین کا جنسی استحصال، معمولی غلطیوں پر قتل تک کے واقعات آئے روز اخبارات میں آتے رہتے ہیں جس نے مسلم معاشرے کے چہرہ کو سیاہ کر دیا ہے۔ اس کا واحد سبب اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت اور دوری ہے۔ اگر معاشرے میں انفرادی اور حکومتی سطح پر اسلامی قوانین کی پاسداری کی جائے تو آج بھی ہمارا معاشرہ مثالی بن سکتا ہے۔

محنت کشی اور مزدوری باعث عزت ہے

اسلام نے سب سے پہلے محنت کشی اور مزدوری کو حقیر اور کمین پیشہ بنانے کی بجائے اسے قابل فخر اور قابل احترام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا) (الزخرف 32:

”دنیا میں سامان زندگی ان کے درمیان ہم تقسیم کرتے ہیں اور ہم نے ایک کو دوسرے پر فوقیت دی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے خدمت لے سکیں۔“

یعنی اللہ کی یہ حکمت ہے کہ اس نے انسانوں کو مختلف درجات میں رکھا ہے، امیر اور غریب، غنی اور فقیر، عالم اور جاہل، سردار اور رعایا وغیرہ کیونکہ یہ دنیا کے نظام کے لیے ضروری تھا۔ دنیا کے نظام کے لیے غریب اتنا ہی ضروری ہے جتنا امیر۔ اس لیے کسی کو بھی کمتر اور حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ اللہ کے انبیاء و رسل جو اللہ کے ہاں سب سے معزز اور محترم لوگ تھے، اللہ کے نمائندہ اور انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ تھے وہ بھی مختلف قسم کی مزدوریاں کرتے رہے۔





حضرت مقدام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کوئی ایسا کھانا نہیں جو ہاتھ کی کمائی سے بہتر ہو۔ بلاشبہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام (بادشاہ ہونے کے باوجود) اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔“

(صحیح البخاری:1966)

دنیائے اسلام میں اپنے وقت کے بڑے بڑے نامور علماء وفضلا اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے والے اور محنت کش ہی ہوا کرتے تھے۔ وہ حداد (لوہار) نجار (بڑھئی) قصار (دھوبی) قدوری (ہنڈیا بنا کر بیچنے والے) کہلاتے اور لکھنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے تھے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” جو شخص اپنے ملازم کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلائے، گدھے پر بیٹھ کر بازار جائے، اور بکری کا دودھ دوئے، وہ تکبر سے پاک ہے۔“

(بخاری، بیہقی، حسن للالبانی)

مزید رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يَخْذُلُهُ وَلاَ يَحْقِرُهُ.(صحیح مسلم:2564)

” مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر نہ ظلم کرتا ہے، نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے۔“

ملازموں سے محبت:

ملازم کو محض پیسے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ انسان ہونے کے ناطے پیسہ سے زیادہ اسے محبت، احترام اور ریسپکٹ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ اگر آپ ملازم کو احترام دیں گے تو دل وجان سے آپ کی خدمت کرے گا اور اگر آپ اسے محض ملازم سمجھیں گے تو وہ بھی محض وقت پاس کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ)(الإسراء: 70)

” البتہ تحقیق ہم نے انسان کو (بحیثیت انسان) عزت اور تکریم دی ہے۔“

اور غلاموں کے متعلق خاص طور پر فرمایا:

فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ (الأحزاب: 5)

” وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں“

معرور بن سوید کہتے ہیں کہ میں ربذہ میں حضرت

☆...... نبی ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا۔ ان میں سے ایک جو عہد توڑے، دوسرا جس نے آزاد شخص کو بیچا اور رقم کھا گیا اور تیسرا جس نے مزدور سے پورا کام کروایا لیکن مزدوری پوری نہ دی۔

☆...... اگر ملازمین کو ان کی محنت وقابلیت سے کم اجرت دی جائے تو وہ پست معیار زندگی کو بہتر کرنے کے لیے کرپشن شروع کردیں گے۔ آج ہمارے ملک میں اسی وجہ سے کرپشن عروج پر ہے۔

☆...... بہت سے آجر مزدوروں کو قرض دے کر اپنا غلام بنا لیتے ہیں۔ اگر مزدور کسی بہتر جگہ جانا چاہے تو قرض اس کے پاؤں کی بیڑی بن جاتا ہے۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیے گیا، دیکھا کہ حضرت ابوذر غفاری نے جس طرح کا حلہ (لباس) پہنا ہوا ہے، بالکل اسی طرح کا حلہ آپ کے غلام نے پہنا ہوا ہے، میں نے اس کے متعلق سوال کیا تو فرمایا:

ایک مرتبہ میں نے اپنے غلام کو اس کی ماں کے حوالے سے برا بھلا کہا، (اس نے رسول اللہ ﷺ کو شکایت لگا دی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوذر! تجھ میں ابھی تک جاہلیت والی باتیں موجود ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے قبضہ میں دیا ہے، جس شخص کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو، اسے چاہئے کہ جو خود کھائے وہ اسے بھی کھلائے، جو خود پہنے وہ اسے بھی پہنائے۔ اپنے غلاموں سے وہ کام نہ لو جو ان پر شاق ہو، اور اگر ایسے کسی کام کی انھیں تکلیف دو جو ان پر بھاری ہو تو ان کی مدد کرو۔"

(صحیح البخاری۔ الایمان، باب المعاصی من امر الجاہلیۃ)

دوسرے صحابہ کرام بھی اپنے غلاموں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے تھے، جیسا کہ امام بخاری نے اپنی عظیم کتاب الادب المفرد میں ابوالیسر بردہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے۔

بعض مالکان کی عادت ہوتی ہے، کہ وہ بلاوجہ اپنے ملازمین کو ذہنی دباؤ میں رکھتے ہیں۔ ان کی استطاعت سے بڑھ کر کام دیتے ہیں، اور زیادہ کام کو تھوڑے وقت میں نمٹانے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ جو کام ذہنی دباؤ میں رہ کر کیا جائے وہ کبھی درست نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس اگر کام کے معاملے میں ورکر پر اعتماد کیا جائے تو وہ بہتر رزلٹ دیتا ہے۔ لہٰذا مالکان کو چاہئے کہ وہ اپنے ملازمین پر اعتماد کریں، اور کام میں پوری آزادی دیں۔

ملازمین سے مشورہ کریں:





اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو مختلف ذہنی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ کسی کام میں اگر زیادہ لوگوں سے مشورہ کیا جائے تو نہ صرف کام درست ہوتا ہے، بلکہ بہت سارے نقصانات سے بھی آدمی بچ جاتا ہے۔ بہت سارے لوگ جو تکبر اور نخوت میں مبتلا ہوتے ہیں، خود کو عقل کل کا مالک سمجھتے ہیں اور ملازمین کو حقیر مخلوق تصور کرتے ہیں۔ اس لیے از خود اصول وضع کرتے ہیں، اور ملازمین سے محض اپنے حکم پر عمل کا مطالبہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ براہ راست وحی سے رہنمائی پاتے تھے، وہ کسی انسان سے مشورہ کے محتاج نہیں تھے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ (وشاورھم فی الامر) اس سے ملازم کو یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ مالک مجھے اہمیت دیتا ہے اور اعتماد کرتا ہے، اور وہ دل جمعی سے کام کرتا ہے۔ ملازم سے مشورہ کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ وہ عملی میدان میں ہے، ورکر کام کو جس طرح سمجھ سکتا ہے، دفتر میں بیٹھا ہوا مالک کام کے عملی پہلو کو اس قدر قطعاً نہیں سمجھ سکتا۔

تنخواہ کا معیار:

تمام ملازمین خون پسینہ محض اس لیے ایک کرتے ہیں کہ اس کے عوض میں انھیں مال وزر دیا جائے جن سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی کفالت کر سکیں۔ اگر تنخواہ کم ہے تو پورے خاندان کا معیار زندگی پست ہوجائے گا۔ جس کا اثر ایک طرف قوم اور معاشرے پر پڑتا ہے، کہ جب لوگوں کے پاس پیسہ نہیں ہوگا تو وہ بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے کرپشن کریں گے۔ اور دوسری طرف اگر لوگوں کو بنیادی ضروریات ہی میسر نہیں ہوں گی، تو وہ بنیادی ضروریات کے علاوہ اشیاء کیونکر خریدیں گے۔ اس کا اثر مارکیٹ پر پڑتا ہے، نتیجتاً خود آجر اور فیکٹری مالکان اس کا شکار ہوتے ہیں۔ لیکن شائد ہمارے کاروباری حضرت کو غریبوں کی کوئی زیادہ پروا نہیں ہے۔

آج کل دین سے دور، خوف خدا سے عاری سرمایہ دار تنخواہوں کے معاملے میں مزدوروں پر کئی طرح سے ظلم کرتے ہیں، مثلاً: اتنی کم تنخواہ دی جاتی ہے جس سے ایک گھر کی بنیادی ضروریات بھی پوری نہیں ہوسکتیں، ملازمین اوورٹائم لگانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

مزدور اوورٹائم لگاتا ہے تو اسے کاؤنٹ کرنے میں کئی طرح سے گھپلے کیئے جاتے ہیں۔

مزدور کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں، تو وہ قرضہ مانگنے پر مجبور ہوجاتا ہے، اور آجر بڑی خوشی سے بغیر

کسی تردد کے قرض دیتا ہے، پھر اس کے عوض میں اسے اپنا غلام بنالیتا ہے۔ اگر مزدور وہاں سے چھوڑ کر دوسری کسی بہتر جگہ پر جانا چاہے تو قرض اس کے پاؤں کی بیڑی بن جاتا ہے۔ اس طرح وہ مزدور اور ملازم سے زرخرید غلام بن جاتا ہے۔

بعض مالکان مزدوروں کی تنخواہوں کا پیسہ اپنے کاروبار میں لگادیتے ہیں، تاکہ مال بڑھتا رہے اور مزدوروں کی تنخواہ میں مختلف حیلوں بہانوں سے تاخیر در تاخیر کرتے چلے جاتے ہیں۔ ایک آدمی نے اپنے ملازم کو کہا اس ماہ میں نے گاڑی خریدی ہے، اگلے ماہ تنخواہ لے لینا۔ ایک زمیندار نے اڑھائی لاکھ روپے کی دو مرغیاں خرید لیں بڑی بڑی پرتعیش دعوتیں کرتے ہیں لیکن ملازمین کو معقول تنخواہ دینے کے لیے ان کے پاس پیسہ نہیں ہے۔

ایک آدمی نے اپنے کھیت میں کام کرنے والے کو چھ ماہ سے تنخواہ نہیں دی۔ بعض کمپنیوں کے مدیر ملازموں کی آئی ہوئی تنخواہ اپنے کاروبار میں لگادیتے ہیں اور ملازموں کو کہہ دیتے ہیں کہ ابھی تک تنخواہ آئی نہیں ہے۔ دو دو تین تین ماہ یوں ہی گزر جاتے ہیں۔ آج ہمارے ہاں آجر واجیر کے درمیان ہونے والی مخاصمت کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے۔

سرمایہ دار طبقہ مختلف طریقوں سے بے روزگاری اور کساد بازاری کے شوشے چھوڑتے رہتے اور ایسا ماحول پیدا کیے رکھتے ہیں کہ مزدور طبقہ اپنے خاندان کو پالنے کے لیے مجبوراً کم اجرت پر ملازمت کرنے پر تیار ہوجاتا ہے۔ بلکہ ایسے حالات میں وہ محض مزدوری ملنے پر شکر کرتا ہے۔ تھوڑے معاوضے پر ملازمت وہ رضا مندی اور خوش دلی سے نہیں کرتا ہے، بلکہ سرمایہ دار کے معاشی اور معاشرتی جبر کے سامنے خود کو بے بس پاتا ہے۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا، ایک جس نے میرے نام پر عہد کیا، اور پھر توڑ دیا۔ دوسرا، جس نے کسی آزاد شخص کو غلام بنا کر بیچ دیا اور پیسے کھا گیا۔ تیسرا، جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا، کام پورا کروایا لیکن مزدوری پوری نہ دی۔ (صحیح بخاری:2114)

تنخواہ کے علاوہ بھی ملازم کی ہنگامی ضروریات کا خیال رکھنا:

ملازم شخص اپنی زندگی کی عام اور روٹین کی ضروریات تو کسی نہ کسی طریقے سے پوری کرلیتا ہے اور زندگی کی گاڑی چلتی رہتی ہے لیکن زندگی روٹین کا نام نہیں ہے، بلکہ بعض بھاری ذمہ داریاں اور حادثات بھی زندگی کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ علاج معالجہ، شادی بیاہ، بچے کی پیدائش، فوتگی وغیرہ، ایسے معاملات میں بڑی بڑی تنخواہوں والے بھی قرض اٹھانے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

مالک اپنے مزدور کو روٹین کی تنخواہ دے کر خود کو فارغ نہ سمجھا کریں، جس طرح ان کی زندگی کی گاڑی اونچ نیچ میں ہچکولے کھاتی رہتی ہے، اسی طرح ملازم بھی زندگی کے تلخ وشیریں سے متاثر ہوتا ہے، لہٰذا مالک کو اپنے ملازم کی ایسی ضروریات کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور تنخواہ سے بڑھ کر موقع بموقع بخشش، انعام اور صدقہ بھی دیتے رہنا چاہئے۔

اللہ تعالی نے غلاموں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ

(النور: 33)

''جو اللہ نے تمہیں مال عطا کیا ہے، وہ انھیں بھی دو۔''

حضرت ربیعہ الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا، ایک دن آپ ﷺ نے پوچھا، ربیعہ کیا تو شادی کرنا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ: میں شادی نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میرے پاس نہ تو مکان ہے جس میں اسے ٹھہرا سکوں اور میں ایسی چیز پسند نہیں کرتا جو مجھے آپ ﷺ سے دور کردے۔

تھوڑی دیر کے بعد آپ ﷺ نے پھر پوچھا، میں نے پہلے والا جواب دیا۔

پھر آپ ﷺ نے پوچھا تو میں نے ہاں کہہ دی۔ تب آپ ﷺ نے مجھے ایک انصاری کے گھر بھیجا، کہ اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کردیں لیکن جب نکاح ہونے لگا تو مہر موجود نہیں تھا، میں پریشانی کے عالم میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مہر کا انتظام کیا۔ جب یار لوگوں نے ولیمہ کا مطالبہ کیا تو میں پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے میرے ولیمہ کا انتظام کیا، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر بنانے کے لیے زمین بھی دی۔

(مسند احمد:16627)

جس طرح مزدور اپنے مالک کی ہر ضرورت پوری کرنے اور ہر خواہش کی تکمیل کے لیے اپنا خون پسینہ ایک کردیتا ہے، اسی طرح ہمارے سرمایہ داروں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے خدام کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ سالانہ زکوۃ میں بھی اپنے ملازمین کا خیال رکھنا چاہئے۔

ملازم کی تربیت:

مالک اپنے ملازم کو ہمیشہ اپنے کاموں پر ہی نہ لگائے رکھے، بلکہ تعلیم اور تربیت کا بھی خیال رکھے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے تو آپ ﷺ ہمیشہ ان کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حدیث کے بڑے راویوں میں سے ایک ہیں۔

ہمارے ہاں گھریلو ملازمین پر عموماً چوری کا الزام لگایا جاتا ہے، کسی قدر یہ سچ ہے لیکن اس کا ذمہ دار مالک ہے۔ جس نے اس سے روبوٹ کی طرح کام تو لیا لیکن اس کی ذہنی اور روحانی تربیت نہیں کی۔ نتیجتاً خود اس کا شکار ہوگیا۔

ملازموں کو سزا دینا:

غلطی اور بھول انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ ہم سے غلطی ہوجائے تو فوراً اپنا عذر پیش کرنے لگتے ہیں، لیکن ملازم سے کوئی غلطی وکوتاہی ہوجائے تو فوراً اسے ڈانٹنے اور سزا دینے لگتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں غلام ہوتے تھے جو زرخرید ہوتے تھے، لیکن اسلام نے انھیں بھی سزا دینے سے منع فرمایا، آج کل کے ملازم تو غلام نہیں، آزاد انسان ہیں، انھیں مارنا کیونکر جائز ہوگا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ (صحیح البخاری: 5691'صحیح مسلم:2309)

''میں نے دس برس تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے، لیکن کبھی آپ ﷺ نے اف تک نہیں کہا، اور کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا، اور نہ ہی کبھی یہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا ہے۔''

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی، اے ابومسعود رضی اللہ عنہ! جان لے، جس قدر تجھے اس پر قدرت حاصل ہے، اس سے بڑھ کر اللہ کو تجھ پر قدرت ہے۔ جب میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے، میں نے عرض کی: اللہ کے لیے میں اسے آزاد کرتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

باقی صفحہ 43 پر



لڑکوں کے لڑکیوں جیسے فیشن اور ہیجڑوں جیسے مرد

قسط نمبر 2

قارئین کرام! آپ نے اس مضمون کے حوالے سے گزشتہ سطور اور انٹرویو میں ملاحظہ کیا کہ لڑکے کس کس طرح لڑکیوں جیسے فیشن اختیار کرتے جا رہے ہیں یہاں تک کہ وہ لڑکیوں کو بھی مات دیتے نظر آتے ہیں اور قوم کے مستقبل کا یہ سرمایہ اپنا تمام سرمایہ وقت اور پیسہ صرف اور صرف فیشن کی دوڑ میں خرچ کر رہا ہے۔ یوں تو خوبصورت نظر آنا ہر انسان کی جبلّت وفطرت میں شامل ہے۔ اور یہ حدیث رسول ﷺ بھی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. (مسلم)

''بے شک اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔''

لیکن ہر چیز کی بہر حال حدود قیود ہیں۔ لڑکیوں کی اپنی حدود وقیود ہیں اور لڑکوں کی اپنی۔ دونوں ہی جب اپنی اپنی حدود سے باہر جاتے ہیں، تبھی مسائل کھڑے ہوتے ہیں۔

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ. (الاعراف: 31)

''بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

غیر ضروری فیشن میں مال اور وقت کا بھی بہت بڑا ضیاع ہوتا ہے جبکہ اللہ نے قرآن میں واضح فرمایا:

إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ.

''بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔'' (اسراء: 27)

چودہ قینچیوں سے کٹنگ اور 6 لاکھ کی زنانہ شیروانی:

حال ہی میں مال و وقت کے ضیاع کے لیے ہمارے لاہور کے ایک حجام نے نیا طریقہ نکالا ہے کہ وہ چودہ قینچیوں کو اکٹھا پکڑ کر کٹنگ کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ہم نے اس حجام کی دکان پر جا کر یہ مظاہرہ خود دیکھا۔ فائدہ اس کا کوئی نہیں لیکن نوجوان محض ایک نئے طریقے کی وجہ سے اپنے وقت اور پیسے کے ضیاع کے لیے دھڑا دھڑ اس سیلون کا رُخ کر رہے ہیں۔ قومی ٹیم کے ایک کرکٹر صاحب نے بھی اپنی شادی کے موقع پر انہی سے کٹنگ کرائی تھی۔ یہ وہ کرکٹر صاحب ہیں جنہوں نے اپنی شادی پر 6 لاکھ کی شیروانی پہنی۔ باقی کروڑوں کے اخراجات الگ، ایک طرف تھر کے قحط زدگان ایک ایک روٹی کے لیے ترس رہے ہیں، دوسری طرف ہم اپنے فیشن کے لیے لاکھوں کروڑوں لگا رہے ہیں اور پھر اس کرکٹر صاحب نے شیروانی بھی ایسی پہنی کہ جس پر پھولوں کی بہت زیادہ کڑھائی ہے اور وہ دولہا صاحب یوں لگ رہے ہیں جیسے دلہن ہوں۔ لڑکوں کی قمیصوں پر آج کل یہ پھولوں کی کڑھائی کا عام فیشن چل چکا ہے اور لگتا ہے کہ عنقریب لڑکے اور لڑکی کی قمیص میں فرق کرنا مشکل ہو جائے گا۔

کرکٹر صاحب کی تقریب ولیمہ میں تبلیغی جماعت کی بڑی بڑی سرکردہ شخصیات بھی شریک ہوئیں۔ کاش! یہ تبلیغی بھائی انہیں یہ بھی سمجھاتے کہ اس قدر اسراف اور پھر لڑکیوں جیسے فیشن اسلام میں کس قدر ممنوع ہیں۔

لڑکوں کے لڑکیوں جیسے فیشن کے حوالے سے ایک اور بات قابل ذکر ہے۔ کچھ عرصہ پہلے لڑکیوں میں اونچے چاک والی قمیصوں کا فیشن چلا جس سے ان کے پہلو اکثر ننگے ہو جاتے ہیں۔ ایسا ملتا جلتا فیشن گارمنٹس انڈسٹری والوں نے لڑکوں میں بھی شروع کیا کہ ان کی پینٹ کے ساتھ شارٹ یعنی چھوٹی شرٹوں کا رواج شروع کر دیا جس سے ان کے پہلو بھی اکثر ننگے ہو جاتے ہیں اور جب وہ کسی کام کے لیے یا سجدے میں جھکتے ہیں تو ان کی زیر ناف ستر والی حدود تک نظر آنے لگتی ہیں جس سے کسی دیکھنے والے کا ایمان بری طرح خراب ہوتا ہے۔

لڑکے صاف ستھرے رہیں، اپنی استطاعت کے مطابق اچھے اور اجلے پوشاک و پاپوش پہنیں تو اس سے کس کو انکار ہے لیکن لڑکے لڑکیوں کی طرح فحش اور زنانہ فیشن کریں،

تہذیب ومعاشرت



قاضی کاشف نیاز

مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان سرد جنگ

قریش مکہ سے صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ کو کچھ فراغت اور کھلا ماحول ملا تو آپ ﷺ نے اردگرد کر دیئے ہیں تو انہوں نے اسے اپنی توہین محسوس کیا اور انہیں ابتداء میں ہی روند ڈالنے کا فیصلہ کیا۔

دوسری طرف اللہ کے حکم سے اللہ کے رسول ﷺ بھی اللہ کے دین کی دعوت کو عرب سے باہر پوری دنیا میں پہنچانے کے لئے سرگرم عمل ہو چکے تھے۔ سفیروں اور نمائندوں کا قتل ہر دور میں ایک سنگین جرم سمجھا جاتا رہا ہے لیکن شاید اپنے آپ کو سپر پاور سمجھنے اور کہلانے والی

سالار ہوں گے۔ آپ ﷺ نے لشکر کے لئے سفید پرچم باندھا اور اسے حضرت زید بن حارثہؓ کے حوالے کیا اور انہیں وصیت کی کہ

''جس مقام پر حارث بن عمیرؓ شہید کئے گئے ہیں، اس جگہ پہنچ کر اس مقام کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دیں، اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو بہتر ورنہ اللہ سے مدد مانگیں اور لڑائی کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ



گزشتہ سے پیوستہ

جنگ کی اقسام

سرد جنگ

گزشتہ سے پیوستہ

قسط نمبر 12

کے حکمرانوں کو دعوت دین قبول کرنے کے لئے دعوت نامے بھیجے۔ انہی میں سے آپ ﷺ نے حارث بن عمیر ازدیؓ کو اپنا خط دے کر بصریٰ کے حاکم کے پاس بھیجا۔ انہیں قیصر روم کے گورنر شرحبیل بن عمر غسانی نے جو بلقاء پر مامور تھا، گرفتار کر لیا اور مضبوطی کے ساتھ باندھ کر ان کی گردن مار دی۔

اس واقعہ سے مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ماحول کی کشیدگی کے ساتھ سرد جنگ کا آغاز ہو گیا۔ یہ ایک بہت بڑا جرم تھا جس کا ارتکاب رومی گورنر نے طاقت کے نشے میں کیا، اس لئے کہ یہ اس وقت کی زمین پر سب سے بڑی قوت سمجھی جاتی تھی اور صرف چند سال پہلے فارسیوں کو شکست دے کر ان کے غرور اور تکبر میں بہت اضافہ ہو گیا تھا اور یہ تنہا اپنے آپ کو دنیا کا مالک سمجھتے تھے اور یہ کسی اور بات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے اور یہ اپنے ہمسایہ میں ایک نئی ابھرتی ہوئی قوت کو دیکھ رہے تھے تو یہ اسے کس طرح برداشت کر سکتے تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ عرب کی بڑی قوت یعنی قریش مکہ بھی ان سے صلح پر مجبور ہو گئے ہیں اور اس کے بعد انہوں نے عرب کے باہر کے حکمرانوں کو اس طرح خطوط لکھنے شروع

تو تیں اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ سمجھتی ہیں۔

غزوۂ موتہ

اس سنگین جرم پر خاموشی اختیار کرنا اور اتنے بڑے واقعہ کو مصلحت، وہن یا بزدلی کا شکار ہو کر فراموش نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فوری طور پر تین ہزار کا لشکر تیار کیا۔ حضرت زید بن حارثہؓ کو سپہ سالار مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ سپہ سالار ہوں گے اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ سپہ

عسکریات



استاذ ابو حمزہ

کے نام سے اللہ کی راہ میں، اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے غزوہ کرو اور دیکھو بدعہدی نہ کرنا، خیانت نہ کرنا، کسی بچے اور عورت اور انتہائی عمر رسیدہ بوڑھے کو اور گرجے میں رہنے والے تارک الدنیا کو قتل نہ کرنا، کھجور اور کوئی درخت نہ کاٹنا اور کسی عمارت کو منہدم نہ کرنا'' (مختصر السیرۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب، الرحیق المختوم)

اسلامی لشکر جب پیش قدمی کرتے ہوئے معان پہنچا جو شام اور اردن کے علاقے میں ہے تو یہاں لشکر نے پڑاؤ کیا اور انہیں جاسوسوں نے اطلاع دی کہ ہرقل قیصر روم بذات خود ایک لاکھ رومی لشکر لے کر بلقاء کے علاقے مآب میں خیمہ زن ہے اور اس کے جھنڈے تلے لخم، جذام، بلقین، بہرا اور بلی (قبائل عرب) کے مزید ایک لاکھ افراد

☆...... جنگ موتہ میں حضرت خالدؓ بن ولید صرف 3 ہزار کے لشکر کے ساتھ ہرقل کے دولاکھ کے لشکر جرار سے اس طرح بہادری سے لڑے کہ آپ کے ہاتھ سے نو تلواریں رومیوں کو کاٹتے ہوئے ٹوٹ گئیں

☆...... جنگ موتہ میں حضرت جعفر طیارؓ اس بہادری سے لڑے کہ ان کے جسم پر تلوار' تیر اور نیزے وغیرہ کے نوے زخم لگے جو سب کے سب سامنے کی طرف تھے

☆...... نبیؐ نے لشکر کے امیر کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا' بدعہدی نہ کرنا' خیانت نہ کرنا' کسی بچے' عورت اور عمر رسیدہ بوڑھے اور گرجے میں بیٹھے تارک الدنیا کو قتل نہ کرنا اور کوئی درخت تک نہ کاٹنا

بھی جمع ہو گئے ہیں۔ کل دولاکھ کی فوج جمع ہے۔

اس اطلاع کے ملنے پر صحابہؓ نے معان میں ہی مشورہ کیا کہ اس صورت حال میں کیا کیا جائے۔ اس لئے کہ ایسی صورت حال سے مسلمانوں کو واسطہ پڑا تھا جس کے لئے وہ ذہنی طور پر تیار نہیں تھے۔ اب ان کے سامنے یہ مسئلہ تھا کہ آیا تین ہزار کا لشکر دولاکھ کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے لشکر سے ٹکرا جائے یا کیا کرے؟ کچھ کا خیال تھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو لکھ کر دشمن کی تعداد کی اطلاع کر دیں' اس کے بعد یا تو مزید کمک آجائے گی یا کوئی اور حکم ملے گا۔

لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اس رائے کی مخالفت کی اور یہ کہہ کر لوگوں کو گرمایا کہ لوگو! اللہ کی قسم! جس چیز سے آپ کترا رہے ہیں' یہ تو وہی شہادت ہے جس کی طلب میں آپ نکلے ہیں۔ یاد رہے دشمن سے ہماری لڑائی تعداد' قوت اور کثرت کے بل پر نہیں ہے بلکہ ہم محض اس دین کے بل پر لڑتے ہیں جس سے اللہ نے ہمیں مشرف کیا ہے' اس لئے چلئے آگے بڑھئے! ہمیں دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی حاصل ہو کر رہے گی یا تو ہم غالب آئیں گے یا شہادت سے سرفراز ہوں گے' بالآخر یہی بات طے ہو گئی۔

پیش قدمی

اسلامی لشکر نے معان میں دو راتیں گزارنے کے بعد دشمن کی جانب پیش قدمی کی اور مشارف نامی بستی میں ہرقل کی فوج سے آمنا سامنا ہوا۔ اس کے بعد دشمن مزید قریب آگیا اور مسلمانوں نے موتہ میں پڑاؤ کیا۔ جنگی ترتیب قائم کی' میمنہ پر قطبہ بن قتادہ عذری اور میسرہ پر عبادہ بن مالک انصاریؓ مقرر ہوئے۔

اب موتہ میں ہر دونوں لشکر ٹکرانے کے لئے آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ دنیا حیران و سرگراں ہے کہ ایک طرف صرف تین ہزار اور دوسری طرف دولاکھ کا لشکر جرار' تمام تر جنگی امور کے ماہرین اسے کونسی نسبت دیں گے یا اسے کس تناسب کی جنگ قرار دیں گے لیکن یہ مقابلہ تعداد اور قوت کا نہیں بلکہ ایمان ویقین رکھنے والے توحید باری سے سرشار' جنت کے متلاشی' رضائے خالق دو جہاں کے آرزومند محمد رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ دنیا کی اس وقت کی سپر پاور سے ٹکرانے کے لئے اس کے سامنے صف بستہ ہو چکے ہیں۔ زید بن حارثہؓ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے منہ بولے بیٹے اور چہیتے' محمد رسول اللہ ﷺ کا باندھا ہوا پرچم لے کر میدان قتال مین اترتے ہیں اور انکی امارت میں اسلامی شاہین اور شاہباز دشمن کے طوفانی لشکر میں گھس جاتے ہیں اور بہادری کے وہ کارنامے اور مثالیں رقم کرتے ہیں کہ دنیا آج تک ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لمحوں میں ہی برج الٹنا شروع ہو جاتے ہیں' آگ اور خون کا یہ معرکہ موتہ کی سرزمین پر لڑا جا رہا ہے اور خالق کائنات آسمان سے اس کا نظارہ کر رہے ہیں۔ دشمن کی صفوں کو الٹایا جا رہا ہے' یہی منظر جاری ہے کہ سپہ سالار لشکر دشمن کے نیزوں میں گھ جاتے ہیں اور جام شہادت نوش فرما جاتے ہیں۔

پھر حکم پیغمبر ﷺ کے مطابق آپ ﷺ کے چچا زاد حضرت جعفرؓ لپک کر پرچم اٹھاتے ہیں اس لئے کہ یہ پرچم تو کائنات کے امام کے ہاتھوں سے دیا گیا پرچم ہے' اس کی لاج صرف اس کے ماننے والے ہی رکھتے ہیں۔ ان کے پرچم اٹھاتے ہی ایک مرتبہ پھر لڑائی شباب پر پہنچتی ہے۔ یہ اپنے سرخ وسیاہ گھوڑے کی پشت پر سوار دشمن کے سینوں کو چیرتے جاتے ہیں۔ کچھ رکاوٹ محسوس کرتے ہیں تو گھوڑے سے کود کر پیدل معرکہ آرائی شروع کرتے ہیں' حتی کہ ان کا دایاں ہاتھ کٹ جاتا ہے تو یہ پرچم بائیں ہاتھ میں تھام لیتے ہیں۔ بایاں ہاتھ بھی کٹ جاتا ہے تو بچے ہوئے دونوں ہاتھوں کی مدد سے جھنڈا اپنی آغوش میں لے کر اسے اس وقت تک بلند رکھتے ہیں جب تک کہ ان کی گردن تن سے جدا نہیں ہو جاتی۔ اللہ رب العزت کو یہ ادا اتنی پسند آتی ہے کہ اسے جنت میں ایسے دو باز و عطا کرتے ہیں جن کے ذریعے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں اور انہیں دنیا میں جعفر طیار یا ذوالجناحین کا لقب عطا ہوتا ہے اور کیوں نہ ہوتا کہ ابن عمرؓ کی بیان کردہ روایت جو صحیح بخاری میں ہے کہ ہم نے ان کے جسم پر تلوار' تیر اور نیزے وغیرہ کے نوے زخم شمار کئے جو سارے کے سارے سامنے کی طرف ہی تھے۔

اسی دوران عبداللہ بن رواحہؓ امام کائنات ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق لشکر کی قیادت سنبھالتے ہوئے پرچم تھامتے ہیں اور یہ بھی اسی آن اور شان سے رزم گاہ حق و باطل میں اترتے ہیں۔ ان کا چچیرا بھائی ایک گوشت لگی ہوئی ہڈی لے کر آگے بڑھتا ہے اور انہیں دیتا ہے کہ اس سے توانائی حاصل کرو تو وہ صرف ایک دفعہ اسے نوچتے ہیں اور پھر اسے چھوڑ کر تلوار تھامتے ہیں اور میدان کارزار میں جام شہادت نوش فرماتے ہیں۔

اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار

ابن رواحہؓ کی شہادت کے ساتھ ہی پرچم پہلے ثابت بن ارقم اٹھاتے ہیں اور پھر صحابہؓ کے از خود انتخاب پر یہ پرچم حضرت خالد بن ولیدؓ تھامتے ہیں اس لئے کہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا تھا کہ ابن رواحہؓ کی شہادت کے بعد جسے چاہو پرچم دے دینا۔

پرچم میدان موتہ میں خالد بن ولیدؓ سنبھالتے ہیں اور آقائے نامدار ﷺ امام المجاہدین مدینہ منورہ میں اپنے جرنیلوں کی شہادت کی خبر دیتے ہوئے آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ ان کی شہادت کے بعد پرچم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے تھام لیا ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں لشکر اسلام

باقی صفحہ 62 پر



تبصرہ کے لئے تین کتابوں کا آنا ضروری ہے

وردالخطباء

شیخ الحدیث مولانا محمد اسلم گھلوی حفظہ اللہ ایک جید عالم وخطیب ہیں جن کی پوری زندگی قال اللہ وقال رسول اللہ ﷺ میں ہی بیت رہی ہے۔ اب الحمد للہ وہ تصنیف و تالیف کے میدان میں اپنے قلم سے دین کا علم بلند کر رہے ہیں۔ ہم نے ان کی ایک تصنیف لطیف ''وردالخطباء'' کو کئی ایک مقامات سے مطالعہ کیا ہے۔ کتاب معلومات کا خزینہ ہے اور خطباء کے لئے ایسی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے جس میں ایک تجربہ کار عالم اپنے تجربات کو حکمت ودانائی کے ساتھ سپرد قلم کرتا ہے تاکہ ابلاغ میں پختگی وترقی کا سبب بن سکے۔ کتاب میں پینتیس موضوعات ہیں جو نہایت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ چند ایک موضوعات ملاحظہ ہوں۔ اہمیت علم' اسماء القرآن' تمام مخلوق مواحد ہیں' مرضی کی توحید غیر مسلم بھی مانتے ہیں' انبیاء کا اولین فریضہ' وحدہ لاشریک شرک سے منع کرتا ہے' اقسام قلوب' قلب سلیم کی تشریح' ناسخ ومنسوخ وغیرھم۔

پروفنگ کی اغلاط البتہ اس میں ہیں' قیمت بھی زیادہ ہے۔ دارالکتب السلفیہ کی شائع کردہ یہ خوبصورت علمی دستاویز' 360 صفحات' مضبوط جلد اور خوبصورت دلائل سے مرصع ہے' علم میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے گرانقدر تحفہ ہے اور اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون 03334334804 سے 300 روپے میں دستیاب ہے۔

باقی صفحہ 62 پر

بقیہ جهاد فی سبیل الله میں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ (سورہ محمد 31)

مجاہدین جو اسلام اور پوری امت مسلمہ کا دفاع کر رہے ہیں' ہمیں چاہئے کہ ہم ان کا ہر طرح سے دفاع کریں۔ آج کفار اور ان کے استعماری لوگ مجاہدین کو بدنام کرنے کیلئے نہایت سنگین اور بے بنیاد گمراہ کن خبریں اور حربے استعمال کر رہے ہیں تو ایسے میں مجاہدین کے پشتیبان بننا اور ان کے حمایتی اور محافظ بن کر کھڑے ہونا از حد ضروری ہے۔ جہاں بھی مجاہدین کے خلاف ہرزہ سرائی یا انگشت نمائی ہو رہی ہے' وہاں ان کے حق اور دفاع میں ضرور بولیں یا پھر کم از کم خاموش رہیں۔ بعض اوقات ہم بھی مغرب کی میڈیا وار کا حصہ بن کر ایسے جملے بول دیتے ہیں جن سے مجاہدین کی بجائے کفار کی حمایت ہوتی ہے لہٰذا ہم کو محتاط الفاظ اور رویہ سے مجاہدین کو فائدہ ہی پہنچانا چاہئے۔

آٹھواں طریقہ = مجاہدین کی حوصلہ افزائی

نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی یہ سنت مبارکہ تھی کہ وہ مجاہدین کے لشکر کو روانہ کرنے کے لئے بستی سے باہر پیدل چل کر آتے۔ اس طرح وہ مجاہدین کی حوصلہ افزائی فرماتے چنانچہ ہمیں بھی چاہئے کہ مجاہدین کی ہر ممکنہ ہمت بندھائیں اور حوصلہ افزائی کریں۔ علماء مجاہدین کے حق میں فتاوی جات جاری کریں' مساجد میں ان کی فتح ونصرت اور کامیابی کے لئے دعائیں کریں اور عامۃ الناس مجاہدین کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ اس سے مجاہدین کو حوصلہ ملتا ہے اور ان کے قدم مضبوط ہوتے ہیں۔

نواں طریقہ = عسکری تربیت لینا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ (الانفال 60)

اور ان کفار کیلئے تیاری کرو پوری قوت کے ساتھ اور بہترین سواریوں کے ساتھ

اس آیت کے ضمن میں حدیث مبارکہ ہے۔ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ (مسلم)

خبردار بے شک قوت نشانہ بازی میں ہے۔

آج الحمد للہ جہادی تربیت گاہیں موجود ہیں۔ اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے معسکرات میں جا کر ضرور جہادی تربیت حاصل کریں۔

دسواں طریقہ = مجاہدین کو پناہ دینا اور ان کی حفاظت کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آوَوْا وَنَصَرُوْا أُولٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (الانفال 72)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے اموال اور جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے ان کو پناہ دی اور مدد کی' یہی لوگ ہیں جو آپس میں رفیق ہیں۔

گیارھواں طریقہ = جہاد میں مددو معاون آلات وفنون میں مہارت حاصل کرنا

ہم مسلمان ہیں ہمیں کفار کا مقابلہ ہر میدان میں کرنا ہے ہم کو جو کچھ بھی پڑھنا' سیکھنا اور کرنا ہے' محض اس لئے کہ اسلام کی خدمت کر سکیں۔ اس جذبہ اور ولولہ کے ساتھ جدید ٹیکنالوجی میں ہمیں وہ کچھ سیکھنا چاہئے جن کی اسلام اور جہاد کو ضرورت ہے۔ مثلاً اسلحہ' الیکٹرونکس' کیمیکل' انٹرنیٹ اور ملٹی میڈیا وغیرہ۔

قارئین کرام: خوف طوالت کے پیش نظر جہاد میں شرکت کے بہت سے طریقے نظر انداز کئے البتہ اس تفصیل کے بعد عرض یہ ہے کہ کفار سے جہاد ایک بہت وسیع عمل ہے۔ جب تک نظام امارت کے تحت قوم کے تمام طبقات اس میں شامل نہ ہوں' یہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگرچہ اس میں سب سے نمایاں وہ مجاہدین ہوتے ہیں جو میدان جنگ میں دشمن سے برسرپیکار ہوتے ہیں اور یقیناً ان کا رتبہ بھی دوسرے لوگوں سے بہت زیادہ ہوتا ہے مگر یہ سمجھ لینا کہ دشمن سے صرف یہی لڑ رہے ہیں اور دوسرے لوگوں کا اس لڑائی میں کوئی حصہ نہیں' درست نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دشمن کے سامنے صف آراء مجاہدین کیلئے اسلحہ تیار کرنا' ان کو اسلحہ دینا' ان کو خوراک اور دوسری ضروریات بہم پہنچانا اور ان کے گھروں کی حفاظت اور کفالت کرنا وغیرہ' یہ سب لڑائی کے عمل کا حصہ ہے۔ اسی طرح دشمن سے مقابلے کی نیت رکھنا' اس مقصد کے لئے ہر وقت تیار رہنا' دوسروں کو جہاد پر آمادہ کرنا' اسلحہ کی تربیت حاصل کرنا اور لوگوں کو اسلحہ کی تربیت دینا جہاد وقتال کی عمارت کے بنیادی پتھر ہیں۔

پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ

فی سبیل اللہ:

صدقات و زکوٰۃ کا ساتواں مصرف جہاد فی سبیل اللہ ہے، جس سے جہاد کی جملہ ضرورتوں کو پورا کیا جا سکتا ہے، اسلحہ خریدا جا سکتا ہے، زیر تربیت عسکری مجاہدین کی خوراک، لباس، علاج معالجہ، سفر خرچ، گاڑیوں کی خریداری، دیکھ بھال اور مرمت وغیرہ پر زکوٰۃ کو خرچ کیا جا سکتا ہے۔ یاد رکھیں! زکوٰۃ وصدقات کی یہ مد اللہ تعالیٰ نے اپنے ان خاص مجاہد بندوں کے لیے مقرر کی ہے جو اللہ کے دشمن یعنی کفار سے مصروف جہاد وقتال ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مالدار مجاہدین پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے، جیسا کہ بخاری شریف کے درج ذیل صحابی کے عمل سے معلوم ہوتا ہے:

مجاہد نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ میں جہاد میں شرکت کے لیے جانا چاہتا ہوں، ابن عمرؓ خوش ہو کر کہنے لگے کہ پھر میں کچھ رقم سے تیری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں تو خود مالدار ہوں۔ ابن عمرؓ نے کہا: بھائی! اگر مالدار ہے تو اپنے لیے ہے، میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ جہاد میں میرا مال خرچ ہو جائے۔

[بخاری، تعلیقًا، کتاب الجهاد والسير، باب الجعائل و الحملان في سبيل الله، قبل الحديث : ٢٩٧٠]

فی سبیل اللہ کے مفہوم میں تجاوز:

بعض لوگ ''فی سبیل اللہ'' کے مفہوم میں تجاوز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے نیکی کا ہر کام مراد ہے اور اس مد میں سے ہر اس کام کے لیے اخراجات جائز ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیے جائیں مگر یہ استدلال یہاں درست نہیں، صاحب معارف القرآن لکھتے ہیں:

''جو لوگ رسول کریم ﷺ کی تفسیر و بیان اور ائمہ تفسیر کے ارشادات سے قطع نظر لفظی ترجمہ کے ذریعے قرآن سمجھنا چاہتے ہیں یہاں ان کو یہ مغالطہ لگا ہے کہ لفظ ''فی سبیل اللہ'' دیکھ کر زکوٰۃ کے مصارف میں ان تمام کاموں کو داخل کر دیا جو کسی حیثیت سے نیکی یا عبادت ہیں۔ مساجد، مدارس، شفا خانے، مسافر خانے وغیرہ کی تعمیر کنویں، پل، سڑکیں بنانا اور ان رفاہی اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں اور تمام دفتری ضروریات ان سب کو انھوں نے فی سبیل اللہ میں داخل کر کے مصرف زکوٰۃ قرار دیا ہے جو سراسر غلط اور اجماع امت کے خلاف ہے......''

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

''ائمہ اربعہ اور فقہائے امت میں سے یہ کسی نے نہیں کہا کہ رفاہ عامہ کے اداروں اور مساجد و مدارس کی تعمیر اور ان کی جملہ ضروریات مصارف زکوٰۃ میں داخل ہیں بلکہ اس کے خلاف اس کی تصریحات فرمائی ہیں کہ مال زکوٰۃ ان چیزوں میں صرف کرنا جائز نہیں۔ اگر زکوٰۃ کے مسئلہ میں اتنا عموم ہوتا کہ تمام



طاعات وعبادات اور ہر قسم کی نیکی پر خرچ کرنا اس میں داخل ہوتو پھر قرآن میں ان آٹھ مصرفوں کا بیان کیونکر ہوتا اور نبی ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''اللہ تعالیٰ نے مصارف صدقات متعین کرنے کا کام نبی ﷺ کے بھی سپرد نہیں کیا بلکہ خود ہی اس کے آٹھ مصرف متعین فرما دیے۔''

معلوم ہوا کہ فی سبیل اللہ کے لغوی ترجمہ سے ناواقف کو جو عموم سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے بلکہ مراد وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بیان اور صحابہ کرام اور تابعین کی تصریحات سے ثابت ہے۔

[معارف القرآن جلد ٤ تفسیر سورة توبه آیت: ٦٠]

قرآن میں فی سبیل اللہ سے کیا مراد ہے؟

قرآن کریم کے مختلف مقامات پر ''فی سبیل اللہ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان میں سے چند مقامات پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد اور اسلام ہے:

﴿ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ [الحديد: ١٠]

''مسلمانو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ نہیں کرتے؟ حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے، جن لوگوں نے فتح (مکہ) کے بعد (جہاد میں مال) خرچ کیا اور (خود عملاً) جہاد کیا وہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنھوں نے فتح سے پہلے (جہاد میں مال) خرچ کیا اور جہاد کیا، یہی لوگ درجہ میں زیادہ (بلند) ہیں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [البقرة: ٢٦١]

''جو لوگ اپنا مال فی سبیل اللہ خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر (اجر) عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے۔''

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں جہاد کے گھوڑے پالنے، ہتھیار خریدنے اور حج کرنے کرانے میں خرچ کرتے ہیں۔

ایک جگہ فرمایا:

﴿ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ [البقرة: ١٩٥]

''اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کا رویہ اپناؤ، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

یہ آیت جہاد ہی میں مال خرچ کرنے کی دلیل ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے، سیدنا ابوایوب ؓ بیان کرتے ہیں:

''یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا کر دی اور اس کے مددگار بہت ہو گئے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو کر مشورہ کیا کہ بلا شبہ ہمارے اموال (جہاد میں) خرچ ہو گئے اور اب تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت دے دی ہے اور اس کے مددگار زیادہ پیدا کر دیے ہیں تو اب ہم اپنے اموال سنبھالیں اور جو کچھ خرچ ہو چکا اس کی تلافی شروع کر دیں، ہمارے مشورے کے فوراً بعد ہی اللہ تعالیٰ نے

یہ آیت نازل فرمائی اور جو کچھ ہم نے آپس میں کہا تھا اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: فی سبیل اللہ مال خرچ کرتے رہو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ یہاں ہلاکت سے مراد جہاد چھوڑ کر مال کی نگرانی اور اس کے حصول کی کوشش کرنا ہے۔''

[سنن الترمذی، کتاب التفسیر (باب) و من سورۃ البقرۃ : ٢٩٧٢ و صححه]

سورہ انفال میں فرمایا:

﴿ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴾ [الأنفال : ٦٠]

''اور تم فی سبیل اللہ جو کچھ بھی خرچ کرو گے تمھیں اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا تمھارے ساتھ کچھ بے انصافی نہ ہوگی۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد میں بے دھڑک مال خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے وعدہ فرمایا ہے کہ تم جتنا مال راہ جہاد میں لگاؤ گے اس کا پورا پورا بدلہ پاؤ گے، ایک کے بدلے ایک سو سے لے کر سات سو گنا تک اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سے بھی کئی گنا بڑھا کر تمھیں دنیا ہی میں تمھارا مال واپس دے دے اور آخرت میں اس کا بدلہ جنت کی صورت میں عطا فرمائے: ﴿ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ﴾ سے مراد اسلام ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴾

[التوبة: ٣٤]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بے شک بہت سے عالم اور درویش لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دے۔''

مسافر:

زکوٰۃ کا آٹھواں مصرف ''ابن السبیل'' ہے۔ عربی محاورہ کی رو سے اس کا اطلاق مسافر پر ہوتا ہے اور زکوٰۃ کی رقم کا حقدار صرف غریب مسافر ہی نہیں بلکہ غنی اور دولت مند شخص بھی اگر دوران سفر زاد راہ اور دیگر سفری ضروریات کا محتاج ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جانی چاہیے تا کہ وہ باوقار طور پر اپنی منزل تک پہنچ سکے۔

زکوٰۃ کی رقم سے حج:

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ سے گردن آزاد کرا سکتا ہے اور حج بھی کرا سکتا ہے۔

امام حسن بصری فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اپنے باپ کو زکوٰۃ کی رقم سے آزاد کرائے تو یہ جائز ہے نیز زکوٰۃ کا مال مجاہدین اور اس شخص کو بھی دے سکتا ہے جس نے حج نہ کیا ہو پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ ﴾

[بخاری، تعلیقا، کتاب الزکوۃ باب قول الله تعالیٰ وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله فوق الحدیث : ١٤٦٨]

جہاد میں آٹھوں مصارف موجود ہیں:

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف مقرر کیے ہیں اور ہمارے مشاہدے کے مطابق موجودہ حالات میں یہ سب کے سب جہاد میں موجود ہیں، چونکہ جہاد میں بڑی وسعت ہے، اس لیے ان آٹھوں مصارف کے مستحق اور صحیح حقدار مجاہدین فی سبیل اللہ بھی ہیں۔

فقراء: مجاہدین کی صفوں میں بڑی تعداد میں غریب و تنگدست فقراء موجود ہیں۔

مسکین: کفار سے لڑنے والے مال دار مجاہدین کے شانہ بشانہ راہ حق میں قربانیاں پیش کرنے والے مساکین بھی بڑی تعداد میں شریک جہاد ہیں۔

عاملین: صدقات و زکوٰۃ کو جمع کرنے والے مجاہدین کی حقیقی ضرورتوں کو پورا کرنے اور کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے کچھ لوگ دن رات ایک کیے ہوئے ہیں اور جب امیر کی طرف سے اجازت مل جائے تو ان میں سے بہت سے غازی عملی جہاد کے لیے محاذوں کی طرف نکل جاتے ہیں۔

تالیف قلوب: زکوٰۃ کی اس مد سے

کفار کے دل جیتے جاتے ہیں۔ مناسب اعانت کے بعد دشمن فوج کی جاسوسی اور دیگر کئی اہم مقاصد کے لیے انہی کافروں سے کام لیا جاتا ہے۔ محاذوں پر مجاہدین کو اسلحہ کی قلت کا سامنا ہو، خوراک کی فراہمی جنگلوں تک مطلوب ہو تو روپے پیسے سے ان کافروں کے دلوں کو نرم کر کے تمام عسکری اور دیگر ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی اسی مد سے کافر فوجوں کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے اور حالات سے آگاہ رہنے کے لیے انہی کافروں سے کام لیا جاتا ہے۔

گردنوں کی آزادی: مجاہد قیدیوں کی رہائی اور کفار کی غلامی سے نجات کا مرحلہ ہو تو بھی اس مد کو استعمال کیا جاتا ہے...... مجاہدین کی بڑی تعداد کفار کی مختلف جیلوں میں بند اذیت ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

جیلوں میں بند ان مجاہدین تک پیغام رسانی، خط کتابت کے تبادلے...... تازہ ترین معلومات بہم پہنچانے اور اس قسم کی بہت سی دیگر ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے انہی کافروں سے کام لیا جاتا ہے۔ بدنام زمانہ امریکی عقوبت خانوں، گوانتانا موبے، ابوغریب اور پل چرخی کے قید خانوں کے علاوہ دلی اور سری نگر کی بند کوٹھڑیوں کے اندر ہونے والے لرزہ خیز مظالم کی داستانیں دنیا تک پہنچانے کے لیے اکثر و بیشتر ایسے ہی کافر ہیں جن کی جیب میں مؤلفۃ القلوب کی مد کام کر رہی ہوتی ہے۔ اس مد کے مجاہدین کیوں مستحق ہیں، تفصیلات جاننے کے لیے ہندوستانی جیلوں میں بارہ سالہ طویل اذیتیں برداشت کرنے والے غازی افتخار حیدر نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کو پڑھنے کی ضرورت ہے گوانتا نا موبے سے رہائی حاصل کرنے والوں کی زبانی اذیت ناک حالات کا مطالعہ کرنا آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ ان مجاہدین کی رہائی اور گردنوں کی آزادی کے لیے ﴿ وَفِی الرِّقَابِ ﴾ کی مد کے مستحق بھی مجاہدین ہی ہیں۔

مقروض: مجاہدین کی بڑی تعداد عسکری تربیت مکمل کرنے کے بعد محاذوں تک پہنچنے میں اس لیے ناکام رہتی ہے کہ ان کے ذمہ قرض ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

''اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہونا قرض کے علاوہ ہر چیز کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

[مسلم، كتاب الإمارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه إلا الدين : ۱۸۸۶]

ایسے مقروض مجاہد اپنے قرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے کاروبار میں لگ جاتے ہیں اور بعض اوقات ایسے پھنستے ہیں کہ پھر...... جہاد کے لیے نکلنا ان کے لیے مشکل ہو جاتا ہے اس لیے زکوٰۃ کی رقم سے ان مقروض غازیوں کے قرض اتارے جائیں تا کہ وہ کلمۃ اللہ کے لیے یکسو ہو کر کافروں سے مصروف جہاد ہو سکیں۔

فی سبیل اللہ: صدقات و زکوۃ کی یہ مد تو ہے ہی جہاد کے لیے۔

مسافر: مجاہد تو ہوتا ہی مسافر ہے، وہ دنیا کے حصول کے لیے نہیں بلکہ غلبہ دین کے لیے گھر چھوڑتا ہے۔ بیوی کی محبت قربان کرتا ہے...... اولاد کے پیار کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کے لیے مقتل کی طرف بڑھتا ہے...... بکھرے بالوں، گرد آلود جسم اور خاک آلود قدموں والے اس مسافر کو اللہ تعالیٰ صدقات کا حق دار قرار دیتا ہے خواہ وہ مالدار اور دولت مند ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ کے لئے مال پیش کرنے والے کیلئے

دعا

"بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِىْ اَهْلِكَ وَ مَالِكَ" (بخاری:۳۷۸۰)

''اللہ تمھارے لیے تمھارے اہل اور مال میں برکت کرے۔''

اس شخص کے لیے دعا جو کہے ''اللہ تجھ میں برکت کرے'':

"وَفِيْكَ بَارَكَ اللّٰهُ" (ابن السنی، ص: ۱۳۸، ح: ۲۷۸)

''اور تجھے بھی اللہ تعالیٰ برکت کرے۔''



اصلاح الدور
مفتی محمد سعید

تفسیر سورۃ النور

گھروں کی روشنی

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ، لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْکٌ مُّبِیْنٌ لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْکٰذِبُوْنَ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّکُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِکُمْ مَّا لَیْسَ لَکُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ، وَ لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَکَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ یَعِظُکُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ اَبَدًا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (سورۃ النور آیات نمبر 11 تا 20)

ترجمہ: ”بے شک وہ لوگ جو بہتان لے کر آئے ہیں وہ تمہی سے ایک گروہ ہیں، اسے اپنے لیے برا مت سمجھو بلکہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ ان میں سے ہر آدمی کے لیے گناہ میں سے وہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں سے جو اس کے بڑے حصے کا ذمہ دار بنا اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ کیوں نہ جب تم نے اسے سنا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے نفسوں میں اچھا گمان کیا اور کہا کہ یہ تو صریح بہتان ہے۔ وہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے، تو جب وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ کے نزدیک وہی سراسر جھوٹے ہیں۔ اور اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو اس بات کی وجہ سے کہ تم اس میں مشغول ہوئے تم پر بہت بڑا عذاب پہنچتا۔ جب تم اسے ایک دوسرے سے اپنی زبانوں کے ساتھ لے رہے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہہ رہے تھے جس کا تمہیں کچھ علم نہیں اور تم اسے معمولی سمجھتے تھے حالانکہ وہ اللہ کے ہاں بہت بڑی تھی۔ اور کیوں نہ جب تم نے اسے سنا تو کہا ہمارا حق نہیں ہے کہ ہم اس کے ساتھ کلام کریں، تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے اس سے کہ دوبارہ کبھی ایسا کام کرو اگر تم مومن ہو اور اللہ تمہارے لیے آیات کو کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا کمال حکمت والا ہے بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں بے حیائی پھیلے جو ایمان لائے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ یقیناً اللہ بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے (تو تہمت لگانے والوں پر فوراً عذاب آجاتا)

مفردات

لَا تَحْسَبُوْا — جمع مذکر مخاطب فعل نہی حاضر معلوم۔ از باب حَسِبَ یَحْسَبُ صحیح از ہفت اقسام۔ تم مت سمجھو

اِکْتَسَبَ — واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم۔ از باب افتعال صحیح از ہفت اقسام۔ اس نے کمایا۔

ظَنَّ — واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم۔ از باب نَصَرَ یَنْصُرُ مضاعف از ہفت اقسام۔ اس نے گمان کیا۔

اَفَضْتُمْ — جمع مذکر مخاطب فعل ماضی معلوم ۔ از باب افعال اجوف از ہفت اقسام۔ تم مشغول ہوئے۔

تشیع — واحد مونث غائب فعل مضارع معلوم۔ از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ اجوف از ہفت اقسام۔ وہ پھیلتی ہے یا پھیلے گی۔

مندرجہ بالا دس آیات قرآنیہ میں جہانوں کے رب نے روئے زمین کے عظیم ترین انسان محمد رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگنے والے خوفناک اور کردار کش بہتان کے نتیجے میں ان کی طہارت و پاکدامنی کا شاندار تذکرہ کیا ہے۔ کیونکہ یہ من گھڑت بات بہر حال ایک ایسے گھرانے کے خلاف تھی جسے رہتی دنیا تک کے لیے نمونہ بنایا گیا ہے۔ یہ خود ساختہ واقعہ ایک ایسی عورت کے خلاف تھا جو یارِ غار صدیق اکبر کی لخت جگر تھیں اور انہیں مومنوں کی ماں قرار دیا گیا۔

یہ الفاظ تنبیہ وتوبیخ کے لیے بولے جاتے ہیں سخت سرزنش کا مفہوم رکھتے ہیں ۔ اس میں دراصل اہل ایمان کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ بستر محمدی کی داغداری کی باتیں ہوتی رہیں اور تم یونہی غیر جانبدار بن کر اس ساری بکواس کو سنتے رہے۔ حتی کہ منافقین نے سازشوں کے طوفان کھڑے کر دیئے اور تمہارے درمیان عصبیت جاگ اٹھی اور اوس وخزرج کے لوگ باہمی لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔

بہر حال یہ تو رب نے فضل فرمایا قرآن اتارا، معاملہ نکھارا، خاندان نبوت کو سرخرو ٹھہرایا، بغلیں بجانے والوں کو دھمکایا، سازشیوں کو بھگایا، اور تہمت لگانے والوں کو درّہ لگوایا، آئندہ کے لیے نشان عبرت بنایا، مستقبل میں اسی

مرتبہ ایک لڑائی سے قبل آپ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا، اس میں میرا نام نکل آیا، سو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلی گئی، اس وقت پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا، چنانچہ مجھے ایک ''ہودج'' میں بٹھا کر اونٹ پر چڑھا دیا جاتا اور اسی طرح اتار لیا جاتا تھا، بہر حال ہم اسی طرح سفر کرتے رہے۔ جب اس جہاد سے لوٹے اور ہم مدینہ کے نزدیک پہنچے تو ایک رات آپ نے کوچ کے لیے اعلان کرایا ، سو جب کوچ کے لیے پکارا گیا تو میں بھی اٹھی اور قضائے حاجت کے لیے چلی گئی اور لشکر سے دور نکل گئی، جب

انہیں دنیا وآخرت میں رسول معظم کی زوجہ ہونے کا اعزاز بخشا گیا، انہیں کائنات بھر کی تمام عورتوں پر فضیلت عنایت کی گئی رسول پاک ﷺ ان کی گود میں سر رکھے ہوتے اسی کیفیت میں جبرائیل وحی لے کر نازل ہو جاتے، اور انہیں بھی سلام کہتے۔

انہیں دنیا وآخرت میں رسول معظم کی زوجہ ہونے کا اعزاز بخشا گیا، انہیں کائنات بھر کی تمام عورتوں پر فضیلت عنایت کی گئی، رسول پاک ﷺ ان کی گود میں سر رکھے ہوتے اسی کیفیت میں جبرائیل وحی لے کر نازل ہو جاتے، اور انہیں بھی سلام کہتے۔

شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس معاملے پر اس قدر گرفت کی ہے جسے ہم قرآنی کلام سے آسانی تکلم سے رب العزۃ کے لب ولہجہ کی شدت وسختی سے سمجھ سکتے ہیں۔ ان دس آیات میں پانچ مرتبہ خالق ارض وسماء نے ''لولا'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ''کہ تم نے ایسا کیوں نہ کیا اور یوں کیوں نہ ہوا''۔

طرح کی خرابی کرنے والوں کو وعظ سنایا، اور سیدھا راستہ دکھایا۔ اللہ پاک ہم سب کو اس پر چلنے کی توفیق بخشیں۔ آمین

محترم قارئین! یہ ''واقعہ افک'' کیا ہے اور اس کے اسباق کیا ہیں آیئے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ سارا واقعہ سنتے ہیں اور پھر اس کے اسباق اور عبرتیں پڑھتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ سفر میں جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کا نام نکلتا اسے سفر میں ساتھ لے جاتے۔ حسب معمول ایک

حاجت سے فارغ ہوئی اور اپنی جگہ آئی تو اب جو میں نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا تو معلوم ہوا کہ میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے میں پھر واپس آئی اور ہار ڈھونڈنے لگی اور اسے ڈھونڈنے میں مجھے دیر ہو گئی۔ ادھر وہ لوگ آن پہنچے جو میرا ''ہودج'' اٹھایا کرتے تھے وہ سمجھے میں ''ہودج'' ہی میں بیٹھی ہوئی ہوں ، سو انہوں نے ''ہودج'' اٹھا کر میرے اونٹ پر رکھ دیا، جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ اس زمانے میں عورتیں ہلکی ہلکی ہوا کرتی تھیں۔

ذرا سا کھانا کھاتی تھیں اور موٹی وفربی نہیں ہوتی تھیں۔ اس لیے جب ''ہودج'' اٹھانے والوں نے ''ہودج'' اٹھایا تو انہوں نے اس کے ہلکا ہونے کو محسوس نہیں کیا، دوسرا میں اس وقت تھی بھی کم سن لڑکی، غرض یہ کہ انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہو گئے، جب سارا لشکر وہاں سے چلا گیا، اس وقت میرا ہار ملا، میں جو پڑاؤ کی جگہ آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہاں نہ کوئی بات کرنے والا ہے اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا، آخر کار میں اس مقام پر چلی گئی جہاں میں ٹھہری تھی۔ میں نے سوچا کہ جب قافلے والے مجھے ''ہودج'' میں نہیں پائیں گے تو یہیں ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے سو مجبوراً میں اسی جگہ بیٹھی تھی کہ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔

ایک شخص تھا صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ وہ لشکر کے پیچھے رہا کرتا تھا وہ جو میری جگہ آیا تو اس نے دیکھا کہ کوئی شخص سو رہا ہے، پھر قریب آتے ہی اس نے مجھے پہچان لیا کیونکہ پردے کا حکم اترنے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا تھا، چنانچہ اب اس نے مجھے پہچان کر ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی، میں نے فوراً چادر سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اللہ کی قسم نہ ہم دونوں نے کوئی بات کی اور نہ میں نے اس کی کوئی بات سنی سوائے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کے۔ اس کے بعد اس نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور میں اونٹ پر سوار ہو گئی اور وہ اونٹ کو آگے سے پکڑے ہوئے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم دونوں سخت گرمی کے وقت ٹھیک دوپہر کو لشکر میں پہنچے۔ اس وقت لشکر کے لوگ آرام کے لیے پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔

پھر جو لوگ تباہ ہونے والے تھے وہ تباہ ہوئے اور ان طوفان اٹھانے والوں کا سرغنہ ''عبداللہ بن ابی'' تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سفر سے مدینہ آئی تو بیمار ہو گئی اور ایک مہینے تک یہ بیماری چلتی رہی۔ ادھر لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی باتوں کا چرچا تھا، تاہم مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا ذرا سا شک اس وجہ سے تو ہوتا تھا کہ جیسی شفقت رسول اللہ ﷺ مجھ پر پہلے کرتے تھے ویسی میں نے اس بیماری میں نہیں پائی، آپ اندر آ کر سلام کرتے اور صرف یہ پوچھتے کہ تمہاری طبیعت کیسی ہے اور پھر واپس چلے جاتے۔ اس بات سے مجھے شک ہوتا لیکن طوفان کی مجھے کچھ خبر نہ تھی۔ جب میں بیماری سے ذرا صحت یاب ہوئی تو مسطحؓ کی ماں کے ساتھ ''مناصع'' کی طرف گئی وہاں ہم لوگ قضائے حاجت کے لیے جایا کرتے تھے۔

اور ہم صرف رات ہی کو قضائے حاجت کے لیے جاتے۔ اس زمانہ میں ہمارے گھروں کے ساتھ بیت الخلاء نہیں بنے تھے۔ اور ہم اگلے زمانے کے عربوں کی طرح جنگل میں قضائے حاجت کے لیے جایا کرتے تھے۔ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف ہوتی تھی۔ خیر میں اور ام مسطحؓ قضائے حاجت کے لیے نکلیں وہ ابورہم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور ان کی والدہ ''رائطہ'' صخر بن عامر کی بیٹی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں، ان کے بیٹے مسطحؓ بن اثاثہ ہیں، تو جب میں اور وہ دونوں قضائے حاجت سے فارغ ہو کر گھر کی طرف آ رہی تھیں تو اس وقت ان کا پاؤں ان کی چادر میں الجھا اور وہ گر پڑیں اور کہنے لگیں: مسطحؓ برباد ہو جائے۔ میں نے کہا تم نے بری بات کہی، مسطحؓ تو بدر کی لڑائی میں شریک تھا اور تم اس کو برا کہتی ہو۔

انہوں نے کہا: ارے کیا تم نے مسطحؓ کی بات نہیں سنی؟ میں نے کہا کیا بات؟ تو جب انہوں نے سب حالات بیان کیے تو میری بیماری اور بڑھ گئی۔

جب میں گھر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور آپ نے سلام کیا تو پوچھا: اب طبیعت کیسی ہے؟ میں نے عرض کی آپ مجھے میرے ماں باپ کے پاس جانے کی اجازت دے دیجیے میری نیت یہ تھی کہ میں ان کے پاس جا کر اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ میں اپنے ماں باپ کے پاس چلی آئی، میں نے اپنی ماں سے کہا اے اماں! یہ لوگ کیا باتیں بنا رہے ہیں؟

انہوں نے کہا: اے بیٹی! تو اتنا رنج نہ کر اللہ کی قسم ایسا اکثر ہوتا ہے کہ جب کسی خوبصورت خاتون کی سوکنیں ہوں اور شوہر اس کو چاہتا ہو تو وہ سوکنیں ایسی تدبیریں کرتی ہی رہتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ ایسی باتیں منہ سے نکال رہے ہیں کہتی ہیں کہ وہ ساری رات روتے ہوئے گزری، صبح تک نہ تو آنسو تھمے تھے اور نہ ہی نیند آئی تھی، اور صبح کو بھی میں رو رہی تھی۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے جب وحی اترنے میں دیر ہوتے دیکھی تو علی اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا ان سے پوچھا اور اپنی بیوی کو چھوڑنے کے سلسلے میں ان سے مشورہ لیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو وہی مشورہ دیا جو وہ جانتے تھے کہ وہ ایسی باتوں سے پاک ہیں۔ پھر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو ان سے کتنا خاطر خواہ تعلق ہے۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! وہ آپ کی بیوی ہیں اور ہم ان کو نیک سمجھتے ہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ پر

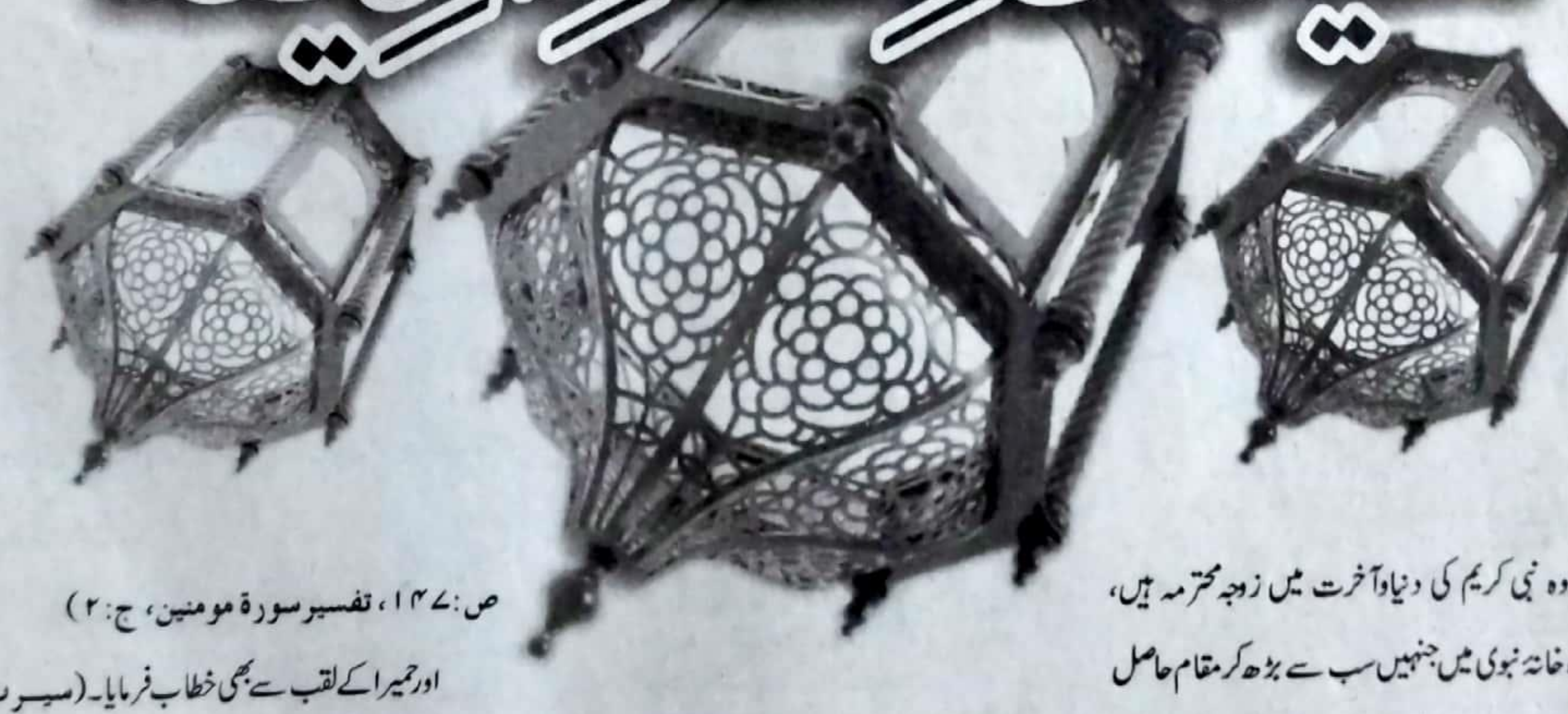
بقیہ صفحہ 46 پر

اے بیٹی! تو اتنا رنج نہ کر اللہ کی قسم ایسا اکثر ہوتا ہے کہ جب کسی خوبصورت خاتون کی سوکنیں ہوں اور شوہر اس کو چاہتا ہو تو وہ سوکنیں ایسی تدبیریں کرتی ہی رہتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ!

سیرت صحابیات
(قسط5)

سعدیہ بینش

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا



ایسی خاتون جن کے چالیس اوصاف وفضائل ایسے ہیں کہ جو کسی اور میں نہیں پائے جاتے تھے۔ ان کے حق میں قرآنی آیات نازل ہوئیں جو رہتی دنیا تک تلاوت کی جاتی رہیں گی۔ ان کی خواتین پر برتری ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی سارے کھانوں پر۔

وہ نبی کریم کی دنیاوآخرت میں زوجہ محترمہ ہیں، پاکیزہ خانہ نبوی میں جنہیں سب سے بڑھ کر مقام حاصل ہے اور جو ساری امت کی خواتین سے بڑھ کر عالم، فاضل اور فقیہہ ہیں۔

وہ روایت حفظ کی دنیا میں خاتون اول ہیں، جنہوں نے دوہزار دوسودس (۲۲۱۰) احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

جن کا گھر نزول وحی کا مرکز، علمی وروحانی فوائد کا سرچشمہ، علماء کا گہوارہ اور معرفت کا حیرت کدہ بنا ہوا تھا اور جنہوں نے نبی اکرم کے وصال کے بعد 48 سال تک دنیا کو کمال فیض سے بہرہ ور کیا اور ۵۸ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

یہ عظیم المرتبت خاتون حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ نبی اکرم کی بعثت کے چار برس بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق کا گھرانہ کفر کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں پہلا گھرانا تھا، جہاں اسلام کی نورانی شعاعیں سب سے پہلے پرتوافگن ہوئیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عائشہ ان ابتدائی مسلم شخصیات میں سے ہیں جن کے کانوں میں کبھی کفر وشرک کی آواز نہیں پڑی، اگرچہ آپ بچی تھیں۔

اس سلسلے میں خود حضرت عائشہ کا قول ہے کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا، ان کو مسلمان پایا۔ (الصحیح بخاری، ص: ۲۶۲، ج: ۱)

آپ کا نام عائشہ، لقب صدیقہ، خطاب ام المومنین، کنیت ام عبداللہ تھی۔ (ابوداؤد، ص: ۱۹۷، کتاب الادب، ج: ۲)

نبی کریم ﷺ نے بنت الصدیق بھی کہا۔ (ترمذی، ص: ۱۴۷، تفسیر سورۃ مومنین، ج: ۲) اور حمیرا کے لقب سے بھی خطاب فرمایا۔ (سیرت عائشہ، ص: ۱۱)

والد کی طرف سے آپ کا نسب کچھ یوں ہے کہ عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن مرہ بن کعب بن لوئ القرشی التیمی ابوبکر صدیق بن قحافہ یعنی خلیفۃ الرسول۔ (الاصابہ، ص: ۳۴۱، ج: ۲)

چنانچہ حضرت عمر کی شہادت کے بعد جب آپ کو دفنایا گیا تو حضرت عائشہ حجرہ مبارک میں پردہ کر کے آنے لگیں، حالانکہ شریعت میں مُردوں سے پردہ نہیں، لیکن یہ حضرت عائشہ کا تقویٰ تھا۔

والدہ کا نام زینب اور کنیت ام رومان تھی، ان کے والد کا نام عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع ابن دھمان بن الحارث بن غنم بن مالک۔ (الاصابہ، ص: ۳۵۹، تذکرۂ عائشہ، ج: ۴)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ نجیب الطرفین تھیں، جس گھرانے میں آنکھ کھولی، وہ اسلام کا گہوارہ تھا اور باپ ایسی عظیم المرتبت ہستی کہ جس کی نبی کریم کے ساتھ رفاقت کا ذکر قرآنِ حکیم نے ان نورانی الفاظ میں کیا:

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۝ (التوبۃ: ۹: ۴۰)

اور جس کے تقویٰ، طہارت اور جود وسخا کا تذکرہ اللہ نے ان الفاظ میں کیا:

وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی۝ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی۝.........الخ (اللیل: ۹۲: ۱۷ تا ۲۱)

جنہوں نے سیدہ خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت عائشہ کی والدہ ایک وفادار مثالی بیوی تھیں، وہ فہم وفراست کی مالک اور بیدار مغز خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی یعنی حضرت عائشہ کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کیا اور ایسی تربیت کی کہ امہات المؤمنین میں عزت کے مقام پر فائز ہوئیں۔

حضرت ام رومان کا پہلا نکاح عبداللہ ازدی سے ہوا، اس کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر کے نکاح میں آئیں۔

حضرت عائشہ اور حضرت عبدالرحمٰن آپ کی اولاد ہیں، حضرت عائشہ نے نبوت کے پانچویں سال ماہِ شوال میں بمطابق جولائی ۶۱۴ء میں جنم لیا۔ آپ کی ولادت کی تاریخ سے تاریخ وسیر کی عام کتابیں خاموش ہیں، چنانچہ آپ کی صحیح تاریخ ولادت کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔

آپ کی رضاعت کا فریضہ وائل کی بیوی نے سرانجام دیا، جس کی کنیت ابوالقعیس تھی۔ اس کے بھائی افلح جو کہ حضرت عائشہ کے رضاعی چچا تھے، کبھی کبھار ان سے ملنے آتے تھے اور حضرت عائشہ رسول اللہ کی اجازت سے ان کے سامنے آئیں تھیں۔ (الصحیح بخاری، ص: ۳۲۰، ج: ۱)

ان کے رضاعی بھائی بھی کبھی کبھار ان سے ملنے آتے تھے۔ (م۔ن، ص: ۳۶۱، ج: ۱)

ازواج مطہرات میں سے یہ خصوصیت صرف حضرت عائشہ کو ہی حاصل تھی کہ آپ نبی کریم کی واحد کنواری بیوی تھیں۔

آپ سے پہلے حضرت عائشہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب تھیں، لیکن جب خولہ بن حکیم نے نبی کریم سے اجازت لے کر حضرت ام رومان سے حضرت عائشہ کے رشتے کی بات کی تو حضرت ام رومان نے حضرت ابوبکر صدیق سے اس کا ذکر کیا اور چونکہ یہ وعدہ خلافی کی قسم تھی، لہٰذا ابوبکر نے کہا کہ میں جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں، لیکن خود مطعم نے اس رشتہ سے انکار کر دیا کہ اگر عائشہ ان کے گھر آئیں تو ان کا بیٹا بے دین ہوجائے گا۔

قصہ مختصر یہ کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ سے پانچ سو درہم مہر پر آپ کا نکاح کر دیا۔ یہ شوال ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے اور حضرت عائشہ چھ سال کی تھیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ''رسول اللہ نے مجھ سے شوال کے مہینے میں نکاح فرمایا اور شوال میں ہی میری رخصتی ہوئی۔ پس آپ کی کون سی بیوی مجھ سے زیادہ خوش قسمت ہوسکتی ہے۔ حضرت عائشہ کی خواہش ہوتی تھی کہ دوسری عورتوں کی شادی بھی شوال میں ہو۔'' (صحیح مسلم، ص: ۴۵۶، کتاب النکاح، ج: ۱)

شوال میں کسی زمانہ میں عرب میں طاعون کی شدید وبا آئی تھی، اسی وجہ سے عرب اس مہینہ کو نامبارک اور منحوس سمجھتے تھے اور اس میں شادی جیسی تقریبات نہیں کی جاتی تھیں۔

لیکن حضرت عائشہ کا نکاح مکہ مکرمہ میں شوال میں اور جب ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آکر رفیقۂ حیات کی حیثیت سے آپ کے ساتھ مقیم ہوئیں تو وہ بھی شوال ہی کا مہینہ تھا۔ اسی طرح عائشہ کے مبارک نکاح اور مبارک رخصتی نے عربوں کی اس توہم پرستی کا خاتمہ کر دیا۔ (طبقات ابن سعد، ص: ۴۵۶، ج: ۱)

حضرت عائشہ کے نکاح سے عرب کی جاہلیت کی ایک اور رسم بد کا بھی خاتمہ ہوا۔ وہ یہ کہ عرب لوگ اپنے منہ بولے بھائی کی بیٹی سے نکاح نہیں کرتے تھے، اسی بناء پر جب حضرت خولہ بن حکیم نے حضرت ابوبکر صدیق سے اس رشتہ کی بات کی تو انہوں نے حیرت سے کہا کہ عائشہ تو رسول اللہ کی بھتیجی ہے، کیا یہ جائز ہے؟

لیکن رسول اللہ نے فرمایا: ''انت اخ فی الاسلام۔'' ''تم تو صرف دینی بھائی ہو۔''

اور اس قسم کے بھائی سے رشتہ جائز ہے۔

حضرت عائشہ کی رخصتی نہایت سادگی، بلا کسی تکلف اور بغیر نمود ونمائش کے عمل میں آئی، حقیقت یہ ہے کہ یہ نکاح اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا۔

قبیلہ بنو اشہل کی معزز خواتین دلہن لانے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق کے گھر گئیں، مدینہ گویا حضرت عائشہ کی سسرال تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی کہ والدہ محترمہ ام رومان نے آواز

حضرت عائشہ صدیقہ بہت ذہین وفطین شخصیت کی مالک تھیں، احادیث اور سیر کی کتابوں سے اس بات کی تصدیق ملتی ہے آپ انتہائی خشوع وخضوع رکھنے والی اور نہایت قانع تھیں۔ آپ کو غلام آزاد کرنا بہت پسند تھا اور اللہ کی راہ میں بہت خرچ کرتی تھیں

دی۔ آواز سنتے ہی میں ہانپتی ہوئی دوڑی اور والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اچانک بلانے پر میری سانس پھول گئی تھی، ماں میرا ہاتھ پکڑے دروازے تک لائیں، وہاں منہ دھلا کر بال سنوار دیئے، پھر اس کمرہ میں لے گئیں جہاں انصار کی عورتیں دلہن کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ جب میں اندر داخل ہوئی تو مہمان عورتوں نے استقبال کیا اور خوش آمدید کہا: "علی الخیر والبرکة وعلی خیر طائر۔"

"تیرا آنا خیر و برکت پر ہے اور نیک فال ہے۔"

مجھے سنوارا گیا، پھر کچھ بعد نبی کریم تشریف لائے اور ایک تخت پر تشریف فرما ہوئے۔ ان عورتوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا اور اس وقت میں نو سال کی تھی۔ (صحیح بخاری، ص: ۵۵۱، ج: ۱)

اس نکاح میں کسی بھی قسم کی ضیافت کا سامان تھا، نہ ہی کوئی اور اہتمام کیا گیا تھا۔ حضرت سعد بن عبادہ کی طرف سے دودھ کا ایک پیالہ ہدیہ کے طور پر آیا تھا۔ حضرت عائشہ کی سہیلیوں میں ایک حضرت اسماء بنت یزید بھی تھیں، انہوں نے ہی حضرت عائشہ کو نبی کریم کی آغوش میں بٹھایا تھا۔

حضرت اسماء بنت یزید بیان کرتی ہیں کہ میرے ساتھ اور بھی عورتیں تھیں، لیکن خدا گواہ ہے کہ کسی ضیافت کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ صرف ایک پیالہ دودھ ہی تھا، اس میں سے نبی کریم نے تھوڑا سا دودھ نوش فرما کر پیالہ اپنی دلہن کی طرف بڑھایا۔ سیدہ عائشہ شرمانے لگیں، میں نے کہا حضور کا تبرک واپس نہ کرنا، اسے لے لو۔ چنانچہ انہوں نے شرمگیں ہاتھوں سے پیالہ پکڑ کر اسی جگہ سے دودھ پیا، جہاں سے حضور نے پیا تھا۔

نبی کریم نے ارشاد فرمایا اپنی سہیلیوں کو بھی دو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں اشتہا نہیں ہے۔ نبی کریم نے ارشاد فرمایا بھوک اور جھوٹ کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ حضرت اسماء نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم کسی چیز کے متعلق یہ کہیں کہ ہمیں اس کی خواہش نہیں ہے، جبکہ اس کی خواہش ہو تو کیا یہ بھی جھوٹ شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا آدمی کا ایک ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے۔ (مسند امام احمد، ص: ۴۳۸، ج: ۶)

حضرت عائشہ نے غزوات میں بھی حصہ لیا، احادیث سے ان کے غزوات میں شمولیت کی تصدیق ملتی ہے۔

غزوۂ احد میں شمولیت کی تصدیق صحیح بخاری کی اس حدیث سے ہوتی ہے، جس کے راوی حضرت انس ہیں۔ فرماتے ہیں "میں نے عائشہ اور ام سلیم کو دیکھا کہ وہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔" (صحیح بخاری، ص: ۵۸۱، ج: ۲)

۵ ھجری میں غزوۂ بنی مصطلق پیش آیا، اس غزوہ میں حضرت عائشہ بھی آپ کے ساتھ تھیں، واپسی میں آپ کا ہار کہیں گر گیا۔ پورے قافلے کو رکنا پڑا، نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا۔ تمام صحابہ پریشان تھے، کچھ نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ آپ کی بیٹی کی وجہ سے پورا قافلہ رکا ہے اور پانی کی پریشانی ہے۔ نبی کریم کو خبر ہوئی تو تیمم کی آیت نازل ہوئی، اس اجازت سے تمام صحابہ خوش ہوئے۔ حضرت اسید بن حضیر نے فرمایا کہ "اے آلِ ابوبکر! یہ پہلی برکت نہیں جو تمہاری وجہ سے نازل ہوئی ہو۔"

اس کے بعد جب قافلہ کی روانگی کے لیے اونٹ اٹھایا گیا تو وہیں اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔ غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر واقعۂ افک پیش آیا، احادیث اور سیر کی کتابوں نے اس واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم صفحہ نمبر: ۱۲۱۲ تا ۱۲۱۶۔ آپ کے لیے آیات برأت نازل ہوئیں، دیکھئے سورۂ نور، آیت نمبر ۱۱ تا ۲۷۔

بعض روایات کے مطابق غزوۂ بنی مصطلق کے سفر میں ہی دونوں مرتبہ ہار گم ہونے کا واقعہ پیش آیا ہے، جبکہ محقق علماء کا قول ہے کہ آیت تیمم کا نزول غزوۂ بنی مصطلق میں نہیں بلکہ اس کے بعد کسی دوسرے سفر میں پیش آیا ہے، جیسا کہ طبرانی کی روایت میں ہے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں ایک دفعہ میرا ہار گم ہوگیا، جس پر اہلِ افک نے جو کچھ کہا، اس کے بعد پھر دوسرے سفر میں رسول اللہ کے ساتھ گئی اور میرا ہار گم ہوگیا۔ اس کی تلاش میں رکنا پڑا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے مجھ سے کہا تو ہر سفر میں لوگوں کے لیے مشقت اور مصیبت بن جاتی ہے۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرمایا کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز ادا کرو۔

تیمم کی رخصت اور سہولت نازل ہونے پر حضرت ابوبکر صدیق کو بہت زیادہ مسرت ہوئی اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "انک لمبارکة۔" "تحقیق تو بلاشک بڑی مبارک ہے۔" (طبرانی کبیر، ص: ۲۱۲، حدیث: ۱۵۹، ج: ۲۳)

۹ھ میں واقعۂ تحریم، ایلاء اور تخییر پیش آیا۔ ان واقعات کی تفصیل بالترتیب دیکھئے: صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۷۲۹، صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۳۳۴ تا ۳۳۵، صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۷۸۵، ۴۷۸۶، صحیح مسلم، باب: بیان ان تخییر امراتہ لا یکون طلاقا، حدیث نمبر: ۱۴۷۵۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ کے مناقب میں سے ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ نبی کریم کی تدفین آپ ہی کے حجرہ میں ہوئی جو کہ "روضة من ریاض الجنة" ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کے لیے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی، اس لیے آپ کے بعد حضرت

ام المؤمنین حضرت عائشہ کے مناقب میں سے ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ نبی کریم کی تدفین آپ ہی کے حجرہ میں ہوئی جو کہ "روضة من ریاض الجنة" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کے لیے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی، اس لیے آپ کے بعد حضرت عائشہ نے 48 سال بیوگی کے عالم میں گزارے۔

عائشہ نے 48 سال بیوگی کے عالم میں گزارے۔ 40 سال تک آپ کے علم سے صحابہ کرام و دیگر لوگ فیض یاب ہوتے رہے۔ نبی کریم کی وفات کے دو سال بعد یعنی ۱۳ ہجری کو حضرت ابوبکر نے وفات پائی اور غار یار کا مدفن بھی حضرت عائشہ کا حجرہ ہی تھا، جہاں نبی کریم مدفون تھے اور آپ بیوہ ہونے کے دو سال بعد یتیم بھی ہوگئیں اور سایۂ شفقت سے محروم ہوگئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق خلافت کے منصب پر فائز ہوئے، آپ کا دور تاریخِ اسلام میں سب سے درخشاں اور نمایاں ہے۔ انہوں نے تمام مسلمانوں کے لیے نقد وظیفے مقرر کیے اور ازواجِ مطہرات کو بارہ بارہ ہزار درہم سالانہ وظیفہ دیا جاتا تھا۔ (کتاب الخراج، قاضی ابو یوسف، ص: ۲۵)

امام حاکم کی روایت میں ہے کہ: "دوسری ازواجِ مطہرات کو دس دس ہزار درہم اور حضرت عائشہ صدیقہ کے لیے بارہ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔

جب حضرت عمر فاروق کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو ام المؤمنین کے پاس بھیجا کہ مجھے نبی کریم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دیں، کیونکہ یہ حضرت عمر کی دیرینہ خواہش تھی کہ آپ کے پہلوئے مبارک میں دفن ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

حضرت عائشہ نے آپ کی درخواست قبول فرمائی اور فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لیے مخصوص کی تھی، لیکن عمر کے لیے ایثار کرتی ہوں۔

چنانچہ حضرت عمر کی شہادت کے بعد جب آپ کو دفنایا گیا تو حضرت عائشہ حجرہ مبارک میں پردہ کرکے آنے لگیں، حالانکہ شریعت میں مُردوں سے پردہ نہیں، لیکن یہ حضرت عائشہ کا تقویٰ تھا۔

حضرت عمر کی شہادت کے بعد خلافت کا بوجھ حضرت عثمان کے کندھوں پر آپڑا۔ یہ دور بہت کٹھن تھا، اس دور میں سبائی فرقہ وجود میں آیا، جس کا سرغنہ عبداللہ بن سبا تھا، جو کہ یہودی تھا اور بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھا۔

اس فرقے کی وجہ سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا اور خلافتِ اسلامیہ میں وہ فتنہ پیدا کیا کہ امتِ مسلمہ میں آج تک اس کی چنگاریاں سلگ رہی ہیں۔

حضرت عمر فاروق کی نسبت حضرت عثمان نرم مزاج تھے، ان کی نرمی کا ناجائزہ فائدہ اٹھایا گیا، جس کے نتیجے میں ضعیف العمر خلیفۃ الرسول حضرت عثمان کو مظلومیت کی حالت میں 40 روز گھر میں قید کر کے قرآن پڑھتے ہوئے مدینہ میں شہید کر دیا گیا۔ تب حضرت عائشہ مکہ میں تھیں، لیکن جب ان کو خبر ہوئی کہ ظالموں نے کس شقاوت سے ان کو شہید کیا ہے تو اس سے حضرت عائشہ کا دل خون ہو گیا۔ آپ کو حضرت عثمان کی شہادت کا بے حد قلق تھا، چنانچہ خلیفۂ چہارم حضرت علی کے دورِ خلافت میں چند صحابہ و دیگر مسلمانوں کا ایک گروہ مظلوم حضرت عثمان کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے اٹھا، اس جماعت میں حضرت عائشہ بھی نیک نیتی کے ساتھ شامل تھیں۔

اس جماعت کا خیال تھا کہ حضرت عثمان کے بعض قاتل حضرت علی کی پناہ میں ہیں، جبکہ حضرت علی کا قول تھا کہ جب تک قاتلوں کا علم نہیں ہوجاتا، تب تک ان پر حد نہیں لاگو کی جاسکتی۔ اسی غلط فہمی کی بناء پر جنگِ جمل جیسا افسوس ناک واقعہ پیش آیا، جس میں ایک طرف حضرت عائشہ یعنی رسول اللہ کی چہیتی بیوی اور دوسری طرف حضرت علی یعنی داماد رسول تھے۔ لوگ اسی کشمکش میں تھے کہ کس کا ساتھ دیں اور کس کو چھوڑیں، کیونکہ دونوں آلِ نبی اور محترم ہستیاں ہیں۔

اس جنگ کا نام جنگِ جمل اس لیے ہوا کہ اس جنگ میں حضرت عائشہ ایک اونٹ پر سوار تھیں اور جمل اونٹ کو کہتے ہیں تو اسی مناسبت سے اس جنگ کا نام جنگِ جمل پڑ گیا۔

بعد میں حضرت عائشہ کو ہمیشہ اس بات کا افسوس رہا کیونکہ جنگ میں دونوں طرف شدید جانی نقصان ہوا، تاہم حضرت علی غالب آگئے، انہوں نے ام المؤمنین کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ واپس بھجوا دیا۔ آپ کو جب بھی یہ جنگ یاد آتی، آپ بہت روتی تھیں۔

حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت عائشہ 18 برس زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی میں گزرا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے روضۂ نبوی میں آپ کے ساتھ دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع میں اور ازواج کے ساتھ دفن کرنا، کیونکہ مجھ سے آپ کے بعد ایک غلطی ہوئی ہے۔ (مستدرک حاکم، ص: ۸، ج: ۴)

طبقات ابنِ سعد میں ہے کہ جب وہ یہ آیت پڑھتی تھیں: "وقرن فی بیوتکن" "اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو۔"

تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہوجاتا تھا۔ (طبقات ابن سعد، ص: ۵۹، ج: ۲)

رمضان ۵۸ھ حضرت امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں حضرت عائشہ کی وفات ہوئی، وفات کے وقت آپ سڑسٹھ (۶۷) سال کی تھیں۔

وصیت کے مطابق آپ کو رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ آپ کی وفات پر اس قدر ہجوم تھا کہ رات کے وقت کبھی اتنا مجمع نہیں دیکھا گیا۔

آپ کو آپ کے بھتیجوں اور بھانجوں قاسم بن محمد بن ابوبکر، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عتیق، عبداللہ بن زبیر اور عروہ بن زبیر نے قبر میں اتارا۔ اس وقت حضرت ابو ہریرہ مدینہ کے حاکم تھے، انہوں نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

یوں حرمِ نبوت کی ایک شمع بجھ گئی۔ اس طرح علم و عرفان کا یہ مہتاب عالمِ قبر کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے

بقیہ صفحہ 61 پر

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

فاسٹ فوڈ کے مضر اثرات

عروضہ اسلم

غذا انسانی جسم کے لیے بہت ضروری ہے انسان بہتر طرز زندگی گزارنے کی خاطر پیسہ کمانے کے لیے دن بھر انتھک محنت کرتا ہے اور اس انتھک محنت اور دن بھر کی تھکان سے چھٹکارا پانے کے لیے اس کے جسم کو انرجی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ انرجی انسان خوراک کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ غذائیت سے بھرپور خوراک کو روزمرہ زندگی کا حصہ بنایا جائے۔ انرجی کے حصول اور چاک وچوبند رہنے کے لیے ضروری ہے کہ پروٹین، معدنیات، نمکیات، آئرن سے بھرپور خوراک کا استعمال کیا جائے اور ضرورت سے زیادہ کھانا نہ کھایا جائے۔ خوراک کے معاملے میں معتدل اور میانہ روی اختیار کی جائے ضرورت سے زیادہ کھانا بھی صحت کے لیے خطرناک ہے۔

آج کل لوگوں میں خصوصاً نوجوانوں اور بچوں میں فاسٹ فوڈ کھانے کا رجحان بہت زیادہ بڑھتا جا رہا ہے۔ فاسٹ فوڈ میں ضرورت سے زیادہ کیلوریز شامل ہوتی ہیں جو موٹاپے کا باعث بنتی ہیں یہی وجہ ہے کہ فاسٹ فوڈ کھانے والے افراد موٹاپے کا شکار ہو جاتے ہیں۔

فاسٹ فوڈ میں برگر، پیزا، سینڈوچ، چپس، پاستا اور دیگر لوازمات شامل ہیں۔

برگر کھانا آپ کی صحت کے لیے بہتر نہیں، برگر کھانے والے افراد میں ڈپریشن کا مسئلہ زیادہ ہوتا ہے۔ سائنسدانوں نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ ایک فاسٹ فوڈ کھانے والے شخص میں ڈپریشن کی شرح دوسرے لوگوں کی نسبت پچاس فیصد زیادہ ہوتی ہے۔ فاسٹ فوڈ کھانے والوں میں ڈپریشن کے واقعات میں 51 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

فاسٹ فوڈ جلد ہضم نہ ہونے والی غذا ہے اس لیے فاسٹ فوڈ کھانے والے افراد میں دل کے امراض زیادہ پائے جاتے ہیں۔ جلد زود ہضم نہ ہونے والے افراد میں دل کے امراض زیادہ پائے جاتے ہیں۔ برگر اور پیزا جلد ہضم نہ ہونے والے کھانوں کی فہرست میں شامل ہیں۔ فاسٹ فوڈ ہمارے لیے کینسر، ذیابطیس، اور قبض جیسی بیماری کی وجہ بنتے ہیں اور اس کے نتائج سالوں بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کی تیاری کے دوران ان میں ایسے کیمیائی اجزا شامل کیے جاتے ہیں جو صحت کے لیے نہایت ہی مضر ثابت ہوتے ہیں۔

فاسٹ فوڈ صرف کاروبار چمکانے کا ذریعہ ہیں، فاسٹ فوڈ ہماری بھوک لگنے کی حس کو متاثر کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس بات سے باخبر ہوتے ہیں کہ فاسٹ فوڈ ہماری صحت کے لیے مضر ہیں مگر وہ اپنی صحت کی پرواہ کیے بغیر اپنی سہولت، ذائقے اور قیمت کی وجہ سے اسے کھانا پسند کرتے ہیں۔ فاسٹ فوڈ کے لیے استعمال ہونے والے لفافوں میں ایک خاص قسم کا کیمیکل استعمال ہوتا ہے جو کہ انتہائی مضر صحت ثابت ہوا ہے۔

پیزا چھوٹے بچوں کے لیے انتہائی مضر صحت ہے کیونکہ ان کے جسم اور دماغ دونوں نشوونما کے عمل سے گزر رہے ہوتے ہیں فاسٹ فوڈ کے استعمال سے ان کی بڑھوتری کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ مختصراً یہ کہ انسانی صحت کے لیے پیزا انتہائی خطرناک ہے۔ تھوریکس میں شائع ایک بڑے بین الاقوامی مضمون کے تحت ایسے افراد جو فاسٹ فوڈ کھانا پسند کرتے ہیں ان میں دمہ اور الرجی کی بیماری زیادہ ہوتی ہے۔

اس لیے چند منٹوں کے آرام اور لذت کی خاطر صحت سے سمجھوتہ کرنا عقلمندی نہیں فاسٹ فوڈ سے بدہضمی ہو جاتی ہے اور پھر لوگوں کو ہسپتال کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔



شادی کا مقدس بندھن اور ہماری سفلی خواہشات

قسط نمبر 1

معاشرت

بنت ڈاکٹر رشید احمد

ہمارے معاشرے کا بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ نوجوان طبقہ جو شادی کے بندھن میں ابھی نہیں بندھا اس روایت سے منحرف ہے کہ شادی والدین کی مرضی کے مطابق ہو۔ بہت سے نوجوان (لڑکیاں اور لڑکے) یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جو مجھے پسند ہو وہ امی کو نہیں پسند ہوتی/ہوتا۔ بڑی آپی چاہتی ہیں کہ وہ میری شادی اپنی پسند سے کرے۔ الغرض معاشرے میں یہ چیز بہت زیادہ دیکھنے کو ملتی ہے۔

اگر کوئی نیا شادی شدہ جوڑا اپنی ازدواجی زندگی سے خوش ہو، ظاہراً وہ خوشی دکھائے، تو زیادہ تر لوگ، دوست، احباب اور رشتہ دار صرف ایک سوال کرتے نظر آتے ہے......

''آپ کی پسند کی شادی ہے یا سمجھوتے کی؟؟؟؟''

(یہاں سمجھوتے کی شادی سے مراد ماں باپ کی پسند سے شادی ہے۔)

اکثر سمجھا یہی جاتا ہے کہ جس کی پسند کی شادی ہو صرف وہی اپنی زندگی سے لطف اندوز ہوسکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ماں باپ کی مرضی سے شادی کی ہے تو پھر مختلف سوالوں کی بوچھاڑ شروع کردی جاتی ہے۔ کیا پسند کی شادی جرم ہے؟؟؟ کیا ہمارا دین اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا؟؟؟؟ پسند کی شادی کو غلط کیوں سمجھا جاتا ہے؟؟؟

رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جتنی شادیاں کیں وہ سب کسی کے دباؤ میں آ کر یا دوسروں کی رضامندی سے نہیں بلکہ اپنی رضامندی سے کیں۔ کچھ شادیاں تو ایسی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے خود پیغامِ نکاح بھیجا اور شادی کا اظہار فرمایا......!

قرآن کریم نے مرد وعورت کے درمیان (نکاح) اس فطری اور ابدی تعلق کی بہت ہی لطیف اور پُر اشتیاق تصویر کشی کی ہے۔ جس میں امن وسکون اور اطمینان کی بادِ نسیم چلتی ہے اور جس سے محبت، مفاہمت اور رحمت کی خوشبو پھوٹتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃًؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (۲۱)

ترجمہ: ''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔''

(سورۃ الروم)

یہ دو نفوس کے درمیان انتہائی گہرے رشتے کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان پیدا کرتا ہے تاکہ دونوں سکون وقرار اور راحت کی نعمت سے لطف اندوز ہوں اور ایسا سکون اور محبوب گھر وجود میں آئے جو خالص مؤدت اور رحمت وشفقت سے معمور ہو۔

باہمی رضامندی سے مراد یہ ہے کہ شادی سے پہلے لڑکا لڑکی اس حد تک ایک دوسرے سے واقفیت رکھتے ہوں جتنی شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔ اس ضمن میں حدیثِ رسول ﷺ پیشِ خدمت ہے:

سیدنا مغیرہ ؓ فرماتے ہیں: ''کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا۔'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اسے (عورت) کو دیکھ لیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''نہیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے جا کر اس عورت کو دیکھ لو، کیونکہ اس سے تعلقات میں پائیداری ہوگی۔ (یعنی تم دونوں کے درمیان اس سے محبت اور موافقت پیدا ہوگی)

(نسائی، کتاب النکاح)

اسلام اتنا پیارا دین ہے جو مساوات کا درس دیتا ہے۔ جس طرح مرد کو شادی سے پہلے عورت کو دیکھنے کا اختیار ہے بالکل اسی طرح عورت بھی یہ حق رکھتی ہے۔

حضرت خنساء بنت خدام ؓ والی حدیث جسے امام بخاری ؒ نے نقل کیا ہے:

''میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کردیا جسے میں پسند نہیں کرتی تھی۔ میں نے رسول اکرم ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو قبول کرلو جس کے

کہ اسلام میں منگنی کا کوئی تصور نہیں ملتا صرف نکاح کی بات ہے۔ آج ہم نے منگنی کو اتنی بڑی رسم بنا لیا ہے اور اس پر فضول دولت لٹائے جا رہے ہیں۔ یہ سب وہ رسومات ہیں جو ہم نے اپنے دشمن سے لی ہیں۔

ساتھ تمہارے والد نے تمہارا نکاح کیا ہے۔" میں نے عرض کیا: "میرے باپ نے جس کے ساتھ میرا نکاح کیا اس کو میں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ نکاح باطل ہے، جاؤ اور جس کو تم پسند کرتی ہو اس سے نکاح کر لو۔" حضرت خنساؓ فرماتی ہیں کہ: "میں نے بالآخر اس رشتہ کو قبول کر لیا جہاں میرے والد نے میرا نکاح کیا تھا۔

لیکن میں چاہتی ہوں کہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ شادی کے معاملے میں والد کو زور زبردستی کا حق نہیں ہے۔"

(بخاری کتاب النکاح)

آج کل لڑکے تو پسند کی شادی کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہو ہی جاتے ہیں لیکن لڑکی کو کئی مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ اسلام عورتوں پر یہ ناقابل برداشت بوجھ نہیں ڈالتا کہ ان پر دباؤ ڈال کر وہاں شادی کر دی جائے جہاں وہ پسند نہیں کرتیں۔

کیونکہ شادی کا دارومدار اس پر ہے کہ زوجین میں جسمانی خوبصورتی، رجحانات، عادات و اطوار، طبعی میلانات اور مقاصد میں برابری ہو۔

دور نبوی ﷺ کا ایک اور واقعہ نذرِ قرطاس ہے ،ملاحظ فرمایئے!

جب ثابت بن قیس بن شماس ؓ کی بیوی (عبداللہ بن ابی کی بہن) جمیلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا مقدمہ لے کر آئیں اور اپنے شوہر سے الگ ہونے کی درخواست کی...... اس نے کہا "مجھے ثابت کے دین اور اخلاق کے سلسلے میں کوئی شکایت نہیں ہے،

لیکن میں اسے (ثابت کو) پسند نہیں کرتی"۔ تو رسول اکرم ﷺ نے ثابت ؓ سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو اعلانیہ ایک طلاق دے دو۔

نوٹ: واقعہ مختصراً اور گفتگو کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔

(بخاری، کتاب الطلاق)

یہ اتنا نازک معاملہ ہے کہ آج معاشرہ کو جس بے راہ وری کا سامنا ہے۔ اس میں یہ معاملہ اپنا ایک مقام رکھتا ہے۔ میرا درد یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ جو محسن انسانیت بن کر آئے انہوں نے کتنے احسن انداز میں ہم کو اپنی زندگی کا یہ اہم فیصلہ کرنے کے اصول وضوابط سکھائے جنہیں لاگو کر کے ہر کوئی اس کشمکش سے نبرد آزما ہو سکتا ہے۔

مگر افسوس اس امر کا ہے کہ ہم ظلم کو ترجیح دیتے ہیں۔ خدارا! اگر ہم عدل کرنے کی سعی نہیں کر سکتے تو ظلم کرنے سے بھی بچ جائیں۔

یاد رہے ظلم ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے اس کے جائز مقام سے ہٹا دیا جائے۔ اسی طرح حقدار کو اسکا حق نہ دینا بھی ظلم ہے۔

کتنے ہی ایسے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں صرف اس وجہ سے اس پاک بندھن میں نہیں بندھ پائے کہ میری پسند کا کوئی رشتہ نہیں آیا ابھی...... یوں ہی بیٹھے بیٹھے عمر تمام ہو جاتی ہے اور اس تسکین کے لیے جو اللہ نے اپنے رسول اکرم ﷺ کے توسط سے ہمیں سکھائی کہ جائز طریقہ (نکاح) سے حاصل کرو وہ اس کے ناجائز راہیں اختیار کر کے معاشرے کی آب و ہوا کو پراگندہ کر رہے ہیں۔

بہت توجہ طلب بات ہے کہ جہاں پر لڑکا لڑکی کو ایک دوسرے کو پسند کرنے کا شریعت نے حق دیا ہے وہاں والدین کی مرضی کو اگر مدنظر رکھا جائے تو نکاح میں برکت ہی برکت ہے۔

ہمارے جوشیلے نوجوان اس بات کو ماننے کے لیے ایک فیصد بھی رضامند نہیں ہوتے کہ والدین ان کی مرضی کو مدنظر رکھیں گے۔ ایک بہت بڑا مسئلہ تب ہوتا ہے جب بچپن میں کی جانے والی منگنی کا پتہ لگتا ہے۔

یاد رہے کہ اسلام میں منگنی کا کوئی تصور نہیں ملتا صرف نکاح کی بات ہے۔ آج ہم نے منگنی کو اتنی بڑی رسم بنا لیا ہے اور اس پر فضول دولت لٹائے جا رہے ہیں۔ یہ سب وہ رسومات ہیں جو ہم نے اپنے دشمن سے لی ہیں۔

وہ بات جو بڑے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں کی شادی فلاں سے کر دیں گے۔ یہ تقسیم پیدائش کے وقت ہی ہو جاتی ہے۔ جب بچہ پڑھ لکھ کر بڑا ہوتا ہے، اس وقت تک اسے بچپن کی منگنی کے بارے میں آگاہی نہیں دلائی جاتی۔ لیکن جب وہ کالج یونیورسٹی کی زندگی گزارتا ہے وہاں اس کو کوئی پسند آ جاتا ہے۔

ادھر گھر والے مطمئن ہیں کہ اس کی فکر کیا کرنی یہ تو فلاں کے ساتھ بچپن سے ہی منسوب ہے۔ ادھر وہ نوجوان اپنی پسند کی شادی کے سپنے دیکھنے میں دن ایک کیے ہوئے ہے۔

والدین کو اپنی اولاد پر اور اولاد کو اپنے والدین پر اعتماد ہوتا کہ جو میں کہوں گا/ گی ماں باپ میری پسند کو ترجیح دیں گے اور والدین اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ یہ تھوڑا بڑا ہولے اس کو بچپن کی منگنی کے بارے میں بتائیں گے تو یہ ہماری بات ضرور مانے گا۔

آخر کار دونوں طرف سے منفی ردعمل ملنے کے بعد والدین اولاد کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں اور اولاد بے راہ وری کا شکار ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جب والدین اور اولاد دونوں کی راہیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ پھر کئی بدنصب والدین اور اولاد ایسے ہوتے ہیں کہ زندگی میں دوبارہ نہیں مل پاتے۔

میری روح اس لیے بے قرار ہے کہ ہم کس طرح کے مسلمان ہیں؟؟ ہم کس طرح کے مسلم معاشرے میں رہتے ہیں جہاں پر اتنے عظیم اور مقدس بندھن کی بے حرمتی کی جا رہی ہے یہ تو وہ رشتہ ہے جس کے بارے میں خود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَ مِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (۲۱)

(سورۃ الروم)

لیکن ہم نے اس سنہری اصول کو اپنی زندگی میں ڈھالنا اور اس پر غور و فکر کرنا بالکل چھوڑ دیا ہے۔

جاری ہے......

باہمی رضامندی سے مراد یہ ہے کہ شادی سے پہلے لڑکا لڑکی اس حد تک ایک دوسرے سے واقفیت رکھتے ہوں جتنی شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔

طالبات کارنر

زندگی کا سفر

یمنیٰ شعیب

عزیز طالبات ! زندگی بھر انسان بہت سے مراحل گزرتا ہے۔ان مراحل کو طے کرنے کے بعد ہی وہ اپنی زندگی کے سفر کو خیر آباد کہتا ہے ۔پہلے پیدائش کا مرحلہ، پھر بچپن کا مرحلہ، پھر جوانی کی عمر، پھر بڑھاپا اور بالآخر واپسی کا سفر۔ہمیں بھی اپنی زندگی میں ہر موڑ پر نئے نئے مراحل کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔اللہ کا پاک کلام اس حقیقت کی وضاحت نہایت خوبصورتی سے کرتا ہے۔

''اے لوگو!اگر تم اُٹھائے جانے کے بارے میں کسی شک میں ہو تو بے شک ہم نے تمہیں حقیر مٹی سے پیدا کیا، پھر ایک قطرے سے پھر جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کی ایک بوٹی سے ،جس کی پوری شکل بنائی ہوئی ہے۔اور جس کی پوری شکل نہیں بنائی ہوئی، تا کہ تمہارے لیے واضح کریں اور ہم جسے چاہتے ہیں ایک مقررہ مدت تک رحم میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔پھر ہم تمہیں ایک بچے کی صورت میں نکالتے ہیں۔پھر تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کوئی وہ ہے جو سب سے نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔تا کہ وہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے ۔اور تو زمین کو مردہ پڑی ہوئی دیکھتا ہے ۔پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ لہلہاتی ہے اور ابھرتی ہے اور ہر خوبصورت قسم میں سے اگاتی ہے(سورۃ الحج 5)

عزیز طالبات!اللہ نے انسان کو تخلیق کیا اور ایک نہایت خاص مقصد کے لیے اس کو چنا۔پھر اس ذات نے ہمیں زندگی عطا کی ۔یہ وہ زندگی ہے جو دائمی نہیں ۔یہ چند گھڑی کی مہلت ہے۔ہمیں ایک وقت معین تک یہاں رہنا ہے اور پھر واپس جا کر اپنے رب کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

ہمیں اس زندگی میں کچھ مراحل سے گزرنا ہے اور ہر مرحلے پہ زندگی ہم سے کسی نہ کسی بات کا تقاضا کرتی ہے ۔کامیاب وہی ہے جو ہر مرحلے کے تقاضوں کو اللہ کے بتائے ہوئے حکم کے مطابق پورا کرتا چلا جائے ۔تب ہی وہ اس مقصد میں کامیاب ہو سکے گا۔جس کے لیے اللہ نے اس کو دنیا میں بھیجا ہے۔

زندگی کے وہ مراحل کونسے ہیں اور ان کے کیا تقاضے ہیں اس کے بارے میں جہاں اسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے وہاں انگریز ماہر نفسیات نے بھی اپنے خیالات کا اظہار مختلف انداز سے کیا ہے۔اور ان کے ان نظریات کو پھر تھیوری کی شکل دے کر آج بیشتر تعلیمی اداروں میں پڑھایا جاتا ہے۔

جن میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔1954ء میں سویڈزر لینڈ کے ماہر نفسیات جین پیاجے نے انسانی زندگی کے مراحل کو ایک منفرد انداز میں پیش کیا۔اس نے زندگی کے مختلف مراحل کو انسانی سوچ کے معیار کے ساتھ واضح کیا۔ہر گزرتے دن کے ساتھ ایک عام بچے کا ذہن سوچ وبچار کی سیڑھی چڑھتا ہوا وسیع تر خیالات کی طرف سفر کرتا ہے۔

اس نے بہت سی ایسی باتوں پر روشنی ڈالی جو بڑے لوگوں کے لیے سمجھنا تو ممکن ہیں لیکن ایک چھوٹی عمر کا بچہ اس سمجھنے سے قاصر ہے۔لیکن گزرتی عمر کے ساتھ وہ حقائق آہستہ آہستہ بچے کی سوچ کا حصہ بن کر اس کے خیالات کو مزید پختہ کر دیتے ہیں ۔پیاجے کے مطابق جب بھی کوئی انسان مشکل میں پڑتا ہے تو وہ اپنی سوچ کے مطابق اس مشکل سے فرار کا کوئی راستہ بناتا ہے۔

پیاجے کی تھیوری کے چار حصے مندرجہ ذیل ہیں:

Sensorimotor Stage

یہ زندگی کا وہ مرحلہ ہے جب انسان کی عمر ابھی 2 سال یا اس سے کم ہوتی ہے ۔اس دوران وہ اشیاء کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اپنی حسوں کو استعمال میں لاتا ہے۔کسی بھی چیز کو چھو کر، دیکھ کر، منہ میں ڈال کر، سونگھ کر اور سن کر وہ اس چیز کے بارے میں اپنے تجسس کو دور کرتا ہے۔

پیاجے کے مطابق یہ وہ مرحلہ ہے جب بچہ یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی بھی چیز فانی نہیں ہے ۔اس کے خیال میں ہر چیز ہمیشہ رہنے والی ہوتی ہے ۔اسی مرحلے میں بچہ آہستہ آہستہ بامقصد حرکات کا عادی ہونے لگتا ہے۔ مثلاً ہاتھوں سے ڈبے کا ڈھکن



اس تھیوری کا اصل مقصد انسان کی ذات کے بارے اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔جس میں معاشرے میں انسان کے تعلقات اور پھر عمومی زندگی پر اس کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

کھولنا اور اس کو بند کرنا، کسی کے بلانے پر پیروں پر چل کر اس کے پاس جانا وغیرہ۔

Preopertional Stage

یہ وہ مرحلہ ہے جب بچے کی عمر 2 سے 7 سال کے درمیان ہوتی ہے۔اب بچہ جسمانی حرکات کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عمل میں لانا شروع کر دیتا ہے۔اور 7 سال کی عمر میں ایک عام بچہ اس میں مہارت حاصل کر لیتا ہے۔اب بچہ اشاروں کو سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

مثلاً کسی کے تاثرات، تصاویر اور الفاظ کو بخوبی سمجھ سکتا ہے اور اسی دورانیے کے اندر بچہ اپنی زبان کا بہترین استعمال بھی سیکھ جاتا ہے جو زندگی بھر کے لیے اس کی شخصیت کا حصہ ہوتی ہے۔2 سے 4 سال کی عمر میں بچہ 200 سے 2000 الفاظ سیکھ لیتا ہے۔پیاجے کے مطابق ویسے تو اشیاء کی خصوصیات نہیں بدلتیں چاہے ان کی ظاہری حالت بدل ہی کیوں نہ جائے۔

لیکن اس مرحلے میں بچہ یہ خیال کرتا ہے کہ ظاہری حالت کے ساتھ خصوصیات میں بھی تبدیلیاں رونما ہو جایا کرتی ہیں۔اب بچہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ جس طرح وہ دنیا کے بارے میں سوچتا ہے تمام لوگ بھی من و عن دنیا کے بارے میں وہی تصور رکھتے ہیں۔

Concret-Operational stage

اس مرحلے میں بچے کی عمر 7 سے 11 سال کے درمیان ہوتی ہے۔پیاجے کے مطابق اس دوران بچہ ہر چیز کی موجودگی کے بارے میں جان لیتا ہے اور وجوہات کی کھوج لگاتا ہے۔اس مرحلے میں وہ جان لیتا ہے کہ اشیاء کی خصوصیات نہیں بدلتیں چاہے ان کی ظاہری حالت کیوں نہ بدل جائے۔اب بچہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اپنی سوچ میں ایک تسلسل کو برقرار رکھ سکے۔

بچہ کسی کام کو کرنے سے پہلے اپنے ذہن میں چند نکات تشکیل دیتا ہے۔اب وہ یہ صلاحیت بھی رکھتا ہے کہ اس تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے واپس پلٹ کر اپنی سوچ کو وہاں لے جائے جہاں سے مسئلے کے حل کے بارے میں نکات تشکیل دیے تھے۔

اس حقیقت کو پیاجے نے Reversibility کا نام دیا ہے۔اس کے علاوہ بچہ چھوٹی سے بڑی اور بڑی سے چھوٹی اشیاء کو ایک تسلسل میں رکھنا سیکھ جاتا ہے۔

Formal Operational Stage

اس آخری مرحلے میں بچے کی عمر 11 سے 16 یا اس سے زیادہ ہوتی ہے۔اب بچہ یہ جان لیتا ہے کہ ضروری نہیں کہ دنیا میں موجود ہر شخص اس کی طرح کی سوچ رکھتا ہو۔اب اس کا ذہن عام نظریات سے خاص سوچ اور نظریات کی طرف سفر طے کر لیتا ہے۔

اب وہ اپنی سوچ کے ذریعے مشکل سے مسائل کا حل نکال سکتا ہے۔اب سیدھی سادھی باتوں کی بجائے پیچیدہ مسائل کے بارے میں سوچنا اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔پیاجے کے مطابق ضروری نہیں کہ ہر انسان اپنی زندگی میں اس چوتھے مرحلے تک رسائی حاصل کرے۔ہر انسان کی زندگی میں رونما ہونے والے واقعات مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں اور اسی بنا پر انسان ان مرحلوں کو عبور کرنے میں کامیابی حاصل کر پاتا ہے۔

پیاجے کی اس تھیوری کے علاوہ ایک اور مشہور شخص ایرک ایرکسن نے انسانی زندگی کے مرحلوں پر منحصر ایک وضاحتی تھیوری پیش کی۔اس تھیوری کا اصل مقصد انسان کی ذات کے بارے اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔جس میں معاشرے میں انسان کے تعلقات اور پھر عمومی زندگی پر اس کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ایرک ایرکسن نے عمر اور تعلقات کے اعتبار سے انسانی زندگی کی بتدریج مختلف حصوں میں وضاحت پیش کی ہے۔اس تھیوری میں انسانی زندگی کے مندرجہ ذیل 8 مراحل کا ذکر ہے:

Trust vs Mistrust (پیدائش سے 18 ماہ)

یہ عمر کا وہ حصہ ہے جب اپنے اردگرد کے لوگوں پر بھروسہ کرنے لگتا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے دل میں یہ خوف بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ کوئی اس کو نقصان نہ پہنچا دے۔

Autonomy vs shame/doubt (18 ماہ سے 3 سال)

اس عمر میں بچے کی صلاحیت مخصوص ہنر سیکھنے میں صرف ہوتی ہے۔وہ نئے زاویے سے اشیاء کو پرکھتا ہے اور کچھ تخلیق کرنے کی جستجو کرتا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ بچے کے اندر شرمندگی کے جذبات اُمڈنے کے بھی خطرات موجود رہتے ہیں۔

Initiative vs Guilt (3 سے 6 سال)

بچہ نئے کام سیکھتا ہے۔لیکن اسی دور میں اگر اس کی ان صلاحیات کو تعریف سے نہ نوازا جائے تو یہ چیز اس کے دل میں احساس ندامت پیدا کر دیتی ہے جو عمر بھر کے لیے اس کے ساتھ رہتی ہے۔

Industry vs Inferiority (6 سے 12 سال)

معاشرتی دباؤ کی بنیاد پر اس عمر میں بچہ بہت سے نئے حالات کا سامنا کرتا ہے۔مشکلات کے باعث اکثر اس کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

Identity vs Role Confusion (12 سے 19 سال)

یہ عمر انسان کی زندگی میں بہت اہم تبدیلی لے کر

"اے لوگو! اگر تم اُٹھائے جانے کے بارے میں کسی شک میں ہو تو بے شک ہم نے تمہیں حقیر مٹی سے پیدا کیا، پھر ایک قطرے سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی ایک بوٹی سے، جس کی پوری شکل بنائی ہوئی ہے۔اور جس کی پوری شکل نہیں بنائی ہوئی، تاکہ تمہارے لیے واضح کریں۔

آتی ہے۔اب وہ ایک بچے کی بجائے معاشرے کا ایک اہم فرد بن جاتا ہے۔لیکن اس دور میں یہ سمجھنے میں اس کو مشکل پیش آتی ہے کہ اس کی پہچان کیا ہے آیا وہ ابھی چھوٹا ہے یا بڑا؟

Intimacy vs Isolation

یہ جوانی کی عمر ہوتی ہے جب انسان لوگوں کے درمیان ایک اچھی اور پر مسرت زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے ۔لیکن اس کے ساتھ اس کو یہ خوشیاں چھن جانے کا خوف بھی لاحق ہو جاتا ہے۔

Generativity vs Stagnation

یہ ادھیڑ عمر ہے جب انسان اپنے مستقبل کے ساتھ ساتھ اولاد کے مستقبل کے لیے بھی فکر مند ہوتا ہے اور اس کو آئندہ پیش آنے والے خطرات سے نمٹنے کے لیے نصیحت کرتا ہے۔

Ego Integrity vs Despair

یہ بڑھاپے کا دور ہوتا ہے جب انسان کو اپنی گزری ہوئی زندگی پر اطمینان ہوتا ہے۔اگر اس دور میں وہ اپنی زندگی پر مطمئن نہ ہو تو پھر اس کو اپنی زندگی کے ان آخری لمحات میں مایوس کن کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

یہ تو تھیں انگریزوں کی بیان کردہ تھیوریاں اب دیکھتے ہیں کہ اسلام نے زندگی کے ان مراحل کو کس انداز سے بیان کیا ہے۔انگریزوں نے اس پر بہت سوچ و بچار کی اور ہر ایک اپنے طریقے سے اس کی وضاحت کی جو کہ دوسرے سے یکسر مختلف ہوتی ہے۔علم کے میدان میں اس کا فائدہ تو بہت ہوا لیکن عمل کے اعتبار سے اسلام کا بیان کردہ نظام ہی ہے جس نے انسانیت کو زندگی گزارنے کا ایک راستہ دکھایا۔اور وہ انسانیت کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے نہایت موثر ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں ''جان لو دنیا اس کے سوا کچھ نہیں کہ کھیل اور تماشہ ہے اور زیب و زینت اور آپس کا فخر وریا ہے۔اولاد اور مال کی کثرت کا نام دنیا ہے۔اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے آسمانوں سے بارش برسے اس کے ساتھ زمینوں میں نباتات ،انگوریاں اور فصلیں اگ جائیں اور ان فصلوں کو دیکھ کر کسان کاشتکار خوش ہوں۔ پھر وہ پک جاتی ہیں پھر تو اسے دیکھتا ہے کہ زرد ہے، پھر وہ چورا بن جاتی ہیں اور آخرت میں بہت سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔''

(سورۃ الحدید 20)

عزیز طالبات !اللہ نے زندگی کی حقیقت کو اس آیت کریمہ میں واضح فرمایا ہے۔اس حوالے سے محدث رفیع الدین دہلوی نے زندگی کے مراحل کی وضاحت اس آیت کے مطابق کی ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ اللہ نے انسان کی فطرت کی خوب ترجمانی کی ہے۔ان چیزوں کے اندر بالترتیب ان چیزوں کا تذکرہ فرمایا۔(لعب) سب سے پہلے دنیا کو کھیل فرمایا۔انسان جب بچپن کی عمر میں ہوتا ہے تو اسے کھیل کود بہت پسند ہوتا ہے۔(و زینہ) ذرا سا بڑا ہوتا ہے تو چاہتا ہے کہ اسے دیکھنے کے لیے کوئی تماشہ ملے۔اور پھر جب جوانی کی سیڑھی پر قدم رکھتا ہے۔(و زینہ) پھر یہ چاہت ہوتی ہے کہ ایسی زیب و زینت کی جائے کہ محلے کے لوگ ،گاؤں کے لوگ، برادری کے لوگ اور ہم عصر ساتھی دیکھ کر عش عش کر اٹھیں۔واہ واہ کہ اٹھیں کہ فلاں جوان بھی خوب ہے۔۔۔!

پھر جب انسان کی جوانی ڈھلنے لگتی ہے تو (و تفاخر بینکم) اب بیٹھے گا تو فخر وریا کی باتیں کرے گا۔کتاب ماضی کے بند اوراق سے جوانی کے قصے کھول بیٹھے گا کہ ہم یوں ہوا کرتے تھے یا ہم ایسے کیا کرتے تھے۔

(و تکاثر فی الاموال والاولاد) اب ''باباجی'' ہو گئے۔مرنے کے قریب ہوئے ،پاؤں قبر میں ہیں،ٹانگیں قبر میں لٹکی ہیں۔اب سوچتا ہے کہ میں نے کتنی دنیا بنائی ؟ کتنے بنگلے ،جاگیریں ،مارکیٹیں اور کتنی اولاد چھوڑی؟ اب اس بزرگ کو یہ فکر لاحق ہوتی ہے۔

اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا ایسے ہی ہے کہ آسمان سے بارش برستی ہے اور پھر اس کے ساتھ زمین میں انگوریاں اگ جاتی ہیں کسان دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔لا محالہ اسی طرح جس کے گھر میں اللہ تعالیٰ اولاد دیتا ہے بندہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

اور جب اولاد جوان ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ بڑھاپے کی لاٹھی بن گئی۔پھر وہ دن بھی آ گیا جب جوانی ڈھل گئی اور آخر کار آہستہ آہستہ اس فصل کی طرح جسے کاٹ کر انسان نے غلہ الگ کر لیا، بھوسا الگ کر لیا اور فائدہ اٹھا لیا اگر ان میں سے کوئی کام نہ کیا تو وہ فصل کھیت میں کھڑی رہے اسے کاٹا نہ جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل جائے گی۔

(ثم یکون حطاما) گندم پک کر زرد ہو جائے دنیا بھر کی کھادیں ڈال دو، دوبارہ سبز نہیں ہو سکتی۔وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو کر کھیت میں گر جائے گی سبز نہیں ہو گی۔اسی طرح جوانی ایک بار گزر جائے تو سونے چاندی کے کشتوں سے بھی نہیں آیا کرتی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میری مرضی کے خلاف زندگی بسر کر کے آیا تو اس کے لیے شدید جہنم کا عذاب ہے اور اگر کوئی میری مرضی کے احکامات مانتے ہوئے زندگی گزار کے آئے گا تو اس کے لیے میری رضا مندی اور مغفرت کا انعام ہے۔اس آیت کے آخر میں پھر یاد دہانی کے لیے فرمادیا (وما الحیوۃ الدنیا لا متاع الغرور) اے لوگو! یاد رکھو یہ دنیا تو دھوکے کا سامان ہے۔متاع غرور ہے۔

عزیز طالبات !یہ ہے دنیا کی زندگی کی حقیقت آیئے آج ہی فیصلہ کریں کہ اپنی زندگی کہ ان گزرتے لمحات میں ہی اپنی آخرت کی تیاری کر لیں۔اپنی دنیاوی زندگی کے ساتھ ساتھ اپنے دین کی فکر میں بھی اس جان کو لگائیں کہ اگر ہم نے آج اس وقت کو غنیمت نہ جانا تو کہیں ہم بھی زندگی کے آخری مراحل میں اس لا حاصل متاع کو سمیٹتے بنا ہی اس دنیا سے نہ چلے جائیں۔

> اولاد اور مال کی کثرت کا نام دنیا ہے۔اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے آسمانوں سے بارش برسے اس کے ساتھ زمینوں میں نباتات انگوریاں اور فصلیں اگ جائیں اور ان فصلوں کو دیکھ کر کسان کاشتکار خوش ہوں۔

توبہ کے ثمرات

خدیجہ طاہرہ

ابن آدم بھول چوک، خطاء، غلطیوں، گناہوں کا پتلا ہے ہر انسان سے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں کبھی دانستہ کبھی غیر دانستہ لیکن اگر بندہ ان پر اللہ کے حضور توبہ نہ کرے تو یہ زیادہ بری بات ہے بلکہ باعث پکڑ، عذاب اور آخرت کی ناکامیوں کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن مسلمانوں کو خصوصی اللہ کریم کی طرف سے رحمت ومودت کے تحت توبہ کا تحفہ اور فضل دیا گیا ہے۔ جو اللہ کے غضب کو رحمت میں اور عذاب کے فیصلے کو معافی میں بدل دیتا ہے۔

توبہ کا مطلب دراصل رجوع کرنا اور پلٹنا ہے اور شرعی اصطلاح میں توبہ سے مراد معافی یعنی گناہوں کے کاموں اور اعمال کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کر لینا اور آئندہ نہ کرنے کی سعی کرنا ہی توبہ ہے۔ توبہ کے مفاہیم بہت گہرے ہیں یہ معاملہ فقط اس حد تک محدود نہیں کہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ زبان سے توبہ توبہ کرتے رہو اور ساتھ ساتھ گناہ بھی کرتے رہو۔ توبہ دراصل امر عظیم ہے لہٰذا اس کی شرائط بھی اہم ہیں۔

☆ اخلاص سے توبہ کرنا۔

☆ گناہوں پر نادم ہونا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"ندامت ہی توبہ ہے"۔ (مستدرک حاکم)

☆ سچی توبہ کرنے والا گناہ کو فوراً چھوڑ دے۔

☆ پختہ عہد کرے کہ آئندہ ایسا گناہ کا کام نہیں کرے گا۔

☆ گناہ کے ذریعے جن پر ظلم کیا ہو اس کی تلافی کرے اور ان کے غصب شدہ حقوق انہیں واپس کرے یا ان سے معاف کروالے۔

آدمی کو نہیں معلوم کہ اس کا پروانہ اجل کب آجائے کب اسے موت آکر دبوچ لے بقول شاعر کے:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

لہٰذا اللہ کے بندوں کو چاہیے کہ جلد سے جلد توبہ کرے کیونکہ کوئی نہیں جانتا آنے والے لمحے اس کی زندگی آگے بڑھے گی بھی یا نہیں۔ توبہ کے چونکہ ثمرات جابجا ہیں جن کے متعلق قرآن وحدیث میں بے شمار ارشادات ملتے ہیں۔

توبہ کا سب سے بڑا ثمر اخروی نجات ہے جو جنت میں لے جاتی ہے۔ جس کے متعلق حدیث میں روایت ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم سے پہلے زمانے میں ایک شخص نے 99 قتل کیے تھے اس نے لوگوں سے پوچھا اس وقت زمین میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اسے ایک راہب کا پتہ دیا گیا وہ اس کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں نے 99 قتل کیے ہیں کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ راہب نے کہا: نہیں۔ اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور یوں 100 کی تکمیل کر دی۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ اہل زمین کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اسے ایک عالم کا پتہ بتایا گیا اس نے عالم سے کہا: میں نے 100 آدمی قتل کیے ہیں کیا میرے لیے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟ عالم نے کہا ہاں! تمہارے اور توبہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔ تم فلاں علاقے کی طرف چلے جاؤ وہاں لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تم بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو اور اپنے وطن کی طرف واپس نہ آنا وہ برا علاقہ ہے چنانچہ وہ ادھر روانہ ہو گیا۔ ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا اسے موت نے آلیا۔

اب اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑا کرنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ آدمی سچے دل سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی راہ پر چل کھڑا ہوا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے تو کبھی کوئی بھلا کام کیا ہی نہ تھا۔ اب ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اپنا ثالث بنا لیا اس نے کہا: یہاں سے دونوں اطراف کی زمین ناپ لو۔ یہ آدمی جس طرف قریب ہوگا اسی طرح کا فرشتہ اس کی روح لے گا۔ انہوں نے زمین ناپی تو معلوم ہوا کہ جدھر کا اس نے رخ کیا تھا وہ علاقہ قریب تر تھا۔ چنانچہ رحمت کے فرشتے اسے لے گئے۔ (صحیح مسلم، التوبہ، حدیث 2766)

چنانچہ سچی توبہ کا ثمر یہی ہے کہ بندے کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں نیک لوگوں میں اٹھایا جاتا ہے اور آخر جنتی ہو جاتا ہے۔

ایک مسلمان کو توبہ اور اصلاح کی طرف فوری توجہ دینی چاہیے تاکہ آخرت کی حسرت اور پچھتاوے سے بچ سکے اور ویسے بھی توبہ مسلمان کے لیے لازمی ضرورت ہے کیونکہ کوئی بھی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کی زندگی معصیت، غلطی، اور لغزش سے پاک ہے اور یہ انسانی فطرت کے خلاف بھی ہے۔ لہٰذا اللہ کریم کو وہ ہی بندہ محبوب ہے جو توبہ کے ذریعے اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے مومنو! تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاسکو"۔ (سورۃ النور 31)

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

"اے ابن آدم! تو جب مجھ سے دعا کرے اور مجھ سے گناہ معاف کرنے کی امید رکھے تو تیرے جتنے بھی گناہ ہوں گے میں بخش دوں گا اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو تجھے بخش دوں گا اور مجھے اس

کی کچھ پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! تو زمین بھر گناہ لے کر آئے پھر مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں اتنی ہی مقدار میں تجھے بخشش سے نواز دوں گا۔ (جامع ترمذی)

توبہ گناہوں سے پاکی کا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں''۔ (سنن ابن ماجہ)

اللہ مختلف گناہوں شرک، قتل، زنا کا ذکر کرنے کے بعد بشارت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ توبہ کرنے سے نہ صرف اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے بلکہ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے اس سے بڑھ کر توبہ کا انعام اور کیا ہوگا جس کی بشارت خود اللہ کریم نے قرآن میں دے دی۔

''مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ تو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے''۔ (سورۃ الفرقان)

حضرت حکیم بن حزامؓ سے مروی حدیث ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول! مجھے ان کاموں کے بارے میں بتایئے جنہیں میں زمانہ جاہلیت میں نیکی سمجھ کر کیا کرتا تھا، مثلاً صدقہ کرنا، غلام آزاد کرنا، اور صلہ رحمی وغیرہ تو کیا ان کاموں کا میرے لیے اجر ہوگا؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنی سابقہ نیکیوں سمیت اسلام قبول کیا ہے۔

گویا توبہ کے بعد نہ صرف گناہ بخش دیئے جائیں گے بلکہ برائیاں نیکیوں میں بدل جائیں گی اور دور جاہلیت کی نیکیاں برقرار رہیں گی۔ سبحان اللہ کیسی خوشخبری ہے توبہ کرنے والوں کے لیے اور کیسی بشارت ہے مغفرت طلب کرنے والوں کے لیے کہ انسان غلطی کرے اور معافی مل جائے اس سے گناہ سرزد ہو اور اس کی توبہ قبول کر لی جائے۔

ارشاد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے:

''آپ ﷺ کہہ دیجیے اللہ فرماتا ہے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم وزیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ معاف کر دیتا ہے یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے''۔ (سورۃ الزمر)

توبہ واستغفار کے لیے اللہ نے کسی مخصوص وقت اور گھڑی کی شرط بھی نہیں رکھی اس کی عطا دن رات جاری رہتی ہے۔

صحیح حدیث میں ارشاد ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اللہ عزوجل رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرے اور وہ دن میں ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کرے (یہ سلسلہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے''۔ (صحیح مسلم)

جب ایک گناہ گار بندہ توبہ کرکے بارگاہ الٰہی میں ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے پیش ہوتا ہے تو اللہ کو اپنے بھٹکے ہوئے بندے کی راہ حق پر واپسی سے اتنی زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ اسے صحیح بخاری میں مثال کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔

توبہ رب کی رضا ہے۔ ایک شخص صحرائی سفر کے لیے ایک سواری پر روانہ ہوا اس پر تمام زادراہ اور دیگر سامان لدا ہوا تھا اتفاق سے وہ سواری گم ہو گئی اس حالت میں جو پریشانی اس مسافر کو ہو سکتی تھی اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اسے اپنی موت کا پکا یقین ہو گیا کیوں لق ودق صحرا میں اس کی سواری کھانے پینے کا سامان سب کچھ نابود ہو چکا تھا ابھی وہ اسی اضطراب کے عالم میں تھا کہ اچانک اس کی سواری سامنے آ کھڑی ہوئی۔ شدید مایوسی اور ناامیدی کی اس فضا میں جب اچانک اس کی سواری نظر آئی تو وہ فرط مسرت سے جھوم اٹھا .... جب کوئی راہ راست سے بھٹکا ہوا شخص توبہ کرکے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ کو اس سے کہیں زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی اس صحرائی مسافر کو اپنی گم شدہ اونٹنی پا کر ہوئی۔ (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

توبہ میں مصائب کا حل پوشیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے صاف اور واضح الفاظ میں فرما دیا کہ دنیا میں محرومیوں، خشک سالی، قحط اور آفات، انسانی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے لہٰذا اللہ کے بندوں کو چاہیے کہ اللہ کے حضور توبہ کرکے ان مصائب سے نجات پائیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ نوح میں فرمایا:

میں نے ان سے کہا کہ اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا تمہیں مال اور اولاد سے نواز دے گا تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کردے گا۔ (سورۃ نوح 10تا12)

غور کریں ان محرومیوں کا حل بتا دیا گیا کہ گناہوں کی معافی ہو گی تو خشک سالی ختم ہوتی تنگدستی دور ہو گی، بے اولادوں کو اولاد ملے گی، باغ عطا ہوں گے۔ نہریں سیراب ہوں گی۔ لہٰذا ہر صاحب مصائب انسان کو چاہیے کہ اپنے مصائب کے حل کے لیے زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرے۔

توبہ کرنے سے نہ صرف مصائب حل ہوتے ہیں ان سے نجات ملتی ہے بلکہ جس معاشرے میں توبہ واستغفار زیادہ ہوتی ہے وہاں اللہ کا عذاب بھی نہیں آتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تو اللہ ان پر عذاب کرنے والا نہ تھا جبکہ آپ ﷺ ان کے درمیان موجود تھے اور نہ اللہ کا یہ اصول ہے کہ لوگ استغفار کر رہے ہوں اور وہ ان کو عذاب دے دے''۔ (صحیح بخاری)

توبہ وہ واحد عمل ہے جس سے ہر مشکل حل ہوتی ہے اور غم سے نجات ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''استغفار کو اپنا وظیفہ بنالو اللہ ہر مشکل سے رہائی اور ہر غم سے نجات عطا فرمائے گا اور ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جو تمہارے گمان میں بھی نہیں ہوگی۔ (ابوداود)

لہٰذا بندۂ مومن کو اپنے ہر مسئلے کے حل کے لیے زیادہ سے زیادہ توبہ کرنی چاہیے۔ توبہ سے نہ صرف مسائل حل ہوتے ہیں بلکہ باعث امن وسکون بھی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

''پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا لوگ اللہ سے توبہ کیوں نہیں کرتے تاکہ سکون پالیں''۔ (التوبہ آیت 126)

توبہ کرنے والوں کے لیے حاملین عرش فرشتے بھی بخشش کی دعا کرتے ہیں یعنی توبہ ایک ایسا عمل ہے جو فرشتوں سے دعا لینے کا باعث ہے۔

قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا:

''جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو ارد گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر

جب ایک گناہ گار بندہ توبہ کرکے بارگاہِ الٰہی میں ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے پیش ہوتا ہے تو اللہ کو اپنے بھٹکے ہوئے بندے کی راہِ حق پر واپسی سے اتنی زیادہ خوشی ہوتی ہے

ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں وہ کہتے ہیں:

اے ہمارے رب! تو اپنی رحمت اور اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ لہٰذا تو ان لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی پیروی کی اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا اے ہمارے رب! اور انہیں ان ابدی باغوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو بھی جو ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیک ہوں بے شک تو ہر چیز پر غالب نہایت حکمت والا ہے اور انہیں برائیوں سے بچا اور جسے تو نے اس دن برائیوں کی سزا سے بچالیا تو درحقیقت تو نے اس پر رحم کیا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ مومن)

اللہ کریم کی شان دیکھئے کہ دعا کے الفاظ خود اس کے اور مانگیں ہم جیسے گناہ گاروں کے لیے فرشتے سبحان اللہ کیا اس سے بڑا کوئی عمل ہو سکتا ہے۔

ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کو جنت ہی ملے چاہے وہ گناہ کتنے ہی کرتا ہو لہٰذا اگر ہمیں جنت چاہیے تو توبہ کرتے رہنا چاہیے تاکہ جنت پاسکیں۔ پھر اللہ نے توبہ کے انعام میں جنت کی خود ضمانت دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور خالص توبہ کرو، شاید تمہارا رب تم سے تمہاری برائیاں دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جس کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔ (سورۃ التحریم)

انسان خطا کا پتلا تو ہے ہی لیکن عقائد، عبادات اور معاملات زندگی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے لیے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھا ہے سوائے دو صورتوں کے ایک یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مغرب کی طرف ایک دروازہ کھلا ہے جس کی چوڑائی 70 سال چلنے کے برابر ہے یہ دروازہ مستقل طور پر توبہ کے لیے کھلا رہے گا جب تک سورج اس طرف (مغرب) سے طلوع نہیں ہو جاتا۔ (سنن ابن ماجہ)

دوسری صورت کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص جان کنی کے وقت سے پہلے اللہ کے حضور توبہ کرے، اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (مستدرک حاکم)

قرآن نے ان لوگوں کو جو توبہ کا موقع ملنے کے باوجود توبہ نہیں کرتے ظالم اور جاہل قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جو توبہ نہیں کرتے وہ یقیناً ظالم ہیں''۔ (سورۃ الحجرات)

ہمیں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے توبہ کرنی چاہیے آپ ﷺ کی شخصیت عظیم تھی کہ اللہ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دیا تھا اس کے باوجود آپ ﷺ ایک مجلس میں 100 بار استغفار کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ دعا کرتے:

''رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ'' (سنن ابی داود)

اے میرے رب! میری مغفرت فرمادے اور میری توبہ قبول کر بے شک تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے نہایت مہربان ہے۔

خود بہ نفس نفیس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کی قسم! بے شک میں 1 دن میں 70 مرتبہ سے زیادہ اللہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں''۔ (صحیح بخاری)

قارئین کرام! یہ مقام مصطفوی اور اسوۂ رسول رحمۃ للعالمین ہے تو پھر ہم نہایت گناہ گار اوپر سے نیچے دائیں سے بائیں گناہوں میں لپٹے ہوئے ہیں تو ہمیں توبہ واستغفار کی کتنی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا ہوگا اپنے اعمال کا خود احتساب کرنا ہوگا اور پھر اللہ کے حضور مسنون الفاظ سے توبہ کرنی ہوگی جو مقبول ومعروف ہیں۔

''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ''۔ (ابوداود)

''میں معافی مانگتا ہوں اللہ سے، وہ اللہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہی کائنات کا نگراں ہے اور میں توبہ کرتا ہوں اسی کے حضور''۔

ہمیں وہ توبہ کرنی چاہیے جو خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھا کر شرف قبولیت سے نوازا۔

''رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ''۔ (سورۃ الاعراف)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا اور اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

سیدنا شداد بن اوس نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''سید الاستغفار (بخشش کی دعاؤں کی سردار دعا ہے) یہ ہے کہ بندہ یوں کہے: یا اللہ! تو میرا مالک ومربی ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی بساط بھر تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اپنے کام کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، تیرے مجھ پر جو احسان ہیں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، سو مجھے معاف فرمادے کہ تیرے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا اور کوئی نہیں''۔

تو جس نے اس دعا کو دل میں یقین رکھتے ہوئے پڑھا شام سے پہلے مر گیا تو وہ اہل جنت میں سے ہے اور جس کسی نے رات کو یقین رکھتے ہوئے اس دعا کو پڑھا اور صبح سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ اہل جنت میں سے ہے۔ (بخاری کتاب الدعوات)

لہٰذا بندۂ مومن کو اللہ کے ساتھ اچھی امید رکھتے ہوئے معافی مانگتے رہنا چاہیے کیونکہ اللہ ہمارے گمان کے مطابق ہوتا ہے پھر اللہ نے خود قرآن مجید میں ارشاد فرما کے توبہ کی قبولیت کی گارنٹی دے دی ہے۔

''اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ النساء)

پھر اللہ کو توبہ کا عمل بہت زیادہ محبوب ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ)

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں جو میں نے لکھا اس پر عمل کی توفیق دے اور میری اور تمام امت مسلمہ کی توبہ قبول فرما۔

آمین یارب العالمین۔

''اے ابن آدم! تو جب مجھ سے دعا کرے اور مجھ سے گناہ معاف کرنے کی امید رکھے تو تیرے جتنے بھی گناہ ہوں گے میں بخش دوں گا اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو تجھے بخش دوں گا۔

فکر و تدبر

حمیرا رحمانی

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! نجات کن کاموں میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی زبان کی حفاظت کر اور تیسرا گھر تیرے لیے کافی ہو اور اپنی غلطی پر آنسو بہا''۔ (جامع الترمذی)

واقارب، احباب و آشنا کہیں گم ہو کر مقصد حقیقی کو بھلا بیٹھا...... کانوں سے پُر راہ بھی اسے حسین دکھتی رہیں...... حرص، ہوس میں یوں مبتلا ہوا کہ شاہراہ آخرت سے نگاہیں چراتا، گناہوں کی گھاٹی میں گرتا چلا گیا...... لحد کے تنگ و تاریک زنداں کا خیال سینے سے نکل چکا ہے...... کہ دنیا کے لذیذ و نعم و ہنگام جرائم اس قدر منہمک ہوتے گئے...... اگر غفلت کی پٹی ہٹا کر فرامین رسول ﷺ پر عمل کیا جاتا تو یوں آفت دنیا میں نہ دھنس چکا ہوتا

گھر و چار دیواری پھلانگ کر کہاں گرے...... گناہ در گناہ کر کے بھی آنکھیں کیوں نہ بھیگیں آخر......؟ زبان کی حفاظت جس بندہ نے کر لی...... گویا جنت کی راہ پر چل رہا ہے۔ جو شرمگاہ و زبان کی ضمانت دیتا دکھائی دے گا جنت بدلے میں پانا اس کی قسمت میں لکھا جا چکا ہوگا...... ان شاء اللہ

حفظ لسان کے لیے اللہ واحد و لاشریک نے انسان کو وہ تحائف عطا فرمائے کہ ان کو پا کر سرسبز و شاداب

آؤ کہ راہ نجات کا سستا سودا کریں

جوں جوں وقت سرکتا رہا...... الیکٹرانک میڈیا، جدید ٹیکنالوجی موبائل فون جیسے آلات نے احساس شرمندگی کی چادر کو اس تیزی سے کھینچ لیا...... کہ نفع و نقصان سے عاری انسان محبت ایزدی و رضائے الٰہی کی چاشنی کو اپنی زندگی سے خارج کر بیٹھا۔

جادۂ مستقیم سے قدم ڈگمگائے تو زبان کا استعمال اس طرح کرنے لگا کہ خیر خواہی کے تقاضوں سے منہ موڑے گھر کی چار دیواری عبور کر کے دنیا و مافیہا کے خزائن و انبار میں دل لگا کر اہل قبور کی حالت کو یکسر نظر انداز کیے...... غلطی پہ غلطی کرتا گیا...... اہل و اولاد، عزیز

...... شیرین زبان، گھر کی پناہ میں اپنی ذمہ داریاں نبھانا، اور پھر غلطیوں پر آنسوؤں کی جھڑی لگ جانا...... ہمارے اخلاق کردار کی عکاسی کرتے ہیں......

جہاں اصلاح و ترمیم کے پہلو نمایاں کرنے کے لیے عزائم پختہ ہوں وہاں تبلیغ کو حکم خدا سمجھ کر دل و دماغ دین کے جذبہ سے سرشار ہوتا ہے...... تب جا کر منزل مراد اجلی و نکھری نکھری ہمارے سامنے ہمیں انجام چیز کی نوید سنا رہی ہوگی...... ان شاء اللہ

آیئے! دیکھتے و سنتے چلیں کہ زبان کو بے اختیار گھوڑے کی طرح دوڑا کر ہم کیا پایا......؟؟؟

گلشن مہکتے نظر آئے...... پر انسان مکارم اخلاق کی عظمت سے ہٹ کر اخلاقی معاصی کا مرتکب ہوا...... کبھی چغل خوری سے جی بہلایا...... تو کبھی غیبت و بہتان کے کانٹوں سے اپنا آپ لہولہان کیا...... ایمان کے خزانوں کو چھوڑے نفس کی غلاظتوں میں جکڑ گیا......

جہاں سید المبشر حضرت محمد ﷺ کے اقوال سے پاکیزہ تاثرات قائم کر کے دینی احکام کی پابندی کو لازم پکڑتا تھا...... وہاں ان احادیث کے گلدستوں کی خوشبو سے محروم رہا...... حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''بہشت میں

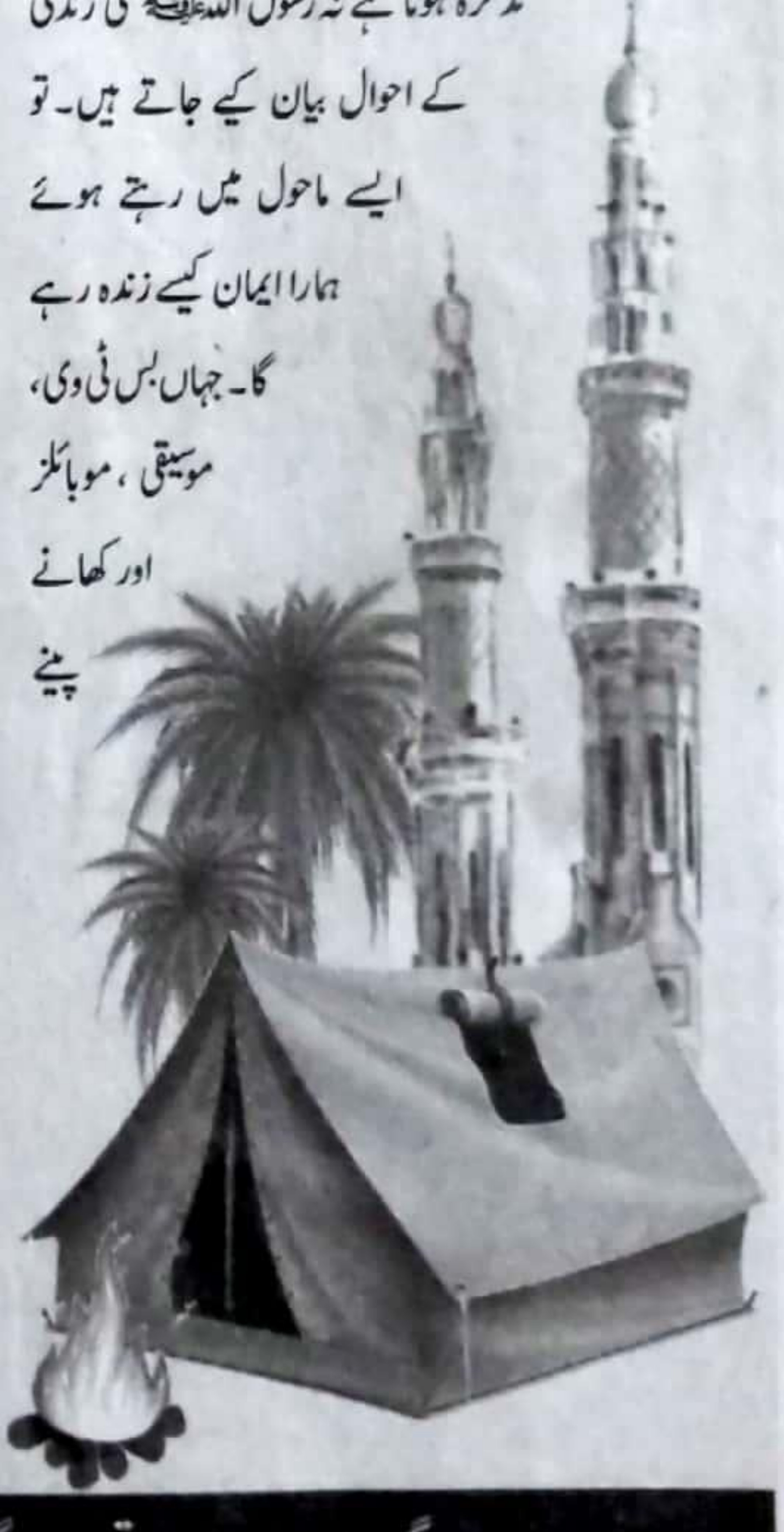
دعوتی سرگرمیاں

دورہ صفہ کی یادیں

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میرا نام زارا فاضل ہے۔ تھوراڑ سے تعلق رکھتی ہوں دورہ صفہ کے بارے میں الصافات میں پڑھتی تھی کہ اس میں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی باتیں اور اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت ہوتی ہے۔

آجکل ہمارے گھروں کے ماحول ایسے ہیں کہ نہ ہمارے گھروں میں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا تذکرہ ہوتا ہے نہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے احوال بیان کیے جاتے ہیں۔ تو ایسے ماحول میں رہتے ہوئے ہمارا ایمان کیسے زندہ رہے گا۔ جہاں بس ٹی وی، موسیقی، موبائلز اور کھانے پینے



اور عیاشیوں میں وقت گزرتا ہے تو ایمان کمزور ہوتا ہے۔ اس ایمان کو تازہ کرنے کے لیے ایسی محافل میں شمولیت اختیار کی جائے جہاں قرآن پڑھا جاتا ہو نبی ﷺ کی زندگی کا ذکر کیا جاتا ہو۔

قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا﴾

یعنی مومن وہ لوگ ہیں جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

بس اسی ایمان کو بڑھانے تازہ کرنے کو میں بھی صفہ کرنے آ گئی۔ کیونکہ یہ ایسی ہی محفل ہے جس میں اللہ کا قرآن اور نبی ﷺ کا تذکرہ ہوتا ہے۔

یہاں آ کر مجھے شروع میں بہت عجیب لگا۔ کیونکہ گھر سے دور نہیں رہتی تھی۔ لیکن جب سبق شروع ہوگیا تو پھر مزہ آنے لگا۔ اللہ کا قرآن پڑھ کر جب اپنے آپ پر غور کرتی اپنی زندگی پر غور کرتی تو پتہ چلتا کہ ہم قرآن اور حدیث سے کتنے دور ہیں۔ ہمیں اپنی زندگی قرآن وحدیث کے مطابق گزارنی ہے۔

کبھی کبھی گھر والوں کی یاد آتی، دل کمزور سا پڑ جاتا تو اساتذہ ہمیں درس دیتی کہ یہ شیطانی چال ہے وہ آپ کو سیکھنے نہیں دینا چاہتا تو پھر دل مضبوط ہو جاتا۔

جامعہ کی لڑکیوں نے ہماری بہت خدمت کی وقت پر کھانا، چائے، ناشتا، وضو کا پانی بھرنا، ہر لحاظ سے بہت اچھی خدمت کی انہوں نے۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ یہ قرآن پڑھنے اور پڑھانے کی وجہ سے اللہ نے ان کے ذریعے ہماری ضیافت کروائی۔

نشانہ بازی کرتے وقت جذبہ جہاد ابھر آتا۔ دل چاہتا کہ اسی طرح اپنے ہاتھوں سے اپنے دشمن، اللہ کے دشمن کو نشانہ بنایا جائے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ اور دشمنوں کو نشانہ بنانے کا موقع دے۔

آج ہمارے جانے کا وقت آ گیا ہے پہلے تو دن گنا کرتی تھی لیکن آج دن پورے ہو گئے ہیں لیکن جہاں گھر جانے کی خوشی ہے وہیں دکھ بھی ہو رہا ہے۔ اساتذہ سے جدائی، اور ایسی زندگی سے جدائی جس میں اللہ کا ذکر اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا تذکرہ تھا لیکن جانا تو ہے۔ دوسروں کی بھی اصلاح کرنی ہے ان شاء اللہ۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہم نے جو سیکھا ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

میرا نام کوثر شوکت ہے۔ میرا تعلق قصور سے ہے۔ دارالصفہ میں آنے سے پہلے مجھے بالکل اس کا اندازہ نہیں تھا کہ یہ دورہ کیسا ہے اس کا نصاب کیا ہے اس کا طریقہ کار کیا ہے یعنی مجھے یہاں پورے نظام کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہیں تھا۔ گھر سے میں اپنی مرضی اور خوشی سے آئی تھی۔ اصل میں قرات سیکھنا چاہتی تھی اور میں روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی سورتیں اور صبح وشام کے اذکار یاد کرنا چاہتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ صفہ میں خواتین کے مسائل کے متعلق معلومات ہوتی ہیں لیکن یہاں تو اور بھی بہت

بقیہ صفحہ 50 پر

اگر میں یہاں نہ آتی تو زندگی اسی طرح غفلت میں گزرتی جس طرح گزر رہی تھی میں اس مالک کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ جس نے ہماری بھلائی اور راہنمائی کے لیے ہمیں چن لیا۔

جہادی اور ایمان افروز واقعات سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمیں اپنے ملک اور ہمسایہ ملک کے حالات وواقعات کا پتہ بھی چلتا ہے۔ یہاں پر دیگر مسلم ممالک میں ہونے والے مظالم کو سن کر حیرانی ہوئی

فکر و نظر

خولہ خالد

پردے میں بے پردگی

پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:
''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْھُنَّ اِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْاَعْصَمِ''
''جنت میں بہت ہی کم خواتین داخل ہو سکیں گی جس طرح کووں میں سرخ پاؤں والے کوے بہت ہی کم ہوتے ہیں''۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں بہت کم خواتین داخل ہو سکیں گی سرخ پاؤں والے کوے نہایت قلیل اور نادر ہیں اکثر کوے سیاہ یا چتکبرے ہوتے ہیں۔

اس حدیث کی وضاحت ایک دوسری حدیث میں بیان ہوئی ہے: حضرت عمارہ بن خزیمہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم کسی حج یا عمرے کے موقع پر حضرت عمروؓ بن عاص کے ساتھ تھے۔ اسی دوران میں وہ فرمانے لگے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک گھاٹی میں تھے تو آپ ﷺ نے اچانک فرمایا:

''دیکھو! کیا تمہیں کوئی چیز دکھائی دے رہی ہے''؟

ہم نے عرض کیا کہ ہمیں کوے نظر آ رہے ہیں۔ ان میں سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والا کوا بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کووں میں جو تناسب اس سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والے کا ہے اسی تناسب سے خواتین جنت میں داخل ہوں گی''۔ (مسند احمد)

ہر بے پردہ عورت کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس پر ابتدا میں جنت میں داخل ہونے والی اوّلین خواتین کی معیت حرام ہے۔ اس کا سبب اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کلی طور پر جنت میں جانے کی اہل ہی قرار نہ پائے کیونکہ اس نے عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے پردے کے احکام کا انکار کیا ہے۔

اے بے پردہ خاتون! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

ترجمہ: ''اور خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر ڈالیں اور اپنے خاوندوں، اپنے باپوں، اپنے سسروں، اپنے بیٹوں، اپنے خاوندوں کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، اپنے بھتیجوں، اپنے بھانجوں، اپنی (میل ملاپ والی مسلمان) عورتوں، اپنے غلاموں، غیر شہوت والے مردوں اور عورتوں کے مخفی امور نہ جاننے والے بچوں کے علاوہ کسی پر اپنی زینت ظاہر نہ کریں اور وہ اپنے پاؤں اس قدر زور کے ساتھ زمین پر مار کر نہ چلیں کہ جس سے ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔ اے مومنو! تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ''۔ (النور 24-31)

اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ خواتین اپنے سر، گردن اور سینے کو ڈھانپ کر رکھیں کیونکہ ان میں زینت ہوتی ہے۔

اے بے پردہ خاتون! ذرا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ خاتون اور جنت کی وارث عورت کو دیکھ کہ وہ اس آیت پر کس طرح عمل پیرا ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تیری آئیڈیل اور پسندیدہ خاتون ایسی ہی عورت ہونی چاہیے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''اللہ کی قسم! کتاب اللہ کی تصدیق اور نازل شدہ احکام پر ایمان میں شدت برتنے کے معاملے میں انصاری خواتین سے زیادہ افضل خواتین میں نے نہیں دیکھیں جب سورۃ نور کی آیت ''خواتین پر لازم ہے کہ وہ اپنی اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر ڈال کر رکھیں'' نازل ہوئی تو ان کے مرد ان کی طرف پلٹ گئے اور انہوں نے خواتین کے لیے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات انہیں پڑھ کر سنائیں تو جیسے ہی کوئی مرد اپنی بیوی، اپنی بیٹی، بہن یا قریبی رشتہ دار خاتون کو یہ آیات پڑھ کر سناتا تو وہ عورت اسی وقت کھڑی ہو جاتی اور قرآن کریم میں نازل کردہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تصدیق کرتی اور اس پر ایمان لاتے ہوئے فوراً اوڑھنی لپیٹ لیتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

اے بے پردہ خاتون! اپنی ہستی کا مقصد پہچان! غور کر سلف صالحات کے مقابلے میں تو کہاں کھڑی ہے؟ خواتین کے عیوب میں سے بے پردگی موجودہ دور میں وبائے عام کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ اگر بے پردہ عورت کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ اللہ کے بندوں کے لیے کس قدر فتنوں اور گناہوں کا سبب بنتی ہے تو اسے اس بات کا بخوبی ادراک ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کا حساب کتاب بے حد مشکل ہوگا۔ بلاشبہ اس نے واضح طور پر گھاٹا اٹھایا ہے۔

یہاں میں ایک اہم بات کی طرف بھی توجہ دلانا ضروری سمجھتی ہوں کہ بے پردہ خاتون سے مراد صرف

> یہ خواتین اپنے بالوں کی لٹوں کو کھلا چھوڑ دیتی ہیں۔ جو ان کے حجاب سے باہر نظر آتی ہیں۔ گویا یہ خواتین اپنے اڑتے ہوئے بالوں کے ذریعے اپنے حسن و جمال کے بارے میں اجنبی نگاہوں کو باخبر کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ ہمارے حجاب میں حسن کی ایک دنیا پوشیدہ ہے۔

وہ ہی خاتون نہیں جو بازاروں میں کھلے منہ پھرتی ہے بلکہ بے حجابی گھر میں بھی ہوسکتی ہے۔ گھر کے اندر بے پردگی باہر کے مقابلے میں کم خطرناک نہیں۔ اس بے پردگی سے مراد قریبی نامحرم رشتہ داروں سے بے حجابی ہے۔

اس میں عورت کے اپنے کزن وغیرہ بھی آتے ہیں اور خاوند کے بھائی اور کزن بھی، عموماً انہیں گھر کا فرد تصور کر کے ان سے پردہ نہیں کیا جاتا، حالانکہ ان سے بھی پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ نور کی مذکورہ بالا آیت سے واضح ہے۔

اے میری مسلمان بہن! اگر تو اپنے نامحرم قریبی رشتہ داروں کے سوا دیگر افراد سے پردہ کرتی ہے تو کیا خیال ہے کہ تیرا یہ ناقص پردہ اللہ کو پسندیدہ ہے؟ کیا یہ پردہ اللہ کی رضا کے لیے ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! اگر تو اللہ کی رضا کے لیے پردہ کرتی تو کامل پردہ کرتی۔

درحقیقت یہ شرعی پردہ نہیں یہ تو وہ پردہ ہے جس کا سبب اللہ کی خوشنودی کا حصول نہیں بلکہ یہ اپنی خاندانی شرافت، ذاتی انانیت، رسوم ورواج یا ذاتی پسند وناپسند کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے۔

یہ طرز عمل اس بات کا غماز ہے کہ تو اپنی مرضی سے قرآن کا انکار تسلیم کرتی ہے۔ جہاں مرضی ہو تو وہاں قرآنی آیت کو قابل عمل قرار دے کر پردہ کر لیتی ہے اور جہاں مرضی کے خلاف ہو تو اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔

کیا عام مردوں سے پردہ کرنے کے حکم کے ساتھ ہی قریبی رشتہ داروں سے بھی پردہ کا حکم نہیں؟ لہٰذا تو نے کس دلیل کی بنا پر قریبی رشتہ داروں سے پردہ ترک کیا ہے؟

اگر حقیقی طور پر ایسا ہی ہے تو ذرا سوچ لے کہ یہ تو کفار اور یہودیوں کا طرز عمل ہے کہ وہ کتاب اللہ کی بعض آیات کو تسلیم کرتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔

اے میری مسلمان بہن! آیات قرآنیہ کے معاملے میں اپنی من مانیاں ترک کر دے اور تمام غیر محرم مردوں سے، چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، پردہ کیا کر۔

بے پردگی کے عیوب میں سے ایک عیب یہ بھی ہے کہ بعض خواتین خود تو پردہ کر لیتی ہیں لیکن مردوں کو دیکھتی رہتی ہیں۔

اے میری مسلمان بہن! جس طرح عورت پر اپنے آپ کو چھپانا فرض ہے اسی طرح اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی غیر محرم مرد کو نہ دیکھیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اور ایمان والی خواتین سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (النور)

مسلمان بہن! تجھے نہیں معلوم کہ آنکھوں کی بے باکی اور ان کی آزادی بہت خطرناک ہے۔ تیری نگاہوں میں ایک ایسا زہر پوشیدہ ہے جو موقع پاتے ہی کسی کو گھائل کرنے کی کوشش کرتا ہے!

وربسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ زہر تیرے ہی دل ودماغ میں سرایت کر جاتا ہے اور تیرے دماغ کو ماؤف کر دیتا ہے۔

میری بہنو! زیب وزینت والے زیبائشی حجاب سے دور رہنے کی کوشش کرنا۔

میری محترم بہن! تیری بے خبری پر افسوس! تو کیا جانے کہ زیب وزینت والا حجاب کیا چیز ہے؟ ہمارے موجودہ دور میں اکثر خواتین اس شرعی پردے کو نہیں جانتیں۔ جس کا اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ موجودہ دور میں حجاب زیب وزینت کے ایک جزو کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

خواتین حجاب کے ساتھ ایک دیدہ زیب رنگین پرس بھی رکھتی ہیں، یعنی وہ چاہتی ہیں کہ راستے پہ چلتے چلتے راہ گیروں کی نظر بھی اپنی طرف کھینچ لیں۔

یہ خواتین اپنے بالوں کی لٹوں کو کھلا چھوڑ دیتی ہیں۔ جو ان کے حجاب سے باہر نظر آتی ہیں۔ گویا یہ خواتین اپنے اڑتے ہوئے بالوں کے ذریعے اپنے حسن وجمال کے بارے میں اجنبی نگاہوں کو باخبر کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ ہمارے حجاب میں حسن کی ایک دنیا پوشیدہ ہے۔

بعض خواتین اس انداز وادا سے سکارف اوڑھتی ہیں۔ جس سے ان کی فتنہ انگیزی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور انہیں یہ زعم ہوتا ہے کہ یہ ہی حقیقی حجاب ہے۔

میری مسلمان بہن! ہمارے رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: ''اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں، اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر لٹکا لیا کریں، یہ (بات) اس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ایذا نہ پہنچائی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے''۔ (احزاب)

یہ آیت خواتین کو حجاب کے کامل اہتمام کی دعوت دیتی ہے۔ لیکن یہ حجاب کون سا ہے؟

جلیل القدر عالم دین الشیخ ناصر الدین البانیؒ نے قرآن کریم، سنت نبوی کی نصوص اور سلف صالحین سے منقول آثار واقوال کی روشنی میں حجاب کے اوصاف بیان کیے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حجاب کی مندرجہ ذیل شرائط بہر حال لازم ہیں:

☆ بدن کے مستثنیٰ اعضاء کے علاوہ تمام بدن کو ڈھانپنا

☆ حجاب ایسا نہ ہو کہ وہ بذات خود ہی زینت معلوم ہو

☆ حجاب اتنا موٹا ہو کہ اس میں سے اندرونی چیز نظر نہ آئے۔

☆ حجاب تنگ نہ ہو، بلکہ کشادہ اور ڈھیلا ہو۔

☆ حجاب پر کوئی عطر یا پرفیوم نہ لگایا گیا ہو۔

☆ حجاب مردوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو۔

☆ حجاب کافر عورتوں کے لباس سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔

میری مسلمان بہن! یہ شرطیں اچھی طرح پڑھ لے اور پوری طرح ذہن نشین کر لے۔ ان شرطوں کو مکمل طور پر پورا کر کے ہی تیرا حجاب شرعی ضوابط وقوانین پر پورا اتر سکتا ہے۔

درحقیقت یہ شرعی پردہ نہیں یہ تو وہ پردہ ہے جس کا سبب اللہ کی خوشنودی کا حصول نہیں بلکہ یہ اپنی خاندانی شرافت، ذاتی انانیت، رسوم ورواج یا ذاتی پسند وناپسند کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے۔

تعلیم وتزکیہ

خدیجۃ القانتہ طہ

قرض کی چمک یا ربوٰ کی لعنت

قرض حسنہ کے علاوہ کسی بھی قسم کا قرض جس کی واپسی پر اصل رقم کے ساتھ کچھ فیصد رقم اضافی لی جائے وہ قرض لینا اور دینا اسلام کے نزدیک حرام ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (البقرۃ:275)''اور اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے''۔

پہلے تو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ربا در اصل ہے کیا؟

قرض ادھار پر بحساب میعاد زیادہ یا اوپر رقم لینے کو ربا کہا جاتا ہے۔ ربا کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے صدقہ وخیرات کو پسند فرمایا اور مال میں اضافے کی نوید بھی دی۔

قرآن مجید میں ہے: ﴿یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ﴾ (البقرہ:276) اللہ سود (ربا) کو مٹاتا ہے اور خیرات (صدقہ) کو بڑھاتا ہے۔

اس اجمالی تفصیل کے بعد جبکہ ہم سود کی حیثیت اور حقیقت سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہمارے اس پیارے ملک پاکستان میں جو معاشی نظام رائج ہے کیا وہ اللہ کے ان واضح احکامات سے ٹکراتا تو نہیں۔

لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا تو پورے کا پورا اقتصادی اور معاشی نظام سود کی اس عظیم لعنت کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔ حال ہی میں موجودہ حکومت نے لاکھوں تعلیم یافتہ اور بے روزگار نوجوانوں کو، جو کہ ہمارے شاندار اور تابناک مستقبل کی علامت ہیں، ذاتی کاروبار کے لیے ایسے ایڈوانس لون کی چمک دار اسکیم کی طرف راغب کیا ہے جو سراسر اضعافاً مضعفۃ کا چکر ہے۔ ایک مرتبہ جو نوجوان اس اسکیم سے فیضیاب ہو جائے گا وہ اپنے شباب کے قیمتی ماہ وسال اور اپنی جوانی کی طاقت صرف روٴس المال پر ہی نہیں بلکہ سود اور سود دَر سود رقم اقساط کی شکل میں واپس کرنے میں صَرف کر دے گا۔ یہ تو اس المیہ کا ایک گھناؤنا رخ ہے اس کی دوسری قبیح شکل یہ ہے کہ جس کاروبار کی ترقی وترویج پر جو یہ رقم لگائی گئی ہے اس کاروبار کا پھلنا پھولنا تو درکنار اس کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ کی سخت وعید ہے۔

قوم کو جس سود کی طرف لگایا جا رہا ہے یہ تنہا سود نہیں بلکہ ایک ایسے سود کی عادت ڈالی جا رہی ہے جو آگے چل کر اضعافاً مضعفۃ بن جائے گا۔

سود خواہ اضعاف مضاعف اور سود دَر سود ہو یا اکہرا سود، بہرحال حرام ہے اور حرام بھی ایسا شدید کہ اس کی مخالفت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اعلانِ جنگ ہے۔

سود کی حرمت سے قبل اگر عرب یہودیوں کی معاشی اور تمدنی حیثیتوں کا تاریخی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جہاں اہل عرب میں دیگر فنون رائج تھے وہاں باہر کی دنیا سے ان کے کاروباری تعلقات بھی بڑے مستحکم تھے۔ یثرب اور بالائی حجاز میں غلے کی درامد اور چھوہاروں کی برآمد، مرغبانی، ماہی گیری، پارچہ بافی، ظروف سازی اور اسی طرح کے دیگر بیوپار میں یہ یہودی بے تحاشہ منافع خوری کرتے تھے۔ لیکن ان کا سب سے بڑا کاروبار سود خوری کا تھا جس کے جال میں انہوں نے گردو پیش کی عرب آبادیوں کو بری طرح پھانس رکھا تھا۔ اور خاص طور پر عرب قبائل کے شیوخ اور سردار جنہیں قرض لے لے کر ٹھاٹھ جمانے اور شیخی بگھارنے کا کچھ زیادہ ہی شوق تھا۔ وہ اس بیماری کے پھندے میں ساری زندگی لگا دیتے تھے۔

یہ یہودی بھاری شرح سود پر قرضے دیتے اور پھر سود دَر سود کا چکر چلاتے تھے۔

جس کی گرفت میں آجانے کے بعد مشکل ہی سے کوئی نکل سکتا تھا۔ یہ ہی شاید وہ پس منظر ہے جو سود کی نزول حرمت کا باعث بنا۔

ایک موقر جریدے میں سود کی کربناک اور شرمناک تجزیاتی رپورٹ گزشتہ دنوں میں پڑھی۔ ذرا ملاحظہ کریں۔ یہ رپورٹ سات سو خاندانوں کے سود کے مضمرات کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ سب لوگ سود کے لعنتی چکر میں پھنس گئے۔ اللہ کے احکامات کی کھلی سرتابی اور بغاوت نے ان کی نسلیں تباہ کر دیں۔

لوگوں کی فصلیں اور زمینیں فروخت ہو گئیں۔ مکان اور دکانوں کی رجسٹریاں رہن رکھ کر سود دیا گیا اور پھر وہ سود خوروں کی ملکیت بن گئیں۔

ملازموں کو ریٹائرمنٹ پر ملنے والی رقم اور پنشن لٹ گئی۔ ان کی بیٹیاں فروخت ہو گئیں۔ زبردستی ان سے بے جوڑ شادیاں کر لی گئیں۔ بعض بے چاری بالاخانوں کی زینت بنا دی گئیں۔ لوگ پاگل ہو گئے۔ پاگل خانوں میں پہنچ گئے۔ نفسیاتی مریض بن گئے۔ ماں نے سود لیا وہ قسطیں اتارتے اتارتے مر گئی۔ اور پھر بیٹی اس سود کے چکر میں پھنس گئی۔ باپ یونہی مر گیا۔ اور بیٹا اس پھندے سے نکل نہیں پا رہا۔ ایسی ایسی بستیاں موجود ہیں جہاں صرف سود خوروں کا راج ہے اور وہ اپنا حکم وہاں چلا رہے ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ سود کس قدر گھناؤنے اثرات کا حامل آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ خدارا! اس سود کی لعنت سے اپنے آپ کو اور اپنے ان نوجوان جگر گوشوں کو بچائیں۔ جس کے بارے میں واضح اور صریح حکم آ گیا اور جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دے دیا کبھی وہ بھی ہماری آئندہ زندگی کو منفعت بخش سکتا ہے؟ کیا ہمارے کاروبار کو ترقی دے سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔

اللہ سے ڈریں اور اپنی آنے والی نسلوں کو اس کے بھیانک اور دور رس اثرات سے کما حقہ بچائیں۔ یہ نہ صرف نیکی ہوگی بلکہ بڑے اجر کا سبب بھی بنے گی۔ اپنی آواز کو اور سوچ کو طاقت دیں اور اس لعنت سے سب کو بچانے کی فکر کریں۔ اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

روزہ کے مسائل

صوم کا لغوی مطلب: باب صَامَ یَصُوْمُ (نَصَرَ) سے مصدر، رک جانا۔

شرعی مفہوم: اللہ کے لیے اللہ کے احکام کے مطابق کھانے پینے، فسق وفجور کے ارتکاب اور ازدواجی فریضہ سے رک جانا۔

فرضیت: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ﴾ (البقرہ:184)۔

''اے اہل ایمان! تم پر روزے فرض کیے گئے''۔

اہمیت: اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک۔ (بخاری، کتاب الایمان)

روزے کا مقصد: ﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرہ:184)

''تاکہ تم تقویٰ اختیار کرنے والے بن جاؤ''۔

تقویٰ سے مراد: اللہ کے خوف سے اس کے منع کردہ امور کے ارتکاب سے پرہیز کرنا اور اس کے حکم کردہ امور بجالانا۔

آغاز رمضان:

☆ چاند دیکھ کر روزہ شروع کرنا چاند دیکھ کر ختم کرنا۔ (بخاری، 1900 مسلم 1080)

☆ چاند کسی وجہ سے نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرنا۔ (بخاری 1909)

☆ چاند کی رؤیت کے لیے ایک دیانت دار مسلمان کی گواہی کا کافی ہونا۔ (ابوداود 2342)

نیت: فرض کی نیت فجر سے پہلے کرنا۔ (ابوداود 2342)

نیت ارادے کا نام ہے، مروجہ الفاظ حدیث سے ثابت نہیں۔

☆ نفل روزے کی نیت زوال سے پہلے کی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس روز تا حال کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ (مسلم 1154)

سحری:

☆ بابرکت کھانا ☆ سحری کھانے کی تاکید (بخاری:1933)

☆ سحری کھانا اہل کتاب کی مخالفت (مسلم 1016، بخاری 1923)

☆ بہترین سحری کھجور (ابوداود 2345)

☆ سحری میں تاخیر کرنا مستحب (بخاری 1954)

☆ سحری کھانے والوں پر فرشتوں کا سلام (مسند احمد)

افطار:

☆ افطار کے وقت کی دعا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ'' (ابوداود مرسلا شواہد کی بنا پر قوی ہے۔البانی)

''وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ'' کے الفاظ حدیث سے ثابت نہیں۔

☆ افطاری کے بعد کی دعا: ''ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللہُ''۔ (ابوداود 2353)

☆ سورج غروب ہونے پر جلد افطار کرنا خیر کا باعث۔ (بخاری، 1957 مسلم 1098 ابن ماجہ 1697)

☆ سورج غروب ہو جانے پر افطار کرنا، چاہے اذان نہ ہو۔ (بخاری 1954)

☆ تازہ کھجور سے، یہ نہ ہو تو چھوہارے سے، یہ نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا سنت ہے۔ (ابوداو: 2356)

☆ نفل روزہ دن کو جب چاہیں کھول سکتے ہیں نہ اس پر کفارہ ہے، نہ قضا، نہ فدیہ اور نہ گناہ۔ (مسلم)

☆ ابر کی وجہ سے یا بھول کر پہلے افطار کرنے پر گناہ نہیں، نہ کفارہ، نہ قضا یا فدیہ۔ روزہ ہو گیا۔ (حاکم 2430/1)

☆ افطار کرانے پر اتنا اجر جتنا روزہ دار کا، روزہ دار کے اجر میں کمی کے بغیر۔ (ابن ماجہ 1747)

ملاحظہ: افطار کرانے سے مراد روزہ کھلوانا ہے

انجکشن بطور دوا لگانا، رگوں میں یا پٹھوں میں مثلاً پنسلین، انسولین وغیرہ۔ طاقت اور غذا کا انجکشن لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دوا کا انجکشن بھی رات ہی کا لگالیں۔ (فتویٰ مولانا صلاح الدین یوسف صاحب فقہ الحدیث از عمران ایوب لاہوری)

ام عبد منیب

رمضان کریم

پیٹ بھر کر کھانا کھلانا نہیں اگر کھانا کھلایا تو یہ الگ نیکی ہے۔

روزہ چھوڑنے کی اجازت

☆ دائمی مریض، ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے اس پر قضا نہیں۔ (دار قطنی)

☆ عارضی مریض ☆ حاملہ ☆ مرضعہ ☆ مسافر۔ (ابوداود 2308)

☆ یہ سب روزہ رکھیں یا چھوڑیں درست ہے۔ (بخاری 1943)

☆ ان سب کے لیے بعد میں قضا روزہ رکھنا لازم ہے۔ (ابوداود 2308)

☆ روزہ سفر میں گراں گزرے تو نہ رکھے۔ بعد میں قضا دے دے۔ (مسلم)

جان بوجھ کر فرض روزہ چھوڑنا:

☆ ساری عمر کے روزے بھی اس کا بدلہ نہیں بن سکتے۔ (بخاری، تعلیقا، کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان)

روزہ باطل کرنے والے امور:

☆ جان بوجھ کر کھانا پینا (بخاری 1894)

☆ جماع کرنا

روزے میں ممنوع امور:

☆ جھوٹ بولنا ☆ غیبت کرنا ☆ لڑائی جھگڑا کرنا (بخاری 1903)

☆ لغو یعنی بے ہودہ اور فضول کام

☆ رفث یعنی جنسی خواہش پر مبنی گفتگو اور حرکات

☆ جاہلی امور (بخاری 1894)

☆ مبالغے سے ناک میں پانی چڑھانا (ابن ماجہ 407)

☆ جو اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکتا ہو اس کا بیوی سے لپٹنا اور بوسہ لینا۔ (بخاری 1927)

☆ طاقت اور غذا کا انجکشن لگوانا۔

بطور دوا پٹھوں یا رگوں میں لگوا سکتے ہیں البتہ احتیاط بہتر ہے۔



روزہ توڑنے والے امور:

☆ جان بوجھ کر کھا پی لینا

☆ جماع کرنا

☆ جان بوجھ کر منی خارج کرنا

☆ حیض و نفاس کا خون جاری ہو جانا۔

روزے میں جائز امور:

☆ بھول کر کھا پی لینا (بخاری، مسلم)

اس پر کفارہ ہے نہ قضا۔

☆ بھول کر وقت سے پہلے روزہ کھول لینا (صحیح مستدرک حاکم للالبانی)

☆ خود بخود قے آنا۔ (ابوداود، ابن ماجہ)

جان بوجھ کر قے کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ اگر نفس پر قابو ہو تو بیوی کا بوسہ لینا یا اسے لپٹانا۔ (ابوداود)

☆ گرمی کی وجہ سے سر پر پانی بہانا اور غسل کرنا۔ (ابوداود)

☆ کپڑا تر (گیلا) کر کے جسم پر رکھنا۔

☆ کلی کرنا

☆ ناک میں پانی چڑھانا البتہ ان میں مبالغہ کرنا درست نہیں۔ (ابوداود)

☆ سحری ناپاکی کی حالت میں کھا کر بعد ازاں غسل کر کے فجر کی نماز پڑھنا۔ (بخاری 1926)

☆ احتلام ہونا۔ (المحلی بالآثار)

☆ پچھنے لگانا۔ (بخاری: 1938)

☆ سرمہ لگانا (ابن ماجہ 678)

☆ مسواک کرنا۔ (ابوداود 2364)

☆ کھانے کا ذائقہ چکھ کر تھوک دینا

☆ اپنا تھوک نگلنا (بخاری، کتاب الصوم

☆ مہندی لگانا

☆میک اپ کرنا

☆ٹیسٹ وغیرہ کے لیے خون دینا۔ (مجموع الفتاویٰ لابن باز)

☆عورت کا اندرونی چیک اپ کرانا

☆انجکشن بطور دوا لگانا، رگوں میں یا پٹھوں میں مثلاً پنسلین، انسولین وغیرہ۔ طاقت اور غذا کا انجکشن لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دوا کا انجکشن بھی رات ہی کو لگا لیں۔ (فتویٰ مولانا صلاح الدین یوسف صاحب فقہ الحدیث از عمران ایوب لاہوری)

☆انیما (حقنہ) کرنا ☆آنکھ یا ناک میں دوا ڈالنا، چاہے حلق میں ذائقہ محسوس ہو ☆دانت نکلوانا ☆دانت میں دوا لگانا ☆زخم پر مرہم لگانا ☆غرغرہ کرنے والی دوا استعمال کرنا بشرطیکہ دوا حلق سے نیچے نہ جانے پائے لیکن احتیاط بہتر ہے۔

☆دانتوں میں پھنسی ہوئی معمولی چیز نگل لینا اگر زیادہ چیز ہو تو بالارادہ نگلنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆کلی کے بعد منہ میں تری رہ جانا۔

☆کھانسی یا کسی اور سبب سے بلغم اگر حلق تک رہ کر نیچے چلی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر منہ میں آنے کے بعد نگلی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆غبار، مکھی ریت کے ذروں کا اندر جانا

☆خوشبو سونگھنا

☆رات باقی سمجھ کر کھاتا پیتا رہا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

فرض روزہ کب توڑ سکتے ہیں؟

☆سخت بیماری کی حالت میں

☆سفر کی حالت میں مشقت محسوس ہو تو

☆کسی کی جان بچانے کے لیے مثلاً ڈوبنے یا جلنے والے شخص کو بچانے کے لیے

روزہ رکھنا ممنوع ہے

☆حیض ونفاس والی عورت، بعد میں قضا کرے۔ (مسلم)

☆بیوی کا خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا۔ (بخاری)

جن دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے

☆عیدین کا روزہ (بخاری، مسلم)

☆ایام تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کا روزہ (ابوداود، مسلم)

حرام روزہ:

☆صوم وصال یعنی بالارادہ سحری اور افطاری کے بغیر مسلسل روزہ رکھنا۔ (بخاری)

ممنوع روزے:

☆حاجی کے لیے یوم عرفہ کا روزہ (ابوداود)

☆نصف شعبان کے بعد کا روزہ (ابوداود)

قضا یا منت کا روزہ یا عادت کے مطابق پڑنے والا روزہ نصف شعبان کے بعد بھی رکھ سکتے ہیں۔

مکروہ روزے:

☆ہمیشہ نفل روزہ رکھنا (بخاری، مسلم)

☆صرف جمعہ کا روزہ (اگلے یا پچھلے دن کا ملا کر روزہ رکھ سکتے ہیں) (بخاری، مسلم) عادت میں جمعہ کا دن آجائے یا قضا یا منت کا روزہ رکھ سکتے ہیں۔ (مسلم)

☆صرف ہفتے کا روزہ (صحیح ابوداود، ابن ماجہ)

فرض روزہ، قضا یا منت کا روزہ اور عادت کے مطابق ہفتہ آجائے تو رکھ سکتے ہیں۔ ہفتے کے ساتھ پہلے یا پچھلے دن کو ملا کر روزہ رکھ سکتے ہیں۔ (ابن خزیمہ 1267)

لہٰذا جمعہ اور ہفتہ یا ہفتہ اور اتوار کا ملا کر روزہ رکھا جاسکتا ہے۔

مستحب روزے:

☆شوال کے چھ روزے گویا سارے سال کے روزے رکھے۔ (مسلم، ابوداود، ابن ماجہ) پے در پے یا متفرق بھی رکھ سکتے ہیں۔

☆یوم عرفہ کا روزہ غیر حاجی کے لیے گزشتہ اور آئندہ کے سال کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مسلم، ابن ماجہ)

☆دس اور نو محرم کا روزہ (مسلم)

☆رمضان کے بعد محرم کا روزہ افضل ہے۔ (مسلم، ابوداود)

☆ایام بیض یعنی قمری ماہ کے تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کے روزے۔ (مسلم، ابوداود، ابن ماجہ) یہ ہمیشہ کے روزوں کی مانند ہیں۔

☆سوموار اور جمعرات کا روزہ (ابن ماجہ للالبانی)

☆ہر ماہ تین روزے (کسی بھی دن) رکھنا (ابوداود)

☆فی سبیل اللہ روزہ رکھنا (بخاری، کتاب الجہاد) یعنی مجاہد کا روزہ رکھنا۔

☆رسول اللہ ﷺ ہفتے اور اتوار کا روزہ اکٹھا رکھتے اور فرماتے یہ مشرکوں کے عید کے دن ہیں اس لیے روزہ رکھ کر ان کی مخالفت کرتا ہوں۔ (ابن حبان)

بہترین نفلی روزہ:

☆صوم داودی یعنی ایک دن ناغہ کرنا ایک دن روزہ رکھنا۔ (بخاری، مسلم)

قضا روزے کے احکام:

☆قضا روزے متفرق یا پے در پے دونوں طرح رکھے جاسکتے ہیں۔ (بخاری)

☆اگلے شعبان تک قضا موخر کی جاسکتی ہے۔ (بخاری، مسلم، ابوداود)

☆جو اگلے رمضان تک قضا نہ رکھ سکے، وہ گزشتہ قضا روزوں کا فدیہ فی روزہ ایک مسکین کا کھانا بھی دے اور روزہ بھی رکھے۔ (بخاری)

☆پہلے قضا روزے رکھے پھر نفل روزے رکھے۔ (فتح الباری قول ابوہریرہ وعائشہ)

☆نفلی روزوں کی قضا نہیں۔ (ابوداود)

☆مسکین کے کھانے کی مقدار نصف صاع (سوا کلو) (دارقطنی)

☆روزے کی قضا ایک مسکین کا ویسا کھانا ہے جیسا خود کھاتے ہیں۔

☆جسے فدیہ دیا جائے اس کا روزہ رکھنا لازم نہیں، اسی لیے فدیہ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں دیا جاسکتا ہے۔

جو جماع کر بیٹھے:

☆جو جماع کر بیٹھے جان بوجھ کر یا بھول کر، اس کا کفارہ ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے یہ نہ ہو سکے تو پھر پے در پے دو ماہ کے روزے، یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

☆کفارے میں اوپر دی گئی ترتیب لازمی ہے۔ (بخاری، مسلم)

☆اگر بیوی کی مرضی بھی شامل ہو تو اس پر بھی

بھی کفارہ ہے۔(ابن ماجہ)

☆اگر شوہر نے زبردستی کی تو بیوی پر کفارہ نہیں۔

☆اس دن کا قضا روزہ بھی رکھنا ہوگا۔

میت کے ذمے روزے:

☆میت پر فرض یا منت کا روزہ ہو تو اس کا ولی رکھ سکتا ہے۔(بخاری، مسلم، ابوداود)

☆میت کے قضا روزوں کا فدیہ دیا جا سکتا ہے، اس کے ترکے میں سے یا اس کے وارث یا کوئی بھی اپنی طرف سے ادا کر سکتا ہے۔

☆میت کی طرف سے اس کے ذمے نذر کے روزے کے علاوہ کوئی روزہ نہیں رکھ سکتے۔

تراویح:

☆ قیام اللیل، تہجد، تراویح ایک ہی نماز کے نام ہیں۔

وقت: نماز عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک۔(مسلم)

☆ دو دو رکعت کر کے پڑھنا مستحب ہے۔(مسلم)

☆تراویح مستحب ہے اس کی ترغیب دلائی گئی ہے۔(ترمذی)

☆باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔(ترمذی)

☆عورتیں مسجد میں جا کر تراویح میں شرکت کر سکتی ہیں۔(ترمذی)

☆تراویح میں قرآن حکیم سے دیکھ کر تلاوت کرنا جائز ہے۔(بخاری، کتاب الاذان)

☆ تین راتوں سے کم میں قرآن حکیم ختم کرنا درست نہیں۔(ابوداود)

☆ رسول اللہ ﷺ نے رمضان اور رمضان کے علاوہ مہینوں میں بھی 11 رکعت ہی پڑھی ہیں۔(بخاری) آٹھ نفل اور تین وتر۔

لیلۃ القدر:

☆ہزار مہینوں سے بہتر رات ☆فرشتوں کے نزول کی رات

☆سراسر سلامتی (سورۃ القدر)

☆ شب قدر میں ثواب کی نیت سے قیام کرنے سے پہلے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔(بخاری)

☆آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات۔(بخاری)

☆دعائے شب قدر: ''اللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی''۔(ترمذی)

اعتکاف:

مطلب: بند رہنا، کسی چیز کو لازم پکڑ لینا۔

شرعی مفہوم: خاص کیفیت سے کسی شخص کا خود کو مسجد میں روک لینا۔

☆سنت ہے۔

☆رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف موکد ہے۔(بخاری)

☆ غیر رمضان میں بھی اعتکاف کیا جا سکتا ہے۔

☆اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں۔

☆صرف مسجد میں ہوتا ہے۔(البقرہ)

☆ خواتین بھی مسجد میں اعتکاف کریں۔(البقرہ)

☆۲۰ رمضان کو مغرب کے وقت مسجد میں پہنچ کر اگلے روز فجر کو اعتکاف والی جگہ میں داخل ہونا چاہیے۔(فتح الباری)

اعتکاف میں ممنوع افعال:

☆ کبائر کا ارتکاب ☆ ہم بستری ☆ بغیر ضرورت مسجد سے باہر نکلنا ☆ عیادت ☆ جنازے میں شرکت (اگر مسجد میں جنازہ پڑھا جائے تو شامل ہو سکتے ہیں)

اعتکاف کو باطل کرنے والے امور:

☆مرتد ہو جانا ☆ کبیرہ گناہ کا ارتکاب ☆ ہم بستری ☆ بغیر ضرورت مسجد سے باہر نکلنا

اعتکاف میں جائز امور:

☆جائے اعتکاف سے باہر نکلنا (لیکن مسجد ہی میں رہنا)(بخاری)

☆سخت حاجت کے وقت مسجد سے نکلنا اور حاجت پوری کر کے فوراً واپس آ جانا۔

☆ کھانا پینا ☆غسل کرنا ☆ بیوی سے کنگھی کروانا یا تیل لگوانا، سر دھلوانا۔(بخاری)

☆خیمہ لگانا ☆ چارپائی اور بستر بچھانا ☆کسی کا ملنے کے لیے آنا ☆ قضائے حاجت کے لیے نکلنا۔

بقیہ: یہ لہو کارواں امن لا جائے گا

ہے جب میں نے آپ کو فون کیا کہ میں مظفر آباد جا رہا ہوں تو آپ نے جس رویہ سے مجھے الوداع کہا مجھے اکثر ستاتا ہے۔

میرے بھائی آپ ہر کام کرنے کی مہارت رکھتے ہیں۔ لہٰذا آج میں آپ کو وہ آپ کا بھولا ہوا سبق یاد کرواتا ہوں کہ آ جائیں انہی پرانی راہوں پر جن پر چل کر بندہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ آپ کی وہ راہیں منتظر ہیں جن پر آپ زمانہ طالب علمی میں چلا کرتے تھے۔ میں نے زندگی میں آپ سے بہت فرمائشیں کیں کچھ آپ نے پوری کیں کچھ پر انکار۔ لہٰذا آج آخری خواہش ہو سکے تو پورا کر کے مجھے فرحت بخشیں، وہ یہ کہ آپ داڑھی کو معاف کر دیں، نماز کی پابندی کریں، شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھیں پینٹ شرٹ وغیرہ کو ہاتھ نہ لگائیں، اور اپنے بزنس ٹائنز کو پھر ایک دفعہ دیکھ لیں یا فتویٰ لے لیں کہیں وہ حرام نہ ہو اگر حرام کی تھوڑی سی بھی آمیزش ہو تو چھوڑ دیجئے گا۔ میرے امی، ابو، اور بہن کا بہت خیال رکھنا، بھابھی جان کو بہت بہت سلام۔

بھابھی جان! اپنے جگر گوشے کو جہاد کی راہ پر وقف کر دینا میں آپ کے پیارے جوان کو نہ دیکھ سکا خیر جنت میں ملوں گا اس سے بھی۔ لہٰذا اسے مجاہد بنا کر شہادت کے لیے خود تھپکی کر روانہ کرنا اسے میرا سلام کہنا کل کو جب وہ ان راہوں پر آئے گا تو اس کو میری قبر کے نشانات ضرور ملیں گے۔ اللہ آپ کو اور آپ کے عظیم شوہر کو سدا سلامت اور خوش رکھے آمین۔

مقتل بھی ہمارا گہوارہ زنداں بھی ہمارا مسکن ہے
ہم راہ اللہ پر جان دیں گے سارے جہاں پہ روشن ہے

Oh My Dear!
I am waiting you on the
front Door of the Paradise.
So come soon.
Plz Plz
Pick the Gun and Kill to all
enemy of Islam.
Your: Kashi



سفر نامہ

ام سعد

فی سبیل اللہ

کوٹری سے واپسی پر ام عبداللہ نے کہا کہ آپ کو اماں عائشہ ہسپتال ضرور دکھانا ہے جو کہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام قائم کیا گیا ہے۔ اور غریب لوگوں کے لیے یہ ایک کامیاب اور بہترین منصوبہ ہے۔

رات کا وقت تھا، برلب سڑک ہی گاڑی رکوا کر ہم ام عبداللہ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے ہسپتال کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئے اس ہسپتال کی تمام انتظامیہ اور ڈاکٹرز خواتین پر مشتمل تھی یہاں کوئی مرد کسی شعبے میں دکھائی نہیں دیا۔ ہم نے خواتین وارڈز اور پرائیویٹ کمروں میں گھوم پھر کر دیکھا آپریشن تھیٹر سے لے کر جنرل میڈیکل اور علاج معالجہ کی بہترین سہولیات موجود تھیں۔

شعبہ گائنی میں بھی ایمرجنسی میں لیڈی ڈاکٹر ڈیوٹی پر تھیں صفائی کا بہترین انتظام تھا مریضوں کا شور شرابا یا عیادت کرنے والوں کی بھیڑ نہیں تھی اور بہت پرسکون ماحول بنایا گیا تھا۔ اور اس علاقے میں یہ خواتین کے لیے باپردہ اور سستے علاج کا بہترین ہسپتال تھا۔ بہت جلد لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا۔

اس کے علاوہ سٹاف کی خوش اخلاق قرآن وحدیث کی روشنی میں بیماری کا علاج اور صبر کی تلقین ہر کارکن کا دین کی دعوت اور عمل کے ساتھ لوگوں کو قائل کرنا ایک ایسا منفرد انداز تھا جو پریشان حال لوگوں کو اس طرف کھینچ لاتا تھا بلاشبہ فیصل ندیم کی سندھ میں انتھک محنت کے نتیجے میں کئی مساجد کی تعمیر کے بعد اس ہسپتال کا قیام ایک عظیم کارنامہ تھا جہاں عقیدۂ توحید رکھنے والے لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہیں لیکن دین کی دعوت بہت موثر انداز میں آگے بڑھائی جا رہی ہے الحمد للہ علیٰ ذلک۔

ہسپتال سے نکل کر ہم گھر پہنچے نیند کا غلبہ ہو رہا تھا لہٰذا لیٹ کر سونے کے اذکار شروع کیے اور اسی دوران سو گئے۔

کوٹری سے ہم شہداد پور سائنس کالج میں رات کو ہی پہنچ گئے عبدالواحد بھائی الدعوہ سکول سسٹم سندھ اور کراچی کے مدیر ہیں اور کئی سال سے جماعت کے تعلیمی شعبے کو کراچی اور سندھ میں منظم کر کے ہزاروں طلباء وطالبات کے لیے انہوں نے دینی اور عصری تعلیم کے تقاضوں کو ہم آہنگ کرتے ہوئے ایک بہترین امتزاج پیش کر کے شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔ ان کی اہلیہ ام طلحہ بھی اس کام میں ان کے ساتھ ساتھ ہیں اور طالبات کے شعبے میں بطور پرنسپل کام کر رہی ہیں۔

اس کے علاوہ عبدالواحد بھائی دو شہداء کے بھائی ہونے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں جبکہ ان کے خاندان میں دیگر شہداء کی قربانیاں بھی موجود ہیں۔

شہداد پور میں صبح الدعوہ ماڈل سکول میں یوم والدین کے موقع پر ماؤں کا اجتماع تھا موقع کی مناسبت سے ام ولید اور راقمہ نے باری باری آج کے دور میں ماؤں کی ذمہ داریوں کے حوالے سے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق گفتگو کی اس کے بعد سندھ یونیورسٹی کی طالبہ نے علیحدگی میں ملاقات کے لیے کچھ وقت لیا اور لڑکے لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کے حوالے سے اپنے ساتھ پیش آنے والے تلخ حادثے کی روداد سنا کر روتے ہوئے کہنے لگیں:

خدا کے لیے نئی نسل کو بربادی سے بچانے کے لیے مخلوط تعلیم اور مخلوط سوسائٹیاں ختم کرنے کا میرا پیغام آپ ہر گلی کوچے تک پہنچا دیں تاکہ ہماری معصوم بچیاں بربادی سے بچ جائیں۔

پھر انہوں نے اپنا نام راز میں رکھنے کا وعدہ لیتے ہوئے اپنا نام اور فون نمبر لکھواتے ہوئے کہا کہ وہ فون پر

شعبہ گائنی میں بھی ایمرجنسی میں لیڈی ڈاکٹر ڈیوٹی پر تھیں صفائی کا بہترین انتظام تھا مریضوں کا شور شرابا یا عیادت کرنے والوں کی بھیڑ نہیں تھی اور بہت پرسکون ماحول بنایا گیا تھا

اور اس علاقے میں یہ خواتین کے لیے باپردہ اور سستے علاج کا بہترین ہسپتال تھا۔ بہت جلد لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا۔

ان کا شوہر پونیا نامی نوجوان جب مسلمان ہوا تو ہندوؤں نے اسے بہت مارا پیٹا کئی دن تک بھوکا رکھتے اور گھر میں قید رکھتے چھپ چھپا کر کوئی نہ کوئی کچھ کھانے کو دے دیتا آخر کار پولیس کی مداخلت سے انہیں مقامی لوگوں نے گھر سے برآمد کروا کر تھانے بلوایا۔

دینی مسائل اور راہ نمائی کے لیے رابطہ رکھیں گی۔

پروگرام کے بعد سکول سے ملحقہ رضیہ ام طلحہ کے بھائی کے گھر میں کھانے کا اہتمام تھا۔ اس پُرتکلف دعوت میں کافی مہمان جمع تھے۔ کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کیا اس کے بعد جامع مسجد .... میں خواتین کا پروگرام تھا لہٰذا مسجد میں پہنچے نمازِ عصر کے فوراً بعد پروگرام شروع ہوا اور مغرب سے پہلے ختم ہو گیا خواتین کی کثیر تعداد جمع ہوئی۔

ہم راشدہ کے ہمراہ ٹنڈو آدم پہنچے راشدہ کے گھر میں ہمارا قیام تھا۔ یہ ٹنڈو آدم کے مسئول بھائی عنایت اللہ کی اہلیہ ہیں اور دعوت کے میدان میں کئی سال سے سرگرم ہیں چونکہ اس گھرانے کا تعلق پنجاب سے ہے اور اس خاندان کے تمام مرد اور عورتیں دعوت وجہاد کے میدان سے دامے درمے سخنے وابستہ ہیں پنجاب سے آنے والے کی مہمان نوازی ان کے ذمہ ہے جس کو یہ اپنا شرف سمجھتے ہیں۔ اخلاص اور ملنساری ان کی خاص پہچان ہے اس محبت اور خلوص کا بنیادی عنصر بھی اس خاندان کی قربانی ہے اور وہ عظیم قربانی عنایت اللہ کا خالہ زاد بھائی عبدالماجد اسیر کی ذات ہے جو کئی سال سے ہندوستان کی جیلوں میں ہندو بنیے کی اذیت ناک قید میں عزم واستقامت سے داستانِ عزیمت رقم کر رہے ہیں۔

عبدالماجد کے والد محترم جو تھوڑا عرصہ پہلے ہی وفات پا گئے تھے ان کی تعزیت کے لیے ہم شام کو شعبہ خواتین کی ٹیم کے ہمراہ ان کے گھر گئے عبدالماجد کی والدہ محترمہ جو صاحب فراش ہیں اور بینائی بھی کافی حد تک کمزور ہے بہت ہی تپاک اور محبت سے ملیں اپنے مرحوم رفیق حیات کی یادوں کے ساتھ ساتھ وہ عبدالماجد کی یادوں کو بھی دہرا رہی تھیں ان کے لب ولہجہ سے مایوسی کی بجائے امید ورجا اور فخر کے جذبات کا اظہار ہو رہا تھا کافی دیر تک وہ اپنے بیٹے کی یادداشتیں دہراتی رہیں اس دوران انہوں نے اپنی بہوؤں کو ہماری مہمان نوازی کی ہدایت کی اور اپنی بچیوں کو مہمانوں کو ہینڈ فین سے ہوا دینے پر لگائے رکھا۔

چونکہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے اندھیرا اور گرمی بھی تھی بچیاں مستقل اپنی ڈیوٹی کرتی رہیں ایک گھنٹے سے زائد ہم ان کے پاس بیٹھ کر ان کی باتیں سنتے رہے پھر اجازت لے کر واپسی کے لیے نکلے اس چھوٹی سی گوٹھ (سندھ میں گوٹھ چھوٹے سے گاؤں کو کہتے ہیں) میں یہ خاندان اکیلا ہی آباد ہے انہوں نے ایک مسجد بھی بنائی ہوئی ہے جس میں دعوت وجہاد کی تعلیم وتبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔

راشدہ کے گھر واپسی پر آ کر ہم نے رات کا کھانا کھایا، کھانا خود عنایت اللہ بھائی نے تیار کیا ہوا تھا۔ راشدہ کہنے لگی دین کی دعوت میں ہم دونوں نکلتے ہیں تو اکثر میں لیٹ ہو جاؤں یا زیادہ مہمان آ جائیں تو عنایت اللہ بچیوں کے ساتھ مل کر بہت شوق سے کھانا تیار کر لیتے ہیں دین کے کام میں ایسی ہم آہنگی اور باہمی تعاون واقعی قابل رشک تھا اس اعتبار سے راشدہ بہت خوش نصیب عورت ہے۔

۔۔۔(شیخ راشد صاحب کے گھر میں کھانا کب کھایا)

17 دسمبر صبح سویرے ہمیں ننجرو جانا تھا یہ ابوعمار انجم کا گھر ہے ابوعمار انجم بڑے بھائی تھے جنہوں نے 1990 کے عشرے میں شہادت پائی اور سندھ کے سفر کے دوران ان کے گھر پروگرام اور قیام وطعام لازمی ہوتا ہے یہ کئی سالوں سے معمول تھا لہٰذا اس مرتبہ بھی ابوعمار انجم کے ہاں پروگرام تھا یہاں پہنچ کر پتہ چلا کہ ان کا دوسرا بھائی بھی شہید ہو چکا ہے۔ ابوعمار کے دو بچے اور بیوہ بھی یہیں رہتے ہیں۔ اب وہ بچے کالج میں زیر تعلیم ہیں اور ددھیال والوں کی سرپرستی میں ہی ہیں ایک بھائی کی شادی عبدالواحد بھائی کی بہن سے ہونے کے سبب سے اہل شہداء کا یہ گھرانہ اور بھی ممتاز مقام حاصل کر چکا ہے کہ دو شہیدوں کا بھائی اور دو شہیدوں کی بہن رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے بڑے بھائی کی بیوہ اور بیٹا بیٹی بھی مزید گہرے رشتوں میں بندھ جانے کی وجہ سے مزید محفوظ سہاروں کی پناہ میں آ گئے ہیں۔

شہید ابوعمار کی بیٹی جو کہ شہادت کے وقت چند ماہ کی تھی اب بی اے کی طالبہ ہے اپنے والد کے تذکرے پر آبدیدہ ہو گئی پھر اپنی دادی کا تذکرہ کر کے اداس ہونے لگی جو کہ تھوڑا عرصہ قبل ہی فوت ہوئی تھیں۔

یہیں ہماری ملاقات ایک سندھی خاتون سے ہوئی جس کی شادی ہندومت سے مسلمان ہونے والے نوجوان سے ہوئی تھی ابوعمار کی بھابھی نے تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ شعبہ خواتین کی بہت محنتی اور متحرک کارکن ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے شوہر کی استاد بھی ہیں یہ بات حیرانی کا سبب بنی کہ بیوی شوہر کی استاد کیسے بن سکتی ہے؟ اس پر فرح ناز نے بتایا کہ

ان کا شوہر پونیا نامی نوجوان جب مسلمان ہوا تو ہندوؤں نے اسے بہت مارا پیٹا کئی دن تک بھوکا رکھتے اور گھر میں قید رکھتے چھپ چھپا کر کوئی نہ کوئی کچھ کھانے کو دے دیتا آخر کار پولیس کی مداخلت سے انہیں مقامی لوگوں نے گھر سے برآمد کروا کر تھانے بلوایا تو تھانے میں بھی اس کی پٹائی کی گئی کہ شاید یہ کوئی ڈرامہ بازی کر رہا ہے لیکن انہوں نے اعلانیہ طور پر تھانے میں بھی یہی کہا کہ میں نے مندر کو چھوڑ کر مسجد کو پسند کر لیا ہے میرے ساتھ جو چاہے کریں میں پونیا سے محمد علی بن چکا ہوں۔

جب ہندوؤں کو یقین ہو گیا کہ اب یہ کسی قیمت پر ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا تو انہوں نے پیچھا چھوڑ دیا ادھر مسلمانوں کو بھی اس کی سچائی کا ثبوت مل گیا تو پھر تھانیدار صاحب نے اس کو تھپڑ مارنے پر اس سے معافی مانگی اور باعزت طور پر رہا کر دیا۔

خادم الرحمٰن بھائی جن کے ہاتھ پر اس نے اسلام قبول کیا تھا انہوں نے اسے اپنا بھائی بنا کر اپنے پاس رکھ لیا پھر ان کا ختنہ کروایا گیا اور عدالتی کاروائی کر کے قبول اسلام کا باقاعدہ اعلان کروایا گیا اور پھر خادم الرحمٰن صاحب نے ان کی شادی کے لیے میرے بھائیوں کو میرے لیے پیغام دیا۔ میرے بھائیوں اور خادم صاحب کی جماعتی حوالے سے گہرا تعلق تھا لیکن ہمارے خاندان رشتہ عزیزداری میں ہی کرتے ہیں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ کہاں ایک نئے مسلمان کو

بیٹی دے دی جائے پہلے جو ہندو تھا۔

لیکن جماعتی سطح پر بات چلانے کی وجہ سے یہ رشتہ ہو گیا میرے گھر والے آپس میں اس بات کو مجھ سے چھپانے کی پوری کوشش کر رہے تھے کہ لڑکی کو نو مسلم والی بات کا پتہ نہ چلے جبکہ میں نے اپنی رضامندی سب کچھ جانتے ہوئے ظاہری کی تھی میں نے اپنے آپ کو بصد خوشی اس عظیم قربانی کے لیے پیش کیا تھا اور میرے سامنے بہت سے خدشات تھے کہ شادی کے بعد میرے خاندان اور معاشرے والے نجانے مجھے اور میرے شوہر کو کس نظر سے دیکھیں گے اور ہمارا اور ہماری اولاد کا کیا مقام ہوگا؟ لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ مجھے کبھی ندامت یا عار محسوس نہیں ہوئی۔

ہماری شادی کو اٹھارہ سال ہو گئے ہیں میرے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں محمد علی سانگھڑ سول انڈسٹری میں ملازمت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رزق میں بہت برکت دے رکھی ہے میں خود بھی کپڑے سلائی کرتی ہوں تا کہ بچوں کو مالی پریشانی نہ ہو ہمارے خاندان نے ہمیں بہت عزت دی ہے۔

میری ساس مامتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر کبھی کبھی ملنے کے لیے آ جاتی ہے ہم نے اس کے برتن علیحدہ رکھے ہوئے ہیں۔ جب آتی ہے تو پھر ان کی بہت خدمت اور مہمان نوازی کرتے ہیں اسلام کی دعوت بھی دیتے ہیں۔

محمد علی کے قبول اسلام میں خادم الرحمٰن صاحب کا بہت بڑا کردار ہے۔ فرح ناز کے بیان کے مطابق محمد علی کا کہنا ہے کہ خادم صاحب زمیندار تھے اور میں ان کے پاس ملازمت کرتا تھا مجھے گھر کا فرد ہی سمجھتے تھے گھر میں کھانا کھانے جاتا تو میرے برتن علیحدہ رکھے ہوئے تھے اس پر مجھے بہت دکھ ہوتا کہ اتنا قریب رکھنے اور محبت کرنے کے باوجود میرے برتن علیحدہ رکھے ہوتے ہیں میں بہت سوچتا رہا جتنا سوچتا میرے اندر کا احساس اور بھی گہرا ہوتا رہا حتی کہ میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ماں مجھے کھانا بنا کر دیتی تو میں راستے میں لا کر پھینک دیتا گھر والوں نے مجھ پر کڑی نظر رکھنی شروع کر دی پھر انہوں نے مجھے بہت مارا پیٹا اور پولیس کے حوالے کر دیا میں نے پولیس والوں سے فرار حاصل کرنے کے لیے چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا دی اور بھاگ گیا اس کے بعد خادم الرحمٰن صاحب کے گھر کو نشانہ بنایا گیا اور طرح طرح سے تنگ کیا گیا لیکن انہوں نے کمال استقامت سے میرا ساتھ دیا اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر جو حق تھا اسے حقیقی طور پر ادا کر دیا ان کی وجہ سے ہی آج میں ایک مسلمان گھرانے کا سربراہ بن کر عزت اور وقار کی زندگی گزار رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان عظیم قربانیوں کا اجر عطا فرمائے۔ آمین

ابو عمار کے گھر میں پروگرام اور فرح ناز سے مجلس کے بعد سب کے دلوں میں ایمانی جذبوں کو نئی حرارت ملی اور قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہو گئی جب لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد بڑی سے بڑی قربانی پیش کرتے ہوئے بھی نہیں گھبراتے تھے جبکہ آج کا مسلمان چاہتا ہے کہ مسلمان بھی بنا رہے اور کوئی قربانی بھی نہ دینا پڑے اس مجلس میں کھانا بھی تھا لیکن کھانے کی طرف دھیان بہت کم رہا تھا لہٰذا کھانے سے لوگ جلد فارغ ہو گئے۔

اب ہمیں سانگھڑ جانا تھا۔ سانگھر کے گاؤں چار چک میں نمازِ عصر کے بعد پروگرام تھا بہن ام سعد اپنے مجاہد بھائی کی معاونت سے خواتین میں دعوت کا کام کرتی ہیں۔ اخبارات اور مجلہ جات تقسیم کرتے ہیں موسم سخت گرم تھا لیکن چھوٹے سے گھر میں بڑی تعداد میں خواتین جمع ہوئیں اور شرک و بدعت کے موضوع پر درس کے بعد سوال وجواب شروع ہوئے تو نمازِ مغرب کے قریب اس نشست کا اختتام کیا گیا یہاں بھی کھانے کا بے حد اصرار تھا لیکن ہم نے صرف چائے پی اور کھانے سے معذرت کر لی۔

سانگھڑ سے ہم نے سفر شروع کیا۔ نواب شاہ میں ہمارا رات کا قیام تھا نمازِ عشاء کے بعد ہم نواب شاہ پہنچے ابو حماد بھائی جو نواب شاہ کے مسئول ہیں انہوں نے ہمارے قیام کا بندوبست ابو احمد بھائی کے گھر میں کیا ہوا تھا ابو احمد بھائی سکول ٹیچر ہیں اور جماعت کے بہت مخلص کارکن بھی ان کی بیٹیاں لاہور میں مدرسہ وسن پورہ میں زیرِ تعلیم ہیں اور دورہ صفہ میں بھی کافی عرصہ تک تدریس اور خدمت کرتی رہی ہیں اس چھوٹے سے سادہ گھر میں ضیافت اور مہمان نوازی کا بہت زیادہ اہتمام نظر آیا۔

سندھی اور پنجابی کھانے تیار تھے ام احمد بہن نے جلدی جلدی دسترخوان لگایا۔ بھوک بھی بہت لگ رہی تھی۔ لہٰذا ہم نے کھانا شروع کیا تو اتنے میں ام حماد بہن اور دیگر پنجابی بہنیں ملنے کے لیے پہنچ گئیں۔ دین کی دعوت کے بارے میں سندھ کے حالات پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے انہوں نے سندھ میں ہندوؤں کی غالب اکثریت کی وجہ سے لوگوں کی معاشرتی اور اخلاقی حالت کے حوالے سے بہت زیادہ بگاڑ اور خرابیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کے اثرات اور اصلاح پر درس دینے کی تلقین کی اس کے علاوہ ابو حماد بھائی کے گھر میں ڈکیتی اور عبدالرحیم چیمہ صاحب کی شہادت کے وقوعہ کے حوالے سے بھی انہوں نے بتایا کہ کس طرح دعوت کا شعبہ اس حادثہ سے متاثر ہوا ہے یہ حادثہ گزشتہ سال رمضان المبارک میں پیش آیا تھا۔

نیند سے ہماری آنکھیں بند ہو رہی تھیں بہنوں نے اس بات کو محسوس کرتے ہوئے اجازت چاہی ہم نے بھی ان کے رخصت ہوتے ہی فوراً نمازِ مغرب اور عشاء جمع قصر ادا کیں اور بستروں میں جا پہنچے۔ یہاں آ کر محسوس ہوا کہ اندرونِ سندھ میں دن بہت گرم لیکن راتیں خنک ہو جاتی ہیں بلکہ یہاں تو بستروں پر خوبصورت نئے لحاف رکھے تھے پتہ چلا کہ رات کو لحافوں کی ضرورت محسوس ہوگی۔

صبح کے ناشتے کی دعوت ام حماد بہن دے گئی تھیں لہٰذا نمازِ فجر کے بعد تلاوت واذکار کے ساتھ ہی ان کا فون آ گیا اور ابوذر بھائی اور توقیر جو رات کو ابوحماد بھائی کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے ہمیں لینے آ گئے۔ جو بالکل قریب ہی تھا ام احمد بہت ہی سادہ مخلص خاتون ہیں اور سندھی رلیاں جو رنگ برنگے کپڑوں کے ٹکڑے جوڑ کر بنائی جاتی ہیں مخصوص طرز کی بستر اور فرشی چادریں بناتی ہیں اور ایسی ہاتھ سے بننے والی کئی چیزیں کشیدہ کاری وغیرہ کا کام کر کے اپنی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ اپنی بچیوں کے جو لاہور میں زیرِ تعلیم ہیں تعلیمی اخراجات اور آنے جانے کا کرایہ اور گھریلو معاملات کو چلانے میں اپنے شوہر کی مددگار ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ دین کی دعوت اور جہاد کا جذبہ بھی مثالی نظر آیا۔

ابوحماد بھائی کی والدہ محترمہ اور بڑی بھابھی بھی انتظار میں تھیں۔ بہت پرخلوص گھرانہ ہے دعوتی سفر پر آنے والے اکثر مہمان اسی گھر میں قیام کرتے ہیں اسی حوالے سے والدہ محترمہ نے بہت رنجیدہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

چیمہ صاحب کی شہادت کے بعد تو ہم اپنے گھر

میں مہمان بلاتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں چیمہ صاحب بھی ہمارے مہمان تھے۔لیکن ہمارے گھر میں گھسنے والے ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ صدمہ بھولنے والا نہیں ہے۔بس اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لکھا ہوا تھا۔ انہیں رمضان کے بابرکت مہینے میں شہادت نصیب ہو گئی جی ہاں اللہ تعالیٰ قبول فرمالے۔ انہوں نے ایک ڈاکو قتل بھی کیا اور دوسرے کو زخمی کر دیا بہت سخت مقابلہ ہوا ڈاکوؤں نے سب گھر والوں کو یرغمال بنالیا تھا اور کسی کو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا آناً فاناً ہی سب کچھ ہو گیا۔

ام حماد نے ناشتہ لگا دیا تھا ہم نے ناشتہ کیا اور گھر کے قریب ہی ایک سکول میں پروگرام کے لیے کھلے پرائیویٹ سکول میں طالبات اور ٹیچرز کے علاوہ خواتین کافی تعداد میں جمع تھیں۔ لہٰذا تعلیمی اور ثقافتی دونوں حوالوں سے کافروں کی یلغار اور اس سے مقابلے کے لیے ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ پروگرام کے اختتام پر زلزلہ زدگان کے لیے خواتین نے نقدی اور زیورات برائے تعاون جمع کروائے۔

آفس پرنسپل میں چائے کا اہتمام تھا جو کہ بغیر ضرورت کے مروّتاً پینی پڑی لیکن اسی بہانے سے ٹیچرز سے مختصر نشست ہو گئی اور ام ولید نے انہیں پردے اور فیشن کی حدود کے حوالے سے نصیحت کی۔اب مقامی بہنوں نے اجازت لی۔

جبکہ ام حماد رہنمائی کے لیے ہمارے ساتھ رہیں اب ہم نے ہالہ جانا تھا۔گیارہ بجے ہالہ پہنچے،بہن فاطمہ جو یہاں خواتین کی مسئولہ ہیں۔ مقررہ وقت کے مطابق خواتین کو جمع کر کے منتظر بیٹھی تھیں۔ام ولید نے تلاوت اور نظم کی دعوت دی ایک خاتون نے تلاوت اور بچی نے حمد پڑھی اور اس کے بعد درس قرآن ہوا جس کا موضوع میڈیا کی تباہ کاریاں تھا درس کے بعد ہم کھانا کھانے کے لیے انصاری محلہ گئے رہنمائی کے لیے کچھ بچیاں ہمارے ہمراہ تھیں انصاری محلہ چھوٹی چھوٹی تنگ گلیوں میں بنے ہوئے صاف ستھرے وسیع اور کشادہ مکانات پر مشتمل ایک چھوٹی سی بستی ہے جو شاید اپنی طرز کی واحد مثال ہے یہاں ایک ہی خاندان کئی پشتوں سے آباد ہے۔ دو تین برس پہلے جب میں یہاں آئی تو اسی محلہ کے ایک مدرسہ کی مدیرہ صاحبہ باجی خالدہ سے تعارف ہوا اور کھانا کھانے کے لیے ہم ان کے مدرسہ میں یہیں پر آئے تھے انہوں نے بتایا کہ یہ قدیم محلہ جس کے دو داخلی گیٹ ہیں ایک مشرقی جانب اور ایک مغربی جانب اگر یہ بند کر دیئے جائیں تو پوری بستی میں داخلے کا کوئی راستہ نہیں رہ جاتا اور یہ رات کو مقررہ وقت پر بند کر دیئے جاتے ہیں لہٰذا تمام لوگ مقررہ وقت سے پہلے گھروں میں پہنچ جاتے ہیں۔

باجی خالدہ کے کہنے کے مطابق قریباً پچیس برس قبل جب وہ پنجاب کے ضلع گوجرانوالہ سے شادی ہو کر یہاں اپنے سسرال میں جو کہ ماموں کا گھر بھی تھا آئی تو بہت ہی افسردہ اور پریشان رہنے لگی اتنی دور دراز ایک الگ طرز زندگی اور گھر والوں سے بہت دور میں سوچتی میری زندگی کیسے گزرے گی تنہائی میں خوب روتی نئے نئے دنوں میں میکے کے دو ایک چکر لگے اس کے بعد معمول کی زندگی شروع ہوئی تو میں نے سوچا کہ اب کیا کرنا ہے؟ میں نے قران کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھا ہوا تھا میں نے فیصلہ کیا کہ اب وقت گزاری کے لیے بچیوں کو ترجمہ اور تفسیر پڑھانا شروع کر دوں لہٰذا میں نے گھر میں کلاس لگا دی۔ گھر کی بچیاں کلاس میں بیٹھ گئیں آہستہ آہستہ آس پاس کی بچیاں بھی شامل ہو گئیں اس مصروفیت میں مجھے صبح وشام کا ہوش ہی نہ رہا یہاں تک کہ محلّہ کی ایک فیملی جو بیرون ملک رہتی ہے انہوں نے اپنا گھر وقف کر دیا جو مدرسہ کے طور پر استعمال ہونے لگا زندگی کے تیس برس بیت گئے۔

ماشاءاللہ میرے بچے بھی جوان ہو گئے،ان کی شادیاں ہو گئیں اس کام میں اتنی برکت پڑی کہ میری شاگردوں نے فارغ ہونے کے بعد ترجمہ وتفسیر کی تعلیم کو پھیلانا شروع کر دیا۔ چراغ سے چراغ جلتا گیا یہاں تک کہ آج اس بستی کے ہر گھر میں قرآن کی معلّمہ اور طالبہ موجود ہے۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ کام لیں گے میری طالبات فارغ التحصیل ہو کر جہاں بھی گئیں قرآن پڑھا رہی ہیں۔

حقیقی معنوں میں یہ بات سمجھ میں آ گئی ہے علم ایک ایسا خزانہ ہے جو خرچ کرنے سے بڑھتا ہے میری صحت بہت کمزور ہو چکی ہے توانائیاں ختم ہو رہی ہیں لیکن قرآن کے نور کی برکت سے میں خود کو بہت توانا محسوس کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ریاکاری سے بچائے۔

واقعی انصاری محلہ کی لڑکیاں نہ صرف علم بلکہ عمل اور اخلاق کے اعتبار سے بھی سب سے منفرد نظر آئیں۔

بقیہ: خواہش ناتمام
باراک اوبامہ کا مسلم ملک ملائیشیا کا دورہ

رسیا ہو چکا ہے کہ افغانستان میں ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے نہ تو معصوم بچوں کو معاف کیا، نہ جنازوں کا احترام کیا، نہ شادی کی تقریبات کو ماتم کدے بنانے سے گریز کیا اور نہ ہی قرآن مقدس کی حرمت کو خاطر میں لایا گیا۔ بلکہ ہر جگہ اپنی درندگی کے وہ نشان نقش کیے جو مٹانے سے بھی نہیں مٹ سکیں گے۔ پاکستان کا حال بھی افغانستان سے کم نہیں۔ ڈرون حملے اوبامہ کے دور میں فاٹا سے نکل کر بندوبستی علاقوں تک پھیل گئے۔ ان حملوں میں جاں بحق افراد کی تعداد سینکڑوں سے ہزاروں میں جا پہنچی، جن میں اکثریت بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کی ہے۔ وطن عزیز کے بازار اور مساجد بلیک واٹر کی درندگی کا نشانہ بنے۔ ان کارروائیوں میں ہزاروں افراد لقمہ اجل بنے تو ہزاروں مستقل اپاہج بھی ہوئے۔ سلالہ میں افواج پاکستان کے غیور جوانوں پر امریکی بمباری ،ایبٹ آباد اپریشن اور ریمنڈ ڈیوس کیس کے بارے میں کیا کہنا کہ وہ تو اوبامہ انتظامیہ کی طرف سے مسلمانان پاکستان ومسلمانان عالم کے لیے خاص تحائف تھے۔ اس کے علاوہ اگر نظر باقی دنیا پر دوڑائی جائے تو مصر سے لے کر شام تک ،سوڈان سے لے کر میانمار تک ،صومالیہ سے لے کر یمن تک ،عراق سے لے کر لیبیا تک ،اور مالی سے لے کر انگولا تک اوبامہ کی سرپرستی میں امریکہ ،اس کے اتحادی وایجنٹ کس طرح مسلمانوں سے ان کے حقوق چھین کر انہیں جبر وستم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔

لہٰذا انتہائی ادب واحترام کے ساتھ ملیشیاء کے مفتی اعظم جناب الشیخ اسماعیل محمد کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے حقوق صلیب کے علمبردار باراک اوبامہ سے مانگنے کے بجائے مسلمان حکمرانوں کی توجہ اس طرف دلائیں۔ اگر آپ اور آپ جیسی دیگر معزز شخصیات اس سلسلے میں بھرپور کردار ادا کرنے کی کوشش کریں

تو امید ہے کہ مسلم حکمرانوں کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد آ جائے۔ لیکن اگر آپ جیسے معزز اور قابل احترام شخصیات یہودیوں کے نرغے میں گھرے باراک اوبامہ سے مسلمانوں کے لیے مدد مانگتے رہے تو میرے خیال میں یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہو سکے گی۔

بلکہ یہ خواہش، خواہش ناتمام ہی رہے گی۔

نگاہ بصیرت

اللہ سے میرا تعلق

عروج اشرف

ہم سب جانتے ہیں کہ ماں کے رحم میں نطفہ کی صورت میں ٹھہرنے سے لے کر تدریجی مراحل طے کر کے اللہ عزوجل کے ہاں چلے جانے تک اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات اور نعمتیں ہمیں اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہیں۔

میرا رب جو دیتا نہیں تھکتا، جسے نہ نیند آتی ہے، نہ اونگھ۔ پھر میں کیسے اس وحدہ لاشریک اللہ کے ساتھ کسی بھی قسم کا شرک کروں۔ کیونکہ وہ ذات ہر قسم کے عیبوں سے پاک ہے۔ وہ اپنی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں واحد ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

''تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر مستوی ہوا، وہی رات کو دن سے ڈھانپتا ہے کہ وہ تیزی سے اس کے پیچھے (چلی آتی) ہے اور (اسی نے) سورج، چاند اور تارے پیدا کیے، اس طرح کہ سب اسی کے حکم کے تابع ہیں، دیکھو (یہ سب) اسی کی تخلیق ہے اور حکم (بھی) اسی کا ہے جو بڑا ہی برکتوں والا ہے اللہ جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے''۔ (الاعراف)

جب مجھ پر یہ بات عیاں ہے کہ میرا رب ہر لحاظ سے وحدہ لاشریک ہے تو مجھے کوئی چیز اس کی عبادت، اس سے مانگنے، اس کے سامنے آہ وفغاں کرنے سے نہیں روک سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود فرمایا:

''بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میرے ذکر کے لیے نماز پڑھا کرو''۔ (طٰہٰ)

اس واضح دلیل کے بعد اس بات کی ہرگز گنجائش نہیں رہتی کہ میں اپنے رب جلیل کو چھوڑ کر کسی اور کے در پر ٹکریں ماروں میرا رب وہ ہے جو بن مانگے مجھے عطا کرتا ہے جو مجھے میری مشکلوں سے نکالتا ہے۔

میرا رب وہ ہے جسے رات کے اندھیروں میں پکاروں تو وہ سنتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

''حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار بلند وبرکت والا ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔

وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں؟ کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں؟ (صحیح بخاری)

میرا تعلق میرے رب سے اس وقت مضبوط ہوا جب میں نے اسلامک انسٹیٹیوٹ سے ایک سالہ فہم دین کورس کیا۔ میرے اساتذہ کرام نے میرے دل میں توحید کے جذبے کو اس طرح راسخ کیا کہ اب اس وحدہ لاشریک پروردگار کی باتوں کے سوا کوئی اور بات اچھی ہی نہیں لگتی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دین پر استقامت اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اللہ عزوجل کی رحمتیں بہت وسیع ہیں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے''۔ (الاعراف)

جب میرا رب اتنا رحمٰن ورحیم ہے تو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرا فرض بنتا ہے کہ اس کے ہر احکام پر عمل پیرا ہوں تاکہ صحیح معنوں میں اس کی رحمتوں اور نعمتوں کی حقدار بنوں۔ اور اس سلسلے میں اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی ہمارے سامنے اطاعت الٰہی کا ایک زبردست نمونہ ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوجائیں''۔ (اربعین النوویہ)

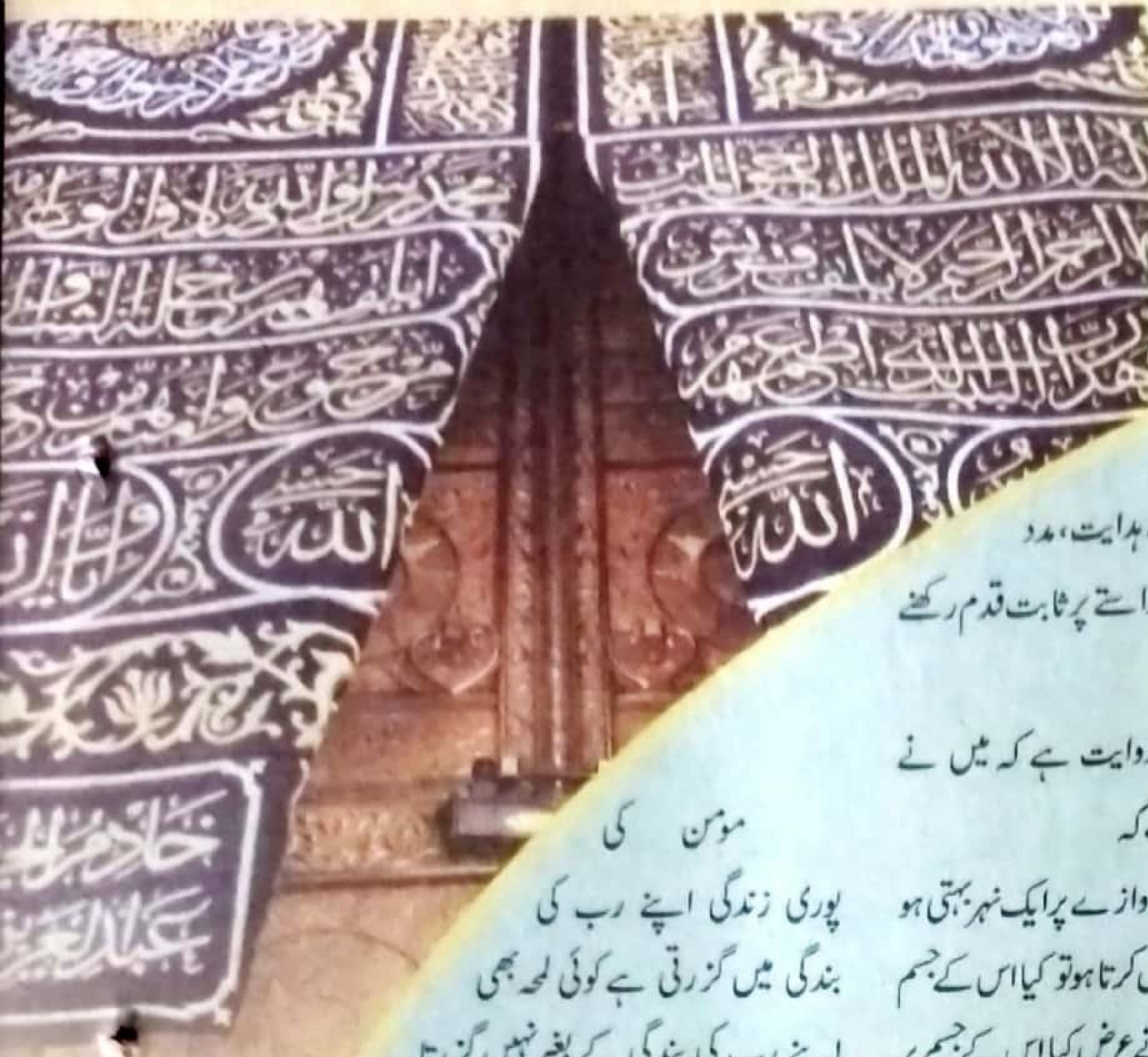
جب ایک انسان اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت میں زندگی گزارتا ہے تو اللہ کے فیصلوں اور تقدیر پر راضی رہنا بھی اس کی زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''مومن کا معاملہ بھی عجیب وغریب ہے۔ اس کے ہر کام میں خیر ہے۔ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اس میں اس کے لیے خیر ہوتی ہے''۔ (بخاری)

ایسا انسان اللہ عزوجل کی رضا میں ہی راضی رہتا ہے۔ اس کے پیش نظر ہر قدم پر اور ہر عمل میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے نہ کہ لوگوں کی خوشنودی۔ بسا اوقات تو وہ اللہ کی خوشنودی کے راستے میں لوگوں کو ناراض کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔

''جس





نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کی رضا جوئی کی۔ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی تکالیف سے محفوظ رکھے گا۔ اور جس نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنا چاہا، اسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے سپرد کر دے گا"۔ (جامع ترمذی)

اکثر اوقات دل پر غفلت طاری ہو جاتی ہے اور کوئی غلطی کوتاہی سرزد ہو جاتی ہے لیکن ایک صاحب بصیرت مومن فوراً ہی اپنی اس کیفیت پر قابو پالیتا ہے اور اپنے رب کے حضور عاجزی وانکساری سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور توبہ واستغفار کرتا ہے۔ اور اپنے رب کی پناہ میں آجاتا ہے۔

قرآن پاک میں آتا ہے:

"جو لوگ متقی ہیں ان کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ ان کے لیے صحیح طریقہ کار کیا ہے"۔ (الاعراف)

مسلمان کا یہ پختہ عقیدہ ہوتا ہے کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب اس لیے پیدا کی گئی ہیں کہ اللہ کی عبادت کریں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"میں نے جن اور انسانوں کو اس کے علاوہ کسی کام کے لیے نہیں پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں"۔ (الذّٰریٰت)

عبادت اپنے رب سے تعلق پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز ہے جسے اللہ رب العزت نے فرض عبادت قرار دیا۔ قرآن پاک میں نماز کے بارے میں بہت سے احکامات ملتے ہیں۔

"نماز قائم کرو، دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر، درحقیقت نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں"۔ (ہود)

نماز بندے اور رب کے درمیان ایک تعلق ہے جس میں انسان دنیا کی مشغولیات سے یکسو ہو کر اپنے پورے وجود کے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس سے ہدایت، مدد اور رہنمائی چاہتا ہے اور سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھنے کی درخواست کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

"بھلا بتاؤ اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر بہتی ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل رہے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل نہیں بچے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی مثال پنجگانہ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ تمام خطاؤں کو مٹا دیتا ہے"۔ (متفق علیہ)

فرض نمازوں کی طرح نوافل بھی رب سے قربت کا ذریعہ ہیں۔ جس کے ذریعے انسان اپنی خطائیں بخشوا سکتا ہے تہجد، اشراق اور چاشت میں نوافل کی ادائیگی کا بہت اجر وثواب ہے۔ کوئی پریشانی ہو، دکھ ہو یا کسی انسان نے آپ کا دل دکھایا ہو۔ سب قسم کی فریاد اپنے رب کے آگے کریں۔ میرا رب بہت عظمتوں والا ہے کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ حدیث قدسی ہے:

میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا رہتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ طلب کرتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری)

مومن کی پوری زندگی اپنے رب کی بندگی میں گزرتی ہے کوئی لمحہ بھی اپنے رب کی بندگی کے بغیر نہیں گزرتا ہے۔ نماز ونوافل کے علاوہ ذکر واذکار میں وقت گزارتا ہے۔ ذکر واذکار میں بہترین ذکر قرآن پاک کی تلاوت اور اس کو سمجھنا ہے۔

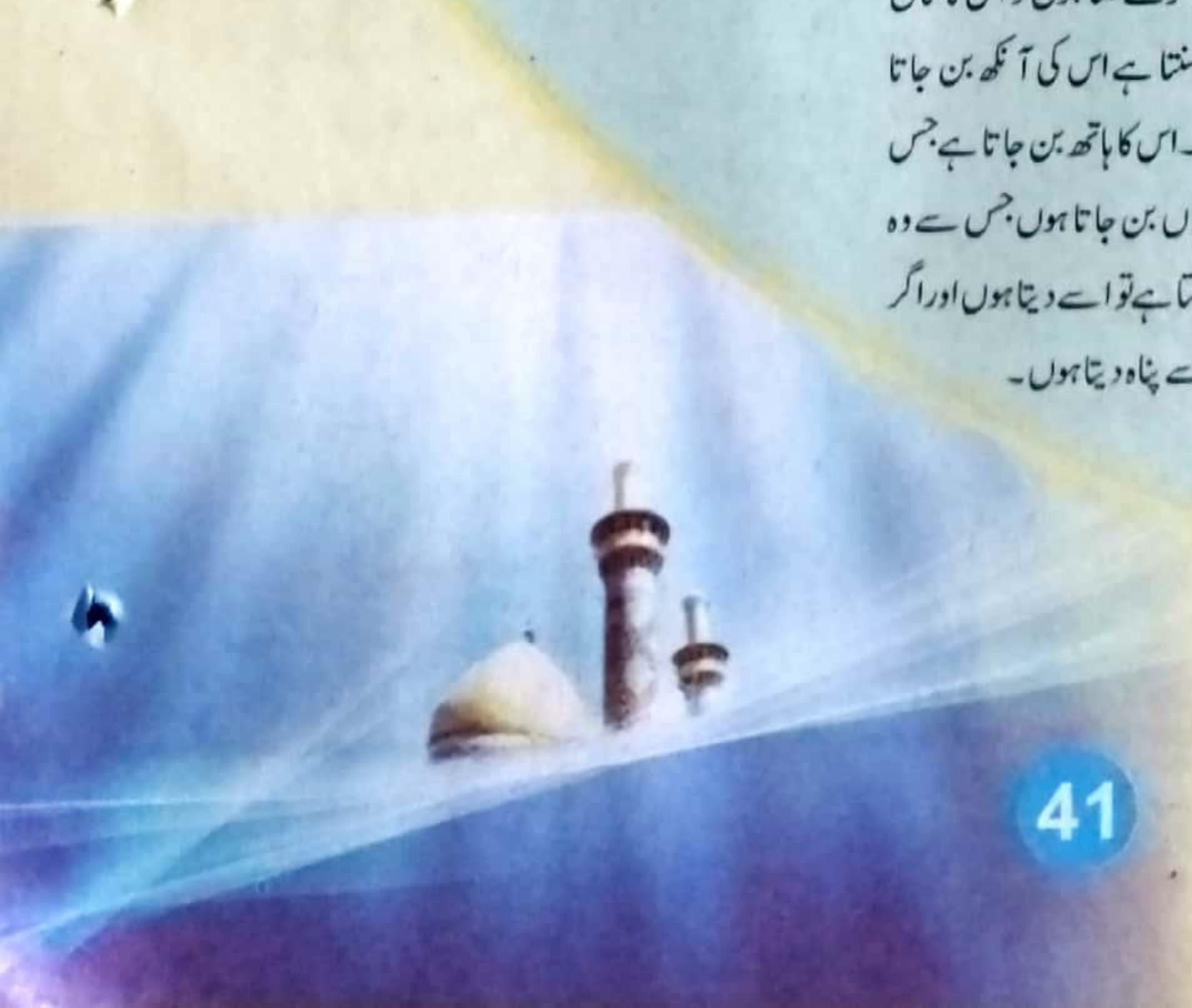
آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو شخص قرآن کو سمجھ کر پڑھتا ہے وہ بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو اٹک اٹک کر مشکل سے پڑھتا ہے اس کے لیے دگنا اجر ہے"۔ (بخاری ومسلم)

ذکر کے بارے میں یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ دلوں کا سکون تو اللہ کے ذکر سے ہی ملتا ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندۂ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

"مومن کا معاملہ بھی عجیب وغریب ہے۔ اس کے ہر کام میں خیر ہے۔ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اس میں اس کے لیے خیر ہوتی ہے"۔ (بخاری)



زبانِ قلم

معین باری

ہری بھری

سبز شاخ اور سلگتی لکڑیاں

جب ہٹلر 1933ء میں جرمنی کا چانسلر بنا اس نے جرمنی کو گریٹ پاور بنانے کا اعلان کر دیا۔ یورپی ممالک میں خطرے کی گھنٹی بج گئی۔ 1936ء میں اس نے رائین لینڈ پر قبضہ کر لیا۔ 1938ء میں ہٹلر آسٹریلیا اور چیکو سلواکیہ پر قابض ہو گیا۔

بجائے اس کے کہ یورپی ممالک جرمن فوجوں کی جارحیت روکنے کے لیے جوابی اقدام کرتے۔ انگلینڈ کے وزیر اعظم چیمبرلین اور فرانس کے DALADIER نے ہٹلر سے ملاقات کا وقت مانگا اور امن کی آشا لیے میونخ پہنچے۔ وہاں جا کر اس کے گلے ملے۔ تحائف پیش کئے اور فتوحات پر مبارکباد پیش کی۔

وزیر اعظم چیمبرلین نے واپسی پر پارلیمنٹ میں بیان دیا کہ ''ہم چھوٹا سا علاقہ جرمنوں کے قبضہ میں جانے پر اعلان جنگ کیوں کریں؟'' نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ ساری دنیا میں پھیل گئی جس میں چھ کروڑ انسان مارے گئے۔ جن میں 17 سے 18 ملین شہری تھے۔

مودی بھارت کے وزیر اعظم بن گئے۔ اس سے پاکستان اور مقبوضہ کشمیر میں بالخصوص اور ہندوستان کے مسلمانوں میں بالعموم خطرے کی گھنٹی بج گئی۔

بقول جنرل مرزا اسلم بیگ: ''مودی مسلم دشمن تصور کیے جاتے ہیں۔ ان کے ہاتھ دو ہزار سے زائد گجراتی مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مودی کے اسرائیل کے ساتھ بہتر اور مضبوط تعلقات ہیں۔ یہ بات پاکستان کے لئے تشویش اور خطرے کا باعث ضرور ہے۔''

بھارتی حکومت نے تو پہلے ہی را، سی آئی اے، موساد اور نیٹو کے تعاون سے افغانستان میں 34 مقامات پر جاسوسی نیٹ ورک قائم کیے ہیں جہاں سے دہشت گردوں کو مسلح اور ٹرینڈ کر کے پاکستان میں بھیجا جاتا ہے۔

مودی اور اس کے حواریوں نے ابھی تک صرف مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی ہے۔ لیکن آثار بتاتے ہیں کہ جنگ کے شعلے عنقریب بھڑکنے والے ہیں۔

بھارتی شیو سینا کے لیڈر اودھے ٹھاکرے نے دھمکی دی ہے کہ ''نریندر مودی کو کسی بھی وقت پاکستان کو سزا دینے کیلئے ایٹمی بٹن دبانا پڑ سکتا ہے۔ بی جے پی کے ایک سینئر رہنما گری راج سنگھ نے بیان دیا ہے کہ ''اب امن کی شاخ ہری بھری ہو یا نہ ہو تاہم لکڑیاں ضرور سلگیں گی۔''

بھارتی فوج کے سابقہ سینا پتی جنرل دیپک کپور نے اعلان کیا تھا کہ ''بھارت پاکستان اور چین کیخلاف دو مکھی جنگ کر کے 96 گھنٹوں میں میدان مار سکتا ہے۔ جنگ کی صورت میں بھارت کو امریکہ و روس کی طرف سے مدد ملے گی اور محدود ایٹمی جنگ کی دھمکی بھی دی۔''

چند دنوں بعد امریکی وزیر دفاع مسٹر رابرٹ گیٹس نے بھارتی سینا پتی کے بیان کی تائید کر دی۔ راشٹریہ سیوک سنگھ کے عقاب تو پہلے ہی درندوں کے نقاب اوڑھے پاکستان کو ایٹمی جنگ کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔

جنرل سندر جی بھارتی افواج کے سینا پتی رہے۔ ان کی کمان میں فوجی مشق براس ٹیک ہوئی جس میں بھارتی افواج لائیو ایمونیشن کے ساتھ پاکستانی سرحدوں کی طرف چل پڑیں لیکن جنرل ضیاء کی بروقت بریفنگ نے راجیو گاندھی کو جنگ سے روک دیا۔

امرتسر گوردوارے پر حملہ آوری کے وقت بھی سندر جی سینا پتی تھے۔ جنرل صاحب نے ریٹائرمنٹ کے بعد کتاب لکھی جس کا نام ''BLIND MEN OF INDIA'' ہے۔ جس میں موصوف لکھتے ہیں کہ:

''اگر پاک بھارت جنگ چھڑ گئی اور ایٹمی میزائل چل گئے تو بھارت اور پاکستان کے شہروں کا کیا حال ہو گا؟ اتنی اموات ہوں گی کہ مردے دفنانے اور جلانے والا کوئی نہ بچے گا۔ اتنے زخمی ہوں گے کہ علاج کے لئے ڈاکٹرز، دوائیاں نہ ہسپتال ہوں گے۔ اتنا زہر پھیل جائے گا کہ پینے کا پانی ناپید ہو جائے گا۔

ایک اور جنرل کا کہنا ہے کہ: ''نئے بھارتی وزیر اعظم کی انگلیاں ایٹمی بٹن پر ہیں۔ مودی ملک کی نیوکلیئر کمانڈ اتھارٹی کے چیئرمین بھی ہیں جو ایٹمی اسلحے کے استعمال کی اجازت بھی دینے کا اختیار رکھتی ہے۔'' ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک بھارت عوام کو ایٹمی جنگ سے محفوظ رکھے۔

فیلڈ مارشل آکن لک نے پیش گوئی کی تھی کہ ''جب بھارت راجھستان میں مواصلات قائم کر لے گا وہ حیدر آباد پر حملہ آور ہو گا'' اسرائیل نے راجھستان میں بھارت کے لیے مواصلات بنا دیں۔ یہ کام پندرہ سال پیشتر مکمل ہو چکا۔

اندرا گاندھی نے سندھ پر فوج کشی کی انہی دنوں وہ قتل ہوئیں۔ راجیو گاندھی نے فوج کشی کی۔ ایٹم بم کی خبر نے اسے بوکھلا دیا اور فوج کو واپس بلا لیا۔ اب آر ایس ایس کے لیڈر اور پردھان منتری ''نریندر مودی'' نے اگر سندھ میں فوج کشی کی تو پھر جنگ ہو گی جس کا اختتام ایٹمی سٹرائیکس پر ہو سکتا ہے۔

وہ وقت قریب آ رہا ہے جب عوام نواز شریف کو چیمبرلین نہیں ونسٹن چرچل کے روپ میں دیکھنا پسند کریں گے۔ ملک بچانا ہے تو سیاسی اور مذہبی لیڈروں کو متحد ہونا ہو گا۔ پاکستانیوں کو اسرائیلی طریق پر جنگ تیار کرنا ہو گی۔

جہاں جنگی ایام میں ساری قوم 48 گھنٹوں کے اندر مسلح اور موبائلز ہو کر فوج کا حصہ بن کر ملک کا دفاع کرتی ہے۔ کرپشن اور دہشتگردی کو جڑ سے اکھاڑنا پڑے گا۔ اس ملک کے حکمران اتنے امن پسند ہیں کہ کالجوں میں ملٹری ٹریننگ بند کروا دی ہے اور کسی شہری کو اپنا لائسنس شدہ اسلحہ اپنی حفاظت کے لئے ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔

اگر جنگی ایام میں ایک چھاتہ بردار بھارتی بریگیڈ کسی بڑے شہر پر اتر آئے تو یہ نہتے عوام اپنی حفاظت کیسے کریں گے؟

فکرونظر

نجیبہ کنول

مومن کی نشانی

ہمارے دل کی سرزمین اس کھیت کی مانند ہے کہ جس میں جو بیج بو دیا جائے وہ سوچ کی کانٹ چھانٹ کے ساتھ وقت پر تناور درخت بن جاتا ہے۔ اگر کھیت کی کانٹ چھانٹ کسان نہ کرے، وقت پر فصل کو پانی نہ لگائے، خودرو بوٹیوں کو نہ اکھیڑے یا نقصان دہ سنڈیوں سے نجات پانے کے لیے اسپرے کا استعمال نہ کرے تو وہ یقیناً ناقابل برداشت اور ناقابل تلافی نقصان اٹھائے گا۔ اور اپنی سستی وکاہلی اور انجانی کی بدولت ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔ بالکل اسی طرح ہمارے دل کا حال ہے۔

ہم جدی پشتی مسلمان تو ہو گئے بڑے فخر سے لا الہ الا اللہ تو پڑھ لیا مگر کیا کبھی ہم نے اپنے دل کی فصل کی کانٹ چھانٹ کی؟ خود رو بوٹیاں جو ہمارے دل کی فصل کو خراب کر رہی ہیں ان کی طرف توجہ کی؟ دوسرے عام الفاظ میں کہ جو تقاضے اسلام نے ہم سے کیے ان کے بارے سوچا یا بس زبان سے کلمہ کافی سمجھا؟؟

یقیناً ہم نے بہت کم سوچا! شاذونادر ہی..... اگر کبھی سوچا بھی تو محض سطحی ہو کر کیا کبھی آپ اور میں نے اِنَّ صلاتی ونسکی محیای ومماتی للہ رب العلمین کا حق ادا کیا؟

ہر نماز میں زبان سے ایاک نعبد وایاک نستعین کے الفاظ نکالتے ہیں ان الفاظ پر عمل بھی یا محض زبانی؟؟ ہم اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول سے کیا حاصل کیا؟ پھر وبالوالدین احسانا جیسے قیمتی الفاظ کا حق ادا کیا؟

جی ہاں! ہم مومن تو کہلاتے ہیں پھر بھی اگر مگر کی کشمکش میں مبتلا بظاہر زعفران زار بنے ہوئے ہیں۔ جانے انجانے میں ایسے روح فرسا کام کر جاتے ہیں جو آن کی آن میں ہمیں wining point جنت سے کوسوں دور لے جاتے ہیں پھر ہم وقتی مزے کی خاطر اللہ کی پکڑ کو بھول جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص میں یہ چار عادتیں ہوں گی وہ پکا منافق ہے (اور منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوگا) اور جس میں ان چار میں سے کوئی ایک ہو تو وہ بھی نفاق ہی کی صورت ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔

(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

(۳) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے۔

(۴) جب لڑے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔

معزز قارئین! یاد رکھیں کہ اگر آپ اور میں مومن کہلاتے ہیں تو مومن کبھی دو رُخا نہیں ہو سکتا! میں اکثر سوچتی ہوں کہ روزمرہ معاملات میں ہم مندرجہ بالا حدیث پر عمل کریں تو بڑے بڑے گناہوں سے بچ جائیں عموماً جھوٹ جو ہمارے کاموں میں زہریلا ناگ بن بیٹھا ہے اگر اسی کو مار دیا جائے اخلاق جیسی اعلیٰ صفت کی بنیاد پڑ جائے گی۔

اخلاق کا ہماری زندگیوں میں سب سے اہم کردار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اکثر لوگ اخلاق نہ ہونے پر جہنم میں ڈالے جائیں گے (مفہوم حدیث)

اخلاق دراصل ایسی عادت ہے جو ایک مومن میں اس وقت داخل ہوتی ہے جب بات بات پر صبر کیا جائے! اللہ عزوجل نے خود ارشاد فرما دیا سورۃ البقرہ میں کہ جب مومن کو پریشانی لاحق ہوتی ہے تو وہ صبر سے اور نماز سے مدد کا طلبگار رہتا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

غرض بنیادی تقاضے اگر ہر مومن اپنی ذات وصفات میں شامل کرے تو اس کی دونوں زندگیاں سنور جائیں گی۔ میری اپنے رب سے التجا ہے کہ وہ ہمیں صحیح معنوں میں پکا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔



کیا کبھی ہم نے اپنے دل کی فصل کی کانٹ چھانٹ کی؟ خودرو بوٹیاں جو ہمارے دل کی فصل کو خراب کر رہی ہیں ان کی طرف توجہ کی؟
دوسرے عام الفاظ میں کہ جو تقاضے اسلام نے ہم سے کیے ان کے بارے سوچا یا بس زبان سے کلمہ کافی؟؟

لے لو مزہ...... موبائل کے جنون کا

طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ موبائل فون کا زیادہ استعمال برین ٹیومر کا خطرہ بڑھا دیتا ہے۔ تحقیق کے مطابق ایک ماہ کے دوران پندرہ گھنٹے موبائل فون سننے والوں میں برین ٹیومر کا خطرہ تین گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ بزنس مین اور سیلز مین برین ٹیومر کا با آسانی شکار ہو سکتے ہیں۔

یقیناً اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے......

کشمیریوں کا خون بہانے والے جنرل دلبیر سنگھ کی بھارتی آرمی چیف کے عہدے پر باضابطہ تعیناتی، بی جے پی نے مسترد کر دی۔ بھارتی حکومت نے لیفٹیننٹ جنرل دلبیر سنگھ سوہاگ کو فوج کا نیا سربراہ مقرر کر دیا، موجودہ آرمی چیف جنرل بکرم سنگھ 31 جولائی کو ریٹائر ہو جائیں گے۔ نوائے وقت رپورٹ کے مطابق سرینگر میں آپریشن کے کمانڈر اور کشمیریوں کا خون بہانے والے کمانڈر جنرل دلبیر سنگھ کی بطور نئے بھارتی آرمی چیف تعیناتی کا معاملہ شدید تنازع کا شکار ہو گیا۔ بی جے پی نے کانگریس کے ہاتھوں دلبیر سنگھ کی بطور آرمی چیف تعیناتی ناجائز قرار دے دی۔

مغربی رنگ اپنا اثر دکھا رہا ہے

کراچی میں بھی ایک عورت سے دوسری عورت نے شادی کر لی۔ لیاقت آباد تھانے میں نوجوان لڑکی کے باپ کی رپورٹ پر اس کی بیٹی سے مبینہ طور پر شادی کرنے والی عورت کو گرفتار کر لیا گیا۔ راشد علی نامی شخص نے پولیس میں رپورٹ درج کرائی تھی کہ ایک عورت پروین نے اس کی بیٹی ثمن سے زبردستی شادی کر لی ہے جس کے بعد پولیس اس عجیب دعویٰ کی تفتیش کی بجائے پروین نامی عورت کو حراست میں لے کر تھانے لے آئی دوسری طرف پروین کے اہل خانہ نے اس کی گرفتاری کے خلاف سخت احتجاج کیا تاہم پولیس اس وقت چکرا گئی جب راشد نامی شخص کو اپنی بیٹی ثمن سمیت غائب پایا۔

غیرت بڑی شے ہے......

سعودی عرب میں ایک شہری نے کار چلانے پر بیوی کو طلاق دے دی۔ برطانوی اخبار کے مطابق سعودی عرب کے مغربی صوبہ میں یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب شوہر کے گھر میں نہ ہونے پر بیوی نے کار چلا کر اپنے خاوند کو سرپرائز دینے کی کوشش کی اور کار چلانے کی ویڈیو موبائل پر اپنے خاوند کو ایم ایم ایس کی۔



مر کے بھی چین
نہ آیا تو کدھر جائیں گے

معروف اداکارہ سلمیٰ آغا جو اپنی بیٹی ساشا آغا کو بھارتی فلموں میں ہیروئن متعارف کرانے کے لیے ممبئی میں ڈیرے ڈالے بیٹھی ہیں۔ بھارتی میڈیا کے مطابق ساشا آغا جنہیں فلم اورنگزیب کے ذریعے سلمیٰ آغا نے بھارتی فلم انڈسٹری میں متعارف کرایا فلم بری طرح ناکام رہی، ساشا آغا کا ہندو میوزک ڈائریکٹر چرن گپتہ سے آج کل افیئر چل رہا ہے۔ جس کی سلمیٰ آغا بھرپور مخالفت کر رہی ہیں گزشتہ روز وہ اپنی بیٹی اور اس کے بوائے فرینڈ کی شکایت لے کر اوشی واڑہ پولیس سٹیشن رپورٹ درج کرانے پہنچ گئیں۔ تاہم پولیس نے سمجھا بجھا کر معاملہ ٹھنڈا کیا اور ماں بیٹی میں صلح کرادی۔

ہند بنے گا پاکستان...... ان شاء اللہ

بہار کے پورنیہ ضلع میں "پاکستان" نام کے ایک گاؤں کے رہائشی بھارتیہ جنتا پارٹی کے نریندر مودی کو ملک کے آئندہ وزیر اعظم کی حیثیت سے دیکھنے کے متمنی ہیں۔ بات کسی گاؤں کے لوگوں کی مودی کو وزیر اعظم کے طور پر دیکھنے کی نہیں بلکہ اس بات کی ہے کہ ہندوستان میں پاکستان کے نام سے ایک گاؤں ہے جہاں ایک بھی مسلمان نہیں اور نہ ہی کوئی مسجد ہے۔ تقسیم ہند سے قبل وہاں کثیر تعداد میں مسلمانوں کے ہونے کی وجہ سے اگر مسجد رہی بھی ہوگی تو اب نہیں رہی۔ اکنامک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق پاکستان نام کے اس گاؤں میں 250 سے زائد رہائشیوں نے کہا کہ وہ مودی کو وزیر اعظم کی مسند تک پہنچانے کے لیے ووٹ دیں گے۔ گاؤں کے ایک بزرگ نے بتایا کہ یہاں تقسیم ہند سے پہلے مسلمان بھی کافی تعداد میں تھے لیکن تقسیم کے وقت وہ مشرقی پاکستان چلے گئے تو اس گاؤں کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان مسلمانوں کی یاد میں اس گاؤں کا نام پاکستان رکھا جا سکتا ہے تاہم انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اس سے پہلے اس گاؤں کا کیا نام تھا۔

☆☆☆

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

سرگودھا میں 8 سالہ بچے نے اپنے 5 سالہ کزن کو فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ تفصیلات کے مطابق رحمت پارک سرگودھا کے رہائشی آٹھ سالہ بچے نے گھر میں پڑے پسٹل سے فائرنگ کر کے اپنے ہی کزن 5 سالہ طلال عباس کو شدید زخمی کر دیا بعد ازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔

☆☆☆

بقیہ: گھروں کی روشنی

عورتوں کی تنگی نہیں رکھی اور بہت سی عورتیں ہیں آپ ذرا لونڈی بریرہ سے پوچھ لیں۔ وہ سچ سچ ان کا حال بتا دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور پوچھا بریرہؓ! کیا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے، جس سے ان کی پاک دامنی میں شک پیدا ہو؟

بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے تو کبھی کوئی بات ان میں عیب کی نہیں دیکھی، اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ابھی کم عمر لڑکی ہے گھر میں آٹا گوندھا ہوا رکھا ہوتا ہے اور وہ سو جاتی ہے تو بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور اسی دن آپ نے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کی شکایت کی۔ آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ اس شخص سے کون میرا بدلہ لیتا ہے، جس کی اذیت رسائی اب میرے گھر تک پہنچ گئی ہے، اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی کے بارے میں سوائے خیر کے کوئی بات نہیں جانتا ہوں اور نہ ہی اس شخص میں جس پر تہمت لگائی گئی ہے۔ سوائے خیر کے اور کوئی بات نہیں جانتا ہوں۔ وہ جب کبھی میرے گھر گیا تو میرے ساتھ گیا۔ یہ سنتے ہی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو بنی عبد الاشہل قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

اے اللہ کے رسول! میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر یہ تہمت لگانے والا میرے قبیلہ اوس میں سے ہے تو ابھی اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر ہمارے بھائی خزرج میں سے ہوا تو آپ حکم دیجیے جو آپ حکم دیں گے وہ ہم بجا لائیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ سن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے وہ خزرج کے سردار تھے، اس سے پہلے وہ نیک آدمی تھے، مگر اس کی قوم کی حمیت نے اسے ابھارا، وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے، اللہ کی بقا کی قسم تم غلط کہتے ہو، تم اس کو نہیں مار سکتے اور نہ اس کی قدرت رکھتے ہو یہ سن کر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے جو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا، تم جھوٹے ہو، اللہ کی بقا کی قسم! ہم ضرور اس کو قتل کر دیں گے، تم منافق ہو، تب ہی تو منافق کی حمایت کرتے ہو، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، اس پر دونوں قبیلے اوس اور خزرج کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے تھے آپ انہیں خاموش کرانے لگے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں سارا دن مسلسل روتی رہی، نہ آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی اب جب (دوسری) صبح ہوئی تو میرے ماں باپ بھی میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں دو رات اور ایک دن سے مسلسل رو رہی تھی۔ اس عرصہ میں مجھے نہ نیند آتی تھی اور نہ آنسو تھمتے تھے۔ والدین سوچنے لگے کہ کہیں روتے روتے میرا کلیجہ نہ پھٹ جائے میرے ماں باپ بھی میرے پاس تھے اور میں رو رہی تھی کہ انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے اسے اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی ہم اسی حال میں تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے، حالانکہ جس دن سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی اس دن سے آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ (تہمت کے بعد) ایک مہینہ تک آپ نے انتظار کیا اور میرے معاملے میں کوئی وحی آپ پر نہیں آئی تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا پھر فرمایا: اما بعد! اے عائشہ! مجھے تمہاری طرف سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اگر تم بے گناہ ہو تو اللہ عنقریب تمہاری پاکدامنی بیان کر دے گا۔

اور اگر تم گناہ سے آلودہ ہو گئی ہو تو اللہ کی معافی مانگو کیونکہ بندہ اگر اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کر لے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی بات مکمل کر چکے تو اچانک میرے آنسو بند ہو گئے اور ایسے بند ہوئے کہ پھر ایک قطرہ بھی نہیں نکلا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو میری طرف سے جواب دیجیے، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ کی بات کا کیا جواب دوں، پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا، رسول اللہ ﷺ کی بات کا آپ جواب دیجیے، انہوں نے بھی یہی کہا: اللہ کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا جواب دوں۔

بالآخر میں نے خود ہی کہنا شروع کیا، اس وقت میں ایک کم سن لڑکی تھی، قرآن بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا میں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ لوگوں نے یہ بات سنی اور وہ بات آپ لوگوں کے دل میں جم گئی، اور آپ لوگوں نے اس کو سچ سمجھا اب اگر میں یہ کہوں کہ میں بے گناہ ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ میری تصدیق نہیں کریں گے لیکن اگر میں گناہ کا اقرار کر لوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ تصدیق کریں

رسول اللہ ﷺ غیب کا علم نہیں جانتے تھے اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو فوراً منافقین کی سرکوبی کرتے اور اس فتنے کو فوراً کچل دیتے۔ وحی کے نزول کے بغیر آپ اس کا کوئی حتمی حل پیش نہ کر سکے۔

گے، اللہ کی قسم! میرے پاس آپ لوگوں کے لیے کوئی مثال نہیں ہے سوائے یوسف علیہ السلام کے باپ کے اس ارشاد کے کہ انہوں نے کہا تھا: پس صبر ہی اچھا ہے اور جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس پر اللہ ہی میرا مددگار ہے۔

یہ کہہ کر میں نے اپنا منہ پھیر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی مجھے معلوم تھا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں سو وہ ضرور میری پاک دامنی بیان کرے گا مگر مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ میرے بارے میں قرآن اترے گا جو پڑھا جائے گا، کیونکہ میں اپنی حیثیت اتنی نہیں سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے کلام کرے گا۔ مجھے تو یہ امید تھی کہ شاید رسول اللہ ﷺ کو میرے معاملے میں کوئی خواب دکھایا جائے گا جس کے ذریعے سے اللہ میری پاک دامنی ظاہر کردے گا پھر اللہ کی قسم! ابھی رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے جہاں بیٹھے ہوئے تھے سر کے بھی نہ تھے اور نہ گھر کا کوئی آدمی باہر گیا تھا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا اور وہی کیفیت آپ پر طاری ہوئی جو وحی کے نازل ہوتے وقت طاری ہوتی تھی یعنی آپ کو پسینہ آ گیا اور پسینہ موتیوں کی طرح آپ کے جسم اطہر سے ڈھلنے لگا۔ حالانکہ سردی کا دن تھا یہ کیفیت آپ پر وحی کی شدت کی وجہ سے طاری ہوتی تھی۔

الغرض جب وحی کی حالت موقوف ہوگئی تو آپ مسکرائے اور پہلی بات جو آپ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی: ''اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاک دامنی بیان فرما دی ہے۔ اس وقت میری والدہ کہنے لگیں: اٹھو آپ کا شکریہ ادا کرو، میں نے کہا:

اللہ کی قسم میں تو آپ کا شکر ادا نہیں کروں گی میں تو بس اللہ عزوجل کا شکریہ ادا کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی کے سلسلے میں دس آیات نازل فرمائیں۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب لولا اذ رقم الحدیث 4750)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میری برات کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے براءت پر مشتمل آیات کو تلاوت فرمایا اس کے بعد آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور حکم دیا کہ دو مردوں (حسان بن ثابتؓ اور مسطح بن اثاثہؓ) اور ایک عورت حمنہ بنت جحشؓ کو حدِ قذف لگائی جائے۔ چنانچہ ان کو حد کے کوڑے مارے گئے۔ (ابوداؤد، کتاب الحدود باب فی حد القاذف رقم الحدیث 4474)

واقعہ افک کے اسباق وعبرتیں

۱۔ رسول اللہ ﷺ غیب کا علم نہیں جانتے تھے اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو فوراً منافقین کی سرکوبی کرتے اور اس فتنے کو فوراً کچل دیتے۔ وحی کے نزول کے بغیر آپ اس کا کوئی حتمی حل پیش نہ کر سکے۔

۲۔ یہ واقعہ اور اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی داستان یقیناً رلا دینے والی ہے مگر اللہ پاک کی اپنی حکمتیں ہیں خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نزول قرآن ان کی عزت وتکریم اور رب کی حکمت کا ثبوت ہے۔

۳۔ ایک ماہ سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے بعد وحی کا نزول اس تاخیر میں واضح ہوگیا کہ کس نے اپنا وزن کس کے پلڑے میں ڈالا ہے کون حالات کے بہتی رو میں بہہ گیا، چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا چلے کا شکار کون کون ہوا ہے؟

۴۔ خبر آنے کے بعد خبر کی تصدیق وتحقیق کرنی چاہیے اور اپنی بساط کے مطابق پوری کوشش کر کے معاملے کی گہرائی تک پہنچنا چاہیے جیسے آپ ﷺ نے لونڈی بریرہؓ، علی بن ابی طالبؓ، وغیرہ سے مشورے لیے اور خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی دریافت فرمایا۔

۵۔ رائے اور مشورہ دینے والوں کو بھی بڑی احتیاط اور امانت کے ساتھ بات کرنی چاہیے کیونکہ اس کے اثرات اور نتائج دوررس ہوتے ہیں۔

۶۔ اہل ایمان کو حسن ظن کا اختیار والتزام کرنا چاہیے۔

۷۔ جو لوگ اس طرح کے واقعات کو ہوا دیں اور ان کی اشاعت کریں تو اس سے ان کا مقصود فحاشی و بے حیائی کو اہل ایمان میں عام کرنا ہوتا ہے اس قبیل کے لوگ دنیا وآخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔

اس تناظر میں آج ہمارے معاشرے کے ہر فرد کو اور بطور خاص ہمارے منہ زور میڈیا اور ابلاغی کرداروں کو بہت غور وخوض کرنا چاہیے۔

۸۔ ان آیات میں اللہ پاک نے دو مرتبہ فرمایا کہ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو اس عمل میں مشغول رہنے والوں کو عذاب عظیم ملتا۔ یعنی تہمت لگانے والوں پر فوراً عذاب آجاتا۔

۹۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ماں اور اپنے باپ سے رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کا کہا مگر انہیں غم کی وجہ سے سمجھ نہ آئی کہ کیا جواب دینا ہے۔

پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسی شاندار اور جاندار گفتگو فرمائی جس سے ان کی فہم وفراست کا ثبوت ملتا ہے۔

۱۰۔ اللہ پاک صبر کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیتے ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ سفر میں جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کا نام نکلتا اسے سفر میں ساتھ لے جاتے۔

بچوں کی دنیا

ادارہ



السلام علیکم!

پیارے بچو! کیسے ہیں؟ رمضان المبارک کا آغاز ہو چکا ہے۔ تقریباً تمام بچوں کو اسکولز سے چھٹیاں ہو گئی ہوں گی؟ بچو! اس دفعہ گرمی کے روزے آ رہے ہیں اور جو بچہ اس رمضان میں روزے رکھے گا اس کو دگنا اجر ملے گا۔ اس لیے تمام بچے روزے ضرور رکھیں گے۔

سکول کا کام بھی ملا ہو گا۔ روزانہ باقاعدگی سے تین گھنٹے بیٹھ کر اسکول کا کام بھی کرنا ہے کیونکہ چھٹیوں کے بعد پیپر شروع ہو جائیں گے۔

پیارے بچو! ہم نے پچھلے مہینے آپ کے لیے علامہ اقبال کی شاعری شائع کرنی شروع کی تھی۔ اس مہینے بچوں کیلئے علامہ اقبال کی ایک اور شہرۂ آفاق نظم پیش خدمت ہے۔ ہمیں ضرور بتایئے گا کہ آپ کو شاعرِ مشرق کی نظمیں کیسی لگ رہی ہیں؟ ہم آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ اپنا خیال رکھیے گا۔ آپ کے لیے بہت سا پیار۔

فی امان اللہ

آپ کی آپی

بانگِ درا سے انتخاب

ایک مکڑا اور مکھی

اک دن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اس راہ سے ہوتا ہے گزر روز تمہارا
لیکن مری کٹیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ کھا
غیروں سے نہ ملیے تو کوئی بات نہیں ہے

اپنوں سے مگر چاہیے یوں کھنچ کے نہ رہنا
آؤ جو مرے گھر میں تو عزت ہے یہ میری

وہ سامنے سیڑھی ہے جو منظور ہو آنا
مکھی نے سنی بات جو مکڑے کی تو بولی
حضرت! کسی نادان کو دیجئے گا یہ دھوکا
اس جال میں مکھی کبھی آنے کی نہیں

جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا، پھر نہیں اترا
مکڑے نے کہا واہ! فریبی مجھے سمجھے
تم سا کوئی نادان زمانے میں نہ ہو گا
منظور تمہاری مجھے خاطر تھی وگرنہ
کچھ فائدہ اپنا تو مرا اس میں نہیں تھا
اڑتی ہوئی آئی ہو خدا جانے کہاں سے
ٹھہرو جو مرے گھر میں تو ہے اس میں برا کیا

اس گھر میں کئی تم کو دکھانے کی ہیں چیزیں
باہر سے نظر آتا ہے چھوٹی سی یہ کٹیا

لٹکے ہوئے دروازوں پہ باریک ہیں
پردے
دیواروں کو آئینوں سے ہے میں نے سجایا
مہمانوں کے آرام کو حاضر ہیں بچھونے
ہر شخص کو ساماں یہ میسّر نہیں ہوتا
مکھی نے کہا خیر، یہ سب ٹھیک ہے لیکن
میں آپ کے گھر آؤں یہ امید نہ رکھنا
ان نرم بچھونوں سے خدا مجھ کو بچائے
سو جائے ان پہ کوئی تو پھر اٹھ نہیں سکتا
مکڑے نے کہا دل میں، سنی بات جو اس
کی
پھانسوں اسے کس طرح یہ کم بخت ہے
دانا
سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں
دیکھو جسے دنیا میں خوشامد کا ہے بندہ
یہ سوچ کے مکھی سے کہا اس نے بڑی بی!
اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رتبہ
ہوتی ہے اسے آپ کی صورت سے محبت
ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا
آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہوئی
کنیاں
سر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا
یہ حسن، یہ پوشاک، یہ خوبی، یہ صفائی
پھر اس پہ قیامت ہے یہ اڑتے ہوئے گانا
مکھی نے سنی جب یہ خوشامد تو پسیجی
بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا
انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں برا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا
یہ بات کہی اور اڑی اپنی جگہ سے
پاس آئی تو مکڑے نے اچھل کر اسے پکڑا
بھوکا تھا کئی روز سے، اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اڑایا

☆☆☆☆☆

طوطا چشمی کی کہاوت غلط نکلی

ہمیشہ کتے کو ایک وفادار جانور کے روپ میں دیکھا ہے جبکہ طوطا ایک بے وفا پرندہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ کئی کہاوتیں بھی مشہور ہیں۔ لیکن بھارت میں ایک پالتو طوطے نے دنیا کو حیران کر دیا۔ موجودہ زمانے میں انسان بھلے انسان سے دوستی اور وفاداری نہ نبھائے۔

لیکن جانوروں اور پرندوں نے ابھی تک انسانی طور طریقے نہیں سیکھے وہ آج بھی اپنے مالک کے ساتھ اپنی وفاداری قائم رکھے ہوئے ہیں، جہاں ایک طرف انسان کا خون سفید ہو گیا لیکن دوسری طرف ایک طوطے نے اپنی مالکن سے وفاداری نبھائی۔

اپنی طرز کا یہ انوکھا واقعہ بھارتی ریاست اتر پر دیش کے شہر آگرہ میں پیش آیا۔ پولیس نے پالتو طوطے کی مدد سے مالکن کے قاتل کو گرفتار کر لیا۔ آگرہ پولیس کے مطابق 20 فروری کو بالکشور کالونی کے رہائشی صحافی وجے شرما کے گھر سے اس کی بیوی نیلم کی لاش برآمد ہوئی۔

وجے کے مطابق جب وہ دفتر سے گھر آیا تو اس نے گھر کا سامان الٹ پلٹ دیکھا، صحن میں کتے اور بیوی کے خون سے لت پت نعشیں پڑی تھیں۔ اس قتل کا کوئی شاہد تھا اور نہ ہی کوئی ثبوت۔ گھر میں اکثر افسوس کرنے والے دوستوں اور رشتے داروں کا آنا جانا رہتا اسی دوران شرما نے غور کیا کہ کہ ہیرا نامی طوطے کا برتاؤ دوسرے رشتے داروں کے سامنے تو صحیح رہتا ہے لیکن جیسے ہی اس کا بھتیجا اشوتوش شرما گوسوامی ان کے گھر آتا تو طوطا زور زور سے شور مچانے لگتا اور پر پھڑ پھڑانے لگتا۔

شرما کو شک گزرا کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ تو ضرور ہے۔ اس نے طوطے کے سامنے خاندان والوں کے نام لینے شروع کیے جیسے ہی اس نے اشوتوش کا نام لیا طوطا بولنے لگا ''اس نے مارا، اس نے مارا۔'' وجے نے پولیس کو بلایا اور سارا ماجرا دھرایا جس پر پولیس نے اشوتوش کو زیر حراست لے کر تفتیش شروع کر دی۔ تفتیش کے دوران اس نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔

طوطے نے اپنے ہیرا ہونے کا ثبوت دیا اور اپنی مالکن کے قاتلوں کو سلاخوں کے پیچھے پہنچا کر ہی دم لیا۔ شرما کے بیان کے مطابق ہمیں شروع سے ہی پالتو جانور رکھنے کا شوق تھا۔

وجے نے بتایا کہ یہ طوطا نیلم نے 27 برس قبل خریدا تھا۔ اور اس کا نام ہیرا رکھا تھا۔ وہ اس سے اپنے بچوں کی طرح ہی پیار کرتی، پالتی۔ ہم نے اس عرصے میں کئی گھر تبدیل کیے لیکن ہیرا ہمارے ساتھ ہی رہا۔ وجے نے بتایا کہ ہیرا ہمیشہ نیلم کے قریب رہتا تھا۔ کھانا بھی اس کے ہاتھ سے ہی کھاتا تھا۔ اور جس وقت نیلم کا قتل ہوا ہیرا کمرے میں ہی موجود تھا اور اس نے پوری واردات اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔

اس کہانی سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ طوطا ایک بے وفا نہیں باوفا جانور ہے۔ اگر ہیرا جیسا ذہین طوطا ہر پولیس چوکی میں رکھ دیا جائے تو شائد پولیس حضرت کی مشکلیں آسان ہو جائیں اور انہیں ملزمان کے پیچھے بھاگنے کی تگ و دو نہ کرنی پڑے۔ لیکن پولیس افسران کو طوطوں کی طوطا چشمی سے محفوظ رہنا پڑے گا۔ کیا پتا کب طوطے اپنے راستے جدا کر لیں؟

(شازیہ سعید)

☆☆☆☆☆

اس مہینے کی دعا
ماں باپ کے لئے دعا

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًاO

(سورۃ بنی اسرائیل)

''اے میرے پروردگار! جیسے انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی، تو بھی ان پر رحم فرما''۔

چھٹیاں کیسے گزاری جائیں؟

پیارے بچو! گرمیاں اپنے عروج پر ہیں اور گرمیوں کی چھٹیاں تمام بچے گھروں میں گزار رہے ہیں۔ کچھ بچے چھٹیاں گزارنے اپنے ننھیال، ددھیال چلے جاتے ہیں۔ اور خوب مزے کرتے ہیں۔ شدید تپتی ہوئی دھوپ میں جب گلی سے آوازیں آتی ہیں: برف

کے گولے، گنے کا رس، املی اور آلو بخارے کا شربت، قلفی وغیرہ تو بچے لپکتے ہوئے ان کے ٹھیلوں کے آگے جمع ہو جاتے ہیں اور ٹھنڈے ٹھنڈے مشروبات سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

لیکن کیا آپ کو معلوم ہے کہ جو برف کے گولے آپ مزے لے لے کر کھاتے ہیں وہ کس قدر نقصان دہ ہیں کیونکہ یہ برف حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق نہیں جمائی جاتی۔ پاکستان میں ویسے بھی صاف پانی کے وسائل کی کمی کی وجہ سے پانی کی بیماریاں عام ہیں۔ جبکہ گھروں میں تو پانی ابال کر پیا جاتا ہے۔ لیکن ٹھیلوں پر برف بوائل پانی کی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی کوئی گارنٹی ہوتی ہے اور اوپر سے اس میں جو لال، پیلے، ہرے رنگ ڈالے جاتے ہیں وہ غیر معیاری ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے بچوں کے گلے فوراً خراب ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح ٹھنڈا ٹھار گنے کا رس جس میں برف زیادہ ہوتی ہے اور رس کم اور ساتھ میں مکھیاں بھی بھنبھنا رہی ہوتی ہیں۔ املی کا شربت اپنی کھٹاس کی وجہ سے گلے کی خرابی کا باعث بنتا ہے اسی طرح دوسرے مشروبات جن کو پینے سے وقتی طور پر تو بڑا مزا آتا ہے مگر پھر جب کھانسی شروع ہوتی ہے تو بڑوں سے ڈانٹ بھی پڑتی ہے اور کڑوی دوائیاں بھی کھانی پڑتی ہیں۔

تو پیارے بچو! ان شدید گرمیوں میں بازاری شربت اور قلفیاں وغیرہ کھانے سے پرہیز کریں اور زیادہ سے زیادہ تازہ پھل کھائیں اور ان کا گھر میں اپنی امی کے ہاتھ کا بنا ہوا جوس پئیں تا کہ آپ صحت مند رہ کر اسکول سے ملا چھٹیوں کا ہوم ورک ٹائم پر مکمل کر سکیں اور ہشاش بشاش ہو کر سکول جائیں۔

جو بچے چھٹیوں کا فائدہ اٹھا کر ساری ساری دوپہر گھر سے باہر گلیوں میں کھیلتے رہتے ہیں۔ مائیں گھروں میں پریشان رہتی ہیں لیکن بچے نہیں سنتے۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو ابھی چلنا شروع ہوتے ہیں بڑے، بہن بھائیوں کو دیکھا دیکھی وہ بھی گھروں سے باہر نکل جاتے ہیں اور ماؤں کی غفلت کی وجہ سے حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کئی بچے کھلے مین ہول میں گر کر موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

پیارے بچو! کچھ ہی دن پہلے ہمارے محلے میں ایک حادثہ ہوا ہے جو میں آپ کو بتاتی ہوں آپ کی طرح کے ہی کچھ بچے گلی میں کھیل رہے تھے۔ تو انہوں نے مل کر کوڑا کرکٹ جمع کر کے اس میں آگ لگا دی اور اس کے ارد گرد کھیلتے کھیلتے ایک بچے نے دوسری بچی کو دھکا دے دیا تو وہ آگ میں گر گئی اور جل گئی۔ دوپہر کا وقت تھا تقریباً سب بڑے لوگ گھروں میں آرام کر رہے ہوتے ہیں یا اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں۔

پیارے بچو! دن کا وقت آرام کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد عصر تک قیلولہ کرنا چاہیے۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے لیے چار کھیل بتائے ہیں۔ جن میں سے تین جو مسلمان بچوں کے لیے بہترین ہیں وہ یہ ہیں:

☆ گھڑسواری ☆ نشانہ بازی

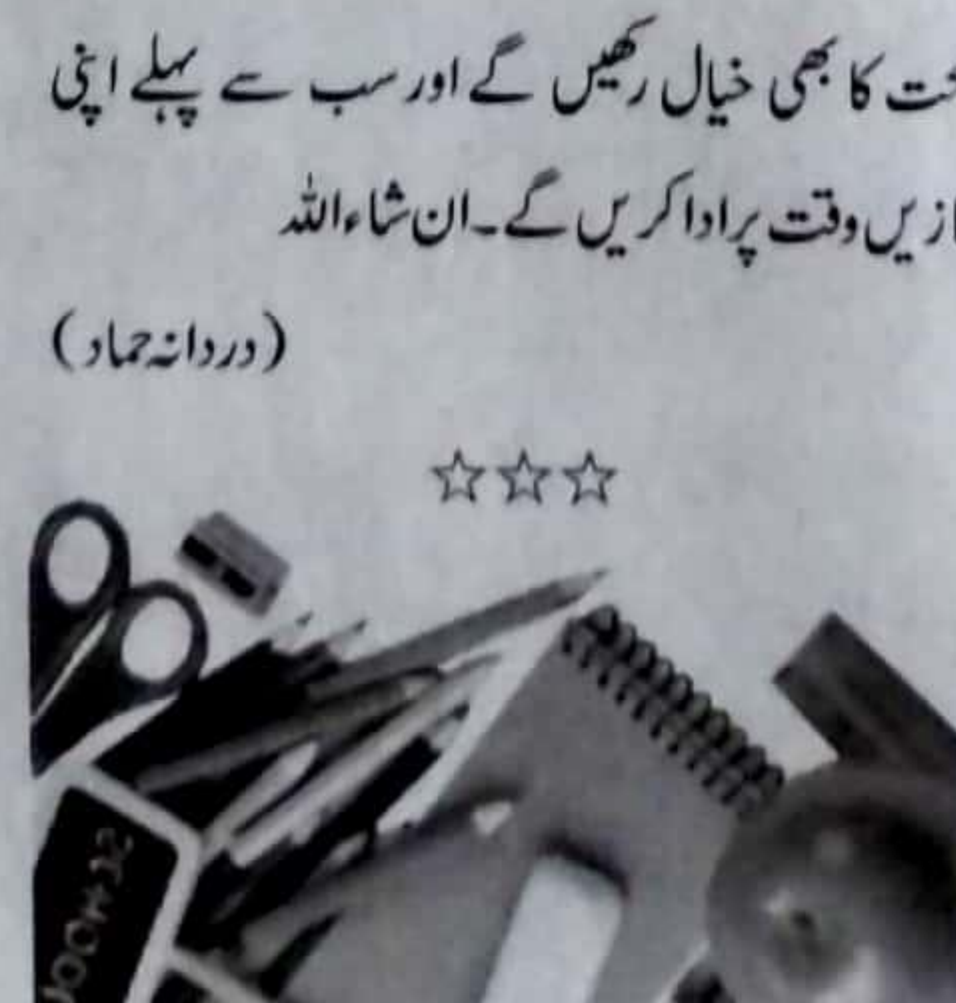
☆ تیراکی

بچو! یہ اتنے اچھے کھیل ہیں جو صحت کے لیے اور ذہنی وجسمانی ورزش کے لیے بہترین ہیں تو کیوں نہ ہم فارغ وقت میں یہ کھیل کھیلیں جو ننھے بچوں کو بڑا ہو کر جوان اور طاقت ور مجاہد بنائے تا کہ یہ کل کو اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ ڈٹ کر کر سکیں۔

بچو! آگ سے کھیلنا تو اسلام میں منع ہے کیونکہ یہ انسان کی دشمن ہوتی ہے تو سارے بچے ان چھٹیوں میں اسلامی اصولوں کے مطابق کھیل کھیلیں گے اور اپنی صحت کا بھی خیال رکھیں گے اور سب سے پہلے اپنی نمازیں وقت پر ادا کریں گے۔ ان شاء اللہ

(دردانہ حماد)

☆☆☆



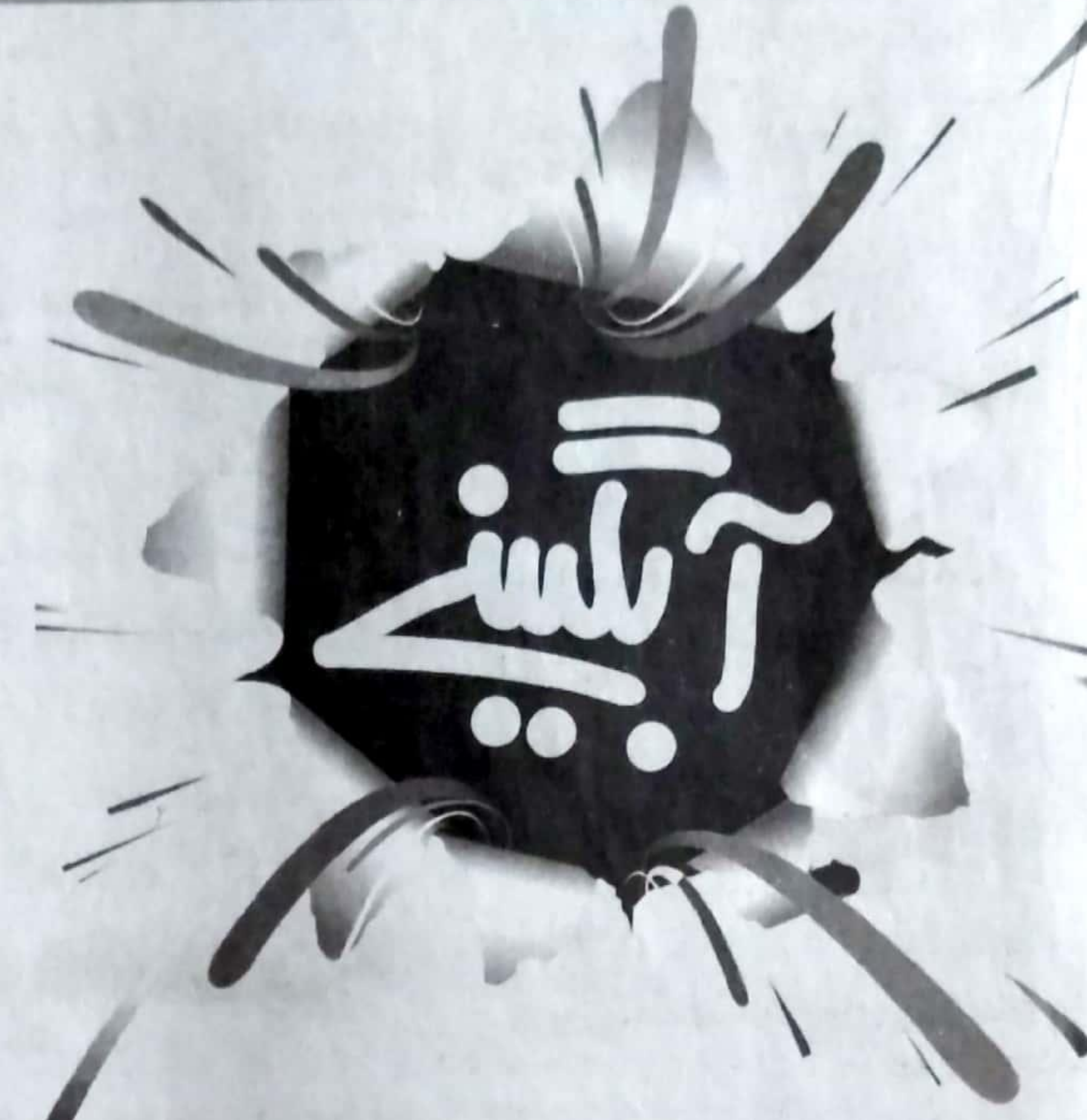
بقیہ: دورہ صفہ کی یادیں

کچھ ہے ان بیس دنوں میں میں نے جو دیکھا وہ بہت ہی حیران کن تھا۔ دراصل یہاں تربیت نفس کی جاتی ہے پانچ لوگوں کے گروپ کا ایک پرات میں کھانا کھانا، ایک ہی جگ سے پانی پینا، نماز باجماعت پڑھنا گویا کہ ہر لمحہ اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھنا، نفس کے بعد یہاں پر ایمان یعنی آپ کس طرح کے مسلمان ہیں اس موضوع پر بات ہوتی ہے۔

آج کل مسلمانوں کے عقائد جو کافی حد تک خراب ہو گئے ہیں اس پر کافی تفصیل سے بات ہوتی ہے۔ نصاب اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ جس سے انسان اپنے آپ کو پرکھتا ہے نصاب میں توحید، شرک، جادو، بدعت جیسے عنوان پر بات ہوتی۔ اور سارے کا سارا حوالہ قرآن وحدیث سے ہوتا ہے یعنی انسان کے لیے گنجائش ہی نہیں ہوتی کہ ادھر ادھر کی باتوں پر یقین کرے۔ نصاب میں شامل حدیث اور قرآنی سورتیں ایسی ہیں جو جدید دور جس سے ہم گزر رہے ہیں کو سامنے رکھ کر شامل کی ہوئی ہیں کفار کا سارے کا سارا زور اس بات پر ہے کہ مسلمان عورت مرد کے شانہ بشانہ چلے تو ایسے میں صفہ کا نصاب خواتین کی بہت راہنمائی کرتا ہے کہ ہم مسلمان خواتین ہیں۔

مسلمان عورت کی ذمہ داری کیا ہے؟ ہمارا میڈیا جو ہمیں گمراہ کر رہا ہے کہ مسلمان جہاد نہ کریں۔ ان پر جہاد واجب نہیں۔ لیکن نصاب سے شامل مقاصد جہاد کو پڑھ کر سن کر بڑا افسوس ہوا کہ ہم مسلمان کیسے ہیں؟ جن کو معلوم ہی نہیں کہ جہاد کیا ہے؟ کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کیوں فرمایا تھا کہ میرا رزق نیزے کی انی کے نیچے ہے۔ اس کے علاوہ میری بہت سی عادتیں بدل گئیں کچھ تو ادھر ہی بدل گئیں اور باقی کی گھر پہنچ کر ان شاء اللہ کوشش کروں گی۔ اگر میں یہاں نہ آتی تو زندگی اسی طرح غفلت میں گزرتی جس طرح گزر رہی تھی میں اس مالک کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ جس نے ہماری بھلائی اور راہنمائی کے لیے ہمیں چن لیا۔ اور ہماری اصلاح کر دیا۔ اللہ سے دعا ہے وہ ہمیں مزید صراط مستقیم پر چلائے میری زندگی کی سب سے بڑی تبدیلی نماز تہجد کا پڑھنا ہے۔ مقاصد کے پیریڈ کے دوران بہت مزہ آتا تھا۔ جہادی اور ایمان افروز واقعات سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمیں اپنے ملک اور ہمسایہ ملک کے حالات وواقعات کا پتہ بھی چلتا ہے۔ یہاں پر دیگر مسلم ممالک میں ہونے والے مظالم کو سن کر حیرانی ہوئی کہ کیسے مسلمان دنیا میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں اور ہم کن کاموں میں پڑے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

ضمیر مرتا ہے احساس کی خاموشی سے
یہ وہ احساس ہے جس کی خبر نہیں ہے



خوش رہنے کے قاعدے

☆ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے، گناہوں کا بوجھ کم ہوتا ہے۔ علام الغیوب خوش ہوتا ہے اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔

☆ اپنے دل کو حسد سے پاک کرلو، اس سے بغض وعداوت نکال پھینکو۔

☆ قرآن کے ساتھ زندگی گزارو، اس کے حفظ، سماع وتدبر اور تلاوت میں لگے رہو، حزن وملال کو دور کرنے والا وہ سب سے بڑا مجرب نسخہ ہے۔

☆ اللہ پر توکل کرو، معاملہ اس کے سپرد کر کے اس کے حکم پر راضی رہو بس اس پر اعتماد ہو کہ وہی تم کو کافی ہے۔

☆ استغفار زیادہ سے زیادہ کرو، اس سے روزی میں کشادگی، اولاد، علم نافع، اور آسانی ملتی ہے اور گناہ کم ہوتے ہیں۔

☆ جان لو کہ عسر کے ساتھ یسر ہے اور کرب کے ساتھ کشادگی ہے، ایک حالت ہمیشہ نہیں رہتی، زمانہ الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔

☆ برائی کا بدلہ اچھائی سے دو، لوگوں سے نرمی برتو، عداوتیں ختم کرو، دشمنوں سے صلح کرو، اور دوستوں کی تعداد بڑھاؤ۔

☆ صدقہ دیا کرو چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، اس سے گناہ ختم ہوں گے، دل کو خوشی ملے گی، فکر دور ہوگا، رزق میں اضافہ ہوگا۔

☆ اور اپنا نمونہ اپنے امام محمدﷺ کو بناؤ، اسی اصول پر کاربند ہونے میں دونوں جہانوں کی فوز وفلاح اور کامیابی کا دارومدار ہے۔

(عائشہ، انیسہ اشرف چیچہ وطنی)

گناہوں کی سزا

یہ جو بات میں آپ کو بتانے لگے ہوں یہ بالکل سچ ہے میری ایک بہت اچھی دوست تھی اللہ نے اسے ہدایت بھی دی تھی اور اس کا ایمان بھی کافی پختہ تھا وہ عقیدہ کے لحاظ سے بھی توحید پرست تھی پھر اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیطان دینی لحاظ سے

ادارہ

مضبوط آدمی کو بھی اپنی چنگل میں پھنسانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

ہوا کچھ یوں کہ آہستہ آہستہ اس لڑکی کو شیطان نے اکسانہ شروع کردیا کہ وہ اس زندگی کو کچھ انجوائے کرے اور مولون ہی نہ بن کر رہ جائے آہستہ آہستہ اس کی سوسائٹی بدلنے لگی وہ موبائل پر رونگ نمبرز پر چیٹ کرنے لگی ٹی وی دوبارہ دیکھنا شروع کردیا غلط خیالات آنے لگے اس کے ذہن میں اور اس نے اچھے اور نیک کام کرنے بھی چھوڑ دیئے سب سے زیادہ برائی اس میں یہی آئی کہ وہ رونگ نمبرز سے آنے والے میسجز کا جواب دینے لگی اور اس جال میں اچھی خاصی پھنس گئی کہ چاہتے ہوئے بھی نہ نکل پائی پھر اس کے دل میں ایمان کی کچھ رمق باقی تھی اس نے اللہ سے بہت دعائیں کیں مگر بے سو۔

کیونکہ اس کے دل میں شیطان نے اچھا خاصا بسیرا کرلیا تھا وہ نیکی کرنا بھی چاہتی تو بہت کم کرپاتی ہوا کچھ یوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دوبارہ ہدایت دینے کا ارادہ فرمایا اس لڑکی کے چہرے پر کافی دانے نکل آئے تھے فریکل کے نشانات ہوگئے تھے اس کو کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا بس ہر وقت گپ شپ کرتی اور اکثر تو کافی بے حیائی والی گفتگو بھی کرجاتے اسے اکثر برا بھی لگتا لیکن اس کے وہ آوارہ لڑکے تو تھے ہی بے حیا اور وہ اسے بھی ایسا ہی بنانا چاہتے تھے اس نے اپنا خیال رکھنا بھی چھوڑ دیا تھا پھر اس نے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر رو رو کر معافی مانگی اللہ نے اسے دوبارہ ہدایت دے دی۔ کیونکہ ابھی وہ بہت آگے نہیں نکلی تھی برائی میں۔ اور اس کے دوست بھی اسے بلیک میل نہیں کرسکتے تھے اسے ہدایت تو دوبارہ مل گئی مگر اس کا چہرہ کافی حد تک خراب ہوگیا وہ کہتی ہے شاید یہ میرے گناہوں کا دنیاوی عذاب ہے۔ شاید اللہ اسی پر اکتفا کریں چلو مجھے دوبارہ ہدایت تو ملی ورنہ مجھے ہمیشہ ہمیشہ کا اخروی عذاب بھگتنا پڑتا۔

یہ لڑکی میری بہت گہری دوست ہے اسی لیے اس نے یہ آپ بیتی مجھے بتائی اور مجھے کہا کہ آپ الصافات میں لکھنا تاکہ جو وہ بہنیں جو اس قسم کی خرافات میں مبتلا ہیں وہ یہ برائیاں بالکل چھوڑ دیں کیونکہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ یہاں نہیں تو وہاں اگلے جہان میں ان برائیوں کا انجام تو بھگتنا پڑے گا جس کے لیے ہمیں تیار رہنا چاہیے اور ایسی برائیوں اور گناہوں سے خود بھی بچنا چاہیے اور دوسروں کو بھی بچانا چاہیے۔

اللہ ہمیں برائیوں سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین

(فرحانہ خان ملتان)

دین و دنیا

جب کسی انسان کے آگے روشنی ہوتی ہے تو اس کا سایہ پیچھے ہوتا ہے اور جب روشنی پیچھے ہوتی ہے تو اس کا سایہ آگے ہوتا ہے۔ دین روشنی ہے اور دنیا سایہ ہے۔ دین آگے رکھو گے تو دنیا خود پیچھے آئے گی اور دین پیچھے رکھو گے تو دنیا آگے بھاگے گی۔

لہٰذا دین کے پیچھے چلو دنیا تمہارے پیچھے چلے گی۔

غلطی

جو غلطی کر نہیں سکتا وہ...... فرشتہ ہے۔

جو غلطی کر کے اس پر ڈٹ جاتا ہے وہ...... شیطان ہے۔

اور جو غلطی کر کے فوراً توبہ کر لیتا ہے وہ...... انسان ہے۔

(اخت عبدالواحد بن عبدالقیوم صباء آف خانیوال)

ماہ رمضان المبارک کا آغاز ہو چکا ہے۔ تمام مہینوں سے افضل، سب سے زیادہ برکت اور فضلیت والے اس ماہ میں جس قدر عبادت کی جائے، وہ کم ہے۔ خواتین کے حوالے سے بات کی جائے، تو رمضان المبارک میں خصوصاً شام کے وقت ان کا زیادہ تر وقت افطار کی تیاریوں میں گزرتا ہے اور گھر کی خواتین کی اکثریت کی جائے پناہ کچن ہی ٹھہرتا ہے۔ ذیل میں ہم چند ایسی ڈشز کی تراکیب بتا رہے ہیں، جنہیں رمضان سے قبل بھی تیار کر کے رکھا جا سکتا ہے۔

پکوڑوں کا بیسن

اجزاء:

بیسن دو کلو، نمک حسب ذائقہ، پسی لال مرچ حسب ضرورت، کھانے کا سوڈا ایک کھانے کا چمچ، سفید زیرہ دو کھانے کے چمچے، ثابت دھنیا تین کھانے کے چمچے۔

ترکیب:

تمام چیزوں کو بیسن کے اندر خوب اچھی طرح مکس کر لیں اور ایئر ٹائٹ ڈبے میں رکھ دیں۔ جب بھی پکوڑے بنانا چاہیں، ایک گھنٹے قبل حسب ضرورت بیسن لے کر پھینٹیں اور بناتے وقت ہری پیاز، ہرا دھنیا اور ہری مرچ کاٹ کر ڈال کے تیل میں تل لیں۔ بیسن پہلے سے تیار ہونے کی وجہ سے پکوڑے بناتے وقت آپ کا کافی ٹائم بچ جائے گا۔

ایڈوانس دہی بڑے

اجزاء:

دال ماش ایک کلو، دال مونگ ایک کلو (چھلکے والی)، ادرک ایک چھٹانک، پسا ہوا گرم مصالحہ دو کھانے کے چمچ، پسی لال مرچ اور نمک حسب ذائقہ، ہینگ دو چٹکی، کھانے کا سوڈا آدھا چمچ

ترکیب:

دال ماش اور دال مونگ رات کو الگ الگ بھگو دیں۔ صبح دال مونگ کا چھلکا الگ کر لیں۔ اب دالوں میں تمام چیزیں ملا کر پیس لیں اور ہلکے گرم تیل میں دہی بڑے بنا لیں۔ ٹھنڈا ہونے پر کسی شاپر میں رکھ کر فریز کر لیں۔ جب دہی بڑے بنانے ہوں، تو دو گھنٹے قبل نکال کر ہینگ ملے گرم پانی میں دس منٹ رکھنے کے بعد نکال کر نچوڑ لیں اور پھر دہی میں ڈبو دیں۔ اوپر سے دہی بڑے کا مسالا ڈال کر افطار میں نوش کریں۔ چاہیں تو پکانے کے بعد دہی بڑوں میں قیمہ بھی بھر سکتی ہیں۔

چکن رول

اجزاء:

چکن کا موٹا قیمہ دو کلو (چکن ابال کر چھوٹی چھوٹی بوٹیاں بھی استعمال کر سکتی ہیں)، نمک اور لال مرچ پسی ہوئی حسب ضرورت، ہری پیاز (پتوں سمیت کاٹ لیں) ایک پاؤ، بند گوبھی (باریک کٹی ہوئی) آدھا کلو، مٹر کے دانے ایک پاؤ، تیل آدھا کپ، کالی مرچ پسی ہوئی دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب:

تیل گرم کر کے اس میں چکن قیمہ یا چھوٹی بوٹیاں ڈال دیں۔ پھر نمک اور لال مرچیں ڈال کر اتنی پکائیں کہ پانی خشک ہو جائے۔ پانی خشک ہونے پر تمام چیزیں ملا دیں اور صرف پانچ منٹ پکائیں۔ بازار سے رول کے پرت لا کر رول بنا لیں اور فریز کر دیں۔ تلنے سے آدھا گھنٹہ قبل فریزر سے نکال لیں اور تل لیں۔

اجزاء:

پودینہ، ہرا دھنیا، دو، دو گڈی، ہری مرچیں ایک چھٹانک، سفید زیرہ آدھا چھٹانک، نمک حسب ضرورت

ترکیب:

پودینے کی پتیاں توڑ لیں اور ہرے دھنیے کے ڈنٹھل کاٹ لیں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ ہرے دھنیے کی پتیوں سے زیادہ اس کے ڈنٹھل کی خوشبو ہوتی ہے اور پودینہ اس کے برعکس ہے۔ اب پودینہ، دھنیا، ہری مرچ، سفید زیرہ اور نمک ملا کر بلینڈر میں پیس لیں۔ پانی نہ ملائیں۔ یہ چٹنی فریج میں رہے، تو ایک ہفتے تک خراب نہیں ہوتی۔ زیادہ مقدار میں بنانا چاہیں، تو تھوڑا تھوڑا پیس کر فریز کر سکتی ہیں۔ پکوڑوں کے ساتھ یہ بہت مزے دار لگتی ہے۔

املی (بھوری والی تھائی لینڈ کی) آدھا کلو لے کر رات ہی سے پانی میں بھگو دیں۔ صبح اس کو ہاتھ سے مسل کر اس کا بیج نکال دیں اور بلینڈر میں پیس لیں۔ یہ ملاوا کافی دیر تک خراب نہیں ہوتا اور اسے مختلف چٹنیوں میں ملا کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(پھول علی جعفری پپرسری)

رحمت باری جوش میں آ گئی۔ غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے مسلمانوں کو جگانے کے لیے برصغیر کی مٹی نے بڑے بڑے عظیم رہنماؤں کو جنم دیا۔ انہوں نے اسلام کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو سنبھالا ۔ مایوسیوں میں ڈوبے ہوئے مسلمانوں کو امید کی کرن دکھائی۔ آزادی کی جدوجہد شروع ہوئی۔ مسلمانوں کے سوئے ہوئے ضمیر جاگ اٹھے۔ برصغیر کے ہر مسلمان کی صرف ایک ہی خواہش تھی آزاد وطن۔ ایک ایسا وطن جس میں رب رحمٰن کے احکامات کی پیروی کی جاسکے جس میں کفروشرک ظلم وستم، ناانصافی اور بے ایمانی کا نام ونشان نہ ہوایک آزادوطن کے حصول کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے ہرطرح کی قربانیاں پیش کیں۔

جان ومال کی قربانی، اولاد کی قربانی، گھر زمین اور جائیداد کی قربانی، یہی قربانیاں رنگ لائیں۔ تاریخ اپنے آپ کو دہرانے لگی ۔ مسلمانوں نے ایک دفعہ پھر اپنے وطن اور سرزمین سے ہجرت کی ۔ اپنے ملک کو چھوڑا اور ایسی سرزمین کی طرف سفر شروع کیا جس کی بنیاد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھی ایک اور اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔ مدینے کے انصار کی طرح پھر مہاجر وانصار کی اخوت وبھائی چارے کی داستانیں رقم ہوئیں۔

پھر 1965ء کی جنگ ہوئی تو وطن کے سجیلے جوانوں نے قربانیاں پیش کرنے سے دریغ نہ کیا ۔ میرے وطن کے جوانوں نے اپنے لہو سے اس وطن کی آبیاری کی۔ یقیناً تاریخ ان کا کردار ہمیشہ سنہری حروف میں لکھتی رہے گی وہ تاریخ میں آب حیات کا پیالہ پی کر امر نظر آتے رہیں گے۔ لیکن وطن اور اسلام کے دشمن اور وقت کے فرعونوں کو یہ سب کچھ کیسے برداشت ہوتا وہ جو ہمیشہ مسلمانوں کو مٹانے کے درپے رہتے ہیں ان کی آنکھوں میں ہمیشہ یہ وطن عزیز، اسلام اور مسلمانوں کی ایٹمی طاقت کھٹکتی رہتی ہے چنانچہ اسلام کو مٹانے کی سازشیں شروع ہوگئیں پھر کفار کی یہی سازش کامیاب ہوتی نظر آئیں۔ سازشوں کے اس جال کو بننے کی ابتداء وطن عزیز سے کی گئی اور آج ہمارے ملک میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کی رگ رگ میں نفرت، عداوت، دشمنی، تعصب، کینہ اور وطن دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

اپنے آپ کو قوم کا مسیحا سمجھنے والے یہ لوگ اس پاک وطن کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں ہمہ وقت برسرپیکار رہتے ہیں۔ ان غدارانِ وطن کی ہمت اب اس قدر بڑھ چکی ہے کہ عوام کے ہجوم میں کھلم کھلا اعلان بغاوت اور غداری کی تقاریر کرتے نظر آتے ہیں ۔ یہ نفرت کی چنگاریوں کو بھڑکانے والے لوگ اس وطن کے وجود کو مٹانا چاہتے ہیں۔ یہ سب کچھ اسلام اور دین سے دشمنی کا عملی اظہار ہے۔ دراصل کفار کو اہل اسلام نے میدانِ مقتل میں شکستیں دیں۔ ان کو سیاسی اور عسکری طور پر غیر مستحکم کر دیا۔ ان کے خوابوں کو چکنا چور کر دیا۔ پوری دنیا پر آرڈر چلانے کے عزائم کو جہادی ضربوں کے ذریعے پیوندِ خاک کر دیا۔ برطانیہ افغانستان سے اپنے زخم چاٹتے ہوئے نکلا۔ روس، جو گرم پانیوں تک پہنچنے کا خواب دیکھ رہا تھا افغانیوں کے ہاتھوں ذلیل ورسوا ہو کر اپنے ملک کا بٹوارا کر بیٹھا۔

مسلمانوں نے متحد ہو کر کفار کو ایسی شکست دی کہ وہ بلبلا اٹھے پھر کفار نے اپنا رخ بدلا۔ نئی حکمت عملیاں تیار کیں۔ امت مسلمہ کو آپس میں لڑا کر خانہ جنگی کا شکار کروا دیا۔ آپس میں نفرتیں پیدا ہوئیں۔ قوت تقسیم ہوگئی۔ وہی ملک جو کل تک اپنی قوت کو دشمن کے خلاف استعمال کرتا تھا۔ آج اپنوں پر آزمانے لگا۔ وہی ملک جو کل تک دشمنوں کے دانت کھٹے کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا خانہ جنگی کا شکار ہو گیا۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ میرے وطن کے دانشور اور سیاست دان چپ چاپ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اگر آواز اٹھائی تو صرف چند ایک محب وطن پاکستانیوں نے۔ آج قائد اور اقبال کے نظریات کو ماضی کے قبرستانوں میں دفن کر دیا گیا۔ غیرت وحمیت کا جنازہ نکلا لیکن کوئی آنسو بہانے والا نہ رہا۔ وطن کے حکمرانوں نے انسانی وجود کی عدالت یعنی ضمیر کو مردہ بنا کر دفن کر دیا اور خود ہر قسم کی ذمہ داریوں سے آزاد ہو گئے۔

وطن کے سرپنچوں نے اپنے ہی وطن کے لوگوں پر ظلم وستم اور سفاکی کی داستانیں رقم کر دیں۔ ہم کس کس کو موردِ الزام ٹھہرائیں؟ ہم خود اس کے ذمہ دار ہیں ہم نے خود اپنے جذبوں کو سلا دیا۔ جہاد سے ناطہ توڑ لیا۔ اسی لیے ناکامیاں اور مایوسیاں ہمارا مقدر بنیں۔ جب تک ہم نے شمشیر وسناں کو اول اور طاؤس ورباب کو آخر سمجھا عزت اور مرتبے کے بلند مقام تک پہنچتے گئے لیکن جب عیش وعشرت کے چکر میں پڑ گئے نہ عزت رہی نہ قوت نہ وہ جاہ وجلال رہا نہ وہ مرتبہ وقدر ومنزلت...... عزت اور ناموری کے پرچم سرنگوں ہو گئے۔

لیکن ان تمام تاریکیوں کے باوجود ہمیں امیدوں کے چراغوں کو بجھنے نہیں دینا چاہیے ستارے ہمیشہ تاریکی ہی میں ٹمٹماتے ہیں۔ اور ہر اندھیری رات کے بعد صبح کا اجالا منتظر رہتا ہے۔

ایسے ہی وہ وقت دور نہیں جب ہمارے ملک میں امن وامان ہوگا اسلام کا بول بالا ہوگا۔ آج اس وطن سے پیار کرنے والے اور اس پر مر مٹنے والے لوگوں کی کمی نہیں ہے۔ لیکن کمی ہے تو ہمارے احساس کی جس میں بے حسی آ

بقیہ صفحہ 60 پر

سازشوں کے اس جال کو بننے کی ابتداء وطن عزیز سے کی گئی اور آج ہمارے ملک میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کی رگ رگ میں نفرت، عداوت، دشمنی، تعصب، کینہ اور وطن دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

بقیہ: ایک گلا

دوران کوئی غلطی ہوئی؟

غلطی تو نہیں کہا جا سکتا۔ اب اگر کسی کی زندگی ہی اتنی لکھی ہے تو ہمارا کیا قصور ہے؟

ایک ٹریفک حادثے میں ایک آدمی شدید زخمی ہو کر ہسپتال لایا گیا تو ہمارا گروپ ہڑتال پر تھا اس کا پورا بدن زخموں سے چور تھا کپڑے خون آلود تھے اور نبض بے ہوشی کی حالت میں آہستہ آہستہ چل رہی تھی دو تین مرد اور عورتیں رو رو کر منتیں کر رہے تھے لیکن سارے گروپ نے ٹھان رکھی تھی کہ آج تو کوئی بھی ہڑتال کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔

یہ صورتحال دیکھ کر ایک ہاؤس جاب کرنے والی ڈاکٹر کا دل پسیج گیا اور وہ مریض کے گھر والوں سے کہنے لگی ایمرجنسی میں لے آئیں میں چیک کرتی ہوں۔ مجھے یہ سن کر غصہ آ گیا میں نے کہا: ''ڈاکٹر ہم ہڑتال پر ہیں جب تک ہمارے مطالبات نہیں مانے جاتے، ہم ڈیوٹی پر نہیں بیٹھیں گے۔'' اس نے کہا: ''مریض کی جان خطرے میں ہے میں صرف اسے دیکھ لوں۔''

وہ ایمرجنسی کی طرف تیزی سے جانے لگی تو میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ میری اس حرکت پر طوفان کھڑا ہو گیا۔ ینگ ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں نے مار مار کر میرا بھرکس نکال دیا اسی دوران میں اس مریض کی ڈیتھ ہو گئی۔ میری انکوائری شروع ہوئی اور معاملہ عدالت تک پہنچا اور مجھے نوکری سے نکال دیا گیا۔

☆دیکھیں اس میں زیادتی کا پہلو نمایاں ہے کہ آپ نے ایک ڈاکٹر کو بھی اپنے فرض کی ادائیگی سے روکا بلکہ نہ صرف روکا اس مقصد کے لیے اخلاقی حدود کو پامال کرتے ہوئے ایک خدا ترس ڈاکٹر کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا۔

ایسے لوگوں کی وجہ سے ہی تو ہم جیسے لوگوں کو بدنام کیا جاتا ہے۔

☆ایسے فرشتہ صفت لوگوں کے دم سے ہی دنیا قائم ہے جو انسانیت کی مسیحائی کا حق ادا کرتے ہیں لوگوں سے دعائیں لیتے ہیں اور اللہ سے اجر پاتے ہیں

اور وہ جو خیراتی ہسپتالوں کے مریضوں کو اپنے پرائیویٹ کلینکوں پر چیک کر کے نوٹوں کی بوریاں بھر رہے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

☆ان کے لیے یہی دعا ہے کہ غریبوں پر رحم کھائیں اور اپنے مقدس پیشے کے وقار کو خاک میں نہ ملائیں۔

☆ویسے میں ذاتی طور پر ایسے بہت سے ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز کو جانتی ہوں جو خیراتی ہسپتالوں میں رضاکارانہ طور پر شفٹیں لگاتے ہیں سیلاب زدگان، زلزلہ اور قحط زدگان جیسے آفت زدہ علاقوں میں جا کر حقیقی معنوں میں انسانیت کی مسیحائی کا حق ادا کرتے ہیں اور لوگوں کی دعائیں لیتے ہیں۔

جی ہاں! ایسے لوگوں کی وجہ سے ہی ہمارا بھی نام بدنام اور حقوق پامال ہو رہے ہیں۔

☆آپ کو ایسے لوگوں کو آئیڈیل بنا کر کام کرنا چاہیے۔ تاکہ دین اور دنیا دونوں جہانوں میں کامیاب ہو سکیں۔

سب انسان ہیں فرشتے تو نہیں اور انسان خطا کا پتلا ہے۔ اچھے لوگوں کا ساتھ ملے تو اچھا بن جاتا ہے برے لوگوں کا ساتھ ملے تو برا بن جاتا ہے۔

☆اگر آپ کو یہ بات سمجھ آتی ہے تو ہر جگہ ہر قدم پر آپ کو ایسے فرشتہ صفت ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز مل جائیں گے جو لالچ، حرص سے پاک انسان دوستی اور خدمت میں اپنی مثال آپ ہیں بلکہ اپنی جیب سے مریضوں کی مالی مدد بھی کرتے ہیں۔

ہم نے تو یہی سنا تھا کہ ڈاکٹر مال بنانے کی مشین ہوتا ہے اور اسے اپنے اوپر ہونے والا خرچہ چند دنوں میں پورا کرنا چاہیے اسی سوچ نے یہ دن دکھائے ہیں لیکن آپ کی باتوں سے پتہ چلا کہ ڈاکٹر واقعی انسانیت کا مسیحا اور خادم ہوتا ہے اور اس کے اخلاق اور محبت بھرے رویے سے مریض کی آدھی بیماری دور ہو جاتی ہے یہ کتابی باتیں نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ میں بھی خیراتی ہسپتال بنا کر یہ کردار ادا کروں گا۔ اور اپنی گزشتہ غلطیوں کی تلافی کروں گا۔ ان شاء اللہ

بقیہ: وطن

چکی ہے اس وطن سے مخلص ہونے سے پہلے ہمیں خود اپنے آپ سے مخلص ہونے کی ضرورت ہے۔ اور ہم صرف اپنی ہی ذات تک محدود نہیں ہیں بلکہ تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں۔ آج اس وطن کے جوانوں کو پھر سے خالد بن ولید اور ایوبی و ابن قاسم کی طرح برصغیر کے تڑپتے اور بلکتے ہوئے آزادی کے پروانوں کی طرح شانے سے شانہ ملا کر چلنے کی ضرورت ہے۔

ان لوگوں کو مسترد کرنے کی ضرورت ہے جنہوں نے اس وطن کی عظمت کو داغدار کیا۔ اس ملک میں اپنی خود غرضی اور ہوس کے لیے خون کی ایسی ہولی کھیلی جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا آج پھر اسی جہاد کو اپنانے کی ضرورت ہے جس سے فتح و کامرانی خود قدم چومنے پر تیار ہو جائے۔

اس وطن توڑنے کی سازشوں میں ملوث چہروں کو بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے وطن کے حکمرانوں اور عوام کو ایسے لوگوں کے خلاف ایکشن لینے کی ضرورت ہے۔ جو وطن کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں تعصب اور دشمنی پھیلا رہے ہیں ایسے شرپسند عناصر کی حوصلہ شکنی کرنے کی ضرورت ہے اور ہمیشہ ملک و اسلام کی عزت وحرمت کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔

کیونکہ دین اسلام ہے تو گویا سب کچھ ہے۔ لیکن اگر یہ نہیں تو گویا کچھ بھی نہیں۔ اس کے بغیر ہم اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بالکل تہی دست ہوں گے۔

پہلے پاکستان کا نعرہ لگانے والوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام کے بغیر پاکستان اور پاکستان کے بغیر اسلام کا دفاع ممکن نہیں۔

(آمنہ بنت عبدالقیوم صبا خانیوال)

اگر آپ کو یہ بات سمجھ آتی ہے تو ہر جگہ ہر قدم پر آپ کو ایسے فرشتہ صفت ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز مل جائیں گے جو لالچ، حرص سے پاک انسان دوستی اور خدمت میں اپنی مثال آپ ہیں بلکہ اپنی جیب سے مریضوں کی مالی مدد بھی کرتے ہیں۔

ترجمہ: ''اے لوگو! اللہ پاکیزہ ہے اور وہ کوئی مال قبول نہیں کرتا، سوائے اس مال کے جو پاکیزہ ہو''۔

(صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب جزء اول ص 406)

یہ آیت زکوٰۃ کی فرضیت کیلئے ہے اللہ رب العزت کی راہ میں مال خرچ کرنے کی کئی صورتیں ہیں واجب اور فرض۔

زکوٰۃ:۔

''مال کی وہ کم از کم مقدار جو اگر انسان نہ نکالے تو دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ مال ایمان اور کفر کی سرحد پر کھڑا ہے۔ جو ان دونوں کے درمیان فرق کرتا ہے۔ اس مال کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔''

یہ واجب صدقہ اور مال نکالنے کی واجب صورت ہے۔ اسکے علاوہ کچھ اور صدقات ہیں۔ جن میں سے کچھ واجب ہیں اور کچھ نوافل ہیں۔

واجب صدقات:۔

وہ عبادت جس کے نہ کرنے پہ ہم پر اس کا کفارہ ادا کرنا واجب ہو۔ وہ واجب صدقہ ہے۔ مثلاً روزہ رکھا اور توڑ دیا، تو اس کے بدلے میں جو کفارہ ادا کریں گے۔ وہ واجب صدقہ ہے۔

ظہار کا کفارہ، قسم توڑنے کا کفارہ، دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، ایک غلام آزاد کرنا یا پھر دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا، یہ واجب صدقات میں سے ہے۔ اگر حالت احرام میں شکار کر لیا تو اس صورت شکار کیے ہوئے جانور کے برابر صدقہ کیا جائے گا۔

اور بھی جو کفارات ہیں، غلطیوں کی معافی کیلئے، مالی طور پر جرمانہ ادا کیا جائے، ان کو بھی واجب صدقات کہتے ہیں۔

اور یہ وہ صدقات ہیں جو من حیث القوم واجب نہیں بلکہ انفرادی طور پر واجب ہیں۔

اس کے علاوہ کچھ نوافل صدقات ہیں مثلاً گھر آنے والے مسکین کا حق اور پڑوسیوں کا حق، راہ گزرتے پریشان حال مسافر کی ضروریات پوری کر دینا، اس کے لئے سواری مہیا کرنا، اور اس کی باقی جسمانی حاجتوں کو پورا کرنا بھی نفلی صدقہ ہے۔

غرض اللہ کو خوش کرنے کی خاطر حلال مال میں حلال طریقے سے جو کچھ بھی کرے وہ صدقہ ہے۔ حتیٰ کے بندے کا اپنی ذات پر اور اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔ نوافل صدقات لاتعداد ہیں۔ جو انسان کر کے اللہ کو خوش کر سکتا ہے۔ صرف انسان کی نیت ٹھیک ہونی چاہیے۔

انسان اگر اپنی ذات پر بھی اس نیت سے خرچ کرتا ہے کہ وہ صحتمند رہ کر اپنے دینی اور دنیاوی واجبات احسن انداز میں پورے کر سکے تو یہ خرچ کرنا بھی عبادت ہے۔

اسی طرح ہمارے ہاں ایک لفظ بولا جاتا ہے ''خیرات'' لیکن عموماً اس کا مفہوم صرف فقیر کو کچھ دینا ہی سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ کوئی بھی نیکی اگر وہ مالی ہو یا جسمانی وہ خیرات ہے۔ حتیٰ کہ راستے سے پتھر کو ہٹا دینا بھی خیرات ہے۔

﴿آیت نمبر: 268﴾

''اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَ اللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَ فَضْلًا وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌO''

معانی و مصادر

یَعِدُ = وَعَدَ، یَعِدُ، وَعْدٌ، وَمَوْعِدٌ، مَوْعِدَۃٌ، مَوْعُوْدٌ، وَمَوْعُوْدَۃٌ (باب۔ض)

وعدہ کرنا، فعل مضارع معروف سے صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

مادہ اس کا و، ع، د، ہے۔

اَلْفَقْرُ = فَقَرَ، فَقُرَ، یَفْقُرُ، فَقَارَۃٌ (باب۔ک)

محتاج ہونا، تنگدست ہونا، ضرورت مند ہونا، اسم مصدر ہے۔

مادہ اس کا ف، ق، ر، ہے۔

فَحْشَآءِ = فَحُشَ، یَفْحُشُ، فَحَاشَۃٌ (باب۔ک)

بے حیا ہونا، بہت بڑی بے حیائی، اسم مصدر ہے۔

مادہ اس کا ف، ح، ش، ہے۔

فَضْلًا = فَضَلَ، یَفْضُلُ، فَضْلٌ (باب۔س۔ن)

بچ جانا، زیادہ ہونا، بڑھ جانا اسم مصدر ہے۔

مادہ اس کا ف، ض، ل، ہے۔

وَاسِعٌ = وَسِعَ، یَوْسَعُ، وَسْعٌ (باب۔ف)

وسعت دینا، زیادہ کرنا، اسم فاعل سے صیغہ واحد مذکر ہے۔

مادہ اس کا و، س، ع، ہے۔

ترجمہ و تفہیم

''شیطان تمہیں فقر کا ڈراوا دیتا ہے اور تمہیں شرمناک بخل کا حکم دیتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی طرف سے بڑی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

تشریح و توضیح

شیطان یہ چاہتا ہے انسان اللہ کے راستے میں مال خرچ نہ کرے کیونکہ جب بھی انسان مال خرچ کرے گا، تو اللہ کے قریب ہوگا۔ بلکہ جب بھی کوئی بھی نیکی کرے گا تو اللہ کے قریب ہو جائے گا۔ وہ نیکی کر لینے کے بعد اسے مزید نیکی کرنے کی توفیق ملے گی اور انفاق فی سبیل اللہ ایسی نیکی ہے جو اللہ سے بھی قریب کرتی ہے اور اللہ کے بندوں سے بھی قریب کرتی ہے۔

شیطان کو یہ دونوں باتیں اچھی نہیں لگتیں کہ انسان اللہ کے قریب ہو اور انسانوں کے بھی قریب ہو۔ شیطان اس طرح کی نیکی روکنے کیلئے دو طرح کی کاروائیاں کرتا ہے۔

ایک تو انسان کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تو تنگدست ہو جائے گا کہ آج کسی فقیر کی ضرورت پوری کر دی۔ تو کل کسی اور کی بھی کرنی پڑے گی اور پھر اس کے بعد فحشآء کا حکم دیتا ہے۔ تاکہ انسان کا کمایا ہوا حلال مال غلط جگہ پہ لگ جائے اور وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کر سکے۔

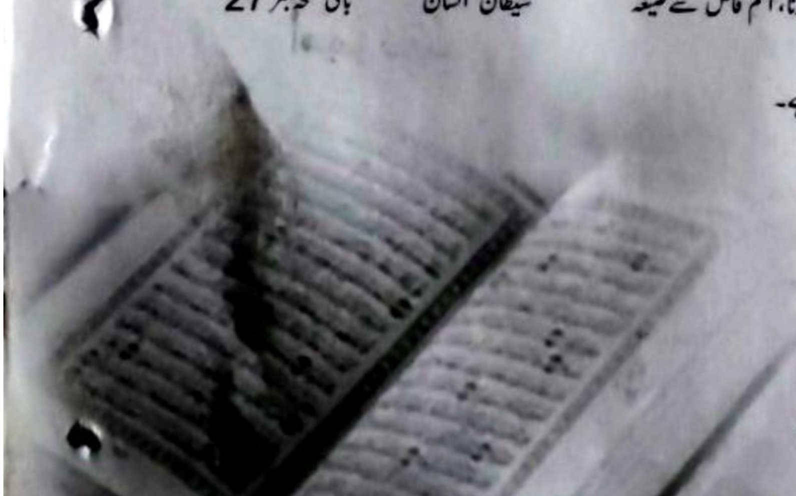
مثلاً آتش بازی کرنا یہ تو بالکل ایسے ہے جیسے انسان اپنے ہاتھ سے اپنی رقم کو آگ لگا دے۔

شیطان یہ کام ضرور کرتا ہے۔ انسان کو فی سبیل اللہ سے روکنے کیلئے کہ دل میں کنجوسی، بخل، تنگدستی کا اور افلاس کا خوف دل میں بٹھاتا ہے اور گندے کاموں کا حکم دیتا ہے۔

جب یہ دونوں کام انسان کرے اور یہ دونوں باتیں انسان کے دل میں بیٹھ جائیں تو پھر انسان کی رقم لازماً غلط جگہ پر لگتی ہے اور صحیح جگہ کیلئے بچتی ہی نہیں۔ لیکن یہ تو شیطان کا وعدہ ہے۔

اللہ کا وعدہ اس کے بالکل الٹ ہے کہ اللہ اس کے عوض مغفرت اور فضل کا وعدہ دیتا ہے۔ فضل ہوتا ہے بڑھوتی، زیادتی، اضافہ۔ اللہ فضل کا وعدہ دیتا ہے۔

شیطان انسان باقی صفحہ نمبر 27



احکام و مسائل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

مولانا مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ



عورت کی امامت

س: کیا ایک عورت دوسری عورت کی جماعت کرا سکتی ہے اور اگر کرا سکتی ہے تو اس کا طریق کار کیا ہے؟

ج: ایک عورت دوسری عورت کی جماعت کرا سکتی ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ باقی عورتوں کے وسط میں کھڑی ہو، مردوں کی طرح آگے بڑھ کر کھڑی نہ ہو۔

امام ابوداود نے سنن ابوداود مع عون 211/2 پر باب امامۃ النساء میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام ورقہ بنت حارث کے گھر تشریف لاتے تھے اور آپ نے ان کے لیے ایک موذن مقرر کیا جو اذان دیتا تھا اور آپؐ نے حکم فرمایا کہ "تو (اے ام ورقہ) اپنے گھر والوں کی امامت کیا کر"۔

صاحب عون نے لکھا ہے کہ

"اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کا امامت اور جماعت کرانا صحیح ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ثابت ہے۔ سیدہ عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما عورتوں کی فرائض اور تراویح میں امامت کراتی تھیں۔ ابوبکر بن ابی شیبہ اور حاکم نے سیدنا عطا سے بیان کیا ہے کہ

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی امامت کراتی تھیں اور ان کے ساتھ ہی صف میں کھڑی ہوتیں اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں:

"انہوں نے عورتوں کی امامت کرائی اور ان کے درمیان میں کھڑی ہوئیں"۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت عورتوں کی درمیان میں کھڑے ہو کر امامت کرا سکتی ہے۔

☆☆☆

عورت اور مرد کی نماز میں فرق

س: قرآن و سنت کی روشنی میں عورت کی نماز کے بارے میں بتائیں کیونکہ عموماً کہا جاتا ہے کہ عورت کی نماز مرد کی نماز سے مختلف ہے۔ مثلاً عورت کو مرد کی طرح سجدہ نہیں کرنا چاہیے وغیرہ؟

ج: نبی کریم ﷺ نے جو نماز کی کیفیت و ہیئت بیان فرمائی ہے اس کی ادائیگی میں مرد و عورت برابر ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ" (بخاری مع فتح الباری، مسند احمد)

"تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو"۔

یاد رکھیں کہ تکبیر تحریمہ سے سلام تک مردوں اور عورتوں کی نماز کی ہیئت ایک جیسی ہے سب کے لیے تکبیر تحریمہ قیام، ہاتھوں کا باندھنا، دعائے استفتاح پڑھنا، سورۂ فاتحہ، آمین اس کے بعد کوئی اور سورت، پھر رفع الیدین، رکوع، قیام ثانی، رفع الیدین، سجدہ، جلسہ استراحت، قعدہ اولیٰ، تشہد، تحریک اصابع، قعدہ اخیرہ، تورک، درود پاک اور اس کے بعد دعا، سلام اور ہر مقام پر پڑھی جانے والی مخصوص دعائیں سب ایک جیسی ہی ہیں۔

عام طور پر بعض علماء کی کتابوں میں جو مردوں اور عورتوں کی نماز کا فرق بیان کیا جاتا ہے کہ مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور عورتیں صرف کندھوں تک، مرد حالت قیام میں زیر ناف ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینہ پر، حالت سجدہ میں مرد اپنی رانیں پیٹ سے دور رکھیں اور عورتیں اپنی رانیں اور بازو پیٹ اور زمین سے چپکا لیں۔ کسی بھی صحیح و صریح حدیث میں مذکور نہیں۔ چنانچہ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:

"اور جان لیجیے کہ یہ رفع الیدین ایسی سنت ہے جس میں مرد اور عورتیں دونوں شریک ہیں اور ایسی کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی جو ان دونوں کے درمیان اس کے بارے میں فرق پر دلالت کرتی ہو۔ اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث وارد ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ہاتھ اٹھانے کی مقدار پر دلالت کرتی ہو اور احناف سے مروی ہے کہ مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت کندھوں تک کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ ساتر ہے لیکن اس کے لیے ان کے پاس کوئی دلیل شرعی موجود نہیں"۔ (نیل الاوطار)

شارح بخاری امام حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ فرماتے ہیں:

"مرد اور عورت کے درمیان تکبیر کے لیے ہاتھ اٹھانے کے فرق کے بارے کوئی حدیث وارد نہیں"۔ (فتح الباری)

مردوں اور عورتوں کے حالت قیام میں یکساں طور پر حکم ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو سینے پر باندھیں خاص طور پر عورتوں کے لیے علیحدہ حکم دینا کہ وہ ہی صرف سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد ناف کے نیچے باندھیں اس کے لیے ایسا کہنے والوں کے پاس کوئی صریح و صحیح حدیث موجود نہیں۔

محدث عصر علامہ البانیؒ فرماتے ہیں:

"اور سینہ پر ہاتھ باندھنا سنت سے ثابت ہے اور اس کے خلاف جو عمل ہے وہ یا تو ضعیف ہے یا پھر بے اصل ہے"۔ (صفۃ صلاۃ النبی ﷺ)

حالت سجدہ میں مردوں کا اپنی رانوں کو پیٹ سے دور رکھنا اور عورتوں کا سمٹ کر سجدہ کرنا یہ بعض علماء کے نزدیک ایک مرسل حدیث کی بنیاد پر ہے جس میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو

نماز پڑھ رہی تھیں آپ ؐ نے فرمایا: جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو کیونکہ عورتوں کا حکم اس بارے میں مردوں جیسا نہیں۔

اس بارے میں علامہ البانیؒ فرماتے ہیں:

''روایت مرسل ہے جو قابل حجت نہیں۔ امام ابوداود نے اسے مراسیل میں یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہے مگر یہ روایت منقطع ہے اور اس کی سند میں موجود ایک راوی سالم محدثین کے نزدیک متروک بھی ہے''۔

سجدہ کا اصل مسنون طریقہ وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا اپنا تھا اور کتب احادیث میں یوں مروی ہے:

''جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر نہ بچھاتے اور نہ ہی اپنے پہلوؤں سے ملاتے تھے''۔ (بخاری مع فتح الباری)

قرآن مجید میں جس مقام پر نماز کا حکم وارد ہوا ہے اس میں سے کسی ایک مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کے طریقہ نماز میں فرق بیان نہیں فرمایا۔

دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی کسی صحیح حدیث سے ہیئت نماز کا فرق مروی نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد رسالت سے جملہ امہات المومنین، صحابیات رضی اللہ عنھن اور احادیث نبویہ پر عمل کرنے والی خواتین کا طریقہ نماز وہی رہا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کا ہوتا تھا۔

چنانچہ امام بخاریؒ نے بسند صحیح ام درداءؓ کے متعلق نقل کیا ہے: ''وہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں اور وہ فقیہ تھیں''۔ (تاریخ صغیر للبخاری)

چوتھی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم عام ہے:

''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو''۔

اس حکم کے عموم میں عورتیں بھی شامل ہیں۔

پانچویں بات یہ ہے کہ سلف صالحین یعنی خلفائے راشدین، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ محدثین اور صلحائے امت میں سے کوئی ایسا مرد نہیں جو دلیل کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کی نماز میں فرق کیا ہے۔

البتہ نماز کی کیفیت وہیئت کے علاوہ چند چیزیں مرد عورت کی نماز میں مختلف ہیں:

☆ عورتوں کے لیے چادر کا اوڑھنا حتی کہ اپنی ایڑیوں کو بھی ڈھانکنا ضروری ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کسی بھی بالغہ عورت کی نماز بغیر چادر کے قبول نہیں کرتا''۔ (ابن ماجہ، ابوداود، مسند احمد)

لیکن مردوں کے لیے کپڑا ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہیے کیونکہ بخاری میں ہے کہ ''(مرد کے) کپڑے کا ٹخنے سے نیچے ہونا باعث آگ ہے''۔

☆ عورت جب عورتوں کی امامت کرائے تو ان کے ساتھ پہلی صف کے درمیان میں کھڑی ہو جائے مردوں کی طرح آگے بڑھ کر کھڑی نہ ہو۔

☆ امام جب نماز میں بھول جائے تو اسے متنبہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ کہے اور عورت (الٹے ہاتھ کی) تالی بجائے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مردوں کے لیے سبحان اللہ اور عورتوں کے لیے تالی ہے''۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

☆ مرد کو نماز کسی صورت میں بھی معاف نہیں لیکن عورت کو حالت حیض اور نفاس میں فوت شدہ نماز کی قضا نہیں ہوتی۔ جیسا کہ بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، دارمی اور مسند احمد میں موجود ہے۔

☆ اسی طرح عورتوں کی سب سے آخری صف ان کی پہلی صف سے بہتر ہوتی ہے۔ (مسلم، ابوداود، ترمذی)

☆☆☆

حیض کی حالت میں حج اور طواف

س: عورت حیض کی حالت میں طواف یا حج اور عمرہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

ج: حائضہ عورت حج اور عمرہ کا احرام باندھ لے اور حج کے سارے کام کرتی جائے صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور نہ ہی نمازیں ادا کرے پھر جب حیض سے پاک ہو جائے تو خانہ کعبہ کا طواف کر لے کیونکہ طواف کے لیے طہارت شرط ہے۔ اگر طہارت نہ ہو تو طواف نہیں ہوتا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ

''ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہمارا مقصود صرف حج تھا پھر جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو میں حائضہ ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ داخل ہوئے تو میں رو رہی تھی۔

آپ ؐ نے فرمایا: شاید تجھے حیض آنا شروع ہو گیا؟ میں نے کہا: ہاں!

آپ ؐ نے فرمایا ''یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے مقرر کر دیا ہے۔ جو کچھ حاجی کرتے ہیں تو بھی کرتی جا۔ سوائے اس کے کہ پاک ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہ کرنا''۔ (متفق علیہ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض کی حالت میں عورت بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی حاجیوں والے تمام کام کر سکتی ہے اور جب حیض سے پاک ہو جائے تو پھر بیت اللہ کا طواف کرے۔

☆☆☆

مسجد میں خواتین کا جلسہ

س: کیا مسجد میں عورتوں کا کوئی جلسہ وغیرہ ہو سکتا ہے؟

ج: عورتیں اپنے پردے اور مسجد کے آداب شرعیہ کو ملحوظ رکھ کر مسجد میں آئیں تو ان کو روکنا درست نہیں ہے۔

اس کی دلیل عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کہ جب تمہاری کوئی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اسے مت روکو''۔ (متفق علیہ)

دوسری دلیل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اپنی عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکو اور ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں''۔ (رواہ ابوداود)

علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے یہ فرامین عام ہیں۔ عورتیں خواہ نماز پڑھنے کے لیے آئیں یا تعلیم وتربیت اور وعظ ونصیحت کے لیے ان کو روکنا درست نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی کہ جس میں عورتیں نماز پڑھنے کے لیے تو مساجد میں آ سکتی ہوں مگر وعظ ونصیحت کے لیے نہیں آنے کی اجازت نہ ہو۔

پھر یہ بات بھی یاد رہے کہ جو نص مردوں کے لیے مساجد میں اپنا جلسہ یا تبلیغی پروگرام کرنے کی دلیل ہے، وہی عورتوں کی بھی دلیل ہے۔ بشرطیکہ آداب مسجد کو ملحوظ رکھا جائے کوئی حائضہ یا نفاس والی عورت یا خوشبو لگا کر اور بے پردگی کے ساتھ عورتیں مسجد میں نہ جائیں۔

☆☆☆

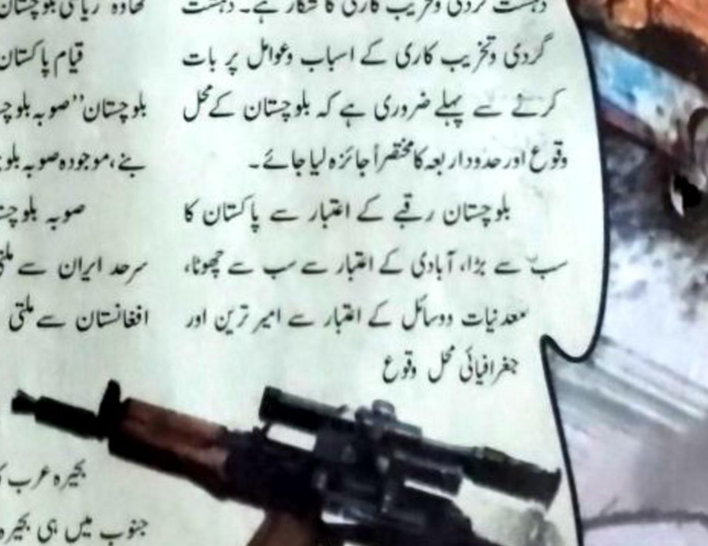


بلوچستان میں

بلوچستان میں جاری دہشت گردی کے کئی محرکات وعوامل ہیں۔ ان عوامل نے ملک کے رقبے کے اعتبار سے سب سے بڑے صوبے کو بدامنی اور لاقانونیت سے دوچار کر رکھا ہے۔ ایک بات طے ہے کہ بلوچستان اور ملک کے دیگر حصوں میں ہونے والی دہشت گردی کے محرکات کے ڈانڈے خارجی ہیں۔ پاکستان دشمنی کے یک نکاتی ایجنڈے نے ان محرکات وعوامل کو ایک کر دیا ہے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ بلوچستان میں ہونے والی دہشت گردی کا سلسلہ طویل، گھمبیر، سنگین تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

گوادر بندرگاہ چین کو دینے سے امریکہ اور بھارت انگاروں پر لوٹ رہے ہیں اس کے علاوہ بھی کئی محرکات ہیں جن کی وجہ سے بلوچستان دہشت گردی وتخریب کاری کا شکار ہے۔ دہشت گردی وتخریب کاری کے اسباب وعوامل پر بات کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ بلوچستان کے محل وقوع اور حدود اربعہ کا مختصراً جائزہ لیا جائے۔

بلوچستان رقبے کے اعتبار سے پاکستان کا سب سے بڑا، آبادی کے اعتبار سے سب سے چھوٹا، معدنیات ووسائل کے اعتبار سے امیر ترین اور جغرافیائی محل وقوع



کے اعتبار سے اہم ترین صوبہ ہے۔

انگریز جب برصغیر میں آئے تو انہوں نے اپنی روایتی پالیسی ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' پر عمل کرتے ہوئے اولاً بلوچ سرداروں کو باہم متحارب کیا۔ ثانیاً ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار کر کے بلوچ خطے کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔

1۔ مغرب میں گولڈ سمتھ لائن کے ذریعے تقریباً ایک تہائی حصہ ایران کو دے دیا گیا۔

2۔ شمال میں ڈیورنڈ لائن کے تحت ایک حصہ افغانستان کو مل گیا۔

3۔ برطانوی ہند، جہاں بلوچوں کی اکثریت تھی ان کو براہ راست انگریزی نظام کے تحت ''برٹش بلوچستان'' کا نام دے دیا گیا۔

4۔ وہ علاقے جن پر خان آف قلات کا کنٹرول تھا وہ ''ریاستی بلوچستان'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد برٹش بلوچستان اور ریاستی بلوچستان ''صوبہ بلوچستان'' کے نام سے پاکستان کا حصہ بنے، موجودہ صوبہ بلوچستان ہی ہمارا موضوع بحث ہے۔

صوبہ بلوچستان کی 520 میل لمبی مغربی سرحد ایران سے ملتی ہے۔ 720 میل لمبی سرحد افغانستان سے ملتی ہے۔ بلوچستان کے مشرق میں سندھ، سرحد اور پنجاب کے صوبہ جات ہیں جبکہ جنوب میں بحیرہ عرب کا 9سو میل طویل ساحل ہے اور جنوب میں ہی بحیرہ عرب کے گرم پانیوں کا 470 میل ساحلی علاقہ ہے۔ بلوچستان سے متصل طویل ساحل اسے مشرقی وسطی کے بعض ممالک کے ساتھ ملاتا ہے جس سے خطے میں اس صوبے کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔

صوبہ بلوچستان کا کل رقبہ ایک لاکھ چونتیس ہزار مربع میل ہے جو پاکستان کے تقریباً 44 فیصد رقبے پر مشتمل ہے۔ بلوچستان سے متصل گرم پانیوں کی ہی کشش تھی جس نے روس کو افغانستان پر حملہ کے لیے ابھارا اور آخرکار یہی حملہ روس کی شکست وریخت کا سبب بن گیا۔ اس وقت بلوچستان کا طویل ساحلی علاقہ، وسیع وعریض زمین، زمین کے نیچے قیمتی معدنیات، افغانستان وایران کے ساتھ طویل سرحد اور پھر گوادر کی بندرگاہ امریکہ اور دیگر ممالک کی آنکھوں کو خیرہ کیے ہوئے ہے۔

بلوچستان کی سرزمین کے ساتھ ایران کے اپنے مفادات ہیں۔ ایران سمجھتا ہے کہ گوادر بندرگاہ سے اس کی اپنی دو بندرگاہوں بندر عباس اور بندر چاہ بہار کو نقصان پہنچے گا۔ پاکستان نے ایک عرصہ سے گوادر بندرگاہ چین کو دینے کا فیصلہ کر لیا تھا جس پر اب عمل بھی ہو چکا ہے۔

ظاہر بات ہے اس سے چین کا خطے میں عمل دخل بڑھے گا، پاک چین تعلقات مزید مضبوط ہوں گے جو کہ امریکہ کو ہرگز گوارا نہیں اس لیے امریکہ کے اپنے مفادات ہیں۔ روس سے آزاد ہونے والی مسلم ریاستیں قدرتی اور معدنی وسائل سے مالا مال ہیں۔ روس نہیں چاہے گا کہ یہ وسائل گوادر بندرگاہ کے ذریعے دیگر ممالک میں منتقل ہوں۔ لہٰذا روس کا اپنا مفاد ہے کہ بلوچستان میں امن قائم نہ ہو تا کہ وسطی ایشیا کی ریاستوں کے معدنی وسائل پر اس کا قبضہ رہے۔

امریکہ جس کے ایک اشارۂ ابرو پر

ایک غذا ایک دوا

چولائی کا ساگ
میتھی کا ساگ

ڈاکٹر نثار احمد

چولائی کا ساگ

پاک و ہند میں چولائی کا ساگ ایک مشہور سبزی ہے۔ جو کاشت بھی کی جاتی ہے اور جنگلی خودرو بھی ہوتی ہے۔ رنگ کے اعتبار سے تین قسم کی ہے: سبز، سرخ، اور سفید۔

اس کی ڈنٹھل چھوٹی ہوتی ہے۔ چولائی کے پودے چھوٹے ہوتے ہیں۔ جنگلی قسم کانٹے بھی رکھتی ہے۔ پتوں کا ذائقہ پھیکا ہوتا ہے لیکن تھوڑی تلخی بھی رکھتے ہیں۔ بیج خشخاش کے دانوں سے کچھ بڑے ہوتے ہیں۔ تازہ شاخوں اور پتوں کو توڑ کر بطور سبزی پکاتے ہیں۔

چولائی کے ساگ کی چھ قسمیں کاشت کی جاتی ہیں۔ سمجھا جاتا ہے کہ اس کا وطن جنوبی امریکہ کے اندرونی علاقے ہیں اب اس کی قسمیں وسیع پیمانے پر ایشیائی ممالک میں زیر کاشت ہیں۔ چولائی کا ساگ گرم موسم میں بویا اور سردیوں میں کھایا جاتا ہے۔

چولائی کے ساگ کی غذائی صلاحیت ایک سو گرام میں 45 حرارے ہیں۔ اس میں 8.57 فیصد رطوبت، 40 فیصد پروٹین، 5 فیصد چکنائی، 2.7 فیصد معدنیات، 10 فیصد ریشے اور 61 فیصد نشاستے (کاربوہائیڈریٹس) پائے جاتے ہیں۔ چولائی کا ساگ پہلے درجے میں گرم وخشک ہے۔ بعض حکماء نے سرد وخشک بھی لکھا ہے۔

چولائی کے ساگ کا باقاعدہ استعمال ہمیں وٹامن اے، بی، سی، کیلشیم، فولاد اور پوٹاشیم کی کمی سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ متعدد بے قاعدگیوں سے بھی بچاتا ہے جن میں خلل بصارت، اعضاء میں چھوٹ، بار بار زکام ہو جانا، اور غیر پیدائشی بانجھ پن شامل ہے۔

چولائی کا ساگ زود ہضم اور میٹھا ہے۔ زہروں کا اثر زائل کرتا ہے۔ سانپ کا زہر اتارنے کے لیے اس کے اجزاء کا رس پلاتے ہیں۔ جڑ کا جوشاندہ ریاحی درد میں مفید ہے۔ جڑ کوٹ چھان کر پلانے سے سوزاک جاتا رہتا ہے۔ پیپ کا آنا بند ہوتا ہے۔ استحاضہ دور کرنے کے لیے اسے دوسری مفید ادویہ کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔ پھوڑوں پر اس کے پتے پیس کر باندھنے سے وہ جلد پک جاتے ہیں۔ چولائی کا ساگ ہاضم ہے، بھوک بڑھاتا، صفرا، بلغم اور خون کا فساد مٹاتا ہے اور اجابت لاتا ہے۔

اس کے پتے گرم پانی میں بھگو کر پھر مل چھان کر پلانے سے پیشاب کی نالی کی سوزش اور جلن دور ہوتی ہے۔

چولائی اور نیم کے پتے پیس کر کنپٹی پر ضماد کرنے سے نکسیر بند ہوتی ہے۔ چولائی کے کثیر استعمال سے پتھری گل جاتی ہے۔ اس کے اجزاء جلا کر راکھ پانی میں ملایئے۔ پھر منہ پر لیپ کر کے کچھ دیر دھوپ میں بیٹھ کر گرم پانی سے منہ دھو لیں تو چھائیاں دور ہو جاتی ہیں۔

اس کا تازہ رس شہد کے ساتھ پینے سے پرانی کھانسی، دمہ اور تپ دق کے امراض دور ہوتے ہیں۔ سرخ قسم بلغم، ریح، قولنج، شکم کے درد، استسقاء اور جگر کی بیماریوں میں مفید ہے۔

حاملہ اور بچوں کو دودھ پلانے والی خواتین اگر چولائی کا ساگ باقاعدہ استعمال کریں تو انہیں بہت فائدہ ہوگا۔ مذکورہ دنوں میں چولائی کے پتوں کا تازہ رس ایک پیالی شہد اور چٹکی بھر چھوٹی الائچی کا سفوف ملا کر پیتے رہیں تو پرورش پانے والے بچوں کی اچھی نشوونما یقینی ہو جاتی ہے۔

جس میں کیلشیم اور فولاد کی کمی بھی نہیں ہوتی۔ رحم کی بافتوں کو سکون ملتا ہے اور زچگی کے وقت آسانی اور درد میں کمی رہتی ہے۔ زچگی کے بعد اس کا استعمال زیادہ دنوں تک لیٹے رہنے سے بچاتا ہے۔ پیچیدگیاں روکتا اور دودھ کی مقدار اور بہاؤ میں اضافہ کرتا ہے۔

چولائی کے ساگ کا استعمال ہر قسم کے خون کا اخراج ختم کرتا ہے۔ اس کے تازہ رس کی ایک پیالی میں ایک چمچہ لیموں شامل کر کے روزانہ رات کو نوش کریں، مسوڑھوں، ناک، پھیپھڑوں، بواسیر اور حیض میں زیادہ خون آنے کی شکایت رفع ہوگی۔

بچوں کی ناقص نشوونما دور کرنے کے لیے یہ ساگ بہت مفید ہے۔

ساگ کی جڑوں کا چھلکا 250 ملی لیٹر پانی میں گھس کر پانی چھان لیں۔ یہ پانی لیکوریا والی مریضہ کو صبح وشام پلائیں عموماً پہلی خوراک سے ہی آرام آ جاتا ہے۔

یاد رہے کہ چولائی کی جڑوں کو بہت جلد کیڑا لگ جاتا ہے لہٰذا استعمال سے قبل دیکھ لیں کہ کیڑا وغیرہ تو نہیں لگا؟ اگر جڑیں اچھی حالت میں نہ ہوں تو پتے اور شاخیں استعمال میں لے آئیں۔

میتھی کا ساگ

میتھی کا ساگ اور بیج بہت سے سنگین امراض کا شافی علاج ہیں۔ ہڈیوں کی کمزوری اور خون کی کمی کو دور کرتی ہے۔

جوڑوں کا درد، ذیابیطس کا مرض دور کرتی ہے۔ اسے لگاتار کھانے سے سردی اور بخار اور اعصابی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ اس کے بیجوں کا سفوف ہاضمہ کے تمام امراض کو ختم کر دیتا ہے۔ میتھی کے بیجوں کو چائے کی مانند پانی میں جوش دے کر پینے سے دست بند ہو جاتے ہیں۔

اس کے بیجوں کو رگڑ کر ہفتے میں دو تین بار بال دھونے سے بال لمبے ہو جاتے ہیں۔

میتھی کا ساگ، پانی اور بیج قبض دور کرتے ہیں۔ گلیسرین کے ساتھ بیجوں کو جوش دے کر بنتے کان میں ٹپکانے سے کان میں پیپ آنا بند ہو جاتی ہے۔

میتھی کے بیجوں کو باریک کر کے گلیسرین میں ملا کر کیل مہاسوں پر لگائیں ختم ہو جائیں گے۔

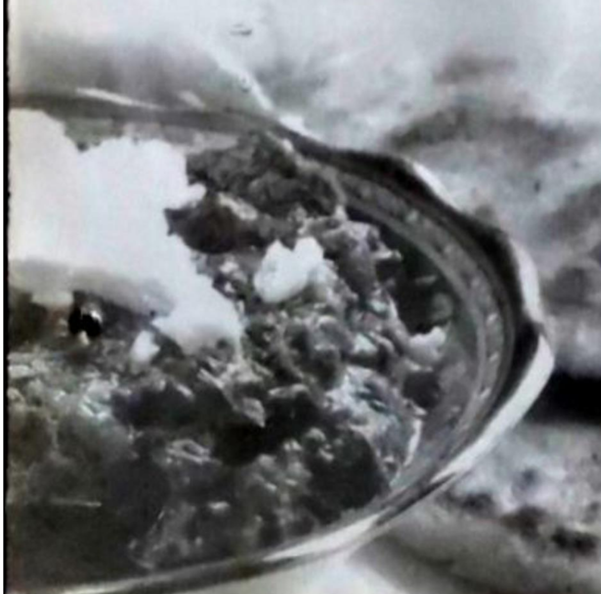
بخار میں پیاس کی شدت دور کرنے کے لیے میتھی کے بیج بھگو کر اس کا پانی پئیں۔ پیاس ختم ہو جائے گی۔

میتھی کے بیج ابال کر غرارے کریں گلے میں ورم اور سوزش دور ہو جائے گی۔

میتھی کے بیج کے سفوف کی پٹیاں باندھنے سے رسولی پھٹ جاتی ہے اور جذب ہو جاتی ہے۔

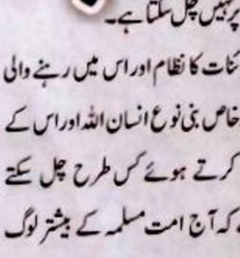
جوڑوں کا درد اسے کھانے سے دور ہو جاتا ہے۔

امراض شکم اور زچگی کی کمزوری میں اس کے بیج بے حد مفید ہیں۔



خواتینِ اسلام سے اسلام کے مطالبے

آخری قسط



احکام ومسائل

مفتی محمد سعید

چھٹا مطالبہ:۔

"وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ"

ترجمہ:۔ "اور یہ کہ وہ سب عورتیں نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔"

دین اسلام احکاماتِ الٰہی اور فرموداتِ مصطفوی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کا نام ہے۔ اسلامی معاشرے کا کوئی بھی فرد، مرد ہو یا عورت، معاملہ اس کی خوشی کا ہو یا غمی کا، تنگی کا ہو یا آسانی کا، جی چاہے یا نا چاہے، عقل مانے یا ٹھکرائے بہر طور اسے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا مکلّف و پابند ٹھہرایا گیا ہے۔

کیونکہ گوشت پوست کا مجسمہ، ہڈیوں کا ڈھانچہ اور بے شمار کمزوریوں کا مجموعہ یہ بے چارہ انسان اپنے نفع و نقصان اور خیر و شر کے بارے میں کس حد تک اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا سکتا ہے۔

بہر حال یہ اور اس کی عقل ناقص ہے۔ اسی لیے اسے قدم قدم پر آسمانی ہدایت اور اسوۂ رسول ﷺ کی ضرورت ہے تا کہ یہ زیغ و ضلال سے بچے اور جادۂ حق کا راہی بنے۔

تسلیم و رضا اور بغاوت و معصیت کے اس مسئلے کی اہمیت کو ہم یوں سمجھ سکتے ہیں کہ آج ایک چھوٹا سا فیملی یونٹ اپنے سرپرست کو بائی پاس کر کے صحیح طور پر نہیں چل سکتا ہے۔

تو اتنی بڑی کائنات کا نظام اور اس میں رہنے والی بے شمار مخلوقات اور بطور خاص بنی نوع انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہوئے کس طرح چل سکتے ہیں؟ شاید یہی وجہ ہے کہ آج امت مسلمہ کے بیشتر لوگ مشکلات و مصائب کا اور آفات و حادثات کا شکار ہیں۔

جو قومیں اللہ اور اس کے رسولوں کی باتیں نہ مانیں وہ حالات کے طوفانی تھپیڑوں، زمینی و سماوی عذابوں، دنیاوی و اخروی سزاؤں سے نہیں بچ سکتی ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں نافرمانیوں سے بچائیں اور اطاعت کی راہوں کو آسان فرمائیں۔

محترم قارئین:

اطاعت و نافرمانی کے اس سنجیدہ اور نتیجہ خیز عمل پر انسان کی اخروی کامیابی و ناکامی کا انحصار ہے۔ اسی لیے اسلامی معاشرے کے تمام افراد حتیٰ کہ خواتین اسلام سے بھی قبولیت اسلام کے وقت جو چھٹا مطالبہ کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔ کہ وہ سب عورتیں یہ عہد کریں کہ وہ اللہ رب العزت اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی کا ارتکاب نہیں کریں گی۔

آیئے مندرجہ ذیل میں اس موضوع کی چند اہم باتوں کو زیر مطالعہ لاتے ہیں۔ اللہ پاک سے اس دعا کے ساتھ کہ اطاعت ہمارے دلوں میں پسندیدہ ہو اور نافرمانی ہمارے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ بن جائے۔ (آمین یارب العالمین)

خواتین اسلام سے چھٹے مطالبے میں کہا گیا کہ وہ "معروف" کے معاملے میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ "معروف" اور "عصیان" کسے کہتے ہیں۔ سب سے پہلے اسے سمجھ لیں۔ بعد ازاں اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات ملاحظہ کریں:

معروف کی لغوی تعریف:۔

اس کا مادہ "ع، ر، ف" ہے۔ "عرف" یعنی ہر وہ چیز جس سے انسان کی جان پہچان ہو اور اس پر اسے اطمینان بھی حاصل ہو۔ زُجّاج نے کہا "معروف" سے مراد وہ اعمال و امور ہیں۔ جنہیں عرف عام میں اچھی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

(الصحاح للجوہری ج2 ص837)

"معروف" کی اصطلاحی و شرعی تعریف:۔

"معروف" ایک ایسا جامع اسم ہے جو اللہ کی اطاعت، اس کی طرف تقرب، اس کے بندوں کے ساتھ احسان، اس کے مباحات کو اختیار کرنا اور اس کے ممنوعات سے احتراز برتنے کو شامل ہے۔

"عصیان" کا لغوی مفہوم:۔

یہ "عَصٰی یَعْصِی" سے ہے جس کا مطلب ہے مخالفت اور نافرمانی۔ اور اس طرح جماعت سے علیحدہ ہونے پر بھی بولا جاتا ہے۔

(المفردات للراغب ص349)

عصیان کا اصطلاحی و شرعی مفہوم:۔

جرجانیؒ اور مناویؒ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی ادائیگی اور بجا آوری نہ کرنا اور ان کے منع کردہ امور کو اختیار کرلینا "عصیان" کہلاتا ہے،

(التوقیف للمناوی۔ص242)

مندرجہ بالا تعریفات سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی حکم عدولی نہ کی جائے۔

سو یہاں خواتینِ اسلام سے یہ عہد لیا جارہا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں نہ اللہ کی مخالفت کا ارتکاب کریں اور نہ جناب محمد رسول صلی اللہ وعلیہ وسلم کے حکم سے انحراف کریں۔ ان کا اسلام و ایمان صرف اسی صورت میں قابل قبول ہوگا جب وہ دیگر پانچ مطالبات کے ساتھ ساتھ اس چھٹے مطالبے پر بھی من و عن عمل پیرا ہوں گی۔

محترم قارئین:

معاملہ عقیدے کا ہو یا ایمان کا، عبادت کا ہو یا معاملات کا، امور خانہ داری کا ہو یا رہن سہن کا، طرز بود و باش کا ہو یا لباس میں زیب و زینت کا، تربیتِ اولاد کا ہو یا خدمتِ والدین کا، حقوق اللہ کا ہو یا حقوق الزوجین کا، نان و نفقے کا ہو یا انفاق فی سبیل اللہ کا، نکاح کی صورت میں مؤدت و محبت کا ہو یا علیحدگی کی شکل میں خلع و طلاق کا، پاکدامنی کا ہو یا الزامات کا۔

غرض ان سب معاملات میں خواتینِ اسلام سے اسلام یہی چاہتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو شریعتِ اسلامیہ کی چار دیواری میں رکھیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کی پاسداری کریں اور نافرمانی اور مخالفت سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔

یقیناً یہ چھ مطالبے خواتین اسلام کے لیے وہ رہنما اصول ہیں جو خواتین کی زندگی کے ہر لمحے میں ہر طرح کا تحفظ بھی فراہم کرتے ہیں اور عقبیٰ میں بھی ان کی نجات کے ضامن ہیں۔

سو اس لیے خواتین اسلام کو یہ مطالبات پڑھتے ہوئے یہ عزم کرنا ہوگا کہ کسی بھی مسئلے پر عمل کیلئے قدم اٹھانے سے پہلے کئی بار یہ سوچنا ہے کہ آیا اس پر ہمارے اللہ کا حکم ہے، ہمارے رسول کی حدیث ہے، اگر ہے تو بلا خوف و خطر اس پر عمل کیجئے۔

ورنہ خدارا رک جائیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ رسول کے مقابل شیطان آباء کی پیروی میں، تقلیدی جمودوں میں، فرقہ واری جکڑ بندیوں میں اور رائے اور قیاس کی ہنر مندیوں میں آپ کو الجھادے۔

تو پھر سودا نرے گھاٹے کا ہے۔ لہٰذا دنیا و عقبیٰ میں کامیابی کی چابی اللہ کی بندگی اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔

اطاعت کے فوائد:۔

قرآن وحدیث کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے انسان کو دنیا میں پاکیزہ زندگی میسر آتی ہے۔ امن وسکون نصیب ہوتا ہے، دلی اطمینان و بالیدگی مقدر بن



جاتی ہے، در در اور گھر گھر کی ٹھوکریں کھانے سے انسان بچ جاتا ہے۔

عمل کا رخ، منزل کا تعین، فکر و نظر کی درستگی مل جاتی ہے۔ رزق کے معاملات میں تھوڑے مگر پاکیزہ لقمے دستیاب ہوتے ہیں۔ جو فصل و نسل کو مزید نکھار دیتے ہیں۔

غرض امور خانہ داری سے لے کر چھوٹے بڑے سب کام ایسے لوگوں کے اللہ پاک خود سنبھال لیتے ہیں۔ ان کے دشمنوں کو وہ کافی ہوجاتے ہیں۔

حتیٰ کہ پاکیزہ زندگی کے اختتام پر ملک الموت "يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ" "اے مطمئن جان چل اپنے اس رب کی طرف جو تجھ پر غضبناک نہیں ہے۔" کا پیغام لاتے ہیں۔

نافرمانی کے نقصانات:۔

وہ کونسی چیز تھی جس نے آدم علیہ السلام کو بے لباس کروایا، جنت سے نکلوایا، زمین پر لا بٹھایا، وہ کونسی خرابی تھی جو قوم نوح علیہ السلام کی غرقابی کا ذریعہ بنی۔

وہ کونسے جرائم تھے جو عاد وثمود، اہل مدین، سدوم کے رہائشیوں کو برباد کرنے کا ذریعہ بنے۔ وہ کونسی غلطیاں تھیں جنہوں نے بنی اسرائیل کو ذلیل و خوار کروایا۔

سیلاب و عذاب جن کی وجہ سے قوموں کا مقدر بنے۔ ان سب سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ اللہ کی نافرمانی اور رسولِ وقت کی نافرمانی نے ان قوموں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر رہتی دنیا تک کیلئے نشانِ عبرت بنادیا۔

بہر حال اسی تناظر میں آج ہمیں اور بطور خاص خواتینِ اسلام کو اپنی فکر کرنی ہے۔ جن سے مطالبہ کیا جارہا ہے۔

اگر تو دنیا میں امن و عزت، اطمینان، پاکیزہ زندگی و رزق چاہیے۔ فصل و نسل اچھی چاہیے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنا شعار بنائیں۔

اسی طرح روزِ قیامت اگر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت، ان کے پرچم لواء الحمد تلے جگہ، ان کے ہاتھوں جام کوثر چاہیے تو آج سب پیروں، فقیروں، درویشوں کو چھوڑ کر، مسلکی تنازعات اور فرقہ واری جھگڑے ترک کرکے صرف اور صرف اللہ کی بندگی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا عزم کریں۔ سابقہ غلطیوں سے معافی مانگیں۔ آئندہ کیلئے کتاب و سنت کو شعار بنائیں۔ اللہ پاک آپ سب کا حامی وناصر ہو۔



تربیتی نشست برائے طالبات

دعوتی سرگرمیاں

عبیر آثم

مرکز القادسیہ میں ہونے والی مجلس مشاورت میں طالبات کی چوتھی سالانہ تربیتی نشست 26,27 دسمبر کو ہونا طے پائی بھر پور تیاریوں کے ساتھ پاکستان بھر میں طالبات کو دعوتی کارڈز اور فون کالز کے ذریعے شرکت کی بھرپور دعوت دی گئی۔

پروگرام سے ایک دن پہلے انتظامیہ کی طالبات نے ہال اور سٹیج کو بہت خوبصورت بینرز سے سجایا۔ اسٹیج کے ساتھ لگا ہوا ''پروجیکٹر'' ہال کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا تھا۔

صبح ہی طالبات کی آمد شروع ہوگئی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز 11 بجے ہوا۔

حمد ونعت کے بعد محترمہ نائلہ صاحبہ نے تجوید کی اہمیت پر اور اس کے بنیادی مقاصد بتاتے ہوئے، عملی طور پر اس کی پریکٹس بھی کروائی۔ اس کا مقصد طالبات کو تجوید کی افادیت اور اہمیت سے روشناس کروانا تھا جو کہ محترمہ نائلہ صاحبہ نے بہت اچھی طرح کروایا۔

چند طالبات نے مل کر خوبصورت آواز میں جہادی ترانہ پیش کیا:

یہ لہو کارواں کارواں جائے گا

اسی اثناء ظہر کی اذان ہوئی اور نماز کے لیے وقفہ ہو گیا۔ نماز ظہر کے بعد محترمہ شازیہ خاں نے پروجیکٹر پر مووی دکھاتے ہوئے دورہ صفہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی، نوجوانوں کے مسائل، مغربی تہذیب کی یلغار کہ آج کل کون کون سی برائیاں پھیل چکی ہیں اور ہمارے نوجوان لڑکے لڑکیاں کن کن خرافات اور مشکلات میں مبتلا ہو کر اپنا مقصد حیات بھول چکے ہیں، برائیوں کی اصلاح اور نوجوانوں کو راہ راست پر لانے کے لیے ''دورہ صفہ'' کروایا جاتا ہے۔

اس کے بعد 2 طالبات نے ایک جہادی ترانہ پیش کیا جس سے ماحول جہادی جذبہ سے سرشار ہو گیا:

دفاع وطن کے لیے بڑھے چلو، بڑھے چلو

محترمہ الینہ ربانی صاحبہ کو نظریہ پاکستان اور قیام پاکستان کے موضوع پر اظہار خیال کے لیے اسٹیج پر دعوت دی گئی۔ انہوں نے سرزمین پاکستان کو اللہ تعالیٰ کا تحفہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے زمین کا یہ ٹکڑا ایسے ہی نہیں حاصل کر لیا بلکہ لاکھوں قربانیوں کے بدلے میں رب کائنات نے تحفہ دیا ہے۔ سب سے بڑا نظریہ لا الہ الا اللہ کا ہے مگر افسوس آج کے نوجوان طبقہ کو نہ دو قومی نظریے کا علم ہے اور نہ ہی جاننے کا شوق ہے۔ ہم اپنے آپ کو نہیں بدل رہے تو اس ملک میں نظریہ لا الہ الا اللہ کیسے نافذ کر سکیں گے؟؟؟

اپنی پہچان کو اسلامی بنائیں تا کہ کوئی بھی دیکھے تو آپ کے اخلاق وحجاب کو دیکھتے ہی آپ کو مسلم سمجھے۔ کسی کی بھی اصلاح کرتے ہوئے بداخلاقی سے پیش آنے کی بجائے وہ طریقہ اختیار کریں جو اللہ نے فرمایا ہے۔

اس گفتگو کے بعد طالبات کو چاک و چوبند کرنے کے لیے تھوڑی سی ورزش کروائی گئی۔

پھر چند طالبات نے مل کر عافیہ صدیقی کے حوالے سے ترانہ ''ظلم تجھ پر بڑا ظالموں نے کیا'' پڑھا۔ اور ایک طالبہ نے ''شہداء کے لہو سے باغ سجا...... آج یہاں ہم آئے ہیں'' یہ پڑھ کر دلوں کو گرما دیا۔

آپا جان ام اسامہ نے طالبات کو بھر پور تحسین دیتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی۔

نماز عصر اور کھانے کے بعد دوسری نشست کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ تلاوت کے بعد ایک طالبہ نے ترانہ ''احساس کی شمع دل میں لیے دنیا کو بتانے نکلا ہوں'' پڑھا۔

پھر محترمہ آپا ام حسنات صاحبہ کو '' اسلام اور سیکولرازم'' کے موضوع پر بیان کرنے کے لیے دعوت دی گئی۔ انہوں نے جس بات پر روشنی ڈالی وہ یہ تھا کہ آج ہم اسلام کے قوانین کو چھوڑ کر اغیار کے سیکولر قوانین کو اپنائے ہوئے ہیں اور زور وشور سے ان کی پیروی کر رہے ہیں جب کہ یورپ میں زیادہ تر قانون اسلام سے لیے ہوئے ہیں۔ امریکہ جو اپنے آپ کو سپر پاور کہتا ہے وہاں 52 ریاستیں ہیں ہر ریاست سے جرائم ختم کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ قوانین بنائے مگر پھر بھی جرائم ختم نہ ہوئے تو وہاں کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان تو نہیں مگر ان جرائم کا خاتمہ کرنے کے لیے بس ایک ہی حل سامنے لایا گیا ہے کہ اسلام کا قانون اور حدیں نافذ کر دی جائیں پھر حقیقت میں رزلٹ سو فیصد کامیاب نکلا۔ یورپ کا ایک لکھاری کہتا ہے کہ پوری دنیا میں ہر لحاظ سے ایک کامیاب ترین شخصیت جو ہے وہ محمد ﷺ کی ہی ہے۔

یورپ نے ریسرچ کی، مسلمانوں کے مقابلے میں ہمارے گھرانوں میں کیوں اتنے جھگڑے ہوتے ہیں، جب یورپ نے تحقیق کی تو انہیں پتہ چلا کہ ان کا بنایا ہوا قانون ناکام ہے۔ حال ہی میں ایک 70 سالہ غیر مسلم عورت اور مرد سے انٹرویو لیا گیا تو اس سے اس کی کامیاب زندگی کا راز پوچھا تو اس نے کہا میں نے مسلمانوں سے ایک قانون لیا ہے کہ جتنی بھی رنجش اور ناراضگی ہو لیکن رات کو ایک دوسرے سے صلح کر کے سونا چاہیے۔

اس سیکولر یورپ کے قانون کی طرف دیکھیے جو ہم سے لیا گیا کہ حضرت عمرؓ نے ایک بوڑھے یہودی کو کام کرتے دیکھا تو اس کے مالک سے کہا کہ جوانی سے اب تک تم اس سے جزیہ لے کر کام کرتے رہے ہو اب اس سے نہ لینا بلکہ اسی جزیے کے بدلے اس سے باقی عمر کام کرواؤ آج یورپ میں یہی قانون رائج ہے کہ جوانی میں کام کرواتے ہیں اور بڑھاپے میں اس کا وظیفہ (پنشن) مقرر کر دیتے ہیں۔

ہمارے صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے اس وقت کی بہت مشہور تہذیبوں کو مغلوب کیا جن کے پاؤں ننگے اور پیٹ خالی تھے۔مگر ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ وہ مجاہدین صحابہؓ کن ماؤں کی آغوش میں پروان چڑھے۔

آپا ام طلحہ صاحبہ نے مزید اپنی نصیحتوں کے موتی بکھیرتے ہوئے کہا کہ پیاری طالبات اللہ کہتا ہے کہ ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن جو اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے گا اس کے لیے دو باغات ہیں ......انہوں نے طالبات کے جذبات کو گرماتے ہوئے ہاتھ اٹھوا کر زندگیوں کو سنوارنے کا عہد لیا۔

مغرب کی اذان کے ساتھ نماز کے لیے وقفہ دیا گیا۔

نماز کے بعد گوجرانوالہ کی ایک ٹیچر نے ترانہ پڑھا:

اُٹھو محمد کے جانثارو، نبی کی حرمت پہ جان وارو

ترانے کے بعد امیر محترم کے ایک گھنٹہ خطاب کے بعد نماز عشاء کا وقفہ دیا گیا۔ نماز کے بعد محترمہ یمنٰی شعیب صاحبہ نے پروجیکٹر پر وڈیو کے ذریعے بتایا کہ مسلم سٹوڈنٹس کو اگر کچھ اہم تربیتی امور سکھائے جاتے ہیں تو ان کو دقیانوسیت کے طعنے دیے جاتے ہیں جبکہ انڈیا میں غیر مسلم سٹوڈنٹس خواتین اور طالبات کو ہر طرح کی ٹریننگ دی جاتی ہیں۔

بال ٹھاکرے کا کہنا تھا کہ عورتوں کے ہینڈ بیگ میں لپ اسٹک کی بجائے خنجر ہونا چاہیے اس ملعون کے مرنے کے بعد ایک لاکھ خنجر تقسیم کیے گیے۔

محترمہ یمنٰی شعیب صاحبہ کی اس ڈاکومنٹری پیشکش کے بعد پروجیکٹر پر ایک ویڈیو ترانہ سنایا گیا جس نے سب کو رلا دیا:

آنسوؤں اور آہوں کی روداد سن

رب کعبہ! میری بھی فریاد سن

یہ دستاویزی مناظر برما میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے بارے میں تھے جنہوں نے حاضرین کے دلوں کو تڑپا کر رکھ دیا۔

آپا جان ام اسامہ اسٹیج پر تشریف لائیں اور طالبات کو دورہ صفہ (مریدکے) کرنے کی ترغیب دلائی۔

پھر 9 سے 10 بجے تک کھانے کا وقفہ دے دیا گیا۔

کھانے کے بعد محترمہ آپا جان ام حماد صاحبہ کو خطاب کے لیے اسٹیج پر دعوت دی گئی۔انہوں نے اپنے علمی خطاب میں کہا کہ

آپ ﷺ کی بیویاں جو امہات المومنینؓ ہیں ہمارے لیے آئیڈیل ہیں کہ وہ آج ہماری عورتوں کی طرح پیپے فیشن کے پیچھے پانی کی طرح نہیں بہاتی تھیں۔آج اگر ہم نے اپنے منہج کو پانا ہے تو ہمیں ان فضول کاموں کو بالکل ترک کرنا ہوگا۔ حالانکہ ہمارے صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے اس وقت کی بہت مشہور تہذیبوں کو مغلوب کیا جن کے پاؤں ننگے اور پیٹ خالی تھے۔مگر ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ وہ مجاہدین صحابہؓ کن گودوں میں پروان چڑھے۔ وہ ان کی گودوں میں پروان چڑھے جن کو حکم دیا گیا کہ اے مومن عورتو! اپنے گھروں میں ٹکی رہو اس وقت کفار سوچا کرتے تھے کہ یہ پیوند لگے کپڑے پہنے اور ننگے پاؤں لوگ کیسے ہم سے فلسطین مسجد اقصیٰ چھین سکیں گے مگر جب کفار خود مغلوب ہوئے اور انہوں نے ریسرچ کی تو پتہ چلا کہ ان مردوں کے پیچھے مصلّی پہ بیٹھی عورت ہے۔

انہوں نے مزید بتایا کہ آج اسی عورت کو کمزور کرنے کے لیے پوری دنیا کی قوموں نے اپنے کالج و یونیورسٹیاں کھول دیں کہ وہ طالبات وطلبہ اپنا مقصد بھول کر ہماری سازشوں میں پھنس جائیں۔ جیسے آج ملالہ جیسی لڑکیاں جن کے ابھی کچے ذہن ہیں ان کے ذہنوں کی غلط ذہن سازی ہو رہی ہے۔

آج طالبہ سموکنگ کرتی ہے شیشہ استعمال کرتی ہے لیکن یورپ میں دیکھیے ایک تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ایک کرسچن عورت کی تنخواہ 70 لاکھ ڈالر ہے وہ کرسچن عورت اپنی آدھی تنخواہ چرچ میں جمع کرواتی ہے۔

ہمارے اسلاف کی جن عورتوں نے فاعلم انہ لا الـــہ اللہ کے دائرے میں رہ کر جو بھی سیکھا آج ان کے بچوں کی لکھی ہوئی کتابیں یورپ کی لائبریریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔

محترمہ ام اسامہ صاحبہ نے محترمہ قرۃ العین خورشید صاحبہ کو دستاویزی فلم دکھانے کے لیے دعوت دی جس کا عنوان تھا:...Life Satisfied آپ اپنی زندگی سے مطمئن ہیں یا نہیں۔

پروجیکٹر پر عملی زندگی دکھائی جا رہی تھی۔ What is Happenes ۔1: خوشی کیا ہے۔اس کے بارے میں تھوڑا سا بتا کر باقی لیکچر کو اگلے دن کے لیے ملتوی کیا گیا۔کیوں کہ سب سفر کی تھکاوٹ اور صبح سے لگاتار بیٹھنے سے اب نیند سے بے حال تھیں ان کو سونے کے اذکار پڑھا کر ان کو سونے کے لیے بھیج دیا گیا۔

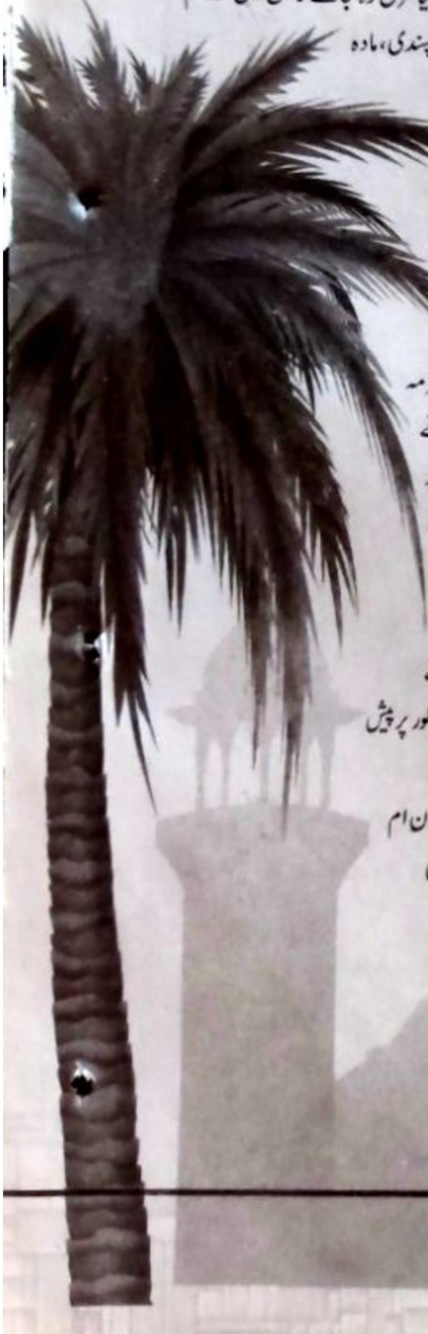
صبح تہجد کی اذان کے ساتھ سب کو جگا دیا گیا۔اس کے بعد فجر کی اذان ہوگئی سب نے محترم قاری عبدالسلام عزیزی صاحب کی امامت میں نماز فجر ادا کی۔

پھر باقاعدہ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا پھر مولانا صاحب نے پردے کی اہمیت پر پرجوش خطاب کیا اس خطاب کے بعد رات کا شروع ہوا Life Satisfied... لیکچر کو مکمل کیا گیا کہ آپ کیسے مطمئن رہ سکتے ہیں اپنی زندگی سے اطمینان کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

آپا جان ام اسامہ نے مختصر سے اپنے بیان میں طالبات کو مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے لباس اور کفار کے لباس میں فرق ہونا چاہیے یہ نہیں کہ جیسا ان کا لباس ہو ویسا ہی ہمارا لباس ہو۔ تو کیا فرق رہ جائے گا ان میں اور ہم میں، ہمیں فیشن جدت پسندی، مادہ پرستی، خود پسندی کو ترک کر کے اپنے منہج و مقام کو سمجھنے کے لیے محنت کرنی چاہیے۔

محترمہ مریم ادریس صاحبہ نے زندگی کے آداب پر بیان دیا۔ باقاعدہ پروجیکٹر پر عملی طور پر حدیث کی روشنی میں کھانے کے نبوی طریقے غرض آداب زندگی مختصر طور پر پیش کیے گئے۔

اسٹیج پر آپا جان ام طلحہ صاحبہ کو آخری خطاب کی دعوت دی گئی۔ آپا



جان نے اپنے خطاب میں بتایا کہ ایمان والوں اور کفار میں کیا فرق ہے کہ ایمان والے کامیاب ہیں مگر وہ جو صحابہؓ کا ایمان تھا ۔ثم لترونها عين اليقين ۔عقیدے کی اصلاح ہوگی تو جنت پکی ہے۔ کام کرنے کے بارے میں اور دعوت دینے کے بارے میں بتایا کہ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جہاں بھی ہو سکول میں ہو، کالج میں ہو یونیورسٹی یا مدرسہ میں تو يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله کا عملی نمونہ بن جاؤ۔ یہ نہیں کہ گھر میں نماز نہ پڑھی اور کہیں جا کر بڑی خشوع وخضوع سے پڑھ لی۔

انہوں نے کہا کہ نماز میں خشوع وخضوع کرنا، روزے کا عمل، پردے کا عمل اس انداز سے پردہ کہ جس میں حیا ہو، لباس اور کلچر میں والـلباس التقوى ......زندگی کا اعتبار نہیں اگلے لمحے اللہ کے پاس ہوں۔ جب اللہ نے اپنے دربار میں بلایا تو کچھ اعمال دکھانے کے قابل تو ہوں نا ۔آپ ﷺ کی سنت صبح برکتیں سمیٹنے کے لیے اٹھنا رات کو عشاء کی نماز کے بعد باتیں نہ کرنا۔ اگر زندگی احکام الٰہی کے مطابق اور سنت رسول کے طور طریقوں کے مطابق نہیں تو زندگی بے بنیاد و بے مقصد ہے۔

حق تقاته پر عمل کر کے کہنا کہ اللہ تو میرا معاون بن جائے اپنے اقوال وعادات سے دین کی جھلک نظر آتی ہو۔

انہوں نے مزید اپنی نصیحتوں کے موتی بکھیرتے ہوئے کہا کہ پیاری طالبات اللہ کہتا ہے کہ ولمن خاف مقام ربه جنتٰن جو اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا۔ اللہ بندے کو وہ دے گا جو اس نے سوچا بھی نہ ہوگا۔

......انہوں نے طالبات کے جذبات کو گرماتے ہوئے ہاتھ اٹھوا کر زندگیوں کو سنوارنے کا عہد لیا۔ اور دعاؤں کے خلوص بھرے تحفوں سے نوازتے ہوئے اختتام کیا۔

مجلس کفارہ کی دعا پڑھتے ہوئے یہ پروگرام کامیاب وکامران اختتام پذیر ہوا۔

چونکہ اس پروگرام کا مقصد ہمیشہ سے یہی ہوتا ہے کہ طالبات کی از سر نو تربیت ان کی زندگیوں کا جائزہ، اصل مقصد محاسبہ ہوتا ہے ان میں دعوت کا کام، جس کا فہم پھیلانا مقصد ہے، وہ سیکھ کر جائیں تا کہ آگے دعوت دینے کے قابل ہو سکیں۔

الحمدللہ یہ پروگرام اللہ کے فضل وکرم سے کامیاب ہوا جو کمی وکوتاہیاں تھیں اللہ مزید درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس شعبے میں دعوت کے کام کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ واقول قولي هذا استغفر الله

امیر محترم حافظ محمد سعید ؒ کا طالبات سے خطاب

خطبہ مسنونہ کے بعد!

قابل احترام بہنو اور بیٹیو!

بہت خوشی کی بات ہے کہ آج مرکز القادسیہ میں طالبات کی ایک نشست ہو رہی ہے۔ جس میں تربیت مقصود ہے۔ جماعت کا منہج واضح کرنا مقصود ہے۔ اور اس منہج پر کام کرنے کے کیا طریقے ہونے چاہئیں۔ خاص طور پر تعلیمی اداروں کے اندر کیا کردار ادا کرنا ہے۔ ہماری طالبات کو اور ہماری معلمات کو کیا کردار ادا کرنا ہے اس پر بات ہوگی۔

سب سے پہلے آپ دیکھیے اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ کیا حالات ہیں اور ہم کہاں کھڑے ہیں اس کے لیے میں آپ کے سامنے ایک حوالہ رکھتا ہوں:

امریکی صدر ہر سال عالمی حالات کے بارے میں ایک تقریب منعقد کرتا ہے اس دفعہ اس کے خطاب کا موضوع تھا کہ پوری دنیا میں ہمیں سب سے زیادہ خطرہ کہاں سے اور کن لوگوں سے ہے؟ اس نے کہا کہ ایک پلڑے میں پوری دنیا رکھ دیں اور دوسری طرف صرف پاکستان رکھ دیں تو ہمیں سب سے زیادہ خطرہ اکیلے پاکستان سے ہے۔ اس کے تعلیمی اداروں سے ہے۔ ان کے نصاب سے ہے۔ ہم نے بہت زیادہ پیسہ خرچ کیا لیکن ناکام رہے۔ اب پھر ہم نے اپنے فنڈز کو دو حصوں میں تقسیم کرنا ہے ایک حصہ پوری دنیا کے لیے اور دوسرا حصہ صرف پاکستان کے لیے۔

ہم اپنے ادارے اور سکولز بنائیں گے اور پاکستانیوں کے لیے نصاب مرتب کریں گے اور اپنی مرضی کے احکامات چلائیں گے۔

تو عزیز طالبات! میں یہ بھی آپ کو بتاتا چلوں کہ وہ کن لوگوں کو خطرہ قرار دے رہے ہیں وہ اسلام کو اپنے لیے بہت ہی خطرناک تصور کرتے ہیں جس کو روکنے کے لیے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور وہ کون لوگ ہیں......

میری بہنو میری بیٹیو!! اللہ کے لیے اس مسئلے پر غور کرو کہ پورے پاکستان میں میرا خیال ہے جماعتوں کی تعداد سینکڑوں میں نہیں ہزاروں میں ہے، دین کے نام پر کام کرنے والے لوگ ہزاروں میں نہیں کروڑوں میں ہیں اور ان کے اوپر خرچ ہونے والا بجٹ کروڑوں میں ہے تو یہ جو اتنا بڑا سلسلہ چل رہا ہے آخر کیا وجہ ہے کہ ان کے اندر سے اس قدر صرف جماعۃ الدعوۃ کا نام لے کر نواز شریف کو صدر امریکہ کہتا ہے کہ اس کام کو روکو اس کو ہم کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کا کام چلے، یہ دعوت کا کام کریں، ان کا لٹریچر پھیلے، ان کے سکول کام کریں یہاں تک کہ ہمارے خدمت خلق کے کام پر بھی انہوں نے اعتراض کیا ہے۔

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ ذرا بتاؤ کہ پاکستان میں جماعۃ الدعوۃ سے آپ کو کوئی خطرہ ہے؟ حکومت کو کوئی خطرہ ہے؟ کوئی نہیں ہے۔ کسی جماعت کو خطرہ ہے؟ نہیں۔ الحمد للہ کسی جماعت کو بھی کوئی نہیں ۔ جماعۃ الدعوۃ اس حوالے سے کام کر رہی ہے کہ لوگوں کو جوڑ رہی ہے۔ جماعتوں کو اکٹھا کر رہی ہے، اتحاد پیدا کر رہی ہے لوگوں کی ضرورت کے جو کام ہیں، مسائل ہیں، مشکلات ہیں ان کے حل کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔

اور اصل معاملہ یہ ہے کہ ہم اس وقت اللہ کے فضل وکرم سے اسلام کے نمائندے بن کر کھڑے ہیں، دشمنی اسلام سے ہے، اور مسئلہ کوئی نہیں، ساری دنیا کے کافروں کو اس وقت اسلام سے خاص دشمنی ہے۔ ہم اللہ کے فضل سے خالص اللہ کے دین کا کام کر رہے ہیں۔ دعوت کا کام کر رہے ہیں، قرآن وحدیث کی دعوت کا کام کر رہے ہیں اور لوگوں کی تربیت کر رہے ہیں، لوگوں کے عقائد کی اصلاح پر کام کر رہے ہیں، تعصبات کو ختم کر کے لڑائی جھگڑے ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ بات ان کو بہت بری لگتی ہے اس کو وہ بہت پریشانی کا باعث سمجھتے ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ اس سے تو اسلام کی دعوت پھیلے گی اس سے تو لوگ صحیح دین کی طرف آئیں گے اس سے مسلمانوں کے اندر آپس میں اتحاد ہو گا ان کی مذہبی لڑائیاں ختم ہوں گی ان کے علاقائی سلسلے ختم ہوں گے پھر تو یہ بہت بڑی قوت بن جائیں گے۔ پاکستان ترقی کرے گا اور ہم جو سازش کرنا چاہتے ہیں کامیاب نہیں ہو سکے گی۔

میری بہنیں بیٹیاں معلمات اور طالبات میری یہ گزارش غور سے سنیں کہ یہ صرف تعلیمی ادارے، تعلیمی میدان ہی نہیں ہیں بلکہ میدان جنگ بھی ہیں۔ جس میں اللہ کے دشمن کیا ہتھیار لے کر اتر رہے ہیں ان کا ادراک ہونا چاہیے۔

اس کے ساتھ ساتھ آؤ بہنو بیٹیو! ہم سب مل کر عزم کریں، اللہ کے ساتھ وعدہ کریں کہ اے اللہ! اگر ہمارے ملک کو دنیائے کفر نے نشانہ بنایا تو ہم سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گی۔ اور اللہ کی مدد ونصرت کے ساتھ کامیاب بھی ہوں گی۔

ان شاء اللہ

اور اس مقابلے کے لیے اپنے اوپر "صبغة الله" یعنی اللہ تعالیٰ کا قرآن وحدیث پر مشتمل رنگ غالب کرنا ہوگا کیونکہ [illegible]فر اسی سے ہی ڈرتا ہے۔

"آخر ایسا کیوں؟ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ اللہ کی راہ میں ہے اس لیے جو کچھ ہوا ہم اس پر پوری طرح راضی ہیں۔ میں ثواب سمجھتے ہوئے ان شاء اللہ ضرور صبر کروں گی"۔

اس کے بعد وہ حضرت حمزہؓ کے پاس آئیں انہیں دیکھا، ان کے لیے دعا کی، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور اللہ سے مغفرت مانگی۔

یہ غزوۂ خندق ہے کافر مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں مسلمانوں نے مدینہ کے تینوں اطراف خندق کھودی اور ایک طرف کھجوروں کے گہرے باغات تھے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب حضرت حسانؓ بن ثابت کے فارع نامی قلعے کے اندر دوسری خواتین کے ساتھ تھیں۔ حضرت حسانؓ عورتوں اور بچوں کے ساتھ وہیں تھے۔ حضرت صفیہؓ کہتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک یہودی گزرا اور قلعے کا چکر کاٹنے لگا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب بنو قریظہ رسول اللہ ﷺ سے کیا ہوا عہد و پیمان توڑ کر آپ ﷺ سے برسرِ پیکار ہو چکے تھے اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی نہ تھا جو ہمارا دفاع کرتا۔

رسول اللہ ﷺ مسلمانوں سمیت دشمن کے بالمقابل پھنسے ہوئے تھے۔ اگر ہم پر کوئی حملہ آور ہو جاتا تو آپ انہیں چھوڑ کر نہیں آ سکتے تھے۔ اس لیے میں نے کہا: "اے حسانؓ! یہ یہودی جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، قلعے کا چکر لگا رہا ہے اور مجھے اللہ کی قسم اندیشہ ہے کہ یہ باقی یہود کو بھی ہماری کمزوری سے آگاہ کر دے گا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس طرح پھنسے ہوئے ہیں کہ ہماری مدد کو نہیں آ سکتے۔ لہٰذا آپ جائیے اور اسے قتل کر دیجیے"۔

حضرت حسانؓ نے کہا: واللہ آپ جانتی ہیں کہ میں اس کام کا آدمی نہیں۔ (معذوری کی وجہ سے وہ عورتیں کے پاس تھے ورنہ میدانِ جنگ میں ہوتے)

حضرت صفیہؓ کہتی ہیں: اب میں نے خود اپنی کمر باندھی پھر ستون کی ایک لکڑی لی۔ اور اس کے بعد قلعے سے اتر کر اس یہودی کے پاس پہنچی اور لکڑی سے مار مار کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد قلعے میں واپس آئی اور حسانؓ سے کہا:

"جائیے اس کے ہتھیار اور اسباب اتار لیجیے چونکہ وہ مرد ہے اس لیے میں نے اس کے ہتھیار نہیں اتارے"۔

حضرت حسان نے کہا: مجھے اس کے ہتھیار اور سامان کی کوئی ضرورت نہیں۔ (ابن ہشام)

(جاری ہے.........)



آئیے قرآن سیکھیں

کو نیکی کے روپ میں نیکی سے روکتا ہے کہ اور بھی بڑی جگہیں ہیں، خرچ کرنے کی، لیکن شیطان فقر کا وعدہ دیتا ہے۔ شیطان بے حیائی کا وعدہ دیتا ہے۔

جبکہ اللہ رب العزت مغفرت کا وعدہ دیتے ہیں کہ نیکی کا کام کر کے لوگوں سے ہی دعائیں لو گے، اور اللہ سے بھی اجر لو گے۔

اب اللہ رب العزت اور شیطان دونوں بالمقابل کھڑے ہیں۔ اب انسان کی اپنی سوچ ہے کہ وہ کون سا راستہ اختیار کرتا ہے یا کس کی پکار قبول کرتا ہے؟

اللہ رب العزت تو اتنی وسعتوں والے ہیں کہ وہ تمہیں خرچ کرنے کا حکم دے کر اپنی وسعتوں میں شامل کرنا چاہتے ہے۔ اور جاننے والے بھی ہیں کہ کون کتنا خرچ کرتا ہے اور کس طرح اور کس نیت سے خرچ کرتا ہے خواہ کوئی کم خرچ کرے یا زیادہ، اعلانیہ خرچ کرے یا خفیہ۔

لیکن ان وسعتوں کے حصول کیلئے اللہ رب العزت نے ایک شرط لگائی کہ مال کا عمدہ حصہ ہو اور پاکیزہ ہو۔

کیونکہ مال ایک ایسی چیز ہے جس کا انسان بہت حریص ہوتا ہے اور انسانی فطرت گوارہ نہیں کرتی کہ وہ اپنے مال کا عمدہ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

لہٰذا یہ شیطانی وسوسے ہوتے ہیں کہ اگر تم عمدہ مال خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں تو تمہارے پاس کیا رہ جائے گا۔ لیکن شیطان کا وعدہ تو اللہ رب العزت کے مقابلے میں بالکل دھوکہ ہے۔

جیسا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

"وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا○"

(بنی اسرائیل:64)

ترجمہ: "شیطان جو وعدے (انسان سے) کرتا ہے وہ سوائے دھوکا اور فریب کے کچھ نہیں ہوتے۔"

لہٰذا اللہ رب العزت اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ "وہ خوب جاننے والا ہے" تو اس کا لازمی مطلب ہے کہ وہ انسان کی نیت اور اس کی نیکی دیکھ کر اس کا اجر بھی لازمی دے گا۔ دنیا میں بھی دے گا اور آخرت میں بھی دے گا۔

رسول اللہ ﷺ حضرت اسماء سے فرماتے ہیں:

"گن گن کر نہ رکھو، ورنہ اللہ بھی گن گن کر دے گا۔"

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب التحریض علی الصدقۃ جز2ص140)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں حلال اور پاکیزہ رزق عطا کرے۔



امریکی ورلڈ آرڈر یا اس صدی کی

1948ء میں جب امریکہ کی بدولت اس ملک کا قیام عمل میں آیا تو اس کی ذرا بھی حیثیت نہ تھی۔ اسے اس وقت بطور علاقائی تنازعہ کے کوئی اہمیت حاصل نہیں تھی۔ البتہ اسے امریکہ کی بھرپور حمایت حاصل تھی۔ جبکہ مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک اپنی پریشانیوں کا شکار تھے۔

یہ 1956ء کی بات ہے کہ مغربی حکمرانوں نے اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف اپنی ماضی کی دشمنی کا مظاہرہ کیا اور ایک خفیہ سازش کے تحت وزیراعظم اسرائیل بن گوریان نے سویز حرائے سینائی اور ملحقہ علاقوں کو اپنے توسیعی منصوبوں کے تحت اسرائیل میں شامل کرنے کی خاطر برطانیہ اور فرانس کے ساتھ خفیہ معاہدہ کیا اور ان کے ساتھ مل کر اچانک ان علاقوں پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور اسی طرح اپنے توسیعی منصوبوں میں کامیابی حاصل کی۔

اس خفیہ سازش کا انکشاف چالیس سال بعد ہوا جب برطانیہ کے مشہور روزنامہ ''لندن ٹائمز'' نے 17 اکتوبر 1996ء کی اشاعت میں اس معاہدہ کا متن وزیراعظم اسرائیل بن گوریان، وزیراعظم برطانیہ انتھوئی ایڈن وزیر خارجہ کرسچن پینائو کے دستخطوں کے ساتھ شائع کیا۔

1996ء ہی میں اس خفیہ معاہدہ کے خلاف ''سویز کا بحران'' کے عنوان سے بی بی سی نے ایک فلم ''براڈ'' کاسٹ کی جس میں ان کے پروڈیوسر جیریمی بینٹ نے ان تاثرات کا اظہار کیا: ''سویز کا واقعہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ کوئی بھی ملک اپنے طور پر اکیلے کسی کے خلاف فوجی اقدام نہیں کر سکتا، جب تک اسے یہ یقین نہ ہو جائے کہ اسے بین الاقوامی حمایت حاصل ہے بالخصوص کسی سپر پاور کی''۔

کیا اس واقعہ کو ایک علاقائی معاملہ قرار دیا جائے گا یا عالم مغرب اور صیہونیت دونوں کی اسلام دشمنی کی انتہاء کہا جائے گا۔ جس امریکہ نے کھل کر اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم اور اقدامات کی حمایت کی پھر جس طرح امریکی حکومتیں وقتاً فوقتاً تمام امت مسلمہ کو ''دہشت گرد'' قرار دیتی ہیں، کیا کبھی انہوں نے اسرائیل کی بھی مذمت کی تھی؟ جب اس کی اپنی دہشت گرد تنظیم ''موساد'' کھلے بندوں دہشت گرد تھی۔

اور آج بھی خود امریکہ کی ایف بی آئی اور بھارت کی ''را'' اپنی دہشت گردی سے پاکستان کو کہیں زیادہ نقصان پہنچا رہی ہیں۔

جبکہ کشمیر کی آزادی کے لیے جو لوگ اور تنظیمیں جہاد کر رہی ہیں وہ بھارت کے شہروں میں بم دھماکے نہیں کرتی، بلکہ ایک کھلی جنگ لڑ رہی ہیں۔

دنیا میں حقیقت پسند دیانتدار اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والے دانشوروں اور مخلص افراد کی کبھی کمی نہیں رہی ہے جو اپنی حکومتوں اور اپنے عوام کو اس طرف دعوت دیتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ میں بھی امن عالم کی خاطر صیہونیت کے شیطان کے خلاف آواز اٹھانے والوں کی کمی نہیں جو واضح طور پر اپنی حکومتوں کو یہ مخلصانہ مشورہ دے رہے ہیں۔

کہ خدانخواستہ اگر مغرب اور عالم اسلام کے درمیان آئندہ کوئی جنگ ہوئی تو بیسویں صدی کی دو بڑی جنگوں کے مقابلے میں عالم انسانیت بہت بڑی تباہی سے دوچار ہوگی۔

عالم اسلام
شفانہ ممتاز

کچھ مغربی دانشور جنہوں نے دنیا کو اسرائیل کی اصل شکل دکھانے کی کوشش کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ صیہونیت کے خوفناک عزائم بیان کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

وہ درج ذیل ہیں:

☆ مسٹر پال فنڈے: جو 83-1961ء ریاست الی نائے سے امریکی کانگریس کے ایوان نمائندگان کے رکن رہے ہیں۔ اور اب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہونے والی دو کتابوں کے مصنف بھی ہیں جن میں صیہونیت اور اسرائیل کے گھناؤنے جرائم اور بین الاقوامی معاہدہ شکنیوں کی پوری تفاصیل موجود ہیں۔ ایک کا اردو زبان میں ترجمہ ہوا ہے جس کا نام ''شکنجہ یہود'' ہے۔

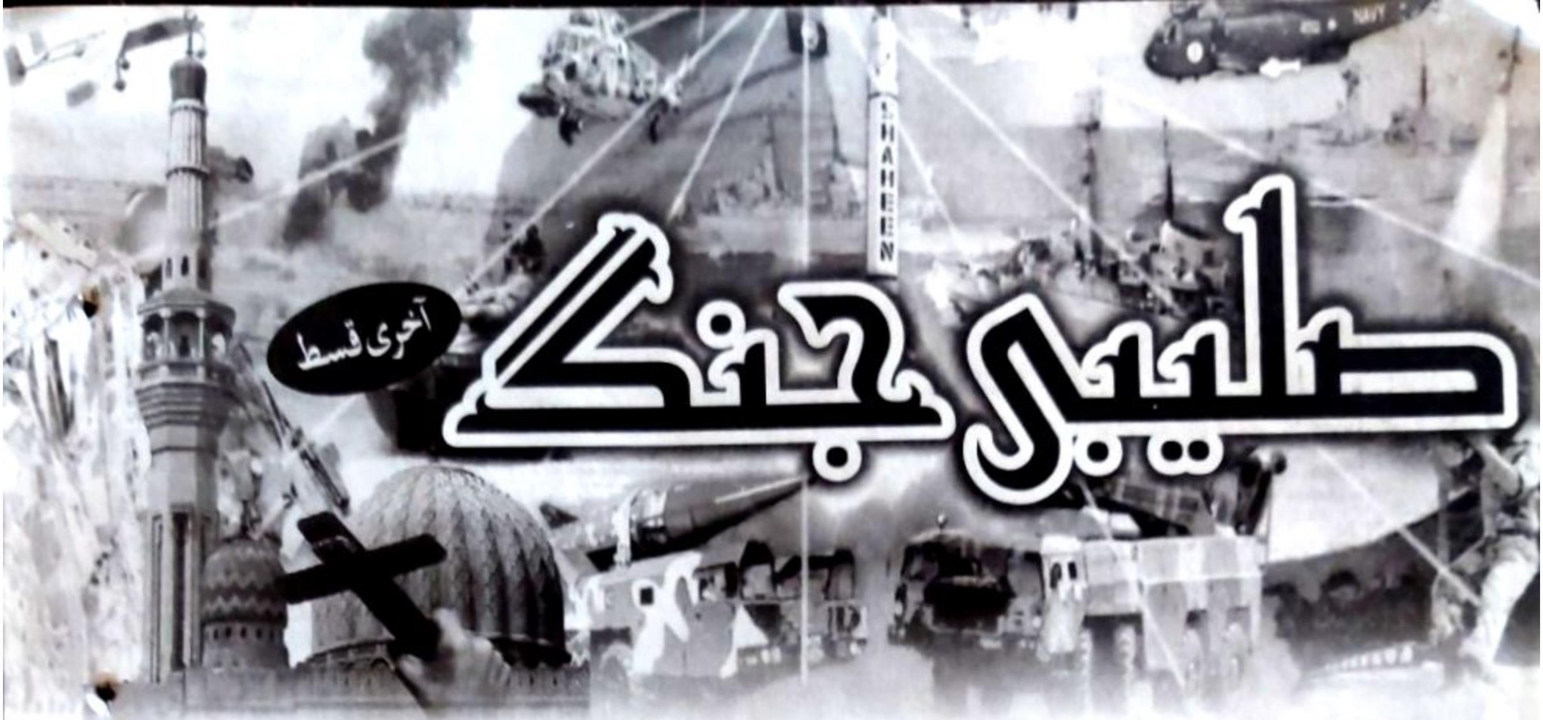
☆ مسٹر جیمز گب سٹوارٹ: ایک معروف برطانوی سکالر ہیں۔ انہوں نے انگریزی میں اسرائیل کے خلاف ایک کتاب شائع کی ہے جس کا اردو زبان میں ''امن عالم کے خلاف سربستہ خطرہ'' کے عنوان سے ترجمہ کیا جائے تو بہتر ہو گا۔ جس میں مصنف اپنی تحریر میں اسرائیل کو امن کے خلاف خطرہ ظاہر کرتا ہے۔

اور اس شخص نے تمام دنیا کے لوگوں کو دعوت دی ہے کہ بالخصوص امت مسلمہ کو کہ وہ اسرائیل کے خلاف ان کے ساتھ مل کر جنگ لڑیں۔

ایک ذاتی خط میں اس نے ان جذبات کا ذکر کیا:

اگر اسلام کی عظیم قوت ہمارے ساتھ مل کر اس جنگ میں شامل ہو تو کامیابی یقینی ہے، جبکہ مشاہدہ میں یہ آ رہا ہے کہ بہت سے اسلامی ممالک امریکہ کی پوری تابع داری کر رہے ہیں اور اس طرح خود اپنے آپ کو ان کی غلامی میں دھکیل رہے ہیں۔

☆ مسٹر برائن بیڈھیم: معروف برطانوی صحافی



صلیبی جنگ

آخری قسط

اور برطانیہ کے معروف ویکلی میگزین ''اکانومسٹ'' کے چیف ایڈیٹر ہیں: چند سال قبل آپ نے اس میں ''اسلام کا جائزہ خدارا! دوبارہ صلیبی جنگوں کا اعادہ نہ ہو''۔ کے عنوان سے 18 صفحات پر مشتمل ایک طویل آرٹیکل تحریر کیا تھا جس میں آپ نے عالم مغرب اور امت مسلمہ دونوں کو بڑی معصومیت اور سنجیدگی سے پکارا کہ وہ قرون وسطیٰ کی صلیبی جنگوں کا اعادہ نہ ہونے دیں۔ ورنہ انسانیت بیسویں صدی کی عالمی جنگ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ عظیم تباہی کا شکار ہوگی۔

☆ مسٹر ریمزے کلارک یہ سابق امریکی اٹارنی جنرل ہیں۔ آپ نے بڑی بے باکی سے امریکی حکمرانوں کو عراق اور اس کے معصوم اور بے گناہ عوام پر خوفناک اور تباہ کن ہوائی حملوں اور بمباروں کے ذریعہ بے پناہ مصائب، بھوک اور بیماریوں کا ذمہ دار گردانا ہے۔

☆ مسٹر جارج ڈبلیو بال: انہوں نے عالمی معاملات میں امریکی حکمرانوں کو ایسی پالیسیاں اور حکمت عملی اپنانے کا مشورہ دیا ہے جو عرب عوام کے حق میں امن وعدل کا باعث ہوں بلکہ اس سے بڑھ کر خود اسرائیل کے مسائل کا حل کر سکیں۔

برطانوی پریس وقتاً فوقتاً اسرائیل کے خلاف ایسے حقائق پیش کرتے رہتے ہیں کہ اس قوم کے لیے بالآخر عذاب الٰہی مقدر ہے۔

چند درج ذیل اسرائیل کے خلاف شائع ہونے والے مواد کا خلاصہ:

☆ کیا دور حاضر امت یہود کی شاندار تاریخ کا آخری باب ہے؟ ''ٹائمز لندن'' میں کچھ عرصہ پہلے امریکی تاریخ لکھنے والے نارمن کینوئر کا اہم آرٹیکل۔ یہ رائٹر نیویارک یونیورسٹی میں ہسٹری اور تقابلی ادب کے نامور پروفیسر ہیں اور امت یہود کی تاریخ سے متعلق ایک میگزین شائع کرتے ہیں۔

☆ خوشیوں سے محروم ''ارض صیہون''۔

''ٹائمز لندن'' 4 جولائی 1997ء کی اشاعت میں اس کے معروف کالم نویس ولیم ریس مارگ کا آرٹیکل آپ امت یہود کے بارے میں وقتاً فوقتاً اپنے فکر انگیز مقالات تحریر کرتے رہتے ہیں جو اس کے انجام بد کے بارے میں پیش گوئیاں کرتے رہتے ہیں۔

☆ میں شکل وصورت میں عام انگریز سے مختلف نہیں، لیکن جونہی کسی مجلس میں کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں یہودی ہوں تو حاضرین مجلس مجھ پر آوازے کسنے شروع ہو جاتے ہیں میں نہیں سمجھ سکا ایسا کیوں ہے؟

یہ آرٹیکل خود ایک یہودی برنارڈ لیون کے قلم سے ''ٹائم میگزین'' لندن 29 مارچ 1997ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔

☆ اسرائیل کا المیہ کہ اپنے تشخص تک کے بحران سے دوچار ہیں ایسے میں اس کا کوئی شہری ریاست کے قیام کی پچاسویں سالگرہ منانے کے موڈ میں نہیں ہے۔

یہ آرٹیکل ٹائم لندن کی 25 ستمبر 1998ء کو بیت المقدس میں مقیم اس کے کالم نویس کرسوفروا کے قلم سے شائع ہوا، جب اسرائیل کے قیام کی پچاسویں سالگرہ تھی۔

☆ خدا تعالیٰ کی اپنی سرزمین جس کے مکین باہمی سرپھٹول کا شکار ہیں۔ آٹھ صفحات پر مشتمل یہ طویل آرٹیکل ٹائمز میگزین لندن کی اشاعت میں اسرائیل کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر اس کے کالم نویس ''برائن اپیل ہارڈ'' کے قلم سے شائع ہوا۔

اپیل ہارڈ لکھتا ہے: ''فلسطین سے برطانیہ کے اخراج نے امت یہود کو ان کی ارض موعود یقیناً بخش دی، لیکن المیہ یہ ہے کہ امن نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس کے قیام کو پچاس سال ہو چکے ہیں لیکن ایک طرف یہ قوم جہاں باہمی تضادات کا شکار ہے، وہاں اس کے قدیم دشمن (ہمسایہ عرب ممالک) بھی ہمہ وقت اس کے لیے خطرہ ہیں۔ یہ ہیں مغربی پریس میڈیا کی طرف سے اسرائیل کے لیے بھیانک پیشین گوئیاں جس میں اسرائیل کا مستقبل خطرے میں ہے بلکہ خود امت یہود اجتماعی طور پر نابود ہونے والی ہے، جس کی مجرم صیہونی تنظیم ہے۔

یہ صیہونیت کا ابلیسی ذہن ہے جس میں خود ابلیس اپنی انشائے فطرت کے ساتھ کارفرما ہے کہ اس نے عالم مغرب اور امریکہ کو اس شیطانیت کے ساتھ امت مسلمہ کے خلاف لا کھڑا کیا ہے کہ ان دونوں کا آپس میں ذرا بھی کوئی تنازعہ نہیں اور نہ اطراف کے عام افراد کو اس سے کوئی سروکار ہے ماسوائے اس کے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پیروکاروں نے اپنے آپ کو ملحد قسم کے عیسائی حکمرانوں کے سامنے اپنے آپ کو سجدہ ریز کیا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ دوسری جنگ کے بعد امریکہ زیادہ موثر اور عالمی طاقت کا مالک بنا بیٹھا ہے جہاں ریاستی نظام حکومت میں برطانیہ یا دنیا کے کسی دیگر ملک کے مقابلے میں صیہونی لابی کہیں زیادہ طاقتور ہے۔ اس لیے امریکہ میں جو بھی صدر منتخب ہو باقی صفحہ نمبر: 15 پر

فکر و نظر

باادب بامراد

سعدیہ رخ

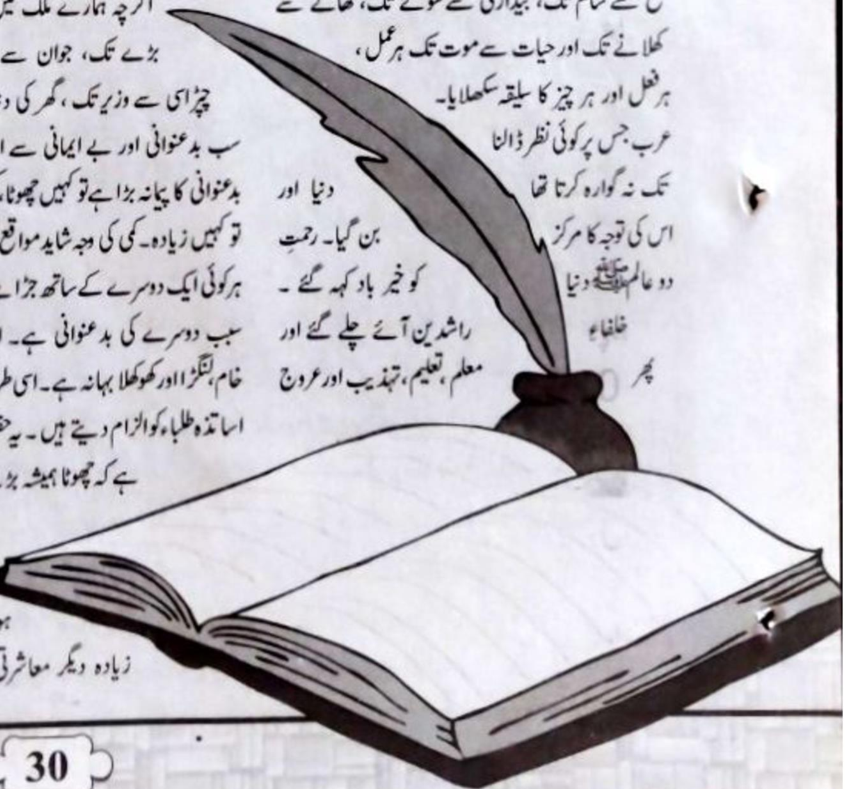
ا،ب،پ یا a,b,c یا چینی زبان کی چند الجھی ہوئی لکیریں انسان کے لیے بے معنی ہوتی ہیں جب تک کہ وہ باہم منسلک ہو کر ایک بامعنی لفظ اور بامعنی الفاظ ایک بامعنی جملہ نہ بنا دیں۔ انسان کے تعلیمی سفر کا آغاز انہی حروف سے ہوتا ہے اور یہی وہ مرحلہ ہوتا ہے جہاں ایک استاد، ایک معلم ایک ننھے سے بچے کا ہاتھ تھام کر اسے سفرِ طویل پر لے چلتا ہے اس سفر میں کٹھنائیاں بھی بہت ہوتی ہیں اور مسائل بھی۔ ایسے میں ایک شخصیت ہر دم ساتھ دیتی ہے۔ کٹھنائیوں کو عبور کرنا سکھاتی ہے اور مسائل سے نپٹنا سکھاتی ہے۔ خام مال کو بہترین پیداوار سے بدل دیتی ہے۔ اور وجود میں آتا ہے تہذیب یافتہ، باشعور، باہمت اور ترقی یافتہ معاشرہ۔

یہ شخصیت بڑی جانی پہچانی ہے۔ ''معلّم''! شاید اسی لیے معلّم کو روحانی باپ قرار دیا گیا ہے جو روح کو یوں نکھارتا ہے کہ وجود اور ہستی دونوں خوبصورت لگنے لگتے ہیں۔

معلّمِ اعظم محمد ﷺ نے کس طرح اپنی قوم کا ہاتھ پکڑا اور اسے عروج کی انتہاؤں کے سفر پر لے چلے۔ اسے صبح سے شام تک، بیداری سے سونے تک، کھانے سے کھلانے تک اور حیات سے موت تک ہر عمل، ہر فعل اور ہر چیز کا سلیقہ سکھلایا۔ عرب جس پر کوئی نظر ڈالنا تک نہ گوارہ کرتا تھا دنیا اور اس کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ رحمتِ دو عالم ﷺ دنیا کو خیر باد کہہ گئے۔ خلفاء راشدین آئے چلے گئے اور پھر معلم، تعلیم، تہذیب اور عروج کو بتدریج زوال کا سامنا کرنا پڑا۔

معلّم شکوہ کناں ہے کہ طالبعلم بگڑ گئے، بدتمیز، بداخلاق اور بدلحاظ ہو گئے اور طالبعلم کو شکایت ہے کہ استاد استاد نہیں رہے۔ اس لیے استاد کا ''زور'' کمرۂ جماعت تک ہے کمرۂ جماعت سے باہر وہ ایک عام سا انسان ہے۔ اسی لیے ہماری قوم نہ مہذب ہے، نہ باشعور، نہ باہمّت ہے اور نہ ہی ترقی یافتہ بلکہ پستی، آپا دھاپی اور افراط و تفریط کا شکار ہے جس کے قریب جاؤ تو اشتعال، نفرت اور انتقام کی بھنبھناہٹیں اور سرسراہٹیں سنائی پڑتی ہیں۔

ہمارے ملک میں اول تو تعلیم کا رجحان کم ہے اور جو تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ تعلیم سے ہی بے بہرہ ہو جاتے ہیں۔ وہ محض ذاتی مفادات اور ذاتی اغراض کی ترویج ہی سیکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں کچھ ایسے بدنصیب معلمین بھی ہیں جو بیچارے اپنے ہی طلباء کے ہاتھوں مضروب ہیں۔ جس قوم نے اپنے حقیقی باپوں کے لیے دارالکفالہ کھول رکھے ہوں اس قوم کے روحانی باپ۔



اگرچہ ہمارے ملک میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک، جوان سے لے کر بوڑھے تک، چپڑاسی سے وزیر تک، گھر کی دنیا سے باہر کی دنیا تک سب بدعنوانی اور بے ایمانی سے اٹے پڑے ہیں، کہیں بدعنوانی کا پیمانہ بڑا ہے تو کہیں چھوٹا، کہیں اس کی سطح کم ہے تو کہیں زیادہ۔ کمی کی وجہ شاید مواقع کی کم فراہمی ہے۔ مگر ہر کوئی ایک دوسرے کے ساتھ جڑا ہے۔ ایک کی بدعنوانی کا سبب دوسرے کی بدعنوانی ہے۔ اور یہ سبب محض ایک خام، لنگڑا اور کھوکھلا بہانہ ہے۔ اسی طرح طلباء اساتذہ کو اور اساتذہ طلباء کو الزام دیتے ہیں۔ یہ حقیقت ناقابلِ نظر انداز ہے کہ چھوٹا ہمیشہ بڑے سے سیکھتا ہے۔ مگر اساتذہ کے غیر اہم اور بے حیثیت ہونے میں اساتذہ سے زیادہ دیگر معاشرتی عناصر اور پہلو اثر انداز ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ایک وقت تھا جب والدین بچے کے استاد کو بہت اہمیت دیا کرتے تھے۔ استاد سے متعلق کوئی بدتمیزی اور گستاخی گوارہ نہ کرتے تھے۔ اب والدین پہیہ الٹا گھمانا پسند کرتے ہیں۔ اساتذہ بچیوں کو دوپٹہ اوڑھنے کا کہہ دیں تو والدین شکایت لے آتے ہیں۔ وہ ہوتا کون ہے جو میری بیٹی کو ''آرڈر'' کرے کہ وہ دوپٹہ لے۔ ہماری مرضی ہم لیں یا نہ لیں۔ اپنے اصول سکول تک رکھیں۔ نہ پڑھنے یا غلط رویہ ہونے پر اگر اساتذہ تھوڑی اور مناسب سزا دے دیں تو والدین دوڑے آتے ہیں کہ ہمارے بچوں پر تشدد ہو رہا ہے۔ اور کبھی تو بات کے بغیر بچے کی غلط بیانی پر اساتذہ سے جھگڑنے پہنچ جاتے ہیں۔ یہ والدین ہیں جو بچوں کو احساس دلاتے ہیں کہ وہ پیسے دے کر پڑھ رہے ہیں مفت میں نہیں۔

استاد ہے تو سکول میں ہوگا ہمارے بچوں کا مالک نہیں۔ بچوں کو شہہ دیتے ہیں۔ ان کی غلط باتوں پر غلط ردِعمل ظاہر کرتے ہیں۔ اساتذہ سے بدزبانی کرنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ وہ کسی اور کا نہیں اپنا اور اپنے بچوں کا نقصان کرتے ہیں۔ کوئی استاد کسی بچے کو زیادہ دیر تک اپنے پاس نہیں رکھتا۔ آخرِ کار والدین کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ یہی بچے ہوتے ہیں جو بڑے ہو کر والدین کے سامنے سوال اُٹھاتے ہیں۔ آپ ہوتے کون ہیں میرے متعلق کوئی فیصلہ کرنے والے۔ تب والدین کو علم ہی نہیں ہوتا کہ وہ کسی اور کی نہیں اپنی ہی بوئی ہوئی فصل کاٹ رہے ہیں۔

الیکٹرانک میڈیا جلتی پر تیل چھڑکنے کا کام کرتا ہے۔ بدتمیز بچوں کی بدتمیزیوں کو ہوا دینے کا ''اہم'' کام یہی انجام دیتا ہے۔ میڈیا کچھ بھی کہے اس کے اثرات منفی ہی ہوتے ہیں۔ میڈیا کے سکھائے ہوئے ہی آزمائے جاتے ہیں۔ وہ خواہ ''ٹیچر سٹوڈنٹ'' افیر ہو یا ''ٹیچر کے خلاف'' بے بنیاد قانونی کاروائی ہو یا ٹیچر کی ''دھلائی'' ہو میڈیا بخوبی ''آئیڈیا'' پہنچا دیتا ہے۔

ذریعہ خواہ ہندی فلمیں ہوں یا پاکستانی ڈرامے یا ''چل پڑھا'' جیسے پروگرام جس نے ''ٹیچر گردی'' جیسی اصطلاح متعارف کروائی۔ طالبعلم کے کسی جسمانی نقصان ہونے پر اسلام کے قصاص جیسے بہترین اصول کو بھلا کر تدریس جیسے مقدس پیشے کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔

حکومت کے نعرے ''مار نہیں پیار'' نے تو گویا طلباء کو کھلی چھوٹ دے دی۔ کسی طالبعلم کو سزا دینے پر خواہ اس نے کسی بدتمیزی یا غلطی پر ہی کیوں نہ دی ہو، کے خلاف قانونی سطح پر کاروائی کی جاسکتی ہے۔ استاد کسی بھی صورت میں کسی طالبعلم کو سزا نہیں دے سکتا بلکہ زیادہ سے زیادہ سزا اس کے والدین کو ''جرمانے'' کی صورت میں دی جاسکتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پیار اور محبت سے بہت کچھ سدھارا جاسکتا ہے مگر خیال رہے کہ ''بہت کچھ'' سدھارا جاسکتا ہے ''سب کچھ'' نہیں۔ رویے میں تبدیلی ضرورت کے مطابق ہونی چاہیے نا کہ کوئی ''فکس فارمولا''۔ اگر سزا کا خوف نہ ہوگا تو بچہ غلطی سے بچنے کی کوشش کیوں کرے گا؟ اگر یہ انسانی فطرت کا تقاضا نہ ہوتا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قبل از وقت جہنم اور اس کی سزاؤں سے آگاہ نہ کرتے۔

ہمارا مغربی نظامِ تعلیم پستیوں کی طرف راہوں کو ہموار کرتا چلا آرہا ہے۔ استاد کا درجہ گھٹ کر فقط ایک Facilitator اور Guide تک کا رہ گیا ہے۔ اس لیے اب کون سا روحانی باپ اور کہاں کا روحانی باپ۔ نا معلوم باپوں کے بچوں کا مغربی نظامِ تعلیم مشرق کے روحانی باپوں سے کیسے آشنا ہوسکتا ہے؟؟ اس سب کی سب سے بڑی وجہ دینی نا اہلیت ہے۔ دینی تعلیم کے اہتمام کا فقدان ہے۔ صحیح اور غلط کے علم کے بغیر صحیح فیصلے اور صحیح اصول کا قیام ناممکنات میں سے ہے۔ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کو قائم کرنے والے کتاب وسنت کا کتنا علم رکھتے ہیں؟؟ ایک عام مشاہدہ ہے کہ اکثر تعلیمی اداروں کے سربراہ انگریزی ادب سے منسلک ہوتے ہیں۔ برنارڈ شا، شیکسپیئر، کیٹس اور شیلے سے متاثر، ان کے حوالے دینے والے اور انہی کی طرزِ فکر، سوچ اور نظام کے دلدادہ۔ ایسے میں ہمارا تعلیمی نظام، تعلیمی اداروں کا نظام اور تعلیمی نصاب کم از کم ان کے دینی علم اور اس کی اہمیت سے آگہی کی نفی ہی کرتے ہیں۔

''علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین کیوں نہ جانا پڑے''۔

یہ بات وہ بخوبی جانتے ہیں۔ اور بڑے اعتماد سے حوالہ دیتے ہیں مگر انہیں یہ علم نہیں کہ جس بات کا وہ بطور حدیث حوالہ دیتے ہیں وہ حدیث ہی نہیں بلکہ ایک خودساختہ بات ہے۔ یا وہ علم کو محض اس ''لکھنے پڑھنے'' پر موقوف کرتے ہیں جس کا تقاضا نبی ﷺ نے بدر کے قیدیوں سے کیا تھا۔ اور اگر وہ ایک صحیح حدیث کا حوالہ دیتے بھی ہیں تو کس کے لیے!!!! فزکس، کیمسٹری، بائیولوجی، انگلش یا ایسے دیگر مضامین کے لیے۔

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

مگر کبھی سوچا کیوں نہیں کہ نبی ﷺ خود اُمّی، ان پڑھ تھے۔ کس علم کا روزِ آخرت حساب ہونا ہے؟؟ کونسا علم ہے جو ''فرض'' ہے: بیالوجی؟؟ فزکس؟؟ کیمسٹری؟؟ انگریزی؟؟ اردو؟؟ یا قرآن وسنت کا؟؟ جو ہمارے نصاب میں سب سے کم اور مختصر ہے۔

تابوت میں آخری کیل خود اساتذہ ٹھونک دیتے ہیں۔ ایک طرف ان اداروں کو قائم کرنے والوں نے اسے کاروبار بنا رکھا ہے دوسری طرف اساتذہ طلباء کی تعلیم و تربیت کو خاطر خواہ توجہ دینے کی بجائے روزگار کو اہمیت دیتے ہیں۔ وہ طلباء اور ان کے والدین کو مورد الزام ٹھہرا کر اتنی کوشش نہیں کرتے جتنی انہیں کرنی چاہیے۔

شیطان کی چالیں کمزور سہی مگر دلکش معلوم ہوتی ہیں۔ اس صورتحال میں اگر چند اساتذہ کوشش بھی کریں بچوں کی اسلامی خطوط پر تربیت کرنا بھی چاہیں تو کیسے کریں؟؟ انہی اسباب کی بدولت ہمارے معاشرے میں معلم کو وہ وقار حاصل نہیں جو ہونا چاہیے۔ اور یہ بات ہرگز خوش آئند نہیں۔ جس قوم کے بچے اپنے اساتذہ کا احترام نہیں کرتے، ان کی فرمانبرداری نہیں کرتے وہ قوم کوئی مستقبل نہیں رکھتی۔ صحیح تو کہا ہے کسی نے:

باادب بامراد، بے ادب بے مراد



یوم یکجہتی کشمیر

کہاں ہیں انسانی حقوق کے ٹھیکدار

ام ابان

اے دنیا کے منصفو!
کشمیر کی جلتی ہوئی وادی میں......
بہتے ہوئے خون کا شور سنو!!!

☆ کشمیر کی تاریخ:

کشمیر مسلم اکثریت والا ایک انتہائی خوبصورت خطہ ہے اسے اس کی خوبصورتی اور سرسبز وشادابی کی بنا پر ہی جنت نظیر کہا جاتا ہے۔ نہ صرف یہ علاقہ خوبصورت ہے بلکہ یہاں کے مکین بھی اپنی خوبصورتی کے حوالے سے مشہور ہیں۔

لیکن پچھلے کئی ماہ وسالوں سے کشمیر پر ہونے والے مظالم اور جبراً غلامی کی وجہ سے یہاں کی جھیلیں، کھیت کھلیان، خون رنگ تصویر پیش کرتے ہیں۔

عالمی سطح پر کشمیر کے حوالے سے دو قومی دن منائے جاتے ہیں ایک 27 اکتوبر اور دوسرا 5 فروری۔ اس سال 5 جنوری کو بھی کشمیری عوام کے لیے آواز اٹھائی گئی ہے کہ انہیں ان کا حق خودارادیت دیا جائے۔

جولائی 1947ء میں کشمیر میں تحریک آزادی کی بانی جماعت آل مسلم کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں متفقہ اتفاق رائے سے یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ اس ریاست کا پاکستان کے ساتھ الحاق ہوگا۔ اور 19 جولائی کو اس کی قرارداد بھی منظور کی جا چکی تھی۔ مگر ریاست کا ڈوگرہ مہاراجہ کشمیریوں کو ان کی آزادی کا حق نہیں دینا چاہتا تھا۔

حالانکہ زمینی لحاظ سے کشمیر کے 99% سے 100% دریاؤں کا پانی پاکستان میں گرتا ہے۔ جس کی وجہ سے بھی کشمیر پاکستان کا علاقہ بنتا ہے۔ اور پاکستان کے لیے لازم وملزوم ہے۔ اس کے باوجود ہندو ڈوگرہ مہاراج نے 27 اکتوبر 1947ء کو کشمیر کا الحاق بھارت کے ساتھ کر دیا۔

اور یہیں سے کشمیریوں پر غلامی کی سیاہ رات تن گئی۔

27 اکتوبر کا دن کشمیریوں کے لیے سیاہ ترین دن کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس دن بھارت نے اپنی درندہ صفت فوجوں کے ساتھ کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کیا ہر سال کشمیری اس دن کو یوم غم کے طور پر مناتے ہیں۔

1989ء میں ظالم بھارتی فوج کے ظلم وستم سے تنگ آ کر نہتے کشمیریوں نے مسلح احتجاج شروع کرتے ہوئے باقاعدہ طور پر اپنی آزادی حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ان کی اس آزادی کی تحریک کو جلا بخشنے کے لیے ہر سال 5 فروری کو عالمی سطح پر یہ آواز بلند کی جاتی ہے اور کشمیریوں پر ہونے والے ظلم کو میڈیا کے ذریعے دنیا تک پھیلایا جاتا ہے۔

پاکستان اور پاکستانی عوام خاص طور پر کشمیر کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتی ہے۔

اب تو جلتے ہیں ہوا سے بھی در ودیوارِ جسم
باسیو! مجھ سے نکل جاؤ، شکستہ گھر ہوں میں
میں جل رہا ہوں سیاہ رات میں اکیلا چراغ
جمی ہوئی ہیں اندھیرے کی انگلیاں مجھ پر

☆ کشمیر کا

پاکستان سے رشتہ کیا؟

کشمیر کے حوالے سے پاکستان کے بانی قائد اعظم محمد علی جناح نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ کہا ہے۔ اور کسی جسم کی شہ رگ کٹ جائے تو گویا موت واقع ہو جاتی ہے۔ اور انسانی روح کا دنیا سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ پاکستان اس سے زخمی اور نیم مردہ حالت میں ہے۔ پاکستان بنتے وقت یہ نعرہ لگایا گیا تھا کہ "پاکستان سے رشتہ کیا
لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ"

اور کشمیری بھی اپنی تحریک آزادی میں یہی نعرہ بلند کرتے ہیں۔ پاکستان سے رشتہ کیا لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ

نا صرف یہ بلکہ 2008 میں پرزور کشمیری تحریک آزادی میں لیڈر شیخ عبدالعزیزؒ کی شہادت کی وجہ بھی پاکستان سے محبت بنی جب وہ اپنے ساتھ ایک ہجوم بیکراں لے کر پاکستان کی طرف یہ نعرہ بلند کرتے ہوئے گامزن تھے۔

"تیری منڈی، میری منڈی......راولپنڈی راولپنڈی"

اور پاکستان کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے ان کے ساتھ کئی اور کشمیری بھی شہادتوں پر فائز ہوئے۔ ان شاءاللہ
یہ رشتہ ہے کشمیریوں کا پاکستان سے

کشمیری کی تحریک آزادی میں شامل بڑے بڑے عظیم لیڈر ہیں جن کے پیچھے کشمیری عوام صرف اور صرف بھارتی فوج کے ظلم وبربریت سے آزادی حاصل کر کے ایک ایسی فضا میں سانس لینا چاہتے ہیں جہاں اسلام اور اسلامی قوانین کے مطابق پُرامن معاشرہ ہو۔

سید علی گیلانی جو اس تحریک کے بانی ہیں جب انہیں بیماری کی حالت میں ہسپتال میں نظر بند کیا گیا تو اس حالت میں بھی اپنے چاہنے والوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

... کے رشتے سے ہم پاکستانی ہیں اور

اسے پانی بھی بھارت سے درآمد کرنا پڑے گا۔

اور بھارت جب چاہے اپنے ڈیموں میں سٹور کیا ہوا پانی چھوڑ کر سیلاب کی صورت میں پاکستان کی ہر برس لہلہاتی فصلوں اور ہنستی بستی آبادیوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

اور بھارت جیسے ملک سے کسی بھی قسم کی ہمدردی کی توقع رکھنا عبث ہے کیونکہ ہندو بنیے کی فطرت ہے بغل میں چھری اور منہ میں رام رام۔

☆بھارت اور پاکستان کے معاہدے:

بھارت اور پاکستان کے درمیان مذاکرات کے ذریعے جب بھی معاہدے طے پاتے ہیں تو ان پر عمل صرف پاکستان کی طرف سے ہوتا نظر آتا ہے۔ بھارت وقتی طور پر اپنے اتحادیوں کو دکھانے کے لیے عمل کرتا اور پھر خود ہی توڑ دیتا ہے۔

جنگ کی صورت میں بھارت دم دبا کر اقوام متحدہ کی میز کے نیچے جا کر چھپ جاتا ہے اور پھر شہ پاتے ہی معاہدے کی خلاف ورزیاں اور اپنی عیاریاں دکھانی شروع کر دیتا ہے۔

جیسے کہ سندھ طاس معاہدے کے تحت پاکستان کے حصے میں تین دریا آتے ہیں۔ جن پر بھارت ڈیم بنا کر اور پانی کا رخ اپنی طرف موڑ کر پاکستان کے خلاف سازش پر عمل پیرا ہے اور مزے کی بات یہ کہ کوئی اسے پوچھنے والا نہیں۔ بھارت ان سارے منصوبہ جات میں اکیلا نہیں بلکہ اس کا ساتھ دینے میں امریکہ اور اسرائیل پاکستان کو بنجر کرنے میں برابر کے شریک ہیں ورنہ اتنے مہنگے بجٹ کے ساتھ 62 بڑے ڈیم اور باقی چھوٹے ڈیم بنانا کوئی آسان کام نہیں۔

دریائے چناب پر بگلیہار ڈیم بنا کر پانی کا لیول انتہائی کم کر دیا گیا ہے۔ اور ہم 65 سالوں میں ایک بھی ڈیم نہیں بنا سکے۔ کئی سالوں سے کالا باغ ڈیم کی بازگشت سنی جا رہی ہے حالانکہ یہ ڈیم پاکستانی حکمرانوں اور بعض سیاسی جماعتوں کے درمیان متنازعہ بن کر رہ گیا ہے۔ اگر یہ بن چکا ہوتا تو پاکستان کو بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور پانی کے حوالے سے کافی حد تک آسانی مل جاتی لیکن پاکستانی حکمرانوں کو صرف اقتدار حاصل کرنے اور پھر اسے بچانے سے غرض ہوتی ہے یہ فرصت کہاں کہ کشمیر اور پاکستان کے مفاد پر سوچیں۔

☆حکمرانوں کا دورۂ بھارت:

بھارت کے ہر طرح کے کردار کے باوجود حال ہی میں ہمارے حکمران بھارت کا دورہ کر کے لوٹے ہیں۔ بھارت کی اصلیت کون نہیں جانتا۔ ہندوستان کی اپنی اندرونی صورتحال یہ ہے کہ نچلی ذات کے ہندوؤں پر اونچی ذات والے ظلم و ستم روا رکھتے ہیں مسلم اقلیتی علاقوں میں آئے دن قتل و غارت اور گاؤں کے گاؤں نذر آتش کر دیئے جاتے ہیں۔ اس قدر جنونی طبیعت اور اخلاقی پستی والا ملک ہے کہ لڑکیوں اور بچیوں کے بڑھتے ہوئے ریپ کیسز میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔ عوام میں اتنا اشتعال پایا جاتا ہے کہ کسی بھی واقعہ کی تحقیقات کرنے کے بجائے سب سے پہلے مسلمانوں پر غصہ نکالا جاتا ہے، پاکستان پر الزامات کی بھرمار کی جاتی ہے، چاہے اس واقعہ کا موجب کوئی ہندو ہی کیوں نہ ہو۔

کہیں ہمارے حکمران بھارت کو پسندیدہ ملک کا خطاب دینا چاہتے ہیں کہ بھارت کے حوالے سے رپورٹ ہے کہ ''بھارتی ریاست اتر پردیش کے ضلع میں پولیس کی طرف سے مسلم کش فسادات کے متاثرین کے کیمپ اکھاڑ دیئے گئے۔ سینکڑوں خاندان سخت سردی میں دربدر ہو گئے۔ ''اللہ کے سوا کوئی سہارا نہیں'' (متاثرین)

مسلمانوں کے ساتھ بھارت میں اس طرح کا سلوک عام بات ہے۔ یورپی یونین اور انسانی حقوق کے عالمی ادارے اب تو مان چکے ہیں کہ بھارت انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں سب سے آگے نکل چکا ہے اس کی فوج ذہنی مریض ہے جس کا معصوم نہتے لوگوں پر ٹارچر کرنا مشغلہ ہے اس کے باوجود پاکستان اسے پسندیدہ ملک قرار دینا چاہتا ہے۔

محترمہ آسیہ اندرابی نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ ''کشمیر کا ایک ایک ذرہ گواہی دے رہا ہے کہ بھارت سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہے''۔

اور مزید کہتی ہیں کہ:

موسٹ فیورٹ نیشن کی آڑ میں شاطر بھارت دنیا میں اپنی سیاست چمکا رہا ہے یہ صرف تجارت تک بات نہیں رہے گی وہ اس کے ساتھ مسئلہ کشمیر کو جوڑتا ہے۔

☆عالمی برادری کا کردار:

سعودی عرب کے شہر جدہ میں گزشتہ سال کشمیر کے مسئلہ پر قائم ''پاکستان کشمیر کمیٹی'' نے اسی حوالے سے تقریب کا اہتمام کیا۔ اور پہلی بار اس سیمینار میں تصاویر کے ذریعے کشمیریوں پر بھارتی مظالم کو دکھایا گیا۔ اس سیمینار میں پاکستان کے سفیر، حریت کانفرنس کے نمائندے، او آئی سی کے افسران، غیر ملکی سفارتکار شامل تھے۔

اور اس کا مقصد دنیا کو کشمیریوں پر ہونے والے مظالم اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی مجبور قوم کی بے کسی سے آگاہ کرنا تھا۔ تاکہ عالمی برادری بھارت پر دباؤ ڈال کر کشمیریوں کو ان کا حق آزادی دلوا سکے۔

اسی تقریب میں حریت کانفرنس کے رہنما غلام محمد صفی نے اپنے خطاب میں کہا ہے کہ:

کشمیر پر ہندوستان کے غاصبانہ قبضے کو کشمیری کسی طور پر قبول نہیں کرتے۔

اس کے علاوہ منموہن سنگھ کا اقوام متحدہ میں یہ خطاب کہ ''کشمیر ہندوستان کا اٹوٹ انگ ہے''۔ موضوع بحث بنا۔

او آئی سی میں کل 57 ممالک شامل ہیں۔ اور اگر سب مل کر کشمیر کے لیے عالمی سطح پر آواز اٹھائیں تو ضرور اس آواز کا ردعمل سامنے آئے۔

لیکن آگے چل کر بھارت نے اپنی ہٹ دھرمی دکھا دی او آئی سی کے مسئلہ کشمیر سے متعلق بیان پر بھارتی ترجمان نے ایک بار پھر کشمیر کو بھارت کا اٹوٹ انگ کہا ہے۔ اور او آئی سی کو مداخلت کرنے سے منع کر دیا ہے۔

اے مجاہدو! اے نوجوانو! بہادر بیٹو! کھڑے رہو کہ منزل قریب ہے..... کفر کی غلامی کا جال ٹوٹنے والا ہے۔ شہیدوں کا خون رنگ لانے والا ہے۔ ان شاء اللہ

ہم کشمیر کو جلد ہی آزاد دیکھیں گے۔ ان شاء اللہ

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل ان زھوقا



درازیٔ عمر کا راز

مریم خنساء رحمۃ اللہ علیہا

آپ ایک ماں ہیں، آپ کے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں، موت کا خوف ہر وقت آپ پر لرزہ طاری کیے رکھتا ہے، یہ خیال آتے ہی ان کی معصوم صورتیں آپ کی نگاہوں کے سامنے پھرنے لگتی ہیں، ہائے اللہ! میرے بعد ان کا کیا ہوگا؟ اگر اللہ نہ کرے میاں نے دوسری شادی کر لی تو میرے یہ پھول سے بچے سوتیلی ماں کے ظلم وستم سے کملا ہی تو جائیں گے۔

آپ ایک باپ ہیں، آپ اپنے بچوں کو اپنی زندگی میں اپنے پاؤں پر کھڑا دیکھنا چاہتے ہیں، ان کی تعلیمی اور معاشی ترقی کا فکر ہر وقت آپ کو دامن گیر رہتا ہے، بچے ابھی چھوٹے ہیں یہ خیال آتے ہی کہ اگر اللہ نہ کرے اس حالت میں میرا وقت اجل آ گیا تو پھر ...... آپ لرز جاتے ہیں ان ننھی منھی جانوں کے مستقبل کا کیا ہوگا؟ یہ یتیمی کے داغ کا کیسے سامنا کریں گے؟ بیوی اپنی نازک کمر پر بیوگی کا بوجھ کیسے اٹھائے گی؟

آپ ایک تاجر ہیں، آپ کا کاروبار ایک نازک مرحلے میں داخل ہو چکا ہے، آپ کی شب وروز کی محنت ٹھکانے لگتی نظر آ رہی ہے بس چند روز کی بات ہے، اللہ نے کیا تو نتائج شاندار ہوں گے لیکن اگر مجھے ابھی موت آ جائے تو ...... اس خیال سے آپ کانپ جاتے ہیں۔ میرے کاروبار پر میرا پارٹنر قبضہ کر لے گا، ہیرا پھیری کرنا تو وہ خوب جانتا ہے یہ تو میں ہوں جو اپنی عقل سے اسے ہاتھ دکھانے کا موقع نہیں دیتا اگر میں نہ رہا تو میری ساری محنت ڈوب جائے گی۔

آپ ایک سیاستدان ہیں، آپ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے، دنیا بھر میں آپ کی سیاست کی دھاک بیٹھ چکی ہے، وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ آپ کا منتظر ہے، ایسے میں اگر موت آ دبوچے تو ...... یہ خیال آپ کو سر سے پاؤں تک لرزا دیتا ہے، میرے حریف میری پارٹی کو کمزور کر دیں گے، میری اپنی پارٹی کے لیے دی ہوئی ساری قربانیاں رائیگاں جائیں گی۔ کیا میں وزارت عظمیٰ کی حسرت ناکام دل ہی میں لیے چلا جاؤں گا؟

آپ ایک مصنف ہیں، ادبی تخلیقات آپ کی متاع عزیز ہیں، ان کی سلامتی کو آپ اپنی سلامتی سمجھتے ہیں، موجودہ تخلیقات کے علاوہ بہت سی تخلیقات، خیالات اور منصوبوں کی شکل میں آپ کے ذہن میں پرورش پا کر صفحہ قرطاس پر مرتسم ہوا ہی چاہتی ہیں، بعض اوقات تنہائی میں بیٹھے ہوئے آپ اپنے تحریری منصوبوں پر غور کرتے ہیں تو اپنے آپ کو ان تحریروں کے وجود میں آنے کے بعد ان کے بل پر آسمان شہرت کی بلندیوں میں اڑتا ہوا پاتے ہیں لیکن اگر آپ کو انہیں صفحہ قرطاس پر منتقلی سے قبل موت آ لے تو پھر...... اس خیال سے آپ کو جھرجھری سی آ جاتی ہے۔

آپ ایک نوجوان ہیں، مستقبل کے حوالے سے بے شمار منصوبے اور امیدیں آپ کے دل کے نہاں خانوں میں پوشیدہ ہیں، ان کی تکمیل کو آپ اپنی زندگی سمجھتے ہیں لیکن اگر آپ کو نوجوانی ہی میں موت آ دبوچے تو پھر...... اس خیال سے آپ اپنا دل مسوس کر رہ جاتے ہیں...... اس خیال کو جلدی سے جھٹک دینے کی کوشش کرتے ہیں...... کہ ایسا خیال بھی آپ کو اپنے شہر آرزو کی بربادی کے مترادف محسوس ہوتا ہے جو آپ کو گوارہ نہیں۔

غرض یہ کہ آپ جو بھی ہیں معاشرے میں جس بھی حیثیت کے مالک ہیں، بلاشبہ درازیٔ عمر کی خواہش آپ کے دل میں پوشیدہ ہے، اس کا اظہار کبھی تو برصغیر کی معروف دعا ''دودھوں نہاؤ، پوتوں پھلو'' کی صورت میں ہوتا ہے، کبھی ایرانیوں کی دعا ''ہزار سال بزی'' کی صورت میں ہوتا ہے، کبھی یہودیوں کی خواہش:

﴿يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ﴾ (البقرۃ)

''ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش وہ ہزار برس عمر دیا جائے اور یہ امر اسے عذاب سے نہیں بچا سکتا کہ اسے بڑی عمر دی جائے'' کی صورت میں ہوتا ہے۔ کبھی ہندوؤں کے آواگون کے نظریے کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی شاعر کی اس حسرت ناکام کی شکل میں ۔

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

اللہ کے ایسے خوش قسمت بندے بہت کم ہیں جو اللہ سے ملاقات کے شوق میں بے قرار ہوں اور رفیق اعلیٰ کی رفاقتوں کی حلاوت کے رازدار ہونے کی بناء پر انہیں اس حیات فانی کی بجائے حیات ابدی کے جلد سے جلد امین بن جانے کی خواہش ہو۔

اس حقیقت سے ہم میں سے کون واقف نہیں کہ عمر کی رسی خالق کائنات کے ہاتھ میں ہے چاہے تو کھینچ لے چاہے تو دراز کر دے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جب اس کا مقرر کردہ وقت آ جائے تو پھر وہ آگے ہو سکتا ہے نہ پیچھے۔

البتہ اپنے بندوں کی تسکین کے لیے اس نے کچھ

ضابطے بھی مقرر فرما دیئے ہیں اور پھر ان سے زندگی کو مشروط کر دیا ہے۔ اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ دراز عمر بھی وہی اچھی ہوتی ہے کہ جس میں ہمارے اعضاء طاقتور، صحیح اور تندرست رہیں، ہم کسی دوسرے کے محتاج نہ ہوں بصورت دیگر درازی عمر ارذل العمر کی صورت میں وبال جان بن جاتی ہے کہ علاوہ ازیں دراز عمر بھی وہی ہمارے لیے فائدہ مند ہے جو نیکیوں سے مالا مال ہو۔

بہر حال اس جملہ معترضہ سے قطع نظر آیئے ہم دیکھیں کہ نبی کریم ﷺ نے عمر کی درازی کے لیے کیا ضابطہ بتایا ہے؟ کیوں نہ ہم بھی اسے اپنا کر اپنی تمام جائز خواہشات کی تکمیل کے لیے مہلت حاصل کر لیں۔

اللہ کے نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کی عمر میں درازی اور اس کے رزق میں فراخی ہو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے''۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

صلہ رحمی والدین اوران کے رشتہ داروں ہی سے حسن سلوک کا نام ہے۔ چنانچہ اگر عمر میں درازی کی خواہش ہے تو والد والدہ کی خدمت کیجیے۔ ماموں، خالہ، چچا اور پھوپھی کی خدمت میں کوئی دقیقہ نہ رہنے دیجیے۔ ان کی خوشیوں کو اپنی خوشیوں پر مقدم جانیے۔ نانا، نانی اور دادا، دادی سے ہر طرح حسن سلوک کیجیے، ان سے ملنے جایئے، ان کی خدمت کیجیے، ان کی ضرورت پوری کیجیے۔ رشتہ دار بیمار ہوں تو ان کی عیادت کیجیے، یہ بھی صلہ رحمی کا ایک پہلو ہے۔

ایک بار عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی بیماری میں ان کے رشتہ دار ان کی عیادت کے لیے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے صلہ رحمی کی۔ (ابن کثیر)

صدقہ دینا ہو تو حدیث کے مطابق غریب رشتہ داروں کو دے کر دگنا اجر کمایئے۔ (نسائی)

رشتہ داروں کو تحائف دیجیے۔

رسول اللہ ﷺ نے عمر فاروقؓ کو ایک ریشمی جوڑا دیا تو انہوں نے صلہ رحمی کرتے ہوئے اپنے مشرک ماں جائے بھائی کو مکہ معظمہ بھیج دیا۔ (بخاری)

اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے رقوم کی شکل میں بھی صدقہ کیجیے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ حضرت زینبؓ کے بارے میں فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والی سب سے زیادہ سچی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی کوئی نہیں دیکھی۔ (مسلم)

ان کو عمرؓ نے سالانہ وظیفہ کی رقم بارہ ہزار درہم بھیجی تو انہوں نے اپنے اعزہ میں تقسیم کر دی۔

غریب رشتہ داروں کی کفالت کیجیے، یہ بھی صلہ رحمی کا ایک پہلو ہے، ابوبکر صدیقؓ ایک رشتہ دار مسطح بن اثاثہ کی کفالت کرتے تھے۔

اللہ نے جائیداد دے رکھی ہے تو اپنے رشتہ داروں کو بھی دیجیے۔ ام المومنین حفصہؓ نے اپنی چچا کی بیٹی (زینب بنت زید بن خطاب) کو رہنے کے لیے عمر بھر کو ایک گھر دے دیا تھا۔ (بخاری، الادب المفرد)



اگر گھر نزدیک ہوں تو کھانا پکا کر بھیجیے۔ دور ہوں تو جاتے ہوئے کھانے کے لیے پھل وغیرہ کی شکل میں کچھ لے جایئے۔ شعب ابی طالب کی محصوری کے دور میں خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام انہیں کھانا بھیجا کرتے تھے۔ خدیجہؓ ان کی پھوپھی تھیں۔ اسلام لانے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: ''کیا مجھے جاہلی دور کی صلہ رحمی کا ثواب ملے گا؟'' تو آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ (مسند احمد)

اگر دینے کو کچھ نہیں تو ان سے اچھی بات کیجیے۔ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیجیے۔ ان پر احسان نہ جتایئے۔ ان کا دل نہ دکھایئے۔ اللہ تعالیٰ خود کہتے ہیں:

﴿قُولُوا قَوْلاً سَدِيدًا﴾ (الاحزاب)

نیز فرمایا: ﴿قُولُوا قَوْلاً كَرِيمًا﴾

رشتہ داروں کے متعلقین کے ساتھ بھی حسن سلوک کیجیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی صلہ رحمی کا ایک پہلو بتایا ہے۔

صلہ رحمی کرتے ہوئے مسلکی اختلاف یا نظریاتی اختلاف کو آڑے نہ آنے دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے نسبی رشتہ داروں سے فرمایا:

''اے بنی عبد مناف اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، اے بنو کعب بن لوی، اے بنی عبد مناف، بنو ہاشم اپنے آپ کو آگ سے چھڑا لو...... بے شک اللہ کے سامنے تمہارے لیے میرا کوئی اختیار نہیں۔ علاوہ اس کے کہ میرا تمہارا رحم کا تعلق ہے سو اسے میں تر رکھوں گا'' (یعنی صلہ رحمی کروں گا) (مسلم، بخاری)

رشتہ داروں پر خرچ کرتے ہوئے تنگدستی کا خوف دل میں نہ لایئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو پسند کرتا ہے کہ اس کا رزق کشادہ ہو اور موت میں تاخیر ہو وہ صلہ رحمی کرے''۔ (بخاری ومسلم)

اگر وہ آپ کی دل آزاری کریں تو ذہن میں ابوبکر صدیقؓ کا واقعہ لے آیئے۔ بھلا ان سے بڑھ کر بھی کسی کو دل آزاری کا موقع پیش آیا ہو گا۔ ان کے زیر کفالت رحمی رشتہ دار مسطح بن اثاثہ منافقین کے جھانسے میں آ کر واقعہ افک میں تہمت لگانے والوں میں شامل ہو گئے۔ بیٹیوں والوں کے لیے اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ اپنے زیر کفالت شخص کی زبان سے اپنی مطہرہ وصدیقہ بیٹی کے بارے میں اذیت ناک الزامات سن کر ابوبکر صدیقؓ کے دل میں کیا کیفیت ہوئی ہو گی۔ آخر باپ تھے گوارا نہ ہو سکا، کہ ایسے احسان فراموش کے ساتھ صلہ رحمی کا سلسلہ جاری رکھیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا:



''تم میں سے صاحب فضل و وسعت قسمیں نہ کھائیں کہ اللہ کی راہ میں رشتہ داروں، مسکینوں، اور مہاجروں کو کچھ نہ دیں گے، چاہیے کہ درگزر کریں اور معاف کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے''۔ (النور:22)

باقی صفحہ نمبر:62 پر

﴿الصّفّت میں نئے لکھنے والوں کے لیے "ن والقلم و ما یسطرون" کے عنوان سے ایک مستقل کالم شروع کیا گیا ہے۔ اس میں لکھنے کا ذوق رکھنے والی بہنوں کی تحاریر شامل کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی، نیز لکھنے لکھانے کے رموز و اوقاف سے آگہی بھی دی جائے گی۔ امید ہے یہ کالم مشق سخن جاری رکھنے اور تحریری پختگی کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

"ن و القلم و ما یسطرون" کے سلسلے میں ہمیں آپ کی تحاریر و آراء کا انتظار رہے گا۔﴾

جزاکم اللہ خیرا

﴿منجانب: مدیرہ الصافات﴾

0301.5939289

0323.7193306



نعت رسولِ مبین ﷺ

طَاهِرَ الْوَضَاءَةِ .... رنگ چمکتا ہوا

اَبْلَجَ الْوَجْهِ .... تابناک چہرہ

حَسَنَ الْخَلْقِ .... بناوٹ میں حسن کا نظارہ

لَمْ تَعِبْهُ ثَجلَةٌ .... نہ بڑھے پیٹ کا عیب لگا ہوا

وَلَمْ تَزْرِبْهِ صَعْلَةٌ .... نہ سر پہ بالوں کی کمی کا مسئلہ

وَسِيْمٌ قَسِيْمٌ .... کھلا کھلا خوبصورت چہرہ

فِیْ عَيْنَيْهِ دَعْجٌ .... آنکھیں سرگین

وَفِیْ اَشْفَارِهٖ وَطْفٌ .... لمبی پلکیں

وَفِیْ صَوْتِهٖ صَهْلٌ .... آواز رعب دار

وَفِیْ عُنُقِهٖ سَطْحٌ .... گردن صراحی دار

وَفِیْ لِحْيَتِهٖ كَثَاثَةٌ گھنی داڑھی میں بال ہلکے سے گولائی دار

اَزَجُّ .... ابرو باریک اور دراز

اَقْرَنُ .... گھنی بھوؤں والے

اِنْ صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ .... خاموش ہوں تو پُر وقار

وَاِنْ تَكَلَّمَ سَمَاهُ وَعَلَاهُ الْبَهَاءُ گفتگو فرمائیں تو بالا و کشش دار

اَجْمَلَ النَّاسِ وَاَبْهَاهُ مِنْ بَعِيْدٍ ...... دور سے دیکھیں تو سب سے بڑھ کر باکمال اور پُر جمال

وَاَحْسَنَهُ وَاَجْمَلَهُ مِنْ قَرِيْبٍ ...... قریب سے دیکھیں تو حسن و رعنائی کے آئینہ دار

حُلْوَ الْمَنْطِقِ ...... بولیں تو شیرینی اور مٹھاس کا احساس ہو

فَصْلًا لَا نَزْرَ وَلَا هَذْرَ ...... جملہ واضح اور دو ٹوک نہ اختصار نہ زیادہ بول چال

كَاَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نَظْمٍ يَتَحَدَّرْنَ ...... بولتے تو یوں لگتے جیسے لڑی سے گی ہے موتیوں کی برسنے برسات

رَبْعَةٌ لَا تَشْنَاهُ مِنْ طُوْلٍ قد درمیانہ نا کہ لمبا اتنا کہ لگے ناگوار

وَلَا تَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قِصَرٍ .... نا اسقدر چھوٹا کہ آنکھ کو لگے خراب حال

غُصْنٌ بَيْنَ غُصْنَيْنِ .... قد ایسا کہ وہ ہے دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ

فَهُوَ اَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ مَنْظَرًا .... جو دیکھنے میں دیتی ہے سب سے زیادہ تازہ بہار

وَاَحْسَنُهُمْ قَدْرًا ...... سب سے زیادہ متناسب اعضاء والا

لَهٗ رُفَقَاءُ يَحُفُّوْنَ بِهٖ ...... اس کے ساتھی اس کے گردیوں گھیرا ڈالتے ہیں جیسے تاروں میں گھرا چاند

اِنْ قَالَ سَمِعُوْا لِقَوْلِهٖ .... آپ بولیں تو وہ ہوتے ہیں گوش برآواز

مَحْفُوْدٌ ...... ہر کوئی خدمت کے لیے حاضر باش

مَحْشُوْدٌ ...... حاشیے کے اندر چادر پھول دار

لَا عَابِسٌ ...... پیشانی پہ شکن نہیں

وَلَا مُفَنَّدٌ ...... طبیعت ترش نہیں

﴿ماخوذ سیرت کے سچے موتی: حکیم عبدالروف سلفی﴾

میرا آقا

وہ رب رحمٰن، رحیم، کریم، ایسا جو بے انتہا رحمتوں کے پے در پے ہم انسانوں پر خزانے لٹانے والا ہے جو بلاتا ہے ہمیں کہ میری طرف لوٹ آؤ، جو گناہ گاروں کے لیے بخشش کے خزانے بخشنے والا ہے۔

حقیقی رب جس کے تصور سے ہی بے قرار و بے تاب سینے سے ایک زبردست ہوک اٹھتی ہے، رب جس کو بھول کر جس سے دور بھٹک کر آدمی سوائے جہنم کے اور کہیں نہیں پہنچ سکتا۔ رب رحمٰن جس کے بغیر سونے چاندی بھی سکونِ دل کو ڈسنے کے لیے منہ کھولتے ہیں۔

"رب" جس کا یقین سینے میں چھپائے ہوئے انسان کفن اوڑھ کر اور خود اپنے خون میں غسل کر کے بھی بے اختیار مسکرا دیتا ہے۔

اس رب پر سو جانیں فدا کرنے کو جی چاہتا ہے۔

وہ اول، وہ ہی آخر، اس کا رنگ رنگ لوگو!، دلوں کا اطمینان اسی کے ذکر، اسی کے نام کی مالا چننے میں ہے، جو ہمیں راہ غم سے نجات دیتا ہے، جو دنیا کی کھائی ہوئی ٹھوکروں میں پلنے والے انسانوں کو جب وہ لوٹ کر رب کی طرف آئیں تو میرا مالک اسے اپنی محبت بھری پناہوں میں چھپا لیتا ہے، خونِ دل سے اس رب کی میں تعریف لکھوں، اپنے بندوں کے رازوں پر پردے ڈال دیتا ہے۔ اپنے بندوں سے محبت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی محبوب کتاب میں اپنے محبوب نبی کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ

اے نبی! جب میرے بندے مجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو فرما دو میں قریب ہوں میں جواب دیتا ہوں جب کوئی سوال کرنے والا مجھ سے سوال کرتا ہے۔

اللہ بھلائی کا قصد کرنے والے کو بھلائی کی توفیق بھی دیتا ہے، بھلائی اس پر آسان بھی کر دیتا ہے اور اسے ثابت قدم بھی رکھتا ہے۔

ہم اللہ سے شکوے، شکایات کرنے لگ جاتے ہیں جو فیاضی میں سمندر سے وسیع الفطرت اور داد و عطا میں سورج کی روشنی سے زیادہ بیکراں ہے۔ جس کی بخشی ہوئی ہر نعمت سونے کے پہاڑوں میں تل کر بھاری رہتی ہے۔ لیکن ناشکرا انسان نہیں دیکھتا، نہیں سوچتا!

آئیں آپ کو دورِ صحابہؓ میں لے جاؤں آؤ دکھاؤں کہ میرے رب کے محبوب رب کی محبت میں جان سے کیسے گزرتے ہیں۔

اسلام کو سینے سے لگانے کے بعد تمہارے اوپر کیا

گزری؟ ایک بار حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے حضرت خباب بن ارتؓ سے سوال کیا۔ یہ وہ دور تھا جب مومنین اور مجاہدین اپنی شدید مظلومیت کی وادی پر خار طے کرکے ساحل مراد پر آ پہنچے تھے۔ آنسوؤں اور خون میں لتھڑی ہوئی لمبی کہانی حضرت خباب بن ارتؓ کے پاک ہونٹوں تک ابھر کر آتی ہے اور تمام الفاظ گنگ و بے ہوش ہو گئے۔ انہوں نے اس سوال کا جواب دینے کے لیے اپنا کرتہ ہٹایا اور اپنی کمر حضرت امیر المومنینؓ کے سامنے بے نقاب کردی کمر کیا تھی چھالوں اور آبلوں کے نشانات کا ایک فرش گل تھا۔ زخموں کے داغ ہی داغ تھے۔

اللہ کی قسم! یہ زندگی کا بہترین ساز وسامان تھا۔ یہ تو آخرت کا بہترین توشہ تھا۔ اللہ اکبر!

عقیدت اور درد کے مارے حضرت عمر فاروقؓ بے ساختہ پکار اٹھے: ''یہ تمہاری کمر ہے...... میں نے تو آج تک ایسی کوئی انسانی کمر نہیں دیکھی۔ حضرت خبابؓ کے لبوں پر ادائے شکر کا وہ تبسم کھل اٹھا جو صرف ایک مومن کے چہرے پر نظر آ سکتا ہے۔ اللہ جانے کتنی بار مجھے ایمان کو بچانے کے لیے جان کی بازی لگانی پڑی۔ شعلوں کے بستروں پر میری راتیں کٹی ہیں اور تپتی ہوئی زرہ پہنا کر مجھے ریگستانوں کے تندور میں گھسیٹا گیا ہے۔ یہ آگ بچ بچ میرے لہو اور میری چربی سے بجھتی تھی۔

زندگی کے ہر سانس کو درد و کرب کا جہنم بنا کر مجھ سے کہا جاتا تھا کہ میں اپنے اللہ کو چھوڑ دوں۔ لیکن حقیقی دوزخ کی لپٹ سے بچنے کے لیے میں نے دنیا کے ہر الاؤ کو ہنسی خوشی برداشت کیا۔ یہ اللہ کا وہ فضل وکرم تھا وہ جس پر چاہتا ہے اس کی بارش فرما دیتا ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ کی آنکھیں چھلک پڑیں خباب نے خوشی سے ہجرت کی، جہاد کیا، جہاد میں اپنی عمر کاٹی اور مصائب پر مصائب برداشت کیے۔

مبارک ہے وہ شخص جو زلزلہ محشر کو یاد رکھے، میزان عمل کے پاس کھڑے ہو کر زندگی کا وزن کرانے کی تیاریاں کرے اور اپنے مولائے حقیقی کو راضی کرلے۔

میرا مالک تمام وسعتوں پر غالب اور گنجائش والا اور علم والا ہے۔ جس کی کفایت سخاوت اور فضل وکرم نے تمام چیزوں کا احاطہ کررکھا ہے۔

میرے مالک ہم سے راضی ہو جا۔ پروردگار دو عالم بحیثیت مسلمان اپنے فضل وکرم کی بارش برسادے۔ اور سیدھا راستہ دکھادے۔

میرے مالک اپنے خون جگر کی یہ قیمت مجھے منظور نہیں جو تیرے بندوں کے ہاتھ سے ملے، میری مزدوری تو تیرے پاس ہے جو میں قیامت کے ہوش ربا دن تیرے دست خاص سے چاہتی ہوں۔ ﴿خدیجہ گوجرانوالہ﴾

پاکستانی بھائی سن! میں تیری ہمشیر ہوں
ہمت کی تصویر ہوں میں بنت کشمیر ہوں
مجبور ہوں میں دل گیر ہوں
میں بنت کشمیر ہوں

گھر اپنا جلتے دیکھا ہے باپ کو مرتے دیکھا ہے
ماں کی عزت تار ہوئی بھائی تڑپتے دیکھا ہے
بہن کی عصمت کا لاشہ، بچوں کو کٹتے دیکھا ہے
مجبور ہوں میں دل گیر ہوں
میں بنت کشمیر ہوں

غیروں کی غلامی تقدیر میری
کاٹے گا کوئی زنجیر میری
درد والم تفسیر میری
ظلمت میں چھپی تنویر میری
ہمت کی تصویر ہوں
میں بنت کشمیر ہوں

تیرا میرا کلمہ ایک، میں جس کی توقیر ہوں
پاکستانی بھائی سن میں تیری ہمشیر ہوں
آزادی کے خواب سہانے میں ان کی تعبیر ہوں
میں بنت کشمیر ہوں

﴿زرینہ شاہین مریدکے﴾

غموں کا علاج

آج دنیا میں ہر انسان ہی غم زدہ ہے۔ لیکن ہر ایک کا غم جدا ہے۔ اور یہ حقیقت بات ہے کہ سوائے چند لوگوں کے کم ہی ایسے لوگ ہیں جو غموں کے علاج کے لیے قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

آج ہم ان سنہری اصولوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم غموں سے نجات حاصل کرسکتے ہیں:

☆ **اصلاح عقیدہ:** یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہمارے بے شمار غموں، دکھوں اور پریشانیوں کی بنیادی وجہ عقیدہ کی خرابی ہے، کتنے ہی مسائل ہیں جو عقیدہ کی نعمت سے محرومی کی بنا پر ہمارے لیے مصیبت بنے ہوئے ہیں۔ عقیدہ توحید کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان فقط اللہ تعالیٰ کا غلام بن کر رہے، اسی سے ڈرے، اسی سے امیدیں وابستہ رکھے، اسی کے سامنے جھکے اور ہر وقت اپنا تعلق اپنے پروردگار سے قائم رکھے۔ یہ وہ مرکزی نقطہ ہے جو مسلمانوں کے اتحاد کا سبب تھا مگر افسوس کہ ہم غیروں کی سازشوں کو سمجھنے میں سنجیدہ نہیں۔

☆ **حصول تقوی کی کوشش:** وہ مسلمان جس کو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی دولت نصیب ہو وہ غموں اور پریشانیوں سے آسانی کے ساتھ چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتیں کھول دیتے''۔ (الاعراف)

''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل بنا دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا''۔

☆ **کثرت استغفار وتوبہ:** اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے عذاب پر حاوی ہے۔ انسان جب کسی مصیبت، پریشانی اور غم میں مبتلا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ استغفار اور توبہ کرے یعنی فوراً اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے پروردگار سے مغفرت طلب کرے اور اس کی طرف رجوع کرے، سچی توبہ کرتے ہوئے گناہوں کو چھوڑنے کا عہد کرے کیونکہ اکثر مصائب انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔

☆ **اللہ تعالیٰ کا ذکر:** دلوں کا اطمینان، پریشانیوں کے خاتمہ اور غموں کے علاج کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یاد رکھو! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے''۔ (الرعد)

☆ **نیک اعمال کا اہتمام:** اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے''۔ (النحل)

☆ **حقیقت دنیا کا ادراک:** مومن انسان اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ دنیا فنا کا گھر ہے، اس کی نعمتیں عارضی ہیں، اس کی لذتیں بے لذت ہونے والی ہیں، اس میں اگر کوئی ہنستا ہوا نظر آتا ہے تو اسے رونا بھی پڑتا ہے، کوئی کھیلتا کودتا دکھائی دیتا ہے تو ایک نہ ایک دن اسے ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اٹھانا پڑتا ہے گویا اس دار فانی کی نعمتیں آنے جانے والی چیز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے''۔ (صحیح مسلم)

اخروی زندگی کا فکر: ابن قیمؒ فرماتے ہیں: ''جس کو صبح وشام پروردگار سے لگاؤ رہے (باقی صفحہ نمبر: 62)



انہوں نے گھر میں ایک بڑی سی انگیٹھی لگا رکھی تھی بیک وقت اس پر وہ روٹی بھی پکا رہی تھیں اور سالن بھی پک رہا تھا۔ اور ساتھ میں کمرہ بھی گرم ہو رہا تھا۔ بے شک مہینہ جولائی کا تھا لیکن ٹھنڈ کافی زیادہ تھی۔ سوچتی ہوں کہ اب دسمبر میں وہ لوگ کس حال میں ہوں گے؟ چاچا طلحہ کی اہلیہ نے ہمارے لیے خصوصی طور پر دیسی مرغ کا سالن بنایا تھا جس کی لذت آج بھی منہ میں پانی لے آتی ہے۔ شاید اس میں خلوص کا تڑکا زیادہ تھا جو وہ ہمیں بھولتا ہی نہیں۔ یہاں اگر میں ان کے گھر کا ذکر نہ کروں تو بات تشنہ رہ جائے گی کیونکہ اس پورے ٹرپ کے دوران مجھے جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہاں لکڑی کے بنے گھر تھے۔ کشمیری لوگوں کے گھر بنانے کا ذوق بڑا اعلیٰ ہے۔ میری شادی گلیات میں ہوئی ہے۔ کہنے کو یہ بھی کشمیر کی طرح ایک پہاڑی اور ٹھنڈا علاقہ ہے لیکن یہاں لوگوں میں گھر بنانے کا ذوق کوئی خاص نہیں۔ بس سیدھے سیدھے دو کمرے ڈال کر آگے برآمدہ بنا دیتے ہیں اور تقریباً سبھی گھروں کی پچھلی دیوار پہاڑ کے ساتھ ہوتی ہے۔ زیادہ تر گھر سنگل سٹوری ہوتے ہیں۔

جبکہ کشمیر میں لکڑی سے ایک خوبصورت ڈیزائن کے ساتھ گھر بنائے جاتے ہیں جو بالعموم دو منزلہ ہوتے ہیں جبکہ ان کی چھت لکڑی کی ہو یا چادر کی وہ مثلث طرز کی ہوتی ہے' اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ برف چھت سے خود ہی نیچے گر جاتی ہے۔ ان گھروں میں لکڑی کا استعمال بہت زیادہ ہوتا ہے جس سے خوبصورتی تو بڑھ جاتی ہے اور دو منزلہ گھر ہونے کے باوجود اوپر والی منزل کا زیادہ وزن نہیں ہوتا کہ مکان گر جائے تاہم اس کا ایک واضح منفی پہلو یہ ہے کہ آگ لگنے کی صورت میں کچھ بھی نہیں بچتا۔ گھروں کی تعمیر میں جو لکڑی استعمال ہوتی ہے وہ بہت زیادہ آتش گیر ہوتی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج گن پاؤڈر چھڑک کر پورے پورے محلے لمحوں میں خاک کا ڈھیر بناتی رہتی ہے۔

اگلی صبح ہم نے گھر کے ساتھ بنے خوبصورت لان نما جگہ میں بیٹھ کر ناشتہ کیا۔ دریا کے کنارے کیا گیا یہ ناشتہ ہمیشہ یاد رہے گا۔ پھر ہم نے ابوسفیان کی گاڑی دھوئی۔ چاچا طلحہ کے گھر کے ساتھ ہی پانی کا جھرنا بہتا ہے ہم نے اس جھرنے کو تھوڑی دیر کے لیے سروس سٹیشن بنا کر گاڑی کو لش پش کر دیا لیکن گاڑی ناراض ہو گئی۔ اس نے سٹارٹ ہونے سے انکار کر دیا۔ چاچا طلحہ کچھ کشمیری نوجوانوں کو پکڑ لے آئے۔ تاکہ گاڑی کو دھکا لگا کر سٹارٹ کریں۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ پہلے گاڑی کو بلندی کی طرف لے کر جانا ضروری تھا کیوں کہ ہم تو بالکل دریا کے کنارے کھڑے تھے۔ بڑی مشکل سے گاڑی سٹارٹ ہوئی۔ اس دوران ابوسفیان کے دوست ملک عبداللہ اور ابوالقاسم بھائی بھی وہاں آ گئے۔ سب نے مل جل کر ہماری مدد کی اور ہم وہاں سے کیل کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسٹھ سے چند کلو میٹر دور ایک بڑا نالہ آتا ہے جس سے ہماری کورے گاڑی کے گزرنے کے امکانات معدوم تھے تاہم سب اللہ اکبر کا ورد کرتے گئے اور گاڑی الحمد للہ گزر گئی۔ واپسی پر شاید ورد میں کمی آ گئی تھی کہ اسی نالے میں ہماری گاڑی پھنس گئی اور پھر جیپ کے ساتھ باندھ کر نکالنا پڑی۔ جیپ والوں کا بھی شکریہ کہ انہوں نے بغیر کسی معاوضے کے گاڑی نکال دی ورنہ عام تصور یہی ہے کہ یہاں لوگ مفت کوئی کام نہیں کیا کرتے۔

کیل سے پہلے شاردہ کا چھوٹا سے قصبہ آتا ہے۔ اسے وادی نیلم بلکہ آزاد کشمیر کا خوبصورت ترین مقام سمجھا جاتا ہے۔ اس کا نام تو بہت سنا تھا اس دن پہلی بار دیکھنا نصیب ہوا۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے شاردہ کو ایک منفرد حسن سے نوازا ہے۔ سیاحوں کی ایک بڑی تعداد بھی وہاں آئی ہوئی تھی۔ ہم نے چند تصویریں بنائیں اور کیل کی طرف رخت سفر باندھا کہ ہماری اصل منزل کیل میں اللہ کے کچھ حقیقی بندوں کی زیارت و ملاقات تھی۔

ہم شاردہ سے تھوڑا آگے نکلے تو ہمیں آرمی کا ایک ٹرک ملا جس کا ترپال مکمل بھیگا ہوا تھا۔ ہم نے سوچا کہ یہ شاید کسی آبشار کے نیچے سے گزر کر آیا ہو کیونکہ ہم اس وقت دھوپ میں سفر کر رہے تھے۔ دور ہمیں گہرے کالے بادل نظر آ رہے تھے۔ ہم نے سوچا بھی نہ تھا کہ یہی کالے بادل ہم پر برس پڑیں گے۔ تھوڑی دیر میں جیسے ہم انہی بادلوں میں پہنچ گئے۔ چند منٹ بعد ہی ہمیں طوفانی بارش نے گھیر لیا۔ دن کے وقت رات کا سماں ہو گیا۔ گاڑی سے چند قدم آگے تک کچھ دیکھنا محال تھا۔ اس پر مستزاد کہ پکی سڑک ختم ہو چکی تھی اور اب ہم ایک کچی اور خراب سڑک پر سفر کر رہے تھے۔ ہماری کورے گاڑی کے لیے اس طرح کا راستہ کسی آزمائش سے کم نہ تھا مگر ابوسفیان اسے اس امید پر بھگاتے چلے جا رہے تھے کہ شاید کیل ابھی آ جائے لیکن ہماری شامت اعمال کہ ایک بس ہمارے آگے جا رہی تھی جو ہمیں راستہ دینے پر تیار نہیں تھی۔

ابوسفیان نے کہا کہ کسی طرح اس بس سے آگے نکلیں کہ اگر اس جگہ کوئی مسئلہ ہو گیا تو یہ بس والے ہماری مدد پر مجبور ہوں گے کیونکہ ہمیں کراس کیے بغیر پھر وہ آگے نہیں جا سکیں گے اور اگر بس کے پیچھے پیچھے چلتے ہماری گاڑی کو کوئی مسئلہ ہو گیا تو نہ موبائل اور نہ ہی کوئی اور ذریعہ دستیاب تھا کہ کسی کو مدد کے لیے بلایا جا سکتا۔ ایک جگہ ہمیں تھوڑی سی جگہ ملی تو ہم نے گاڑی بس سے

وہ ان سب باتوں سے بے نیاز اپنی ہی دھن میں مگن تھے۔ ملک میں مہنگائی اور گرانفروشی کا ان کی صحت پر کوئی اثر نہیں تھا کیونکہ وہ ایک بہت بڑے کاروبار میں شریک تھے جس میں گھاٹے کا سودا ہوتا ہی نہیں۔

گھروں کی تعمیر میں جو لکڑی استعمال ہوتی ہے وہ بہت زیادہ آتش گیر ہوتی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج گن پاؤڈر چھڑک کر پورے پورے محلے لمحوں میں خاک کا ڈھیر بناتی رہتی ہے۔

آگے نکال لی اور پھر کیل جا کر ہی دم لیا۔ یہ ہماری قسمت تھی کہ شاردہ سے ہمارے نکلنے کے تھوڑی دیر بعد ایک جگہ لینڈ سلائیڈنگ ہوگئی تھی۔ شاید یہ بس اور ہماری گاڑی ہی شاردہ سے کیل پہنچ پائی تھیں ورنہ ٹریفک دوسرے روز کھولی گئی تھی۔

جب ہم کیل پہنچے تو ہم نے سمجھا ہمارا سفر مکمل ہوگیا ہے کیونکہ ہم تو مظفر آباد سے کیل کے لیے ہی آئے تھے۔ ذرا تصور کیجئے کہ جب آپ تھکے ہارے اپنی منزل پر پہنچیں تو آپ کی شادمانی کیا ہوگی لیکن جب آپ کو یہ پتہ چلے کہ یہ تو آپ کی منزل نہیں نشان منزل' یا سنگ میل تھا تو اس شادمانی کا کیا حشر ہوگا یہ آپ خود ہی سوچ سکتے ہیں۔ کیل میں ایک پرائیویٹ سکول میں ہم نے پڑاؤ کرنا تھا مگر ہمیں بتایا گیا کہ ہم جن سچے مومنوں کی زیارت کو آئے ہیں وہ تو کیل سے ایک گھنٹے کی مسافت پر جمگر کے مقام پر تشریف فرما ہیں۔ بارش جاری تھی اور کیل سے آگے سڑک بھی بالکل کچی تھی۔ عبداللہ خود ہی ڈرائیو کر رہے تھے۔ ایک لمحے کے لیے انہوں نے سوچا اور پھر جیسے

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

کے مصداق گاڑی آگے بڑھا دی۔ عصر کا وقت ہونے والا تھا اور ہم کسی بھی مصیبت کا شکار ہو سکتے تھے مگر اللہ کے بندوں کی زیارت کے لیے دل مچل رہا تھا۔ یہ وہ زندہ دلی تھے جنہوں نے اللہ کی محبت میں خود کو فنا کر رکھا تھا۔ وہ اپنی آسائشوں سے بھرپور زندگی چھوڑ کر یہاں آئے تھے لیکن ایسا بھی نہیں کہ وہ یہاں گھنے جنگلات میں رہبانیت اور تجرد کی غرض سے آئے ہوں۔ بلکہ وہ اللہ سے اپنی محبت کا عملی ثبوت پیش کرنے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لیکر اللہ کی راہ میں قربان کرنے آئے تھے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ہم کیل سے آگے نکلے تو تھوڑی دیر بعد ہی اندازا ہوگیا کہ یہ سفر کتنا مشکل ہے۔ ہمارے پاس کورے گاڑی تھی جو شہروں کے لیے بنی ہے اور ہم اسے اس سڑک پر لے جا رہے تھے جو فور بائی فور کے لیے بنی تھی۔ تھوڑا آگے گئے تو ایک ڈبل کیبن گاڑی نے ہمارا راستہ روکا۔ ہم ڈر گئے کہ شاید یہ آرمی والے ہیں جو ہمیں آگے نہیں جانے دیں گے لیکن وہ سیاح تھے انہوں نے ہمیں کہا کہ آگے اس بارش میں اتنی چھوٹی گاڑی پر نہ جائیں۔ ان کی فور بائی فور گاڑی بڑی مشکل سے کیچڑ سے نکلی ہے تو یہ گاڑی کیسے جائے گی۔ ان کے جانے کے بعد عبداللہ نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ خود ڈرائیو کر رہے تھے اور ہم سب اونچی اونچی آواز میں اللہ اکبر کا ورد اور دعائیں کر رہے تھے۔ دو کشمیری بچے بھی پیدل ہماری گاڑی کے ساتھ دوڑ پڑے انہوں نے کیل سے جمگر جانا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ غریب بچے ہیں تو ہم سارے رستے ان میں ٹافیاں' کھجوریں اور دیگر چیزیں وقفے وقفے سے بانٹتے آئے وہ دونوں بھی جیسے گاڑی کا مقابلہ کرنے کا تہیہ کیے ہوئے تھے۔ جمگر تک ہمارے ساتھ گئے۔

وہاں جا کر ان کی غربت کا راز کھلا کہ یہ تو بھارتی فوج کی دہشت گردی کا شکار مہاجرین ہیں جن کو بھارت نے اپنا علاقہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہ لوگ پہلے مظفر آباد میں مہاجر کیمپوں میں رہے اور پھر حکومت نے انہیں جمگر میں زمین الاٹ کی جہاں انہوں نے اپنے گھر بنانے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ان لوگوں کی بڑی اچھی زمینیں تھیں جہاں وہ کاشتکاری کرتے تھے مگر بھارتی جارحیت نے انہیں دربدر کر کے رکھ دیا۔ یہ کسی ایک بستی کی داستان نہیں بلکہ لائن آف کنٹرول کے ساتھ ساتھ گاؤں کے گاؤں ہجرت پر مجبور ہو چکے ہیں۔

جمگر میں آکر آباد ہونے والے ستم رسیدہ لوگ اس دور میں بے گھر ہوئے جب لائن آف کنٹرول پر بظاہر پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ بندی چل رہی تھی۔ لیکن ان لوگوں کا گاؤں پاکستانی پوسٹوں سے آگے اور بھارتی پوسٹوں سے پہلے آتا تھا۔ بھارتی فوج نے جنگ بندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہاں حملے کیے اور کئی لوگ شہید کر دیے۔ جس پر یہ لوگ وہاں سے بے گھر ہونے پر مجبور ہوئے۔ اب سعودی حکومت نے ان کے لیے شیلٹر فراہم کیے تھے جس کے ساتھ گھر کا ایک بنیادی ڈھانچہ ہر کسی نے کھڑا کرنا تھا۔ اس لیے اس چھوٹی سی خانہ بدوش نوعیت کی بستی کے لوگ شیلٹر بنانے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ یہ جگہ دریائے نیلم کے ایک بڑے سے پل (موڑ) پر کچھ اس طرح واقع ہے کہ دریا اس کے تین اطراف بہتا ہے اور چوتھی طرف ایک بڑا نالہ ہے جس میں کافی وافر مقدار میں پانی آتا ہے۔ اس نالے کے پانی کی مقدار اور رفتار اتنی تیز ہے کہ گاڑی گزارنے کے لیے بھی پل بنایا گیا ہے۔ یہاں پر سرکاری بجلی کا نام ونشان نہیں لیکن لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت پن بجلی پیدا کر رکھی ہے۔ ہر گھر ماہانہ ڈیڑھ سو روپیہ ادا کرتا ہے جس سے اس بجلی گھر کا انتظام چلتا رہتا ہے۔

پاکستانی حکومت اگر لوگوں کو صرف انفراسٹرکچر (یعنی کھمبے اور تاریں) فراہم کر دے اور انہیں بڑے پیمانے پر بجلی خود پیدا کرنے کی اجازت دے دے تو ملک میں لوڈشیڈنگ کا نام ونشان ہی باقی نہ رہے لیکن اگر حکومت ایسا کر دے تو پھر مختلف قسم کے ٹیکسز اور ڈیوٹیز کی مد میں جو جگا ٹیکس لگایا جاتا ہے وہ کہاں سے ملے' آئی ایم ایف کیسے راضی ہو۔ لیکن یہ سب ہمارے سوچنے کی باتیں ہیں۔ وہ اللہ کے ولی جن کو ہم ملنے گئے اور جن کو دیکھتے ہی سفر کی ساری تھکاوٹیں دور ہوگئیں اور گویا ہم سکون کی وادی میں ڈوب گئے وہ ان سب باتوں سے بے نیاز اپنی ہی دھن میں مگن تھے۔ ملک میں مہنگائی اور گرانفروشی کا ان کی صحت پر کوئی اثر نہیں تھا کیونکہ وہ ایک بہت بڑے کاروبار میں شریک تھے جس میں گھاٹے کا سودا ہوتا ہی نہیں۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ اپنی جانوں کا سودا کیا ہوا تھا اور اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے کہ کب انہیں موقع ملے تو وہ اپنی نذر پوری کریں۔

جولائی میں جب پورا پاکستان تانبے کی طرح تپ رہا تھا جھگر میں جسم کو جما دینے والی سردی تھی۔ ٹھنڈے پانی کو تو ہاتھ لگانا مشکل تھا۔ جن اولیاء کو ہم ملنے گئے وہ پاکستان میں پائے جانے والے نام نہاد اولیاء جیسے نہیں تھے جو اپنے ناموں کے ساتھ لمبے لمبے القابات لکھ کر اپنے مریدوں سے خدمت کراتے ہیں بلکہ یہ عجیب اولیاء تھے کہ جو زیارت کے لیے آنے والوں کی خود خدمت کر رہے تھے۔ ہمارے لیے گرم پانی کا بندوبست' بہترین ضیافت کا اہتمام صاف ستھرے کمرے اور بستروں کا انتظام 'گرم گرم قہوہ غرض اس دور افتادہ جگہ پر وہ میزبانی کے لیے جو کر سکتے تھے انہوں نے کیا۔

ہم نے سوچا ہم تو ان اولیاء کی زیارت کر رہے ہیں کیوں نہ ان کی خدمت کی جائے۔ چنانچہ میں نے عبداللہ سے کہا کہ میں صبح ان اولیاء کرام کے لیے آلو والے پراٹھے بناؤں گی ان سے کہیں آلوؤں کا بندوبست کر دیں۔ انہوں نے آلوؤں کا نہ صرف بندوبست کر دیا بلکہ ابال بھی دیئے۔ صبح میں نے اپنی بیٹی مسفرہ کے ساتھ کچن کا چارج سنبھال لیا۔ عبداللہ بھی ہمارے ساتھ ہی تھے لیکن صرف مشورے دینے کے لیے ورنہ وہ عورتوں کے کاموں میں ''مداخلت'' مناسب نہیں سمجھتے۔ تندور پر ایک بہت بڑا توا جو میں نے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا رکھ کر جب کام شروع کیا تو سمجھ آ گئی کہ یہ کوئی آسان کام نہیں۔ آگ کا کنٹرول تندور کے نچلے حصے میں بنے ہوئے ایک سوراخ میں تھا جہاں ایک کپڑا ٹھونسا تھا۔ اگر کپڑے کو ہٹا دیں تو آگ تیز ہو جاتی اور اگر مکمل ٹھونس دیں تو بند ہو جاتی۔ آگ کا کنٹرول عبداللہ نے سنبھال رکھا تھا۔ اولیاء کرام فجر کی نماز پڑھ کر سو گئے اور ہم نے ان کے لیے ناشتہ تیار کرنا شروع کیا لیکن نو بجے جب وہ جاگے تب تک ہم آدھے پراٹھے بھی نہیں بنا پائے تھے۔ میرا خیال تھا کہ ہر بندہ ایک پراٹھا کھائے گا اور تقریباً بیس افراد تھے مگر پتہ چلا کہ یہ صوفی قسم کے اولیاء نہیں ہیں جو ڈائننگ پر آئے ہوں بلکہ یہ خوب کھاتے ہیں اور پھر اللہ کی راہ میں نکلتے ہیں۔ پچاس کے قریب پراٹھے بنانے تھے۔ میں نے بڑے شوق سے بنائے مگر ان اولیاء کرام نے اس سے زیادہ شوق سے کھائے کیونکہ بالعموم ان کے پاس اچھا گک نہیں ہوتا

جب دستر خوان لگا تو عبداللہ نے تینوں بیٹوں کو ساتھ ملا کر خدمت شروع کی تاکہ بچوں کی تربیت ہو کہ اللہ کے اولیاء کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ وہاں موجود اولیاء کی خدمت کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ کچھ مہمان بھی آ گئے۔ میں گھبرا گئی کہ ان کے لیے پراٹھے کہاں سے لاؤں گی مگر یہاں عجیب کرامتیں دیکھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز میں برکت ڈال دیتے ہیں۔ لوگ شعبدہ بازیوں کو کرامتیں سمجھ کر اپنا ایمان لٹاتے رہتے ہیں لیکن ان اولیاء کی کرامتوں پر غور نہیں کرتے۔ بہت ساری پابندیاں اور پراپیگنڈا آڑے آتا ہے ورنہ میں آپ کو تفصیل سے بتاؤں کہ ان اولیاء کی کیا کیا کرامتیں ہیں تو آپ حیران رہ جائیں۔ خیر یہ وقت بھی دور نہیں کہ الصافات کے صفحات پر بہت کھل کر لکھنے اور پڑھنے کا موقع ملے گا۔ ابھی تو بس گزارا کریں۔

کچھ عرصہ پہلے عبداللہ کو ایک لیکچر دینے پر کچھ رقم ملی تھی جس کو ہم نے اپنی ایک اہم ضرورت پوری کرنے کے لیے سنبھال رکھا تھا۔ ہم دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیوں نہ اس رقم سے اولیاء اللہ کی ضیافت کی جائے۔ چنانچہ ہم نے ایک بکرا خریدنے کے لیے حسب توفیق کچھ رقم وہاں کے منتظم کو دی اور انہوں نے ہماری طرف سے ضیافت کا اہتمام کیا۔ ہمارے گھر میں بڑے بڑے لوگوں نے کھانا کھایا ہوگا لیکن جو کھانا ان اولیاء کو کھلایا جاتا ہے اس کا اپنا ہی ایک لطف ہے۔

جھگر میں دو راتیں قیام کرنے کے بعد ہم واپس دوسخو آ گئے۔ وہاں ایک پہاڑی پر کچھ اللہ والوں کا ٹھکانہ تھا۔ ہم بڑی مشکل سے وہاں پہنچے۔ میری تو یہ حالت تھی کہ ایک قدم چلتی تھی اور پھر دس منٹ کے لیے آرام۔ بیس منٹ کا سفر ڈیڑھ گھنٹے میں طے کیا۔

تاہم اس وقت ساری تھکاوٹ دور ہو گئی جب وہاں موجود ایک ایسے اللہ کے ولی کا دیدار ہوا جنہوں نے قرآن پاک کی اس آیت '' فاضربوا فوق الاعناق'' پر عمل کیا تھا۔ تفصیل نہیں بتا سکتی۔ قرآن پاک سے ترجمہ دیکھ لیں اور آج کل بھارت کا رونا پیٹنا دیکھ لیں کچھ اسی قسم کا ہاتھ اس اللہ کے ولی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بھارت کے ساتھ کیا تھا۔ کہانی بڑی دلچسپ' سنسنی خیز اور ایمان افروز ہے۔ اب یہ آپ لوگوں پر ہے کہ مجھ سے ذاتی طور پر ملاقات کر کے سن لیں یا مجھے کسی تربیتی نشست میں گھسیٹ کر لے جائیں۔

آپا جی سے بڑی محبت ہے مگر انہوں نے میری جہاں شادی کرائی ہے وہاں فرصت نام کی کسی چیز کا دور دور تک نام و نشان نہیں ملتا۔ لہٰذا چاہنے کے باوجود تربیتی نشستوں میں آپ بہنوں سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ خیر جھگر میں بھی اولیاء کو کھانا پکا کر کھلایا اور دوسرے دن پراٹھے بنائے۔ یہاں بھی پچاس سے زائد پراٹھے بنانے تھے اور شاید میں سو بھی بناتی تو کچھ نہ بچتا۔ یہ نوجوان خوب کھاتے ہیں اور پھر اللہ کے دین کے لیے خوب محنت کرتے ہیں۔

اور ہاں ان اولیاء کرام میں سے شاید ہی کوئی ایک آدھ تیس سال سے زائد ہوا ہو۔ زیادہ تر اٹھارہ سے پچیس سال کے درمیان تھے۔ وہ عمر جسے لوگ کھیلنے کودنے کی عمر کہتے ہیں یہ نوجوان اس عمر میں امت کی ڈوبتی ناؤ کو کنارے لگانے نکلے تھے۔ اور وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ جیت چکے ہیں۔ مستقبل ان کا ہے۔ وہی سرخرو ہوگا جو ان کے ساتھ کھڑا ہوگا باقی سب باتیں ہیں چاہے لانگ مارچ ہوں یا شارٹ اپریل۔۔۔ سب دھوکہ ہے۔

اصل حقیقت وہ ہے جس کو ان لوگوں نے پا لیا اور مجھے اس بات پر اطمینان ہے کہ ان اولیاء کے ساتھ محبت اور تعلق کی بنا پر میری بھی بخشش ہو جائے گی۔ ان میں سے ہر کوئی ستر ستر رشتہ داروں کو جنت میں لے کر جائے گا۔ کوئی نہ کوئی میری انگلی پکڑ کر لے ہی جائے گا۔۔۔ اور ہاں میں نے تو اپنے بچے بھی اللہ کی راہ میں وقف کر رکھے ہیں۔ جو بیٹا مجھے سب سے پیارا ہے وہ دس سال کی عمر میں ہی شہادت کی باتیں کرتا ہے۔ شاید ماں کا کلیجہ مضبوط کر رہا ہے۔۔۔ دعا کریں اللہ میرے بچوں سے دین کا کام لے اور انہیں جب بھی موت دے تو مقبول شہادت کی موت دے۔ آمین۔

اپنی پیاری بہن عافیہ کے لیے

اپنی پیاری بہن عافیہ کے لیے
سب ہی آگے بڑھیں اپنے خنجر لیے
ان غلیظوں سے پاک لہو چھین لو
عالمی غنڈوں سے آبرو چھین لو
ان کو کہہ دو کہ مسلم ہیں زندہ ابھی
پھر سے کرنا نہ تم ایسی جرات کبھی
اپنی پیاری بہن عافیہ کے لیے
ہاتھ بہنو اٹھادو دعا کے لیے
یہ بتادے کہ غیرت تیری ہے کہاں
لٹتی بہنا کی عزت ہے صبح و مسی
آجاؤ ہوش میں تم یہ چھوڑو جنوں
بھائی ہوں جس بہن کے وہ تڑپے کیوں
اپنی پیاری بہن عافیہ کے لیے
سب ہی آگے بڑھیں اپنے خنجر لیے
سوچتی ہوں کہ یہ تو تھا بہادر بڑا
تیری غفلت نے مجھ کو دیا ہے رلا
خولہ بننا پڑے گا مجھے اب کیا؟
یا پھر آئے گی حرکت میں تیری سناں
اپنی پیاری بہن عافیہ کے لیے
ہاتھ سارے اٹھادو دعا کے لیے
توڑ دو اس کے ارمان وخوابوں کو تم
ٹکڑے ٹکڑے کرو اب امریکہ کے تم
پھر سے آگے بڑھو اور بڑھتے چلو
سانس پھر جاکے جنت کی منزل پہ لو
اپنی پیاری بہن عافیہ کے لیے
سب ہی آگے بڑھیں پختہ عزم لیے

(صفیہ رمضان الدعوۃ ماڈل سکول پکی روڈ لاہور)

☆☆☆

عورت تو بچ جاؤ......

ہم امتحانی ہال میں ابھی پہنچے ہی تھے کہ ایک لڑکی آئی، سلام کیا اور کانپتے ہوئے لہجے میں کہنے لگی: میں آپ سے کچھ پوچھوں محسوس تو نہ کریں گی؟ وہ خاصی کنفیوژ لگ رہی تھی۔ نہیں کوئی بات نہیں کیا پوچھنا چاہتی ہیں آپ؟ پوچھیں!!

دراصل ہماری فیملی میں سب کزنز ملتے وقت ہاتھ ملاتے ہیں، مجھے پردہ کرنا اچھا لگتا ہے اب جب میں نے اپنے کزنز سے تھوڑا الگ رہنا شروع کیا ہے تو سب میرا مذاق اڑاتے ہیں اور مجھے دادی اماں کہتے ہیں اب میں کیا کروں؟

پیپر شروع ہونے میں کچھ ہی وقت تھا میں نے اور میمونہ نے اسے مختصراً سمجھایا کہ مذاق تو ہمارے نبی ﷺ کا بھی اڑایا گیا تھا لیکن آپ ﷺ ثابت قدم رہے...... حق کی راہ میں آزمائش شرط ہے راہ حق کا اصول ہے کہ اس راہ میں پہلے کانٹوں کی چبھن برداشت کرنا پڑتی ہے پھر کہیں پھولوں جیسی ملائمت ولطافت کا دور آتا ہے اور غیر محرم سے مصافحہ...... اسلام میں اس کی قطعاً اجازت نہیں دی گئی۔

میں اسے دیکھ رہی تھی کہ وہ روز بروز تبدیل ہوتی جارہی ہے ابھی ماضی بعید میں وہ عبایا پہنتی تھی اگرچہ منہ نہیں ڈھانپتی تھی کالج میں آنے کے کچھ ہی عرصے بعد اس کا سکارف بھی غائب تھا اور دوپٹہ وہ تو اس طرح سیٹ کیا جاتا کہ پردہ والا کوئی بھی حصہ پوشیدہ نہ رہ جائے آدھا گردن...... سینہ...... ننگا اور بالکل واضح اور پھر میک اپ سے چہرے کو مزین کر کے فتنوں کے در کھولتی آتا......

میں اکثر سوچتی تھی کہ اس کے والد یا بھائی کو معلوم نہیں کہ وہ کیسے بن سنور کر کالج آتی ہے معلوم ہوا باپ کے ساتھ ہی آتی ہے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

غیرت نہ جانے کیوں گہری نیند سوگئی ہے؟ کیسا ہے وہ باپ جو ایسی بنی سنوری بیٹی کو بغیر پردہ کے بازار وکالج لاتا اور لے جاتا ہے اگر بے مہار آزادی اور ناقص تربیت کی وجہ سے بیٹی اخلاق سوز حرکات کا ارتکاب کرے تو یہی باپ کہتا ہے بیٹی نے سر اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔ بیٹی کی وجہ سے سر شرم سے جھک گیا، ناک کٹ گئی، شرم آتو گئی باپ اور بھائیوں کو مگر اب بے شرمی کا مقام ہے۔

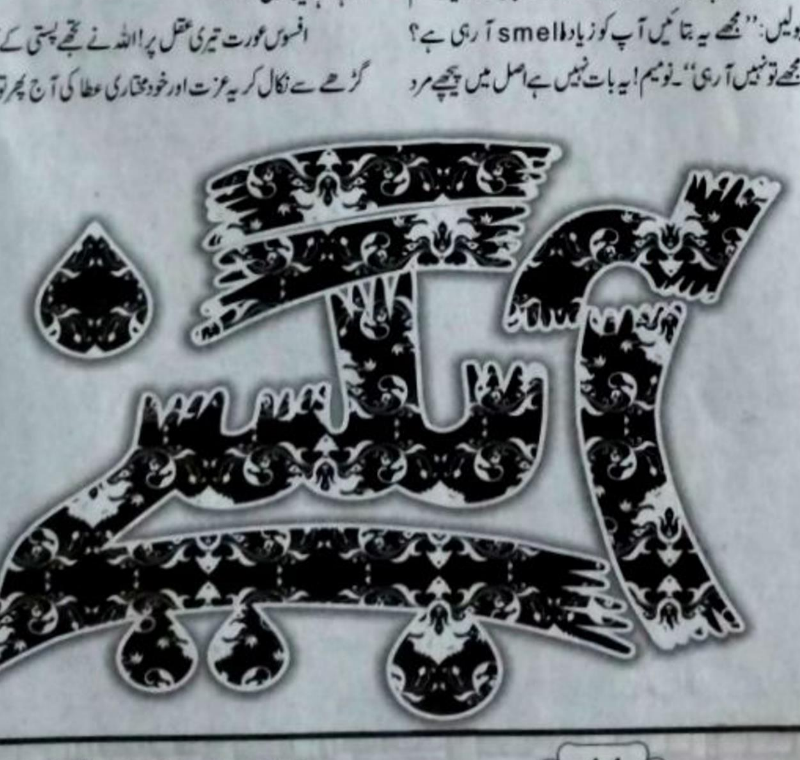
کیمسٹری کا پریکٹیکل ہو رہا تھا کیمیکلز کی بو کبھی کبھار آجاتی تو لڑکیاں ناک ڈھانپ لیتیں کافی دیر تک جب ہمارے گروپ کی چند لڑکیوں نے منہ سے کپڑا نہ ہٹایا تو میم بولیں: "مجھے یہ بتائیں آپ کو زیادہ smell آرہی ہے؟ مجھے تو نہیں آرہی"۔ تو میم! یہ بات نہیں ہے اصل میں پیچھے مرد ہیں اور سامنے بھی اس لیے پردہ کیا ہے۔ میمونہ بولی

جواب میں ٹیچر نے یوں سر جھٹکا اور منہ دوسری طرف پھیرا جیسے یہ بالکل بیکار ہو نفرت چہرے سے عیاں تھی۔ گروپ سے بھی دبی دبی ہنسی کی آواز آنے لگی۔ ایک مسلمان عورت کو کم از کم اتنا تو معلوم ہونا چاہیے کہ مردوں کی موجودگی میں منہ کیوں ڈھانپا جاتا ہے؟

قارئین! اس موضوع پر واقعات تو اتنے ہیں کہ لکھنے لگوں تو ختم نہ ہوں یہی دلخراش واقعات ہیں جن کو دیکھ کر میں بلبلا اٹھی اور قلم کو جنبش دی، آج کل یہ قباحت بطور فیشن بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے کہ غیر محرم سے ملتے وقت مصافحہ کرنا...... اسلام میں تو ارادتاً غیر محرم کی طرف دیکھنے کی ممانعت ہے اور ہم ہیں کہ مصافحہ سے معانقے تک بڑھنا چاہتے ہیں۔ آج لڑکیاں منہ تو ڈھانپتی نہیں ساتھ ہی ساتھ آستین بھی چڑھالیتی ہیں اور پھر بازار میں کھلکھلا کر ہنستی جاتی ہیں باتیں کم ہوتی ہیں اور ننگے ہاتھوں اور بازوؤں کو نچایا زیادہ جاتا ہے۔ اپنے رویے پر کسی قسم کا افسوس نہیں بلکہ یہ سب تو روشن خیالی کی علامت ہے!

روشن خیالی کی پٹری پہ اتنا آگے چلی جاتی ہیں کہ عزت سمیت سب کچھ گنوالیتی ہیں الا ماشاءاللہ۔ کسی کو اپنی غلطی کا احساس ہو ورنہ روشن خیالی کا نشہ تو جسے ایک دفعہ چڑھ جائے اترنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ آج کی عورت چاہتی ہے کہ مختصر ترین کپڑا پہنے جبکہ مرد پاؤں کے ناخن سے سر کے بال تک چھپنا چاہتا ہے عورت مردوں کی مشابہت میں اتنا آگے جاچکی ہے کہ معلوم ہی نہیں ہوتا بندہ آرہا ہے یا بندی......

افسوس عورت تیری عقل پر اللہ نے تجھے پستی کے جس گڑھے سے نکال کر یہ عزت اور خود مختاری عطا کی آج پھر تو اسی



گڑھے میں گرنے جارہی ہے نہ جانے کیوں تو نے اپنے پیارے اللہ سے منہ موڑ لیا ہے اور شیطان کے پیچھے چل پڑی ہے حالانکہ اللہ نے تو روزِ اول سے ہی تجھے اس کے بارے میں خبردار کرتے ہوئے کہا تھا کہ شیطان تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اور شیطانیت کا گڑھ مغرب...... اس کی تقلید کو گویا تو نے خود پر فرض کر لیا ہے حالانکہ روز ڈوبتا ہوا سورج تجھے پیغام دے جاتا ہے کہ مغرب کی طرف جاؤ گے تو ڈوب جاؤ گے لیکن شاید تو نے ٹھان لی ہے ڈوبنے کی۔ یاد رکھنا میری مسلمان بہن! مغرب میں اسلام اللہ کے فضل وکرم سے پھیل رہا ہے عورتوں کی قبولیت اسلام کی شرح مردوں کی نسبت زیادہ ہے اور اس کی بڑی اور واضح وجہ پردہ ہے...... دوپٹہ ہے...... برقعہ ہے جسے ایک بوجھ سمجھ کر تو نے اتار پھینکا۔ اب منظر یہ ہے کہ تیرا برقعہ، دوپٹہ اور پردہ مغرب کی غیر مسلم عورت قبول کر رہی ہے اور تو نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ گند، فحاشی، ننگا پن برضا ورغبت قبول کر رہی ہے۔ اے مسلم خاتون! تو کفار کی مشابہت میں مری جارہی ہے جبکہ بارہا تیرے کانوں نے سنا کہ "جو جس قوم کی مشابہت کرے گا اسی میں شمار کیا جائے گا"۔ تو یہ سب صرف اسی نظریے کے تحت کر رہی ہے ناں کہ اللہ بہت غفور ورحیم ہے لیکن یہ بھی یاد رکھو اللہ کا ایک نام جبار بھی ہے۔

ذرا اپنے ذہن میں تصور کر قیامت کے دن کا کہ تجھے یہود وہنود کے ساتھ اٹھایا جارہا ہے بدکار اداکاروں کے ساتھ تو کھڑی ہے اور نبی ﷺ کی شفاعت کی کوئی امید نہیں۔ تو تیرا کیا حال ہوگا......؟ ابھی سے فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

پردے کی جو آیتیں اور احادیث کثرت کے ساتھ نازل ہوئی ہیں کیا وہ اب منسوخ ہوگئی ہیں؟؟؟ نہیں بلکہ ہم بے ایمان ہو چکی ہیں...... ہمارے اندر سے حب اللہ اور حب رسول ﷺ کا جذبہ ختم ہو چکا ہے۔

آج لڑکیاں جو سر کی بالکل چوٹی پہ پونی باندھتی ہیں یا جوڑا بناتی ہیں اور پیشانی کے عین اوپر بالوں کا ابھار بنا کر اس کو چٹکی یا پن سے باندھتی ہیں وہ دیکھنے میں اونٹ کی کوہان کی مانند معلوم ہوتے ہیں جس سے پیارے پیغمبر ﷺ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسی عورتیں جہنم میں جائیں گی۔

عورتو! بچ جاؤ جہنم کی آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اسلام زیب وزینت سے منع نہیں کرتا لیکن پردے میں عام عورتوں اور اپنے خاوندوں کے سامنے اور باقی سب غیر محرم رشتوں سے پردے کا حکم ہے۔ عورت کی عزت وکامرانی اسی میں ہے۔ مجھے امیر حمزہ صاحب کا لکھا ہوا ایک فقرہ یاد آرہا ہے لکھتے ہیں: "آج کل مردوں کے لیے داڑھی رکھنا اور عورتوں کے لیے پردہ کرنا دین کے باقی احکامات پر عمل کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ اور یہ بات سو فیصد درست ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(بریرہ شاہین محمود، میرپور)

باورچی خانے کی مصروفیت

(Business in Kitchen)

اسلام نے مسلمان عورت کو گھر کا سردار بنایا ہے۔ امور خانہ داری صحابیاتؓ اور امہات المومنینؓ میں بھی تھی۔

جدید سائنس اس ضمن میں کیا کہتی ہے ملاحظہ فرمائیں:

"باورچی خانے کی مصروفیت خواتین کو بے شمار دماغی اور جسمانی امراض سے بچالیتی ہے۔ اس امر کا انکشاف کھانوں کے عالمگیر مقابلے میں اول انعام حاصل کرنے والی خاتون ڈاکٹر اوشا نے کیا۔ ڈاکٹر اوشا کے مطابق باورچی خانے کے کام عورت کو اس قدر مصروف رکھتے ہیں جس سے وہ منفی سوچوں اور کاہلی سے بچ جاتی ہے۔ نیز باورچی خانے میں کھانوں کی تیاری کے مراحل کے دوران عورت اپنی پوری حسیات کو استعمال کرتی ہے۔ جس سے اس کے جمالیاتی ذوق کو تسکین بھی ملتی ہے اور اس میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

حضرت فاطمہؓ خود ہی چکی چلاتی تھیں، خود ہی پانی بھر کر لاتی تھیں، خود ہی جھاڑو دیتی تھیں۔ ایسی خواتین بے شمار امراض سے بچی رہتی تھیں۔ ڈاکٹر ایڈورڈ براؤن کا کہنا ہے کہ چکی، چرخا، کنویں کی چرخی، گھر کا جھاڑو دیگر گھریلو کام عورتوں کو سینے کے کینسر سے بچاتے ہیں۔ خون گاڑھا نہیں ہوتا۔ پیٹ نہیں بڑھتا، ٹشوز چست رہتے ہیں۔

لیکن مشینی زندگی نے ہماری خواتین کو ان نعمتوں سے ہٹا کر بیماریوں کے منہ میں ڈال دیا ہے۔ (بحوالہ دی عریبین میڈیسن)

افسوسناک بات یہ ہے کہ آج بچے کا کھانا پینا ماں کے ہاتھوں سے نکل کر مشینوں اور دوسرے خادموں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ حالانکہ ڈاکٹر ایتھر آسٹرالوجیسٹ کی تحقیق کے مطابق:

ناشتہ پکاتے ہوئے ماں کی محبت کی لہریں منتقل ہوتی ہیں جس ماں نے بازار کے ناشتے سے بچے کی پرورش کی ہو یا بچے صبح اٹھ کر بازار سے ناشتہ کر کے چلے جائیں اس بچے میں ماں باپ کا ادب واحترام کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے۔

(انتخاب: خولہ آثم لاہور)

امورِ خانہ داری

ٹوٹکے

☆اگر پیشاب کا داغ پرانا ہو تو سفید سرکے کو پانی میں ملا کر متاثرہ حصے پر لگائیں۔

☆اگر کپڑے پر ہلدی کا داغ پڑ جائے تو متاثرہ حصے کو لیموں کے رس سے تر کریں اور کچھ دیر بعد صابن سے دھولیں، داغ غائب ہو جائے گا۔

☆اگر استری کے جلنے کا نشان کپڑے پر پڑ جائے تو متاثرہ حصے پر ٹشو پیپر رکھ کر اس پر دو تین قطرے ہائیڈروجن آکسائیڈ ٹپکائیں اب گیلی حالت ہی میں اس کاغذ کے اوپر استری پھیر دیں داغ دور ہو جائے گا۔

☆اگر کسی پر کاجل کا داغ پڑ جائے تو متاثرہ حصے کو نیم گرم پانی میں بھگو دیں پھر تقریباً ایک پاؤ پانی میں دو چمچ نمک ملا کر اس سے دھولیں داغ مٹ جائے گا۔

☆اگر کپڑے پیلے پیلے سے ہوں تو انہیں دھوتے وقت پانی میں لیموں نچوڑ لیں اس سے کپڑے سفید اور چمکدار ہو جائیں گے۔

☆سفید اونی سویٹر جب بھی سکھائیں اسے دھوپ کی بجائے سائے میں سکھائیں اس سے اس کا رنگ نہیں اڑے گا۔

سویوں کے لڈو

سویاں	250 گرام
کھویا	150 گرام
بادام پستے	50 گرام
شکر (پسی ہوئی)	50 گرام
الائچی (پسی ہوئی)	5 عدد
گھی	تین کھانے کے چمچ

ترکیب: شکر میں بادام، پستے، الائچی پاؤڈر اور کھویا ملا دیں۔ سویاں باریک توڑ لیں۔ گھی گرم کر کے سویاں ڈال کر تھوڑی دیر فرائی کر لیں۔ چولہے سے اتار کر کھوئے کا مکسچر ملا دیں۔ چھوٹے چھوٹے لڈو بنا لیں۔ اور مزے سے کھائیں۔

شیر خورمہ

دودھ	ایک لیٹر
سویاں (ٹوٹی ہوئیں)	ایک مٹھی
چھوہارے (ٹکڑے کر لیں)	حسب ضرورت
بادام، پستے (کٹے ہوئے)	حسب ذائقہ
شکر	سات کھانے کے چمچ
گھی	تین کھانے کے چمچ

ترکیب: گھی گرم کر کے سویاں فرائی کر لیں۔ ساتھ ہی بادام، پستہ، چھوہارے اور شکر بھی ڈال دیں۔ دودھ ڈال کر اتنا بوائل کریں کہ سویاں نرم ہو جائیں۔ ٹھنڈا ہونے پر پیش کریں۔

پاکستانی کبڈی ٹیم کی کپتان سعیدہ فریدہ سے فرضی انٹرویو......اخبارات وجرائد کی روشنی میں



سعیدہ فریدہ صاحبہ! آپ 16 نوجوان لڑکیوں کی ٹیم لے کر ورلڈ کبڈی ٹورنامنٹ میں پاکستان کی نمائندگی کے لیے گئیں۔ آپ کو ٹیم کی کپتان بنایا گیا۔ کبڈی کو لوگ مردانہ کھیل سمجھتے تھے کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں کہ یہ کھیل عورتیں بھی کھیل سکتی ہیں۔

لوگوں سے آپ کا کیا مطلب؟ کیا وہ لوگ جو عورتوں کو غلام بنا کر رکھنا چاہتے ہیں چند مولوی۔ آپ ان کی بات کر رہے ہیں جو عورتوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح بچے پیدا کرنے والی مشین سمجھتے ہیں؟

نہیں ہرگز نہیں میں نے ان لوگوں کی بات نہیں کی بلکہ بہت ترقی پسند حلقوں کا شدید ردِّعمل سامنے آیا ہے۔

وہ کون سے حلقے ہیں؟ بتانا پسند کریں گے؟

جی ہاں ضرور بتائیں گے۔ پہلے ذاتی تعارف ہو جائے۔

اپنا خاندانی پس منظر بتلایئے؟

میری عمر 24 سال ہے مجھے بچپن سے ہی مردانہ کھیلوں سے بہت دلچسپی تھی لیکن میرا تعلق تنگ نظر مذہبی خاندان سے تھا اور مجھے اجازت نہیں ملتی تھی لیکن میں اپنے طور پر کبڈی میں حصہ لیتی رہی۔ یہاں تک کہ ہماری کوچ عائشہ قادری نے بتایا کہ میری سلیکشن ہوگئی ہے۔

کبڈی کی ٹیم میں کتنی لڑکیاں ہیں؟

دراصل کبڈی کی باقاعدہ ٹیم تو ابھی نہیں بنی لیکن جو لڑکیاں اتھلیٹس، مارشل آرٹس اور ویٹ لفٹنگ کے مقابلوں میں شامل رہیں ان کو ہی اس ٹورنامنٹ میں سلیکٹ کیا گیا۔

کیا لڑکیاں اتھلیٹس کے علاوہ ویٹ لفٹر اور مارشل آرٹس بھی کرتی ہیں؟

بھئی آپ کو کیا مسئلہ ہے آپ لڑکیوں کو کیا سمجھتی ہیں لڑکیاں سب کچھ کرسکتی ہیں لڑکیاں آج کل جہاز اڑا رہی ہیں۔

بے شک جہاز اڑا رہی ہیں لیکن یہ کام تو پردے میں بھی ہو سکتا ہے اور پردے میں عورت جنگ کے میدان میں بھی جاسکتی ہے۔

آپ اپنے مطلب کی بات کریں اور بار بار تبلیغ نہ کریں پلیز۔

جی معذرت کے ساتھ۔ تو کیا آپ کے گھر والوں نے آپ کو کبڈی میچ کے لیے جانے کی اجازت دے دی؟

میں نے آپ کو بتایا ناں کہ ہمارا گھرانہ بھی ایک تنگ نظر گھرانہ ہے جس میں عورتوں کی آزادی کو پسند نہیں کیا جاتا لیکن جب میری سلیکشن ہو گئی تو میں نے اپنی امی کو بتا دیا کہ میرا ورلڈکپ کبڈی ٹورنامنٹ کے لیے انتخاب کرلیا گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ تمہیں ہرگز جانے کی اجازت نہیں ملے گی لیکن میں اسی دن گھر چھوڑ کر تربیتی کیمپ میں چلی گئی اور گھر والوں کو بتا دیا کہ میں ہر قیمت پر جاؤں گی۔

آخر کار انہوں نے مجبور ہوکر مجھے اجازت دے دی۔ ہماری تربیتی کلاس کی ابتداء آیات کلام پاک اور دعاؤں سے کی گئی کھلاڑی لڑکیوں نے سبز، پیلے اور نیلے رنگوں کے ٹریک سوٹ پہن رکھے تھے۔

کلام پاک کا ایسی جگہ کیا کام یہ کتاب تو عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیتی ہے۔

کیوں قرآن پاک کسی کی ذاتی ملکیت ہے

جو آپ ایسی بات کر رہی ہیں ...... رہی بات پردے کی تو یہ دل کا ہونا چاہیے باقی سب فرسودہ باتیں ہیں۔

اس ٹورنامنٹ کا نتیجہ کیا رہا؟

دراصل یہ پاکستان کی تاریخ میں خواتین کا پہلا موقع تھا اس کے باوجود نتائج اچھے رہے ہماری ٹیم سیمی فائنل تک پہنچ گئی لیکن فائنل میں ہندو پہلوانن سے ہار گئی۔

اور آپ کی اس ہار کا کسی کو افسوس نہیں ہوا بلکہ لوگوں نے خوشی منائی تاکہ آئندہ اس کام کی حوصلہ شکنی ہو سکے۔

آپ یہ کیسے کہہ سکتی ہیں؟ پاکستانی میڈیا کے اسنکر پرسن جنید سلیم صاحب جو روزنامہ انصاف کے ایڈیٹر بھی ہیں وہ ''حسب حال'' پروگرام میں ایک خبر پر تبصرہ کر رہے تھے خبر یہ تھی کہ کچھ عورتیں مردوں کی طرح لڑتی ہوئی دیکھی گئیں جس پر انہوں نے رواں تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان عورتوں کا ڈی این اے ٹیسٹ کیا جائے۔

اس پر ان سے سوال ہوا کہ آپ ایسی بات کیوں کر رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا ''صاف ظاہر ہے کہ جب عالمی میڈیا پر ایسے نظارے دیکھے جائیں گے تو پھر ایسی عورتوں پر صنف نازک ہونے کا یقین نہیں کیا جا سکتا''۔

صنفی تعصب کی حد ہے کہ پڑھے لکھے لوگوں کی سوچ بھی اتنی دقیانوسی ہوتی ہے۔

سعیدہ فریدہ صاحبہ! یہ تو پاکستانی میڈیا کی بات ہے جو کہ امن کی آشا اور بھارت موسٹ فیورٹ کی تحریک چلانے میں محبت کے گیت الاپ رہا ہے۔

لیکن ایک اور حیران کن بات شاید آپ کو سن کر بہت دکھ پہنچے؟ اجازت ہو تو عرض کر دوں؟

(جی کہہ دیجیے۔نظریں جھکا کر)

یہ کسی مولوی کی نہیں بلکہ معاشرے کے سب سے ترقی پسند اور ایسے حلقے کا فرد ہے جسے مہذب اور شریف معاشرے میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔

کون ہے وہ کیا تکلیف ہے اسے؟

بھارت کی فلمی اداکارہ پوجا بھٹ کے والد فلم ڈائریکٹر مہیش بھٹ جو ہندو ہیں انہوں نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ سینما میں آ کر فلم بہت کم لوگ دیکھتے ہیں لیکن میڈیا گھر بیٹھے سب کو ہر چیز دکھا رہا ہے۔ لہٰذا پاک بھارت ویمن کبڈی میچ کے ذریعے جو گندگی پھیلائی جا رہی ہے اس پر پابندی لگائی جائے۔

مجھے تو رونا آ رہا ہے فلموں کا ڈائریکٹر ہو کر یہ شخص انتہا پسند مولویوں جیسی باتیں کر رہا ہے۔ خدا جانے لوگ عورت کی آزادی سے کیوں جلتے ہیں۔ عورت کی شہرت کو کیوں برداشت نہیں کرتے۔ ہندو ہوں یا مسلمان عورت کے معاملے میں سب شدت پسند ہیں کوئی عورت کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ اوہ مائی گاڈ عورتیں کہاں جائیں؟

آپ یہاں سے نکل جاؤ میں زور زور سے رونا چاہتی ہوں۔ میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔ مجھے مردوں سے نفرت ہے۔ نفرت ہے۔ Get out

میں ضرور یہاں سے نکل جاؤں گی ......

لیکن ایک بات میری بھی ضرور ذہن نشین کر لینا کہ اگر آپ اپنے خالق اور پیارے پیغمبر ﷺ کے حکم اور قرون اولیٰ کی خواتین کے اسوہ پر چلتے ہوئے اور اپنے خاندان کا کہا مان کر ان کے قدم سے قدم ملا کر چلتی رہتیں ...... تو ایسی ٹینشن، ایسی بے عزتی، ایسا رونا کبھی نہ رونا پڑتا ...... ذرا آزما کے دیکھ لیں...... ابھی بھی وقت ہے......

تعزیت نامہ

جماعۃ الدعوۃ مظفر آباد کے امیر ذکی الرحمٰن لکھوی صاحب کی خوشدامن، ام ثنی صاحبہ مسئولہ شعبہ خواتین مظفر آباد کی والدہ محترمہ دماغ کی شریان پھٹ جانے سے اچانک وفات پا گئیں۔ آپ شہید کی والدہ ہونے کا اعزاز بھی رکھتی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تہجد گزار، شب بیدار تھیں۔ ان کی بیٹیوں، میمونہ، ہاجرہ نے اپنے تاثرات کا اظہار گلوگیر لہجے میں کرتے ہوئے بتایا کہ ان کی والدہ محترمہ نے انتہائی نامساعد حالات میں زندگی گزاری اور تنگدستیوں اور مالی پریشانیوں کے باوجود صبر و استقامت کا کمال مظاہرہ کیا اور تینوں بیٹیوں کو دینی، دنیاوی تعلیم سے آراستہ کر کے مجاہدین کی زوجیت میں دے دیا۔

وہ ذکی صاحب کا بڑے داماد ہونے کے ناتے سے بے حد احترام کرتی تھیں اور اپنے معاملات میں ان کے مشوروں اور رائے کو صائب گردانتی تھیں۔ انہوں نے اپنے بیٹوں کو حفظ القرآن اور قرآن و حدیث کی تعلیم سے آراستہ کرنے کے مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں کسی قسم کے کاروبار یا نوکری چاکری کی طرف جانے کی اجازت نہیں دی جبکہ ان کا پورا خاندان پیشے کے اعتبار سے تجارت اور آڑھت میں معروف مقام رکھتا ہے۔ ان کے چار بیٹے ماشاء اللہ دینی تعلیم مکمل کر چکے ہیں۔ جبکہ چار بیٹے جامعات اسلامیہ میں زیر تعلیم ہیں۔ مرحومہ سے کئی بار ملاقات ہوئی مجاہدین سے والہانہ محبت رکھنے والی تھیں اور حسب استطاعت تعاون کرنے کا شوق رکھتیں۔ طب و حکمت سے بھی شغف رکھتی تھیں اور خواتین کا فی سبیل اللہ نسوانی مسائل کا علاج بھی کرتی تھیں۔ ان کی ناگہانی رحلت پسماندگان کے لیے شدید صدمے کا باعث بنی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی خطاؤں سے درگزر فرما کر ان کی حسنات کو قبول فرمائیں۔ اور ان کو جنت الفردوس کے اعلیٰ علیین میں ٹھکانہ عطا فرمائے۔ اور ان کے اہل خاندان کو صبر جمیل سے نوازیں۔ قارئین و قاریات سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

ادارہ الصّفّت کی تمام کارکنان بمع مدیرہ مرحومہ کے اہل خاندان کے غم میں برابر کی شریک ہیں اور ان کی بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔ مدیرہ الصّفّت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا حال ہے پیارے بچو......؟؟؟

بچو! اس ماہ ہم آپ کو ایسی بچی کی آپ بیتی پڑھنے کو پیش کر رہے ہیں جن کے والد مشہور سرفروش کمانڈر غلام رسول ڈار کشمیری شہیدؒ ہیں۔ اور یہ طالبہ غزالی کالج اسلام آباد کی ہونہار طالبہ عابدہ غلام رسول ڈار ہے۔ یہ آپ بیتی ماہنامہ خواتین میگزین لاہور میں شائع ہوا تھا۔ یہ تو صرف ایک خاندان کی آپ بیتی ہے اسی طرح نجانے کتنے خاندان ہیں جو آزادی اور اسلام کی خاطر تن من دھن کی قربانی پیش کر رہے ہیں۔ آؤ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں آزادی جیسی نعمت عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی خوشیاں نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

ام حسن

☆☆☆

اپنے ابو کے قاتلوں سے انتقام لوں گی

میں ایک کشمیری لڑکی ہوں۔ میرا گھرانہ بہت ہی خوشحال تھا لیکن جب سے میرے پیارے ابو جی نے آغاز جہاد کیا اور دین اسلام کا پیغام پھیلانا شروع کیا، تب سے بھارتی درندے نہ صرف میرے ابو جی کے بلکہ میرے پورے خاندان کے جانی دشمن بن گئے۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے، کبھی بھی ابو جی کو گھر میں نہیں پایا، میں اکثر اپنی امی جان سے پوچھتی کہ امی ہمارے ابو جان کہاں ہیں تو میری امی ہمیشہ یہ بات ٹال دیتی تھیں۔ میری بہت زیادہ خواہش تھی کہ میں کبھی اپنے ابو جی کو گھر میں دیکھوں اور دوسرے بچوں کے والدین کی طرح کبھی میرے ابو جی بھی مجھے سکول چھوڑنے جائیں لیکن ایسا کبھی بھی نہ ہو سکا اور آخر میری یہ خواہش حسرت بن کر رہ گئی۔

میرے ابو واقعتاً اللہ تعالیٰ کے سچے پیروکار اور رسول ﷺ کے سچے عاشق تھے۔ اور انہیں اس آیت پر شعوری طور پر پورا یقین تھا کہ ''اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا''۔ (آل عمران)

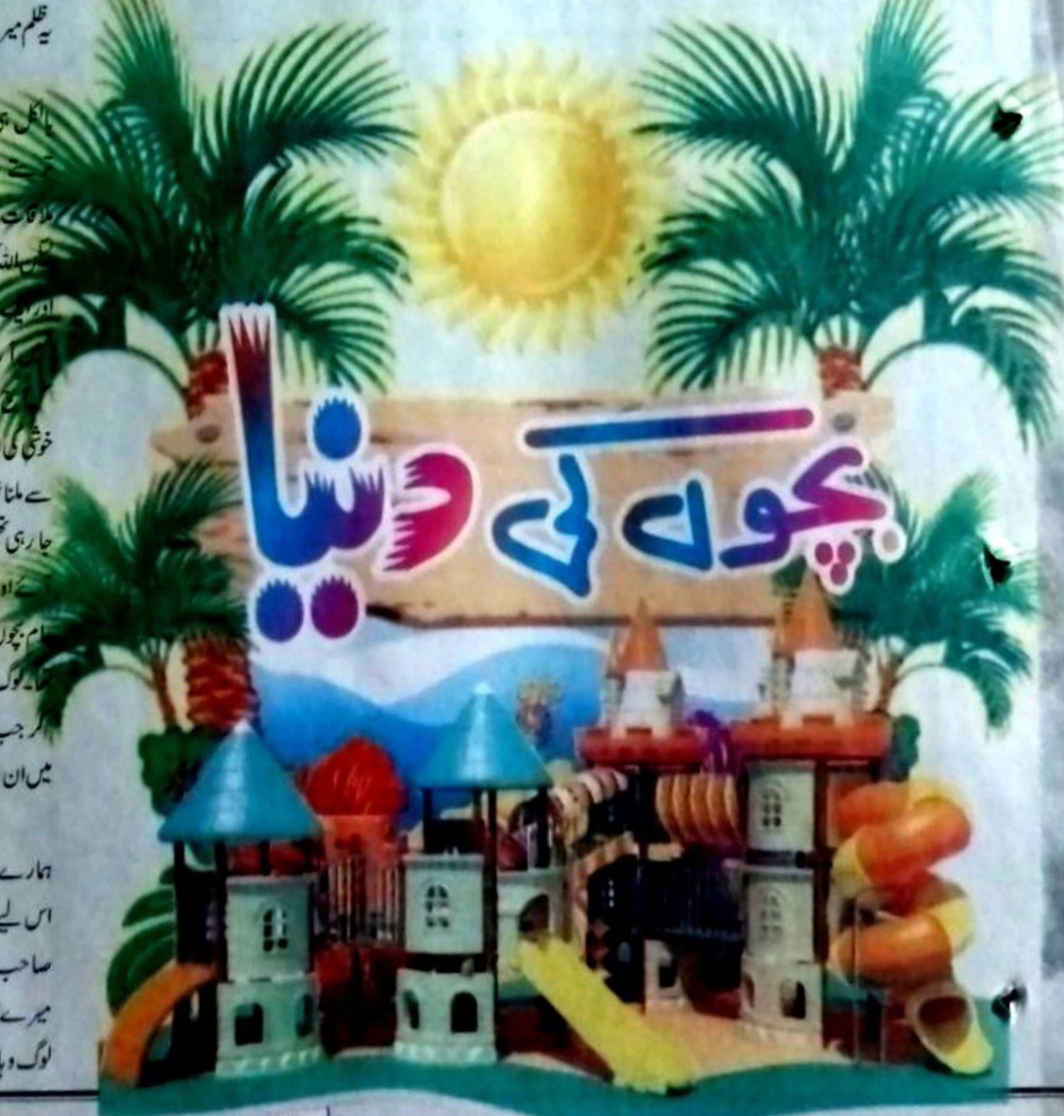
میرے ابو نے رسول اکرم ﷺ کی ہر سنت پر عمل کر کے دکھایا۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ میں پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ کہتی ہوں کہ ان شاء اللہ میرے ابو جی جنت کے سرداروں میں سے ایک سردار ہوں گے۔

میرے ابو جان ایک سچے مجاہد تھے۔ انہیں نہ دولت کی حرص تھی اور نہ دنیا سے کوئی مطلب۔ ان کی زندگی کا مقصد صرف شہادت تھی۔ جب کسی کے سامنے کوئی مقصد ہوتا ہے تو وہ اسے ہر طرح پانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح ایک دن میرے ابو جان بھی اپنے مقصد یعنی شہادت کو پا گئے۔ اللہ ان کی شہادت کو قبول فرمائے۔ (آمین)

جب میرے ابو جان ٹریننگ لے کر واپس کشمیر آ گئے، تب سے بھارتیوں نے ابو کے ہر رشتہ دار کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ جب بھارتیوں نے پہلی مرتبہ ہمارے گھر پر چھاپہ مارا تو انہوں نے ہمارے پورے گھر کی توڑ پھوڑ کی۔ وہ ظالم درندے جب بھی ہمارے گھر آتے، کبھی میرے چچا، کبھی میرے بھائیوں اور کبھی میرے کزنز کو ٹارچر کرتے کہ بتاؤ کہاں چھپا رکھا ہے مجاہد غلام رسول ڈار کو لیکن اس ظلم و ستم کے باوجود سب نے ہمت سے کام لیا۔ وہ اپنی جان دینے کے لیے تیار تھے لیکن کسی نے میرے ابو جان کے بارے میں کچھ نہ بتایا۔ اور اس طرح یہ ظلم میرے رشتے داروں پر روز بروز بڑھتا چلا گیا۔

میرے ابو جی کا 1988 سے گھرانے کا رابطہ بالکل ہی ختم ہو چکا تھا۔ ہم اپنے ابو سے ملنے کے لیے ترستے رہتے اور ان کی یاد میں روتے رہتے۔ ان سے ملاقات کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے کیونکہ حالات ہی ایسے تھے لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا، اللہ نے ہماری دعائیں سن لیں اور ایک دن ہمیں بہت بڑی خوشخبری ملی جسے سن کر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ جب کسی نے ایک حسین رات کو یہ نوید سنائی کہ آج رات دس بجے آپ کے ابو گھر آ رہے ہیں تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی کیونکہ پہلی مرتبہ ہم بہن بھائیوں کو اپنے ابو سے ملنا تھا۔ دس سے گیارہ بج گئے۔ ہماری بے قراری بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر ساڑھے بارہ بجے میرے پیارے ابو گھر آئے اور ہم اپنے ابو سے ملے۔ وہ ہم سے اس طرح ملے جیسے عام بچوں سے ملا جاتا ہے۔ چونکہ ہمارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ لوگ دھڑا دھڑ ابو جی سے ملنے آ رہے تھے۔ سب سے مل کر جب فارغ ہوئے تو ابو نے کہا کہ میرے بچوں کو بلاؤ، میں ان سے ملنے آیا ہوں۔

ہم اس وقت ابو کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ ہمارے ابو نے بہت دیر قبل اپنے بچوں کو نہیں دیکھا تھا۔ اس لیے وہ ہمیں پہچان نہیں سکے۔ جب کسی نے کہا کہ ڈار صاحب! یہ آپ کے بچے آپ کے سامنے بیٹھے ہیں تو میرے ابو جان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور جتنے بھی لوگ وہاں موجود تھے، رو رہے تھے۔



لیکن یہ ملاقات بھی دو تین گھنٹوں سے زیادہ نہ تھی اور یہ حسین رات اپنے ساتھ ہماری خوشیاں بھی ہم سے چھین کر لے گئی۔ جب ہمارے ابو جان واپس جانے لگے تو ہم بہن بھائیوں سے تقریباً سات آٹھ مرتبہ ملے۔ نہ انہیں تسلی ہو رہی تھی اور نہ ہمیں۔ ہماری آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

میرے ابو جان ہمیں جانے سے پہلے ہمیں یہی کہا کہ آپ ایک مجاہد کے بچے ہو اور مجاہد کے بچوں کی آنکھوں میں آنسو اچھے نہیں لگتے، اب آپ لوگوں کو ڈٹ کر حالات کا مقابلہ کرنا ہے۔ اور انہی الفاظ کے ساتھ ہم سے رخصت ہو گئے۔

جب بھارتی درندوں کو اس بات کی خبر ملی کہ میرے ابو جان کشمیر آ چکے ہیں تو انہوں نے ہمارا جینا حرام کر دیا۔ ہر روز دن میں دو تین مرتبہ ہمارے گھر چکر لگاتے۔ جب ابو جی گھر پر نہ ملتے تو پوچھتے کہ ان کے بیوی بچے کہاں ہیں اور میری امی سے بلا کر پوچھ گچھ کرتے۔ میرے بھائیوں کی پٹائی کرتے۔ حالات روز بروز بگڑتے جا رہے تھے۔ بھارتی درندے میرے کسی بہن بھائی کو گرفتار کرنا چاہتے تھے۔

آخر تنگ آ کر ہم اپنے پیارے گھر کو الوداع کہتے ہوئے اپنے ننہال کے پاس چلے گئے۔ کچھ دنوں بعد ہمیں خبر ملی کہ ان درندوں نے اپنے غصے کی آگ ٹھنڈی کرنے کے لیے ہمارے گھر کو جلا دیا ہے۔

ننہال میں بھی ہمیں کسی طرح کا سکون نہ ملا۔ قسمت نے وہاں بھی رہنے کا ساتھ نہ دیا اور ہم اپنے ننہال کو چھوڑ کر سری نگر میں چھپ کر ایک کرایہ کے گھر میں رہنے لگے۔ وہاں پر کوئی ہمارا جاننے والا نہ تھا ہم اجنبی تھے اس کے باوجود ہم ہر وقت ڈرتے رہتے اور قیدیوں کی سی زندگی گزار رہے تھے۔ کبھی باہر نہ نکلتے۔ باہر کی دنیا کو ہم بالکل بھول چکے تھے۔ ہمیں دنیا کا کوئی ہوش نہ تھا۔ آخرکار بھارتی درندے ہمیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہاں بھی پہنچ گئے۔

یہ چھوٹی عید کا دوسرا یا تیسرا دن تھا۔ رات کے تقریباً 12 بجنے والے تھے جب اچانک بھارتی درندے دیواروں سے چھلانگیں لگاتے ہوئے ہمارے گھر میں گھس گئے اور ہمارے گھر کی کھڑکیوں کے شیشے توڑ کر اپنی گنیں کھڑکیوں میں سے اندر کر کے ہمیں دھمکیاں دینے لگے کہ ایک منٹ کے اندر اندر دروازہ نہ کھولا تو سب کو اندر ہی جلا کر راکھ کر دیں گے۔ میں اور میرے بھائی جلدی سے دروازے کی طرف بھاگے، جیسے ہی ہم نے دروازہ کھولا، بھارتی درندے جو تعداد میں کہیں زیادہ تھے، ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہمیں Hands up کروا کر ہم سے پوچھ گچھ کی۔ ان بھارتی درندوں نے میرے کزن کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا اور باہر لے گئے۔ انہوں نے میرے کزن کو زمین پر لٹا کر جوتوں سے مارا، یہاں تک کہ ان کی ناک سے خون بہہ نکلا۔ پھر میرے بھائی کے ساتھ بھی ایسے ہی کیا اور انہیں بہت زیادہ مارا پیٹا مگر ہم لوگوں نے ابو کے بارے میں کچھ نہ بتایا تو انہوں نے اپنے اس ظلم کو جاری رکھا۔

ایک بار پھر بھارتی درندے رات کے وقت ہمارے گھر کی دیواریں پھلانگ کر اندر آ گئے اور دروازے کھولنے کو کہا اور میرے بھائیوں کو آ کر مارنا شروع کر دیا۔ میری امی جب ان کو بچانے آگے بڑھیں، ظالموں نے بندوق کے ساتھ میری امی جان کے منہ پر مارا جس سے میری امی کی داڑھیں گر گئیں۔ انہوں نے میری امی کو دھکا دے کر گرا دیا اور پھر مسلسل تین دن ہم نے بھارتی درندوں کے گھیرے میں گزارے۔

وہ ہمیں مزید اذیت دینے کے لیے ہمارے بھائیوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ انہوں نے میری امی کے منہ سے ابو کے بارے میں اگلوانے کے لیے میرے چھوٹے بھائی کو بہت زیادہ مارا پیٹا مگر میری امی نے یہ سب کچھ برداشت کیا اور اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کی کہ اللہ ان ظالموں سے نجات دلائے۔ اس دوران شدید بارش شروع ہو گئی۔ بھارتی درندے کھانا کھانے اندر گئے تو میری امی ہمیں ان درندوں کے نرغے سے لے کر باہر نکل گئیں۔

وہ رات بہت تاریک اور سرد تھی اور ہر طرف سے بھارتی درندوں کا خوف ...... ساری رات بھٹکتے بھٹکتے آخرکار فجر کا وقت آ پہنچا جب پھر ہم لوگ اپنے ننہال پہنچ گئے۔ امی وہاں پہنچتے ہی بے ہوش ہو گئیں کیونکہ بھارتی درندوں نے ہمارے دو بھائیوں کو گرفتار کر رکھا تھا۔ امی نے ہوش میں آتے ہی ہمارے بارے میں ماموں کو بتایا کہ وہ ہمیں کہیں چھپا دیں اور پھر ہمیں علیحدہ علیحدہ چھپا دیا گیا۔ آٹھ نو ماہ تک ہم میں سے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ ہماری امی اکیلی تھیں اور بھارتی درندے وحشیوں کی طرح ہماری تلاش میں لگے ہوئے تھے۔ اللہ کے فضل سے ایک سال بعد میرے بھائی جیل سے رہا ہوئے۔

ہمارے چچا نے ہماری جانیں بچانے کے لیے ہمیں پاکستان بھیجنے کا فیصلہ کر لیا مگر جب ہمارے ابو جی کو اس بات کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہاں جتنے بھی لوگ ہیں، وہ بھی تو ان حالات کو برداشت کر رہے ہیں۔ وہ پاکستان آنے پر بالکل رضامند نہ تھے مگر بھارتی درندوں کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا تو ہمارے چچا نے ہمیں پاکستان بھیج دیا مگر اس کے لیے بھی ہمیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں آ کر بھی اپنے ابو کے ساتھ رہنے کی حسرت پوری نہ ہوئی کیونکہ ابو تنظیم کے کام کے لیے ہر وقت گھر سے باہر رہتے تھے۔

اپنے امیر کے حکم کے مطابق وہ 14 اگست بروز جمعہ عظیم معرکے کے لیے روانہ ہوئے تو اپنے بچوں سے مل کر بھی نہ گئے کہ بچوں کے آنسو ان کی راہ کی رکاوٹ نہ بنیں۔ جاتے ہوئے انہوں نے امی جان کو تلقین کی کہ بچوں کو نماز کے معاملے میں کبھی بھی ڈھیل نہ دینا۔ چار ماہ بعد بروز جمعہ 16 جنوری 2004، کو ہمیں اپنے ابو کی شہادت کی خبر ملی۔

میں نے ابو کی شہادت سے ایک ہفتہ پہلے ابو کو خواب میں شہید ہوتے دیکھا تھا۔ اس کے بعد بہت کوشش کی کہ ابو سے فون کے ذریعے ملاقات ہو جائے لیکن یہ سب اللہ کو منظور نہ تھا۔ ٹھیک ایک ہفتہ بعد ابو جی کی شہید ہونے کی خبر ملی جو کہ ہمارے باعث فخر بلکہ ہمارے لیے اعزاز بھی تھا۔ مجھے اس وقت بہت زیادہ خوشی بھی تھی لیکن ساتھ دکھ بھی تھا۔ خوشی اس بات کی کہ میرے عظیم والد کی بچپن سے یہ آرزو تھی کہ وہ اپنی جان اللہ کی راہ میں نچھاور کریں جس کے لیے انہوں نے اپنی اولاد کی محبت، گھر، مال و دولت سب کچھ قربان کر دیا تھا۔

ان کے لیے دنیا کی کسی چیز کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ ابو کی شادت نے ہم سب بہن بھائیوں کی زندگیوں کو یکسر بدل دیا۔ میں اپنی کیفیت بتاتی ہوں کہ اس کے بعد مجھ میں بہت زیادہ حوصلہ ہمت اور جذبہ جہاد کا شوق پیدا ہوا۔

ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں ہے۔ جب میں خود اپنے ہاتھوں سے بھارتی درندوں سے اپنے ابو جی کے خون کا بدلہ لوں گی۔ میرے سب بہن بھائیوں کو جہاد کا بے حد شوق ہے۔ ان کی بھی خواہش ہے کہ جس طرح ابو نے اپنی جان اللہ کی راہ میں پیش کی ہے اسی طرح ہم بھی اپنے ابو کے نقش قدم پر چل کر اپنی جانیں اللہ کی راہ میں دے دیں۔

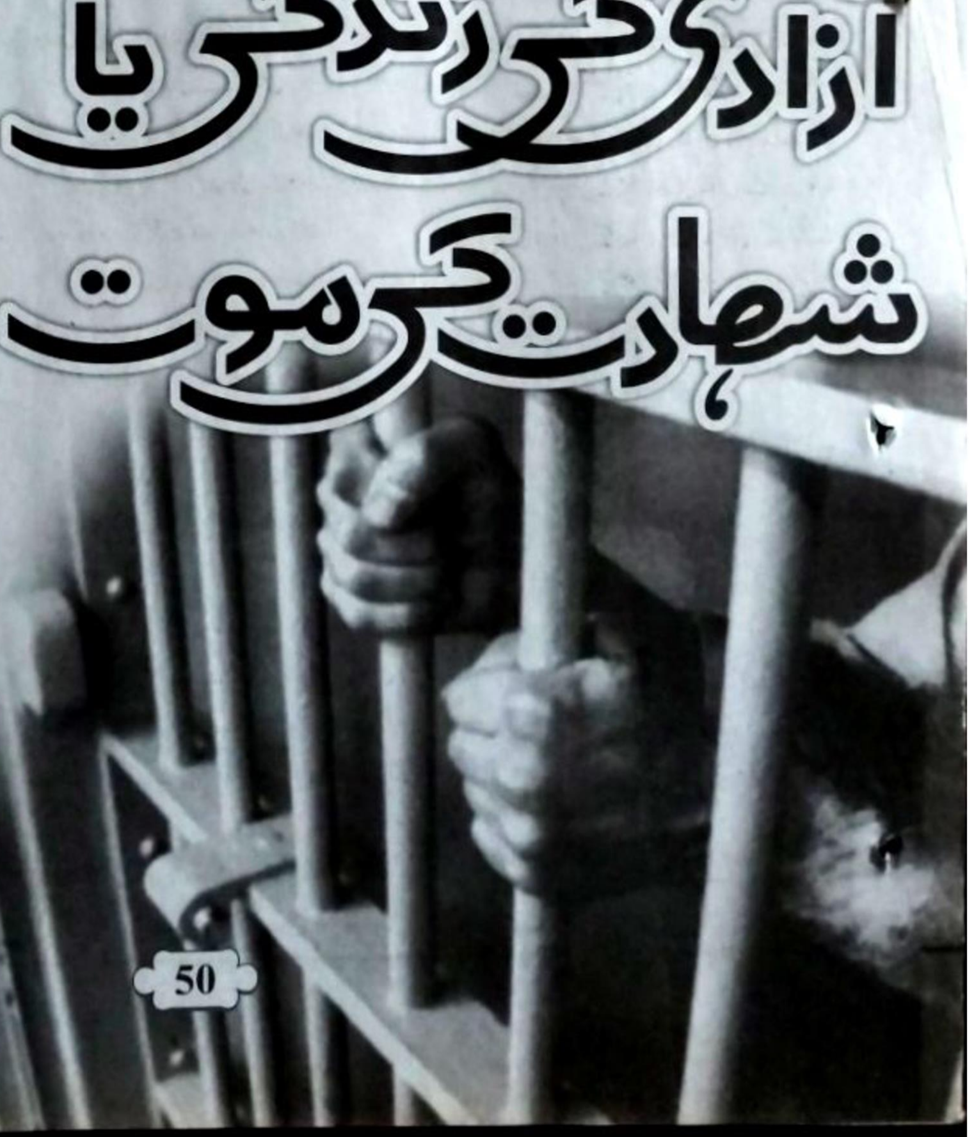
وطن سے محبت ایک فطری بات ہوتی ہے۔ اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہمیں پاکستان میں میسر ہے۔ اطمینان، سکون اور آزادی سے ہم یہاں پر اپنی زندگی گزار رہے ہیں، اس کے باوجود ہمیں ذہنی سکون حاصل نہیں۔ ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ معلوم نہیں ہمارے ہم وطنوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔

مجھے اپنے وطن کی بہت زیادہ یاد آتی ہے۔ تب میں سوچتی ہوں کہ اللہ کرے یا تو میرے ساتھ پر لگ جائیں کہ اڑ کر اپنے وطن پہنچ جاؤں یا پھر کشمیر سے تیز ہوا کا جھونکا مجھے اپنے ساتھ اڑا لے جائے۔ باقی صفحہ 63 پر

فکرونظر

آزادی کی زندگی یا شہادت کی موت

میمونہ ظفر



میں اپنے تاثرات اور جذبات اپنے بھائی ابوساریہ سہیل کی بھارت کی جیل سے 15 سال بعد رہائی کے بعد اپنے وطن پہنچنے کے بعد مصور پاکستان کے شہر سیالکوٹ کی سڑکوں اور گلی کوچوں کے یادگار نظاروں کو دیکھنے کے بعد قلمبند کرنے پر مجبور ہوئی جب میرے خاندان اور اہل شہر نے دیکھا کہ اللہ کے راستے میں نکلنے والے دو دوست دو نوجوان جو لڑکپن کے چنچل جذبات کو جذبہ جہاد کے رنگ میں ڈبو کر موت سے کھیلنے کے لیے راہ شہادت پر چل نکلے ہیں تو سب کے دل درد والم سے چور ہو گئے۔ کئی دلوں میں خیال گزرا کہ بے چارے کی ماں ہوتی تو کبھی نہ جانے دیتی۔ ماں تو کئی برس پہلے چھوٹا سا چھوڑ کر جنت مکین ہو چکی تھی۔ ان شاء اللہ۔ والد محترم نے سب بہن بھائیوں کو ماتا کی شفقت دی تھی۔

سہیل بھائی سب سے چھوٹے اور چہیتے بھی تھے اس لیے ان کی رغبت دینی تعلیم کی طرف دیکھتے ہوئے والد محترم نے بخوشی مرکز طیبہ مرید کے میں داخل کروا دیا۔ حفظ القرآن اور تعلیم القرآن کے مدارج مکمل کرتے ہی اللہ کے راستہ میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔

ان کے جذبہ ایمانی کے سامنے کسی کی بھی ایک نہ چل سکی اور پھر انہوں نے جانے سے پہلے ہم چاروں بہنوں کو اپنی لکھی ہوئی آخری نظم سنائی:

سری نگر کی جیل ہمیں نہ ڈرا
ہم ڈرتے نہیں زندانوں سے

پھر ہم نے اشکبار آنکھوں اور ان گنت دعاؤں کے ساتھ انہیں الوداع کہا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا فیصلہ غالب آ گیا اور پھر وہ کشمیر کی جیلوں میں سنت یوسف کی پیروی میں جا پہنچے غموں کے اتھاہ پہاڑ والد بہنوں اور پورے خاندان پر ٹوٹ پڑے۔ اور پھر پندرہ سال اس آزمائش کی بھٹی سے میرے بھائی کندن بن کر نکلے۔

انہوں نے کئی جیلوں میں اپنی قید کا عرصہ گزارا وہاں مسلمان قیدیوں کو دین کی دعوت دی اور اپنی دینی تعلیم ان تک پہنچائی۔ نماز تراویح کا اہتمام بھی رمضان میں کرتے ہوئے قرآن کی صدائیں ہند کی جیلوں میں بلند کیں۔ کئی لڑکوں کو ترجمۃ القرآن اور حدیث کی تعلیم دی اس کے ساتھ اپنی قلبی وارداتوں پر مبنی طویل نظمیں اور تحاریر قلمبند کیں جو بھارتی غاصبوں نے رہائی کے وقت ضبط کر لیں۔

ابوساریہ بھائی کا کہنا ہے پندرہ سالہ قلمی محنت اور آپ بیتیاں چھین کر انہوں نے میرا بہت بڑا نقصان کر دیا ہے۔

لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ایمان کی سلامتی کے ساتھ لوٹ آئے تو بہت سارے لوگوں کے ایمان میں اضافہ ہوا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے زندہ رکھنا ہے وہ خونخوار انسان نما درندوں کے ہاتھوں سے بھی بچ نکلتا ہے۔ لیکن جس کی زندگی ختم ہو جائے وہ مسلح باڈی گارڈوں اور بلٹ پروف گاڑیوں میں بھی لقمہ اجل بن جاتا ہے۔

میں اپنی خوشی کے ان جذبات کو بے شمار دعاؤں کے ساتھ اپنے ان تمام بھائیوں کے لیے ختم کرتی ہوں جو کفار کی جیلوں میں اور منافقین کی قید میں دنیا کے جس جس خطے پر ظلم سہہ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو صبر واستقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ ان آزمائشوں میں سے گزار کر جان وایمان کی سلامتی کی حالت میں اپنے وطن میں اپنے اپنے پیاروں سے جلدی ملا دے۔

'آزادی کی زندگی یا شہادت کی موت ان کا مقدر بن جائے۔ آمین یارب العلمین

شام 6 بجے سے لوگوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا، جوش وخروش قابل دید تھا لیکن ابھی تک ابوساریہ بھائی کی آمد کے آثار نظر نہ آتے تھے۔

مساجد میں اعلان کیے جا رہے تھے اور ہجوم بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ جوں جوں وقت قریب آ رہا تھا بچوں اور بڑوں کی خوشی دیدنی تھی۔ 15 سال بعد ملنے والی خوشی کو منانے کا طریقہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیسے منایا جائے۔

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں شامل ہونے والے بچوں کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آج کیسا پروگرام ہے کیا ہونے والا ہے جو ہر شخص خوشی کا اظہار کر رہا ہے۔

انتظار کی گھڑیاں طویل ہوتی جا رہی تھیں لیکن یہ طوالت اس سے کئی درجے کم تھی جو اس مجاہد اسلام پاسبان ملت نے دشمن کی جیل میں لمحے لمحے کے انتظار کی کٹھن منزل کو سر کیا تھا۔

سبیلنا سبیلنا الجہاد الجہاد

کی آواز فضاؤں میں گونج اٹھی۔ گاؤں کے اوپر 4 لاؤڈ اسپیکر نصب کیے گئے تھے جن میں یہ آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

بالآخر ابوساریہ بھائی تقریباً دو اڑھائی سو افراد کی معیت میں اپنے گاؤں پہنچ چکے تھے۔

پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جا رہی تھیں، کتنے ہی افراد پھولوں کے ہار لیے کھڑے ان کے منتظر تھے۔

جب ان کو پھول پہنائے گئے تو انہوں نے انکار کر دیا گویا زبان حال سے کہا جا رہا تھا:

پھولوں کے نہیں ہم شیدائی
تلواروں سے ہم کو چاہت ہے
کیونکہ یہ ہے فرمان نبی!!
تلواروں کے سائے میں جنت ہے

تمام افراد کی نشست گاہوں اور طعام کا بندوبست گھر کی وسیع و عریض چھت پر کیا گیا تھا۔

تقریباً سارے گاؤں کی عورتیں اور بچے اپنی چھتوں سے اس خوش نما منظر کا نظارہ کر رہے تھے۔

لیکن ابوساریہ بھائی کی حالت یہ تھی کہ بالکل گم صم اور خاموش یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اور شاید کوئی صدا سن رہے تھے اپنے پیچھے چھوڑ آنے والے بھائیوں کی صداؤں کی بازگشت سن رہے تھے۔

میرے زندان کے ساتھی کہیں تم بھول نہ جانا
اذیت کے کٹہروں میں جو ہم نے دن گزارے تھے

خوشی تو یقیناً تھی لیکن ایک لمبے عرصے کے بعد شاید اتنا مجمع دیکھا تھا اس لیے طبیعت کچھ عجیب بھی تھی۔ آواز تو گویا نہ نکلنے کے برابر تھی ہر شخص بات کرنے کا آرزو مند تھا۔ لیکن ان کا عالم یہ تھا کہ پہچان ہی بہت مشکل سے ہو رہی تھی۔ لیکن الحمدللہ یادداشت بالکل ٹھیک تھی۔

ان خواتین پر ہنسی آ رہی تھی جو مکمل برقعہ میں ملبوس ہو کر ان سے پہچان کروا رہی تھیں یہ موقع ان کی یادداشت کا امتحان لینے کا تو نہیں تھا۔

کچھ ٹائم گزرنے دیں سب کچھ لمحہ بہ لمحہ یاد آ جائے گا ماضی بھی کوئی بھولنے کی چیز ہے۔

15 سال قبل جہاد کی خاطر تن من دھن لٹانے کی غرض سے گھر کو الوداع کہتے ہوئے کسی کو خبر تک نہ تھی کہ کسی ماں کا لعل اپنی لٹتی بہنوں، سسکتی ماؤں بلکتے بچوں کے لیے دنیا کے راحت و آرام کو ٹھوکر مار کر رہا ہے۔

حال تو یہ تھا کہ

ہم نے اس امت کے کل پر قرباں اپنا آج کیا
اک تھا خزینہ جان سو اس کو تیری راہ میں باج کیا

جن کو معلوم تھا کہ الوداعی وقت ہے ان کے لبوں پر حرف دعا تک نہ آ سکا کیونکہ جہاد صرف کشمیری ماؤں کی عزت بچانے کا نام نہیں ہے۔

جب ساری دنیا جہاد بالنفس کی قائل ہے تو جہاد بالسیف کی ضرورت کیا رہ جاتی ہے۔

لیکن......... آج منظر بدل چکا تھا۔

آج اللہ رب ذوالجلال نے اسی گاؤں میں جہاد کی عزت وعظمت کا پرشوق نظارہ کروایا وہ لوگ جو کل تک مجنوں دیوانے، جیسے القابات سے نوازتے رہے تھے وہ سب آج جلوس کی صورت میں استقبال کے لیے کتنی دیر سے سڑکوں پر کھڑے تھے۔

تمام افراد کی معیت میں وہ گھر تک پہنچے۔ ابو عبداللہ بھائی نے ہجوم بے کراں کو چیرتے ہوئے ابوساریہ بھائی کو نکالا اور گھر والوں کے حوالے کر دیا۔

ہال کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا کہ پہلے اپنے افراد خانہ سے ملاقات کریں۔

رات 1 بجے تک ملاقات کا سلسلہ جاری تھا۔ مہمانوں کی رخصتی کے بعد گھر والوں کے ساتھ صحیح طرح بیٹھنے کا موقعہ ملا لیکن خاموشی کی کیفیت ابھی تک طاری تھی۔ جب بھائی کو سونے کے لیے کہا گیا تو وہ چھت پر لیٹ گئے لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی باوجود اس کے کئی دنوں کی تھکاوٹ سے جسم چور چور تھا۔

تھوڑی دیر بعد چھت سے نیچے اتر آئے طویل عرصے کے بعد آرام دہ بستر میسر آیا تھا حالانکہ جسم تو زمین پر سونے کا عادی ہو چکا تھا۔

جیسے تیسے رات گزر گئی سپیدۂ سحر نمودار ہوتے ہی زندگی اپنی ڈگر پر روانہ ہو چکی تھی۔

ابوساریہ بھائی کے لیے اس روشن صبح کا منظر اور بھی دلکش ہو گیا تھا کیونکہ لمبی جدائی کے بعد اپنوں کی قربت میسر آئی تھی۔ جو منظر کئی برسوں سے صرف خوابوں تک محدود تھا وہ اب حقیقت کا روپ دھار چکا تھا۔

بھائی جان سے سوالات کا سلسلہ وقتاً فوقتاً ہوتا رہا تھا۔ جب کھانا ان کے سامنے آیا تو انہوں نے خالہ جان کو بتایا کہ آج 15 سال بعد گوشت کھانے کو ملا ہے۔

جس دن پاکستان پہنچے بدھ کا دن تھا جمعہ کے دن نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد گھر روانہ ہوئے تو کہنے لگے: زندان میں نماز تو الحمدللہ ادا کرتے تھے کبھی انفرادی اور کبھی باجماعت۔ لیکن نماز جمعہ آج 15 سال بعد ادا کر رہا ہوں۔

ہمارے لیے یہ سب باتیں کرنا کس قدر سہل ہیں لیکن جو لمحہ لمحہ اس اذیت سے گزرے ہوں ان کی باتیں سن کر حقیقت میں دلوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ دل خون کے آنسو روتا ہے کہ کیا ہم دعا کرنے کے قابل بھی نہیں رہے جبکہ بھائی کا کہنا تھا کہ وہاں پر اسلام کے تمام اسیر صرف دعاؤں کے سہارے جی رہے ہوتے ہیں۔ ہم آپ کی دعاؤں کے شدت سے منتظر ہوتے ہیں وہ آپ سب کو محبتوں بھرے سلام بھیج رہے ہیں۔

سب بہنیں اور بھابی اپنے بچوں کی قطاریں بنا کر پوچھ رہی تھیں سہیل یہ کس کے بچے ہیں؟ پہچان کر بتاؤ یہ کس بہن کے ہیں یہ کس بھائی کے ہیں؟

3 سالہ عبداللہ کو جب بتایا گیا کہ ابوساریہ بھائی جیل سے رہا ہو کر آ گئے ہیں تو اس بچے کا سوال یہ تھا کہ کیا وہ ڈاکٹر عافیہ کو ساتھ لے کر آئے ہیں؟

اس سوال نے سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا حالانکہ یہ دو مختلف باتیں اس کو بتائی گئی تھیں لیکن اس بچے نے کتنی محنت سے ان دو باتوں کو مربوط کیا۔

الحمدللہ! آج بھی ایسے بچے موجود ہیں جو کل کو انہی مجاہدین کے نقش قدم پر چلیں گے اور اسلاف کی ان قربانیوں کو پھر سے تازہ کریں گے جو آج قصہ پارینہ بنتی جا رہی ہیں۔

کیا ہم ابھی بھی انڈیا کو اپنا دشمن نہیں سمجھیں گے۔

دنیا کے سامنے امن کی آشا کا روپ دھارنے والا اپنے ملک میں ان معصوم مسلمانوں کو کن مظالم کی بھٹیوں سے گزرنے پر مجبور کرتا ہے۔ غیر مسلموں پر کیا افسوس؟ افسوس تو ان مسلمانوں پر آتا ہے جو اپنے ہی بھائیوں پر ہونے والے مظالم کی داستانیں سننے کے بعد بھی ہر معاملے میں انڈیا کو ہی Favourite سمجھتے ہیں۔

خدارا! آنکھیں کھولیے! حقیقت کو جانیے! ہم کشمیر سنگھ اور ریمنڈ ڈیوس کی آزادی کی جنگ لڑتے ہوئے یہ کیوں بھول گئے کہ کتنے ہی ماؤں کے لخت جگر، نور نظر، کتنی بہنوں کے بھائی، کتنی سہاگنوں کے سہاگ اب بھی دشمن کی قید میں ظلم وستم کا نشانہ بن رہے ہیں؟ اسلام اور کفر کی دشمنی کا اندازہ ہمیں کب ہوگا؟ دشمن ہمارے ملک میں دندناتا پھر رہا ہے۔

کیا آپ محمد بن قاسم کے منتظر ہیں؟

نہیں اب آپ کو خود محمد بن قاسم بن کر میدان میں کودنا ہوگا...... انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں۔

آیئے آج اپنے رب سے عہد کریں کہ ہم انڈیا کو اپنا دشمن سمجھیں گے۔

اگر آپ انڈیا کی بجائے ہر بات میں دشمن کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیں تو میرا دعویٰ ہے کہ آپ کے دل میں نفرت کا سمندر اٹھے گا اور یہی ٹھاٹھیں مارتا سمندر آپ کو کوئی قدم اٹھانے پر مجبور کر دے گا۔

اور یہی قدم پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے راستہ پر پہلا کامیاب قدم ہوگا......... ان شاء اللہ

یہ لہو کارواں کارواں جائے گا

فردوس کے بالاخانوں سے

ابو اسامہ سجاد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ



نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم۔

اما بعد فاعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرّجیم من ھمزہٖ ونفخہٖ ونفثہٖ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔" ﴿البقرۃ: 154﴾

"اور ان لوگوں کو مردہ مت کہو جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے، بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔"

کٹ جاؤں جو مقتل میں تو اُف تک نہیں کہنا
غم میری جدائی کا اے ماں! صبر سے سہنا

ضلع کپواڑہ تحصیل ہندواڑہ کے علاوہ راجواڑ میں مجاہدین کا ایک سریع الحرکت دستہ مصروف جہاد تھا کہ وڈر بالا کے علاقہ میں ان کا قابض بھارتی فوج کی ایک پارٹی سے اچانک آمنا سامنا ہو گیا۔ یہ رات تقریباً 12:00 بجے کا وقت تھا کہ بھارتی فوجیوں نے مجاہدین کو روکنے کی کوشش کی تو مجاہدین نے فوراً پلٹ کر بھارتی فوجیوں جو کہ فوج کے 17 بریگیڈ سے وابستہ 17 جاٹ فسٹ ناگا کے اہلکاروں پر ایک ناگہانی اور تند و تیز حملہ کر دیا۔ بھارتی فوجی ابھی اپنی گنیں بھی لوڈ نہ کر پائے تھے کہ مجاہدین کی شعلے اگلتی گنوں سے بھارتی فوجی کٹ کٹ کر گرنے لگے۔

یوں مجاہدین نے اپنی آنکھوں کے سامنے دسیوں فوجیوں کو واصل جہنم کیا اور بعد ازاں طرفین میں شدید لڑائی شروع ہو گئی۔ رات بھر پورا علاقہ گولہ بارود کے دھماکوں اور گولیوں کی گھن گرج سے گونجتا رہا۔ تاہم بھارتی فوج نے اپنے ایک اعترافی بیان میں کہا کہ رات کے وقت جنگجوؤں کی طرف سے ہونے والے جارحانہ حملہ کی ابتداء ہی میں ان کے 3 اہلکار ہلاک ہو گئے۔ جن کی شناخت 17 جاٹ سے وابستہ کانسٹیبل بویندر سنگھ کانسٹیبل اوجی سنگھ اور کانسٹیبل ہندر پال سنگھ کے طور پر ہوئی۔ جبکہ نائیک سنیل کمار اور کانسٹیبل منجیت سنگھ سمیت 5 اہلکار شدید زخمی ہوئے۔

اس معرکہ میں مجاہدین کے ہاتھوں بری طرح ٹھکائی کے بعد بھارتی سپاہ کے لاتعداد دستے بطور کمک لڑائی میں آ شامل ہوئے اور بھارتی فوج نے پے در پے گھیرا بندیاں کر کے پورے علاقے کو اپنے حصار میں جکڑ کر فرار کے تمام راستے مسدود کر دیے۔ لیکن اس سب کے باوجود اپنے اللہ پر توکل کرتے ہوئے دو فدائین نے کورنگ پوزیشن سنبھالی اور باقی مجاہدین بفضل الٰہی سینکڑوں بھارتی فوجیوں کو پچھاڑتے ہوئے بحفاظت نکل گئے۔

جبکہ ابو اسامہ بھائی نے اپنے ہمراہی سمیت دلیرانہ انداز میں لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ ان شاء اللہ

تاہم رات کے آخری پہر اور پھر اگلے دن کے آغاز پر آخر الذکر میں ہونے والی جھڑپوں میں مجموعی طور پر 8 بھارتی فوجی ہلاک اور 5 سے زائد شدید زخمی ہوئے "الحمد للہ علی ذالک"

وصیت نامہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیارے والدین! کاغذ کا یہ ٹکڑا آپ کو اس وقت ملے گا جب میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو چکا ہوں گا۔

محترم پیارے والدین! امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

پیارے والدین! سب سے پہلے میں اس رب کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے ہمیں دین اسلام جیسی نعمت سے نوازا اور اس کے بعد توحید جیسی نعمت عطا کی۔ اور جہاد فی سبیل اللہ جیسا رستہ چننے کی توفیق دی کہ جس راستے کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جہاد اسلام کی کوہان ہے اور اس راستے کی عظیم موت شہادت کی تمنا کی فرمایا: اے اللہ میں تیرے رستے میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

پیارے والدین! آپ کی تمنا تھی کہ ہمارا بیٹا کوئی کام کوئی نوکری کرے میں نے الحمد للہ یہ کام کر لیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان جس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے۔

پیارے والدین! میں نے یہ سودا اس لیے کیا کہ یقیناً میں نے آپ لوگوں کو بہت تنگ کیا آپ کے کسی کام نہ آ سکا اللہ کے لیے میری غلطیوں کو معاف کر دینا اور میرے لیے

دعا کرنا اللہ تعالیٰ میری شہادت قبول فرمائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ نے شہید کے لیے انعام رکھے ہیں اس کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے زیادہ ہوگی اور ستر رشتہ داروں کی سفارش کرے گا۔

پیارے والدین! میں آپ کے اس دن کام آؤں گا جس دن باپ بیٹے سے ماں بیٹی سے اور بھائی بھائی سے بھاگ رہا ہوگا کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا نفسا نفسی کا عالم ہوگا اس دن سات قسم کے لوگ ہوں گے جو قیامت کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔ ان میں ایک شہید بھی ہے۔

پیارے والدین! دنیا کی زندگی تو گزر ہی جائے گی اصل زندگی تو موت کے بعد شروع ہوگی جب موت کو بھی موت آ جائے گی۔

پیارے والدین! حقیقی کامیابی تو جنت میں داخلہ ہے جو بندہ جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل ہوگیا پس وہ کامیاب ہوگیا۔

محترم پیارے بھائیو! کوئی غلطی ہوگئی ہو تو آپ بھی اللہ کے لیے معاف کر دینا۔

پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے۔ شلوار کو ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا، جھوٹی قسم دے کر مال بیچنے والا، اور احسان کر کے جتلانے والا۔

پیارے بھائیو! ان چیزوں سے بچنا اور پیارے نبی ﷺ کی سنت داڑھی کو بھی معاف کر دو کیونکہ پیارے نبی ﷺ نے داڑھی کو چھوڑنے کا اور مونچھوں کو پست کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کے ساتھ وعدہ کریں کہ داڑھی کو معاف کر دیں اور پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ ادا کریں کیونکہ حدیث میں آتا ہے جس نے جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔

پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ سے وعدہ کریں کہ آئندہ نماز نہیں چھوڑیں گے۔

پیارے بھائیو! ہم مسلمان ہیں ہمیں شکل وصورت سے بھی مسلمان نظر آنا چاہیے یہ اس وقت ممکن ہے جب ہم لوگ نبی ﷺ کے طریقہ کار اور آپ کی سنت پر چلیں گے۔

پیارے بھائیو! حدیث میں آتا ہے کہ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ آخرت میں اس کے ساتھ ہوگا۔

پیارے بھائیو! مجاہدین کے ساتھ محبت کیا کریں، کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے اپنی محبت عطا کر اور جس کے ساتھ تو محبت کرتا ہے اس کی محبت عطا کر۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک وقت آئے گا کہ کافر قومیں مل کر مسلمانوں پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح بھوکا دسترخوان پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم ہوگی آپ نے فرمایا: ''نہیں ان میں وہن کی بیماری آ جائے گی صحابہؓ نے پوچھا: ''وہن'' کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے کراہت۔

پیارے بھائیو! آج ہم نے جہاد کو چھوڑ دیا ہے کافر ہر طرف سے مسلمانوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ قرآن کی بے حرمتی رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں نہ مسلمانوں کی عزتیں محفوظ ہیں اور نہ مال محفوظ ہے۔

محترم پیاری بہنو! آپ سے بھی گزارش ہے کہ کوئی غلطی ہوگئی ہو تو اللہ کے لیے معاف کر دینا اور میرے لیے قبولیت کی دعا کرتے رہنا۔ نماز کی پابندی کرنا بچوں کو بھی نماز کی تلقین کرنا بلکہ نماز کے بارے میں بچوں پر سختی کرنی پڑے تو سختی سے پابندی کروانا۔ کوشش کریں کہ بچوں کو قرآن مجید کا حافظ بنانا۔ اور مواحد توحید والا بنانا۔ جب تک آپ لوگ نماز اور پردہ کی پابندی کریں گی بچے بھی عمل کرتے رہیں گے جب آپ سستی کریں گی تو بچے بھی سستی کریں گے۔

شرک سے بچیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مشرک کا کوئی عمل بھی قبول نہیں کرتے اور شہید بھی ان رشتہ داروں کی سفارش کرے گا جو توحید والے ہوں گے۔

پیاری بہنو! آپ خوش قسمت ہیں کہ ایک آزاد ملک میں ہیں ان ماؤں بہنوں کا پتہ کریں جو کشمیر برما اراکان فلسطین میں ہیں نہ ان لوگوں کے گھر محفوظ ہیں اور نہ عزتیں۔

پیارے والدین اور بھائیو! میں آپ کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری پیاری بہن (مریم) کی شادی کسی نیک اور اچھے گھرانے میں کسی اچھے مجاہد بھائی کے ساتھ کرنا۔ یہ مت دیکھنا کہ ان کا گھرانہ مالدار ہے یا نہیں۔

میری تمام رشتے داروں کو یہ وصیت ہے کہ رشتوں کو جوڑو، رشتوں کو جوڑنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے اور رشتوں کو توڑنے والے رحمٰن کے نہیں شیطان کے دوست ہیں اور سب رشتے داروں کو میں وصیت کرتا ہوں کہ نماز کی پابندی کریں تمام بڑے چھوٹوں کو نماز کی تلقین کریں اور اگر چھوٹے نماز میں سستی کریں تو ان پر سختی کرنے کا بھی حکم ہے تمام بڑے اور چھوٹے داڑھی کو سنت کے مطابق رکھیں۔ شلواروں کو ٹخنوں سے اوپر رکھیں۔ حلال اور پاکیزہ رزق کھائیں اللہ سے ڈریں جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ ماؤں اور بہنوں کو وصیت ہے کہ باپردہ رہیں نمازوں کی پابندی کریں موبائل فون سے پرہیز کریں کیونکہ یہ بہت بڑا فتنہ ہے اس سے بچیں۔

اور تمام رشتے داروں سے درخواست ہے کہ میری چھوٹی بڑی غلطیوں کو اللہ کے لیے معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ میری شہادت قبول فرمالے۔

میرے پیارے دوستوں اور بھائیوں کو وصیت ہے کہ جہاد کی ٹریننگ حاصل کریں اور جن بھائیوں اور دوستوں نے ٹریننگ کی ہے وہ امیر کی اطاعت میں رہیں جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے نبی ﷺ کی اطاعت اور جس نے نبی ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور جہاد کو ہرگز نہ چھوڑیں اور کفر کے مقابلے میں لڑنے اور شہادت کی موت کی تڑپ اپنے دل میں ہر وقت رکھیں اور کوشش کرتے رہیں۔ پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اس میں اس قدر لذت رکھی ہے کہ انسان تمام دنیاوی مفادات، اپنے مستقبل اور عزیز واقارب کی محبتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس طرف گامزن ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تمہیں تمہارے ماں باپ بہن بھائی رشتے دار اور وہ مالی کاروبار جس کے ماند پڑ جانے کا تمہیں ڈر ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اللہ کی راہ (میں جہاد کرنے) سے تو تیار رہو اللہ کا عذاب بہت قریب ہے۔

اور سب بھائیوں اور دوستوں سے گزارش ہے کہ اللہ کے لیے میری چھوٹی بڑی غلطی کو معاف کر دیں نمازوں کی پابندی کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میری شہادت کو قبول فرمالے۔

آخر میں آپ سب کو درخواست ہے مجاہدین کے لیے زیادہ سے زیادہ دعائیں کیا کریں۔

اور جب مجاہد ساتھی میری شہادت کی خبر لے کر آئیں تو ان کی اچھی مہمان نوازی کرنا اور 2 نوافل پڑھ کر اللہ کا شکر ادا کرنا۔ والسلام

آپ کا بیٹا اور بھائی

ابو اسامہ سجاد الرحمٰن

بلڈ پریشر

عبداللہ



بلڈ پریشر، فشار خون یا خون کا دباؤ انسانی جسم میں خون کی نالیوں (شریانوں) میں وہ "پریشر" ہے جس سے خون پورے جسم میں دورہ کرتا ہے۔ یہ ملی میٹر مرکری میں ناپا جاتا ہے۔ اور دو نمبروں میں لکھا جاتا ہے۔

بالائی دباؤ سیسٹولک (sastalic) اور ثانوی دباؤ ڈاکسٹولک (Dastalic) پریشر کہلاتا ہے۔ دونوں نمبر اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ایک بالغ فرد میں نارمل بلڈ پریشر 80/120 ملی میٹر مرکری یا اس سے ذرا کم ہوتا ہے جب کہ 90/140 ملی میٹر مرکری سے زیادہ ہائی بلڈ پریشر (ہائپرٹینشن) سمجھا جاتا ہے۔ کم بلڈ پریشر کو ڈاکٹری اصطلاح میں ہائپوٹینشن کہا جاتا ہے۔

ہائی بلڈ پریشر ایک خاموش قاتل ہے اگر کنٹرول نہ کیا جائے تو مختلف قسم کی پیچیدگیوں کا باعث بنتا ہے۔ کم بلڈ پریشر گرچہ خاموش قاتل نہیں ہے مگر پھر بھی اکثر مریضوں میں ایک پریشان کن مسئلہ ہے۔

بعض مریضوں میں طویل مدت تک کم بلڈ پریشر کچھ پیچیدگیوں کو دعوت دے سکتا ہے، جب کوئی فرد "لو بلڈ پریشر" میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے جسم کے خون کی نالیوں (شریانوں) یا بورے نظام دوران خون میں بڑی سست رفتاری سے خون گردش کرتا ہے جس سے جسم کے مخصوص اور حساس اعضاء (دماغ، دل، پھیپھڑوں، گردوں، جگر) کو خون کی کمی اور پھر آکسیجن کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے ان کی کارکردگی پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ لو بلڈ پریشر کیا ہے؟ یعنی کس نمبر پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی فرد لو بلڈ پریشر کا مریض ہے۔ اس سوال کا جواب متضاد ہے کیونکہ بعض افراد کا بلڈ پریشر بہت کم ہوتا ہے لیکن وہ بے خبر ہوتے ہیں یعنی ان کی "صحت" پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہمارے ہاں بہت لوگوں (خاص کر عورتوں) کی یہ شکایت ہوتی ہے کہ ان "بلڈ پریشر کم ہوتا ہے" اکثر عورتیں ڈاکٹروں کے سامنے کہتی ہیں میرا بلڈ پریشر کم رہتا ہے مجھے بلڈ پریشر ہی نہیں ہوتا۔ ہمارے سماج میں لو بلڈ پریشر عورتوں کے لیے ایک پریشان کن مسئلہ ہے۔ مرد حضرات اس کی طرف توجہ نہیں دیتے ہیں انہیں ہائی بلڈ پریشر کی فکر لاحق رہتی ہے۔

لو بلڈ پریشر کے لیے کوئی نمبر مخصوص یا مقرر شدہ نہیں ہے۔ بسا اوقات مریض کا بلڈ پریشر 50/80 ملی میٹر مرکری ہو تب بھی اسے کسی کمزوری کا احساس نہیں ہوتا لیکن یہی نمبر دوسرے مریض کے لیے بے ہوشی کا سبب بن سکتے ہیں۔

محققین کی رائے ہے کہ دنیا میں اکثر لوگوں کا نارمل بلڈ پریشر 60/90 ملی میٹر مرکری سے 80/130 ملی میٹر مرکری کے درمیان ہوتا ہے اور جن افراد میں 20 یا 30 ملی میٹر مرکری پریشر گر جاتا ہے ان کو کچھ مسائل یا پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

لو بلڈ پریشر کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

اورتھواسٹیٹک لو بلڈ پریشر یعنی کچھ ساعت کے لیے بیٹھے یا لیٹے رہنے کے بعد اچانک کھڑا ہو جانے سے خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا لو بلڈ پریشر کچھ منٹوں تک رہتا ہے اور پھر خود بخود نارمل ہو جاتا ہے۔

غذا (خاص کر پرخوری) کے بعد خون کا دباؤ کم ہوتا ہے اسے ڈاکٹری اصطلاح میں پوسٹ پرانڈیل ہائپوٹینشن کہتے ہیں یعنی غذا لینے کے بعد خون کا دباؤ کم ہونا۔ اس قسم کے لو بلڈ پریشر کی شرح عمر رسیدہ افراد میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں ان مریضوں میں بھی اس کی شرح کچھ زیادہ ہوتی ہے جو ہائی بلڈ پریشر کو قابو میں رکھنے کے لیے "ضد فشار خون" ادویات استعمال کرتے ہوں یا پھر کسی اعصابی مرض مثلاً پارکنسن میں مبتلا ہوں۔

اعصابی لو بلڈ پریشر نوجوان لڑکیوں یا لڑکوں یا کمسن بچوں کو اپنی گرفت میں لیتا ہے۔ اس قسم کا مسئلہ اس وقت درپیش آتا ہے جب کوئی نوجوان لڑکا یا لڑکی یا سکول کا بچہ بہت دیر تک کسی مخصوص کام (کلاس روم میں، لیبارٹری میں یا کسی گھر کے کام کے لیے یا پھر "سزا" بھگتنے) کے لیے بہت دیر تک کھڑا رہے اسے اچانک چکر سا محسوس ہونے کے بعد ابکائی اور پھر الٹی آتی ہے اور اسے پیٹ میں درد (بدہضمی) کی شکایت محسوس ہوتی ہے اور وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے۔ ایسے نوجوان لڑکے لڑکیاں غذا کی طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں اور پانی یا دیگر مائع جات بہت کم مقدار میں استعمال کرتے ہیں۔

جسم سے اچانک کسی وجہ سے کافی مقدار میں خون، پانی یا نمکیات ضائع ہوں (جیسا کہ حادثات میں ہوتا ہے) تو خون کا دباؤ اچانک اتنا کم ہو جاتا ہے کہ مریض کو ہسپتال میں داخل کرنا پڑتا ہے۔

مریض حالت بے ہوشی میں ہوتا ہے اس حالت کو ڈاکٹری اصطلاح میں شاک کہا جاتا ہے اور اس کا علاج ماہر معالج کی نگرانی میں صرف کسی ہسپتال میں ہونا چاہیے ورنہ مریض کی جان جا سکتی ہے۔ اس حالت میں خون کا دباؤ اس حد تک گر جاتا ہے کہ جس سے سبھی اعضاء کے خلیات آکسیجن کے لیے ترستے ہیں اور تازہ آکسیجن کی کمی سے، دماغ، دل، گردوں، جگر، پھیپھڑوں، آنکھوں اور دوسرے اعضاء پر انتہائی مضر اثرات پڑتے ہیں اور وہ اپنا کام اچھی طرح انجام نہیں دے سکتے اس لیے اس قسم کا لو بلڈ پریشر جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

لو بلڈ پریشر کی وجوہات:

☆ادویات جو قبل از یا دوران جراحی استعمال کی جاتی ہیں۔

☆ پریشانی، ذہنی دباؤ کے لیے استعمال کی جانے والی ادویات۔

☆ ہائی بلڈ پریشر کو قابو میں رکھنے کے لیے استعمال کی جانے والی دوائیں ☆ نشہ آور ادویات

☆ نابیدگی (بدن میں کسی وجہ سے پانی کی کمی)

☆ دل کی دھڑکنوں میں بے اعتدالی

☆ کوئی خاص ناقبل برداشت روحانی صدمہ

علامات:

سردرد، بے حد جسمانی وذہنی کمزوری، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانا، اضطراب، بے چینی، بے قراری، تضاد (کنفیوژن)، کانوں میں شور سا بپا ہونا، ہاتھوں پیروں کا سن ہو جانا، سر چکرانا، سر میں شدید درد، سر کا خالی خالی سا لگنا، سیاہ موشن (فضلہ کا رنگ سیاہ ہونا) چھاتی (خاص کر وسط میں) درد، سانس پھولنے لگنا، دم گھٹنے لگنا، 101F سے زیادہ بخار ہو۔ کھانسی اور بلغم (خاص کر زرد یا سرخی مائل ہو) کھانسی کے ساتھ خون کی آمیزش، مسلسل دست وقے، پیشاب کا بار بار اور رک رک کر آنا۔

قسط 1

سِیرتِ صحابیات رضی اللہ عنہن

سعدیہ بینش

الحمدللہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ اشرف الخلق والمرسلین، امابعد......

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو نہ صرف پیدا فرمایا بلکہ ان کو راہِ ہدایت بھی دکھائی۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی۔"

"ہر چیز کو اس کی شکل وصورت بخشی، پھر راستہ دکھایا۔"

اس خلاق عالم نے مزید احسان یہ فرمایا کہ ہادی ورسول ﷺ بھی انسان ہی مبعوث کیے۔ کیونکہ انسانوں میں ایک انسان کی طرح رہ کر انسان کے سے کام کرنا اور پھر منشائے الٰہی کے مطابق اصلاح کرنا کسی فرشتے کے بس کا کام نہ تھا، اس کے لیے ایک انسان ہی موزوں ہوسکتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مرد بلکہ خواتین میں بھی مثالی نمونے پیدا کیے۔ تا کہ ان کی عدم موجودگی میں کوئی خاتون یہ نہ کہہ سکے کہ ان احکام پر تو صرف مرد ہی عمل کر سکتے ہیں، ہم صنفِ نازک ان پر کس طرح عمل پیرا ہوسکتی ہیں۔ ایسا تصور کرنا اس خالق کائنات اور پروردگار مرد وزن کی الوہیت کے منافی تھا۔

اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین ﷺ کے زیرِ تربیت مختلف مزاج اور مختلف طبیعتوں کی خواتین کی تطہیر فرمائی: "وَ یُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا"۔ "اور تمھیں پاک کردے، خوب پاک کرنا"

اور انہیں تمام عالم کی خواتین کے لیے اسوۂ حسنہ اور کامل نمونہ مقرر فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کو مبعوث کرنے کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ جو دین آپ کو دے کر بھیجا گیا ہے، آپ ﷺ اس کا عملی نقشہ بھی پیش کریں۔

اب دین کا وہ حصہ جو خواتین سے متعلق تھا، اس پر نبی کریم ﷺ خود تو عمل کر کے نہیں دکھا سکتے تھے، لہٰذا اس کو عملی طور پر پیش کرنے کا ذریعہ امہات المؤمنینؓ کو بنایا گیا۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ اذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَ الۡحِکۡمَةِ۔"

"اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے، انہیں یاد کرو۔"

پس جس طرح نبی کریم ﷺ کی زندگی تمام مسلمانوں کے لیے ہر دور میں آئیڈیل ہے، اسی طرح ازواج مطہراتؓ کی زندگیاں تمام مسلمان خواتین کے لیے تاقیامت مثالی نمونہ ہیں۔

اس مقالہ کو لکھنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس پاکیزہ جماعت کہ جس نے نبی کریم ﷺ کی صحبت سے بلاواسطہ براہِ راست فیضانِ نبوت ﷺ سے فیض حاصل کیا اور جس پر آفتابِ نبوت ﷺ کی کرنیں بلا کسی حجاب کے بلاواسطہ پڑیں...... کا نقشہ ہمارے سامنے آجائے۔ آج مسلمانوں کے دورِ انحطاط میں ان کے انحطاط کا آدھا حصہ عورت ہے...... توہم پرستی، قبر پرستی، جاہلانہ رسوم، غم وشادی پر مسرفانہ مصارف اور جاہلیت کے نقوش باقی کی پاسبان عورت ہے۔

یہ باتیں ہمارے گھروں میں اس لیے زندہ ہیں کہ مسلمان خواتین کے قلوب میں تعلیماتِ اسلامی کی روح مردہ ہوچکی ہے۔

ایک مسلمان عورت کے لیے سیرتِ ازواج مطہراتؓ میں اس کی زندگی کے ہر پہلو کے لیے قابل تقلید نمونے موجود ہیں، علمی وعملی اور اخلاقی...... ہر قسم کے گوہر سے یہ پاک زندگیاں مالا مال ہیں۔

ازواج مطہراتؓ کی سیرتیں ایک آئینہ خانہ ہے، جس میں صاف طور پر نظر آئے گا کہ ایک مسلمان عورت کی زندگی کی حقیقی تصویر کیا ہے اور خواتین کو معلوم ہوگا کہ دینداری، خداترسی، پاکیزگی، عفت اور اصلاح وتقویٰ کے ساتھ وہ دنیا کو کیوں کر نباہ سکتی ہیں اور دنیا وآخرت کی بھلائیوں اور نیکیوں کو اپنے آنچل میں کیسے سمیٹ سکتی ہیں۔

سیرت کے معانی ومفاہیم

سیرت کے لغوی معنی تو طریقہ کار یا چلنے کی رفتار اور انداز کے ہیں۔ عربی زبان میں "فِعلة" کے وزن پر مصدر آتا ہے، اس کے معنی کسی کام کا طریقہ یا کسی کام کو اختیار کرنے کے انداز اور اسلوب ہوتے ہیں، چنانچہ سیرت کے لفظی معنی بھی "چلنے کا طریقہ" کے ہیں۔

اس معنی کی توسیع کے لیے عربی زبان میں سیرت کے معنی نبی ﷺ کا طرزِ زندگی یا زندگی گزارنے کے اسلوب ہیں۔

لفظ سیرت کے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے معنی مفہوم سے آگاہی حاصل کی جائے، تا کہ اس کا صحیح طور پر ادراک ہوسکے۔

معنی ومفہوم:

المنجد کے مطابق السیرۃ سار کا اسم عادت، طریقہ، طرزِ زندگی، ہیئت، سوانح عمری، لوگوں کے ساتھ برتاؤ کی کیفیت۔

1. سَیۡر وَ سِیۡرَۃ: "اگلوں کی باتیں بیان کرنا۔"
2. السیرۃ: سار کا اسم۔ عادت، طریقہ، طرزِ زندگی، ہیئت، سیرۃ الرَّجُل، سوانح عمری، لوگوں کے ساتھ سلوک کی کیفیت۔

ایک مسلمان عورت کے لیے سیرتِ ازواجِ مطہراتؓ میں اس کی زندگی کے ہر پہلو کے لیے قابلِ تقلید نمونے موجود ہیں، علمی و عملی اور اخلاقی...... ہر قسم کے گوہر سے یہ پاک زندگیاں مالا مال ہیں۔

سیرت کے لغوی معنی تو طریقہ کار یا چلنے کی رفتار اور انداز کے ہیں۔ عربی زبان میں ''فِعلَہ'' کے وزن پر مصدر آتا ہے، اس کے معنی کسی کام کا طریقہ یا کسی کام کو اختیار کرنے کے انداز اور اسلوب ہوتے ہیں، چنانچہ سیرت کے لفظی معنی بھی '' چلنے کا طریقہ'' کے ہیں۔

3۔اَلسِّیْرَۃُ: اس حالت کو کہتے ہیں جس پر انسان زندگی بسر کرتا ہے۔

4۔سیرت: عادت، خصلت، کردار، اخلاق۔

5۔السِّیْرَۃُ: سوانح عمری، طریقہ، چال چلن، طور طریق، برتاؤ، عادت و خصلت، طرزِ زندگی۔

6۔السیرۃ: طریقہ، ہیئت۔

7۔سِیْرۃ: سیر...... لفظ سیرۃ دراصل سَارَ۔یَسِیْرُ۔ سَیْرًا و مَسِیْرًا سے نکلا ہے۔

اس کے معنی ہیں:

جانا، روانہ ہونا، چلنا، طریقہ و مذہب، سنت، ہیئت، حالت، کردار، کہانی، پرانے لوگوں کے قصے اور واقعات کا بیان۔

8.Al.sirah............ اَلسِّیْرَۃُ

"It means a historical work on the life of Prophet Mohammad(ﷺ) or any of his companions, or his successors."

9.Sirat, Sirah............ سیرۃ

"Disposition, temprament, nature, morals, qualities, mode, manner, way of living, conduct, custom, learner or teach manners.

Associating together, society, friendship (Specially of Mohammad ﷺ)."

صحابہ یا صحابیہ:

مختلف لغات میں صحابی یا صحابیہ کے معنی کچھ اس طرح بیان ہوئے ہیں، المنجد میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"اصحاب نبی المسلمین الذین راواہ وطالت صحبتھم۔"

مصباح اللغات کے مطابق: "وہ حضرات جو سرورِ کائنات ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے ہوں اور ایمان ہی پر انتقال ہوا ہو۔"

جامع اللغات میں اس کی تعریف یوں ہے کہ:

"وہ عورت جو مسلمان ہو کے نبی ﷺ کی خدمت میں رہی اور مسلمان فوت ہوئی ہو۔"

مفردات القرآن میں اس کی تشریح یوں کی گئی ہے:

"ہمیشہ ساتھ رہنے والا، خواہ کسی انسان یا حیوان کے ساتھ رہے یا مکان زمان کے اور عام اس سے کہ وہ مصاحبت بدنی ہو جو کہ اصل ہے یا بذریعہ عنایت اور ہمت کے ہو۔"

بیان اللسان کے مطابق:

"وہ مقدس حضرات جنہوں نے حالتِ اسلام میں آنحضور ﷺ کا فیضِ صحبت اٹھایا، آپ ﷺ کو دیکھا ہے۔"

فیروز اللغات کے مطابق:

"صحابہ: دوست، ساتھی، رفیق، رسول کریم ﷺ کے ساتھی۔ (صحابہ...... صاحب کی جمع ہے)

الصحابۃ: وہ حضرات جو سرورِ کائنات ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے ہوں اور ایمان لائے ہوں اور ایمان ہی پر انتقال ہوا ہو۔"

المنجد کے مطابق:

"الصحابۃ سے مراد وہ بزرگ حضرات جن کو آنحضرت ﷺ کا دیدار اور آپ کی صحبت نصیب ہوئی ہو اور ایمان لائے ہوں اور پھر ایمان ہی پر ان کا خاتمہ بھی ہوا ہو۔"

صحابہ............ A Companion

"One of the Companions of Prophet Mohammad(ﷺ). The number of persons entitled to this distinetion at the time of Prophet Mohammad(p.b.u.h)'s death is said to have been 114000. The general opinion being that one who embraced Islam, saw the Prophet and accompanied him, even for a short time is a Sahabi or Companion."

مندرجہ بالا تعریفات سے واضح طور پر سامنے آجاتا ہے کہ صحابی اور صحابیہ وہ حضرات و خواتین ہیں، جنہوں نے نبی کو حالتِ ایمان میں دیکھا اور ایمان ہی پر وفات پائی۔

ماخذ

۱۔المنجد ۲۔مصباح اللغات
۳۔مفردات القرآن ۴۔فیروز اللغات
۵۔القاموس الوحید
۶۔لسان العرب
۷۔مختصر اردو معارف اسلامیہ
۸۔ Dictionary of Islamic terms
۹۔طٰہٰ
۱۰۔الاحزاب
۱۱۔الاحزاب

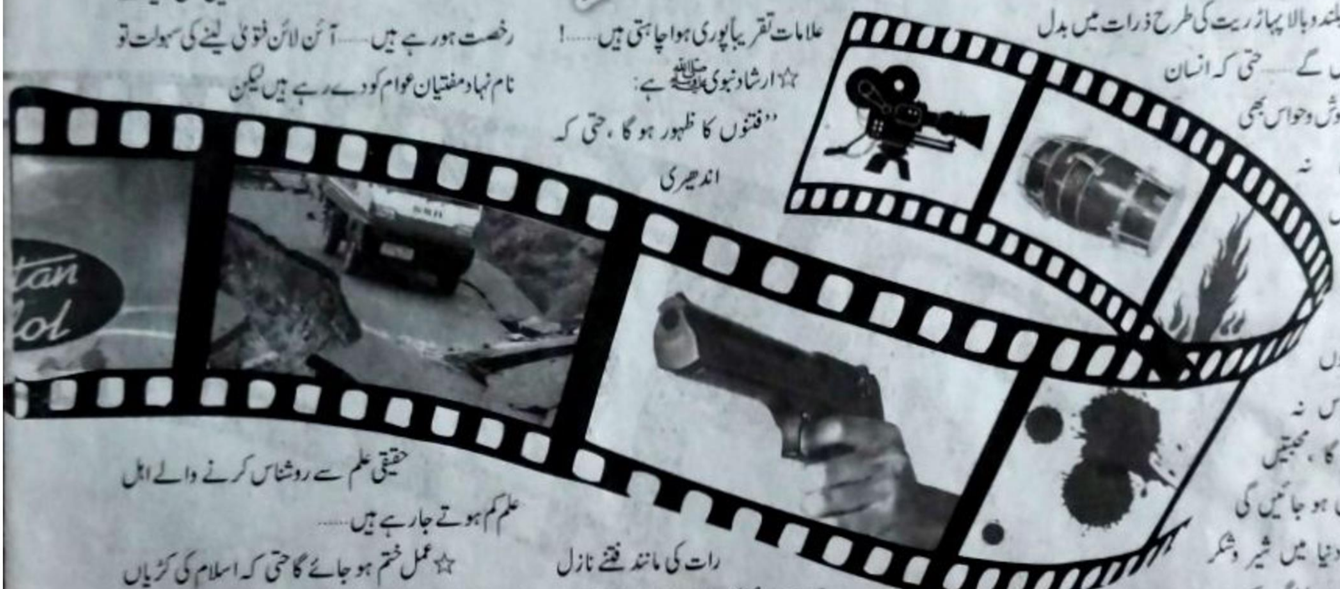
فکرِ آخرت

قیامت کی علاماتِ صغریٰ!

مریم بتول

قیامت کا دن ہولناکی و خوفناکی میں ایسا ہوگا کہ جسے حاشیہ تصور میں لانا ناممکن ہے.........!

جب دنیا کی رنگینیاں اپنا عروج کھو دیں گی...... شمس و قمر روشنیوں سے محروم کر دیے جائیں گے...... میٹھے و ٹھنڈے پانی کے چشمے ابلتے لاوے کا منظر پیش کریں گے...... بلند و بالا پہاڑ ریت کی طرح ذرات میں بدل جائیں گے...... حتیٰ کہ انسان کے ہوش و حواس بھی بحال نہ رہیں گے...... دوستیوں کا پاس نہ رہے گا، محبتیں کھوئی ہو جائیں گی...... دنیا میں شیر و شکر رہنے والے لوگ ایک دوسرے سے دور ہو رہے ہوں گے، الاَّ الْمُتَّقِیْنَ.........!



غرضیکہ جس طرح قیامت کا دن ہولناک ہے اسی طرح قیامت سے پہلے آنے والی نشانیاں بھی انتہائی سخت ہیں...... اللہ تعالیٰ نے پیارے نبی ﷺ کو قربِ قیامت کے متعلق آگاہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"آپ کو کیا خبر، عین ممکن ہے کہ قیامت بہت قریب ہو"۔ (الاحزاب: 63)

اسی طرح نبی پاک ﷺ نے اپنے تین فرامین کے ذریعے سے نشانیوں کا تذکرہ کیا، جس کی بدولت انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ قیامت کی گھڑی لمحہ بہ لمحہ قریب سے قریب تر ہو رہی ہے!

بعثت محمد ﷺ قربِ قیامت کی واضح نشانی ہے۔ حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے، پھر آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو اشارہ کرتے ہوئے ملایا (یعنی جیسے یہ دو انگلیاں قریب ہیں اسی طرح قیامت بھی اب قریب ہے)"۔ (بخاری)

پیارے نبی ﷺ نے جن نشانیوں کا تذکرہ کیا چند بڑی نشانیوں کو چھوڑ کر اگر علامات صغریٰ پر غور کیا جائے تو وہ علامات تقریباً پوری ہو چاہتی ہیں......!

☆ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"فتنوں کا ظہور ہوگا، حتیٰ کہ اندھیری رات کی مانند فتنے نازل ہوں گے۔ آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر اور اگر شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر۔ لوگ دنیا کے کچھ سامان کی خاطر اپنا ایمان تک بیچ ڈالیں گے"۔ (صحیح مسلم)

آج مسلم گھرانوں کو ہی دیکھا جائے تو نئی سے نئی سہولیات کے روپ میں فتنے گھروں میں داخل ہو رہے ہیں۔ مانا کہ ان کے مثبت نتائج بھی نکلتے ہیں لیکن اکثریت فتنے کا شکار ہو جاتی ہے......... دنیا کمانے کی فکر میں ایمان ہچکولے کھا رہا ہے...... بس ایک فکر ہے کہ دنیا ہاتھ آ جائے چاہے متاعِ ایمان لٹ ہی جائے......!

☆ قیامت کے قریب یہ عالم ہوگا کہ ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کی قبر کے قریب سے گزرے گا تو تمنا کرے گا کہ کاش! اس کی جگہ میں ہوتا'۔ (بخاری، کتاب الفتن)

آج دنیا کی محبت اپنی جگہ اٹل ہے مگر زندگی کے چکر نے انسان کو اس قدر آزردہ کر چھوڑا ہے کہ انسان ہر مرنے والے کو اپنی زندگی سے بہتر خیال کرتا ہے......!

☆ علم مٹ جائے گا اور ہر طرف جہالت چھا جائے گی۔ اللہ تعالیٰ لوگوں سے زبردستی علم نہیں کھینچیں گے، بلکہ علماء کے ساتھ علم بھی جاتا رہے گا، لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوال کیا جائے گا وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے، اور لوگوں کو بھی صحیح راہ سے گمراہ کریں گے۔ (بخاری، کتاب العلم)

آج علماء کرام جو حقیقی معنوں میں وارثین انبیاء میں شامل ہیں اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں...... آن لائن فتویٰ لینے کی سہولت تو نام نہاد مفتیان عوام کو دے رہے ہیں لیکن حقیقی علم سے روشناس کرنے والے اہل علم کم ہوتے جا رہے ہیں......

☆ عمل ختم ہو جائے گا حتیٰ کہ اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹتی جائیں گی۔ جب کوئی کڑی ٹوٹے گی تو لوگ اس کے قریب والی کڑی کو پکڑ لیں گے، سب سے پہلے حکم (یعنی امر خلافت) اور سب سے آخر میں نماز کی کڑی ٹوٹے گی"۔ (بخاری، کتاب الفتن)

☆ گانے بجانے کا رواج عام ہوگا، لوگ شرابیں پئیں گے، باجے بج رہے ہوں گے اور گانے والیاں گا رہی ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو زمین میں دھنسا دیں گے، اور ان میں سے بعض کو تو بندر اور خنزیر بنا دیں گے۔ (ابن ماجہ، کتاب الفتن)

☆ امانت ضائع کر کر دی جائے گی، نااہل لوگ امت کے سیاہ و سفید کے مالک بن جائیں گے اور تمام معاملات نااہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں گے۔ (بخاری، کتاب الرقاق)

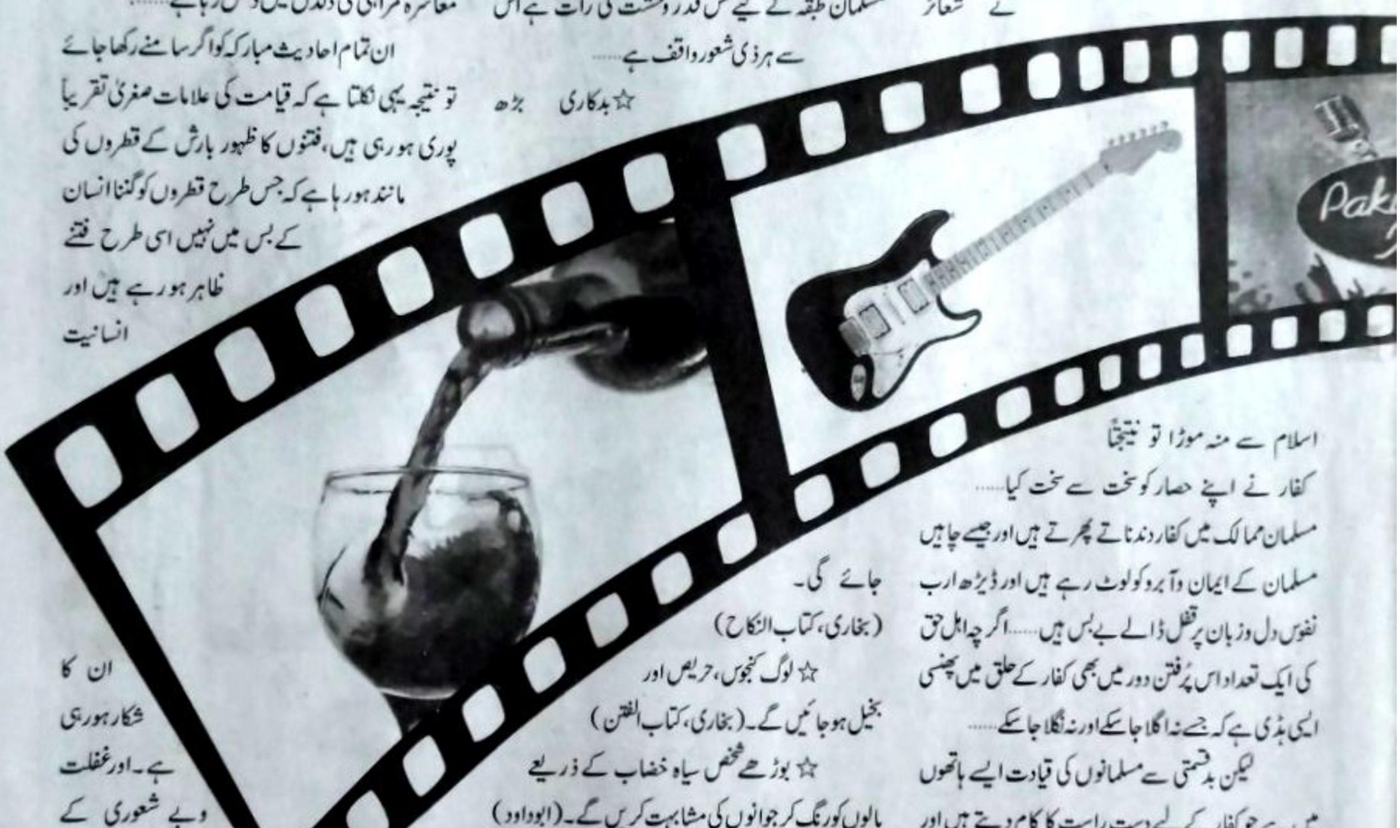
☆ شراب حلال سمجھ لی جائے گی، لوگ شراب پینے کے لیے اس کا نام تبدیل کر لیں گے اور شراب کثرت سے پئیں گے (بخاری، کتاب الاشربۃ)

☆ شرک بہت بڑھ جائے گا حتیٰ کہ اس امت کے لوگ

دوبارہ بتوں کی پوجا شروع کردیں گے۔(ابوداود، کتاب الفتن)

☆ کافر طاقتیں مسلم امہ پر یوں ٹوٹ پڑیں گی جیسے بھوکے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم نہیں ہوگی بلکہ تعداد تو بہت زیادہ ہوگی لیکن مسلمانوں کی حیثیت صرف اس جھاگ کی مانند ہوگی جو پانی کے اوپر بہتا ہے اور مسلمانوں کے دشمن ان کے رعب ودبدبہ سے آزاد ہوں گے، اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ان میں وہن کی بیماری آجائے گی اور وہن کی بیماری دنیا سے محبت اور موت سے نفرت ہے۔(ابوداود، کتاب الملاحم)

آج اگر اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو دنیا میں کون سی جگہ ہے جہاں مسلمان کفار کے تسلط سے آزاد ہیں، ظاہری یا باطنی طور پر...... مسلمانوں نے شعائر



اسلام سے منہ موڑا تو نتیجتاً کفار نے اپنے حصار کو سخت سے سخت کیا......

مسلمان ممالک میں کفار دندناتے پھرتے ہیں اور جیسے چاہیں مسلمان کے ایمان وآبرو کو لوٹ رہے ہیں اور ڈیڑھ ارب نفوس دل وزبان پر قفل ڈالے بے بس ہیں...... اگرچہ اہل حق کی ایک تعداد اس پرفتن دور میں بھی کفار کے حلق میں پھنسی ایسی ہڈی ہے کہ جسے نہ اگلا جاسکے اور نہ نگلا جاسکے......

لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کی قیادت ایسے ہاتھوں میں ہے جو کفار کے لیے دست راست کا کام دیتے ہیں اور ''وہن'' کی بیماری جن کی رگ وجاں میں بس چکی ہے......!

☆ زلزلے بکثرت ہوں گے، اور فتنوں کا ظہور ہوگا۔(بخاری، کتاب الاستسقاء)

آج مسلمانوں کی شامت اعمال کی وجہ سے زمین اس قدر بوجھل ہے کہ آئے دن زلزلے سے تھرتھراتی ہے لیکن ہم اسے زیرزمین پلیٹوں کے سرکنے سے جوڑ کر قصہ پاک کردیتے ہیں...... نہ ہمارے ضمیر کو ضرب لگتی ہے اور نہ ہمارے اعمال میں خشیت الٰہی کا عنصر غالب آتا ہے......

☆ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ساقط ہو جائے گا۔(ابن ماجہ، کتاب الفتن)

قرب قیامت کی علامت ہے اور ایمان متزلزل کی گرامت کہ آج ایک بات ہی زبان زدعام ہے کہ ''بس یہ بھی ٹھیک ہے، وہ بھی ٹھیک ہے''۔''اپنی چھوڑو نہ کسی کو چھیڑو نہ''۔

یعنی برائی کو ٹھنڈے دل سے برداشت کرلیا جائے، نیکی کو اپنی ذات تک محدود رکھا جائے......!

☆ قتل وغارت اور خون ریزی بڑھ جائے گی۔(مسلم، کتاب العلم)

بم دھماکوں، فائرنگ اور میزائل حملوں سے روزانہ کتنے افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں......

دنیا میں قتل وغارت کا بازار کیسے گرم ہے؟ خصوصاً مسلمان طبقہ کے لیے کس قدر وحشت کی رات ہے اس سے ہر ذی شعور واقف ہے......

☆ بدکاری بڑھ جائے گی۔
(بخاری، کتاب النکاح)

☆ لوگ کنجوس، حریص اور بخیل ہوجائیں گے۔(بخاری، کتاب الفتن)

☆ بوڑھے شخص سیاہ خضاب کے ذریعے بالوں کو رنگ کر جوانوں کی مشابہت کریں گے۔(ابوداود)

☆ لوگ ہمسائے کے ساتھ برا سلوک کرنے کے عادی ہوجائیں گے۔(مسند احمد)

☆ لوگوں پر ایسے سال آئیں گے کہ ہر طرف دھوکہ ہی دھوکہ ہوگا۔ جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا۔ خائن کو امانتدار اور امانتدار کو خائن سمجھا جائے گا۔(ابن ماجہ، کتاب الفتن)

☆ زمانہ قریب ہوجائے گا حتی کہ سال مہینہ کی مانند اور مہینہ ہفتہ کی مانند تیزی سے گزر جائے گا۔(بخاری، کتاب الاستسقاء)

شاید یہ انسانی مصروفیات بڑھ جانے کے باعث ہوگا۔

☆ مرد کم ہوجائیں گے، اور عورتیں بڑھ جائیں گی حتی کہ پچاس عورتوں کا ایک نگران ہوگا۔(بخاری)

☆ ایسے گمراہ کرنے والے حکمران ہوں گے، جو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق لوگوں کی راہ نمائی نہیں کریں گے بلکہ وہ انسانی جسموں میں شیطانی دل رکھتے ہوں گے۔(مسلم، کتاب الامارۃ)

آج مسلمانوں کی قیادت ایسے نام نہاد مسلمانوں کی محتاج ہے جو قرآن کریم اور سنت کے بجائے یہود ونصاریٰ کے کلچر کو فروغ دینے کے لیے کوشاں ہیں...... جس سے شیطانی کردار وافعال پنپ رہے ہیں۔ اور اسلامی نظام حیات سے منہ موڑ کر معاشرہ گمراہی کی دلدل میں دھنس رہا ہے......!

ان تمام احادیث مبارکہ کو اگر سامنے رکھا جائے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ قیامت کی علامات صغریٰ تقریباً پوری ہورہی ہیں، فتنوں کا ظہور بارش کے قطروں کی مانند ہورہا ہے کہ جس طرح قطروں کو گننا انسان کے بس میں نہیں اسی طرح فتنے ظاہر ہورہے ہیں اور انسانیت ان کا شکار ہورہی ہے۔ اور غفلت وبے شعوری کے دبیز پردے ہمیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں......!

''لوگوں کے لیے ان کا حساب (یعنی قیامت) بہت قریب آگیا ہے اور وہ بڑی غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں''۔(الانبیاء:1) اور ارشاد نبوی ﷺ ہے:''جو انسان فوت ہوجائے اس کی قیامت اسی وقت قائم ہوجاتی ہے''۔(مشکوٰۃ کتاب الفتن) اللہ رب کریم ہمیں ایمان والی حیات وممات دیں۔ آمین ثم آمین

طالبات کارنر

یمنیٰ شعیب

لیپ ٹاپ کا مفید استعمال

عزیز طالبات ! پہلے ہم نے لیپ ٹاپ سکیم کے خطرناک نتائج کے متعلق چند معلومات آپ کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ یقیناً یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہماری نوجوان نسل کو لیپ ٹاپ جیسے برائی پھیلانے والے خطرناک آلے کے ذریعے کس حد تک بے راہ روی کا شکار کیا جارہا ہے۔

ہم یہ جان چکے ہیں کہ یہ درحقیقت کفار کی ایک مکروہ سازش ہے جس کی بدولت ہمارے جوانوں کو ان کے اصل مقصد حیات سے روک کر میٹھی لوری دے کر سلایا جارہا ہے۔ اللہ نے ہمیں ایک خاص مقصد دے کر اس دنیا میں بھیجا تھا۔ اور یہ قوت اور طاقت والی عمر اس لیے عطا کی تھی کہ اس سے اسلام کو تمام باطل نظاموں پر غالب کیا جائے۔ اور آج کفار یہ جانتے ہیں کہ مسلم شباب کے بڑھتے ہوئے زور کی قوت کو نہ روکا گیا تو یہ جلد ساری دنیا میں اسلام کو نافذ کردیں گے۔ اسی لیے وہ آخری حربہ کے طور پر بھونڈی تدابیر کرنے پر مجبور ہیں۔

عزیز طالبات! وہ اپنے زور بازو پر کوشش کررہے ہیں اور ہمیں بھی ہمت نہیں ہارنی اور اس یلغار کا بھرپور طریقہ سے جواب دینا ہے۔ ان شاءاللہ

جن طالبات میں لیپ ٹاپ تقسیم کیے گئے ان میں کثیر تعداد ایسی طالبات کی ہے جو نہ چاہتے ہوئے بھی لیپ ٹاپ کی موجودگی کے باعث پڑھائی میں بے توجہی کا شکار رہتی ہیں۔

بہت سی طالبات بے بھی کی وجہ سے فیس بک اور سوشل نیٹ ورکنگ کی دیگر سائٹس پر اپنا وقت ضائع کر بیٹھتی ہیں۔

یا انٹرنیٹ سے بے مقصد مواد ڈاون لوڈ کرنے میں مصروف رہتی ہیں۔

جبکہ اس کے برعکس کچھ بہنیں ایسی بھی ہیں جو وقت ضائع ہونے کے ڈر سے لیپ ٹاپ کے استعمال سے ہی گریز کرتی ہیں۔ لیپ ٹاپ سکیم کے ذریعے دیے جانے والے لیپ ٹاپ بے شک ایک نہایت سنگین پروپیگنڈے کا حصہ ہیں لیکن ان کا مقصد استعمال ہمیں مستقبل میں موثر نتائج سے ہمکنار کرسکتا ہے۔ اگر ہم آج اس ڈیجیٹل آلے سے وقت کا صحیح استعمال اور تعلیمی میدان میں فائدہ اٹھانا سیکھ لیں تو یہ سکیم بنانے والوں کے منہ پر ایک طمانچے کی مانند ہوگا۔

اس حوالے سے چند غور طلب نکات پیش خدمت ہیں:

☆ لیپ ٹاپ کے حصول کے بعد یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ یہ ایک ایسا آلہ ہے جس میں کسی قسم کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ یعنی انٹرنیٹ کے ذریعہ ہر قسم کی معلومات آپ کی پہنچ میں ہیں۔ لہٰذا اس کے استعمال سے پہلے ہی سمجھداری کے ساتھ اپنی حدود متعین کرلیں۔

☆ اگر آپ لیپ ٹاپ محض تعلیم کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہیں تو اس میں کم سے کم سافٹ ویئر ڈاون لوڈ کریں جو عین ضرورت کے مطابق ہوں۔

☆ لیپ ٹاپ پر ہمیشہ گیم یا تفریح کا دیگر سامان ڈاون لوڈ کرنے سے گریز کریں۔ اور اس قسم کا کوئی مواد آپ کی لیپ ٹاپ میں موجود ہے تو اسے فوری طور پر ڈیلیٹ کریں۔ یہ اس لیے کہ اس سے پڑھائی کے دوران یکسوئی متاثر ہوتی ہے۔

☆ اگر آپ فیس بک یا کوئی سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ استعمال کرتی ہیں تو پہلے اس کے مقصد پر غور کریں۔ اگر اس کا مقصد محض سہیلیوں اور رشتہ داروں سے رابطے میں رہنا ہے تو اپنے اکاونٹ کو ڈیلیٹ کردیں کہ دین سے محبت کرنے والی طالبات ان کاموں میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتیں۔

ہاں اگر اس کے استعمال کا مقصد دین کی دعوت ہے تو بغیر کسی سے دوستی کیے اور وقت ضائع کیے ہفتے میں ایک دن مخصوص کرکے اس کا استعمال کریں۔ اس ایک دن کو بونس کے طور پر مخصوص کرلیں۔ وہ اس طرح کہ اگر آپ پورا ہفتہ پڑھائی کا کام مکمل کریں گی تو اس ایک دن میں فیس بک کا استعمال کرسکیں گی۔ اور اگر کام مکمل نہ ہوسکا تو اس ہفتے فیس بک نہیں چلے گا۔ خود سے یہ وعدہ کریں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

☆ جتنا وقت آپ لیپ ٹاپ پر گزارتی ہیں اس میں کمی لائیں اور یہی وقت معلوماتی کتب کے مطالعے میں صرف کریں۔

☆ کورس کی کتابیں پڑھتے ہوئے جو ٹاپک سمجھنا مشکل معلوم ہوں ان پر نشان لگالیں اور پھر انٹرنیٹ کے ذریعے اس ٹاپک کی تفصیلی معلومات حاصل کریں۔

☆ اگر پڑھائی کے دوران بوریت محسوس کریں تو انٹرنیٹ کے ذریعہ گوگل یا کسی اور ویب سائٹ پر کسی سے نئی معلومات کی کھوج لگائیں۔ ان معلومات کا تعلق آپ کی پڑھائی سے بھی ہوسکتا ہے اور کسی بھی اہم چیز سے ہوسکتا ہے۔

☆ اگر آپ ریسرچ کرنے کی یہ عادت اپنالیں تو اسلام اور حالات حاضرہ سے متعلق بہت سی معلومات اکٹھی کی جاسکتی ہیں۔ اگر آپ پاور پوائنٹ کا استعمال سیکھ لیں تو ان ذخیرہ کی گئی معلومات کو پریزینٹیشن کی صورت میں اپنے حلقے کی خواتین اور گھر کے افراد کو اس کا علم دے سکتی ہیں۔ ان شاءاللہ

☆ یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ لیپ ٹاپ کا استعمال کسی بھی دن 4 گھنٹوں سے تجاوز نہ کرے۔

☆ اپنے ای میل آئی ڈی کے ذریعے اپنی اساتذہ اور سینئر طالبات سے رابطے میں رہیں۔ اپنے تھیسز یا رپورٹ کے سلسلے میں ان سے مشورے طلب کرتی رہیں۔

عزیز طالبات ! یہ ہیں وہ چند نکات جن کی مدد سے ہم اپنا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچاسکتے ہیں۔ بہت سے وہ کام جو بے مقصد ہیں ان سے اپنا پیچھا چھڑا سکتے ہیں۔ اور لیپ ٹاپ کے صحیح استعمال کے ذریعہ اسلام کی دعوت کو بہت سے لوگوں تک پہنچاسکتے ہیں۔

اگر یہ کوشش اس لیے کی جائے کہ کفار کی سازش ناکام ہو اور فائدہ اسلام کو ہو تو اس کوشش میں صرف ہونے والا وقت بھی ہمارے لیے باعث اجر ہوگا۔ ان شاءاللہ

اللہ ہمیں اپنا وقت اور صلاحیتیں بہترین مقاصد کے حصول میں لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



تفسیر القرآن

سورۃ النساء کی تشریح وتفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

خائنوں، ظالموں اور غلط لوگوں کی حمایت اور وکالت حرام ہے

إِنَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿105﴾
وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ ﴿106﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَهُمْ ؕ إِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيْمًا ۙ ﴿107﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ
يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿108﴾ هٰٓأَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿109﴾

(النساء-105-109)

ترجمہ: (اے نبیؐ) بے شک ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ آپ کو اللہ نے جو سیدھی راہ دکھائی ہے، اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔ اور آپ خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنیں اور اللہ سے بخشش مانگیں۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اور آپ ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا نہ کریں جو اپنے آپ سے خیانت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو خیانت کرنے والا گناہ گار ہو۔ وہ لوگوں سے (تو اپنی حرکتیں) چھپا سکتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپا سکتے اور وہ اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ رات کو چھپ کر ایسا مشورہ کرتے ہیں جو اللہ کو پسند نہیں اور وہ جو بھی عمل کرتے ہیں، اللہ اسے گھیرے ہوئے ہے۔ ہاں تم لوگوں نے یہاں دنیا کی زندگی میں تو ان (مجرموں) کی طرف سے جھگڑا کر لیا، پھر قیامت کے دن اللہ کے ہاں ان کی طرف سے کون جھگڑے گا؟ یا (وہاں) کون ان کا وکیل ہوگا؟

مفردات:

1۔ أَرٰكَ کا مادہ ر ء ی ہے اور یہ أَرٰی يُرِی باب افعال سے واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ہے اور اس کا معنی دکھانا ہے۔

2۔ يَخْتَانُوْنَ کا مادہ خ و ن ہے اور یہ اِخْتَانَ يَخْتَانُ باب افتعال (اصل میں اِخْتَوَنَ يَخْتَوِنُ تھا۔ واؤ ماقبل مفتوح کی وجہ سے دونوں جگہ الف ہوگیا (افتعال سے جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے

اس کا معنی عہد امانت کا پاس نہ کرنا' خفیہ طور پر عہد شکنی کرنا)

3۔ اَثِیْمًا کا مادہ ء ث م ہے اور یہ اَثِمَ یَاْثَمُ (باب سمع یسمع) سے فعیل کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے' اس کا معنی بہت زیادہ گناہ گار حق تلفی کرنے والا۔

4۔ یَسْتَخْفُوْنَ کا مادہ۔ خ ف ی ہے اور یہ اِسْتَخْفٰی یَسْتَخْفِی (باب استفعال) سے جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے۔ اس کا معنی مخفی رکھ سکنا' چھپانے کی کوشش کرنا ہے۔

5۔ یُبَیِّتُوْنَ مادہ ب ی ت ہے اور یہ بَیَّتَ یُبَیِّتُ (باب تفعیل) سے جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے۔ اس کا معنی رات کے وقت چھپ کر کوئی بات کرنا' سازش کرنا' منصوبہ بنانا ہے۔

تفسیر

گزشتہ آیات میں جہاد اور کافروں پر شدت و گرفت کا بیان تھا اور اللہ کے علیم اور حکیم ہونے کا ذکر تھا۔ یعنی اس کے تمام احکام علم و حکمت پر مبنی ہیں' لہٰذا یہ نہ سمجھا جائے کہ جیسے کافر اپنے عقائد و اعمال میں ہر لحاظ سے غلط اور مسلمان عقائد و عبادات میں ہر لحاظ سے صحیح و حق پر ہیں' اسی طرح روزمرہ کے معاملات میں بھی کافر ہر لحاظ سے غلط اور مسلمان ہر لحاظ سے صحیح ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے بعض دنیاوی امور و معاملات میں کافر کی بات صحیح ہو اور وہ بے گناہ ہو اور مسلمان بشری تقاضوں کی بناء پر غلط اور قصوروار ہو' اسی لئے ان آیات میں عدل و انصاف قائم رکھنے اور حق والے کو اس کا حق دینے اور اس کی حمایت کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور چور و خائن اور دوسروں کے اموال ہڑپ کرنے والوں اور مالی معاملات میں دوسروں پر تہمت لگانے والوں کی سرزنش کی گئی ہے اور ان کی حمایت اور ان کی طرف سے دفاع و مجادلہ کرنے سے روکا گیا ہے' یعنی ان آیات میں منافقین کے طرز عمل اور ان کی سازشوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے کہ یہ لوگ مقدمات میں مجرموں کی حمایت کرتے تھے' ان کو بری کرانے کے لئے بحث مباحثہ کرتے تھے۔ خود جرم کرتے تھے اور اس جرم کی تہمت کسی اور پر لگا کر اپنے آپ کو بری کروانے کی کوشش کرتے تھے اور غلط وکالت کرتے' رسول اللہ ﷺ سے غلط فیصلہ کروانے کی کوشش کرتے تھے۔

ان کی تمام کاوشوں اور سازشوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما کر رسول اللہ ﷺ اور تمام مومنوں کو چوکنا و ہوشیار کردیا اور مقدمات کے سلسلہ میں رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے رسول ؐ! بے شک ہم نے یہ کتاب (قرآن) آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کی' یہ سچی اور لاریب کتاب ہے۔ اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف اس لئے نازل کی کہ آپ اس کتاب اور اس کی تفسیر (حدیث و سنت) جو اللہ نے آپ کو سمجھائی ہے' اس کی روشنی میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اور اے نبیؐ تو ان خیانت کرنے والوں کا طرفدار نہ بن اور ان کی طرف سے وکالت نہ کر' یہ خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے اور مراد ساری امت ہے کہ مسلمانوں کو محض خاندان و قبیلہ کی عصبیت کی بنا پر مجرم کی حمایت نہیں کرنی چاہئے' اگر ایک دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہے اور وہ حق پر ہے تو اس کی حمایت کرنی چاہئے۔ مسلمانوں کی ناجائز طرفداری نہیں کرنی چاہئے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگئے اگر لوگوں کے بیان کی وجہ سے آپ نے کسی مجرم کی وکالت و طرفداری کرلی ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی حفاظت فرماتا ہے اور اگر کبھی حق کے پوشیدہ رہ جانے اور اس سے ادھر ادھر ہونے کا مرحلہ آجائے تو فوراً اللہ تعالیٰ اسے متنبہ فرمادیتا ہے اور اس کی اصلاح فرمادیتا ہے اور یہی عصمت انبیاء ہے کیونکہ غیر نبی کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوتا۔

حدیث:۔ سیدہ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی ایک بشر ہوں' اس لئے جب میرے پاس کوئی جھگڑا لے کر آتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی دلیل کو دوسرے کی نسبت زیادہ اچھے طریقے سے پیش کرے اور میں اسے سچا سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ کردوں تو جسے میں فیصلہ کرکے کسی مسلمان کا حق دے دوں تو وہ جہنم کی آگ کا ٹکڑا ہے۔ وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے۔ (بخاری کتاب المظالم باب اثم من خاصم فی باطل وھو یعلمہ' مسلم کتاب الاقضیہ باب بیان ان حکم الحاکم لایغیر الباطن)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے ورنہ ایسی نوبت اور معاملہ آپ کو درپیش نہ ہوتا کہ آپ کو مذکورہ وضاحت کرنا پڑتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حاکم وقت اور قاضی اور کسی بھی عدالت کا فیصلہ اگر حق کے موافق نہ ہو تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا اور یہ نظریہ کہ معاملہ اصل میں غلط ہی کیوں نہ ہو اور کسی کا حق نہ بھی بنتا ہو لیکن حاکم وقت اور قاضی کے اس کے حق میں فیصلہ کی بناء پر بظاہر اس کا حق ثابت ہوجائے گا لیکن اصلاً اس کا حق نہ ہوگا۔ اسے کم از کم قیامت والے دن جواب دینا ہوگا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کسی کو چرب زبانی سے متاثر ہوکر اس کے حق میں فیصلہ کردیں تو وہ اس کے لئے حلال نہ ہو اور بعد میں آنے والوں کے غلط فیصلہ سے کسی کے لئے حلال ہوجائے' یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خطاب فرمایا کہ آپ ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا اور وکالت نہ کریں جو اپنے آپ سے خیانت کرتے ہیں کیونکہ جنہوں نے دوسروں سے خیانت کی ہے' دراصل انہوں نے سب سے پہلے اپنے آپ سے خیانت کی ہے کہ حرام کا ارتکاب کرکے اپنی جانوں کو دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی اور اللہ کے عذابات کا مستحق بنادیا ہے۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں اور گناہ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا بلکہ یہ لوگ اللہ کے مبغوض اور ناپسندیدہ لوگ ہیں۔

اگلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ یہ خیانت اور گناہ کرنے والے لوگ لوگوں سے تو چھپتے ہیں لیکن اللہ سے حیاء نہیں کرتے اور اس سے نہیں ڈرتے جو ہر وقت ان کے ساتھ ہے اور وہ راتوں کو جو اللہ کی نافرمانیوں اور مسلمانوں کے خلاف اور خیانت کرنے والوں کی حمایت میں مشورے اور سازشیں کرتے ہیں' اللہ ان سے باخبر ہے کیونکہ وہ ان کے سارے اعمال کا احاطہ کرنے والا ہے' اس سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہوسکتی' لہٰذا اللہ سے ڈرتے ہوئے ان لوگوں کو اپنی روش اور چال چلن درست کرلینا چاہئے' جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے' کوئی تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر وہ اس کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ کوئی پانچ آدمیوں کی مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم

ہوتے ہیں اور نہ زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی ہوں' پھر وہ انہیں قیامت کے دن بتائے گا جو کچھ انہوں نے کیا۔ یقیناً اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

6۔مجادلہ: منافقین جو رات کو مشورے اور سازشیں کرتے تھے' ان کے متعلق فرمایا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اطاعت ہوگی۔ پھر جب تیرے پاس سے نکلتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ رات کو اس کے خلاف مشورے کرتا ہے جو وہ کہہ رہا تھا اور لکھ رہا ہے' جو وہ رات کو مشورے کرتے ہیں' پس ان سے اعراض کر اور اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ کافی وکیل ہے۔(النساء81)

7۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا مطلب

قرآن مجید کے سات مقامات پر اور احادیث میں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے' کیسے؟ جیسے اس کی شان کے لائق ہے' جیسے ہم اس کی ذات کی حقیقت و کیفیت نہیں جانتے۔ ایسے ہی ہم اس کی صفات کی حقیقت و کیفیت نہیں جانتے اب جن آیات واحادیث میں ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے' اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہونے کے باوجود ہمارے ساتھ ہے' دور ونزدیک کی نسبت ہمارے لئے ہے' اللہ دور ہو کر بھی ہمارے ساتھ ہے۔ رہی یہ بات کہ کیسے ساتھ ہے تو اس کی اصل اور پوری کیفیت وہی جانتا ہے' مخلوق میں بھی اس کی مثال موجود ہے' جیسے سورج دور ہونے کے باوجود ہم جہاں جاتے ہیں' وہ ہمارے ساتھ ساتھ ہوتا ہے' جب چاند وسورج کا یہ معاملہ ہے کہ وہ مخلوق ہو کر اور ہم سے دور ہو کر بھی ہمارے ساتھ ہیں تو اللہ تعالیٰ کی صفت تو ان کی صفت سے کہیں بلند ہے۔

چنانچہ وہ عرش پر ہونے کے باوجود ہمارے ساتھ ہے' خواہ ہم کہیں ہوں۔ موجودہ زمانہ میں اس کی ایک ادنیٰ سی مثال بجلی ہے کہ وہ اپنے اصل ٹھکانے کے باوجود ہزاروں میل دور تک موجود ہوتی ہے اور اس کا وجود سب محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت اور مخلوق پر موثر ہونے کے لئے یہ مثال بھی نہایت ادنیٰ مثال ہے جبکہ اللہ کی صفات بہت اعلیٰ ہیں' جیسا کہ فرمایا وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْأَعْلٰى۔(النحل60)

اور اللہ کی سب سے اونچی صفت ہے

اس کے لئے عرش پر رہ کر ہر ایک کے ساتھ ہونا بالکل معمولی بات ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا کہ خیانت کرنے والوں کی حمایت کرنے والو! دنیا میں تم ان کی طرف سے جھگڑا اور ان کی وکالت کرلو گے لیکن قیامت کے دن کون ان کی طرف سے اللہ سے جھگڑا کر سکے گا اور کون ان کا وکیل ہوگا' یعنی اگر دنیا میں جھوٹی شہادتوں اور چرب زبانیوں اور عدالتی و قانونی موشگافیوں اور تمام ناجائز حمایت اور وکالت سے دنیا میں بچ بھی گئے تو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے' جیسا کہ فرمایا اور اس دن سے بچو جب نہ کوئی جان کسی جان کے کچھ کام آئے گی اور نہ اس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ان کی کوئی مدد کی جائے گی۔(البقرہ 48)

اور فرمایا' جو بھی کوئی برائی کرے گا' اسے اس کی جزاء دی جائے گی اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست پائے گا اور نہ کوئی مددگار۔(النساء123)

اور فرمایا' وہ اپنے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔(احزاب17)

فوائد

1۔ کتاب وسنت کے خلاف کوئی بھی فیصلہ حرام ہے۔

2۔خائنوں' ظالموں اور غلط لوگوں کی حمایت اور وکالت حرام ہے۔

3۔گناہوں سے توبہ واستغفار ضروری ہے۔

4۔ خائنوں' ظالموں' نافرمانوں سے بغض و عداوت فرض ہے۔

5۔ احوال قیامت کے متعلق وعظ و نصیحت ضروری ہے۔

بقیہ تدریس الحدیث

فوائدومسائل:

1۔تین جگہوں پر رفع الیدین کی احادیث اتنی زیادہ ہیں کہ جس کی مساوات وبرابری نہیں کی جاسکتی اور اس قدر صحت کے ساتھ ثابت ہیں کہ رد نہیں کی جاسکتیں۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت' رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین مسنون ہے۔

2۔بعض احادیث سے دو رکعتوں کے بعد تیسری رکعت کی ابتداء میں بھی رفع الیدین ثابت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: (صحیح البخاری الاذان باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین' حدیث 739' و مسند احمد 145/2 و سنن ابی داؤد الصلوۃ باب من ذکر انہ یرفع یدیہ اذا قام من الثنتین' حدیث: 743' 744) اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظامؒ کا اسی پر عمل ہے۔ امام شافعی' احمد' ابوثور' ابن مبارک' اسحاق بن راہویہ اور صحیح روایت کے مطابق امام مالک رحمہم اللہ سے بھی یہی منقول ہے بلکہ زاد المعاد اور التلخیص الحبیر وغیرہ میں مروی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تادم زیست رفع الیدین کرتے رہے۔ خلفائے راشدین بلکہ باقی عشرہ مبشرہ سے بھی رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ اس کے برعکس رفع الیدین نہ کرنے کی کوئی روایت صحیح سند سے ثابت نہیں جس کی تفصیل فتح الباری' التلخیص الحبیر اور جلاء العینین فی تخریج روایات البخاری فی جزء رفع الیدین وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی شہادت اس مسئلے میں اس بات کی دلیل ہے کہ رفع الیدین پر نبی اکرم ﷺ کا ہمیشہ عمل رہا۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک کے بعد 9 ہجری میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ (البدایۃ والنہایۃ 75/5' وشرح العینی علی صحیح البخاری :43/9) اور پھر واپس اپنے ملک چلے گئے۔ آئندہ سال جب دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو وہ سخت سردی کا موسم تھا۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کپڑوں کے نیچے سے رفع الیدین کرتے دیکھا۔ یہ 10 ہجری کے آخری مہینے تھے۔ اس کے بعد 11 ہجری میں سرور دو عالم ﷺ کی وفات ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ زندگی کے آخری حصے تک رفع الیدین کرتے رہے۔ یہ عمل منسوخ ہوا نہ اس پر عمل متروک ہوا۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ کوفے کے علاوہ باقی تمام بلاد اسلامیہ میں اس پر عمل رہا۔ فقہائے اسلام کی اکثریت نے اس کو پسند کیا ہے۔ بخاری ومسلم کے علاوہ سنن ابی داؤد' جامع ترمذی' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ' سنن دارمی' موطا امام مالک' مصنف عبدالرزاق' مصنف ابن ابی شیبہ' مسند احمد' صحیح ابن خزیمہ' صحیح ابن حبان' مسند ابی عوانہ' سنن دارقطنی اور سنن کبریٰ بیہقی وغیرہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

تدریس الحدیث

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

بلوغ المرام کی
کتاب الصلوۃ
کی تشریح

نماز کے مسائل

الشیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج: ابوطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ

بَابُ صِفَةِ الصَّلاةِ — باب نمبر: 7۔ نماز کی صفت کا بیان (نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ)

216۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (متفق عليه) وَفِي حَدِيْثِ أَبِي حُمَيْدٍ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَلِمُسْلِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ لٰكِنْ قَالَ: حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب نماز کا آغاز فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تب بھی اسی طرح رفع الیدین کرتے تھے)۔ (بخاری و مسلم) اور ابوداؤد میں حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتی کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے' پھر اللہ اکبر کہتے۔

اور مسلم میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی طرح مروی ہے لیکن اس میں ہے کہ اپنے کانوں کے اوپر والے حصے تک اٹھاتے

تخریج: اخرجه البخاری' الاذان باب رفع الیدین فی التکبیرة الاولیٰ مع الافتتاح سواء' حدیث 735 و مسلم الصلاة' باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین مع تکبیرة الاحرام والرکوع' حدیث 390 و حدیث ابی حمید اخرجه ابوداوٗد' الصلوة' حدیث 730

لغوی تشریح: يُحَاذِيَ يُقَابِلُ کے معنی میں ہے' یعنی بالمقابل یا برابر

ثُمَّ يُكَبِّرُ افتتاح صلاۃ کے وقت پہلے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے' پھر اللہ اکبر کہتے۔ اس کے برعکس پہلے تکبیر' پھر رفع الیدین اور تکبیر کے ساتھ ہی رفع الیدین کا ذکر بھی حدیث میں موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس فعل میں وسعت ہے۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت جسے ابوداوٗد نے روایت کیا ہے اور مصنف نے اسی پر انحصار کیا ہے' اس میں رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین کا ذکر ہے۔ (نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ) یعنی جس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں تینوں مواقع پر رفع الیدین ثابت ہے' اسی طرح اس میں ہے۔ (فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ) کانوں کے اطراف' یعنی اوپر والے کنارے۔ یہ اس روایت کے مخالف ہے جس میں رفع الیدین کندھوں تک کرنے کا ذکر ہے۔ دونوں روایتوں میں تطبیق و موافقت اس طرح ہے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں تو کندھوں کے برابر اور انگلیوں کے پور کانوں کے مقابل تک اٹھائے جائیں۔ یہ تطبیق اچھی ہے۔ اور اس سے بہتر یہ ہے کہ اسے بھی توسع پر محمول کیا جائے کہ کبھی کانوں کے برابر اور کبھی کندھوں کے برابر اٹھاتے۔

باقی صفحہ 6 پر

شھر رمضان......شھر رحمان

آداب اور احکام و مسائل

اہلِ ایمان کا ریفریشر کورس شروع

آیئے اللہ کو عبادت اور مخلوق کو خدمت سے اپنا بنا لیں

باب الصوم

مولانا عبدالرحمٰن عزیز

محمد ﷺ کی امت پر رمضان کا پورا مہینہ روزہ رکھنا مشروع قرار دیا گیا ہے، اور یہ ایک فرض اور بنیادی عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة :185]

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ہدایت کی اور (حق و باطل میں) فرق کرنے کی واضح دلیلیں ہیں تو تم میں سے جو اس مہینے میں حاضر ہو وہ اس کا روزہ رکھے۔"

ہلال رمضان:

کیا روزہ شرعی چاند دیکھنے کی بجائے سائنسی چاند دیکھ کر شروع یا ختم کیا جاسکتا ہے؟

نظام کائنات میں مہینہ کا تعلق مدار قمر سے ہے۔ جب چاند اپنے مدار میں ایک چکر مکمل کرلیتا ہے تو یہ مہینہ مکمل ہونے کا اعلان ہوتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرمار ہے تھے:

((إذا رأيتموه فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا ، فإن غم عليكم فاقدروا له))

[بخاری: 1900۔مسلم: 1080]

"جب تم (رمضان کا) چاند دیکھ لو تو روزے رکھنا شروع کردو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھ لو روزے رکھنا بند کردو۔ اور اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو اس کی گنتی پوری کرلو۔"

دوسری روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ماہ (شعبان) کی انتیس کو روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو، اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو تیس دن مکمل کر کے روزے رکھو۔" [بخاری: 1907]

اسی طرح فرمایا: انتیس رمضان کے بعد چاند دیکھ لو تو روزہ رکھنا بند کردو اور اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو تیس دن روزے رکھو۔" [مسلم: 1080/4]



پہلے ادوار میں سادہ طریقے سے کھلی آنکھ سے چاند دیکھ کر مہینے کا آغاز یا اختتام کیا جاتا تھا۔ موجودہ دور میں سائنسی علوم میں بہت زیادہ ترقی ہوگئی ہے، طاقت ور ترین آلات ایجاد کر لیئے گئے ہیں اور ان کی مدد سے سورج اور چاند کی رفتار، منازل اور اوقات کا ٹھیک ٹھیک حساب لگالیا گیا ہے۔ آج بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ رؤیت ہلال کے لیے سائنسی علوم کی شہادت کافی ہے، کھلی آنکھ سے چاند دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی یہ بات درست نہیں، کیونکہ سائنسی چاند اور شرعی چاند میں فرق ہے۔ شرعی چاند صرف شام کے وقت طلوع ہوتا ہے، جب سورج سے چاند ایک منزل کے فاصلے پر آتا ہے اور سورج کی شعائیں چاند پر پڑتی ہیں تو وہ روشن ہو جاتا ہے، پوری زمین جگمگا اٹھتی ہے، یہ تاریخ بدلنے کا گویا فطری اعلان ہوتا ہے جبکہ سائنسی اعتبار سے چاند اپنے مدار میں ایک چکر 29 دن 12 گھنٹے 44 منٹ 2.8 سیکنڈ میں مکمل کرتا ہے۔ یعنی سائنسی مہینہ 29 دن 12 گھنٹے 44 منٹ 2.8 سیکنڈ کا ہوتا ہے، جبکہ شرعی مہینہ ہمیشہ 29 یا 30 دنوں کا ہوتا ہے چاند کا سائنسی چکر صبح، دوپہر، سہ پہر، شام اور رات کی کسی گھڑی بھی مکمل ہوتا ہے، یعنی سائنسی مہینہ شروع یا ختم ہونے کا کوئی وقت مخصوص نہیں ہے۔ اب سائنسی حساب سے اگر چاند کا چکر فجر کے بعد مکمل ہوتا ہے، سائنسی اعتبار سے رمضان شروع ہوگیا اور اس دن کا روزہ رکھنا فرض ہوگیا لیکن شرعی اعتبار سے اس وقت روزہ رکھنا شروع نہیں ہے، اسی طرح اگر رمضان کا چاند دن میں کسی وقت چکر مکمل کر لیتا ہے تو رمضان ختم اور شوال شروع ہوگیا، لیکن شرعاً ہم اس لحاظ سے نہ روزہ چھوڑ سکتے ہیں نہ عید کر سکتے ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ سائنسی چاند کے اعتبار سے شرعی احکام انجام دینا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا یہی درست ہے کہ کھلی آنکھ سے چاند دیکھ کر مہینہ کا آغاز اور اختتام کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کا بھی یہی تقاضا ہے۔

سائنسی علوم کی شہادت کو کافی سمجھنے والوں کی دو بڑی دلیلیں

☆...... آج بعض لوگ کہتے ہیں کہ رؤیت ہلال کے لئے سائنسی علوم کی شہادت کافی ہے' کھلی آنکھ سے چاند دیکھنے کی ضرورت نہیں تو یہ موقف غلط ہے کیونکہ سائنسی اور شرعی چاند میں بہت فرق ہے۔ شرعی چاند صرف شام کو طلوع ہوتا اور سائنسی کا وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

☆...... کچھ لوگ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک عید پہ لانے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ جہاں اتحاد کا حکم ہے' اس کی کسی کو فکر نہیں اور جہاں اتحاد ناممکن ہے' وہاں جدوجہد ہو رہی ہے۔

ہیں۔ ایک یہ کہ پہلے دن والا چاند جو کرہ ارضی کے کچھ حصوں میں دکھائی دیتا ہے، وہی چاند دوسرے دن پوری دنیا میں نظر آتا ہے، جب پہلے دن کچھ حصوں میں نظر آ گیا ،تو دوسرے خطوں کے مسلمانوں کو بھی اس پر اعتماد کر کے اپنے مہینے کا آغاز یا اختتام کر لینا چاہئے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنایا ہے کہ پہلے دن کا چاند ساری دنیا میں نظر نہیں آئے گا، تو آپ اسے پوری دنیا کا چاند کیوں بنا رہے ہیں، یہ نظام الٰہی کے خلاف ہے۔ دوسری بات جب چاند یا سورج کو گرہن لگتا ہے تو ساری دنیا کے مسلمان نماز کسوف وخسوف نہیں ادا کرتے۔ حالانکہ سائنس کے ذریعے وقت پر کیا، ہزاروں سال بعد ہونے والے گرہن کا بھی آج ہمیں علم ہونا ممکن ہو گیا ہے ۔جبکہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ گرہن جس خطے میں نظر آئے' وہیں کے لوگ نماز ادا کریں گے، اسی طرح پہلے دن کا چاند جن خطوں میں نظر آتا ہے، وہیں کے لوگ روزوں کا آغاز یا اختتام کریں گے، باقی اگلے دن کا انتظار کریں۔

ان کی دوسری دلیل یہ ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان ایک ہی دن روزے رکھیں اور عید کریں ، اس سے اتحاد پیدا ہوگا۔ تعجب کی بات ہے کہ جہاں اتحاد کا حکم دیا گیا' اس کی کسی کو فکر نہیں ہے اور جہاں اتحاد کا حکم ہے نہ اس کی ضرورت ہے، بلکہ (نظام کائنات کے اعتبار سے) اتحاد ممکن نہیں، وہاں جدوجہد کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو ایک دفعہ عید کا چاند مدینہ میں نظر نہیں آیا، انھوں نے اگلے دن تیسواں روزہ رکھ لیا، اگر ایک دن عید ضروری ہوتی تو وحی کے ذریعے خبر کر دی جاتی لیکن وحی نہیں آئی ، دوپہر کو چند تاجر مدینہ منورہ میں آئے ، انھوں نے خبر دی کہ ہم نے کل شام چاند دیکھا اور ہم نے عید کر لی ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں اعلان کرادیا کہ سب روزہ کھول دو اور کل عید کریں۔ حالانکہ عید کا دن تو یہی تھا، اس کا واضح مطلب ہے کہ عید ایک خوشی کا تہوار ہے، اس کا حلال وحرام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ اسے قدیم اور سادہ طریقے پر رہنے دیا جائے۔

روزے کی فرضیت:

اسلام کے دوسرے احکام کی طرح روزہ بھی عاقل ، بالغ ،صاحب استطاعت اور جو موانع روزہ (مثلاً عورت حیض ونفاس) سے خالی ہو پر فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [البقرة :183]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزہ رکھنا لکھ دیا گیا ہے جیسے ان لوگوں پر لکھا گیا جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔''

مزید فرمایا:

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾ [البقرة :185]

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ہدایت کی اور (حق و باطل میں) فرق کرنے کی واضح دلیلیں ہیں، تو تم میں سے جو اس مہینے میں حاضر ہو وہ اس کا روزہ رکھے۔''

روزے کے فضائل:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر کبیرہ گناہوں سے بچا جائے تو پانچوں نمازیں، ایک جمعہ، دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان، دوسرے رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔'' [مسلم: 233]

مزید رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) [بخاری:38۔ مسلم:760]

''جس نے ایمان کی حالت میں اللہ سے اجر کی امید کرتے ہوئے روزے رکھے اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا (یعنی حدیث قدسی) ہے:

''ہر عمل ابن آدم کے لیے ہے، سوائے روزے کے، وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ (شیطان اور گناہ سے) ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو وہ کوئی گناہ کا کام نہ کرے اور نہ جھگڑا و شور شرابہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا اس سے زبان درازی کرے تو اسے کہے' میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی ہوا اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک جب روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری جب اپنے رب سے ملے گا (تو روزہ کی وجہ سے نصیب ہوگی)۔'' [بخاری 1904۔ مسلم :1151]

اللہ تعالیٰ نے اس فرض عبادت کو پورا کرنے اور اس کے فضائل کے حصول کے لیے ماہ رمضان کو روحانی ماحول میں تبدیل کر دیا ہے، اور ان چیزوں کا خاتمہ کیا ہے جو اس میں رکاوٹ بن سکتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔'' [بخاری :1899۔ مسلم :1079]

روزہ کیا ہے؟:

لغوی اعتبار سے روزے کا مطلب ہے' رک جانا اور پرہیز کرنا ہے، اور شریعت میں روزے کا معنی ہے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے ، پینے ،جنسی خواہش سے رکے رہنا۔

روزہ کی نیت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((انما الأعمال بالنيات)) [بخاری :1]

''بلاشبہ تمام اعمال کا دار نیتوں پر ہے۔''

> ☆......بعض لوگ فجر کی اذان سنتے ہی منہ والا لقمہ بھی نکال پھینکنے کے قائل ہیں بعض پوری اذان بلکہ دور سے آنے والی اذان کی آواز آتی رہے تب تک کھاتے رہتے ہیں، درست نہیں۔

چونکہ روزے کا آغاز طلوع فجر سے ہوتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ روزے کی نیت طلوع فجر سے پہلے ہونی چاہئے۔ حدیث میں ہے:

((من لم يجمع الصيام قبل الفجر ، فلا صيام له)) [أبوداؤد :2454۔ ترمذی :730]

''جس نے طلوع فجر سے پہلے نیت نہ کی، اس کا روزہ نہیں ہے۔''

تاہم طلوع فجر سے پہلے پہلے نیت کرنا فرضی روزے کے لئے، نفلی روزہ میں نبی ﷺ کئی بار دن کے وقت کچھ کھانے کے لئے نہ ہوتا تو آپ بغیر کھائے پیئے کسی وقت بھی نفلی روزہ کی نیت کر لیتے تھے۔ البتہ نیت دل کے پختہ ارادے کا نام ہے، ہمارے ہاں عام طور پر سحری کے بعد روزے کی نیت کے نام سے جو کلمات پڑھے جاتے ہیں، وہ غلط اور غیر ثابت شدہ ہیں۔

سحری کے مسائل:

روزے کا آغاز سحری سے ہوتا ہے، اس لیے سحری روزے میں ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کھانا ہے۔'' [مسلم :1096]

مزید فرمایا:

''سحری کیا کرو، چاہے ایک گھونٹ پانی پی لو۔'' [ابن حبان :3476۔حسن]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سحری ضرور کیا کرو، بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔'' [بخاری : 1923۔ مسلم :1095]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نِعْمَ سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ)) [أبوداؤد :2345۔ صحیح] ''مومن کی بہترین سحری کھجور ہے''

آخری وقت میں سحری کھانی چاہئے تاکہ روزے کا وقت کم سے کم ہو۔ سیدنا انسؓ روایت کرتے ہیں، کہ حضرت زیدؓ بن ثابت نے فرمایا:

''ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سحری کھا کر نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے۔ میں نے کہا (رسول اللہ ﷺ کی) سحری اور اذان میں کتنا وقفہ ہوتا تھا؟۔ انھوں نے فرمایا: پچاس آیات کی تلاوت کرنے کے برابر۔'' [بخاری :1921۔ مسلم :1097]

سحری کھانے کی کوئی خاص دعا ثابت نہیں ہے۔ بس کھانے کے آغاز اور اختتام کی معمول کی مسنون دعائیں پڑھیں۔

اذان فجر کے درمیان کھانا:

اذان فجر سحری کے اختتام کا اعلان ہے لہٰذا سحری اس سے پہلے ختم کر لینی چاہئے۔ اس کے بعد جائز نہیں ہے لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ اذان شروع ہو جائے تو منہ والا لقمہ بھی نکال دو۔ بلکہ شریعت نے تھوڑا بہت کھانے کی اجازت دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اذا سمع أحدكم النداء ، والاناء على يده ، فلايضعه حتى يقضي حاجته منه)) [أبوداؤد 2333۔ صحیح]

''جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو، تو اسے فوراً نہ رکھ دے بلکہ اپنی ضرورت پوری کر لے۔''

ہمارے ہاں اس معاملے میں افراط وتفریط سے کام لیا جاتا ہے، بعض لوگ منہ والا لقمہ بھی نکالنے کے قائل ہیں اور بعض پوری اذان میں بلکہ کہیں دور سے بھی اذان سے آواز آرہی ہو تو وہ کھاتے رہتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔

افطاری کے مسائل اور دعا:

افطاری جلدی کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لايزال الناس بخير ، ماعجلوا الفطر)) [بخاری: 1957۔ مسلم :1098]

''لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک افطاری کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے۔''

روزے کی اصل اطاعت ہے، جس طرح منع کے وقت کھانا نافرمانی اور حرام ہے، اسی طرح افطاری کے وقت بلا وجہ نہ کھانا بھی نافرمانی ہے۔

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے افطار کرتے ہوئے تر کھجور کھاتے تھے، اگر تر کھجور نہ ہوتی تو خشک کھجور استعمال کرتے، اگر یہ بھی نہ ہوتی تو پانی پیتے تھے۔'' [أبوداؤد 2356۔ ترمذی 692۔حسن]

افطاری کرنے کی کوئی دعا مخصوص نہیں، بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھائیں، البتہ فارغ ہونے کے بعد یہ پڑھیں:

((ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ))[أبوداؤد :2357۔ حسن]

''پیاس بجھ گئی، انتڑیاں تر ہوگئیں، اور اجر پکا ہو گیا، ان شاء اللہ۔''

اگر وقت دیکھنے میں غلط فہمی ہو جائے:

بعض اوقات آدمی سے اختتام سحری یا افطاری کا وقت دیکھنے میں غلطی ہو جاتی ہے۔ یعنی سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن وہ کھاتے پیتے رہتے ہیں کہ ابھی وقت باقی ہے۔ اسی طرح شام کو وقت سے پہلے افطاری کر لیتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴾ [الأحزاب :5]

''اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو تم نے غلطی سے کیا اور لیکن (اس میں گناہ ہے) جو تمھارے دلوں نے ارادے سے کیا اور اللہ ہمیشہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

روزہ کے آداب:

روزہ میں ایک خاص وقت تک کے لیے حلال (کھانے پینے اور جماع) سے منع کیا گیا ہے، یہ دراصل حرام کردہ کاموں سے پرہیز کی ٹریننگ ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر حلال چھوڑ دیتا ہے لیکن حرام سے پرہیز نہیں کرتا تو اس کا حلال چھوڑنا بیکار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص جھوٹی بات اور جھوٹا کام نہ چھوڑے، اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا، پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔'' [بخاری 1903]

اگر روزے کے آداب کا خیال نہ رکھا جائے کچھ حاصل

نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کتنے ہی روزہ دار ہیں جن کو روزے سے بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے ہیں جنہیں جاگنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

[ابن ماجہ: 1690]

روزہ اور خواتین:

حیض ونفاس کی حالت میں عورت پر روزہ رکھنا حرام ہے خواہ فرضی ہوں یا نفلی مگر دوسرے ایام میں جب وہ ان عوارض سے پاک ہو جائیں چھوڑے گئے روزوں کی قضاء لازم کریں۔

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: ہمیں ان حالات (یعنی حیض ونفاس) سے واسطہ پڑتا تھا تو ہمیں روزہ کی قضاء دینے اور نماز کی قضاء نہ دینے کا حکم دیا جاتا تھا۔ [مسلم: 335]

☆ اگر عورت روزہ دار تھی، اسے حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا' خواہ سورج غروب ہونے سے ایک منٹ ہی پہلے کیوں نہ ہو۔ اور اس پر اس روزہ کی قضاء لازم ہے۔

☆ اگر عورت دن کے وقت پاک ہو جائے تو اسے روزہ رکھنے کی ضرورت ہے نہ کھانا پینا چھوڑنے کی، اس دن کا روزہ اس لئے صحیح نہیں کیونکہ اس نے طلوع فجر سے اس کی ابتداء نہیں کی تھی۔

☆ اگر عورت طلوع فجر سے چند منٹ پہلے پاک ہو جائے تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہے کیونکہ اب کوئی مانع نہیں ہے۔ روزہ رکھ لے چاہے غسل طلوع فجر کے بعد کرلے کیونکہ غسل روزے کی شرائط میں سے نہیں ہے۔

☆ اگر عورت حیض یا نفاس کی تکلیف اور علامات محسوس کرے لیکن خون نہ اترے تو اس کا روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ حکم کا تعلق حیض ونفاس کے خون سے ہے اور وہ ابھی شروع نہیں ہوا۔

☆ شریعت نے حیض اور نفاس کی دنوں سے حد بندی نہیں کی بلکہ اس کے احکام کو خون سے جوڑا ہے، لہذا حیض یا نفاس والی عورت جب بھی خون سے پاک ہو جائے، رمضان کا روزہ اس پر فرض ہو جاتا ہے۔ حیض کے سات اور نفاس کے چالیس دن پورے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

☆ حیض اور نفاس کے علاوہ کسی بیماری کے سبب خون آئے، اس کا روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

شریعت نے صرف حیض ونفاس میں روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔

☆ بعض خواتین روزے رکھنے کے لیے مانع حیض گولیاں کھالیتی ہیں۔ اگر چہ ایسا کرنا بہتر نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے اس حالت میں روزے سے چھوٹ دی ہے لیکن اگر کوئی عورت مانع حیض گولیاں کھالیتی ہے اور اسے حیض نہیں آتا تو وہ روزہ رکھ سکتی ہے، اور اس کا روزہ درست ہوگا۔ [فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء۔ فتوی نمبر۴۵۴۳]

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت:

اگر کوئی عورت حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلا رہی ہو، روزہ رکھنے سے خود اسے یا بچے کے مشکل میں پڑنے کا خطرہ ہے یعنی اگر وہ نہیں کھائے پئے گی تو اس کا دودھ خشک ہو جائے گا یا بچے کی صحت کو نقصان ہو سکتا ہے، ایسی صورت میں اس کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز معاف کردی ہے جبکہ حائضہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ معاف کیا ہے۔'' [ترمذی: 715 نسائی: 2317 صحیح]

اور ان پر کوئی کفارہ بھی نہیں ہے مگر عذر ختم ہونے کے بعد قضاء ضرور دیں گی۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرۃ ۱۸۵) ''اور جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے۔''

روزہ اور زوجین:

روزے میں کھانے پینے کے علاوہ جنسی تعلق کی بھی ممانعت ہے۔ جماع کے علاوہ باقی زن وشو کے اسالیب محبت کی اجازت ہے بشرطیکہ جنسی تعلق پر کنٹرول ہو، لیکن اگر خطرہ ہو کہ بعد میں کنٹرول مشکل ہو جائے گا تو اس سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی کریم ﷺ (اپنی بیویوں کو) بحالت روزہ بوسہ دیتے اور ان کے ساتھ لیٹتے تھے لیکن وہ آپؐ سے زیادہ اپنی شہوت پر کنٹرول رکھنے والے تھے۔'' [بخاری: 1927۔ مسلم: 1106]

کسی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: روزہ میں خاوند کے لیے اپنی بیوی سے کیا حلال ہے؟ فرمایا:

(کل شیء الا الجماع) [مصنف عبدالرزاق: 8439۔ صحیح] ''جماع کے علاوہ سب کچھ کرسکتا ہے۔''

نواقض روزہ:

مندرجہ ذیل کاموں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(1) کھانا۔ (2) پینا۔ (3) جماع۔ ارشاد باری ربانی ہے:

﴿فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ [البقرۃ: 187]

''اب اپنی بیویوں سے مباشرت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے لیے لکھا ہے اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے سیاہ دھاگے سے سفید دھاگا فجر کا خوب ظاہر ہو جائے، پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔''

اس سے معلوم ہوا کھانے، پینے، جماع اور ہر اس کام سے جو کھانے پینے اور جماع کے زمرے اور حکم میں آتا ہے، مثلاً ایسا ٹیکہ اور ڈرپ جس سے مریض کی غذائی ضرورت پوری ہوتی ہو۔ اسی طرح کوئی ایسا کام جس سے جنسی تسکین حاصل کرنا مقصود ہو، حرام ہے۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل چیزوں سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(4) جان بوجھ کر قے کرنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس پر قے غالب آجائے، اس پر قضاء نہیں اور جس نے جان بوجھ کر قے کی' اس پر قضاء لازم ہے۔'' [أبو داؤد: 2380۔ صحیح]

ایسی چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے جن سے کھانا یا پانی معدے میں جانے کا خدشہ ہو۔ مثلاً کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا۔ حضرت لقیط بن صبرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وبالغ فی الاستنشاق مالم تکن صائما))

[أبو داؤد: 142، نسائی: 87۔ صحیح]

''جب تو روزہ دار نہ ہو تو ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کر۔''

اگر کلی کرتے یا ناک میں پانی چڑھاتے ہوئے بغیر ارادہ پانی پیٹ میں اتر گیا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ بھولنے والے کے مترادف ہے۔

(5) روزہ چھوڑنے کا پختہ ارادہ کرلیا تو کچھ کھائے پیئے بغیر بھی روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ روزہ میں بنیادی چیز نیت ہے۔ جب نیت ختم تو روزہ بھی ختم۔

(6) حیض ونفاس شروع ہونے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

باقی تمام چیزیں حلال ہیں۔ جیسے مسواک کرنا، ٹوتھ برش اور پیسٹ کا (بشرطیکہ تیز نہ ہو کہ اس کا اثر معدہ تک پہنچ جاتا ہے) استعمال، آنکھوں میں سرمہ لگانا، کھانے کا ذائقہ چیک کر کے تھوک دینا، تھوک نگلنا، خوشبو استعمال کرنا، غسل کرنا وغیرہ۔

بھول کر کھا پی لیا:

روزہ توڑنے والے کام کا ارتکاب بھول کر ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو روزے میں بھول کر کھا پی لے، (وہ یہ نہ سمجھے کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے، بلکہ) اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہیے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔" [بخاری 1923۔ مسلم 1155]

سفر میں روزہ رکھنا افضل یا غیر افضل

سفر ضروریات زندگی میں سے ہے، شریعت نے عبادات میں اس کا بھی خیال رکھا ہے، سفر میں فرض نماز قصر اور روزہ چھوڑنے کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ﴾ [البقرة: 185]

"اور جو بیمار ہو یا کسی سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرنا ہے۔ اللہ تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تمھارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا اور تاکہ تم گنتی پوری کرو۔"

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ موجودہ دور میں سفر میں مشقت نہیں، اس لیے روزہ رکھنا چاہیے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ان الله يحب أن تؤتى رخصة كما يحب أن تؤتى عزائمه)) [صحيح ابن حبان: 354۔ صحيح]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ تم اس کی دی ہوئی رخصتوں کو قبول کرو، جس طرح وہ پسند کرتا ہے کہ تم اس کے احکام پر عمل کرو۔"

البتہ اگر سفر میں بالکل مشقت نہیں اور بعد میں روزہ رکھنا مشکل ہے تو پھر روزہ رکھنا افضل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سفر میں روزہ ترک کرنے کا حکم نہیں دیا، مشقت کے سبب رخصت دی ہے جیسا کہ اوپر آیت گزر چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سفر میں مشقت کے حساب سے کبھی روزہ رکھتے اور کبھی چھوڑا کرتے تھے۔

حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں: ہم ایک سخت گرم دن میں نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، اس دن اتنی زیادہ گرمی تھی کہ شدت حرارت کے سبب لوگوں نے اپنے سروں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ اس دن نبی ﷺ اور ابن رواحہؓ کے علاوہ ہم میں سے کوئی بھی روزہ دار نہیں تھا۔ [مسلم 1120]

حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے لئے رمضان میں نکلے تو آپ ﷺ روزہ دار تھے اور لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا۔ جب آپؐ "کراع الغمیم" مقام پر پہنچے تو آپؐ نے پانی کا پیالہ منگوایا، اوپر اٹھا کر لوگوں کو دکھایا، پھر پی لیا۔ بعد میں آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ بعض لوگ اب بھی روزہ رکھے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ نافرمان ہیں، وہ نافرمان ہیں۔ [مسلم 1114]

ایک روایت میں ہے کہ عصر کے بعد آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوا کر پی لیا۔ [مسلم 1114]

اس سے پتا چلا کہ آپ ﷺ نے اس لئے روزہ رکھا کہ آپؐ پر بھاری نہیں تھا اور آپ نے افطار اس لئے کر دیا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر گراں گزر رہا تھا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: ہم رمضان میں نبی ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوتا اور کچھ نے چھوڑا ہوتا تھا۔ روزہ رکھنے والے چھوڑنے والوں اور چھوڑنے والے رکھنے والوں کو کوئی بات نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جس میں طاقت ہو اس کے لئے رکھنا بہتر ہے اور جو کمزور ہو اس کے لئے چھوڑنا بہتر ہے۔ [مسلم 1116۔ ترمذی 713]

اگر روزہ مسافر کے لیے مشقت کا باعث ہو تو ترک کرنا افضل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک سفر میں تھے کہ آپؐ نے ایک ہجوم دیکھا جو ایک آدمی پر سایہ کئے ہوئے تھا آپؐ نے دریافت فرمایا: اسے کیا ہوا ہے۔ لوگوں نے بتلایا: یہ روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔ [بخاری 1946۔ مسلم 1115]

اگر روزہ مسافر کے لئے مشقت کے ساتھ ساتھ نقصان کا بھی باعث ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة ١٩٥)

"اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔"

اگر سفر کی نیت ہو تو صبح سے روزہ نہ رکھے، چاہے دن کے کسی وقت میں سفر کرنا ہو۔ اگر صبح روزہ رکھا، بعد میں سفر کی ضرورت پڑ گئی تو سفر شروع کرنے سے پہلے گھر میں روزہ چھوڑ سکتا ہے۔

اگر مسافر نے فرضی روزہ چھوڑا ہوا تھا کہ دن کے وقت واپس گھر پہنچ گیا، اسے باقی وقت کھانے پینے سے رکنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کے لئے طلوع فجر سے فرضی روزہ کی نیت ضروری تھی۔

روزہ اور مریض ومعذور:

اسلام دین فطرت ہے، وہ ہر معاملے میں انسان کی فطری مجبوریوں کو سامنے رکھتا ہے۔ نفل تو نفل فرائض میں انسانی احوال کے پیش نظر آسانیاں دیتا ہے۔

روزے کے معاملے میں فرمایا:

﴿ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ﴾ [البقرة: 185]

"اور جو بیمار ہو یا کسی سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنا ہے۔ اللہ تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تمھارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا اور تاکہ تم گنتی پوری کرو۔"

اگر ایسا مرض یا عذر لاحق ہو جائے جس کے ختم ہونے کی امید نہیں ہوتی جیسا کہ شوگر وغیرہ کا مریض اور بوڑھا شخص خصوصاً جب سپیشلسٹ مومن ڈاکٹر کہہ دے کہ اس کا مرض ختم ہوتا دکھائی نہیں دیتا تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں کیونکہ شریعت انسان کو ایسی چیز کا مکلف نہیں بناتی جو اس

کی استطاعت میں نہ ہو۔

ریسکیو کا کام کرنے والے لوگ، مثلاً کسی کی جان بچانے کے لئے جیسے کوئی ڈوب رہا ہے یا جل رہا ہے یا کسی حادثے کا شکار ہو گیا ہے ایسی صورت میں اگر انھیں روزہ رکھنے میں دشواری ہو وہ چھوڑ سکتا ہے لیکن اس کی قضاء واجب ہوگی۔

اگر کسی کو سخت بھوک یا پیاس لگ جائے جو اس کی برداشت سے باہر ہو تو ایسی اضطراری حالت میں دفع ضرر کے سبب اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے۔

روزہ اور علاج:

اگر کوئی مریض روزہ رکھ لیتا ہے اور اس دوران اسے علاج کی ضرورت پیش آتی ہے تو مندرجہ ذیل طریقہ ہائے علاج سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

☆ غرارے کرنے والی دوا استعمال کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک اس کو نگل کر پیٹ میں نہ اتار لیا جائے۔ لیکن روزہ دار کو ایسا کرنے سے احتیاطاً گریز کرنا چاہیے۔ [فتاوی لابن عثیمین:]

☆ سانس کے مریض کے لئے روزہ میں نیبولائزیشن جائز ہے، اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ نیبولائزیشن کے اثرات معدہ تک نہیں جاتے بلکہ وہ سانس کی نالی تک رہتے ہیں اور سانس آنے کو آسان بنا دیتے ہیں۔ اس لئے اسے کھانے پینے میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ [الفتاوی لابن عثیمین کتاب الدعوۃ]

☆ آنکھ، ناک اور کان میں ڈالے جانے والے قطروں سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ اتنی کم مقدار میں ہوتے ہیں کہ معدہ تک نہیں پہنچتے۔

☆ کیسی مواد سونگھا کر، چینی طریقۂ علاج میں سوئی مار کر، یا انجکشن لگا کر پورا جسم یا کوئی حصہ سن کر دیا جائے تو اس سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

☆ داخلی چیک اپ کے لیے منہ، ناک یا مقعد میں نالی، اوزار یا اعضا داخل کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ اس کے ذریعے کوئی دوائی یا غذائی مواد معدے میں نہ ڈالا جائے۔

☆ مثانے کی صفائی یا پیشاب کے اخراج کے لئے جو بھی چیز استعمال کی جائے خواہ وہ نالی ہو یا شعاعیں یا کوئی دوائی محلول ہو تو وہ ناقض روزہ نہیں۔ کیونکہ جدید میڈیکل سائنس سے ثابت ہو چکا ہے کہ مثانے اور پیٹ میں کوئی رابطہ نہیں ہے۔ (مجموع فتاوی لابن تیمیہ ۲۵/۲۳۳، مجمع الفقہ الاسلامی قرار نمبر ۹۳)

☆ عورت کی فرج میں داخل کی جانے والی اشیاء خواہ اوزار ہو یا اعضاء ناقض روزہ نہیں ہیں۔ کیونکہ جدید میڈیکل سائنس سے ثابت ہو چکا ہے کہ عورت کے معدہ اور تناسلی سسٹم میں کوئی اتصال نہیں ہے۔ [مجمع فقہ الاسلامی قرار نمبر ۹۳]

☆ جلد، گوشت اور نس میں لگنے والے ٹیکے (INJECTION) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک ان میں غذائی ادویہ استعمال نہ ہوں۔

☆ انسولین سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس کا معدے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

☆ گردے واش کرتے ہوئے کچھ غذائی مواد اور نمکیات وغیرہ دیئے جاتے ہیں، اس لیے گردے واش کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اگر بغیر غذائی اجزاء کے یہ عمل ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

☆ کسی ضرورت کے لیے جسم سے خون نکالنے یا داخل کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس کا بھی غذا سے کوئی تعلق نہیں۔

☆ دل کی بعض بیماریوں کے لئے زبان کے نیچے ٹکیاں رکھی جاتی ہیں جو فوراً منہ میں تحلیل ہو جاتی ہیں اور دل کی بیماریوں کو فوراً کنٹرول کرتی ہیں۔ روزے کی حالت میں ان کا استعمال جائز ہے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی چیز پیٹ میں داخل نہیں ہوتی بلکہ منہ میں ہی تحلیل ہو کر اپنا کام پورا کر دیتی ہیں۔ (مجمع فقہ الاسلامی قرار نمبر ۹۳)

☆ جسم پر تیل، مرہم اور مساج کریم وغیرہ سے بھی روزے پر اثر نہیں پڑتا۔ (مجموع الفتاوی لابن تیمیہ ۲۵/۲۶۷، مجمع الفقہ الاسلامی قرار نمبر ۹۳)

قضا، کفارہ اور فدیہ:

کسی بھی شرعی عذر سے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا دوسرے دنوں میں لازم ہے جیسا کہ پیچھے آیت گزر چکی ہے۔

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: ہمیں ان حالات (یعنی حیض ونفاس) سے واسطہ پڑتا تھا تو ہمیں روزہ کی قضاء دینے اور نماز کی قضاء نہ دینے کا حکم دیا جاتا تھا۔ [مسلم:335]

اگر کسی شخص نے بلاوجہ روزہ چھوڑا یا روزہ رکھ کر توڑ دیا، اسے قضا بھی دینی چاہیے اور کفارہ بھی دینا چاہیے۔ کفارہ ہے ایک غلام آزاد کرنا، نہ ہونے کی صورت میں ساٹھ روزے رکھنا، عدم طاقت کی صورت میں ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا۔ [بخاری 1936۔ مسلم:1111]

جو لوگ بڑھاپے یا لاعلاج بیماری کے سبب روزے ترک کر دیں، تو وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرۃ:184]

''اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔''

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد یہ ہے:

(هو الشيخ الكبير والمرأة الكبيرة لا يستطيعان أن يصوما فليطعمان مكان كل يوم مسكينا)[بخاری:4505]

'' وہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو وہ اس کے بدلے ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائیں گے۔''

علمائے کرام نے مستقل مریض بھی اسی عاجز کے حکم میں شامل کیا ہے۔

اگر وہ کھانا کھلانے سے بھی عاجز ہو یعنی اس کے پاس کچھ بھی نہیں تو اس صورت میں اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرۃ:286]

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔''

ایک آدمی نے روزے کی حالت میں جماع کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے غلام آزاد کرنے کا حکم دیا، اس نے عدم استطاعت کا ذکر کیا تو آپؐ نے اسے صدقہ کرنے کا حکم دیا، اس نے عرض کی'' میں اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو آپ ﷺ نے اسے مجبور نہیں کیا۔ [بخاری 1936۔ مسلم:1111]

جو شخص کسی عارضے، بیماری یا بڑھاپے کے سبب ہوش وحواس کھو دے اس پر نہ روزے رکھنا فرض ہے نہ فدیہ دینا۔

تراویح:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) [بخاری : ۲۰۰۹۔ مسلم : ۷۵۹]

''جس نے رمضان میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا (نماز تراویح پڑھی) اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

تراویح کی جماعت:

تراویح نفل ہے، تنہا پڑھنا افضل اور باجماعت پڑھنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ عام طور پر تنہا گھر میں پڑھتے تھے، لیکن تین دن تراویح کی جماعت کروائی، پھر اس خوف سے چھوڑ دی کہ کہیں فرض نہ ہو جائے۔ [بخاری: ۷۳۱]

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب یہ خدشہ ختم ہو گیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبویؐ میں جماعت کا اہتمام کر دیا اور صحابہ کرامؓ جماعت کے ساتھ ادا کرنے لگے۔ [بخاری: ۲۰۰۹، ۲۰۱۰۔ مسلم: ۱۷۴/۷۵۹]

تراویح کی رکعات:

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رمضان اور غیر رمضان میں ہمیشہ گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے، یہی عام دنوں میں آپؐ کی تہجد کی نماز تھی اور رمضان میں قیام اللیل یا تراویح کی نماز جو آپؐ نے کبھی گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھیں۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں نماز کیسے ہوتی تھی؟'' تو انھوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ رمضان اور اس کے علاوہ دنوں میں گیارہ رکعات سے زیادہ کبھی نہیں پڑھتے تھے۔'' [بخاری: ۱۱۴۷، ۲۰۱۳۔ مسلم: ۷۳۸]

قیام لیلۃ القدر:

لیلۃ القدر عبادت کے اعتبار سے عظیم ترین رات ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ٥ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ٥ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ٥﴾ [القدر: 1-3]

''بلاشبہ ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا اور تجھے کس چیز نے معلوم کروایا کہ قدر کی رات کیا ہے؟۔ لیلۃ القدر (کی عبادت) ہزار مہینوں (کی عبادت) سے بہتر ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے رمضان میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا (نماز تراویح پڑھی) اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' [بخاری : ۲۰۰۹۔ مسلم : ۷۵۹]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ [بخاری: 2017]

اعتکاف:

اعتکاف بھی ایک مستقل عبادت ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کچھ وقت کے لیے اللہ کے لیے خاص کر دے۔ اعتکاف، رمضان کے ساتھ خاص نہیں، یہ کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے، البتہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ لیلۃ القدر پانے کے لیے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے۔ [بخاری: 2026۔ مسلم: 1172]

اعتکاف صرف مسجد میں ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ [البقرۃ: 187]

''اور ان (اپنی عورتوں) سے مباشرت مت کرو جب کہ تم مسجدوں میں معتکف ہو۔''

عورتیں بھی مسجد میں ہی اعتکاف کر سکتی ہیں۔ ازواج مطہرات رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کے بعد بھی مسجد میں ہی اعتکاف کرتی تھیں۔ [بخاری: 2026، 2045۔ مسلم: 1172]

عورتوں کے لیے گھر میں اعتکاف کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

رمضان اور عمرہ:

ایک عورت نے حج نہ کر سکنے کا عذر پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب رمضان آئے، تو عمرہ کر لینا، بلاشبہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔'' [بخاری: 1782۔ مسلم: 1256]

رمضان اور زکوٰۃ:

ہمارے ہاں عام طور پر زکوٰۃ رمضان میں دی جاتی ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ زکوٰۃ رمضان یا کسی دوسرے خاص مہینے میں نکالنا ضروری نہیں۔ جس دن مال نصاب کو پہنچ جائے، ٹھیک ایک سال بعد اسی دن زکوٰۃ فرض ہوتی ہے لیکن اگر کسی مخصوص مہینے میں زکوٰۃ دینی ہے تو رمضان کے بجائے شعبان میں دینی چاہیے تاکہ غرباء اس سے رمضان کے لیے سامان خرید لیں اور رمضان میں سکون سے عبادت کر سکیں۔ مزید صحابہ کرام سے بھی یہی ثابت ہے۔

صدقۃ الفطر:

رمضان کے آخر میں عید ہوتی ہے اور عید مسلمانوں کی اجتماعی خوشی کا دن ہے، لہٰذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس موقع پر غرباء کا تعاون کریں تاکہ وہ بھی عید کی خوشیاں حاصل کر سکیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اسے صدقۃ الفطر اور ہماری زبان میں فطرانہ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں:

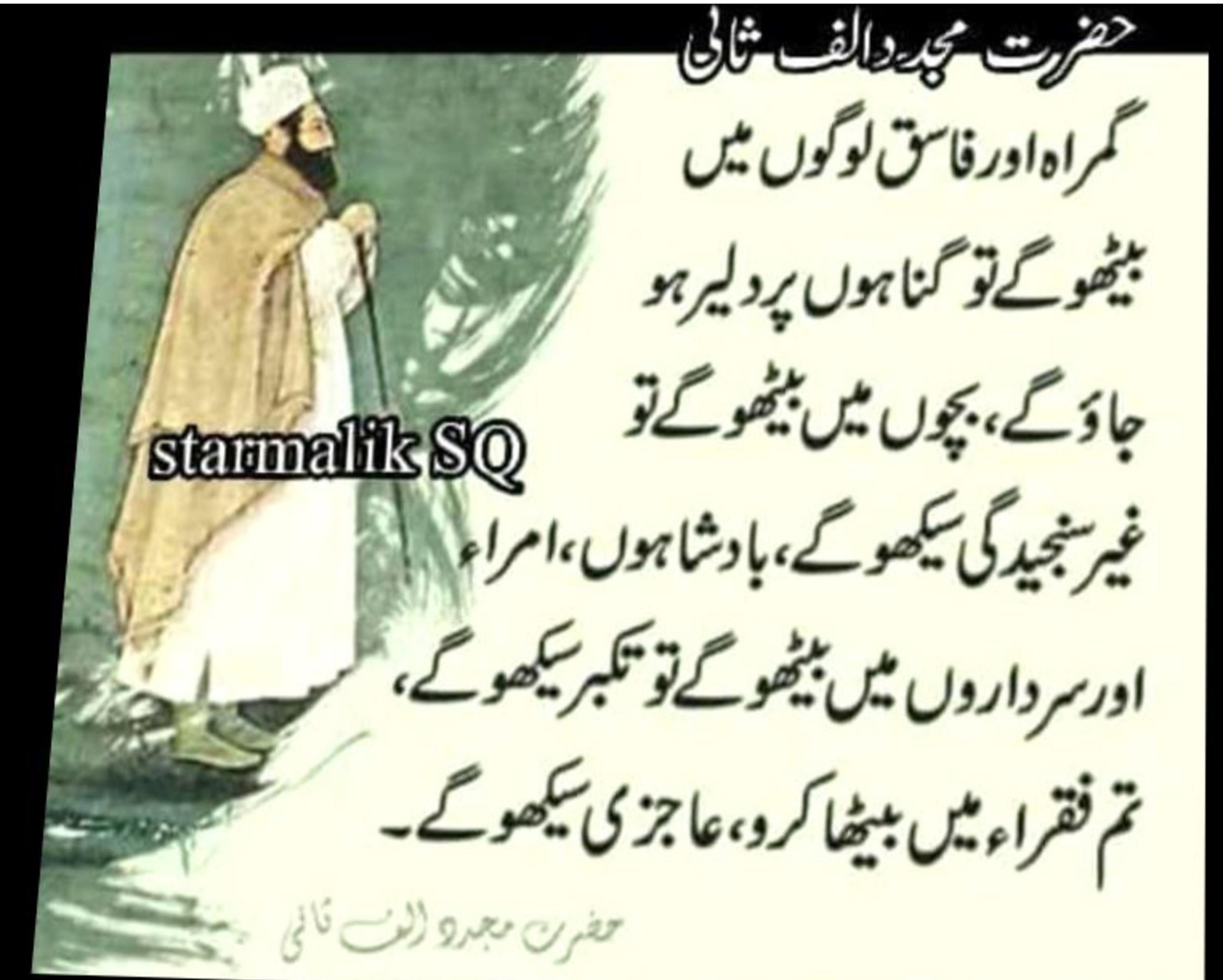
''رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر فرض کیا ہے، یہ روزہ دار کی لغویات اور جنسی غلطیوں کا کفارہ ہے اور غرباء کے لیے کھانا ہے، جس نے اسے نماز عید سے پہلے پہلے ادا کر دیا، وہ فطرانہ کے طور پر قبول ہوگا، اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا، اس کا عام صدقہ ہوگا۔ [أبوداود: 1609۔ حسن]

یہ صدقہ ہر مسلمان پر ہے حتیٰ کہ عید کی رات پیدا ہونے والے بچے پر بھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں:

(فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ) [بخاری: 1503۔ مسلم: 984]

''رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض کیا ہے، کھجور کا یا جو کا ایک صاع، مسلمانوں کے ہر فرد غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے پر۔ اور حکم دیا ہے کہ لوگوں کے نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کیا جائے۔

نوٹ: صاع ایک پیمانہ ہے اور یہ چار مد کا ہوتا ہے، آدمی کے دونوں ہاتھوں میں کوئی چیز بھری جائے تو اسے ایک مد کہتے ہیں۔ یعنی چار لپ بھرے جائیں تو یہ ایک صاع ہے۔ کسی بھی کھانے والی چیز کے چار لپ بھر کر دینے سے فطرانہ ادا ہو جاتا ہے۔


حضرت مجدد الف ثانی
گمراہ اور فاسق لوگوں میں
بیٹھو گے تو گناہوں پر دلیر ہو
جاؤ گے، بچوں میں بیٹھو گے تو
غیر سنجیدگی سیکھو گے، بادشاہوں، امراء
اور سرداروں میں بیٹھو گے تو تکبر سیکھو گے،
تم فقراء میں بیٹھا کرو، عاجزی سیکھو گے۔
starmalik SQ
حضرت مجدد الف ثانی

محسن ملت اسلامیہ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ

اوران کے رفقاء کی نظر بندی اوراس کی بے جا طوالت پر دختران ملت اور کشمیری قیادت کا دردوالم اور تحفظات

☆......پاکستان میں کشمیر کے حوالے سے عوامی بیداری پیدا کرنے کا سہرا حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کے سر جاتا ہے۔

☆......بدقسمتی کی بات ہے کہ آزادیٔ کشمیر کے اہم ترین موڑ پر جو اقدامات پاکستان کو اٹھانے ضروری تھے' اس کے برعکس اہل کشمیر کے محسنین کو ہی قید کردیا گیا۔ ناہیدہ نسرین' جنرل سیکرٹری دختران ملت سرینگر

سرینگر سے دختران ملت کی سربراہ سیدہ آسیہ اندرابی اوران کی نجی سیکرٹری فہمیدہ صوفی کی گرفتاری پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے دختران ملت کی جنرل سیکرٹری ناہیدہ نسرین نے اپنی بات کا آغاز مقبوضہ کشمیر سے کرنے کی بجائے پاکستان میں نظر بند قائد ملت پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ سے کیا اور امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کی خانہ نظر بندی میں مزید 90 روز کی توسیع کو انتہائی قابل مذمت عمل قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ:

''اس وقت جب کشمیر میں حالات یہ ہیں کہ پیرو جوان اور مردوزن بھارتی استعمار کے خلاف صف آراء ہیں' ایسے حالات میں پاکستان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ زبانی جمع خرچ سے اوپر اٹھ کر پاکستان میں عملی اقدامات اٹھائے لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ جو اقدامات پاکستان کو اٹھانا ضروری تھے' اس کے برعکس اہل کشمیر کے محسنین کو ہی قید کردیا گیا۔ حافظ محمد سعید کی قید میں توسیع سے ہمیں (کشمیریوں کو) ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کہیں نہ کہیں نوازشریف اور بھارت کے تار ملے ہوئے ہیں اور (حافظ سعید کی قید میں توسیع کے اقدامات) کے ذریعہ بھارت کی خوشنودی مقصود ہے۔

پاکستان بھر میں مسئلہ کشمیر کے حوالے سے عوامی بیداری کی لہر پیدا کرنے کا سہرا حافظ محمد سعید حفظہ اللہ ہی کے سر جاتا ہے کیونکہ انہوں نے پاکستان میں ''نظریہ پاکستان ہی بقائے پاکستان ہے'' کا پرعزم نعرہ دے کر مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگوں اور علماء کو کشمیر کے حوالے سے متحد کیا۔''

اس وقت جبکہ کشمیر میں حالات 90ء کی دہائی سے بھی زیادہ حساس ہیں' ایسے میں پاکستان کے وزیراعظم پر ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ ذاتی مفادات کو ترک کرکے ملکی وملی مفادات کو مقدم رکھیں اور پاکستان میں کشمیر کے حوالے سے کلیدی کردار ادا کرنے والے حافظ سعید صاحب کی رہائی فوری طور پر عمل میں لائی جائے اور بھارت کے کسی بھی دباؤ کا شکار ہوکر مظلوم کشمیری و محب وطن پاکستانیوں کی قربانیوں پر شب خون نہ ماریں۔

دریں اثناء ناہیدہ نسرین نے سیدہ آسیہ اندرابی اور فہمیدہ صوفی کو عدلیہ یا کسی ذمہ دار حکومتی فورم پر پیش نہ کرنے اور ان کے ریمانڈ میں اضافہ پر ردعمل دیتے ہوئے کہا کہ آپاجی کی صحت کافی ابتر ہوگئی ہے۔ چنانچہ اگر بھارتی ہرکاروں نے آپاجی' فہمیدہ صوفی' طلباء وطالبات اور دیگر کشمیری قیدیوں کو فوری رہا نہ کیا تو اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے اور بھارت کو ان مظالم کا حساب ضرور چکانا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

دوسری طرف مسلم لیگ جموں کشمیر کے امیر جناب مشتاق الاسلام نے بھی اپنے ایک بیان میں جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے سربراہ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کی مسلسل خانہ نظر بندی پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا اور اپنے بیان میں وضاحت کے ساتھ کہا کہ جناب پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب کی سربراہی میں رفاہ عامہ کے جو کام انجام پذیر ہوئے' ان کا اعتراف نہ صرف پاکستان کو ہے بلکہ پوری دنیا اس کی معترف ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ حکومت پاکستان کو ملک و ملت کے ایسے حقیقی خیرخواہوں کو بلاوجہ پریشان کرکے اسرائیل' امریکہ اور بھارت جیسے دشمنوں کے لیے سامانِ مسرت فراہم نہیں کرنا چاہیے بلکہ حافظ صاحب اور ان کے رفقاء سے ہر طرح کی پابندی ہٹا کر ان کو تعلیم و تربیت اور ملک وقوم کی تعمیر و ترقی کی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت دینا چاہیے۔ اس کے ساتھ انہوں نے حافظ محمد سعید حفظہ اللہ اور ان کے نظر بند رفقاء کی سلامتی' تندرستی اور ان کی جلد از جلد رہائی کے لیے دعا کی۔

کیا کشمیری سنگ باز خواتین کا دہشت گرد بھارتی فوجوں کے خلاف میدان میں نکلنا درست نہیں؟

تحریک آزادئ جموں کشمیر کے نئے جرأت مندانہ فیز کا اسلامی تاریخ کے آئینے میں ایک زبردست دلسوز تحقیقی جائزہ

جماعۃ الدعوۃ کے مدیر شعبہ دعوت و اصلاح مولانا سیف اللہ خالد کا جامع مسجد القادسیہ لاہور میں خطبۂ جمعہ کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب

مرتبہ: ابوحمزہ ظفر' ابوعطف قاضی

خطبہ مسنونہ کے بعد سورۃ النساء کی دو آیات تلاوت کیں۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًاo اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْا اَوْلِيَاءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًاo(النساء: 76,75)

''اور تمھیں کیا ہے کہ تم اللہ کے راستے میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال لے جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنا دے اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار بنا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے' وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا' وہ باطل معبود کے راستے میں لڑتے ہیں۔ پس تم شیطان کے دوستوں سے لڑو، بے شک شیطان کی چال ہمیشہ نہایت کمزور رہی ہے۔''

محترم بھائیو! سورۃ النساء کی یہ دو آیات رسول اللہ ﷺ پر اس وقت نازل ہوئیں تھیں جب آپ ﷺ بدر و احد کے معرکے' احزاب کی جنگ اور حدیبیہ کا صلح نامہ' یہ سارے مرحلے طے کر چکے تھے لیکن ابھی تک حالات یہ تھے کہ مکہ مکرمہ بت پرستوں' مشرکوں' کافروں کے کنٹرول میں تھا اور وہاں پر کچھ کمزور مرد' عورتیں اور بچے ایمان لانے کے باوجود ہجرت کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اپنی کمزوری اور بے بسی کی وجہ سے وہ وادئ مکہ میں پھنسے ہوئے تھے اور ایمان کی وجہ سے' لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کی وجہ سے ان پر ظلم ہو رہا تھا' تشدد ہو رہا تھا' ان کو ستایا جا رہا تھا' ان پر آزمائشوں کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے' ان کو مصیبتوں کی چکی میں ڈالا جا رہا تھا اور وہ بوڑھے اور کمزور مرد' عورتیں اور بچے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کے جھولیاں پھیلا کے رب تعالیٰ سے التجائیں کر رہے تھے کہ:

اے اللہ! تو قادر مطلق ہے۔ ہم تیرے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں' جھولیاں پھیلاتے ہیں۔ تو ہم کمزوروں کے لیے اپنی طرف سے کوئی مددگار و معاون بھیج۔ جب یہ فریادیں مکہ کی ظلم کی بستی میں بلند ہو رہی تھیں اور یہ دعائیں ساتوں آسمانوں کو پار کر کے عرش عظیم تک پہنچ رہی تھیں تو اللہ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ میرے نبی ﷺ کے ذریعے مومنوں تک قرآن کی یہ آیت پہنچا دو۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ (النساء: 75)



اے مؤمنو! تم اللہ کے رستے میں کیوں نہیں لڑتے ہو؟ کیوں نہیں قتل کرتے ہو؟ تمہارے سینوں میں ٹکرا جانے کے جذبے کیوں پیدا نہیں ہو رہے۔ تم کفر کے ساتھ بھڑنے کی اپنے اندر قوت و طاقت و عزم کیوں پیدا نہیں کر پا رہے ہو۔ کیوں تمہارے قدم باہر نہیں نکل رہے ہیں۔

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ. (النساء: 75)

حالانکہ تمہارے کانوں تک یہ خبریں متواتر پہنچ رہی ہیں کہ مکہ کی بستی میں ظالم' مشرک' بت پرست اور کافر کمزور مردوں' عورتوں اور بچوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں۔ ایسے حالات میں مومنو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان کمزوروں کی مدد کے لیے' اللہ کے رستے میں جہاد فی سبیل اللہ' قتال فی سبیل اللہ کے لیے میدان میں کیوں نہیں آتے؟

☆......کپواڑہ میں معرکہ ہو رہا تھا تو ساتھ ہی وہاں سینکڑوں ہزاروں مائیں، بہنیں، بیٹیاں اور نوجوان کشمیری اکٹھے ہو کر نعرے لگا رہے تھے۔ پاکستان سے رشتہ کیا' لا الہ الا اللہ.... ہندو تیری موت آئی، لشکر آئی لشکر آئی۔

☆......غزوۂ ہند اتنا بھی آسان نہیں، اب تک لاکھوں قربانیاں ہو چکیں تو ہمیں اپنے پورے معاشرہ کے ایک ایک فرد کو، عورت، جوان، بوڑھے، سب کو اس معرکے کے لیے تیار کرنا ہوگا' تب جا کر سب سے بڑا مشرک بت پرست انڈیا فتح ہوگا۔

بھائیو! فتح مکہ کے اسباب کا مطالعہ کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر کس لیے منظم و مرتب کر کے مکہ پر چڑھا دیا تھا' اس فتح مکہ کے اسباب میں سے اس کی وجوہات میں سے ایک بہت بڑی وجہ یہی تھی کہ مکہ میں ظالم' بت پرست' کافر کمزور مسلمان' مردوں' عورتوں اور بچوں پر ظلم کر رہے تھے۔ ظلم سے نجات کے لیے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اپنے رب کا حکم



مانتے ہوئے دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر تیار کیا تھا اور خود قیادت کرتے ہوئے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ظلم کی بستی مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی۔ یہ فتح مکہ کا سب سے بڑا سبب ہے۔

یہ آیت وہ بنیاد فراہم کرتی ہے کہ وہاں پر ظلم ہو رہا تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ پکار پکار کے امت کے افراد کو' نمازیوں کو حاجیوں کو بدر فتح کرنے والوں کو' خندقیں کھودنے والوں کو پیٹ پہ پتھر باندھنے والوں کو خیبر پر لا الہ الا اللہ کے پرچم لہرانے والوں کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر کھڑا کر رہا تھا۔ انہیں گھر سے' شہروں سے مدینے سے نکلنے پر تیار کر رہا تھا اور مکہ مکرمہ پر حملہ کر کے ظالموں کے ہاتھ توڑنے اور مظلوموں کی نجات کا بندوبست کرنے کے لیے اللہ قرآن نازل کر رہا تھا۔ یہ آیات ہیں جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔

عزیز بھائیو! آج آپ ذرا منظر نامہ دیکھو وہ کیفیت جو آپ ﷺ کے دور میں مکہ مکرمہ میں تھی' مجھے بتاؤ کیا آج ایسی ہی کیفیت بلکہ اس سے بدترین کیفیت وادیٔ کشمیر میں نہیں؟ کیا قرآن کی یہ آیت آج معاذ اللہ منسوخ ہوگئی ہے' کالعدم ہوگئی ہے' معطل ہوگئی ہے؟ کیا یہ صرف اس دور سے متعلق تھی؟ نہیں' اللہ کی قسم! جب تک قرآن موجود ہے' اس وقت تک قرآن کے پانچویں پارے میں یہ آیت بھی موجود ہے اور پکار پکار کے کہہ رہی ہے کہ ظالم جہاں بھی مسلمانوں کو کمزور پا کر ان کے مردوں پہ' ان کی عورتوں پہ' ان کے بچوں پہ ظلم ڈھا رہے ہوں تو قرآن پکار پکار کر ساری امت کو پکارتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ' آگے بڑھو اور ظالم کے ہاتھ توڑ دو اور مظلوم کو ظلم سے نجات دلانے کا بندوبست کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کام کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بھائیو! کشمیر میں ظلم آج نیا نہیں ہے لیکن ہم اس چیز پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ آج سارے کشمیری کھڑے ہوگئے ہیں۔ کشمیر کے پیر و جواں کھڑے ہوگئے ہیں' کشمیر کے بوڑھے اور بچے کھڑے ہوگئے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کشمیر کی مائیں' بہنیں اور بیٹیاں کھڑی ہوگئی ہیں۔ واللہ! گزشتہ دنوں میں کشمیریوں نے ایک بہت بڑا سٹیپ لیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کشمیر میں ایک معجزہ دکھایا ہے کہ ہماری بہنیں' ہماری بیٹیاں' سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیز کی پڑھنے والی طالبات نے جہاں اپنے وجود کے ساتھ سکول و کالج کی کتابوں کے بستے سجائے ہوئے ہوتے ہیں' وہیں پہ آج وہ ہاتھوں میں پتھر پکڑ کر ساڑھے آٹھ لاکھ انڈین فوج کے مقابلے میں کھڑی ہوگئی ہیں۔ فوج گولیاں مار رہی ہے' فوج آنسو گیس پھینک رہی ہے۔ پیلٹ گنیں اور ان کے چھرّے آنکھوں میں مارے جا رہے ہیں اور مقابلے میں آج جہاں بھائی کھڑے ہیں' جہاں گھبرو جوان بیٹے کھڑے ہیں' جہاں ہمارے ساتھی اور مجاہد و غازی اور فدائی کھڑے ہیں' آج ان کے شانہ بشانہ آزادی کی اس تحریک میں' غزوۂ ہند کے اس معرکے میں جہاد فی سبیل اللہ کے اس میدان میں اور لا الہ الا اللہ کے بلند ہوتے ہوئے نعروں میں اللہ کی کبریائی کے نقاروں کے ساتھ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری بہنیں بھی' ہماری بیٹیاں بھی ہاتھوں میں پتھر پکڑ کے کفر کے مقابلے میں کھڑی ہو چکی ہیں۔ گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ آپا جی آسیہ اندرابی کو پس دیوار زنداں بھیج دیا گیا ہے۔ سینکڑوں بہنوں کو گرفتار کر کے ان کو قید میں ڈال دیا گیا ہے۔ جیلوں میں بند کر دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ ہے۔

☆......سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سارا مال پیش کر دیا اور بڑی استقامت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا ساتھ نبھایا۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے دوبار ہجرت کا اعزاز پایا۔

☆......کبڈی کرکٹ کے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی بے حیا، لڑکیاں کریں تو چپ ہیں اور اگر دوران معرکہ نعروں کے ذریعے کشمیری بیٹے' بیٹیاں مجاہدین کی مدد کریں تو ان کو برداشت نہیں۔

لیکن واللہ! میں تو جب بخاری پڑھتا ہوں' مسلم کا مطالعہ کرتا ہوں' جب حدیث کی کتابیں پڑھتا ہوں تو واللہ! میں نے دیکھا' آج بعض لوگ تحریک کے اس رنگ کو اجنبی اجنبی محسوس کرتے ہیں' عجیب عجیب اعتراضات کرتے ہیں...... اچھا اب لڑکیوں کو بھی ہاتھ میں پتھر پکڑا دیے گئے ...... یہ کیا کر دیا گیا......!

لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہے کہ جب اسلام خطرے میں پڑ جائے...... جب مسلمان کی حرمت کو خطرہ لاحق ہو جائے...... جب چادر اور چار دیواری خطرات میں گھر جائے' ایسے وقت میں ہماری تاریخ یہ واضح کرتی ہے کہ مردوں کے شانہ بشانہ اسلام کے دفاع کے لیے' جہاد فی سبیل اللہ کے لیے' چادر چار دیواری کی حرمت کے لیے اللہ کے دین کی بقاء کے لیے کفر کا ناطقہ بند کرنے کے لیے مردوں کے شانہ بشانہ عورتوں کو بھی' مسلم خواتین کو بھی اپنا شاندار اور جاندار کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔

ہم نبی کریم ﷺ کی سیرت میں بھی یہ دیکھتے ہیں اور تاریخ بھی اپنے اوراق میں ان حقیقتوں کو محفوظ رکھتی ہے۔ آپ آغاز کیجیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے' انہوں نے اسلام کی تحریک میں' اسلام کی حمایت میں کیا کردار ادا کیا تھا؟

جب کہیں سے کوئی مدد نہیں تھی' کوئی رسد نہیں تھی' کوئی کمک نہیں تھی' تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پورا گھر اللہ کے دین کے لیے وقف تھا اور ان کا کل سرمایہ اللہ کے دین کے لیے قربان ہوا جا رہا تھا۔ اگر آپ مکہ کی زندگی میں غور کریں' آپ کو مردوں کے شانہ بشانہ رب تعالیٰ کی کبریائی کے لیے عورتیں بھی ساتھ ساتھ نظر آتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی صحابیات رضی اللہ عنہن بھی نظر آتی ہیں جن پر مردوں ہی کی طرح مظالم ڈھائے گئے تھے۔ ان کو اذیتوں سے دوچار کیا گیا تھا اور ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیے گئے تھے۔

آپ ذرا یاسر رضی اللہ عنہ کے خانوادے کے احوال پڑھیں آپ کو پتہ چلے گا۔ یاسر رضی اللہ عنہ کو ان کی زوجہ محترمہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بیٹے عمار اور ان کے پورے خاندان پر بدقماشوں نے کون سا ظلم ہے جو نہیں ڈھایا۔ مکہ مکرمہ کی جون جولائی کی چلچلاتی دھوپ میں اور آگ اگلتے ہوئے پتھروں پر ان کو لٹا دیا جاتا تھا' رسیوں سے باندھ کر اوپر گرم ریت ڈالی جاتی تھی۔ بھاری پتھر ان کے اوپر رکھ دیے جاتے تھے' تڑپا تڑپا کر ایک ہی بات کہی جاتی تھی کہ اسلام سے منحرف ہو جاؤ۔ معاذ اللہ' اللہ کو برا کہنا شروع کر دو۔ محمد کریم ﷺ سے اعلان برأت کر دو۔ تمہیں باعزت بری کر دیا جائے گا۔

یہ سمیہ رضی اللہ عنہا، یاسر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ تھیں۔ انہیں مارنے والا اس امت کا فرعون ابوجہل تھا۔ اللہ کی اس پر لعنتیں برسیں۔ وہ سمیہ رضی اللہ عنہا پہ مسلط تھا۔ مار رہا تھا اور تڑپا رہا تھا اور ایک ہی بات کہہ رہا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ سے انحراف کر لو' اس کا انکار کر دو۔ اللہ کے نبی ﷺ سے تعلق توڑ دو' تمہیں فوری طور پر چھوڑ دیا جائے گا۔ سمیہ رضی اللہ عنہا عزیمت واستقامت کا پہاڑ بنی ہوئی تھیں۔ کہنے لگیں' اللہ کے دشمن! جو کچھ تم سے بن پڑتا ہے' تم کر لو۔ میں اپنے رب سے' رب کے بھیجے ہوئے پیغمبر سے کسی حالت میں بھی ناطہ رشتہ توڑنے والی نہیں ہوں۔ نتیجہ کیا ہوا کہ بدمعاش ابوجہل نے سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو اس زور سے برچھا مارا' اتنا گہرا زخم لگایا کہ وہ شہید ہو گئیں۔ (الاصابہ)

میرے عزیز بھائیو! ہماری تاریخ تو یہ بتلاتی ہے کہ اللہ کے رستے میں سب سے پہلے اس کائنات میں شہادت کا اعزاز پانے والی مسلم خاتون سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

جب ہجرت حبشہ ہوئی تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ لمبا سفر کرتے ہیں' ان کے دوش بدوش خواتین بھی تھیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس بھی تھیں۔

صحیح بخاری میں بیان کرتی ہیں کہ میں بھی اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت حبشہ کرنے والوں میں سے تھی۔ پہلے حبشہ ہجرت کی اور پھر مدینہ کو ہجرت کی۔ بخاری کے الفاظ ہیں' نبی کریم ﷺ نے اسماء بنت ابی عمیس رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا: باقی لوگوں کو ایک ایک ہجرت کا ثواب ملے گا' رب تعالیٰ تمہیں دو ہجرتوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ جب اللہ کے پیغمبر ﷺ ہجرت کر رہے تھے تو بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔

میرے بھائیو! ذرا تصور میں لاؤ کہ پورا مکہ آپ ﷺ کے خون کا پیاسا تھا' ہر کوئی اپنی تلوار کو زہر میں بجھائے ہوئے ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کے قتل کا ارادہ کیے ہوئے ہے۔ ایسے ہیبت ناک حالات میں نبی کریم ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکلتے ہیں اور چلتے چلتے' چڑھتے چڑھتے غار ثور تک پہنچ جاتے ہیں' اونچا پہاڑ ہے' اوپر پہاڑ کی چوٹی ہے' ہر سمت خوف ہے۔ قاتل ہیں' رہزن ہیں' خون کے پیاسے ہیں' پورا مکہ اس وقت کفر کی دہشت گردی کی زد میں ہے' ان حالات میں آپ دیکھیں کہ خانوادہ صدیق' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عورتیں کیا کردار ادا کر رہی ہیں۔ یہ اسماء رضی اللہ عنہا ہیں' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ کنواری لڑکی ہیں' ابھی نکاح بھی نہیں ہوا' اللہ کے پیغمبر ﷺ اپنے ساتھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہاڑی کی چوٹی پہ' غار ثور میں جا کے پناہ لیے ہوئے ہیں' نبی کریم ﷺ تین راتیں وہاں پہ ٹھہرے رہے' ایسے کٹھن حالات میں مردوں کا آنا جانا بھی جب ممکن نہیں تھا' کسی کو جرأت نہیں ہو رہی تھی' ان حالات میں یہ اسماء رضی اللہ عنہا تھیں جو سارا دن کھانا تیار کرتیں' ساز وسامان تیار کرتیں۔ جب گھپ اندھیرا چھا جاتا' ہر طرف سناٹا چھا جاتا' یہ نوجوان لڑکی رات کے اندھیرے میں اپنے گھر سے نکلتی اور چلتی چلتی مکے کی وادی کو کراس کرتی اور پھر بڑے اہتمام کے ساتھ خاموشی کے ساتھ تنہائی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے' رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پہاڑ پہ چڑھتی اور وہاں پہ پہنچتی ہے جہاں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں موجود ہیں۔ ایک رات جاتی ہیں' اگلی رات پھر جاتی ہیں' تیسری رات پھر تن تنہا جاتی ہیں اور ساتھ ساتھ 24 گھنٹے کی خبریں بھی دیتی ہیں کہ پورے مکہ میں اس وقت کیا مشورے ہو رہے ہیں' کیا پلاننگیں ہو رہی ہیں' کیا سازشیں ہو رہی ہیں' کیا مزید ڈویلپمنٹ ہوئی ہے؟

نبی کریم ﷺ تین راتیں غار میں ٹھہرے۔ اب آگے روانہ ہونے کا پروگرام بنا۔ اسماء رضی اللہ عنہا واپس آتی ہیں۔ اب آگے کے لیے لمبا سفر ہے۔ مکہ سے مدینہ

☆......اسلام میں شہادت کا مرتبہ سب سے پہلے ایک عورت کے حصہ میں ہی آیا اور وہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا تھیں جسے اسلام قبول کرنے کے جرم میں ابوجہل ملعون نے شہید کر دیا تھا۔

☆......سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ لشکر اسلام مقتل حنین میں تتر بتر ہو گیا ہے اور چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساتھ رہ گئے ہیں' اپنا خنجر ہاتھ میں پکڑے اللہ کے رسول ﷺ کے پہرے پہ لگ جاتی ہیں۔

سینکڑوں کلومیٹر کا سفر ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا کیا کرتی ہیں' ڈھیر سارا کھانا تیار کرتی ہیں' پانی کا مشکیزہ تیار کرتی ہیں' اپنے ساتھ لیتی ہیں' رات کے اندھیرے میں وہ اونچے پہاڑ پر چڑھتی ہیں۔ حج وعمرہ کے لیے جانے والے کبھی دن کی روشنی میں اس غار پہ چڑھ کے دیکھیں' اگر نتھنے نہ پھول جائیں تو مجھے کہنا۔ یہ عورت ذات ہے' نوجوان لڑکی ہے' اللہ کے دین کی فدائیہ ہے۔ یہ رات کی تاریکیوں میں اللہ کے دین کی مدد کے لیے' اللہ کے رستے میں قربانیاں پیش کرنے والوں کی نصرت کے لیے' خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

اس کی تیاری کی حالت یہ تھی کہ جب پانی کا مشکیزہ بھر لیا گیا تو مشکیزے کو باندھنے کے لیے اور سامان کو باندھنے کے لیے کوئی چیز میسر نہیں تھی۔ اسماء رضی اللہ عنہا اپنا کمر بند کھولتی ہیں' اس کو دو حصوں میں بانٹتی ہیں اور اس سے جناب یہ ساز وسامان باندھا جاتا ہے اور مشکیزہ باندھا جاتا ہے۔ اس عمل کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ان کو ''ذَاتُ النِّطَاقَيْن'' دو کمر بند رکھنے والی' کا لقب دیا تھا۔

یہ کردار ہے عورت کا۔

اب ایک اور کردار دیکھیے۔ عقبہ بن ابی معیط' یہ کون ہے' یہ وہ لعنتی شخص ہے کہ جس نے کفار کی طرف سے نبی کریم ﷺ پر حرم کعبہ میں حالت سجدہ میں اونٹ کی اوجھ لا کر ڈالنے کا چیلنج پورا کیا تھا۔

لیکن اللہ کا کرنا دیکھو۔ اللہ کا معجزہ دیکھو' عقبہ بن ابی معیط تو بڑا لعین تھا' بڑا بدبخت تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ایمان کی دولت سے نوازا تھا۔ جب آپ ﷺ نے حدیبیہ کے موقعہ پہ مکے والوں کے ساتھ دس سال کا امن کا معاہدہ کیا' اس کی ایک شق تھی کہ اگر کوئی مسلمان مکہ سے بھاگ کر مدینہ پہنچے گا تو ہم اس کو واپس مکہ والوں کو لوٹا دیں گے اور اگر کوئی مدینہ سے مکہ آئے گا تو اس کو لوٹایا نہیں جائے گا۔

اس معاہدہ کی بنیاد پر نبی ﷺ نے دو مردوں کو جن میں سے ایک کا نام ابوبصیر رضی اللہ عنہ ہے' معاہدہ کی پاسداری کرتے ہوئے مکے والوں کے حوالے کر دیا۔

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو ایمان کی دولت سے سرفراز تھی' تنہا مکہ مکرمہ سے چلتی ہے' ایمان کو بچانے کے لیے اور ایمان کی دولت کی حفاظت کے لیے ہجرت کی راہ اختیار کرتی ہے۔ 450 کلومیٹر تک کا سفر طے کر کے مدینہ منورہ پہنچتی ہے۔ تنہا عورت ذات ہے' کتنی راتیں رستے میں آئی ہوں گی۔ کتنے دن گزرے ہوں گے' کیسے سفر طے ہوا ہو گا۔

ساتھیو! بھائیو! ذرا تصور تو کرو۔ ایمان کے لیے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو کیا کیا قربانیاں پیش کرنا پڑتی ہیں۔ تنہا مدینہ منورہ پہنچتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا پوچھتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ کو سلام پیش کیا' اپنا تعارف پیش کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ میں عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہوں۔ آپ ﷺ پہ ایمان لا چکی ہوں۔ ہجرت کر کے آپ ﷺ تک پہنچ پائی ہوں، بڑی مصیبتوں سے' بڑی آزمائشوں سے گزری ہوں۔ آپ ﷺ سے درخواست کرنا چاہتی ہوں' آپ ﷺ نے مکہ والوں سے معاہدہ کیا ہوا ہے کہ جو بھی آپ ﷺ کے پاس مکہ سے آئے گا' آپ ﷺ اسے مکہ واپس لوٹا دیں گے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں عورت ذات آپ ﷺ سے اپیل کرنا چاہتی ہوں' اللہ کے پیغمبر میرے بارے میں نظر ثانی کیجیے۔ اگر آپ ﷺ نے مجھے لوٹا دیا تو نہ میری عزت بچے گی نہ میری جان بچے گی۔ میرا کچھ بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ مکہ والے مار مار کے مجھے ختم کر دیں گے۔ میں اب زیادہ تکلیف برداشت کرنے والی نہیں رہی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے بارے میں نظر ثانی کیجیے۔ اللہ اکبر۔

صحیح بخاری کتاب المغازی سورۃ الممتحنہ دیکھ لیں۔

اس کی تفسیر میں امام بخاری رحمہ اللہ یہ واقعہ لائے ہیں کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ درخواستیں پیش کر رہی تھیں۔ ابھی تک اللہ کے پیغمبر ﷺ نے تو کوئی جواب نہیں دیا تھا لیکن عرش عظیم سے رب تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا' فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! قرآن کی یہ آیات لے جاؤ اور میرے پیغمبر ﷺ تک پہنچا دو۔ جبرئیل علیہ السلام آ گئے۔ سورۃ الممتحنہ کی آیات نازل ہوئیں۔

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کی جانچ پڑتال کرو، اللہ ان کے ایمان کو زیادہ جاننے والا ہے۔ پھر اگر تم جان لو کہ وہ مومن ہیں تو انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرو، نہ یہ عورتیں ان کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لیے حلال ہوں گے۔ اور انھیں دے دو جو انھوں نے خرچ کیا ہے اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کر لو، جب انھیں ان کے مہر دے دو۔ اور کافر عورتوں کی عصمتیں روک کر نہ رکھو اور تم مانگ لو جو تم نے خرچ کیا ہے اور وہ (کفار) مانگ لیں جو انھوں نے خرچ کیا ہے۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے، وہ تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔''

(سورۃ الممتحنہ:10)

گویا اللہ نے واضح فرما دیا کہ اے مؤمنو! اگر کوئی مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آ جائیں تو ان کا امتحان لے لو اور انہیں کفار کی طرف مت لوٹاؤ۔ اے میرے نبی ﷺ! تم ان عورتوں کا ٹیسٹ لے لو' امتحان لے لو' اگر تم سمجھو کہ وہ مومنات' مخلصات ہیں تو میں رب عرش عظیم تیرا مکہ والوں کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ جزوی طور پر کالعدم کرتا ہوں۔ مردوں کو تو آپ ﷺ لوٹا سکتے ہیں لیکن ان عورتوں کو نہیں جو ایمان والی ہوں' تجھے اطمینان ہو جائے کہ یہ ایمان والی ہیں تو اے میرے پیغمبر ﷺ! تجھے ان کو واپس لوٹانے کی اجازت نہیں۔ اللہ اکبر

آپ ذرا نبی کریم ﷺ کی صحابیات رضی اللہ عنہن کی سیرت کا مطالعہ تو کریں۔ کن کن راہوں سے وہ گزری

تھیں' کن کن کٹھن رستوں سے انہیں گزر کے اپنے ایمان کی دولت' لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی دولت' اللہ کے دین کی' اپنی حرمت کی حفاظت کرنی پڑی۔

بھائیو! مدینہ منورہ پہنچ کے بھی جنگوں کا اور معرکوں کا دور تھا۔ ہماری ماں سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' ہم اللہ کے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کے گرد اکٹھی ہو جاتیں کہ ہم میں سے کوئی بھی جہاد سے پیچھے نہیں رہنا چاہتی۔ نبی ﷺ کی بیویوں کا یہ انداز تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی تربیت کا یہ انداز اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ساتھیو! آج کشمیر میں حالات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ واللہ! جہاں پریشانی ہے' جہاں غم ہے' جہاں تکلیف ہے' جہاں صدمہ ہے' وہاں اس چیز کا اطمینان بھی ہے کہ مولا کریم تیرا شکر ہے کہ کل جو مائیں اپنے شہیدوں کی میتیں وصول کرتی تھیں' کل جو بہنیں اپنے شہیدوں کو بوسہ دیا کرتی تھیں' کل جو بیٹیاں اپنے بھائیوں پر نوحہ کرتی اور رویا کرتی تھیں' آج ان ساری کشمیر کی ماؤں' بہنوں' بیٹیوں نے اس بات کا عزم کر لیا ہے کہ صرف شہیدوں کی لاشوں کو وصول نہیں کرنا' اگر کافر ہمارے بھائیوں' بیٹوں' شوہروں کو شہید کریں گے تو ہم بھی آگے بڑھ کر اپنے جگر کے ٹکڑوں کا خود بدلہ لیں گی۔

نبی کریم ﷺ کی مدنی زندگی کے سارے دور میں آپ دیکھ لیجیے' آپ کو خواتین بڑے بڑے جہادی کردار میں ملیں گی۔ سب سے زیادہ ہیبت ناک دو معرکے ہیں۔ ایک احد کا معرکہ اور ایک حنین کا معرکہ۔

میں اس معرکہ میں ایک فیملی کا کردار پیش کرنے لگا ہوں۔ واللہ! میں اس تناظر میں یہ کردار پیش کرنے لگا ہوں کہ آج ہماری آپا جی آسیہ اندرابی' ان کے شوہر نامدار ڈاکٹر قاسم فکتو' ان کا اکلوتا بیٹا وہی قرون اولیٰ کا کردار آج کشمیر کے معرکہ میں' غزوۂ ہند میں پیش کر رہے ہیں' اگر ان کے اس کردار کا مطالعہ کیا جائے' ان مشکل حالات میں جب ان کے شوہر کی اسیری کو 24 سال ہو چکے ہیں' درجنوں مرتبہ مہینوں اور سالوں کے لیے آپا جی کو قید و بند میں رکھا گیا' ہر وقت ان کے گھر کے محاصرے رکھے جاتے ہیں' پکڑ دھکڑ ہوتی ہے اور کیا کیا خوف اور ہراسمنٹ ہوتی ہے' اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو ایک خانوادہ آپ کو ملے گا کہ جنہوں نے بہادری کے شاندار جوہر دکھائے تھے اور مشکل ترین حالات میں نبی کریم ﷺ کا میدان جہاد میں ساتھ نبھانے کا حق ادا کر دیا' یہ خانوادہ آپ ﷺ کے خادم سیدنا انس بن مالک ؓ کا ہے۔

انس بن مالک ؓ اور ان کی والدہ محترمہ ام سلیم ؓ کا عظیم کردار تھا۔ ان کے والد مالک فوت ہو گئے تھے۔ والدہ نے ابوطلحہ انصاری ؓ سے نکاح کیا تھا' وہ بھی احد کے میدان میں۔ میں ایسے موقع کی بات کرنے لگا ہوں کہ جب بڑے بڑے بہادر صحابہ کرام ؓ یکبارگی مکہ کے مشرکوں کے اچانک حملے کے نتیجے میں میدان احد سے دائیں بائیں منتشر ہو گئے تھے' ان حالات میں انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوطلحہ انصاری ؓ کو دیکھا جو ان کی والدہ محترمہ کے شوہر ہیں' کہتے ہیں احد کا میدان تھا' ایک انتشار کی کیفیت تھی۔ چاروں طرف سے نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر تابڑتوڑ حملے تھے' تیروں' تلواروں' خنجروں' نیزوں' بھالوں کے حملوں پہ حملے تھے۔

انس ؓ کہتے ہیں' میں ایسے موقع پر دیکھ رہا تھا کہ ابوطلحہ انصاری ؓ اپنے وجود کو نبی کریم ﷺ کے سینے کے آگے ڈھال کے طور پر کیے ہوئے ہیں' نبی کریم ﷺ بعض اوقات سر اٹھا کر کافروں کو دیکھتے ہیں' ان کی پوزیشنز کو ملاحظہ کرتے ہیں۔

ابوطلحہ انصاری ؓ کہتے ہیں اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ سر نہ اٹھایئے۔ ایسا نہ ہو کہ سر اٹھانے کی وجہ سے کوئی تیر' خنجر' نیزہ' بھالا آپ ﷺ کو لگ جائے۔

نَحْرِیْ دُوْنَ نَحْرِکَ

اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! میں نے اپنے سینے کو آپ ﷺ کے وجود کے آگے ڈھال بنا دیا ہے۔ کافروں کی طرف سے کوئی بھی تیر آئے' خنجر آئے' نیزہ آئے' بھالا آئے' اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! آپ ﷺ کو نہیں لگنا چاہیے' وہ مجھے لگنا چاہیے۔ میں زیادہ حق رکھتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے سینے میں آ کر پیوست ہو۔ یہ انس ؓ بیان کرتے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے' یہی انس ؓ کہتے ہیں' میں نے اپنی والدہ ام سلیم ؓ اور مومنوں کی ماں سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ ؓ کو احد کے میدان میں اس وقت دیکھا جب چاروں طرف شہداء کی لاشیں گری پڑی تھیں' زخمی کراہ رہے تھے' ہر طرف سے آوازیں آ رہی تھیں' کفر آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اُعْلُ ھُبَلُ کے نعرے لگ رہے تھے اور ہر سمت صحابہ کرام ؓ کے لاشے گرے پڑے تھے۔ احد کے اس دردناک مرحلے میں انس ؓ کہتے ہیں' میں نے دیکھا کہ سیدہ عائشہ ؓ اور میری والدہ محترمہ ام سلیم ؓ ان دونوں نے اپنی شلواروں کو نصف پنڈلی سے بھی اوپر اٹھایا ہوا تھا' ان کی پازیبیں مجھے نظر آ رہی تھیں' انہوں نے مشکیزے اٹھائے ہوئے تھے اور میدان جنگ میں جب ہر طرف تیر چل رہے تھے' جنگ جاری تھی' لاشیں گر رہی تھیں' ان میں سے کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یہ دو عورتیں اپنے ازاروں کو نصف پنڈلی سے اوپر اٹھائے ہوئے تھیں' ٹخنے بھی نظر آ رہے تھے۔ نصف پنڈلیاں بھی نظر آ رہی تھیں اور بھاگی جا رہی تھیں' جا کے چشمے پہ جاتیں' کنوئیں پر جاتیں' وہاں سے پانی کا مشکیزہ بھرتیں اور واپس آ کر زخمیوں کو پانی پلاتیں' زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور زخمیوں کو محفوظ ٹھکانوں پر منتقل کرنے کا فریضہ بھی ادا کرتیں۔ اللہ اکبر

ذرا غور کیجیے! آج کئی فتویٰ باز بیٹھے ہوئے ہیں' جن کو کشمیر کی بہنوں کا' بیٹیوں کا' ماؤں کا' یہ سنگباری کا انداز اور یہ میدانوں میں کھڑے ہو کے ہندوستان کی فوجوں کو للکارنے کا انداز پسند نہیں آیا۔ ہندو مارتا جائے' بیٹیوں کو شہید کرے' بہنوں کی عصمت دری کرے' کبھی ان گونگوں کی زبان نہیں کھلے گی' ان کی غیرت وحمیت جوش میں نہیں آئے گی لیکن اپنوں کی معمولی معمولی باتوں کو دوربینوں کے ذریعے یہ اکٹھا کرتے ہیں اور پھر آگے لوگوں کو بیان کر کر کے مایوسیاں پھیلاتے ہیں۔ آج ایسے لوگوں کے لیے میں نے بخاری و مسلم سے چند واقعات اکٹھے کیے ہیں تاکہ ایسے لوگوں تک یہ پیغام پہنچے کہ آج ہماری مائیں' بہنیں اور بیٹیاں کشمیر کے جنگی محاذ پر جو فریضہ سرانجام دے رہی ہیں' اس کو کسی طور پر بھی غیر شرعی نہیں کہا جا سکتا۔

گزشتہ دنوں کپواڑہ میں معرکہ ہو رہا تھا اور جہاں معرکہ ہو رہا ہے' وہاں ساتھ ہی سینکڑوں ہزاروں مائیں' بہنیں' بیٹیاں اور نوجوان کشمیری اکٹھے ہیں اور اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے ہیں۔

پاکستان سے رشتہ کیا..... لا الٰہ الا اللہ

ہندو تیری موت آئی..... لشکر آئی لشکر آئی

یہ نعرے ہماری مائیں' بہنیں' بیٹیاں اور بھائی بھی لگا رہے ہیں۔ عین میدان جنگ میں۔

میرے بھائیو! جب باہر سے میری کشمیری ماؤں' بہنوں' بیٹیوں کی آوازیں پہنچتی ہوں گی تو معرکہ کے فدائیوں کے حوصلے کتنے بلند ہوتے ہوں گے۔ کبڈی کے میدانوں اور کرکٹ کے میدانوں میں جب بے پردہ بے

حیا لڑکیاں سیٹیاں مار کے شور ڈال کر اپنے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کریں تو ہمیں اس میں کوئی قباحت محسوس نہ ہو اور اگر کشمیری بھائی اور بہنیں مائیں اور بیٹیاں اپنے غازیوں، فدائیوں، مجاہدوں کی حوصلہ افزائی کے لیے اور کفر کو ایک سخت پیغام منتقل کرنے کے لیے لا الٰہ الا اللہ کے نعرے بلند کریں، اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے لگائیں، کفر کو للکاریں، پتھروں سے ان بزدلوں کی مرمت کریں اور وہ بھی اس حالت میں کہ میڈیا میں ان لڑکیوں کی جتنی تصاویر شائع ہوئیں ان سب میں یہ لڑکیاں پتھر مارتے ہوئے بھی اپنے چہرے کا پردہ مکمل قائم رکھے ہوئے تھیں، افسوس پھر بھی ہمارے بعض لوگوں کے پیٹ میں درد پیدا ہو۔

ذرا سوچیے! اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں سمجھ اور بصیرت عطا فرمائے۔ ہم ابھی ام سلیم ؓ کی بات کر رہے تھے، انس بن مالک ؓ کے خانوادہ کی، ابوطلحہ انصاری ؓ کے گھرانے کی بات ہو رہی تھی۔

بھائیو! حنین کا دن ہے، بارہ ہزار مجاہد تھے۔ ہوازن کے مشرکوں کے خلاف معرکہ آرائی تھی اور مشرک چوٹیوں پر چڑھے ہوئے تھے، اچانک ایسا ہوا کہ جب آپ ﷺ کی قیادت میں وادیٔ حنین میں بارہ ہزار مجاہدوں کا لشکر پہنچا، چاروں طرف سے دشمن نے گھیر لیا اور موسلا دھار بارش کی طرح دشمنوں کے تیر اسلامی لشکر پر برسنا شروع ہو گئے۔

ان حالات میں آپ قرآن کی سورۃ توبہ پڑھیے۔ آپ حدیث کا مطالعہ کیجیے، صحابہ کرام ؓ منتشر ہو گئے تھے۔ بڑے بڑے بہادروں کے قدم میدان سے اکھڑ گئے بلکہ مسند احمد میں یہ روایت موجود ہے، کل آٹھ یا دس افراد تھے جو نبی کریم ﷺ کے پاس رہ گئے تھے۔ باقی سارے دائیں بائیں، ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے۔ پتھروں کی اوٹ میں، درختوں کی اوٹ میں، پہاڑوں کی اوٹ میں چلے گئے تھے۔ اچانک حملے کی تاب نہ لا سکے، ان حالات میں صحیح مسلم میں یہ واقعہ موجود ہے۔

انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ انصاری ؓ نے دیکھا، نبی ﷺ اپنی سواری پر سوار ہیں۔ اونچی اونچی آواز میں یہ فرما رہے ہیں:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ. (صحیح مسلم)

میں اللہ کا سچا نبی ہوں، عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے اور سچے نبی کی پہچان اور شناخت یہ ہے کہ وہ تنہا بھی رہ جائے، وہ میدان چھوڑ کے کبھی بھاگا نہیں۔ جب آپ ﷺ یہ رجز آواز بلند پڑھ رہے تھے، یہ اشعار پڑھ رہے تھے، عین اس وقت ابوطلحہ انصاری ؓ کہتے ہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میری بیوی ام سلیم ؓ کو تو دیکھو، یہ کیا کر رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دیکھا، ام سلیم ؓ نے ہاتھ میں خنجر پکڑا ہوا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں، ام سلیم ؓ یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں، اللہ کے رسول ﷺ میں نے ہاتھ میں خنجر پکڑ لیا ہے، حالات بڑے شدید ہو گئے ہیں، انتشار کی کیفیت ہے اور دل حوصلے ہارے جا رہے ہیں، ایسے وقت میں میں نے اپنے آپ کو تیار کیا ہے اور میں نے ہاتھ میں خنجر پکڑ لیا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ میں آپ ﷺ کی سواری کے چاروں اطراف دوڑی پھر رہی ہوں اور اس بات کی تاڑ میں ہوں کہ اگر کوئی مشرک کافر آگے بڑھ کر آپ ﷺ پر حملہ کرنے کی کوشش کرے گا، میں زور سے خنجر اس کے پیٹ میں مار کے اس کے پیٹ کو پھاڑ دوں گی، جب تک میں زندہ ہوں، کسی اللہ کے دشمن کو آپ ﷺ کی حرمت اور آپ ﷺ کے وجود سے کھیلنے کی اجازت نہیں۔

لائیں ان دلائل کا کہیں سے جواب لائیں۔ واللہ! امت مسلمہ کی پستی، امت مسلمہ کا زوال اسی وقت سے شروع ہوا کہ جب مرد بھی عورتوں کے ساتھ ہی پردہ نشین ہو گئے۔ اسلام نے تو یہ تعلیم دی تھی کہ جب اللہ کے دین پہ مشکل حالات آ جائیں اور کفر للکارنا شروع ہو جائے، حملہ آور ہو جائے، دھاڑنا شروع ہو جائے، اس وقت اسلام کی تعلیمات کیا ہیں کہ عورتوں کو بھی مردوں والا کردار ادا کرنا چاہیے۔

آپ جنگ یرموک کے واقعات پڑھیں۔ آپ رومیوں شامیوں کے ساتھ ہونے والی جنگوں کے واقعات پڑھیں، آپ کو پتہ چلے گا کہ بعض اوقات میدانوں سے مسلمان مجاہدوں، بہادروں کے قدم اکھڑ جاتے تھے، وہ میدان چھوڑ کے پست قدمی اختیار کرتے تھے تو آگے عورتوں کے خیمے ہوتے، جب وہ دیکھتیں کہ بڑے بڑے بہادر دشمن کے حملے کی تاب نہ لاتے ہوئے واپس بھاگ رہے ہیں، وہ خیموں کی چوبیں نکال لیتیں، کہتیں، مجاہدو! اگر تمہاری لاٹھیں گر گئیں، تمہارا حصار ٹوٹ گیا، ہم خود آگے بڑھ کے ان چوبوں سے دشمن سے دو دو ہاتھ کریں گی۔

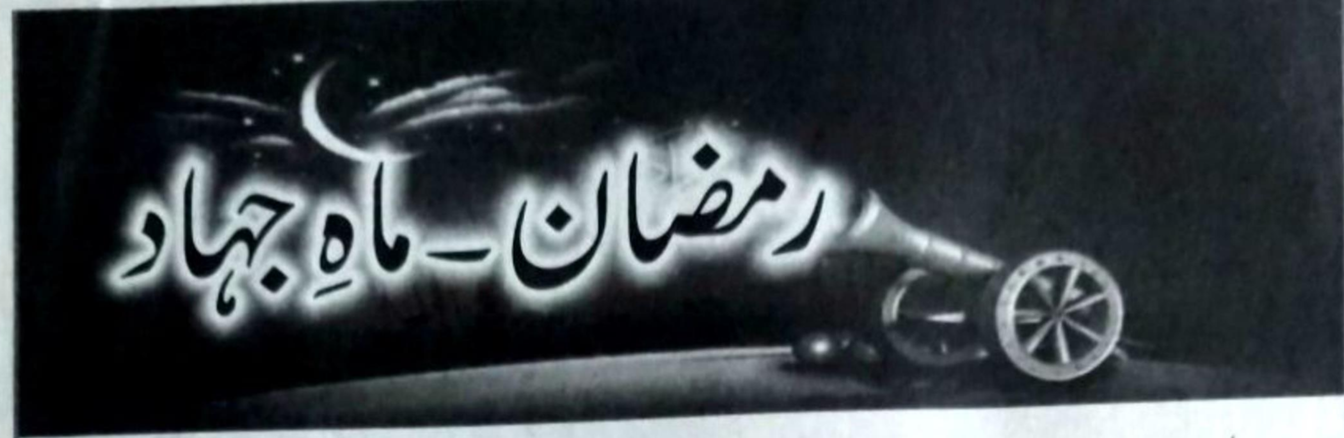
اسلامی تاریخ کے کتنے معرکے ہیں کہ جب مرد میدان میں حوصلے ہار جاتے تھے تو عورتیں آگے بڑھا کرتی تھیں۔ اللہ کے پیغمبر کی تربیت یافتہ صحابیات ؓ آگے بڑھا کرتی تھیں، اس امت کی مائیں آگے بڑھا کرتی تھیں اور وہ غازیوں کو بھی حوصلہ دیتی تھیں اور ان کے حوصلہ دینے آگے بڑھنے اور جہادی اشعار پڑھ پڑھ کے غازیوں اور مجاہدوں میں جہاد اور شہادت کی روح پھونکنے سے جنگ کے پانسے پلٹ جایا کرتے تھے۔ وہ کافر جو آگے بڑھ کر فتح کے نقارے بجا رہے ہوتے، شکست ان کا مقدر بن جایا کرتی۔

میرے عزیز بھائیو! آج واللہ ہمیں اللہ سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ کشمیر کا منظر نامہ بہت تاریخ ساز مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔ ہر طبقہ میدان میں نکل چکا ہے۔ طلباء کا طبقہ، طالبات کا طبقہ، الحمدللہ ہمیں اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، ہمیں ان کی استقامت کی دعائیں کرنی چاہئیں اور خالی خولی دعائیں بھی کافی نہیں ہیں۔ میں نے یہ ساری بات ان کے لیے نہیں کی، اپنے لیے کی ہے۔ آپ کے لیے کی ہے، ہمیں بھی اپنی سوچوں کو بدلنا چاہیے، اپنے گھروں کا ماحول بدلنا چاہیے۔

میرے محترم بھائیو! ہمیں ایسا ماحول بنانا چاہیے کہ یہ جنگ جو اس وقت کشمیر میں جاری ہے، یہ جنگ فیصلہ کن جنگ ہے اور اس جنگ میں مجھے بھی آگے بڑھنا ہے، آپ کو بھی آگے بڑھنا ہے، ہمیں اپنے بھائیوں، بیٹوں، باپوں اور عزیزوں سمیت اپنی عورتوں کو بھی لے کر کھڑا ہونا چاہیے جیسے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے پورے معاشرے کو جہادی بنا دیا تھا۔

بھائیو! غزوۂ ہند کا یہ معرکہ آسانی سے سر ہونے والا نہیں ہے۔ اس کے لیے ہزاروں، لاکھوں قربانیاں ہو چکی ہیں۔ ابھی بہت قربانیاں باقی ہیں، ان قربانیوں کے لیے ہمیں اپنے پورے معاشرے کو، معاشرے کے مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور عزیز و اقارب کو اور جگر کے ٹکڑوں کو، ایک ایک فرد کو ہمیں اس معرکے کے لیے تیار کرنا ہے، تب جا کر ان شاء اللہ آج کے دور کے سب سے بڑے مشرکوں اور بت پرستوں کے اس غزوۂ ہند کو ہم سر کر پائیں گے۔ مظلوموں کی مدد کر پائیں گے۔ اللہ کے حکم پر پورا اتر پائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اقول قولی ھذا واستغفراللہ لی ولکم ولسائر المسلمین



باب الصوم

الشیخ علی مرتضی طاہر

جہادؒ اسلام کی کوہان اور مسلمانوں کی نصرت وتائید کے لیے ایک اہم رکن کی حیثیت رکھتا ہے، اسلامی تاریخ کے سنہرے اوراقؒ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ سے لے کر سلف صالحین تک رمضان المبارک میں جہادی واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ تاریخ کا طالب علم یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ رمضان المبارک میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی جذبے اور ایمانی ولولے کے ساتھ جہاد کیا ہے، جس طرح باقی مہینوں میں جبکہ رمضان المبارک میں دو ایسے بڑے غزوات ہوئے جو تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں، ایک غزوۂ بدر اور دوسرا غزوۂ فتح مکہ۔

لیکن آج مسلمانوں کے ایک طبقہ کے ہاں یہ سارے مفہوم الٹ ہو کر رہ گئے ہیں، ان کے ہاں رمضان کو جہاد اور قربانی کا مہینہ شمار ہی نہیں کیا جاتا۔ ان کے ہاں یہ مہینہ سستی وکاہلی اور بے جا نیند واستراحت جیسے بے مقصد اہداف پر مشتمل ہو کر رہ گیا ہے۔ آج ہماری ناکامی کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی تاریخ کو بھلا چکے ہیں اور دنیا میں آنے کا مقصد صرف عیش وآرام اور مادہ پرستی کو سمجھ بیٹھے ہیں۔ ذیل میں کچھ غزوات وسرایا کا بیان ہوگا جو رمضان المبارک میں پیش آئے، انہیں پڑھ کر اندازہ ہوگا کہ ہمارے اسلاف نے جہاد کے لیے رمضان میں بھی کس طرح اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر شجر اسلام کی آبیاری کی۔

① سریہ سیف البحر:

یہ سریہ رمضان المبارک 1 ہجری بمطابق مارچ 623ء کو پیش آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت تیس مہاجرین کو شام سے آنے والے ایک قافلے کا پتہ لگانے کے لیے بھیجا جو کہ تین سو آدمیوں پر مشتمل تھا، ان میں ابوجہل بھی تھا، مسلمان عیص نامی جگہ پہنچے تو ان سے سامنا ہو گیا، جنگ ہونے کے قریب تھی کہ قبیلہ جہینہ کے سردار مجدی بن عمرو نے دوڑ دھوپ کر کے جنگ نہ ہونے دی، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو ملنے والا یہ جھنڈا پہلا جھنڈا تھا، اس کا رنگ سفید تھا اور اس کے علمبردار ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ تھے۔ (دیکھیے: الرحیق المختوم: ص269، 270.)

② غزوۂ بدر کبریٰ:

17 رمضان المبارک 2 ہجری بروز جمعۃ المبارک حق وباطل میں ایک فیصلہ کن معرکہ ہوا۔

فدائیان اسلام نے اپنے سے تین گنا اور ہر قسم کے اسلحہ سے لیس لشکر کا ڈٹ کر بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا، کفر واسلام کے اس معرکے میں 14 مسلمان شہید ہوئے جن میں 6 مہاجر اور 8 انصاری تھے جبکہ مشرکین کے 70 آدمی مارے گئے اور اتنے ہی قید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے جان نثار صحابہ کے ساتھ فتح یاب ہو کر واپس لوٹے۔ اس فتح سے اسلام سربلند ہوا اور ریاست مدینہ کو استحکام ملا۔ (صحیح تاریخ طبری: 84/2. ابن خلدون: 71/1)

③ سریہ عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ:

عصماء بنت مروان ایک دریدہ دہن شاعرہ تھی جو اپنے اشعار میں اسلام پر عیب جوئی کرتی اور رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتی تھی، اسی لیے آپ ﷺ نے اسے قتل کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔

چنانچہ عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک 2 ہجری میں نیند کی حالت میں اس بدزبان عورت کے سینے میں تلوار گھونپ کر کمر سے نکال دی اور اسے جہنم واصل کر دیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ سے شاباش لی۔ (طبقات ابن سعد: 31/2)

④ سریہ وادی القریٰ:

یہ سریہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت رمضان المبارک 6 ہجری میں روانہ کیا گیا، اس کا سبب یہ تھا کہ بنو فزارہ کی ایک شاخ نے دھوکے سے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس سریہ میں میرے حصے میں ایک نہایت خوبصورت لڑکی آئی جو کہ ام قرفہ نامی ایک زبان دراز عورت کی بیٹی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ لڑکی لے کر مکہ بھیج دی اور اس کے عوض وہاں کے متعدد مسلمان قیدیوں کو رہا کرا لیا۔ (صحیح مسلم: الجہاد، باب التفصیل وفداء المسلمین بالاساری، حدیث: 4573۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: الرحیق المختوم، ص 456، 457)

⑤ سریہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ:

رمضان المبارک 6 ہجری میں سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ یہود خیبر کے ایک رئیس اور کفار کو اہل مدینہ کے خلاف اکسانے والے بدبخت یہودی ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو قتل کرنے کے لیے اس کے قلعے میں داخل ہوئے اور بڑی بہادری ودلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس دشمن اسلام کو قتل کیا، اس سریہ میں دروازے کی سیڑھی سے گرنے کی وجہ سے ان کے پاؤں میں چوٹ بھی آ گئی تھی جس پر نبی ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیرا تو انہیں ایسے لگا کہ گویا کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی۔ (طبقات ابن سعد: 119/2)

⑥ سریہ میفعہ:

رمضان المبارک 7 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے 130 افراد پر مشتمل ایک جماعت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت میفعہ (نجد) کی طرف روانہ کی جہاں وادی نخل

کے پیچھے بنو عوال اور بنو عبد اہل اسلام کے خلاف جمع تھے، مجاہدین اسلام نے ان لوگوں پر حملہ کر کے کئی افراد کو قتل کر دیا اور بہت سے اونٹ اور بکریاں بطور غنیمت لے کر مدینہ لوٹ آئے۔

اسی سریہ میں اسامہ بن زید ؓ نے نہیک بن مرداس کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کے باوجود قتل کر دیا تھا اور اس پر نبی ﷺ نے بطور عتاب فرمایا تھا کہ ”تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ معلوم کر لیا کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا۔“ (الرحیق المختوم: ص 520)

⑦ سریہ ابوقتادہ بن ربعی انصاری ؓ:

رمضان المبارک 8 ہجری میں نبی ﷺ نے جب مکہ پر حملے کا ارادہ کیا تو ابوقتادہ بن ربعی انصاری ؓ کو بطن اضم کی طرف بھیجا تا کہ لوگ سمجھیں کہ آپ ﷺ اس طرف پیش قدمی کرنا چاہتے ہیں، اس لشکر میں محلم بن جثامہ لیثی ؓ بھی تھے، عامر اشجعی ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے مجاہدین کو سلام کیا، باقی لوگوں نے تو انہیں کچھ نہ کہا مگر محلم ؓ نے انہیں قتل کر دیا اور ان کا ساز و سامان بھی لے لیا، اس بارے سورۂ نساء کی آیت نمبر 54 بھی نازل ہوئی تھی۔ (طبقات ابن سعد: 2/172، 173)

⑧ غزوۂ فتح مکہ:

قریش کی طرف سے معاہدہ توڑے جانے پر نبی کریم ﷺ نے 10 رمضان المبارک 8 ہجری کو مکہ مکرمہ کی طرف پیش قدمی کی، آپ کے ساتھ دس ہزار فرزندان اسلام تھے، آپ نے مر الظہران پہنچ کر وہاں پڑاؤ کیا، تمام فوج نے الگ الگ آگ روشن کی، جس سے تمام صحراء وادی نور بن گیا۔ کفار مکہ اس لشکر کے سامنے بے بس تھے، اس لیے انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور سرنگوں ہو کر اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر لیا۔

چنانچہ 20 رمضان المبارک 8 ہجری بروز جمعۃ المبارک کعبۃ اللہ، یادگار ابراہیم ؑ اس کے حقیقی وارثوں کے پاس آ گیا اور اس کی آغوش میں جاگزیں بتوں کو پاش پاش کر کے

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ کی آواز بلند کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ دس یا پندرہ دن قیام کرنے کے بعد حنین کی طرف روانہ ہو گئے۔ (یہ واقعہ بہت سی کتب احادیث اور تواریخ میں تفصیلاً مروی ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: الرحیق المختوم: ص 535 تا 550)

⑨ سریہ خالد بن ولید ؓ:

فتح مکہ سے فارغ ہو جانے کے بعد 25 رمضان المبارک 8 ہجری کو ہی نبی ﷺ نے سیدنا خالد بن ولید ؓ کو ”عزیٰ“ نامی بت گرانے کے لیے ایک سریہ روانہ فرمایا۔ عزیٰ نخلہ میں تھا، خالد ؓ نے تیس سواروں کی معیت میں جا کر اسے ڈھا دیا۔ واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: تم نے کچھ دیکھا بھی تھا؟ عرض کی نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تب تو تم نے اسے گرایا ہی نہیں، پھر سے جاؤ اور اسے گرا دو۔“ چنانچہ خالد ؓ اپنی تلوار سونتے دوبارہ گئے تو اس دفعہ ان کی طرف ایک برہنہ کالے رنگ کی بکھرے بالوں والی عورت نکلی جسے خالد بن ولید ؓ نے ایک ہی وار سے دو ٹکڑے کر دیا۔ (الرحیق المختوم: ص 557)

⑩ سریہ عمرو بن عاص ؓ:

رسول اللہ ﷺ نے رمضان 8 ہجری میں عمرو بن عاص ؓ کو بنو ہذیل بن مدرکہ کے بت ”سواع“ کو گرانے کے لیے بھیجا، جس کا ذکر سورۃ نوح میں آیا ہے، عمرو ؓ کہتے ہیں: جب میں وہاں پہنچا تو ایک دربان کو پایا، وہ پوچھنے لگا: کون ہو؟ میں نے کہا: نبی ﷺ نے مجھے سواع کو گرانے کے لیے بھیجا ہے۔ وہ کہنے لگا: تم اسے نہیں گرا سکتے، میں نے کہا: افسوس! تم ابھی تک باطل پر قائم ہو، کیا یہ دیکھ اور سن سکتا ہے؟ چنانچہ میں نے اسے توڑ دیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: اس کا بیت المال بھی توڑ دو لیکن اس میں کچھ نہیں تھا، پھر میں نے اس مجاور سے کہا، اب تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ بولا: میں اللہ کے لیے اسلام لایا۔ (طبقات ابن سعد: 2/146۔ الرحیق المختوم: ص 557، 558)

⑪ سریہ سعد بن زید اشہلی ؓ:

رمضان المبارک 8 ہجری میں ہی نبی کریم ﷺ نے سعد بن زید اشہلی ؓ کو بیس سوار دے کر ”مناۃ“ کی جانب روانہ کیا۔ یہ قدید کے پاس مشلل میں اوس و خزرج اور غسان وغیرہ کا بت تھا۔ جب سیدنا سعد ؓ وہاں پہنچے تو اس کے مجاور نے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں اسے گرانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: تم جانو اور تمہارا کام۔ چنانچہ جب سعد ؓ آگے بڑھے تو ایک کالی، برہنہ اور بکھرے بالوں والی عورت بین کرتی ہوئی نکلی، اس سے مجاور نے کہا: اے مناۃ! اپنے کچھ نافرمانوں کو پکڑ لے لیکن اتنے میں سعد ؓ نے تلوار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الرحیق المختوم، ص 558)

⑫ سریہ علی بن ابی طالب ؓ:

رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک 10 ہجری میں سیدنا علی ؓ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے فرمایا: ان کے علاقے میں قیام کرو، جب تک وہ خود لڑائی نہ کریں، تم بھی نہ کرنا، چنانچہ علی ؓ 300 سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے یہ پہلا لشکر تھا جو مذحج کے علاقے میں داخل ہوا، علی ؓ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے پتھر اور نیزے پھینکنے شروع کر دیے، آخر کار حملے میں ان کے 20 آدمی قتل ہوئے تو وہ شکست کھا کر منتشر ہو گئے، علی ؓ نے ساتھیوں کو پیچھا کرنے سے روک دیا۔ پھر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ (طبقات ابن سعد: 2/214، 215)

⑬ معرکہ بویب:

رمضان المبارک 13 ہجری بمطابق نومبر 634 عیسوی میں عمر بن خطاب ؓ کے دور خلافت میں تاریخ کا ایک بہت ہی مشہور معرکہ پیش آیا، جسے ”معرکہ بویب“ کہا جاتا ہے، اس معرکے میں لشکر اسلام کے سپہ سالار سیدنا مثنیٰ بن حارثہ ؓ تھے۔

ایرانی لشکر کے تمام فوجی گھوڑوں پر سوار تھے، اور ان کا سالار مہران بن باذان تھا، مسلمانوں نے بڑی شدت سے حملہ کیا تو ایرانی لشکر نے بھاگنا چاہا، لیکن مثنیٰ ؓ نے دریائے فرات کا پل توڑ کر ان کے فرار کا رستہ مسدود کر دیا۔ اس معرکہ میں تقریباً ایک لاکھ ایرانی قتل ہوئے تھے۔ (اطلس فتوحات اسلامیہ: ص 93 تا 95)

فتح سندھ:

سندھ کی فتح کا معرکہ بھی 10 رمضان المبارک (711ء) کو عظیم جرنیل محمد بن قاسم کے ہاتھوں بحمد اللہ ہوا۔ اس حوالے سے 10 رمضان کو پاکستان میں یوم باب الاسلام کے طور پر منایا جاتا ہے۔

غرض پوری تاریخ اسلام اور احادیث میں رمضان اور جہاد کا چولی دامن کا ساتھ نظر آتا ہے۔ تاہم یہ جہاد صرف ظالم کفار کے خلاف ہے۔ جو لوگ اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں اور مسلم حکمرانوں کے خلاف جہاد کا جھنڈا بلند کیے ہوئے ہیں تو یہ جہاد نہیں بلکہ فساد ہے اور کافروں کی سازش ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کو آپس میں ہی الجھا کر اور لڑا کر ختم کر دیا جائے اور مسلمانوں کی گنوں کا رخ کفار کی طرف نہ ہونے پائے۔



زکوۃ وعشر کے عمومی اور خصوصی مصارف

احکام ومسائل

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے صدقات خرچ کرنے کی آٹھ جگہیں بیان فرمائی ہیں۔

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (سورہ التوبۃ:60)

''صدقات تو صرف فقراء اور مساکین کیلئے ہیں اور ان کے لئے ہیں جو اس (کی وصولی کے کام) پر مقرر ہیں اور وہ جن کی دلجوئی مقصود ہے۔ اور گردنوں (کو آزاد کروانے) میں اور تاوان بھرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور راہگیروں میں (خرچ کرنے کے لئے) ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔''

1:۔ فقراء:

جن کے پاس کچھ نہ ہو، یہ مسکین سے بھی بدتر حالت والے لوگ ہیں جو کمائی کر ہی نہیں سکتے۔

2:۔ مساکین:

وہ لوگ جن کی آمدنی ان کے اخراجات سے کم ہو جیسا کہ موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ میں فرمایا کہ کشتی چند مساکین کی ملکیت تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے۔ کشتی کا مالک ہونے اور کام کرنے کے باوجود انہیں مساکین کہا گیا۔ مسکین کی مزید تشریح کے لئے زکاۃ فطر کے آخر میں دیکھیں۔

3:۔ والعاملین علیھا:

زکاۃ وعشر جمع کرنے پر مامور لوگ خواہ اسے جمع کرنے والے ہوں یا تقسیم کرنے والے یا اس کا حساب رکھنے والے، غرض زکاۃ وعشر کے کسی بھی شعبہ میں کام کرنے والے ہوں، امیر انہیں ان کے کام کی جتنی مزدوری دے، لے سکتے ہیں، خواہ وہ غنی ہوں کیونکہ یہ ان کے کام کی مزدوری ہے۔

4:۔ والمؤلفة قلوبھم:

وہ ضعیف الایمان مسلمان جن کی دلجوئی اور مالی اعانت نہ کی جائے تو ان کے اسلام سے منحرف ہونے کا خطرہ ہو یا ایسے مائل بہ اسلام کافر جن کی مالی اعانت سے ان کے اسلام قبول کر لینے کی امید ہو۔ بعض لوگوں کے خیال میں دور حاضر میں اس مد میں خرچ کرنا جائز نہیں مگر صحیح یہی ہے کہ اب بھی ان لوگوں پر خرچ کیا جائے گا بلکہ شاید اب اس کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ ہے کیونکہ مسیحی مشنریاں روپے کے زور پر لوگوں کو عیسائی بنا رہی ہیں۔

5:۔ وفي الرقاب:

گردنیں چھڑانے میں، یعنی غلاموں کو آزاد کروانے میں صدقات خرچ کئے جائیں، خواہ ان کی پوری قیمت ان کے مالکوں کو ادا کر کے آزاد کروایا جائے یا مکاتبت، یعنی (قسطوں میں اپنی قیمت ادا کر کے آزاد کر دیئے جانے کے معاہدہ) کی صورت میں قسطوں کی ادائیگی میں مدد کی جائے۔

وہ مسلمان جو کفار کی قید میں ہوں، ان کا فدیہ بھی ''وفی الرقاب'' میں آتا ہے، اسی طرح اگر کوئی بے گناہ مسلمان قید ہے تو اسے قید سے چھڑوانے میں خرچ کرنا بھی ''وفی الرقاب'' میں داخل ہے۔

6:۔ والغارمین:

اس سے مراد وہ مقروض ہیں جن پر اتنا قرض چڑھ گیا ہو جس کے ادا کرنے کی سکت ان میں نہ ہو، ان کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے اپنی ذاتی ضرورتوں یا کاروبار کے لئے قرض لیا مگر ادا کرنے کے قابل نہ رہے۔ دوسرے وہ جن کے مال کسی ناگہانی آفت، مثلاً سیلاب آ جانے یا آگ لگنے یا چوری ہو جانے سے برباد ہو گئے اور وہ قرض کے بوجھ تلے دب گئے۔ تیسرے وہ جنہوں نے صلح کروانے کے لئے کسی رقم یا دیت وغیرہ کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھالی یا کسی مقروض کی ضمانت دی جس پر انہیں تاوان پڑ گیا۔ ان تمام صورتوں میں زکاۃ خرچ کی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس نے وہ قرض کسی گناہ کے کام کے لئے نہ لیا ہو۔ ہاں توبہ کر لے تو اسکی اعانت کی جائے گی۔ اگر کوئی شخص مقروض فوت ہو جائے اور قرض ادا کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑے تو زکاۃ کی مد سے اس کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے۔

7:۔ وفي سبيل الله:

بعض لوگ اس سے نیکی کا ہر کام مراد لیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ پورا اسلام ہی سبیل اللہ، یعنی اللہ کا راستہ ہے مگر اس مقام پر اس سے نیکی کا ہر کام مراد نہیں۔ ورنہ فقراء ومساکین وغیرہ کو الگ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی وہ سب بھی فی سبیل اللہ ہیں بلکہ یہاں فی سبیل اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والے ہیں کیونکہ قرآن وحدیث میں سبیل اللہ کا لفظ یا تو عام معنی میں آیا ہے جس سے مراد اسلام اور اللہ کی رضا کا راستہ ہے یا پھر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ: 54 میں فرمایا:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

''صدقات وعشر ان فقراء کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں روکے گئے ہیں۔''

اسی طرح ﴿وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ میں بھی جہاد مراد ہے جیسا کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے صراحت فرمائی۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی)

صحیح بخاری: کتاب الجہاد میں ہے، خالد بن

> اہل علم کا اتفاق ہے کہ جب کفار سے جہاد شروع ہو' اس وقت مجاہدین کی ضروریات کا خیال رکھنا ہر ضرورت سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ خدانخواستہ اگر ان کو شکست ہو گئی تو فقراء' مساکین اور دوسرے مستحقین کو جو آزادی کی نعمت میسر ہے' وہ بھی چھن جائے گی۔ (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا باقاعدہ فتویٰ اسی مفہوم کا ہے)

ولید کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَ أَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ

''اس نے اپنی زرہیں اور جنگی سازوسامان فی سبیل اللہ وقف کر رکھا ہے۔''

اس لئے مفسرین نے یہاں فی سبیل اللہ سے مراد جہاد و قتال ہی لیا ہے چنانچہ قرطبی فرماتے ہیں:

هُمُ الْغُزَاةُ وَ هَذَا قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ وَ هُوَ تَحْصِيلُ مَذْهَبِ مَالِكٍ

'' اس سے مراد لڑنے والے ہیں اور اکثر علماء کا قول یہی ہے۔ اور امام مالکؒ کے مذہب کا حاصل بھی یہی ہے''

بداية المجتهد میں ہے:

وَ أَمَّا فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ مَالِكٌ سَبِيلُ اللهِ مَوَاضِعُ الْجِهَادِ وَ الرِّبَاطُ وَ بِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَ قَالَ الشَّافِعِيُّ هُوَ الْغَازِي جَارُ الصَّدَقَةِ (بداية المجتهد (الجملة الخامسة فيمن تجب له الصدق

''فی سبیل اللہ کے متعلق مالک رحمہ اللہ نے فرمایا' اس سے مراد جہاد اور رباط (دشمن کے مقابلے میں چھاؤنی ڈال کر بیٹھنے) کی جگہیں ہیں۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا۔ اور شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ''اس سے مراد وہ غازی ہے جو اس صدقہ کے پڑوس میں ہو۔''

معالم میں ہے:

((أَرَادَ بِهَا الْغُزَاةَ فَلَهُمْ سَهْمٌ مِنَ الصَّدَقَةِ))

''اس سے مراد غازی لئے ہیں' ان کے لئے صدقہ کا ایک حصہ ہے۔''

شیخ المفسرین ابن جریر طبری فرماتے ہیں:

((فَإِنَّهُ يَعْنِي وَ فِي النَّفَقَةِ فِي نُصْرَةِ دِيْنِ اللهِ وَ طَرِيقِهِ وَ شَرِيعَتِهِ الَّتِي شَرَعَهَا لِعِبَادِهِ بِقِتَالِ أَعْدَائِهِ وَ ذَالِكَ هُوَ غَزْوُ الْكُفَّارِ)) (تفسیر طبری ج6 ص165)

''یعنی فی سبیل اللہ سے مراد اللہ کے دین' اس کے راستے اور اس کی شریعت میں خرچ کرنا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لئے مقرر فرمائی ہے اور وہ کفار سے جنگ ہے۔''

فی سبیل اللہ کی تفسیر میں ابن کثیرؒ نے فرمایا:

فَمِنْهُمُ الْغُزَاةُ الَّذِيْنَ لَاحَقَّ لَهُمْ فِي الدِّيْوَانِ

''ان میں وہ غازی بھی شامل ہیں جن کا دیوان میں حصہ نہیں ہے۔''

ابن کثیرؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ فی سبیل اللہ میں حج کرنے والے بھی شامل ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہاں فی سبیل اللہ سے مراد اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد و قتال کرنے والے لوگ ہیں۔ اس میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو کسی بھی طرح دنیا میں اسلام کو غالب اور کفر کو مغلوب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں خواہ وہ دلیل و برہان کے ساتھ ہو یا ہاتھ اور زبان کے ساتھ۔ البتہ اس مد کا اولین مصداق وہی لوگ ہیں جو کفار سے لڑائی میں مصروف ہیں یا کفار کے خلاف لڑائی کے کسی بھی شعبہ میں شریک ہیں۔

فائدہ۔ غازی فی سبیل اللہ کو صدقات میں سے دینے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ فقیر یا مسکین ہو بلکہ غنی کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ (ابوداود' الزکوۃ: باب من یجوز لہ اخذ الصدقۃ۔ و دیگر کتب احادیث)

'' پانچ آدمیوں کے علاوہ کسی غنی کے لئے صدقہ حلال نہیں جن میں سے پہلا اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔''

8:- وابن السبيل:

بعض اہل علم کے مطابق اس سے مراد وہ مسافر ہے جو اگرچہ اپنے وطن میں غنی ہے مگر سفر میں اس کے پاس خرچ ختم ہو گیا ہے اور اس کے لئے گھر پہنچنا مشکل ہو گیا ہے۔ ایسے مسافر پر زکاۃ خرچ کرنا جائز ہے۔

الفاظ کے عموم اور لفظ (فی) کو مدنظر رکھیں تو مسافروں کے لئے ہر قسم کی ضروریات مثلاً سڑکوں اور آرام گاہوں اور پانی وغیرہ کے انتظام پر صدقات کی اس مد میں سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اسے صرف ان مسافروں کے ساتھ خاص کرنا جو دوران سفر فقیر کے حکم میں ہوں' لفظ کے عموم کو بلا دلیل محدود کرنا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے مصرف کی اہمیت و فضیلت

اس بات میں کسی شخص کو اختلاف کی گنجائش نہیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کی جتنی صورتیں بھی ہو سکتی ہیں' ان میں سب سے ضروری مسلمانوں کے ان علاقوں کو آزاد کروانا ہے جو کفار کے قبضے میں ہیں خواہ وہ کشمیر و ہندوستان ہو یا فلسطین و ترکستان' اندلس ہو یا فلپائن و ہیشان' اس کے لئے ہمیں ہر اس ظالم قوت سے لڑنا ہو گا جو ہماری ایک بالشت بلکہ ایک انچ پر بھی قابض ہے اور ہمارے مسلمان بھائیوں پر ظلم کر رہی ہے یا اس میں شریک ہے۔ (تاہم یہ جہاد ظالم کافروں کے خلاف ہے نہ کہ کلمہ گو بھائیوں اور مسلم حکمرانوں کے خلاف)۔ اللہ کا حکم ہے:

﴿ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ﴾ (البقرہ: 191)

''مسلمانو! ان (لڑنے والوں کافروں) کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے وہاں سے انہیں نکالو''

اور اس وقت تک کفار سے لڑتے رہنے کا حکم ہے جب تک تمام دنیا میں کفر مغلوب اور ایک اللہ کا دین غالب نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾ (الانفال: 31)

صدقات کے جو مصارف اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں ان تمام میں بقدر ضرورت زکاۃ و عشر کو خرچ کرنا چاہئے مگر حالات کے مطابق جس مد میں زیادہ ضرورت ہو اس کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

اہل علم کا اتفاق ہے کہ جب کفار سے جہاد شروع ہو' اس وقت مجاہدین کی ضروریات کا خیال رکھنا ہر ضرورت سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اللہ نہ کرے اگر ان کو شکست ہوئی یا پسپائی اختیار کرنا پڑی تو فقراء و مساکین اور دوسرے مستحقین کو ان کے فقر و مسکنت کے باوجود آزادی کی جو نعمت میسر ہے وہ بھی چھن جائے گی۔



سُود کے احکام

آج کے بدلے حالات میں کیسے لاگو ہو سکتے ہیں؟

قسط نمبر 2

سپریم کورٹ شریعت اپیلیٹ بنچ کے دس سوالات

مفسرِ قرآن محترم حافظ صلاحُ الدّین یُوسف حفظہ اللہ مشیر وفاقی شرعی عدالت کا مُدَلّل جوابُ

عدالتوں کی طرف سے گزشتہ 19,18 سال میں سود کے خلاف بار بار تفصیلی فیصلوں کے باوجود مختلف حکومتی حربوں اور اپیلوں کی وجہ سے اپریل 2017ء میں چوتھی مرتبہ وفاقی شرعی عدالت میں اس کی سماعت شروع ہوئی تو اس میں فاضل چیف جسٹس ریاض احمد خان نے سود کے حوالے سے یہ ریمارکس دے کر نئے سرے سے بحث چھیڑ دی کہ آج کے بدلے حالات اور بدلی معیشتوں میں سود کے خاتمے کے احکام کیسے نافذ کئے جا سکتے ہیں؟ انہوں نے جن اعتراضات وملاحظات کا اظہار کیا' یہ سب تقریباً وہی ہیں جن کا شافی وکافی جواب جید علماء و سکالرز قرآن وسنت کی روشنی میں عدالت کو کئی بار تحریری صورت میں پیش کر چکے ہیں اور عدالتیں انہی تسلی بخش جوابات کی بنیاد پر ربا و سود کو کالعدم قرار دینے کے فیصلے کر چکی ہیں۔ 1999ء میں سپریم کورٹ شریعت اپیلیٹ بنچ کے ایسے ہی دس سوالات کے جوابات ملک کے ممتاز سکالر' تفسیر احسن البیان کے نامور مفسر قرآن اور مشیر وفاقی شرعی عدالت محترم حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے دیے تھے۔ فاضل چیف جسٹس کے تازہ اعتراضات کا ایک تمہیدی جواب تو محترم حافظ صاحب نے مجلہ الحرمین کے گزشتہ شمارہ ماہ مئی 2017ء میں دیا تھا لیکن ہر اعتراض کا تفصیلی اور قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل جواب انہی 10 سوالات کے جوابات میں شامل ہے۔ یہ جوابات چونکہ بڑے سیر حاصل اور اطمینان بخش ہیں۔ اس لئے ہم یہ جوابات مجلہ الحرمین کے صفحات پر شائع کر رہے ہیں تاکہ عدالت اور عوام و حکام سب اس سے مستفید ہو سکیں اور سیکولر اذہان کے اس پروپیگنڈے کا توڑ ہو سکے کہ آج کے حالات میں سود کے بغیر معیشت نہیں چل سکتی۔ (ادارہ)

سوال نمبر 1: ربا کی حقیقت، تعریف اور معنویت کیا ہے؟

جواب: ربا عربی زبان کا لفظ ہے اور قرآن کریم میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اس کے لغوی معنی زیادتی، بڑھوتری، اضافے کے ہیں لیکن شرعی اصطلاح میں اس سے مراد مطلق اضافہ اور زیادتی نہیں ہے بلکہ ایک مخصوص قسم کی زیادتی ہے اور وہ یہ کہ "کسی کو اس شرط کے ساتھ رقم اُدھار دینا کہ واپسی کے وقت وہ کچھ رقم زیادہ لے گا..." مثلاً کسی کو سال یا چھ مہینے کے لئے 100 روپے قرض دیے، تو اس سے یہ شرط کر لی کہ وہ 100 کے 110 روپے لے گا۔ مہلت کے عوض یہ 10 روپے جو زیادہ لئے گئے ہیں، یہ سود ہے ورنہ انسان کاروبار کرتا ہے تو وہ سو روپے کے ساتھ عموماً 10 روپے نفع کما لیتا ہے یا کسی کو سو روپے قرض حسنہ کے طور پر دیتا ہے، دیتے وقت سوائے ہمدردی اور ثواب کے کوئی اور نیت نہیں تھی لیکن قرض لینے والا اپنے طور پر ھَل جَزاءُ الإحسٰنِ إلَّا الإحسٰنُ۔ سورۃ الرحمان) "کے تحت 10 روپے زائد دے دیتا ہے تو یہ دونوں اضافے سود کی ذیل میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ کاروبار اور تجارت ایک جائز فعل ہے، اللہ نے اسے حلال اور مشروع کیا ہے اور اس کا مقصد ہی نفع کمانا ہے۔ اس لئے تجارت کے ذریعے سے جتنا اضافہ حاصل ہوگا، بشرطیکہ اس میں کسی امر حرام کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو، وہ حلال اور جائز ہوگا۔ اسی طرح قرض دیتے وقت، قرض دینے والے نے زیادتی کی کوئی شرط عائد نہیں کی تھی، صرف اللہ کی رضا کے پیش نظر مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے قرض دیا تھا، اب قرض لینے والا اگر اپنی مرضی سے کچھ رقم زائد دے دے، تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ یہ نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ (صحیح بخاری: باب حسن القضاء) یہ اضافہ بھی سود نہیں ہے۔

بہر حال سود کی تعریف میں وہ اضافہ آئے گا جو شرط کر کے لیا جائے اور وہ اضافہ بھی صرف مہلت کا عوض ہو۔ یہ ربا النسیئہ یا ربا الجاھلیۃ کہلاتا ہے۔ اسے ربا النسیئہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ادھار پر سود لیا جاتا ہے کہ اس کے معنی ہی ادھار کا سود ہیں۔ اور اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کا چلن تھا، اس لئے اِسے ربا الجاھلیۃ بھی کہا جاتا ہے ...اس کے علاوہ شریعت نے ربا کی بعض مزید صورتوں کو بھی حرام کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل يدا بيد، فمن زاد أو استزاد فقد أربى ، الآخذ والمعطى فيه سواء

(مسلم، المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقداً،)

"سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے

اور نمک نمک کے بدلے، یہ برابر برابر ہوں اور ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہوں۔ (تب ان کا باہمی تبادلہ جائز ہے) جس نے زیادہ دیا یا زیادہ طلب کیا تو اس نے سودی معاملہ کیا، لینے اور دینے والا دونوں اس میں برابر ہیں "(صحیح مسلم 1584)

اس حدیث کی رو سے (مثلاً) گندم کا تبادلہ گندم سے کرنا ہے تو ایک تو وہ برابر برابر ہو دوسرے ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہونا بھی ضروری ہے۔ اس میں کمی بیشی ہوگی تب بھی اور ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہونے کی بجائے ایک نقد اور دوسری ادھار یا دونوں ہی ادھار ہوں، تب بھی یہ سود شمار ہوگا۔ تاہم ایک جنس کا دوسری جنس سے کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز ہے بشرطیکہ دست در دست (ہاتھوں ہاتھ) ہو غرض شریعت میں ربا کا اطلاق "بیع میں ایک جیسی دو چیزوں کے تبادلے میں کسی ایک چیز میں ہو یا قرض کی واپسی کے وقت اصل چیز یا رقم میں ہو "پر ہوتا ہے ...اس کی دو صورتیں ہیں

1) ربا الفضل:

ایک جیسی دو چیزوں کے تبادلے کے وقت ایک چیز کے عوض میں زیادہ لینا☆

نوٹ:

☆ **ربا الفضل کی مختلف صورتیں**: ہر مال کا ایک وصف عام ہوتا ہے اس اعتبار سے اسے جنس کہا جاتا ہے اور ایک وصف خاص ہوتا ہے جسے صنف (قسم) سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے غلہ جات ہیں، یہ اپنے وصف عام (کہ ان کو کھایا جاتا ہے) کے اعتبار سے ایک جنس ہیں۔ یعنی کھانے والی جنس۔ لیکن وصف خاص کے اعتبار سے غلہ جات کی کئی صنفیں (قسمیں) ہیں جیسے چاول، جو، گندم، مکئی، جوار وغیرہ۔ یہ سب وصف عام کے اعتبار سے ایک جنس ہیں: جنس مطعومات، لیکن اپنے اپنے خاص اوصاف کے اعتبار سے یہ الگ الگ قسمیں ہیں۔ چاول ایک قسم ہے، گندم ایک قسم، جوار ایک، مکئی ایک، منقی ایک، نمک ایک وغیرہ۔ ہر کھانے والی چیز کو اس پر قیاس کر کے اس میں شامل کیا جا سکتا ہے چاہے وہ ماپ کر فروخت ہوتی ہو یا تول کر... ایک مال کی قسم وہ ہے جسے ثمن کہا جاتا ہے جیسے سونا، چاندی ہے اور اسی پر آج کل قیاس کیا جا سکتا ہے: سکے، کرنسی نوٹ، چیک اور کمپنیوں کے شیئرز (حصے) وغیرہ کو۔

شریعت میں ان دونوں قسموں کی بابت احکام وارد ہیں۔ حدیث میں جن چھ چیزوں کا ذکر ہے وہ ان دونوں قسموں کو حاوی ہیں: سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک۔ بعض ائمہ نے سودی معاملات کو صرف ان چھ چیزوں تک محدود رکھا ہے، باقی دیگر چیزوں میں وہ کمی بیشی کو سود قرار نہیں دیتے۔ جب کہ اکثر ائمہ وفقہاء نے قیاس کر کے دوسری چیزوں کو بھی شامل کیا ہے۔ مثلاً جو کھانے والے چیزیں ہیں چاہے کیلی (ماپی جانے والی) ہوں یا وزنی (تولی جانے والی) یا جن میں (سونے چاندی کی طرح) ثمنیت پائی جاتی ہے، یا بعض کے نزدیک جن کو ذخیرہ کیا جا سکتا ہو۔ اس حساب سے ایک جنس وزنی چیزوں کی ہے یعنی جنہیں تول کر بیچا اور خریدا جاتا ہے۔ دوسری جنس کیلی چیزوں کی ہے جنہیں پیمانوں سے ماپ کر بیچا جاتا ہے او رایک جنس ان چیزوں کی ہے جنہیں ذخیرہ کیا جا سکتا ہو او رایک جنس وہ ہے جو ثمن بننے کی صلاحیت رکھتی ہے جیسے سونا' چاندی، سکے' کرنسی نوٹ وغیرہ۔ ان اموال میں سودی اور غیر سودی صورتیں حسب ذیل ہونگی

(i) جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس اور قسم کے اعتبار سے ایک ہوں گی۔ مثلاً گندم کا گندم سے، چاول کا چاول سے تبادلہ ہو، تو اس میں کمی بیشی بھی حرام ہوگی اور اُدھار بھی۔ ان کا برابر ہونا بھی ضروری ہے اور مجلس عقد میں قبضہ بھی ضروری ہے۔

(ii) جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس کے اعتبار سے ایک ہوں البتہ قسم کے اعتبار سے مختلف ہوں تو ان میں کمی بیشی جائز ہوگی تاہم اُدھار نا جائز۔ جیسے ایک کلو چاندی کا تبادلہ ایک یا دو گرام سونے کے ساتھ، ایک کلو جو کا سودا آدھا کلو گندم کے ساتھ۔ ایک دینار کا تبادلہ تین چار درہموں کے ساتھ۔ اگر یہ سودا نقد ہوگا تو جائز ہے، اس میں اُدھار کرنا صحیح نہیں۔

(iii) جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس کے اعتبار سے بھی ایک نہ ہوں اور قسم کے اعتبار سے بھی مختلف ہوں تو ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور ادھار کرنا بھی جائز۔ جیسے (مثلاً) ایک کلو گندم کا ایک گرام سونے سے تبادلہ۔ ایک کلو کھجور کا سودا دس یا بیس تولہ چاندی کے ساتھ، ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور ادھار کرنا بھی جائز۔

2) ربا النسیئہ:

ایک جیسی دو متبادل چیزوں میں سے کسی ایک کا زیادہ معاوضہ لینا مگر ایک مقررہ مدت کے بعد۔

یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ سودی معاملے میں کسی قسم کا تعاون بھی لعنت اور غضب الٰہی کا باعث ہے۔ اس شدت کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایسا معاشرہ تعمیر کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد اُخوت، ہمدردی، ایثار و قربانی پر ہو۔ کسی کو مال کی ضرورت ہو تو اصحاب اموال ضرورت مندوں کی ضرورت فی سبیل اللہ، اللہ کی رضا کے لئے پوری کر دیں یا پھر قرض حسنہ کے طور پر۔ جب کہ سود کی بنیاد اس کے برعکس خود غرضی، دوسرے کے استحصال اور ظلم پر ہے۔ اس میں اصحاب ثروت کسی ضرورت مند سے اللہ کی رضا کے لئے تعاون پر آمادہ نہیں ہوتے۔ انہیں صرف اپنے مفاد سے غرض ہوتی ہے۔ غریب کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لینے کے باوجود ان کی حرص میں کمی نہیں ہوتی۔ اسی لئے شریعت نے ہر قسم کے سود کو ممنوع اور حرام قرار دیا ہے، چاہے وہ ذاتی ضرورت پوری کرنے کے لئے دیئے گئے قرض پر وصول کیا جائے یا تجارتی مقاصد کے لئے حاصل کردہ رقم پر۔

☆ سوال نمبر 2: کیا "ربا" کی اصطلاح کا بنکوں اور مالیاتی اداروں کے دیئے گئے قرضوں اور ان پر عائد کردہ سود پر بھی اطلاق ہوتا ہے؟

جواب: یہ سوال اس لئے پیدا ہوا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ "قرآن نے جس سود سے روکا ہے، وہ صرف وہ سود ہے جو ذاتی ضروریات کے لئے لئے گئے قرض پر لیا جائے لیکن جو قرض تجارت اور کاروبار کے لئے لیا جائے، اس پر لیا جانے والا سود اس کی ذیل میں نہیں آتا اور نہ وہ ممنوع ہی ہے کیونکہ نزول قرآن کے وقت تجارتی قرض کا رواج ہی نہ تھا ..." لیکن یہ دعویٰ بالکل بے دلیل ہے۔ علماء نے بڑی وضاحت اور تفصیل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی دونوں قسم کے قرضے لئے جاتے تھے، ذاتی ضرورت کے لئے بھی اور تجارت و کاروبار کے لئے بھی اور دونوں پر سود لیا اور دیا جاتا تھا اور قرآنِ کریم میں بغیر کسی قسم کی تفریق کے سود کو حرام قرار دیا گیا ہے، جس کا مطلب ہر قسم کے سود کی ممانعت اور حرمت ہے چاہے قرض ذاتی ضرورت کے لئے لیا گیا ہو یا تجارت کے لئے۔

اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ دونوں صورتوں میں ظلم اور خود غرضی کا پہلو پایا جاتا ہے۔ ذاتی ضرورت پر لئے گئے قرض پر سود کا ظلم تو مسلم ہے لیکن تجارتی قرض پر سود میں بھی ظلم صریح اور بدترین خود غرضی کا پہلو پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک

شخص نے بنک سے یا کسی ساہوکار سے کاروبار کے لئے قرض لیا لیکن کاروبار چل نہ سکا یا کاروبار میں نقصان ہوگیا۔ لیکن قرض دہندہ تو ہر صورت میں اپنا سود کا مطالبہ جاری رکھے گا حالانکہ وہاں اصل رقم بھی ڈوب گئی ہے چہ جائے کہ وہ اس کے منافع سے سود ادا کرے لیکن بنک یا سود خور مہاجن کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوگی، وہ اصل رقم کے ساتھ اپنا طے شدہ سود بھی ضرور وصول کرے گا۔ اسلام اس ظلم اور خود غرضی کی اجازت کس طرح دے سکتا ہے؟ اس لئے اسلام میں دونوں قسم کے قرضوں پر سود حرام اور ناجائز ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں تجارتی مقاصد کے لئے قرض لینے اور دینے کا رواج ہی نہیں تھا، صرف ذاتی ضروریات کے لئے ہی قرض لینے دینے کا معمول تھا۔ اس لئے جو سود حرام کیا گیا ہے، وہ صرف ثانی الذکر قسم کا سود ہے نہ کہ اول الذکر سود۔ کیونکہ پہلی قسم کے سود کا تو وہاں رواج ہی نہیں تھا۔ اس بنا پر وہ صنعت و کاروبار کیلئے لئے ہوئے قرض پر سود کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس کو وہ تجارتی سود سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی بابت کہتے ہیں کہ یہ حرام نہیں ہے، اس سے تو لوگ کاروبار کرکے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں، اگر وہ اس فائدے میں سے تھوڑا سا فائدہ صاحب مال کو ایک سالانہ شرح کے حساب سے لوٹا دیں تو یہ کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے، یہ تو صاحب مال کا وہ حق ہے جو اپنے مال کی وجہ سے اسے ملنا چاہئے۔ لیکن اول تو یہ دعویٰ ہی صحیح نہیں ہے کہ عرب میں تجارتی قرض کا رواج نہیں تھا، عربوں میں تجارتی مقاصد کے لئے بھی قرض لینے دینے کا رواج تھا۔ علاوہ ازیں صنعت و تجارت میں لگے ہوئے سرمائے کی بابت کوئی شخص یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ بہر صورت نفع دے گا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ ڈوب جاتا ہے لیکن بنک یا ساہوکار کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی، وہ ہر صورت میں اپنے دیئے ہوئے قرض پر سالانہ شرح سے سود وصول کرنا ضروری سمجھتا اور وصول کرتا ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں، خود غرضی نہیں، استحصال نہیں؟ اور اگر نقصان نہ ہو تو یہ سودی قرض گرانی (مہنگائی) کا باعث بنتا ہے۔ ایک صنعت کار جتنا سود ادا کرتا ہے، اسے وہ پیداواری لاگت میں شامل کرکے اپنی تیار کردہ اشیاء کی قیمت مقرر کرتا ہے۔ جس سے عوام کو وہ چیز نسبتاً مہنگے داموں خریدنی پڑتی ہے۔ اس لئے اسلام نے ہر قسم کے سود کو حرام کرکے ظلم واستحصال اور گرانی کے ایک بہت بڑے ذریعے اور سرچشمے کو بند کردیا ہے۔

تجارت اور سود میں فرق ہے: بعض لوگ کہتے ہیں کہ سودی قرض بھی تو ایک تجارت ہے، قرآن نے ان کا یہ قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے؟ :وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ؟(البقرہ) بیع بھی تو مثل سود ہی کے ہے، اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا: یہ دونوں چیزیں کس طرح ایک ہو سکتی ہیں۔ بیع کو تو اللہ نے حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام جس سے واضح ہے کہ یہ دونوں ایک نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں تجارت میں تو نقد رقم اور کسی چیز کا آپس میں تبادلہ ہوتا ہے۔ دوسرے اس میں نفع نقصان کا امکان رہتا ہے جبکہ سود میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں، تیسرے، تجارت باہم تعاون وتناصر کا نام ہے جبکہ سود خود غرضی، بے رحمی اور سنگ دلی کا نام ہے۔ چوتھے، تجارت میں رقم اور چیز کے تبادلے کے بعد دونوں ایک دوسرے کے تبادلے کے مالک بن جاتے ہیں اور اس کے بعد ان کا آپس میں کوئی مطالبہ نہیں رہتا جبکہ سود میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ صاحب المال کی طرف سے ہر سال زیادتی کا مطالبہ رہتا ہے جو سالہا سال تک بلکہ بعض دفعہ نسل در نسل چلتا رہتا ہے۔ ان وجوہ سے سود اور تجارت ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں۔ ایک حلال ہے اور دوسرا حرام۔

لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں بھی مغرب کی نقالی میں معیشت کی ساری بنیاد سودی نظام پر قائم ہے اور اس سے بچنے کی کوئی سعی و کاوش اسلامی ملکوں کے مغرب زدہ حکمرانوں کی طرف سے نہیں ہو رہی ہے۔ اسی طرح مسلمان عوام میں بھی اب سود سے بچنے کا کوئی جذبہ نہیں رہا اور ان کی اکثریت بنک کے سود کو وصول کرتی اور کھاتی ہے اور سودی کھاتوں میں شریک ہوتی ہے۔

بنابریں بنکوں اور مالیاتی اداروں کے دیئے قرضوں اور ان پر عائد کردہ سود پر بھی ربا ہ کا اطلاق ہوگا۔ کوئی بھی سودی قرضہ اس سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔

☆ سوال نمبر 3: پاکستانی بنک اور بعض مالیاتی ادارے اپنے گاہکوں کو 'مارک اَپ' دوبارہ خریداری کے معاہدوں کی بنیاد پر رقم دیتے ہیں۔ اس طریق کار کے تحت بنک کا گاہک یہ مراد لیتا ہے کہ وہ ایک مخصوص جنس بنک کو فروخت کرتا اور عین اسی وقت اس جنس کو موثر ادائیگی کی بنیاد پر زیادہ مدت کے عوض دوبارہ خرید لیتا ہے۔ مارک اَپ کی کوئی شرح (فی صد سالانہ) کا اطلاق دوسری فروخت پر ہوتا ہے۔ کیا یہ معاہدہ "ربا" کے زمرے میں آتا ہے؟

جواب: یہ بھی ایک حیلہ ہے، جس کا مقصد سودی نظام کا نام بدل کر اسے جائز قرار دینا ہے۔ اس میں بنک کا گاہک قطعاً کوئی چیز بنک کو فروخت نہیں کرتا، صرف فرض کر لیا جاتا ہے جب کہ ایسا کرنا بھی ممنوع ہے کیونکہ جس چیز کا عملاً وجود ہی نہیں ہے، اُسے فروخت کرنے کے کیا معنی؟ نبی ﷺ نے قبل القبض (اپنے قبضے میں لینے سے پہلے) کسی چیز کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جب قبل القبض ہی فروخت کرنا جائز نہیں ہے تو ایک معاملے کو فرض کرکے اس پر بیع وشراء کے احکام کس طرح لاگو ہو سکتے ہیں؟

پھر وہ گاہک (جو اصل میں بنک سے قرض لینے کا خواہش مند ہوتا ہے) بنک سے اپنی (فرضی) فروخت شدہ چیز بنک سے زیادہ مدت کے عوض دوبارہ خرید لیتا ہے (جس کا مطلب دراصل زیادہ رقم کا حصول ہے) اور پھر وہ گاہک بنک کو سود ادا کرتا رہتا ہے، جس کا نام مارک اَپ رکھ لیا گیا ہے۔ اصل مقصد بنک سے تجارت کے لئے قرض لینا ہی ہے لیکن سیدھے طریقے سے ناک پکڑنے کی بجائے ہاتھ کو پیچھے سے گھما کر ناک پکڑنے کا کام کیا گیا ہے۔

بہر حال یہ بھی ایک سودی حیلہ ہی ہے، جس کا جواز تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

☆ سوال نمبر 4: کیا "ربا" کی حرمت کے معاملے میں ایک مسلمان اور غیر مسلم کے مابین کوئی فرق ہے؟ کیا "ربا" کی حرمت کا دائرہ غیر مسلموں سے لئے گئے قرضوں یا ایسے مسلم ممالک جن کے قوانین اور قومی پالیسیاں بین الاقوامی مالیاتی قوانین اور پالیسیوں سے منسلک نہیں اور جو صدر مملکت پاکستان کے کنٹرول میں نہیں ہیں، تک بڑھایا جاسکتا ہے؟

جواب "ربا" کی حرمت میں مسلم اور غیر مسلم کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ جس طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ کوئی سودی معاملہ نہیں کرسکتا، اسی طرح

ایک مسلمان کسی غیر مسلم کے ساتھ سودی لین دین نہیں کرسکتا۔ جن لوگوں نے اس میں فرق کیا ہے، ان کے پاس اس کی کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اس قول کو ان کے اپنوں نے بھی تسلیم نہیں کیا ہے۔

علاوہ ازیں اس کی حرمت کا دائرہ ان تمام مالیاتی قوانین اور پالیسیوں تک وسیع ہے، جن پر سودی معاملات کا اطلاق ہوتا ہے، چاہے وہ قرضے غیر مسلموں سے حاصل کیے گئے ہوں یا مسلم ممالک سے، چاہے وہ پاکستان کے کنٹرول میں ہوں یا نہ ہوں۔ ان چیزوں سے سود کی حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اصل چیز سود کی وہ تعریف ہے جو پہلے گزری، جو بھی معاملہ اس کی زد میں آئے گا اور اس تعریف کا مصداق قرار پائے گا، اس پر یقیناً حرمت کا اطلاق ہوگا۔

☆ **سوال نمبر 5: حکومت پاکستان اور اس کے زیر کنٹرول بعض ادارے بانڈز اور سرٹیفکیٹس وغیرہ جاری کرکے قرضے حاصل کرتے ہیں اور ایسے بانڈز کے حامل افراد کو مقررہ ہر مدت کے بعد منافع ادا کرتے ہیں۔ کیا یہ منافع "ربا" کی تعریف میں آتا ہے؟**

جواب: یقیناً ان پر "ربا" کی تعریف صادق آتی ہے کیونکہ یہ قرضے ہیں، کوئی کاروباری شراکت نہیں ہے، اور حکومت یا اس کے ادارے ان پر ایک طے شدہ رقم منافع کے نام سے (فی صد سالانہ کے حساب سے) ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں، جب کہ ان کی اصل رقم محفوظ ہوتی ہے، وہ جب چاہیں اپنی رقم لے سکتے ہیں لیکن جب تک یہ رقم حکومت یا اداروں کے پاس رہے گی، وہ اس پر متعین منافع دیتے رہیں گے۔ یہ وہی قرض کے بدلے میں مہلت کا معاوضہ وصول کرنا ہے جو خالص سود ہے، اس کا نام منافع رکھ لیا گیا ہے، گویا شراب کی بوتل پر 'روح افزا' کا لیبل چسپاں کر دیا گیا ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ | بھارت کو آخری دھکا

کچھ دیر بعد واصل جہنم ہو جاتا۔ جب رومیوں نے شکست و ریخت کا یہ عالم دیکھا تو بدحواس ہو گئے۔ بطرس نے حکم دیا کہ ان سب عورتوں کو گھیرا ڈال کر پکڑ لو۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جب بھی کوئی سوار آگے بڑھتا یہ عورتیں بھوکی شیرنیوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑتیں اور اس کو جہنم واصل کر دیتیں، ساتھ کہنے لگیں:

اے رومیو! آج تمہارے بھیجے ہماری چوبوں سے کچلے جائیں گے۔ آج تمہارے بچے یتیم ہو جائیں گے، آج تمہاری عمریں ختم ہو جائیں گی۔ یہ سنتے ہی بطرس آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے اپنے لشکر کو پکارا کہ خرابی ہو تمہاری، تم سے چند عورتیں نہیں پکڑی جاتیں۔ یہ سنتے ہی بہت سے سپاہیوں نے بڑی سختی سے حملہ کیا جس کا انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ خولہ رضی اللہ عنہا ساتھ ساتھ نصیحت کرتیں: اے ماؤں' بہنو' بیٹیو! اللہ نے تم کو اس قابل سمجھا کہ وہ تمہارا امتحان لے تو تم اب امتحان میں گھبرانا مت۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خواتین کی قید کی خبر ملی تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو دو ہزار کے لشکر کے ساتھ کہیں اور دشمن کے مقابلہ پر روانہ کیا اور خود حضرت ضرار اور چند مجاہدین کے ساتھ اسیر شدہ خواتین کی رہائی کے لیے روانہ ہو گئے۔ ابھی کچھ ہی فاصلہ طے کرنے پائے تھے کہ مقام استریاق کے قریب گرد و غبار کا طوفان اٹھتا ہوا نظر آیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ خیر کرے، ہمیں جلد از جلد پہنچنا چاہیے۔ آپ نے حکم دیا کہ تمام مجاہدین آنے والی مصیبت کے لیے تیار رہیں۔ چنانچہ جب مجاہدین وہاں پہنچے تو حیران رہ گئے کہ سرفروشان اسلام کی بہادر مجاہدات تلواروں کے مقابلے میں خیمہ کی چوبوں سے ڈٹی ہوئی ہیں اور کافروں کو جہنم واصل کر رہی ہیں۔

جب بطرس نے دیکھا کہ مجاہدین اسلام ان کے تعاقب میں آ پہنچے ہیں تو اس نے بھاگ کر اپنی جان بچانا چاہی لیکن حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے تعاقب کر کے ایک بھرپور حملہ کیا جس کی وہ تاب نہ لا سکا اور جہنم واصل ہو گیا۔

تاریخ کے روشن اوراق گواہ ہیں کہ اس جنگ میں مسلمان مجاہدات نے متعدد زخمی اور کم و بیش تیس کافروں کو جہنم واصل کیا۔

اللہ کی قسم! آج کشمیر کی تاریخ بھی اسی دھارے میں بہہ رہی ہے، اور خولہ، عفیرہ کی بیٹیاں گولی کے مقابلے میں اینٹوں کے ساتھ ڈٹی ہوئی ہیں۔ ان کی مدد کے لیے ضرور کوئی خالد بن کر' کوئی ضرار بن کر آ پہنچے گا...... ان شاء اللہ وہ وقت عنقریب ہے......

کیونکہ کشمیر کی سرزمین میں
خولہ کی شجاعت زندہ ہے صفیہ کی روایت زندہ ہے
باطل کے عقوبت خانوں میں عمارہ کی جرات زندہ ہے

بقیہ | مظلوم کشمیری کی پرسوز صدا

کیا آج بھی محمد علی جناح کا وہ حکم ہمارے فوجی سربراہ کے لیے نہیں ہے کہ "کشمیر میں داخل ہو جاؤ"

میرے عزیز بھائیو! میں دامن پھیلا کر تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ آؤ اور اک نئی تاریخ رقم کرو...... ہندو فوج مشرقی پاکستان میں داخل ہوئی اور اسے پاکستان سے الگ کر کے بنگلہ دیش بنا ڈالا...... لیکن کیا تم اپنی ہی زمین میں جو شرعی' قانونی' جغرافیائی' انسانی اور اصولی طور پر تمہارا حق ہے' اس میں داخل نہیں ہو سکتے؟

کیا اللہ نے تم پر فرض نہیں کیا کہ تم اپنے بھائیوں کی مدد کرو جو کہ اس وقت بدترین مظالم کا شکار ہیں؟

کیا ہماری بے بسی اور بے کسی تم کو غیرت نہیں دلاتی؟ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہمارے ساتھ قابض بھارتی افواج کیا سلوک کر رہی ہیں؟

کیا ہم پتھروں سے 12 لاکھ بندوق بردار فوجیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

رمضان المبارک کے حوالہ سے اہم پیغام:

رمضان المبارک کا ماہ سایہ فگن ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن پاک نازل ہوا جس قرآن نے ہم کو بھائی بھائی قرار دیا' جس نے ہم کو ایک امت قرار دیا' جس نے تم پر ہماری مدد کرنا فرض قرار دیا۔

(البقرہ:75' الانفال:72' الحج:40,39)

آؤ اس عہد کو دہرائیں کہ ہم ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کفر کا مقابلہ کریں گے اور جیسے بھی ہو تحریک آزادئ کشمیر کی مدد و حمایت کریں گے تاکہ ارض کشمیر سے ہندوؤں کے قبضہ کو ختم کیا جا سکے۔ آؤ عہد کرو کہ ان اسکولی بچیوں اور بچوں کا ساتھ دیں گے جو بھارتی افواج کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں اور اگر وہ صرف پتھروں سے ان درندوں کو اپنے کالجوں میں آنے سے روک سکتے ہیں تو کیا ہم سب مل کر اس ارض کشمیر سے ان پلیدوں کو نہیں نکال سکتے؟

ہم ضرور ایسا کر سکتے ہیں......!

بس تم چلے آؤ...... کھڑے ہو جاؤ...... اہل کشمیر کا ساتھ دو اور عہد کر لو کہ ہر سطح پر اہل کشمیر کا ساتھ دو گے۔ ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

فقط:

سرزمین مقبوضہ کشمیر سے تمہارا ایک مظلوم بھائی
طارق احمد ڈار عفی اللہ عنہ



طیّب اردوگان

عظمتِ اسلامیہ کی احیاء کے نقیب وامین اور مُسلم حکمرانوں کے لیے روشن مثال بن گئے

عالم اسلام

پروفیسر ظفر اقبال گولڈ میڈلسٹ

طیب اردگان ان لوگوں میں سے ہیں جو کہتے ہیں مجھے جھکا ہوا ہی رہنے دو۔ تواضع' انکساری اور رب کے سامنے جھکنے سے روح توانا رہتی ہے۔ امریکہ اور یورپ آج ریفرنڈم میں طیب اردوگان کی کامیابی سے بے چین ہیں۔ ہمارے ہاں کا میڈیا بھی ان کے بارے میں خاموش ہے' طیب اردوگان کے بارے میں کچھ بھی کہنے کو تیار نہیں کہ انہوں نے اپنے چودہ سالہ دور حکومت میں کیا کیا کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ بہر حال مخالفین سکتے میں ہیں۔ کچھ کر نہیں پا رہے' بند کمروں میں بیٹھ کر سازشیں کرنے میں مصروف ہیں۔

صرف ایک شخص جس نے کروڑوں لوگوں کی زندگیوں کو بدل دیا ہے' سیکولر حکومتوں کے دور میں ترکی نے توجہ صرف اشرافیہ پر مبذول رکھی تھی مگر طیب اردوگان نے جب قرآن کریم کو اپنی حسین حُسنِ قرات کے ساتھ پڑھنا اور اس پر عمل کرنا شروع کیا تو تبدیلیاں عوام الناس تک نظر آنے لگیں۔ برطانیہ کے مارک ٹیلر کو ترکی میں جمہوریت کے بارے میں شدید تشویش لاحق ہے اور وہ سیاحت کے عمل پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ میں بس یہ کہوں گا کہ مکالمہ ختم نہیں ہونا چاہئے اور ہمارے طیب اردگان کو ویسے ہی اپنی شان بلند رکھنی چاہئے۔ ایک ٹی وی چینل پر طیب اردوگان نے ایک بڑی محفل کے سامنے جب سورۃ البقرہ کی ابتدائی پانچ آیات کی تلاوت سنائی اور اس کے بعد عربی زبان میں ہی انہیں مسنون دعائیں کرتے دکھایا اور سنایا گیا تو دیکھنے والی ہر آنکھ مبہوت تھی کہ کیا یہ وہی ترک ہے جو کل تک نماز بھی عربی میں نہیں پڑھ سکتے تھے اور آج دعائیں بھی عربی میں' اتنی تبدیلی...... جناب طیب اردگان نے ریفرنڈم میں تاریخی کامیابی کے بعد ترکی کو اسلام کے ساتھ مضبوطی سے جوڑنے کا واضح پیغام دے دیا ہے اور وہ یہ کہ ریفرنڈم میں کامیابی کے بعد تمام روایات کو توڑتے ہوئے مصطفیٰ کمال پاشا کی قبر پر نہیں گئے۔

طیب اردوگان سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا آئیڈیل مانتے ہیں اور اپنے خطابات میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جس کا آئیڈیل ابوبکر ہو' وہ یقیناً ان کی راہوں پر چلتے ہوئے اچھا حکمران ثابت ہو سکتا ہے۔ اپنے خطاب میں طیب اردوگان سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

جب غار ثور میں نبی کریم ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غمگین دیکھا تو فرمایا' غم نہ کریں' اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے

نہ پیچھے ہٹو' ثابت قدم رہو مایوس نہ ہو' نہ مضطرب ہو' اللہ کے برابر کوئی نہیں۔ ہماری جنگ حقوق وعدل کی جنگ ہے' حق کی جدوجہد ہے۔ عظیم الشان ترکی کی جنگ ہے۔ ہماری جدوجہد امت کو بلند درجے پر لے جانے کی جدوجہد ہے۔ ہماری جدوجہد امت کی عظمت کا احیاء ہے۔ ایک نئے ترکی کی جدوجہد ہے۔ ایک عظیم ترکی کی جدوجہد ہے۔

خطاب کرتے ہوئے فرمایا'

میرے عزیز دوستو بھائیو! اللہ کا حکم واضح ہے۔ ایک آنکھ والا شیطان مجھے تنگ کرتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ڈالر پر ایک آنکھ بنی ہوئی ہے۔ ثابت قدم رہو جیسا کہ حکم دیا گیا ہے۔ تمہاری اس وقت تک مدد ممکن نہیں جب تک کہ تم سیدھے راستے پر نہ ہو۔ تمہاری کامیابی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تم ثابت قدم نہ رہو۔ تمہاری کامیابی' ثابت قدمی اور استقامت پر ہی منحصر ہے۔ اس کے لئے کامیابی نہیں جو ہوا کا رخ دیکھ کر اپنا راستہ بدل لے۔ جو ذاتی مفاد کو ترجیح دیتے ہوئے خود کو بدل دے۔ جو کسی بھی اخلاقی حدود اور بنیادی تعلیمات کو تسلیم نہ کرے' ایسے شخص کے لئے کامیابی وکامرانی اور مدد ممکن ہی نہیں اور نہ ہی وہ شخص اپنے مقصد کو پہنچ سکتا ہے۔

اسی طرح رجب طیب اردگان اکثر اپنے خطبات میں اپنی ایک نظم پڑھتے ہیں۔ جب وہ یہ نظم پڑھتے ہیں تو لاکھوں کا مجمع فرط جذبات سے آبدیدہ ہو جاتا ہے۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں جو نظم رجب طیب اردگان اکثر جلسوں میں پڑھتے ہیں' اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے۔ اے میرے رب! زمین پر میری زندگی کو طول نہ دینا۔ کیا تمہارے ملک کے پرندے خبر نہیں سناتے۔ اک موسم بہار زمین سے اٹھ رہا ہے' محبوب کا ساتھ ہو تو جلاد بھی کیا کر سکتا ہے۔ ہر مخلوق کے پیچھے ایک خالق موجود ہے۔

میں مجرم نہیں' ایک بری نظر مجھے خارج کرنے اور تباہ کرنے میں مصروف ہے۔ ہمیں پھر بھی محبتوں بھرے گیت گانے ہیں۔ صرف یہ مت کہو کہ قسمت کا انحصار تقدیر پر ہے (عمل بھی کرو)

☆......طیب اردوگان نے اسلام کی طرف ترکی کی واپسی کا سفر شروع کیا تو اللہ نے انہیں اتنی برکت دی کہ انہوں نے آئی ایم ایف کا نہ صرف تمام قرضہ اتار دیا بلکہ ورلڈ بنک کو 5۔ارب ڈالر قرضہ بھی دیا۔

☆......طیب اردوگان نے اقتصادی لحاظ سے 111ویں نمبر پر موجود ترکی کو اٹھا کر 16 نمبر پر پہنچا دیا اور عالم اسلام میں سعودی عرب کے بعد ترکی دوسرا ملک ہے جو دنیا کے اقتصادی لحاظ سے مضبوط 20 G ممالک میں شامل ہے۔

کیونکہ قسمت کا انحصار تقدیر پر ہے تو سہی (جسے اللہ جانتا ہے) اس کی پرواہ نہ کرو کہ میرے مدمقابل کیا کرتے ہیں۔ ایک آرزو ہے جو عرش سے اٹھتی ہے۔ (اللہ کی طرف سے)

کیا ہوتا ہے جب دن ڈھل جاتا ہے۔

وہی اللہ ہے جو رات گزارنے کا سبب بنتا ہے۔

اگر میں جلتا ہوں تو پھر میری راکھ سے کامیابی کے قلعے تعمیر ہوں گے۔ ہر شکست کے بعد ایک فتح ہے۔

تعریف اس کی جس نے ہمیں اقتدار بخشا

یہ جذبات ہم میں پیدا کئے

جس نے ہمیں حوصلہ اور جوش عطا کیا۔

اس نے ہمیں صبر کی تعلیم دی اور مزاحمت کا حوصلہ دیا۔

اس نے ہمیں ثابت قدم رہنے کی اہمیت سے آگاہ کیا۔

تعریف اس اللہ کی جس نے ہمارے دلوں میں محبت بھر دی۔

اور اس ملک وملت کی خدمت کا موقع عطا فرمایا۔

اپنے کنبے کے لوگوں کے لئے حق کی آواز بلند کرنے کی توفیق عطا کی۔

میں جس اللہ کی تعریف کرتا ہوں' اس نے ہمیں یہ گفتگو کرنے کی توفیق عطا کی۔ میں تمام تعریفیں رب العالمین کے لئے خاص کرتا ہوں۔

ذرا سوچیں اور غور کریں' کیا آج کسی مسلم حکمران کی زبان سے اس قدر راسخ ایمان والے جملے نکلتے ہیں؟ دین سے سچی محبت کے بغیر ایسے الفاظ کوئی نکال ہی نہیں سکتا۔ رجب طیب اردوگان قوی الایمان' مستحکم مزاج' ثابت قدم' نہایت شجاع' غیرت مند' رقیق القلب اور معتدل طبع کے مالک ہیں۔ یہی وہ خوبیاں' صفات اور خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے اللہ رب العزت نے انہیں اپنے ملک میں بہت کامیابی عطا کی۔

1994ء سے طیب اردوگان نے ملک وقوم کی ہر قسم کی خدمت کی۔ 22 سال پہلے جب استنبول ہر قسم کی غلاظت کی آماجگاہ اور گندگی کا ڈھیر تھا' انہوں نے چند سال میں استنبول کو جرائم اور کرپشن فری کیا اور پھر ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہ ترکی کے وزیر اعظم اور صدر منتخب ہوگئے۔ طیب اردوگان ترکی کو جدید فلاحی و اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ یہ سفر جاری تھا کہ پندرہ جولائی 2016 کو شب خون مارا گیا' فوجی بغاوت کے بعد طیب اردوگان کی حکومت کا جانا یقینی تھا۔ 15 منٹ کے بعد ترکی کے صدر اپنی کابینہ سمیت جیل میں ہوتے لیکن جب عوام نے ان کا ساتھ دینے کا ارادہ کرلیا تو حالات پلٹ گئے اور عوام نے سیکولرازم کے علمبردار بوٹوں او ٹینکوں کو شکست دے دی۔

طیب اردوگان نے اپنے دور حکومت میں معیشت کو اتنا استحکام دیا کہ آئی ایم ایف کا 23.5 ارب ڈالر کا قرضہ زیرد کرکے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کو الٹا امداد دینے کی پیشکش کردی۔ تعلیمی نظام میں بھی اصلاحات کیں نتیجتاً جن سکولوں میں طالب علموں کی تعداد 65 ہزار تھی' وہ 8 لاکھ تک جا پہنچی۔ ملکی یونیورسٹیاں 98 سے بڑھا کر 190 کردیں۔

انہوں نے ساری قوم کے لئے گرین کارڈ کا اجراء کیا جس کے تحت کسی بھی ترک باشندے کو ملک کے کسی بھی ہسپتال میں ہمہ وقت مفت علاج کی سہولت ہوگئی۔ 12 برس میں ہوائی اڈوں کی تعداد 26 سے 50 کردی۔ صرف سیاحت سے حاصل ہونے والی سالانہ آمدنی 20 ارب ڈالر ہے۔ 2002ء سے 2011ء کے درمیان ترکی میں 13500 کلومیٹر طویل سڑکیں بنائیں۔ 2009ء میں ترکی میں تیز رفتار ریل گاڑیاں چلنے لگیں۔ 1076 کلومیٹر لمبی نئی ریلوے لائنیں بچھائیں۔ تعلیمی بجٹ 7.5 ارب لیرا سے 34 ارب لیرا ہوگیا۔ ترکی آلودگی' جرائم اور مافیا سے پاک اور رواں دواں ٹریفک والا ملک بن گیا۔ پانی' بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ ختم کی اور بلوں میں بھی نمایاں کمی کی۔

ترکش ایئر لائن یورپ کی بہترین اور دنیا کی ساتویں بڑی ایئر لائن بن گئی۔ اقتصادی لحاظ سے 111 نمبر پر موجود ملک کو اٹھا کر 16 نمبر پر پہنچایا۔ عالم اسلام میں سعودی عرب کے بعد ترکی پہلی بار دنیا کے اقتصادی لحاظ سے مضبوط 20 ممالک کے گروپ G-20 میں شامل ہوا۔ 2013 میں ترکی کی سالانہ قومی پیداوار 1100 ارب ڈالر تک جا پہنچی ہے۔ ترکی میں اقتصادی خوشحالی کی نتیجے میں لوگوں کی تنخواہوں میں 300 فیصد اضافہ ہوگیا۔ ترکی کا بجٹ خسارہ بڑھ کر 47 ارب ڈالر تک پہنچ گیا تھا۔ اس کو ختم کردیا گیا۔ اردگان نے سارا قرض لوٹادیا۔ اس کے برعکس ترکی نے ورلڈ بنک کو 5 ارب ڈالر قرضہ دیا۔

اس وقت یورپ میں فروخت ہونے والے الیکٹرانکس میں سے ہر تیسرا سامان ترکی کا تیار کردہ ہے۔ طیب اردوگان نے سرکاری حکمنامہ جاری کیا کہ یونیورسٹی اور اسکول کی تعلیم مفت ہوگی اور تمام تر اخراجات حکومت برداشت کرے گی۔ ترکی کا تعلیمی بجٹ دفاع کے بجٹ سے بھی زیادہ کردیا گیا۔ جدید ٹیکنالوجی پر تحقیق کے لئے 35 ہزار لیبارٹریاں قائم کی گئیں۔

آج طیب اردوگان لوگوں کے دلوں میں بستا ہے۔ آج کا ترکی ایٹمی طاقت نہ ہونے کے باوجود اسلامی دنیا کا لیڈر بننے جارہا ہے۔ طیب اردوگان نے اندازہ لگالیا تھا کہ موجودہ نظام تعمیر وترقی کے لئے ٹھیک نہیں ہے بلکہ صدارتی نظام ہونا چاہئے جو اسلامی طریق حکومت کے قریب ترین ہے۔ پارلیمانی نظام میں بہت زیادہ مشکلات ہیں۔ حکومت کے پاس فیصلے کی قوت نہایت کمزور ہوتی ہے۔

باقی صفحہ 61 پر



موبائل فونز جاسوسی اور ڈیجیٹل ڈیٹا ہیکنگ

اگر آپ کے پاس وائی فائی یا انٹرنیٹ کنکشن، سمارٹ ٹی وی یا سمارٹ فون موجود ہے تو خبردار ہو جائیں کیونکہ آپ کو ہدف بنایا جاسکتا ہے

ابو عبداللہ عمر نعیم الاسلام

آپ کے آئی فون، اینڈرائڈ، مائیکروسوفٹ ونڈوز سے بھی جاسوسی ہو سکتی ہے۔ اسمارٹ ٹی ویز اور واٹس ایپ بھی محفوظ نہیں، معلومات چوری ہو سکتی ہیں۔ سی آئی اے ایسا کر بھی چکی ہے۔ سی آئی اے نے ایک ہزار سے زائد کمپیوٹر وائرس اور دیگر پروگرام تیار کئے۔ ہیکنگ کر کے آپ کے سیل فونز، ٹیلی وژن اور یہاں تک کہ آپ کی کار کو بھی کنٹرول کر سکتے ہیں۔ وکی لیکس نے امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کا بھانڈا پھر پھوڑ دیا۔ خفیہ ہیکنگ پروگرام کی آٹھ ہزار سے زائد خفیہ دستاویزات جاری کر دیں۔

دستاویزات میں انکشاف کیا گیا ہے کہ نہ صرف آئی فون، اینڈرائڈ اور مائیکروسوفٹ ونڈوز فون سے جاسوسی ہو سکتی ہے بلکہ آپ کا اسمارٹ ٹی وی ایجنسیوں کو آپ کی ساری گفتگو بھی سنوا سکتا ہے۔ وکی لیکس کے مطابق جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں امریکی قونصل خانہ سی آئی اے ہیکرز کا بیس تھا۔

سی آئی اے اہلکار یورپ، مشرق وسطی اور افریقہ میں ہیکنگ کرتے تھے۔ دستاویزات میں انکشاف کیا گیا ہے کہ جاسوسی کے لیے سی آئی اے نے ایک ہزار سے زائد کمپیوٹر وائرس اور دیگر پروگرام تیار کئے جو آپ کے سیل فونز، ٹیلی وژن اور یہاں تک کہ آپ کی کار کو بھی کنٹرول کر سکتے ہیں۔

سی آئی اے نے سافٹ ویئرز اور وائرس کے ذریعے ایپل آئی فون، گوگل اینڈرائڈ، مائیکروسوفٹ ونڈوز کے علاوہ سام سنگ اسمارٹ ٹی وی سے بھی جاسوسی کی۔ صارف سمجھتا ہے کہ اس نے کمرے میں ٹی وی کو آف کر دیا ہے مگر حقیقت میں ٹیلی وژن، خفیہ مائیکروفون کا کام شروع کر دیتا ہے اور بند کمروں میں ہونے والی گفتگو خفیہ اداروں کو پہنچاتا ہے۔

اینڈرائیڈ سمارٹ فون، سب سے غیر محفوظ:

دستاویزات میں انکشاف کیا گیا ہے کہ اسمارٹ فون خاص طور پر زیادہ غیر محفوظ ہیں کیونکہ دیگر برقی آلات ایک جگہ تک محدود رہتے ہیں تاہم اسمارٹ نہ صرف ہر وقت آن رہتا ہے بلکہ آپ کے ساتھ بھی رہتا ہے۔ سی آئی اے ٹیکنالوجی کی مدد سے واٹس ایپ، ٹیلی گرام، سگنل اور دیگر میسجنگ سروسز تک با آسانی رسائی حاصل کرتی ہے اور آپ کا تمام ڈیٹا حاصل کرتی ہے۔

تفصیلات کے مطابق گزشتہ دنوں وکی لیکس نے اپنے نئے انکشافات میں امریکہ کی خفیہ ایجنسی سی آئی اے "سنٹرل انوسٹی گیشن ایجنسی" کے بارے میں ایک سنسنی خیز انکشاف کیا ہے کہ سی آئی اے دنیا بھر میں جاسوسی کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے آئی فون، اسمارٹ فونز اور اسمارٹ ٹی وی ڈیوائسز کے ذریعے لوگوں کی جاسوسی کر رہی ہے۔ جس میں خفیہ معلومات سمیت لوگوں کی نقل و حمل پر نگاہ رکھنے سمیت مذکورہ ڈیوائسز میں موجود صارف کے مکمل ڈیٹا تک رسائی شامل ہے۔ اس حوالے سے وکی لیکس نے دعویٰ کیا ہے کہ امریکہ کی خفیہ ایجنسی سی آئی اے نے اسمارٹ ڈیوائسز ''آئی فون، اینڈ رائڈ موبائل اور اسمارٹ ٹی وی'' تیار کرنے والی مقبول زمانہ کمپنیوں سے جاسوسی کے آلات نصب کرنے کا باقاعدہ معاہدہ کر رکھا ہے۔

وکی لیکس کی جانب سے لگائے گئے ان الزامات کی ابھی تک کسی کمپنی نے تردید نہیں کی بلکہ کمپنیوں کی جانب سے موقف اختیار کیا گیا کہ ڈیوائسز میں مذکورہ خرابیوں کو دور کرنے کے لیے کام شروع کر دیا گیا ہے جس سے وکی لیکس کی جانب سے کئے گئے دعوے کی مزید تصدیق ہوتی ہے۔

جس دن سے وکی لیکس نے یہ تہلکہ خیز انکشاف کیا ہے، لوگوں نے اس کا منفی اثر لینا شروع کر دیا ہے جس کے باعث امریکی عوام ایک قسم کے خوف میں مبتلا ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ وہاں ایک عام صارف اسمارٹ فون استعمال کرتے ہوئے بھی ڈر رہا ہے۔

حالیہ رپورٹ کے مطابق امریکہ نے اس جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے کرائمز کی روک تھام کے لیے انسانی جسم میں مائکرو چپ لگانے کا طریقہ وضع کیا ہے جس پر تجرباتی طور پر عملدرآمد بھی شروع ہو چکا ہے۔ امن و امان کی صورتحال سے نمٹنے اور ایک عام شہری کی نقل و حمل پر مستقل نظر رکھنے کی غرض سے بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے جسم میں ایک خاص قسم کی مائکرو چپ لگا دی جائے گی جس کے ذریعے اس کے پیدا ہونے کے دن سے تا مرگ نہ صرف اس کی تمام معلومات ریاست کے پاس محفوظ ہوں گی بلکہ اس کی تمام نقل و حمل پر بھی پوری طرح نظر رکھی جا سکے گی۔ اسمارٹ فونز یا اس جیسی دیگر ڈیوائسز سے عام شہریوں کی جاسوسی کرنا دراصل اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

سمارٹ فونز سے جاسوسی پر ٹیکنالوجی کمپنیوں کا ردعمل:

سمارٹ فونز کے ذریعے جاسوسی کے معاملے پر ٹیکنالوجی کمپنیوں کا ردعمل بھی سامنے آگیا ہے۔ آئی فون بنانے والی ایپل انکارپوریٹڈ کا کہنا ہے کہ وکی لیکس میں سامنے آنے والی آئی او ایس کی زیادہ تر کمزوریاں دور کر لی ہیں، باقی پر کام جاری ہے۔ سام سنگ کا کہنا ہے کہ

☆......امریکہ کی خفیہ ایجنسی سی آئی اے نے اسمارٹ ڈیوائسز آئی فون، اینڈرائیڈ موبائل اور اسمارٹ ٹی وی تیار کرنے والی مقبول زمانہ کمپنیوں سے جاسوسی کے آلات نصب کرنے کا باقاعدہ معاہدہ کر رکھا ہے۔ وکی لیکس کا دعویٰ

☆......صارف سمجھتا ہے کہ اس نے کمرے میں ٹی وی بند کر دیا ہے۔ مگر حقیقت میں ٹیلی ویژن خفیہ مائیکروفون کا کام شروع کر دیتا ہے اور بند کمروں میں ہونے والی بات چیت خفیہ اداروں تک پہنچاتا ہے۔

صارفین کی معلومات کا تحفظ اولین ترجیح ہے، وکی لیکس میں سامنے آنے والے تازہ معاملے کو جلد حل کر لیں گے۔ مائیکروسافٹ کا کہنا ہے کہ وکی لیکس میں سامنے آنے والے معاملے سے آگاہ ہیں، آپریٹنگ سسٹم کی کمزوریاں دور کر لیں گے۔ گوگل اور لینکس نے وکی لیکس کے والٹ سیون انکشافات پر بات کرنے سے انکار کر دیا۔ سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ حالیہ لیکس میں ان کمپنیز پر سی آئی اے سے پیسے لے کر آپریٹنگ سسٹم میں خامیاں چھوڑنے کا الزام لگایا گیا ہے لیکن ان کمپنیز نے ان الزامات کی اب تک تردید نہیں کی ہے۔

پاکستان میں سائبر ہیکنگ کا بڑا واقعہ:

پاکستان میں بھی گزشتہ دنوں سائبر ہیکنگ کا ایک بڑا واقعہ رونما ہوا ہے۔ جس میں ایک شخص نے بے شمار لیڈی ڈاکٹروں کے ڈیٹا تک رسائی حاصل کر کے انہیں بلیک میل کرنا شروع کر دیا۔ لیڈی ڈاکٹرز کو ہراساں کرنے کے کیس میں مرکزی ملزم کے لیپ ٹاپ میں 2 ہزار کے قریب قابل اعتراض تصاویر اور ویڈیوز موجود ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔ لیپ ٹاپ کی جانچ پنجاب فارنسک سائنس ایجنسی نے کی جس نے اپنی رپورٹ انسداد دہشت گردی عدالت کو بطور ثبوت فراہم کر دی ہے۔

پی ایس ایف اے کی رپورٹ میں مزید چشم کشا انکشافات کیے گئے ہیں، جن میں 108 شناختی کارڈز کا استعمال بھی شامل ہے۔ ڈسٹرکٹ لیہ سے تعلق رکھنے والے ملزم عبدالوہاب پر لیڈی ڈاکٹرز کو ہراساں اور بلیک میل کرنے کے الزام میں انسداد دہشتگردی کی عدالت میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ 200 سے زائد خواتین جن میں لیڈی ڈاکٹرز اور لاہور کی گورنمنٹ ٹیچنگ ہسپتالوں کی نرسز بھی شامل تھیں، ان کی جانب سے ہراساں اور بلیک میل کیے جانے کی شکایات سامنے آنے کے بعد اپریل 2015ء میں قانون نافذ کرنے والے اداروں نے ملزم کو ناران سے گرفتار کیا تھا جبکہ گوالمنڈی پولیس نے مقدمہ درج کیا تھا۔

بلیک میلنگ کا نشانہ بننے والوں میں زیادہ تر کنگ ایڈورڈز میڈیکل یونیورسٹی، فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی اینڈ چلڈرن ہسپتال لاہور کی ہاؤس آفیسرز اور پوسٹ گریجویٹ ٹرینیز شامل تھیں۔ ابتدائی تحقیقات کے مطابق ملزم مختلف ٹیکنالوجیز کو استعمال کرتے ہوئے لیڈی ڈاکٹرز کے موبائل فونز، چیٹ، تصاویر، واٹس ایپ چیٹ، وائبر اور فیس بک اکاؤنٹس تک رسائی حاصل کرنے کے بعد لیڈی ڈاکٹرز کو پھنساتا تھا۔ ان کی گفتگو اور تصاویر کو ایڈٹ کرنے کے بعد ملزم انہیں مزید بلیک میل کرنے کے لیے کسی ریسٹورنٹ وغیرہ میں بلاتا۔ تحقیقات کے مطابق ملزم نے مبینہ طور پر قابل اعتراض ویڈیو کلپس اور تصاویر کئی لیڈی ڈاکٹرز کے گھر والوں کو بھیج کر ان کی زندگی تباہ کی۔

فرانزک سائنس ایجنسی نے لیپ ٹاپ کی جانچ کے دوران 4 لاکھ 28 ہزار 322 گرافکس / تصاویر کی نشاندہی کی اور واضح طور پر کہا کہ ان میں سے زیادہ تر ایڈٹ شدہ یا جعلی تھیں۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا کہ لیپ ٹاپ کے تجزیے کے دوران ملزم پر لگنے والا بلیک میلنگ کا الزام بھی درست ثابت ہوا۔ لیپ ٹاپ میں موجود کل تصاویر میں سے 2159 قابل اعتراض تصاویر کا ڈیٹا پیش کرتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا کہ، آڈیو ویژول اینالسس ڈپارٹمنٹ کے مروجہ طریق کار کے تحت ان میں سے ایک بھی تصویر کے اصل ہونے کی تصدیق نہیں کی جا سکی۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا کہ اس کے علاوہ فیس بک چیٹس، واٹس ایپ اور دیگر کی 667 علیحدہ تصاویر بھی پائی گئیں۔ پی ایف ایس اے نے یہ بھی بتایا کہ 108 شناختی کارڈز / پاسپورٹس اور کال کی تفصیلات کا بھی جائزہ لیا گیا جس کی رپورٹ عدالت میں پیش کی گئی۔ فارنسک ایجنسی کو دوران تفتیش یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ بعض فون کالز میں ملزم نے خود کو حساس ادارے کا سینئر عہدے دار بھی ظاہر کیا۔ رپورٹ کے مطابق مجموعی طور پر 2 ہزار 454 ملٹی میڈیا فائلز کی نشاندہی ہوئی جن میں سے 266 آڈیو کال ریکارڈنگز ہیں جن میں بلیک میلنگ سے متعلق مواد ہو سکتا ہے۔

عالمی سائبر ہیکنگ کے جدید طریقے:

بین الاقوامی سائبر مجرم زیادہ ماہر ہو گئے ہیں۔ انہوں نے ایک نئی تکنیک تیار کی جسے فشنگ (phishing) کا نام دیا گیا ہے۔ جس میں آپ کے ای میل اکاؤنٹ سے ذاتی معلومات چرائی جاتی ہیں، ان میں آپ کی بنک اکاونٹ معلومات، پاس ورڈ اور کریڈٹ کارڈ معلومات شامل ہیں۔

امریکہ میں شمالی کیرولینا کی یونیورسٹی میں طلباء کو بتایا گیا کہ فشنگ حملے زیادہ تر ای میل سے جڑے ہوتے ہیں اور یہ اس وقت متحرک ہوتے ہیں جب آپ کسی آن لائن کنکٹ پر کلک کرتے ہیں، عموماً یہ ایک ویب فارم ہوتا ہے۔ جس پر آپ اپنی معلومات ایسے ہی فراہم کرتے ہیں جیسے فیس بک یا ایپل کا فارم بھرتے ہوئے دیتے ہیں۔

فراڈ کی ایک قسم لاٹری بھی ہے، اسی طرح جعلی یونیورسٹی ڈگری فراڈ ہیں، کینیڈا اور امریکہ میں ایک کمرے پر مشتمل یونیورسٹیاں بھی ہیں جو ڈگری کی ملوں کے طور پر مشہور ہیں لیکن آپ پاکستان میں بیٹھ کر ان کی شہرت نہیں جان سکتے۔ آن لائن شاپنگ فراڈ بھی کیے جاتے ہیں۔ زیادہ تر مشہور شاپنگ ویب سائیٹس وال مارٹ یا ٹارگٹ ہیکروں کا نشانہ بنتی ہیں۔ ہیکرز ان کے گاہکوں کے کریڈٹ کارڈ کی معلومات چوری کرتے ہیں یا کسی اور کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔ پاکستان اس لئے خوش قسمت قرار دیا جا سکتا ہے کہ یہاں پر ای کامرس ابھی اتنی کامیاب نہیں ہوئی، اس لئے پاکستان نسبتاً محفوظ ملک ہے لیکن اگر آپ کے پاس وائی فائی یا انٹرنیٹ کنکشن، سمارٹ ٹی وی یا سمارٹ فون موجود ہے تو خبردار ہو جائیں کیونکہ آپ کو ہدف بنایا جا سکتا ہے...... (ہیکنگ، فراڈ، بلیک میلنگ اور اس طرح کے دیگر واقعات سائبر کرائم کے زمرے میں آتے ہیں جن کی سزاؤں کے بارے میں تفصیلی مضمون ان شاء اللہ اگلے شمارے میں دیا جائے گا)



رمضان المبارک کے حوالے سے بعض موضوع اور ضعیف روایات

علم وتحقیق

پروفیسر ظفر اقبال گولڈ میڈلسٹ

رمضان المبارک ایسا مہینہ ہے، جس میں روزے فرض کیے گئے' نزول قرآن اسی مہینے میں شروع ہوا' مومن کے لئے گناہوں کی بخشش کا مہینہ اور جنت میں داخلے اور جہنم سے چھٹکارے کا مہینہ ہے۔ غرضیکہ رمضان ایمان کی فصل بہار ہے' جو قلب وروح میں تروتازگی پیدا کردیتا ہے۔

لیکن بہت سارے لوگ کم علمی' کج فہمی اور آباء پرستی وتقلید کی وجہ سے ایسے اعمال انجام دے لیتے ہیں جن کا حدیث وسنت میں نام ونشان بھی نہیں ہوتا۔ جیسے نیت روزے کے لئے وبصوم غد نویت من شهر رمضان کہ میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں حالانکہ روزہ کے لئے سحری اس دن کھا رہے ہوتے ہیں جبکہ نیت تو دل کے ارادے کا نام ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ایسے الفاظ کا سرے سے کوئی ثبوت ہی نہیں ہے۔ اسی طرح کی اور بہت سی باتیں ہیں جن کو صرف رواجاً ہی اختیار کرلیا گیا ہے' اس کی تفصیل کا اب موقع نہیں' چند ایسی احادیث اور روایات جو یا تو ضعیف ہیں یا موضوع (من گھڑت) ہیں' پیش خدمت ہیں جن کو اختیار کرلینے سے الٹا نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں۔ ایسی موضوع اور ضعیف ومنکر روایتیں حاضر خدمت ہیں جو زبان زد عام ہیں۔ اعمال میں ان کی کوئی حیثیت نہیں' نہ ہی ان پر کوئی اجر مرتب ہوتا ہے۔

1۔ صوموا تصحوا (ضعیف)

روزہ رکھو صحت پاؤ۔

2۔کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل العشر الاواخر طوی فراشه اعتزل النساء وجعل عشاء ه سحرا (ضعیف)

ترجمہ: جب آخری عشرہ داخل ہوتا' رسول اللہ ﷺ اپنا بستر لپیٹ دیتے' بیویوں سے الگ ہوجاتے اور اپنی عشاء کو سحری تک لے جاتے یعنی ساری رات نوافل پڑھتے۔

3۔اول شهر رمضان رحمة اوسطه مغفرة واخره عتق من النار (منکر)

رمضان کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے' اس کا درمیانی عشرہ مغفرت ہے اور اس کا آخری عشرہ جہنم سے نجات ہے۔

یہ حدیث علماء خطبوں میں' اخبارات اپنے ایڈیشنوں میں اکثر شائع کرتے ہیں لیکن یہ حدیث ثابت ہی نہیں۔

4۔ رجب شهر الله وشعبان شهری ورمضان شهر امتی (موضوع) رجب اللہ کا مہینہ ہے' شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

5۔لو یعلم العباد ما فی رمضان لتمنت امتی ان یکون السنة کلها۔ (موضوع)

اگر لوگ جان لیں کہ رمضان میں کیا اجر ہے' ضرور میری امت تمنا کرتی کہ سارا سال ہی ایسا ہوتا' یعنی رمضان کے روزوں کی طرح کا اہتمام ہوتا

6۔ما من ایام احب الله ای یتعبد له فیها من عشر ذی الحجة یعدل صیام کل یوم منها صیام سنة قیام کل لیلة منها بقیام لیلة القدر (ضعیف)

ذوالحجہ کے 10 دنوں سے زیادہ اللہ کے نزدیک کوئی دن محبوب نہیں جس میں اللہ کی بندگی کی جائے' اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ہر ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کی طرح ہے۔

7۔ من صلی فی آخر جمعة من رمضان والخمیس الصلوات المفروضه فی الیوم واللیلة قضیت عنه ما اخل به من صلوة سنة (موضوع)

ترجمہ: جس نے رمضان کا آخری جمعہ پڑھا اور جمعرات کی فرض نمازیں بھی (رات دن کی) تو پورے سال کی نمازوں میں جو کمی ہوئی ہوگی' اسے اس کی طرف سے پورا کردیا جائے گا۔

8۔ من احیاء لیلة الفطر ولیلة الاضحی لم یمت قلبه یوم تموت القلوب (موضوع)

جس نے عید کی رات شب بیداری کی اور عید الاضحیٰ کی رات عبادت کی تو جس دن دل مردہ ہوجائیں گے' اس کا دل مردہ نہیں ہوگا۔ (موضوع)

9۔شهر رمضان معلق بین الاسماء والارض لایرفع الی الله الا بزکوة الفطر (ضعیف)

رمضان کا مہینہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہے' وہ فطرانے کی ادائیگی کے ساتھ ہی اللہ کی طرف بلند ہوتا ہے۔

10۔اغنوهم یعنی المساکین عن الطواف فی هذا الیوم۔ (ضعیف)

مساکین کو غنی کردو' اس دن یعنی رمضان میں طواف ادا کرکے۔

11۔سلمان فارسیؓ کی حدیث: خطبنا رسول الله ﷺ آخر یوم من شهر شعبان فقال یاایها الناس قد اظلکم شهر عظیم جعل الله صیامه فریضة وقیام لیلة تطوعا ومن تطوع فیه بخصلة من الخیر کان کمن ادی فریضه فریضة فیما سواه وادی فیه فریضة کان کمن ادی سبعین فریضه فیما سواه (منکر)

سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں: شعبان کے آخری دن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہوگیا ہے۔ اس کے روزے کو اللہ نے فرض قرار دیا ہے اور رات کے قیام کو نفل قرار دیا ہے۔ اور جس نے دل کی رغبت کے ساتھ کسی کار خیر کو انجام دیا' گویا کہ اس نے فریضہ ادا کیا اور جس نے فرض ادا کیا' گویا کہ اس نے اس کے علاوہ ستر فرض ادا کئے۔

یہ حدیث منکر ہے' ناقابل ثبوت اور ناقابل عمل ہے۔







فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

سلسلہ نمبر 10

پس تم ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے

پوچھیے

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ سے

ضبط تحریر و تخریج: بیگم صدیقہ عمران — اعداد: حافظ محمد عمران — ترتیب و تزئین: ابوعطف بشیر

س: روزہ کی حالت میں وضو اور غسل کے دوران کلی کرتے ہوئے پانی کو کہاں تک لے جانا چاہیے؟

ج: منہ میں پانی ڈال کر اس کو حرکت دی جائے، پانی کو گلے تک بھی لے جا سکتے ہیں اور نبی کریم ﷺ نے ناک میں پانی چڑھانے کے بارے میں فرمایا: ”جب ناک میں پانی چڑھاؤ تو خوب اچھی طرح سے چڑھاؤ مگر روزے کی حالت میں نہیں (یعنی روزے کی حالت میں ناک میں مبالغے کے ساتھ پانی چڑھانے سے منع فرمایا)“۔ (سنن اربعہ)

س: اگر میں کسی رشتہ دار کو بتائے بغیر کہ یہ زکوۃ ہے، زکوۃ دوں تو کیا جائز ہے؟ اور کیا زکوۃ قبول ہو جائے گی؟

ج: اگر واقعی وہ رشتہ دار حقدار ہے اور اس کا خرچ اس کی آمدنی سے زیادہ ہے تو آپ اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی آدمی زکوۃ نہ لینا چاہتا ہو تو اس کو بتا کر ہی دینی چاہیے۔

س: قادیانیوں کے ساتھ کھانا کھانا حلال ہے یا حرام؟

ج: یہ لوگ مسلمان ہو گئے، پھر مرتد ہو گئے اور نیا نبی تلاش کیا، اس کی وجہ سے جتنا ہو سکے ان کے ساتھ کھانے پینے سے پرہیز کیا جائے۔

س: اگر دو مسلمان بھائی آپس میں کسی وجہ سے ناراض ہیں تو ان کے بارے میں قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ (الحجرات آیت 10) دوسرے لوگوں کو کہا جا رہا ہے کہ اگر دو بھائیوں کے درمیان لڑائی، جھگڑا یا رنجش ہے تو ان کی آپس میں صلح کروا دو۔

اور آپس کی ناراضگی کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: ”لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ“۔ (صحیح بخاری کتاب الھجرۃ، صحیح مسلم باب تحریم الھجرۃ فوق ثلاثۃ ایام) ”کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ اور جب دونوں آمنے سامنے ہوں تو یہ ادھر منہ کر لے اور وہ اُدھر منہ کر لے اور ان میں بہترین وہ ہے جو سلام میں پہل کرے“۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، اس روز ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو شرک نہ کرتا ہو سوائے ان لوگوں کے جن کے درمیان کینہ یا نفرت ہو، تو کہا جاتا ہے ان کو تب تک رہنے دو جب تک یہ صلح نہ کر لیں، ان کو تب تک رہنے دو جب تک یہ صلح نہ کر لیں، ان کو تب تک رہنے دو جب تک یہ صلح نہ کر لیں“۔ (صحیح مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ آپس میں ناراض ہونا ایک خطرناک بات ہے۔

س: کیا قرآن مجید کے سارے سجدے یا دو سجدے اکٹھے کیے جا سکتے ہیں؟ اگر کیے جا سکتے ہیں تو کس طرح کیے جائیں گے اور کس وقت کیے جا سکتے ہیں؟

ج: قرآن مجید کے سجدے کا حق یہ ہے کہ تلاوت کے دوران ہی کر لیا جائے، اگر نہیں کر سکا تو کوئی ضروری نہیں ہے، نبی کریم ﷺ کے سامنے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سجدے کی آیت پڑھی لیکن نہ تو نبی کریم ﷺ نے خود سجدہ کیا اور نہ ہی زید رضی اللہ عنہ کو کہا کہ سجدہ کرو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ والے دن منبر پر ایک سجدے والی آیت پڑھی اور منبر سے اتر کر سجدہ کیا، اگلے جمعے پھر وہی آیت پڑھی اور لوگ تیار ہو گئے سجدہ کرنے کے لیے تو انہوں نے فرمایا: لوگو! ہم سجدے والی آیت کے پاس سے گزرتے ہیں تو ضروری نہیں کہ ہم سجدہ ضرور کریں، اگر کر لیں تو بھی بہتر ہے اور نہ بھی کریں تو کوئی حرج نہیں۔ (صحیح بخاری)

سارے سجدے یا دو سجدے اکٹھے کرنے والی بات درست نہیں ہے، ایسا کرنا نبی کریم ﷺ سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔

آیت پڑھنے کے بعد اسی وقت سجدہ کر لینا چاہیے کیونکہ نہ تو اس سجدے کے لیے وضو کی ضرورت ہے اور نہ ہی قبلہ رخ ہونے کی۔ کیونکہ یہ نماز کا سجدہ نہیں ہے۔

مسائل واحکام

قرآن وسنت کی روشنی میں

آپ کے سوال

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث دار العلوم المحمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور

کیا بچوں کو روزہ رکھوانے کا اہتمام ہونا چاہیے؟

س: بچہ روزہ اور دیگر احکام شرعیہ کا کب مکلف ہوتا ہے؟ کیا بچوں کو روزہ رکھوانے کا اہتمام ہونا چاہیے؟

الجواب بعون الوهاب

دراصل بچہ بالغ ہونے کے بعد روزے اور دیگر احکام شریعت کا مکلف ٹھہرتا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْمُبْتَلٰى حَتّٰى يَبْرَأَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَكْبُرَ۔ (ابوداؤد: 4398'4400) نسائی 3462)

تین افراد سے قلم اٹھالیا گیا (یعنی ان کے اعمال نہیں لکھے جاتے)

سویا ہوا حتی کہ جاگ جائے' دیوانہ حتی کہ درست (عقل مند) ہوجائے اور بچے سے حتی کہ بڑا (بالغ) ہوجائے۔

یاد رہے بچے کے بالغ ہونے کی علامت احتلام اور بچی کی حیض آنا ہے۔ زیر ناف بالوں کا آنا بھی بالغ ہونے کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ (ابوداؤد '4404 ترمذی (1584)

انسان اگرچہ بالغ ہو کر شریعت کے احکام کا ذمہ دار بنتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے بچوں کو دینی کام نہ بتائے اور نہ کرائے جائیں۔

بلکہ بچوں میں جیسے ہی شعور اور تمیز ظاہر ہونے لگے' ان کو احکام شرعی کی تعلیم دینی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ ۔(ابوداؤد 495)

اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کے ہوجائیں اور اس (کے چھوڑنے) پر ان کو مارو جبکہ وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور ان کے بستر جدا جدا کردو۔

ضروری وضاحت: اس حدیث میں ایک اہم رہنمائی یہ بھی ہے کہ بچے خواہ حقیقی بھائی ہوں یا بہنیں یا ملے جلے' دس سال کی عمر میں ان کے بستر الگ کردیے جائیں۔ یہ سد ذریعہ اور احتیاط کے پیش نظر ہے تاکہ ان کو شروع ہی سے منکرات سے بچایا جاسکے اور یہ ہماری شریعت کے محاسن میں سے ایک اہم بات ہے۔

حدیث میں سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کی طرف لانے کا حکم ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے ایک بچے کو اٹھایا اور پوچھا' کیا اس کے لئے حج ہے تو آپؐ نے فرمایا ہاں اور تیرے لئے اجر وثواب ہے۔ (مسلم 3253)

اسی طرح بچوں کو روزے رکھوانے کا اہتمام ہونا چاہئے تاکہ وہ شعور بیدار ہوتے ہی نیکی کے کام کرنے کے عادی بن جائیں۔

ربیع بنت معوذ بن عفراء بیان کرتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اپنے بچوں کو روزہ رکھواتیں اور ان کے لئے اون کا کوئی کھلونا بنادیتیں۔ بچہ کھانے کے لئے روتا تو ہم وہ کھلونا اس کو دے دیتیں تاکہ افطاری تک

اس کو ذہنی طور پر مصروف کیا جائے۔(مسلم 2670)
ایک دفعہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک نشئی کو دیکھ کر فرمایا او تجھ پر افسوس! ہمارے تو بچوں نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے پھر اسے نشہ کرنے کی حد لگائی۔(بخاری قبل از حدیث 1960)

روزہ کی حالت میں ہنڈیا چکھنا کیسا ہے؟

س: کیا کھانا پکانے والا روزہ کی حالت میں اس کا نمک وغیرہ چکھ سکتا ہے؟

الجواب بعون الوهاب

بوقت ضرورت اگر کوئی زبان کے کونے پر کھانے کی کوئی چیز رکھ کر اس کے نمک وغیرہ کی مقدار معلوم کرنا چاہتا ہے تو ایسا کرنے کی گنجائش ہے لیکن اسے نگلا نہ جائے بلکہ فوراً منہ سے نکال دیا جائے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ آپ کلی کرنے کے لئے منہ میں پانی ڈالتے اور پھر منہ سے باہر پھینک دیتے ہیں۔

فتاویٰ آن لائن

انچارج: حافظ عثمان شفیق

نماز جنازہ میں سلام ایک طرف یا دونوں طرف جائز ہے؟

سوال: نماز جنازہ میں سلام ایک طرف ہے یا دو طرف؟ قرآن وسنت سے رہنمائی فرمائیں۔(محمد یاسین۔ساہیوال)

جواب: نماز جنازہ میں صرف دائیں طرف اور دائیں اور بائیں (دونوں طرف) بھی سلام پھیرنا جائز ہے۔ ایک طرف سلام بھی سنت سے ثابت ہے اور اسی طرح دوطرف سلام بھی سنت سے ثابت ہے۔

1۔ ایک طرف سلام کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی پس آپ نے اس پر چار تکبیریں کہیں اور ایک طرف سلام پھیرا(دارقطنی 191' مستدرك حاكم 360/4 بیهقی 43/4 من طریق ابی العنبس عن ابیه عنه وقال الالبانی اسناده حسن (احكام الجنائز 129/1)

2۔ دو طرف سلام پھیرنے کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ تین کاموں کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ وہ کام کیا کرتے تھے ان میں ایک یہ ہے کہ نماز جنازہ کا سلام عام نمازوں کے سلام کی طرح ہے۔'' (سنن کبریٰ للبیہقی 43/4 شیخ البانیؒ نے اس کی سند کو ''حسن کہا ہے' (احکام الجنائز 127/1) اور امام نوویؒ نے اس کی سند کو 'جید' کہا ہے 239/5) اور مجمع الزوائد (34/3) میں اس کے رواۃ کو ثقات کہا گیا ہے۔

اس روایت میں عبداللہ بن مسعودؓ واضح کر رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز جنازہ میں عام نمازوں کی طرح سلام پھیرتے تھے۔ اب انہی سے مروی ایک اور روایت کہ جس میں وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام نمازوں میں سلام کیسے پھیرتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں دونوں طرف (دائیں اور بائیں) سلام پھیرتے تھے۔ (صحیح مسلم۔1341)

اگر ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا انداز دیکھیں کہ تین کام جنہیں رسول اللہ ﷺ کرتے تھے لیکن لوگوں نے چھوڑ دیا' ان میں سے ایک کام نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرنا ہے۔ آپ کا یہ انداز بیان ہی بتاتا ہے کہ صحابہ کرام نے جس عمل کو زیادہ اپنایا' وہ ایک طرف سلام تھا لیکن دوطرف سلام بھی سنت تھا لیکن عمل مفقود ہو گیا جس پر آپ نے وضاحت کی اور یہ مسئلہ امت کو سمجھایا کہ نماز جنازہ میں عام نمازوں کی طرح دوطرفہ سلام بدعت نہیں بلکہ سنت نبویؐ سے ثابت ہے۔

نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ بھی کبھی ایک طرف سلام پھیرتے اور کبھی دو طرف' جس طرح نماز جنازہ کی تکبیرات میں گنجائش ہے چار' پانچ' چھ اور نو تک لیکن ہمارے ہاں جو عمل رائج ہے' وہ چار تکبیرات والا ہے۔ اسی طرح سلام کے معاملے میں بھی وسعت موجود ہے۔ اس لئے کسی ایک عمل کو بنیاد بنا کر سختی اور تشدد نہیں کرنا چاہئے چونکہ ہمارے معاشرے میں دو سلام رائج ہیں' اس لئے اگر ہم ایک سلام پر عمل کرنا اور کروانا چاہتے ہیں تو ہمیں پہلے عوام الناس کی تربیت کرنا ہوگی۔ انہیں مسئلہ سے آگاہ کرنا ہوگا کہ ایک طرف سلام پھیرنا بھی سنت ہے۔ تاکہ لوگ کسی بھی قسم کے فتنہ سے محفوظ رہیں لیکن آج کل معاملہ کچھ عجیب دکھائی دے رہا ہے۔ کچھ لوگ یکطرفہ سلام والی سنت کا پرچار اس انداز میں کر رہے ہیں کہ دو طرف سلام کو سنت سے خارج کرنے کے ساتھ ساتھ عوام الناس کو اضطراب اور فتنے میں مبتلا کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔ یہ رویہ انتہائی غیر مناسب ہے۔ جب دونوں طرف صحیح دلیل موجود ہے اور کبار علماء کے جواز کے فتاویٰ اور عمل موجود ہے تو پھر ایسا رویہ نہیں ہونا چاہئے۔

شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ سے پوچھا گیا' چونکہ ہمارے عرب ممالک میں ایک طرف سلام رائج ہے اور بعض اسلامی ممالک میں نماز جنازہ میں دوطرفہ سلام رائج ہے تو کیا یہ درست ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ دونوں طریقے ہی جائز ہیں' سنت سے ثابت ہیں اور اس معاملے میں وسعت پائی جاتی ہے۔(مجموع الفتاویٰ 130/17)

جب شریعت سے وسعت اور اختیار ثابت ہے تو پھر ہمیں کسی ایک مسئلہ کو خاص کر کے فضا خراب نہیں کرنی چاہئے۔ مفتی حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ اسی سوال کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں کہ روایات وآثار کے پیش نظر نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنا بھی جائز ہے تاہم اکثر اور عام حالات میں ایسا کرنا بہتر نہیں' لہٰذا افضل یہی ہے کہ نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرا جائے۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث 168/1)

افضل اس لئے قرار دیا کیونکہ ہمارے معاشرے میں یہ عمل رائج نہیں۔ لوگوں کو دلائل سے مطمئن کئے بغیر فتنے کا اندیشہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام اور ایک طرف سلام دونوں طریقے ہی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ لہٰذا اس امت کو فتنے میں مبتلا کئے بغیر ان کی تربیت کر کے دلائل سے مطمئن کر کے ایک طرف سلام پر بھی عمل کروایا جا سکتا ہے اور کسی ایک موقف پر اس حد تک تشدد اختیار کرنا کہ لوگ مضطرب ہو جائیں اور پریشانی کا ماحول بنے' اس سے لازماً گریز کرنا چاہئے۔ ذیل میں ہم چند کبار علماء کرام کے نام درج کرتے ہیں جن کا موقف وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

1۔ شیخ ناصر الدین البانیؒ۔ 2۔ شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ۔ 3۔ حافظ عبدالمنان نور پوریؒ۔ 4۔ حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ۔ 5۔ مفتی حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ۔ 6۔ مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ۔ 7۔ مفتی عبدالرحمٰن عابد حفظہ اللہ۔ 8۔ حافظ عبداللہ رفیق حفظہ اللہ'

مکتب الاطفال



پیارے پھولو اور کلیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بالکل خیریت سے ہوں گے۔

جون کی سخت گرمی میں چھٹیاں منانے کا مزہ تو خوب آتا ہے۔ اتنی شدید گرمی میں بلا مقصد باہر گھومنے پھرنے سے پرہیز کریں اور اگر باہر جانا ہو تو سر اور گردن کو ڈاکٹرز کی ہدایت پر لپیٹ کر باہر نکلیں۔ بہت سے نوجوان اور بچے کھیل کے شوق میں گراؤنڈ میں سارا سارا دن دھوپ میں نتائج سے بے پروا ہو کر گزار دیتے ہیں۔ یہ بیماری کو خود دعوت دینے والی بات ہے۔

پیارے بچو! اس دفعہ جون اور رمضان ایک ساتھ آگئے ہیں۔ رمضان رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ بالخصوص تیسرا عشرہ جس کی طاق راتوں میں اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کو رکھ دیا ہے "خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ" یعنی ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس میں آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اتنی رحمت و برکت سمیٹنے کے لیے آپ ابھی سے کمر بستہ ہو جائیں۔ نبی رحمت ﷺ اس ماہ مبارک میں عبادت کے ساتھ صدقہ و خیرات کو بہت اہمیت دیتے اور اس طرح صدقہ فرماتے جیسے تیز آندھی چلتی ہے۔

پیارے پھولو اور کلیو! آپ اپنے والدین، عزیز و اقارب، دوستوں کو ترغیب دلائیں کہ وہ صدقہ خیرات میں نبی رحمت ﷺ کی پیروی کی کوشش کریں تاکہ غرباء و مساکین، دشمنوں کے نرغے میں قید مسلمین اور مظلوم و مقہور مرد و خواتین کی مدد کی جا سکے۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام آپ کے چاچو جان حمدان

جنت کے اندر محل

شیخ عبداللہ سعودی عرب کے ایک شہر کے بہت بڑے امیر ترین افراد میں سے ہیں۔ ایک دن وہ اپنے شہر کی جامع مسجد کے اندر نماز ادا کرنے گئے تو اس مسجد کے اندر نماز کے بعد درس قرآن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ نماز کے بعد شیخ عبداللہ بھی درس سننے کے لیے بیٹھ گیا۔

شیخ عبداللہ نے درس کے اندر یہ سنا کہ جو بندہ دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ کا گھر یعنی مسجد بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا گھر جنت کے اندر بنائے گا۔

شیخ عبداللہ نے جب یہ الفاظ سنے تو اس نے فوراً ارادہ کر لیا کہ وہ ضرور مسجد بنوائے گا۔

اس نے شہر کے اندر ایک مہنگا پلاٹ خریدا اور مسجد کا نقشہ تیار کروا کر مسجد بنوانے کے لیے ٹھیکے پر دے دی۔ شیخ عبداللہ نے مسجد تیار کرنے والے ٹھیکیدار کو کہا کہ میری دو باتیں یاد رکھنا اور یہ میری شرائط بھی ہیں۔ میری پہلی شرط یہ ہے کہ مسجد کے اندر کوئی گھٹیا چیز اور ناقص میٹریل نہیں لگانا۔ جتنا بھی مہنگا ہوگا وہ میں لے لوں گا اور دوسری شرط میری یہ ہے کہ اس کے لیے کسی سے کوئی چندہ اور چیز نہیں لینا' جتنا خرچہ ہوگا وہ میں ادا کروں گا۔

مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی۔ لوگ وہاں سے گزرتے اور مسجد کو دیکھ کر جاتے اور کچھ لوگ مسجد کے لیے تعاون کرنا چاہتے لیکن مسجد بنانے والا ٹھیکیدار کہتا' مجھ کو شیخ عبداللہ نے منع کیا کہ کسی سے کوئی چیز نہیں لینا۔ ایک دن ایک بوڑھی عورت جو کہ اسی محلے میں رہتی تھی' وہ وہاں سے گزری' اس نے دیکھا کہ بہت خوب صورت مسجد بن رہی ہے اور اس عورت نے اپنے پرس سے کچھ ریال نکالے اور ٹھیکیدار کو دیئے کہ یہ مسجد کے لیے ہیں تو ٹھیکیدار نے لینے سے انکار کر دیا تو بوڑھی عورت نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ شیخ عبداللہ نے منع کیا ہے کہ کسی سے کوئی چیز نہیں لینا۔

عورت اپنے گھر واپس چلی جاتی ہے اور سوچتی ہے کہ شاید میرے پیسے کم ہیں یا میں غریب ہوں' اس وجہ سے نہیں لیے اور دل میں خواہش کرنے لگی کہ کاش میرے پاس بھی دولت ہوتی' میں بھی اللہ کا گھر بناتی۔ اس دوران اس کو گھر کے ایک کونے کے اندر ایک بیلچہ نظر آتا ہے' وہ بالکل پرانا تھا تو بوڑھی عورت وہ اٹھا کر مسجد کی طرف چلی جاتی ہے اور وہاں پر مزدور کو کہتی ہے یہ رکھ لو' شاید مسجد میں کام آ جائے لیکن مزدور بھی وہ جواب دیتا ہے جو پہلے ٹھیکیدار نے دیا۔ بوڑھی عورت ان کی کافی دیر تک منت کرتی رہی۔ بالآخر انہوں نے وہ بیلچہ رکھ لیا۔

ادھر رات کو شیخ عبداللہ خواب دیکھتا ہے کہ اس کا جنت کے اندر بہت خوبصورت محل ہے اور وہ اس کے اندر چل پھر رہا ہے اور وہ محل کی کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھتا ہے تو اس کے محل سے بھی زیادہ خوب صورت محل باہر کی طرف بنا ہوا ہے تو شیخ عبداللہ پوچھتا ہے' یہ محل کس کا ہے؟ اس کو بتایا جاتا ہے یہ فلاں بوڑھی عورت کا محل ہے جو آپ کی مسجد کے اندر ایک بیلچہ دے کر گئی ہے۔

شیخ عبداللہ کو جب جاگ آتی ہے' وہ بہت غصہ میں ہوتا ہے کہ میں نے کہا تھا' کوئی چیز کسی سے نہیں لینی۔ وہ غصہ میں مسجد کی طرف جاتا ہے اور وہاں پر سب کو جمع کر کے پوچھتا ہے کہ یہ بیلچہ کون دے کر گیا تھا اور کس نے لیا ہے؟ سب خاموش۔ آخر کار ایک مزدور نے جواب دیا کہ اس گلی کے آخر میں ایک بوڑھی عورت رہتی ہے' وہ دے کر گئی ہے۔

شیخ عبداللہ سب کو ساتھ لے کر اس بوڑھی عورت کے گھر چلے جاتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں کہ اماں جی وہ بیلچہ مجھ کو فروخت کر دو۔ بوڑھی عورت کہتی ہے میں نے تو اللہ کے راستے میں دے دیا ہے۔ اب کس طرح فروخت کروں۔ شیخ عبداللہ کہتا ہے میں اتنے کروڑ ریال دیتا ہوں یہ مجھ کو فروخت کر دو تو بوڑھی عورت نے وہی جواب دیا جو اللہ کے راستے میں چیز دے دو وہ فروخت نہیں کی جاتی اور جو خواب رات تم نے دیکھا ہے وہ میں نے بھی دیکھا ہے۔

(سنہرے اوراق۔ مصنف عبدالمالک مجاہد)

(حافظ ناصر رفیق۔ فیصل آباد)

میٹھی شرارتیں

ہماری کزن ناعمہ کشف نائلہ عطف اور زینب فاطمہ کے ابو جو پہلے ہر ماہ ایک ہفتہ بچوں کے پاس گزارنے آتے تھے گزشتہ چند ماہ سے کچھ ناگزیر وجوہات کی بناء پر گھر نہیں آ سکے تو کشف کے ابو بچوں کو مطمئن کرنے کے لیے بتاتے کہ دراصل ان کی میڈم نے انہیں بہت سا کام دے دیا ہے اس لیے وہ سارا کام کر کے جلد آ جائیں گے۔ ان شاء اللہ

دو تین ماہ تو ایسے کام چلتا رہا اب کشف جو ون کلاس میں ہے تنگ آ کر ایک دن فون پر پہلے تو کہنے لگی ابو آپ بہت لیزی (Lazy) ہو کام جلدی نہیں کرتے سب سے چھوٹی زینب نے بھی ابو سے فون پر یہ کہہ کر بات کرنے سے انکار کر دیا کہ میں آپ سے بات نہیں کرتی آپ دیر کر دیتے ہو اب کشف نے ابو کو فون پر کام جلدی ختم کرانے کا ایک طریقہ بھی سمجھایا کہ ابو آپ سارا کام نا اکٹھا کر کے جلدی کر لیا کرو۔ میں بھی اپنے سکول کا کام اسی طرح روزانہ اکٹھا کر لیتی ہوں اور پھر ٹیوشن جاتی ہوں تو مجھے میڈم جلدی چھٹی دے دیتی ہے۔ غرض بچوں کی ان معصوم باتوں پر سارے ہی بڑے محظوظ ہوتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ کشف عطف اور زینب کے ابو کی مشکل جلد حل کرے کہ وہ جلد از جلد اپنے پھولوں سے مل سکیں۔

(شبانہ عاصم مظفر آباد ملتان)

سنہری باتیں

☆...... موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔
☆...... تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے بری گفتار کا روح پر۔
☆...... کامیابی کا زینہ بہت سی ناکامیوں سے بنتا ہے۔
☆...... آدمی کی قابلیت اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔
☆...... بہادر کا ہاتھ کبھی کمزور پر نہیں اٹھتا۔
☆...... جلد بازی کا نتیجہ اکثر ناکامی میں ہوتا ہے۔
☆...... معاف کرنے میں جلدی کرنا انتہائی شرافت ہے۔
☆...... مشکلات کا مقابلہ کرنے کا نام زندگی اور ان پر غالب آ جانے کا نام کامیابی ہے۔
☆...... ہر کام میں دوسروں کا سہارا ڈھونڈنے کے برابر کوئی بے عزتی نہیں۔
☆...... اصل کمال علم اور عمل دونوں کو جمع کرنے میں ہے۔
☆...... ایک جھوٹ سے بہت سے جھوٹ جنم لیتے ہیں۔
☆...... بے وقوف آدمی عمدہ چیزوں کی قدر نہیں کر سکتا۔
☆...... انسان پہاڑ سے گر کر اٹھ سکتا ہے لیکن لوگوں کی نظروں سے گر کر نہیں اٹھ سکتا۔
☆...... کردار انسان کا وہ حسن ہے جسے زوال نہیں۔

(مرسلہ: ایمان عبداللہ لاہور)




آرٹ: مریم بتول وفا۔ چکوال


آرٹ: عائزہ عباس۔ سرگودھا



آرٹ: عبداللہ۔ رحیم یار خان



آرٹ: محمد ثوبان۔ وادی سون


آرٹ: عنبرینہ عابد۔ فیصل آباد

خوشخبری: خوبصورت نام ڈیزائن کرنے والے کو /300 روپے کا انعامی بیلنس دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

گزشتہ ماہ کا انعام یافتہ ڈیزائن

فوزان۔ لاہور

آپ بھی اپنے پیارے بچوں کے نام خوبصورت طریقے سے ڈرائنگ کر کے بھیجیے۔ ہم آپ کو اس سلسلے میں شامل کر لیں گے۔ ان شاء اللہ
رابطہ ماہنامہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

ام مہدیہ



آئیے قرآن سیکھیں

تفسیر سورة آل عمران

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیۡسٰی مِنۡهُمُ الۡکُفۡرَ قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشۡهَدۡ بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ۝ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ وَاتَّبَعۡنَا الرَّسُوۡلَ فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰهِدِیۡنَ ۝ وَ مَکَرُوۡا وَ مَکَرَ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ ۝

ترجمہ وتفہیم:۔

پھر جب عیسیٰؑ کو ان کے کفر و انکار کا پتہ چل گیا تو کہنے لگے کوئی ہے جو اللہ (کے دین) کے لیے میری مدد کرے؟ حواری کہنے لگے: "ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور گواہ رہیے کہ ہم مسلمان (اللہ کے فرمانبردار) ہیں۔ اے ہمارے رب! جو کچھ تو نے نازل کیا ہے، ہم نے اسے مان لیا ہے اور رسول کی پیروی کی، لہٰذا ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور اب بنی اسرائیل (سیدنا عیسیٰؑ کے خلاف) خفیہ تدبیر کرنے لگے اور جواب میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر انہی پر الٹادی اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

تشریح وتوضیح:۔

سیدنا عیسیٰؑ کو پوری طرح معلوم ہو چکا تھا کہ یہود اور ان کے علماء دلائل کے میدان میں مات کھا کر اب ان کی زندگی کے درپے ہو چکے ہیں۔ اور اس کام کے لیے سازشیں تیار کر رہے ہیں اور انکی دشمنی پر اتر آئے ہیں۔

ممکن ہے اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰؑ کو خبر دے دی ہو کہ یہ قوم اس قابل نہیں کہ آپ ان میں رہیں۔ اگر آپ ان میں رہیں گے تو یہ قوم آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گی۔ عیسیٰؑ کو یہ بھی معلوم تھا کہ انبیا کو ناحق قتل کرنا یہود کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ کیونکہ عیسیٰؑ کی زندگی میں ہی حضرت یحییٰؑ کو قتل کیا گیا۔ یہ بڑا عجیب سانحہ تھا، بڑا ہی عجیب حادثہ تھا۔

مشرک بادشاہ کے پاس یہود فریاد لے کر گئے کہ یحییٰ کو قتل کر دینا چاہیے۔ ان کے خلاف بادشاہ کو جھوٹی سچی شکایتیں لگائیں کہ یہ قوم کو جینے نہیں دیتا۔ لوگوں کو اس اس طرح پریشان کرتا ہے۔ انہوں نے یحییٰ کے قتل کی بادشاہ سے درخواست کی۔ جبکہ مشرک بادشاہ ان کے قتل سے بچنا چاہتا تھا۔ یہودی مشرک بادشاہ کے زیر تحت زندگی گزار رہے تھے۔

آخر نبیوں کی ذات میں کسی کو اور کچھ نظر نہیں آتا، نہ آئے، شرافت تو دکھائی دیتی تھی۔ انسانیت تو نظر آتی ہے، ایک بلند پایہ انسان تو نظر آتا ہے۔ یہ اس قابل نہیں کہ اس بندے کو کچھ کہا جائے یا اسے کوئی نقصان پہنچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو خبر کر دی کہ یہ قوم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آنے والی ہے۔

محسوس کرنے سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ انہیں ہلکا پھلکا معاملہ سمجھ آیا، بلکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔ بلکہ حسی طور پر بھی دیکھ لیا کہ جو انکو رد کے ٹوکے گا بجائے اس کے کہ وہ اس کے شکر گزار ہوں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں گے، بلکہ وہ الٹا اس کے جانی دشمن بن جائیں گے، اور اس کے خاتمے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

اب عیسیٰؑ نے اپنی دعوت کا مرکز یہود کے بڑے لوگوں اور ان کے زعماء کو بناتے کی بجائے عوام الناس بلکہ ان سے بھی آگے بڑھ کر قوم کے بڑے طبقے کو بنایا اور ان تک اپنی بات پہنچائی۔ لہٰذا جب عیسیٰؑ کو اپنی موت کے آنے میں کوئی شبہ نہ رہا تو اب انہیں فکر تھی کہ دین کی اشاعت وتبلیغ کا کام نہیں رکنا چاہیے، چنانچہ انہوں نے اپنے چند پیروکاروں کو مخاطب کر کے پوچھا: "کہ کون ہے؟ جو اس دین کے سلسلے میں میری مدد کرے۔ تاکہ اللہ کے دین کو فروغ حاصل ہو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے پیروکاروں سے پوچھا کہ کون ہے جو اللہ کی طرف سے دعوت دینے اور اس کے راستے پر چلنے اور چلانے میں میرا مددگار ہو؟

اللہ تعالیٰ نے چند لوگوں کو توفیق عطا فرمائی، وہ ایمان لائے اور عیسیٰؑ کی مدد کرتے رہے اور یہی لوگ عیسیٰؑ کے حواری کہلائے۔

حواری کا معنی ویسے مددگار ہی ہوتا ہے "حوار" کہتے ہیں پاس رہنے والا، بات چیت کرنے والا، لفظ "محاورۃ اور حوار" بھی اسی سے ہیں۔ بحث کرنا، مکالمہ کرنا۔ عیسیٰؑ کے یہ حواری قوم کے دھوبی لوگ تھے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ عیسیٰؑ اپنے ساتھیوں سے مدد مانگ رہے ہیں۔ اگر وہ مختار کل ہوتے تو مدد مانگنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہمارے دور کے قبر پرست بھی عجیب ہیں۔ اس آیت کو دلیل بناتے ہوئے فوت شدہ بزرگوں سے وہ چیزیں مانگتے ہیں جو ان کے اختیار میں ہی نہیں۔ اور دلیل کے طور پر آیت پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس میں بزرگوں نے چھوٹوں سے وہ مدد مانگی ہے، جو ان کے اختیار میں تھی۔

عیسیٰؑ کا یہ قول ویسا ہی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کے زمانہ سے پہلے زمانہ حج میں مختلف قبائل عرب سے فرمایا کرتے تھے کہ کون ہے جو مجھے پناہ دے؟ تاکہ میں لوگوں تک اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں۔ اس لیے کہ قریش نے مجھے یہ پیغام پہنچانے سے روک رکھا ہے۔ تو پھر آپ ﷺ کو انصار مل گئے۔ جنہوں نے نہ صرف آپ کو پناہ دی اور اپنی جان و مال سے آپ ﷺ کی مدد کی۔ مگر صرف انصار ہی آپ ﷺ کے حواری نہ تھے، مہاجر بھی اس میں شامل تھے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خندق کے دوران میں تین دفعہ پوچھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی خبر لائے گا؟ تینوں دفعہ زبیرؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں۔ میرا حواری زبیرؓ ہے۔"

بہر حال عیسیٰؑ کے حواریوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ پسماندہ طبقے کے محنت کش لوگ تھے۔ لیکن یہ تو دنیاوی تقسیم ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے دین کے ساتھ وابستہ کر کے کس کی شان اونچی کی ہے، کس کی عزت میں اضافہ کیا ہے۔ مختلف روایات کے مطابق یہ تھوڑے سے لوگ تھے۔ بائبل کی اپنی روایات کے مطابق یہ بارہ حواری تھے۔ یہ حواری سیدنا عیسیٰؑ کے صدق دل سے مرید اور خاص شاگرد تھے۔ جنہوں نے سیدنا عیسیٰؑ کی دعوت ہر قیمت پر آگے بڑھانے کا سیدنا عیسیٰؑ سے عہد کیا تھا۔

جس وقت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے کہا تو حواریوں نے جو جواب دیا وہ یہ نہیں ہے کہ "نَحْنُ اَنْصَارُكَ اِلَى اللّٰهِ" بلکہ بے دھڑک جواب دیا "نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ" دعوت کے اس نازک مرحلے میں ان کے جذبہ ایمان و اسلام کے شایان شان بات یہی تھی۔

گویا حواریوں نے اسلام کا ذکر ان معنوں میں کیا جن کا تعلق حقیقت سے ہے۔ پھر انہوں نے اپنے اسلام پر عیسیٰؑ کو گواہ بنایا۔ اور اللہ کی مدد کے لیے تیار ہو گئے اللہ کے رسول کی نصرت یعنی دین اسلام کی نصرت کے لیے بھی۔

فاكتبنا مع الشهدين :۔ یعنی یہ بنیادی عقائد پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ کہتے ہیں: "اے اللہ! ہمیں دنیا میں حق کی گواہی دینے والوں میں لکھ دیجیے۔ یہی شہادت حق وہ اصل ذمہ داری ہے جو نبی کی امت پر اللہ کی طرف سے ڈالی جاتی ہے۔ کمزور لوگ ایمان لے آئے۔ عیسیٰؑ نے انہی لوگوں کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر لیا، انہی کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔

اس آیت مبارکہ سے انبیاء علیہم السلام کے کردار پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ وہ حالات کے بگاڑ اور قوم کی ہٹ دھرمی سے مایوس اور دل شکستہ نہیں ہوتے بلکہ وہ اللہ کی راہ میں اپنی جدوجہد جاری رکھتے ہیں۔ اگر اثر و رسوخ رکھنے والے لوگ ان کا ساتھ نہیں دیتے تو وہ اپنے غریب وفادار اور کمزور ساتھیوں کو لے کر اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔ حالات کی تاریکی ان کے اندر مزید قوت پیدا کرتی ہے۔

جب یہودی علماء وفقہاء نے دیکھا کہ عیسیٰؑ کو اپنے مطلب کے بندے مل گئے، وہ حواریوں کے ساتھ مل کر شام کے مختلف شہروں میں تبلیغ فرماتے، لوگوں کو معجزات دکھلاتے، جس سے لاتعداد لوگ شفایاب ہوئے اور آپ پر ایمان لے آئے۔ ہر شہر میں سینکڑوں مرد و عورت آپؑ پر ایمان لے آئے تو یہودیوں کے بغض و حسد میں اضافہ ہو گیا، وہ آپؑ کی جان لینے کے درپے ہو گئے۔

لہٰذا بائبل کی روایات کے مطابق (جن کی تصدیق یا تکذیب نہیں کی جا سکتی) آپؑ کے حواریوں میں سے بھی ایک شخص نے یہود سے کچھ رقم بطور رشوت لے کر مخبری کر دی کہ عیسیٰؑ فلاں پہاڑی پر مقیم ہیں۔ چنانچہ یہود ایک مسلح جماعت لے کر اس پہاڑی پر پہنچ گئے اور آپؑ کو گرفتار کر لیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر آپؑ کے حواری تتر بتر ہو گئے۔ ان کے پاس صرف دو تلواریں تھے۔ عیسیٰؑ نے جب دیکھا کہ یہ حواری مسلح جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ تو اللہ رب العزت نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے۔

بائبل کی روایات کے مطابق عیسیٰؑ کے حواریوں کا یہ نقشہ کھینچا ہے جبکہ قرآن میں ان کے متعلق متضاد بیان ہے۔ قرآن ان کے حق میں گواہی دیتا ہے۔ بائبل نے نہ صرف حواریوں کے متعلق غلط بات کی بلکہ عیسیٰؑ کے بارے میں غیر ضروری اور انبیاء کی شان کے منافی وضاحتیں پیش کیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" ان کے لیے (کسی کو اس مسیح) کا شبیہ بنا دیا گیا اور وہ عیسیٰؑ کی شبیہ کو سولی دے بیٹھے اور سمجھ لیا کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا۔ تو یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰؑ سولی دیئے جانے کے قابل تھے۔ اس کے برعکس عیسائیوں نے یہ عقیدہ بنایا کہ عیسیٰؑ اتنے اچھے تھے کہ اللہ کی مخلوق کے گناہ اپنے سر لے کر بوجھ کا کفارہ دینے کے لیے سولی پر چڑھ گئے، سولی پر دونوں نے ہی چڑھایا۔ یہود نے برے معنی میں چڑھایا تو عیسائیوں نے اچھے معنی میں چڑھایا۔

و مكروا و مكر الله ۔ اور اللہ کی تدبیر اور یہودیوں کی تدبیر کے درمیان صرف لفظی مشابہت ہے ورنہ حقیقت میں یہودیوں کی تدبیر مکر ہے، اور اللہ رب العزت کا جواب مکر ہے اور اللہ رب العزت نے یہاں لفظ مکر اسی لیے استعمال کیا ہے کہ اس سے اللہ ان کے مکر کی حقارت کا اظہار فرمائیں۔ اس لیے کہ ان کا مقابلہ اللہ سے کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ کہاں اور اللہ تعالیٰ کہاں۔ ان کے مقابلے میں اللہ کی تدبیر دونوں میں کیا مقابلہ ہے۔

وہ حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرنا یا سولی پر چڑھانا چاہتے تھے، لیکن اللہ نے انہیں صحیح سلامت اپنے ہاں بلا لیا۔ اس کے بعد انہیں یہ عزت دی کہ جو لوگ ان کے ماننے والے ہیں قیامت تک ان لوگوں کے مقابلے میں برتر رہیں گے جو انکی تعلیمات کا انکار کرتے ہیں وہ ایسے ہی بھٹکتے رہے۔ اور جس طرح اللہ نے چاہا، ایسا ہی ہوا، یہود کو اپنے منہ کی کھانی پڑی۔ اللہ نے چالبازوں اور مکاروں کے مکر کا قلع قمع کر دیا۔ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

جب عید کا چاند نظر آیا

امتِ مسلمہ لہولہو

ام خبیب

جامع مسجد ام القریٰ کی وسیع وعریض خوبصورت کشادہ اور دلکش عمارت کے چاروں طرف سرسبز وشاداب گھاس کے میدان لہلہاتے سایہ دار درخت اور پھولدار کیاریوں کا نظارہ نمازیوں کے دل کو سرور اور نشاط مہیا کرتا ہے۔اور رمضان المبارک میں یہاں لوگ مسجد میں اعتکاف کرتے ہیں۔مسجد کے ہال سے متصل ایک خوبصورت کشادہ اور ہوا دار کمرہ جو خواتین کے اعتکاف کے لیے مخصوص کیا جاتا ہے۔اس برس بھی رمضان کی برکتیں اور رحمتیں سمیٹنے کے لیے لوگ اعتکاف میں بیٹھے۔

اعتکاف کی دس بابرکت راتیں اللہ تعالی کی عبادت اور لیلۃ القدر کی جستجو میں جاگتے اور قیام کرتے گزر چکی تھیں۔آج عید کا چاند نظر آنے کا قوی امکان تھا۔صبح صبح گھروں سے بچے آنے لگے اور معتکفین اپنے برتن اور بستر سمیٹ کر گھروں کو بھجوانے لگے۔افطاری کا شدت سے انتظار تھا اور ساتھ ہی چاند نظر آنے اور عید ہو جانے کا قوی امکان۔اس ٹھنڈے اور پر آسائش ماحول میں دس یادگار دن گزرے تھے۔صبح وشام دستر خوان پر مسجد کی طرف سے بہترین افطار وسحر کا اہتمام ہوتا تھا۔اسکے ساتھ ساتھ سب کے گھروں سے بہترین کھانے اور تناول کا سامان آتا۔ہر روز ایک گھر سے افطاری کے لیے کوئی نہ کوئی خصوصی ڈش بنا کر بھیجی جاتی تھی۔بچے بڑے ملنے کے لیے بھی اسی بہانے سے آجاتے تھے۔

کئی لوگ اپنی یکسوئی کو توڑ کر موبائل بھی استعمال کر لیتے تھے۔خیر بہت تفریحی ماحول میں اعتکاف ہوا تھا۔سبھی گھر جانے کے لیے بے تاب تھے کہ اتنے دنوں سے گھروں سے دور ہیں۔گھر جانے کی خوشی اور عید کی خوشی دونوں خوشیاں دلوں کو مسرور کر رہی تھیں۔

بیرونی دروازے کے اندر حراسہ کی ڈیوٹی دینے والی بہن نے بتایا آپ سے کوئی صاحب ملنے آئے ہیں۔مرتضیٰ نام ہے۔میں نے ٹالنا چاہا تو وہ کہنے لگیں صرف سلام کرنا چاہتے ہیں۔دروازے پر جاکر پردے کے پیچھے سے میں نے سلام کر کے پوچھا جی کون؟

میں اسیر مرتضیٰ ہوں آپا جی۔

مرتضیٰ آپ آگئے؟کب آئے؟میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔مرتضیٰ کا تعلق گوجرانوالہ کے کشمیری خاندان سے ہے۔ان کا ایک بھائی کشمیر میں شہید ہو چکا ہے اور خود یہ قریباً پندرہ سال بعد انڈیا کی جیل سے رہا ہو کر آئے ہیں۔مرتضیٰ نے بتایا کہ وہ دو دن پہلے ہی پہنچے ہیں اور یہاں سب بھائیوں اور بزرگوں سے ملنے آئے تھے۔تو پتا چلا کہ آپ مسجد میں ہیں تو آپ سے بھی سلام کرنے دعائیں لینے آگیا۔اس مختصر سی ملاقات کے بعد انہوں نے اجازت چاہی کیونکہ بہت سے نوجوان اور بزرگ ان سے ملنے کے لیے جلوس کی شکل میں ذرا دور کھڑے تھے۔

عید کی خوشی دوبالا ہوگئی۔مجھے مرتضیٰ کی امی کا خیال آگیا کافی بیمار رہتی ہیں۔ان کی بہنیں بھی شعبہ خواتین کی متحرک کارکنان ہیں۔والد محترم بھی عمر رسیدہ ہونے کے باوجود جذبے جوان رکھتے ہیں۔اللہ تعالی نے انہیں مرتضیٰ کی ملاقات کی صورت میں عید کی بھرپور خوشیاں اور مبارکباد عطا کی۔چند لمحے مسرت کے جذبات غالب رہے لیکن پھر سوچ کا رخ دوسری طرف مڑ گیا۔مسلمانوں کی دردوالم کی داستانوں سے بھری بستیاں،ظلم وستم کی خونی آندھیاں،آگ اور بارود کی وحشتناک بارشیں کشمیر میں آنکھوں کی جگہ بے نور گڑھے لے کر خلاؤں میں تکنے والے بچے بوڑھے اور عورتیں برما میں گدوں اور کتوں کی نوچی ہوئی مسلم لاشوں کے انبار وادی کی بدترین اور گندی غلیظ جیل میں اسلام کی بیٹی آسیہ اندرابی اور ان کی جان نثار معاون فہمیدہ صوفی کے پاکستان زندہ باد کے نعرے،اسلام کے قلعے میں



پاکستانی حکومت کے زندانوں میں محصور حافظ سعید صاحب اور ان کے رفقاء کا ''صدائے حریت کشمیر کے جرم بے گناہی کے مجرم'' کیا فرق ہے۔ اس پار اور اس پار کی زندگی میں کیا فرق ہے۔ میں سوچنے لگی وہاں زندگی ابلیس کی غلامی میں ہے اور ظلم وستم کی چکی میں پس رہی ہے اور یہاں اہل ایمان کلمہ پڑھنے والوں کے زنجیر وسلاسل کے اسیر ہیں اور ان کی زبان بندیاں کی گئیں ہیں۔ نفسانی خواہشات اور دنیاوی مفادات کی غلامیوں نے ایمان کا سودا کرنے والوں کو اپنا اسیر بنا لیا ہے۔ برس ہا برس عیدیں آرہی ہیں۔ گزرتی جارہی ہیں۔ لوگ نماز عید پڑھ کر نئے کپڑے پہن کر عید کی خوشیاں منا لیتے ہیں۔ کسی نے کبھی سوچا کہ مسجدیں چند دنوں کی گھر سے دوری اور پیاروں سے علیحدگی جس میں کوئی پابندی، نظر بندی یا زبان بندی نہیں ہے۔ کتنی بے تابی سے ہلال عید کے انتظار پر مجبور کر دیتی ہیں۔ لیکن وہ اسلام کے محسن، وہ مجاہدین، وہ مظلوم کشمیری، فلسطینی اور برمی لاکھوں غلام مقہور مسلمان عید کا چاند ان پر بھی طلوع ہوتا ہے۔ قفس کی سلاخوں کے پیچھے ان کے لیے خوشیوں کا کوئی پیغام نہیں ہوتا۔ انہیں واپس گھر جانے کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ انہیں گھر سے پیاروں کے ملنے آنے اور عمدہ پکوان بنا کر لانے کی کوئی آس نہیں ہوتی۔ ان کی کال کوٹھڑیوں میں وہی تاریکیاں، سناٹے اور وہی تنہائیاں جو اللہ کے ذکر سے آباد ہیں۔ جن پر اللہ کی یاد سے سکینت اترتی ہے اور ان باسیوں کو استقامت عطا کرتی ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے کہا ''ربنا اللہ ثم استقاموا'' اور اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ''تتنزل علیھم الملٰئکۃ۔

افطاری کا وقت قریب تھا۔ سب بہنیں دسترخوان پر جمع تھیں۔ سر جھکا کر دعاؤں کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ قبولیت کی ان گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ سے تمام اسیران ہند اور اسیران امت کے لیے درد دل سے دعائیں مانگنے کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اے اللہ امت مسلمہ کو غلبہ اسلام کی خوشخبریوں والی آزادیوں اور خوشیوں والی عیدیں نصیب فرما۔ اے اللہ کفر کو ذلیل ورسوا کر کے مسلمانوں کے سینے ٹھنڈے فرما، اسلام کے پرچم کو سر بلند فرما، اے اللہ اسلام کے حکمرانوں کو ایمانی غیرت اور ملی حمیت عطا فرما۔ ان کے دل جذبہ جہاد سے سرشار فرما دے۔

مجھے بہت سارے اسیر جہاد ہند یاد آئے۔ جنہیں کوئی عید ملنے نہیں آیا۔ وہ عید کی نماز پڑھنے نہیں گئے۔ جنہوں نے نے کیک فروٹ چاٹ اور کولڈ ڈرنک پی کر اور تفریح پارکوں میں جا کر عید کی خوشیاں نہیں منائیں۔ اور وہ کشمیری مسلمان یاد آئے۔ جو عید کے دن بھی جنازے پڑھتے اور لاشیں دفناتے رہے اور ''کشمیر بنے گا پاکستان'' کے نعرے لگاتے جو اپنے گھروں کے ملبوں کے ڈھیر پر بیٹھے حسرت ویاس کی تصویر بنے اپنے نجات دہندوں کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن ہم نے انہیں یاد نہیں کیا جنہیں پاکستان سے محبت کے جرم کی سزا دے کر زندہ درگور کر دیا گیا۔ پوچھ رہے ہیں پاکستان کے حکمرانوں سے اور عوام سے کہ کلمے کا یہ رشتہ تم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔ مسلمان کلمہ گو اپنے کلمہ گو مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے تنہا چھوڑتا ہے اور نہ دشمن کے سپرد کرتا ہے اور ہم پاکستان والوں نے یہ سارے کام کر دکھائے۔ اللہ ہمیں معاف کر دے۔ اللہ ہمیں ہوشیار خبردار کر دے۔ انڈیا کی بربریت کے کھیلوں سے آباد جیلوں میں مشق ستم بن کر شہید ہونے والے جواں مجاہد یاد آئے۔ پاکستانی پرچموں میں لپٹے معصوم صورت پھول بدن کشمیری کم سن جوانوں کی یاد نے دل کو تڑپا دیا۔ گوانتاناموبے کے پنجرے بے بسی کی تصویر اپنی زندگی کی آخری سانسیں گنتی ہوئی عافیہ صدیقی یاد آئی۔

کہاں ہیں اسلامی سلطنتوں اور تخت وتاج کے وارث حکمران؟؟ قوم کی خدمت اور خوشحال زندگیوں کے دعوے کرنے والے دولت مند حکمران جو قارون کے خزانے جمع کر کے ذاتی دولت بچانے کے لیے اتنے پاپڑ بیل رہے ہیں اور اپنے انجام سے بے خبر اور غافل ہیں۔

ہم جشن عید منا چکے ہیں اور جشن آزادی بھی قریب آگیا ہے۔

جبکہ ہنود و یہود کے خونی شکنجے میں جکڑی کشمیر وفلسطین کی مائیں بہنیں اور بیٹیاں آزاد قوموں اور ون ویلنگ کرتے بھائیوں اور بیٹوں کو پکار رہی ہیں۔

اس بار بھی اپنے خون میں ڈوبی عید منائی امت نے

بچوں کی تربیت

طاہر حبیب

ہمارا معاشرہ کل اور آج

بچوں کی اخلاقی تربیت کے معیارات بدل گئے

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کسی معاشرے کی تشکیل، تعمیر اور ترقی میں کیا چیز سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے؟ ہوسکتا ہے، آپ میں اکثر کسی کا خیال ہو کہ معاشروں کی تشکیل اور ترقی مادہ واسباب کے بغیر ممکن نہیں، لہٰذا جس معاشرے میں لوگ خوش حال ہوں، معیشت مضبوط ہو، سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور دورہ ہو تو ایسے ہی معاشرے میں آگے بڑھتے، ترقی کرتے ہیں۔ اس کے برعکس کچھ لوگ یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ اگر معاشرے میں غیر مادی اسباب زیادہ ہوں۔ یعنی لوگ خوشی، مسرت سے بھرپور ایک طمانیت بخش زندگی بسر کر رہے ہیں، تو اس معاشرے کا مادیت پرست معاشرے سے کوئی تقابل کیا جا ہی نہیں سکتا، کیوں کہ ان کیفیات کے زیر اثر، انسانی کارکردگی کی رفتار دو چند ہو جاتی ہے اور وہ تعمیر و ترقی کے تمام مراحل آسانی سے طے کر لیتے ہیں، لیکن آپ سے اگر کہا جائے کہ معاشروں کی تشکیل اور اٹھان کا سارا دار و مدار صرف اور صرف ایک ہی ہستی پر ہے، جسے ''ماں'' کہا جاتا ہے، تو شاید یہ تسلیم کرنے میں پہلے پہل آپ کو تامل ہو، لیکن پھر بہر حال آپ اس کی حقانیت کے قائل ہو جائیں گے۔

نپولین نے ایسے ہی تو نہیں کہا تھا کہ ''تم مجھے پڑھی لکھی مائیں دو، میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔''

بچے کی پہلی درس گاہ اس کی ماں کی گود ہوتی ہے۔

دنیا کی کوئی ماں اپنے بچے کو بری تربیت نہیں دیتی، نہ ہی کوئی ماں ایسی ہوگی، جو اپنی اولاد کو معاشرے کے لیے قابل نفرت بنانا چاہتی ہو۔ ماں غریب ہو یا امیر، تعلیم یافتہ ہو یا جاہل، ماں کی خواہش اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس کی اولاد معاشرے میں اچھا مقام حاصل کرے، اگر وہ جاہل ہے تو وہ اپنی اولاد کو پڑھانا چاہتی ہے، غریب ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کا بچہ غربت کی زندگی نہ گزارے۔

فرد معاشرے کی اکائی ہے اور افراد کے مجموعے کا نام معاشرہ ہے۔ دنیا میں آنے والا ہر فرد، اپنی پرورش اور تربیت کے لیے ماں کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ صرف ماں ہی ہوتی ہے جو اپنے بچے کو زندگی کے تمام رنگوں سے روشناس کرواتی ہے، وہ نہ صرف اس کی جسمانی ضروریات کا خیال رکھتی ہے، بلکہ اسے بھوک و پیاس، سردی، اذیت اور تکلیف سے بچاتی ہے۔ خود بے آرام رہ کر اسے آرام پہنچاتی ہے، خود بھوکی رہتی ہے مگر اس کا پیٹ بھرتی ہے۔ لیکن ان تمام جسمانی ضروریات کے علاوہ اس کا بنیادی کام اپنے بچے کی تعلیم و تربیت ہے۔ اپنی ماں کے زیر سایہ ہی بچہ معاشرتی طور طریقے سیکھتا ہے، ماں اسے اخلاقی تعلیم سے آگاہ کرتی ہے، سچ، جھوٹ، اچھائی، برائی کی تمیز سکھانے والی ماں ہی ہوتی ہے۔

زندگی میں مذہب بعد میں آتا ہے، پہلے اس کا واسطہ ماں سے پڑتا ہے۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کی سب مائیں ہی، خواہ ان کا تعلق کسی بھی ملک، مذہب، قوم یا معاشرے سے ہو مقدور بھر، بلکہ بساط بھر اپنی نسل کو پروان چڑھاتی ہیں۔ بہت کم مائیں ایسی ہوں گی جو اپنی اولاد کو بہتر تعلیم یا تربیت دینے کی کوشش نہ کریں۔ وہ اگر کچھ کر نہیں سکتیں تو کم از کم اپنے بچوں کو غلط باتوں پر ٹوکنے کی صلاحیت تو رکھتی ہیں، مثلاً چیخ کر نہ بولو، شور نہ مچاؤ، تمیز سے کھاؤ، جیسے چھوٹے چھوٹے فقرے، بچوں کے دماغ پر نقش کرنے میں ماؤں کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ ان فقروں کی اثر انگیزی ان کی پوری زندگی کا احاطہ کرتی ہے مشرقی تہذیب میں مذہب کے بعد معاشرتی اور مجلسی آداب کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمان گھرانوں میں رسم بسم اللہ کے ساتھ ہی مائیں بچوں کو عام تہذیب کے مطابق مجلسی آداب سے روشناس کروانے کا آغاز کر دیتی تھیں۔

چوں کہ اس زمانے میں مشترکہ خاندانی نظام تھا، لہٰذا ماؤں کے علاوہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں دادی، نانی، خالہ، پھوپھی اور دیگر رشتے دار خواتین کا بھی حصہ ہوتا تھا۔ نہ

ماضی اور حال کی ماں میں بس اتنا فرق ہے کہ ماضی کی مائیں با اختیار تھیں اور اچھے معاشرے کی خالق تھیں، مگر آج کی ماں بے اختیار بھی ہے اور مجبور بھی، مگر یہ بے اختیاری اور مجبوری خود ان کی اپنی پیدا کردہ ہے۔ جو پورے معاشرے پر اثر انداز ہو رہی ہے۔



صرف باتوں سے ، بلکہ چھوٹے چھوٹے سبق آموز قصے، کہانیوں کے ذریعے ان کی ذہن سازی کی جاتی تھی۔ اس زمانے میں خواتین کو نبیوں، اور اولیائے کرام کے قصے از بر تھے۔ اس زمانے کا عام دستور یہ تھا کہ گھر کی بڑی بوڑھی خواتین بچوں کو سلانے سے پہلے انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے واقعات سنا کر انہیں اس کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرتی تھیں۔

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ " میں شاید پانچ، چھ سال کا تھا، اماں نے مجھے رسول اکرم ﷺ کے طائف جانے اور ان پر اہل طائف کے مظالم کا واقعہ سنایا تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔خدا کا خوف اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا سبق، جو میں نے اپنے گھر میں پڑھا وہ ہمیشہ کے لیے ذہن میں نقش ہو گیا۔ یہ سبق، جو میری تربیت کا جز و تھا، ایسا دل نشین ہوا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میری رگ رگ میں سما گیا۔"

ساٹھ ستر برس پہلے تک، سمجھدار مائیں اپنے بچوں کی تربیت میں سب سے زیادہ اخلاق پر زور دیتی تھیں، بچوں کو سب سے پہلے سلام کرنا سکھایا جاتا، پھر انہیں کلمہ، سونے اور بیدار ہونے کے وقت کی دعائیں یاد کروائی جاتیں۔ ساتھ ساتھ معاشرتی طور طریقوں کی بھی تعلیم دی جاتی ، مثلاً اذان کے وقت خاموش رہنے کی تلقین، بزرگوں کے سامنے مؤدب ہونے کی تلقین کے ساتھ ساتھ کھانا کھانے کے آداب پر زیادہ زور دیا جاتا۔

ماؤں کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے بچوں کو کھانا کھانے کے بہتر طور طریقوں پر عمل پیرا کریں۔ چپڑ چپڑ کی آواز کے ساتھ کھانا انتہائی ناپسندیدہ سمجھا جاتا، کھانے کے دوران اگر کوئی بچہ آواز نکالتا، نوالہ چبانے کی آواز آتی یا پانی پیتے وقت غٹ غٹ کی آواز نکلتی تو بچوں کو ٹوکا جاتا۔

مائیں بچوں کو چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر، اچھی طرح چبا کر کھانے کی ہدایت کرتی تھیں، ننگے سر رہنے کی بھی ممانعت تھی، پلیٹ میں اپنے سامنے سے کھانے ، شوربے میں انگلیاں نہ ڈبونے کے علاوہ کھانے کے دوران ڈکار لینے پر بھی ناراضگی کا اظہار کیا جاتا، پلیٹ کو اچھی طرح سے صاف نہ کرنے اور بچے ہوئے سالن کو ختم نہ کرنے پر

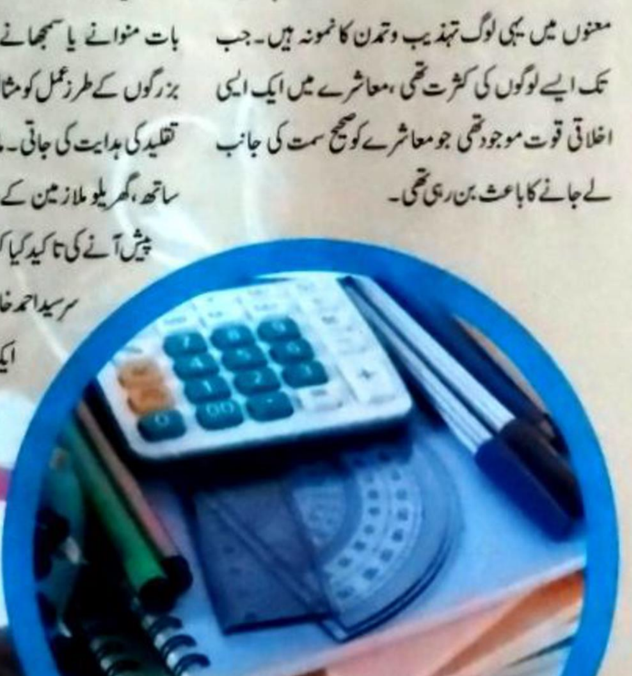
بچوں کے لیے لازم تھا کہ وہ کھانے سے پہلے اچھی طرح ہاتھ دھوئیں اور کھانے کے دوران دوزانو ہو کر بیٹھیں، منہ سے لقمہ نہ گرائیں اور کپڑے خراب نہ کریں۔ کھانے کے بعد الحمدللہ یا اللہ تیرا شکر ہے کے الفاظ ادا کریں، پھر اچھی طرح ہاتھ دھوئیں اور کلی کریں۔

بھی سختی کی جاتی۔ بچوں کے لیے لازم تھا کہ وہ کھانے سے پہلے اچھی طرح ہاتھ دھوئیں اور کھانے کے دوران دوزانو ہو کر بیٹھیں، منہ سے لقمہ نہ گرائیں اور کپڑے خراب نہ کریں۔ کھانے کے بعد الحمدللہ یا اللہ تیرا شکر ہے کے الفاظ ادا کریں، پھر اچھی طرح ہاتھ دھوئیں اور کلی کریں۔

امیر و غریب گھرانوں میں یکساں طور پر یہی دستور تھا۔ ہمارے معاشرے میں ایسے بے شمار لوگ موجود ہیں جو بچپن میں اپنی ماؤں کے سکھائے ہوئے طور طریقوں اور آداب پر آج بھی عمل پیرا ہیں۔ ہمارا معاشرہ بے شک انہیں اگلے وقتوں کے لوگ کہہ کر نظر انداز کرتا ہے لیکن صحیح معنوں میں یہی لوگ تہذیب و تمدن کا نمونہ ہیں۔ جب تک ایسے لوگوں کی کثرت تھی ، معاشرے میں ایک ایسی اخلاقی قوت موجود تھی جو معاشرے کو صحیح سمت کی جانب لے جانے کا باعث بن رہی تھی۔

اس زمانے کی مائیں بچوں کو معاشرے کا کارآمد فرد بنانے کے لیے پند و نصائح سے زیادہ کام لیتی تھیں۔ حالاں کہ وہ خود تو اتنی پڑھی لکھی نہیں ہوتی تھیں لیکن سلیقہ مندی، تمیز، تہذیب اور سمجھ داری سے مالا مال تھیں، باتوں باتوں میں بڑے پتے کی بات کہہ جایا کرتی تھیں، بچہ جب بچپن کی حد سے گزر کر لڑکپن میں قدم رکھتا تو ان کے سمجھانے کے انداز میں بھی تبدیلی آ جاتی ۔ بچپن کی وہ روک ٹوک جو ہر قدم پر ان کا محاصرہ کیے رکھتی تھی نسبتاً کم ہو کر دوستانہ رنگ میں تبدیل ہو جاتی ۔ مائیں سختی کی بجائے نرمی ، پیار و محبت سے نصیحت آمیز گفتگو کے ذریعے اپنی بات منوانے یا سمجھانے کی کوشش کرتیں۔ بڑوں اور بزرگوں کے طرز عمل کو مثال بنا کر پیش کیا جاتا اور ان کی تقلید کی ہدایت کی جاتی۔ مائیں اپنے بڑوں، بزرگوں کے ساتھ، گھریلو ملازمین کے ساتھ بھی ادب اور احترام سے پیش آنے کی تاکید کیا کرتی تھیں۔

سر سید احمد خان کے بچپن کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک روز وہ اپنے کسی گھریلو ملازم کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آئے





،تو ان کی والدہ نے ان کو گھر سے نکال دیا۔ وہ اپنی خالہ کے گھر چلے گئے، جو قریب ہی رہتی تھیں، خالہ کی سفارش کے باوجود سرسید کی والدہ نے انہیں گھر واپس آنے کی اجازت نہیں دی۔ کچھ روز بعد جب انہوں نے ملازم سے معافی مانگ لی ،تو پھر ان کی والدہ نے بھی انہیں معاف کر دیا۔

اس زمانے کی ماؤں کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ بچوں ،بالخصوص بیٹوں کی شادی کے بعد بھی جاری رہتا تھا، بلا ضرورت گھر سے باہر رہنے کو معیوب سمجھا جاتا۔ اس ضمن میں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ کی کوئی تخصیص نہیں تھی۔

علامہ راشد الخیری اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ رات کو تاخیر سے گھر آئے، چپکے سے دروازے پر دستک دی ،مبادا والدہ کو خبر نہ ہو جائے ،ان کی بیگم نے چپکے سے آکر دروازہ کھول دیا ،اندر داخل ہوئے تو ان کی والدہ جو بیٹے کے انتظار میں جاگ رہی تھیں، آگئیں اور بولیں "شریفوں کے گھر میں آنے کا بھلا یہ کیا وقت ہے؟ دلہن (بیوی) کی تکلیف کا تمہیں ذرا بھی خیال نہیں، اب کھانا کھاؤ گے، بارہ بجے نیند آئے گی۔ دیر میں آنکھ کھلی اور نماز قضاء ہوئی تو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے۔" پھر اپنی بہو سے مخاطب ہوئیں۔ "بیٹی! سارا قصور تمہارا ہے ،اگر تم ایک دن بھی کنڈی نہ کھولو، باہر سردی میں سوں سوں کرتے رہے گے تو چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ بیٹی کچھ دیر تو صبر کیا ہوتا یہ کیا کہ آواز آتے ہی کنڈی کھولنے چلی گئیں، تمہاری بھی جان ہے یا نہیں۔ یہ تو بڑے مزے میں رہے ،کوئی سزا ہوتی ،تو آئندہ باز آتے نہیں بیٹی تم نے ہی ان کی عادتیں بگاڑیں ہیں۔"

نوعمر بچوں کے دوستوں اور گھر سے باہر ان کی مصروفیات پر خاص نظر رکھی جاتی ،مبادا بچے غلط صحبت میں پڑ کر خراب نہ ہو جائیں ۔ان کے اٹھنے بیٹھنے کے رنگ ڈھنگ ہی سے ہوشیار مائیں بہت کچھ بھانپ لیتی تھیں۔ یوں تو بچوں پر بہت پابندیاں عائد تھیں، مگر ان پابندیوں کے نتائج بہتر ہی نکلتے ۔ اوائل عمری سے ہی بچے نظم و ضبط ، والدین کے احترام ، بزرگوں کے ادب اور دیگر معاشرتی تقاضے نبھانے کے عادی ہو جاتے ۔ اخلاق سے گری ہوئی گفتگو ، عامیانہ زبان کا استعمال یا فحش کلامی کا تصور تک محال تھا۔ ماؤں کی اسی تربیت کے باعث گلی کوچوں یا بازار وغیرہ میں گالم گلوچ سننے میں نہیں آتی تھی۔ نوعمر لڑکے محلے کے بڑوں کے سامنے بھی بڑی احتیاط سے گفتگو کیا کرتے۔ آج کی طرح دوسروں کے گھروں کے سامنے بلند آواز سے بلند کلامی کرنے یا گالیاں دینے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اگر گھر کا کوئی بچہ کسی غیر اخلاقی رویے کا مظاہرہ کرتا تو والدین سمیت گھر کے سب بڑے اس کو سرزنش کرتے ،بچوں کے اذہان میں خاص طور پر حلال اور حرام کی تمیز ، جائز و ناجائز کا امتیاز ،حق اور ناحق کا فرق خاص طور پر واضح کیا جاتا۔ اس طرح وہ کسی غلط سرگرمی میں ملوث ہونے سے بچے رہتے۔

یہی وجہ ہے کہ غربت کے باوجود معاشرے میں جرائم نہ ہونے کے برابر تھے۔ جرائم کا ارتکاب کرنے والوں میں زیادہ تر ناخواندہ اور سماجی طور پر پسے ہوئے افراد شامل ہوتے تھے۔ آج جب ہم اپنے اردگرد کے ماحول کا جائزہ لیتے ہیں تو ہر طرف نفسانفسی ،خود غرضی ،لوٹ مار اور چھینا جھپٹی نظر آتی ہے۔ ہر شخص ایک دوسرے سے شاکی ہے۔ اخلاقی طور پر پورا معاشرہ انتہائی گراوٹ سے دوچار ہے۔ حلال اور حرام کی تمیز مٹ چکی ہے، جائز و ناجائز کے امتیاز کے بغیر ہر شخص ایک دوسرے کا استحصال کر رہا ہے اور خود بھی استحصال کا شکار ہے۔ ایسا کیوں ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

اس پر بہت سی گفتگو ہو سکتی ہے اور دلائل کے انبار لگائے جا سکتے ہیں، لیکن اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ والدین نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں دلچسپی لینا چھوڑ دی ہے خصوصاً اخلاقی تربیت سے تو مکمل طور پر ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ اس ضمن میں پہلی ذمہ داری ماؤں پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ ہر دور میں باپ سے زیادہ مائیں ہی اپنے بچوں کی تربیت کرتی آئی ہیں۔ آج کی ماں تو یہ چاہتی ہے کہ اس کی اولاد اچھے تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرے اور کامیاب انسان بنے ،لیکن وہ اسے معاشرے کا اچھا فرد بنانے پر دھیان نہیں دیتی۔ پرانے زمانے کے جس دستور کا ہم نے ذکر کیا ،وہ کسی کسی گھرانے میں خال خال ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔ دادی اور نانی کی تربیت گاہ ختم ہو چکی ہے، دادی اور نانی کے رشتے تو موجود ہیں، مگر ان کا کردار وہ نہیں رہا جو پہلے زمانے میں تھا۔

ایک صاحب بتا رہے تھے کہ میں نے اپنے دس سالہ بیٹے سے پوچھا تم جو ہر ہفتے لپک لپک کر نانی کے گھر جاتے ہو، ذرا یہ تو بتاؤ، نانی سے تم نے اب تک کیا سیکھا؟ کیا انہوں نے تمہیں کلمہ اور نماز پڑھنا سکھائی ہے؟ بیٹے نے جواب دیا ،ابو اوہ تو کچھ بتاتی ہی نہیں ہیں ،نانی تو لہسن کو "ملسن" بولتی تھیں، بڑی مشکل سے میں نے انہیں "لہسن" بولنا سکھایا ہے۔ کھانے کی پلیٹوں پر درجنوں مکھیاں بھنبھناتی ہیں، مگر وہ کوئی پروا نہیں کرتیں، میں کہتا بھی ہوں کہ مکھیاں جراثیم پھیلاتی ہیں، لیکن انہیں کوئی اثر نہیں ہوتا۔

یہ صرف ایک گھر کا قصہ نہیں ،خاص طور پر وہ گھرانے جن میں نیا نیا تعلیم کا رواج ہوا ہے، بچے اپنے بڑوں کی تربیت کر رہے ہیں، مگر تعلیم یافتہ گھرانوں کا حال بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ آج کا نوجوان اپنا سارا وقت فضول مشاغل میں صرف کرنے کا عادی ہے، موبائل فون پر دوستوں سے گفتگو، نیٹ پر گپ شپ، رات گئے گھر واپس آنا نوجوانوں کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ گٹکے، پان سپاری، سگریٹ وغیرہ کا استعمال عام ہے۔ اسٹریٹ کرائم کی وارداتوں میں زیادہ تر نوجوان ہی ملوث ہوتے ہیں۔ یہ یقیناً کسی کی اولاد ہیں، کسی نہ کسی گھر میں رہتے ہیں، کسی دوسرے سیارے کی مخلوق تو نہیں ہیں۔

پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے مشاغل پر نظر رکھنے اور روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں؟ ہمارا بیٹا، ہمارا بھائی، ہمارے اپنے گھر میں رہتا ہے، ہم اس کی سرگرمیوں سے واقف کیوں نہیں ہیں؟ ہمارا معاشرہ جہنم بنتا جا رہا ہے، کیوں کہ ماؤں کا انداز تربیت وہ نہیں رہا، جو پہلے تھا۔ آج کی ماں اپنے بیٹوں سے خوفزدہ ہے، تو بیٹیاں اس پر حاوی ہیں۔ کوئی ماں اپنے بیٹے سے یہ پوچھ نہیں سکتی کہ اس کے پاس نیا موبائل کہاں سے آیا، بیٹی سے نہیں پوچھ سکتی کہ تم اتنی دیر سے فون پر کس سے بات کر رہی ہو۔ بیٹے کی آمدنی کچھ نہیں پھر، وہ سگریٹ پان کا خرچہ کہاں سے پورا کر رہا ہے، موٹر سائیکل کا پیٹرول کہاں سے آ رہا ہے؟

ماضی اور حال کی ماں میں بس اتنا فرق ہے کہ ماضی کی مائیں بااختیار تھیں اور اچھے معاشرے کی خالق تھیں، مگر آج کی ماں بے اختیار بھی ہے اور مجبور بھی، مگر یہ بے اختیاری اور مجبوری خود ان کی اپنی پیدا کردہ ہے۔ جو پورے معاشرے پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

دنیا میں وہ پہلی اسلامی ریاست بنی ، نبی کریم ﷺ نے اسلامی نظام حکومت قائم کر دیا ، صدیوں سے ذلت و رسوائی میں پسنے والی قوم کو وہ سکون ، انصاف ، مساوات ، عدل و انصاف اور وہ سب کچھ ملا جس کی دنیا میں رہنے والی قوموں کو ضرورت ہوتی ہے ۔

اب ایک بار پھر از سر نو عوام کو یاد دلائیں ۔ منظم صف بندی کی جائے تا کہ پاکستان کے قیام کا مقصد پورا ہو سکے ، بصورت دیگر دینی جماعتیں جتنا مرضی نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریکوں کا اعلان کرلیں۔

نتیجہ صفر کی بجائے منفی برآمد ہوگا کیونکہ اس وقت اسلام، اسلام کے نظام سیاست کو متنازعہ بنانے کی بھرپور کوششیں ہو رہی ہیں۔ سب سے پہلے عوام کو دینی قیادت بتائے کہ اسلامی نظام صرف اور صرف خلافت کو کہتے ہیں جو ہمارا منشور و دستور ہے۔ اسلامی نظام کے قیام کے سلسلے میں میڈیا کو بھی دیانتداری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ کم از کم اسلامی ممالک میں سفید جھوٹ کو بالکل سچ کر کے دکھانے کا عمل اب بند ہونا چاہیے ، اسلام پسند طاقتوں کی مثبت انداز میں میڈیا کوریج کی جائے تا کہ لوگوں میں اسلام کے بارے میں مزید شعور بیدار ہو سکے۔

اسلامی نظام کے داعیان کو میڈیا نے وہ اہمیت نہیں دی جو ان کا حق بنتا تھا۔ اسلامی فکر کے حامل افراد کو میڈیا نے ایک کونے میں لگا رکھا تھا۔ دینی لوگ اب تک اسی کونے میں ہیں ، آگے نہیں آنے دیا جا رہا۔ اسلامی میڈیا کو چاہیے کہ وہ اسلام کا تصور وحدت (خلافت) کو دنیا کے ممالک کے مسلمانوں کے سامنے پیش کرے۔

ایک اہم سوال یہ ہے کہ عالمی سطح پر اسلام آئے گا کیسے؟ فرقہ واریت اور تقسیم کا عمل بہت گہرا ہے، ایسے میں اسلام کیسے آسکتا ہے؟ اس سلسلے میں گذارش ہے کہ سب سے پہلے ساری دنیا کے مسلم ممالک کو اس بات کا عزم کرنا ہوگا کہ ہم اللہ اور رسول اللہ ﷺ اور اسلام کے حوالے سے کسی سے سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ پھر سب ممالک متحد ہو کر عالمی سطح پر اسلام کا نفاذ کر سکتے ہیں۔

ابھی تک دنیا میں ایسی کوئی مصالحانہ کوشش بھی نہیں ہوئی جس کا مرکز و محور اسلامی نظام ہو۔ اگر موجودہ مسلم حکمران ، اور مسلم ائمہ دوبارہ بیدار ہو کر تمام اسلامی ملکوں میں اسے نافذ کر دے اور کافرانہ نظام حکومت سے پیچھا چھڑوا کر خلافت رائج کر دے تو **ان شاء اللہ** یہ بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ ایسا کر لیں تو عوام کا کئی دہائیوں کا سفر ختم ہو سکتا ہے۔ ترکی کے جرأت مندانہ اقدام سے کچھ نہ کچھ (دانش کدہ) کی خوشبو آرہی ہے۔

خالق کائنات نے اپنی مخلوق پر اپنا بنایا ہوا اسلامی نظام حکومت جو کہ قرآن حکیم اور سنت مطہرہ کی شکل میں ہمیں دیا ہے مگر ہم امتِ مسلمہ اُسے نافذ کرنے سے قاصر رہے، کیونکہ دنیا کے بڑے بڑے کفار کے اماموں نے کفریہ و شرکیہ کافرانہ نظامِ حکومت خود ساختہ بنا کر دنیا کو دیے ہیں اور اسے ہر صورت میں نافذ بھی کروایا ہے، تا کہ دنیا میں کافرانہ سوچ والے ہی دنیا پر زبردستی مسلط رہیں ، وہ اور کمزور ایمان والے مسلمان اسلامی نظام حکومت کے ہمیشہ خلاف رہے کہ اگر دنیا میں مسلمانوں کی خلافت یعنی اسلامی نظام دنیا بھر میں نافذ ہو گیا تو پھر دنیا میں مسلمانوں کی طاقت اور نظام حکومت ہوگا۔ کیونکہ اللہ کے دشمن ، نبی کریم ﷺ اور اسلام کے دشمن، کلمہ طیبہ کے دشمن ، امت مسلمہ کے دشمن ، اسلامی نظام حکومت کے دشمن ہیں اور اپنی دلی دشمنی کی وجہ سے پوری طرح اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

ان کو ڈر ہے کہ کہیں دنیا میں مسلمان غالب آ کر اسلامی نظام حکومت نہ قائم کر دیں۔ دنیا میں وہ پہلی اسلامی ریاست بنی۔ نبی کریم ﷺ نے اسلامی نظام حکومت قائم کر دیا ، صدیوں سے ذلت و رسوائی میں پسنے والی قوم کو وہ سکون ، انصاف ، مساوات ، عدل و انصاف اور وہ سب کچھ ملا جس کی دنیا میں رہنے والی قوموں کو ضرورت ہوتی ہے۔ مسلم و غیر مسلم اس نظام حکومت سے خوش تھے، پھر دنیا نے دیکھا کہ دنیا میں صرف اور صرف مسلمان ہی غالب رہے اور خلافت قائم رہی ، پھر عالم کفر نے مل کر یہ نظام حکومت مسلمانوں سے چھین کر کافرانہ نظام حکومت ان کو دیا، جس کی سزا یہ تھی کہ امت مسلمہ آج تک اپنے نظام حکومت کو نافذ نہ کر سکی اور ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی، عرب دنیا اور افغان حکومت نے یہ نظام حکومت نافذ کیا اور فائدہ اٹھایا۔



لہو لہو قافلے

نسیم اختر

میرا نام نسیم اختر ہے۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو دیکھا کہ ہم اپنے نانا نانی کے گھر میں رہتے تھے میں اور میری والدہ میرا کوئی اور بہن بھائی یا والد نہیں تھے۔ میں اپنی ماں سے اکثر پوچھا کرتی۔ اماں میرے بہن بھائی اور ابا کیوں نہیں ہیں؟ ہمارا گھر کہاں ہے۔ ہم اپنے گھر میں کیوں نہیں رہتے؟ میری ماں کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور وہ مجھ سے نظریں چراتے ہوئے کہتی، تمہارے بہن بھائی اور ابا جنت میں رہتے ہیں۔ ہمارا گھر بھی وہاں ہے۔ ہم بھی ان کے پاس چلے جائیں گے۔ کب جائیں گے اماں؟ میں ضد کرنے لگتی تو میری ماں کہتی جب وہ بلائیں گے تب ہی جائیں گے ناں۔ وہ کب بلائیں گے وہ ہمیں کیوں نہیں بلاتے۔ میں رونے لگ جاتی تو میری ماں مجھے ماموؤں کے بچوں کے ساتھ کھیلنے بھیج دیتی یا کہتی جاؤ نانی سے پوچھ کر آؤ ہم اپنے گھر کب جائیں گے اور خود کمرہ بند کر کے گھنٹوں چھپی رہتی جب باہر نکلتی تو اس کی آنکھیں رو رو کر سرخ بوٹی کی طرح ہو چکی ہوتیں۔

اسی طرح میرا بچپن ننھیال والوں کی بے پناہ محبت میں گزر گیا۔ جب میں لڑکپن کی عمر کو پہنچی شعور سنبھالا تو میرے معصوم سوال سنجیدہ جستجو میں بدل گئے۔ تب میری ماں کی محبت میں مامتا کے ساتھ ساتھ دوستی اور دکھ سکھ کی سانجھ بھی شامل ہونے لگی پھر میری ماں نے مجھے اپنی داستان غم سنائی۔ یہ میری ماں کی داستان غم ہی نہیں بلکہ پاکستان کی ہزاروں لاکھوں بیٹیوں کی داستان غم ہے۔ جو میں آج کی نئی نسل کو جشن آزادی کے موقع پر سنانا چاہتی ہوں۔

میری والدہ کہتی ہیں کہ ہم ضلع گرداسپور کے شہر فتح گڑھ میں رہتے تھے۔ تمہارے والد کھیتی باڑی کا کام بھی کرتے تھے اور ساتھ ساتھ امام مسجد کی ذمہ داری بھی فی سبیل اللہ سنبھال رکھی تھی۔ دین کا علم بھی رکھتے تھے اور باعمل پابند شریعت مسلمان تھے۔ علاقے میں ان کی بہت عزت تھی۔ ہمارے خاندان میں تمہاری تین بہنیں اور دو بھائی تھے۔ جن کی عمریں تین سے لے کر آٹھ سال تک تھیں۔ بہت پرسکون اور مثالی زندگی گزر رہی تھی کہ پاکستان کے نعرے بلند ہونے لگے۔ دیکھتے دیکھتے سب کچھ بدل گیا۔

صدیوں سے اکٹھے رہتے ہندو، سکھ پڑوسی جنہیں ہم چاچا جی، سردار جی اور لالہ جی کہتے تھے وہ ہمارے خون کے پیاسے ہو گئے۔ زمین و آسمان اجنبی ہو گئے۔ تمہارے والد کا ددھیال فیصل آباد پاکستان میں تھا۔ تمہارے والد چچا اور دادی نے فیصلہ کیا کہ بچوں کو فیصل آباد بھیج دیتے ہیں۔ کیونکہ گرداسپور پاکستان کے نقشے میں آ رہا تھا۔ لہٰذا ہم ہجرت نہیں کریں گے اور بچوں کو کچھ عرصہ بعد واپس لے آئیں گے۔ ہمارے کچھ رشتہ دار پاکستان جا رہے تھے۔ تمہارے والد نے اپنی تینوں بہنیں یعنی تمہاری پھوپھیاں، تمہاری چچی اور ان کے دو بیٹے اس قافلے کے ساتھ پاکستان بھیج دیئے اور چچا وہیں رہ گئے۔ لیکن جب ہجرت شروع ہوئی تو انگریز اور ہندو کی ملی بھگت سے بہت سے اضلاع تقسیم کے باوجود دوبارہ ہندوستان میں شامل کر دیئے گئے۔ اور تقسیم کا اعلان ہوتے ہی ہمارا ضلع بھی اس خونی آندھی کی لپیٹ میں آ گیا۔ جو ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان کے قیام پر شروع ہو چکی تھی۔

تمہارے دادا آ کر بتاتے فلاں چوہدری نے اپنے گھر کی جوان بہو بیٹیاں گھر کے دالان میں بند کر کے دالان کو آگ لگا دی۔ تاکہ ان کی بیٹیاں ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھوں بے آبرو ہونے سے بچ جائیں۔ چاہے موت کی صورت میں ہی سہی۔ اب تمہارے والد کہنے لگے کہ حملے ہو رہے ہیں نجانے کس وقت سکھ جتھے ہمارے محلے پر ٹوٹ پڑیں۔ لہٰذا سب نے مشورہ کر لیا کہ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلیں۔ میں نے گھر کا سارا سامان سمیٹ کر رکھا۔ کمروں کو تالے لگائے۔ تھوڑی بہت جمع پونجی جس میں میرا زیور اور تمہارے والد کے کچھ پیسے تھے ایک تھیلی میں باندھ کر اپنے گلے میں لٹکا لی۔ قافلہ تیار تھا۔ تمہارے ابا نے تمہارے دونوں بھائیوں کو کاندھوں پر اٹھا لیا اور دونوں بہنوں کی انگلیاں پکڑ لیں اور قافلے کے ساتھ چل پڑے۔ رمضان کا مہینہ تھا ہم نے چند لقمے باسی روٹی اور پانی کے ساتھ روزے رکھے تھے۔ تمہارے چچا ہم سب سے آگے آگے تھے۔ مہاجر کیمپ کافی دور تھا۔ سواری کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ ابھی ہم تھوڑی ہی دور تھے کہ سکھ جتھے قافلے پر ٹوٹ پڑے۔ وہ نعرے لگا رہے تھے جو بولے سو نہال، ست سری کال۔ جو مانگے پاکستان بھیج دو اس کو قبرستان۔ پھر وہ شیطانی قہقہے لگاتے ہوئے کرپانوں اور برچھیوں سے مسلمانوں کے ٹکڑے کرنے لگے۔ مردوں اور جوان لڑکوں کو قتل کرتے جاتے چھوٹے چھوٹے بچوں کو سنگینوں میں پرو کر اوپر اچھالتے اور پھر لہولہان کر کے زمین پر پٹخ دیتے۔ جوان عورتوں اور لڑکیوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر کھیتوں میں لے جاتے۔ اسی قیامت صغریٰ کے نظارے میں میں نے دیکھا کہ تیرے دونوں بھائیوں کو گولیاں لگیں اور وہ تیرے باپ کے کندھوں سے لڑھک گئے۔ تیرا باپ بھی میرے سامنے گولیوں سے چھلنی ہو کر گر پڑا۔ تیری دونوں بہنیں چیخیں مارتی



ہوئی تیرے باپ کی ٹانگوں سے لپٹ گئیں تو سکھوں نے ایک کو خنجروں سے چھلنی کر دیا اور دوسری کو میں نے بھاگتے دیکھا۔ خدا جانے وہ بچ گئی یا ماری گئی یا کسی کافر کے ہاتھ لگ گئی۔ پھر پتا نہ چل سکا۔ ایک شیطان نے میری گود سے ننھی سی بچی کو اچکا اور اسے بے دردی سے زمین پر دے مارا اور مجھے گھسیٹتا ہوا دور لے گیا۔ وہاں اسے ایک آدمی تانگہ چلاتا ہوا نظر آیا اس نے اسے روکا اور مجھے تانگے میں بٹھا کر اپنے گھر لے گیا اور لکڑی کی سیڑھی سے مجھے گھر کی دوسری منزل پر چڑھا کر سیڑھی ہٹا دی۔ میں اس چوبارے میں قید تھی۔ چاروں طرف اونچے اونچے گھر تھے۔ کوئی راستہ نہیں تھا۔ میں ہر وقت روتی رہتی تھی۔ شام کو مجھے نیچے شیطانی قہقہوں کی آوازیں آتی تھیں۔ اور بہت سے شرابیوں کا غل غپاڑہ بھی سنائی دیتا تھا۔ اس نے اوپر کی منڈیر سے ایک رسی کے ساتھ ڈول باندھ کر لٹکا رکھا تھا جس میں دن میں ایک بار ایک روٹی اور اچار رکھا ہوتا۔ اور میں اسے اوپر کھینچ لیتی۔ دو چار لقمے زندہ رہنے کے لیے کھاتی تھی ورنہ دل خوف سے ڈوب ڈوب جاتا تھا۔ نجانے میرے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔ رو رو کر اللہ تعالی سے فریادیں کرتی کہ یا اللہ آپ نے مجھے کیوں بچا لیا کاش میں بھی اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ شہید ہو جاتی۔ اے اللہ میری عصمت کی حفاظت فرما۔ میں دعائیں کرتی رہی کئی دن گزر گئے۔ چوبارے کے سامنے ہی اس سکھ کی حویلی تھی۔ اس حویلی سے بھینسوں اور گایوں کے ڈکارنے کی دن رات دردناک آوازیں آتی رہتیں تھیں۔ جس سے میں اور بھی خوفزدہ ہو جاتی۔ ایک دن وہ حویلی میں جا کر اپنے مویشیوں کو گندی گالیاں دیتا ہوا ڈنڈوں سے پیٹ رہا تھا۔

میں کھڑکی میں چھپ کر دیکھ رہی تھی کہ ایک اور سکھ وہاں آ گیا اور کہنے لگا تم ان بے زبانوں کو کیوں پیٹ رہے ہو۔ اس نے کہا آج کئی دن ہو گئے یہ دن رات ڈکارتی ہیں۔ زبان منہ میں نہیں ڈالتی نہ ہی دودھ نکالنے دیتی ہیں۔ آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔ وہ سکھ کہنے لگا جب سے یہ مسلی تم نے لا کر گھر میں بند کی ہے ناں۔ سارے گھروں کے مویشی بگڑ گئے ہیں۔ میری گائیاں سوکھ گئی ہیں۔ میری بکریاں دودھ کا قطرہ نہیں دیتیں۔ میں تو کہتا ہوں یہ کوئی اوتار ہے یا پھر کالی بلا ہے اسے چھوڑ دو سیان سنگھ۔ سارے محلے پر وبال آیا ہوا ہے۔ یہ سن کر اس سکھ کا چہرہ زرد پڑ گیا اور پھر وہ کہنے لگا مجھے تو یہ خیال ہی نہیں آیا کہ یہ نحوست اس مسلی کی وجہ سے ہے پھر وہ اندر آیا اس نے وہ سیڑھی دوبارہ دیوار کے ساتھ لگائی اور مجھے گندی گالی دے کر کہنے لگا۔ نیچے اتر۔ میں خوفزدہ ہو گئی۔ جسم کانپنے لگا وہ دوبارہ دھاڑا نیچے آ جلدی۔ میں دعائیں پڑھتی ہوئی نیچے آ گئی۔ تیرے ابا نے مجھے دعائیں سکھائی ہوئی تھیں۔ جو میں پڑھ رہی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کی آگ سے گلزار بن جانے کی دعا، یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کی دعا۔ میں پڑھتے پڑھتے نیچے آئی تو وہ کہنے لگا تیرے پاس کوئی منتر ہے تو میرے جانوروں کو پھونک کر چپ کرا دے اور ان کا دودھ دوہ دے۔ مجھے تو یہ قریب نہیں آنے دیتے۔ یہ سب کارستانی تیری ہے۔ میرے جسم سے تو جان نکل گئی۔ لیکن مجھ میں بولنے کی جرات نہیں تھی۔ اس شیطان کے خوف سے میرا خون خشک ہو رہا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں سارہ علیہ السلام اور نمرود والا واقعہ یاد کر کے اللہ سے دعا کی تو میرا دل مضبوط ہو گیا۔ میں اسکی حویلی کی طرف چلی گئی۔ آیۃ الکرسی اور قل شریف پڑھ کر میں نے اس کے جانوروں کی طرف پھونکنا شروع کر دیے اور چند ہی منٹوں میں اس کے جانور خاموش ہو گئے۔ وہ بالٹی اٹھا کر بھینس کی طرف بڑھا اور دودھ نکالنے لگا۔ پھر اپنے نوکروں کو آوازیں دینے لگا کہ آ کر جانوروں کا دودھ نکالیں۔ میری طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تو کوئی دیوی ہے یا تو بھگوان ہے پھر اس نے ایک تانگہ منگوایا اور مجھے اس میں بٹھا کر خود مہاجر کیمپ تک چھوڑ کر آیا۔

اللہ تعالی نے کس طرح میری عزت بچائی اور کس طرح اس درندے کے چنگل سے مجھے بحفاظت نکال لیا تھا۔ اگرچہ میں اپنی زندگی کی پونجی لٹا چکی تھی۔ لیکن میں عصمت کی سلامتی پر بہت خوش تھی اور اللہ تعالی کی شکر گزار تھی۔ اسلام کی لاکھوں بیٹیاں اپنے پیارے، اپنی جانیں، گھر بار اور عصمتیں تک کلمے کے نام پر اور پاکستان کے نام پر قربان کر چکی تھیں۔ مہاجر کیمپ میں پہنچی وہاں کوئی بھی جان پہچان والا نہیں تھا۔ بڑے بڑے خاندانوں کے قتل عام سے بچے ہوئے، لٹے پٹے، اجڑے اور بچھڑے ہوئے خستہ حال لوگ مجھے تو کسی کا کوئی اتا پتا معلوم نہیں تھا۔ کیونکہ ہم تو کبھی نہیں آئے ہمارے ابا ہی ادھر آیا کرتے تھے۔ اپنے رشتہ داروں سے ملنے۔ میرے والدین بہاولنگر کے تھے۔ میں ان کے پاس چلی گئی۔ وہاں پہنچنے کے سات ماہ بعد تمہاری پیدائش ہوئی اور تمہارے ماموؤں نے نانا نانی نے بہت ناز و نعم سے تمہاری پرورش کی۔ تمہارے ایک پھوپھا سرکاری افسر تھے۔ انہوں نے میرے نام کافی زمین الاٹ کروا دی۔ لیکن میں اپنے والدین کے پاس ہی رہی۔ وہیں پر مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ تمہاری تربیت بھی دینی ماحول میں ہوئی۔ کافی محنت اور تلاش کے بعد تمہارے ماموؤں نے تمہارے چچا کے بیٹوں کا سراغ لگا لیا چچا تو نہیں ملے شاید وہ بھی ہجرت کے دوران شہید ہو گئے تھے۔ میرے بھائی نے چچا کے بیٹے سے میری شادی کر دی۔ اور الحمدللہ یہ شادی بہت بابرکت اور کامیاب رہی۔ میرا گھرانہ اور میرے بچے ہجرت کے ناطے اور کلمے کے رشتے سے جماعۃ الدعوۃ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ مظلوموں کی مدد کرنے والی جماعت ہے اور اس کے راہنما اسلام کے سچے خدمتگار اور پاکستان کے لیے جانوں مالوں کی قربانیاں دینے والے لوگ ہیں۔ آج میں پہلی بار مرکز طیبہ کو دیکھنے آئی ہوں اور بہت خوش ہوں۔



یومِ آزادی

14 اگست مسئلہ کشمیر جنم لیتا ہے
جموں کا قتل عام

افتخار اجمل افتخار

ہماری ریاست جموں و کشمیر کا سرمائی صدر مقام جموں کے سب سے بڑے محلے میں تھا۔ اس محلے میں صرف مسلمان آباد تھے۔ ہمارے محلے کے دو اطراف دریائے توی اور ایک طرف دریائے چناب سے نکالی ہوئی نہر بہتی تھی۔ ہم گرمیوں میں اس نہر پر نہانے جاتے تھے۔ اس کا پانی اتنا سرد تھا کہ دس منٹ سے زیادہ پانی میں کھڑے رہتے تو دانت بجنے لگتے۔

سری نگر کی جھیل ڈل میں بہتی ایک کشتی (ہاؤس بوٹ) کے بھی ہم مالک تھے۔ وہ کشتی دو خواب گاہوں، ملحقہ غسل خانوں اور کھانے کے ایک بڑے کمرے پر مشتمل تھی۔ ساتھ ایک چھوٹی کشتی بھی ہوتی جس میں باورچی خانے کے علاوہ ملازمین کے لیے دو چھوٹے کمرے تھے۔ لوگ چھوٹی کشتیوں میں پھول، پھل، سبزیاں اور مچھلی بیچنے آتے تھے۔

میرے والد کا کاروبار یورپ اور مشرق وسطی میں تھا۔ ہیڈ کوارٹر طولکرم (فلسطین) میں تھا۔ وہ سال دو سال بعد کچھ ماہ کے لیے جموں آتے تھے۔ کبھی ہماری والدہ صاحبہ کو بھی ساتھ لے جاتے۔ 1946ء میں والد صاحب جموں آئے، تو ہماری والدہ صاحبہ اور پانچ سالہ چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ فلسطین لے گئے۔ میں اور میری دونوں بڑی بہنیں اپنے دادا دادی اور پھوپھی کے پاس رہے۔

جموں شہر میں ہمارا اسکول تعلیمی معیار میں سب اسکولوں سے بہتر تھا مگر اس میں مخلوط تعلیم تھی۔ مسلمان طلبہ بالخصوص طالبات کی تعداد کم تھی۔ میری جماعت میں ایک سکھ لڑکا، چھے مسلمان اور سات ہندو لڑکے تھے۔

مارچ 1947ء میں پاکستان بننے کا فیصلہ ہو گیا ،تو میرے غیر مسلم ہم جماعت طلبہ کا رویہ بدلنے لگا، ایک دن آدھی چھٹی کے وقت میرے ہم جماعت رنبیر نے قائد اعظم کو گالی دی، وہ مجھ سے تین سال بڑا تھا، میرے منع کرنے پر اس نے جیب سے چاقو نکالا اور میرے شانوں کے درمیان رکھ کر زور سے دبانے لگا۔ اچانک کچھ مسلمان لڑکے آگئے تو وہ مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ میں زخمی ہونے سے بچ گیا مگر میرا کوٹ پھٹ چکا تھا۔ دو دن بعد خالی پیریڈ میں رنبیر کے دوست کیرتی کمار نے مسلمانوں کو گالیاں دینا شروع کر دیں، میرے منع کرنے پر کیرتی کمار نے کہا ”ہم تم مُسلوں کو ختم کر دیں گے“ اور مجھ پر پل پڑا۔ ہم گتھم گتھا ہو گئے۔ میرا ایک مکا کیرتی کی ناک کو لگا اور خون بہنے لگا، خون دیکھ کر لڑکیاں چیخنے لگیں، شور سن کر انچارج ٹیچر آگئیں ۔ پرنسپل صاحب گو ہندو تھے مگر منصف مزاج ،حقائق جان کر انہوں نے کیرتی کمار کو جرمانہ کیا اور رنبیر کو سکول سے نکال دیا۔

جموں شہر میں تعلیم کا تناسب سو فی صد تھا، اسی لیے وہ سیاست کا گڑھ بن گیا۔ 1947ء کی ابتدا سے ہی جموں میں آئے دن جلسے ہونے اور جلوس نکلنے لگے۔ ایک دفعہ جلوس میں کم از کم آٹھ بچوں کو بھی شامل کیا گیا، میں بھی ان میں شامل تھا، تمام بچوں کے ہاتھوں میں مسلم لیگ کے چھوٹے جھنڈے تھے۔ ان جلوسوں میں یہ نعرے لگائے جاتے:

لے کے رہیں گے پاکستان بن کے رہے گا پاکستان

پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ

مسلمانوں کو یقین تھا کہ ریاست جموں و کشمیر کا الحاق پاکستان سے ہوگا، کیونکہ ایک تو وہاں مسلمان کافی غالب اکثریت میں تھے، دوسرے اس کی سرحدوں کے ساتھ واقع بھی اضلاع مسلم اکثریتی تھے۔ چناچہ 14 اگست 1947ء کو پاکستان کا یوم آزادی بڑے جوش و خروش سے منایا گیا۔ میری خواہش پر میرے دادا جان نے پاکستان کا ایک بہت بڑا جھنڈا ہمارے دو منزلہ مکان کی چھت پر 32 فٹ لمبے پائپ پر

مارچ 1947ء میں پاکستان بننے کا فیصلہ ہو گیا ،تو میرے غیر مسلم ہم جماعت طلبہ کا رویہ بدلنے لگا، ایک دن آدھی چھٹی کے وقت میرے ہم جماعت رنبیر نے قائد اعظم کو گالی دی، وہ مجھ سے تین سال بڑا تھا، میرے منع کرنے پر اس نے جیب سے چاقو نکالا اور میرے شانوں کے درمیان رکھ کر زور سے دبانے لگا۔

ساتھ ہی ہندو اکثریت والے دیہات میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوگیا۔ ان کے مکانوں کو نظرِ آتش کیا جانے لگا، ہندوؤں سے یہ بھی سننے میں آیا کہ'' مسلے عید پر جانور قربان کرتے ہیں، اس عید پر ہم مسلے قربان کریں گے۔

لگایا۔ مگر مسلمانوں کے جوش و ولولے نے ڈوگرہ فوجوں کو [illegible] کر دیا۔

اکتوبر کے شروع میں ہی ڈوگرہ پولیس نے جموں کے مسلمانوں کے گھروں کی تلاشی لے کر ان سے ہر طرح کا اسلحہ یہاں تک کہ سبزی کاٹنے والے چاقو چھریاں تک برآمد کر لیے۔ ساتھ ہی ہندو اکثریت والے دیہات میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوگیا۔ ان کے مکانوں کو نظرِ آتش کیا جانے لگا، ہندوؤں سے یہ بھی سننے میں آیا کہ'' مسلے عید پر جانور قربان کرتے ہیں ،اس عید پر ہم مسلے قربان کریں گے۔'' پاکستان اور بھارت میں عید الاضحیٰ اتوار 26 اکتوبر 1947ء کو تھی۔

اس دوران گاندھی نے مہاراجہ ہری سنگھ پر مختلف طریقوں سے بھارت کے ساتھ الحاق کے لیے دباؤ ڈالا۔ مسلمانوں کی طرف سے قراردادِ الحاق پاکستان پہلے ہی مہاراجہ کے پاس پہنچ چکی تھی۔ مہاراجہ ہری سنگھ نے مہلت مانگی ۔ عید الاضحیٰ کے دوسرے دن یعنی 27 اکتوبر 1947ء کو بھارتی فوج سے ہوائی جہاز جموں ہوائی اڈے پر دھڑا دھڑ اترنے لگے۔ یوں بھارتی فوج کشمیر کی سرحدوں پر پہنچ گئی ۔ ان میں زیادہ تعداد گورکھا، نابھہ اور پٹیالہ کے فوجیوں کی تھی۔ جو انتہائی ظالم اور بے رحم مشہور تھے۔ جموں میں عید الاضحیٰ سے پہلے ہی کرفیو لگا دیا گیا۔

اس کرفیو میں ہندوؤں اور سکھوں کے مسلح دستے بغیر روک ٹوک پھرتے ، مگر مسلمانوں کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ ہمارے گھر کے قریب ہندوؤں کے محلے میں دو اونچی عمارتوں میں بھارتی فوج نے مشین گنیں نصب کر لی تھیں۔ آنے والی رات ان دونوں عمارتوں کی چھتوں سے ہمارے گھر کی سمت میں متواتر فائرنگ شروع ہوگئی۔ جواب میں مسلمانوں کے پاس نعرہ تکبیر **اللہ اکبر** لگانے کے سوا کچھ نہ تھا، کیونکہ ان سے ہتھیار پہلے ہی لے لیے گئے تھے۔ ہمارا گھر نشانہ بننے کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس پر پاکستان کا بہت بڑا جھنڈا بہت اونچائی میں لہرا رہا تھا، دوسری وجہ یہ تھی کہ ہمارا خاندان مسلم کانفرنس کی سیاسی و مالی حمایت کرتا تھا۔

اگلے دن ہمارا ہندو کرائے دار بعد دوپہر ہمارے گھر آیا۔ یہ برہمن تھا اور اس پر دادا جان کے کئی احسانات تھے، کہنے لگا، میں نے سوچا، کرفیو کی وجہ سے آپ کی زمینوں سے دودھ نہیں آیا ہوگا ۔ اس لیے اپنی گائے کا دودھ بچوں کے لیے لے آیا ہوں۔ اس کا شکریہ ادا کر کے ہم سے کہا گیا کہ دودھ ابال کر پی لو، مگر کسی کا کچھ کھانے پینے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ دوسرے دن صبح چائے بنانے لگے تو دیکھا کہ سارا دودھ خراب ہو گیا ہے، اسے باہر پھینک دیا، تھوڑی دیر بعد باہر گئے تو دیکھا کہ ایک بلی زمین پر تڑپ رہی ہے، وہ تڑپتے تڑپتے ٹھنڈی ہوگئی۔ تب پتا چلا ہمیں وہ ہمارا برہمن کرائے دار ہمدرد بن کر زہریلا دودھ پلا کر







تھوڑی دیر بعد باہر گئے تو دیکھا کہ ایک بلی زمین پر تڑپ رہی ہے، وہ تڑپتے تڑپتے ٹھنڈی ہوگئی۔ تب پتا چلا ہمیں وہ ہمارا برہمن کرائے دار ہمدرد بن کر زہریلا دودھ پلا کر مارنے آیا تھا، لیکن قدرت نے ہمیں بچالیا

مارنے آیا تھا، لیکن قدرت نے ہمیں بچالیا۔

ہمارے ایک ہمسائے عبدالمجید ریاستی فوج میں کرنل تھے، ان کی تعیناتی گلگت بلتستان کے برفانی علاقے میں تھی۔ ہمیں اکتوبر 1947ء کے آخری دنوں میں پتا چلا کہ ان کے بیوی بچے ستواری (جموں چھاؤنی) میں جا رہے ہیں، ہمارے بزرگوں کے کہنے پر وہ بچوں کو بھی ساتھ لے جانے پر تیار ہوگئے۔ اگلی رات وہ مجھے اور میری دونوں بڑی بہنوں، دو کزن اور پھوپھی کو ساتھ لے گئے۔ اس وقت رات ایک اور دو بجے کے درمیان کا وقت تھا، ہم ایک فوجی ٹرک پر سوار تھے۔ گھر سے ہمیں کچھ آٹا، چاول، دالیں، ایک لیٹر تیل زیتون اور کچھ پیسے دے دیئے گئے۔

ستواری چھاؤنی میں بھی ہم محفوظ نہ تھے۔ بعض اوقات رات کو ''جے ہند'' اور ''ست سری اکال'' کے نعروں کی آوازیں سنائی دیتیں کبھی یوں لگتا کہ بہت قریب سے آرہی ہیں۔ پتا چلا کہ مسلح ہندو اور سکھ جتھوں کی صورت مسلمانوں پر حملے کرنے کے لیے یہاں سے گزرتے ہیں۔ حفاظت کا معقول انتظام نہ ہونے کے باعث ہم ہر وقت موت کے لیے تیار رہتے۔

کھانا پکانے کے لیے میں اپنے کزن کے ساتھ باہر سے سوکھی تھور توڑ لاتا تھا، جس سے میری ہتھیلیاں کانٹوں سے چھلنی ہوگئیں۔ جب تک ہم واپس نہ آتے ہماری بہنیں ہماری خیریت کی دعائیں مانگتی رہتیں۔ ہمارے پاس کھانے کا سامان تھوڑا تھا اور مزید لانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا، اس لیے ہم تھوڑا ہی کھاتے۔ زیتون کا تیل ختم ہو گیا تو ابلے پھیکے چاولوں پر بغیر پیاز لہسن، نمک مرچ مصالحہ صرف ابلی دال ڈال کر کھا لیتے۔

ہم اس کوٹھی میں کل پانچ لڑکے تھے۔ سب سے بڑا 18 سال کا تھا، سب سے چھوٹا میں تھا تب میری عمر دس سال تھی۔ کوئی بڑا مرد وہاں مقیم نہ تھا، البتہ خواتین خانہ رہ رہی تھیں۔ نلکے میں پانی بہت کم آتا تھا اس لیے 6 نومبر 1947ء کو بعد دوپہر ہم لڑکے قریبی نہر پر نہانے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ نہر کے پانی میں خون اور جسمانی لوتھڑے بہتے جا رہے ہیں۔ ہم ڈر گئے اور الٹے پاؤں بھاگے۔ ہمارے واپس پہنچنے کے کوئی ایک گھنٹہ بعد کسی نے دروازہ بڑے زور سے کھٹکھٹایا۔

خاتون خانہ نے لڑکیوں کو اندر بھیج دیا، پھر ایک ڈنڈا انہوں نے اٹھایا۔ ہم نے بھی ان کی تقلید کی، دوبارہ زور سے دستک ہوئی۔ خاتون خانہ نے مجھے کنڈی کھولنے کا اشارہ کیا، جوں ہی میں کنڈی کھولی، ایک چھ فٹ کا نوجوان دروازے کو دھکا دیتا اندر داخل ہوا ''سب مر گئے'' کہہ کر اوندھے منہ گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ سب ششدر رہ گئے، اسے سیدھا کیا تو لڑکوں میں سے کوئی چیخا ''بھائی جان؟ کیا ہوا؟''

اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے گئے، وہ ہوش میں آکر پھر چیخا ''سب مر گئے'' اور دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔ ہم سمجھ گئے کہ ہمارے عزیز و اقارب سب مار دیے گئے ہیں، چنانچہ سب زار و قطار رونے لگے۔ ہم اسے اٹھا کر اندر لے گئے۔ وہ لڑکا خاتون خانہ کے جیٹھ اور ہمارے ساتھی لڑکوں کے تایا کا بیٹا تھا، ہوش میں آنے پر اس نے بتایا کہ ہمارے جموں سے نکلنے کے بعد مسلسل گولیاں چلتی رہیں اور جو بھی چھت پر گیا، زندہ سلامت واپس نہ آیا۔ جموں کے نواحی علاقوں سے زخمی اور بے خانماں مسلمان جموں شہر پہنچ رہے تھے۔ وہ بھی ہندوؤں سکھوں اور بھارتی فوج کے ہاتھوں مسلمانوں کے بہیمانہ قتل کی خبریں سنا رہے تھے۔

4 نومبر 1947ء کو نیشنل کانفرنس کے راہنما کرنل ریٹائرڈ پیر محمد کی طرف سے سارے شہر میں اعلان کیا گیا کہ جس نے پاکستان جانا ہے، وہ پولیس لائن پہنچ جائے، وہاں بسیں پاکستان جانے کے لیے تیار کھڑی ہیں۔ اس سے پہلے 24 اکتوبر 1947ء کو مسلمانوں کی طرف سے جنگ آزادی شروع ہونے کی خبر پھیل چکی تھی، شہر میں بھی مسلمانوں کے پاس راشن تقریباً ختم تھا۔ سو جموں شہر کے مسلمان پولیس لائن پہنچنا شروع ہوگئے۔

بسوں کا پہلا قافلہ 5 نومبر کو روانہ ہوا اور دوسرا 6 نومبر کو صبح سویرے۔ وہ نوجوان اور اس کے گھر والے 6 نومبر کے قافلے میں روانہ ہوئے۔ جموں چھاؤنی سے آگے جنگل میں نہر کے قریب بسیں رک گئیں۔ وہاں دونوں طرف بھارتی فوجی بندوقیں اور مشین گنیں تانے کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ''جے ہند'' اور ''ست سری اکال'' کے نعرے بلند ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں مسلح ہندوؤں اور سکھوں نے بس پر دھاوا بول دیا۔

جن مسلمانوں کو بسوں سے نکلنے کا موقع ملا، وہ ادھر اُدھر بھاگے۔ ان میں سے کئی بھارتی فوجیوں کی گولیوں کا نشانہ بنے اور بہت کم زخمی یا صحیح حالت میں بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ نومبر 1947ء میں بھارتی فوج، راشٹریہ سیوک سنگ، ہندو مہا سبھا اور اکالی دل کے مسلح کارکنوں نے صوبہ جموں میں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا جن میں مرد، عورتیں، جوان، بوڑھے اور بچے سب شامل تھے۔ سینکڑوں نوجوان لڑکیاں اغواء کر لی

نومبر 1947ء میں بھارتی فوج، راشٹریہ سیوک سنگ، ہندو مہا سبھا اور اکالی دل کے مسلح کارکنوں نے صوبہ جموں میں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا جن میں مرد، عورتیں، جوان، بوڑھے اور بچے سب شامل تھے۔ سینکڑوں نوجوان لڑکیاں اغواء کر لی گئیں اور لاکھوں مسلمانوں کو پاکستان کی طرف دھکیل دیا

گئیں اور لاکھوں مسلمانوں کو پاکستان کی طرف دھکیل دیا۔ تیس ہزار سے زائد مسلمان صرف نومبر کے پہلے چھ دنوں میں ہلاک کیے گئے۔ اغواء ہونے والی لڑکیوں میں مسلم کانفرنس کے صدر چودھری غلام عباس اور نائب صدر چوہدری حمید اللہ کی بیٹیاں بھی شامل تھیں۔

کرنل عبد المجید کے بھائی جموں میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تھے۔ وہ نومبر 1947ء کے وسط میں چھاؤنی آئے اور بتایا ”جموں میں تمام مسلمانوں کے مکان لوٹے جا چکے اور تمام علاقہ ویران پڑا ہے، تاہم شیخ عبد اللہ کو وزیر اعظم بنا دیا گیا ہے اور امید ہے کہ اب امن ہو جائے گا۔“ واپس جا کر انہیں نے کچھ دالیں، چاول اور آٹا وغیرہ ہمارے لیے بھجوا دیا۔ چار ہفتے بعد ایک جیپ آئی اور ہمارے خاندان کے چھے بچوں یعنی مجھے، میری دو بہنوں، دو کزنوں اور پھوپھی کو جموں شہر میں کرنل ریٹائرڈ پیر محمد کے گھر لے گئی۔

وہاں قیام کے دوران ہمیں معلوم ہوا کہ 6 نومبر کو مسلمانوں کے قتل عام کے بعد خون سے بھری بسیں چھاؤنی کے قریب واقع نہر میں دھوئی گئیں تھیں۔ اسی وجہ سے ہم نے نہر میں خون اور جسمانی لوتھڑے دیکھے تھے۔ مسلمانوں کے قتل کا منصوبہ انتہائی خفیہ رکھا گیا، نیشنل کانفرنس کے مسلمانوں کے علم میں بھی وقوعہ کے بعد آیا۔ وہاں کچھ دن قیام کے بعد ہمیں دوسرے لاوارث اور زخمی عورتوں اور بچوں کے ساتھ مدراسی فوجیوں کی حفاظت میں 18 دسمبر 1947ء کو سیالکوٹ پاکستان بھیج دیا گیا۔

میں یہ لکھ چکا کہ جموں کے اس عظیم سانحے کے زمانے میں میرے والدین فلسطین میں تھے اور ہم دادا، دادی اور پھوپھی کے پاس تھے۔ میرے دادا، دادی بھیڑ بھاڑ سے گھبرانے والے لوگ تھے، اس لیے انہوں نے پہلے دو دن کے قافلوں میں روانہ ہونے کی کوشش نہ کی۔ ہمارے جو عزیز و اقارب پہلے قافلوں میں روانہ ہوئے ان میں سے کوئی زندہ نہ بچا۔ ہمارے بغیر سات ہفتوں میں ہمارے بزرگوں کی جو ذہنی کیفیت ہوئی، اس کا اندازہ یوں لگایئے کہ جب ہماری بس سیالکوٹ چھاؤنی آ کر کھڑی ہوئی تو میری بہنوں اور اپنے بچوں کے نام لے کر میری چچی میری بہن سے پوچھتی ہیں ”بیٹی تم نے ان کو تو نہیں دیکھا؟“ میری بہن نے کہا، چچی جان! میں ہی ہوں آپ کی بھتیجی اور باقی سب بھی میرے ساتھ ہیں۔“

لیکن چچی نے کچھ دیر بعد پھر وہی سوال دہرایا۔ ہم فوراً بس سے اتر کر چچی اور پھوپھی سے لپٹ گئے۔ پہلے تو وہ دونوں حیران ہو کر بولیں ”آپ لوگ کون ہیں؟“ پھر ایک ایک کا سر پکڑ کر کچھ دیر چہرے دیکھنے کے بعد ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی آبشار پھوٹ پڑی۔

پاکستان پہنچ کر ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے دادا جان کا جوان بھتیجا جموں میں گھر کی چھت پر بھارتی فوجی کی گولی سے شہید ہوا، باقی جو عزیز و اقارب 6 نومبر کے قافلے میں گئے تھے، آج تک ان کی کوئی خبر نہیں ملی۔ ہمارے کئی عزیز ابھی پولیس لائن جموں میں تھے۔ 6 نومبر کے قافلے میں کٹنے سے بچ جانے والے چند مسلمان 7 نومبر کو فجر کے وقت چھپتے چھپاتے کسی طرح ان کے پاس پہنچ گئے اور قتل عام کا حال بتایا، یہ خبر جلد ہی پھیل گئی اور ہزاروں لوگ جو بسوں میں سوار ہو چکے تھے، نیچے اتر آئے۔ مسلم کانفرنس کے ایک راہنما، کیپٹن ریٹائرڈ نصیر الدین موجود تھے، انہوں نے وہاں کھڑے سرکاری اہل کاروں کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہا ”پولیس لائنز کی چھت پر مشین گنیں فٹ ہیں اور آپ کے فوجی بھی مستعد کھڑے ہیں۔ انہیں حکم دیں کہ فائر کھول کر ہم سب کو یہیں ہلاک کر دیں۔ ہمیں بسوں میں بٹھا کے جنگلوں میں لے جا کر قتل کرنے سے بہتر ہے کہ یہیں قتل کر دیا جائے۔ اس طرح آپ کو بھی زحمت نہیں ہوگی اور آپ کا پٹرول بھی بچ جائے گا۔“

چنانچہ 8 نومبر کو کوئی قافلہ نہ گیا۔ اسی دوران شیخ عبد اللہ جو نیشنل کانفرنس کا صدر تھا، وزیر اعظم بن گیا۔ اس نے نابھہ اور پٹیالہ کے فوجیوں کو شہروں سے ہٹا کر ان کی جگہ مدراسی فوجیوں کو لگا دیا۔ میرے دادا، دادی، پھوپھی اور خاندان کے بچے ہوئے تین لوگ 9 نومبر کے قافلے میں پاکستان کی سرحد تک پہنچے۔ بسوں سے اتر کر پیدل سرحد پار کی اور ضروری کارروائی کے بعد سے سیالکوٹ شہر آ گئے۔

سفر نامہ

لبیک اللھم لبیک

ام خنیب

صحرا میں دور ایک خیمہ نظر آرہا تھا۔ تیز آندھی کے جھکڑ میں گرد و غبار کا بگولہ اُڑ رہا تھا لیکن یہاں کسی کو کوئی خوف و خطر نہیں ہے، دن ہو یا رات، شہر ہو یا جنگل، عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا جوان امن ہی امن اور عدل ہی عدل ہے الحمد للہ

نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد مسجد عریش سے باہر نکلے تو تھوڑے سے نشیب میں بدر کا میدان ایک پیالے کی طرح پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک طرف پکی ہوئی کھجوروں سے لدے باغات نے اس وادی کو سر سبز و شاداب اور خوبصورت نظارہ بخشا ہوا تھا۔ مسجد کے باہر ایک دیوار پر معرکہ بدر کا مکمل رنگین نقشہ بنا ہوا تھا، شام سے ابوسفیان کے آنے کا راستہ اور بچ کر نکل جانے کا راستہ، مکہ سے ابوجہل کے لشکر کے آنے کا راستہ اور نبی کریم ﷺ کے مٹھی بھر جاں نثاروں کی وقت کے فرعون سے مڈبھیڑ کا مقام نقشے میں موجود تھا۔ نیچے ایک چارٹ پر شہدائے بدر کے نام لکھ کر آویزاں کیے گئے تھے، یہاں سے تھوڑا سا آگے بڑھ کر ایک چھوٹی سی حد بندی کے اندر جھانکنے سے شہدائے بدر کی قبریں نظر آتی ہیں جن پر درختوں کا سایہ ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے پتھروں کی حد بندی کے اندر ہیں، جبکہ اب اس وسیع و عریض میدان کو قبرستان بنا لیا گیا ہے اور اس میں بہت سی قبریں جن پر چھوٹے چھوٹے نوکیلے پتھر لگائے گئے ہیں دور دور تک نظر آتی ہیں۔

یہاں سے نکل کر طریق شہدائے بدر یعنی شہدائے بدر روڈ پر نکل آئے اور گاڑی میں بیٹھ گئے، بچے پوچھنے لگے ابو جی! فرشتوں کے ہاتھ کس طرح کے ہوتے ہیں وہ کیسے کافروں کو مارتے تھے تو ابو محمد نے کہا کہ فرشتوں کو کوئی نہیں دیکھ سکتا، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جیسے بتایا ہے اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ فرشتے انہیں کوڑوں سے مارتے تھے جو کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو مارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ڈنڈے بنائے ہوئے ہیں اور اُن سے ایسے لوگوں کو مارتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بات نہیں مانتے اور شیطان کی باتیں مانتے ہیں۔ رملہ آپی ہم شیطان کی باتیں نہیں مانیں گے ورنہ ہمیں بھی فرشتے بدر والے ڈنڈے ماریں گے، محمد نے معصومیت سے ڈرتے ہوئے کہا، یہ سنتے ہی سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

سڑک کے کنارے تباہ شدہ گاڑیوں کے ڈھانچے بکھرے پڑے نظر آتے تھے۔ پوچھنے پر ابو محمد نے بتایا کہ سعودی عرب میں ٹریفک حادثے بہت جانی نقصان کا سبب بنتے ہیں اور اکثر حادثے اونٹوں کے گاڑیوں سے ٹکرانے سے ہوتے ہیں، وادیوں میں چرتے پھرتے اونٹ سڑکوں پر آنکلتے ہیں اور رات کو اکثر گاڑیوں سے ٹکرا کر اپنی یا کئی انسانی جانوں کی تلفی کا سبب بن جاتے ہیں، اب اونٹ پالنے والوں کے لیے حادثے کی صورت میں بھاری جرمانہ بھرنے کا قانون بنایا جا رہا ہے۔

سڑک کے کنارے پہاڑ کے اندر جانے والی سڑک پر ایک قیمتی گاڑی میں ایک عربی بیٹھا پیچھے اونٹوں

مدینے کے ہر راستے پر کفر کے خاتمے اور غلبہ اسلام کے لیے پیارے نبی ﷺ اور آپکے جانثار اسلام کے فدائی صحابہ کی جہدِ مسلسل اور قربانیوں کی عظیم داستانیں رقم تھیں۔

کی قطار گاڑی سے باندھ کر چلا رہا تھا، اللہ کی شان! قیمتی گاڑیوں میں بیٹھ کر اونٹ چرانے والے چرواہے بھی دیکھ لیے۔ میں نے حیرت سے کہا! اس وادی کا نام عبور جمال تھا۔

اسی روڈ سے نوے کلو میٹر دور رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ کی قبر ہے جو بالکل جنگل بیابان میں واقع ہے لیکن وزارت شوون کے شعبہ ھیئۃ والوں کا یہاں پہرہ بٹھایا گیا ہے تاکہ شرک و بدعت کی کوئی راہ نہ نکالی جا سکے کیونکہ لوگ وہاں پر ایسی نشانیوں یا مقامات کا سُراغ لگا کر بدعات کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں لیکن اس سلسلے کا ہر راستہ بند کر دیا گیا ہے۔

یہ قبر مقام ابواء پر واقع ہے۔ بی بی آمنہ اپنے سُسر عبد المطلب اور خادمہ اُمّ ایمن کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کو چار سال کی عمر میں لے کر اپنے شوہر حضرت عبداللہ کی قبر پر جا رہی تھیں کہ راستے میں ابواء کے مقام پر وہ شدید بیمار ہو کر وفات پا گئیں اور پھر پیارے نبی ﷺ کو آپ کے دادا اور اُمّ ایمن واپس لے کر مکہ آ گئے اور حضرت آمنہ کو وہیں دفن کر دیا گیا۔

سڑک کنارے چھوٹی چھوٹی بستیاں موجود تھیں اور ابو محمد بتا رہے تھے کہ ہر بستی میں 24 گھنٹے ایمبولینس کا انتظام موجود ہوتا ہے جو حکومت کی طرف سے ہے۔ دیکھنے کو صحرا کی زندگی ہے لیکن ہر شہری کی فلاح و بہبود کا مکمل نظام موجود ہے۔ صحرا میں دور ایک خیمہ نظر آ رہا تھا۔ تیز آندھی کے جھکڑ میں گرد و غبار کا بگولہ اُڑ رہا تھا لیکن یہاں کسی کو کوئی خوف و خطر نہیں ہے، دن ہو یا رات، شہر ہو یا جنگل، عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا جوان امن ہی امن اور عدل ہی عدل ہے۔ **الحمد اللہ**

ابو محمد کہنے لگے سعودی عرب کو دو سمندر لگتے ہیں جدّے کا شہر بحیرہ ہند پر واقع ہے جبکہ دوسرا سمندر بحیرہ احمر جو رائس کے مقام پر سعودی سرزمین پر پھیلا ہوا ہے یہ زیادہ خطرناک اور گہرا ہے۔

رائس مدینے کا تفریحی مقام بھی ہے اور تاریخی اعتبار سے یہ وہ علاقہ ہے جہاں ابو جندلؓ اور ابو بصیرؓ نے مکہ والوں کے ظلم و ستم سے بچ نکلنے کے بعد فرار ہو کر اپنی جماعت بنا کر قوت جمع کی تھی جب نبی اکرم ﷺ نے صلح حدیبیہ میں کیے گئے معاہدے کی رو سے انہیں مکہ واپس جانے کا حکم دے دیا تھا، انہوں نے اس جگہ کو اپنی کیمپ گاہ بنایا تھا اور سمندر کنارے گھات لگا کر آتے جاتے کفار کے قافلوں سے ان کے ظلم و ستم کا بدلہ چکاتے اور مکہ والوں کی ناانصافیوں پر جوابی کاروائی کر کے اپنا غصہ ٹھنڈا کرتے۔ حتیٰ کہ کافروں نے تنگ آ کر اپنی اس شرط کو خود واپس لے لیا کہ مکہ سے مسلمان ہو کر آنے والوں کو مدینہ میں پناہ دینے کی بجائے مکہ والوں کے حوالے کیا جائے گا۔

اس طرح مسلمانوں کے لیے مکہ سے مدینہ آ کر پناہ لینا آسان ہو گیا اور ہجرت کا سلسلہ مزید تیز ہوا اور مسلمانوں کی قوت مدینہ میں جمع ہونے لگی۔ اور رائس کے مقام پر بھی مجاہدین کا ایک گروہ منظم ہو گیا۔

یہ پس منظر سن کر میں نے کہا ابو محمد! ہمیں رائس بھی دکھا کر لاؤ۔ وہ کہنے لگے: واپسی میں لیٹ ہو جائیں گے، میں نے کہا بس تھوڑی دیر کے لیے چلتے ہیں زیادہ دیر نہیں رُکیں گے۔ تھوڑا سا راستہ طے کر کے ابو محمد نے گاڑی طریق الملک فہد پر موڑ دی۔

مدینے کے ہر راستے پر کفر کے خاتمے اور غلبہ اسلام کے لیے پیارے نبی ﷺ اور آپکے جانثار اسلام کے فدائی صحابہ کی جہدِ مسلسل اور قربانیوں کی عظیم داستانیں رقم تھیں۔ ایک لازوال تاریخ جو ازل سے ابد تک حق و باطل کی کش مکش کے ادوار کو مسلمانوں کے سامنے رکھتے ہوئے اسے اپنے مقصد حیات سے آشنا رکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ لیکن افسوس کہ آج مسلمان اپنے مقصد حیات کو ہی بھول چکا ہے۔

قریباً پچیس منٹ کے سفر کے بعد ہم رائس پہنچے گاڑی سے نکلے تو سمندر کی بھیگی ہوئی تیز ہواؤں نے ہمارا استقبال کیا، نظروں کے سامنے تاحدِ نظر نیلا اور سبز موجیں مارتا ہوا پانی، سورج کی تیز روشنی میں دو طرح کے شیڈ دے رہا تھا۔ ساحل پر دور تک چھوٹے چھوٹے چھتری نما کیبن بنائے گئے تھے جن

بقیہ صفحہ 59 پر







سیرت صحابیات

مومنوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

مریم بتول

عفیفہ کائنات، صدیقہ کائنات، زوجہ رسول محترم ﷺ اور بنت ابو بکر صدیق، حضرت عائشہؓ کے سیرت و کردار اور فضیلت کے بارے میں اہل ایمان میں کون واقف نہیں؟

جن کے بارے میں منافقین اپنی بد باطنی کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے رسوا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات کے ذریعے سے اپنے محبوب نبی ﷺ کی محبوب بیویؓ کا دفاع کیا اور رہتی دنیا تک کے لیے اہل ایمان کے دلوں کو حضرت عائشہؓ کے محبت و احترام سے منور کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے خالصتاً اپنی رضا سے امہات المومنینؓ کو نبی کریم ﷺ کے گھر کی رونق بنایا۔ نبی کریم ﷺ نے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے میانہ روی برتی، لیکن حضرت عائشہؓ سے آپ ﷺ کو جداگانہ لگاؤ تھا۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”عائشہؓ کی فضیلت دوسری تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر۔“ (بخاری: 3770)

صحیح البخاری، کتاب المناقب میں ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے آپؓ کی عزت و عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ لوگ آنحضرت ﷺ کو تحفہ بھیجنے کے لیے حضرت عائشہؓ کی باری کے منتظر رہتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میری سواجھی سب ام سلمہؓ کے پاس گئیں اور کہنے لگیں، ام سلمہ! خدا کی قسم لوگ جان بوجھ کر اس دن تحفے بھیجتے ہیں جس دن عائشہؓ کی باری ہوتی ہے، ہم بھی حضرت عائشہؓ کی طرح بھلائی چاہتی ہیں، آپؓ آنحضرت نبی کریم ﷺ سے کہو کہ آپ ﷺ لوگوں کو حکم دے دیں، میں جس بیوی کے پاس ہوں تحفے بھیج دیا کرو۔ ام سلمہؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، آپ ﷺ نے چہرہ انور موڑ لیا جواب نہ دیا، دوبارہ عرض کیا پھر بھی جواب نہیں ملا، سہ بارہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ام سلمہ! عائشہؓ کے بارے میں مجھ کو نہ ستاؤ، اللہ کی قسم، تم میں سے کسی بیوی کی چادر میں مجھ پر وحی نہیں اتری، سوائے حضرت عائشہؓ کے۔“ (بخاری: 3775)

پیارے نبی کریم ﷺ نے رہتی دنیا تک کے لیے اہل ایمان کو خوشگوار زندگی کے اصول سکھا دیے۔ ایسے پیارے اصول کہ جن سے مزاج بدل گئے، زندگیاں روشن ہو گئیں، پیار و محبت کے سوتے پروان چڑھے، گھریلو زندگی مانند گل و گلزار ہو گئی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب گھر میں ہوتے تو کام کاج میں میرا ہاتھ بٹاتے، لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو مسجد کی طرف چل دیتے۔ ازواج مطہراتؓ کے ساتھ ہلکے پھلکے کھیلوں کا مقابلہ کرتے۔ حضرت عائشہؓ چونکہ ہلکے بدن کی مالک تھیں، اس لیے آپؐ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرتے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب گھر میں ہوتے تو کام کاج میں میرا ہاتھ بٹاتے، لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو مسجد کی طرف چل دیتے۔ ازواج مطہراتؓ کے ساتھ ہلکے پھلکے کھیلوں کا مقابلہ کرتے۔ حضرت عائشہؓ چونکہ ہلکے بدن کی مالک تھیں، اس لیے آپؐ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرتے۔

ابن ماجہ اور ابو داؤد میں ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ”ایک سفر میں اللہ کے رسول ﷺ نے میرے ساتھ دوڑ لگائی تو میں آگے نکل گئی، دوسرے سفر میں آپ ﷺ نے پھر دوڑ لگائی تو آپ ﷺ آگے نکل گئے، آپ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا: ”اے عائشہ! پہلی دوڑ کا بدلہ اتر گیا۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ذریعے سے امت کے لیے کئی آسانیاں فرما دیں۔ ابو داؤد، کتاب الطہارۃ میں ہے۔ حضرت عائشہؓ کا ہار جو ظفار کے موتیوں سے بنا تھا، ایک سفر میں آپؓ کے گلے سے گر گیا، آنحضرت ﷺ نے کئی صحابہ کرامؓ کو اسکی تلاش کے لیے بھیجا، اسی دوران نماز کا وقت آن پہنچا، پانی نہ تھا، جب صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی تو اسی وقت حضرت عائشہؓ کی شان و عظمت پر اللہ نے مہر ثبت کی اور تیمم کی آیت اتار



صحیح البخاری میں ہے، حضرت اسید بن حضیر ؓحضرت عائشہؓ کے بارے میں کہنے لگے: ''اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اللہ کی قسم! جب بھی آپؓ پر کوئی آفت آئی تو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بچادیا اور مسلمانوں کو اس میں برکت دی۔ (بخاری:334)

دی جو تا قیامت مسلمانوں کے لیے ایک عظیم نعمت ہے صحیح البخاری میں ہے، حضرت اسید بن حضیر ؓحضرت عائشہؓ کے بارے میں کہنے لگے: ''اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اللہ کی قسم! جب بھی آپؓ پر کوئی آفت آئی تو اللہ تعالی نے آپؓ کو بچادیا اور مسلمانوں کو اس میں برکت دی۔

(بخاری:334)

نبی کریم ﷺ جہاں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو انکی قربانیوں کا صلہ جہاں ان کی لخت جگر سے شادی کر کے دینا چاہتے تھے، وہیں حضرت عائشہؓ سے آپ ﷺ کا نکاح منشاء الٰہی بھی تھا۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح میں ہے، حضرت عائشہؓ خود بتلاتی ہیں کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا: ''شادی سے پہلے میں نے تمہیں خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تمہیں ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر لائے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں، حضور ﷺ! یہ آپکی بیوی ہیں، میں نے تیرے چہرے سے پردہ اٹھایا تو وہ تو تھی، یہ دیکھ کر میں کہنے لگا: اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے فیصلہ ہے تو وہ اس خواب کو ضرور پورا کرے گا۔'' (بخاری:5078)

اللہ تعالی نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے خواب کو پورا فرمایا اور آپ ﷺ نے شوال 11 نبوی میں حضرت عائشہؓ سے نکاح فرمایا، اس وقت آپؓ کی عمر چھ برس تھی۔ پھر ہجرت کے پہلے سال شوال ہی کے مہینے میں آپؓ کی رخصتی ہوئی، اس طرح حضرت عائشہؓ رہتی دنیا تک آنے والے اہل ایمان کی ماں بن گئیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں میرے نکاح سے تین جاہلانہ رسومات کا خاتمہ ہوا۔

☆ شوال کا نکاح اور رخصتی ٹھیک نہیں۔

☆ منہ بولے بھائی کی بیٹی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

☆ آگ جلائے جانے کی رسم ختم ہوئی جو دلہن کے آگے جلائی جاتی تھی۔

پس آپؓ پیارے نبی کریم ﷺ کی سب سے پیاری، چہیتی، کنواری، کم عمر اور لاڈلی بیوی ہیں۔ آپؓ کو دنیا اور آخرت میں پیارے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہونے کا شرف و اعزاز حاصل ہے۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ ایک بار جبرئیل امین سبز ریشم میں لپٹی ہوئی کوئی چیز لائے اور فرمایا کہ یہ دنیا آخرت میں آپ ﷺ کی بیوی ہیں، پیارے نبی ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا تو عائشہؓ تھیں۔ (بخاری:5078)

حضرت عائشہؓ عظیم فقیہ اور محدثہ تھیں۔ علم حدیث کو امت تک پہنچانے میں آپؓ کی خدمات گراں قدر ہیں۔ خواتین صحابیات رضی اللہ عنہن میں حضرت عائشہؓ کو سب سے زیادہ احادیث امت مسلمہ تک پہنچانے کا شرف حاصل ہے۔ آپؓ نے ''2210'' احادیث کا ذخیرہ اپنی ذہانت کے بل بوتے پر محدثین کرام کے حوالے کیا۔ حضرت عائشہؓ کو قرآن کریم کی مفسرہ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ علم وراثت کی سب سے زیادہ ماہر صحابیہ ہونے کا اعزاز بھی آپؓ کے نام ہے۔

پیارے نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر صرف 18 سال تھی، لیکن اس کے باوجود اپنے با کمال حافظے کی بدولت احادیث کا ذخیرہ اپنے اندر محفوظ کر چکی تھیں، اس لیے پیارے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد چالیس سال تک علم کی روشنی پھیلاتی رہیں۔ پیارے نبی ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں ہی تھے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ اللہ کی نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے میرے حجرے میں، میری باری کے دن میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی اور آپ ﷺ کا لعاب مبارک اور میرا لعاب اکٹھا کر دیا، ہوا یوں کہ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ میرے گھر تشریف لائے ان کے ہاتھ میں مسواک تھا۔ آپ ﷺ نے مسواک کی طرف دیکھا، میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں، میں نے پوچھا آپ ﷺ کے لیے لے لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، میں نے مسواک لے کر آپ ﷺ کو دی تو آپ ﷺ نے اسے سخت محسوس کیا۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا، اسے آپ ﷺ کے لیے نرم کر دوں؟ آپ ﷺ نے سر مبارک سے اشارہ فرمایا، ہاں۔ میں نے مسواک نرم کیا اور آپ ﷺ کو دیا، آپ ﷺ نے خوب اچھی طرح مسواک کیا اور کٹورے کے پانی میں ہاتھ ڈال کر اپنا چہرہ مبارک پونچھتے جاتے۔ (البخاری:4449)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سخاوت و فیاضی کا مرقع تھیں گھر میں جو کچھ بھی ہوتا، سائل کے ہاتھ پر ڈال دیتیں یہ سوچے بغیر کہ اپنے لیے کچھ بچا ہے یا نہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نے ایک دفعہ ایک لاکھ درہم بھیجے تو شام تک تقسیم کر دیے اور اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھا۔ میدان علم و جہاد میں آپؓ نے ہمیشہ نمایاں کردار ادا کیا اور رہتی دنیا تک کی مومنات و صالحات کے لیے رول ماڈل بن گئیں۔

حضرت عائشہؓ نے اپنی چار پشتیں مسلمان دیکھیں۔ آپؓ کا بیان ہے: ''میں نے جب سے آنکھ کھولی، اپنے ماں باپ کو مسلمان پایا، ہمارے گھر میں کوئی کام خلاف اسلام نہ ہوتا۔ اور میرے باپ ابو بکر صدیقؓ نے کبھی غیر اللہ کی عبادت پیارے نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے قبل بھی نہ کی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے 58 ہجری میں وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپؓ کو جنت البقیع میں دفنایا گیا۔ حضرت عائشہؓ اس دنیا سے رخصت فرمانے کے باوجود اپنے علم و فضل کی بنیاد پر آج بھی اہل ایمان کے دلوں میں زندہ ہیں اور تا قیامت رہیں گی۔ اللہ تعالی ہمیں سیرت عائشہؓ اور دوسری تمام صحابیات و صالحات کی زندگیوں سے روشنی حاصل کرنے کی توفیق دے۔ وما توفیقی الا باللہ۔ (آمین)

عبداللہ حسین

بھارت سے پاکستان جاتا موت کا قافلہ

"اُداس نسلیں" کا رونگٹے کھڑے کر دینے والا ایک باب

موت اور بھوک، بے کسی اور خوف اور لالچ کے ساتھ ساتھ جسم کی بڑھتی ہوئی تھکن کے پہلو بہ پہلو، اب سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ درد کرتا ہوا جسم جو اس کا خیال تھا کہ زندگی کی سب سے بڑی اذیت تھی اور مایوسی کا نقطہ عروج۔

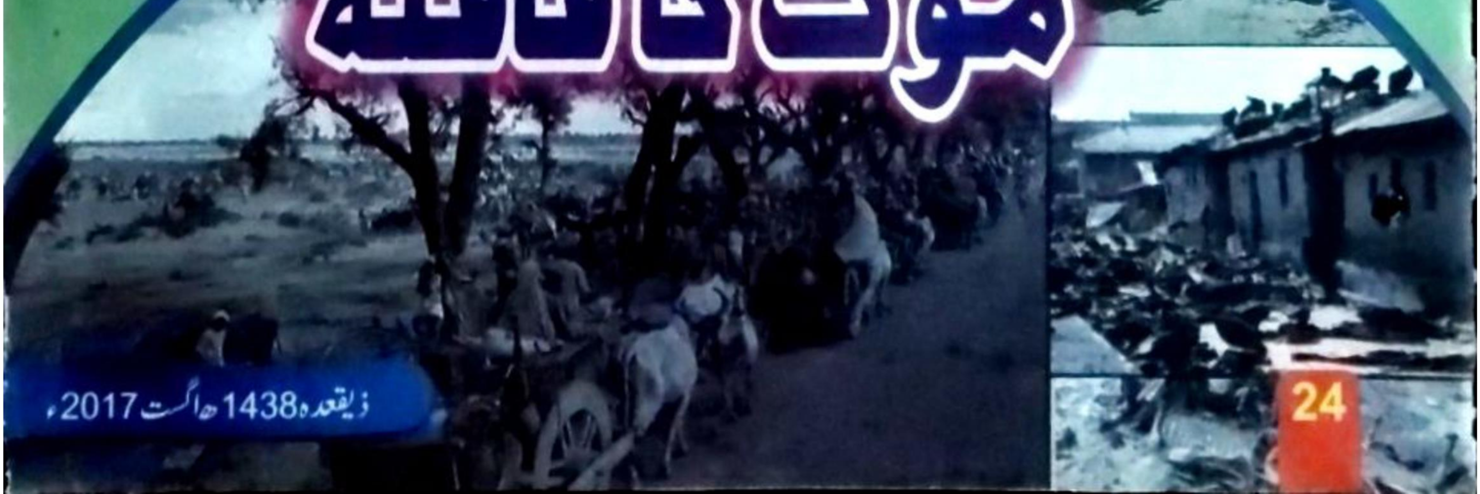
انہیں چلتے ہوئے نو روز ہو چکے تھے۔ اب وہ جالندھر کے قریب پہنچ رہے تھے۔ آدھے سے زیادہ نئے لوگ اس قافلے میں شامل ہو چکے تھے لیکن قافلے کا حجم روز بروز گھٹتا جا رہا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ جوں جوں وہ پنجاب میں آتے گئے، حملوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ پچھلے پانچ روز سے دن میں کئی کئی بار حملے ہو رہے تھے اور وہ ایک پل کے لیے بھی بے خبر ہو کر نہیں چل سکتے تھے۔ یہ حملے مسلح اور نیم مسلح دستوں کی طرف سے ہو رہے تھے جو زیادہ تر دیہات میں سے آتے۔

پہلے پہل تو قافلے والے کچھ نہ کچھ ان کا مقابلہ کرتے رہے اب وہ اس قدر تھک چکے تھے کہ حملہ آوروں کے سامنے خاموشی سے مر جاتے یا بھاگنے لگتے۔ ہر حملے کے بعد زخمیوں اور مردوں کو پھلانگتے آگے نکل جاتے۔ کئی ایک سمت کا احساس کھو کر قافلے بچھڑ جاتے اور نوجوان عورتیں اغواء کر لی جاتیں۔ اسی طرح سے گو ہر پڑاؤ پر مہاجرین کی تازہ جماعت ان سے آملتی مگر کم ہونے والوں کی تعداد ہمیشہ زیادہ ہوتی اور قافلہ گھٹتا جاتا۔

پچھلے پچاس میل سے اچانک انہیں اپنے راستے میں مردہ اور نیم مردہ انسانی جسم ملنا شروع ہو گئے جو سڑک پر آس پاس کے کھیتوں میں بکھرے پڑے تھے۔ وہ بتا دیتے تھے کہ ان سے آگے آگے ایک اور قافلہ رواں تھا، ایک مہیب زخمی جانور کی طرح جو خون کی لکیر چھوڑ کے آگے بھاگ رہا ہو۔ گو وہ اسی عجلت اور بے پروائی کے ساتھ اجنبی مردہ جسموں کو پھلانگتے گزر رہے تھے مگر اس خیال سے کہ ان سے آگے ان سے پہلے کچھ اور لوگ دوسرے ناواقف لوگ موت کا سامنا کر رہے تھے انہیں عجیب سی طمانیت کا احساس ہوا۔ موت جو کہ مشترکہ تھی اور راستے میں بکھری ہوئی تھی اور جس کے اوپر سے ہزاروں انسانی پاؤں بظاہر بیگانگی کے ساتھ بھاگتے ہوئے گزر رہے تھے، آخر کار اسے دھوکہ دیا جا سکتا تھا، ٹالا جا سکتا تھا، دوسرے کے سر پر تھوپا جا سکتا تھا۔

اس خیال کو یوں بھی تقویت ملی کہ بعض دفعہ اگلے قافلے کے حملہ آور انہیں بغیر کچھ کہے گزر جانے دیتے، وہ مار مار کر اس قدر تھک چکے ہوتے کہ محض سڑک کنارے بیٹھے نئے قافلے کے خاموش اور خوفزدہ لوگوں سے ہی محظوظ ہوتے رہتے۔ کبھی کبھی وہ مردوں اور زخمیوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے آگ لگا دیتے اور نیا قافلہ چپ سادھے، بھاگتا ہوا ان کے قریب سے گزر جاتا۔ کبھی کبھار ان کی زد سے باہر نکل کر ایک آدھا پاگل آدمی رک کے دور سے جلتے ہوئے انسانی جسموں کا نظارہ کرتا اور اس کے ذہن میں قافلے کی پہلی لاش کی یاد تازہ ہو جاتی۔ زیادہ تر لوگ نئے ساتھیوں اور نئے حملوں کی توقع میں اپنا سفر جاری رکھتے۔

نعیم اس افراتفری میں کئی بار علی سے بچھڑ گیا۔ مگر علی ہر دفعہ اسے تلاش کر لیتا۔ وہ گاڑی کے اوپر ایڑھیاں اٹھا کر کھڑا ہو جاتا اور چاروں طرف نظر دوڑاتا، پھر ایک







پچھلے پچاس میل سے اچانک انہیں اپنے راستے میں مردہ اور نیم مردہ انسانی جسم ملنا شروع ہو گئے جو سڑک پر آس پاس کے کھیتوں میں بکھرے پڑے تھے۔ وہ پتا دیتے تھے کہ ان سے آگے آگے ایک اور قافلہ رواں تھا۔

طرف کو نظریں اٹھا کر گاڑی سے اترتا، ہجوم کو چیرتا ہوا سیدھا جاتا اور سر جھکا کر چلتے ہوئے نعیم کو بازو سے پکڑ کر بڑا بھلا کہتا اور واپس لے آتا۔ "اپنی گاڑی کو مت چھوڑو، مت چھوڑو، تمہیں ہزار بار کہا ہے مگر تم تو بالکل کام سے گئے، وہ پکڑ لیں گے اور مار دیں گے اور چلے جائیں گے، بس پھر؟" وہ کہتا۔

لیکن نعیم ان باتوں سے دور جا چکا تھا، بوڑھا پروفیسر بھی اب اس سے باتیں کرنے کی ناکام کوشش کر کر کے تھک چکا تھا۔ آخر اس نے علی سے کہا تھا "تمہارا بھائی۔۔۔ اس کے دماغ میں اثر ہے، خیال رکھنا پڑے گا۔" اور علی، جو شروع سے بڈھے پروفیسر کی طرف سے بے پروا تھا، یہ سوچ کر خوش ہوا کہ اب وہ جب چاہے اس سے چھٹکارا حاصل کر سکتا تھا۔ وہ سب کچھ دیکھتا بھالتا، کھاتا پیتا اور کبھی کبھی سونگھتا ہوا بھی چل رہا تھا۔ اس کی صورت اپنے دوسرے ہم عمروں سے مختلف نہ تھی۔ سب کی داڑھیاں اور چہرے غلیظ، لباس پھٹے ہوئے اور پاؤں سوجے ہوئے تھے، سب ننگے پاؤں تھے کہ سارے جوتے تنگ ہو چکے تھے۔ سب کی نظریں گونگی اور آوارہ تھیں اور ان سے طویل، بے منزل مسافرت کی تکلیف ٹپکتی تھی۔ سب کے نزدیک اہم ترین کام چلتے جانا اور اکٹھے رہنا تھا اور وہ ان سب میں گھلا ملا ہوا، کھویا ہوا، محض ایک گمنام، بے حیثیت مسافر تھا۔

اس کے سامنے وقفے وقفے سے حملے ہو رہے تھے لوگ مر رہے تھے، جو مارے جانے سے بچ رہتے وہ تھک کر گر رہے تھے، سامان کو آگ لگائی جا رہی تھی اور لوگ خوراک کے لیے آپس میں لڑ رہے تھے۔ سڑک پر اور سڑک کے کنارے لاشوں کا طویل سلسلہ تھا۔ کوئی پلیا کے پتھر کے سہارے بیٹھا اور درخت کے ساتھ کھڑا کھڑا مر گیا تھا، عورتوں کے برہنہ مردہ جسم بے شرمی سے پھیلے ہوئے تھے اور جنگلی جانور اور پرندے ان پر پل رہے تھے۔ جو زندہ تھے وہ مستقل چل رہے تھے، میاں بیوی، بہن بھائی اور ماں اور بچے کے رشتے ختم ہو رہے تھے۔ اور وہ سب کچھ ہو رہا تھا جو دنیا کی تاریخ میں ایسے قافلوں کے ساتھ ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ لیکن یہ سب اہم نہیں تھا، کیونکہ وہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود خاموش اور لاتعلق تھا۔

"تم بولتے کیوں نہیں؟" آخر جھنجلا کر علی نے کہا۔ "تھ تھ تھ یعنی پانچ روز ہو گئے، پورے پانچ اور بات تک کر کے نہیں دیکھی اس شخص نے تھ تھ تھ۔۔۔"

"دماغ پر اثر۔۔۔" پروفیسر نے کہنا چاہا۔

"چپ رہو تم۔۔۔ نیچے اترو۔۔۔ چلو۔" علی نے اس کی پشت پر دھپ جما کر گاڑی سے اتار دیا۔ نعیم نے تیز روشن آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور چالاکی سے مسکرایا۔ پھر اس نے اپنی عائشہ پر نظر ڈالی جو گاڑی میں لیٹی تھی اور چارے کا ڈھیر، جس میں اپنے آپ کو چھپانے کے لیے اس نے گھر بنا رکھا تھا، ختم ہو چکا تھا۔ وہ بہر حال اتنی سوکھ چکی تھی کہ کسی نے اسے مارنے یا اغوا کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی، نعیم آہستہ سے ہنسا، پھر وہ تیز تیز چل کر بیلوں کے پاس پہنچا اور ان کی پسلیوں پر، جو باہر نکلی ہوئی تھیں، ہاتھ پھیرنے لگا۔

ایک نشہ تھا، ایک بدمستی تھی جس میں سب کچھ ڈوب چکا تھا، غرق ہو چکا تھا، جس کا منبع کسی کے علم میں نہیں تھا، ایک بے خودی جو زندگی کی سفاکی کے اس سارے منظر کو بہا کر لے گئی تھی، پار کر گئی تھی، جس نے ہر انسانی اور حیوانی جذبے کو، تجربے کو فتح کر کے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ وہ کہاں سے آئی تھی، کیونکر پیدا ہوئی تھی اور کدھر لیے جا رہی تھی، اس سے وہ قطعی ناآشنا تھا۔ صرف ایک غبار تھا، روشن اور لطیف اور بے ہیئت، جیسے خزاں کی شفاف راتوں کی کہکشاں، یا جاڑوں کی صبحوں کی دھند جو چھوئی نہیں جاتی مگر کپڑوں میں گھس کر سارے جسم کو گیلا کر دیتی ہے اور خوبصورت اور خنک ہوتی ہے جس میں آپ چلتے جاتے ہیں اور نئی نئی چیزیں نمودار ہوتی جاتی ہیں۔

مرد اور عورتیں، گھوڑا گاڑیاں، بچے روزمرہ کی مانوس شکلیں مگر دھند میں سے نکلتی ہوئی وہ انوکھی خنک اور خوبصورت ہوتی ہیں خواب کی طرح۔ بس ایسا غبار تھا جو شروع دن سے بلند ہو رہا تھا، جو اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، جسے اس نے واضح طور پر محسوس کیا تھا۔ موت اور بھوک، بے کسی اور خوف اور لالچ کے ساتھ ساتھ جسم کی بڑھتی ہوئی تھکن کے پہلو بہ پہلو، اب سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ درد کرتا ہوا جسم جو اس کا خیال تھا کہ زندگی کی سب سے بڑی اذیت تھی اور مایوسی کا نقطۂ عروج، جہاں پہنچ کر اب نہ وہ بھاگتے

بقیہ صفحہ 55 پر

بھارت کا مکروہ چہرہ

رابعہ عظمت

شدھی کرن کے نام پر مسلمان لڑکیوں کا اغواء ہندوؤں سے جبراً شادی کا انکشاف

نیز 21 سالہ مسلم لڑکی کی خودکشی کا واقعہ بھی بھارتی اخباروں کی زینت بن چکا ہے۔ جس نے ایک ہندو لڑکے سے شادی کرلی تھی۔ لڑکی نے خودکشی سے پہلے لکھے گئے نوٹ میں انکشاف کیا تھا کہ اسے شادی کے لیے پھانسا گیا تھا اور زبردستی پوجا پاٹ کروا رہے تھے۔

نریندر مودی کی فرقہ پرست حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد سے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا گیا ہے۔ گائے ذبیحہ، رام مندر کی آڑ میں فرقہ وارانہ فسادات بھڑکائے جارہے ہیں اور بے بس و لاچار مسلمانوں کا جینا دشوار ہو چکا ہے۔ ان پر ملازمتوں کے دروازے بند ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی حالت ہندوؤں کے سب سے نچلے طبقے دلت سے بھی بدتر ہو کر رہ گئی ہے۔

بی جے پی کے فرقہ پرست لیڈر مسلمانوں کے خلاف زہر اُگلنے میں مصروف ہیں اور انہیں پاکستان چلے جانے کی دھمکی دیتے ہیں، اب مسلم اقلیتی طبقے کے خلاف ایک اور مذموم مہم جاری ہے۔ جس کے تحت مسلم نوجوان لڑکیوں کو اغواء کر کے جبراً ان کی ہندوؤں سے شادیاں کروائی جا رہی ہیں۔ حال ہی میں بھارتی ریاست اتر پردیش مسلم لڑکیوں کے اغواء ان کی عصمت دری اور بعد میں ہندوؤں سے شادی کے انکشافات نے دل دہلا دیا ہے۔

مصدقہ اطلاعات کے مطابق 12 سال تک کی کم عمر بچیوں کے ساتھ یہ ظلم جاری ہے۔ ان کا اغواء کر کے پہلے ان کی بے حرمتی کی گئی اور کہا گیا کہ یہ ان کا ''شدھی کرن'' ہے اور اس کے بعد ان کو ہندو لڑکوں سے بیاہ دیا گیا، جہاں وہ ان کی بیویاں بن کر رہ رہی ہیں۔ ان میں سے کئی لڑکیاں لاپتہ ہیں اور کچھ بھاگ کر واپس اپنے گھروں کو پہنچ گئی ہیں۔

آل انڈیا مجلس مشاورت کے مطابق مسلم بچیوں کے اغواء اور ان کو جبراً ہندو بنانے کی کاروائیوں میں بی جے پی لیڈر پی ایم یوگی ناتھ کی دہشت گرد تنظیم ہندو یووا واہنی ملوث ہے۔ نمائندہ جماعت نے انکشاف کیا کہ نوجوان لڑکیوں کو اغواء کیا گیا یا ورغلا کر ان کے گاؤں سے ضلع کشی نگر لے جایا گیا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ کئی لڑکیوں کو گورکھ پور اور دوسری جگہوں پر لے جا کر ان کی بے حرمتی بھی کی گئی اور پھر زبردستی کی ہندو بنا کر ہندو مردوں سے ان کی شادیاں کروا دی گئیں۔

مسلم وفد کے مطابق ضلع کشی نگر کی کل آبادی 36 لاکھ ہے جس میں مسلمانوں کا تناسب 17 فیصد بنتا ہے۔ مسلم مجلس مشاورت نے اپنی رپورٹ میں اتر پردیش کی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مسلم اقلیت پر ہونے والے مظالم کا نوٹس لیا جائے اور وہاں ایک اعلیٰ تحقیقاتی کمیٹی بھیجی جائے جو ان تکلیف دہ حالات کا جائزہ لے۔

یاد رہے کہ یوگی ادیتہ ناتھ وہی بی جے پی رہنما ہے۔ جس نے گذشتہ دنوں شرمناک تقریر میں کہا تھا کہ مردہ مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کی جائے۔ یہی نہیں بلکہ متحدہ مجلس مشاورت کی رپورٹ میں یہ انکشاف بھی کیا گیا کہ

مسلمانوں کے خلاف ایک اور مذموم مہم جاری





ضلع کی انتظامیہ اور پولیس مسلمانوں کی مذہبی سرگرمیوں میں مداخلت کرتی ہے اور انہیں نئی مسجدیں بنانے اور ان کی تعمیر و مرمت کا کام بھی انجام نہیں دینے دیا جاتا۔

مسلم وفد نے ان علاقوں کا دورہ بھی کیا جہاں رپورٹ کے مطابق گذشتہ سالوں میں منظم فسادات کروا کر مسلمانوں کو ان کے گھروں سے بے دخل کیا گیا اور ان کی زمینوں پر قبضہ کرلیا گیا، افسوس تو اس بات کا ہے کہ ریاستی حکومت نے مسلمانوں کے خلاف ان مظالم پر مجرمانہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔

ہندو دہشت گرد تنظیم ”ہندو یووا واہنی“ کا ٹارگٹ

مظفر نگر فسادات سے متاثرہ لڑکیاں

اتر پردیش مظفر نگر مسلم کش فسادات کے وقت بھارتی انگریزی ”جریدے آؤٹ لک“ کی ایک رپورٹ سامنے آئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ یوپی کے دیہاتوں میں ایک رسم عام ہے کہ کھیتوں میں کام کرنے والی خواتین کو شام کو معاوضہ لیتے وقت اپنے مالکان کی ہوس کا شکار بننا پڑتا ہے اور یہ کام کا ہی ایک حصہ مانا جاتا ہے۔ جب کھیتوں میں کام کرنے والی مسلم خواتین نے اس گھناؤنی رسم پر عمل کرنے سے انکار کر دیا تو انہیں ٹارگٹ کرلیا گیا اور مسلم کش فسادات میں انہیں چن چن کر نشانہ بنایا گیا۔

بھارتی مسلم جریدے ”ملی گزٹ“ کے ایک شمارے میں یوگی ادیتیہ ناتھ کی ہندو یووا واہنی کی مسلم مخالف کاروائیوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے رپورٹ کے مطابق ہندو یووا واہنی نے مشرقی اتر پردیش میں دہشت گردی پھیلا رکھی ہے اور اتر پردیش کا کشی نگر ضلع ہندو شدت پسندوں کی لیبارٹری بن چکا ہے۔ یہاں پر باقاعدہ اعلانیہ طور پر مسلمانوں کے خلاف جبراً تبدیلی مذہب ”شدھی کرن“ مہم چلائی جا رہی ہے۔ ہندو راشٹر واوان کا کلیدی ایجنڈا ہے۔

یوں تو یہ تنظیم مشرقی اتر پردیش میں 2000ء میں وجود میں آئی لیکن مسلمانوں کے خلاف تحریک چلانے کا کام 2013ء میں منظم منصوبہ بندی سے شروع کیا گیا جبکہ بی جے پی یوپی کے صدر لکشمی کانت باجپائی نے مسلمانوں کے مذہب پر حملہ کرتے ہوئے کہا کہ ان کا مذہب انہیں مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کرنے کا لائسنس فراہم کرتا ہے۔ یوگی آدیتیہ ناتھ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ اگر مسلمان ایک ہندو لڑکی لے کر جائیں گے تو ہم 100 مسلمان لڑکیوں کو لائیں گے۔ اگر مسلمان ایک ہندو کو ماریں گے تو ہم 100 مسلمانوں کو ماریں گے۔

جہاں ایک طرف ایودھیا میں رام مندر کا ایشو دوبارہ کھڑا کر دیا گیا، وہیں دوسری جانب مسلمان خواتین کے خلاف گھناؤنی مہم شروع کردی گئی ہے اور ہندو مردوں کو ورغلایا جا رہا ہے کہ مسلمان لڑکیوں کو بے آبرو کر کے مسلمانوں کے دامن پر داغ لگا دیں۔ قبل ازیں ”لو جہاد“ کے نام پر مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کیا گیا کہ وہ ہندو لڑکیوں کو بہلا پھسلا کر ان سے شادیاں کر لیتے ہیں اور انہیں اسلام میں داخل کرلیتے ہیں۔

بعد ازاں سنگھ پریوار نے ”بیٹی بچاؤ“ مہم کا آغاز کیا جس کے تحت ہندو لڑکیوں کی مسلمان مردوں سے شادی پر پابندی عائد کی گئی اور ہندو نوجوانوں کی مسلمان لڑکیوں سے شادی کے باقاعدہ منصوبے بنائے گئے۔ ہندو یووا واہنی سمیت آر ایس ایس کی دہشت گرد تنظیمیں باقاعدہ طور پر ہندو نوجوانوں کو تربیت دے کر مخلوط تعلیمی اداروں میں بھیجتی ہیں کہ وہ مسلمان لڑکیوں سے دوستی کریں اور ان سے شادیوں کی کوشش کریں۔ اسی دوران اگر وہ ہندو مذہب قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ ایسے ہی ان کے ساتھ تعلقات قائم کر کے شادی شدہ زندگی گزاریں۔ اس عمل کو پروان چڑھانے کے لیے سرکاری سرپرستی میں منصوبہ بندی کے تحت ایسی فلمیں بنائی جا رہی ہیں جن میں فرضی نام کے ذریعہ دکھایا جاتا ہے کہ کسی برقعہ پوش لڑکی نے ایک ہندو لڑکے سے شادی کرلی اور پھر گھر سے بھاگ کر نامعلوم مقام پر اس ہندو کے ساتھ شادی شدہ زندگی گزارنے لگی۔

اسی طرح ہندو انتہا پسند تنظیموں کے متشدد اور تربیت یافتہ اہلکار جو شادی کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں اور چلتی بسوں، گاڑیوں اور ٹرینوں میں آئے دن خواتین کی بے حرمتی کے واقعات میں ملوث ہیں۔ انہوں نے مسلم نوجوانوں سے ہندو خواتین کی عزتوں کے تحفظ کی نام نہاد مہم چلا رکھی ہے۔ خاص طور پر، بجرنگ دل، وشوا ہندو پریشد جھوٹا واویلا مچاتے ہیں کہ مسلمان مرد سازش کے تحت ہندو لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھانستے ہیں پھر ان سے شادی کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر ایسی ویڈیوز پھیلائی جا رہی ہیں کہ جن میں ہندوؤں کو یہ کہہ کر اشتعال دلایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا مقصد ہندو لڑکیوں سے شادیاں کر کے انہیں جہاد کی تربیت دیکر ہندوؤں کے خلاف استعمال کرنا ہے۔ جبکہ ”بیٹی بچاؤ، بہو لاؤ“ جیسے مذموم پروگرام کے تحت اب

غریب مسلمانوں کو جبراً ہندو مت میں شامل کرنا اور مسلم نوجوان لڑکیوں کا اغواء، ان کو بے آبرو کرنا اور انہیں ہندو بنانے کے بعد مسلمان لڑکوں سے ان کی زبردستی شادیاں کروانا مسلمانوں کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے۔

گائے ذبیحہ، رام مندر کی آڑ میں فرقہ وارانہ فسادات بھڑکائے جارہے ہیں اور بے بس و لاچار مسلمانوں کا جینا دشوار ہو چکا ہے۔ ان پر ملازمتوں کے دروازے بند ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی حالت ہندوؤں کے سب سے نچلے طبقے دلت سے بھی بدتر ہو کر رہ گئی ہے۔

تک پانچ سو مسلمان لڑکیوں کو ہندو بنایا جا چکا ہے اور اب ''لو جہاد'' کی مانند ہندو مسلم جوڑے کو نشانہ نہیں بنایا جاتا بلکہ اس کی حوصلہ افزائی اور عزت افزائی کی جاتی ہے۔ بشرطیکہ مسلمان ہو اور وہ ہندو ہو جائے۔

بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق اس مہم میں ہندو یوواواہنی سمیت ویشوا ہندو پریشد، ہندو سمیتی، ہندو جاگرن منچ اور بھارت سیوا آشرم سنگھ جیسی ہندو فرقہ پرست تنظیمیں شامل ہیں۔ ویشوا ہندو پریشد کے لیڈر بادل داس کے مطابق گذشتہ ایک سال میں کم از کم پانچ سو مسلمان اور عیسائی لڑکیاں ہندو لڑکوں سے شادی کر کے ہندو بن گئی ہیں۔ ان تمام خواتین نے اپنے نام بھی ہندو رکھ لیے ہیں اور ان کے گھر والوں کو بھی بی جے پی میں شامل کیا گیا ہے اور ایک علیحدہ ٹیم تیار کی جارہی ہے۔

بھارتی انگریزی روزنامے ''انڈین ایکسپریس'' کی ایک رپورٹ میں تصویروں کے ساتھ دکھایا گیا ہے کہ کس طرح ہندو لڑکے مسلم لڑکیوں کو اپنے پیار کے جال میں پھانستے ہیں اور پھر ان لڑکیوں کا شدھی کرن ہوتا ہے اور ان کو ہندو بنایا جاتا ہے اور ہندو نام رکھے جاتے ہیں۔ اور پھر ہندو مذہب کے مطابق ان کی شادی کی جاتی ہے۔ تقریباً ایک سال سے یہ سلسلہ جاری ہے بلکہ جو مسلمان لڑکیاں ہندو ہو جاتی ہیں ان کے والدین کو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے بی جے پی میں شامل ہو جائیں۔ لڑکوں کے والدین کو بھی اسی بہانے بی جے پی میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس مذموم مہم کے دو مقاصد ہیں، پہلا مسلمان لڑکیوں کو ہندو بنانا اور دوسرا بی جے پی کی طاقت میں اضافہ کرنا ہے۔ اتر پردیش سمیت مغربی بنگال کے ان علاقوں میں جہاں ترنمول کانگریس کمزور ہے اور بی جے پی اپنے قدم جمانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ ان اضلاع میں یہ سلسلہ تیزی سے جاری ہے۔

بھارتی محقق اپنجیا دشواس نے کہا کہ اگر کوئی ہندو لڑکا مسلمان لڑکی کو ہندو بناتا ہے تو یہ بہت اچھی اور اہم بات ہے، ہم ہندو لڑکی کے مسلم لڑکے سے شادی کے رجحان کو توڑنا اور مسلم لڑکیوں کے ہندو لڑکیوں سے شادی کے رجحان کی حوصلہ افزائی کررہے ہیں۔

21 سالہ مسلم لڑکی ربیکا نے اپنا ہندو نام مناکشی رکھ لیا ہے، ہندو سمیتی نے اس کی شادی کا انتظام کیا تھا۔ ربیکا نے بتایا کہ اس نے ہندو لڑکے کے ساتھ ایک سال قبل کورٹ میرج کی تھی، اس کے شوہر کا نام مدھومنگل شکر ہے۔ اب لڑکی کا پورا خاندان بی جے پی میں شامل ہو گیا ہے، ربیکا نے مزید بتایا کہ ہندو سمیتی نے انہیں کلکتہ کے شیلٹر ہوم میں رکھا تھا، چند ماہ بعد وہ اپنے ہندو شوہر کے گھر آ گئی۔ میں نے خود ہندو ہونے کا اعلان کیا اور اس بارے میں ایک حلف نامہ بھی عدالت میں جمع کروایا۔ لڑکے کے والدین نے میرے شدھی کرن کے لیے ایک ''ہورن'' کا انتظام کیا، اس کے بعد میں نے ہندو مذہب کے مطابق شادی کر لی۔

''انڈین ایکسپریس'' نے اس رپورٹ کے علاوہ ایک اور کہانی بھی شائع کی ہے جس میں ان لڑکیوں کی تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں جنہوں نے شدھی کرن کے بعد ہندو لڑکوں سے شادیاں کیں۔ ایک لڑکی کو گھر میں بنے مندر میں پوجا کرتے ہوئے بھی دکھایا گیا ہے۔ ایک اور 22 سالہ مسلمان لڑکی کلثوم ہندو بننے کے بعد انترا بہار ہو گئی، اس نے ہندو لڑکے راج شیکھر بہار سے شادی کی، راج شیکھر ایک آشرم میں پڑھتا ہے۔

27 سالہ یاسمین اب نندی مکھل ہے، یاسمین نے عدالت میں حلف نامہ داخل کر کے خود ہندو ہونے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد اس نے ہندو مذہب کے مطابق ہلو مکھل سے شادی کی۔

23 سالہ تروپا سلطان ہندو مذہب اختیار کر کے اب روپا کونرا ہو گئی ہے، اس نے ہندو لڑکے گوپال کونرا سے شادی کی۔

20 سالہ رقیہ خاتون اب رومپا چترجی بن گئی ہے، اس کی ہندو پنڈت ہری داس کے بیٹے سے شادی ہوئی۔ ہندو سمیتی کے آشرم میں چھ ماہ تک رہی۔ رقیہ کے ہندو بننے کے لیے ایک یگیہ کا انتظام کیا گیا۔

19 سالہ کشمیرا کویتا منڈل بن گئی ہے، اس کو بھی آشرم میں رکھا گیا، بعد ازاں اس کا بھی شدھی کرن ہوا اور ہندو نام رکھا گیا۔

نیز 21 سالہ مسلم لڑکی کی خودکشی کا واقعہ بھی بھارتی اخباروں کی زینت بن چکا ہے جس نے ایک ہندو لڑکے سے شادی کر لی تھی۔ لڑکی نے خودکشی سے پہلے لکھے گئے نوٹ میں انکشاف کیا تھا کہ اسے شادی کے لیے پھانسا گیا تھا اور زبردستی پوجا پاٹ کروار ہے تھے۔ لڑکے والوں نے جہیز نہ لینے کا کہا تھا لیکن ہندو لڑکے اور اس کے خاندان کے ظلم وستم سے تنگ آ کر اس نے خودکشی کی۔

مذکورہ حالات و واقعات کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مسلمان خواتین کو ہندو بنانا اور ان کی ہندو مردوں سے شادیاں سنگھ پریوار کے منصوبے ''مسلم مکت بھارت'' کا ہی ایک حصہ ہے اور ان کے ناپاک و غیر آئینی منصوبہ اور حکمت عملی میں مودی حکومت کی رضامندی اور پشت پناہی حاصل ہے۔ اگر مودی حکومت کے ڈیڑھ سالہ دور کا جائزہ لیا جائے تو یہ پریشان کن حقیقت سامنے آتی ہے کہ سوریہ نمسکار، سرسوتی دندنا، گیتا پاٹھ یوگا، غریب مسلمانوں کو جبراً ہندو مت میں شامل کرنا اور مسلم نوجوان لڑکیوں کا اغواء، ان کو بے آبرو کرنا اور انہیں ہندو بنانے کے بعد مسلمان لڑکوں سے ان کی زبردستی شادیاں کروانا مسلمانوں کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے۔

احکام و مسائل

توحید اور اُس کے نواقض

محمد بن سلیمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدہ توحید سے متعلق یہ چند اہم باتیں ہیں جو مسلمان کی زندگی میں بہت ہی اہمیت کی حامل ہیں۔

توحید اور اس کی قسمیں

توحید کی جامع تعریف: انسان کا یہ جاننا اور عقیدہ رکھنا اور اعتراف کرنا اور ایمان لانا کہ رب ہر صفت کمال میں منفرد ہے، اور اس میں اللہ کو تنہا جاننا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی اس کے جیسا کوئی ہے اور یہ کہ وہی الوہیت وعبادت کے لائق ہے، پھر ہر قسم کی عبادت صرف اسی کے لیے کرنا، تو اس طرح اس تعریف میں توحید کی تینوں قسمیں آگئیں۔

پہلی: توحید ربوبیت

اس بات کا اعتراف کرنا کہ رب پیدا کرنے اور روزی دینے، تدبیر کرنے اور تربیت کرنے میں اکیلا ہے۔

دوسری: توحید اسماء وصفات

اللہ تعالی اور اس کے رسول محمد ﷺ نے اللہ کے لیے جو اچھے نام اور صفات ثابت کیے ہیں ان تمام کو ویسے ہی بغیر تشبیہ کے اور بغیر مثال کے اور بغیر معنی بدلے اور بغیر انکار کے ثابت کرنا۔

تیسری: توحید الوہیت

تمام قسم کی عبادتیں ایک اللہ کے لیے کرنا اور اللہ کے ساتھ کسی قسم کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔

ایمان اور اسلام

ایمان کا مطلب اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکام پر مکمل یقین کہ جس میں عمل بھی ہو اور یہی اسلام ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنا اور اس کی اطاعت کرنا۔

ایمان کے ارکان

اللہ پر ایمان، اس کے فرشتوں پر ایمان لانا، اس کی کتابوں پر ایمان لانا، اس کے رسولوں پر ایمان لانا، آخرت پر ایمان لانا اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان لانا۔

اسلام کے ارکان

توحید ورسالت کی شہادت، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور استطاعت ہو تو اللہ کے گھر کا حج کرنا۔

دین کی بنیادی چیزیں اور اس کا قاعدہ

(دین کی بنیادی چیزیں اور اس کے قاعدے دو ہیں)

پہلا: ایک اللہ کی عبادت کا حکم جس کا کوئی شریک نہیں اور اس پر ابھارنا اور اسی کے لیے محبت کرنا اور اس کے چھوڑنے والے کو کافر سمجھنا۔

دوسرا: اللہ کی عبادت میں شرک کرنے سے ڈرانا اور اس کے بارے میں سختی کرنا اور اس کے لیے دشمنی کرنا اور اس کے کرنے والے کو کافر سمجھنا۔

لا الہ الا اللہ کے شروط

لا الہ الا اللہ کے شروط یہ ہیں:

1۔ علم جو جہالت کی ضد ہے۔
2۔ یقین جو شک کی ضد ہے۔
3۔ اخلاص جو شرک کی ضد ہے۔
4۔ سچائی جو جھوٹ کی ضد ہے۔
5۔ محبت جو نفرت کی ضد ہے۔
6۔ فرمانبرداری جو نافرمانی کی ضد ہے۔
7۔ قبول کرنا جو رد کرنے کی ضد ہے۔
8۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت کا انکار کرنا۔

شرک اور اس کی قسمیں

شرک کا مطلب ہے: اللہ کے رب ہونے یا

فسق کا مطلب ہے: اللہ کی اطاعت سے باہر ہونا (یعنی اطاعت نہ کرنا) اور اس میں پورا باہر ہونا بھی شامل ہے تو اس اعتبار سے کافر کو فاسق کہا جائے گا اور اس میں تھوڑا باہر ہونا بھی شامل ہے، چنانچہ ایسا ایمان والا جو کسی بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کو بھی فاسق کہا جائے گا۔

معبود ہونے میں کسی کو شریک کرنا اور عام طور پر اللہ کی عبادات میں شرک ہوتا ہے جیسا کہ اللہ کے ساتھ کسی غیر کو پکارتے ہیں یا عبادت کی کوئی قسم جو غیر اللہ کے لیے کی جاتی ہے، جیسے کہ ذبح کرنا، منت، خوف یا امید اور محبت۔

> **شرک کا مطلب ہے: اللہ کے رب ہونے یا معبود ہونے میں کسی کو شریک کرنا اور عام طور پر اللہ کی عبادت میں شرک ہوتا ہے جیسا کہ اللہ کے ساتھ کسی غیر کو پکارتے ہیں یا عبادت کی کوئی قسم جو غیر اللہ کے لیے کی جاتی ہے، جیسے کہ ذبح کرنا، منت، خوف یا امید اور محبت۔**

اور شرک دو قسم کا ہوتا ہے: بڑا اور چھوٹا

بڑا شرک: یہ شرک عمل کو برباد کر دیتا ہے اور ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں ڈال دیتا ہے، یہ اس وقت جبکہ یہ شرک کرنے والا اسی شرک پر مر جائے اور توبہ نہ کرے اور اس شرک کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کی قسموں میں سے کسی قسم کو غیر اللہ کے لیے کرنا جیسے غیر اللہ کو پکارنا، اور ذبح کے ذریعے اس کا تقرب حاصل کرنا، غیر اللہ جیسے قبر والے یا جنوں یا شیاطین کے نام پر نذر ماننا اور اسی طرح مردوں یا جنوں یا شیاطین سے ڈرنا کہ کہیں وہ نقصان پہنچائیں یا بیمار کر دیں اور اسی طرح اپنی حاجتیں پوری ہونے کے لیے اور مشکلیں ختم ہونے کے خاطر جو صرف اللہ کر سکتا ہے، ان چیزوں کے لیے غیر اللہ پر امید رکھنا۔

چھوٹا شرک: شرکِ اصغر ہر اس چیز کا نام ہے جس کو کتاب وسنت میں شرک کہا گیا ہے لیکن یہ شرک اکبر کی طرح نہیں ہے۔ اس کی مثال بعض اعمال میں ریاء کاری، غیر اللہ کی قسم کھانا اور یہ کہنا کہ اللہ اور فلاں جو چاہے اور اس جیسی دوسری چیزیں ہیں۔

اور یہ شرک انسان کو مرتد نہیں کرتا اور نہ ہی ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈالتا ہے البتہ یہ شرک کمال توحید جو ضروری ہے اس کے خلاف ہے اور اس سے توحید میں نقص پیدا ہوتا ہے اور یہ شرک اکبر کا ذریعہ بنتا ہے۔

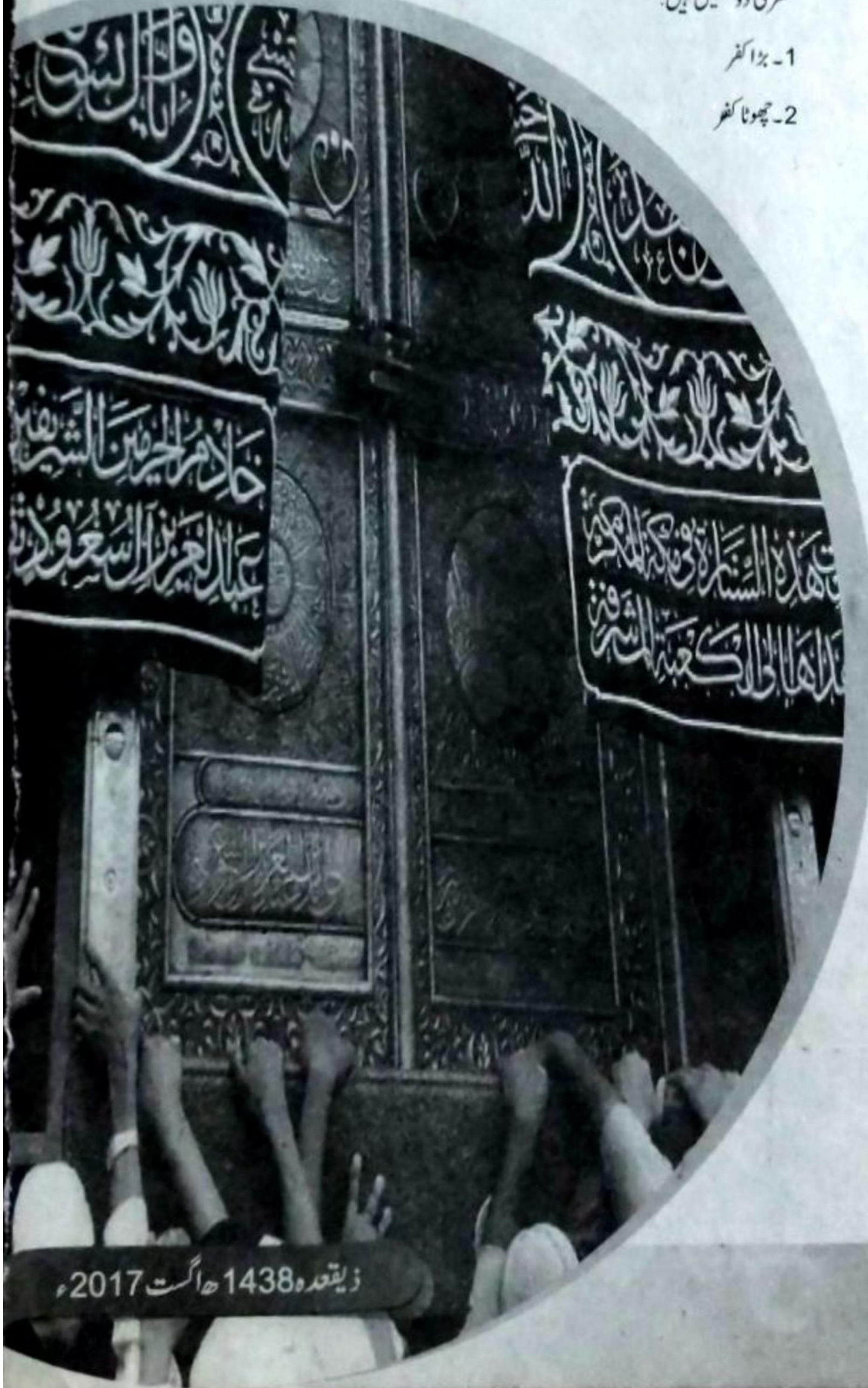
کفر اور اس کی قسمیں

کفر کا مطلب ہے اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لانا چاہے اس کے ساتھ جھٹلانا ہو یا نہ ہو، ہاں یہ ضرور ہے کہ جھٹلانا بڑا عظیم کفر ہے۔

کفر کی دو قسمیں ہیں:

1۔ بڑا کفر

2۔ چھوٹا کفر



بڑا کفر: یہ کہ انسان کو ملت اسلامیہ سے نکال دیتا ہے اور اعمال کو برباد کر دیتا ہے اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے داخل کر دیتا ہے اور جان و مال کو حلال کر دیتا ہے اور اس کفر کی پانچ قسمیں ہیں۔

1۔ جھٹلانے والا کفر

2۔ تصدیق (ماننے) کے ساتھ تکبر والا کفر

3۔ شک والا کفر

4۔ اعراض (منہ پھیرنے) والا کفر

5۔ نفاق والا کفر

چھوٹا کفر: جو ملت اسلامیہ سے نہیں نکالتا اور نہ ہی اعمال کو برباد کرتا ہے البتہ اعمال میں کمی پیدا کرتا ہے اور یہ کفر کرنے والے کے لیے بڑی وعید ہے اور یہ کہ کفر کرنے والا اگر جہنم میں جائے تو ہمیشہ اس میں نہیں رہے گا اور نہ ہی اس کی جان و مال حلال ہے نیز یہ کفر عملی کفر ہے اور یہ ان گناہوں کا نام ہے جن کو کتاب و سنت میں کفر کہا گیا ہے اور یہ کفر اکبر کی حد تک نہیں جاتا۔اس کی مثال اللہ کی نعمتوں کا انکار، مسلمان کا مسلمان سے لڑنا وغیرہ ہیں۔

نفاق اور اس کی قسمیں

نفاق دو قسم کا ہوتا ہے:

1۔اعتقادی

2۔عملی

اعتقادی نفاق کی مثال: کفر اکبر ہے اور وہ یہ ہے کہ کفر کو چھپایا جائے اور اسلام کا اظہار ہو اور یہ نفاق انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے اور عمل کو برباد کر دیتا ہے اور ایسا منافق جہنم کے نچلے حصے میں ہوگا اور اس نفاق کی چھ قسمیں ہیں:

1۔ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانا۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی بعض چیزوں کو جھٹلانا۔

3۔ رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھنا۔

4۔ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی بعض چیزوں سے بغض رکھنا۔

5۔ رسول اللہ ﷺ کے دین کی ناکامی سے خوش ہونا۔

6۔ رسول اللہ ﷺ کے دین کی کامیابی کو نا پسند کرنا۔

نفاق عملی: تو وہ یہ ہے کہ منافقین کے اعمال میں سے کوئی عمل کرنا دل میں ایمان کی بقاء کے ساتھ ،اور یہ نفاق انسان کو ملت سے نہیں نکالتا لیکن یہ نفاق اکبر کا ذریعہ بنتا ہے اور یہ وہ منافق ہے کہ جس میں ایمان اور نفاق دونوں ہیں اور یہ ہے عملی نفاق۔

اور اس کی مثالیں یہ ہیں کہ:

☆ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

☆ جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

☆ اور جب وعدہ کرے تو خلاف روزی کرے۔

تو جس شخص کے اندر ان میں سے کوئی ایک چیز پائی گئی تو اس میں نفاق کا ایک حصہ ہوگا۔

فسق اور اس کی قسمیں

فسق کا مطلب ہے: اللہ کی اطاعت سے باہر ہونا (یعنی اطاعت نہ کرنا) اور اس میں پورا باہر ہونا بھی شامل ہے تو اس اعتبار سے کافر کو فاسق کہا جائے گا اور اس میں تھوڑا باہر ہونا بھی شامل ہے، چنانچہ ایسا ایمان والا جو کسی بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کو بھی فاسق کہا جائے گا فسق کی دو قسمیں ہیں:

1۔ **پہلی قسم:** وہ فسق ہے جو انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے اور وہ کفر ہے۔

2۔ **دوسری قسم:** وہ فسق ہے جو انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتا اور وہ گناہ ہیں۔

اسلام سے خارج کرنے والی چیزیں

اسلام سے خارج کرنے والی دس چیزیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

1۔ اللہ کی عبادت میں شرک کرنا۔

2۔ جو اپنے اور اللہ کے درمیان واسطے رکھے اور ان سے شفاعت مانگے اور ان پر بھروسہ رکھے۔

3۔ جو مشرکوں کو کافر نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے تو ایسا انسان کافر ہو جائے گا۔

4۔ جو یہ عقیدہ رکھے کہ کسی غیر کا راستہ رسول اللہ ﷺ کے راستے سے زیادہ مکمل ہے یا اس کا حکم رسول ﷺ کے حکم سے بہتر ہے۔

5۔ جو رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی کسی چیز سے نفرت کرے۔

6۔ جو رسول اللہ ﷺ کے دین میں سے کسی چیز کا مذاق اڑائے۔

7۔ جادو اور جو اس جادو سے راضی ہو وہ کافر ہو جائے گا۔

8۔ مشرکین کی مدد کرنا اور مسلمانوں کے خلاف ان کا تعاون کرنا۔

9۔ جو یہ سمجھے کہ بعض لوگ محمد ﷺ کی شریعت سے باہر ہو سکتے ہیں۔

10۔ اللہ تعالی کے دین سے اعراض کرنا اس طرح کہ نہ اس کو سیکھے اور نہ ہی اس پر عمل کرے۔

(عبد الرحمن السعدی، ابن باز، الفوزان)

حکیم قاضی ایم اے خالد

کیوی شفا بخش پھل

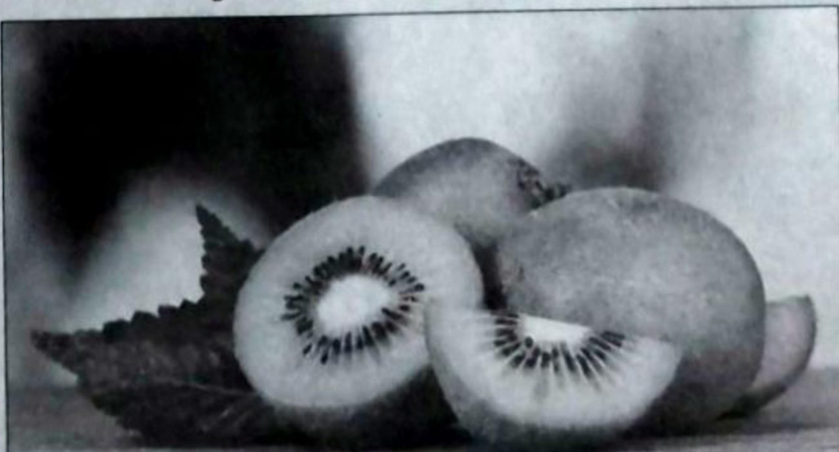
کیوی مزے دار و منفرد ذائقے سے مزین ایسا پھل ہے جسے چھلکوں اور بیجوں سمیت کھایا جاتا ہے۔ کیوی فروٹ کو نہ صرف پکی ہوئی حالت میں بڑے ذوق و شوق سے کھایا جاتا ہے بلکہ اس کی مدد سے پیسٹریز، جام، جیلی، فروٹ پلپ، مشروبات اور آئسکریم و ڈیزرٹس بھی تیار کی جاتی ہیں کیوی چین کا قومی پھل ہے۔

کیوی فروٹ اپنے سبز رنگ اور مزے دار ذائقے نیز بہترین غذائی اجزاء کی وجہ سے دنیا بھر میں مقبول ہے۔ اس فروٹ کی ابتدا نیوزی لینڈ سے ہوئی اسی لیے اس کا نام نیوزی لینڈ کے کیوی برڈ سے منسوب کر کے کیوی فروٹ رکھا گیا، کیوی فروٹ (Gooseberry) یا رس بھری نرم اور رسیلے پھلوں کے گروپ میں شامل سب سے زیادہ غذائی اجزاء سے بھر پور پھل ہے۔ اسکا نباتاتی نام (Actinidia Chinensis) ہے۔

وطن عزیز میں گزشتہ چند سالوں سے یہ پھل وافر مقدار میں چین سے آرہا ہے، چین میں کاشت ہونے والا کیوی پھل دنیا بھر میں خصوصی شہرت رکھتا ہے۔ کیوی فروٹ کو چین کی علاقائی زبان میں ینگ ٹو (Yangtoo) کہا جاتا ہے۔ لمبے درختوں سے بجی وادی چین کے شمالی حصے اومازی شوان (Szechuan) سمندری سطح سے 500-1200 میٹر بلندی پر واقع ہے جہاں کیوی کاشت کیا جاتا ہے۔ منفرد لذت کا حامل یہ بدیسی پھل اپنی جنم بھومی نیوزی لینڈ کی سرزمین سے سفر کر کے تاجروں اور مسافروں کے ذریعے چین پہنچا۔

چین کے اس بدیسی پھل کو اب دنیا کے بہت سے ممالک میں صنعتی بنیادوں پر کاشت کیا جارہا ہے، جن میں اٹلی، آسٹریلیا، چلی، ایران اور فرانس و انڈیا وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ لیکن یہ امر قابل حیرت ہے کہ دنیا بھر میں کوئی اور بدیسی پھل اتنے کم وقت میں شہرت و پسندیدگی کی ایسی معراج کو نہیں پہنچا جتنی تیزی سے مقبولیت کیوی فروٹ کے حصے میں آئی ہے۔ خاص طور پر کمرشل Cultivation یا صنعتی بنیادوں پر کاشت کے حوالے سے بھی یہ ایک ریکارڈ موجود ہے کہ اتنی سی مختصر مدت میں اس مزے دار و لذیذ پھل نے ایک سودمند کاروباری پھل کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔

کیوی فروٹ کی بیرونی جلد کی رنگت خاکستری رنگ جیسی ہوتی ہے جبکہ اس کی ساخت روئیں دار، ظاہری شکل لمبوتری اور کناروں سے بیضوی ہوا کرتی ہے، اس کی بیرونی جلد یا چھلکے پر موجود باریک روئیں سوتی کپڑے کے رگڑنے سے بآسانی صاف ہو جاتے ہیں۔ اگر کیوی فروٹ کو درمیان سے دو برابر حصوں میں یا کراس سیکشن میں کاٹا جائے تو گادے کا وہ حصہ جو چھلکے کے انتہائی قریب ہو گا تیز سبز جبکہ وسطی حصے تک جاتے جاتے گودے کی تیز سبز رنگت مدھم ہوتی چلی جائے گی اس کا درمیانی حصہ سفید گولائی پر مشتمل ہوتا ہے جس کے گرد سیاہ رنگ کے ننھے منے بیجوں کا اک گول سا حلقہ بنا ہوتا ہے۔ یہ بیج تعداد میں کئی درجن ہوا کرتے ہیں۔ ہرے رنگ کے مختلف شیڈز سے بجے کیوی فروٹ کے درمیان ننھے سیاہ رنگ کے گول بیجوں کا حلقہ اس مزیدار پھل کو ایک انتہائی دلکش منفرد و خوبصورت انداز





بخشتا ہے۔نہ صرف اس پھل کی خوبصورتی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے بلکہ اس کا ذائقہ بھی منفرد ترشی و مٹھاس کا ایک مزیدار و انتہائی بہترین نمونہ ثابت ہوہوگا۔کیوی فروٹ کا ذائقہ سٹابری ،رہوبارب (Rahubarb) اور گوزبیری سے ملتا جلتا محسوس ہوتا ہے۔

کیوی فروٹ نہ صرف منفرد ذائقے وساخت کی وجہ سے خصوصی شہرت کا حامل ہے بلکہ اس کے غذائی اجزا کی مفید اور بہترین طبی و شفا بخش خوبیوں کی بنیاد پر بھی اس پھل کو فوڈ ایکسپریس خاص اہمیت دیتے ہیں۔اس میں وہ تمام صحت بخش اجزا کثیر تعداد میں موجود ہیں جو کسی بھی دوسرے پھلوں میں موجود ہوتے ہیں۔

صرف غذائی ریشے یا فائبر ہی کیوی فروٹ میں اتنی مقدار موجود ہے جتنی کسی اناج کے لیے دلیے (بریک فاسٹ سیریلز) کیلیے، پپیتے یا مالٹے وغیرہ میں ہوا کرتی ہے۔کیوی فروٹ خوردنی شکر سے بھرپور ہونے کے ساتھ ساتھ صحت بخش معدنیات جیسے کہ پوٹاشیم، فاسفورس اور کیلشیم، کاپر، فائبر، پوٹاشیم، مینگنیز اور فولیٹ وغیرہ کی بھی بہترین رسد کا حامل پھل ہے۔

اس کے علاوہ کیوی فروٹ میں وٹامن C اور E کی بہترین مقدار سے بھرپور ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فائدہ مند لو کیلوری (Low Calorie) فروٹ کی بھی حیثیت رکھتا ہے۔سو گرام کیلوری میں صرف 61 کیلوری پائی جاتی ہیں اس لیے وزن کم کرنے والے خواتین وحضرات اس بلا جھجک کھا سکتے ہیں۔

اقسام کے لحاظ سے اس میں اسکاربک ایسڈ کی مقدار مختلف توازن میں موجود ہوسکتی ہے ،یعنی بعض اقسام کے کیوی فروٹس تیز ترشی مائل، جبکہ اس کی کچھ اقسام نیم ترشی مائل اور قدرے شیریں بھی ہوا کرتی ہیں۔ماہرین نے اس پھل کے بے شمار فوائد دریافت کیے ہیں۔یہ پھل غذا کے ساتھ ساتھ متعدد بیماریوں سے انسان کو محفوظ رکھتا ہے اور بیشتر کا علاج بھی ہے،جن میں سے چند ایک فوائد درج ذیل ہے:

کینسر سے بچاؤ

کیوی پھل میں پائے جانے والا Lutein نامی فائٹو کیمیکل پروسٹیٹ اور پھیپھڑوں کے کینسر کی روک تھام میں موثر پایا گیا ہے۔کیوی فروٹ میں پایا جانے والا قدرتی ریشہ (فائبر) ہر قسم کے کینسر خصوصاً بڑی آنت کے کینسر کی روک تھام میں فائدہ مند ثابت ہوا ہے،اسے امریکی ادارے ’’ایف ڈی اے‘‘ کی طرف سے بھی تسلیم کیا گیا ہے۔

ذہنی دباؤ

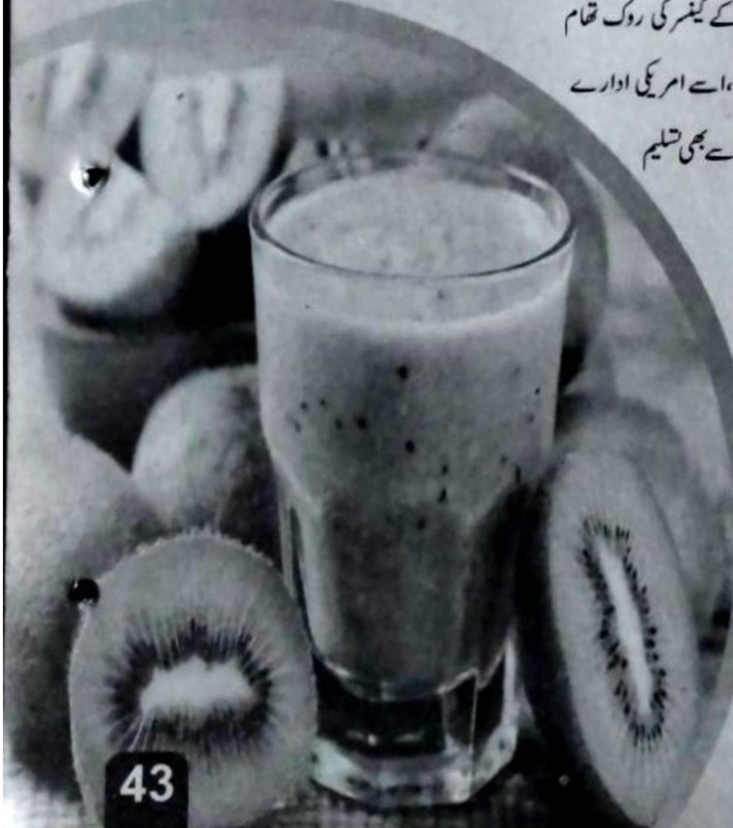
کیوی پھل کا استعمال ذہنی دباؤ،اسٹریس اور ڈپریشن میں سود مند ہے۔

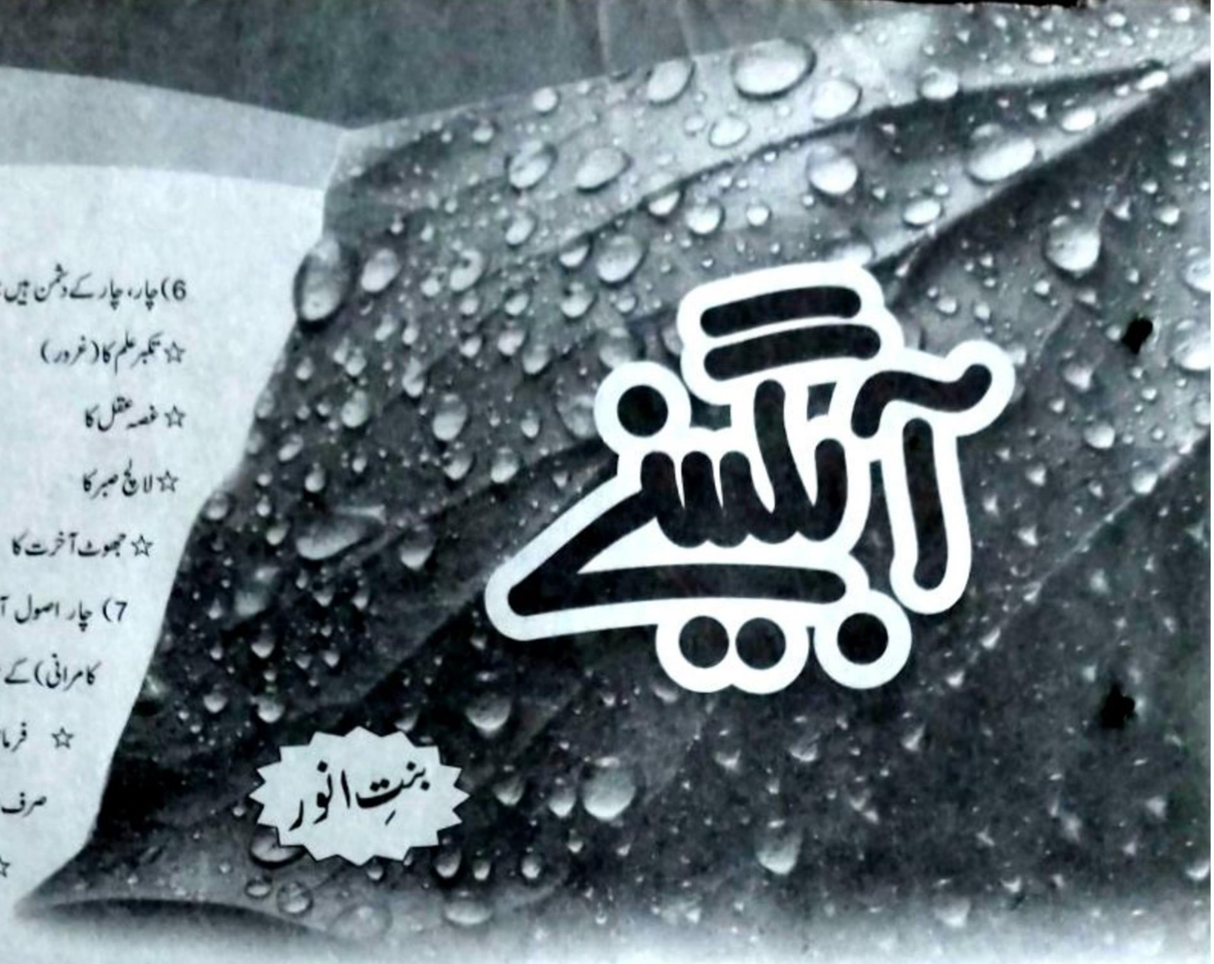
امراض چشم

آنکھوں کے لیے بہت مفید ہے یہ میکولر ڈیجنریشن کے خطرے کو کم کرتا ہے۔

شوگر

دیگر پھلوں کے مقابلے میں کیوی میں شوگر کی کم مقدار کم پائی جاتی ہے۔جس کے باعث یہ وزن میں اضافہ کا باعث نہیں بنتا اور نہ ہی بلڈ شوگر میں اضافے کا باعث بنتا ہے اسی لیے ذیابیطس کے مریض اسے آسانی سے لے سکتے ہیں۔کیوی کی Glycemic انڈیکس انتہائی کم صرف 53 ہے۔یہ خون میں شکر کی سطح میں فوری اضافہ کو روکتا ہے اس لیے کیوی فروٹ کا استعمال انسان کو شوگر سے محفوظ رکھتا ہے۔





آبگینے

بنتِ انور

اسلام کے عظیم اعزازات
(دنیا میں قبلہ اول و قبلہ دوم)

دنیا میں خانہ کعبہ اوّل و دوم مقدس سرزمینوں میں موجود ہیں ۔دنیا میں ایسے عظیم پایہ مقدس مقام کہیں اور نہیں یہ اپنے مقام ،ادب واحترام اور بلند پایہ اعزاز کے ساتھ دنیا بھر میں مقبول ومشہور ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلمانوں کی بزدلی اور بے مروتی کے باعث قبلہ اول پر یہود اور دنیا کے ظالم کفار قابض ہیں ۔کاش مسلمانوں کی غیرت جاگ اٹھے اور وہ اپنا قبلہ واپس لے لے۔

آپ سے ہمارا تعلق

ان باتوں کے متعلق جن کے کرنے کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:"وہ ہم میں سے نہیں"۔

☆"تلاوت قرآن کی (غفلت کے سبب) صحیح ادائیگی نہ کرنے والا ہم میں سے نہیں۔"
(بخاری: 7527)

☆"جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں"۔(بخاری: 5063)

☆"غیروں کے طریقوں پر عمل کرنے والا ہم میں سے نہیں"۔(جامع الصغیر: 5434)

اہل علم کے اقوال

4) چار، چیزیں اخلاقاً اعلیٰ:

☆ انصاف وسچائی

☆ عقل وتمیز (سلیقہ مندی)

☆ صبر وسکون

☆ شرم وحیاء

5) چار، چار کو نصیب نہیں ہوتیں:

☆ لاحاصل (فضول) گفتگو کرنے والے کو مروت

☆ بخیل (کنجوس) کو سعادت

☆ حاسد کو راحت

☆ ظالم کو عزت

6) چار، چار کے دشمن ہیں:

☆ تکبر علم کا (غرور)

☆ غصہ عقل کا

☆ لالچ صبر کا

☆ جھوٹ آخرت کا

7) چار اصول آخرت کی کامیابی (کامرانی) کے ہیں:

☆ فرمانبرداری (اطاعت) صرف اللہ تعالیٰ کی

☆ پیروی (اطاعت) محمد رسول ﷺ کی

☆ ماں باپ کی خدمت، ادب واطاعت

☆ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم اور شفقت

8) چار چیزوں دوسری چار کا نتیجہ:

☆ غصے کا نتیجہ پریشانی (ندامت)

☆ بے شرمی، بے حیائی کا نتیجہ ذلت

☆ غیبت کا نتیجہ عداوت (دشمنی)

☆ سستی (کاہلی) کا نتیجہ خواری

گوہرِ نایاب

☆ آغاز کرو، بسم اللہ کے ساتھ۔

☆ وعدہ کرو، ان شاء اللہ کے ساتھ۔

☆ عمل کرو، یقین کے ساتھ۔

☆ سفر کرو، توجہ کے ساتھ۔

☆ بولو، سوچ سمجھ کر۔

☆ مقابلہ کرو، ہمت کے ساتھ۔

☆ انتظار کرو، صبر کے ساتھ۔

☆ تمنا کرو، امید کے ساتھ۔

☆ کھاؤ، اعتدال کے ساتھ۔

☆ تولو، ایمانداری کے ساتھ۔

(جواد مظہر)

انمول موتی

☆ دل ایک آئینہ ہے اگر بدی سے پاک ہو تو خدا بھی نظر آتا ہے۔

☆ محبت ایک پھول ہے جو گناہ کی دھوپ سے مرجھا جاتا ہے۔

☆ ہوس انسان کو غریب بنا دیتی ہے جبکہ قناعت پسندی امیر بنا دیتی ہے۔

اپنے ظاہر اور باطن کو ہم آہنگ کر لو، دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔

☆ خوشیوں کو صرف کامیابی سے مشروط مت کرو، کامیابیاں مقدر کا کھیل ہیں جبکہ خوشیاں کشید کرنی پڑتی ہیں۔

☆ مشکلات کو دور کرنے، خواہشات کو دبانے اور تکالیف برداشت کرنے سے انسان کا کردار مضبوط اور رشتہ پاکیزہ ہوتا ہے۔ (یاسر عرفات)

500 روپے خرچ کر کے 5 لاکھ بچانے کا نادر نسخہ

(بی بی سی ٹیلیویژن سے ایک پروگرام دکھایا گیا)

جس کا عنوان تھا "اسے مرنے دو" یہ پروگرام برطانیہ سے آنے والی صحافی ایملی بیکنن (Emily Beckenen) نے تیار کیا تھا۔ یہ پروگرام متعدد بار سٹار ٹی وی اور دوسرے چینلوں سے بھی پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں یہ ہولناک انکشاف کیا گیا کہ بھارت میں مختلف طبی آلات اور ٹیسٹوں سے یہ تعین ہونے کے بعد کہ پیدا ہونے والی بچی ہے بطن مادر میں ہی اس کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے، اور اسی طرح روزانہ اسقاط حمل کے ذریعے کم و بیش تین ہزار بچیوں کو جنم لینے سے قبل ہی ختم کر دیا جاتا ہے۔ اور اس حساب سے ایک سال میں 10 لاکھ سے زیادہ بچیوں کو دنیا میں آنے سے روک دیا جاتا ہے۔ یہ قتل عام کھلے بندوں جاری ہے۔

اس اکیسویں صدی میں تامل ناڈو اور راجھستان کے بازاروں میں بڑے بڑے ہورڈنگز اور پوسٹر اس کھلے عام قتل کے اشتہاروں سے مزین قانون کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ ان پر لکھا گیا ہے 500 روپے خرچ کیجیے اور 5 لاکھ بچائیے۔ اس اشتہار کی حقیت کیا ہے؟ ذرا دل تھام کر سنیے۔

500 روپے دراصل اس طبی معائنے اور تشخیص کی فیس ہے جس کے ذریعے یہ تعین پیدا کیا جاتا ہے کہ آیا پیدا ہونے والا لڑکا ہے یا لڑکی، اور پانچ لاکھ بچانے کا راز یہ ہے کہ اگر بچی پیدا ہوگئی تو اس کی پرورش پر ہونے والے اخراجات لاکھوں میں ہوں گے اور پھر لاکھوں کا جہیز دے کر اسے رخصت کرنا پڑے گا۔

تامل ناڈو کے سرکاری ہسپتال کی رپورٹ کے مطابق ہر دس بچیوں میں سے چار کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں اگر عورتوں کی تعداد مردوں سے کم ہو چکی ہے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔

بھارت میں بچیوں کی نسل کشی صدیوں سے جاری ہے۔ 1901ء کے اعداد و شمار کے مطابق ہر ایک ہزار مردوں کے مقابلے میں 972 عورتیں تھیں جبکہ اس سے 80 سال بعد 1981ء میں ہونے والے مردم شماری کے مطابق ہر ایک ہزار مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد 934 تھی۔

آپ کا باورچی خانہ

ملک بھر میں جشن آزادی خوب زور و شور سے منایا جا رہا ہے، اور جشن کا کوئی موقع ہو اور کھانے پینے کا خاص اہتمام نہ ہو، کیسے ممکن ہے۔ تو کیوں نہ اس بار جشن آزادی کے موقع پر اپنے قومی پرچم کے رنگوں جیسی کچھ خاص تراکیب آزما لی جائیں۔ دستر خوان بھی ہرا بھرا ہو جائے گا اور کچھ منفرد و لذیذ ذائقے بھی چکھنے کو مل جائیں گے۔

ہری بھری سبزی

اجزاء:

آلو (ابلے، چوکور کٹے ہوئے)	آدھا کلو
لہسن (چوپ کیا ہوا)	ایک کھانے کا چمچ
شملہ مرچ (چوکور کٹی ہوئی)	ایک پیالی
سیم کی پھلی (چھوٹی کٹی ہوئی)	ایک پیالی
پھول گوبھی (صرف پھول)	ایک عدد
گاجر (گول کٹی ہوئی)	تین عدد
سویا (چوپ کیا ہوا)	ایک گڈی
مکھن	ایک چمچ
پسی ہوئی سرخ مرچ	حسب ذائقہ
نمک	حسب ذائقہ
تیل (سرسوں کا)	حسب ضرورت

سجاوٹ کے لیے:

ہری مرچیں	تین، چار عدد
ہرا دھنیا	حسب ضرورت

ترکیب:

● سب سے پہلے آلو ابال لیں۔

● تیل گرم کریں اور لہسن ڈال کر سنہری مائل کر لیں۔ اب اس میں آلو مکس کر کے دو یا تین منٹ فرائی کریں۔

● پھر اس میں شملہ مرچ، سیم پھلی، پھول گوبھی، گاجر، لال مرچ اور نمک ملائیں، جب تمام سبزیاں اچھی طرح گل جائیں تو سویا اور مکھن ملا کر تھوڑی دیر مزید پکائیں۔

● سرونگ پیالے میں نکال کر سبز مرچوں اور ہرے دھنیے سے سجا کر پیش کریں۔

ہری مرچ اور قیمہ

اجزاء:

قیمہ	آدھا کلو
پیاز	دو عدد
لہسن، ادرک (پسا ہوا)	دو کھانے کے چمچ
ہری مرچ	دس عدد
سرخ مرچ (کٹی ہوئی)	ایک چائے کا چمچ
زیرہ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ
دھنیا پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ
چاٹ مصالحہ	دو کھانے کے چمچ
دہی	ایک چوتھائی کپ
نمک	حسب ضرورت

ترکیب:

● ایک پیاز کو چوپ کر لیں اور دوسرا باریک کاٹ کر تیل میں فرائی کریں۔

● ہلکا براؤن ہونے کے بعد لہسن، ادرک، ہری مرچ (چوپ کی ہوئی) ڈال دیں۔ پھر قیمہ ڈال کر اچھی طرح بھونیں۔

● اب تمام مصالحے، دہی سمیت ڈال کر قیمہ گل جانے تک پکائیں۔

● پھر فرائی پین میں ایک پیاز، ہری مرچ ڈال کر بھونیں اور قیمے کو تڑکا لگا دیں۔

● لیجیے، مزیدار قیمہ تیار ہے۔ اب اسے شیشے کے پیالے میں نکالیں اور ادرک اور ہرے دھنیے سے سجا کر پیش کریں۔ اگر چاہیں تو فرائیڈ رائس کے ساتھ بھی سرو کر سکتے ہیں۔

جشن آزادی کیک

اجزاء:

میدہ	ڈھائی کپ
چینی (پسی ہوئی، کاسٹر شوگر)	دو کپ
بیکنگ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ
نمک	ایک چائے کا چمچ
ونیلا ایسنس	ایک چائے کا چمچ
سرکہ	ایک چائے کا چمچ
ہرا کھانے کا رنگ (لیکوڈ یا پاؤڈر)	دو اونس
کوکو پاؤڈر	آدھا چمچ
انڈے	دو عدد
بٹر ملک	ایک چائے کا چمچ

آئسنگ کے لیے:

پاؤڈر شوگر	دو کپ
بلاک کریم چیز	آٹھ اونس
وائٹ چاکلیٹ	چھے اونس
مکھن	آدھا چمچ
ونیلا	ایک چمچ
تیل	ایک کپ

ترکیب:

● دو کیک کے ٹن لے لیں اور اسے کر کے تیار کر لیں۔

● اب میدہ، نمک، بیکنگ پاؤڈر، کوکو پاؤڈر اور پسی ہوئی چینی چھان کر مکس کر لیں اور ایک جانب رکھ دیں۔

● ایک الگ برتن میں انڈے، ونیلا ایسنس، سرکہ، سبز فوڈ کلر، اور بٹر ملک اچھی طرح مکس کر لیں۔

● پھر اس میں میدے کا خشک مکسچر، جو سب سے پہلے تیار کیا تھا، شامل کر کے مکس کر لیں۔

● اب اس آمیزے کو دونوں ٹن میں آدھا آدھا کر کے ڈال کر 30 منٹ تک بیک کر لیں۔

● پھر ٹوتھ پک کی مدد سے چیک کریں۔ جب کیک کی پلیٹس تیار ہو جائیں تو 10 منٹ تک ٹھنڈا ہونے دیں اور ٹن سے الٹ کر رکھ دیں۔ اب ہمارے پاس کیک کی دو پلیٹس تیار ہیں۔

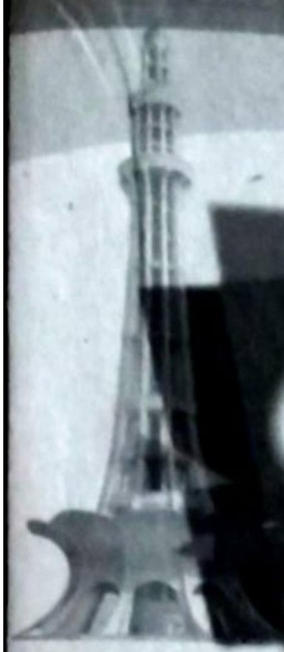
● سجاوٹ (آئسنگ) کے لیے سب سے پہلے سفید چاکلیٹ کو ایک برتن میں ڈال کر چولہے پر رکھیں اور اچھی طرح مکس کریں۔

● ساتھ ہی دوسرے برتن میں کریم چیز اور مکھن ڈال کر مکس کر لیں۔

● اب ان دونوں مکسچرز کو یک جان کریں اور ساتھ ہی پاؤڈر شوگر اور ونیلا (ایسنس) کو بھی شامل کر لیں۔

● اب جشن آزادی کیک تیار کرنے کے لیے کیک کے پہلے حصے کو پلیٹ میں رکھیں اور اس پر تیار شدہ سفید چاکلیٹ اور کریم چیز کا مکسچر لگائیں اور اس کے اوپر کیک کا دوسرا حصہ رکھ دیں۔ اب اس پر بھی کریم والا مکسچر لگائیں۔

● تھوڑی سی چاکلیٹ کدو کش کر لیں اور اسے کیک پر سجا لیں۔ چاہیں تو کون میں بھر کر "جشن آزادی" بھی لکھ سکتی ہیں۔



یومِ آزادی

مدیحہ رحمانی

پیامِ زیست

جب مُہیب سناٹے ہر طرف اپنے پر پھیلائے ہوئے ہوں، جب موت تعاقب میں ہو تو معمولی آہٹ ہو یا پانیوں کی سرسراہٹ دل کے نہاں خانوں میں چھپا ہوا خون حلق تک آجاتا ہے، دل کی دھڑکنیں کانوں کے پردے پھاڑنے لگتی ہیں۔ جب کالے گھنگھور اندھیرے میں امن وآشتی کی چادر اوڑھے سیاہ شب حیات وزیست کا جھانسہ دے کر پیٹھ میں خنجر گھونپ دے تو تب یہ سیاہی انمٹ ہو جاتی ہے۔

ایک ایسی ہی سیاہ شب جب میری دادو چھپ کر پاکستان آئی ہیں۔ آس و نراس کی ڈولتی ہوئی ناؤ کو سنبھالتے ہوئے دین اسلام میں لپٹا ہوا زیست کا ستارہ اپنی پیشانی پر آویزاں کر کے ایک ایسی دھرتی پر قدم رکھتی ہیں جو اسلام کے نام کی گونج پہ کانوں کو بہرہ کر دے۔ یہی وہ پاکستان ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ جس کے لیے اپنی قیمتی متاع کو اُن کی راہوں کی زینت بنا دیا گیا، جس کی منزل بہت پرسکون اور درخشاں جو پچھلا سب کچھ ایک ذرے میں تبدیل کر دے۔ یہی وہ پاکستان ہے جس کو پانے کے لیے ہزاروں قربانیاں دی گئیں اپنی جان کی پرواہ تک نہ کی گئی۔ جس کی بقا کے لیے اپنا سب کچھ لٹا دیا گیا، ماؤں کے کلیجوں کو چیر دیا گیا، غم سے بے حال ہوتی ہوئی ماں کی آنکھوں کے سامنے ان کے معصوم جگر پاروں کو نیزوں میں پرو کر ان کے دل کو چھلنی کر دیا گیا۔

آزادی کی رمق میں اپنے سینوں میں لیے اپنا سب کچھ پیچھے چھوڑ دیا، صرف اور صرف اسلام میں پروان چڑھتی زندگی کو پانے کے لیے۔ آزادی کا پیامبر بننے کے لیے بہت سی جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا، خون کی ندیاں بہائی گئیں، عصمتیں تار تار کی گئیں، خون کی ہولی کھیلی گئی، اپنے عزیزوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے بلکتا اور تڑپتا ہوا دیکھا، اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے دل کے پھل کو کٹتا ہوا دیکھا، یہاں تک کہ اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا دیا تب کہیں جا کر یہ پاکستان حاصل ہوا۔

آگ کے دریا میں خون اپنا جلایا تھا
اے پاکستان تجھے کیا پتا تجھے کیسے بسایا تھا

ہم آج اپنے گھروں کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجا کر اپنے گھروں کی چھتوں کو قمقموں سے آویزاں کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے آزادی کا حق ادا کر دیا۔ ہم ان آنکھوں کو دلدوز و دلفریب مناظر دکھانا چاہتے ہیں، جن کی آنکھوں نے خون کی ندیاں دیکھی ہیں کیا ان کے دل و دماغ سے ہولناک منظر محو ہو سکتے ہیں؟ کیا ان کے بچھڑے ہوئے مل سکتے ہیں؟ ہم آزاد تو ہو گئے لیکن آزادی کا مقصد بھول گئے اپنے آباء کی قربانیوں کو فراموش کر دیا، جس مقصد کے تحت یہ پاکستان حاصل کیا تھا اس کو پس پشت ڈال دیا اور جینے کا اپنا ایک ہی مقصد تراش لیا۔

قائداعظمؒ نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

’’اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام کا نام ونشان نہ مٹ جائے تو اس کے لیے پاکستان کو نہ صرف یہ کہ ایک نصب العین ہے، بلکہ یہی اور صرف یہی واحد نصب العین ہے۔ یاد رکھیے! اس جدوجہد میں ناکام رہ گئے تو ہم تباہ ہو جائیں گے اور اس برصغیر میں مسلمانوں اور اسلام کا نام ونشان مٹ جائے گا۔‘‘

ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنا الگ ملک بنانے سے پہلے عہد کیا تھا کہ وہ اپنی سیاسی، معاشی، معاشرتی زندگی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق ڈھالیں گے اور ہر معاملے میں قرآن وسنت سے راہنمائی لیں گے، اسی طرح پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے، جس کا نظریہ پہلے وجود میں آیا اور سلطنت بعد میں قائم ہوئی۔ یہ پاکستان صرف اس بنیاد پر قائم ہوا تا کہ آزادی سے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزاری جا سکے، تا کہ ملک میں اسلامی قانون نافذ کیا جا

قائداعظمؒ نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ’’اسلام ہمارا راہنما ہے اور ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ حیات ہے۔ ہمیں کسی سرخ یا پیلے پرچم کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ہمیں سوشلزم، کیمونزم، نیشنلزم یا کسی دوسرے اِزم کی ضرورت ہے۔‘‘ (مارچ 1944ء)

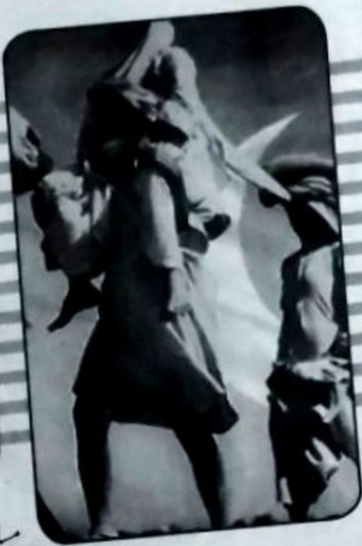
پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس کا نظریہ پہلے وجود میں آیا اور سلطنت بعد میں قائم ہوئی۔ یہ پاکستان صرف اس بنیاد پر قائم ہوا کہ آزادی سے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزاری جاسکے، کہ ملک میں اسلامی قانون نافذ کیا جاسکے۔

سکے، تاکہ مغربی نظام جمہوریت سے نکل کر ملک پاکستان میں اسلامی قوانین کو اجاگر کیا جاسکے۔

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کو مغربی جمہوری نظام سخت ناپسند تھا، چنانچہ آپ نے اپنے کئی اشعار میں اس کی مذمت بھی کی ہے:

ہے وہی ساز کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیراز نوائے قیصری
دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے کہ یہ آزادی کی ہے نیلم پری
(تو نے دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن، اندرون چنگیز سے
تاریک تر
جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے)









علیحدہ مملکت پاکستان بنانے کا صرف یہی مقصد تھا کہ اسلامی اصولوں کو وضع کیا جائے۔ جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی اصولوں پر قائم ہے۔ قائداعظمؒ نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: "اسلام ہمارا راہنما ہے اور ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ حیات ہے۔ ہمیں کسی سرخ یا پیلے پرچم کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ہمیں سوشلزم، کیمونزم، نیشلزم یا کسی دوسرے ازم کی ضرورت ہے۔" (مارچ 1944ء)

قائداعظمؒ کے ارشادات سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ہماری قوم کی بنیاد اسلام پر ہے۔ ایک اور جگہ آپ نے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وہ کونسا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے پر مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں، وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے، وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی۔ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن مجید ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، ہم میں زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔" (کراچی: 1945ء)

آج ملک میں بدامنی اور خوف وہراس پھیلا ہوا ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ملک کو مکمل طور پر اسلامی ڈھانچے میں نہیں ڈھالا گیا۔ اس لیے آج ہم انتشار کا شکار ہیں، ہمارا آدھا دھڑ آج مفلوج ہے، کشمیر ظلم وستم کی بھٹی میں جھلس رہا ہے، آباء کی قربانیوں سے یہ جو وطن حاصل کیا گیا تھا۔ آج اسکی بقا اور حفاظت کے لیے سخت جدو جہد کی ضرورت ہے۔

ہزاروں جانیں لٹا کر ملا تھا یہ جہاں
آباء نے جس کا نام رکھا تھا پاکستان

ملک کی معاشی حالت تب ہی مستحکم ہو گی جب ملک میں جمہوری نظام ختم کر کے اسلامی نظام نافذ کیا جائے گا۔ اگر ہمارا یہ معاشی، معاشرتی سیاسی نظام، اسلامی نظام میں ڈھل جائے تو ہماری منتشر قومیں از سر نو زندہ یکجان ہو جائیں گی اور ہمارا وجود اور جدو جہد، ہلاکت اور بربادی سے بچ جائے گا۔

لٹ رہا ہے کارواں پاسباں کہاں گئے
کون ہے محو فغاں راز دار کہاں گئے
بہتے ہیں اشک رواں مہرباں کہاں گئے
اٹھتا ہے دل سے دھواں دل ستاں کہاں گئے

میڈیکل کالم

فرزانہ چوہدری

سرخ سوجے ہوئے مسوڑھے دل کی بیماری اور ذیابیطس کی علامت

ذیابیطس جسم کی بیماریوں سے لڑنے کی قوت مدافعت کو کم کردیتی ہے۔ بڑھی ہوئی ذیابیطس مسوڑھوں کی بیماری کا اندیشہ بڑھادیتی ہے۔اس کے علاوہ سوجے ہوئے مسوڑھے ذیابیطس کو بڑھادیتے ہیں۔اپنے مسوڑھوں کی حفاظت کے لیے ذیابیطس کو کنٹرول کریں۔

ڈینٹل سرجن ڈاکٹر محمد عاصم فاروقی گنگارام اسپتال کے شعبہ دندان کے ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ ہیں۔ وہ پرنسپل ڈینٹل سرجن کے طور پر اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ وہ لندن اور آسٹریلیا میں بطور ڈینٹسٹ کام کر چکے ہیں۔ گذشتہ دنوں ان سے دانتوں اور مسوڑھوں کی بیماریوں کے حوالے سے گفتگو ہوئی جو قارئین کی نذر ہے۔

شعبہ دندان کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر عاصم فاروقی نے بتایا'' صحت مند مسوڑھوں کو گلابی اور (سخت) دکھنا چاہیے نہ کہ لال اور سوجے ہوئے مسوڑھوں کو صحت مند رکھنے کے لیے منہ کی اچھی طرح صفائی کرنی چاہیے۔ دانتوں کو دن میں کم از کم دو مرتبہ برش کریں، ایک دفعہ فلاس کریں۔ اپنے دندان ساز کو باقاعدگی سے معائنہ کروائیں۔ سگریٹ اور تمباکو نوشی سے پرہیز کریں۔

یہ تحقیق ابھی حتمی نہیں ہے مگر سرخ، سوجے ہوئے مسوڑھے دل کی بیماری سے لے کر ذیابیطس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ جراثیم آپ کے منہ سے لے کر خون تک سفر کرتے ہوئے جسم میں کسی بھی جگہ سوجن پیدا کر سکتے ہیں اور اگر ان کا علاج نہ کیا جائے تو یہ ان بیماریوں (مسوڑھوں کی بیماریوں) کو بڑھادیتی ہیں جن کا تعلق سوزش سے ہوتا ہے۔ کچھ بیماریاں اور ادویات منہ کے مسائل کا سبب بنتی ہیں۔

☆منہ کے جراثیم دل کے دورے کا باعث بنتے ہیں؟

✪: Viridans اسٹرپٹوکوکس کی تحقیق کے مطابق وہ افراد جو مسوڑھوں کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں ان میں دل کی بیماریوں کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے ان افراد کے مقابلے میں جس کے صحت مند مسوڑھے ہوتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق منہ کے جراثیم خون میں شامل ہوکر شریانوں کے ساتھ چپک جاتے ہیں اور سوزش کے باعث دل کے دورے کا سبب بنتے ہیں۔

☆ ذیابیطس مسوڑھوں کی بیماری کو کس حد تک متاثر کرتی ہے؟

✪: ذیابیطس جسم کی بیماریوں سے لڑنے کی قوت مدافعت کو کم کردیتی ہے۔ بڑھی ہوئی ذیابیطس مسوڑھوں کی بیماری کا اندیشہ بڑھا دیتی ہے۔اس کے علاوہ سوجے ہوئے مسوڑھے ذیابیطس کو بڑھا دیتے ہیں۔ اپنے مسوڑھوں کی حفاظت کے لیے ذیابیطس کو کنٹرول کریں۔ ہر کھانے کے بعد دانتوں کو برش اور فلاس کریں۔ سال میں ایک دفعہ اپنے معالج سے معائنہ ضرور کرائیں۔

☆خشک منہ،زبان،دانتوں میں کیڑے کا سبب بنتے ہیں؟

✪: SjorgenSyndrace میں جسم کا قوت مدافعت کا نظام آنسو ڈکٹس اور لعاب دہن بنانے والے غدود پر حملہ آور ہوتا ہے جو کہ خشک آنکھوں اور خشک منہ کا سبب بنتا ہے۔ لعاب دہن دانتوں اور مسوڑھوں کو جراثیم اور بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ مستقل خشک رہنے والے منہ کو دانتوں اور مسوڑھوں کی بیماری کا زیادہ خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

☆ ذہنی تناؤ اور دانتوں کا پیسنا منہ کی بیماریوں کا بھی سبب بنتا ہے؟

✪: اگر آپ ذہنی تناؤ یا پریشانی کی حالت میں ہیں تو آپکو منہ کی بیماریوں کا خطرہ ہے۔ جو لوگ تناؤ کا شکار ہوتے ہیں ان کے جسم میں Cortisol ہارمون کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ جو کہ ہمارے جسم اور مسوڑھوں پر برا اثر ڈالتی ہیں۔ تناؤ کا شکار افراد منہ کی صفائی کا خیال نہیں رکھتے اس کے علاوہ تناؤ کا شکار افراد زیادہ تر تمباکو نوشی، شراب نوشی اور دانت پیستے ہیں۔

☆ دانتوں کا گرنا ہڈیوں کے بُھرنے کی وجہ ہے؟

✪: ہڈیوں کے بُھرنے کی بیماری آپ کے جسم کی تمام ہڈیوں کو متاثر کرتی ہے۔ جس میں آپکے جبڑے کی ہڈی شامل ہوتی ہے جو کہ دانتوں کے گرنے کا سبب بنتی ہے۔ Periodontitis جو کہ مسوڑھوں کی بیماری ہے وہ بھی جبڑے کی ہڈی ٹوٹنے کا سبب بنتی ہے؟



n: ڈینٹسٹ وہ پہلا شخص ہوگا جو کھانے کے بیماری Bulimia کی علامت کو نوٹس کرے گا۔ مسلسل الٹیوں سے معدے کے تیزاب دانتوں کی سطح کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ گلے، لعاب دہن کے غدود کی سوجن اور منہ سے بدبو آنے کا سبب بنتی ہے۔

☆ فلاج اور ایچ آئی وی کے مریضوں کے دانتوں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

✿: وہ لوگ جو ایڈز کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں، زبان پر اور گال کی اندرونی سطح پر سفید یا گرے نشانات ہوتے ہیں۔ یہ کمزور مدافعتی نظام کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایڈز کے متاثرہ لوگوں میں منہ خشک ہوتا ہے جس کی وجہ سے دانت خراب ہوتے ہیں اور کھانا کھانا، چبانا، نگلنا اور بولنا بھی مشکل ہوسکتا ہے۔

☆ کیا مسوڑھوں کی بیماری بچے کی قبل از وقت پیدائش کا سبب بنتی ہے؟

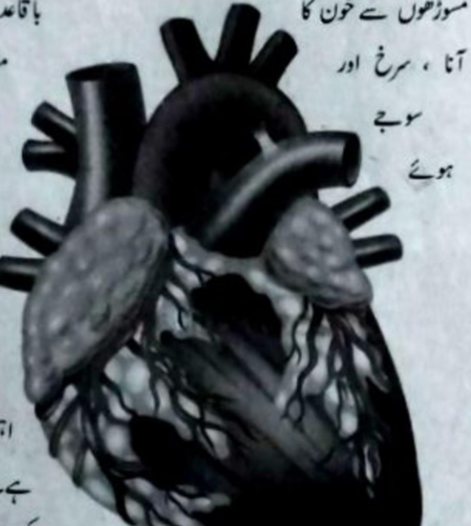
✿: اگر آپ اُمید سے ہیں اور آپ کو مسوڑھوں کی بیماری ہے تو بہت زیادہ چانسز ہیں کہ آپ کا بے بی یا تو بہت جلدی ہو جائے گا یا بہت چھوٹا ہوگا۔ ابھی تک ان دونوں بیماریوں کا تعلق ثابت نہیں ہوسکا۔ وبائی جراثیم اور سوجن کو اس سلسلے میں موردالزام ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ زچگی اور اس سے منسلک ہارمونز کی تبدیلی مسوڑھوں کی بیماریوں کو بڑھانے کا سبب بنتی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ اپنے آپ کو اور بچے کو محفوظ رکھنے کے لیے گائنا کالوجسٹ اور ڈینٹسٹ سے رابطہ کرسکتے ہیں۔

زچگی اور اس سے منسلک ہارمونز کی تبدیلی مسوڑھوں کی بیماریوں کو بڑھانے کا سبب بنتی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ اپنے آپ کو اور بچے کو محفوظ رکھنے کے لیے گائنا کالوجسٹ اور ڈینٹسٹ سے رابطہ کرسکتے ہیں۔

☆ بچوں میں مسوڑھوں کی بیماریاں کون کونسی ہیں؟

✿: Aggressive ،gingivitis، aggressive ، periodontitis اور Generalized periodontitis یہ سب بچوں میں مختلف اقسام کی بیماریاں ہیں۔ دائمی gingivitis بیماری بچوں میں عام ہے، اس سے مسوڑھے سرخ اور سوجے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ بیماری قابل علاج ہے۔ اگر آپ روزانہ دانتوں کو برش، فلاس کریں اور ڈینٹسٹ سے رابطہ کریں۔ اگر اسے علاج کئے بغیر چھوڑ دیں گے تو یہ روز بروز بگڑ جاتا ہے۔ aggressive periodontitis ان لوگوں کو متاثر کرتا ہے جو کہ صحت مند ہوتے ہیں اور یہ نابالغ اور جوان لوگوں میں ہوتی ہے اور پہلے داڑھ اور ان کا سرس پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ دانتوں اور ہڈی کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔

Generalized aggressive periodontitis پورے منہ کو متاثر کرتا ہے اس میں منہ میں پتھر، Plaque اور مسوڑھوں کی سوجن ہوتی ہے اور آخرکار دانتوں کے گرنے کا سبب بنتا ہے۔ چار بنیادی علامات آپ کے بچے میں مسوڑھوں کی بیماری کی طرف اشارہ کریں گی۔ دانتوں کی دوران صفائی اور کسی بھی وقت مسوڑھوں سے خون کا آنا ، سرخ اور سوجے ہوئے



مسوڑھے۔ مسوڑھوں کے سکڑنے کی وجہ سے دانتوں کی جڑیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ دانتوں کی صفائی کے باوجود مسلسل بدبو کا آنا، سن بلوغت میں ہارمونز کی تبدیلی نوجوانوں کو مسوڑھوں کی بیماری میں مبتلا کرسکتی ہے۔ سن بلوغت میں ہارمونز کے بڑھنے کی وجہ سے مسوڑھوں میں خون کی ترسیل رک جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے مسوڑھا نازک ہوجاتا ہے اور اس کے نتیجے میں خوراک کے ذرات اور Plaque کی تشکیل ہوسکتی ہے۔

اس دوران مسوڑھے سوجے، سرخ اور نازک ہوجاتے ہیں۔ سن بلوغت کے بعد مسوڑھوں کا نازک پن کم ہو جاتا ہے۔ تاہم سن بلوغت میں دانتوں کی صفائی کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔ بعض اوقات ڈینٹسٹ دانتوں اور ہڈی کو بچانے کے لیے مسوڑھوں کے علاج کا مشورہ دیتا ہے۔

☆ بچوں کے صحت مند دانتوں کے لیے والدین کو کیا کرنا چاہیے؟

✿: بروقت تشخیص مسوڑھوں کے کامیاب علاج کے لیے ضروری ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ بچے باقاعدگی سے ڈینٹسٹ کے پاس جائیں اور مسوڑھوں کا معائنہ کروائیں۔ خیال رکھیں اگر آپ کے بچے کو شدید مسوڑھوں کی بیماری ہے تو یہ کسی systemic بیماری کی علامت ہے۔ وہ بچے جو مسوڑھوں کی شدید بیماری کا شکار ہیں اور علاج سے فرق نہیں پڑ رہا ان کا مکمل طبی معائنہ کرانا بہت ضروری ہے۔

مسوڑھوں کی بیماری سے بچاؤ کے لیے سب سے اہم تدبیر بچوں میں دانتوں کی صفائی کی عادت پیدا کرنا ہے۔ کچھ بنیادی نکات جو کہ بچوں میں دانتوں کی صفائی کی عادت کو برقرار رکھیں گے۔

☆ دانتوں کی صفائی کی عادت کا جلد پیدا ہونا

جب آپ کا بچہ 12 ماہ کا ہوجائے تو اس کے دانتوں پر ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کریں، اور جب دانتوں کے درمیان خلا بھر جائیں تو فلاسنگ شروع کروادیں۔

☆ خود دانتوں کی صفائی کا خیال رکھتے ہوئے بچوں کے لیے ایک اچھی مثال بنیں۔

☆ ڈینٹسٹ کے پاس باقاعدگی سے معائنے کے لیے جائیں۔

☆ بچے کے منہ میں مسوڑھوں کی بیماری کی علامات کو دیکھیں جن میں مسوڑھوں سے خون آنا، سرخ ہونا، سوجن اور سکڑنا اور منہ سے بدبو آنا وغیرہ شامل ہیں۔

آیئے لکھنا سیکھئے

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ

﴿الصّفّت میں نئے لکھنے والوں کے لیے ''ن وَ الْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ'' کے عنوان سے ایک مستقل کالم شروع کیا گیا ہے۔ اس میں لکھنے کا ذوق رکھنے والی بہنوں کی تحاریر شامل کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی، نیز لکھنے لکھانے کے رموز و اوقاف سے آگہی بھی دی جائے گی۔ امید ہے یہ کالم معنی خیز جاری رکھنے والوں کی تحریری پختگی کے لیے مفید ثابت ہوگا۔
''ن وَ الْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ'' کے سلسلے میں ہمیں آپ کی تحاریر و آراء کا انتظار رہے گا۔﴾

جزاکم اللہ خیرا

﴿منجانب: مدیرہ الصافات﴾

0301.5939289

ڈاکٹر زاہد حسن

احمد پور شرقیہ والو! تم ایسا نہ کرتے

میرے بچپن کے دن تھے، پڑوس کی ایک بستی میں مسجد کے امام مولانا النور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں والے ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خشک سالی کا دور دورہ ہوا تو بستی والوں نے انہیں نمازِ استسقاء پڑھانے کی استدعا کی، پہلے تو انہوں نے انکار کیا، پھر چند دیندار افراد کے زور دینے پر رضامند ہو گئے۔

بستی سے باہر ایک کھلے میدان میں نمازِ استسقاء کا اہتمام کیا گیا۔ لوگ اکٹھے ہوئے صف بندی ہو گئی کہ اچانک لاؤڈ سپیکر پر مولانا نے اعلان کیا: ''حضرات اس جگہ سے کسی کا سو روپے کا نوٹ گرا ہوا ملا ہے، جس کا ہو وہ نماز سے پہلے مجھ سے وصول کر لے''۔ مجمع میں سے تین لوگ مولانا کے پاس آ گئے، ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ یہ سو روپے کا نوٹ میرا ہے۔ اس پر مولانا نے کہا یہ آپ میں سے کسی کا بھی نہیں، پھر، مولانا صاحب لاؤڈ سپیکر پر گرج کر بولے: ''حضرات میں نے دو گواہوں کی موجودگی میں یہ سو روپے کا نوٹ اپنی جیب سے نکال کر دانستہ زمین پر پھینکا تھا، مقصد یہ دیکھنا تھا کہ نمازِ استسقاء پڑھنے والوں میں سچائی اور دیانت داری کس حد تک ہے؟ میں آپ لوگوں کی حالت پر رنجیدہ خاطر ہوں۔ اس صورتحال میں نماز نہیں پڑھا سکتا، اللہ پاک آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔ (آمین)

احمد پور شرقیہ کے اندوہناک واقعہ کے قرائن جاننے کے بعد مجھے بچپن کا مندرجہ بالا موہوم سا واقعہ یاد آیا اور بعد ازاں اب تک کی زندگی میں اس جیسے کئی دوسرے واقعات کا احوال بھی اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ چند برس ادھر کی بات ہے، میں راولپنڈی کے ایک مضافاتی قصبے میں کام سے جا رہا تھا، راستے میں ایک جگہ ٹریفک رکی ہوئی تھی، گاڑی سے نیچے اتر کر دیکھا، سڑک کے کنارے اشیائے خورد و نوش کا ٹرک اُلٹا پڑا تھا۔ قریبی بستی کے لوگ بوریاں اور تھیلے لے کر آئے ہوئے تھے اور ٹرک کا سامان بری طرح لوٹ رہے تھے، ان میں بعض پڑھے لکھے لوگ بھی نظر آئے، جب میں نے ان کے قریب جا کر پوچھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں، تو جواب دینے کی بجائے ان سنی کر کے اپنے کام میں مگن رہے۔ ٹرک کے چند لوگ اس بپھرے ہوئے مجمعے کو روکنے میں ناکام ہو کر سڑک کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھے تھے۔ ان سے بات ہوئی تو وہ بولے، مالکان کو خبر کر دی ہے، وہی آ کر ان لوگوں کو روکیں گے۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ ان لوٹ مار کرنے والوں میں بعض راہ گیر بھی شامل ہیں، جو اپنی اپنی سواریوں میں سامان ڈھو رہے ہیں۔

اسی قسم کا منظر بہت سال پہلے میں نے راولپنڈی سے لاہور جاتے ہوئے جی ٹی روڈ پر روات کے قریب بھی دیکھا۔ تازہ سبزی کی ایک ٹرالی الٹ جانے پر وہاں موجود ہجوم ساری سبزی لوٹ کر لے گیا اور ٹریکٹر ٹرالی کے زخمی دو حضرات حسرت و یاس سے یہ سب کچھ دیکھتے رہے۔ موقع پر موجود چند درد دل رکھنے والوں نے قریب سے ایک ایمبولنس منگوا کر ان دو زخمیوں کو ہسپتال منتقل کیا۔

اس قسم کے کئی اور واقعات بھی ہمارے سامنے اکثر و بیشتر آتے رہتے ہیں۔ 2005ء کے زلزلے کے موقع پر بہت سے لوگ زخمیوں اور مرنے والوں کی جیبوں سے رقوم نکالتے اور اجڑے ہوئے گھروں کی تلاشی لے کر لوٹ مار کرتے رہے۔ مصروف ترین شاہراہوں پر ٹریفک حادثات میں مرنے والوں کی جیبیں اور خواتین کے زیور پر

ہمارے معاشرے میں شروع دن سے یہ کام ہو رہے ہیں، کوئی روکے بھی تو نہیں رکتے۔ ہمارا انفرادی اور قومی ذہن جس نہج پر نشو نما پا چکا ہے، اس کا ایک خانہ لوٹ مار کا بھی ہے۔ ہم زمین پر پڑی ہوئی ہر شے کو اٹھا لینا چاہتے ہیں، بغیر سوچے سمجھے کہ مبادا یہ کسی کی ملکیت ہو، جس چیز پر ہمارا حق نہیں ہوتا، لیکن، ہم وہ استعمال کرتے اور بروئے کار لاتے ہیں

غربت، افلاس، بھوک اور معاشی عدم توازن قوموں کو ایسے دن ضرور دکھاتے ہیں۔ جس معاشرے میں اشرافیہ، متوسط اور غریب تین طبقے زندگی گزار رہے ہوں، وہاں ہر طبقے کی اپنی اپنی اخلاقیات اور معاشی ترجیحات مرتب ہوجاتی ہیں۔

ہاتھ صاف کرنے والے بھی ہمارے یہاں موجود ہیں، اور تو اور ہسپتالوں کی ایمرجنسیوں میں زخمی اور بیماری کی شدت سے کراہتے ہوئے مریضوں کی قیمتی اشیاء اٹھا کر رفو چکر ہونے والوں کی بھی کمی نہیں۔

ہمارے معاشرے میں شروع دن سے یہ کام ہو رہے ہیں، کوئی روکے بھی تو نہیں رکتے۔ ہمارا انفرادی اور قومی ذہن جس نہج پر نشو نما پا چکا ہے، اس کا ایک خانہ لوٹ مار کا بھی ہے۔ ہم زمین پر پڑی ہوئی ہر شے کو اٹھا لینا چاہتے ہیں، بغیر سوچے سمجھے کہ مبادا یہ کسی کی ملکیت ہو، جس چیز پر ہمارا حق نہیں ہوتا، لیکن ہم وہ استعمال کرتے اور بروئے کار لاتے ہیں۔

پٹرول کا ٹینکر شاہراہ پر بہہ نکلے تو ہم اسے بھی ذاتی ملکیت سمجھ کر گھر کے سارے برتن لے آتے ہیں۔ عورتوں بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو ہلا شیری دیتے ہیں کہ جتنا بھر سکتے ہو بھر لو، آن واحد میں قریبی بستیوں میں خبر چلی جاتی ہے کہ آؤ جتنا پٹرول لوٹ سکتے ہو لوٹ لو۔ پٹرول کا ٹینکر جس بستی کے قریب بہہ نکلے، اسی کا ہوتا ہے۔ اپنی موٹر سائیکلوں کی ٹینکیاں بھر لو، بوتلیں، کنستر، ڈرم، لوٹے اور گھر کے واٹر کولر تک خالی کرا کے لے آؤ کہ ایسے مواقع زندگی







میں کبھی کبھی آتے ہیں، گھر کے سارے افراد آ جاؤ اور بہتی گنگا میں نہالو۔ پھر کیا ہوا؟

حریص اور لالچی لوگ سینکڑوں کی تعداد میں پٹرول کے بہتے ہوئے ٹینکر کے پاس میلے ٹھیلے کی طرح اکٹھے ہوئے اور اپنے برتن پٹرول سے بھر رہے تھے کہ تقدیر کہیں دور کھڑی ان کی نادانیوں پر قہقہے لگا رہی تھی۔ بھلا بارود کے ڈھیر پر کبھی فصل اُگائی جا سکتی ہے؟

شیخ سعدیؒ نے کہا تھا:

زمین شور سنبل بر نیارد
درو تخم عمل ضائع مگرداں

پھر وہی ہوا جس کا ہونا لکھ دیا گیا تھا۔ خوفناک دھماکے کے بعد جو آگ بھڑکی تو وہاں موجود تمام لوگ بھٹی میں بھنے ہوئے دانوں کی طرح مرنڈہ ہو کر رہ گئے۔ ہر طرف جلی، بھنی نعشیں دیکھ کر اور زخمیوں کی آہ و بکا سن کر زمین کے سنگ ریزے اور آسمان پر اڑتے ہوئے پرندے بھی آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ آن واحد میں وہ ہو گیا، جسے چشم فلک نمناک بصارتوں سے دیکھ رہی تھی۔ کوئی انہونی سی انہونی ہوئی۔ بستی بستی کہرام مچ گیا۔ 20 کروڑ پاکستانی سکتے میں آ گئے۔ ہر شخص نے مرنے والوں کو اپنی دعاؤں میں رکھ لیا، ہاتھ مناجات کے لیے اٹھے تو دلوں نے حقائق افشاء کرنے شروع کر دیئے۔

غربت، افلاس، بھوک اور معاشی عدم توازن قوموں کو ایسے دن ضرور دکھاتے ہیں۔ جس معاشرے میں اشرافیہ، متوسط اور غریب تین طبقے زندگی گزار رہے ہوں، وہاں ہر طبقے کی اپنی اپنی اخلاقیات اور معاشی ترجیحات مرتب ہو جاتی ہیں۔ حکمران اور ارباب اختیار متوسط اور غریب لوگوں کے لیے رول ماڈل ہوتے ہیں، جب وہ قومی خزانے اور اجتماعی وسائل کو شاہراہ پر الٹے ہوئے ٹینکر کے پیٹرول کی طرح لوٹیں گے تو انکی تقلید کیونکر نہیں کی جائے گی؟

قائداعظم نے اسلامی جمہوری اور اخلاقی مملکت کا خواب دیکھا تھا، جس کی کوئی ایک جہت بھی تا حال روبہ عمل نہیں ہوئی۔ معاشرہ تعلیم یافتہ ہو تو خوشحال ہو جاتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو پھر جہالت اور مفلسی ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہے۔ خوشحال اور تعلیم یافتہ معاشرے میں ایسا نہیں ہوتا۔ ان ملکوں میں اگر کسی شاہراہ پر ٹینکر کا پیٹرول بہہ نکلے تو کوئی بھی شخص اس کے قریب نہیں جاتا، کیونکہ سب لوگوں کو پتہ ہے کہ پیٹرول سورج کی تمازت سے بھی آگ پکڑ لیتا ہے۔ یہاں تو ٹیکسی اور رکشا والوں نے کھلے پیٹرول کی بوتلیں اپنی گاڑیوں میں سواریوں کے پیروں میں رکھی ہوتی ہیں، اور انہیں کوئی پوچھتا تک نہیں۔

پوری دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں گلی، سڑک یا شاہراہ کے کنارے پڑی ہوئی چیز کوئی شہری اپنی ذاتی ملکیت میں نہیں لیتا، جاپان میں ہر گمشدہ چیز پولیس خود اس کے اصل مالکوں تک پہنچاتی ہے۔

لیکن پاکستان ایک اسلامی ملک ہونے کے باوجود ان اوصاف سے محروم ہے۔ اسلامی اور فلاحی مملکت کے غاصب اور لٹیرے ارباب اقتدار نے یہاں غیر اسلامی اور غیر فلاحی معاشرے کو جنم دیا ہوا ہے۔ جو ہر لحظہ بڑھاوا پا رہا ہے۔ اس ملک کے مذہبی، دینی اور تبلیغی رہنما بھی ظاہری عبادات نماز، روزہ، حج پر ازحد زور دینے کے باوجود انسانی اخلاقیات جو اسلام کا طرۂ امتیاز ہیں، لوگوں کو سکھانے میں یکسر ناکام ہوئے ہیں۔



میرا امیر محترم

ایمن طارق

ہے وہی رب کی قسم میرا امیر محترم

''پابندی کا کوئی غم نہیں، میرے بھائی، بھلے یہ مجھے دہشت گرد کہیں، میں اپنی جان اسلام کے نام کر چکا ہوں اور اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔'' (حافظ محمد سعید)

08 اکتوبر 2005ء کو آزاد کشمیر میں قیامت صغریٰ کا منظر ہے، کشمیر کی تاریخ کا بدترین زلزلہ آیا ہے۔ حکومتی ادارے ابھی تک لوگوں کی مدد کو نہیں پہنچے، کہ اتنے میں سنت رسول ﷺ سے مزین چہرے اور ٹخنوں سے اوپر شلوار کیے کچھ اللہ کے بندے مجبور و کمزور لوگوں کی مدد کو جلد سے نکل آئے ہیں۔

2007ء، 2008ء، 2009ء، 2010ء کے لگاتار سیلابوں نے جنوبی پنجاب میں تباہی مچا دی۔ کسی کی پانی میں اترنے کی ہمت نہیں تھی، تب ایک دفعہ پھر اسی وضع قطع کے لوگ میدان میں اتر آئے اور کہہ رہے ہیں: ''یہ دولت آنی جانی، ایثار و محبت لافانی، یہی لے کر جذبہ قربانی ہر دل میں اترنے والے ہیں۔''

تھرپارکر میں 450 بچے بھوک سے مرجاتے ہیں۔ پانی اور غذا کی بدترین قلت ہے اور حکومت سندھ خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہے۔ ایک بار پھر یہی لوگ لوگوں کی مدد کو اترے ہیں، اور تھر والے چلا اٹھے ہیں:

جو خشک صحرا کو سبز کر دے وہ ابر بہار ہو تم
پیارے ہونٹوں کو اتنی مدت سے جس کا تھا انتظار ہو تم
خزاں کا چہرہ بدل کر رکھ دے بہار کا وقار ہو تم
زمین جب کانپ اٹھی کبھی بھی
خدائے برتر کے خوف و ڈر سے
ہر اک بچہ و جواں ان زلزلوں میں تیری مدد کو ترسے
تیری مدد کے جواب میں اب دعائیں نکلیں ہر ایک گھر سے
تمہارے نقش قدم ہیں ملتے ہر ایک چوٹی ہر ایک نگر سے

امریکن ڈرون طیارے پاک وطن کی خودمختاری کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے وزیرستان پر چڑھ دوڑتے ہیں تو دفاع پاکستان کا عزم لے کر ایک بار پھر یہ نوجوان کراچی سے خیبر تک نیٹو سپلائی بند کر دیتے ہیں۔

دفاع پاکستان کے لیے ہم ہردم تیار
رب کی نصرت جذبہ ایمان سے ہم ہیں سرشار

پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو خطرہ لاحق ہوتا ہے تو یہ صدا بلند کرتے ہیں:

لا الہٰ الا اللہ پر ہم سب کا ایمان ہے
نظریہ پاکستان ہی بقائے پاکستان ہے

اور جب کشمیر کی تحریک زوروں پر ہے تو پاکستان کے اندر بھی یہی لوگ اسے زندہ رکھے ہوئے ہیں، اور کشمیریوں سے کہہ رہے ہیں:

کشمیری مجاہدو ہم تمہارے ساتھ ہیں
دین کے فدائیو ہم تمہارے ساتھ ہے

آخر کون ہیں یہ لوگ؟ کون ہے یہ سرپھرے جن کی زندگیوں کا مقصد صرف غلبہ اسلام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ آیئے آپ کو ان سے متعارف کرواتے ہیں۔

یہ جماعت الدعوۃ کے رضا کار ہیں، یہ حافظ محمد سعید کے جانثار ہیں۔ ہے یہ کون حافظ سعید؟؟؟

حافظ محمد سعید نام ہے اس سوچ کا جو اس وقت تھرپارکر کے صحراؤں سے لے کر کشمیر کے پہاڑوں تک واضح انداز میں نظر آتی ہے۔ حافظ محمد سعید نام ہے اس تحریک کا جو لوگوں کو یہ سکھاتی ہے کہ مجبور لوگوں کے لیے اپنی جان جوکھم میں ڈالنا اصل زندگی ہے۔ حافظ محمد سعید نام ہے اس عزم کا جو جماعت الدعوۃ کے ہر نوجوان نے کر رکھا ہے کہ جب تک جسم میں خون کا آخری قطرہ ہے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے رہیں گے۔ اور حافظ محمد سعید نام ہے اس ہمت کا جس کے تحت آٹھ لاکھ سنگینوں کے سائے میں یہ نعرہ لگاتے ہیں:

حافظ سعید کا کیا پیغام

حافظ صاحب کے اپنے الفاظ ہیں کہ ''اگر ہمارا جرم کشمیر ہے تو ہم ان شاء اللہ یہ جرم کرتے رہیں گے۔''

تفسیر القرآن

سورۃ النساء کی تشریح وتفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

اللہ تعالیٰ مشرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کر دے گا اور ملعون شیطان مردود کی پیروی کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا
بَعِيدًا ﴿116﴾ إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ﴿117﴾ لَعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ
لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ﴿118﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ
الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا
مُبِينًا ﴿119﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿120﴾ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ
وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿121﴾ (النسا116-121)

ترجمہ: ۔ بے شک اللہ یہ گناہ ہرگز نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ اس کے سوا جسے چاہے معاف کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو وہ یقیناً بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر دیویوں کو پکارتے ہیں اور دراصل وہ سرکش شیطان ہی کو پکارتے ہیں، اللہ نے اس (شیطان) پر لعنت کی ہے اور اس نے کہا، میں تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ ضرور لے کر رہوں گا اور میں انہیں گمراہ کر کے رہوں گا۔ اور انہیں امیدیں دلاؤں گا اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ جانوروں کے کان چیر دیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ میں ردوبدل کر دیں گے، اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے تو وہ یقیناً کھلے نقصان میں جا پڑا۔ شیطان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے مگر شیطان کے سارے وعدے فریب کے سوا کچھ نہیں۔ ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ پائیں گے۔

مفردات: مریدا کا مادہ م ۔ ر ۔ د اور یہ مرد یمرد (باب نصر ینصر) سے اسم فاعل ہے (مبالغہ کا صیغہ فعیل کے وزن پر) اس کا معنی ہے بہت زیادہ سرکشی کرنے والا اور نافرمانی کرنے والا۔

2۔ لاتخذن کا مادہ ء ۔ خ ۔ ذ ہے اور یہ اتخذ یتخذ (باب افتعال سے فعل مضارع معلوم واحد متکلم ہے اس کا معنی ہے یقیناً میں بناؤں گا۔

3۔ لامنینھم کا مادہ م ۔ ن ۔ ی ہے اور یہ منی یمنی (باب تفعیل سے فعل مضارع معلوم واحد متکلم ہے۔ اس کا معنی ہے یقیناً میں انہیں آرزوؤں میں الجھاؤں گا۔

4۔ فلیبتکن کا مادہ ب ۔ ت ۔ ک ہے اور یہ بتک یبتک (باب تفعیل) سے فعل مضارع معلوم جمع مذکر غائب، معنی ہے پس البتہ وہ ضرور کاٹیں گے۔

5۔ محیصا = کا مادہ ح ۔ ی ۔ ص ہے اور یہ حاص یحیص (باب ضرب یضرب) سے اسم ظرف ہے اور اس کا معنی بھاگ کر جانے کا راستہ، خلاصی کی صورت۔

تفسیر:

گزشتہ آیت میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں جہنم کی وعید تھی اور اب ان آیات میں شرک اور اس کی بعض اقسام کا ذکر کر کے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ شرک پر مرنے والے بھی ابدی جہنمی ہیں۔ چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو بغیر توبہ کے معاف نہیں کرے گا۔

یعنی توبہ کرنے سے دوسرے گناہوں کی طرح شرک بھی معاف ہو جاتا ہے لیکن جن کی موت شرک کی حالت میں واقع ہوئی، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہیں چاہے وہ نوح کا بیٹا ہو یا ابراہیم کا باپ یا محمد رسول اللہ ﷺ کے چچا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ

بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی، اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (المائدہ۔72)

جیسا کہ اس سورت کی آیت نمبر 48 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو بغیر توبہ کے معاف نہیں کرتا اور فرمایا

وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۔

اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ (اعراف۔40)

یعنی جیسے اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل نہیں ہو سکتا، ایسے ہی مشرکین کا جنت میں داخلہ ناممکن ہے جیسا کہ حدیث میں ہے، سیدنا ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص شرک کرتے ہوئے مر جائے وہ جہنم میں داخل ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب الجنائز باب ومن کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ)

شرک سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، عبادات کی اقسام میں نبی، ولی، پیر، پیغمبر، جن، فرشتہ کو شریک جاننا۔ پہلے دو (اللہ کی ذات و صفات) میں شرک قلیل (کم) ہوا، سب سے زیادہ شرک اللہ کی عبادات والوہیت میں ہوا یعنی ہر دور زمانہ کی اقوام اور لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو ماننے کے باوجود عبادت کی اقسام مثلاً قیام، رکوع، سجدہ، دعا، سورنا، پکارنا، مشکل کشا ماننا، حاجت روا جاننا، عالم الغیب اور تصرف و اختیار رکھنے والا ماننا وغیرہ نذر و نیاز دینا، ذبح کرنا، مدد مانگنا، فریاد پوری کرانا، دستگیر، غوث، داتا و گنج بخش ماننا وغیرہ میں انبیاء و رسل عظام، فرشتوں، اولیاء، پیر، فقیر، ولی، امام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک جاننا اس دلیل کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار و تصرف عطا کئے ہیں۔ انہوں نے یہ مشرکانہ عقیدہ رکھا کہ جب اللہ کے ان خاص بندوں نے اللہ کی عبادت کی اور اس کے احکام بجا لائے تو اللہ تعالیٰ نے انعام و صلے کے طور پر مرنے کے بعد ان کی روحوں کو تصرف و اختیار عطا فرمائے۔ اب یہ اللہ کے دیئے ہوئے اختیارات کے تحت لوگوں کو رزق و عزت، صحت و تندرستی، اولاد وغیرہ عطا کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ رب اور خالق تو ہے لیکن مشکل کشا، حاجت روا، دستگیر، داتا، گنج بخش، غوث یہی نبی، رسول، ولی، امام، پیر، فقیر ہیں لہٰذا ان کی قبر و مزارات، آستانوں، درگاہوں پر جا کر راتیں گزارنا، نذر و نیاز دینا، چڑھاوے چڑھانا، ذبح کرنا، عرس میلے کرنا، ان کی شان میں قصیدے پڑھنے کا مقصد ان کو اپنی طرف متوجہ کرنا تا کہ وہ دنیا میں ہمیں مال و دولت اور صحت و عزت سے نوازیں اور آخرت میں ہمارے سفارشی و کارساز بنیں۔ العیاذ باللہ

امت مسلمہ کی اکثریت کی بدعملی و گمراہی کا سبب یہی عقائد ہیں کہ جب دنیا و آخرت کے امور اللہ تعالیٰ نے ان ''ولیوں'' کے سپرد کر دیئے ہیں تو ہمیں نماز، زکوٰۃ اور دوسرے اعمال بجا لانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارا کام ہے ان کی قبروں و مزارات پر جا کر نذر و نیاز، سورنے پکارنے کے ذریعے ان کو خوش کرنا۔ باقی اللہ جانے اور اس کے یہ پیارے و مقرب بندے جانیں۔ یہی عقیدہ اہل مکہ کا تھا کہ رب تو وہ ہے، سب کچھ اس نے پیدا کیا لیکن اس نے اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام اور اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ کو اختیار دیئے ہوئے ہیں۔ صحت و رزق میں برکت، اولاد دینا، مشکلات دور کرنا، ہر قسم کی ضروریات پوری کرنا اور ہر قسم کے نقصانات سے بچانا ان کے سپرد ہے اور ان کی ذمہ داری ہے۔ ہمارا کام ان کے قریب ہونا، ان کو راضی کرنا کیونکہ انہی کے ذریعے ہم رب کے قریب ہوں گے اور انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوں گے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ

اور جنہوں نے اللہ کے علاوہ اولیاء بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے زیادہ قریب کر دیں۔ (الرعد۔3)

مشرکین اللہ تعالیٰ ہی کو رازق و مالک اور کائنات کا مدبر مانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ (یونس۔18)

حالانکہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے سردار سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا

کہہ دیجئے (اے رسول) میں اپنی جان کے لئے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ (الاعراف۔188)

اور فرمایا قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا کہہ دیجئے بلاشبہ میں تمہارے لئے کسی نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ بھلائی کا۔ (الجن 21)

اور آپؐ نے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراءؓ کو فرمایا۔ اے فاطمہ میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا اور نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ بچا سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ

اورنوحؑ نے اپنے رب کو پکارا' چنانچہ اس نے کہا۔ اے میرے رب! بے شک میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب فیصلے کرنے والوں سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اللہ نے کہا' اے نوح! بے شک وہ تیرے اہل میں سے نہیں' بے شک اس کا عمل نیک نہیں لہٰذا تو مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں' بے شک میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے نہ ہو جائے۔ (ہود۔46,45)

اور قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کو نہیں بچا سکیں گے۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب آدم و ذریتہ) رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ سو سال زندہ رہے اور انسان ہونے کے لحاظ سے ان کو بھی تمام ضروریات لاحق تھیں لیکن ان میں سے کسی صحابیؓ سے ثابت نہیں کہ سب سے افضل ہستی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر پر جا کر فریاد کی ہو۔ جب انبیاء و رسل کے بعد سب سے افضل گروہ صحابہ کرامؓ نے سب سے افضل ہستی کی قبر پر جا کر اپنی کسی ضرورت کے لئے فریاد نہیں کی تو ان کے بعد ان کے امتیوں کی قبریں کیسے مشکل کشائی و حاجت روائی کی اہل بن گئیں۔ پاکستان کے سارے محکموں (واپڈا' ریلوے پی آئی اے وغیرہ) میں خسارہ و نقصان ہے لیکن محکمہ اوقاف (قبروں و مزارات والا) واحد محکمہ ہے جہاں کوئی خسارہ نہیں۔ بچت ہی بچت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے انبیاء و رسل کے واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی (ابراہیم علیہ السلام) کو ہم نے آگ اور کسی (یونس علیہ السلام) کو مچھلی کے پیٹ سے بچایا۔ اللہ تعالیٰ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اے میرے بندو! اگر ان مقدس ہستیوں کا مشکل کشا و حاجت روا میں ہوں تو تمہارا مشکل کشا اور حاجت روا بھی میں ہی ہوں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بیگانہ و نا آشنا ہے بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے مسلمان مرد و خواتین موجود ہیں جنہیں ناظرہ قرآن پڑھنا نہیں آتا۔ اب ہدایت کہاں سے آئے۔

اس کے مقابل ہندو یہود سکھ و عیسائی اپنی کتابوں کو جانتے اور سمجھتے ہیں۔ اللہ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے کہ یہ ہدایت کے مرکز و منبع قرآن و حدیث کی تعلیمات کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں تا کہ یہ شرک و بدعت اور باپ دادا اور پیشواؤں اور سرداروں کی تقلید کے اندھیروں سے نکل کر قرآن و حدیث کی ہدایت و روشنی پر آ سکیں۔ آمین یا رب العالمین۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت قرآن و حدیث کی واضح تعلیمات کو چھوڑ کر باپ دادا اور مذہبی پیشواؤں کی اتباع و تقلید میں مگن ہو کر شرک کی راہ پر گامزن ہے۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ اور ان کے اکثر اللہ پر (اس طرح) ایمان لاتے ہیں کہ وہ مشرک ہی ہوتے ہیں۔ (یوسف۔106)

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شرک نا قابل معافی گناہ ہے کہ جو بغیر توبہ کے شرک کی حالت میں مرا تو اس کی بخشش نہیں۔ تو اس کے بعد فرمایا کہ شرک کے علاوہ اگر گناہ ہو تو وہ اس کی مرضی ہے کہ معاف کر دے اور جنت دے دے۔ یا جہنم میں پوری یا کچھ سزا دے کر جنت میں لائے۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ شرک کا ارتکاب کرنے والا بہت بڑا گمراہ ہے۔

ان آیات میں سے دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی انتہائی ذلت و خست کا ذکر کیا ہے کہ یہ ایسے احمق ہیں کہ انہوں نے عورتوں کو اپنا معبود بنایا ہوا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے معبودوں کے نام عورتوں والے رکھے ہوئے ہیں جیسے لات' منات' عزیٰ وغیرہ اور یہ مشرکین اپنی اس شرک والی روش میں صرف شیطان سرکش کو پکارتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ کسی کا کہنا ماننا اور اس کے بنائے اور بتائے ہوئے دستور پر عمل کرنا اس کی عبادت کرنا ہے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''شیطان تو ملعون ہے' اللہ تعالیٰ نے تو اس کو لعنتی قرار دیتے ہوئے اس کو دھتکار دیا۔ شیطان نے مردود قرار دیئے جانے کے بعد اللہ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کی عبادت سے اپنا حصہ ضرور لوں گا یعنی وہ غیر اللہ کی عبادت کریں گے یا عبادت میں ریاکاری کریں گے یا عبادت پر فخر و غرور کریں گے اور اپنی پارسائی کا چرچا کریں گے۔ یا عبادت کے ساتھ ساتھ لوگوں پر ظلم و ستم روا رکھیں گے جس سے ان کی عبادت برباد ہو جائے گی یا عبادت کے بعد کفر و شرک کا ارتکاب کریں گے۔ بہر حال میں ان کو تیرے مخلص بندے نہیں رہنے دوں گا۔ یہ تیرے ساتھ کسی نہ کسی طرح میری شراکت ضرور رکھیں گے۔

اگلی آیت میں بھی شیطان ہی کی بات ہے جو کہتا ہے کہ میں ان کو گمراہ کروں گا اور انہیں لمبی چوڑی تمناؤں اور آرزوؤں کے ذریعے بہکاؤں گا کہ ابھی لمبی عمر پڑی ہے۔ ابھی گناہ کر لو' بعد میں توبہ کر لینا۔ رب بڑا مہربان ہے اور میں انہیں تیرے احکام کے خلاف چلاؤں گا کہ وہ جانوروں کے کانوں میں سوراخ کر کے انہیں حرام قرار دے دیں جنہیں تو نے حلال کیا ہے۔

(زمانہ جاہلیت کا طریقہ تھا کہ جب اونٹنی پانچواں بچہ مذکر دیتی تو اس کا کان چھید کر آزاد چھوڑ دیتے۔ نہ اس پر سواری کرتے اور نہ کسی پانی و چراگاہ سے روکتے) افسوس اسی طرح آج مسلمانوں کا طریقہ ہے کہ قبروں و عمارات اور مجاوروں کے لئے جانور چھوڑتے ہیں اور شیطان نے کہا کہ میں انہیں حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی تخلیق کو بدلیں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کی شکل و صورت تبدیل کر دیں گے اور ان کے حلال و حرام ہونے کے احکام بھی بدل دیں گے' اس میں مندرجہ ذیل افعال و اعمال شامل ہیں۔

چاند' سورج' آگ و پتھر وغیرہ جو مختلف مقاصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں' ان کے مقصد تخلیق کو بدل کر معبود بنا لینا۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندوں کو مشکل کشا جاننا اور ان کو مصائب میں پکارنا۔ رہبانیت (دنیا میں اپنی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کر کے جنگل میں جا رہنا) قوم لوط کا عمل' مردوں کا خصی ہو کر ہیجڑا خسرہ بننا۔ عورتوں کی مردوں اور مردوں کی عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا۔ عورتوں کو بانجھ بنانا۔ برتھ کنٹرول کے نام پر مردوں کی نس بندی اور عورتوں کے آپریشن کر کے بچے پیدا ہونے میں رکاوٹیں ڈالنا۔ عورتوں کو گھروں سے نکال کر ان کے فطری فرائض سے سبکدوش کر کے مردوں کی صف میں کھڑا کرنا اور ہر لحاظ سے ان کو مردوں کے برابر کرنا۔ عورتوں کو سربراہ مملکت بنانا' خوبصورتی کے لئے ابروؤں کے بال اکھاڑنا' جلد میں نیل وغیرہ بھر کر نقش و نگار بنانا۔ دانت باریک کروانا' سر پر مصنوعی بال لگوانا۔ مردوں کا داڑھی منڈوانا۔ عورتوں کو مختصر لباس پہنا کر ننگا کرنے کی کوشش کرنا۔ یہ سب شیطانی کام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کا موجب ہیں۔

احادیث

1۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' اللہ نے لعنت کی گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر (جلد میں نیل یا سرمہ بھر کر نقش بنوانے والیوں) چہرے کے بال صاف کرنے اور کروانے والیوں پر اور حسن کے لئے دانتوں میں فاصلہ

کروانے والیوں پر جو اللہ کی خلق (پیدائش) کو بدلتی ہیں۔ پھر فرمایا: میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ کے رسولؐ نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۔(الحشر 7)

جو کچھ رسول تمہیں دے' وہ لے لو' جس سے منع کرے' اس سے باز آ جاؤ۔

(بخاری كتاب التفسير باب وما اتاكم الرسول مسلم كتاب اللباس والزينة باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة)

2۔ سیدہ اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' میری بیٹی کے بیماری کی وجہ سے بال جھڑ گئے ہیں۔ اور میں نے اس کی شادی کردی ہے۔ کیا میں اس کو مصنوعی بال لگوا سکتی ہوں' آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری كتاب اللباس باب الموصولة مسلم كتاب اللباس والزينة باب تحريم فعل الواصلة)

3۔ حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا امیر معاویہؓ سے (ان کے حج والے سال) منبر پر فرماتے ہوئے سنا (اور آپؓ نے بالوں کا گچھا اپنے ہاتھوں میں پکڑا جو ایک پہریدار کے ہاتھ میں تھا) کہ اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں (جو تمہیں برائی سے روکتے نہیں) میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو اس قسم کے کام سے منع کرتے ہوئے سنا اور آپ فرماتے تھے' بنو اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان کاموں کو اختیار کرلیا۔ (بخاری كتاب اللباس باب وصل الشعر. مسلم كتاب اللباس والزينة باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة)

البتہ جانوروں کو اس لئے خصی کرنا کہ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے مثلاً ان کا گوشت زیادہ اور بہتر ہو سکے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ قربانی کے لئے خصی جانور ذبح فرماتے تھے۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا' یعنی اللہ کا کہنا ماننے کی بجائے شیطان کا کہنا مانے گا' وہ سراسر نقصان اور ہلاکت میں ہوگا اور دنیا و آخرت میں ناکامی سے دوچار ہوگا۔ العیاذ باللہ

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا' وہ (شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور انہیں آرزوئیں دلاتا ہے اور بڑی بڑی تمناؤں کے خواب دکھلاتا ہے حالانکہ اس کے وعدے اور تمنائیں سراسر دھوکہ و ہلاکت اور گمراہی ہیں۔ (اور دیکھئے فاطر 5-6) اور (ابراہیم 22) اور روایت ابن مسعود۔ بخاری۔ کتاب الرقاق باب فی الاملی وطولہ

اگلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ شیطان کے دوست اور اس کا کہنا مان کر شرک اور بت پرستی کی راہ اختیار کرنے والے اور اپنے معبودوں کے لئے جانور چھوڑنے والے اور ان کی نذر و نیاز دینے والے اور اللہ کی خلق (پیدائش) کو تبدیل کرنے والے مذکورہ لوگوں کی جگہ اور ٹھکانہ جہنم ہی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ ہی رہیں گے اور اس سے کبھی بھی نجات نہیں پاسکیں گے۔ العیاذ باللہ

فوائد

1۔ مشرک ابدی جہنمی ہے

2۔ بت پرست اور قبر و مزار پرست اور اھواء و خواہشات کے پیچھے چلنے والے حقیقتاً شیطان کے پجاری ہیں کیونکہ وہ اسی کی اتباع میں ایسا کرتے ہیں۔

3۔ ابروؤں اور چہرے کے بال اکھاڑنا اور جسم کے کسی حصے کو زخمی کر کے نیل و سرمہ بھرنا اور اس قسم کے دوسرے امور حرام ہیں۔

4۔ جھوٹے وعدے اور باطل آرزوئیں اور دھوکہ نما زیب و زینت شیطان کے ہتھیار ہیں جن کے ذریعے وہ بنی آدم کو گمراہ کرتا ہے۔

بقیہ تحریک پاکستان اور اہلحدیث کا کردار

دس سال کی عمر میں صدیقی صاحبؒ نے اپنے ماموں کے ہمراہ لاہور کا سفر کیا۔ پندرہ سال کی عمر میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی مجالس میں بیٹھنے اور ان سے مستفید ہونے کا شرف حاصل کیا۔ مولانا عبدالرشید صدیقی نے جس دور میں آنکھ کھولی' وہ انگریزی استبداد کا دور تھا۔ تحریک آزادی اور انگریز دشمنی کا جوش و جذبہ پورے شباب پر تھا۔ پہلی جنگ عظیم کی آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ اتحادیوں نے ترکی کو جرمنی کا ساتھ دینے کی سزا دینے کے لئے خلافت کو ختم کردیا تو ہندوستان کے مسلمانوں نے تحریک خلافت قائم کی۔ مولانا عبدالرشید صدیقی بھی تحریک خلافت کے سرگرم کارکن بن گئے۔ جب علی برادران جھنڈواڑہ (سی پی) سے رہا ہوکر دسمبر 1919ء میں امرتسر پہنچے تو ملتان سے خواجہ عبدالرشید صدیقی اپنے والد کے ہمراہ علی برادران کے استقبال کے لئے امرتسر ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ ملتان تحریک خلافت کا سرگرم مرکز بن گیا۔ ہر ہفتہ طے شدہ پروگرام سے جلوس نکلتا۔ یہ جلوس گھنٹہ گھر سے ہوتا بوہڑ گیٹ اور حرم گیٹ کے راستے صدر دفتر آ کر اختتام پذیر ہوتا۔ مولانا عبدالرشید صدیقی اور تحریک خلافت کے زعماء کی دعوت پر 1921ء میں مولانا سید داؤد غزنوی' مولانا شوکت علی' مولانا سید اسماعیل غزنویؒ مولانا عبدالقادر قصوری اور ڈاکٹر سیف اللہ کچلو ملتان تشریف لائے۔ ملتان ریلوے سٹیشن پر بہت شاندار استقبال ہوا۔ اس کے بعد مسجد جنازگاہ سے متصل کھلی گراؤنڈ میں جلسہ عام ہوا۔ جب دہلی میں آل انڈیا خلافت کانفرنس ہوئی تو ملتان سے مولانا عبدالرشید صدیقی کچھ عرصہ مجلس احرار کے بھی سرگرم رکن رہے لیکن انہوں نے جلد یہ محسوس کیا مجلس احرار ایک خاص مسلک کی ترجمان بن چکی ہے تو انہوں نے اس سے علیحدگی اختیار کی اور 1945ء میں آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔ وہ ایک آزاد اور خود مختار وطن کے خواہاں تھے اور انگریزی حکومت سے نفرت کرتے تھے۔ مسلم لیگ میں آ کر انہوں نے آزادیٔ وطن کے لئے حتی الوسع کوششیں کیں۔ سیاسی تحریکات کے دوران صدیقی صاحب کو پس دیوار زنداں بھی جانا پڑا۔ جب سردار پٹیل نے آغا شورشؒ کو ملتان میں حوالہ جیل کیا تو ان کے ساتھ دو نوجوان اور بھی تھے۔ ان میں سے ایک صدیقی صاحب بھی تھے۔ شورش نے اپنی کتاب بوئے گل نالۂ دل میں ان کا اشارتاً ذکر کیا ہے۔ مولانا عبدالرشید صدیقی نے 1957 اور 1974 کی تحریک ختم نبوت میں بھی نہایت جوش و جذبے سے حصہ لیا۔

24 جولائی 1948ء کو جب دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو مولانا سید داؤد غزنویؒ نے محترم صدیقی صاحب کو جمعیت اہل حدیث ملتان کا ناظم مقرر کیا اور آپ تادم واپسیں جمعیت اہل حدیث ملتان کے ناظم رہے جبکہ مولانا سلطان محمودؒ جلال پور پیروالا صدر رہے۔ مولانا عبدالرشید صدیقی نے جون 1986ء کو اس دار فانی سے کوچ کیا۔

نظریہ پاکستان کے مطابق ملک کو اسلام کا گہوارہ بنانے، جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ

اور کشمیر کی آزادی کے لیے .... ایک تاریخی اعلان

مِلّی مُسلم لیگ کا قیام

ملی مسلم لیگ

MILLI MUSLIM LEAGUE

امریکی و بھارتی ایوانوں میں صفِ ماتم بچھ گیا

خدمتِ انسانیت کے ساتھ ساتھ....

اب شفاف سیاست کی بھی ہوگی مثال قائم

فتنۂ تکفیر اور دہشت گردی کا خاتمہ، ہدفِ اوّلین

خطبۂ جمعہ جامع مسجد القادسیہ۔ صدر ملی مسلم لیگ جناب سیف اللہ خالد ﷾ کی ایک شاندار پالیسی بریفنگ

تدوین و ترتیب
ابوعطف قاضی۔ابوعقاب الامین

اللہ کا شکر ہے کہ ہم جس وطن عزیز سے وابستہ ہیں، اسے قائم ہوئے ستر سال گزر چکے۔ یہ پاکستان اور اس نظریے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا جس نظریے پر آج سے 1437 سال پہلے مدینہ منورہ کی ریاست وجود میں آئی تھی۔ دنیا میں دو ہی ریاستیں ایسی ہیں جو اسلامی تاریخ میں یہ اعزاز رکھتی ہیں کہ ان کی بنیاد ایک نظریہ ہے۔ یہ نظریہ اور عقیدہ کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

مدینہ منورہ وجود میں آیا تو نبی اکرم ﷺ نے ایک چھوٹی سی ریاست کی بنیاد رکھنے کے بعد کچھ چیزوں میں مصلحت اختیار کر لی لیکن نظریہ اور عقیدہ میں کوئی مصلحت اختیار نہیں کی۔ اس کی خاطر جانیں پیش کرنا پڑیں تو پیش کیں، اموال بھی قربان کئے۔ ایک ایک دن میں ستر ستر ساتھیوں کی شہادتیں بھی پیش کرنا پڑیں تو کیں۔ تمام جنگیں اس بنیاد پر ہوئیں۔ سب لڑائیوں کی بنیاد یہ نظریہ تھا۔ مشرکین مکہ سے معرکہ آرائیوں کی وجہ یہی نظریہ تھا، یہود خیبر و مدینہ کے خلاف معرکوں کی بنیاد یہ نظریہ تھا۔ دنیا سے جنگ اس نظریہ اور کلمہ کی بنیاد پر ہوئی، ایرانیوں کو دعوت دی تو اس بنیاد پہ، آپ ﷺ کی زندگی کا ماحصل یہ نظریہ بن گیا تھا۔

احد والے دن کا واقعہ بڑا معروف ہے کہ جب ابوسفیان اونچے ٹیلے پر کھڑا للکار رہا تھا، اے مسلمانو! تمہارے ابوبکرؓ کہاں ہیں آج؟ تمہارے عمرؓ کہاں ہیں؟ ارے تمہارے محمد (ﷺ) کہاں ہیں آج؟ لیکن اسے جواب نہیں مل رہا تھا کہ آپ ﷺ نے جواب دینے سے منع کر دیا تھا لیکن جونہی شرک کے پرستار، مشرکین کے سالار نے اسلام کے نظریے پر ضرب لگائی، کہا

اعل ھبل۔ ھبل کی جے، مدینہ والو! آج تمہارا رب ہار گیا۔ ہمارا ھبل جیت گیا، اس پر نبیؐ خاموش رہے نہ صحابہؓ۔ آپؐ نے فرمایا، ساتھیو! اب خاموش نہیں رہنا، اس کا جواب دو۔ عرض کیا، اللہ کے پیغمبرؐ! کیا جواب دیں؟ فرمایا، اس کو کہو! **اللہ اعلیٰ و اعز واجل**۔ اللہ ہی سب سے اعلیٰ ترین ہے اور سب سے زیادہ عزت والا اور جلال والا ہے۔ تیرے لات، منات، عزیٰ کی اللہ کے سامنے کیا اوقات ہے، کہنے لگا **العزی لنا ولا عزی لکم**، عزیٰ ہماری ہے لیکن تمہاری کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ اس لئے تم کو شکست ہوئی ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا، اسے جواب دو، **اللہ مولانا لا مولیٰ لکم**۔ عزیٰ کی بات کرنے والو! یہ عزیٰ کیا حیثیت رکھتی ہے؟ یہ مٹی، پتھر کے تراشیدہ بت کیا وقعت رکھتے ہیں۔ یہ کیا کسی کی مدد کر سکتے ہیں، جو اپنی مدد نہیں کر سکتے، وہ دوسرے کی مدد کیا کریں گے۔

کائنات میں سب سے بڑا مولیٰ و مددگار اللہ ہے اور ہمارے ساتھ ہمارا داتا ہے، وہی ہمارا کارساز ہے، وہ

جذبہ ہے جس نے ہمیں فتح سے ہمکنار کیا۔

مفتی القدس نے العربیہ نیوز چینل سے بات کرتے ہوئے کہا کہ مسجد اقصیٰ میں صورتحال پہلے کی طرح بحال ہوگئی ہے اب ہم وہاں نماز ادا کریں گے۔ مسجد اقصیٰ میں داخلے کے لیے عرکی اسرائیلی شرط کو سختی سے مسترد کرتے ہیں۔

یکم اگست کو خبر آئی کہ اسرائیل کی سرکردہ سیاسی پارٹی اللیکوڈ نام نہاد فوجداری قوانین میں ایک نمایاں ترمیم کرنے کے درپے دکھائی دیتی ہے۔ فوجداری قانون میں مجوزہ تبدیلی کا مقصد فلسطینیوں کو ہلاکت خیز سزائیں دینا ہے۔ عبرانی اخبار اسرائیل حیوم اور چینل سیون نامی سیٹلائٹ ٹی وی کے مطابق مجوزہ قانون میں شامل دفعات کے ذریعہ "دہشت گردی" کے خاتمے میں مدد ملے گی۔ اس مجوزہ ترمیم کے ذریعہ ان فلسطینی اسیران کو سزائے موت دی جاسکے گی جو ایسی عسکری کارروائیوں میں ملوث پائے گئے ہوں جن میں اسرائیلی شہری ہلاک ہوئے ہوں۔ اللیکوڈ پارٹی سے تعلق رکھنے والے رکن اسرائیلی پارلیمنٹ ناوا ہوکر نے بتایا کہ مجوزہ ترمیم کے ذریعہ ہم فوجداری قانون میں ایسی کڑی سزائیں متعارف کرانا چاہتے ہیں کہ جن سے دہشت گرد حملوں اور اسرائیل مخالف سرگرمیوں کا تدارک اور اسرائیلی شہریوں کی زندگیوں کو محفوظ بنایا جاسکے۔

5 اگست کے روز ان 3 فلسطینی نوجوانوں کی تدفین ہوئی جنہیں اسرائیل نے شہید کرکے لاشیں اپنے پاس رکھ لی تھیں۔ نماز جنازہ اور تدفین میں ہزاروں شہریوں نے شرکت کی۔ دو شہداء عبداللہ طقاطقہ اور محمد تنوع کو غرب اردن کے جنوبی شہر بیت اللحم میں شہداء قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا جبکہ ایک شہید رافت الحرباوی الخلیل شہر کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

الحرباوی گزشتہ ماہ کے وسط میں بیت عنون چوک کے قریب اس وقت جام شہادت نوش کر گئے تھے جب اسرائیلی فوج نے ان پر اندھا دھند گولیاں چلائی تھیں۔ 24 سالہ شہید عبداللہ علی طقاطقہ کا تعلق جنوبی بیت اللحم سے تھا۔ انہیں اسرائیلی فوج نے 28 جولائی کو عصیون یہودی کالونی کے مرکزی چوک میں گولیاں مار کر شہید کیا۔

اسرائیلی حکام نے فلسطین کے صرف مقبوضہ بیت المقدس میں فلسطینیوں کے مزید 12 رہائشی مکانات مسمار کرنے کی منظوری دی ہے۔ اسرائیلی اخبار یروشلم پوسٹ کے مطابق حریدی یہودی فرقہ کے ایک مذہبی پیشوا نے حرم قدسی کے داخلی راستے پر مسجد اقصیٰ کے قریب ایک نیا یہودی مذہبی تعلیمی ادارہ قائم کرنے کی منظوری دی ہے۔

اسرائیل کی ساری شرارتوں اور بدمعاشیوں کا جواب بھی اسے اول دن سے مل رہا ہے اور سارے عالم کفر کی مدد وحمایت کے باوجود اس کا کوئی دن سکون سے نہیں گزرا۔ وہ دن قریب ہے جب اسرائیل حرف غلط کی طرح مٹے گا۔ حالیہ واقعات نے تو ایک بار پھر اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔



جاری ہے"

اب بھلا محض 80 ہزار آبادی والا علاقہ کیا اور کیسے علیحدگی اختیار کرے گا؟ حیران کن امر ہے لیکن سعودی عرب کی دشمن قوتیں بات کا بتنگڑ بنا کر مسلسل شرانگیزی میں مصروف ہیں۔ تاکہ سعودی عرب کے اندر فساد پھیلایا جاسکے لیکن وہ اس میں اب تک مسلسل نامراد ہیں۔

27 جولائی 2017ء کو حوثیوں نے ایک بار پھر مکۃ المکرمہ پر میزائل حملہ کیا جسے سعودی فضائیہ نے جدید ترین اینٹی میزائل پیٹریاٹ سسٹم کے ذریعے تباہ کر دیا۔ حوثی باغیوں نے مکہ مکرمہ پر بیلسٹک میزائل حملہ ایک ایسے وقت میں کیا جب دنیا بھر سے عازمین حج کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ عرب اتحادی فوج کے بیان میں کہا گیا ہے کہ نگرانی نہ ہونے کے باعث باغیوں کو الحدیدہ بندرگاہ سے بلیسٹک میزائل اور دیگر بھاری ہتھیار پہنچائے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ باغی امدادی سامان اور اشیائے ضروریہ کے سامان کے ٹرکوں کے لیے جاری کردہ اجازت ناموں کا غلط استعمال کر رہے ہیں۔

سعودی عرب کو بدنام کرنے کے لیے ساری دنیا اور دنیا بھر کا میڈیا یمن کے مہاجرین و پناہ گزینوں کی دن رات عجیب عجیب کہانی سنا رہا ہے لیکن انہی پراپیگنڈا سازوں کو عراق، شام، افغانستان، کشمیر برما اور وسطی افریقہ سمیت دنیا بھر میں لٹے پٹے مسلمان قطعی نظر نہیں آتے کیونکہ مقصد ہی کچھ اور ہے کہ اگر دنیا میں مسلمانوں کی کوئی بھی مضبوط حکومت قائم ہے تو اسے بھی توڑ کر ختم کیا جائے۔ عالم اسلام کو اس حوالے سے فوری اقدامات اٹھانے اور سوچ بچار کرنا ہوگا۔



روہنگیا کی شناخت کرتے ہوئے انہیں واپس بھیجنے کے انتظامات کیے جائیں کیونکہ "دہشت گرد گروپوں" کی جانب سے انہیں بھرتی کیا جاسکتا ہے۔ تمام ریاستوں کو روانہ کردہ ایک مکتوب میں مرکزی وزارت داخلہ نے کہا کہ گزشتہ چند دہائیوں میں دہشت گردی میں اضافہ کئی ممالک کے لیے سنگین تشویش کا باعث بن گیا ہے۔

وزارت داخلہ نے گزشتہ ہفتہ روانہ کردہ مکتوب میں کہا کہ یہ غیر قانونی تارکین وطن نہ صرف ہندوستانی شہریوں کے حقوق پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ سکیورٹی کے لیے بھی سنگین خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ کہا گیا کہ میانمار کی ریاست راکھین سے روہنگیاؤں کی ہندوستانی علاقہ میں بالخصوص حالیہ برسوں میں دراندازی جہاں ملک کے وسائل پر بوجھ بنتا جا رہا ہے، وہیں یہ ہندوستان کو لاحق سنگین سکیورٹی چیلنجز میں سے ایک ہے۔

بھارتی وزیر مملکت برائے داخلہ کرن رجیجو نے 9 اگست 2017ء کو پارلیمنٹ میں بیان دیتے ہوئے کہا تھا کہ دستیاب اعداد و شمار کے مطابق اس وقت اقوام متحدہ کے ادارے یو این ایچ سی آر میں درج رجسٹر 14 ہزار روہنگیا باشندے ہندوستان میں قیام پذیر ہیں لیکن ہم انہیں نکال کر رہیں گے۔







عید قربان اور قربانی کے احکام و مسائل

کتاب و سنت کی روشنی میں

احکام و مسائل

پروفیسر ظفر اقبال شہباز ﷾

دین اسلام میں اللہ کی وحدانیت پر ایمان لانے کے بعد اس کی بندگی کا ثبوت ضروری ہے۔ اس ثبوت کے لئے عمل درکار ہے۔ بندگی کا طریقہ بھی اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کے ذریعے ہم تک پہنچادیا ہے جس سے سر مو انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ اس عبادت میں نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج شامل ہیں۔ ویسے اگر غور کیا جائے تو مومن کی زندگی کی ایک ایک حرکت بندگی اور عبادت ہے۔

رمضان المبارک کے روزے مکمل ہونے پر عید الفطر ہے جو مہینہ بھر بھوک پیاس برداشت کرتے ہوئے صبح سے شام تک حکم الٰہی کے مطابق وقت بسر کیا جاتا ہے۔ اس عمل اور بندگی کے ذریعے انسان اللہ کا ہر حکم ماننے کے لئے کمر بستہ ہوجاتا ہے اور اس کا تزکیہ نفس ہوجاتا ہے۔ اللہ سے اپنے اعمال کی قبولیت اور حصول اجر کے لئے شوال کی پہلی تاریخ کو عید ادا کی جائے جو زندگی میں ہر سال آتی ہے۔ اس دن عبادت ہی شعار اسلام ہے۔

ایک اور عید جسے عیدالاضحیٰ کہتے ہیں' یہ بھی ہر سال ادا کی جاتی ہے۔ یہ عید عبادت ہے۔ عید والے دن دو رکعت نماز ادا کی جاتی ہے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حج ادا کرنے والے میدان منیٰ میں جانوروں کی قربانی کرتے ہیں اور باقی مسلمان اپنے اپنے ملکوں میں اللہ کی راہ میں جانور ذبح کرتے ہیں۔ یہ قربانیاں جلیل القدر پیغمبر ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں کی جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت کو یہ خلوص اور قربانی اتنی زیادہ پسند آئی کہ اسے شریعت محمدی ﷺ کا حصہ بنادیا۔ اس لئے ہم اسے شریعت محمدی ﷺ کا حکم سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔

قربانی کا قرآن کریم میں دو جگہ تذکرہ ہے۔ ایک سورۃ المائدہ میں آدم کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کے بارے میں اور دوسرے سورہ صافات میں باپ بیٹے ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے فرمایا

ترجمہ: اور انہیں آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر ٹھیک ٹھیک سنا دیجئے۔ جب ان دونوں نے قربانی پیش کی۔ پھر ان دونوں میں سے ایک کی قربانی قبول کرلی گئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہ ہوئی' اس نے کہا میں تجھے ضرور ہی قتل کردوں گا۔ اس نے کہا (ہابیل نے) بے شک اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کی قربانی ہی قبول کرتا ہے۔ (المائدہ 27)

آدم علیہ السلام کے ان دو بیٹوں کا نام ہابیل اور قابیل مشہور ہے۔ ان میں کسی وجہ سے جھگڑا پیدا ہوا۔ ہابیل حق پر تھا اور قابیل باطل پر۔ دونوں میں طے ہوا کہ اللہ کے حضور قربانی پیش کرتے ہیں۔ ان میں ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی قبول نہ ہوئی۔ قابیل حق کو قبول کرنے کی بجائے غضبناک ہوگیا۔ ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو صرف اس سے ڈرنے والے لوگوں کی قربانی کو ہی قبول کرتا ہے گویا کہ ثابت ہوا کہ قربانی کی قبولیت کی شرط تقویٰ ہے۔ قربانی کا مفہوم بھی یہی ہے کہ ایسا عمل جس سے اللہ کی قربت حاصل ہوجائے۔ اللہ کی قربت سے مراد عمل کی قبولیت ہے۔ یہ واقعہ طویل ہے۔ اور اس کے بارے میں کوئی مستند روایت نہیں۔ دراصل یہ آیات نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی ہیں۔

ان میں اللہ اپنے نبی ﷺ کو بتانا چاہتا ہے کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ دینی اور دنیاوی نعمتوں سے نوازتا ہے' لوگ اس سے حسد اور بغض رکھتے ہیں۔ ایسے حالات میں تقویٰ ہی ایسا عمل ہے جو کامیابی کی دلیل ہے اور قربانیاں بھی اس کی وجہ سے قبول ہوتی ہیں۔

آج ہم جو قربانیاں پیش کرتے ہیں' اس میں بھی اللہ رب العزت تقویٰ ہی کو شرط قرار دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ (الحج۔ 37)

اس لئے خالص عقیدہ توحید (جس میں شرک کی آمیزش نہ ہو) رکھتے ہوئے سنت کے اصول کے مطابق قربانی کی جائے تو وہ قبول ہوجائے گی۔ جس کا آج کے دور میں مسلمان پورا اہتمام نہیں کرتے۔ بہت سے لوگ جانور ذبح کرنے سے پہلے قبر اور مزاروں پر طواف کرواتے ہیں اور دوسرے لوگ جانوروں کو خوب بنا سنوار کر' گلوں میں ہار ڈال کر طرح طرح کے رنگ کرکے گھماتے پھراتے ہیں۔ اس طرح سے اپنے عمل کو ضائع کر بیٹھتے ہیں کیونکہ یہ نری ریاکاری ہے۔

قربانی کا دوسرا واقعہ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کا ہے جسے سورۃ الصافات میں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے (لڑکا) عطا کر جو نیکوں سے ہو تو ہم نے اسے ایک بہت بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ پھر جب وہ اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچ گیا تو اس نے کہا' اے میرے چھوٹے بیٹے! بلاشبہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ بے شک میں تجھے ذبح کر رہا ہوں' تو دیکھ' تو کیا خیال کرتا ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! تجھے جو حکم دیا جارہا ہے' کرگزر' اگر اللہ نے چاہا تو

ضرور مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔ تو جب دونوں نے حکم مان لیا اور اس نے اسے پیشانی کی ایک جانب پر گرا دیا تو ہم نے اسے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے خواب سچا کر دکھایا، بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ (الصافات 100-105)

نبیؑ کا خواب بھی وحی ہوتا ہے' اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو اللہ کا حکم سمجھ کر بغیر کسی تردد کے اس پر عمل کا ارادہ کر لیا اور بیٹے سے کہا اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں' بتلایئے تمہارا کیا خیال ہے؟

اسماعیل علیہ السلام نے اسے محض خواب نہیں بلکہ اللہ کا حکم سمجھا اور یہ صاف دلیل ہے کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔ اس میں اسماعیل علیہ السلام کی کمال اطاعت کے ساتھ ان کا کمال صبر ظاہر ہو رہا ہے۔

جب باپ اور بیٹا دونوں تیار ہوگئے' باپ ذبح کرنے اور بیٹا ذبح ہونے کے لئے تیار ہوگئے' بیٹے کو پیشانی کے ایک جانب لٹایا اور ذبح کرنے لگے تو اللہ تعالی نے آواز دی کہ اے ابراہیم علیہ السلام! آپ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا کہ تو اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہے۔ کیونکہ تو نے کوشش کی اور پوری طاقت صرف کی' دل سے تیار ہوئے' ظاہری وسائل و اسباب مہیا کر لئے' چھری گردن پر رکھ دی۔ پورے حوصلے اور ہمت کے ساتھ چھری چلانے لگے تو اللہ رب العزت نے ان کو خلوص اور عمل دونوں کو مان کر فرمایا کہ بے شک یہ ایک خواب ہی تھا لیکن اسے تو نے حقیقت کا روپ دے دیا۔ ایسے ہی مخلص لوگوں کو اللہ جزاء اور بدلہ دیا کرتا ہے۔

قرآن کریم میں یہ واقعہ بہت ہی قدیم دور کا تھا لیکن اسوہ ابراہیم کو اللہ تعالی نے شریعت محمدی کا حصہ بنا دیا اور اب اس عظیم الشان عمل کی یاد میں دنیا بھر کے مسلمان جانوروں کی قربانی دیتے ہیں۔ حاجی میدان منیٰ میں اور دوسرے مسلمان اپنے اپنے ملکوں اور علاقوں میں۔

احادیث میں قربانی کے جو مسائل مذکور ہوئے' اب ان کا احاطہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

قربانی کا حکم

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ قربانی (ہر صاحب استطاعت پر) واجب ہے کیونکہ یہ شعائر اسلام میں سے ہے۔ دوسرے اس لئے بھی واجب ہے کیونکہ رب تعالی نے قربانی اس شخص کے لئے مشروع کی ہے جو مکہ میں نہیں تا کہ قربانی کرنے میں سب بلاد و ممالک کے مسلمان برابر ہو جائیں۔ بے شک یہ رب تعالی کی رحمت اور اس کی نعمت ہے کہ جب اس نے ان لوگوں کو مکہ پہنچ کر قربانی کرنے سے محروم رکھا تو اس نے ان بندوں کو اپنے اپنے علاقہ میں قربانی کرنے کو مشروع کر دیا۔ تب پھر قربانی شعائر اسلام میں سے ہے۔ یہ قول بے حد قوی اور دلائل صحیحہ سے ثابت ہے۔

قربانی کی شرائط:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو سیاہ و سفید رنگ کے لمبے اور مڑے ہوئے سینگوں والے مینڈھے قربان کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان پر تسمیہ پڑھتے اور تکبیر کہتے اور قربانی کرتے وقت ان کے منہ کے ایک رخ پر اپنا پائے مبارک رکھتے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں' آپ ﷺ نے ان دونوں مینڈھوں کو اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔ (صحیح بخاری 5565) اور ایک روایت میں سمینین یعنی دو موٹے مینڈھے (مسلم 1986) کا لفظ بھی ہے۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے' آپ ﷺ (مینڈھوں کو ذبح کرتے وقت) یہ دعا پڑھتے تھے۔

(بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)

نبی کریم ﷺ قربانی کے جانور کیسے ذبح فرمایا کرتے تھے:

صحیح مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے مینڈھے کو قربان کرنے کا حکم دیا جو سینگوں والا ہو اور وہ کالے پیروں کے ساتھ چلتا ہو۔ (یعنی اس کے چاروں پیروں کا اگلا حصہ سیاہ ہو) اور وہ کالے رنگ کے ساتھ بیٹھتا ہو۔ (یعنی اس کا پیٹ بھی سیاہ ہو جس پر وہ بیٹھتا ہو) اور وہ کالے رنگ میں دیکھتا ہو (اس کی آنکھوں کے گرد کا حلقہ سیاہ رنگ کا ہو)

چنانچہ ایسا مینڈھا خدمت نبوی میں لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اسے ذبح فرمائیں۔ پس آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے ارشاد فرمایا۔ اے عائشہ! چھری لاؤ۔ پھر فرمایا: اس کو کسی پتھر پر (رگڑ کر) تیز کرو۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کیا۔ پھر آپؐ نے چھری کو لیا۔ پھر مینڈھے کو پکڑا' پھر اس کو پہلو کے بل لٹایا۔ پھر اسے ذبح کرنے لگے' پھر ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھنے لگے۔ بسم اللہ' اے اللہ تو اس قربانی کو محمد (ﷺ) سے اور محمدؐ کی آل سے اور (محمد ﷺ) کی امت کی طرف سے قبول فرما لے۔ پھر آپ ﷺ نے اس مینڈھے کو قربان کر دیا۔ (صحیح مسلم 1967)

حدیث سے مستنبط احکام و مسائل

1۔ قربانی کرنا مشروع ہے اس کی دلیل (کسان یضحی) کے الفاظ ہیں۔

2۔ قربانی کی مشروعیت سنت قولیہ' سنت فعلیہ اور سنت اقراریہ سے ثابت ہے چنانچہ آپؐ نے خود بھی قربانی کی قربانی کرنے کا حکم بھی فرمایا اور قربانی کرنے والوں کے فعل کو برقرار رکھا۔

3۔ نبی کریم ﷺ بے حد کریم تھے' آپؐ بہتر جانور کو قربانی کے لئے انتخاب فرماتے۔

4۔ افضل زیادہ قربانیاں کرنا نہیں بلکہ افضل اتباع نبوی ہے۔

5۔ نبی کریم ﷺ کی چونکہ امت تھی۔ اس لئے آپ کا امت کی طرف سے قربانی کرنا جائز تھا چونکہ ہماری کوئی امت نہیں بلکہ سب کا حکم ایک ہے' ہمارا پوری امت کی طرف سے قربانی کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

6۔ جانور اپنی ظاہری خلقت میں جس قدر کامل ہوگا' اسی قدر اس کی قربانی افضل ہوگی۔ اس کی دلیل اقرنین اور املحین کے الفاظ ہیں۔

7۔ تسمیہ اور تکبیر ذبح کرتے وقت پڑھے جائیں گے۔

8۔ قربانی کرتے وقت اس کی گردن پر پاؤں رکھنا مستحب ہے کیونکہ ایسا نبی کریم ﷺ نے کیا ہے جانور کو راحت بھی ملتی ہے۔

قربانی کرنے والے کے لئے مناسب تو یہی ہے کہ وہ قربانی کو خود ذبح کرے کیونکہ اس میں کمال بندگی کا اظہار ہے کہ یوں بندہ ذکر۔ فعل اور مال تینوں کے ساتھ رب تعالی کا قرب حاصل کرے گا۔

9۔ قربانی کا فربہ ہونا افضل ہے۔ اس کی دلیل سمینین ہے۔

10۔ مینگے جانور کی قربانی مستحب ہے۔

11۔ قربانی کے جانوروں میں مینڈھا منتخب کرنا اور اس میں بھی سینگوں والا منتخب کرنا افضل ہے کیونکہ وہ اپنی خلقت میں پورا اور کامل ہوتا ہے۔ اس میں بھی کلا مینڈھا زیادہ پسند کیا گیا ہے۔

12۔ ذبح کرنے میں دوسرے کی مدد لینا جائز ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مدد لی تھی۔

13۔ مناسب یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت چھری خوب تیز ہو کیونکہ اس میں ذبیحہ کو راحت ملتی ہے البتہ چھری کو جانور کی نظروں سے چھپا کر رکھا جائے تاکہ جانور بے چین نہ ہو۔

14۔ جانور کو پہلو کے بل لٹانا مسنون ہے۔ البتہ اونٹ کو حالت قیام میں نحر کیا جائے گا۔ بھیڑ، بکری، گائے وغیرہ کو لٹانے میں دائیں پہلو پر لٹانا زیادہ بہتر ہے۔

15۔ بسم اللہ اور تکبیر میں صرف بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنا جائز ہے کیونکہ بسم اللہ واجب اور حلت کی شرط ہے جبکہ تکبیر کہنا مسنون ہے۔

16۔ قربانی کی قبولیت کی دعا کرنا مسنون ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کے ذبح کے بعد فرمایا:

اللهم تقبل من محمد ومن آل محمد ومن امة محمد

17۔ نبی کریم ﷺ کا اپنی امت پر احسان و کرم ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے رب تعالی سے بہت دعا مانگی۔

ان مسائل و احکام میں سوچنے اور سمجھنے کے لئے موتی بکھرے ہوئے ہیں جنہیں سمیٹ کر اپنے خالی دامن بھر لینے چاہئیں۔

قربانی کا وقت

جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک دفعہ) عید قربان میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، پس آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ان بکریوں کی طرف نگاہ کی جو ذبح کی جا چکی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، جس نے نماز سے قبل قربانی کی ہے وہ اس کی جگہ ایک اور قربانی کرے اور جس نے ابھی تک قربانی نہیں کی، وہ قربانی کرے اور وہ اللہ کے نام پر (اللہ کا نام لے کر قربانی کرے)۔ بخاری و مسلم (1960,5562

اس حدیث سے جو نتائج و فوائد حاصل ہوتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عیدگاہ کے آس پاس قربانیوں کو ذبح کیا جا سکتا ہے تاکہ قربانی والوں کو نماز زمان و مکان دونوں اعتبار سے قربانی کے ساتھ مل جائے۔

لیکن موجودہ زمانے میں اگر قربانیوں کو عیدگاہ لے جانے میں نمازیوں کو تشویش ہوتی ہو، پھر خون اور دیگر آلائشوں سے نمازیوں کو اذیت بھی ہوتی ہو جبکہ جانوروں کی بھیڑ ہو جانے سے جانوروں کے گڈ مڈ ہو جانے کا اور اس کے نتیجے میں باہمی نزاع کا بھی اندیشہ ہو تو ہم یہ کہیں گے کہ مفاسد کو دور کرنا مصالح کو حاصل کرنے سے اولی ہے۔ تب پھر قربانیوں کا اپنے اپنے محل پر کرنا ہی بہتر ہے۔

2۔ نماز عید سے پہلے کی جانے والی قربانی شرعی قربانی نہ ہوگی اور ایسا کرنے والے کو اس کی جگہ دوسری قربانی کرنی ہوگی۔ اس کی دلیل "مکانها" کے الفاظ ہیں اور یہ بدل لانا واجب ہے، اس کی دلیل فليذبح کے الفاظ ہیں اور یہ الفاظ اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ دوسری قربانی پہلی کی مثل ہو اور اگر اس سے بہتر ہو تو خوب۔

قربانی کے جانور کے ان عیوب کا بیان جو قربانی میں مانع ہوتے ہیں

حدیث میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور (ہمیں قربانی کے جانور کے مسائل بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا" چار (قسم کے) جانور ہیں جو قربانیوں میں (ذبح کرنے) جائز نہیں ہیں۔ (1) کانا جانور جس کا کانا پن واضح ہو۔ 2۔ بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو۔ 3۔ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو۔ 4۔ اور اتنا بوڑھا جانور کہ اس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

اس حدیث کو امام احمد اور ائمہ اربعہ نے روایت کیا ہے جبکہ امام ترمذی اور امام ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (مسند احمد 284/4، سنن ابوداؤد 2802 جامع ترمذی 1497، سنن نسائی 215/7 سنن ابن ماجہ 3144، صحیح ابن حبان 5919)

حدیث سے ماخوذ فوائد: 1۔ نبی کریم ﷺ امت تک شریعت کے احکامات کو پہنچا دینے کے لئے بے حد شائق تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان احکام کو خطبہ میں ارشاد فرمایا

2۔ جس جانور کا کانا پن واضح ہو اس کی قربانی جائز نہیں اور جب کانے جانور کی قربانی جائز نہیں تو اندھے جانور کی قربانی تو بدرجہ اولی جائز نہ ہوگی

3۔ شدید مرض والے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں البتہ جو جانور ہلکا پھلکا بیمار ہو اس کی قربانی کر سکتے ہیں۔

4۔ جس جانور کو دردزہ شروع ہو گیا، جب تک وہ بچہ نہ جن دے، اس کو قربانی میں ذبح نہ کرے کیونکہ ایسا جانور موت کے خطرے میں ہوتا ہے اور بسا اوقات بچہ جنتے وقت مر بھی جاتا ہے۔

5۔ جس جانور کا لنگڑا پن واضح ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ یہ لنگڑا پن چاہے ایک پیر میں ہو یا چاہے چاروں پیروں میں ہو، دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ جانور صحیح جانوروں کے ساتھ مل کر ان کی طرح نہ چل سکتا ہو بلکہ ہمیشہ ان سے پیچھے رہتا ہو حتیٰ کہ چوکا دینے کے باوجود بھی چلنے میں صحیح جانوروں کا ساتھ نہ دے سکتا ہو۔

6۔ جس جانور کا ہاتھ پیر کٹا ہو اس کی قربانی بدرجۂ اولی جائز نہ ہوگی

7۔ جو جانور اپاہج ہو اس کی قربانی بھی جائز نہ ہوگی۔ اپاہج اس جانور کو کہتے ہیں جو چل نہ سکتا ہو۔

8۔ ایسا عمر رسیدہ جانور جس کی ہڈیوں کا گودا ختم ہو چکا ہو اس کی قربانی بھی جائز نہ ہوگی۔

رب تعالی کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اس کی بارگاہ میں ناکارہ، بے کار اور عیب والی شے پیش کرنا از حد غیر مناسب ہے۔ غرض یہ حدیث بتلاتی ہے کہ قربانی کے لئے ہر قسم کے عیب سے سلامت اور صحیح جانور کو ذبح کیا جائے۔

قربانی میں دوندے جانور کو ذبح کرنے کا حکم

جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے

باقی صفحہ 55 پر

فتاویٰ آن لائن

اپنے علاقے کے سوا دوسرے شہروں میں مظلوم و مستحق مسلمانوں کے لئے اداروں کے ذریعے قربانی عطیہ کرنے کی شرعی حیثیت

تحریر: حافظ عثمان شفیق (شعبہ دعوت واصلاح ph:03068898995)

نظر ثانی: مفتی عبدالرحمٰن عابد المدنی و مفتی خاور رشید بٹ

قارئین کرام !

جو مسلمان قربانی کی استطاعت رکھتا ہے اس کے لیے قربانی کرنا فرض ہے اور بہتر ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرے، اس کا گوشت خود بھی کھائے اور فقراء کو بھی اس سے مستفید کرے .چنانچہ ارشاد ربانی ہے

فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوْا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ (الحج 36)

اسے(خود بھی) کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔

اب اس معاملے میں ایک *سوال *پیدا ہوتا ہے کہ * کیا کوئی مسلمان دنیا کے مظلوم مسلمانوں کو اپنی خوشیوں میں شامل کرنے کے لیے ان کے علاقے میں اپنی قربانیاں بھیج کر وکالتاً ان سے ذبح کروا سکتے ہیں تا کہ وہ لوگ گوشت سے مستفید ہو سکیں یا ان کو قربانیاں عطیہ کر سکتے ہیں تا کہ وہ اپنی طرف سے قربانی بھی کر لیں اور گوشت بھی کھا لیں؟

کچھ دنوں سے فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کے حوالے سے ایک فتوی بعض بھائیوں نے انٹرنیٹ پر بریکٹوں میں تحریفات کر کے پیش کیا ہے جس سے عامۃ الناس کافی مضطرب ہیں۔ سو ہم قرآن وسنت کے آئینے میں اس مسئلہ کو دیکھتے ہیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ اس عمل کو بدعت کہنا یا خلاف سنت کہنا کہاں تک درست ہے؟

قرآن و احادیث میں ہمیں قربانی اور اس کے جانور کی بہت ساری شرائط ملتی ہیں لیکن ان میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ قربانی کرنے والا شخص اپنی قربانی اپنے علاقے میں ہی ذبح کرے گا یا اس کا گوشت باہر علاقے میں نہیں بھیجا جا سکتا۔

اس کے برعکس ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیاں لوگوں میں تقسیم بھی کی ہیں اور دوسرے علاقے میں نیابت کرتے ہوئے ذبح بھی کی ہیں اور کروائی بھی ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ان دلائل کو ملاحظہ فرمائیں .

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ : قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا۔(بخاری 5547)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم کیے۔

اس حدیث میں مطلقاً آیا کہ آپ ؐ نے صحابہ کرامؓ میں قربانیاں تقسیم کیں، کیا وہ صرف خاص مدینہ ہی سے تھے' اس کی تخصیص نہیں' جو ضرورتمند تھے آپ ؐ نے انہیں عطیہ کر دیں۔

وَضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ (صحیح بخاری 5559)

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری بیویوں کی طرف سے(مکہ میں) گائے کی قربانی کی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اپنی تمام بیویوں کی طرف سے نیابت کرتے ہوئے گائے ذبح کی حتی کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گوشت پیش کیا گیا تو آپ ؐ نے پوچھا یہ کس کا گوشت ہے تو آپ کو بتایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

3۔ عن جابر رضی الله عنه ....ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ، فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَعْطَى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ ..الخ (مسلم 1218)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ قربانی دیئے تریسٹھ اپنے ہاتھ سے ذبح کیے۔ باقی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے ذبح کیے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بقیہ قربانیاں کیں اور لوگوں میں گوشت تقسیم کیا۔

4۔ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ، ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي، ""فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ، حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ(صحیح بخاری 2317)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے قلادے بٹے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جانوروں کو یہ قلادے اپنے ہاتھ سے پہنائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جانور میرے والد کے ساتھ (9ھ کو حج کے موقع پر مکہ میں قربانی کے لیے) بھیجے۔ ان کی قربانی کی گئی۔ لیکن (اس بھیجنے کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر (محرم حجاج کی طرح) کوئی ایسی چیز حرام نہیں ہوئی جسے اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال کیا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم 9ھ میں جو حج کا قافلہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں روانہ کرتے ہیں' اس کے ساتھ قربانی کے جانور بھی بھیجتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہیں اور آپ کی طرف سے یہ جانور مکہ میں قربان کیے گئے، اگر اپنے علاقے میں ہی ذبح کرنے کی شرط ہوتی تو آپ کبھی بھی مدینہ میں رہتے ہوئے مکہ میں قربانی کے جانور نہ بھیجتے

5۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تهادوا تحابوا" (الأدب المفرد 594:)

ایک دوسرے کو آپس میں تحفہ دیا کرو' اس سے محبت بڑھتی ہے۔

باقی صفحہ 61 پر

عید قربان اور ہماری صحت

طب نبویؐ

انتخاب: ابو بلال یاسر

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس کی نعمتوں پر شکر بجالانا لازم ہے۔ غذائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لیے بہترین عطیہ ہیں اور غذاؤں میں سے گوشت نہایت عمدہ غذا ہے جو لذیذ بھی ہے اور صحت بخش بھی۔ گوشت کے استعمال سے جسم کی توانائی' قوت اور طاقت میں اضافہ اور صالح خون پیدا ہوتا ہے۔ معاشرے کے تمام افراد اپنی حیثیت' استطاعت اور پسند کے مطابق وقتاً فوقتاً مختلف جانوروں کے گوشت کو استعمال میں لاتے رہتے ہیں۔

وطن عزیز کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر میں گوشت کی مختلف قسم کی ڈشیں تیار کی جاتی ہیں۔ گوشت فارسی زبان کا لفظ ہے۔ ہمارے ہاں بکرے کے گوشت کو چھوٹا جبکہ بیل' گائے یا بھینس وغیرہ کے گوشت کو بڑا گوشت کہا جاتا ہے۔ سائنسی طور پر گوشت یعنی ریڈ میٹ (Red Meat) ایک صحت مند کھانا تصور کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں پروٹین خاصی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ طبی اصولوں کے مطابق ایک صحت مند شخص کو ایک وقت میں آدھا پاؤ یا 100 سے 150 گرام سے زیادہ گوشت استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ گوشت سفید ہو یا سرخ' حیوانی پروٹین (Protein) کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے اور انسانی جسم کی نشوونما کے لیے پروٹین کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ یہ انسانی جسم میں خلیوں کی توڑ پھوڑ یعنی میٹابولزم (Metabolism) کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کمزوری دور کر کے اینٹی باڈیز (Antibodies) پیدا کرتی ہے جس کی بدولت جسم مختلف اقسام کے انفیکشن سے محفوظ رہتا ہے۔

گوشت کی بدولت ہی خون میں سرخ خلیے یعنی ریڈ بلڈ سیلز (Red Blood Cells) بنتے ہیں جبکہ آئرن (Iron)' زنک (Zinc)' سیلینیم (Selenium) اور مختلف اقسام کے وٹامنز بھی اسی سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ آئرن سے جسم میں ہیموگلوبن (Haemoglobin) پیدا ہوتا ہے اور خون کی ترسیل بہتر ہوتی ہے' زنک سے نئے ٹشوز بنتے ہیں اور سیلینیم جسم سے غیر ضروری چکنائیوں اور دیگر کیمیکلز ختم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

گوشت میں موجود وٹامن اے' بی اور ڈی ہڈیوں' دانتوں' آنکھوں اور دماغ کے ساتھ ساتھ جلد کو بھی جوان رکھتے ہیں۔ حیاتیاتی اعتبار سے اس میں مکمل پروٹین جن میں آٹھوں بنیادی امائنو ایسڈز (Amino Acids) موجود ہوں' پائے جاتے ہیں۔ یہ ضروری بنیادی امائنو ایسڈز قدرتی طور پر انسانی جسم میں پیدا نہیں ہوتے۔ لہٰذا ان کا بیرونی غذا سے حصول ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلز کو طاقتور بناتے ہیں بلکہ جسم کی قوت مدافعت میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ قربانی کا گوشت تازہ اور صحت مند غذائیت سے بھرپور ہونے کے باعث زیادہ کیلوریز (Calories) پر مشتمل ہوتا ہے جس کو زیادہ مقدار میں کھانے سے مضر صحت اثرات کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو بکرے کا گوشت پسند تھا' اس میں سے بھی آپ ﷺ کو ''دستی'' اور ''شانہ'' زیادہ پسند تھے۔ اس حصے کے گوشت میں چونکہ ریشے موٹے نہیں ہوتے' اس لیے ایک تو گوشت جلد گلتا ہے اور دوسرا ملائم بھی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کی پسند ''پشت کا گوشت'' تھا۔ (بخاری ومسلم) جس کا ریشہ دستی اور شانے کے گوشت کی نسبت کم موٹا مگر اس میں خون پیدا کرنے والے اجزا پائے جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا' وہ دستی کا تھا کیونکہ آپ ﷺ کو دستی پسند تھی۔ آپ ﷺ اسے دانتوں سے نوچ کر تناول فرما رہے تھے۔ اس حدیث کو سنن ابن ماجہ اور جامع ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ صحابہ کرام ؓ کو گھر میں شوربے والا گوشت بنانے کی ترغیب دیتے تاکہ ہمسایوں کو بھی دیا جاسکے۔ (مسند احمد) رسول اللہ ﷺ کو شوربے والا گوشت بہت پسند تھا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم گوشت پکاؤ تو اس میں کدو ڈال دو' اس لیے کہ یہ غمگین دل کو تقویت دیتا ہے۔''

طب نبوی ﷺ میں ہے کہ کدو شامل کیا گیا سالن فرحت بخش ہے' اس کی ٹھنڈک گوشت کی حرارت کو دور کرتی ہے اور گوشت کی حرارت کی رطوبت کو بند کر دیتی ہے اور یوں وہ سالن معتدل ہو جاتا ہے۔

سیدہ ام سلمہ ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

☆......گوشت میں مسالوں کی بجائے دودھ دہی کا استعمال کریں اور مایونیز کی ڈریسنگ سے مکمل پرہیز کریں۔ سلاد کے ساتھ لیموں' زیتون کا تیل' شہد' نمک اور کالی مرچ شامل کی جاسکتی ہے۔

نے ہڈی والا گوشت تناول فرمایا۔ (بحوالہ طحاوی)

رسول اللہ ﷺ کو بکری کا مغز بھی پسند تھا اور آپ ﷺ تناول فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن حارث ؓ کے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر بھنا ہوا گوشت کھایا۔

حضرت ابو رافع ؓ فرماتے ہیں "میں نے رسول

☆......قربانی کا گوشت تازہ اور صحت مند غذائیت سے بھرپور ہونے کے باعث زیادہ کیلوریز (Calories) پر مشتمل ہوتا ہے۔ جس کو زیادہ مقدار میں کھانے سے مضرِ صحت اثرات کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔

اللہ ﷺ کے لیے کلیجی اور دل بھون کر ہدیہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔" (بخاری، مسلم، سنن نسائی)

البتہ کثرت گوشت خوری سے گردوں میں یورک ایسڈ کی زیادتی ہو جاتی ہے اور ایک حالیہ تحقیق کے مطابق زیادہ مقدار میں گوشت کھانے سے کینسر کا امکان بھی بڑھ جاتا ہے۔ یقیناً ہر چیز کی زیادتی نقصان دہ ہی ہوتی ہے۔

چند احتیاطی تدابیر:

عیدالاضحیٰ کے موقع پر گوشت کھانے میں بے اعتدالی اور غیر محتاط رویہ اختیار کرنے کے باعث بیماریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گوشت کے بکثرت استعمال سے بدہضمی، پیچش، پیٹ درد اور بخار جیسی شکایات تو فوری ظاہر ہو جاتی ہیں لیکن ہائی بلڈ پریشر، آرتھرائٹس، دل کے امراض اور کینسر جیسی بیماریاں کافی عرصہ بعد وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

زیادہ گوشت کا استعمال دیگر امراض کے ساتھ ساتھ کیلشیم کی کمی کا باعث بھی بنتا ہے۔ کیلشیم کی کمی سے ہڈیاں ہلکی اور بھربھری ہو جاتی ہیں جس سے باآسانی فریکچر ہو سکتا ہے۔

زیادہ گوشت کھانے سے وزن بھی بڑھتا ہے۔ خصوصاً پیٹ بڑھنے کی صورت میں پینکریاز (Pancreas) یعنی لبلبے کے متاثر ہونے سے جسم میں انسولین بننے کی رفتار میں کمی واقع ہو جاتی ہے جو بعض اوقات شوگر کا سبب بنتی ہے۔

اگر گوشت کھانا ہی ہے تو...... کم از کم 5 سے 6 گھنٹے کے فرق سے کھائیں۔ گوشت آہستہ آہستہ اور اچھی طرح چبا کر کھائیے۔ جوڑوں کے درد، ہائی بلڈ پریشر اور شوگر کی صورت میں بہت کم مقدار میں کھائیں۔

یورک ایسڈ کی زیادتی اور گردوں کے مرض میں مبتلا افراد پہلے اپنے معالج سے مشورہ کریں۔ گوشت کھانے کے فوراً بعد پانی پینے سے دل کی تکلیف مزید بڑھ سکتی ہے لہٰذا گوشت کھانے کے فوراً بعد پانی نہ پئیں۔

گوشت کو اچھی طرح ابال کر پکایا اور استعمال میں لایا جائے تاکہ اس میں موجود جراثیم ختم ہو سکیں۔

لیموں، مرچ اور تیز مصالحہ جات کی بجائے دودھ اور دہی کا استعمال زیادہ کریں۔

گائے کے گوشت میں کولیسٹرول بکرے کے گوشت کی نسبت زیادہ ہوتا ہے جبکہ اونٹ کے گوشت میں کولیسٹرول بہت کم ہوتا ہے۔ صحت مند بکرے کا گوشت ہر عمر کے لوگ کھا سکتے ہیں۔ البتہ گائے اور اونٹ کا گوشت بہت کم مقدار میں استعمال کریں۔ خصوصاً اگر آپ ہائی بلڈ پریشر، ہائی کولیسٹرول، جگر، خارش یا شوگر جیسے امراض میں مبتلا ہیں۔ اگر آپ گوشت کو عید کے بعد کئی دنوں تک استعمال کرنا چاہتے ہیں تو فریزنگ (Freezing) کا سب سے محفوظ طریقہ یہ ہے کہ اسے 17-8 ڈگری سینٹی گریڈ پر رکھا جائے۔

یاد رکھیے! کہ گوشت کو فریز کرنے سے گوشت کے استعمال میں بیماریاں پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے والے مائیکروبز (Microbes) مرتے نہیں لیکن ان کی افزائش کم ہو جاتی ہے بلکہ کچھ پیراسائٹس (Parasites) تو صفر درجہ حرارت پر مکمل طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ کے علاوہ عام دنوں میں بھی آپ جب گوشت پکائیں تو ہمیشہ متوازن مینیو بنائیں۔ بقرہ عید پر عموماً ساری ہی گوشت کی ڈشز بنتی ہیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ اس کے ساتھ سلاد بھی ضرور بنائیں اور اس کو مزید صحت بخش اور ذائقہ دار بنانے کے لیے ڈریسنگ بھی ضرور کریں۔ البتہ مایونیز (Mayonnaise) کی ڈریسنگ سے مکمل پرہیز ضروری ہے۔ سلاد کے ساتھ لیموں، زیتون کا تیل، شہد، نمک اور کالی مرچ شامل کی جا سکتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سلاد میں ڈریسنگ اس وقت ہی ڈالیں جب اسے پیش کرنا ہو۔ اس کے علاوہ رائتہ بھی ضرور بنائیں۔ تھوڑا سا رشین سیلڈ (Russian Salad) یا پھر فروٹ سلاد بھی قربانی کے گوشت کے ساتھ ضرور لینا چاہیے۔

"پائے" کم سے کم کھائیں:

لیبارٹری ٹیسٹ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بکرے یا گائے کے پائے میں کولیسٹرول (Cholesterol) کی بہتات ہوتی ہے اس لیے خاص طور پر دل کے مریض، ہائی بلڈ پریشر میں مبتلا افراد اور وہ لوگ جن کا بیڈ کولیسٹرول (Bad Cholesterol) لیول بڑھا ہوا ہو انہیں قطعاً پائے نہیں کھانے چاہئیں۔ صحت مند لوگ بھی اپنی اچھی صحت بحال رکھنے کے لیے پائے کی انتہائی معمولی مقدار ہی استعمال کریں۔

کلیجی کی صرف چند بوٹیاں کافی ہیں:

کلیجی میں آئرن (Iron) وافر مقدار میں پایا جاتا ہے اس لیے یہ صحت کے لیے بہت اچھی ہے لیکن بہت تھوڑی مقدار میں صرف 2 سے 3 بوٹیاں ہی کھائیں کیونکہ کلیجی ذرا دیر سے ہضم ہوتی ہے اور زیادہ کھانے سے یہ معدے پر بھاری ثابت ہو سکتی ہے۔ کلیجی پکانے سے پہلے تسلی کر لیں کہ کہیں اس میں سوراخ وغیرہ تو نہیں، کلیجی کی انتہائی گہری رنگت صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ گوشت

☆......اونٹ کے بچہ کا گوشت تمام گوشتوں میں لذیذ ترین، پاکیزہ تر اور مقوی ہے۔

کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں جو اپنے اصول و طبیعت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ ہم یہاں پر ہر قسم کے حکم اس کی طبیعت، منفعت و مضرت کو بیان کریں گے۔

بھیڑ کا گوشت:

دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں تر ہوتا ہے۔ ایک سالہ بچہ کا گوشت سب سے عمدہ ہوتا ہے۔ جس کا ہاضمہ اچھا ہو اس میں صالح خون پیدا کرتا ہے اور قوت بخشتا ہے۔ سرد اور معتدل مزاج والوں کے لیے عمدہ غذا ہے۔ اسی طرح جو لوگ ٹھنڈے مقامات اور موسم سرما میں پوری ریاضت و محنت کرتے ہیں ان کے لیے نافع ہے اور سوداوی مزاج والوں کے لیے بھی مفید ہے۔ ذہن اور حافظہ کو قوی بناتا ہے۔ لاغر اور بوڑھی بھیڑ کا گوشت خراب اور مضر ہوتا ہے۔ اسی طرح بھیڑ مادہ کا گوشت ضرررساں ہوتا ہے۔ ان میں سب سے عمدہ گوشت سیاہ رنگ کی بھیڑ کا ہوتا ہے،

باقی صفحہ 31 پر

ذبح کرنے کے جدید آلات اور طریقے

شریعت اور جدید سائنس کی نظر میں

علم و تحقیق

عبدالرحمن عزیز

خورد ونوش انسان کی بنیادی ضرورت ہے، غذا کے ذریعے انسانی زندگی کی رسی جڑی ہوئی ہے، خوراک نہ صرف انسان کی جسمانی نشوونما کرتی ہے بلکہ اس کی روحانی، نفسیاتی اور اخلاقی صحت کا مدار اس کی خوراک پر ہے۔ تمام آسمانی مذاہب کی طرح اسلام نے خوراک کے معاملے میں نہ صرف واضح ہدایات دی ہیں بلکہ انھیں قانون بنادیا ہے۔ جو جانور اور پرندے انسانی صحت کے لیے مفید تھے' انھیں طیب اور جو مضر تھے' انھیں خبیث کہا ہے۔ طیب کو حلال اور خبیث کو حرام قرار دیا ہے۔

(وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (الأعراف 157:)

اور (یہ رسول) ان کے لیے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔

قرآن مجید اور حدیث مبارکہ نے پوری وضاحت کے ساتھ حرام جانوروں کا تذکرہ کیا، بعض کے نام لے کر اور باقی کے اُصول بیان کرکے تاکہ انسان کو پاکیزہ اور صاف ستھری غذا مہیا ہو۔ اس مقصد کے لیے اسلام نے حلال جانوروں کو مخصوص طریقے سے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے خون، خون سے پیدا ہونے والے جراثیم،



بیکٹیریاز اور زہریلے مادوں سمیت تمام مضرات خارج ہوجائیں اور گوشت پاکیزہ اور صحت مند بن جائے۔ اگر



ان ہدایات کا خیال نہ رکھا جائے تو حلال جانور کا گوشت بھی حرام قرار پاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ (المائدۃ 3:)

"حرام کیا گیا ہے تم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو گلا دبا کر یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے مرگیا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو مگر جسے تم نے ذبح کرلیا ہو، اور وہ جو کسی تھان (پرستش گاہوں) پر ذبح کیا جائے۔"

مذکورہ آیت کے الفاظ (إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ) سے واضح ہوتا ہے کہ جانور صرف شرعی طریقے سے ذبح کرنے سے حلال ہوگا، اس کے علاوہ اگر طبعی موت یا کسی حادثے سے مر جائے یا کسی غیر شرعی طریقے سے اسے مار ڈالا جائے تو وہ حرام ہوگا۔ لغت عرب میں "ذکاۃ" کا لفظ مکمل ہونا، بھڑکنا، تیزی سے پھیلنا اور پاک ہونا کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ عرب لوگ اس لفظ کو ذبح کرنے پر بھی بولتے ہیں، اس لیے کہ ذبح کرنے سے جانور کا خون بھڑکتا اور ابلتا ہوا نکلتا اور تیزی سے پھیلتا اور مکمل طور پر نکل جاتا ہے اور گوشت ہر غلاظت سے پاک ہوجاتا ہے۔ البتہ جن جانوروں میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا' وہ ذبح کے بغیر بھی پاک اور حلال ہیں۔

اٹھارویں صدی کے آخر تک مسلمانوں اور اہل کتاب کے ہاں مذکورہ اصولوں کے مطابق اور طبعی طریقے سے جانور ذبح کیے جاتے تھے، پھر جب اخلاق اور مذہب کی بجائے مادہ پرستی کا دور شروع ہوا، ساہوکاروں نے پیسے اور حکومتی اثر رسوخ سے انسانی غذا کو اپنے قبضے میں لینا شروع کردیا (آج کل چند ایک کمپنیز دنیا بھر کو خوراک سپلائی کرتی ہیں)۔ کم خرچ اور زیادہ کمانے کی ہوس میں ہر جگہ انسانوں کی بجائے مشینوں کو استعمال کرنا شروع کردیا۔

دنیا کی اکثر آبادی مذہب سے دور ہے، انھیں حلال وحرام سے کوئی مطلب نہیں ہے لیکن یہود طاقت میں اور مسلمان کثرت میں ہیں۔ انھیں نظر انداز کرنا ممکن نہیں تھا، لہٰذا ساہوکاروں نے انھیں مشینی ذبح پر مطمئن کرنے کے لیے کئی حربے استعمال کیے۔ معروف علماء اور اداروں کے نام سے جعلی فتوے چھاپے اور ذبح کرنے والی مشینوں پر کئی اقدام کیے جن سے ان کی آمدن پر بھی فرق نہ پڑے اور

لوگ بھی مطمئن رہیں۔ جبکہ وہ طریقے اسلام، سائنس اور عقل وشعور کے منافی، جانور کے لیے وحشت ناک اور اسے مردہ کردینے والے اور انسانی صحت کے لیے نہایت مضر ہیں۔

ظہور اسلام کے وقت فطری طریقہ سے ذبح کیا جاتا تھا لیکن جہالت اور بعض رسوم یا عقائد کے سبب ذبح کرنے میں کئی خرابیاں در آئی تھیں۔ اسلام نے پوری صراحت کے ساتھ ان کی نشاندہی فرمائی اور اسے ایک صحیح نہج پر ڈال

> ☆ بہتر ہے جانور کے ٹھنڈا ہونے تک اس کا منکا نہ توڑا جائے اس طرح جانور کا خون بھڑکتا ہوا ابلتا ہوا نکلتا اور تیزی سے پھیلتا اور مکمل نکل جاتا ہے اور یوں گوشت ہر غلاظت سے پاک ہوجاتا ہے۔

دیا۔ مشینی ذبح دور حاضر کی ایجاد ہے، اس لیے قرآن وسنت اور سلف صالحین کے اجتہادات میں صراحت کے ساتھ اس کا حکم نہیں ملتا۔ اس لیے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ مشینی ذبیحہ میں ذبح سے متعلق شریعت کے اُصول اور اس کی روح کہاں تک پوری ہوتی ہے۔

اب ہم پہلے ذبح کے اسلامی اصولوں پر نظر ڈالتے ہیں، پھر ان کی روشنی میں جدید طریقہ ذبح کا جائزہ لیتے ہیں۔

ذبح کرنے کے اسلامی اُصول:

پہلے ہم ذبح کرنے کے اسلامی اصولوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں، پھر ان کی روشنی میں جدید آلات کے ذریعے ذبح کرنے کا جائزہ لیا جائے گا۔ جانور ذبح کرنے کے اسلامی اُصول مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ جانور کو ذبح سے پہلے خوف زدہ نہ کیا جائے۔ جانور کو ایسے طریقے سے ذبح کیا جائے کہ اسے کم تکلیف ہو۔

2۔ ذبح کرنے والا اللہ تعالیٰ کو مانتا ہو، یعنی مسلمان ہو یا اہل کتاب (یہودی وعیسائی) ہو۔ (المائدۃ :5)

3۔ ذبح کرتے ہوئے **بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ** کہا جائے۔ (الانعام :118)

4۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کی خوشنودی حاصل کرنے یا اس کے عتاب سے بچنے کے لیے جانور ذبح کرنے کی نیت نہ ہو۔ (المائدۃ :3)

5۔ تیز دھار آلے سے ذبح کیا جائے۔ جس سے خون فوارے کی طرح بہہ جائے۔ (بخاری :5498، مسلم :1968)

6۔ ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح کیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

7۔ جانور کو حلق (منہ اور گردن کے درمیانی جگہ) یا لبہ (گردن اور سینے کی درمیانی جگہ) سے ذبح کیا جائے۔ (دارقطنی :4/283)

8۔ حرام مغز کو سارا خون نکلنے اور جانور کے ساکت ہونے تک باقی رکھا جائے۔

> ☆ بجلی کے جھٹکے مخصوص وولٹ کے ہوتے ہیں جو جانور کو بے ہوش کرنے کے لئے لگائے جاتے ہیں، اگر ذبح کرنے میں تھوڑی تاخیر ہوجائے تو جانور پھر ہوش میں آجاتا ہے اور پھر اس کو ذبح کیا جائے تو یہ اسے دوہری تکلیف دینا ہے۔

خودکار مشین کے ذریعے ذبح کرنا:

آج کل جانوروں کو خصوصاً چھوٹے جانوروں کو مشین کے ذریعے بھی ذبح کیا جاتا ہے۔ ذبح کرنے والی مشینیں دو اقسام کی ہیں۔ ایک، جس میں ایک چین کے ساتھ زنجیریں لگی ہوتی ہیں، ان کے ساتھ جانور لٹکا دیا جاتا ہے، چین گھومتی ہے، آگے کھڑا آدمی چھری سے انہیں ذبح کرتا ہے۔ باقی کام مشینوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ اس میں ذبح جو بنیادی عمل ہے، مشین کے ذریعے نہیں، انسانی ہاتھ سے انجام پاتا ہے، باقی صاف صفائی کا کام کسی بھی طریقے سے ہو، حلال وحرام پر اس کا اثر نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کا حکم بالکل واضح ہے۔

دوسری مشین میں خودکار چھریاں لگی ہوتی ہیں، جب جانور اس کے نیچے سے گزرتا ہے تو مشین جانور کو ذبح کردیتی ہے، اس میں انسانی ہاتھ کا استعمال نہیں ہوتا۔ سب کچھ مشین ہی کرتی ہے۔ البتہ دوسرے طریقے کی چند ایک شرائط کے ساتھ علماء کرام نے اجازت دی ہے:

1. مشین چلانے والا مسلمان یا اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) ہو۔
2. بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر مشین چلائے۔
3. ذبح کرنے کے اسلامی اصولوں کا لحاظ رکھا جائے۔

اب ہم آتے ہیں ان مسائل کی طرف جو ذبح کے جدید طریقوں کے سبب پیدا ہوئے ہیں:

کافر ومشرک کا ذبیحہ:

ذبح ایک مذہبی عمل ہے، جو شخص مذہب ہی کو نہیں مانتا اس کا ایسا عمل جو مذہب سے تعلق رکھتا ہو کیونکر معتبر ہوسکتا ہے، اسی طرح جو شخص اللہ کو نہیں مانتا اس کا "بسم اللہ" پڑھنا بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ذبح کرنے والا اللہ تعالیٰ کو مانتا ہو، یعنی مسلمان ہو یا اہل کتاب (یہودی وعیسائی) ہو۔ (المائدۃ :5)

مشین چھری کے مشابہ ہے، اس کا کام صرف کاٹنا ہے، اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فطری طریقہ میں جس طرح چھری چلانے والے کا مسلمان ہونا ضروری ہے، مشینی ذبح میں علماء کرام نے مشین چلانے والے کو ذابح قرار دیا ہے، یعنی اس کا مسلمان یا اہل کتاب ہونا ضروری ہے۔



لیکن گوشت سپلائی کرنے والی اکثر کمپنیز کے ذبح خانوں میں اس چیز کا خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ اکثر غیر مسلم ممالک میں تو خود کار مشین کے ذریعے ذبح ہوتا ہے، اس میں انسان کا عمل دخل ہی نہیں ہوتا۔ قرآن وحدیث اور علماء امت کی تصریحات کے مطابق مسلم اور اہل کتاب کے علاوہ کسی کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

ذبح سے پہلے جانور کو خوف زدہ کرنا:

جانور بھی حس، خوشی اور غمی کے جذبات رکھتا ہے، وہ بھی وحشت ناک مناظر سے خوف زدہ ہوتا ہے۔ غم اور خوف اس کے اندر بھی وہی اثرات پیدا کرتے ہیں جو انسان کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے جانور کو ایسے طریقے سے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس میں اسے کم سے کم تکلیف ہو۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالی نے ہر چیز کے ساتھ احسان کرنا فرض کیا ہے، جب تم قتل کرو تو اس میں آسان طریقے سے قتل کرو، اور جب کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو آرام دہ طریقے سے ذبح کرو، تمہیں چاہئے کہ چھری کو تیز دھار بنا کر ذبیحہ کو راحت پہنچاؤ۔ (مسلم:1955)

رسول اللہ ﷺ نے گذرتے ہوئے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بکری کو کان سے پکڑے کھینچ کر لے جارہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا کان چھوڑ، اور اس کی گردن سے پکڑ لے۔ (ابن ماجہ 3171:)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھری تیز کرنے اور اسے جانور سے چھپانے کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ 3172:)

علماء کرام نے اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی جانور کو باندھ کر اور نشانہ بنا کر قتل کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم 1959:)

اس کی وجہ یہ ہے کہ جانور کے غمگین اور خوف زدہ ہونے کے اثرات اس کے گوشت پر پڑتے ہیں۔ چوٹ اور دہشت کے اثرات پر جو جدید تحقیقات ہوئی ہیں، ان کے مطابق جانور کسی دہشت ناک منظر کو دیکھ کر خوف زدہ ہوجائے یا دل ودماغ کو کسی بھی طرح سے کوئی دہشت پہنچائی جائے، یا اسے کوئی چوٹ (Blunt Injury or Contused wound) لگائی جائے، صدمہ پہنچایا جائے تو دہشت اور درد کے مارے اس کا خون خشک ہوجاتا ہے۔ نبض کمزور اور سست پڑ جاتی ہے اور مدہوشی طاری ہوجاتی ہے، پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ مزید پھیپھڑوں، جگر، جلد میں موجود مادہ ہسٹامین (ہیموگلوبن میں موجود ایک کیمیائی مادہ ہے) فوراً خارج ہو کر خون میں شامل ہوجاتا ہے۔ یہ مادہ کم مقدار میں بھی ہو تو عضلات (گوشت) اور خون کی نالیوں پر گوناگوں برے اثرات ڈالتا ہے۔ اس زہریلے مادے سے خون کی نالیوں کا قطر بڑھ جاتا ہے اور یہ پھیل جاتی ہیں (Vasodilation) جس سے خون کا دباؤ کم اور اخراج خون بہت ہی کم ہوجاتا ہے۔

(Blacks Veterinary Dictionary p 364, Geoffrey P. West, 12th Ed. ELBS London)

☆ ایسی مشین جو جانور کو قابو کرلیتی ہے کہ وہ حرکت نہ کرسکے اور قصاب اس حالت میں چھری سے اسے ذبح کردیتا ہے تو یہ طریقہ صحیح اور سعودی عرب میں استعمال ہورہا ہے۔

جانوروں میں چوٹ کھانے یا خاص طور پر کند آلے سے مجروح ہونے کے بعد ہسٹامین کی پیدائش کی وجہ سے بلڈ پریشر گر جاتا ہے۔ گوشت کا رنگ گہرا سرخ ہوجاتا ہے۔ ہسٹامین جسم کے رگ وریشہ میں پیدا ہوجاتی ہے اور اس کی مہک (Smell) سے بدن کا گوشت زہر آلود ہوجاتا ہے۔ (طب نبویؐ اور جدید سائنس از ڈاکٹر خالد غزنوی۔ مضمون حلال وحرام)

بہتر طریقہ یہ ہے کہ جانور کو کھلا پلا کر خوش کریں، پھر خوف زدہ کئے بغیر نرم زمین پر لٹائیں اور تیز دھار چھری سے پوری سرعت کے ساتھ ذبح کردیا جائے، اگر جانور کی آنکھوں پر کپڑا ڈال لیں تو مزید بہتر ہے۔ اگر کسی حادثے کے سبب جانور کو صدمہ پہنچتا ہے تو شریعت اسے ذبح کرکے کھانے کی اجازت دیتی ہے۔ (المائدۃ:3)

اس کے برعکس ذبح کے جدید طریقوں میں پہلے حیوان کو قابو میں لانے کے لیے مندرجہ ذیل طریقے اختیار کیے جارہے ہیں:

بڑے جانور کے سر پر ہتھوڑے یا پستول سے گولی مار کر یا کم طاقت کی بجلی کا جھٹکا دے کر اور چھوٹے جانور مرغی وغیرہ کو بجلی والے ٹھنڈے پانی میں غوطے دے کر بے ہوش کیا جاتا ہے۔ اس میں وحشت اور ظلم تو ہے ہی، اس کے علاوہ بھی اس میں کئی ایک خرابیاں ہیں۔

بجلی کے جھٹکے دینا:

مرغیوں کو بجلی کے جھٹکوں سے بیہوش کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ مشاہدے میں آیا ہے کہ اس طرح مرغیوں کی بڑی تعداد (تقریبا دس فیصد) ذبح ہونے سے پہلے ہی مرجاتی ہے۔ اگرچہ بڑے جانور بجلی کا جھٹکا برداشت کرلیتے ہیں لیکن ان میں بھی بعض کمزور دل جانور ان جھٹکوں کی تاب نہ لاتے ہوئے مرجاتے ہوں گے۔ اور ذبح کرنے والے قطعاً تحقیق نہیں کرتے کہ کونسا جانور مرا اور کونسا زندہ ہے۔

یہ جھٹکے ایک مخصوص وولٹ کے ہوتے ہیں جن میں جانور چند سیکنڈ کے لیے بیہوش ہوجاتا ہے، اگر ذبح کرنے میں تھوڑی سی تاخیر ہوجائے تو جانور دوبارہ ہوش میں آجاتا ہے، پھر اسے ذبح کیا جاتا ہے، اس طرح اسے ڈبل تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے۔

☆ کافروں کے ذبیحہ غیر تسلی بخش ہیں۔ بہتر ہے کہ مسلمان تاجر مل کر ایک انٹرنیشنل سطح کی کمیٹی بنائیں جو شریعت اسلامیہ کے مطابق حلال گوشت فراہم کرے اور تمام مسلمان اس کی اشیاء خرید کر اسے سپورٹ کریں۔

البتہ علماء کرام نے چند شرائط کے ساتھ انھیں حلال قرار دیا ہے۔ اسلامی کانفرنس تنظیم (OIC) کے تحت اسلامی فقہی اکیڈمی کی قرارداد (نمبر 95:) میں ماہرین کی رپورٹوں کی روشنی میں مندرجہ ذیل شرائط عائد کی ہیں:

1. برقی رو کے منفی اور مثبت راڈ کو دائیں اور بائیں کنپٹی پر لگایا جائے یا پیشانی اور سر کی پچھلی جانب یعنی گدی پر لگایا جائے۔

2. وولٹیج 100 سے 400 وولٹ کے درمیان ہو۔

3. برقی رو کی شدت (0.75 سے 1) ایمپیئر تک بکری کے لئے ہو، اور گائے وغیرہ کیلئے (2 سے 2.5) ایمپیئر تک ہو۔

4. بجلی کا جھٹکا 3 سے 6 سیکنڈ تک دیا جائے۔

☆ قرآن وحدیث کے مطابق مسلم اور اہل کتاب کے علاوہ کسی کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں۔ مشینی ذبیحہ میں اگر مشین چلانے والا مسلم ہو یا اہل کتاب ہو اور وہ بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر مشین چلائے تو ذبیحہ درست ہوگا۔

گولی/کلہاڑی اور ہتھوڑی مارنا

جانور کو بے ہوش کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک پستول (Captive Bolt Pistol) جس میں ایک لوہے کا کیل ہوتا ہے ، جانور کے سر پر رکھ کر فائر کیا جاتا ہے اور کیل جانور کے دماغ میں لگتا ہے اور وہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ جانور کے سر پر کلہاڑی یا ہتھوڑے سے زور دار چوٹ لگاتے ہیں جس سے جانور بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ایک طرف یہ جانور پر ظلم ہے، دوسرا اگر 3 سے 4 منٹ تک جانور کو ذبح نہ کیا جائے تو وہ چوٹ کے سبب مر جاتا ہے۔

بجلی کے جھٹکے کے ذریعے دل کو معطل کیا جائے یا ہتھوڑے کی ضرب اور پستول کی گولی سے دماغ کو معطل کیا جائے ، دونوں صورتوں میں خون رک جاتا ہے، اور ذبح کرنے کا اسلامی مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

کاربن ڈائی آکسائیڈ کے ذریعے بے ہوش کرنا:

کاربن ڈائی آکسائیڈ کو ہوا یا آکسیجن کے ساتھ ملا کر استعمال کر کے بھی جانور کو بیہوش کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں اگر پورا یقین ہو کہ جانور مرا نہیں بلکہ ذبح ہی سے اس کی موت واقع ہوئی ہے تو اس کا گوشت حلال ہے، اگر ذبح سے پہلے اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ گلا گھٹ کر مرنے والا شمار ہوگا۔ ایسے جانور کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے:

(حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ) (المائدہ:3)

"تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت، غیر اللہ کیلئے مشہور کیا گیا جانور، گلا دب کر مرنے والا، چوٹ لگ کر مرنے والا، بلندی سے گر کر مرنے والا، سینگ لگ کر مرنے والا اور جسے درندہ کھالے یہ سب حرام ہیں، ماسوائے اس کے جسے تم مرنے سے پہلے خود ذبح کرلو۔"

کعب بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ایک لونڈی سلع پہاڑی پر بکریاں چرا رہی تھی۔ اس نے ایک بکری کو مرنے کے قریب دیکھا تو ایک پتھر کو توڑ کر اس کی دھار سے بکری کو ذبح کر دیا اور گھر لے آئیں۔ مالک رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا، تو آپؐ نے فرمایا: اسے کھالو" (بخاری)

جانور کے زندہ ہونے کا اس طرح علم ہوگا کہ جانور ہاتھ پاؤں ہلاتا رہے، ذبح کریں تو خون فوارے کی شکل میں خارج ہو۔ اگر صرف اتنی جان بچی ہو جتنی ذبح کردہ جانور میں حرکت ہوتی ہے تو وہ ذبح کرنے سے مباح نہیں ہوگا.

☆ جانور کو حلق یا لبہ (گردن) اور سینے کی درمیانی جگہ سے ذبح کرنا مسنون ہے۔

امام احمدؒ سے ایسے جانور کے متعلق پوچھا گیا جسے چوپائے نے زخمی کر دیا تھا، اس میں موت کے آثار نظر آنے لگے لیکن موت سے پہلے اسے ذبح کر لیا گیا، انھوں نے فرمایا:

"اگر اس نے دم ہلائی، آنکھیں جھپکیں اور خون بہہ نکلا تو ان شاء اللہ اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔" (المغنی:9/322)

جانور کو قابو کرنے کے لیے مذکورہ بالا ظالمانہ طریقوں کی بجائے اس مشین کا استعمال درست بلکہ بہتر ہے جو جانور کو قابو کر لیتی ہے کہ جانور حرکت نہیں کر سکتا اور قصائی اس حالت میں چھری سے ذبح کر دیتا ہے۔ سعودی عرب میں پولٹری فارمز میں یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔

ذبح کرتے ہوئے "بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" کہنا:

خودکار آلات سے ذبح میں سب سے بڑا مسئلہ "بسم اللہ" پڑھنے کا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے جانور کو ذبح کرنے والے کو حکم دیا ہے کہ وہ ذبح کرتے ہوئے "بسم اللہ واللہ اکبر" پڑھے۔

(وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ) (الحج۔34)

اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کا ایک طریقہ مقرر کیا تھا تاکہ اللہ نے جو چار پائے انہیں دیے ہیں ان پر اللہ کا نام لیا کیا کریں۔"

(وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا) (الحج۔36)

"اور ہم نے تمہارے لیے قربانی کے اونٹ کو اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے۔ تمہارے لیے ان میں فائدے بھی ہیں، پھر ان پر اللہ کا نام کھڑا کر کے لو، پھر جب وہ پہلو پر گر پڑیں تو ان میں سے کھاؤ۔"

(فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ) (الانعام 118:)

سو تم اس (جانور) میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اگر تم اس کے حکموں پر ایمان لانے والے ہو۔

(وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ) (الانعام 121 :)

"اور جس چیز پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس میں سے نہ کھاؤ اور بے شک یہ کھانا گناہ ہے۔"

خودکار مشین کے ذبیحہ پر "بسم اللہ" پڑھنے کا مسئلہ

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ذبح میں "بسم اللہ" پڑھنا بنیادی اصول کی حیثیت رکھتا ہے، اسے کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ دور میں جن مشینوں کے ذریعے جو ذبح کیا جا رہا ہے، اس میں

بنیادی مسئلہ خودکار مشین کے ذبیحہ پر "بسم اللہ" پڑھنے کا ہے۔ مختلف کمپنیز نے ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنے کے مختلف طریقے اختیار کر رکھے ہیں:

1. خودکار مشین ذبح کرتی رہتی ہے اور پاس کھڑا آدمی بسم اللہ پڑھتا رہتا ہے۔
2. مشین ذبح کرتی رہتی ہے اور کٹر کے پاس ٹیپ ریکارڈر رکھی ہے جس میں بسم اللہ اللہ اکبر کی کیسٹ چلتی رہتی ہے۔
3. کٹر کے پاس دیوار پر بسم اللہ اللہ اکبر لکھا ہوا ہے۔
4. مرغیاں زنجیر پر لٹکی آتی ہیں اور آدمی بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ سے ذبح کرتے رہتے ہیں اور پٹہ آگے چلتا رہتا ہے۔
5. ایک دفعہ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر مشین کا بٹن دبا دیتے ہیں، اور پھر سارا دن مشین ذبح کرتی رہتی ہے۔

پہلے تینوں طریقے فضول اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے مترادف ہیں۔ کیونکہ بسم اللہ کا ذابح اور عمل ذبح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

چوتھا طریقہ درست ہے، بشرطیکہ مشین کی رفتار اتنی ہو کہ آدمی ہر جانور پر درست طریقے سے بسم اللہ پڑھ سکے۔ لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ مشین کی رفتار اتنی تیز ہوتی ہے کہ آدمی ہر جانور پر تسلی کیساتھ بسم اللہ، واللہ اکبر پڑھ نہیں سکتا۔ اور بہت سارے جانور بغیر بسم اللہ کے بھی کٹ جاتے ہیں اور کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کس جانور پر بسم اللہ پڑھی گئی ہے اور کس پر نہیں پڑھی گئی۔ اس طریقے میں دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر مشین کی رفتار سے بسم اللہ پڑھا جائے تو نعوذ باللہ من ذلک زبان سے غلط لفظ نکلنے لگتے ہیں۔

پانچویں طریقہ کو بعض علماء نے جائز اور بعض نے ناجائز قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مشین چلانے والا آدمی ہی ذابح ہے لیکن جس طرح ہر جانور کو الگ سے ذبح کرنا ضروری ہے، اسی طرح ہر جانور پر علیحدہ سے بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا بھی ضروری ہے۔ مذکورہ طریقے میں ہر کٹر سے جو پہلا جانور ذبح ہوا، اس پر بسم اللہ پڑھی گئی، وہ حلال ہوگا، بعد والوں پر بسم اللہ نہیں پڑھی گئی، لہٰذا وہ حرام تصور ہوں گے۔

اس کا حل یہ تجویز کیا گیا ہے کہ اگر ایسی مشین ہو جس میں کئی (چاہے سینکڑوں) کٹر لگے ہوں، ہر کٹر کے سامنے جانور آئے اور بسم اللہ پڑھ کر مشین کا سوئچ آن کیا جائے اور وہ جانور کو کاٹ دے اور مشین رک جائے۔ پھر جانور آئیں، پھر مشین چالو کی جائے اور جانور ذبح ہو جائیں یعنی ہر دفعہ ہر کٹر سے ایک ہی جانور ذبح ہو۔ اس طرح ہر جانور پر بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا جائے گا۔ اور اس میں کسی عالم کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ ایسی مشین ایجاد کرنا مشکل ہے نہ اس سے اخراجات اور کام کی رفتار پر کوئی فرق پڑے گا۔

ساکت ہونے تک حرام مغز کو معطل اور گوشت نہ کاٹنا:

جانور کو ذبح کرنے کے بعد حرام مغز کو کاٹنے، گردن توڑنے، کھال اتارنے اور اعضا کاٹنے میں جلد بازی نہ کریں بلکہ اسے چھوڑ دیں، حتی الوسع تمام خون نکل جائے، طبعاً ٹھنڈا ہو کر بے حس وحرکت اور ساکت ہو جائے، پھر اس کی کھال اُتاری جائے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا (الحج36:)

"اور ہم نے تمہارے لیے قربانی کے اونٹ کو اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے، تمہارے لیے ان میں فائدے بھی ہیں، پھر ان پر اللہ کا نام کھڑا کر کے لو، "جب (اونٹ) ذبح ہونے کے بعد پہلو پر گر پڑیں تو انھیں (کاٹ کر) کھاؤ۔"

اس کا مقصد ہے کہ بدن سے سارا خون نکل جائے، اگر جلدی حرام مغز کاٹ دیا یا اعضا کاٹنے لگیں گے تو خون مکمل طور پر نکل نہیں پائے گا، اور ذبح کا مقصد فوت ہو جائے گا لیکن بڑے مذبح خانوں میں بلکہ ہمارے ہاں عام قصائی بھی اس کا خیال نہیں رکھتے، ادھر ذبح کیا، ادھر چھری کی نوک سے حرام مغز کی بتی کاٹ دیتے ہیں اور گردن کو جھٹکا دے کر توڑ دیتے ہیں، دماغ اور دل کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے، خون رک جاتا ہے اور جسم ساکت ہو جاتا ہے۔ وہ کھال ادھیڑنا اور اعضا کاٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ غیر فطری اور غیر شرعی ہے۔

ذبح کرنے کے بعد گرم پانی میں ڈبونا:

جدید طریقہ میں چھوٹے جانوروں (مرغی وغیرہ) کو ذبح کے فوراً بعد گرم پانی میں ڈبو دیا جاتا ہے، تاکہ ان کے پر نرم ہو جائیں اور آسانی سے اتر سکیں۔ اس میں شک پیدا ہو جاتا ہے کہ جانور کی جان پانی میں ڈوبنے سے پہلے نکل گئی تھی یا نہیں۔ اگر یہ کنفرم ہو جائے کہ جان ڈوبنے سے پہلے ذبح کرنے سے نکل گئی تھی تو حلال۔ اگر جان ذبح سے نہیں بلکہ پانی میں ڈوبنے اور سانس گھٹنے سے نکلی ہے تو وہ حرام ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

(حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ (المائدہ3:)

"تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت، غیر اللہ کیلئے مشہور کیا گیا جانور، گلا دب کر مرنے والا، چوٹ لگ کر مرنے والا، بلندی سے گر کر مرنے والا، سینگ لگ کر مرنے والا اور جسے درندہ کھائے یہ سب حرام ہیں، ماسوائے اس کے جسے تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو۔"

اس آیت میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ اگر جانور کسی حادثے میں زخمی ہو جائے لیکن زندہ ہو، پھر اسے ذبح کر لیا جائے تو وہ حلال ہے لیکن اگر مذکورہ بالا وجوہات میں سے کسی وجہ سے مر جائے تو وہ حرام ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اذا أرسلت كلبك فاذكر اسم الله، فان امسك عليك فادركته حيا فاذبحه، وان ادركته قد قتل ولم يأكل منه فكله، وان وجدت مع كلبك كلبا غيره، وقد قتل فلا تأكل، فانك لا تدري ايهما قتله، وان رميت سهمك فاذكر اسم الله، فان غاب عنك يوما فلم تجد فيه الا اثر سهمك فكل، ان شئت. وان وجدت غريقا في الماء، فلا تأكل (فانك لا تدري الماء قتله او سهمك)) (بخاری 5484:۔ مسلم 7-1929/6:)

"اگر تو نے شکار کے لیے اپنا کتا چھوڑا تو اس پر بسم اللہ پڑھ۔ پھر اگر اس نے تیرے لیے اسے پکڑے رکھا، اگر تو اسے زندہ پالے تو اسے ذبح کر۔ اور اگر تو اس حالت میں پائے کہ کتے نے اسے مار ڈالا ہے لیکن اس میں سے کچھ کھایا نہیں تو بھی کھالے۔ اگر تو دیکھے کہ کوئی دوسرا کتا بھی شکار کرنے میں شامل ہو گیا ہے اور انھوں نے شکار کو مار ڈالا ہے، تو اسے نہ کھا کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے، (جس پر تو نے بسم اللہ پڑھی تھی یا دوسرے نے)۔ اگر تو تیر سے شکار کرے تو

باقی صفحہ 23 پر

زیادتی (زنا) کے بدلے میں زیادتی (زنا) کی شرعی حیثیت

علم و تحقیق

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ

ہمارے ہاں بعض دیہی اور قبائلی علاقوں کی پنچایت یہ انتہائی افسوس ناک فیصلہ کرتی رہتی ہے کہ کسی لڑکی کے ساتھ کوئی زیادتی کرے گا تو زیادتی کرنے والے کے خاندان کی لڑکی کے ساتھ بھی اسی طرح کی زیادتی کی جائے جس طرح کہ اسلام میں کان کے بدلے کان' ہاتھ کے بدلے ہاتھ اور جان کے بدلے جان لینے کا حکم ہے آیئے شرعی طور پر اس کا جائزہ لیں۔

زنا بڑے بڑے گناہوں میں سے ہے۔(بخاری: 6001) اللہ تعالیٰ نے اسے بڑی بے حیائی اور برا راستہ قرار دیا اور اس کے قریب جانے سے روکا ہے۔(اسراء 32)

زنا کی روک تھام کے لئے احتیاطی تدابیر

اسلام میں زنا سے بچنے کے لئے کئی احتیاطی تدابیر بتائی گئی ہیں۔کسی کے گھر جانا ہے تو اجازت لے کر جاؤ۔(نور:27) مردوں اور عورتوں کو اپنی اپنی نظریں پست رکھنے کا حکم دیا:(30-31)عورتوں کو اپنی زینت اور خاص کر اپنا چہرہ چھپانے کا پابند کیا' سرپرستوں کو اپنے ماتحت مردوں اور عورتوں حتی کہ غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کرنے کا حکم ہے چاہے وہ کنوارے ہوں یا رنڈوے۔(نور32)اسی لئے اسلام نے قحبہ گری سے منع کیا(نور33) دو مرد یا عورتیں ایک کپڑے میں ایک ساتھ لیٹنے سے منع کیا اور کہا گیا کہ مرد عورت کی اور عورت مرد کی شرمگاہ نہ دیکھے (ظاہر ہے مخالف جنس کا معاملہ تو زیادہ سنگین اور خطرناک ہے) (مسلم338) کوئی عورت محرم رشتہ دار یا خاوند کے بغیر سفر نہ کرے۔(بخاری1088 مسلم 827) کوئی اجنبی (غیر محرم) عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے۔(بخاری 5233۔مسلم1341)

عورتوں کو گھروں میں ٹھہرنے کا حکم ہے۔(احزاب33)

ایمان والوں میں بے حیائی پھیلنے کو پسند کرنا دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کا باعث ہے۔(نور۔19)

زنا کی سخت سزا

زنا کو روکنے اور زانی کو عبرت کا نشان بنانے کے لئے اس کی بڑی سخت سزا مقرر کی گئی کہ اگر زنا کرنے والا مرد یا عورت کنوارے ہیں تو انہیں سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال جلاوطن کیا جائے گا اور شادی شدہ ہیں تو انہیں سو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور سنگسار کردیا جائے گا۔(مسلم کتاب الحدود باب حد الزانی 1690)

یہ سزا خفیہ نہیں' لوگوں کے سامنے ہوگی۔مومنوں کی ایک جماعت اس موقعہ پر حاضر ہوگی۔(نور:2)

قصاص کے احکام برحق ہیں

اس میں شک نہیں کہ انسانی جان اور اعضاء اور زخموں کے قصاص کے بارے کتاب وسنت میں بہت سی نصوص موجود ہیں' یاد دہانی کے لئے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى (بقرہ178)

اے ایمان والو! مقتولوں کے حوالہ سے تم پر قصاص لکھ دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (بقرہ179)

اور اے عقلوں والو! تمہارے لئے بدلہ لینے میں ایک طرح کی زندگی ہے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

مزید فرمان الٰہی ہے: اور ہم نے اس میں ان پر لکھ دیا کہ جان کے بدلے جان ہے اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں میں برابر بدلہ ہے۔

احادیث میں قصاص کے متعلق دیگر مفصل ہدایات ہیں اور قصاص کی معافی کی شکل میں خون بہا' دیت اور معاوضہ مالیہ کی وضاحتیں بھی موجود ہیں۔ایک دفعہ ایک یہودی نے ایک بچی کو اس کے زیور لینے کے لئے قتل کردیا۔فوت ہونے سے پہلے اس نے یہودی کی نشاندہی کردی اور یہودی نے اس کا اعتراف بھی کرلیا۔یہودی نے بچی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو اس کے بدلے میں اس یہودی کا سر اسی طرح کچل دیا گیا۔(بخاری کتاب

☆......زنا کی صرف ایک ہی سزا ہے کہ اگر زنا کرنے والا مرد یا عورت کنوارے ہیں تو انہیں سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال جلاوطن کیا جائے گا اور شادی شدہ ہیں تو انہیں سو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور سنگسار کر دیا جائے گا' اس کے علاوہ زنا کے بدلے زنا یا کوئی اور سزا غیر اسلامی ہے

الدیات 6876-6877) عملاً قصاص لینے کا ایک اور واقعہ احادیث میں یہ بھی ملتا ہے کہ عکل اور عرینہ قبیلے کے چند لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ مدینہ کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آئی' ان کے پیٹ خراب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو صدقے کے اونٹ اور ساتھ ہی چرواہا بھی دیا اور فرمایا' ان کا دودھ اور پیشاب پیو' جب وہ ٹھیک ہو گئے تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپؐ نے ان کے پیچھے ایک دستہ بھیجا جو ان کو پکڑ کر لایا۔ آپؐ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں لوہے کی سلائیاں پھیریں اور ان کی آنکھوں کو پھوڑ دیا کیونکہ وہ فساد فی الارض کے مرتکب ہوئے تھے اور انہوں نے آپؐ کے چرواہے کو قتل کیا تھا اور اس کی آنکھوں میں سلائیاں لگائیں تھیں۔ (بخاری کتاب الطب باب الدواء بالبان الابل: 5685)

بہر حال مقصد یہ ہے کہ قصاص کے احکام برحق ہیں اور اسلامی معاشرہ میں امن و امان قائم کرنے کے لئے ان کا نفاذ ضروری ہے' اس کے بغیر معاشرہ امن کا گہوارہ نہیں بن سکتا۔

سعودی عرب میں یہ احکام نافذ ہیں تو وہاں کے لوگ دیگر ملکوں کے مقابلہ میں نہایت اطمینان کی زندگی گزار رہے ہیں' وہاں لوگوں کی جانیں اور اموال محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک میں بھی یہ نعمت مہیا فرمائے۔

زنا کو دیگر اعضاء پر قیاس کرنا جائز نہیں

لیکن زیر بحث مسئلہ زنا میں قصاص کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔ کوئی آدمی اگر کان' ناک اور آنکھ وغیرہ پر اس کو قیاس کرتا ہے تو وہ قیاس کی ابجد سے بھی ناواقف ہے۔ قیاس کے شرعی حجت ہونے کے بارے اگرچہ اہل علم کا اختلاف ہے' کچھ لوگ اس کی حجیت کے سرے سے قائل ہی نہیں۔ جو اہل علم قیاس کی حجیت کے قائل ہیں' وہ بھی اس کے لئے کئی شرطیں لگاتے ہیں۔

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسئلہ کے حل کے لئے نص (قرآن وحدیث کی دلیل) موجود ہو تو وہاں قیاس نہیں ہوگا۔ الوجیز فی اصول الفقہ (ص199) میں ہے ومن المقر عند الاصولیین الاجتهاد فی معرض النص فاذا وجد النص فلا معنی للقیاس۔

اہل اصول کے ہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ نص کی موجودگی میں اجتہاد نہیں ہے۔ جب (کسی مسئلہ) میں نص مل جائے تو وہاں قیاس کا کوئی معنی ومقصد نہیں ہے"۔ زنا کی سزا چونکہ منصوص ہے (نص سے ثابت شدہ ہے) اس لئے زانی کو کوئی اور سزا نہیں دی جا سکتی۔

☆......مسئلہ زنا میں قصاص کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔ کوئی آدمی اگر کان' ناک اور آنکھ وغیرہ پر اس کو قیاس کرتا ہے تو وہ قیاس کی ابجد سے بھی ناواقف ہے۔

شرعی احکام اور حدود اللہ کے اندر تغیر وتبدل جائز نہیں ہے' اس تبدیلی کا اختیار کسی شخص' پارٹی' تنظیم' پارلیمنٹ' حکومت یا مجلس قانون ساز کو نہیں۔ اللہ کی حدود محکم ومضبوط اور غیر مبدل ہیں۔ ایسا کام کرنے والا درج ذیل حدیث کی زد میں آتا ہے۔

من بدل دینہ فاقتلوہ۔ (بخاری الجہاد والسیر باب لایعذب بعذاب اللہ: 3017)

جو آدمی اپنے دین کو تبدیل کرے' اسے قتل کر دو۔

زنا کے بدلے میں زنا ناجائز ہے

بعض قبائلی علاقہ جات اور پنچایتوں میں یہ طریقہ چل رہا ہے کہ کسی لڑکی کے ساتھ کوئی زیادتی (زنا) کرتا ہے تو اس کے خاندان کی کسی لڑکی کے ساتھ اسی طرح زیادتی کرنے کا فیصلہ جرگہ یا پنچایت کی طرف سے کیا جاتا ہے یا اس کے خاندان کی کسی لڑکی کا مظلوم خاندان کے کسی فرد کے ساتھ زبردستی نکاح کر دیا جاتا ہے۔ عام طور پر لڑکی کی رضامندی نہیں ہوتی اور بہت دفعہ کفو بھی نہیں ہوتا۔ یہ طریقہ بالکل غیر شرعی اور ناجائز ہے۔ زنا کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ظلم قرار دیا ہے۔ (سورۃ یوسف 23)

زانی اپنے اور مزنیہ عورت پر ظلم کرتا ہے۔ اپنے اور عورت کے خاندان پر ظلم کرتا ہے' دونوں خاندانوں کی عزت راز کھل جانے پر خاک میں مل جاتی ہے۔ اگر شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا ہو تو زانی اس متاثرہ عورت کے خاوند پر ظلم کرتا ہے کہ اس نے اس کا حق غصب کیا ہے۔ یہ صرف اسلامی معاشرہ نہیں' پوری انسانیت پر ظلم ہے۔ اس سے مزید بے راہ روی جنم لے گی۔ نسب مختلط اور مشکوک ہوگا۔ باپ اپنے بچوں کے حوالہ سے شبہات کا شکار ہوگا۔ والدین اور اولاد' بہن بھائیوں اور تائے اور چچے کی رشتہ داریاں غیر یقینی ہو جائیں گی اور خاندانی نظام برباد ہو کر رہ جائے گا جو کہ اسلام کی بہت بڑی خصوصیت ہے اور کافر معاشرے اس کو ترستے ہیں اور اس سے بالکل محروم ہیں۔

الختصر اتنے سنگین نتائج کے حامل اور غیر شرعی کام کی کیسے اجازت دی جا سکتی ہے بعض قبائلی جرگوں اور پنچایتوں کے فیصلے میں نکاح کے حوالہ سے لڑکی کی رضامندی کا لحاظ قطعاً نہیں رکھا جاتا۔ یہ بھی ناجائز اور غلط ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ ۔ (بخاری کتاب النکاح 5136 مسلم 1419) بیوہ عورت کا نکاح اس سے مشورہ کئے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت واذن کے بغیر نہ کیا جائے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک کنواری لڑکی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا ہے اور وہ اسے ناپسند کرتی ہے تو آپؐ نے اسے اختیار دے دیا (کہ چاہے تو اس کے نکاح میں رہے اور اگر چاہے تو اس سے علیحدگی اختیار کر لے۔) (ابوداؤد

☆...... نکاح شغار میں دونوں طرف باقاعدہ نکاح ہوتا ہے' صرف عورت کے بدلے عورت کی شرط کی وجہ سے یہ حرام ہے جب نکاح شغار منع ہے تو حرام کاری کے بدلے میں حرام کاری یا کئی برائیوں والا نکاح کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

2096' ابن ماجہ 1875)

بہر حال جرگوں کے مروجہ طریقہ میں لڑکی کو اس کے ناکردہ جرم کی سزا دی جاتی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مجرم زانی کو شرعی طریقہ کے مطابق سزا دے کر عبرت کا نشان بنایا جاتا اور دیکھنے والے لوگ ایسے گناہ کے قریب جانے سے پہلے سو بار سوچتے جبکہ اس مجرم کو چھوڑ دیا گیا' اس سے برائی کا خاتمہ نہیں بلکہ اس میں اضافہ ہوگا۔

وٹہ سٹہ کا نکاح ناجائز ہے

زیر بحث مسئلہ ایک اور لحاظ سے بھی قابل غور ہے کہ اسلام نے نکاح شغار (وٹہ سٹہ کے نکاح) سے روکا ہے اور شغار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ دوسرا اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کردے اور ان دونوں کے درمیان میں کوئی مہر نہ ہو۔ (صحیح بخاری: 5112' مسلم 1415)

نکاح شغار میں دونوں طرف باقاعدہ نکاح ہوتا ہے' صرف عورت کے بدلے عورت کی شرط کی وجہ سے یہ حرام ہے تو زیر بحث مسئلہ میں ایک طرف تو صریح حرام کاری ہے اور دوسری طرف حرام کاری ہے یا زبردستی اور دیگر قباحتوں والا نکاح ہے۔ جب نکاح شغار منع ہے تو حرام کاری کے بدلے میں حرام کاری یا کئی برائیوں والا نکاح کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

زانی کو سزا دینے کی ایک اور غیر شرعی شکل

اگر کسی کی بیٹی یا بہن کے ساتھ زیادتی کی جائے تو کئی جذباتی قسم کے نوجوان اس کا بدلہ لینے کے لئے زانی کے ساتھ قوم لوط والا عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بزعم خویش سمجھتے ہیں کہ ہم اس طرح اپنے اوپر ہونے والی زیادتی کا مداوا کرلیں گے لیکن یہ سوچ بھی خالصتاً جذباتی' غیر اسلامی اور غیر فطری ہے۔ کسی حرام کام کی آڑ میں بھی غیر شرعی کام کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ عمل قوم لوط تو اتنا سنگین' گھناؤنا' شنیع' برا اور غیر فطری جرم ہے کہ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے' کم ہے۔ قوم لوط میں یہ گناہ پایا جاتا تھا تو لوط علیہ السلام نے ان کو فرمایا تھا۔ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ (عنکبوت 28)

سخت بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جو تم سے پہلے جہانوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو اس گھناؤنے جرم کی سزا بھی عام قوموں سے الگ اور زیادہ عبرتناک دی کہ ان کی بستی کو اوپر آسمان کی طرف اٹھا کر الٹ دیا اور ان پر تہہ بہ تہہ کنکر کے پتھر برسائے۔ (ہود:82)

اللہ کے رسول ﷺ کا بھی فرمان ہے۔

مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ

(ابوداود 4462' ترمذی 1456' ابن ماجہ 5161)

جس کو تم عمل قوم لوط کرتے ہوئے پاؤ تو کرنے والے اور کروانے والے کو قتل کردو۔ اس حدیث کو امام حاکم' امام ذہبی' ابن قیم' علامہ البانی اور دیگر کئی اہل علم نے صحیح کہا ہے۔

دور نبوی ﷺ میں حدود میں تبدیلی کی اصلاح

اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں اگر کسی نے اپنی بے علمی یا اپنی مرضی کے ساتھ زنا کی حد تبدیل کی تو آپ ﷺ نے اس کی اصلاح فرمائی۔ ایک دفعہ دو آدمی آپ ﷺ کے پاس اپنا جھگڑا لے کر آئے۔ ایک نے کہا' ہمارے درمیان کتاب اللہ (شریعت) کے مطابق فیصلہ کریں۔ دوسرے نے کہا' ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کریں۔ مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' بات کرو۔

اس نے کہا' میرا بیٹا اس آدمی کے پاس مزدوری کرتا تھا تو اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کرلیا۔ مجھے لوگوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا (حقیقت میں اس کی یہ سزا نہ تھی کیونکہ وہ غیر شادی شدہ تھا) تو میں نے ایک سو بکری اور ایک لونڈی اس کے فدیہ کے طور پر دی ہے۔ میں نے اس بارے میں پھر اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اس آدمی کی عورت کو سنگسار کیا جائے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری (محمد ﷺ) کی جان ہے' میں ہر صورت تمہارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ تمہاری بکریاں اور لونڈی تم پر واپس اور تیرے بیٹے کے لئے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (ایک صحابیؓ سے) کہا' اے انسؓ اس آدمی کی بیوی کے پاس صبح جاؤ' اگر وہ اعتراف کرے تو اس کو رجم کردو۔ اس نے اعتراف کرلیا تو انہوں نے اسے رجم کردیا۔ (بخاری: 6835' مسلم 1697/25)

یہودیوں نے زنا کے حوالہ سے اللہ کا حکم چھپایا تو ان کو بھی آپ ﷺ اللہ کے حکم کی طرف لائے اور ان پر یہ حکم نافذ کیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ان کے ایک آدمی اور عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تم تورات میں اس کے متعلق کیا حکم پاتے ہو؟ انہوں نے کہا! ہم ان کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں اور ان کو کوڑے مارے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام کہنے لگے' تم نے جھوٹ بولا ہے۔ اس میں رجم کی آیت ہے۔ تو وہ تورات لائے (ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو تورات لانے کا حکم دیا تو وہ تورات لائے) آیت رجم سے پہلے اور بعد والے حصے کو پڑھنے لگے اور ان میں سے ایک آدمی نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ عبداللہ بن سلام نے کہا' اپنا ہاتھ اٹھا' اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس میں آیت رجم تھی تو آپ ﷺ نے حکم دیا تو ان دونوں کو رجم کردیا گیا۔ (بخاری 6841' مسلم 1699/26)

اصل مجرم کو سزا دی جائے

اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں اور بھی زنا کے واقعات پیش آئے۔ ماعز بن مالک اسلمی نے آپ ﷺ کے پاس آکر زنا کا اعتراف کیا تو آپ ﷺ کے حکم پر اسے سنگسار کیا گیا۔

(بخاری 6824' مسلم 1695/22)

غامد قبیلہ کی عورت نے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوکر اپنی غلطی کو بار بار تسلیم کیا تو اسے بھی رجم کیا گیا۔ (مفصل واقعہ ملاحظہ فرمائیں مسلم 1695/22)

قابل غور بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ عقل و دانش والے تھے تو آپ ﷺ نے مذکورہ تمام واقعات میں اصل مجرم کو سزا دی ہے۔ کسی کے خاندان کے کسی فرد کو نہیں اور اپنی طرف سے نہیں بلکہ کتاب اللہ اور شریعت کے مطابق دی ہے۔ عقل اور فہم و فراست کا یہی تقاضا ہے اور شریعت کا بھی اور جرائم سے روکنے اور امن و سلامتی قائم کرنے کا طریقہ بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

بسلسلہ 6 ستمبر

میزائل ٹیکنالوجی

اور دنیا کے ملکوں کے پاس موجود میزائل سسٹم

شاہین میزائل کو پاکستان میں سب سے اہم بلاسٹک میزائل گردانا جاتا ہے

سائنس و ٹیکنالوجی

ابو عبد اللہ عمر نعیم الاسلام

☆.....زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائلوں کی فہرست میں سب سے خطرناک میزائل روسی ساختہ اِگلا نامی میزائل ہے۔ اس میزائل کے ذریعہ امریکی صدر بش کے طیارے ایئرفورس ون کو بھی نشانہ بنایا جا سکتا تھا۔۔ یہ دس ہزار فٹ کی بلندی تک اڑنے والی ہر چیز کو تباہ کر سکتا ہے۔

راکٹ کی مانند اپنے ہدف کی جانب بڑھتا ہوا ہتھیار جسے میزائل کہا جاتا ہے' یہ پھینکا جانے والا اسلحہ ہے جو اپنے ہدف پر پہنچ کر اپنا کام انجام دیتا ہے اور اسی لیے اسکا شمار طبعیاتی اصولوں کے مطابق پروجیکٹائل میں کیا جاتا ہے۔ میزائل بظاہر ایک بڑی سی نالی ہوتا ہے جس میں راکٹ کے انجن لگے ہوتے ہیں اور جو بہت تیزی سے سفر کرتا ہے۔ اس کا سفر سینکڑوں کلومیٹر فی سیکنڈ کے حساب سے ہوتا ہے۔ اس کے انجن ٹھوس ایندھن اور مائع ایندھن سے چلتے ہیں اور یہ لانچ کرنے کے بعد فضا میں عمودی سفر کرتا ہے اور چند ہی سیکنڈ میں دو سو سے کئی ہزار کلومیٹر (میزائل کی نوعیت کے مطابق) فضا میں جا کر اپنے منتخب شدہ ہدف کی طرف رخ کر لیتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے قہر بن کر اپنے ہدف پر گر جاتا ہے اور اس کے اگلے حصے میں لگے ہوئے بم (وار ہیڈ) پھٹ جاتے ہیں اور تباہی پھیلا دیتے ہیں۔ میزائل دیگر ہتھیاروں جیسے توپ، رائفل اور جہاز کے بموں کی نسبت زندہ ہتھیار سمجھا جاتا ہے جو نہ صرف اپنے راستے اور ہدف کو تلاش کرتا ہے بلکہ وقتِ ضرورت خودکشی بھی کر لیتا ہے۔ جب کسی فنی خرابی کی وجہ سے میزائل اپنے ہدف کو تلاش نہیں کر پاتا یا راستے کا تعین کرنے میں وقت محسوس کرتا ہے اور جبکہ اس کے پاس وقت بھی بہت کم ہوتا ہے تو ایسے میں یہ خودکشی کر لیتا ہے اور زمین پر گرنے سے پہلے ہی فضا میں پھٹ جاتا ہے۔

میزائلوں کی کئی اقسام ہیں۔ ان میں ایک فضا سے فضا میں مار کرنے والا میزائل (اے اے ایم یعنی ایئر ٹو ایئر میزائل) ہے جو ایک جہاز سے دشمن کے جہاز کو گرانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ گائیڈڈ میزائل بھی کہلاتا ہے اور اس میں راکٹ موٹر لگی ہوتی ہے جس میں ٹھوس ایندھن استعمال کیا جاتا ہے لیکن اب فضا سے فضا میں مار کرنے والے ایسے میزائل بھی بن چکے ہیں جن میں عام مائع ایندھن استعمال ہوتا ہے۔ یہ میزائل دوسرے جہاز سے نکلنے والے دھوئیں اور حرارت سے اپنے ہدف کا تعین کرتے ہیں۔

دوسری قسم فضا سے زمین پر مار کرنے والے میزائل (اے ایس ایم یعنی ایئر ٹو سرفیس میزائل یا اے جی ایم یعنی ایئر ٹو گراؤنڈ میزائل) کی ہے جو جنگی جہاز سے زمین پر یا سمندر میں واقع کسی ہدف کو نشانہ بناتا ہے۔ اس میں بھی راکٹ موٹر یا جیٹ انجن استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لانگ رینج اور شارٹ رینج بھی ہوتے ہیں جبکہ اس ضمن میں روسی میزائل سب سے زیادہ تیز رفتار اور دور ہدف پر پہنچنے والے سمجھے جاتے ہیں۔ اس قسم کے میزائل اپنے نشانے کا تعین لیزر گائیڈنس سسٹم کے علاوہ انفرا ریڈ گائیڈنس سسٹم، آپٹیکل گائیڈنس اور جی پی ایس ٹیکنالوجی کے ذریعے کرتے ہیں۔ ان سسٹم کا اطلاق ہدف کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ سمندر میں واقع ہدف کے لیے آپٹیکل سسٹم یعنی ریڈار کے ذریعے کام لیا جاتا ہے جبکہ زمینی ہدف کے لیے دیگر سسٹم سے کام لیا جاتا ہے۔ اسی نوعیت کے میزائل فضا سے زمین پر استعمال کرنے کے ساتھ زمین سے زمین پر مار کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں

زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائل کو میزائلوں کی تیسری قسم کہا جاتا ہے۔ ٹوماہاک میزائل فضا سے زمین پر مار کرتا ہے جبکہ اے جی ایم 86، اے جی ایم 84 ہارپون دونوں مقاصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں جبکہ یہ سمندری ہدف کے علاوہ زمینی ہدف پر مار کرنے میں استعمال ہو سکتے ہیں۔ اسی نوعیت کے میزائلوں میں ایک اور قسم اینٹی ٹینک میزائل کی ہے جو زیادہ تر میدان جنگ میں دشمن کے ٹینکوں کو تباہ کرنے کے لیے ہیلی کوپٹر سے استعمال کیے جاتے ہیں۔ کروز میزائل، اینٹی شپ میزائل اور اینٹی ریڈار میزائل بھی اسی قسم کے میزائلوں میں شمار کیے جاتے ہیں جبکہ زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائل فضا میں موجود دشمن کے جہازوں کو گرانے کے لیے استعمال ہوتے

درسِ قرآن

ام مہدیہ



﴿آیت نمبر 55 تا 56﴾

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ہ فَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ہ

ترجمہ وتفہیم:۔

جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ سے فرمایا:

’’عیسیٰؑ اب میں تجھے قبض کروں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا، اور ان کافروں سے تجھے پاک کردوں گا، اور جو لوگ تیری پیروی کریں گے انہیں تا قیامت ان کافروں پر غالب رکھوں گا اور تم سب کو بالآخر میرے ہی پاس آنا ہے۔ تو میں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کردوں گا۔ جن میں تم اختلاف کررہے ہو۔

جن لوگوں نے کفر کیا ہے انہیں میں دنیا اور آخرت میں شدید عذاب دوں گا اور کوئی بھی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔‘‘

تشریح وتوضیح:۔

اس آیۂ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اس بہترین مخفی تدبیر کا تذکرہ کیا جو اس نے سیدنا مسیحؑ کو یہود کی سازش سے بچانے کے لیے اختیار فرمائی۔ جس سے ان کی سازش پوری طرح کھل کے سامنے آگئی۔

اِذْ قَا لَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ......

’’تَوَفِّیْ‘‘ کے اصل معنی لغت عرب ’’اَلْاَخْذُ بِالتَّمَامِ‘‘ کسی چیز کو پورا پورا لینے یا کسی چیز کو اپنی طرف قبض کرلینے کے ہیں۔ موت دینے کے معنی میں اس لفظ کا استعمال حقیقۃً نہیں بلکہ مجازاً ہوا ہے۔

مُتَوَفِّیْکَ کا معنی ہے۔ میں تمہیں پورا لینے والا ہوں اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ عیسیٰؑ کو روح وبدن دونوں کے ساتھ اٹھا لیا جاتا۔ بعض نے اس کا معنی (وقت پر) فوت کرنے والا ہوں کیا ہے۔‘‘ اگر قبض کرنے والا ہوں‘‘ معنی کیا جائے تو اس میں دونوں باتیں آجاتی ہیں۔ یوں تو قرآن میں ’’تَوَفِّیْ‘‘ کا معنی سلا دینا بھی آیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بہر حال فیصلہ تو قیامت والے دن ہوگا، جب وہ میری طرف پلٹیں گے، اس موضوع پر سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں، کبھی مناظرے ہورہے ہیں۔ یہودیوں، عیسائیوں کے کبھی عیسائیوں اور مسلمانوں کے کبھی یہودیوں اور مسلمانوں کے۔ کہ کون سا مذہب سچا ہے، اب ایسے جھگڑے جو یقیناً بینھم کے تحت ہو رہے ہیں ان کا فیصلہ اللہ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا

قران نے یہاں ان لوگوں کی اچھی طرح تردید کی ہے جو ان کے قتل یا ان کی سولی کے مدعی تھے۔ اگر آپؑ کی موت واقع ہوئی ہوتی تو اس موقع پر قرآن صاف صاف یوں نہ کہتا کہ ''نہ ان کو قتل کیا گیا، نہ ان کو سولی دی گئی بلکہ اللہ نے ان کو وفات دی'' بلکہ قرآن نے یہاں لفظ ''تَوَفّٰی'' بھی استعمال نہیں کیا

"وَ هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ"

(سورۃ الانعام:60)

''اور وہی ہے جو تمہیں رات کو قبض کر لیتا ہے(سلا دیتا ہے)۔''

اور فرمایا:

''اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے، اور ان کو بھی جو نہیں مریں (ان کی نیند میں) جسم و روح کو پوری طرح لے لینا بھی فوت کرنا ہے۔ یا صرف روح کو پوری طرح لے لینا بھی فوت کرنا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے فوت ہونا اس معنی میں نہیں لیا جس معنی میں ہم سمجھتے ہیں کہ ایک بندے کی جان نکل گئی۔

'' اِلَـیَّ'' میں تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں، بے مقصد ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اس سلسلے میں یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ رَافِـعُکَ اِلَـیَّ میں '' رفـع'' کے معنی مرتبہ بڑھانے کے ہرگز نہیں ہو سکتے، اس لیے جب '' رفـع'' مرتبہ کی بلندی کے لیے آتا ہے تو اس کے بعد اِلَیَّ نہیں ہوتا بلکہ مفعول بہ ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ نے فرمایا:

"وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا."

(الاعراف:176)

'' اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں (کی برکت) سے اسے اوپر اٹھا لیتے۔''

''وَ ارْفَعْنِيْ'' سے ان میں سے ہر ایک کی یہی مراد ہوتی ہے کہ مجھے بلند مرتبہ عطاء فرما۔

اوپر کی دونوں مثالوں میں ''رفـع'' کے بعد ''اِلَیَّ'' نہیں ہے۔ لہٰذا ''رفع'' سے مراد مرتبہ کی بلندی ہے۔ لیکن جب ''رفـع'' کے بعد ''اِلَیَّ'' آجائے تو پھر جسم کے ساتھ اوپر اٹھانے کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں ہوتے۔

قتل اور سولی کی نفی کے بعد جس چیز کا تذکرہ کیا وہ صرف اٹھا لیے جانے کا ہے۔ ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ'' (بلکہ اللہ نے اس کو اپنی جانب اٹھا لیا ہے) یعنی قرآن نے ''تَوَفّٰی'' کی اصل شکل یہ بتائی ہے کہ اللہ نے ان کو اپنی جانب اٹھا لیا۔

قرآن نے یہاں ان لوگوں کی اچھی طرح تردید کی ہے جو ان کے قتل یا ان کی سولی کے مدعی تھے۔ اگر آپؑ کی موت واقع ہوئی ہوتی تو اس موقع پر قرآن صاف صاف یوں نہ کہتا کہ ''نہ ان کو قتل کیا گیا، نہ ان کو سولی دی گئی بلکہ اللہ نے ان کو وفات دی'' بلکہ قرآن نے یہاں لفظ ''تَـوَفّـٰی'' بھی استعمال نہیں کیا۔

قرآن کے اس انداز سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ قتل اور سولی کی نفی کے بعد ''رفع'' سے موت مراد لینے کی گنجائش کس حد تک نکل سکتی ہے۔ ویسے بھی بہت سی صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰؑ قیامت کے قریب دمشق کی مسجد کے سفید منارہ پر نزول فرمائیں گے۔ ان کی ایک طرف جبرائیلؑ ہونگے، دوسری طرف میکائیل، اس وقت مسلمان کئی طرح کے فتنوں میں مبتلا ہونگے جن میں سب سے بڑا فتنہ دجال کا ہوگا۔ آپؑ دجال کو قتل کریں گے اور مسلمانوں کی مدد فرمائیں گے۔ آپؑ کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے امتی بن کے رہیں گے۔ اسی زمانے میں آپ شادی کرینگے، اولاد ہوگی آپؑ کے دور میں اسلام کا بول بالا ہوگا اور اس کے بعد آپؑ اپنی طبعی موت مریں گے۔ اس دوران آپؑ یہود کو چن چن کر ماریں گے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر کے پیچھے چھپا ہوگا تو وہ پتھر بھی بول اٹھے گا کہ یہاں ایک یہودی موجود ہے۔

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا...... اس جملہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰؑ سے دو باتوں کا وعدہ فرمایا اور انہیں یقین دلایا، پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کو ان کافروں کے الزامات سے پاک کرے گا، کافروں سے مراد اہل کتاب بھی یہود و نصاریٰ دونوں ہیں۔ یہود کا الزام یہ تھا کہ آپ فی الواقع مصلوب ہوئے تھے۔ یعنی حقیقتاً آپ کو سولی دی گئی۔

دوسرا وعدہ یہ تھا کہ (اے عیسیٰؑ) تیرے فرمانوں کو تجھے نہ ماننے والے یعنی یہودیوں پر غالب رکھوں گا۔ کافروں کی گندگیوں اور غلط عقیدوں، شرارتوں سے تمہیں پاک کر دوں گا۔ یعنی کسی طرح کی مصیبت آپ کو نہیں پہنچنے دوں گا۔ اللہ کا رسولوں کے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ رسولوں کو اللہ نے لوگوں کے

ہاتھوں سے محفوظ رکھنا ہے۔لوگ انبیاء کو تو قتل کر سکے ہیں ،رسولوں کو نہیں۔آزمائشیں اور تکلیفیں آنا ایک اور بات ہے،وہ اللہ کے نبی پر بھی آ جائیں ،حالانکہ اللہ کا نبی ﷺ کے ساتھ وعدہ تھا۔یہ تو وہ آزمائشیں اور تکلیفیں ہیں جو اللہ نے انبیاء کے درجات کو بلند کرنے کے لیے رکھی ہوتی ہیں مگر اس طرح کہ نہ نبی ان کے قبضے میں آسکیں ،نہ نبی کو وہ قید کر سکیں اور نہ ہی ان کو قتل کر سکیں۔

ایسی مہلت اللہ بہر حال کافروں کو نہیں دیتا کہ وہ انبیاء کے خلاف سازش کر سکیں۔عیسیٰؑ کی بھی اسی طرح اللہ نے حفاظت کی اور ان کو بشارت دی کہ وہ آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

پھر دوسرا وعدہ دوسری بشارت جو اللہ نے دی کہ آپؑ پر ایمان لانے والے، آپؑ کا انکار کرنے والوں پر قیامت تک غالب رہیں گے اور کافروں پر ان کو عزت دے گا۔ جب یہود نے سیدنا عیسیٰؑ کا انکار کیا ،دیکھنے کو تو عیسائیوں کی تعداد اس وقت تھوڑی تھی،حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانے والے تھوڑے ہی تھے۔

لیکن عیسیٰؑ کے جانے کے بعد عیسیٰؑ کے حواری یہودیوں پر غالب رہے۔یہودیوں پر ذلت و مسکنت ماری گئی اس کی نسبت اللہ نے عیسائیوں پر رحمت و شفقت،راحت و نرمی بھی رکھی، مسلمانوں سے قریب بھی رہے اور بہر حال اپنی برائیوں میں اس انتہا تک نہیں پہنچے جس حد تک یہود پہنچے۔آپؑ کے ماننے والے آپ کا انکار کرنے والوں پر بہر حال برتر رہیں گے۔

بہر حال فیصلہ تو قیامت والے دن ہو گا ،جب وہ میری طرف پلٹیں گے ،اس موضوع پر سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں،کبھی مناظرے ہو رہے ہیں۔ یہودیوں ،عیسائیوں کے کبھی عیسائیوں اور مسلمانوں کے کبھی یہودیوں اور مسلمانوں کے۔کہ کون سا مذہب سچا ہے ،اب ایسے جھگڑے جو یقینا بینھم کے تحت ہو رہے ہیں ان کا فیصلہ اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

ہاں ایسے جھگڑوں کو حل کرنا ممکن ہے جو غلط فہمی کی بناء پر ہوں۔یعنی مجھے پتہ ہی نہیں کہ یہ چیز صحیح ہے یا غلط لیکن میں حق جاننا چاہتی ہوں۔جب مجھے حق سمجھ آجائے گا میں جھک جاؤں گی جبکہ دوسری طرف ایسا بندہ ہے جس کو حق کا اچھی طرح پتہ ہوتا ہے لیکن وہ اپنی ناک نیچی نہیں کرنا چاہتا،ضد نہیں چھوڑنا چاہتا۔جب ڈنڈا نظر آئے گا تو ساروں کے سامنے حق واضح ہو جائے گا ،سارے اس کے سامنے مطیع فرمان ہو جائیں گے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:''اس سے پہلے امت 72 فرقوں میں بٹی اور تم 73 فرقوں میں بٹو گے۔''

(ابوداؤد:٥٤٩٦)

72 فرقے یہود و نصاریٰ کے چھوٹے چھوٹے اختلافات کی وجہ سے ،عقیدہ و عمل کے اختلافات،فقہی و قانونی موشگافیوں کی وجہ سے بنے۔

ان کے اور ہمارے آپس کے اختلافات کا فیصلہ کون کرے گا۔ اللہ ہی کر سکتا ہے،دنیا میں ان کا حل ممکن نہیں ہے۔

'' فَاَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡ'' کافر کون ہیں......؟ جنہوں نے اللہ کی آیات کو انکار کیا،حق کا انکار کیا،جو بات اللہ کو پسند آئی وہ نہ مانی ،اپنے دل کی مانی،رسول کی پیروی نہیں کی ،وہ اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں،ایسے لوگ ہی حقیقت میں کافر ہیں۔

کافروں کا معاملہ کیا ہے؟ کہ دنیا و آخرت میں ان کو سخت عذاب سے دو چار کر دوں گا،آخرت کا عذاب تو سمجھ میں آتا ہے قیامت کا عذاب ہے،جہنم کا عذاب ہے۔لیکن دنیا کا سخت عذاب کیا ہے یہ تو وہی جانتا ہے،رحمتیں ہی رحمتیں ،برکتیں ہی برکتیں،دولتیں ہی دولتیں ہونے کے باوجود دنیاوی ساری رونقیں ہونے کے باوجود ان لوگوں کے پاس دلی سکون نہیں، اطمینان نہیں، یہ سخت عذاب اللہ نے ان پر مسلط کیا ہوا ہے کہ ایک گھر میں ایک ساتھ رہنے والے دو افراد بھی آپس میں مامون نہیں۔اسے اپنے ساتھ رہنے والے سے یہ امید بھی نہیں کہ مشکل وقت میں ہمارا ساتھ دے گا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں ،ضرورت اور مجبوری نے ان کو اکٹھا کیا ہوا ہے۔ ضرورت پوری ہونے کے بعد جو ایک دوسرے کا جانی دشمن ہو گا۔ بیٹا سب سے پہلے باپ کی اور باپ سب سے پہلے بیٹے کی جان نکالنے کو تیار ہے۔ یہ سب سے سخت عذاب ہے۔

اس عذاب کی وجہ سے نشے کے تناسب اور خودکشیوں کے تناسب پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ بیچارے سکون کی تلاش میں شرابیں پیتے ہیں،موسیقی کے رسیا گانے سنتے ہیں اور سکون ڈھونڈتے موت کی وادی میں چلے جاتے ہیں۔ یہی ہے عذاب شدید جو اللہ نے ان کے لیے دنیا میں رکھا ہے اور آخرت میں ان کا کوئی مددگار نہیں اور کوئی ان کو بچانے والا نہیں۔





فتح مبین پائی فضائیہ کے شہہ پروں نے

اُمِ حماد

ستمبر کی سات ۶۵ء کا ہے یادگار دن
مبارک مرے شاہینوں کو وہ شاندار دن
فتح مبین پائی فضائیہ کے شہہ پروں نے
یومِ دفاع کا لاتا ہے دل میں بہار دن
ہوئے چکنا چور خواب ناپاک بزدلوں کے
پلٹنا انہیں پہ لے کر ذلت کی مار دن
جرأت میں بے مثل تھے نظارے عوام کے
مری قوم کو نصیب ہو وہ بار بار دن
جب بھی کرے گا جارحیت اے دشمن دین
دیکھے گا تو ہمیشہ وہی بے قرار دن
یا رب مرے وطن کو پائندہ باد رکھنا
عطا ہو مرے جوانوں کو ''غیرت بیدار'' دن
اے وطن کے ناخداؤ وہ کہیں سے ڈھونڈ لاؤ
مری پاک سرزمین کے وہ باوقار دن
حق و باطل کا معرکہ تھا سترہ تھے دن سنہرے
ہر دن پہ میرے قربان سترہ ہزار دن
تکمیل وطن کریں گے تعبیر خواب دیں گے
قائم اگر نظام ہو شریعت کا چار دن



احکام و مسائل

اسماعیل احمد

حج بیت اللہ

شرائط، اقسام اور قربانی

اقبالؒ نے کہا تھا:

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

توحید و رسالت سمیت نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اسلام کے عناصر خمسہ ہیں۔ ایسی کئی احادیث ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے ان پانچوں کو اسلام کے ارکان اور ستون بتایا ہے۔ مثلاً حضرت عبد اللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

1۔ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

2۔ نماز قائم کرنا۔

3۔ زکوٰۃ دینا۔

4۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔

5۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔"

(صحیح بخاری:8)

ان عبادات میں سے نماز اور روزہ خالص بدنی، زکوٰۃ خالص مالی، جبکہ حج بدنی اور مالی عبادات کا مجموعہ ہے اس لیے کہ اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور انسانی جسم کی توانائیاں بھی۔

لفظ حج کا معنی و مفہوم

لفظ "حج" ح کی فتح (حَج) اور کسرہ (حِج) دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ آیت نمبر 197 میں "ح" کی فتح کے ساتھ اور سورہ آل عمران آیت نمبر 97 میں "ح" کسرہ کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ حج کے لغوی معنی ہیں: "عظمت والی جگہ کا ارادہ کرنا" جبکہ حج کی شرعی تعریف یہ ہے کہ "مخصوص مقامات کا مخصوص فعل کے ساتھ مخصوص زمانے میں ارادہ کرنا۔"

حج کی فرضیت کی شرائط

ا۔ حج کے فرض ہونے کی شرائط۔

ب۔ حج کی ادائیگی کی شرائط۔ حج ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے بلکہ حج کے فرض ہونے کی چند شرائط ہیں جو ذیل میں بیان کی جا رہی ہیں۔

1...... مسلمان ہونا: حج اور اسلام کی باقی عبادات کے فرض اولین ہونے کی اولین شرط اسلام ہے۔

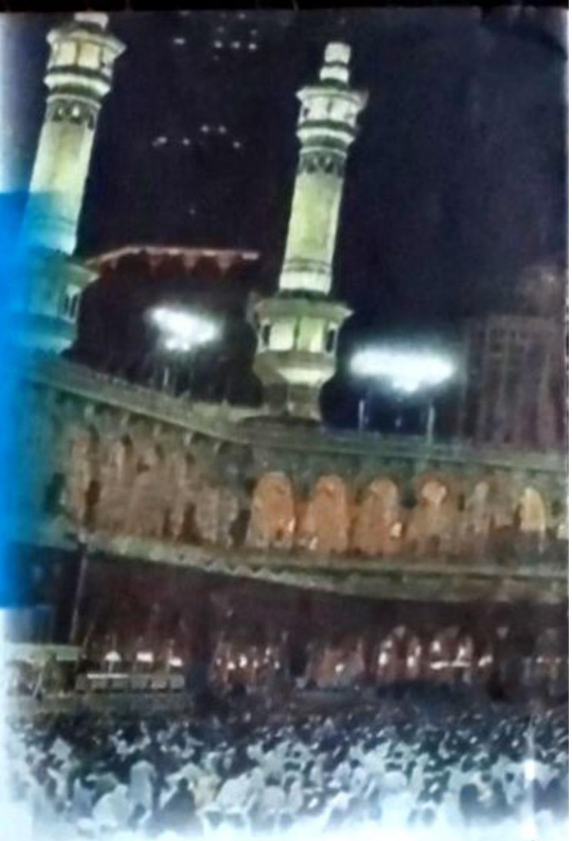
2...... آزاد ہونا: آزاد ہونا حج کی دوسری شرط ہے۔

3...... بالغ ہونا: حج کی تیسری شرط بلوغت ہے۔

4...... عاقل ہونا: اگر کوئی شخص پاگل یا مجنون ہے تو اس کے ذمے حج فرض نہیں ہے اس لیے کہ پاگل اور مجنون شریعت کے کسی احکام سے مکلف ہی نہیں ہیں۔

5...... صاحب استطاعت و قدرت ہونا: اگر کسی شخص میں مندرجہ بالا چاروں شرائط موجود ہیں، لیکن اس کے پاس مکہ مکرمہ جانے کے لیے سواری، زاد راہ اور قدرت نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہیں ہے۔ سورہ آل

صاحب استطاعت و قدرت ہونا: اگر کسی شخص میں مندرجہ بالا چاروں شرائط موجود ہیں، لیکن س کے پاس مکہ مکرمہ جانے کے لیے سواری، زادِ راہ اور قدرت نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہیں ہے



ہمارے معاشرے میں اس حوالے سے یہ کوتاہی دیکھنے میں آئی ہے کہ جو حج جمعہ والے دن ہو اس کو حج اکبر کہا جاتا ہے اور جو حج جمعہ کے علاوہ باقی کسی دن ہو اس کو حج اصغر کہا جاتا ہے، حالانکہ شریعت اسلامی کی رو سے ایسا نہیں ہے۔ شریعت میں عمرہ کو حج اصغر اور حج

عمران آیت نمبر73 میں فرمایا گیا:

''اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے، اور جس نے کفر کیا تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔''

مثلاً حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص زاد راہ اور سواری کا مالک ہے جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا دے اور وہ حج نہ کرے تو پھر کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی مرے یا عیسائی۔

(سنن سعید بن منصور کتاب المناسک)

حج کی ادائیگی کی شرائط

جس شخص میں حج کی فرضیت کی مندرجہ بالا پانچوں شرائط پائی گئیں تو اس پر حج فرض ہے۔ اب اس حج کو ادا کرنے کا مرحلہ آتا ہے اور حج کی ادائیگی کی بھی چند شرائط ہیں۔

1......**صحت مند ہونا:** حج کی ادئیگی کے لیے اولین شرط صحت مند اور تندرست ہونا ہے، اگر کوئی شخص ایسا بیمار ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کا سفر نہیں کرسکتا تو اس پر خود سے حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے۔

2......**راستے کا پر امن ہونا:** اگر راستہ پر امن نہیں ہے تو اس صورت میں بھی اس شخص پر حج کی ادئیگی ضروری نہیں ہے۔

3...... **عورت کے لیے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا:** مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ عورت پر حج فرض ہونے کی ایک اضافی شرط یہ ہے اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہونا چاہیے۔ عورت کا بغیر شوہر یا محرم کے حج کے سفر پر جانا جائز نہیں ہے، حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے اور نہ کوئی عورت سفر کرے مگر اس کے ساتھ محرم ہو۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں غزوہ میں شرکت کے لیے میرا نام لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی حج کی ادائیگی کے لیے نکلی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: '' جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر!''

(صحیح بخاری:5233)

نوٹ: ہمارے معاشرے میں اس حوالے سے کافی کوتاہیاں دیکھنے میں آتی ہیں، مثلاً عورتیں بغیر محرم کے حج کرنے چلی جاتی ہیں۔ ایک عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہوتا ہے تو دوسری عورت اس کے ساتھ چلی جاتی ہے کہ چلو ایک کے ساتھ تو محرم ہے نا، حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ منہ بولے بھائی محرم نہیں ہوتے، اس لیے ان کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں ہے۔ پاکستانی قانون کے مطابق چوں کہ عورت بغیر محرم کے نہیں جا سکتی اسی لیے عورتیں گروپ لیڈر یا کسی غیر محرم کو محرم بنا کر حج چلی پر جاتی ہیں۔ ایسا کرنے میں دوگناہ لازم آتے ہیں۔

1۔غلط بیانی کا۔

2۔بغیر محرم کے حج پر جانے کا۔

4......**عورت کا عدت میں نہ ہونا:** عورت کے لیے ایک اور اضافی شرط یہ بھی ہے کہ وہ عدت میں نہ ہو۔

حج بدل اور اس کے احکام

حج کے حوالے سے ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ آیا کسی اور کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے یا نہیں......؟ اگر کیا جا سکتا ہے تو اس کے



نیت سے احرام باندھ کر حج کے افعال و مناسک ادا کرنا اور عمرہ ساتھ نہ ملانا، حج افراد کہلاتا ہے۔

حج قران: قران کے معنی (ق کے کسرہ کے ساتھ) کے لغوی معنی ہیں۔ دو چیزوں کا باہم ملا دینا، جب کہ شرعی اصطلاح میں عمرہ اور حج دونوں کی نیت سے احرام باندھنا اور ایک ہی احرام کے ساتھ پہلے عمرہ اور پھر حج ادا کرنا اور درمیان میں احرام نہ کھولنا، حج قران کہلاتا ہے۔ حج قران کرنے والے کو "قارن" کہا جاتا ہے۔

حج تمتع: تمتع کے لغوی معنی ہیں، نفع اٹھانا، جب کہ شرعی اصطلاح میں عازمِ حج کا میقات سے پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھنا اور عمرہ کے افعال و مناسک ادا کرنے کے بعد احرام کھول دینا اور پھر اسی سال حج کے دنوں میں حج کی نیت سے دوبارہ احرام باندھنا اور مناسک حج ادا کرنا، حج تمتع کہلاتا ہے۔ حج تمتع کرنے والے کو "متمتع" کہا جاتا ہے۔

قربانی کی تاریخ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کو ذبح کر رہے ہیں۔ نبی کا خواب سچا ہوا کرتا ہے، چنانچہ اس حکم کی تعمیل کے لیے حضرت ابراہیمؑ فلسطین سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ جب باپ نے بیٹے کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا ہے تو فرمانبردار بیٹے اسماعیلؑ کا جواب تھا:

"قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ". (سورۃ الصفت:102)

"ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے، اسے کر ڈالیے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

بیٹے کے اس جواب کے بعد حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو جب مکہ مکرمہ سے ذبح کرنے کے لیے لے کر چلے تو اس وقت تک چھری اپنے بیٹے کے گلے پر چلاتے رہے جب تک اللہ کی طرف سے یہ صدا نہ آگئی:

"وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝"

(الصفت: 104_105)

"اے ابراہیمؑ تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا، ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔"

چنانچہ حضرت اسماعیلؑ کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا گیا جسے حضرت ابراہیمؑ نے ذبح کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جانوروں کی قربانی کرنا خاص عبادت میں شمار ہو گیا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی امت کے لیے بھی ہر سال قربانی نہ صرف مشروع کی گئی، بلکہ اس کو اسلامی شعار بنا یا گیا اور حضرت ابراہیمؑ کی اتباع میں حضور اکرم ﷺ کے طریقہ پر جانوروں کی قربانی کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ **ان شاء اللہ**.

قربانی کا حکم

تمام فقہاء علماء کرام قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کے اسلامی شعار ہونے اور ہر سال قربانی کا خاص اہتمام کرنے پر متفق ہیں، البتہ قربانی کو واجب یا سنت مؤکدہ کا Title دینے میں زمانہ قدیم سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔

قربانی کے وجوب کے دلائل

قرآن وسنت میں قربانی کے واجب ہونے کے متعدد دلائل ہیں، یہاں اختصار کی وجہ سے چند دلائل ذکر کیے جا رہے ہیں۔

1) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

"نماز پڑھیے، اپنے رب کے لیے اور قربانی کیجیے۔" (سورۃ الکوثر:2)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کرنے کا حکم (امر) دیا ہے، عربی زبان میں امر کا صیغہ عموماً وجوب کے لیے ہوا کرتا ہے۔

قربانی کے جانور کا عیوب سے پاک ہونا

اندھا جانور، ایسا کانا جانور جس کا کانا پن واضح ہو اس قدر لنگڑا ہو جس کا لنگڑا پن واضح ہو، ایسا بیمار جس کی بیماری بالکل ظاہر ہو کی قربانی کرنا جائز نہیں۔

(سنن ابی داؤد:2802)

خود قربانی کرنا افضل ہے

نبی کریم ﷺ اپنی قربانی خود کیا کرتے تھے۔

قربانی سے کیا سبق حاصل کریں؟

☆ جانور کی قربانی کے وقت حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے عظیم الشان عمل کو یاد کریں کہ دونوں اللہ کے حکم پر سب سے محبوب چیز کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو گئے، لہٰذا ہم بھی احکام الٰہی پر عمل کرنے کے لیے اپنی جان و مال و وقت کی قربانی دیں۔

☆ قربانی کی اصل روح یہ ہے کہ مسلمان اللہ کی محبت میں اپنی تمام نفسانی خواہشات کو قربان کر دے۔ لہٰذا ہمیں من چاہی زندگی چھوڑ کر رب چاہی زندگی گذارنی چاہیے۔



عید قربان اور ہماری صحت

ابو بلال یاسر

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس کی نعمتوں پر شکر بجالانا لازم ہے۔ غذائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لیے بہترین عطیہ ہیں اور غذاؤں میں سے گوشت نہایت عمدہ غذا ہے جو لذیذ بھی ہے اور صحت بخش بھی۔ گوشت کے استعمال سے جسم کی توانائی، قوت اور طاقت میں اضافہ اور صالح خون پیدا ہوتا ہے۔

معاشرے کے تمام افراد اپنی حیثیت، استطاعت اور پسند کے مطابق وقتاً فوقتاً مختلف جانوروں کے گوشت کو استعمال میں لاتے رہتے ہیں۔ وطن عزیز کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر میں گوشت کی مختلف ڈشیں تیار کی جاتی ہیں۔ گوشت فارسی زبان کا لفظ ہے۔

ہمارے ہاں بکرے کے گوشت کو چھوٹا، جبکہ بیل، گائے یا بھینس وغیرہ کے گوشت کو بڑا گوشت کہا جاتا ہے۔

سائنسی طور پر گوشت یعنی ریڈ میٹ (Read meat) ایک صحت مند کھانا تصور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں پروٹین خاصی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ طبی اصولوں کے مطابق ایک صحت مند شخص کو ایک وقت میں آدھا پاؤ یا 100 گرام سے 150 گرام سے زیادہ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

گوشت سفید ہو یا سرخ حیوانی پروٹین (Protein) کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور انسانی جسم کی نشوونما کے لیے پروٹین کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ یہ انسانی جسم میں خلیوں کی توڑ پھوڑ یعنی میٹا بولزم (Metabolism) کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کمزوری دور کر کے اینٹی باڈیز پیدا کرتی ہے جس کی بدولت جسم مختلف اقسام کے انفیکشن سے محفوظ رہتا ہے۔

گوشت کی ہی بدولت خون میں سرخ خلیے یعنی ریڈ بلڈ سیل (Red blood cell) بنتے ہیں جبکہ آئرن، زنک، سیلیئم اور مختلف قسم کے وٹامنز بھی اسی سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ آئرن سے جسم میں ہیموگلوبن پیدا ہوتا ہے اور خون کی ترسیل بہتر ہوتی ہے، زنک سے نئے ٹشوز بنتے ہیں اور سیلیئم جسم سے غیر ضروری چکنائیوں اور دیگر کیمیکلز ختم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

گوشت میں موجود وٹامن اے، وٹامن بی اور وٹامن ڈی ہڈیوں، دانتوں، آنکھوں اور دماغ کے ساتھ ساتھ جلد کو بھی جوان رکھتے ہیں۔ حیاتیاتی اعتبار سے اس میں مکمل پروٹین، جن میں آٹھوں بنیادی امائنو ایسڈ موجود ہوں، پائے جاتے ہیں۔ قدرتی طور پر انسانی جسم میں پیدا نہیں ہوتے لہٰذا ان کا بیرونی غذا سے حصول ضروری ہو جاتا ہے بلکہ یہ جسم کی قوت مدافعت میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ قربانی کا گوشت تازہ اور صحت مند غذائیت سے بھرپور ہونے کے باعث زیادہ کیلوریز پر مشتمل ہوتا ہے جس کو زیادہ مقدار میں کھانے سے مضر صحت اثرات کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔ گوشت کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کو بکرے کا گوشت اور پائے پسند تھے، اس میں سے بھی آپ ﷺ ''دستی'' اور ''شانہ'' زیادہ پسند کرتے تھے۔ اس حصے کے گوشت میں چونکہ ریشے موٹے نہیں ہوتے اس لیے ایک تو گوشت جلد گلتا ہے اور دوسرا ملائم بھی ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ آپ ﷺ کی پسند'' پشت کا گوشت'' تھا جس کا ریشہ دستی اور شانے کی نسبت کم موٹا مگر اس میں خون پیدا کرنے والے اجزاء پائے جاتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ کے علاوہ عام دنوں میں بھی آپ جب گوشت پکائیں تو ہمیشہ متوازن مینیو بنائیں۔ بقرعید پر عموماً ساری ہی ڈشز گوشت کی بنتی ہیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ اس کے ساتھ سلاد بھی ضرور بنائیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے بیان فرماتے ہیں کہ: "ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا، وہ دستی کا تھا کیونکہ آپ ﷺ کو دستی پسند تھی۔ آپ ﷺ اسے دانتوں سے نوچ نوچ کر تناول فرما رہے تھے۔" اس حدیث کو سنن ابن ماجہ اور جامع ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ کو شوربے والا گوشت بہت پسند تھا۔" ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم گوشت پکاؤ تو اس میں کدو ڈال دو، اس لیے کہ یہ غمگین دل کو تقویت دیتا ہے۔" طب نبوی ﷺ میں ہے کہ کدو کا سالن فرحت بخش ہے۔ اس کی ٹھنڈک گوشت کی حرارت کو دور کرتی ہے اور گوشت کی حرارت اس کی رطوبت کو بند کر دیتی ہے اور یوں وہ سالن معتدل ہو جاتا ہے۔ سیدہ ام سلمہؓ راوی ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ نے ہڈی والا گوشت تناول فرمایا۔" (بحوالہ طحاوی:) رسول اللہ ﷺ کو بکری کا مغز بھی پسند تھا اور آپ ﷺ تناول فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر بھنا ہوا گوشت کھایا۔ حضرت ابورافع فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کلیجی اور دل بھون کر ہدیہ کیا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی:)

چونکہ کثرت گوشت خوری سے گردوں میں یورک ایسڈ کی زیادتی ہو جاتی ہے اور ایک حالیہ تحقیق کے مطابق زیادہ مقدار میں گوشت کھانے سے کینسر کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی غالباً اسی لیے زیادہ گوشت کھانے اور روزانہ کھانے کو متعدد مقامات پر ناپسند فرمایا ہے۔

گوشت کے بکثرت استعمال سے بدہضمی، پیچش، پیٹ درد اور بخار جیسی شکایات تو فوری ظاہر ہو جاتی ہیں لیکن ہائی بلڈ پریشر، آرتھرائٹس، دل کے امراض اور کینسر جیسی بیماریاں کافی عرصہ بعد وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

چند احتیاطی تدابیر

عیدالاضحیٰ کے موقع پر گوشت کھانے میں بے اعتدالی اور غیر محتاط رویہ اختیار کرنے کے باعث بیماریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

☆ گوشت کے بکثرت استعمال سے بدہضمی، پیچش، پیٹ درد اور بخار جیسی شکایات تو فوری ظاہر ہو جاتی ہیں لیکن ہائی بلڈ پریشر، آرتھرائٹس، دل کے امراض اور کینسر جیسی بیماریاں کافی عرصہ بعد وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

☆ زیادہ گوشت کا استعمال دیگر امراض کے ساتھ ساتھ کیلشیئم کی کمی کا باعث بنتا ہے۔ کیلشیئم کی کمی کے باعث ہڈیاں بھربھری اور کمزور ہو جاتی ہیں جس سے بآسانی فریکچر ہو سکتا ہے۔

☆ زیادہ گوشت کھانے سے وزن بھی بڑھتا ہے، خصوصاً پیٹ بڑھنے کی صورت میں، پنکریاز یعنی لبلبے کے متاثرہ ہونے سے جسم میں انسولین بننے کی رفتار سست ہو جاتی ہے جو بعض اوقات شوگر کا باعث بنتی ہے۔

اگر گوشت کھانا ہی ہے تو......

کم از کم 6 گھنٹے کے فرق سے کھائیں

☆ گوشت آہستہ آہستہ اور اچھی طرح چبا چبا کر کھایئے۔ جوڑوں کے درد، ہائی بلڈ پریشر اور شوگر کی صورت میں بہت کم مقدار میں کھائیں۔

☆ یورک ایسڈ کی زیادتی اور گردوں کے مرض میں مبتلا افراد پہلے اپنے معالج سے مشورہ کرلیں۔

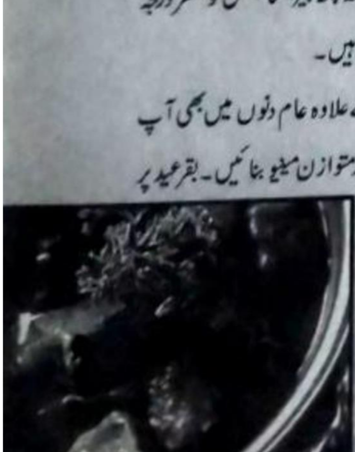
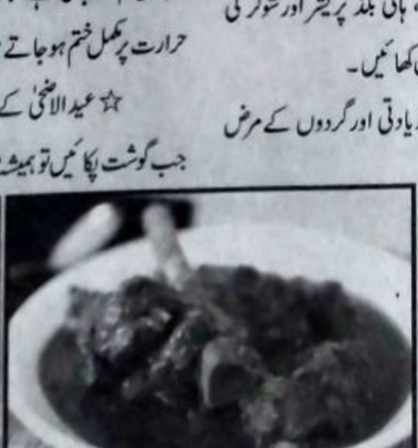
☆ گوشت کھانے کے فوراً بعد پانی پینے سے دل کی تکلیف مزید بڑھ سکتی ہے۔

☆ گوشت کو اچھی طرح ابال کر پکایا اور استعمال میں لایا جائے تا کہ اس میں موجود جراثیم ختم ہو سکیں۔

☆ لیموں، مرچ اور تیز مصالحہ جات کی بجائے دودھ اور دہی کا زیادہ استعمال کیا جائے۔ ہلکے مصالحے استعمال کیے جائیں۔

☆ گائے کے گوشت میں کولیسٹرول بکرے کے گوشت کی نسبت زیادہ ہوتا ہے جبکہ اونٹ کے گوشت میں کولیسٹرول بہت کم ہوتا ہے۔ صحت مند بکرے کا گوشت ہر عمر کے لوگ کھا سکتے ہیں البتہ گائے اور اونٹ کا گوشت بہت کم مقدار میں استعمال کریں، خصوصاً اگر آپ ہائی بلڈ پریشر، ہائی کولیسٹرول، جگر، شوگر یا خارش جیسے امراض میں مبتلا ہیں۔ اگر آپ گوشت کو عید کے بعد کئی دنوں تک استعمال کرنا چاہتے ہیں تو فریزنگ (Freezing) کا سب سے محفوظ طریقہ یہ ہے کہ اسے 17......8 ڈگری سینٹی گریڈ پر رکھا جائے۔ یاد رکھیے کہ گوشت کو فریز کرنے سے گوشت کے استعمال سے بیماریاں پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے والے مائیکروبز مرتے نہیں لیکن ان کی افزائش کم ہو جاتی ہے، بلکہ کچھ پیراسائیٹس تو صفر درجہ حرارت پر مکمل ختم ہو جاتے ہیں۔

☆ عیدالاضحیٰ کے علاوہ عام دنوں میں بھی آپ جب گوشت پکائیں تو ہمیشہ متوازن مینیو بنائیں۔ بقر عید پر



صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ کو پشت کا گوشت مرغوب تھا۔ اس لیے کہ اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے اور صالح خون پیدا کرتا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں مرفوعاً روایت ہے کہ سب سے لذیذ اور عمدہ گوشت پشت کا ہوتا ہے۔

عموماً ساری ہی ڈشز گوشت کی بنتی ہیں اس لیے، بہتر یہی ہے کہ اس کے ساتھ سلاد بھی ضرور بنائیں اور اس کو مزید صحت بخش اور ذائقہ دار بنانے کے لیے ڈریسنگ بھی ضرور کریں۔ البتہ مائیونیز سے مکمل اجتناب کریں۔ سلاد کے ساتھ لیموں، زیتون کا تیل، شہد، نمک اور کالی مرچ شامل کی جاسکتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ سلاد میں ڈریسنگ اس وقت ہی ڈالیں جب اسے پیش کرنا ہو اس کے علاوہ رائتہ بھی ضرور بنائیں۔ تھوڑا سا رشین سیلڈ یا پھر فروٹ سیلڈ بھی قربانی کے گوشت کے ساتھ ضرور لینا چاہیے۔

﴾"پائے" کم سے کم کھائیں﴿

لیبارٹری ٹیسٹ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بکرے یا گائے کے پائے میں کولیسٹرول کی بہتات ہوتی ہے اس لیے خاص طور پر دل کے مریض، ہائی بلڈ پریشر میں مبتلا افراد اور وہ لوگ جن کا بیڈ کولیسٹرول (Bad Cholestrol) لیول بڑھا ہوا ہو، انہیں قطعاً پائے نہیں کھانے چاہئیں۔

صحت مند لوگ بھی اپنی اچھی صحت برقرار رکھنے کے لیے پائے کی انتہائی معمولی مقدار ہی استعمال کریں۔

کلیجی کی صرف چند بوٹیاں ہی کافی ہیں

کلیجی میں آئرن وافر مقدار میں پایا جاتا ہے اس لیے یہ صحت کے لیے بہت اچھی ہے لیکن بہت تھوڑی مقدار میں صرف دو سے تین بوٹیاں ہی کھائیں کیونکہ کلیجی ذرا دیر سے ہضم ہوتی ہے اور زیادہ کھانے سے معدہ بوجھل ہو سکتا ہے۔ کلیجی پکانے سے قبل تسلی کرلیں کہ کہیں اس میں سوراخ وغیرہ تو نہیں۔ کلیجی کی انتہائی گہری رنگت صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ گوشت کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں جو اپنے اصول وطبیعت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ ہم یہاں ہر قسم کے گوشت، اس کی طبیعت، منفعت و مضرت کو بیان کریں گے:

﴾بھیڑ کا گوشت﴿

دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں تر ہوتا ہے یک سالہ بچے کا گوشت سب سے عمدہ ہوتا ہے، جس کا ہاضمہ اچھا ہو وہ اس میں صالح خون پیدا کرتا ہے اور قوت بخشتا ہے۔ سرد اور معتدل مزاج والوں کے لیے عمدہ غذا ہے۔ اسی طرح جو لوگ ٹھنڈے مقامات اور موسم سرما میں پوری ریاضت ومحنت کرتے ہیں ان کے لیے نافع ہے۔ اور سوداوی مزاج والوں کے لیے بھی مفید ذہن اور حافظہ کو قوی بناتا ہے، لاغر اور بوڑھے، بھیڑ کا گوشت خراب اور مضر صحت ہوتا ہے۔

ان میں سب سے عمدہ گوشت سیاہ رنگ کے بھیڑ کا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ معدہ پر گراں نہیں ہوتا اور زیادہ نفع بخش اور لذیذ ہوتا ہے۔ خصی کا گوشت بھی عمدہ اور منفعت بخش ہوتا ہے۔ سرخ رنگ کے فربہ جانور کا گوشت ہلکا ہوتا ہے اور غذائیت عمدہ ہوتی ہے۔ بکری کے چھوٹے بچے کے گوشت میں معمولی غذائیت ہوتی ہے اور معدہ میں تیرتا رہتا ہے۔ بہترین گوشت جو ہڈی سے چپکا ہوتا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ کو پشت کا گوشت مرغوب تھا۔ اس لیے کہ اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے اور صالح خون پیدا کرتا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں مرفوعاً روایت ہے کہ سب سے لذیذ اور عمدہ گوشت پشت کا ہوتا ہے۔

﴾بکری کا گوشت﴿

اس میں معمولی سی حرارت ہوتی ہے، خشک ہے اس سے پیدا ہونے والی خلط نہ بہت عمدہ ہوتی ہے نہ عمدہ زود ہضم ہوتی ہے اور غذائیت بھی بہتر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اس میں ابھی دودھ کی قوت موجود ہوتی ہے۔ اکثر حالات میں اکثر لوگوں کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے اور اس سے پیدا ہونے والا خون معتدل ہوتا ہے۔

﴾گائے کا گوشت﴿

سرد خشک ہوتا ہے، دیر ہضم ہے، معدہ سے دیر میں نیچے کی طرف اترتا ہے۔ بڑے جفاکش اور محنتی لوگوں کے استعمال کے لیے مناسب ہے۔ سانڈ کے گوشت میں برودت کم تر ہوتی ہے اور گائے میں خشکی کم تر ہوتی ہے۔ بچھڑے کا گوشت بالخصوص جب کہ وہ بچھڑا فربہ ہو نہایت معتدل، لذیذ، عمدہ اور پسندیدہ ہوتا ہے۔ وہ گرم تر ہوتا ہے اور عمدہ طریقے سے جب ہضم ہو جائے تو اس کا شمار قوت بخش غذا میں ہوتا ہے۔

﴾اونٹ کا گوشت﴿

اونٹ کے بچہ کا گوشت تمام گوشت کی اقسام میں لذیذ ترین، پاکیزہ تر اور مقوی ہے۔ بھیڑ کے گوشت کی طرح جو اس کا عادی ہو اس کو کسی بھی قسم کا نقصان نہیں ہوتا۔ اور اس کے استعمال سے کوئی بیماری بھی نہیں ہوتی اور جن اطباء نے اس کی مذمت کی ہے وہ صرف شہر میں رہنے والے ان خوشحال لوگوں کو مدنظر رکھ کر کہتے ہیں جو اس کے عادی نہیں ہوتے اس لیے کہ اس میں حرارت و یبوست ہوتی ہے۔ سوداء پیدا کرتا ہے۔ دیر ہضم ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک ہم سب کو عید کی خوشیوں میں تندرست و توانا رکھے۔ آمین



سفرنامہ

ام خبیب

آخری قسط

لبیک اللھم لبیک

واپسی پر ہم نے شہری علاقے میں کچھ یادگار آثار قدیمہ دیکھنے کے لیے گاڑی اندرون شہر کی طرف موڑ دی یہاں کسی ترک بادشاہ کے بنوائے ہوئے قلعے کے کھنڈرات موجود تھے۔

وہاں متعین عرب گارڈ نے بتایا کہ مدینہ پر بار بار حملے ہوتے تھے اور اسلام دشمنوں کے دل میں یہ سرزمین چبھتا ہوا کانٹا تھی اور وہ کئی دہائیاں اپنے لاؤ لشکر لے کر اسلام کے اس مرکز کو جو سب سے پہلے پیارے آقا ﷺ کی پناہ گاہ بنا اور پھر جہاد کے علم سب سے پہلے یہاں لہرائے گئے۔ جہاد کے شیدائی اور اسلام کے فدائی اس سرزمین پر کھڑے ہوئے اور دنیا کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی دست بُرد اور فتنوں سے نجات دلائی۔ آج بھی دشمنوں کی ناپاک سازشیں اور جسارتیں اس سرزمین مکہ و مدینہ کے خلاف ہیں۔ اسرائیل نے تو ''گریٹر اسرائیل'' کے نقشے میں مدینہ کو بھی شامل کر رکھا ہے اور اپنے ان ناپاک اور مکروہ عزائم کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔

اس قلعے سے نکل کر تھوڑا پیدل چل کر آگے آئے تو ایک چھوٹا سا قریباً پچاس مکانوں کے کھنڈرات پر مشتمل محلہ تھا، یہ مکان کم از کم 500 سال پرانے طرز تعمیر کے تھے۔ مٹی کی موٹی موٹی دیواریں اور لکڑی کے بہت وزنی دروازے جو ٹوٹ پھوٹ کر گرے ہوئے تھے ،بغیر کسی روشندان اور کھڑکی کے یہ تنگ و تاریک کمرے بہت پراسرار لگ رہے تھے۔ یہ محلہ بالکل نئے مکانوں اور جدید طرز کی کوٹھیوں کے عین درمیان میں تھا لیکن ابھی تک جوں کا توں آثار قدیمہ کی صورت میں موجود تھا ،کسی قبضہ گروپ مافیا نے اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ یہاں کوئی مافیا موجود ہی نہیں تھا۔ یہاں قرآن وسنت کی حکمرانی ہے، جس کی برکات ہر ہر قدم پر نظر آتی ہیں۔

اس محلے میں گھوم کر نکلے تو دوبارہ طریق شہدائے بدر پر آنکلے، بدر کی جیل کے قریب سے گذرے تو باتوں باتوں میں ابو محمد کی گفتگو کا رخ علمائے اہل حدیث اور عرب ممالک کے باہمی تعلقات کی طرف مڑ گیا۔ وہ کہنے لگے مولانا اسحٰق بھٹی نے قرآن وسنت کے خالص منہج اور ''تاریخ اہل حدیث'' جو 10 ہزار صفحات پر مشتمل ایک ضخیم گراں قدر تصنیف ہے، مرتب کی اور پوری زندگی تنگ دستی سے دو کمروں کے گھر میں گذار دی۔ انہیں اس تصنیف پر کویت حکومت نے بہترین ایوارڈ سے نوازا ، چار پانچ سال قبل ان کی وفات ہوگئی۔

إنا لِلّٰهِ وَ إنّا إليهِ رَاجِعُونْ۔

اس کے بعد علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ عالمی شہرت رکھنے والے واحد عالم دین تھے، لاہور بم دھماکہ میں اپنے رفقاء کی ٹیم کے ہمراہ جام شہادت نوش کر گئے۔

وہ جامعہ طیبہ مدینہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل تھے اور طالب علمی کے دور سے ہی ان کی بے پناہ ذہانت وفطانت کا ڈنکا بجتا تھا۔ سعودی عرب کے علمی حلقوں میں انہیں نمایاں مقام حاصل ہو چکا تھا۔ بم دھماکے میں شدید زخمی ہونے کے بعد سعودی حکومت نے انہیں علاج کے لیے خصوصی طیارہ بھیج کر منگوایا، لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے۔ انہیں مسجد نبوی میں آقا رسول ﷺ کے قدموں میں ابدی نیند سونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ان کے ذاتی اکاؤنٹ میں دو لاکھ ریال موجود تھے جو مولانا ساجد میر صاحب امیر جمعیت اہلحدیث نے عدالتی کاروائی کے ذریعے ان کے بیٹوں کو دلوائے۔ علامہ صاحب اپنا ذاتی کاروبار کرتے تھے۔ ان کا مال امریکہ ایکسپورٹ ہوتا تھا۔ ایک موقع پر ان کے کاروباری ساتھیوں نے کہا کہ علامہ صاحب آپ سامان تجارت کی انشورنس کروا لیں تاکہ اگر نقصان ہو جائے تو آپ خسارے سے بچ جائیں۔ انہوں نے سختی سے روک دیا اور

> پیارے نبی ﷺ کے نقوش قدم سے سجی پتھریلی اور سنگلاخ راہ گذروں پر اب پکی کارپٹڈ سڑکیں بن چکی ہیں جن پر آتی جاتی گاڑیوں کی رونق تھی۔

پیارے پاکستان کی سلامتی اور امن کے دشمن اس دھرتی کے خوبصورت وجود کو زہریلے ناگ بن کر ڈسنے والے ان لوگوں اور اداروں پر لعنتیں بھیج رہے تھے کہ جو بیت اللہ کے مسافروں کو بھی معاف نہیں کرتے۔

فرمایا:"میں اپنے مال میں حرام کی آمیزش نہیں کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ میرا نقصان نہیں ہوگا۔ **ان شاء اللہ** اور اگر کچھ ہوا بھی تو نقصان میرے کھاتے میں ڈال دینا لیکن میں یہ کام کسی قیمت پر نہیں کروں گا۔"

کاش آج کے مسلمان کی سوچ اس معیار پر آ جائے تو ہمارا رزق پاک ہو جائے اور جب رزق پاک ہو گا تو ساری مشکلات اور پریشانیاں ختم۔ دنیا و آخرت کی فلاح کی یقینی مثال سامنے ہے کہ علامہ صاحب نے اپنے بیٹوں کے لیے دو لاکھ ریال ترکہ چھوڑا اور خود شہادت پا کر پیغمبر دو جہاں ﷺ کے قدموں میں آسودہ خاک ہو گئے۔

یہ وادی عسفان تھی، فتح مکہ کے لیے نبی کریم ﷺ نے رمضان میں سفر شروع کیا تھا۔ گرمی کی شدت کی وجہ سے پیارے نبی ﷺ نے وادی عسفان پہنچ کر پانی پی کر روزہ افطار کر لیا تھا اور آپ ﷺ کی تقلید میں اصحاب کرامؓ نے بھی اپنے روزے افطار کر لیے تھے۔ اسی طرح اہل ایمان کو یہ آسانی دی گئی کہ وہ سفر میں اور دیگر معقول عذرات کی بناء پر روزہ کو آسانی میسر آنے تک کے لیے مؤخر کر سکتے ہیں۔

ہم بئر روحا پر پہنچ چکے تھے، یہاں بہت رش تھا، لوگ بوتلیں اور ٹین بھر بھر کر گاڑیوں میں رکھ رہے تھے۔

تھوڑے سے فاصلے پر ابو محمد نے گاڑی روک دی، یہاں کیا ہے، لوگ پانی کیوں بھر رہے ہیں؟ آپ کو بتاتے ہیں پہلے دیکھ لیں، ابو محمد نے گاڑی لاک کی ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے، سامنے چھوٹی سی گھاٹی پر ایک کنواں تھا، جسے بہت بڑے آہنی جنگلے سے ڈھانپ دیا گیا تھا اور اس کے اندر پائپ لگا کر ٹونٹیوں کے ذریعے پانی نکالنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کنویں کی وسیع گولائی پر بنی دیوار میں لگی ٹونٹیوں پر ایک ہجوم دھکم پیل میں مصروف تھا۔

یہ بئر روحا ہے۔ ابو محمد کہنے لگے، یہ بہت بڑا کنواں ہے اور ساڑھے چودہ سو سال سے آباد ہے اور اسی طرح لوگ پانی بھر رہے ہیں اور استعمال کر رہے ہیں لیکن نہ اس کا پانی کم ہوتا ہے نہ خشک ہوتا ہے، یہ اس کا معجزہ ہے۔ میں نے پوچھا: تو کیا اس پانی کی بھی آب زم زم کی طرح کوئی خصوصیت یا فضیلت ہے؟

وہ کہنے لگے ہرگز نہیں، کچھ بھی نہیں، بدر سے مکہ جاتے ہوئے یا مدینہ سے آتے ہوئے نبی کریم ﷺ یہاں رک کر تھوڑی دیر کے لیے آرام کرتے تھے اور پانی پیتے تھے اور فرمان نبوی ﷺ ہے:" عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے بعد جب حج کے لیے مکہ جائیں گے تو یہاں قیام کریں گے۔" **(صحیح مسلم: 3030)**

بس پاکستانیوں نے اس کو متبرک بنا کر یہاں بھیڑ ڈال دی ہے، اس قوم کا مزاج کچھ زیادہ ہی بدعت و خرافات کی طرف مائل ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور وجہ پاکستانی ڈرائیوروں کی کارستانی بھی ہے۔

مجھے ایک ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا کہ مدینے میں زائرین کو بئر روحا کی اتنی فیوض و برکات بتاتے ہیں کہ وہ بئر روحا جانا ضروری سمجھنے لگتے ہیں اور اسے بھی حج و عمرہ کا ایک ضروری حصہ بنا لیتے ہیں۔ جب وہ بئر روحا تک آتے ہیں تو ہم انہیں بدر کے سفر کی برکات اور فضائل بتانے لگتے ہیں تو وہ بدر جانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اسی طرح ہمارا بھی روزگار چلتا ہے۔ یہ حالات ہیں ہمارے لوگوں کے۔

اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر کے سفر میں بھی یہ لوگ دھوکہ دہی اور جعلسازی سے باز نہیں







آتے اور وہ سادہ لوح لوگ جنہیں یہ بھی علم تک نہیں ہوتا کہ حج وعمرہ کا سفر زیارت مسجد نبوی ﷺ یا روضہ رسول ﷺ تک جائے بغیر بھی مکمل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی انہیں بتائے تو وہ اس پر بہت ناراض ہوتے ہیں اور بتانے والے کو گستاخ اور بے ادب جیسے القابات سے نوازتے ہیں۔ یہ ٹیکسی ڈرائیوران کے جذبات سے کھیل کر مال بھی بناتے ہیں اور بدعات بھی ایجاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالی مسلمانوں کے حال پر رحم کرے جن کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف پیسے جمع کرنا دولت بٹورنا بن چکا ہے۔ کیسے آرہا ہے کہاں سے آرہا ہے کوئی نہیں سوچتا۔

پیارے نبی ﷺ کے نقوش قدم سے بچی پتھریلی اور سنگلاخ راہ گذروں پر اب پکی کارپیٹڈ سڑکیں بن چکی ہیں جن پر آتی جاتی گاڑیوں کی رونق تھی۔

شاعر نے خوب کہا ہے:

تیرے ثور و بدر کے باب کو میں ورق الٹ کے گذر گیا
مجھے صرف تیری حکایتوں کی روایتوں نے مزہ دیا
کسی غم گسار کی محنتوں کا یہ خوب میں نے صلہ دیا

ہم گاڑی میں بیٹھے اور جرف کی طرف روانہ ہوئے۔ گھر پہنچنے تک مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ میں نے وضو کرکے نماز کی تیاری کی، دو دن سے پانی بند تھا پانی کا ٹینکر آیا کھڑا تھا اور بلڈنگ والے اپنی اپنی ٹنکیاں فل کروا رہے تھے۔ میں نے بچوں سے کہا کہ آپ اپنی ٹنکی اور تمام برتن پانی سے بھر لیں۔ بچوں نے پھرتی سے پانی بھرنا شروع کیا۔ نماز ادا کی اور نماز کے بعد ہم نے اپنے سامان کو سمیٹا اور تیاری مکمل کی۔ آب زم زم اور کھجور کی پیکنگ کی۔

صبح سویرے نماز فجر مسجد قبا میں ادا کی۔ ابو محمد کہنے لگے، سات بجے کی فلائٹ ہے، آپ نماز فجر پڑھیں اور دو رکعت نفل ادا کر کے عمرہ کا ثواب لیں اور پھر آپ کو وہیں سے ایئر پورٹ لے چلیں گے۔ بچے بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ایئر پورٹ پہنچے تو وہاں عجیب نظارہ تھا۔ لوگوں نے ٹرالیوں میں سامان بھرا ہوا تھا اور کسٹم والے مقررہ وزن سے زائد سامان ایئر پورٹ چھوڑ جانے پر مصر تھے یا اپنے ساتھ الوداع کرنے کے لیے آنے والوں کو دینے کا مشورہ دے رہے تھے۔

لوگوں نے بھی منوں کے حساب سے شاپنگ کر رکھی تھی اب پریشانی ہو رہی تھی۔ ہمارے پاس مقررہ وزن سے بھی کم سامان تھا، کئی لوگ کہنے لگے آپ ہمارا ایک شاپر پکڑ لیں، کئی ایک نے کہا آپ ایک بیگ پکڑ کر لے جائیں۔ لیکن ابو خبیب نہیں مانے وہ کہنے لگے یہ مد نہیں قانون کی خلاف ورزی ہے اور بد دیانتی بھی ہے۔

لوگوں نے شکوہ کیا لیکن وہ خاموشی سے گذر گئے۔ مسافر جب جہاز میں پہنچے تو ہر بندہ یہی بات کر رہا تھا کسی نے کہا کہ میں 40 ریال کے جائے نماز پھینک آیا ہوں، کسی نے کہا میرا پورا پانچ کلو وزن کا بیگ وہیں رہ گیا۔ اسی طرح ہر کوئی اپنے اپنے نقصان کا تذکرہ کرنے پر پریشان ہو رہا تھا۔ کئی لوگ اپنے عزیزوں اور جاننے والوں کو فون کر رہے تھے کہ آپ ایئر پورٹ سے ہمارا سامان واپس لے جائیں، ہم آپ کا نام لکھوا آئے ہیں۔ بیگز اور پیکنگ پر ان کے اپنے نام پتے بھی نوٹ کر لیے گئے۔ آب زم زم کی بوتلیں بھی جہاز میں بیٹھتے وقت مسافروں سے یہ کہہ کر لے لیں گئیں کہ لاہور ایئر پورٹ پر آپ لوگوں کو مل جائیں گی۔

لوگ ایئر بلو فضائی کمپنی کو گالیاں دے رہے تھے۔ خیر آغاز سفر کی ضروری کاروائی شروع ہوئی۔ مسافروں کو سیٹ بیلٹ باندھنے کی ہدایت اردو انگریزی میں دینے کے بعد ایمرجنسی صورتحال میں جہاز سے نکلنے اور آکسیجن حاصل کرنے کے طریقے بھی عملی انداز میں بتائے گئے۔ پھر جہاز نے رن وے پر تیز رفتاری سے بھاگتے ہوئے اڑان بھری اور جھٹکے سے فضاء میں بلند ہوا۔ دیو ہیکل جہاز ہچکولے کھاتا ہوا کبھی نیچے کی طرف جھکتا، کبھی فضاء میں اُبھرتا، کبھی دائیں جانب جھکتا ہوا، کب بائیں جانب جھکتا آسمان پر پرواز کرتا ہوا ایئر پورٹ کی طرف جا رہا تھا۔

دل کی دھڑکن تھوڑی دیر کے لیے تیز ہوئی چند سیکنڈز بعد جہاز کے کپتان نے اعلان کیا کہ جہاز 35000 فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہا ہے۔ موسم کی خرابی کے سبب پرواز ناہموار ہو سکتی ہے۔ مسافر پریشان نہ ہوں، جہاز فضا میں ہچکولے کھا رہا تھا۔ بچے چیخ چلا رہے تھے، تقریباً پندرہ بیس منٹ کے بعد جہاز معمول کی رفتار سے اڑنے لگا۔ مجھے نیند آنے لگی، اتنے میں ایئر ہوسٹس لڑکیاں کھانے کی ٹرالیاں لے کر کھانا تقسیم کرنے لگیں۔

بیت اللہ سے اپنے گناہوں کے داغ دھو کر پاک صاف ہو کر آنے والے لوگ اپنی نظریں بچا رہے تھے لیکن کئی منچلے نوجوان فرمائشیں کر کر کے ان کو بھگا رہے تھے اور ان کی فرمانبرداری پر محظوظ ہو رہے تھے، میں اپنے دل میں ہی شرمندہ ہوئے جا رہی تھی۔ اے اللہ! قوم کی ان بیٹیوں کو عزت وآبرو اور پردے داری کی زندگی عطا فرما، شرم وحیا کی دولت نصیب فرما۔ آمین

دل میں ایک خوف رینگنے لگا، اگر خدانخواستہ یہ جہاز کسی حادثے کا شکار ہو جائے تو ہم میں سے ہر کوئی اللہ کی عدالت میں کس حالت میں حاضر ہو گا؟ نجانے خاتمہ کیسا ہو، یا اللہ! خاتمہ بالخیر اور خاتمہ بالایمان ہو، کلمے پر موت آئے اور شہادت نصیب ہو۔ دل کی گہرائیوں سے دعا نکلی۔ اونگھتے، جاگتے سفر گذر گیا۔

کپتان کی طرف سے اعلان ہوا کہ ہم پاکستان لاہور ایئر پورٹ پر اترنے والے ہیں، یہاں موسم بہت خراب ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ جہاز کو اسلام آباد ایئر پورٹ پر اترنا پڑے، یہ تو پریشان کن خبر تھی کیونکہ مسافروں کے گھر والے فیصل آباد، اوکاڑہ، لاہور، سیالکوٹ اور دیگر کئی شہروں سے لاہور ایئر پورٹ پر پہنچ چکے تھے۔ سب اللہ سے دعائیں کرنے لگے اور چند منٹ کے بعد دوبارہ اعلان ہوا کہ سیٹ بیلٹ باندھ لی جائیں ہم لاہور ایئر پورٹ پر اترنے والے ہیں۔

شہر کا فضائی منظر بچوں کے کھلونوں کی طرح نظر آرہا تھا۔ باریک لکیروں میں سڑکوں پر کھلونا گاڑیاں

دوڑتی نظر آ رہی تھیں ۔ دل چسپ نظارے کے ساتھ ساتھ دل میں خوف کی لہر بھی دوڑ جاتی تھی۔ مستقل دعاؤں کا ورد جاری تھا کہ جہاز نے ایئر پورٹ کی سرزمین کو چھو لیا۔حسب عادت ہر بندہ جہاز سے سب سے پہلے نکلنے کے لیے بے تاب تھا،جبکہ ادھر سے اعلان ہو رہا تھا کہ جہاز کے دروازے کھلنے سے پہلے کوئی بھی اپنی سیٹ سے کھڑا نہ ہو۔جبکہ سب لوگ سیٹیں چھوڑ کر درمیانی راہداری میں قطار بنا چکے تھے اور اپنا اپنا سامان سمیٹ چکے تھے۔

لاؤنج میں پہنچ کر سامان وصول کرنے کے لیے گھومتی ہوئی کنویئر (Conveyor) کے پاس کھڑے ہو کر لوگ سامان اٹھا رہے تھے لیکن آب زم زم کسی کے سامان کے ساتھ موجود نہیں تھا۔وہیں پر لوگوں نے ائربلیو کے بیج لگائے دو بندوں کو گھیر لیا اور پوچھا ہمارا آب زم زم کہاں ہے......؟

وہ کہنے لگے:''وہ پیر کی فلائٹ سے پہنچے گا جب کہ آج ہفتہ تھا۔''لوگ غصے سے لال پیلے ہونے لگے،اس ایئر لائن والوں کو گندی گندی گالیاں دینے لگے،کئی لوگ جو اپنا سامان مدینہ کے ایئر پورٹ پر چھوڑ آئے تھے، مرنے مارنے پر تل گئے تھے لیکن لوگوں نے بیچ بچاؤ کروا دیا۔بہرحال ایئر بلیو فضائی کمپنی صحیح معنوں میں بددیانتی، کرپشن اور فراڈ کی انتہا کر گئی تھی۔زائرین کا سامان مدینہ ایئر پورٹ پر بھی خرد برد کر دیا گیا تھا۔جبکہ باقی کمپنیاں پانچ،دس کلو پر بھی رعایت دے رہی تھیں جبکہ یہ ڈبل کسٹم وصول کر رہے تھے،اور لوگوں کے پاس پیسے نہیں تھے وہ اپنا سامان پھینک آئے تھے۔

آب زم زم کی پورے جہاز کی چار سو کے قریب بوتلیں ہضم کر گئے تھے۔اب اتنی دور دور سے کون پانی لینے آئے گا......؟ ایئر پورٹ پر ہنگامہ برپا تھا۔ہمیں بچوں کے فون آنے لگے وہ لینے کے لیے آ چکے تھے۔ابوخبیب نے ذرا دھمکی آمیز لہجے میں اس بیج والے ملازم سے کہا ہمارا آب زم زم لاؤ۔وہ کہنے لگا اپنے نام اور فون نمبر لکھوا دیں،پیر کو آ کر لے جائیں۔انہوں نے کہا اگر پیر کو نہ ملا تو پھر؟ضرور ملے گا،**ان شاء اللہ** ۔اس نے ایک پرچی دے کر کہا یہ پرچی لے کر آئیے گا۔ہم باہر نکلے۔

پیارے پاکستان کی سلامتی اور امن کے دشمن اس دھرتی کے خوبصورت وجود کو زہریلے ناگ بن کر ڈسنے والے ان لوگوں اور اداروں پر لعنتیں بھیج رہے تھے کہ جو بیت اللہ کے مسافروں کو بھی معاف نہیں کرتے۔حرام کے نوالوں نے ان کو اتنا بے غیرت اور بے ضمیر بنا دیا ہے کہ انسانیت بھی ان سے شرمانے لگی ہے۔

افسوس! کہ میرے وطن کے جسم کے یہ رستے ہوئے بدبودار ناسور۔کوئی مسیحا پیدا ہو جو انہیں کاٹ دے۔پاک وطن کے وجود کا لہو چوستی ہوئی ان جونکوں کو ختم کر دے۔ان کو اپنے نشتر کی زد پر لے لے۔

افسوس! کہ پیارے پاکستان کے لیے رسوائی، بدنامی کا کلنک بننے والے یہ لوگ شاید ہی کبھی ان سے ملک کے باسیوں کو چھٹکارا مل سکے ۔ اس لیے کہ یہ روگ پھیلانے والا گندا پانی حکمرانوں کی طرف سے آ رہا ہے، اور چھتوں سے بہنے والا پانی نالیوں میں پھیلتا ہوا وطن کے گلی کوچوں کو بدبودار اور متعفن بنا رہا ہے۔

دل رنج وغم سے چور ہو رہا تھا۔بیت اللہ کی فضاؤں میں رہ کر جو لطیف جذبے اور سرور ونشاط حاصل ہوا تھا وہ جہاز کے دروازوں سے نکلتے ہی کافور ہونا شروع ہو گیا تھا، دل گھٹن سے بھر گیا تھا،دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلنے لگیں۔اے اللہ! میرے وطن کو بھی ارضِ الحرمین جیسا نظام عطا کر دے۔ویسے ہی اسلام دوست، قرآن وسنت کے مطیع حکمران عطا کر دے۔اے اللہ! میرے وطن کو بھی حقیقی معنوں میں لا إلہ إلا اللہ کی برکات و ثمرات سے نواز دے۔آمین ثم آمین۔

بقیہ دورہ صفہ کی یادیں

جس دن میں یہاں آئی تو میں نے عہد کیا کہ یہاں سے کچھ سیکھ کر جاؤں گی اور یہ دن صرف اللہ کے لیے گزاروں گی۔کچھ دن گزارنے کے بعد میرے دل میں عجیب سی بے چینی پیدا ہوئی،میرا دل بہت گھبرایا،عجیب سی کیفیت تھی تو 26 جولائی کو میرے بھائی کا پیغام آیا کہ وہ لانچ ہو رہا ہے،ایک دم سے میں حواس باختہ ہو گئی کہ میں تو اپنے بھائی سے ملی بھی نہیں۔

کیونکہ وہ اس عید پر گھر نہیں آیا تھا اور دورہ پر گیا ہوا تھا۔میری آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے تھے ایسا لگ رہا تھا جیسے بہت قیمتی متاع کھو گئی ہو مگر دل کو اطمینان بھی تھا کہ وہ ایک فرض ادا کرنے جا رہا ہے۔

اک وعدہ نبھانا ہے،مجھے فردوس جانا ہے

یہ ایک خوشی کی بات بھی تھی،میں بھائی کو حوصلہ دے رہی تھی کہ میرا بھائی جہاد کرنے جا رہا ہے لیکن بس ایک بار اس سے ملنے کو دل کر رہا تھا۔میں تھوڑی دیر تک ٹھیک ہو گئی کہ اللہ میرے بھائی کو شہادت نصیب فرمائے اور آپ سب بھی میرے بھائی کے لیے دعا کریں کہ اللہ اس کی مدد کرے اور وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو۔آمین

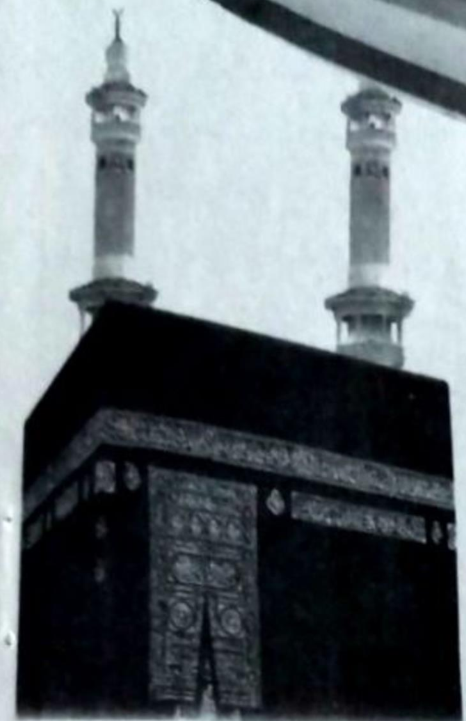
اس وقت مجھے اپنا صفہ کرنے کا مقصد سمجھ میں آیا کہ میرا یہاں آنے کا اصل مقصد کیا ہے؟

میری بہنو!جب ہمارے بھائی ہمارے لیے کشمیر میں لڑ رہے ہیں تو ہم کو بھی ان کا ساتھ دینا چاہیے اور انکی کمر مضبوط کرنی چاہیے تاکہ ان کو بھی حوصلہ ہو کہ ہمارے پیچھے ہماری بہنیں موجود ہیں۔جیسے میرے بھائی نے میرا حوصلہ بڑھایا۔اب میں یہاں سے جا کر دعوت وجہاد کے مقصد کو اتنا پھیلاؤں گی کہ سب مجاہدین بھائیوں کی بہن ہونے کا حق ادا کر سکوں۔آمین

﴿لائبہ نثار،اوکاڑہ﴾

تذکرہ انبیاء علیہم السلام

محمد جاوید



سیدنا اسماعیل علیہ السلام

ذبیح اللہ سیدنا اسماعیلؑ کی ولادت کے وقت آپؑ کے والد حضرت ابراہیمؑ کی عمر مبارک چھیاسی سال تھی۔ قرآن کہتا ہے یعنی حضرت ابراہیمؑ کی دعا اللہ نے سن لی اور اسماعیلؑ عطا کیے۔ حضرت ابراہیمؑ نے دعا مانگی تھی۔

''اے میرے پروردگار مجھ کو ایک نیک صالح لڑکا عطا کر۔ پس ہم نے اس کو ایک بردبار بیٹے کی بشارت دی۔

(الصافات: 100,101)

حضرت اسماعیلؑ نبی اور رسول تھے۔ ان کا ذکر قرآن پاک میں سورۃ البقرہ ایک جگہ، آل عمران دو جگہ، ابراہیم چار جگہ، الصف تین جگہ، الحج دو جگہ اور سورہ مریم میں ایک جگہ آیا ہے۔

آپؑ کی والدہ ماجدہ سیدہ حاجرہؑ تھیں۔

شجرہ نسب

حضرت اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ بن تارخ بن ناجور بن سروح بن ارغو بن خالج بن عابر آپؑ کا شجرہ نسب ہے۔ آپؑ جب پیدا ہوئے تو اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ انہیں بیابان میں چھوڑ دیا جائے حضرت حاجرۃ سمیت۔ حضرت ابراہیمؑ نے رب کریم کے حکم کے آگے سر جھکا دیا اور انہیں ویران و بیابان میں چھوڑ دیا۔ جب ابراہیمؑ، حضرت حاجرۃ اور نو مولود اسماعیلؑ کو چھوڑ کر جا رہے تھے تو حضرت حاجرہ نے سیدنا ابراہیمؑ سے پوچھا ہمیں کس کے پاس چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ سیدنا ابراہیمؑ نے کہا: ''اللہ رب العالمین کے پاس۔'' سیدنا حاجرہ نے کہا کہ میں اپنے رب کریم پر راضی ہوں

آبِ زم زم

جب بی بی حاجرہؑ کے پاس پانی ختم ہوا اور حضرت اسماعیلؑ شدت پیاس سے تڑپنے لگے، تب اللہ کا فرشتہ پھر حضرت حاجرہ کے پاس آیا اور حضرت حاجرہ کو سیدنا اسماعیلؑ کی عظمت و بزرگی کی بشارت سنائی۔ صحیح بخاری میں ہے:

''سیدہ حاجرہ نے ایک آواز سنی تو انہوں نے کہا کہ اگر تجھ سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے تو سامنے آ؟ حضرت جبرائیلؑ آ گئے اور انہوں نے زمین پر ایڑی ماری اور وہاں سے پانی پھوٹ پڑا۔ سیدہ حاجرہ پانی کی تلاش میں صفا و مروہ پر دوڑ رہی تھیں۔ جب پانی کو دیکھا تو بچے کے پاس آ گئیں، خود پیا اور بچے کو پلایا، اس چشمے کے گرد مٹی کی باڑ کر دی۔ تبھی یہ چشمہ آبِ زم زم کہلایا، زم زم کے معنی ہیں ''ٹھہر جا ٹھہر جا''۔

(بخاری: 3364)

آج تک

یہ چشمہ زم زم جاری و ساری ہے اور دنیا کا اعلیٰ اور افضل ترین چشمہ ہے۔ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ کو دیکھ کر وہاں اور قبائل آ کر آباد ہو گئے۔ اس دوران حضرت ابراہیمؑ ان کو آ کر وقتاً فوقتاً ملتے رہتے تھے۔ اس کے بعد قربانی کا حکم ہوا جس کا تذکرہ قرآن کریم اس طرح کرتا ہے:

ترجمہ: "پھر جب وہ اس سن کو پہنچا کہ باپ کے ساتھ دوڑنے لگے۔ ابراہیمؑ نے کہا: اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو دیکھ کیا سمجھتا ہے؟ کہا: پیارے ابا جان! جس بات کا آپؑ کو حکم دیا گیا ہے وہ کریں۔ اگر اللہ نے چاہا تو مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ پس جب ان دونوں نے رب کی رضا و تسلیم کو اختیار کر لیا اور پیشانی کے بل اس (بیٹے) کو گرایا، تو ہم نے کہہ دیا: اے ابراہیمؑ تو نے اپنا خواب پورا کر دکھایا۔ ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔" (الصافات: 102 تا 105)

بے شک یہ ایک کھلا امتحان ہے، پھر ہم نے قربانی کو اس کا فدیہ بنایا۔" (الصافات: 107)

حضرت ابراہیمؑ بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا کر ذبح کرنے لگے۔ بے شک یہ انتہائی کٹھن امتحان تھا۔ بیٹے کے بدلے اللہ تعالیٰ نے دنبہ کو ذبح کرا دیا۔ یہی وہ قربانی ہے جو رب کریم کے ہاں اتنی مقبول و منظور ہوئی کہ بطور یادگار ہمیشہ کے لیے ملت ابراہیمیؑ کا شعار قرار پائی اور آج بھی دس ذوالحجہ کی تاریخ کو تمام دنیائے اسلام میں یہ "شعار" اسی طرح منایا جاتا ہے۔

تعمیر بیت اللہ

سیدنا ابراہیمؑ اگرچہ فلسطین میں مقیم تھے مگر مکہ میں برابر سیدہ ہاجرہ اور اسماعیلؑ کو دیکھنے آتے رہے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت ابراہیمؑ کو کعبہ کی تعمیر کا حکم ہوا۔ بیت اللہ کی پہلی بنیاد سیدنا آدمؑ نے رکھی تھی۔ مگر حوادث زمانہ میں وہ بے نشان ہو گیا تھا۔ البتہ وہ اب بھی ایک ٹیلہ پر ابھری ہوئی زمین کی شکل میں موجود تھا۔ یہی وہ مقام تھا جس کا اللہ رب العالمین نے بذریعہ وحی حضرت ابراہیمؑ کو بتایا تھا۔ سیدنا ابراہیمؑ نے سیدنا اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر اس کو کھودنا شروع کیا تو سابقہ تعمیر کی بنیادیں نظر آئیں۔ انہی بنیادوں پر بیت اللہ کی تعمیر کی گئی۔ اس کا ذکر قرآن حکیم کی سورہ آل عمران میں اس طرح آیا ہے۔

ترجمہ: "بے شک سب سے پہلے وہ گھر جو لوگوں کے لیے (اللہ کی یاد کے لیے) بنایا گیا۔ البتہ وہ مکہ مکرمہ میں ہے۔ وہ سراپا برکت ہے اور جہان والوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے، اس میں (دین حق کی) روشنی کی روشن نشانیاں ہیں۔ وہاں مقام ابراہیمؑ ہے، جو کوئی اس کی حدود میں داخل ہو گیا وہ امن و حفاظت میں آ گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے لیے یہ بات لازم ہو گئی کہ اگر اس تک پہنچنے کی طاقت پائیں تو اس گھر کا حج کریں۔" (ال عمران: 96,97)

یہ سعادت حضرت اسماعیلؑ کو حاصل ہے کہ وہ اپنے والد محترم کے ساتھ تعمیر کعبہ میں شریک تھے۔

شادی

حضرت اسماعیلؑ کی شادی بنی جرہم کے گھرانے میں (جو سیدہ ہاجرہ سے اجازت لے کر وہاں آباد ہوئے تھے) میں کی گئی۔ مگر انہوں نے اپنے والد محترم حضرت ابراہیمؑ کے مشورے پر قبیلہ بنی جرہم میں دوسری شادی کی تھی، جس پر حضرت ابراہیمؑ نے دعا دی اور خوشی کا اظہار کیا۔

اولاد

سیدنا اسماعیلؑ کو اللہ رب العزت نے کافی اولاد عطا فرمائی تھی۔

وفات

سیدنا حضرت اسماعیلؑ 137 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ تورات کے مطابق وہ فلسطین میں فوت ہوئے، جبکہ عرب مؤرخین کے مطابق ان کا روضہ مبارک سیدہ ہاجرہؑ (بیت اللہ کے قریب حرم کے اندر مدفون ہیں) کے پاس بنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عرب، حجاز، یمن و حضر موت کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔ (از 100 عظیم مسلمان، الحجاز احمد نواب)

میں نے دین اسلام کیوں اپنایا......؟؟؟

''میری پیدائش اور پرورش ایک عیسائی گھرانے میں ہوئی تھی۔ میرے والدین، عزیز واقارب تمام عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھے اپنے رشتہ داروں سے دلی لگاؤ اور انس بھی تھا لیکن جوں جوں میں جوان ہوتی گئی، ہمارے کنبہ کا سلسلہ ٹوٹتا چلا گیا۔ میری عمر جب بیس برس سے زائد تھی تو میں نے عیسائیت سے قطع تعلق کر لیا تھا میرے نزدیک اللہ کی ہستی کا کچھ مطلب نہ تھا۔ تمام مذہبی رسومات جو میں نے بچپن میں سیکھی تھیں، صرف عادات بن کر رہ گئیں تھیں، میرے لیے ان رسومات میں کوئی روحانی تسکین موجود نہ تھی لہٰذا میں اللہ واحد کی یکسر منکر ہو گئی تھی۔

1977ء کی بات ہے جب میں تقریباً 30 برس کی تھی۔ میں نے مسلمان نوجوانوں کو راچڈیل میں انگریزی زبان سکھانی شروع کی۔ ان ہی دنوں میں چند مسلمان گھرانوں سے میرے دوستانہ مراسم استوار ہو گئے آخر میں نے وہ کام بھی چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور سوچا کہ ہندوستان جا کر رضا کارانہ طور پر کام کروں۔ مجھے مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں مزید معلومات کا تجسس محض طلباء اور مسلمان دوستوں کے سبب سے ہوا جو کہ راچڈیل میں مقیم تھے۔

یہ میری خوش قسمتی تھی کہ پاکستانی گھرانوں کی طرف سے مجھے پاکستان قیام کی دعوت ملی۔ میں نے اس موقع کو غنیمت جان کر کراچی سے لاہور اور پھر اسلام آباد کی سیاحت کا پروگرام بنایا۔ اس وقت تک اسلام میں میری دلچسپی نقطہ نظر سے پرکھنے تک محدود تھی۔ مجھے ہرگز گمان نہ تھا کہ اس سیاحت کے مجھ پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔

جب میں جہاز سے کراچی ائیر پورٹ پر اتری تو وہاں مجھے لینے کے لیے کوئی موجود نہ تھا۔ میں نے پریشانی اور تذبذب کے عالم میں ایک خاتون سے مدد کی درخواست کی کہ مجھے ٹیکسی میں سوار کرا دے اور ڈرائیور سے کہہ دے کہ مجھے میری منزل مقصود تک پہنچا دے لیکن وہ نیک سیرت خاتون مجھے اپنے گھر لے گئی، میری خاطر تواضع کی اور آرام کرنے کو کہا۔ اور میرے دوستوں کو میری آمد کی اطلاع دی۔

میں تین ماہ پاکستان رہی، اس دوران میں لوگوں کی مہمان نوازی اور خلوص سے بہت متاثر ہوئی۔ یہی نہیں بلکہ رنگ ونسل کے فرق کے باوجود لوگوں نے مجھے اپنا سمجھ کر گھروں میں جگہ دی۔ انہوں نے اپنی دینی بہن سمجھتے ہوئے میری ہر





ان لوگوں کے حسن سلوک اور پیار بھرے گھریلو ماحول نے سچ مچ میرا دل موہ لیا، ہر کسی نے مجھے سر آنکھوں پر بٹھایا۔ ان کے ہمدردانہ رویے کے سبب مجھے زبان کی رکاوٹ اور بیگانگی تک محسوس نہ ہوئی۔ سچ پوچھیے تو اسی انسانی ہمدردی اور خلوص سے میں توحید کی قائل ہوگئی اور یوں مجھے زندگی میں پہلی بار وجود باری تعالیٰ کا یقین ہوا۔

ضرورت پوری کی۔

ان لوگوں کے حسن سلوک اور پیار بھرے گھریلو ماحول نے سچ مچ میرا دل موہ لیا، ہر کسی نے مجھے سر آنکھوں پر بٹھایا۔ ان کے ہمدردانہ رویے کے سبب مجھے زبان کی رکاوٹ اور بیگانگی تک محسوس نہ ہوئی۔ سچ پوچھیے تو اسی انسانی ہمدردی اور خلوص سے میں توحید کی قائل ہوگئی اور یوں مجھے زندگی میں پہلی بار وجود باری تعالیٰ کا یقین ہوا۔

ان ہی جذبات اور احساسات کے ساتھ میں نے پہلی بار ہندوستان کی سیاحت شروع کی۔ میں نے تمام مذاہب میں دلچسپی لینا شروع کی۔ میرا مدعا نہ صرف مذاہب کی معلومات تھیں بلکہ اس کے ساتھ میں روحانی اور قلبی سکون کی تلاش میں تھی۔ صوبہ بہار کے ایک گاؤں ''بادھ گیا'' میں میں نے بدھ مت، ہندو مت، جین مت اور مسلمانوں سے اپنا میل جول بڑھایا۔ بیسیوں واقعات دل پر اثر انداز ہوئے۔

کچھ ہی دنوں بعد مجھے ایک مسلمان کنبے نے اپنے ہاں ٹھہرنے کی دعوت دی جن کے اپنے آٹھ لڑکے اور ایک لڑکی بھی تھی۔ میں ان کے جذبہ ایثار سے بہت متاثر ہوئی۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر انہوں نے کئی غیر ملکی سیاحوں کو عید کی خوشی منانے کے لیے اپنے ہاں مدعو کیا۔ اس مسلمان گھرانے کا خلوص سدا یاد رہے گا۔

ایک دفعہ مجھے ایک مفلس مسلمان عورت کے ہاں ٹھہرنے کا موقع ملا، جو اپنی گذر اوقات بھی مشکل سے کرتی تھی۔ اس کے باوجود اس نے مجھے اپنے گھر میں جگہ دی اور میری خاطر مدارات میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ایک دفعہ میں ایک گاؤں میں عید کے میلے سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ سارے ہجوم کی نظریں مجھ پر جمی ہیں۔ اسی لمحے ایک خاتون آگے بڑھی اور مجھ سے بغلگیر ہوگئی حالانکہ میں اجنبی تھی۔ پھر بھی ان کے پیار اور خلوص میں مجھے کوئی کمی نظر نہیں آئی۔

یہ وہ پرخلوص مسلمان تھے جن سے میں زندگی میں کبھی نہیں ملی تھی نہ ان کا کوئی عزیز انگلستان میں تھا اور نہ وہ مجھ سے آشنا تھے، پھر بھی انہوں نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

اس کے بعد 1980ء میں میں واپس انگلستان آگئی۔ پھر میں روحانی سکون اور تلاش حق کے لیے مصروف عمل ہوگئی۔ میں چاہتی تو عیسائیت کو بھی اپنا لیتی مگر میں نے ایسا نہ کیا۔ اس لیے کہ مجھے جس گوہر نایاب کی تلاش تھی، وہ عیسائیت میں نایاب تھا۔ جب امید کی کوئی کرن نظر نہ آئی تو میں بیزار ہوگئی اور کچھ دیر اس مایوسی کے عالم میں کھوگئی۔

ان ہی دنوں میں، میں نے قرآن کریم کا مطالعہ شروع کیا اور رسول اکرم ﷺ کی سیرت مبارک بھی پڑھنی شروع کی۔ یکایک مجھے محسوس ہوا کہ میں نے اپنی منزل پالی۔ میری روح جس سکون کی تلاش میں سرگرداں تھی، وہ سکون میسر آگیا۔ اتفاقیہ طور پر میں اب یو کے اسلامک مشن راچڈیل سے بھی متعارف ہوگئی۔ میں نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ میرا قلب مسلمان ہے۔

پھر میں نے بغیر کسی حیل و حجت کے اسلام قبول کر لیا۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام بہن بھائیوں کو اجر عظیم عطا کرے جنہوں نے مجھے سیدھی راہ دکھائی اور میری صحیح رہنمائی کی، آمین!

﴿مریم ہچکسن۔ راچڈیل﴾

نوٹ: (یہ مریم ہچکسن کی خود نوشت کہانی کا اردو ترجمہ ہے۔ اب بھی وہ راچڈیل میں انگریزی پڑھاتی ہیں......)



زبان قلم

فرید الاسلام

> ہندو انتہا پسند، تنگ نظر اور تنگ دل قوم ہے۔ فراخ دلی اور بالغ نظری ان کی فطرت میں ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشوکا کے بعد کبھی بھی پورے ہندوستان (بشمول آج کا پاکستان) پر ہندوؤں کی حکومت نہیں رہی ہے۔ ہمیشہ باہر سے آئے لوگوں نے اس خطے پر بڑی بڑی حکومتیں قائم کی ہیں۔

تقسیم ہند کے فوراً بعد سے ہی بھارت پر صاحب اقتدار طبقے کی سوچ واضح ہو گئی تھی۔ وہ بظاہر سیکولر ہونے کا لبادہ اوڑھ کر اندر سے کٹر ہندو اور چانکیائی سوچ رکھتے تھے۔ اگر صحیح معنوں میں اس خطے کی بھلائی چاہتے تو کشمیر اور گرداسپور وغیرہ کا مسئلہ کھڑا نہ کرتے، جب بھارت مسئلہ کشمیر لے کر اقوام متحدہ گیا تو ان کے پاس ایک موقع تھا کہ کشمیر میں استصواب رائے کے ذریعے فیصلہ ہونے دیتے اور اسے تسلیم کرتے۔

دونوں ملکوں کے درمیان نہ ختم ہونے والے مسائل ختم ہو جاتے، دوستیاں پروان چڑھتیں نہ کہ دشمنیاں، مگر انہوں نے تقسیم کو بھارت ماں کی تقسیم قرار دے کر پہلے دن سے ہی پاکستان دشمنی اور اسے تباہ و برباد کرنے کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے۔ ہندو انتہا پسند، تنگ نظر اور تنگ دل قوم ہے۔ فراخ دلی اور بالغ نظری ان کی فطرت میں ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشوکا کے بعد کبھی بھی پورے ہندوستان (بشمول آج کا پاکستان) پر ہندوؤں کی حکومت نہیں رہی ہے۔ ہمیشہ باہر سے آئے لوگوں نے اس خطے پر بڑی بڑی حکومتیں قائم کی ہیں۔

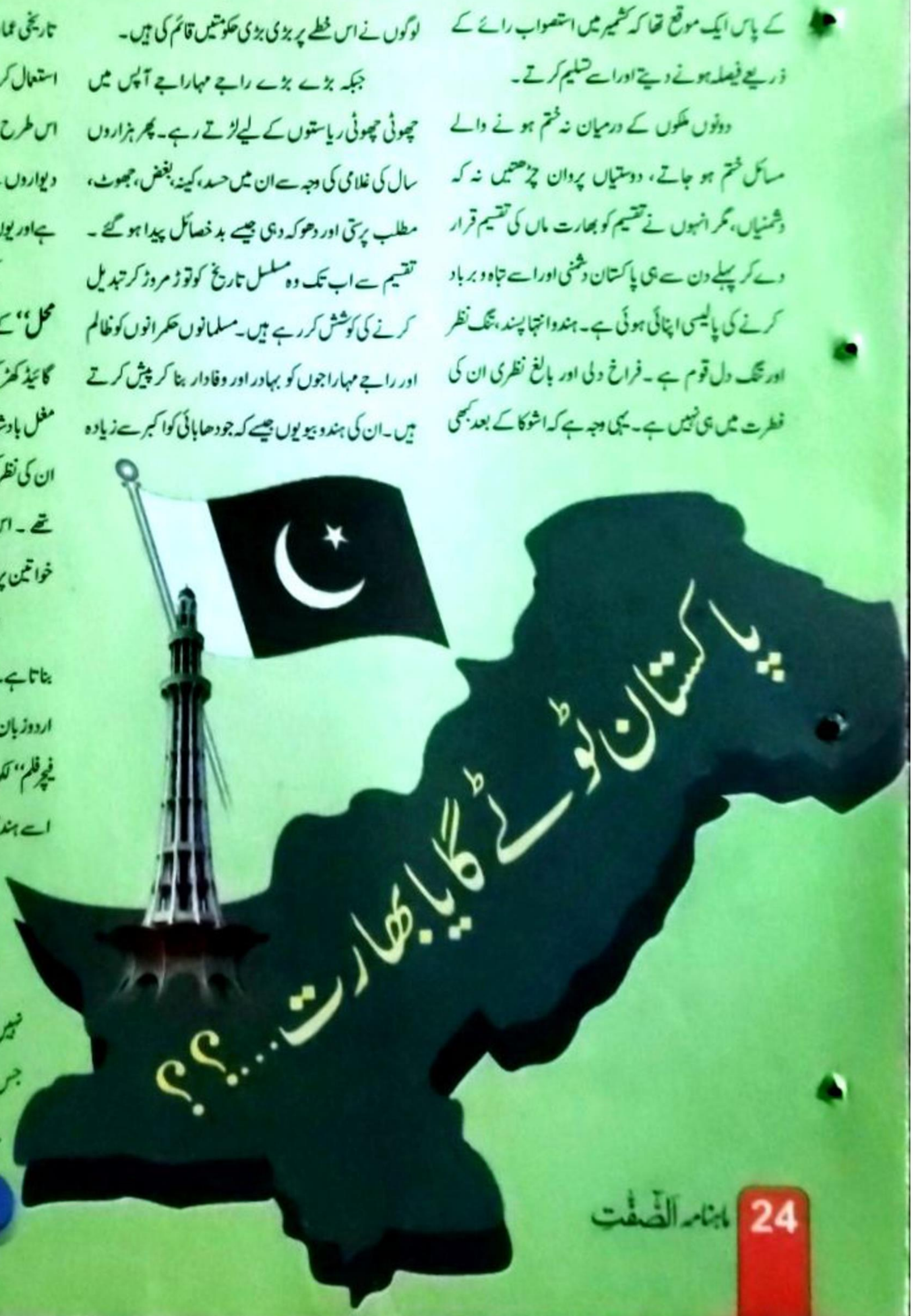
جبکہ بڑے بڑے راجے مہاراجے آپس میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے لیے لڑتے رہے۔ پھر ہزاروں سال کی غلامی کی وجہ سے ان میں حسد، کینہ، بغض، جھوٹ، مطلب پرستی اور دھوکہ دہی جیسے بد خصائل پیدا ہو گئے۔ تقسیم سے اب تک وہ مسلسل تاریخ کو توڑ مروڑ کر تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مسلمانوں حکمرانوں کو ظالم اور راجے مہاراجوں کو بہادر اور وفادار بنا کر پیش کرتے ہیں۔ ان کی ہندو بیویوں جیسے کہ جودھابائی کو اکبر سے زیادہ سمجھدار اور اس کی اصل قوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

بھارت کے شہر جے پور میں مغلوں کے دور کی ایک تاریخی عمارت **"ہوا محل"** ہے۔ جسے اس دور کے راجے استعمال کرتے تھے۔ اس عمارت کی چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں اس طرح بنائی گئیں ہیں کہ صحرا میں چلنے والی ہوا اس کی دیواروں سے پھسل کر کھڑکی کے ذریعے پریشر سے اندر نکلتی ہے اور یوں محل کے اندر بھی بھرپور ہوا کا احساس ہوتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے ایک ہندوستانی چینل پر **"ہوا محل"** کے بارے میں پروگرام دیکھا، وہاں موجود سرکاری گائیڈ کھڑکیوں کے چھوٹا ہونے کی یہ وجہ بیان کر رہا تھا کہ مغل بادشاہ انتہائی عیاش اور ظالم تھے، اگر گزرتے ہوئے ان کی نظر کسی ہندو مہارانی پر پڑ جاتی تو وہ اسے اٹھوا لیتے تھے۔ اس لیے راجے کھڑکیاں چھوٹی رکھتے تھے تاکہ خواتین پر ان کی نظر نہ پڑے۔

بھارت پوری دنیا میں اپنی فلموں کے ذریعے پیسہ بناتا ہے۔ اردو زبان کی چاشنی اور خوبصورتی کی وجہ سے فلمیں اردو زبان میں بنتی ہیں۔ تنگ دلی کا عالم یہ ہے کہ اسے "ہندی فیچر فلم" لکھا جاتا ہے۔ مسلم دشمنی میں زبان پر بھی قبضہ کر کے اسے ہندی زبان کہا جاتا ہے۔ تقسیم ہند کی بنا پر ہندو قوم کو یہ موقع ملا تھا کہ صدیوں بعد وہ ایک وسیع خطے پر قبضہ کر سکتے ہیں اور حکومت قائم کر سکتے تھے۔

لیکن وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ اس کے اہل نہیں۔ وہ آج بھی چانکیہ کی پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں۔ جس کے نتیجے میں انہوں نے صدیوں کی غلامی دیکھی۔ آج بھی تاریخ سے انہوں نے کچھ نہیں سیکھا۔ وہ



"جیو اور جینے دو" کی پالیسی سے انکاری ہیں۔ اور اپنے ہمسایوں کو تباہ و برباد کر دینا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے:

"اللہ کے دشمن تدبیر کریں گے اور اللہ اپنی، اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔" (الانفال:30)

جس طرح پاکستان بننا ایک معجزہ اور مشیت ایزدی تھا اسی طرح پاک و ہند کے موجودہ حالات بھی اللہ کی تدبیر ہیں۔ **"اللہ لٹھ نہیں مارتا، مت مار دیتا ہے۔"** بھارت میں صاحب اقتدار طبقے کی مت ماری گئی ہے، آج ان کی ہی وجہ سے پاکستان ایٹمی طاقت بنا ہے۔ میزائل، لڑاکا طیارے اور ہر طرح کا بہترین اسلحہ بنا رہا ہے دنیا کی بہترین فوج کا حامل ہے۔ چند دہائیوں سے پاکستان کی بہادر فوج نے ہر طرح کی جنگ اور دشمنوں کی سازش کا مقابلہ کیا ہے اور اپنا لوہا منوایا ہے۔ "اب پاکستانی قوم لوہے کا وہ چنا ہے جو بھارت اور اس کے حواریوں کے دانت توڑ سکتا ہے، چبایا نہیں جا سکتا۔"

بنگلہ دیش کی صورت میں ہماری جو تقسیم ہوئی تھی وہ ہو گئی اب بھارت کی باری ہے **"شائننگ انڈیا"** دھوکہ ہے۔ بھارت کی 60 فیصد آبادی غربت کی لکیر کے نیچے رہ رہی ہے۔ امیر اور غریب کا بڑھتا ہوا فرق نفرتیں پیدا کر رہا ہے۔ لسانی تقسیم شدید ہوتی جا رہی ہے۔ دو درجن سے زیادہ ریاستوں میں علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں۔

2016ء میں دنیا میں سب سے زیادہ دھماکے بھارت میں ہوئے ہیں، عراق اور پاکستان سے بھی زیادہ۔



اقلیتیں شدید غیر محفوظ اور ناراض ہیں اور یہ 2 یا 4 فیصد نہیں بلکہ 30 فیصد ہیں۔ بھارت کے سب سے بڑے صوبے اترپردیش میں (80) مکانات پر مشتمل ایک دیہات نے بھارت کا یوم آزادی منانے سے انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ 70 سالوں سے ہمارے دیہات میں "نہ بجلی ہے نہ ٹوائلٹ"۔

بھارت پوری دنیا میں اپنی فلموں کے ذریعے پیسہ بناتا ہے۔ اردو زبان کی چاشنی اور خوبصورتی کی وجہ سے فلمیں اردو زبان میں بنتی ہیں۔ تنگ دلی کا عالم یہ ہے کہ اسے "ہندی فیچر فلم" لکھا جاتا ہے۔ مسلم دشمنی میں زبان پر بھی قبضہ کر کے اسے ہندی زبان کہا جاتا ہے۔

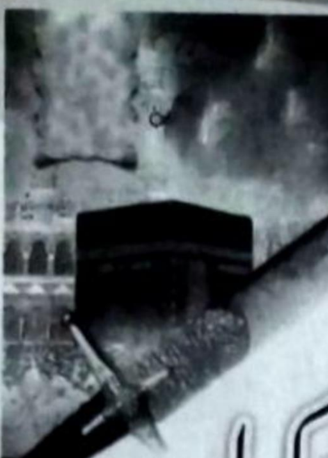
سینکڑوں افراد پر مشتمل اس گاؤں میں صرف 4 ٹوائلٹ ہیں۔ 1923ء سے آباد اس گاؤں میں ان (70) سالوں میں کوئی بہتری نہیں آئی، آج بھی لوگ یہاں بجلی اور ٹوائلٹ کے بغیر زندگی گذار رہے ہیں۔

حکمران طبقے نے اپنے لوگوں کو مذہبی جنونی بنا دیا ہے۔ وہ طاقت کے نشے میں ہندوتوا کے لیے مرنے مارنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مذہبی آزادیاں سلب کی جا رہی ہیں اور اقلیتوں اور حریت پسندوں کا خون بے دردی سے بہایا جا رہا ہے۔ گاؤ رکھشا کے نام پر علیحدہ وزارت بنانے پر غور ہو رہا ہے، مسلمانوں سے زیادہ ایک جانور کا خون زیادہ اہم ہے اور گائے کے نام پر مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے۔ پاکستان کے ساتھ مسائل ختم ہونے کی بجائے بڑھتے جا رہے ہیں۔ پانی کا نیا مسئلہ ٹائم بم ہے۔

اگر بھارت یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ سب جھگڑے اس کے حق میں نتائج دیں گے تو یہ اس کی بھول ہے۔ پوری دنیا میں آج بھی پچاس سے زیادہ مسلمان ممالک ہیں اور ان کی تدبیر میں پاکستان اُن کی طاقت ہے۔ **الحمد للہ**۔ جبکہ اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے واحد ہندو مملکت جلد اپنا وجود کھوتی نظر آ رہی ہے۔ مودی کے ایک بیان کے ردعمل کے طور پر شمالی ملک نے کہا ہے کہ:

"مودی موت کے فرشتے کے روپ میں کشمیر کے مسلمانوں کو گلے لگا رہا ہے۔"

جس ملک میں 10 سے 12 ریاستیں علیحدگی کی تحریکیں چلا رہی ہیں۔ عوام سطح غربت سے بھی نیچے کی زندگی گذار رہے ہوں، جن کی تیسری نسل فٹ پاتھ پر پیدا ہو رہی ہو۔ اس ملک کو ٹوٹنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ **ان شاء اللہ**



حُرمتِ رسول

مولانا مجیب الرحمٰن

امیر معاویہؓ نے مسلیمہ کذاب کو جہنم واصل کیا

سیدنا حضرت امیر معاویہؓ وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کو جلیل القدر صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ کاتب وحی اور پہلے اسلامی بحری بیڑے کے موجد ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور آپؓ کے لیے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے کئی مرتبہ دعائیں اور بشارتیں نکلیں۔ آپؓ کی بہن حضرت سیدہ ام حبیبہؓ کو حضور اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ اور ام المومنین ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

آپؓ نے 19 سال تک 64 لاکھ مربع میل یعنی آدھی دنیا پر حکومت کی۔ تاریخ اسلام کے روشن اوراق آپؓ کے کردار و کارناموں اور فضائل و مناقب سے بھرے پڑے ہیں۔ آپؓ کے والد سیدنا ابوسفیانؓ سردار ان قریش میں سے ہیں اور فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے ان کے گھر کو بھی '' دار الامن'' قرار دیا۔ حضرت معاویہؓ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضور ﷺ سے جاملتا ہے۔

مشہور روایت کے مطابق آپؓ فتح مکہ کے موقع پر اپنے والد سیدنا ابوسفیانؓ کے ہمراہ اسلام لائے۔ حضرت امیر معاویہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے یہاں تک کہ سفر وحضر میں بھی خدمت کا موقع تلاش کرتے۔ حضور ﷺ نے جلیل القدر صحابی کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک جماعت مقرر کر رکھی تھی جو کہ '' کاتبین وحی'' تھے ان میں سیدنا امیر معاویہؓ کا نمبر چھٹا تھا۔

ایک بار نبی کریم ﷺ کہیں تشریف لے چلے تو سیدنا امیر معاویہؓ خدمت کے لیے حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے ساتھ ہوگئے۔ راستہ میں حضور ﷺ کو وضو کی حاجت ہوئی، پیچھے مڑے تو دیکھا کہ سیدنا امیر معاویہؓ پانی کا برتن لیے کھڑے ہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امید ہوگئی کہ میں کبھی نہ کبھی خلیفہ ضرور بن کر رہوں گا

حضور ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں آپؓ نے مانعین زکوٰۃ، منکرین ختم نبوت، جھوٹے مدعیان نبوت اور مرتدین کے فتنوں کے خلاف بھرپور حصہ لیا۔ آپؓ اسلامی ہدایات کے مطابق مرتدین کے قتل و قتال میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔

ایک روایت کے مطابق مسلیمہ کذاب حضرت امیر معاویہؓ کے وار سے جہنم واصل ہوا۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں جو فتوحات ہوئیں اس میں حضرت امیر معاویہؓ کا نمایاں حصہ اور کردار ہے۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں سیدنا حضرت امیر معاویہؓ جہاد و فتوحات میں مصروف رہے اور آپؓ نے رومیوں کو شکست فاش دیتے ہوئے طرابلس، الشام، عموریہ، شمشاط ، ملطیہ، انطاکیہ، طرطوس، ارواڑ، روڈس اور صقلیہ کو حدود نصرانیت سے نکال کر اسلامی سلطنت میں داخل کیا۔

سیدنا حضرت امیر معاویہؓ ان علاقوں کی فتوحات کے بعد اب یہ چاہتے تھے کہ اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر مذہب ہے اس کو اب سمندر پار یورپ میں داخل ہونا چاہیے'' فتح قبرص'' کی خواہش آپؓ کے دل میں مچل رہی تھی۔ یورپ و افریقہ پر حملہ اور فتح کے لیے بحری بیڑے کی اشد ضرورت تھی۔ '' بحر روم'' میں رومی حکومت کا ایک بہت بڑا بحری مرکز تھا جو کہ شام کے ساحل کے قریب ہونے کی وجہ سے شام کے مسلمانوں کے لیے خطرہ تھا اسے فتح کیے بغیر شام و مصر کی حفاظت ممکن نہ تھی۔ اس کے علاوہ سرحد سے رومیوں کے ساتھ کشمکش رہتی تھی۔

حضرت عثمان غنیؓ کی طرف سے بحری بیڑے کو تیار کرنے کی اجازت اور اس کے مکمل ہونے کے بعد حضرت امیر معاویہؓ 28 ہجری میں پوری تیاری اور طاقت کے ساتھ '' بحر روم'' میں اترے، جس پر مقامی باشندوں نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لی لیکن بعد میں مسلمانوں کو تنگ کرنے اور بدعہدی کرنے پر حضرت امیر معاویہؓ پوری بحری طاقت اور عظیم الشان بحری بیڑے اور پانچ سو بحری جہازوں کے ساتھ قبرص (سائپرس) کی طرف روانہ ہوئے اور بڑی بہادری سے

حضور ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں آپؓ نے مانعین زکوٰۃ، منکرین ختم نبوت، جھوٹے مدعیان نبوت اور مرتدین کے فتنوں کے خلاف بھرپور حصہ لیا۔ آپؓ اسلامی ہدایات کے مطابق مرتدین کے قتل وقتال میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔

لڑتے ہوئے قبرص کو فتح کر لیا۔

اس پہلی لڑائی اور فتح قبرص میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابو ذر غفاریؓ، حضرت ابو درداءؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ اور حضرت شداد بن اوسؓ سمیت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریک ہوئے۔ تجربہ کار دشمن فوجوں اور بحری لڑائی کے ماہر ہونے کے باوجود اس لڑائی میں رومیوں کو بدترین شکست اور مسلمانوں کو تاریخی فتح حاصل ہوئی۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں یہ فتوحات اس وقت پوری ہوئیں جب لشکر اسلام نے قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کر کے اس کو فتح کیا۔ اس جنگ میں حصہ لینے کے لیے شوق شہادت اور جذبہ جہاد سے سرشار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین دنیا کے گوشہ گوشہ سے دمشق پہنچے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے خلفائے راشدینؓ کے ترقیاتی کاموں کو جاری رکھتے ہوئے اس میں مندرجہ ذیل نئے امور کی داغ بیل ڈال کر اس کو فروغ دیا۔

سیدنا امیر معاویہؓ نے سب سے پہلا اقامتی ہسپتال دمشق میں قائم کیا۔ جہاز سازی کے کارخانے بنائے، ڈاک کا جدید اور مضبوط نظام قائم کیا۔ سب سے پہلے احکام پر مہر لگانے اور حکم کی نقل دفتر میں محفوظ رکھنے کا طریقہ ایجاد کیا۔ آپؓ نے خانہ کعبہ کے پرانے غلاف کو اتار کر نیا غلاف چڑھانے کا حکم دیا۔ آپؓ نے دین اخلاق اور قانون کی طرح طب اور علم الجراحت کی تعلیم کا انتظام بھی کیا اور بیت المال سے تجارتی قرضے بغیر اشتراک ونفع کے جاری کر کے تجارت وصنعت کو فروغ دیا۔ بین الاقوامی معاہدے کیے اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے قدیم قلعوں کی مرمت کر کے چند نئے قلعے تعمیر کروائے۔ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں ہی سب سے پہلے منجنیق کا استعمال کیا گیا۔

سیدنا حضرت امیر معاویہؓ سے حضور اکرم ﷺ کی 163 احادیث مروی ہیں۔ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے آئینہ اخلاق میں اخلاص، علم وفضل، فقہ و اجتہاد، تقریر و خطابت، غریب پروری، مہمان نوازی، مخالفین کے ساتھ حسن سلوک، فیاضی وسخاوت، اصابت رائے، عفو درگزر، اطاعت الٰہی، اطاعت رسول ﷺ، اتباع سنت، جوش قبول حق، تحمل و بردباری، تقویٰ اور خوف الٰہی کا عکس نمایاں نظر آتا ہے۔



سیدنا حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی وفات سے قبل گھر والوں کو دیگر وصیتوں کے ساتھ یہ وصیت بھی فرمائی کہ! ایک مرتبہ میں سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا، جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ میرا کرتہ کاندھے سے پھٹا ہوا تھا، آپ ﷺ نے مجھے اپنا کرتہ (قمیص) مبارک عنایت فرمایا وہ میں نے ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا، وہ میرے پاس محفوظ ہے، ایک دن حضور ﷺ نے بال اور ناخن ترشوائے، میں نے تھوڑے سے بال اور تراشے ہوئے ناخن لے لیے تھے وہ بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔ دیکھو! جب میں مر جاؤں تو غسل دینے کے بعد یہ ناخن اور بال میری آنکھوں کے حلقوں، نتھنوں اور سجدے کے مقامات پر رکھ دینا اور پھر حضور اکرم ﷺ کا عنایت کردہ کرتہ مبارک میرے سینے پر رکھنا اور اس پر کفن پہنانا، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی ان چیزوں کی برکت سے میری مغفرت فرما دیں گے۔

ان وصیتوں کے بعد 22 رجب المرجب 60 ہجری میں کاتب وحی، جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ، فاتح شام وقبرص اور 19 سال تک 64 لاکھ مربع میل پر حکمرانی کرنے والے سیدنا حضرت امیر معاویہؓ 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے، حضرت ضحاک بن قیسؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دمشق کے باب الصغیر میں دفن کیے گئے۔

بھارت میں مسلم اقلیّت کی حالت زار

جمع و ترتیب
اخت ابی ارقم

> **لیکن یہ ہندوؤں کا بھارت اور ہندوؤں کی سپریم کورٹ ہے جہاں مسلمانوں کو کبھی انصاف ملا ہے نہ ملے گا۔**

بھارت سوا کروڑ سے زائد لوگوں پر مشتمل ایک بڑا ملک ہے جس میں ہندو اکثریت سمیت کئی اقلیتیں آباد ہیں جن میں نمایاں طور پر مسلم، سکھ، بدھشٹ، عیسائی، بنگالی، برمی، تامل وغیرہ شامل ہیں۔ بھارت اپنے آپ کو ایک سیکولر ریاست کہتا ہے لیکن عملی طور پر یہ ہندو انتہا پسندوں کا ملک ہے۔ جس میں دیگر اقلیتوں کے ساتھ غیر مساویانہ سلوک کیا جاتا ہے۔

خصوصاً مسلم اقلیت کے ساتھ اس کا رویہ بہت زیادہ ہتک آمیز ہے۔ یہاں مسلم اکثریت کے صوبوں میں بنیادی انسانی ضروریات نہ ہونے کے برابر ہیں۔اور مسلمانوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر رویہ اختیار کیا جاتا ہے بلکہ یہاں جانور (گاؤ ماتا) کے خون کی قیمت ایک انسان سے بھی زیادہ ہے۔کیا یہ ظلم نہیں؟ اور کیوں اس پر عالمی انصاف کے ادارے خاموش ہیں؟

زیرِ نظر مضمون میں ہم نے بھارت میں مسلم اقلیت کی حالت زار پر مختصر رپورٹ مرتب کی ہے تاکہ بھارت کا انتہا پسند چہرہ دنیا کو نظر آسکے۔

بابری مسجد اور راجندر سچر

اسلامیان ہند کی تاریخی سجدہ گاہ بابری مسجد کی شہادت ربع صدی پہلے 6 دسمبر 1994ء کو شیولنگ کے پجاری جنونی ہندوؤں کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی۔اس وقت یوپی میں بی جے پی کا وزیرِ اعلیٰ کلیان سنگھ برسرِ حکومت تھا اور مرکز دہلی میں ناگپوری مرہٹہ نرسمہاراؤ کانگریس کی نمائندگی میں وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر فائز تھا۔

دہلی ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس کے بقول بابری مسجد کی شہادت میں عدلیہ بھی ملوث تھی

بھارتی سپریم کورٹ نے گذشتہ ماہ بابری مسجد کیس کا فیصلہ کرنے کی بجائے یہ کہہ کر ہاتھ اُٹھا لیے کہ اس تنازع کو فریقین کی باہمی بات چیت اور ثالثی سے حل کر لیں۔کیا دنیا کی تاریخ میں ایسا نادر فیصلہ کبھی سننے میں آیا؟

لیکن یہ ہندوؤں کا بھارت اور ہندوؤں کی سپریم کورٹ ہے جہاں مسلمانوں کو کبھی انصاف ملا ہے نہ ملے گا۔اب دیکھیے! بھارتی اخبار میں راجندر سچر پھر کیا لکھتے ہیں: ''چیف جسٹس آف انڈیا نے تجویز دی ہے کہ وہ بابری مسجد انہدام کیس میں ثالث کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ان کا یہ تشویشی اظہار کچھ عجیب سا ہے کیونکہ یہ خود ''قاضی'' کی فرمائش ہے جبکہ فریقین عدالت میں موجود نہ تھے۔

تاہم باہمی مفاہمت اور گفت و شنید مشورے نے ملکی سیاست میں تھرتھلی ڈال دی ہے۔میری رائے میں بابری مسجد انہدام کیس ایسا معاملہ نہیں ہے جو دو طرفہ مفاہمت سے حل



"امریکی انٹیلی جنس آفیسر کا کہنا ہے کہ پاکستانیوں کو ایک ویزا، امریکی دورہ یا ایک وقت کھانے کے عوض خریدا جاسکتا ہے"۔
اس سے بڑھ کر اور تاسف اور کیا ہوگا کہ جو ممالک انکے آباء نے گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر فتح کیے، آج انہی ممالک میں جانے کے لیے انکی اولاد ائیر پورٹ پر کپڑے تک اتروا لیتی ہے۔

پاکستانیوں کو ایک ویزا، امریکی دورہ یا ایک وقت کے کھانے کے عوض خریدا جاسکتا ہے"۔

اس سے بڑھ کر اور تاسف کیا ہوگا کہ جو ممالک انکے آباء نے گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر فتح کیے، آج انہی ممالک میں جانے کے لیے انکی اولاد ائیر پورٹ پر کپڑے تک اتروا لیتی ہے۔ اپنی جوانی اور صلاحیتیں اغیار ممالک میں کھپا کر وہاں ذلت کی زندگی گذارتے ہوئے وہ اقبالؒ کی طرح کیوں نہیں سوچتے؟

بنائیں کیا سمجھ کر شاخِ گل پر آشیاں اپنا
چمن میں آہ! کیا رہنا ہو جو بے آبرو رہنا

انکے آباء کی عظمت کا عالم کیسے بیاں ہو کہ جو صحرا نشین ہو کر بھی جہاں گیر، جہاں دار، جہاں بان و جہاں آرا تھے۔ ان نوجوانوں کو ان سے نسبت کا دعویٰ بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ گفتار، وہ کردار، یہ ثابت اور وہ سیارے تھے، وہ بحر ظلمت میں گھوڑے دوڑانے آئے اور یہ ٹی وی اور میڈیا کو ہی بحر ناپیدا کنار سمجھ کر اپنے گھر میں ہی اس میں ڈبکیاں لگاتے پھرتے ہیں۔ ریٹنگ کے حساب سے تقریباً 12 ملین پاکستانی "سٹار پلس" دیکھتے ہیں، اس کے بعد وہ چینل دیکھے جاتے ہیں جو غیر ملکی کلچر کو فروغ دیتے ہیں، یوں اپنا وقت اور جوانی کھلے دل سے برباد کی جاتی ہے۔

آج ہم ماضی کے اسامہ بن زیدؓ، سلطان محمد الفاتح اور محمد بن قاسم جیسے نوجوانوں کی سوچ، ترجیحات رجحانات اور دلچسپیوں کو دیکھیں تو دل پریشان ہو کر رہ جاتا ہے۔ ہم نے اپنے آباء کی میراث گنوائی، تو گردوں نے گردش دوراں میں ہمیں ثریا سے زمین پر دے مارا ہے۔

سنا ہے ہارون الرشید نے ایک بادل کے ٹکڑے کو دیکھ کر کہا تھا کہ:

"اے بادل! تو جہاں بھی برسے گا، اس زمین کا خراج مجھ تک ہی پہنچے گا۔"

ایک وہ لوگ تھے اور ایک یہ 104 ملین نوجوانوں کا ملک جہاں سسکتی ہوئی معیشت، بال بال بیرونی قرضوں اور سود کی دلدل میں دھنسا ہوا ایک کروڑ 45 لاکھ لوگ بے روزگار تعلیم میں پاکستان کا 145 واں نمبر ہے اور ہر سال کتنے ہی لوگ غربت کے ہاتھوں جان دے دیتے ہیں۔

ہم نے شجاعت وحکمت چھوڑ دی تو حکومت بھی ہم سے چھن گئی۔ ہمیں قدرت کے اس قانون سے گلہ نہیں ہمارا دکھ تو یہ ہے کہ وہ علم کے موتی جو ہمیں پھر سے حکومت دلا سکتے تھے، وہ کتابیں جو ہمارے آباء کی برسوں کی محنت کا نچوڑ تھیں، وہی ہم سے چھن گئیں۔ ہماری نالائقی کی انتہا یہ ہے، کہ آج امریکہ میں 5758 یونیورسٹیاں ہیں اور 57 اسلامی ممالک میں صرف 500 یونیورسٹیاں ہیں۔

مسلم دنیا میں ریسرچ پر جی ڈی پی کا صرف 0.2% خرچ کیا جاتا ہے۔ ہماری حکمت کی کتابوں کو دیمک کھا گئی اور ہماری شجاعت کی تلواروں کو زنگ لگ گیا یہی وجہ ہے کہ آج 90 لاکھ یہودی، ڈیڑھ ارب مسلمانوں پر غالب ہوئے بیٹھے ہیں۔

ہمارے لیے یہ وقت روز سیاہ سے بھی زیادہ خطرناک ہے، زمانہ جب ماضی کے خوبصورت آئینے میں اس قوم کے دردناک حال کی تصویر کھینچتا ہے تو چیخ اٹھتا ہے: کبھی اے نوجوان مسلم! تدبر بھی کیا تو نے???

یہ وطن نوجوانوں کی جوانی مانگتا ہے، جوانوں کے جواں عزم کی جولانی مانگتا ہے، خدمتوں اور قربانیوں کی طولانی مانگتا ہے، عزم و یقین، غیرت وحمیت اور جذبہ خودی کی فراوانی مانگتا ہے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ کا ملک نوجوانوں سے مائل بہ سجود پیشانی مانگتا ہے۔ جوانی کی عبادتیں رب کائنات بہت ہی محبوب رکھتا ہے اور عقبیٰ میں بھی جوانی کا حساب مانگتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سات لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ اس روز اپنا سایہ عطا فرمائے گا، جس روز اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں جوان ہوا......" (صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب الصدقہ بالیمین رقم الحدیث: 1423)

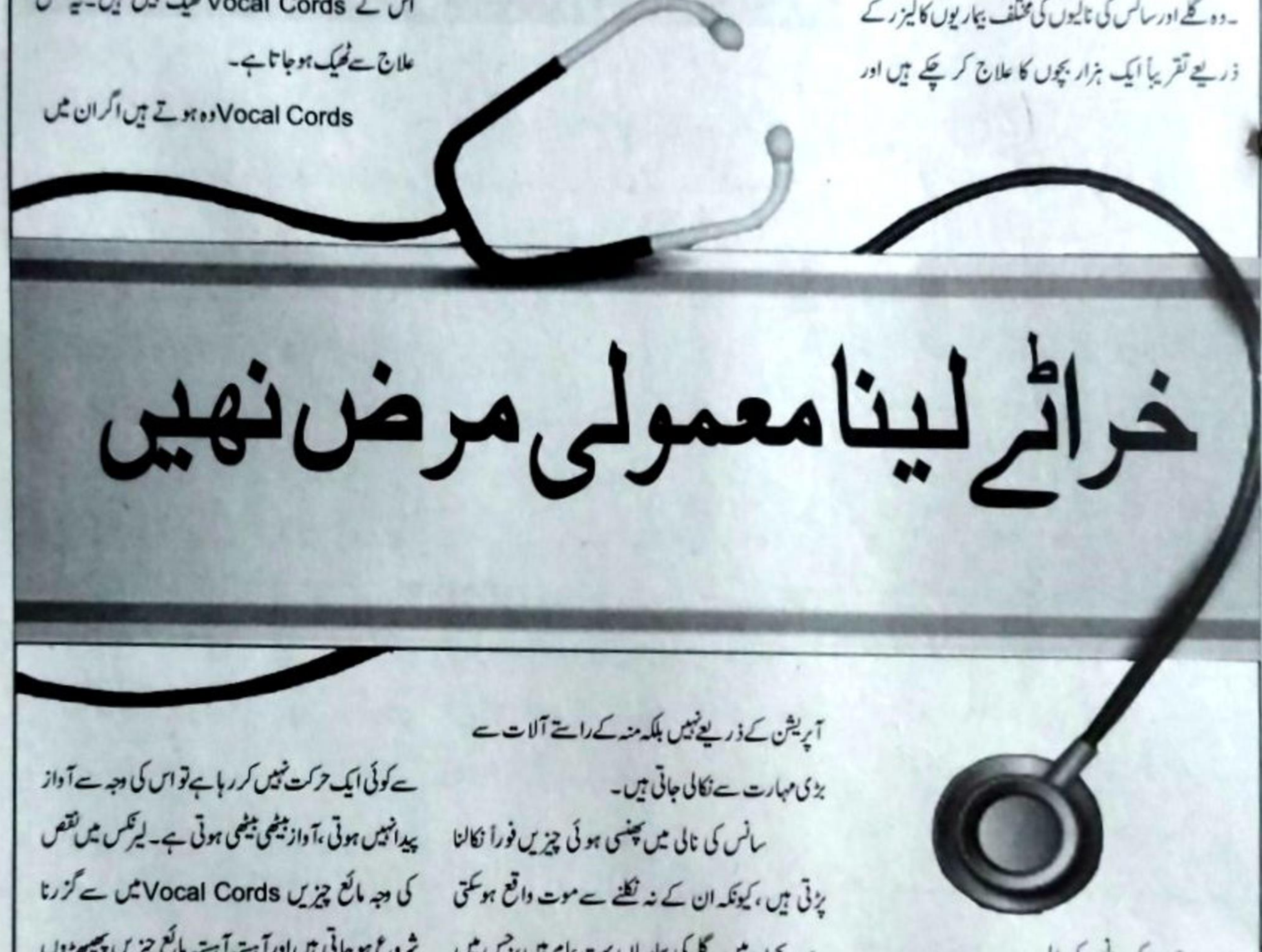
رب عظیم کے حضور دعا ہے کہ وہ اس قوم کے نوجوانوں کو وہ زندہ تمنا دے جو قلب کو گرما دے اور روح کو تڑپا دے، اس شاخ ہاشمی سے پھر سے وہ برگ و بر پیدا کر دے۔ میری قوم کے ہر جوان کا شباب بے داغ اور ضرب کاری کر دے۔ میری مٹی کو پھر سے فلک کا ہمسر کر دے۔

اللھم آمین۔

میڈیکل کالم

فرزانہ چوہدری

خراٹے لینا معمولی مرض نہیں



پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف تارڑ بچوں کے ای این ٹی کے پاکستان کے پہلے اور واحد ڈاکٹر ہیں۔انہوں نے 95ء میں بچوں کے ناک،کان اور گلے کے امراض کی سپیشلٹی کو پاکستان میں متعارف کروایا۔وہ گلے اور سانس کی نالیوں کی مختلف بیماریوں کا لیزر کے ذریعے تقریباً ایک ہزار بچوں کا علاج کر چکے ہیں اور ہزاروں بچوں کی سانس کی نالی اور خوراک کی نالی سے فارن باڈی نکالنے کا دنیا میں ریکارڈ قائم کر چکے ہیں۔انہوں نے یو کے اور آئرلینڈ سے بچوں کی ای این ٹی کی بیماریوں کے علاج کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور Edinburgh کالج سے ایف آر سی ایس کیا ہے۔چلڈرن ہسپتال میں بطور پروفیسر خدمات انجام دے چکے ہیں۔آج کل وہ ایل ایم ڈی سی میں اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف تارڑ نے بچوں کی سانس کی نالیوں میں پھنسی فارن باڈیز کے بارے میں بتایا کہ جو بچے تھوڑا سا چلنے پھرنے کے قابل ہو جاتے ہیں وہ ہر چیز کو پکڑ کر منہ،کان اور ناک میں ڈال لیتے ہیں۔مثلاً تمام قسم کے نٹس،مونگ پھلی کے دانے،چنے کے دانے،بادام، سپاری، سبزیوں کے چھوٹے ٹکڑے اور مٹر کے دانے وغیرہ۔ یہ چیزیں سانس کی نالیوں کے آپریشن کے ذریعے نہیں بلکہ منہ کے راستے آلات سے بڑی مہارت سے نکالی جاتی ہیں۔

سانس کی نالی میں پھنسی ہوئی چیزیں فوراً نکالنا پڑتی ہیں،کیونکہ ان کے نہ نکلنے سے موت واقع ہو سکتی ہے۔بچوں میں گلے کی بیماریاں بہت عام ہیں،جس میں لیرنکس اور حلق کی بیماریاں قابل ذکر ہیں۔گلے کی بیماریوں میں سب سے اہم آواز کا بیٹھنا ہے۔آواز اور سانس کی بیماریاں لیرنکس کے متاثر ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔لیرنکس میں ٹیومر بننے سے یا فارن باڈی پھنسنے سے سانس بند ہو سکتا ہے۔اگر سانس کچھ دیر بند رہے تو دماغ کو آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے برین کی ڈیتھ بھی ہو سکتی ہے۔

کئی والدین شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے بچے کی آواز بچپن سے ہی بیٹھی سی ہے۔ یہ پیدائشی Congenital بیماریاں ہوتی ہیں۔اس میں Vocal Cords کا سسٹم اللہ نے یوں رکھا ہے کہ پہلے وہ اکٹھے اور پھر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔نارمل طریقہ سے یہ ماں کے پیٹ میں علیحدہ ہوتے ہیں۔Vocal Cords کی لہروں کی طرح حرکت ہوتی ہے،جس کی وجہ سے ہم بات کر پاتے ہیں۔اگر چھوٹا بچہ نہ روئے تو پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے Vocal Cords ٹھیک نہیں ہیں۔یہ نقص علاج سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

Vocal Cords دو ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک حرکت نہیں کر رہا ہے تو اس کی وجہ سے آواز پیدا نہیں ہوتی،آواز بیٹھی بیٹھی ہوتی ہے۔لیرنکس میں نقص کی وجہ مائع چیزیں Vocal Cords میں سے گزرنا شروع ہو جاتی ہیں اور آہستہ آہستہ مائع چیزیں پھیپھڑوں میں چلے جانے سے انفیکشن کا باعث بنتی ہیں۔ایسے بچوں کا عموماً نمونیا ٹھیک ہی نہیں ہوتا۔

لیرنکس میں Vocal Cords کے نچلے حصے میں بعض اوقات پیدائشی تنگی پائی جاتی ہے،سانس کے ساتھ سیٹی کی آواز آتی ہے۔ایسے بچوں کا بھی علاج کیا جاتا ہے۔کچھ بچوں کی آوازیں بیٹھ جاتی ہیں اور یہ بیماری اونچا بولنے اور تیز بولنے سے ہوتی ہے۔سانس کی بیماریاں دنیا میں نمبر ون پر ہیں۔سانس کی نالی ٹھیک ہونے کو پہلی ترجیح

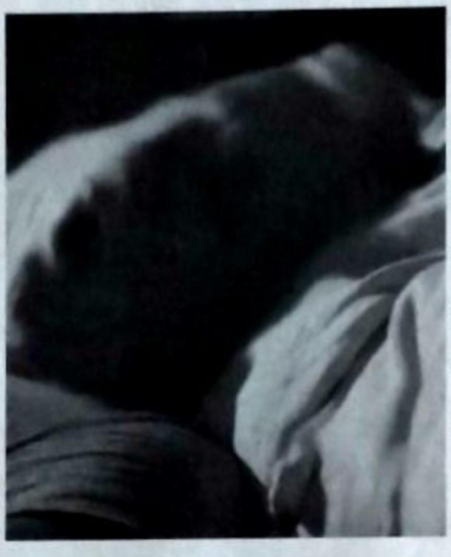
لیرنکس کینسر کی شکایت تو عام طور پر 40 سال سے زائد عمر کے لوگوں میں پائی جاتی ہے اور جو لوگ ایک عرصہ تک تواتر سے سگریٹ نوشی کرتے ہیں یا شراب نوشی کر رہے ہوتے ہیں ان کو اس کینسر ہونے کے بہت چانسز ہوتے ہیں۔ لیرنکس میں کینسر مردوں میں عورتوں کی نسبت زیادہ پایا جاتا ہے۔

حاصل ہے۔ کیونکہ اگر سانس ٹھیک آئے گا تو جسم کے باقی فنکشن بھی ٹھیک ہوں گے۔

ہوا ناک سے سانس کی نالی سے ہوتی ہوئی پھیپھڑوں تک جاتی ہے، اس لیے ہوا کے ٹمپریچر کا خیال رکھنا چاہیے، جسم کا اندرونی ٹمپریچر 37 ڈگری سینٹی گریڈ تک ہوتا ہے۔ اگر باہر کا ٹمپریچر جسم کے اندرونی درجہ حرارت سے مختلف ہو تو شدید سردی ہو تو آواز بیٹھنے کا بھی امکان ہو سکتا ہے۔ ہوا میں گرد و غبار، دھواں اور پولن ہو تو وہ Vocal Cords پر جا کر بیٹھتا ہے اور سانس کی نالی میں اکٹھا ہونے سے آواز بیٹھنا شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں بہت گرم، کھٹی مصالحے دار، فریز ڈرنکس کے زیادہ استعمال سے بھی گلا خراب ہوتا ہے، ان چیزوں کے کھانے سے معدے میں تیزابیت پیدا ہوتی ہے اور تیزابیت گلے میں آتی ہے، اس سے آواز بیٹھ جاتی ہے۔

گلے کی بیماریوں میں سے ایک بیماری خراٹے لینا بھی ہے۔ خراٹے ناک کی بیماریوں اور موٹاپے کی وجہ سے آتے ہیں۔ یہ قابل علاج مرض ہے اگر اس مرض کا علاج نہ کیا جائے تو اس سے پلمونری اور سیسٹیمک ہائپر ٹینشن، دل کی دھڑکن میں بے قاعدگی، بلڈ شوگر، جسمانی اور ذہنی طور پر تھکے تھکے رہنا، دن کو بھی غنودگی کی حالت میں رہنا، بچوں کی سکول میں پرفارمنس میں کمی، طبیعت میں چڑچڑا پن اور ہارٹ اٹیک کا چانس 23 گنا بڑھ جاتا ہے۔

کان کی بیماریوں کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے بتایا "بچوں کے کان بہنے کی بیماری عام ہے اور کان کے بہنے کی وجہ کان کے اندر کی کئی بیماریاں ہیں۔ جن میں پیپ بن کر کان سے باہر نکلتی ہے، کان کے باہر کے حصے میں کئی قسم کی انفیکشن ہو سکتی ہے جو بیکٹریا اور فنگس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ بچے کان میں جو چیز ڈال لیتے ہیں، وہ وہیں پڑی رہتی ہیں اس سے بھی انفیکشن ہو سکتی ہے۔ کان کے پردے کے اندر کی طرف سے انفیکشن کی وجہ سے بھی کان بہنے لگتے ہیں۔ ان کی علامات کان سے پیپ بہنا، خون نکلنا، درد



ہونا، کم سنائی دینا اور چکر آنا ہے۔ کان میں ٹی بی اور ٹیومر بن سکتا ہے، کان کی تمام بیماریوں کا علاج ممکن ہے۔"

ایک سوال کے جواب میں پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف تارڑ نے بتایا "انسانی ناک اندر سے کافی لمبی ہوتی ہے، ناک کے ساتھ اور آنکھوں کے درمیان دو دو سائنسز ہیں اور دو سائنسز ماتھے پر ناک کی سیدھ میں ہوتے ہیں اور ایک سائنسز دماغ کے نیچے ہوتا ہے۔ یہ چار گروپ آف سائنسز ہیں۔ جب ہم سانس لیتے ہیں تو ہوا کی آلودگی ان سائنسز پر جمع ہوتی رہتی ہے اور پھر اس کے ری ایکشن سے کئی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں، اسی طرح آلودہ ہوا ناک سے گزر کر گلے میں جاتی ہے تو لیرنکس اور برونکس میں پرابلم پیدا کرتے ہوئے پھیپھڑوں میں چلی جاتی ہے۔

جب آلودہ ہوا سانس کے ذریعے جسم کے اندر داخل ہوتی ہے تو ناک کے قدرتی غدود بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں جس سے ناک بند ہو جاتا ہے اور سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے، ہوا میں شامل زہریلی چیزیں جب ناک کے اندر جمع ہوتی ہیں تو ان میں کیمیکلز ری ایکشن ہو کر خرابیاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور ناک کی نالیاں تنگ ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس سے ناک اور سائنسز کی بیماریاں بھی شروع ہوتی ہیں اگر ان کا بروقت علاج نہ کیا جائے تو ناک، گلے، سائنسز اور پھیپھڑوں کی بیماریاں بڑھتی رہتی ہیں۔ آلودہ ہوا کے زہریلے ذرے لیرنکس پر جمع ہوتے ہیں جہاں سے آواز پیدا ہوتی ہے، وہاں ری ایکشن ہوتا ہے اور آواز بیٹھ جاتی ہے۔ سگریٹ اور مشینری کا دھواں لیرنکس کی بیماریاں پیدا کرنے میں ایک خاص کردار ادا کرتا ہے۔ جو لوگ سگریٹ نوشی کرتے ہیں ان میں لیرنکس کا کینسر باقی لوگوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ پھیپھڑوں میں آلودہ ہوا کے مسلسل جانے سے پھیپھڑوں کے سیلز تنگ ہونے کی وجہ سے دمہ، برونکائٹس اور Emphysema ہو سکتا ہے۔

آلودہ ہوا سے گردوں اور جگر کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ سانس کی نالی اور وائس باکس کا کینسر کافی مشہور ہے۔ گلے کے کینسر کی علامات میں آواز کا بیٹھنا اور آہستہ آہستہ بیٹھنا اور پھر اس میں اضافہ ہوتے جانا ہیں۔ یہاں تک کہ آواز مکمل بند ہو جاتی ہے۔ یعنی آواز کا دن بدن بیٹھتے جانا اس کی اہم علامت ہے۔ اگر آواز مسلسل ایک ہفتے سے بیٹھ رہی ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے تو فوراً ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

یہ لیرنکس میں کینسر کی نمایاں علامت ہیں۔ کینسر بڑھ جائے تو سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیرنکس کینسر کی شکایت تو عام طور پر 40 سال سے زائد عمر کے لوگوں میں پائی جاتی ہے اور جو لوگ ایک عرصہ تک تواتر سے سگریٹ نوشی کرتے ہیں یا شراب نوشی کر رہے ہوتے ہیں ان کو اس

بقیہ صفحہ 37 پر

یوم دفاع

ایمن حماد



یہ خاک وطن ہے جان اپنی

یہ خاک وطن ہے جاں اپنی
اور جان تو سب کو پیاری ہے
کب یادوں کو تسلیم نہیں، کب کوئی عدو انکاری ہے
اس کوئے طلب میں ہم نے بھی دل نذر کیا جاں واری ہے
جب ساز سلاسل بجتے تھے، ہم اپنے لہو میں سجتے تھے
وہ ریت ابھی تک باقی ہے، یہ رسم ابھی تک جاری ہے
کچھ اہل چشم کچھ اہل ستم، مے خانہ گرانے آئے تھے
دہلیز کو چوم کے چھوڑ دیا، دیکھا کہ یہ پتھر بھاری ہے
جب پرچم جاں لے کر نکلے تھے ہم خاک نشیں مقتل مقتل
اس وقت سے لے کر آج تلک جلاد پر ہیبت طاری ہے
کس زعم میں تھے اپنے دشمن، شاید یہ انہیں معلوم نہ تھا
یہ خاک وطن ہے جاں اپنی، اور جان تو سب کو پیاری ہے

ہندوستان، پاکستان کی تاریخ میں جب جب جنگوں کا تذکرہ ہوگا، جنگ 1965ء کے تذکرے کے بغیر ہمیشہ ادھورا رہے گا۔

لکھنے والا لکھے گا کہ یہ ایک ایسی جنگ تھی جو بندوقوں، ٹینکوں کے سہارے نہیں بلکہ جذبہ ایمان سے سرشار ہو کر لڑی گئی۔ اس جنگ میں وطن عزیز کا ہر شہری پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑا تھا۔ ہندوستان نے طاقت کے نشے میں چور ہو کر رات کی تاریکی میں وطن عزیز پر شب خون مارنا چاہا، یہ اعلان کیا گیا کہ صبح کا ناشتہ ہم جمخانہ کلب لاہور میں کریں گے۔

پاکستان کے اس وقت کے صدر جنرل محمد ایوب خان نے پوری قوم سے خطاب کیا اور کہا:

”لا الہ الا اللہ کے ماننے والو! گائے کے پجاریوں نے تم پر حملہ کر دیا ہے۔ میرے عزیز ہم وطنو آگے بڑھو اور دشمن کو پیغام دو کہ مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو کسی سے نہیں ڈرتی۔“

اسلام کی چودہ سو سال پرانی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ باطل کے پرشکوہ لشکروں کو شکست دی باوجود اس کہ مسلمانوں کی تعداد ہمیشہ کفار کے مقابلے میں کم ہوتی تھی۔ ان کے پاس ساز وسامان کی قلت ہوتی تھی لیکن مسلمان جذبہ ایمان سے سرشار ہو کر رب کی نصرت کے بھروسے میدان میں اترتے تو یہ فتح مند رہتے۔

غزوہ بدر سے شروع کریں تو 313 نے 1000 کے لشکر کو شکست دی۔ غزوہ احد میں 700 نے اپنے سے دوگنا 3000 کے لشکر کو شکست دی۔

خندق کی دفاعی جنگ میں بھی تعداد تھوڑی تھی سامان تھوڑا تھا لیکن اللہ کی مدد شامل حال رہی اور کفار کو نامراد لوٹ کر جانا پڑا۔ خیبر میں دشمن کے علاقے میں جا کر ان کو شکست فاش سے دوچار کیا۔

جنگ موتہ میں تین سپہ سالار یکے بعد دیگرے شہید ہوئے لیکن فتح اسلام اور مسلمانوں کی ہوئی۔ قادسیہ اجنادین کی جنگوں میں بھی ایرانی ہاتھیوں کی مدد سے اترے لیکن فتح پھر بھی مسلمانوں کے حصے میں آئی۔

اندلس کے ساحلوں پر طارق بن زیاد کشتیاں جلا کر لڑا تو صرف اور صرف رب کی مدد کے بھروسے پر اور آج تک ہم اسے ایک بہادر سپہ سالار کی حیثیت سے یاد کرتے ہیں۔ محمد بن قاسم 712ء میں عرب سے آیا اور انتہائی قلیل مدت میں کراچی سے ملتان تک چھا گیا۔ مدمقابل ہندو راجاؤں کی قوت تھوڑی نہ تھی۔ قتیبہ بن مسلم ترکستان، سمرقند اور بخارا کو فتح کرتا چلا گیا تو صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کے بھروسے پر۔

کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ یہ تلواروں کے دور کی باتیں ہیں، اب جنگیں اس طرح نہیں لڑی جا سکتیں۔ اب ساز و سامان کا ہونا ضروری ہے۔ تو ان کے سامنے 1965ء کی جنگ کی مثال رکھی جانی چاہیے۔

ایک ایسا ملک جس کو معرض وجود میں آئے صرف

سترہ دن پاکستانی عوام وخاص نے فوج کے بالمقابل یہ جنگ لڑی اور دشمن کو پیغام دیا کہ یہ ملک جو ہم پر رب تعالیٰ کا انعام ہے۔ یہ ملک جس کی بنیادوں میں لاکھوں شہیدوں کا لہو ہے، اس ملک کو مٹانا اتنا آسان نہیں ہے، اس ملک پر آنچ آئی تو ہم خون کے آخری قطرے تک اس کا دفاع کریں گے۔

ہندوستان حیران و پریشان تھا کہ ایک نوزائیدہ مملکت کہ جس کے پاس وسائل، افواج اور ساز و سامان کی شدید قلت تھی اس نے سترہ دنوں میں ہمیں ناکوں چنے کس طرح چبوائے؟؟

18 برس ہوئے تھے، جس کو اپنے سے کئی گنا بڑے معاشی طور پر مستحکم، فوجی لحاظ سے مضبوط اور ایک نہایت کمینے اور بزدل دشمن کا سامنا تھا، ایک ایسا دشمن جو کسی اصول اور قاعدے کو ماننے کا قائل نہیں تھا۔ اس دشمن کو پاکستانی افواج نے شکست فاش دی۔ سترہ دن پاکستانی عوام و خاص نے فوج کے بالمقابل یہ جنگ لڑی اور دشمن کو پیغام دیا کہ یہ ملک جو ہم پر رب تعالیٰ کا انعام ہے۔ یہ ملک جس کی بنیادوں میں لاکھوں شہیدوں کا لہو ہے، اس ملک کو مٹانا اتنا آسان نہیں ہے، اس ملک پر آنچ آئی تو ہم خون کے آخری قطرے تک اس کا دفاع کریں گے۔

پاک فوج...... جس نے 65ء میں جرأت اور بہادری کی لازوال داستانیں رقم کیں۔

پاک فوج...... جس کے عزم و استقلال نے ہندوستانی فوج کو خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا۔

پاک فوج...... جس کی بہادری کے تذکرے کے بغیر تاریخ کے صفحات ادھورے رہیں گے۔

پاک فوج...... جس کی شجاعت اور دلیری نے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان جس بھی دور میں ہو اگر جذبہ ایمانی سے سرشار ہو تو آج بھی رب کی نصرت آسمانوں سے آسکتی ہے۔

پاک فوج...... جس کے لیے اقبال کہہ گئے ہیں:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
کردار میں، گفتار میں اللہ کی برہان

اور پاک فوج...... جس کے لیے شاعر اور اہل دل بے اختیار کہہ اٹھے تھے:

اے راہ حق کے شہیدو وفا کی تصویرو
تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں

اور پاک فضائیہ کے نگہبان، پاک فضائیہ کے شیر جوانوں کے بغیر تو یہ داستان مکمل ہی نہیں ہو سکتی۔

ایم ایم عالم اور اس جیسے دیگر کئی شاہین جنھوں نے ایک حملے میں دشمن کے چھ جہاز مار گرائے۔ پاک فضائیہ کے شاہین جو دشمن پر عقاب کی طرح جھپٹے۔ پاک فضائیہ کے شاہین...... جو نیلے آسمان پر بادلوں کے سنگ اس شان سے اڑے کہ زمانہ یہ کہہ اٹھا:

تمہی سے اے مجاہدو جہاں کا ثبات ہے
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

پاک فضائیہ کے شاہینوں...... جو مر جاؤ یا مار دو کا عزم لیے میدان میں اترے تو دشمن کو منہ کی کھانی پڑے۔ اور جب پاک فضائیہ کے جوانوں نے جرأت و بہادری کا ایک سنہرا باب رقم کیا تو کہنا پڑا:

جب پرچم جاں لے کر نکلے ہم خاک نشیں مقتل مقتل
اس وقت سے لے کر آج تک جلاد پر ہیبت طاری ہے

ہندوستان حیران و پریشان تھا کہ ایک نوزائیدہ مملکت کہ جس کے پاس وسائل، افواج اور ساز و سامان کی شدید قلت تھی اس نے سترہ دنوں میں ہمیں ناکوں چنے کس طرح چبوائے؟؟

اس سوال کا سیدھا سادھا جواب ہے کہ برصغیر کے لوگوں نے یہ مملکت خداداد پاکستان بہت سی مشکلات اور آزمائشوں کے بعد حاصل کی تھی۔ اس ملک کی خاطر لاکھوں جانیں قربان ہوئیں، لاکھوں بدنصیب بیٹیاں ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھوں اغواء ہو کر ان کے گھروں میں رہنے پر مجبور ہوئیں۔ کئی خاندان بکھر گئے، کتنے ہی بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ خون اور لاشوں سے بھری ہوئی ٹرینیں واہگہ بارڈر کے ذریعے لاہور پہنچیں۔

ان سب حالات و واقعات نے لوگوں کے جذبہ ایمان کو بلند کر دیا تھا، لوگوں کو یہ احساس تھا کہ یہ وطن ہمیں پلیٹ میں رکھ کر نہیں ملا بلکہ اس کے لیے ہم نے لاکھوں شہیدوں کی قربانیاں پیش کیں ہیں، اس لیے ہم پر اس کی حفاظت لازم ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ وطن اسلام کے نام پر لیا گیا تھا تو کیسے ممکن تھا کہ رب العزت اپنے نام لیواؤں کو اس جنگ میں بے یار و مددگار چھوڑ دیتا؟

65ء کی جنگ تو ہم نے اپنے عزم و حوصلے سے لڑی اور جرأت و بہادری سے جیت لی۔ (لیکن آج 6 ستمبر 2017ء ہے) 52 سال گذر چکے ہیں۔ پاکستان کو سنگین حالات کا سامنا ہے۔ اس وقت پاکستان کے دشمن داخلی اور خارجی سطح پر اس ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں، کہیں دہشت گردی کا سامنا ہے تو کہیں تکفیریت اس ملک کو کھا رہی ہے تو کہیں غربت اور بے روزگاری اور کہیں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال تشویشناک ہے۔

ایسے میں بجائے حکمرانوں سے کوئی امید لگانے کے، ہمیں 65ء کے ہر شہری کی طرح اس ملک کو بچانا بھی ہے اور اس ملک کو سنوارنا بھی ہے۔

اس ملک کی بقاء میں اپنا کردار ادا کرنے کا وقت ہے، 6 ستمبر تجدید عہد کا دن ہے، آیئے عہد کرتے ہیں کہ اس ملک کی خاطر اپنی جان تک کی بازی لگا دیں گے۔

6 ستمبر یوم دفاع پاکستان ہے، میں عہد کرتی ہوں کہ افواج پاکستان کے شانہ بشانہ اس ملک کا دفاع ناقابل تسخیر بنانے میں اپنا کردار ادا کروں گی۔

خونِ دل دے کر نکھاریں گے رخِ برگِ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے







دنیا میں خواتین کا سیکسوئیل وائلنس

جس میں ایک بھی مسلمان ملک شامل نہیں

ام ایمن

اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان ممالک میں عورتوں کے حقوق تو نہیں دبائے جاتے، ہاں عورتوں کے ریپ وہ بخوشی کر دیتے ہیں۔

ریپ کے حوالے سے ٹاپ 10 ملکوں کی فہرست موجود ہے، جس میں دسویں نمبر پر ملک ایتھوپیا ہے جہاں کی ساٹھ فیصد خواتین کو سیکسوئیل وائلنس کا سامنا کرنا پڑا ہے اور ہر سترہ دن میں ایک خاتون ریپ کا شکار ہو ئی ہے۔ یاد رہے کہ یہ کوئی مسلمان ملک نہیں بلکہ ایک عیسائی ملک ہے......

ریپ کے حوالے سے نوواں بڑا ملک سری لنکا ہے، یہ بھی مسلمان ملک نہیں...... خواتین سے بدسلوکی اور بے حرمتی کے حوالے سے فہرست میں آٹھواں بڑا ملک کینیڈا ہے، جہاں 2,516,918 ریپ کیسز 2001ء سے اب تک رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہاں کے سرکاری محکموں کا یہ ماننا ہے کہ یہ رجسٹرڈ کیسز ٹوٹل کا 06 فیصد بھی نہیں۔ یاد رہے کہ کینیڈا بھی مسلم ملک نہیں بلکہ ایک لبرل، آزاد اور ترقی یافتہ ملک ہے۔

ساتواں نمبر فحاشی وعریانی جسے یار لوگ آزادی اور حقوق نسواں بھی کہتے ہیں، میں سرفہرست ملک فرانس کا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ 1980ء سے پہلے تک تو یہاں ریپ کوئی جرم سمجھا ہی نہیں جاتا تھا۔ اس کے سدباب کا کوئی قانون سرے سے موجود ہی نہیں تھا۔ عورت پر جنسی تشدد اور جسمانی تشدد پر 1992ء کے بعد قانون بنایا گیا فرانس جیسے لبرل ملک میں سالانہ 75000 ریپ کیسز رجسٹرڈ کیے جاتے ہیں۔

چھٹے نمبر پر ٹیکنالوجی کے بادشاہ جرمنی کا نمبر آتا ہے، جہاں اب تک 6505468 کیسز رجسٹرڈ ہو چکے ہیں، یاد رہے کہ ان میں سے 2,40000 سے زیادہ متاثرہ خواتین خودکشی وتشدد سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ ٹیکنالوجی میں تیزی سے ترقی کرتے اس ملک میں انسانیت اور بنت حوا کی توقیر اتنی ہی تیزی سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔

پانچواں نمبر انگلینڈ کا ہے جہاں ہر 16 سے 56 سال کی عمر کی ہر پانچ میں سے ایک عورت کو جنسی تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے...... انگلینڈ میں سالانہ چار لاکھ خواتین اپنا وقار، اپنا قیمتی گوہر کھو بیٹھتی ہیں۔

چوتھے نمبر پر مشہور ملک ریپستان مطلب بھارت آتا ہے جہاں ہر بائیس منٹ بعد ریپ کا ایک کیس رجسرڈ کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اعداد وشمار کے ماہرین کے مطابق یہ اصل تعداد کا دس فیصد بھی نہیں کیونکہ پسماندگی کی وجہ سے نوے فیصد خواتین رپورٹ درج نہیں کرواتیں۔

تیسرے نمبر پر سویڈن آتا ہے جہاں ہر چار میں سے ایک عورت ریپ اور ہر دو میں سے ایک عورت سیکسوئیل ہراسمنٹ



کا شکار ہوتی ہے۔

دوسرے نمبر پر ساؤتھ افریقہ کا نمبر آتا ہے ، جہاں بلحاظ آبادی سالانہ 65000 سے زائد کیسز رجسٹرڈ کئے جاتے ہیں۔ ساؤتھ افریقہ بے بی اینڈ چائلڈ ریپ اور ہراسمنٹ کے حوالے سے بھی دنیا میں بدنام ترین ملک جانا جاتا ہے۔

اور آخر میں پہلا نمبر مہذب ترین ملک اور حقوق نسواں کے علمبردار امریکہ کا ہے ۔جہاں مہذب اور روشن خیال ہونے کی وجہ سے یہاں کے کیسز بھی کافی عجیب وغریب واقع ہوئے ہیں۔ مگر یہاں ہر چھ میں سے ایک عورت تو ریپ کا لازمی شکار ہوئی ہے۔ یہاں پر ہر 33 میں سے ایک مرد بھی عورتوں کے ہاتھوں ریپ کا شکار ہوا ہے ..... 19.3% عورتیں اور 3.8% امریکی مرد زندگی میں کم از کم ایک دفعہ ریپ کا شکار لازمی ہوئے ہیں۔

اوپر موجود تمام اعداد و شمار ایک ویب سائیٹ سے لئے گئے ہیں۔ باقی ویب سائیٹ بھی دیکھیں، ان میں سے ٹاپ تین ممالک یہی ہیں بس ترتیب آگے پیچھے ہے۔ ان سب ملکوں میں آپ کو کسی مسلم ملک کا نام نظر نہیں آئے گا۔ اگر آپ تیزاب گردی کے حوالے سے سرچ کریں تو بھی یہی ممالک آپ کو سب سے زیادہ متاثرہ نظر آئیں گے ..... جی ہاں! یہ وہ ممالک ہیں جنہیں ہمارا میڈیا جنت نظیر ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ جن کی ہمارے ہاں موجود لبرل پسند لوگ مثالیں دیتے ہیں۔

افسوس صد افسوس..... کہ ہزاروں مختاراں مائیوں پر مشتمل امریکہ اور دوسرے ان ممالک میں کوئی این جی اوز نہیں ہیں، یہاں کسی شرمین عبید چنائی کو گھاس نہیں ڈالی جاتی، یہاں کوئی این جی او اس بدترین کام پر اپنے سسٹم پر نوحہ کناں نظر نہیں آتی۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان ممالک میں کسی مدرسے کا ہولڈ نہیں ہے ، یہاں عورتوں کے حقوق نہیں دبائے جاتے، ہاں عورتوں کے ریپ وہ بخوشی کر دیتے ہیں۔

چند سال پہلے کہیں پڑھا تھا کہ **"آزادی نسواں دراصل عورت تک پہنچنے کی آزادی کا نام ہے"** ابھی جو اعداد و شمار دیکھے تو اس بات کا یقین ہو گیا کہ واقعی آزادی کے نام پر اس مہذب معاشرے نے عورت کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کیا، اس سے گھر چھینا، تقدس چھینا، عزت چھینی، برابری کے نام پر مشقت کرائی گئی، برینڈ بنا کر بیچا گیا، بازاروں میں نیلام کیا گیا۔

عورت کی آزادی کے نام پر ہوس و پیسے کے ان پیاسوں نے انہیں خوب بیوقوف بنایا اور اپنا کام چلایا۔ ان کی عصمتوں اور عزتوں کی نیلامی سر بازار کی، ان سے مفت کی بیگار لے کر دھتکار دیا بس یہی وہ آزادی ہے جسے یہ لوگ مسلم خواتین کو دینا چاہتے ہیں۔

بارہ سے تیرہ سال کی بچیاں بھی ان ہوس کے پجاریوں سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ سال میں پاکستان سے ایک کیس لے کر رونا پیٹنا کرنے والی منحوس مائیاں کیا بارہ بارہ سال کی ان امریکی بچیوں کے بارے میں جانتی بھی ہیں جو کہ کم عمری میں ہی مائیں بن گئیں.....؟

میرے خیال میں عورت کی آزادی کے نام پر جنس کا کاروبار چلانے والے صحافیوں اور کوٹھے چلانے والی ان سو کالڈ نائیکاؤں کو ڈرموں میں ڈال کر امریکہ و یورپ کی ان جعلی جنتوں میں بھیج دینا چاہیے ..... کہ حقوق تو فی الحال وہاں کی مظلوم عورتوں کو چاہیے کیونکہ یہاں تو عورتیں محفوظ ہیں۔ **الحمد للہ۔**

اور قرآن میں بھی اس بات کا ذکر ہے۔ قرآن مسلمان خاتون کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

"اے مسلم بیبیو! اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔"

قدرت کا عظیم تحفہ دودھ

ڈاکٹر نوشین عمران

﴿جنت کی حسین نعمت﴾

دنیا کے انوکھے، لذیذ اور مزیدار مشروب کی عظیم شان۔

دنیا اور آخرت کا عظیم مشروب جس کا اور کوئی ثانی نہیں۔ جنت میں دودھ کی نہریں رب کریم نے اپنے بندوں کے لیے جاری کردیں، جن کا ذائقہ نہیں بدلے گا اور نہ کبھی خراب ہوگا۔ (سورہ محمد: 15)

دنیا میں ترسنے والوں کے لیے جنت میں دودھ کی نہریں...... واہ...... **سبحان اللہ**

اللہ رب العالمین کی عنایتیں اور مہربانیاں بھلا، اور کوئی دے سکتا ہے؟

مولا کریم کی اس عظیم نعمت کی قدر کرنا اور ہر گھونٹ پر شکر ادا کرنا، یہی اپنے رب کی نعمت کی شکر گذاری ہے۔ دین اسلام نے بھی اس ''دودھ'' کے فوائد کے گن گائے ہیں۔

﴿ایک گلاس دودھ﴾

ایک گلاس دودھ روزانہ جسم کی 44 فیصد تک حیاتیاتی ضرورت پوری کرتا ہے۔ مختلف جانوروں کے دودھ میں اجزاء کی مقدار مختلف ہوسکتی ہے۔ جانور کے دودھ کے معیار اور اس کی مقدار کا انحصار صرف اس کی خوراک پر ہے۔ دودھ کے اجزاء نہ صرف پروٹین فراہم کرتے ہیں بلکہ قوت مدافعت بڑھانے اور جراثیم مارنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

کیسین پروٹین کے وہ باریک ذرات ہیں جو کیلشیم اور فاسفورس کے ساتھ جڑ جاتے ہیں۔ لیکو فیرائن جو خون میں آئرن کو جذب کرنے کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ ٹیومر اور بیکٹیریا کو ختم کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ اہم ترین چکنائی ''سی ایل اے'' پٹھوں کو مضبوط رکھتی ہے۔ الرجی سے بچاتی ہے، بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ قدرتی چارہ اور گھاس کھانے والے جانور کے دودھ میں ''سی ایل اے'' کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

☆ دودھ میں وٹامن اے، بی، سی، ڈی اور وٹامن کے، کے علاوہ 60 مختلف انزائم ہیں جو جسم کے خلیوں میں ہونے والے کیمیائی عمل کو تیز کرتے ہیں۔

غذائی اجزاء کے حوالے سے گائے، بھینس، بکری کے دودھ کا جائزہ لیں تو کچھ فرق نظر آتا ہے۔

☆ گائے اور بکری کے دودھ میں کولیسٹرول کی مقدار اونٹنی اور بھینس سے زیادہ ہے۔

☆ پروٹین کی مقدار بھینس اور اونٹنی کے دودھ میں 0.5 فیصد ہے۔

☆ لیکٹوز کی مقدار بھینس کے دودھ میں سب سے زیادہ ہے۔

☆ چکنائی کا تناسب بھینس کے دودھ میں 7.8 فیصد، گائے کے دودھ میں 1.3 فیصد، بکری کے دودھ میں 3.6 فیصد اور اونٹنی کے دودھ میں 3.5 فیصد ہے۔

☆ بھینس اور پھر بکری کے دودھ میں کیلشیم اور فاسفورس کا تناسب بھی زیادہ ہے۔

☆ آئرن کی مقدار سب سے زیادہ اونٹنی کے دودھ میں ہوتی ہے۔

☆ اونٹنی کے دودھ میں زنک، وٹامن بی، میگنیشیم زیادہ ہے۔

☆ بھینس کے دودھ میں چکنائی زیادہ ہونے کے باعث ہضم کرنے میں زیادہ وقت لگتا ہے۔

☆ بڑھتے بچوں اور جوان افراد کے لیے بھینس



کا دودھ بہتر ہے۔

☆ اونٹنی کا دودھ ،انزائمز، ٹیومر، جگر کی خرابی، ٹی بی، اور سانس کی بیماریوں میں مفید پایا گیا ہے۔

☆ 2001ء میں UN کی زیر نگرانی ادارہ خوراک اور زراعت FAO یکم جون کو'' ورلڈ ملک ڈے'' مناتا ہے، جس کا مقصد عام افراد کو دودھ کے فوائد سے آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ دودھ کے بارے میں دین اسلام اور سنت نبوی ﷺ ہماری بہترین رہنمائی کرتے ہیں۔

﴿دہی کے فوائد﴾

دہی اگرچہ دودھ سے ہی تیار کیا جاتا ہے لیکن'' پروبائیوٹک'' اچھا دوست بیکٹیریا مل جانے سے اس کی غذائی افادیت بڑھ جاتی ہے۔ دہی میں تیل، پروٹین، کیلشیم، وٹامن B2,B6,B12، وٹامن A، پوٹاشیم، میگنیشیم کی کافی مقدار پائی جاتی ہے۔

☆ دودھ سے بنائے جانے کے باعث چھ اونس دہی سے تقریباً نو گرام پروٹین ملتی ہے۔ پرو بائیوٹک بیکٹیریا ایک ایسا بیکٹیریا ہے جو معدے اور آنت میں فاضل مادے جمع نہیں ہونے دیتا اور کافی حد تک قوت مدافعت کو بڑھا کر آنت کی حفاظت کرتا ہے۔

☆ یو ایس ایگری کلچر اینڈ فوڈ کے مطابق دہی کے روزانہ استعمال سے نہ صرف پروٹین اور وٹامن حاصل ہوتی ہے بلکہ آنت میں پروبائیوٹک کی مقدار بھی ذخیرہ رہتی ہے جس سے ایسے لوگوں کو بہت فائدہ مل سکتا ہے جنہیں دودھ میں لیکٹوز کے باعث الرجی ہو جاتی ہے یا دودھ ہضم نہیں ہوتا اور ایسے افراد کے لیے بھی مفید ہے جنہیں بغیر کسی وجہ کے پیٹ درد یا دست لگ جاتے ہیں۔

☆ دہی کے استعمال سے نہ صرف معدے اور آنت کو فائدہ ہوتا ہے بلکہ اس سے ملنے والی پروٹین اور کیلشیم کے باعث دانت اور ہڈیوں کو بھی مضبوطی ملتی ہے۔ روزانہ دہی کھانے والے افراد کو بڑھاپے میں ہڈیوں کی کمزوری اور بھربھرا پن اور آسٹیو پروسز اس طرح تنگ نہیں کرتے جیسے وہ دوسروں کے لیے وبال جان بن جاتے ہیں۔

☆ بوسٹن یونیورسٹی ،میڈیسن سکول کی 2 لاکھ افراد پر کی جانے والی ایک تحقیق کے مطابق دہی کے روزانہ استعمال سے ان افراد میں بلڈ پریشر کی کمی 30 فیصد تک نوٹ کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کولیسٹرول کی کچھ کمی، ذیابیطس کا بہت بہتر کنٹرول، بہتر قوت مدافعت، ہڈیوں کی مضبوطی بھی دیکھی گئی ہے۔ تحقیق کے مطابق ایسے افراد جو دہی کے ساتھ روزانہ پھل اور سبزیاں کھاتے ہیں، سلاد کھاتے ہیں ان میں یہ فوائد بہت ہی زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔

دودھ سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنسی تحقیقات

قدرت نے دودھ کو ایک مکمل غذا بنایا ہے۔

سورہ نحل میں ہے:

'' تمہارے لیے مویشیوں میں غور وفکر کا مقام ہے، ان کے پیٹ میں سے گوبر اور خون کے درمیان میں سے ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں، یعنی خالص دودھ، پینے والوں کے لیے نہایت خوشگوار ہے۔''

(آیت نمبر:66)

سورہ محمد میں ہے:

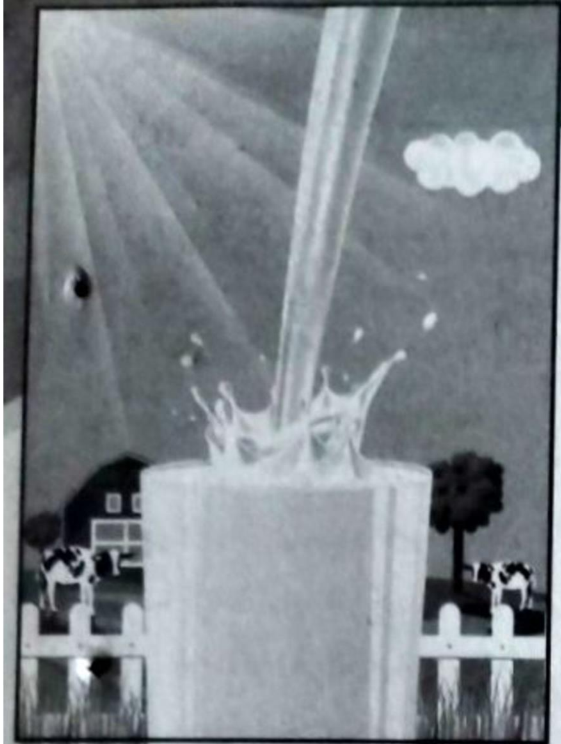
'' وہاں ایسی نہریں ہوں گی جن میں خوش ذائقہ پانی اور ایسا عمدہ دودھ ہوگا جس کا ذائقہ خراب نہ ہوگا۔''

(آیت نمبر:15)

حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ:

'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزوں کو رد نہیں کرنا چاہیے۔ تکیہ، تیل خوشبو، دودھ۔''

(ترمذی:2790)



نبی کریم ﷺ کے یہ فرامین سائنسی حقیقت پر مبنی ہیں، دور جدید میں دودھ کے فوائد پر نئی نئی میڈیکل ریسرچ سامنے آ رہی ہیں۔ ذیل میں چند میڈیکل تحقیقات پیش کر رہے ہیں۔

﴿دودھ اور جدید طبی تحقیقات﴾

دودھ کی افادیت پر طب جدید نے کافی تحقیقات کی ہیں، جو پیش ہیں۔

شیخ بوعلی سینا کہتے ہیں:

☆ دودھ زخموں اور پھوڑوں کے لیے مفید ہے، اس کے پینے سے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔

☆ جسم پر آبلے ہوں تو کچے دودھ کے استعمال سے اچھے ہو جاتے ہیں۔

معالج سے پوچھ کر عمل کرنا چاہیے۔ آج کل لڑکیاں چہرے کے داغ دھبوں کے لیے طرح طرح کی کریمیں اور لوشن استعمال کرتی ہیں۔ اگر:

☆ سرسوں کے بیج بکری کے دودھ میں رات بھر بھگو کر پیس لیں اور چہرے پر ابٹن کی طرح ملنے سے دھبے دور ہو جاتے ہیں۔

☆ دودھ کا ماسک لگانے سے چہرہ صاف ہو جاتا ہے۔ ویدک اور گرنتھ میں درج ہے کہ دودھ سے غسل تپ دق کے مریضوں کے لیے مفید ہے۔

☆ جو لوگ باقاعدگی سے دودھ استعمال کرتے ہیں، ان کا جسم بھرپور غذائیت کی وجہ سے توانا رہتا ہے، انہیں الرجی کی شکایت بھی نہیں ہوتی کیونکہ دودھ حساسیت کو دور کرتا ہے، پیٹ میں تیزابیت بھی نہیں ہوتی۔

☆ دودھ سینے اور چھاتی کے امراض میں بھی مفید ہے جو لوگ صبح کے وقت دودھ میں چینی یا شہد ملا کر پیتے ہیں ان کو بھی بہت فائدہ ہوتا ہے۔

☆ دودھ منہ اور پیٹ کے زخموں کے لیے بھی ایک غذا ہے اور دوائی بھی۔ دودھ پینے سے ذہنی پریشانی کو سکون ملتا ہے۔

☆ جن لوگوں کا پیٹ خراب رہتا ہے، ان کے لیے دودھ مفید ثابت نہیں ہوتا، شاید اسی لیے طبیب جوڑوں کے درد اور بدہضمی کے مریضوں کو مختلف ادویہ کے ساتھ ساتھ دودھ بھی تجویز کرتے ہیں۔ کچھ لوگ دودھ اور شہد کے ساتھ ادرک کا مربہ کھاتے ہیں تو ان کو تکلیف نہیں ہوتی۔

☆ چونے کا نتھرا ہوا پانی دودھ میں ملا کر بچوں کو دیا جاتا ہے اور جن لوگوں کو دودھ ہضم نہیں ہوتا، دارچینی یا سونف کے چند دانے ڈال کر دودھ پکائیں اور مائیں یہ دودھ بچوں کو پلائیں۔

﴿ہاتھوں کے حسن کا راز﴾

ایک خاتون جو اسی سال کی ہیں۔ زمیندار ہیں اور زمین دار گھرانے میں رہتی آئی ہیں۔ ان کی عادت ہے کہ آتے جاتے دودھ کی بالائی ہاتھوں پر ملتی رہتی ہیں، دن میں چھ، سات بار چہرے اور ہاتھوں پر لگاتی ہیں۔ ان کا چہرہ بے داغ اور چمک دار ہے جب کہ ہاتھ اس عمر میں بھی بے حد خوبصورت، گداز اور بچوں کی طرح نظر آتے ہیں۔

دودھ کے فوائد پر میڈیکل سائنس کی ریسرچ

تحقیقاتی ریسرچ کے مطابق متوازن اور بھرپور وہ خوراک ہے جس میں ہمارے جسم کی نشوونما کو پورا کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ غذا میں موجود حیاتین کی کمی وبیشی سے مختلف بیماریاں اور کمزوریاں جنم لیتی ہیں۔

☆ ایسی غذائیں جو وٹامنز اور پروٹین سے بھرپور ہوتی ہیں، دودھ ان میں سے ایک ہے۔ یہ تمام تر توانائی کا منبع ہے۔ اس لیے ہم اسے مکمل غذا کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہ صرف غذائیت کے اعتبار سے خوش ذائقہ اور خوش رنگ ہے، بلکہ بطور علاج دوا کے طور پر بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ دودھ کے اجزاء فوری توانائی فراہم کرنے کا ذریعہ ہیں، اسی لیے اسے اکثر ایلوپیتھک ادویات کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ دودھ میں پایا جانے والا وٹامن ''اے'' جسم کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے قوت مدافعت پیدا کرتا ہے اور عضلات اور ہڈیوں کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔

☆ دودھ کا بنیادی جزو ''فاسفورس'' ہے جو حسی اور اعصابی نظام کا دفاع کرتا ہے، خاص طور پر حرام مغز کی جو ہمارے اعصاب کو کنٹرول کرتا ہے۔ فاسفورس اس کی خاص غذا ہے۔ اس کے علاوہ ہڈیوں، دانتوں اور ناخنوں کی مضبوطی کی چمک میں فاسفورس کا اہم کردار ہے۔

☆ دودھ میں موجود ہائیڈروکاربن، نائٹروجن یا البومی نائٹ انسانی جسم کی قوت اور اعضائے رئیسہ کی حرارت کو برقرار رکھنے کا کام انجام دیتے ہیں۔ وٹامن ''اے'' جسم کو تندرست اور جلد کو صحت مند و تروتازہ رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کے لیے یہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ دودھ کے متواتر استعمال سے امراض دور رہتے ہیں۔ سمعی وبصری نظام، سب کے سب دودھ کے ہی مرہون منت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائی دو سال تک بچے کو صرف اور صرف دودھ یا دودھ سے بنی ہوئی اشیاء پر ہی گزارا کرنا پڑتا ہے۔

☆ دودھ میں ایک بڑا حصہ کیلشیم کا بھی ہے۔ انسانی جسم کی اندرونی و بیرونی ساخت کیلشیم پر ہی منحصر ہے۔ کیلشیم کی کمی سے جلد پر سیاہ وسفید داغ پڑ جاتے ہیں، چہرہ زرد، آنکھیں پیلی اور جلد کھردری ہو جاتی ہے، دل کی دھڑکن کمزور پڑنے لگتی ہے اور اعصاب چٹخنے لگتے ہیں۔ ہڈیوں اور جوڑوں میں درد رہنے لگتا ہے۔ دودھ میں پایا جانے والا کیلشیم اور آئرن سلفائیٹ جسمانی نظام کے اندرونی و بیرونی عوامل کو تحریک دیتا ہے۔ کیلشیم نظام ہضم کی کارکردگی کو بڑھاتا ہے اور معدہ و پیشاب کی تیزابیت کو زائل کرتا ہے۔

﴿دودھ پئیں اور لمبی عمر پائیں﴾

تجربات وتحقیقات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جن علاقوں میں دودھ اور دودھ سے بنی ہوئی چیزیں کثرت سے پائی جاتی ہیں، وہاں کے لوگ ذہین، جسیم اور محنتی ہوتے ہیں اور ان کی عمریں دراز ہوتی ہیں۔ درازی عمر کے سلسلے میں کولمبیا یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے کافی تحقیقات کی ہیں اور مختلف تجربات کر کے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ درازی عمر میں غذا کیا کردار ادا کرتی ہے۔ اس غرض سے انہوں نے 400 چوہوں کو گندم کے آٹے اور دودھ کی غذا دی، پھر ان کی غذا میں دودھ کی مقدار دوگنا کر دی۔ اس تبدیلی سے چوہوں کی عمر میں دس فیصد اضافہ ہو گیا۔

اس طرح سے انہوں نے ثابت کر دیا کہ اگر انسانی غذا میں دودھ سے متعلقہ اشیاء کا کافی مقدار میں

اضافہ کر دیا جائے تو مجموعی عمر میں چھ سال کا اضافہ ممکن ہے۔ بعض ایسے لوگوں کے حالات زندگی کا بغور جائزہ لینے سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ جن کی عمر سو سال یا اس سے زیادہ تھی۔

دیہات کے لوگ چلچلاتی دھوپ میں چھاچھ یا دہی استعمال کرتے ہیں، جس کی وجہ سے انتھک محنت کے باوجود ان کی قوت برقرار رہتی ہے۔ بلغاریہ کے باشندے طویل عمریں پاتے ہیں۔ جائزہ لینے سے معلوم ہوا ہے کہ ان کی غذا میں دہی اور چھاچھ شامل ہے۔ شہر کے لوگ تازہ چھاچھ استعمال کریں کیونکہ یہ تازہ نہ ہو تو ذائقے اور فائدے میں فرق آجاتا ہے۔

آسٹریلوی خاتون کا دلچسپ تجربہ

پیٹ کے السر میں دودھ زخموں کو مندمل کرتا ہے۔ آسٹریلیا کی ایک خاتون نے اپنا دلچسپ تجربہ سنایا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں خارش کے دانے تھے۔ وہ کام کاج نہیں کر سکتی تھی کیونکہ دستانے پہننے سے اور زیادہ تکلیف ہوتی تھی۔ وہ ایک گاؤں میں گئی تو وہاں ایک بڑی خاتون نے اسے تاکید کی کہ صبح و شام تازہ دودھ سے پانچ منٹ ہاتھ دھویا کرے، اس نے ایک سال ایسا ہی کیا اور حیرت انگیز طور پر اس کے دونوں ہاتھ ٹھیک ہو گئے، اس کے بعد یہ تکلیف اسے پھر کبھی نہیں ہوئی۔ اب بھی وہ کبھی کبھی دودھ سے ہاتھ دھو لیتی ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ عام خواتین کی نسبت زیادہ نرم اور گداز ہیں۔

گائے کے دودھ کے مزید اجزاء

ڈاکٹروں نے گائے کے دودھ کو تجربہ کیا تو سو گرام دودھ کے اجزاء ترکیبی کو ایک بیمار کی جسمانی ضرورت کے عین مطابق پایا۔ گائے کے دودھ میں پانی 5 . 0فیصد، حرارے 9 7، چکنائی 8 4 گرام، کاربوہائیڈریٹ 4 . 5 گرام، کیلشیم 143 ملی گرام، فولاد 0.2 ملی گرام، وٹامن اے بی اور ڈی مناسب مقدار میں۔ لحمیات یعنی پروٹین 8 . 3فیصد، گھی 3 گرام، نشاستہ اور گلوکوز 4 . 5فیصد، معدنی نمکیات 8 . 0فیصد اور فی ہزار چونے کے اجزاء 130، فاسفورس 106، سوڈا 321، حیاتین الف 120، بین الاقوامی اکائی الیکور بک 17 فیصد اور قلیل مقدار میں تائے سین، رائبوفلیوئین، اتھائے مین اور فولاد گائے کے دودھ میں شامل ہوتے ہیں۔ اس چوتھائی کلو وزن میں ڈیڑھ سو حرارے ہمیں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ دودھ دو گھنٹے کے اندر ہضم ہو جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس التزام کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کے فرمودات پر طب جدید انگشت بدنداں ہے۔

☆ معراج النبی ﷺ میں نبی کریم ﷺ کو مشروب کے دو پیالے پیش کیے گئے، ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب، نبی کریم ﷺ نے فطرت میں اپنی پسندیدگی میں دودھ کو پسند فرمایا۔

(صحیح بخاری: 3887)

سبحان اللہ

﴿دودھ کے ذرائع﴾

دودھ کے ذرائع میں بھینس، گائے، بکری، بھیڑ، اونٹنی وغیرہ کو دیکھیے۔ کیسے کمال فیکٹری بنائی مالک کائنات نے۔ ان جانوروں کے رنگ الگ، نیلا پانی، سبز گھاس، سرخ خون، گوبر، پیشاب، اتنی چیزوں میں سے کشید کر کے کیسا تازہ، گرم گرم، سفید، میٹھا، نہایت خوش ذائقہ، لذیذ، اور لذتوں میں کمال دودھ پلایا۔ ہم نے بھی ہر گھونٹ پر رب کائنات کا شکر ادا کیا، کیونکہ اتنی بڑی نعمت ہے یہ دودھ۔ پھر بھلا کیسے ادا ہو تیرا شکر۔ **اللہ اکبر**

رب کا شکر ادا کر بھائی
جس نے ہماری گائے بنائی

بقیہ: جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

دنیا بھر میں یہود و نصاریٰ خدمت انسانیت، علاج معالجہ، تعلیم و رفاہ کی آڑ میں سیاست کرتے ہیں اور اپنے مذہب کی ترویج بھی، ماضی میں بھی عیسائی مشن اپنے ایجنڈے لے کر غلبہ پاتے رہے ہیں۔

بانیان ملی مسلم لیگ کے ماضی کا طائرانہ جائزہ لیا جائے تو روشن مثالیں میسر آتی ہیں۔ اس جماعت نے دعوت و تربیت کا کام بذریعہ خدمت انسانیت علاج، تعلیم و تربیت، ریلیف کی کاروائیاں، قدرتی آفات میں متاثرین کی بروقت مدد اور بھوکوں کو کھانا کھلا کر مختلف ممالک میں ریلیف کے کارنامے انجام دے کر اپنا لوہا منوایا ہے۔

خدمات کا جو ریکارڈ اس گروہ کا ہے۔ اسے عالمی معیار پر پرکھا جاسکتا ہے۔ اس جماعت کی منزل مکمل پاکستان کے ایجنڈے کو آگے بڑھانا ہے۔

آئینی حدود میں رہتے ہوئے تربیت و اصلاح کے علاوہ نوجوانوں کو نہ صرف دفاع وطن کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کی تربیت دی جاتی ہے بلکہ معاشرے کے لیے کارآمد مفید کارکن تیار کیے جاتے ہیں۔ ان کی سیاست میں آمد ایک خوش آئند قدم ہے۔ قومی دھارے میں انکی پوری گنجائش موجود ہے۔ پاکستان کو لوہے کا چنا بنانے کے لیے پوری قوم کو آگے بڑھنا ہوگا۔

یہ طائفہ منصورہ مملکت خداداد کے لیے عظیم نعمت ثابت ہوسکتی ہے بشرطیکہ انہیں قومی دھارے میں شامل کیا جائے اور تعصب کی عینک اتار کر دیکھا جائے۔

صالح نوجوانوں کا یہ جتھا نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو کی تصویر، ہمہ تن گوش جانب منزل، جذبہ خدمت سے سرشار ہر آن، ہر آفت، آزمائش اور ضرورت کی گھڑی میں ملی خدمت کے لیے موجود، مستعد سرگرم، آزمودہ کار اس طائفے کے لیے اس نظام میں گنجائش بنانے کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ حکیم الامت کا پیام اب تعبیر چاہتا ہے۔

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

بنت رضوان

4 ستمبر
عالمی یوم حجاب

کچھ عرصہ قبل ایک مسلمان خاتون مروہ الشربینی کا مقدمہ جرمنی کی عدالت میں پیش کیا گیا، جس کی گود میں ایک معصوم بچہ بھی تھا، ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا، جس میں وہ شہید ہو گئیں۔ ان کا جرم صرف اتنا تھا کہ انہوں نے اپنے سر کے اوپر ایک گز کپڑے کا سکارف پہن رکھا تھا جس کو وہ اپنے لیے باعث فخر سمجھتی تھیں۔

[illegible] واقعہ سے دنیا کو معلوم ہوا کہ مغرب کے نام نہاد سیکولر ازم کے علمبردار کتنے تنگ نظر ہیں۔ اور وہ اسلام سے اور ہمارے حیا اور حجاب کے کلچر سے کتنے خوفزدہ ہیں، پھر فرانس، ڈنمارک، جرمنی، ہالینڈ نے جاب پر پابندی لگا دی۔ حجاب والی خواتین کے ہسپتال میں داخل ہونے، سرکاری ملازمت حاصل کرنے حتیٰ کہ تعلیمی اداروں میں داخلہ لینے پر پابندی لگائی۔ مغرب کا یہ طرز عمل بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی بھی ہے، یہ اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی بھی ہے اور یہ لوگ حجاب کو انتہا پسندی اور قدامت پرستی بھی کہتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ طرز عمل بھی دہشت گردی سے کچھ کم نہیں ہے، لندن میں جولائی 2004ء کو پرڈیکشن فار حجاب کے نام سے ایک کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں دنیا کے مختلف ممالک سے 100 سے زیادہ نمائندے شریک ہوئے، اور انہوں نے 4 ستمبر کو عالمی یوم حجاب منانے کا فیصلہ کیا۔ پاکستان کی غیرت مند اور باوقار خواتین بھی یہ دن یوم حیا اور حجاب کے نام سے منارہی ہیں۔

جس طرح عالمی استعماری قوتوں نے عالم اسلام کی منڈیوں پر قبضہ کیا، معدنیات کے ذخائر پر قبضہ کیا، نصاب تعلیم کو من پسند بنانے کی کوشش کی گئی، اسی طرح انہوں نے ہماری تہذیب پر بھی خطرناک حملے شروع کر دیے ہیں اور یہ تہذیبی حملہ ہم ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے جانے سے زیادہ خطرناک اور تباہ کن سمجھتے ہیں۔ اس لیے اس کے نتیجے میں وہ عالم اسلام کی اخلاقی اقدار اور خاندانی نظام کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، اور ان کی خواہش ہے کہ اسلامی ممالک میں عریانی اور فحاشی کو فروغ دیا جائے تاکہ مسلمانوں پر تہذیبی فتح حاصل کر سکیں۔ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ خواتین اسلام نے دنیا بھر میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ اللہ پاک کی قائم کردہ حدود کا تحفظ کریں گی اور حیاء کی وہ چادر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہے اور حضور اقدس ﷺ نے انہیں اوڑھائی ہے اس پر وہ فخر بھی محسوس کرتی رہیں گی اور اس کو کسی بھی قیمت پر ترک نہیں کریں گے ہیں۔

شائستگی، تہذیب، حیاء، وقار اور عزت نفس ایسی اخلاقی روایات ہیں جو کسی ایک فرد کے ساتھ وابستہ نہیں ہو سکتیں، یہ کسی بھی معاشرے کا مجموعی چلن ہوتی ہیں، جن سے وہ معاشرہ اپنی ایک الگ پہچان بناتا ہے۔ ان اخلاقی روایات کا اظہار وضع وقطع، لباس، تراش خراش، میل جول اور رسوم رواج سے ہوتا ہے اور انہی سے معاشرے کے خدوخال وجود میں آتے ہیں۔ لہٰذا ان امور کو کسی بھی فرد کا نجی معاملہ قرار نہیں دیا جا سکتا، یہ روایات معاشرے کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں، جن معاشروں نے ان امور کو فرد کا نجی معاملہ قرار دیا وہ تباہی سے دوچار ہوئے اور ان میں اس حد تک خود غرضی اور بے حیائی پھیلی کہ بن بیاہی ماؤں کی تعداد میں خوفناک حد تک اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔

یہ معاشرے عورت کی عورت اور مرد کی مرد سے شادی جیسی لعنت میں مبتلا ہیں۔ مغرب اپنے سیکولر ایجنٹوں کے ذریعے پاکستانی معاشرے کو بھی مادر پدر آزاد بنانا چاہتا ہے تاکہ ہمارے نوجوانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کر کے

> ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ خواتین اسلام نے دنیا بھر میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ اللہ پاک کی قائم کردہ حدود کا تحفظ کریں گی اور حیاء کی وہ چادر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہے اور حضور اقدس ﷺ نے انہیں اوڑھائی ہے اس پر وہ فخر بھی محسوس کرتی رہیں گی اور اس کو کسی بھی قیمت پر ترک نہیں کریں گے ہیں۔

شریعت کے عطا کردہ وراثت اور ملکیت کے حقوق خواتین کو حاصل نہیں ،ان کی فراہمی میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا چاہیے۔اس مقصد کے لیے دینی حلقوں میں تحریک چلانی چاہیے تاکہ عام افراد اس کی پیروی کرسکیں۔

انہیں لہو ولعب کا رسیا بنا سکے،ان کی اخلاقی تباہی کر کے معاشرتی گراوٹ کا شکار کر سکے۔اپنے اس گھناؤنے اور شرمناک ایجنڈا کو کامیاب کرنے کے لیے مغرب پاکستان میں ہندوانہ کلچر کو فروغ دینے کے لیے پاکستان کے سینما گھروں میں بڑے اہتمام کے ساتھ بھارتی فلموں کی نمائش کرارہا ہے۔بھارت کی دیکھا دیکھی پاکستانی چینلز پر غیر ملکی ڈرامے ،گانے اور مخلوط ڈانس تواتر سے دکھائے جا رہے ہیں۔رہی سہی کسر فیشن شوز کے ذریعے پوری کی جارہی ہے۔

ایک اخباری اطلاع کے مطابق وفاقی دارالحکومت میں صرف ایک سال میں 300 نئے قحبہ خانے کھل چکے ہیں۔ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں بدعنوانی 176 ممالک میں سے اب تیسویں نمبر پر آچکی ہے،اس بدعنوانی کا آغاز اخلاقی انحطاط سے ہوتا ہے اور اخلاقی انحطاط میں شیطان کا سب سے بڑا حملہ شرم وحیا جیسی عظیم روایات پر ہوتا رہتا ہے۔

پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور مدینہ کے بعد دنیا کے نقشے پر کلمہ اور نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والی یہ دوسری مملکت تھی ،لیکن اس مملکت خداداد کے اختیار و اقتدار پر وہ لوگ قابض ہوگئے جن کے ہاں دین اور دینی اقتدار کا تصور سرے سے موجود ہی نہیں تھا۔ اسی لیے پاکستان دولخت ہوا اور بنگلہ دیش بنا۔

اسلام دشمن قوتوں کے ان مکروہ عزائم کو ناکام بنانے کے لیے آبادی کے نصف حصہ پر مشتمل خواتین کو معاشرتی دباؤ سے نکالنا اور اسلام کے مطابق خواتین کو خصوصی احترام دینا وقت کی بڑی اہم ضرورت ہے۔شریعت کے عطا کردہ وراثت اور ملکیت کے حقوق خواتین کو حاصل نہیں ،ان کی فراہمی میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا چاہیے۔اس مقصد کے لیے دینی حلقوں میں تحریک چلانی چاہیے تاکہ عام افراد اس کی پیروی کرسکیں۔

معاشرے میں موجود ہندوانہ رسموں مثلاً بھاری جہیز ،ونی ،وٹہ سٹہ ،کاروکاری اور غیرت کے نام پر قتل کا سدباب ہونا چاہیے۔پاکستان میں طلاق کی شرح مسلسل بڑھتی جارہی ہے ،شادی کے بعد ابتدائی تین سالوں میں شرح بہت زیادہ ہے اس کا بڑا سبب بڑھتی ہوئی مہنگائی ،بے روزگاری ،اور فلموں ڈراموں میں بلند معیار زندگی کی مصنوعی دوڑ ہے۔

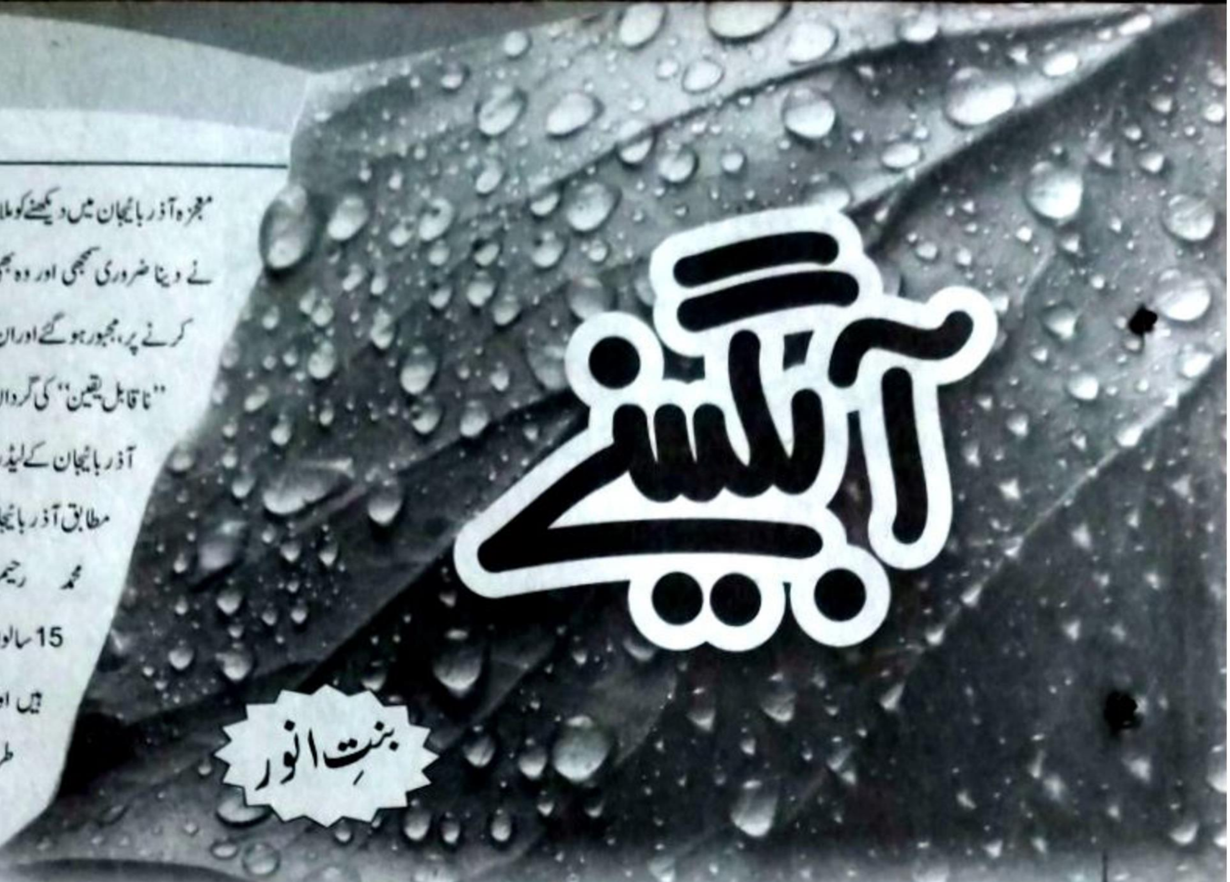
اس کے سدباب کے لیے تعلیم وتربیت ،مؤثر ذرائع ابلاغ اور فیملی کورٹس کے ذریعے ایک ہی وقت میں تین طلاقوں کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے ،اور اس سلسلے میں قرآن وسنت کی تعلیم کو عام کیا جائے۔خواتین کی تعلیم پر بہت زور دیا جاتا ہے لیکن اس اہم ترین مقصد کے حصول کے لیے کوئی مؤثر منصوبہ بندی سرے سے موجود نہیں ،خواتین کی تعلیم وترقی اور انہیں معاشرے میں وہ مقام دلانے کے لیے ضروری ہے کہ ہر صوبے میں خواتین کے لیے علیحدہ سے ادارے قائم کیے جائیں اور سرکاری ونجی یونیورسٹیوں میں طالبات کی فیسیں طلبہ کے مقابلے میں نصف رکھی جائیں ۔برسر روزگار خواتین کو اپنے گھر کے قریب ترین مقامات پر متعین کیا جائے ،انہیں اپنے بچوں کی پرورش کے لیے چھٹی کا حق اور طلاق کی صورت میں ملازمت کی شرائط میں نرمی کی جائے ،اسی طرح حکومت کی طرف سے خود روزگار سکیم کے ذریعے خواتین کو گھریلو صنعتوں کے فروغ کے لیے بلاسود قرضے دیے جائیں۔

عالمی یوم حجاب خواتین میں حجاب کی مروجہ روایات کا احترام کرنا سکھاتا ہے۔لہٰذا اس کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔اس دن کو خواتین میں شعور بیدار کرنے کے لیے کہ ”حجاب اور پردہ خواتین کا بنیادی حق ہے“ منایا جاتا ہے۔اس کے حوالے سے بہت کام کیا جاچکا ہے مگر ابھی بھی بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت باقی ہے۔حجاب عورتوں کے لیے ایک قلعے کا کام کرتا ہے،جس کی چار دیواری میں ان کی عزت ،حرمت ،جان ،آبرو سب کچھ محفوظ ہوجاتا ہے۔وہ زمانے کی پرہوس نگاہوں سے حجاب کے ذریعے باآسانی محفوظ رہ سکتی ہیں۔

خواتین کے حقوق کے لیے منبر ومحراب سے اور وفاقی وصوبائی اسمبلیوں سے آواز اٹھائی جانی چاہیے۔ معاشرتی بگاڑ کا سبب بننے والی رسوم کا قلع قمع کرنے کے لیے قانون سازی کی جانی چاہیے اور ان قوانین پر سختی سے عمل درآمد کروایا جانا چاہیے۔







آبگینے

بنتِ انور

آپ ﷺ سے ہمارا تعلق

ان باتوں کے متعلق جن کے کرنے کے متعلق آپ ﷺ نے منع فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں۔''

☆ ''غیروں کی مشابہت اختیار کرنے والا ہم میں سے نہیں۔'' (صحیح جامع الصغیر: 5434)

☆ '' جادو کرنے والا اور کروانے والا ہم میں سے نہیں۔'' (صحیح الجامع الصغیر: 5435)

☆ '' کہانت کرنے والا اور جس کے لیے کی گئی ہو، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح الجامع الصغیر: 5435)

☆ '' جس نے بدشگونی کی یا جس کے لیے بد شگونی کی، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح جامع الصغیر: 5435)

{حیرت انگیز معلومات}

کیا آپ جانتے ہیں......؟

☆ اللہ کے حروف چار ہیں۔

☆ محمد کے حروف چار ہیں۔

☆ کتاب کے حروف چار ہیں۔

☆ قرآن کے حروف چار ہیں۔

☆ مسجد کے حروف چار ہیں۔

☆ کلمہ کے حروف چار ہیں۔

☆ نماز کے حروف چار ہیں۔

☆ روزہ کے حروف چار ہیں۔

☆ زکوٰۃ کے حروف چار ہیں۔

☆ سورج کے حروف چار ہیں۔

☆ چاند کے حروف چار ہیں۔

☆ جہاد کے حروف چار ہیں۔

☆ زمین کے حروف چار ہیں۔

☆ نکاح کے حروف چار ہیں۔

☆ طلاق کے حروف چار ہیں۔

☆ دنیا کے حروف چار ہیں۔

☆ آخرت کے حروف چار ہیں۔

دین اسلام کا عظیم معجزہ

{اذان پھول}

'' دنیا کا واحد پھول جو صرف اذان کی آواز پر کھلتا ہے۔'' دین اسلام معجزات سے بھرا پڑا ہے اور ایسا ہی ایک معجزہ آذربائیجان میں دیکھنے کو ملا ہے جس کی خبر امریکی میڈیا نے دینا ضروری سمجھی اور وہ بھی اس معجزے کا اعتراف کرنے پر، مجبور ہو گئے اور ان کی اینکرز'' ناقابل یقین''، '' ناقابل یقین'' کی گردان کرتی چلی گئی۔

آذربائیجان کے لیڈر ٹی وی اور سی این این کے مطابق آذربائیجان میں پھولوں کے شوقین محمد رحیم ایلڈاردو گذشتہ 15 سالوں سے پھول پال رہے ہیں اور ان کے باغیچے میں طرح طرح کے پھول اور پودے موجود ہیں ، تاہم ایک پودا ایسا بھی ہے جس پر کھلنے والے پیلے رنگ کے پھول کو اذان پھول یا عرب دنیا میں'' **وردة الاذان** '' کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ منفرد پھول بھی ہر اذان کے وقت کھلتا ہے اور اللہ کی بڑائی بیان کرتا ہے اور روزانہ پانچوں وقت اس پودے پر لگنے والے تمام پھول کھلتے ہیں۔ مساجد سے اذان کی آواز کے ساتھ ہی پھول بھی اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں اور اپنی پنکھڑیاں کھول دیتے ہیں **سبحان اللہ**۔

وہ رب کریم تو پتھروں کو بھی کلمہ پڑھوا دے۔ بڑے بڑے کفار نے اسلام کی سچائی کو تسلیم کیا ہے۔

{بنت رضوان}

اہل علم کے اقوال

9) چار چیزیں جا کر واپس نہیں آتیں:

☆ منہ سے نکلی ہوئی بات

☆ کمان سے نکلا ہوا تیر

☆ جوانی (گزری ہوئی عمر)

☆ قضاء ماضی (گزرا ہوا)

10) چار چیزیں بدبختی کی نشانی (علامت:

☆ کاہلی (سستی)

☆جہالت (ناخواندگی)

☆بے کسی

☆ناکسی

11) چار چیزیں ہر ایک کے لیے ضروری:

☆اطاعت

☆نصیحت

☆شفقت

☆امانت

12) چار چیزیں بیوقوفی کی علامت ہیں:

☆تکبر و غرور کرنا

☆دوسروں کے عیوب تلاش کرنا

☆بخیل کو بخل یاد کرانا

☆کمینے (بدخصلت) سے بھلائی کی امید کرنا

13) چار چیزیں انسان کے بس (طاقت) نہیں:

☆قضاء (اللہ کے فیصلے) کو بدل دینا

☆صالح کو بدخصلت بنانا

☆سچائی (حق) کو باطل کرنا

☆پوری دنیا کو خوش رکھنا

{ڈاکٹر ابو محمد عمر}

بڑے لوگوں کی بڑی سوچ

قائداعظمؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے اپنی بہن مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کو حکومتی عہدہ نہیں دیا حالانکہ تحریک پاکستان میں وہ آپ کے شانہ بشانہ رہیں۔ قائداعظمؒ نے فرمایا: ''یہ پاکستان میں نے اپنی بہن کے لیے نہیں پوری قوم کے لیے بنایا ہے۔''

{طیبہ ضیاء}

دنیا کی عظیم ترین عبادت گاہیں

دین اسلام کے ماننے والوں کو اللہ رب العلمین نے عبادت کے لیے مسجدیں عنایت فرمائیں۔ جسے ''بیت اللہ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دنیا کی تین مساجد اپنے رتبے، مرتبے، منفرد حیثیت سے الگ ترین مقام رکھتی ہیں، جیسے مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ جو کہ بلند مقام، بلند مرتبہ مقدس مقام ہیں۔ یہاں نمازیوں کے لیے ہزاروں نمازیں پڑھنے کا اجر و ثواب ہے جو کہ دنیا میں اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔

میرے وطن کے اداس لوگو

میرے وطن کے اداس لوگو
نہ خود کو اتنا حقیر سمجھو
کہ تم سے کوئی حساب مانگے
خواہشوں کی کتاب مانگے
نہ خود کو اتنا قلیل سمجھو
کہ کوئی اٹھ کر کہے یہ تم سے
وفائیں اپنی ہمیں لوٹا دو
وطن کو اپنے ہمیں تھما دو
اٹھو اور اٹھ کر بتا دو ان کو
کہ ہم ہیں اہل ایمان سارے
نہ ہم میں کوئی صنم کدہ ہے
ہمارے دل میں تو ایک خدا ہے
میرے وطن کے اداس لوگو
جھکے سروں کو اٹھا کر دیکھو
قدم کو آگے بڑھا کر دیکھو
ہے ایک طاقت تمہارے سر پر
کرے گی سایہ جو یوں سروں پر
قدم قدم پر جو ساتھ دے گی
اگر گرے تو سنبھال لے گی
میرے وطن کے اداس لوگو
اٹھو چلو اور وطن سنبھالو

آپ کا باورچی خانہ

آج ہم آپ کو ''آپ کا باورچی خانہ'' میں مختلف اقوام کے مزے مزے کے پکوان بنانے کی آسان تراکیب بتائیں گے۔ اس مرتبہ عید قربان پر ان تراکیب کو آزمائیں اور اپنے گھر والوں کا دل جیتیں۔ امید ہے آپ کو یہ تراکیب ضرور پسند آئیں گی۔ ہمیں آگاہ کرنا نہ بھولیے گا، ہم آپ کی قیمتی آراء کے منتظر رہیں گے۔

{والسلام آپکی باجی}

{افغانی قورمہ}

اجزاء:

بکرے کا گوشت	آدھا کلو
پیاز (چوپ کیا ہوا)	دو عدد
ادرک، لہسن کا پیسٹ	ایک چمچ
پسی لال مرچ	ایک چمچ
نمک	حسب ضرورت
ثابت لال مرچ	آٹھ عدد
لیموں کا رس	ایک چمچ
دہی	ایک پیالی
کیوڑا	ایک چمچ
گرم مصالحہ	آدھا چمچ
تیل	ایک چوتھائی کپ

ترکیب:

☆پہلے آدھا کلو بکرے کا گوشت آدھے گھنٹے کے لیے ابلنے کے لیے رکھ دیں۔

☆پتیلی میں تیل گرم کریں۔ اس میں دو عدد کٹی ہوئی پیاز ڈال کر ہلکا سنہری کریں۔

☆پھر اس میں ادرک لہسن کا پیسٹ، نمک اور پسی لال مرچ شامل کر کے اچھی طرح فرائی کریں۔

☆اس کے بعد گوشت میں سے بچی ہوئی یخنی، ثابت لال مرچ اور دہی ڈال کر دس منٹ پکائیں اور مسلسل چمچ ہلاتے رہیں۔

☆اب اسے ہلکی آنچ پر مزید دس منٹ کے لیے دم پر رکھیں۔

☆ آخر میں لیموں کا رس، کیوڑا اور آدھا چائے کا چمچ گرم مصالحہ ڈال کر ڈش میں نکال لیں۔

☆ گرم گرم نان یا تافتان کے ساتھ پیش کریں۔

{ایرانی تکے}

اجزاء:

گوشت	ایک کلو
نوشادر	چھ ماشہ
سوکھی کچری	دو عدد
پیاز	چار عدد
دہی	ایک پاؤ
گرم مصالحہ	تین چمچ
ثابت سرخ مرچ	دس عدد
سوکھا دھنیا	دو چمچ
خشک انجیر	دو عدد
گھی	ایک چھٹانک

ترکیب:

☆ پیاز کو باریک کاٹ لیں۔

☆ ثابت سرخ مرچ کو موٹا موٹا کوٹ لیں۔

☆ دھنیا بھی پیس لیں۔

☆ سوکھی کچریوں کو کچل لیں۔

☆ نوشادر پیس کر خوب باریک کر لیں۔

☆ انجیروں کو کچل کر پھیلا لیں۔

☆ پھر ان سب کو ملا کر پیس لیں۔

☆ گوشت کے پارچوں کو نمکین پانی میں دھولیں اور کسی سایہ والی جگہ میں رکھ کر خشک کر لیں۔

☆ اب پسی ہوئی سب چیزیں ملا کر دہی پتلا کر کے اس میں ملا دیں اور خشک کیے ہوئے گوشت کے پارچوں پر لگا دیں۔

☆ انہیں تین، چار گھنٹے تک اسی حالت میں پڑا رہنے دیں۔

☆ پھر ان پر گھی ملیں اور سیخوں پر چڑھا کر کوئلے کی آگ پر سینک لیں۔

☆ ہرے رائتے کے ساتھ پیش کریں۔

{عربی کباب}

اجزاء:

سفید چنے (ابلے ہوئے)	ایک پیالی
مرغی کا گوشت (ابلا ہوا ریشے کیا ہوا)	ایک پاؤ
لہسن (پسا ہوا)	دو کھانے کے چمچ
نمک	حسب ذائقہ
پیاز (چوپ کی ہوئی)	دو عدد
ہری مرچ	دو عدد
گرم مصالحہ (پسا ہوا)	آدھا چمچ
لیموں کا رس	دو چمچ
ہرا دھنیا (چوپ کیا ہوا)	تھوڑا سا
مکئی کا آٹا	ایک چمچ
کھانے کا سوڈا	ایک چمچ
تیل	فرائی کے لیے

ترکیب:

☆ چنوں کو دھو کر سوڈا ڈال کر رات بھر بھگو دیں اور پھر اس کے بعد دوبارہ ان کو صاف پانی سے ایک مرتبہ نکال کر ایک کھانے کا چمچ سوڈا ڈال کر خوب گلا لیں۔

☆ جب چنے اچھی طرح ابل جائیں تو ان کو گرائنڈر میں ڈالیں اور باری باری، ہرا دھنیا، ہری مرچ، گرم مصالحہ، لیموں کا عرق، پیاز، لہسن اور گوشت کے ریشے ڈالیں اور پیس لیں۔

☆ پھر ایک پیالی میں ایک انڈہ، نمک، مکئی کا آٹا، چکن اور چنے کے آمیزے میں ملائیں اور اس کے کباب بنا کر تل لیں۔

اب ایک پلیٹ میں سلاد کے پتوں سے اس کی سجاوٹ کریں اور فرائی کیے ہوئے کباب نکال کر پودینے کی چٹنی کے ساتھ گرما گرم پیش کریں۔

بقیہ: سترہ دن

بیڑوں کو تباہ کرتے ہوئے دوار کا کے قلعے پر قبضہ کیا اور ایسی کاری ضرب لگائی کہ دشمن صدیوں تک بلبلاتا رہے گا۔

دشمن سمجھتا تھا کہ وہ چند گھنٹوں میں ہی پورے پاکستان کو فتح کر کے اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرلے گا مگر جب اس کا مقابلہ پاکستانی جانبازوں سے ہوا تو 17 دن کی اس جنگ کے بعد یہ کیفیت تھی کہ وہ اپنے بے شمار فوجی مروا کر، ٹینک اور طیاروں کو تباہ کروا کے پاکستان کو فتح کرنے کی بجائے اپنی ہی علاقوں کو پاکستانی فوج کے ہاتھوں مقبوضہ کروا کر اقوام متحدہ میں ایڑیاں رگڑ رہا تھا کہ: ''مجھے پاکستان سے بچایا جائے، ہماری جنگ رکوائی جائے نہیں تو پورا بھارت پاکستان کے قبضے میں چلا جائے گا۔''

یہ ایک عظیم الشان فتح تھی جو اللہ رب العزت کی خاص مدد و نصرت کے ساتھ پاکستان کو ملی، اپنے سے پانچ گنا بڑے دشمن کو ناکوں چنے چبوا کر شکست کھانے پر مجبور کر دیا۔ اس کی بہت بڑی وجہ اللہ پر مضبوط ایمان اور پوری قوم کا متحد ہو کر فوج کی پشت پناہی کرنا تھا۔

ہمارا دشمن آج بھی جارحیت پر اترا ہوا ہے۔ شکر گڑھ، سیالکوٹ اور نکیال وغیرہ کے سیکٹرز پر دن رات فائرنگ اور بارود کی بارش کرنا اس کا وتیرہ بن گیا ہے۔ اب پھر سے وہ وقت آن پہنچا ہے کہ ہم 1965ء کی ایمانی جراتوں اور جہادی جذبوں کی اس لازوال داستان کو اپنے کردار و عمل سے دہرا کر دشمن کے دانت کھٹے کریں۔ اور متحد ہو کر اپنے ملک کی سلامتی کے لیے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوں، آپس میں تفرقہ بازی سے بچیں اور ایک جھنڈے تلے اپنے ملک کے دفاع کے لیے اپنی فوج کا ساتھ دیں اور اس جذبہ کو دوبارہ سے اجاگر کریں جو 1965ء کی جنگ میں اس قوم نے اپنایا تھا۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

بقیہ بنت حوا...؟

" صِلِی اُمَّکَ " (بخاری: 5979)

بیٹے محنت کر کے، کمائی کر کے ان ہستیوں کا حق ادا کر سکتے ہیں، بیٹیاں اندرون خانہ خدمت کا حق ادا کر کے والدین کی تھکاوٹ کو گھٹا سکتی ہیں ۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ماحول کو خوشگوار، دل کو سرور اور آنکھوں کو ٹھنڈک فراہم کرتی ہیں ۔ بظاہر جنہیں ہم معمولی سمجھ کر جھٹک دیتے ہیں۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

'' میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرنے آیا ہوں اور والدین کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ دونوں رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:'' جاؤ لوٹ جاؤ اور انہیں ہنساؤ جیسا کہ تم نے انہیں رلایا ہے۔'' (رواہ ابو داؤد . کتاب الجھاد: 2528)

ہمارا دین ان آبگینوں کی کیسے کیسے حفاظت کرتا ہے کہ'' قبل از اسلام جب بیٹی زندہ درگور کر دی جاتی تھی، عورت کے حقوق متعین نہ تھے، ایک عورت کئی کئی مردوں کی ملکیت ہوتی تھی ۔ بھیڑ بکریوں کی مانند تھی، مگر کامل دین فطرت نے آکر تمام جاہلانہ رسومات کو حرف غلط کی طرح مٹا ڈالا۔ احترام اور پیار بھرے رتبے دیئے، تعلیم و تعلم کے حقوق عطا کیے، خدمات دین کی راہیں ہموار کر دیں، کردار کی ادائیگی کی اجازتیں مل گئیں، یہاں تک کہ نکاح و شادی تک کے اختیارات ملے، پسند و ناپسند کے اظہار کا حق ملا، مگر افسوس! ہم نے دین کو کامل و اکمل صورت میں سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی، اگر آزادی و اختیار کا استعمال بھی کیا تو غلط۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی بنت حوا کہیں شتر بے مہار ہے تو کہیں خود ساختہ رسوم و رواج کی جکڑ بندیوں میں قید، کہیں نام نہاد غیرت کا نشانہ بنتی ہے تو کہیں من گھڑت قبائل کی روایات کی بھینٹ چڑھا دی جاتی ہے، جو ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے، ان مسائل پر ہم تب ہی جا کر قابو پا سکتے ہیں جب ہم دین کو نظریہ حیات کی صورت میں لیں گے، اپنی اپنی مرضی کی تعلیمات و تصوارت کے پرچار سے مسائل حل ہونے کی بجائے گھمبیر ہی ہوتے چلے جائیں گے اور ہم عدم سکون کا رونا روتے رہیں گے۔ وہ دین جو عورت کی حق تلفی کو حرام قرار دیتا ہے، آج مسلمانوں کی بے عمل سوچ کی وجہ سے مخالفین کے پروپیگنڈے کی راہ ہموار کرنے اور نام نہاد حقوق کے ٹھیکیداروں کو شور شرابے کے مواقع مل رہے ہیں۔

آپ ﷺ ہنسی مزاح کرتے، سفر پر ساتھ لے جاتے، جہادی مظاہرے دکھاتے، دوڑ کا مقابلہ کر لیتے، اپنی بیویوں کے درمیان ہلکی پھلکی رنجشوں کے مسائل حل فرماتے، بیویوں کی سہیلیوں کا خیال رکھتے، عورتوں کی تعلیم کے دن مقرر فرماتے، عورتوں کو آبگینے قرار دیتے، ان کی نزاکت کا احساس کرنے کی تربیت فرماتے۔

پیارے نبی محترم ﷺ تو دعا فرما رہے ہیں کہ:

'' اے اللہ! میں دو کمزوروں کے حق کو احترام دیتا ہوں، ایک یتیم اور دوسرا عورت کا حق۔''

(رواہ ابن ماجہ: 3678)

اگر غور کیا جائے تو یہ بات بآسانی سمجھی جا سکتی ہے کہ معاشرتی رویے خود عورت کے دشمن ہیں، عورت کے حقوق کا واویلا تو ضرور مچتا ہے مگر عملی اقدام کی طرف کوئی نہیں جاتا۔ جہیز جیسی خالصتاً ہندوانہ رسم ہمارے اسلامی معاشرے کا ناسور بن چکی ہے۔ خود معمولی حیثیت رکھنے والے بھی اپنی بہو یا بیوی کے لیے بھاری بھرکم تاوان کا مطالبہ کرتے ہیں، جو انتہائی گھٹیا اور غیر اخلاقی حرکت ہے۔

آج ہم نکاح کے فوائد و ثمرات اور تعلیم کو پس پشت ڈال کر مال کے پجاری بن چکے ہیں تو پھر صورت و سیرت کی حامل، گفتار و کردار کی پروردہ، علم و عمل کی پیکر قوم کی بیٹیاں صرف اس وجہ سے کالی گھٹاؤں میں چاندی کی لہروں کی چمک دمک دیکھنے پر مجبور ہو جاتی ہیں اور یہ سماج دشمن رویے ہماری تباہی کا پیش خیمہ بنتے جا رہے ہیں۔ محبت بھرے رشتوں کو دھات اور لکڑی کے ٹکڑوں کے عوض تولا جانے لگا ہے۔ فرنیچر، کار، پلاٹ ہی مطمع نظر بن جائیں تو پھر غریب کی بیٹیاں باپ کے لیے بوجھ و طوق بن کر ہی رہ جائیں گی ناں......؟؟؟

میرا سو فی صد یقین کے ساتھ کہنا ہے کہ اگر ہم صرف اور صرف اسلام کی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے بن جائیں تو ہمارے مسئلے حل ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔ (**ان شاء اللہ**)، ونی، کاروکاری جیسی رسموں کی جڑ کٹ جائے گی مگر......؟؟ پھر کسی کو'' اے گرل ان دی ریوز'' اور'' دی سیونگ فیس'' جیسی فلمیں پاکستانی معاشرے کے پس منظر میں فلمانے کی نوبت نہیں آئے گی۔ اور یہ بات بھی ذہن نشین رکھنے کے لائق ہے کہ صرف مسلمان کا نام رکھ لینے سے ہی اسلام سے تعلق مضبوط نہیں ہو جاتا، اور پھر عورت کی تذلیل کرنے، چہرے پر تیزاب پھینکنے، جہیز کم لانے کی صورت میں طلاق و مار پیٹ جیسے واقعات خدانخواستہ اسلامی معاشرے کی پہچان بننے لگ جائیں۔ ایسے کرداروں کے حاملین کا تعلق اسلام کی سچی اور سچی فطری تعلیم سے ہرگز نہیں ہو سکتا، چاہے نام مسلمانوں والا ہو اور نسل در نسل اس کے دعویدار ہوں کہ ہمارا دین تو شرط اول ہی ایمان کے بعد عمل صالح لگاتا ہے۔ وہی اسے مقبول و منظور ہے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے مختلف اوقات میں کئی خواتین (امہات المومنینؓ) سے نکاح کیے اور ان کا مقصد عرب معاشرے کی جاہلانہ رسوم و رواج کا خاتمہ تھا۔ تعلق کی مضبوطی اور محبت و مودت کا پیغام عام کرنا تھا، عورت کے حقوق کی تعلیم مقصود تھا، یہاں قدم قدم پر دلجوئی، حوصلہ افزائی ہے، تعاون و تعلیم ہے۔

بیوی کے لیے صرف'' کام یا بچے جنم دینے'' کی سوچ ہرگز ٹھیک نہیں ہے۔ وہ جب بیوی بن کر آتی ہے تو لا محالہ کام بھی کرے گی، بچے بھی پالے گی، مگر یہ نظریہ اس کے دل کو توڑے گا کہ وہ صرف کام کے لیے لائی گئی ہے۔ بلکہ بہترین لائف پارٹنر بن کر چلنا، زندگی کے ہر موڑ پر اس کا ہاتھ تھامنا، دلجوئی کرنا، فرائض ادا کرنا اور گھر کی مشیر سمجھنا راعیہ و ذمہ دار سمجھنا، اسکے کردار کو دو چند، سر چند کر دیتا ہے اور گھر کسی جنت کا نظارہ پیش کرتے ہیں۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سیرت ہمارے لیے بہترین اسوہ حسنہ ہیں جن کے سینہ اطہر پر اترنے والے قرآن کی تعلیم تو یہ ہے:

'' اور ان (عورتوں) کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔'' (النسآء: 19)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ نبی

کریم ﷺ اپنے گھر والوں کے درمیان کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''گھر کے کام کاج کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے (مسجد) تشریف لے جاتے۔''

(رواہ البخاری. کتاب الادب: 6039)

آپ ﷺ ہنسی مزاح کرتے، سفر پر ساتھ لے جاتے، جہادی مظاہرے دکھاتے، دوڑ کا مقابلہ کر لیتے، اپنی بیویوں کے درمیان ہلکی پھلکی رنجشوں کے مسائل حل فرماتے، بیویوں کی سہیلیوں کا خیال رکھتے، عورتوں کی تعلیم کے دن مقرر فرماتے، عورتوں کو آبگینے قرار دیتے، ان کی نزاکت کا احساس کرنے کی تربیت فرماتے۔

یہ ہے سیرت مصطفیٰ ﷺ، یہ ہے تعلیم قرآن، اور وہ دین فطرت جو طلاق کو حلال میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ کہتا مگر جب اکٹھا رہنے کی سب راہیں مسدود ہو جائیں تو تعلیم دیتا ہے کہ:

''اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پس وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو یا تو انہیں اچھے طریقے سے رہنے دو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور انہیں تکلیف دینے کے لیے روکے نہ رکھو کہ ان پر زیادتی کرو اور جو ایسا کرے بلاشبہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔'' (البقرہ: 231)

عورت پر مار پیٹ کا تصور کتنا جاہلانہ ہے کہ آقا محترم ﷺ نے فرمایا: ''اپنی بیویوں کو لونڈی کی طرح ہرگز نہ مارو۔''

(رواہ ابو داؤد مشکوۃ البانی: 3660)

کبھی فرمایا:

''جو تم کھاؤ اسے کھلاؤ اور جو تم پہنو اس کو پہناؤ اور اس کے چہرے پر مارو نہ برا بھلا کہو۔''

(ابو داؤد: 2144)

کچھ مردوں کی یہ بری عادت، جاہلانہ حرکت و مسائل کو مزید گھمبیر بنا دیتی ہے۔ وہاں محبتوں کی جگہ کدورتیں، چاہت کی جگہ نفرت اور بغض و انتقام کا ماحول بن جاتا ہے۔

عورت کی فطری کمزوری کے پیش نظر اسلام تو بد چلن عورت کے لیے بھی ہلکی سرزنش تجویز کرتا ہے، نیز مرد کو ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں انصاف نہ کرنے پر گناہ گار گردانا گیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''پس ایک طرف پوری طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو لٹکائی گئی چھوڑ دو۔'' (النساء: 129)

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''عورتوں سے اچھا سلوک کرو، عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے اس کو سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گا اور اس کو چھوڑے رہو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی، پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

(صحیح بخاری: 3331)

ان روشن تعلیمات کو اگر ہر شخص حرز جاں بنا لے تو زندگیاں مانند گل وگلزار ہو جائیں، مرد بھی پرسکون رہیں، گھریلو معاملات سے باہر تک کشیدگیاں نہ جنم لیں اور عورت کی جفاکشی، ایثار، وفائیں چھڑکنے کی ادا، منکسر و پر خلوص ہونے کی مہکار، خیر و بھلائی اور برداشت و صبر کرنے کی پیکر ہو تا سب ٹھکانے لگ جائے۔

خوشبوئیں، چہار سو مہکیں اور سفر دنیا آسان ہو جائے، پھر کوئی بیٹی کی قسمت پر غم نہ کھائے۔ پھر کوئی ماں اولاد کی بدسلوکی کا رونا نہ روئے، پھر کوئی بہن عدم برداشت کے رویے کا سامنا نہ کرے۔ ہاں پھر کوئی بیوی اپنے خاوند کی سرد مہری، انا اور ضدی پن اور خود غرضی کا شکوہ نہ کرے۔ اور پاکستان جیسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بنیاد پر وجود میں آئے ملک میں اولڈ ہوم اور آشیانہ، شیلٹر ہوم نہ بنانے پڑیں، ہاں پھر یہ تہذیب سے میل کھاتی زندگیاں اور معاشرتی رویے، رسوم و رواج قیام پاکستان کا منہ نہ چڑاتے پھریں۔ سارے غلط نظریات لا الہ الا اللہ کے نظریے سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں۔

(آمین)

انا للہ وانا الیہ راجعون — تعزیت نامہ

قادسیہ کی شرعی عدالت کے مفتی ادریس صاحب کی اہلیہ محترمہ جو عرصہ دراز سے صاحب فراش تھیں۔ قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون.

اس عظیم سانحہ پہ **الصفّت** کی ٹیم اور شعبہ خواتین جماعت الدعوۃ کی تمام کارکن بہنیں ان کے غم میں برابر کی شریک ہیں اور تمام قارئین بہنوں سے ان کے اہل خانہ اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل اور مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ جزاک اللہ خیراً

مدیرہ **الصفّت**

منڈی بہاؤالدین کی ضلعی مسئولہ ام شریم صاحبہ کینسر جیسے موذی مرض کی وجہ سے جواں سالی میں رحلت فرما گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون. اللہ تعالیٰ انہیں اس تکلیف کے بدلے اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ چار معصوم بچے ماں کی مامتا سے محروم ہو گئے۔

اس عظیم سانحہ پہ **الصفّت** کی ٹیم اور شعبہ خواتین جماعت الدعوۃ کی تمام کارکن بہنیں ان کے غم میں برابر کی شریک ہیں اور تمام قارئین بہنوں سے ان کے اہل خانہ اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل اور مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ جزاک اللہ خیراً

مدیرہ **الصفّت**

شعبہ خواتین ضلع لیہ کی مسئولہ باجی فاطمہ کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون.

مرحومہ صوم و صلوۃ کی پابند تھیں۔

اس عظیم سانحہ پہ **الصفّت** کی ٹیم اور شعبہ خواتین جماعت الدعوۃ کی تمام کارکن بہنیں ان کے غم میں برابر کی شریک ہیں اور تمام قارئین بہنوں سے ان کے اہل خانہ اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل اور مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ جزاک اللہ خیراً

مدیرہ **الصفّت**

جویریہ بتول

بنتِ حوا...؟

عورت گھر کی بنیادی اکائی ہے،ایک گھر کا حسن، رنگ و روپ ، رونق و مہک اس کے وجود سے ممکن ہے۔ گھریلو معاملات، کام کاج کی ذمہ داری ایک عورت کے بغیر کوئی نہیں نبھا سکتا......

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

عورت کے کئی روپ ہیں، کبھی یہ ماں، کبھی بہن، کبھی بیوی، کبھی بیٹی اور ہر روپ کے کتنے ہی اعزازات و بشارتیں ہیں۔ کہ عورت کا وجود وفا کا استعارہ، محبت کا نظارہ اور حسن کا ستارہ ہے۔ ماں کی صورت میں ہونے پر اعزاز ملا۔ مقدام بن معدی کربؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا: ''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے ساتھ (حسن سلوک) کی وصیت کرتا ہے، پھر تمہاری ماؤں کے ساتھ (حسن سلوک) کی وصیت کرتا ہے۔''(رواہ البخاری، فی الادب المفرد)

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ: ''میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟'' فرمایا! ''تمہاری ماں'' اس کے بعد پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ فرمایا: ''تمہاری ماں'' پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں'' اس نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا باپ''۔(رواہ البخاری. کتاب الادب: 5971)

بیٹی کی صورت میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جس کو ان بیٹیوں کے ذریعے کسی بھی آزمائش میں ڈالے اور وہ ان سے بہتر سلوک کرے تو وہ اس کے لیے آگ سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی''۔(رواہ البخاری. کتاب الادب:)

کبھی فرمایا:

''بے شک میری بچی میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے پریشان کرے گی وہ مجھے پریشان کرے گی، اور جو بات اسے اذیت دے گی وہ مجھے بھی اذیت دے گی''۔

(بخاری: 3714)

بیوی کے حق میں فرمایا:

''دنیا میں سے عورتیں اور خوشبو مجھے محبوب کی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی۔''

(رواہ النسائی. کتاب عشرۃ النساء:)

''تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہیں۔''

(رواہ ابن ماجہ. کتاب النکاح: 1977)

مگر آج ہماری دین سے دوری کہیں یا صحیح معنوں میں یعنی عملی صورت میں تعلیمات دین سے نا آشنا ہونا ہے۔ ہم جان کر بھی اپنے فرائض و حقوق سے غافل رہتے ہیں۔ اور نتیجتاً ہمارا معاشرہ بھی کسی ٹوٹے پھوٹے مغربی و یورپی معاشرے جیسی تصویر کی عکاسی کرتا ہے۔ مڈل کلاس سے ایلیٹ کلاس تک ہم آج بھی عورت کو وہ مقام اور مرتبہ نہیں دے پائے جو اس کا دین اسے فراہم کرتا ہے۔

ماں کی صورت عورت آج اولاد کے حسن سلوک کو ترستی ہے، جبکہ بیٹا، بیٹی، اپنے سٹیٹس کی تلاش میں جوانی کی عمر کھپا دیتے ہیں۔ پھر اپنے گھر بسا کر ویسے ہی بھول جاتے ہیں اور ماں بیچاری اولاد کو جنم دینے کے غم میں ہلکان ہوتی رہتی ہے۔

اور تو اور آج کل مائیں بڑھاپے میں بھی گھریلو امور، بچوں کے باپ یعنی شوہر کا خیال رکھتیں ہیں جبکہ جوان اولاد لیپ ٹاپ، موبائل، اور سٹڈی مصروفیات میں ہی گم رہتے ہیں۔ اندر کیا گل کھلائے جا رہے ہوں مگر باہر کی دنیا کی ذرا فکر نہیں ہوتی، جبکہ یہ سب باتیں ہمارے دین کی پاکیزہ و ارفع تعلیمات کے سخت خلاف ہیں۔ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم پڑھیں لکھیں، جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کریں مگر...... والدین کے حقوق سے کبھی غافل نہ رہیں، کچھ وقت ان کی خدمت کے لیے ضرور وقف کریں، ان کا ہاتھ بٹائیں، کام کاج کریں، مائیں ہمارے حسن سلوک کی کتنی حقدار ہیں؟ کیا ہم تمام عمر خدمت کر کے ان کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

یہ دنیا تو چلتی رہتی ہے اگر مصروفیات ایسی ہوں کہ خدمت کا موقعہ نہ ملے تو کم از کم اچھی بات، دلاسے، تسلی سے تو ان کا دل جیتیں۔ اکثر دیکھتی ہوں کہ جوان بیٹیاں، ٹیلی ویژن اور فیشن کی دنیا میں ہی مست رہتی ہیں اور مائیں بے چاری کولہو کے بیل کی طرح 24 گھنٹے جتی رہتی ہیں۔ وہ ماں جو بیٹے اور بیٹی کو جوانی کھپا کر پالتی پوستی اور جوان کرتی ہے اگر وہی ماں بڑھاپے میں ان کے ایک بول کو بھی ترس جائے تو کل کے لیے ہماری کیسی کھیتی تیار ہو رہی ہے......؟

دین کی تعلیم تو یہ ہے کہ اگر والدین کافر و مشرک بھی ہوں تو دنیاوی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے، ہاں اللہ کی نافرمانی والے کاموں میں کوئی اطاعت نہیں ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے اسماء بنت ابو بکرؓ سے فرمایا تھا:

بقیہ صفحہ 62 پر

ہاں پھر یہ تہذیب سے میل کھاتی زندگیاں اور معاشرتی رویے، رسوم و رواج قیام پاکستان کا منہ نہ چڑاتے پھریں۔ سارے غلط نظریات لا الــــہ الا اللہ کے نظریے سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں۔ (آمین)

تعبیر: امید ہے اتنا مال و دولت ملنے کی توقع ہے کہ کھلا خرچ کرنے کے باوجود ختم نہ ہوگا

خواب: میں خواب میں آسمان پر بادلوں میں بجلی بہت چمکتی دیکھتی ہوں۔ بہت تیز چمکتی ہے۔ ایسے لگتا ہے' وہ زمین پر گرنے لگتی ہے۔ (ماہا چیمہ F.S.c اسلام آباد)

تعبیر: اللہ کی نافرمانی کرنے والے کو اس طرح آسمانی بجلی چمکتی نظر آتی ہے۔ اللہ کی طرف سے ڈرانا اور تنبیہ کرنا مقصد ہوتا ہے۔ آپ اپنے کردار و عمل کا جائزہ لیں اور اصلاح کی کوشش کریں۔ اللہ توفیق دے۔

خواب: آج سے ایک سال پہلے مجھے خواب آیا تھا' میں نے ایک مزار دیکھا' قبر سے آواز آئی ہے اور بندہ دیکھا' رنگ کالا' سر پہ خاکی عمامہ' وہ مجھے کہتا ہے کہ تم میرے مزار پر تو آؤ' کوئی وظیفہ بتایا جو میں بھول گیا۔ اس کے ساتھ تین قبریں اور تھیں۔ میں جب باہر نکلا تو خادم مزار سے پوچھا کہ کس کا مزار ہے تو اس نے کہا کہ یہ پیر مبارک شاہ کا مزار ہے۔ پلیز بتائیں کہ اس کی تعبیر کیا ہے۔ (محمد سلیم خان سیل مین عمر 44 سال)

تعبیر: شیطان بسا اوقات پیر یا کسی بھی ایسے شخص کے بھیس میں خواب میں نظر آتا ہے جو عام لوگوں کے خیال میں اچھا اور نیک تصور ہوتا ہے۔ اس کا مقصد عقیدہ کمزور کرنا اور غیر شرعی کام کرانا ہوتا ہے۔ آپ مزارات یا پیروں کی طرف توجہ کرنے کی بجائے مسجد اور قرآن مجید کے ساتھ تعلق قائم کریں اور قائم رکھیں۔ نیک اور صالح علماء سے رابطہ رکھیں اور ان کی تقاریر سننے کا اہتمام کریں۔ اس سے ان شاء اللہ عقیدہ اور عمل میں نکھار آئے گا۔

خواب: میں نے خواب میں اپنی ہر طرف بہت بڑے اور موٹے موٹے سانپ دیکھے' میں ان سانپوں کے درمیان سے گزر جاتی ہوں۔ مجھے کچھ نہیں ہوتا نہ میں ڈرتی ہوں۔ (شازمہ)

تعبیر: اگر یہ ذہنی خیالات نہیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ لوگ راضی ہو جائیں گے اور نکاح ہو جائے گا اور شریعت کے طریقہ کے مطابق ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس نکاح میں برکت فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

نوٹ: خواب دیکھنے والے تھوڑے سے اپنے حالات مثلاً عمر کتنی ہے' کام کیا کرتا ہے' ضرور بیان کریں ان شاء اللہ

نوٹ: اس نمبر پر خواب SMS کریں: 0333-4498269 (تعبیر صرف مجلہ میں دی جائے گی)

بقیہ — فتاوی آن لائن

تحفہ کسی بھی چیز کا ہو سکتا ہے' اگر کوئی شخص اپنی طرف سے ایک فرض قربانی کرتا ہے اور باقی ایک سے زائد نفلی قربانیاں وہ مستحق مسلمانوں کو تحفتاً بھیج دیتا ہے تو اس سے ایک تو ان مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی بھی ہے اور دوسرا محبت کا اظہار بھی، الحمد للہ ہماری جماعت کو 90% ایسے لوگ قربانیوں کے پیسے جمع کرواتے ہیں جو اپنے گھروں میں بھی قربانیاں کرتے ہیں اور زائد قربانیاں بیرون ملک عطیہ کرتے ہیں۔

ان احادیث سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ قربانی کرتے وقت متعلقہ شخص کا موجود ہونا بھی ضروری نہیں اور نہ ہی صرف اپنے ہی علاقے میں کرنے کی کوئی شرط ہے اور ہماری قربانی کوئی دوسرا شخص ہماری نیابت کرتے ہوئے بھی کر سکتا ہے اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو قربانی تحفتاً بھی بھیج سکتے ہیں۔

آج جو قربانیاں جماعت الدعوۃ "FIF" کے پلیٹ فارم سے کشمیر، فلسطین، صومالیہ، افغانستان کے علاوہ دیگر بیشتر اسلامی ممالک میں بھیجتی ہے' ان میں یا تو لوگ اپنی طرف سے قربانی کے لیے جانور ان علاقوں میں بھیجتے ہیں اور وہاں کے مسلمان ان کی وکالت کرتے ہوئے ان کی طرف سے قربانیاں کرتے ہیں اور گوشت سے مستفید ہوتے ہیں یا پھر ایسے اہل ثروت لوگ ہیں جو ایک سے زیادہ قربانیاں یہاں بھی کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کی قربانیوں کا گوشت زیادہ سے زیادہ مستحقین تک پہنچے اور وہاں بھی بھیجتے ہیں' اس مقصد کے حصول کے لیے وہ اپنی قربانیاں مستحقین کے علاقوں میں بذریعہ وکالت ذبح کرواتے ہیں اور سارا گوشت تقسیم کرواتے ہیں جبکہ قربانی کا پورا گوشت تقسیم کرنا بھی سنت سے ثابت ہے (مسلم 1317:) اور کئی اہل ثروت اس لیے بھی مستحق مسلمانوں کو قربانیاں عطیہ کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی طرف سے قربانی بھی کر لیں اور گوشت سے بھی بھرپور استفادہ کر کے امت مسلمہ کے تمام مسلمانوں کے ساتھ خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ تو شریعت کا بھی یہی مقصد ہے۔ اسی لیے شروع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پابندی لگا دی کہ تین دن سے زائد گوشت استعمال کرنے کی اجازت نہیں تاکہ غرباء ذخیرہ کرنے کی وجہ سے محروم ہی نہ رہیں لیکن جب مسلمانوں کے حالات بہتر ہوئے اور قربانیوں میں اضافہ ہوا' پھر آپؐ نے اجازت دے دی کہ جب تک چاہو کھاؤ' غرباء کو کھلاؤ اور محفوظ کرو۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ، وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي، قَالَ: "كُلُوا، وَأَطْعِمُوا، وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا" (صحیح بخاری 5569)

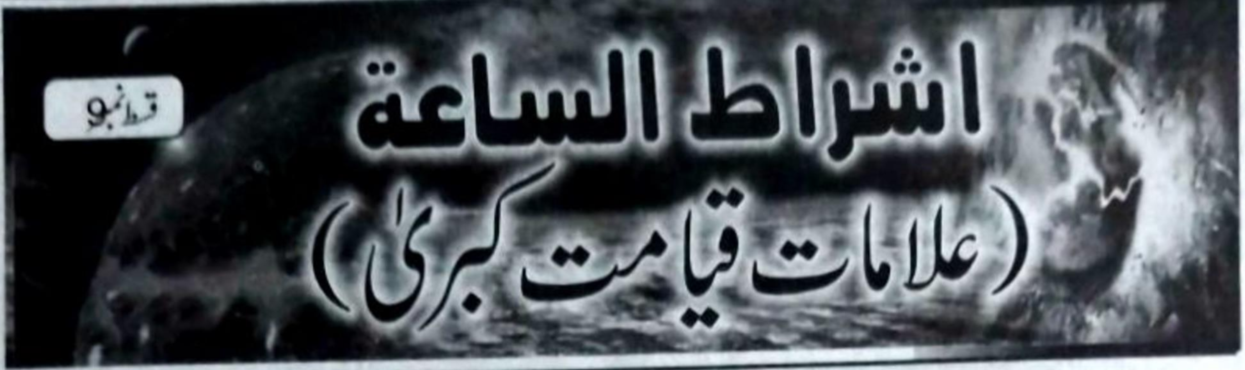
سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تم میں سے قربانی کی تو تیسرے دن وہ اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ بھی باقی نہ ہو۔ دوسرے سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اس سال بھی وہی کریں جو پچھلے سال کیا تھا۔ (کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت بھی نہ رکھیں)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرو۔ پچھلے سال تو چونکہ لوگ تنگی میں مبتلا تھے، اس لیے میں نے چاہا کہ تم لوگوں کی مشکلات میں ان کی مدد کرو۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ مکہ میں فقراء نہ ہوں تو قربانی کہاں کریں' انہوں نے کہا اس علاقے میں کرو جہاں فقراء ہوں اور وہاں کرنا اولی ہے (مجموع الفتاویٰ 18/48)

قارئین کرام! اس کروڑوں کے ملک میں جماعت الدعوۃ امت مسلمہ کا درد رکھتے ہوئے، انہیں جسد واحد سمجھتے ہوئے عید کے پرمسرت لمحات میں ان کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیرنے کے لیے چند ہزار لوگوں کے تعاون سے وہاں اس سنت کو ادا کر رہی ہے۔ لہٰذا اپنے ملک میں بھی بشمول دیگر مسلمانوں کے قربانی جیسی سنت کو زندہ کر رہی ہے' اس لئے یہ کہنا کہ باہر قربانیاں کرنے سے اپنے ملک میں یہ سنت مفقود ہو جائے گی' درست نہیں کیونکہ یہاں بھی مجموعی طور پر مسلمان کروڑوں قربانیاں کرتے ہیں۔

میں تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے گزارش کرتا ہوں کہ سنت ابراہیمی کے اس پرمسرت موقع پر بلا تحقیق دلائل و تحاریر پڑھ کر اس عظیم کار خیر سے محروم نہ رہیں کہ جس کی بدولت لاکھوں بے بس و لاچار مظلوم مسلمانوں کی دعاؤں اور اللہ کی رحمت و رضا کے حق دار بنتے ہیں۔ جو کام قرآن و احادیث سے ثابت ہو' بھلا وہ بدعت کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ ہم سب کو حق سچ سمجھنے اور اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں کو تعصب سے پاک کر کے امت مسلمہ کے مسیحا و مددگار بننے کی توفیق دے۔ آمین یارب المجاہدین

آیئے! آپ کو ایسی علامات قیامت بیان کرتے ہیں جنھیں پڑھ کر آپ کو قیامت کے آنے کا یقین آ جائے......



قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں......

باب الساعة

از قلم: شیخ الحدیث علی مرتضیٰ طاہر

4- یاجوج وماجوج کا خروج:

یاجوج وماجوج ایک حقیقت کا نام ہے۔ یہ اولاد آدم سے ہی ایک قوم ہے جو کہ دنیا میں بہت فساد برپا کرتی تھی' پھر ذوالقرنین علیہ السلام نے انہیں ایک دیوار کے پیچھے بند کر دیا اور اب یہ اپنے خروج کے مقررہ وقت پر ہی ظاہر ہوں گے۔

یاجوج ماجوج کو بند کرنے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکہف کی آیات 92 تا 99 میں تفصیل سے بیان کیا ہے جبکہ سورۃ الانبیاء کی آیت 96 میں اللہ رب العزت ان کے خروج کے بارے اعلان فرماتے ہیں۔

''یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلند مقام سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔'' (الانبیاء:96)

سورۃ الکہف اور الانبیاء کے بیان سے دو چیزوں کا پتہ چلتا ہے۔ ایک یہ کہ یاجوج وماجوج کو قید کیا گیا ہے اور دوسرے یہ کہ قیامت سے پہلے ان کا خروج ہوگا۔

یاجوج وماجوج ایک دیوار کے پیچھے قید ہیں جس سے نکلنے کے لیے وہ روزانہ صبح سے شام تک اسے نقب لگانے کی کوشش میں رہتے ہیں لیکن جب اگلے روز آتے ہیں تو اس دیوار کو اسی حالت پر پاتے ہیں۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ گھبرائے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تباہی ہے عربوں کے لیے اس برائی سے جو قریب آ گئی ہے، آج یاجوج وماجوج کی دیوار سے اتنا کھل چکا ہے اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کو ملا کے حلقہ بنایا۔''

(بخاری، الفتن:7135' مسلم:2880)

یاجوج وماجوج کا خروج اس وقت ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر چکے ہوں گے۔ یاجوج وماجوج تعداد میں بہت زیادہ ہوں گے اور فساد چونکہ ان کی فطرت میں شامل ہے' لہٰذا یہ زمین پر پھر سے خون ریزی کریں گے تو عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جائیں گے۔ ان کی تعداد اتنی ہوگی کہ ان کا ایک گروہ بحیرہ طبریہ کا سارا پانی پی جائے گا۔

حدیث میں یاجوج وماجوج کا حلیہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن حرملہ اپنی خالہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''تم لوگ کہہ رہے ہو کہ اب دشمن نہیں رہا' حالانکہ (حقیقت یہ ہے کہ) تم ہمیشہ اپنے دشمنوں سے قتال کرتے رہو گے حتیٰ کہ یاجوج وماجوج نکل آئیں گے' چوڑے چہروں والے' چھوٹی آنکھوں والے اور سرخی مائل سیاہ بالوں والے' ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے' ان کے چہرے چمڑا ابھری ڈھال کی طرح (موٹے) ہوں گے۔''

(رواہ احمد والطبرانی ورجالهما رجال الصحیح انظر مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب الفتن: 12571)

اس حدیث کے آخر میں یاجوج وماجوج کی جو نشانیاں بیان ہوئی ہیں' یہی نشانیاں دیگر احادیث میں اس قوم کی بھی بیان ہوئی ہیں جن سے لڑائی اور قتال کا ذکر کیا گیا ہے' یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں نے یاجوج وماجوج کی حقیقت کا انکار کرتے ہوئے ان سے روس اور چین کی اقوام مراد لی ہیں جو کہ قرآن وحدیث کی واضح نصوص کی مخالفت ہے۔

یاجوج وماجوج کس قدر خطرناک اور فسادی لوگ ہیں' اس بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یاجوج وماجوج خروج کریں گے اور تمام پانیوں کو پی جائیں گے' لوگ اپنے قلعوں میں پناہ حاصل کر لیں گے' پھر یاجوج وماجوج آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو وہ خون آلود ہو کر واپس آئیں گے۔ چنانچہ وہ کہیں گے' ہم نے زمین اور آسمان والوں پر غلبہ پالیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ (عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی دعا کی وجہ سے) ان کی گردن میں کیڑا ڈال کر انہیں ہلاک کر دیں گے۔''

(السلسلۃ الصحیحۃ 1735' جامع ترمذی:3153' قوسین کے درمیان الفاظ صحیح مسلم 2937 کے ہیں)

یہ کیڑا ان کی ہلاکت کا باعث بنے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی طور سے اتریں گے تو ہر جگہ ان کی لاشوں اور ان کی بدبو سے بھر چکی ہوگی۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بڑے اونٹوں کی گردنوں کے برابر پرندے بھیجیں گے جو ان کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ کا حکم ہوگا' وہاں پھینک آئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارشیں برسائیں گے جن کی بدولت زمین کی پیداوار میں غیر معمولی برکت ہوگی۔

(دیکھیے صحیح مسلم:2937)

ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے' قربانی میں صرف دوندے جانور کو ہی ذبح کرو سوائے اس کے کہ تم پر (دوندے) کا حصول دشوار ہو جائے تو بھیڑ کے صحت مند (کم از کم ایک سال کے بچے) کو ذبح کرلو۔ (صحیح مسلم 1963)

حدیث سے ماخوذ فوائد

1۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قربانی کا جانور مسنہ یا اس سے زیادہ عمر کا ہو مسنہ وہ جانور جس کے سامنے کے دو دانت گر کر دو نئے دانت نکل آئے ہوں۔ اور یہ ہر چوپائے میں جدا جدا ہے۔ گائے بیل بکری اونٹ میں یہ جدا جدا ہیں۔

یہ حکم عدم تیسر (سہولت نہ ہونے یا میسر نہ ہونے) اور حالت تعسیر (تنگی کی حالت) کے ساتھ مشروط ہے اور یہ شرط قربانی کے کافی اور جائز ہونے کی ہے نہ کہ قربانی کے کامل ہونے کی شرط ہے' یعنی اگر بھیڑ کا ایک سال کا بچہ بھی قربان کردیا تو کوئی حرج نہیں۔

قصاب کو اجرت قربانی کے گوشت سے نہ دی جائے' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس بات کا حکم ارشاد فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں (کے قربان کرنے وغیرہ کے انتظام) کو سنبھالوں اور یہ کہ میں ان کے گوشت اور کھالوں اور جھلوں کو مسکینوں میں تقسیم کردوں' یہ کہ میں ان کے ذبح کرنے کی اجرت میں (قصاب کو) ان کے گوشت (وغیرہ) میں سے کچھ بھی نہ دوں (بلکہ قصاب کی اجرت الگ سے دوں) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

حدیث سے ماخوذ فوائد: 1۔ قربانی کا گوشت تقسیم کرنے میں وکیل بنانا جائز ہے جیسا رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو وکیل بنایا تھا۔

2۔ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور منقبت بھی ثابت ہوتی ہے۔

3۔ نبی کریم ﷺ کا بے پناہ جود و کرم کہ آپ ﷺ نے سو اونٹوں کی قربانی کی اور ان کی کھالیں اور گوشت تقسیم کردیا۔

4۔ قصاب کی اجرت قربانی کے گوشت میں سے دینا جائز نہیں کیونکہ یہ اپنے اوپر صدقہ لوٹانا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنا دیا ہوا صدقہ واپس مت لو۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جانور ذبح کرنے کی اجرت لے سکتے ہیں۔ ایک اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات شریک بن سکتے ہیں۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہی کہ حدیبیہ کے سال ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ اور سات ہی آدمیوں کی طرف سے ایک گائے کو ذبح کیا تھا۔ (صحیح مسلم 1318)

حدیث سے ماخوذ فوائد 1۔ حج اور عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے لئے ذبح کئے جانے والے اونٹ اور گائے میں ایک سے زیادہ اشخاص شریک ہو سکتے ہیں۔

2۔ حج اور عید الاضحیٰ کی قربانی کے لئے ذبح کی جانے والی گائے میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

3۔ نبی کریم ﷺ کی موجودگی اور معیت میں حج کے لئے ذبح کئے جانے والے اونٹوں میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سات سات افراد شریک ہوئے اور عید الاضحیٰ کی قربانی کے لئے ذبح کئے جانے والے اونٹوں میں دس دس افراد شریک ہوئے۔

اس بارے میں علمائے امت کا اختلاف ہے

i۔ پہلی رائے یہ ہے کہ حج اور عید الاضحیٰ کے موقع پر ذبح کئے جانے والے اونٹ میں صرف سات شریک ہو سکتے ہیں۔

ii۔ دوسری رائے یہ ہے کہ حج کے لئے ذبح کئے جانے والے اونٹ میں سات اشخاص اور عید الاضحیٰ کی قربانی کے لئے ذبح کئے جانے والے اونٹ میں دس اشخاص شریک ہو سکتے ہیں۔ اس رائے کو امام شوکانیؒ نے پسند فرمایا ہے۔ علامہ شمس الحق ڈیانویؒ اور علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔

چند مزید احکام ہیں جو قربانی کے ضمن میں ہیں۔

1۔ امام مسلمؒ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تمہارا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بالوں اور ناخنوں کو کاٹنے اور تراشنے سے بچو۔ (1565/3)

2۔ میت کی طرف سے قربانی: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔ جس طرح میت کی طرف سے حج اور صدقہ جائز ہے' اسی طرح اس کی طرف سے قربانی کرنا بھی درست ہے۔ میت کی طرف سے قربانی گھر میں کی جائے گی۔ اس کی قبر پر نہ تو قربانی کا جانور ذبح کرنا جائز ہے اور نہ ہی کوئی اور جانور۔ (مجموع الفتاوی 206/26)

اس ضمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث کو امام حاکمؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے اس کی تائید کی ہے۔ التلخیص 230/4 (مستدرک 230/4)

معروف ہم عصر علماء نے بھی اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

جس میں ذکر ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے دو مینڈھوں کی قربانی کی: ایک مینڈھا نبی کریم ﷺ کی طرف سے اور ایک مینڈھا اپنی طرف سے اور فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں' لہٰذا میں ہمیشہ (ان کی طرف سے) قربانی کرتا رہوں گا۔

3۔ قربانی کے دن: جبیر بن مطعم بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وفی کل ایام التشریق ذبح (المسند احمد 16751)

تشریق کے سب دن میں قربانی کرنا جائز ہے۔

عید الاضحیٰ کے بعد تشریق تین دن ہے۔ (نیل الاوطار 216/5)

عید کا دن ملا کر کل چار دن قربانی کے ہیں۔

4۔ قربانی کے گوشت کی تقسیم: قربانی کا گوشت تقسیم کرنے میں تین برابر حصوں میں بانٹ کر ایک تہائی اپنے لئے' ایک تہائی مسکینوں کے لئے اور ایک تہائی دوسروں کے لئے کرنے کی کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ امام شوکانیؒ نے تحریر کیا ہے "اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ کھانے والے گوشت کی مقدار متعین نہیں۔ قربانی کرنے والا شخص جس قدر چاہے' اس میں کھائے' خواہ وہ مقدار زیادہ ہو' البتہ اس بات کا خیال رہے کہ اس قدر تناول نہ کرے کہ (اطعموا) (کھلاؤ) والی بات ہی ختم ہو جائے۔ یہی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہماری نمازیں اور قربانیاں قبول فرمائے اور مسلم امت جس گرداب وبلا میں گھری ہے' اس سے اس کو نکال لے۔ آمین



روشن باتیں

6 ستمبر کا پیغام: بچوں کے نام

پیارے پھولو اور کلیو! — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اگست کا مہینہ وہ ہے جب ہندو کا سینہ چیر کر ہمارے بزرگوں نے پاکستان بنایا تھا اور 6 ستمبر 1965ء کو ہمارے جوانوں نے اپنے ملک کا دفاع کر کے عظیم تاریخ رقم کی تھی۔ پوری قوم اپنی فوج کی پشت پر سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑی ہوئی اور پاک فوج نے فضاؤں، ہواؤں، پانیوں اور میدانوں میں بے مثال قربانیاں پیش کر کے دشمن کی جارحیت کا ایسا جواب دیا کہ اسے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا۔

آج پھر ہمارا دشمن دہشت گردوں کے ذریعے ہمارے ملک میں جنگ کا ماحول پیدا کیے ہوئے ہے۔ اس مکار دشمن کا راستہ روکنے کے لیے پوری قوم کو ایک بار پھر اپنی فوج کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا ہوگا اور دشمن کو ایسی شکست دینی ہوگی کہ وہ پھر میلی آنکھ سے اس ملک کی طرف دیکھ بھی نہ سکے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اے اللہ! اس ملک کی حفاظت فرما اور اس قوم کو استقامت واستقلال سے نواز دے۔ آمین

اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

والسلام — آپ کے چاچو جان حمدان

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی حق گوئی

حجاج بن یوسف کا ظلم وتشدد اور سفاکیت وبہیمت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس نے لوگوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کے رکھ دیا۔ کشتوں کے پشتے لگا دیے، جس نے اس کے خلاف آواز اٹھائی، اس سے حق زندگی چھین لیا گیا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ میں شہید کر کے بھی اس کی آتش انتقام ٹھنڈی نہ ہوئی تو اس نے ان کی لاش مبارک کو مقام حجون میں سولی پر لٹکا دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شان میں تعریفی کلمات ادا کیے۔

حجاج کو اس کی اطلاع ملی تو غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور حکم دیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی سے اتار کر یہودیوں کے قبرستان میں پھینک دو۔ پھر اس نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس حاضر ہوں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بڑی بے نیازی سے جانے سے انکار کر دیا۔ اس نے دوبارہ قاصد کو یہ پیغام دے کر بھیجا تم خود آ جاؤ ورنہ میں تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تمہیں بالوں سے گھسیٹ کر لائے گا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو پتہ ہے کہ حجاج ایسا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ جسے حرمت کعبہ کا لحاظ نہیں، اس سے کسی انسان کی حرمت کی کیسے توقع کی جا سکتی ہے لیکن ان کے ایمانی رسوخ واستحکام نے اس دھمکی کی قطعاً پروا نہ کی اور وہ حجاج کے قاصد کو ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہتی ہیں، اس سے کہہ دو میں تب تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو میرے پاس ایسے شخص کو نہ بھیجے جو مجھے بالوں سے گھسیٹ کر نہ لے جائے۔

حجاج کو یہ پیغام ملا تو وہ فوراً سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گیا۔ ایک جابر، ظالم اور سفاک حاکم سامنے کھڑا ہو جس نے بوڑھی ماں سے اس کے سہارے کو چھین لیا ہو اور اب اس کے درپے آزار ہو تو یقیناً ایسے موقع پر بڑے باہمت وحوصلہ مرد بھی حوصلہ ہار جاتے ہیں لیکن یہ معمولی خاتون نہیں، صدیق کائنات رضی اللہ عنہ کی لخت جگر ہیں۔ ان کا ایمان پہاڑوں سے بھی مضبوط ہے۔ وہ ایسے سرکش کا مقابلہ کیسے کرتی ہیں؟

حجاج دل آزار لہجے میں ان سے کہتا ہے۔ سچ کہنا اے ذات النطاقین! اللہ کے دشمن کا انجام کیسا ہوا؟ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہنے لگیں "تو نے میرے جگر گوشے کی دنیا خراب کی لیکن اس نے تیری آخرت برباد کر دی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ تو طنزاً میرے بیٹے کو ابن ذات النطاقین کہتا تھا۔

اللہ کی قسم! میں ذات النطاقین ہوں، میں نے ہی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا توشہ اپنے نطاق سے باندھا تھا اور ہاں میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا۔ بنوثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور ایک سفاک، کذاب، مختار بن ابوعبیدہ ثقفی تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور سفاک تو ہے۔" (صحیح مسلم: 2445)

امام حاکم نے اس قصے کو یوں ذکر کیا ہے۔

حجاج بن یوسف سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر کہنے لگا: "تیرے بیٹے نے حرم الٰہی میں الحاد کیا اور میں نے اس کو اس کے الحاد اور نافرمانی ہی کی حالت میں قتل کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دردناک عذاب چکھایا اور اس کے ساتھ ایسے کیا۔"

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہنے لگی! اللہ تعالیٰ اور اہل اسلام کے دشمن! تو جھوٹ بکتا ہے۔ اللہ کی قسم! تو نے اسے ایسی حالت میں قتل کیا ہے کہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والا، رات کو بہت زیادہ قیام کرنے والا، والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا۔ اللہ کے دین کی حفاظت کرنے والا تھا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی بے باکانہ گفتگو سن کر حجاج سکتے میں آ گیا اور کان دبا کر وہاں سے چل دیا۔ (سنہری کرنیں)

(نسیم اختر۔ لاہور)



تفسیر القرآن

سورۃ النساء کی تشریح وتفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

میاں بیوی میں جھگڑے کو حل کرنے کی صورتیں

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ
مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْھُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا
مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿127﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِھَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ
يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرًا ﴿128﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْھَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ
وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿129﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا
حَكِيْمًا ﴿130﴾ (النساء۔127۔130)

ترجمہ: اور (اے نبی) لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے اللہ خود ان کے بارے میں حکم دے رہا ہے اور کتاب کی وہ آیتیں بھی جو یتیم لڑکیوں کے بارے میں تمہیں (پڑھ کر) سنائی جاتی ہیں جنہیں ان کا مقرر حق تم نہیں دیتے اور تم چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرلو۔ اور وہ کمزور بچوں کے بارے میں تمہیں حکم دے رہا ہے اور یہ کہ تم یتیموں سے انصاف کرو اور تم جو بھی نیکی کرو تو بے شک اللہ اس کا خوب علم رکھتا ہے اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے ظلم وزیادتی یا نظر انداز کئے جانے کا اندیشہ ہو تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح ہی اچھی ہے اور انسانی نفس میں بخیلی رکھی گئی ہے اور اگر تم احسان کرو اور پرہیز گار بنو تو بے شک تم جو بھی عمل کرتے ہو اللہ اس کی خوب خبر رکھتا ہے اور تم سے یہ کبھی نہ ہو سکے گا کہ تم اپنی بیویوں میں ہر طرح سے عدل کرو خواہ تم اس کی کتنی ہی خواہش رکھو پھر تم کسی ایک کی طرف پوری طرح مائل نہ ہو جاؤ کہ دوسری کو بیچ میں لٹکتا چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح کا رویہ اختیار کرو اور پرہیز گار بنو تو اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے اور اگر وہ دونوں (میاں بیوی) ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو اللہ اپنے فضل سے ہر ایک کو (دوسرے سے) بے نیاز کردے گا اور اللہ تعالیٰ وسعت والا دانا ہے۔

مفردات:

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۔ کا مادہ ف ت ی ہے اور یہ استفتی یستفتی (باب استفعال) سے جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے۔ اس کا معنی فتویٰ طلب کرنا۔

2۔ نُشُوْزًا۔ کا مادہ ن ش ز ہے اور یہ نَشَزَ یَنْشُزُ (باب نصر ینصر) سے مصدر ہے اگر یہ بیوی کی طرف سے ہو تو اس کا معنی بغاوت اور سرکشی ہے۔ اگر خاوند کی طرف سے ہو تو اس کا معنی بدسلوکی اور ایذاء رسانی ہے اور یہ مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

3۔ الشُّحّ۔ اس کا معنی بخل کے ساتھ ساتھ حرص وطمع اور خودغرضی اور دل کا تنگ ہونا۔

4۔ فَتَذَرُوْهَا کا مادہ و ذ ر ہے اور یہ وَذَرَ یَذَرُ (باب فتح یفتح) سے جمع مذکر حاضر فعل مضارع معلوم ہے اور اس کا معنی کسی کو اس کے حال پر چھوڑ دینا، اس سے کوئی سروکار نہ رکھنا ہے۔

5۔ یُغْنِ ۔ کا مادہ غ ن ی ہے اور اَغْنیٰ یُغْنِی (باب افعال) سے واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے۔ اس کا معنی کسی کی محتاجی سے بے نیاز کر دینا ہے۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں دین اسلام (جو ملت ابراہیم ہے) کی تعلیمات اپنانے اور اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے کا بیان اور اعمال صالحہ کی تلقین کی گئی تھی۔ اب ان آیات میں عورتوں کے متعلق احکام اور ان کے بارے میں سوالات وجوابات کا ذکر ہے۔ چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ تمہیں بتاتا ہے اور اس سے پہلے اس سورت کی ابتداء آیت نمبر 3 میں بھی بتا چکا ہے کہ جاہلی زمانے کی طرح یتیم لڑکیوں پر ظلم نہ کرو کہ اگر یتیم لڑکی خوبصورت اور مالدار ہوتی تو اس سے شادی کر لیتے اور اس کا مہر اور دوسرے حقوق ادا نہ کرتے اور اگر بدصورت اور فقیر ہوتی تو کسی اور سے نکاح کرتے اور اس کا مہر خود لے لیتے۔ یا اس کی شادی ہی نہ کرتے تاکہ کوئی اس کا حصہ وراثت نہ لے جائے۔ اسی طرح چھوٹے اور نابالغ بچوں کے متعلق تمہیں اسی سورت کی آیات 11,10 میں ہدایات دی جا چکی ہیں کہ ان پر ظلم وستم نہ کرو اور ان کے حقوق وراثت ادا کرو۔ جاہلیت کی طرح عورتوں اور بچوں کو وراثت سے محروم نہ رکھو۔ نیز اسی سورت کی ابتداء میں تمہیں یہ ہدایات بھی دی جا چکی ہیں کہ یتیموں پر ظلم وستم نہ کرو اور ان کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آؤ۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ تم جو بھی نیکی اور بھلائی کے کام کرو، اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔

حدیث: سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس کی پرورش میں یتیم لڑکی ہو اور وہی اس کا والی وارث بھی ہو اور وہ یتیم لڑکی اس کے مال میں بھی حصہ دار ہو یہاں تک کہ کھجور کے درخت میں بھی، اب وہ شخص خود اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہے کیونکہ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا نکاح کسی اور سے کر دے اور وہ اس کے مال میں اس کا حصہ دار بن جائے جس میں لڑکی حصہ دار تھی، اس وجہ سے اس لڑکی کا نکاح کسی دوسرے شخص سے نہ ہونے دے تو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری کتاب التفسیر باب قوله يستفتونك. مسلم كتاب التفسير باب فى تفسير آيات متفرقه)

حدیث: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس آیت میں زیر پرورش ایسی یتیم لڑکی کو جو کم حسن و جمال والی ہو، اس کا بیان ہے کہ جس سے والی وارث خود بھی نکاح نہیں کرنا چاہتا (اور دوسرے سے بھی نہیں کرتا) اور اگر مال والی حسن و جمال والی ہے تو نکاح کر لیتا ہے لیکن اس کا مہر اور اس کے حقوق ادا نہیں کرتا تو اللہ نے اس جاہلانہ روش سے منع فرمایا کہ محض مال اور حسن و جمال کی وجہ سے نکاح نہ کریں بلکہ ان کے ساتھ بھی دوسری عورتوں کی طرح عدل وانصاف ضروری ہے۔ (بخاری كتاب التفسير باب شركة اليتيم . مسلم كتاب التفسير باب فى تفسير آيات متفرقه)

اگلی آیت میں اس بات کا بیان ہے کہ اگر بیوی اپنے شوہر کی طرف سے بے رخی اور عدم رغبت محسوس کرے تو دونوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ آپس میں اتفاق کر لیں کہ شوہر کتاب وسنت کے مطابق اس کے حقوق ادا کرے اور اگر ایسا ممکن نظر نہ آئے اور بیوی چاہتی ہو کہ ازدواجی زندگی قائم رہے تو مہر یا اخراجات کا کچھ حصہ چھوڑ دے یا اگر اس کے پاس کوئی دوسری بیوی ہو جسے وہ چاہتا ہو تو اپنی باری کے کچھ ایام اس کو دے دے اور شوہر اسے طلاق نہ دے کیونکہ صلح میں خیر اور بھلائی ہے۔

اس کے بعد فرمایا ''اپنی چیز کسی کو نہ دینا اور بخل سے کام لینا'' یہ ہر انسان کی فطرت ہے، اس لئے بیوی کو چاہئے کہ شوہر کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اپنے بعض حقوق سے دست بردار ہو جائے اور شوہر کے طبعی بخل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی جانب سے کم پر ہی راضی ہو جائے تاکہ ان میں صلح واتفاق برقرار رہ سکے۔ اس لئے کہ صلح ہر حال میں بہتر ہے۔ کیونکہ شیطان اپنے کارندوں میں سے اس کارندے کو اپنے قریب کر کے شاباش دیتا ہے جو میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروا دیتا ہے۔ (مسلم کتاب المنافقین باب تحدیث الشیطان)

آیت کے آخر میں اللہ نے شوہروں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو گے اور ان کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو اچھی طرح جانتا ہے، اس کا تمہیں اچھا بدلہ دے گا۔

حدیث: سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ کسی مرد کے پاس کوئی عورت ہوتی اور اب وہ اسے مزید نہ رکھنا چاہتا اور طلاق دینے کا ارادہ کرتا تو وہ عورت یہ کہہ دیتی کہ (مجھے طلاق نہ دے) میں اپنی باری کے بارے میں تمہیں اجازت دیتی ہوں کہ (کہ تو جس بیوی کے پاس چاہے رہے) چنانچہ اس سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری کتاب التفسیر باب وان امراة خافت، مسلم کتاب التفسیر باب فی تفسیر آیات متفرقہ)

حدیث: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ سودہؓ کو اندیشہ لاحق ہوا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں طلاق دے دیں گے تو انہوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسولؐ! میری باری کا دن عائشہؓ کو دے دیں مگر مجھے طلاق نہ دیں تو آپؐ نے اسے قبول کر لیا تو یہ آیت ''وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ'' نازل ہوئی۔

سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں جس چیز پر صلح کر لیں، جائز ہے۔ (ترمذی کتاب تفسير القرآن باب ومن سورة النساء)

حدیث: سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب سودہ بنت زمعہؓ عمر رسیدہ ہو گئیں تو انہوں نے اپنا دن عائشہؓ کو ہبہ کر دیا تو رسول اللہ ﷺ ان کا دن بھی عائشہؓ کے پاس گزارتے تھے۔ (بخاری كتاب النكاح باب المراة تهب يومها، مسلم كتاب الرضاع باب جواز هبتها نوبتها لضرتها)

اہل علم کہتے ہیں کہ آپ نے ایسا اس لئے کیا تاکہ امت کے لئے نمونہ بنے۔

اس کے بعد اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی حقیقت بیان کی ہے کہ اے لوگو! تم بہت کوشش کے باوجود اپنی بیویوں کے درمیان پوری طرح مساوات (برابری) قائم نہیں رکھ سکتے کیونکہ دل انسان کے قبضے میں

باقی صفحہ 7 پر

تدریس الحدیث

كِتَابُ الصَّلٰوة

بلوغ المرام کی کتاب الصلوٰۃ کی تشریح

نماز کے مسائل



الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ
تحقیق وتخریج: ابوطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ

بَابُ صِفَةِ الصَّلاةِ باب نمبر:7 ۔نماز کی صفت کا بیان (نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ)

218۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ (متفق عليه)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ حِبَّانَ وَالدَّارَقُطْنِيّ لا تُجْزِىءُ صَلاةٌ لا يُقْرأُ فيها بفاتِحَةِ الكِتابِ

وَفِيْ أُخْرٰى لِأَحْمَدَ وَأَبِي دَاوُدَ وَالتِّرْمَذِيِّ وَابْنِ حِبَّانَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ لَاتَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے (نماز میں) ام القرآن (سورہ فاتحہ) نہ پڑھی۔'' (بخاری ومسلم)

ابن حبان اور دارقطنی میں روایت ہے:۔جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو، وہ نماز کافی نہیں ہوتی۔''

احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''شاید تم لوگ امام کے پیچھے (کچھ) پڑھتے ہو؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں، (پڑھتے ہیں۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہ کیا کرو سوائے سورہ فاتحہ کے، اس لئے کہ جس نے اسے نہ پڑھا، اس کی (تو) نماز ہی نہیں۔

تخریج: اخرجه البخارى' الاذان' باب وجوب القراءة للامام والماموم' حديث 756 ومسلم الصلوٰة باب وجوب القراءة الفاتحة فى كل ركعة' حديث 394 وابن حبان (الاحسان) 139/3 حديث 1786 والدارقطنى 322/1 وهو حديث صحيح' وحديث لعلكم تقرؤون خلف امامكم ' اخرجه احمد: 60/5 وابوداؤد الصلوة حديث 823' والترمذى' الصلوٰة حديث 247' وهو حديث صحيح

لغوی تشریح:

(بام القرآن) ام القران سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔ یہ حدیث سورہ فاتحہ کے (نماز میں) پڑھنے کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے' اس لئے کہ لا نافیہ جس پر آتا ہے' اس سے ذات کی نفی مراد ہوتی ہے اور یہ اس کے حقیقی معنی ہیں۔ یہ صفات کی نفی کے لئے اس وقت آتا ہے جب ذات کی نفی مشکل اور دشوار ہو۔ اور اس حدیث میں ذات کی نفی کوئی مشکل نہیں ہے کیونکہ نماز کے شرعاً معنی تو یہ ہیں کہ وہ اقوال اور افعال کا مجموعہ ہے' لہٰذا بعض یا کل کی نفی سے اس کی نفی ہوگی۔ اگر بالفرض ذات کی نفی میں دشواری پیش آئے تو پھر حقیقت کے قریب والی صفت پر محمول کیا جائے گا' مثلاً: اس کی صحت کی نفی اور اس کے کافی ہونے کی نفی۔ اس معنی کی تائید ابن حبان اور دار قطنی کی حدیث میں وارد الفاظ (لاتجزئ صلوة) سے ہوتی ہے۔ اس کے معنی ہوئے کہ نماز کافی ہوگی نہ صحیح' چنانچہ جب اس حدیث سے بغیر فاتحہ کے نماز کی نفی اور اس کا صحیح نہ ہونا معلوم ہوگیا تو پھر ثابت ہوا کہ سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور اس میں سب شامل ہیں' خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا نماز پڑھنے والا' سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا واجب ہے' اس پر امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ کی روایت جسے مصنف نے بیان کیا ہے' نہایت صریح اور واضح دلیل ہے۔

فوائد ومسائل

یہ حدیث کھلا اور واضح ثبوت ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھے بغیر کسی کی بھی نماز نہیں ہوتی' خواہ امام ہو یا مقتدی یا کوئی اکیلا شخص۔ صحیح ترین مرفوع حدیث کی روشنی میں یہی مذہب حق اور مبنی بر صداقت ہے۔ شوافع' اہل حدیث اور اہل ظاہر اسی طرف گئے ہیں کہ ہر نمازی کے لئے ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین میں سے جمہور علماء کا یہی مسلک ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں ہر ایک کے لئے اس کا پڑھنا واجب ہے۔ اس میں امام اور مقتدی کا کوئی فرق نہیں اور نہ جہری اور سری نماز ہی کا فرق ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے بھی سورہ فاتحہ کا پڑھنا لازمی اور لابدی امر ہے۔ (صحیح مسلم' الصلوٰة باب وجوب قراءة الفاتحة حدیث 396,395) ابوداؤد' ترمذی اور نسائی وغیرہ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے نماز کے بعد صحابہ سے پوچھا: ''کیا تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا' جی ہاں۔ اس پر آپ ؐ نے فرمایا' سورہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔'' اور دوسری احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز قطعاً نہیں ہوتی۔

2۔ مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی نے امام الکلام اور التعلیق الممجد میں لکھا ہے' کسی بھی صحیح حدیث سے فاتحہ خلف الامام کی ممانعت ثابت نہیں اور اس سلسلے میں جو نقل کیا جاتا ہے' وہ صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ سری نمازوں میں اور جہری کے سکتات میں مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی چاہئے۔ محدثین کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ ان کے علاوہ متقدمین ومتاخرین علمائے احناف کی ایک جماعت دلائل کی بنا پر فاتحہ خلف الامام کی قائل رہی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ اسی کے قائل تھے حتی کہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی سری نمازوں کے علاوہ جہری کے سکتات میں فاتحہ خلف الامام کو جائز قرار دیا ہے جس کی باحوالہ تفصیل مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی کتاب توضیح الکلام کی جلد اول میں دیکھی جا سکتی ہے۔

راویٔ حدیث: (حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) عبادہ کی عین پر ضمہ اور با مخفف ہے۔ انصار کے قبیلہ خزرج کے فرد تھے۔ سرداران انصار میں نمایاں شخصیت کے حامل تھے۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ دونوں میں شریک تھے۔ غزوۂ بدر کے ساتھ دوسرے معرکوں میں بھی شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو شام کی طرف قاضی اور معلم بنا کر بھیجا۔ پہلے حمص میں قیام پذیر ہوئے' بعد ازاں فلسطین کی طرف منتقل ہوگئے اور وہیں ''رملہ'' کے مقام پر وفات پائی اور بقول بعض 34 ہجری میں 72 برس کی عمر پا کر بیت المقدس میں فوت ہوئے۔

بقیہ تدریس القرآن

نہیں لیکن اگر تمہارا کسی ایک بیوی کی طرف میلان زیادہ ہو تو تمہیں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے کہ تم دوسری کو بالکل معلق کر دو کہ تم اس سے تعلق نہ رکھو اور فارغ بھی نہ کرو کہ وہ کہیں دوسری جگہ نکاح ہی کر سکے' یعنی وہ بغیر خاوند کے معلق (لٹکی) رہے۔ آیت کے آخر میں اللہ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنے اندر کی اصلاح کر لو گے اور بیویوں میں باری کی تقسیم میں عدل وانصاف سے کام لو گے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں باریوں کی تقسیم کے اعتبار سے پورا پورا انصاف فرمایا کرتے تھے' پھر یہ دعا فرمایا کرتے تھے اللَّهُمَّ هَذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ

اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جو میرے اختیار میں ہے اور اس پر مجھے ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے' میرے اختیار میں نہیں۔

یعنی دل کے معاملے میں مجھے ملامت نہ کرنا۔ (ابوداؤد کتاب النکاح باب ما جاء فی القسمة بین النساء' مسند احمد ج۔6 ص 144 حدیث 25164)

یعنی انسان کو اپنی بیویوں میں کھانے' پینے' لباس' سونے بیٹھنے میں برابری کرنی چاہئے۔ البتہ دلی میلان اور محبت میں برابری نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ انسان کے بس میں نہیں ہے۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک طرف مائل ہو (دوسری کو نظر انداز کئے رکھے) تو قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ (نصف) ساقط ہوگا۔ (ترمذی حدیث نمبر 1141)

اس کے بعد اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اگر میاں بیوی میں کوشش کے باوجود صلح واتفاق نہ ہو اور نباہ کی کوئی صورت نہ بنے تو پھر طلاق کے ذریعے علیحدگی اختیار کر لی جائے اور اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے دونوں کو ایک دوسرے سے مستغنی کر دے گا اور اس سے اچھے رشتے کا انتظام کر دے گا کہ مرد کو مطلوبہ صفات والی بیوی اور عورت کو مطلوبہ صفات والا مرد مل جائے گا۔ طلاق اگرچہ مناسب نہیں لیکن بعض اوقات فریقین کی بہتری اسی میں ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں کیونکہ اگر وہ ایک دوسرے کو ناپسند کرنے کے باوجود اکٹھے رہیں گے تو اس سے کئی دینی اور اخلاقی لحاظ سے خرابیاں پیدا ہوں گی جس سے ان کی دنیا وآخرت برباد ہونے کا خطرہ ہے۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ اللہ بہت وسعت والا اور حکمت والا ہے یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ کسی کا رزق میرے ہاتھ میں ہے' اللہ رازق اور روزی رساں ہے۔ اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ اس نے جیسے ملاپ اور میل جول میں حکمت رکھی ہے۔ ایسے ہی جدائی وعلیحدگی میں بھی حکمت رکھی ہے۔ اس کے انتظامات وتصرفات انسانی عقل وسوجھ بوجھ سے بالاتر ہیں۔

فوائد

1۔ عورتوں' یتیموں' بچوں کے حقوق وراثت وغیرہ کا بیان
2۔ حتی الوسع میاں بیوی میں اتفاق واتحاد اور صلح ومیل جول کی کوشش ہونا چاہئے۔
3۔ انسان کے جو اختیار میں ہے' وہ انہی فرائض وحقوق کا پابند ہے۔
4۔ اصلاح وتقویٰ اور افعال خیر کی ترغیب



ختمِ نبوّت اور قادیانی سازشیں

جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما پروفیسر حافظ عبدالرحمن مکی حفظہ اللہ کی ایک سیر حاصل بصیرت افروز گفتگو

ختم نبوت

محمد امین الرحمن

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ ۚ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ (المومنون 44)

وقال فی مقام آخر وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (الحدید 25)

اللہ نے مسئلہ ختم نبوت کو بڑے اہتمام کے ساتھ قرآن کے شروع میں ہی بیان کیا۔ فرمایا

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (البقرہ۔4)

یہ سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات ہیں۔ مومن کون ہیں ان کی تعریف کردی گئی بتادیا گیا "یُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ"۔ مومن وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں' کس پر؟ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ اے محمد (ﷺ) جو آپ کی طرف اتارا گیا آسمان سے وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور جو اتارا گیا محمد ﷺ سے پہلے۔ لیکن اس کے بعد یہ نہیں کہا "وما انزل من بعده" اور جو محمدؐ کے بعد نازل ہوگا' اس کا کوئی ذکر نہیں' نہ اس کا کوئی تصور ہے نہ حقیقت۔ گویا آسمان نے اعلان کردیا کہ محمد پاک ﷺ کے بعد جبرئیل کے پھیرے نہیں لگیں گے۔ آسمان سے وحی نہیں اترے گی' کوئی رسالت نہیں بنائی جائے گی' کوئی نبوت لاگو نہیں کی جائے گی۔ ظلی بروزی رسالت نہیں ہوگی۔ کوئی تابع نبی بھی نہیں ہوگا۔ کوئی قائم مقام نبی بھی نہیں ہوگا۔ اس کا یہودیوں عیسائیوں کو شروع سے مروڑ رہا۔ وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ اس دنیا کا اختتام محمد ﷺ کی نبوت پر ہو اس دنیا کا سفر قرآن مجید پر ختم ہو وہ سمجھتے تھے کہ اس دنیا کا سفر جو آدم سے شروع ہوا اگر قرآن مجید پر اختتام پذیر ہوا' رسالت محمدؐ پر اور نبوت محمدؐ پر ہوا' پھر تو یہ امت بن گئی اصل الامم' خیر الامم' خیر امۃ' اس کو تو مقام مل گیا Great قیادت کا' یہ تو گویا دنیا کی سیادت مسلمانوں کو چلی گئی تو اس سیادت کو ختم کرنے کے لئے کافی کوششیں کی گئیں۔ بہت سے جھوٹے نبی کھڑے کئے گئے۔ انگریزوں نے برصغیر میں اپنا ایک خود کاشتہ پودا جھوٹا مدعی نبوت مرزا غلام احمد کو کھڑا کیا۔ اس طرح کے بڑے گرگے' پلید رنگ لیڈر کھڑے کئے گئے۔ اللہ کی قسم ان ہر ایک کے پیچھے یہودی تھے یا عیسائی تھے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے نبی آخرالزماں ہونے کے بارے میں یہودیوں کے بڑے بڑے ربی' عیسائیوں کے بڑے بڑے پوپ سب حقیقت کو جانتے تھے اور قرآن نے تو کہا کہ وہ اس طرح جانتے ہیں کہ جیسے اپنے بیٹوں کو یعرفونه کما یعرفون ابناء هم انہیں معلوم تھا اس کے بعد آسمان سے نبوۃ و رسالت و شریعۃ نہیں اترنی۔ یہی ان کو برداشت نہیں تھا کہ تا قیامت سرداری مسلمانوں کو مل جائے' دنیا میں نمبرداری مسلمان کی ہو' پھر تو ورلڈ آرڈر مسلمان کا چلے گا۔ ان کافروں کی طرف سے اسی لئے تو اب حکم دیا گیا کہ نواز دو! نذیرو! اور مسلمانوں کے حکمرانو! ہمارے غلامو! تمہیں کرسیاں اس لئے دیتے ہیں کہ عقیدے بدلو' پاکستان میں 295-C کو توڑو' ختم نبوۃ کے اندر سے راستے نکالو تا کہ یہ پھر پلیٹ لگے۔ اللہ اکبر

پوری دنیا میں 2 ملک ہی ہیں جو عالم اسلام کے بڑے اور قائد ہیں۔ پاکستان دو قومی اسلامی نظریے کی بنیاد پر قائم ہونے والا ملک ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ملک ہے اور خاص کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں بہت Vigilent اور بڑا الرٹ ملک ہے' اس لئے کہ کذاب نبی مرزا غلام احمد کی ذریت کے خلاف یہیں سے بڑے فیصلے ہوئے۔ انگریز نے قادیان سے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد کو ہندوستان میں اس لئے کھڑا کیا تا کہ وہ ان کے خلاف جاری جہاد کے خاتمے کا اعلان مسلمانوں میں سے ہی کھڑے کئے گئے ایک کذاب نبی سے کروا سکے چنانچہ اس نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہی پہلا وار مسئلہ جہاد پر ہی کیا۔ جہاد کے خاتمے اور انگریز حکومت کی اطاعت کے بڑے بڑے فتوے مرزا قادیانی کی گندی زبان سے سرزمین ہندوستان میں پھیلائے گئے۔

اللہ کی قسم ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فیصلہ اقتلوہ تھا کہ ان کو قتل کردو۔ مسیلمہ کذاب کو صحابہؓ نے نبیؐ کے حکم پر ہی لئے قتل کیا۔ آپؐ کے عزیز از جان چچا جان سید الشہداء امیر حمزہؓ کو قتل کرکے نبی کا دل دکھانے والے وحشی نے جب اسلام قبول

☆......انگریز نے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد کو ہندوستان میں اس لئے کھڑا کیا تا کہ وہ ان کے خلاف جاری جہاد کے خاتمے کا اعلان مسلمانوں میں سے ہی کھڑے کئے گئے ایک کذاب نبی سے کروا سکے چنانچہ اس نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہی پہلا وار مسئلہ جہاد پر ہی کیا۔

کرلیا تو نبیؐ نے قبول اسلام کے باوجود انہیں اپنے سامنے آنے سے منع کردیا کیونکہ اسے دیکھ کر آپ کا دل دکھتا تھا۔ وحشیؓ نے امیر حمزہؓ کی شہادت کی تلافی کے لئے مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہوکر زہر سے بجھی برچھی کے وار سے

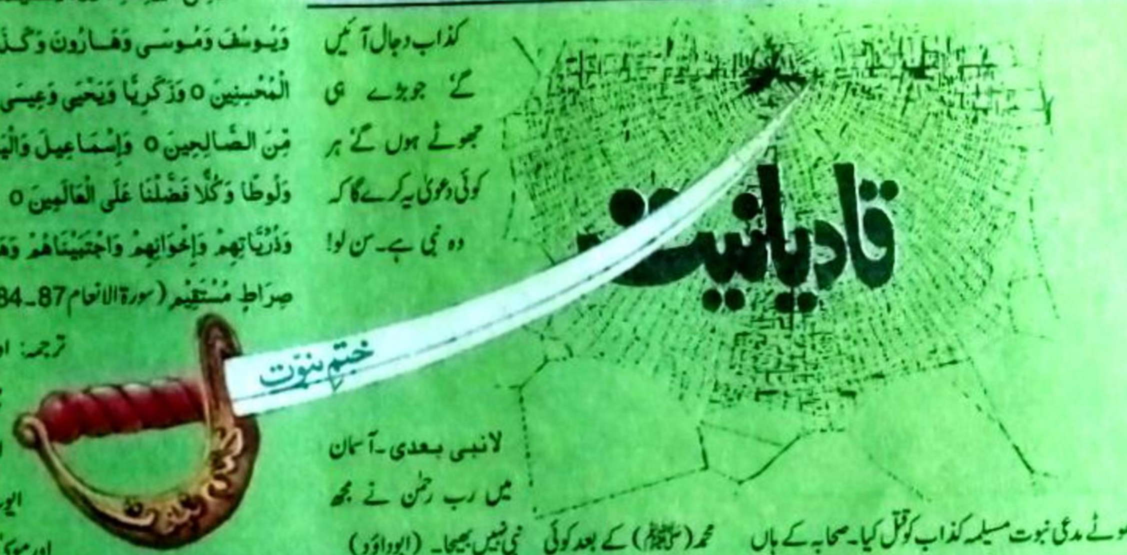
جگہ صرف اقرار کا لفظ ڈال دیا گیا۔ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی یہ سازشیں اسلام کے روز اول سے جاری ہیں۔ نبیؐ نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔

ثلاثون دجالون کذابون میرے بعد 30

☆......اللہ کے واسطے! اسمبلیوں والو! عقائد میں دخل نہ دو، امانت و دیانت میں شرارت نہ کرو، اس ملک کی اسلامیت پر تجارت نہ کرو، کشمیریوں کی مدد پر ہندوؤں سے ساز باز نہ کرو۔ افغانستان کے دفاع پر امریکہ وانگلینڈ سے دلالیاں نہ کرو۔ پاکستان کسی تیر، بلے یا شیر کا نہیں، اللہ کی قسم! یہ ملک محمد پاک ﷺ کا ملک ہے۔ اسے محمد پاک ﷺ کی ملکیت سے لے کر اللہ کے دشمنوں کی ملکیت میں نہ دو۔ وطن عزیز سے چھیڑ چھاڑ بند کرو۔...... یہ کھلواڑ چھوڑ دو۔ اس کا آپ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا، نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

عقیدہ ختم نبوۃ سے محبت ہے، نہ اسلامیت سے، نہ نظریے سے، ان کے دلوں میں اللہ کی قسم محبت ہے تو صرف اقتدار کی، محبت ہے تو صرف مفاد کی، انگلستان کی اور امریکہ۔ بے ایمان کی۔ کہتے ہیں ان حلفوں نے ہمیں نااہل کردیا ہے۔ نہ یہ حلف ہوتے نہ اس امت کے اندر ختم نبوت کا اتنا بڑا مسئلہ ہوتا نہ ان کو صادق وامین کے معیار کی مصیبت ہوتی۔ یاد رکھو! اللہ کی قسم میرے بھائیو! عصمت انبیاء، حرمت انبیاء، ہمارا بنیادی عقیدہ ہے۔ ہم نہ اپنے نبی کی عصمت و حرمت پر حملہ برداشت کریں گے، نہ عیسیٰ کی، نہ موسیٰ کی، نہ کل انبیاء علیہم السلام کی۔ ہم مسلمان ہیں۔ آخری امت ہیں۔ ہماری ڈیوٹی ہے سارے نبیوں کی عزت اور ساری کتابوں کی عزت وحفاظت کی كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ۔ سارے انبیاء اور نوح علیہم السلام ہدایت پر اور راہ حق پر تھے۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ٥ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ ٥ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ٥ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (سورۃ الانعام 87-84)



ترجمہ: اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو، اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس، یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔ اور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو، اور ان سب کو

کذاب دجال آئیں گے، جو بڑے ہی جھوٹے ہوں گے، ہر کوئی دعویٰ یہ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ سن لو! لانبی بعدی۔ آسمان میں رب رحمٰن نے مجھ محمد (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا۔ (ابوداؤد)

افسوس کہ صحابہؓ تو ختم نبوۃ کی محبت میں جھوٹے کذاب مدعی نبوت کو تلوار اور برچھی کے وار سے گراتے رہے اور ہمارے ارکان اسمبلی نام نہاد نمائندے ختم نبوت

جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ صحابہ کے ہاں ختم نبوت کی یہ اہمیت تھی۔ ایسے جھوٹے مدعی نبوت کے لئے تمام صحابہ کا فیصلہ تھا کہ اسے قتل کردیا جائے۔ خالدؓ بن ولید کا عمل اقتلوہ صحابہؓ کا عمل اقتلوہ، ابوبکرؓ کا فیصلہ اقتلوہ تھا۔

صحابہؓ نے مسیلمہ کو کذاب کہا اور قتل کیا اور ہم مسکین اور عاشقان رسول بنتے ہیں، ہمارے ملکوں میں ہماری اسمبلیاں عقیدہ ختم نبوت میں ڈنڈی مار رہی ہیں، چوری کرتی ہیں، اس کی باڑ کو کاٹنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس کے تحفظ کے لئے لگائے گئے بیریئر، حلف، قسم کو ہٹانے کی کوششیں کرتی ہیں، ارکان اسمبلی جو حلف اٹھا کر نبی کریم ﷺ کے آخری نبیؐ ہونے کا اعلان کرتے تھے، نئی ترمیم میں بڑی عالمی، گہری اور باریک سازش کے تحت حلف کی

☆......سورہ بقرہ کی ابتداء میں ہی ختم نبوت کا سبق اللہ تعالیٰ نے دے دیا کہ ”ایمان والے وہ ہیں کہ جو محمد ﷺ تیری طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا، اس پر ایمان لاتے ہیں“۔ یہ کہیں نہیں کہا کہ جو آپؐ کے بعد نازل ہوگا، اس پر بھی مومن ایمان لائیں گے، گویا آپ ﷺ کے بعد وحی کا تصور ہی نہیں۔

میں دراڑیں ڈال رہے ہیں۔ بعد میں جب سازش آشکار ہوئی تو انہوں نے فوراً پرانی شق بحال کردی ورنہ ان کو

جہانوں پر فضیلت دی۔ اور ان کے باپ دادا اور ان کی اولادوں اور ان کے بھائیوں میں سے بعض کو بھی اور ہم

☆......ختم نبوت کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے انتہائی نامساعد حالات میں بھی جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کئے اور دیگر مرتدین اور جھوٹے مدعیان نبوت کا بھی صفایا کر ڈالا۔

حضرت موسیٰ کے محافظ ہم ہیں' اللہ کی قسم عیسائیو! ہم ہیں مریم علیہا السلام' ام عیسیٰ کے محافظ۔ او عیسائیو! یہودیو اتم نے جب اماں جی مریم علیہا السلام پر تہمت لگائی اور کہا تھا یا مریم! کہاں سے لائی ہو یہ بچہ' ارے ویٹیکن کے گونگے بہرے پادری' تو جن کی غلامی کرتا ہے' ان یہودیوں نے اماں جی مریم پر تہمت لگائی تو اللہ کی قسم! محمدؐ پاک نے قرآن کی آیتوں سے بول کر وہ تہمت مریم علیہا السلام سے دور فرمائی تھی۔ ظالمو! کس دھوکے میں آ کر تم عصمت محمدؐ پاک پر زخم لگاتے ہو' حملے کرتے ہو' سازشیں کرتے ہو' یاد رکھو! آج کی سیاست کا گند ہے کہ عقیدے کو کوئی اہمیت نہ دیں تا کہ اسمبلیوں والے ڈالروں کی بوریاں سمیٹنے بھاگ بھاگ کر امریکہ' لندن جائیں' جیسے کتا' چھاری سے چھوٹتا ہے تو سیدھا بھینس گائے کے تھنوں پر منہ مارتا ہے' یہ اسلام سے بھاگتے ہیں تو لندنوں کو جا جا کر منہ مارتے ہیں۔ ان کی اماں ابا وہ ہیں' اس لئے یہ سارے کئے وچھے ادھر ہی جاتے ہیں۔ ان کے مصدر اقتدار امریکہ اور انگلستان ہیں' وہ ان کو کہتے ہیں عقیدہ ختم نبوت نرم کرو۔ 295c کو توڑو۔ عقیدے کی عبارت سے حلف نکالو۔ کاش یہ نبی کا کلمہ پڑھنے والے کچھ شرم کریں۔ وہ وقت یاد کریں جب پیاس سے حلق میں کانٹے ہوں گے' سورج سوا نیزے پر ہوگا۔ پانی کی شدید طلب ہوگی تو پانی ایک جگہ سے ہی ملے گا۔ حوض کوثر پر سید الانبیاء محمد پاک ﷺ ہوں گے' اس وقت کس منہ سے آپ ﷺ کے سامنے جائیں گے۔

اللہ کے واسطے! اسمبلیوں والو! عقائد میں دخل نہ دو' امانت و دیانت میں شرارت نہ کرو' اس ملک کی اسلامیت پر تجارت نہ کرو' کشمیریوں کی مدد پر ہندوؤں سے ساز باز نہ کرو۔ افغانستان کے دفاع پر امریکہ وانگلینڈ سے دلالیاں نہ کرو۔ پاکستان کسی تیز بلے یا شیر کا نہیں' اللہ کی قسم! یہ ملک محمد پاک ﷺ کا ملک ہے۔ اے محمد پاک ﷺ کی ملکیت سے لے کر اللہ کے دشمنوں کی ملکیت میں نہ دو۔ وطن عزیز سے چھیڑ چھاڑ بند کرو۔...... یہ کھلواڑ چھوڑ دو۔ اس کا آپ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا' نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

وما علینا الا البلاغ

بقیہ — ختم نبوت اور حدیث

☆......نبی مکرمؐ نے فرمایا' بے شک میری امت میں تیس بڑے بڑے جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیینؐ ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا' اسے خوب آراستہ و پیراستہ کر کے مکمل کر دیا' صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہونا شروع ہوئے اور تعجب کرنے اور کہنے لگے: اگر یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ رہتی تو کیسا اچھا ہوتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح البخاری' حدیث 3535)

اور صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ ﷺ

میں نے آ کر انبیاء علیہم السلام (کے سلسلے) کو ختم کر دیا۔ (صحیح مسلم حدیث 2287)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قصر نبوت مکمل ہو چکا ہے۔ اب کسی قسم کی اینٹ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

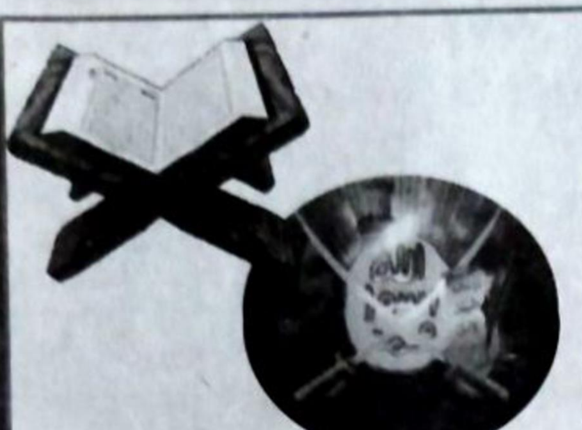
6۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ قَالَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ قَالَ قَالَ وَلٰكِنْ الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے' تو میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بات لوگوں پر بہت گراں گزری تو آپؐ نے فرمایا: لیکن مبشرات ہوں گی۔ انہوں نے کہا: مبشرات کیا ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان شخص کا خواب اور یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

(مسند احمد 267/3 مستدرك الحاكم 391/4 و سنده صحيح. ترمذی 2272 اتحاف المهرة 330,329/2)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبوت اور رسالت دونوں ختم ہوگئی ہیں۔ اب قیامت تک نہ تو کوئی رسول آ سکتا ہے اور نہ کوئی نبی ہی آ سکتا ہے۔

ان تمام احادیث میں اثبات ختم نبوت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اب جس کے دل میں ایمان کا جزو ہے تو وہ ان احادیث رسول کو پڑھ کر مرزائیت سے تائب ہو جائے گا۔ اگر ایمان نہیں تو پھر جتنے مرضی دلائل پیش کر دیں' وہ بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہیں۔ اللہ مجھے اور تمام اہل حق کو عقیدہ ختم نبوت پر زندہ رکھے۔ آمین



ختمِ نبوّت اور قرآن

ختمِ نبوت

علی حماد فاروق

قرآن مجید پر گہری نظر ڈالنے سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ نبی ﷺ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام پر نازل شدہ کتابوں کا تذکرہ فرمایا ہے مگر کہیں بھی خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی کتاب اور نبوت کا کوئی تذکرہ نہیں فرمایا' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

(البقرہ:4)

''اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں' اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی اور آپ ﷺ سے پہلے نازل شدہ وحی الٰہی پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اس میں ''بَعْدَكَ'' کا تذکرہ نہیں ہے۔ اگر اللہ کے رسول محمد ﷺ کے بعد کسی پر وحی نازل ہونا ہوتی تو قرآن مجید میں اس کا بیان یا اشارہ ہوتا۔ قادیانی جہلاء یہاں لفظ ''آخرت'' سے ''بعد میں آنے والی وحی'' مراد لیتے ہیں' حالانکہ جھوٹے مرزا قادیانی نے بھی اس کا ترجمہ ''قیامت کی گھڑی'' کیا ہے۔

دیکھیے: (اخبار الحکم: 8 / 34 ,35) یہ لفظ ''آخِرَة'' قرآن مجید میں تقریباً پچاس مرتبہ مذکورہ ہے اور ہر جگہ اس کا معنی قیامت ہی لیا گیا ہے۔ پھر قرآن نے ایک اور مقام پر اسی بات کو لفظ آخرت کے بغیر یوں فرمایا:

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (النساء:162)

''لیکن ان میں سے وہ لوگ جو علم میں پختہ ہیں اور جو مؤمن ہیں' وہ اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور جو نماز ادا کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہیں' یہ لوگ ہیں جنہیں ہم عنقریب بہت بڑا اجر عطا کریں گے۔''

اس آیت میں تو کوئی اور ایسا اشارہ کنایہ بھی موجود نہیں جس سے لفظ ''آخر'' سے کوئی استدلال کیا جا سکے۔ اسی طرح کا مضمون سورہ نساء ہی میں ایک اور جگہ موجود ہے' فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ. (النساء:60)

''کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے' اس پر ان کا ایمان ہے۔''

ان دونوں آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ وحی جو آپ ﷺ سے پہلے اتری' اگر آپ ﷺ کے بعد اس کا کوئی تصور ہوتا تو جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک رسول کی خوشخبری دینے والے ہیں تو قرآن ایسی بات کا واضح اور علی الاعلان تذکرہ کرتا مگر ایسی کوئی بات ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔

قرآن کریم کے حوالے سے مسئلہ ختم نبوت اس انداز سے بھی واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے ان انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ جمع کے صیغے سے فرمایا جن کے بعد زیادہ انبیاء علیہم السلام کا آنا مقدر تھا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا......

(الحدید:27,26)

''اور بے شک ہم نے نوح اور ابراہیم کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی' تو ان میں سے کچھ تو ہدایت یافتہ ہوئے اور ان میں سے اکثر نافرمان رہے۔ ان کے بعد پھر بھی ہم اپنے رسولوں کو پے در پے بھیجتے رہے......''

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ. (البقرہ:87)

''اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بعد مسلسل رسول بھیجے''

لیکن جہاں اکیلے نبی نے آنا تھا' وہاں واحد کا صیغہ استعمال فرمایا' جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ نے آنا تھا' اس لیے صیغہ بھی

☆......قرآن کریم میں ختم نبوت کی واضح ترین دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

''(لوگو!) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین (تمام نبیوں (کے سلسلے) کو ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز کو (بخوبی) جاننے والا ہے۔'' (الاحزاب:40)

ویسا ہی استعمال کیا گیا۔ ارشاد باری ہے:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصف:6)

''اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں' (خود سے) پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور میں اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی تمہیں خوشخبری دینے والا ہوں جن کا نام احمد ہے.....''

قرآن کے اسلوب بیان سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک ہی پیغمبر آنے کی گنجائش تھی اور وہ رونق افروز ہوچکا ہے' جس کا تذکرہ اسی آیت کے اگلے حصے میں یوں ہے:

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ o(الصف:6)

''پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لایا تو یہ کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔''

نزول قرآن کے وقت یہ بات صیغۂ ماضی میں اسی لیے بیان کی گئی کہ وہ نبی تو آچکا ہے۔ اس کی دلیل ایک حدیث میں بھی ملتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبُشْرَى عِيسَى (مسند احمد:161/5)

''میں اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا کا نتیجہ ہوں اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی خوشخبری ہوں۔''

مذکورہ آیت کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی کا آنا صرف اکیلے نبی اور آخری نبی ﷺ کے لیے مذکور ہے۔ اس کی دلیل تورات وانجیل میں بھی ملتی ہے۔ تورات میں موسیٰ علیہ السلام نے نبی ﷺ کی خوشخبری دی۔ اس کے علاوہ اس میں ذکر ہے کہ بنی اسرائیل کو مختلف انبیاء علیہم السلام کے ظہور کا انتظار تھا۔ تورات اور انجیل میں چاہے جتنی بھی تبدیلی اور تحریف کی جاچکی ہے مگر یہ بات آج بھی موجود ہے کہ انہیں عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے علاوہ ایک اور نبی (نبی رحمت ﷺ) کا انتظار تھا۔ اس کی مکمل تفصیل جاننے کے لیے دیکھئے (''اظہار الحق'' رحمت اللہ کیرانوی) اس بحث کو مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اسی آیت کی تشریح میں مختصر اور مولانا مودودیؒ نے مفصل بیان کیا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ختم نبوت کے بارے میں واضح ترین نص قرآن مندرجہ ذیل آیت ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا o(الاحزاب:40)

☆......تمام مفسرین اور علمائے لغت عربی کا اس بات پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی یا انبیاء کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں۔

''(لوگو!) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین (تمام نبیوں (کے سلسلے) کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کو (بخوبی) جاننے والا ہے۔''

اس آیت سے غلط استدلال کرکے نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں نے اپنی راہ نکالی ہے حالانکہ یہ آیت حقیقت میں اسی ڈاکے کی ہر طرح نفی کرتی ہے۔ اس کی تشریح کچھ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مشرکین کی طرف سے کیے گئے ان تمام اعتراضات کی جڑ کاٹ کر رکھ دی جو نبی ﷺ پر مخالفین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے وقت کررہے تھے۔ (زید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے اور عرب میں منہ بولے بیٹے کی حیثیت اصل بیٹے کے برابر تھی اور اس کی مطلقہ یا بیوہ سے شادی بھی حرام تھی تو اس جاہلی رسم کے خاتمے کے لیے قرآن میں) سب سے پہلے زید بن محمد ﷺ کی نفی کردی گئی کہ آج کے بعد وہ زید بن حارثہ ہیں' پھر یہ بات باور کرائی گئی کہ آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کی مطلقہ زینب بنت جحشؓ سے شادی عرب کی بری رسم کے خاتمے کے لیے کی تھی اور بحیثیت رسول کی تھی۔ اگر رسول اللہ ﷺ جیسی ہستی بھی اس منحوس رسم ''منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی نہ کرنا'' کا عملاً خاتمہ نہ کرتی تو پھر اس زمین پر اور کوئی یہ اقدام نہ کرسکتا تھا کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آسکتا۔ پھر یہ سب کچھ اللہ بخوبی جانتا ہے۔ پچھلے سیاق سے یہ تشریح واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت نہیں ہے۔ اگر کوئی جھوٹا دعویدار پیدا ہوتا ہے تو وہ جتنی بھی تاویلیں کرے' اس اصولی اور بنیادی موقف کی بنا پر اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اس آیت کے سیاق وسباق کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خاتم النبیین کے بعد سلسلۂ نبوت کو ختم کردینا ہی ضروری ہے۔ یہ صرف سیاق کا تقاضا نہیں بلکہ لغت عرب بھی اسی معنی کا تقاضا کرتی ہے۔

لغت میں لفظ ''ختم'' مہر لگانے' بند کرنے' آخر تک پہنچانے اور کسی کام کو پورا کرکے فارغ ہوجانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پہلے پارے میں اسے یوں بیان فرمایا ہے:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ. (البقرہ:7)

''اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے''

دوسرے مقام پر اسے صرف مہر (مصدری) کے معنی میں بھی استعمال کیا گیا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ o خِتَامُهُ مِسْكٌ (المطففین:26,25)

''وہ مہر لگی ہوئی (خالص) شراب میں سے پلائے جائیں گے اس کی مہر کستوری ہوگی۔''

اسی طرح سورہ انعام:64' جاثیہ:23' شوریٰ:24 اور یٰسین:5 6 میں بھی یہی مادہ (خَتَمَ) استعمال ہوا ہے۔

جھوٹی نبوت کا دعویدار خود قادیانی بھی اس آیت کا ترجمہ یوں کرتا ہے:

''محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ (ﷺ) ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا''

(ازالہ اوہام:614/4)

شیخ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادیؒ فرماتے ہیں: ''ہر چیز کا آخری خاتم ہے'' اس طرح امام زبیدیؒ فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ کے ناموں میں خاتم اور خاتِم ہے اور یہ اس لیے ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کی آمد سے نبوت ختم کردی گئی۔'' جوہری ''الصحاح'' میں رقم طراز ہیں:

''خاتمۃ الشیء کا مطلب ہے کسی چیز کا آخر اور نبی اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔''

ابن فارس ''معجم مقاییس اللغۃ'' میں فرماتے ہیں: ''ختم کا معنی یہ ہے کہ کوئی چیز اپنی آخر کو پہنچ جائے یعنی اپنے اختتام یا انجام کو پہنچ جائے جیسا کہ نبی ﷺ خاتم الانبیاء

ہیں۔"(معجم مقاییس اللغۃ: 245/2)

معروف لغت دان ابوالبقاء فرماتے ہیں:" ہمارے نبی ﷺ کو"خاتم الانبیاء" اس لیے کہا گیا کہ "خاتم" قوم میں سب سے آخری کو کہتے ہیں اور آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔"اب ترجمہ بھی انہی کے قول کے مطابق یوں کیا جائے:"محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔"

امام ازھری اپنی کتاب "التھذیب" میں لکھتے ہیں:"خاتم" اور"خاتَم" نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے مبارک نام ہیں اور قرآن میں یہ نام"خاتم النبیین" ہے کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔"

مجمع البحار کا مصنف یوں اس کی وضاحت کرتا ہے:"خاتم اور خاتَم یہ دونوں نبی ﷺ کے نام ہیں۔اگر فتحہ"(یعنی زبر) ہو تو یہ اسم ہوگا' بمعنی آخری کے اور اگر کسرہ (یعنی زیر) ہو تو یہ اسم فاعل ہوگا' بمعنی ختم کرنے والے کے۔"

امام راغب اصفہانی "نے فرمایا:"نبی ﷺ کو خاتم النبیین "فرمانے کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی آمد سے سلسلہ نبوت مکمل کر دیا۔"

مفسرین میں ابوحیان اور امام نسفی"فرماتے ہیں کہ "خاتم" کو کسرہ (زیر) کے ساتھ پڑھیں تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کو ختم کر دیا اور اگر "خاتم" کو فتحہ (زبر) کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا معنی ہوگا کہ آپ کے آنے کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام ختم کر دیے گئے۔امام قرطبی (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں:"صرف امام عاصم نے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کا معنی بھی یہ ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی وجہ سے ختم کر دیے گئے اور اگر کسرہ سے پڑھیں' جیسا کہ جمہور پڑھتے ہیں تو اس کا معنی ہوگا کہ آپ نے انبیاء علیہم السلام کو ختم کر دیا' آپ ﷺ ان کے آخر میں تشریف لائے۔"

(البحر المحیط: 4 / 6 3 2 ومدارک التنزیل: 371/3 وتفسیر قرطبی: 196/4)

اسی بناء پر اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کیے ہیں۔عربی لغت' محاورے' زبان و بیان اور کسی بھی اعتبار سے اس لفظ کے ذریعے لفظی ڈاکہ ڈالنا قطعی تحریف اور سراسر باطل ہے۔قرآن کے علاوہ احادیث' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال' تابعین' تبع تابعین' محدثین عظام اور علمائے امت کا اس بات پر دلائل کی روشنی میں اجماع ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔دھوکہ دہی کے لیے اپنے آپ کو مسیح موعود کہلوانے اور حق پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے انکار ختم نبوت کی راہ نکالنے کی کوئی بھی ایسی گنجائش نہیں نکالی جا سکتی۔

عالم عرب میں جیسے ہی طلوع اسلام ہوا تو اسلام دشمن لوگوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی' جہاں انہوں نے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کیا اور مال و جاہ کے لالچ کا دباؤ ڈالا وہاں پر وہ مسلمانوں کے

کے درمیان وقفے (یعنی فترۃ) کے لیے ہوتی تھیں' شریعت کے احکام بھی ضرورت کے مطابق تھے اور ان میں تدریج کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا تھا مگر آخری رسالت کامل اصول لے کر آئی جن کے فروغ کو ہر زمانے پر منطبق کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔یہ شریعت تمام انسانوں کے لیے ہے۔کائناتی اور عالمگیر رسول آ جانے کے بعد کسی قومی' ملکی' وقتی' عارضی اور لسانی شریعت و رسالت کی ضرورت ختم ہوگئی۔

☆...... معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی نبوت کا سورج تا قیامت چمکتا و دمکتا رہے گا۔

عقیدے میں قدغن بھی لگانے لگے۔جھوٹی نبوت کا یہ سلسلہ ابن صیاد مدنی' اسود عنسی' طلیحہ اسدی اور مسیلمہ کذاب سے شروع ہوا اور محمد احمد مہدی سوڈانی' بہاء اللہ نوری سے ہوتا ہوا مرزا غلام احمد قادیانی اور یوسف کذاب تک آ پہنچتا ہے اور پتا نہیں قیامت تک شیطان کی اولاد میں سے کتنے لوگوں کے حصے میں اللہ پر افتراء کی یہ لعنت ابھی باقی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا مقصد کسی خاندان' قوم' علاقے یا ملک کی ہدایت و رہنمائی ہوتا ہے۔تقریباً تمام انبیاء علیہم السلام مخصوص علاقے اور قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بعد نبوت انہی کی نسل میں چلتی رہی اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت بھی انہی کے خاندان ہی میں ہے۔آپ ﷺ کی نبوت کا خاصہ یہی ہے کہ آپ ﷺ کی رسالت عالمگیر ہے۔قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا.(الاعراف: 158)

"کہہ دو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔"

یہ آیت ببانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ آپ سب کی طرف رسول ہیں۔یعنی ساری کائنات میں کوئی بھی قوم' کوئی بھی قبیلہ' کوئی بھی ذات' نسل' علاقہ ہو' حضرت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت ان پر سایہ فگن ہے۔یہ ایسی رسالت و نبوت ہے جو کسی قوم' ملک اور نسل کے ساتھ تخصیص نہیں رکھتی۔اس سے پہلے کی رسالتیں وقتی' عارضی' قومی' ملکی' لسانی اور محدود تھیں' یہ رسالتیں دو رسولوں

یہ رسالت اور اس کی دعوت صرف قریش مکہ کو پیش نظر رکھ کر نہیں تھی بلکہ یہ پہلے قریشی عوام' پھر غیر قریشی اور غیر مکی عوام سے ہوتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچی اور مدینہ سے آہستہ آہستہ سارے عرب' پھر عجم اور کل کائنات تک پھیلائی گئی۔اس شریعت میں اتنی لچک اور اس کے اصول اتنے مضبوط اور کارآمد ہیں کہ کرۂ ارض کے کسی بھی کونے میں ان پر عمل پیرا ہونا مشکل نہیں ہے۔

یہ نبوت پوری کائنات کو جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر دن کے اجالے کی طرح نور اور روشنی مہیا کرتی ہے اور تمام وقتی' عارضی' ملکی اور لسانی شریعتیں اس شریعت میں مدغم ہو کر پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتی ہیں۔لہٰذا ایسی نبوت اور شریعت کے ہوتے ہوئے کسی نئی نبوت اور شریعت کی ضرورت نہیں تھی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

(المائدہ: 3)

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین چن لیا۔"

(یہ آیت بھی ختم نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے کہ اب نہ کسی نئے دین کی ضرورت ہے نہ نئے نبی کی۔ادارہ)

واقعہ معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور قیامت تک کے لیے آپ ﷺ کی نبوت کا سورج چمکتا رہے گا اور اس سورج سے روشنی تو لی جا سکتی ہے مگر اس سے نیا سورج یا چاند نہیں بنایا جا سکتا۔



ختمِ نبوت اور حدیث

ابومعاویہ منشا سلفی ﷾

ختمِ نبوت

آج کے پرفتن حالات میں بہت سے فتنے رونما ہوئے ہیں جن سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ ان فتنوں میں سے ایک قادیانیت کا فتنہ ہے۔ دراصل یہ فتنے قرآن وسنت کو سمجھ کر عمل نہ کرنے کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ سب گمراہ فرقے قرآن وسنت سے دوری کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اگر قرآن وسنت کو سینے سے لگایا ہوتا تو یہ فتنے وجود میں نہ آتے۔ بہر حال فتنہ مرزائیت کی تردید اور ختم نبوت کا اثبات ہم حدیث وسنت کی روشنی میں کریں گے۔

1۔ امام المحدثین سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

بنی اسرائیل کی حکومت ان کے انبیاء چلاتے تھے۔ جب کسی نبیؑ کی وفات ہوجاتی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبیؑ کو اس کے بعد بھیج دیتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح البخاری 491/1 ح 3466 و صحیح مسلم 126/2 ح 1842 مسند احمد 278/5 مصنف ابن ابی شیبہ 458/11)

2۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ

سیدنا جبیر بن مطعم ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں: محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ میرے ذریعے سے کفر کو مٹائے گا، میں حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے بعد اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

(صحیح البخاری 501/1 ح 2532 و صحیح مسلم 261/2 ح 2354 ومسند احمد: 81/4 ح 16648، الموسوعة الحديثية 312/27)

3۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ

> ☆......ختم نبوت ورسالت کی واضح احادیث ہمارے سامنے ہیں۔ اب جس کے دل میں ایمان کا جزو ہے تو وہ ان احادیث رسول کو پڑھ کر مرزائیت سے تائب ہوجائے گا۔ اگر دل پر ہی مہر لگ گئی ہو تو پھر جتنے مرضی دلائل پیش کرلیں، وہ بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔

كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

اور بے شک میری امت میں تیس بڑے بڑے جھوٹے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (سنن ابی داؤد 288/2، ح 4252 جامع الترمذی 2219 وسندہ صحیح)

4۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ

سیدنا جابر بن عبداللہ ﷠ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور یہ بات میں از راہ فخر نہیں کہتا، میں خاتم النبیین ہوں اور یہ از راہ فخر نہیں کہتا اور سب سے پہلے میں سفارش کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی اور میں یہ بات از راہ فخر نہیں کہتا۔

(مسند دارمی 197/1، ح 50 مطبوع ریاض ۔ دلائل النبوة 380/5 المعجم الاوسط للطبرانی: 142/1 ح 172 مجمع الزوائد 2548 مسند صحیح)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اب قیامت تک کے لئے یہ اعزازات وانعامات مرحمت فرمائے اور وعدہ فرمایا مگر مجھے ان میں سے کسی پر بھی تکبر اور فخر نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص عطیات ہیں۔

5۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ (صحیح بخاری 501/1 ح 3534 صحیح مسلم 2287)

باقی صفحہ 10 پر

ختم نبوت پر ناپاک حملہ اور امت کی بیداری

بہت سے قادیانی غیر مسلموں کو مسلمان کرنے والے اسلامی سکالر' سابق قادیانی عرفان محمود برق کے قلم سے

ختم نبوت

عرفان محمود برق

پرانے وقتوں میں اگر کسی شخص کو سکتہ ہو جاتا تو اُس کے گھر والے اور عزیز و اقارب یہ خیال کر بیٹھتے کہ وہ شخص اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا ہے' چنانچہ سب اس کے کفن دفن میں مصروف ہو جاتے۔ ایسا اس لیے ہوتا کہ اس وقت سکتے کی تشخیص کا کوئی طریقہ کار وضع نہیں تھا۔ سکتے کے دورے کا مریض جسے مردہ خیال کر لیا جاتا' اُس کی سانسیں اتنی آہستگی سے چل رہی ہوتی تھیں کہ جس کا کسی کو بھی احساس نہ ہو پاتا۔ کئی بار ایسا ہوتا کہ جب غسل کے وقت اُس کے بدن پر پانی ڈالا جاتا تو وہ اٹھ بیٹھتا یا چارپائی پر لاد کر جب قبرستان لے جا رہے ہوتے تو ہلکے جھٹکوں سے سکتے کی کیفیت سے نکل آتا لیکن کئی بار ایسا بھی ہوتا ہوگا کہ جب آنکھ کھلتی ہوگی تب تک وہ قبر کی لحد میں اتر چکا ہوتا اور وہیں دم گھٹنے سے مر جاتا ہوگا۔

اس مسئلے کے حل کے لیے اس دور کے حکماء کا ایک بورڈ بیٹھا' جنھوں نے سکتے کی تشخیص کے لیے بہت سوچ و بچار کے بعد یہ راہ نکالی کہ اگر کسی کے بارے میں شک ہو کہ اُسے سکتہ ہے' مرا نہیں تو ایک شفاف آئینہ لے کر اُس شخص کا منہ کھول کر اس کے ہونٹوں پر رکھ دیا جائے' اگر تو کچھ منٹوں بعد اُس شیشے پر اس شخص کی سانسوں کی ہلکی سی دھندلاہٹ اور نمی آ جائے تو سمجھا جائے کہ اُسے سکتہ ہے' مرا نہیں لیکن اگر نمی یا دھندلاہٹ نمودار نہ ہو تو پھر اُسے مردہ خیال کیا جائے۔

آج کے اس مادہ پرستی کے ماحول میں جہاں جہالت' غربت' افلاس' ظلم' زیادتی' ناچاری' حقوق کی پامالی' فحاشی اور آوارگی کی ڈائن ہر سو اپنے بال بکھیرے نظر آتی ہے' انسانیت نوحہ کناں اور حیوانیت ننگا ناچ ناچ رہی ہے' عدل بانجھ ہو چکا ہے اور ظلم بچے جَن رہا ہے' اخلاقی قدریں آخری سانس لے رہی ہیں' عالم کفر کی طاقتیں اسلام پر ٹوٹ پڑی ہیں' پوری دنیا سے اسلام اور اہل اسلام کو مٹانے کا نقارہ بج چکا ہے' باری باری کسی ایک اسلامی ملک کو نشانہ بنا کر لاکھوں مسلمانوں کو موت کی نیند سلایا جا رہا ہے' مسلمان کے گھروں میں فرنگی اور ہندو رسم و رواج داخل ہو چکا ہے' اسلامی غیرت و حمیت کا گلا خود مسلمانوں کے ہاتھوں سے دبوایا جا رہا ہے' غرضیکہ اسلامی معاشرہ سکتے کی کیفیت سے دوچار ہے۔

اس خطرناک صورتحال میں طاغوتی طاقتوں' عالم کفر اور شیطان کے چیلوں نے ضمیر فروش' ایمان فروش' عاقبت نا اندیش حکمرانوں اور لادین سیکولر طبقے کے ذریعے سے مسلمان کا آخری ٹیسٹ کرنا چاہا ہے کہ کون سا مسلمان مر چکا ہے اور کون سکتے کی کیفیت میں ہے۔ یعنی زندہ ہے اور وہ ٹیسٹ یہ ہے کہ مسلمان کا منہ کھول کر...... ناموس رسالت ﷺ' ختم نبوت اور محبت رسول ﷺ کا شفاف آئینہ اس کے ہونٹوں پر رکھ دیا جائے۔ اگر تو شیشے پر نمی نمودار ہو جائے' شیشہ دھندلا ہو جائے تو مسلمان زندہ ہے' بیدار ہے' ورنہ مر چکا ہے' اس کا ایمان لٹ چکا ہے' یعنی اگر مسلمان ختم نبوت و ناموس رسالت ﷺ پر حملہ ہونے کے باوجود بھی اپنا کردار ادا نہیں کرتا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ اس کا ایمان بھی داغ مفارقت دے چکا ہے۔

اس حقیقت کا علمی ثبوت چند دن قبل قومی اسمبلی میں منظور شدہ ایک ترمیم کی صورت میں سامنے آیا کہ موجودہ حکومت نے ایک گہری سازش کے تحت نواز شریف کو بچانے اور پارٹی صدر بنانے کی آڑ لے کر انتخابی اصلاحات کے بل 2017ء کے حکم نامے میں ختم نبوت کے حوالے سے ترمیم کر دی۔ اس ترمیم کی تیاری میں اتنی راز داری برتی گئی کہ بعض لیگی رہنماؤں کو بھی اس کا علم نہ ہو سکا۔ اس ترمیم کے تحت مسلم امیدواروں کے لیے ختم نبوت کے ''حلف نامے'' کے الفاظ تبدیل کر کے انہیں ''اقرار نامے'' میں تبدیل کر دیا گیا' جس کے بعد کوئی قادیانی یا ختم نبوت کا منکر بھی مسلم نشستوں پر الیکشن لڑ سکتا تھا۔ حلف نامے میں ختم نبوت کی شق کو غیر مؤثر کرنے کے بعد اگلا ٹارگٹ اسے مکمل طور پر حذف کرنا تھا۔

وفاقی وزیر قانون زاہد حامد نے کسی بھی مرحلے پر یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ ختم نبوت کے حلف نامے کی ترجیح تبدیل کر کے اسے محض اقرار نامے کی شکل دے رہا ہے۔ زاہد حامد کمیٹیوں کے اجلاس میں ایسے ایشوز پر بحث کرتا ہے' جن میں لوگوں کی دلچسپی زیادہ ہوتی ہے لیکن اُس نے حلف نامے کو اقرار نامے میں تبدیل کرنے اور ختم نبوت کے حلف کی ترجیح تبدیل کرنے کی جانب اشارہ بھی نہیں کیا۔ اصل میں یہ اسی خطرناک ایجنڈے کا حصہ تھا جو وزیر خارجہ خواجہ آصف امریکہ سے لے کر آئے' وہ وہاں وعدہ کر چکے ہیں کہ پاکستان کو بنگلہ دیش کی طرح سیکولر ملک بنائیں گے۔

اسی کی ایک کڑی تھی کہ قادیانی غداروں کو پاکستان کے انتخابی عمل میں شریک کرنے کے لیے ختم نبوت کے حلف نامے کی آئینی حیثیت ختم کر دی جائے۔ اس گھناؤنی سازش کے چہرے سے مزید نقاب تب سرکا جب اس سانحہ کے فوراً بعد وزیر خارجہ خواجہ آصف 3 روزہ امریکی دورے پر روانہ ہو گئے جہاں اُس کی ملاقات امریکہ میں قادیانیوں کے نائب صدر ظہیر باجوہ کے ساتھ بھی ہوئی جس کی تصویریں قادیانیوں نے انٹرنیٹ پر جاری کر کے پھیلا دی ہیں۔

ربوہ ٹائمز کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر ان تصاویر کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ ''پاک امریکہ تعلقات پر مذاکرے کے دوران

> ☆......خواجہ آصف نے اپنے تین روزہ امریکی دورہ میں امریکہ میں قادیانیوں کے نائب صدر ظہیر باجوہ کے ساتھ بھی ملاقات کی جس کی تصویریں بھی قادیانی انٹرنیٹ نے پھیلائیں۔

باقی صفحہ 60 پر



پاکستان کے خلاف قادیانی سازشوں کی تاریخ......

ایک تحقیق آفرین جائزہ

ختم نبوت

محمد متین خالد

قادیانیت، مذہب کے لبادے میں اسلام دشمن طاقتوں کی آلہ کار سیاسی تحریک ہے جس کا مقصد اسلام اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو منہدم کرنا ہے۔ یہ فتنہ انگریز کا جاسوس اور ملت اسلامیہ کے لیے ناسور ہے۔ بقول آغا شورش کاشمیریؒ، ''قادیانیت، عجمی اسرائیل ہے''۔ اس کا ہر قدم اسلام کے خلاف، اس کا ہر فیصلہ ملت اسلامیہ کے برعکس اور اس کی ہر تدبیر پاکستان سے بغاوت ہے۔ یہ ایک ایسی خطرناک جماعت ہے جو اپنے بیرونی آقاؤں کے مخصوص مفادات کے لیے کام کرتی ہے۔ قادیانیت کی تاریخ، عالم اسلام سے غداری، مسلمان ممالک کے خلاف سازشوں اور ملت اسلامیہ کی مصیبتوں پر جشن منانے سے عبارت ہے۔

☆......اصل تو یہ ہے کہ ہم نہ تو انگریز کی حکومت چاہتے ہیں اور نہ ہندوؤں کی، ہم تو احمدیت (مرزائیوں) کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

روزنامہ الفضل 14 فروری 1922 قادیانی خلیفہ مرزا محمود کا بیان

7 ستمبر 1974ء بلاشبہ عالم اسلام بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے لیے ایک یادگار دن کی حیثیت رکھتا ہے، جب پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ کیا تھا۔ اس سے قبل مکہ مکرمہ میں 6 تا 10 اپریل 1974ء کو رابطہ عالم اسلامی کے زیر انتظام ایک اہم کانفرنس ہوئی تھی جس میں دنیا بھر سے 140 تنظیموں اور ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ اس کانفرنس میں یہ متفقہ قرار داد منظور ہوئی تھی کہ: ''قادیانیت، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، چنانچہ اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔'' یہ ایک اہم کام تھا جسے نیک جذبے سے مکمل کیا گیا لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد عالم اسلام نے اپنے آپ کو ان کی ظاہری اور پس پردہ خطرناک سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے فرض سے سبکدوش قرار دے لیا حالانکہ 1974ء کے اس تاریخی فیصلہ کے بعد مسلم تنظیموں خصوصاً اسلامی ممالک کی حکومتوں کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوگیا تھا۔ قادیانیوں کی زیرِ زمین سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا اور اسلامی ملکوں کے خلاف ان کی سازشوں کو ناکام بنانے کا کام جاری رہنا چاہیے تھا لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا اور اس کے سنگین نتائج اب سامنے آرہے ہیں۔

پاکستان بننے کے بعد قادیانیوں نے بالواسطہ طریقوں سے کام لے کر پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کیا اور اس کی خارجہ پالیسی کو ایسی شکل دی جو ان کی اور ان کے سامراجی آقاؤں کی مرضی و منشا کے عین مطابق تھی۔ قادیانی اپنے خلیفہ کے حکم پر پاکستان کو ختم کرنے اور یہاں قادیانی ریاست قائم کرنے کے لیے برابر کوشاں ہیں۔ قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان کے خلاف اس قدر سازشیں ہیں کہ ''سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے۔'' بہر حال صفحات کی کمی کے پیش نظر یہاں قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف بھیانک سازشوں کا مختصراً احاطہ کیا گیا ہے جو محبان پاکستان کے لیے چشم کشا بھی ہیں اور دعوت فکر و عمل بھی۔ آیئے ملاحظہ کریں:

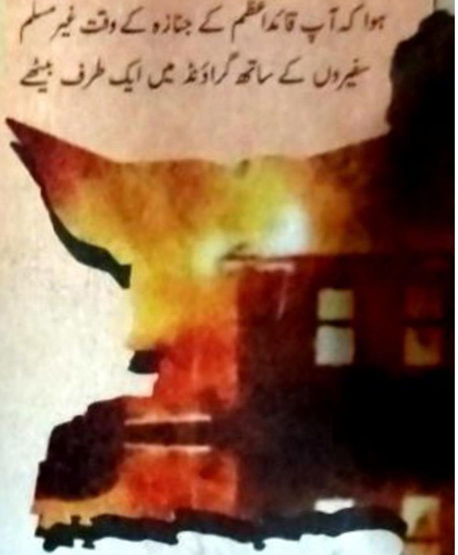
قائداعظم محمد علی جناح اور قادیانی

قائداعظم محمد علی جناح پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی ناپاک سازشوں سے بخوبی آگاہ تھے۔ 1948ء میں کشمیر سے واپسی پر قائداعظم سے سوال کیا گیا: ''قادیانیوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟'' تو آپ نے فرمایا ''میری رائے وہی ہے جو علمائے کرام اور پوری اُمت کی ہے۔'' آپ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ آپ پوری اُمت کی طرح قادیانیوں کو کافر سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں نے آپ کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا اور آپ کی حکومت کو کافر حکومت کہا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے 1948ء میں راجہ صاحب آف محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ ''قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں کی پاکستان سے وفاداریاں مشکوک ہیں۔ میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لیے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔'' (ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل صفحہ 4 تا 6، 12 فروری 1987ء)

بدقسمتی سے کچھ ہی عرصہ بعد قائداعظم رحلت فرما گئے۔ اُن کی وفات سے ساری قوم کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ کے داغِ مفارقت سے ہر شخص یوں دکھائی دیتا تھا جیسے وہ یتیم ہوگیا ہو لیکن اس جانکاہ صدمہ پر بھی قادیانیوں کے رویہ میں کوئی فرق نہ آیا۔ پاکستان کے باشعور شہری جانتے ہیں کہ اس وقت کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں قادیانی نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی اور وہ ایک طرف الگ بیٹھا رہا۔ جب اخبارات اس معاملہ کو

منظر عام پر لائے تو قادیانیوں کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ "چودھری ظفر اللہ خاں پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا نماز جنازہ نہیں پڑھا حالانکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے، لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔" (ٹریکٹ 22 بعنوان احراری علما کی راست گوئی کا نمونہ، ناشر، مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ، صدر انجمن احمدیہ ربوہ، ضلع جھنگ)

ایک اور موقع پر چودھری ظفر اللہ خاں سے سوال ہوا کہ آپ قائداعظم کے جنازہ کے وقت غیر مسلم سفیروں کے ساتھ گراؤنڈ میں ایک طرف بیٹھے



رہے۔ جنازے میں شامل نہ ہونے کی کیا وجہ تھی؟ اس نے جواب دیا: "آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر وزیر یا ایک کافر حکومت کا مسلمان وزیر خیال کرلیں۔" (زمیندار لاہور 8 فروری 1950ء)

☆...... قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی کوششوں سے 1950ء میں تقریباً 40 ممالک میں قادیانیوں کے 126 مشن کام کر رہے تھے۔ ایک اسرائیل میں ہے۔ (اب حیفہ اور کبابیر میں بھی ہیں)

☆...... اللہ تعالیٰ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اس ملک کو تباہ کر دے گا' آپ بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں آپ خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو جائے گا۔ قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کی 1984ء میں لندن میں ہرزہ سرائی

باؤنڈری کمیشن میں قادیانیوں کا موقف اور کشمیر کے خلاف سازش

صاحبزادہ طارق محمود رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب "قادیانیت کا سیاسی تجزیہ" میں لکھتے ہیں:

□ "قادیانی جماعت کی بھرپور مخالفت کے باوجود جب ہندوستان کی تقسیم ناگزیر ہوگئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی۔ کشمیر اپنی تاریخی حیثیت اور جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان کا حصہ ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ پاکستان میں بہنے والے سارے دریاؤں کا منبع اور سرچشمہ کشمیر ہے، بھارت ہمارے دریاؤں کا پانی بند کر کے ہمارے سرسبز کھیتوں اور لہلہاتی فصلوں کو تباہ کر سکتا تھا۔ کشمیر اور پاکستان مذہبی، سیاسی اور ثقافتی نقطۂ نظر سے بھی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم تھے' اس لیے قائداعظم نے فرمایا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ حد بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کر رہا تھا، کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنا اپنا موقف بیان کر رہے تھے۔ مسلم لیگ کی طرف سے سر ظفر اللہ خان قادیانی وکالت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ باؤنڈری کمیشن اس وقت ورطۂ حیرت میں پڑ گیا جب جماعت احمدیہ کی طرف سے الگ میمورنڈم (محضر نامہ) پیش کیا گیا جس میں قادیانی جماعت نے اپنے بانی کے مولد و مرکز قادیان کو ویٹیکن سٹی (Vatican City) قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

قادیانی جماعت کے میمورنڈم میں علیحدہ مذہب، سول و فوجی ملازمین کی مبالغہ آمیز تعداد، کیفیت اور آبادی کی تفصیلات درج ہیں۔ چند برس پہلے حکومت پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب (Partition of the Punjab) جلد 1، صفحہ 428 تا 469 میں قادیانی عرضداشت اور اس کی جملہ تفصیلات موجود ہیں۔

قادیانی جماعت نے ریڈکلف کمیشن کو اپنا نقشہ بھی پیش کیا جس میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا گیا۔ قادیانی جماعت نے یہ نقشہ 1940ء میں تیار کیا تھا۔ حد بندی کمیشن کو الگ میمورنڈم پیش کرنے کا افسوسناک پہلو یہ تھا کہ قادیانی جماعت کا مقتدر ظفر اللہ خان ایک طرف تو کمیشن کے سامنے پاکستان کیس کی وکالت کر رہا تھا جبکہ دوسری طرف اس کی جماعت کی طرف سے الگ میمورنڈم پیش کیا جا رہا تھا۔......

قادیانیوں کا (Vatican City) مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا البتہ باؤنڈری کمیشن نے قادیانیوں کے محضر نامہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم علاقے بھارت میں شامل کر دیے۔ قادیان بھی گورداسپور میں شامل تھا۔ اس طرح نہ صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے گیا بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ میسر آ گئی۔ گورداسپور سے ہی کشمیر کو جانے کا بھارت کو واحد راستہ ملا۔ نتیجتاً کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔"

روزنامہ "مشرق" کے ایک اداریہ سے قادیانی جماعت کے راہنما چوہدری ظفر اللہ خان کے منافقانہ کردار اور خبث باطن کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

□ "بھارت کے مشہور اخبار "ہندوستان ٹائمز" میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش کی قسط وار خودنوشت سوانح عمری چھپ رہی ہے، جس میں انہوں نے پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور عالمی عدالت کے جج سر ظفر اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ 1947ء میں انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کو بیوقوف قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو اس سے ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔" مسٹر سری پرکاش نے مزید لکھا ہے کہ "کچھ عرصہ بعد جب کراچی میں سر ظفر اللہ خان سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے پوچھا کہ اب قائد

اعظم اور پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے تو انہوں نے کہا "میرا جواب اب بھی وہی ہے جو پہلے دن تھا۔" (روزنامہ مشرق لاہور 15 فروری 1964ء)

مسلمانوں کے ملی وجود کے مخالف ہیں۔ قادیانی خلیفہ مرزا محمود کے درج ذیل بیانات قادیانی عزائم کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں:

☆......قادیانی اپنے خلیفہ کی بات سچ ثابت کرنے کے لئے اور حکم کی تکمیل کے لئے پاکستان کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر اپنا فرض ادا کر رہے ہیں تاکہ یہ جلد ختم ہو کر اکھنڈ بھارت بن جائے۔

تقسیم ہند کے وقت مسلمان 51 فیصد تھے، ہندو 49 فیصد، قادیانی 2 فیصد، جب یہ مسلمانوں سے علیحدہ ہوگئے تو مسلمان 51 کی بجائے 49 فیصد ہوگئے۔ اس سے گورداسپور جاتا رہا اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔

معروف مسلم لیگی رہنما جناب میاں امیر الدین نے اپنے ایک انٹرویو میں اس امر کا اعتراف کیا کہ "باؤنڈری کمیشن کے مرحلہ پر سر ظفر اللہ خاں کو مسلم لیگ کا وکیل بنانا مسلم لیگ کی بہت بڑی غلطی تھی۔ اس نے پاکستان کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ پٹھان کوٹ کا علاقہ قادیانی سازش کی بناء پر پاکستان کی بجائے ہندوستان میں شامل ہوا۔" (ہفت روزہ "چٹان" لاہور، جلد 37 شمارہ نمبر 31/32، 6 تا 13 اگست 1984ء)

اقتدار حاصل کرنے کے قادیانی ارادے

قادیانیت مذہب کے لبادے میں ایک سیاسی تحریک ہے جو بیرونی طاقتوں کی مدد سے پاکستان میں اپنے غلبہ واقتدار کے لیے ہمیشہ سرگرم عمل رہی ہے۔ اس کا مقصد اہم ترین محکموں مثلاً دفاع، خزانہ اور امور خارجہ پر دسترس حاصل کر کے مسلمانوں کے تمام سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق غصب کرنا ہے۔ اس حیثیت سے قادیانی گروہ نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں بلکہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے خلاف بھی اس کے جذبات سخت معاندانہ ہیں۔ عالمی سطح پر اس گروہ کا ان تمام عناصر کے ساتھ گٹھ جوڑ ہے جو مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اندرون ملک بھی یہ ان عناصر کی تائید کرتے ہیں جو

❑ "اصل تو یہ ہے ہم نہ تو انگریز کی حکومت چاہتے ہیں اور نہ ہندوؤں کی۔ ہم تو احمدیت کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔" (روزنامہ الفضل قادیان 14 فروری 1922ء)

❑ "پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔" (روزنامہ الفضل قادیان 2 مارچ 1922ء)

بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کا منصوبہ

❑ "بلوچستان کی آبادی پانچ چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو تو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلدی احمدی بنایا جاسکتا ہے......... اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے اور یہ بڑی آسانی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔" (روزنامہ الفضل ربوہ 13۔ اگست 1948ء)

امریکہ میں جو مقام یہودیوں کو حاصل ہے، وہی قادیانیوں نے پاکستان میں حاصل کرنا چاہا۔ اپنے غلبہ و اقتدار کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے قادیانی قیادت نے اپنے کارکنوں کو سرکاری محکموں میں بھرتی کرنے کا منصوبہ بنایا اور پھر اپنے اس سرکاری اثر و رسوخ کو قادیانیت کے فروغ اور استحکام کے لیے استعمال کیا۔ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں قادیانی اپنی سرکاری حیثیت سے ناجائز فائدے اٹھانے میں اس حد تک بدنام ہوا کہ 1953ء میں اس کے خلاف ملک بھر میں زبردست احتجاج ہوا اور عوامی سطح پر اس کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔ اس تحریک کے دوران معلوم ہوا کہ سر ظفر اللہ خاں کا وزیر خارجہ کی حیثیت سے تقرر لیگی قیادت کی آزاد مرضی سے نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا یہ تقرر برطانوی سامراج کے دباؤ کا نتیجہ تھا اور اس کے عرصۂ وزارت میں اسے اسلام دشمن طاقتوں کا مکمل تحفظ حاصل رہا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ سر ظفر اللہ خاں کے دور وزارت میں بیرون ممالک تمام پاکستانی سفارت خانوں میں ان کی سفارش پر یہودی لڑکیوں کو ملازم رکھا گیا جس سے اسلامی ممالک میں پاکستان کی بہت جگ ہنسائی ہوئی۔ اس وجہ سے بعض عرب ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کشیدہ رہے۔ علاوہ ازیں بیرونی دنیا میں پاکستانی سفارتخانوں کے ذریعے اس قدر قادیانی لٹریچر تقسیم کیا گیا کہ قادیانیت کو ہی پاکستان کا سرکاری مذہب سمجھا جاتا تھا۔ سر ظفر اللہ خاں نے اپنے خلیفہ مرزا محمود کے حکم پر بیرون ممالک تمام سفارتخانوں میں چن چن کر قادیانیوں کو بھرتی کیا گیا جو قادیانیت کی تبلیغ کے لیے دن رات کام کرتے تھے۔ روزنامہ "نوائے وقت" کے بانی جناب حمید نظامی مرحوم نے کہا تھا کہ غیر ممالک میں پاکستان کے "سفارت خانے" تبلیغ مرزائیت کے اڈے اور ان کے جماعتی دفاتر معلوم ہوتے ہیں۔ سر ظفر اللہ نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب کی حیثیت سے جب جزائر غرب الہند (ویسٹ انڈیز) کا دورہ کیا تو اس نے مختلف تقریبات میں جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کا آخر الزمان نبی کی حیثیت سے تعارف کرایا۔ سر ظفر اللہ خاں کی انہی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ 1950ء میں تقریباً 40 ممالک میں قادیانیوں کے 126 مشن کام کر رہے تھے، ان میں

☆......قادیانیوں کی طرف سے انڈیا بھیجے جانے والے نوجوانوں کے لئے قادیان میں دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہاں بھارت نے اپنی ایجنسی را کے تحت ٹریننگ سنٹر قائم کر رکھا ہے۔ دہشت گردوں کی پناہ گاہ بھی قائم کی ہے۔

سے ایک اسرائیل میں بھی ہے۔(اب دو ہیں حیفہ اور کبابیر)

اکھنڈ بھارت:

چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں قادیانیوں کے قبرستان میں آج سے کچھ عرصہ پہلے تک ایک بورڈ آویزاں تھا جس پر مندرجہ ذیل تحریر لکھی ہوئی تھی

''ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مرزا البشیر الدین محمود''

''جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے، حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) اور دوسرے اہل بیت (مرزا قادیانی کے گھر والے) کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی قادیان میں لے کر جا کر دفن کریں، چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے، اس میں حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے، اس لیے یہ بات فرض کے طور پر ہے، جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔''

اسی طرح قادیانی خلیفہ مرزا طاہر نے لندن کے ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

''اللہ تعالیٰ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو تباہ کردے گا۔آپ بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں آپ خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہوگیا ہے۔'' (ہفت روزہ چٹان 16 اگست 1984ء، جلد39 شمارہ31)

یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانی آزادی سے پہلے پاکستان کے کھلے دشمن تھے اور پاکستان بننے کے بعد بھی وہ اس کو نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے۔ مذکورہ بالا اقتباسات پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی بھیانک سازشوں کے بین ثبوت ہیں۔ اس سے بڑی غداری اور بغاوت اور کیا ہو سکتی ہے۔ انھیں پڑھنے کے بعد ہر محب وطن پاکستانی کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ ہر قادیانی سب سے پہلے اپنی جماعت اور خلیفہ کا وفادار ہے، بعد میں کسی اور کا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پاکستان کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر اپنا فرض پورا کر رہے ہیں تاکہ یہ جلد ختم ہو کر اکھنڈ بھارت بن جائے۔ یوں ان کے خلیفہ کا خواب پورا ہو سکے۔ قادیانی بتائیں کہ کیا مذکورہ بالا اقتباسات پاکستان سے غداری ہے یا حب الوطنی؟؟

قانون نافذ کرنے والے حساس اداروں نے حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی جس میں انکشاف کیا گیا کہ مشرقی پنجاب (بھارت) کے قصبے قادیان میں بھارتی حکومت نے ایک کیمپ قائم کیا ہے۔ بھارتی خفیہ ادارے ریسرچ اینڈ انالیسز ونگ (را) کی زیر نگرانی چلنے والے اس

☆......شاہ فیصل کی شہادت پر قادیانیوں نے ربوہ (چناب نگر) میں مٹھائیاں تقسیم کی تھیں۔

کیمپ میں پاکستان سے آنے والے نوجوانوں کو دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ تربیت حاصل کرنے والے نوجوانوں کو جماعت احمدیہ کے توسط سے قادیان بھیجا جاتا ہے۔ ان نوجوانوں کو قادیان جانے سے پہلے اور واپسی پر انہی سرحدی علاقوں میں قادیانیوں کے گھروں میں پناہ دی جاتی ہے اور بنیادی نوعیت کی معلومات اور تربیت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ یہ دہشت گرد جرائم کرنے کے

تباہ کرنے کے لیے فرقہ وارانہ فسادات پیدا کرنے کے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ قادیانی خلیفہ کے حکم پر ہر سال قادیانی بجٹ میں کروڑوں روپے کی رقم مختص کی جاتی ہے۔ کراچی، کوئٹہ، لاہور اور ملتان ان کے خاص ٹارگٹ ہیں۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی افسران کی وجہ سے یہ منصوبے آسانی سے کامیاب ہو جاتے ہیں۔

قادیانی وسیع پیمانے پر بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کے درمیان فساد کا خطرناک منصوبہ بناتے ہیں۔ گزشتہ سال انہی مواقع پر ''بریلوی مشرک اور کافر ہیں''، ''دیوبندی اور اہل حدیث گستاخ رسول ﷺ ہیں'' نامی پمفلٹ کثیر تعداد میں شائع کروا کر تقسیم کیے گئے جس کا مقصد ملک میں بدامنی اور اشتعال پیدا کرنا تھا۔ قادیانیوں کی پوری کوشش تھی کہ اس کی آڑ میں دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث فساد ہو جائے تاکہ یہ مسالک تحفظ ناموسِ رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر الگ الگ ہو جائیں۔ علمائے کرام کو قادیانیوں کی بھیانک سازش کا نہ صرف بروقت علم ہوگیا بلکہ ان کی دوراندیشی اور نور بصیرت سے ملک بھر میں وسیع پیمانے پر فساد پھیلنے سے رک گیا۔ 1989ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں QSF کے

☆......امریکہ نے بھٹو کو دونوں دوروں کے موقع پر کہا کہ قادیانی ہمارا اثاثہ ہیں۔ ان کا ہر لحاظ سے خیال رکھا کریں۔

بعد انہی علاقوں میں پناہ بھی لیتے ہیں۔ (ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی، 12 جولائی 2000ء)

فرقہ وارانہ فسادات

قادیانیت ایک خطرناک سازشی سیاسی گروہ اور ملت اسلامیہ کا بدترین دشمن ہے۔ قادیانیوں کا بھارت، اسرائیل اور امریکہ سے براہ راست رابطہ ہے۔ وہاں ان کے مشن قائم ہیں جہاں سے وہ باقاعدہ ٹریننگ حاصل کرکے پاکستان میں دہشت گردی پھیلاتے ہیں۔ عرصہ ہوا قادیانی جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر نے دھمکی دی تھی کہ ''عنقریب پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور یہاں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے۔''

قادیانیوں نے اپنے سربراہ کی ''پیش گوئی'' کو سچ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور پاکستان کو مسلسل عدم استحکام کا شکار بنائے رکھنے کی مذموم کوششیں کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں وہ پاکستان کے امن وامان کو

صدر انس احمد قادیانی طالب علم کے کمرے سے ایسے ہزاروں پمفلٹ برآمد ہوئے۔ پولیس تفتیش میں اس نے اعتراف کیا کہ یہ سارا لٹریچر ربوہ سے لاہور میں قادیانیوں کی مرکزی عبادت گاہ دارالذکر واقع گڑھی شاہو میں آیا جو شہر میں تقسیم کرنے کے لیے سرگرم قادیانی نوجوانوں کو دیا گیا۔

شہید ملت لیاقت علی خان کے قتل کا راز

قومی اخبارات اور کراچی سے شائع ہونے والے ایک معروف جریدہ ہفت روزہ ''تکبیر'' (مارچ 1986ء) میں پاکستان کے مشہور سراغرساں جمز سالومن ونسٹنٹ کی یادوں کے حوالوں سے ایک چونکا دینے والا انکشاف شائع ہوا۔ اس انکشاف سے ملک بھر کے سیاسی حلقے حیرت زدہ رہ گئے۔ جمز سالومن نے بتایا کہ پاکستان کے پہلے وزیر

اعظم لیاقت علی خان کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن قادیانی جیمز کنزے نے قتل کیا تھا۔ جرمن نژاد کینزے نے سر ظفر اللہ خاں کی تبلیغ اور ترغیب سے قادیانیت قبول کی۔ اس کا نیا نام عبدالشکور رکھا گیا۔ وہ کچھ عرصہ کوئٹہ میں رہا۔ اس کی شادی ربوہ میں ہوئی جہاں وہ ایک عرصہ تک قیام پذیر رہا۔ وہ سر ظفر اللہ کا لے پالک تھا۔ لیاقت علی خان کو

☆......قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔ علامہ اقبالؒ

قتل کرنے کی سازش سر ظفر اللہ کی تخریبی ذہن کی پیداوار تھی۔ جیمز سالومن نے بتایا کہ سید اکبر جو کہ لیاقت علی خاں کا مبینہ قاتل سمجھا جاتا ہے، وہ تو محض ایک دھوکہ تھا۔ (روزنامہ جنگ لاہور 9 مارچ، 1986ء) لیاقت علی خان کے قتل سے متعلق یہ رپورٹ آج بھی سنٹرل انٹیلی جنس کراچی کے دفتر میں موجود ہے۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی

ایم ایم احمد (آنجہانی مرزا قادیانی کا پوتا) صدر ایوب سے لے کر ذوالفقار علی بھٹو کی صدارت کے ابتدائی دنوں تک ملک کے پالیسی ساز اداروں کے سیاہ وسفید کا مالک رہا ہے۔ اب یہ بات ملک کا ہر ذی شعور جانتا ہے کہ ملک کو توڑنے کی جو سازش کی گئی تھی، اس کا ماسٹر پلان ایم ایم احمد کے ذہن کی پیداوار تھا۔ راؤ فرمان علی جو مشرقی پاکستان میں گورنر کے مشیر بھی تھے، انہوں نے ایک بیان میں کہا تھا کہ ''مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی بڑی وجہ ''عظیم قادیانی ریاست'' کے قیام کا نظریہ تھا۔ بنگالیوں کی علیحدگی کے کئی عوامل تھے جن میں غربت، محرومی، عدم مساوات، ناخواندگی، پسماندگی اور ذرائع مواصلات کا فقدان شامل تھے۔ ان تمام عوامل کو پیدا کرنے میں قادیانی امت کے فرزند ایم ایم احمد (یحییٰ خان کا مشیر) کے کمالات کا نتیجہ تھا۔''

جب مشرقی پاکستان علیحدہ ہوا تو ہر پاکستانی خون کے آنسو رو رہا تھا لیکن قادیانی فخر سے گردن اکڑا کر چلتے تھے۔ ابھی تک ہزاروں گواہ موجود ہیں جنہوں نے دیکھا کہ بنگلہ دیش بن گیا تو ربوہ اور لاہور میں مرزائیوں نے خوشی کا اظہار کیا، مٹھائی تقسیم کی، اپنے مکانوں پر چراغاں کیا اور شب بھر سڑکوں پر جشن مناتے اور رقص کرتے رہے۔ (تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 172)

شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر قادیانیوں کا ردِ عمل

سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل شہیدؒ عالم اسلام کے محسن اور ملت اسلامیہ کے دل کی دھڑکن تھے۔ وہ پاکستان کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے تھے۔ جب ایک خطرناک یہودی سازش کے تحت انہیں شہید کیا گیا تو روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی تھیں اور ہر مسلمان کا دل زخموں سے چور چور تھا لیکن اس وقت قادیان اور ربوہ میں قادیانیوں نے خوشی کے ترانے بجائے کیونکہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں شاہ فیصلؒ کا بڑا کردار تھا۔ اس مجاہد ختم نبوت نے سابق وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کو خصوصی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سفارش کی تھی، چونکہ شاہ فیصلؒ یہود کے ازلی دشمن تھے اور قادیانی، یہودیوں کے دوست ہیں۔ چنانچہ ان کی موت پر قادیانیوں نے ربوہ میں مٹھائیاں تقسیم کیں اور خوشی سے بھنگڑے ڈالے۔

امریکہ کی طرف سے قادیانیوں کی اعلانیہ حمایت

امریکہ کے سینٹ کی 17 رکنی خارجہ تعلقات کی کمیٹی نے پاکستان کی اقتصادی امداد کے لیے اپنی قرارداد میں جو شرائط شامل کی ہوئی ہیں، ان میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ......

''امریکی صدر ہر سال اس مفہوم کا ایک سرٹیفکیٹ جاری کریں گے کہ حکومت پاکستان اقلیتوں مثلاً احمدیوں کو مکمل شہری اور مذہبی آزادیاں نہ دینے کی روش سے باز آ رہی ہے اور ایسی تمام سرگرمیاں ختم کر رہی ہے جو مذہبی آزادیوں پر قدغن عائد کرتی ہیں۔''

(بحوالہ مضمون ارشاد احمد حقانی۔ ادارتی صفحہ 3 روزنامہ جنگ 5 مئی 1987ء)

امریکی سینٹ کی یہ قرارداد قادیانیوں کے خود ساختہ حقوق کی حمایت سے زیادہ ملت اسلامیہ کے دینی تشخص اور مذہبی معتقدات پر براہ راست اور ناقابل برداشت حملہ ہے۔ سابق وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے اقتدار کے آخری ایام میں قادیانیوں کے سیاسی عزائم اور ملک دشمن عناصر سے خفیہ تعلقات کے بعض گوشوں سے نقاب اٹھاتے ہوئے کہا تھا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد جب میں سربراہ مملکت کی حیثیت سے پہلی مرتبہ امریکہ کے دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا سیکٹ (Sect) ہے۔ ان کا آپ ہر لحاظ سے خیال رکھیں۔ دوسری مرتبہ جب امریکہ کا سرکاری دورہ ہوا تب بھی یہی بات دہرائی گئی۔ یہ بات میرے پاس امانت تھی۔ ریکارڈ کی خاطر میں پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں۔''

(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ از صاحبزادہ طارق محمود)

اسرائیل میں قادیانی

حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: ''قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔'' اس حقیقت میں ذرا سا بھی شک و شبہ نہیں کہ اسرائیل اور قادیانیت اسلام دشمن طاقتوں کی تخلیق اور سازش کا نتیجہ ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ بقول چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ ''قادیانی فرقہ ضالہ کے فریب و قدح اور دجل و تلبیس سے بچنا ہر مسلمان کا قدرتی حق ہے۔ قادیانی برٹش امپریلزم کے کھلے ایجنٹ اور مسلمانوں میں ففتھ کالم کے طور پر کام کرتے ہیں۔ ان کا وجود مسلمانوں کی داخلی زندگی کے لئے اسرائیل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔'' اسرائیل نے مسلمانانِ عرب پر جو ظلم و ستم توڑے ہیں، انہیں پڑھ کر ہلاکو اور چنگیز خان کے مظالم بھی شرما جاتے ہیں۔ خصوصاً اسرائیل نے فلسطین میں خون ناحق کے جو دریا بہائے ہیں، صرف وہی داستان مظالم پڑھ کر جسم پر رعشہ طاری اور شریانوں میں خون منجمد ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن آپ یہ پڑھ کر حیران ہو جائیں گے کہ 1972ء کی قومی اسمبلی میں مولانا ظفر احمد انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتا کر حیران کر دیا کہ ''جہاں تک انسانیت یہودی درندے فلسطین و دیگر عرب ممالک کے مسلمانوں کے قیمتی خون سے ہولی کھیل رہے ہیں، وہاں 600 قادیانی فوجی بھی اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہیں اور اس چنگیزی فعل میں یہودی درندوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔''

اسرائیل میں کوئی بھی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا لیکن قادیانی مشن کو اسرائیل میں کام کرنے کی کھلی اجازت

ہے۔ کچھ عرصہ قبل روزنامہ "نوائے وقت" کے صفحہ اول پر ایک چونکا دینے والی تصویر شائع ہوئی جس میں اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش ہونے والے قادیانی مشن کا سربراہ دوسرے نئے آنے والے قادیانی مشن کے سربراہ کا تعارف اسرائیلی صدر سے کروا رہا ہے۔ اخبار میں یہ راز فاش ہونے پر دارالکفر ربوہ کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی آنکھیں

☆......1972ء میں ظفر احمد انصاری نے قومی اسمبلی میں پارلیمنٹ کو یہ بتا کر حیران کر دیا کہ 600 قادیانی بھی اسرائیلی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہیں اور ظلم میں یہودیوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔

بھی کھل گئیں۔

اسرائیل میں قادیانی جماعت کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قادیانی مذہبی نہیں بلکہ ایک خالص سیاسی جماعت ہے۔ یہودی دوسرا بنیا ہے جو کبھی خسارے کا سودا نہیں کرتا۔ اسرائیل نے قادیانیوں کو اپنے نظریاتی ملک میں جو مذہبی آزادی دے رکھی ہے، وہ اس کے اصول اور قواعد وضوابط کے صریحاً خلاف ہے۔ قادیانی جماعت یہودی ٹکڑوں پر پلنے والا استعماری پٹھو ہے۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق اسرائیلی فوج میں کئی سو قادیانی شامل ہیں جو فلسطینی مسلمانوں پر ظلم وتشدد میں پیش پیش رہتے ہیں۔ قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات اور روابط کا اندازہ قومی اخبارات میں 22 فروری 1985ء کے "یروشلم پوسٹ" کے حوالے سے چھپنے والی اس تصویر سے لگایا جا سکتا ہے جس میں دو قادیانی مبلغوں کو اسرائیلی صدر کے ساتھ نہایت مودب انداز میں ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر میں اسرائیل میں سبکدوش ہونے والے قادیانی سربراہ شیخ شریف امینی نئے سربراہ شیخ محمد حمید کا اسرائیل کے صدر سے تعارف کروا رہے ہیں۔ اس موقع پر شیخ شریف نے قادیانیوں کو اسرائیل میں مکمل مذہبی آزادی دینے پر اسرائیلی حکومت کی تعریف کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تصویر قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور یہود دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

"یروشلم پوسٹ" کے حوالہ سے شائع ہونے والی تصویر میں اصل عبارت سے قادیانیوں کے اسرائیل کے ساتھ باہمی روابط کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہندوستان میں بٹالہ کے نزدیک واقع قادیان اور پاکستان میں ربوہ کے بعد ان کا سب سے منظم مرکز اسرائیل کے شہر "حیفہ" میں ہے۔ اس وقت بھی جب اسرائیل میں مسلمانوں کا رہنا دوبھر ہے، قادیانیوں کو اسرائیل میں کام کرنے کی پوری آزادی ہے۔ فلسطینی عرب مسلمان آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور قادیانی اسرائیلی وزیر اعظم، صدر اور منسٹر وغیرہ سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ اسرائیل کا مسلمانوں پر ظلم وستم اور قادیانیوں پر اتنی عنایات آخر کس صیہونی منصوبے کا حصہ ہیں؟

"لندن سے شائع ہونے والی کتاب "اسرائیل اے پروفائیل" (ISRAEL A PROFILE) میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اپنی فوج میں پاکستانی قادیانیوں کو بھرتی ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ کتاب پولیٹیکل سائنس کے ایک یہودی پروفیسر آئی-آئی-نومائی نے لکھی ہے اور اسے ادارہ پال مال

☆......قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان مخالف سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا وقت کی ضرورت ہے۔ اس میں ذرہ بھر کوتاہی یا غفلت بڑے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

لندن نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "1972ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے ہیں۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور صفحہ 5، 29 دسمبر 1975ء)

اسرائیلی مشن کے بارے میں قادیانیوں کا یہی موقف رہا ہے کہ یہ مشن قادیان (بھارت) کے ماتحت ہیں حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ ربوہ (پاکستان) قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے اور قادیانی جماعت کی تمام تنظیمیں اسی مرکز سے وابستہ ہیں اور اسی کے زیر انتظام چلتی ہیں۔ قادیانی اپنے نام نہاد اور جعلی نبی کی طرح جھوٹ بولنے میں ماہر ہیں۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی اور قادیانیوں کے اسرائیل کی حکومت کے ساتھ سفارتی تعلقات اور روابط کی قلعی تاریخی دستاویزات اور حقائق سے کھل جاتی ہے۔

اسرائیلی صدر شمعون پیریز (Shimon Peres) نے ستمبر 2007ء میں اسرائیل کے شہر کبابیر (Kababir) میں واقع قادیانی عبادت گاہ کا دورہ کیا۔ اس موقع پر اسرائیلی صدر نے قادیانی جماعت کے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بین الاقوامی طور پر ہر ممکن امداد اور تعاون کا یقین دلایا۔

اسرائیل میں قادیانیوں سے جو کام لیے جا رہے ہیں اور جو خدمات وہ انجام دیں گے، کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ یہ ایک دردناک اور درد رساں لطیفہ نہیں تو اور کیا ہے؟ سچ تو یہی ہے کہ اگر دوست کا دشمن دوست نہیں تو دشمن کا دوست کس طرح دوست ہو سکتا ہے؟

حقیقت میں قادیانی امت ایک مستبد اور ظالم اقتدار کے سائے میں پروان چڑھی ہے۔ سامراج نے اسے جنم دیا اور بیوروکریسی نے اسے تحفظ دے کر نشوونما کے مراحل طے کرائے، اب بھی اسی کے سہارے قائم ہے اور اپنے اقتدار کے حصول کے لیے درپردہ سازشوں کا جال بچھائے ہوئے ہے۔ اس کے اثر ونفوذ اور اس کی قوت وطاقت کا اصل منبع اندرون ملک بیوروکریسی اور بیرون ملک برطانوی سامراج ہے۔ جب تک اس کے یہ دو سہارے قائم ہیں۔ اس وقت تک اس کا وجود بھی قائم ہے اور جب اس کے یہ سہارے ختم ہو جائیں گے، اسی لمحے یہ فتنہ بھی اپنی موت آپ مر جائے گا۔

اے محبان پاکستان! یہ پیارا ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اس کے حصول کے لیے بے شمار جانی ومالی قربانیاں دی گئیں۔ قادیانی اپنے خلیفہ کے حکم پر پاکستان کو تباہ وبرباد کرنے کے درپے ہیں۔ لہٰذا اس کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہر محب وطن کا اولین فریضہ ہے۔ قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان مخالف سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا وقت کی ضرورت ہے۔ اس میں ذرا سی غفلت یا لاپروائی بہت بڑے نقصان کا باعث ہو سکتی ہے۔ پاکستان کے دشمن قادیانیوں کو پہچاننا، ان کے عزائم کو ناکام بنانا، ان کی زہریلی سازشوں اور تخریبی کارروائیوں پر کڑی نظر رکھنا ہر محب وطن پاکستانی کی ذمہ داری ہے۔ کیا آپ اس ذمہ داری کے لیے تیار ہیں؟؟؟



ہے جسد باطل پہ زخم
میرا امیر محترم!......

حمیرا، لاہور

روفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کے چار جانثار رفقاء کی رہائی اور امیر محترم کی نظر بندی میں 1 ماہ کی توسیع

انصاف کی فتح ہوئی۔ کارکن ڈٹ کر کام کریں۔ مودی ناکام ہوگا ان شاءاللہ۔ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کا پیغام

19 اکتوبر وہ دن ہے جب حق وانصاف کی فتح ہوئی اور ہائی کورٹ کے ریویو بورڈ کو امیر جماعۃ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کے چار رفقاء، پروفیسر ظفر اقبال' مفتی عبدالرحمن عابد' مولانا عبداللہ عبید اور قاضی کاشف نیاز کی 9 ماہ سے جاری طویل نظر بندی ختم کرنا پڑی۔ افسوس یہ ہے کہ جن الزامات کے تحت پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کے ان چار جانثار رفقاء کو نظر بند کیا گیا تھا' وہی الزامات پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ پر تھے لیکن محض سکیورٹی وجوہات کا بہانہ بنا کر ان کی نظر بندی میں مزید ایک ماہ کا اضافہ کر دیا گیا جو انتہائی افسوسناک ہے اور اس کی اصل وجہ محض امریکی و بھارتی دباؤ کے سوا کچھ نہیں۔ تاہم جیسا کہ امیر محترم نے اپنے چاروں رفقاء کی رہائی پر کہا کہ یہ انصاف کی فتح ہوئی ہے' ہم ڈٹ کر کام کریں گے اور مودی ناکام ہوگا۔ ان شاءاللہ ان کے کیس میں بھی حق وانصاف کی جلد فتح ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام رفقاء اور سب کارکنان کو امیر محترم کے حکم کے مطابق ڈٹ کر زیادہ سے زیادہ دین کا کام کرنے اور بھارت کے کشمیر پر غاصبانہ کے خلاف بھرپور آواز اٹھانے کی توفیق اور مدد فرمائے۔ آمین (ادارہ)

ان پر اٹھتا ہوا ہر طوفان چھٹ جائے
ان کی جانب بڑھے جو ہاتھ کٹ جائے
جن کے مرنے کی خبر سننے کو دشمن ترسے
اس پیکر عزم و شجاعت کو یارب سلامت رکھنا

مقدر کے فیصلے ابن آدم کی آزمائشوں سے مشروط ٹھہرے اور وہ صاحب کردار اور باعمل لوگ جن کی استقامت اور عزم واستقلال' ہمت وحوصلے کو پسپا نہیں ہونے دیتی۔ تاریخ گواہ ہے کہ ازل سے اوراق کے مدفن میں ایسے ہی لوگ تابندہ وزندہ رہے ہیں۔

حالات و واقعات کے تغیرات جن کے قدموں میں لرزش نہیں آنے دیتے' جن کی عملی کوششوں میں زندگی کے نشیب وفراز امتحان کی صورت میں آتے ہیں اور وہ اپنے کردار کی عظمت میں شکستگی نہیں پہنچنے دیتے' ان کی ذات عاجزانہ ساحری ہے کہ ایک عالم ان کا گرویدہ اور والہ وشیدا ہے۔ ان کے ایمان کی حرارت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ مصائب وآلام میں احکام الٰہی سے روگردانی نہیں کرتے۔ وہ جو حاضر وموجود پر صابر وشاکر ہیں' یہ ان کی سیرت و اخلاق کا نمونہ ہے کہ مصیبت اور اسیری میں بھی ان کا دل مطمئن اور پرسکون رہتا ہے کہ وہ صراط مستقیم کے مسافر ہیں اور جس ڈگر کا انتخاب انہوں نے کیا' وہ دنیاوی طلب سے مبرا ہے۔ انہوں نے تو اپنی ذات کو پس پشت ڈال کر انسانیت کے اغراض ومقاصد کو مدنظر رکھا ہے تو پھر کس گناہ کی پاداش میں انہیں پابند سلاسل کیا جاتا ہے؟ زمین و آسمان کی وسعتیں حیرت سے سوال کرتی ہیں' لیل ونہار کی کروٹیں وقت کے حاکموں' مصلحت بیں منصفوں کے فیصلوں پر انگشت بدنداں ہیں کہ حق کے ایوانوں میں لہو کے چراغ جلانے والوں سے کیا ان کی انسانیت کا خراج لیا جارہا ہے؟ چند بے ضمیر مہربانوں کی خوشنودی اور دلی وابستگی کے لیے عدل کے ترازو میں منافقت اور مصنوعی جاہ جلال کے باٹ رکھ دینے سے حق کا پلڑا بے نیل ومرام نہیں رہ جاتا۔ جو ضمیر کی عدالتوں سے باعزت بری ہوتے ہیں' وہ روز محشر بھی سرخرو ہوں گے مگر جنہوں نے شداد کی جنت کی خواہش میں اپنے کردار اور اوصاف کو رہن رکھوادیا' ان

☆......جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے کبھی بھی ملک میں نقض امن کا اندیشہ پیدا نہیں ہوا۔

امیر صاحب کو پہلے بھی چار بار بیرونی دباؤ پر حراست میں لیا گیا مگر پھر باعزت رہا ہوئے۔

کے سپیدۂ دامن پہ رسوائیوں کے داغ لگ چکے ہیں' پھر چاہے وہ اپنے آپ کو جس قدر باعث افتخار وتکریم جانیں لیکن عظمت تو ایمان والوں کے حصے میں ہوتی ہے۔

دل اسیری میں بھی آزاد ہیں آزادوں کے
ولولوں کے لئے ممکن نہیں پس زنداں ہونا

مجھے بتلایئے کہ حافظ سعید کا جرم یہی تھا نا کہ وہ اکثریتی مسلم ریاستوں پر بھارت کے ناجائز قبضے کے خلاف اتنا کہتا ہے کہ جب تک کشمیر، فیروز پور، جونا گڑھ، مناوادر اور گورداسپور سے ہندو بنیا نہ نکلے' ہم بھارت کے مظالم اور غاصبانہ قبضے کے خلاف آواز بلند کرتے رہیں گے......... کیا اس مجاہد کا جرم یہی تھا کہ 70 سال سے بھارت کی اذیت گاہ بنی وادی کشمیر کو امن کے پھولوں سے سجانے کی جستجو کر رہا ہے......???

کیا اس شخص کا قصور یہی تھا کہ وہ حق کی بات بے باکی سے کہنے والا' باطل کی عیاری کو عیاں کرنے والا مرد جری ہے.......??? کیا اس کا جرم یہی تھا کہ فلاح انسانیت کے لئے اس نے اپنی ذات کو پس پشت ڈال دیا اور مستحق انسانوں کے درد کا بوجھ اٹھا لیا......????? کیا اسی بھارت کی لغت میں عالمی دہشت گرد قرار دیا گیا.....???? کیا ان کا جرم یہی تھا کہ انہوں نے بھارت کی آبی جارحیت بے نقاب کی....????

ظلم کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو' مظلوم کی آہ سے مستثنیٰ نہیں ہے... نقار خانوں میں صدا دینے کے لیے ایمان کی حرارت کافی ہے اور کون نہیں جانتا کہ حق و باطل میں تمیز کیوں کر ہوتی ہے???

ہاں !!!... ہمارے حکمران نہیں جانتے' وہ سمجھتے ہیں کہ شاید حافظ سعید کو نظر بند کر کے ہم ان کی تحریک کو ختم کر دیں گے' اپنے آقا' اپنے رہبر بھارت کی خوشنودی حاصل کر لیں گے ... آہ !!!.. کتنے معصوم ہیں ہمارے حکمران' وہ جانتے ہی نہیں کہ عروج تک پہنچنے کے لیے خاردار تاروں سے گزرنا ہی پڑتا ہے' انہوں نے حافظ سعید کو بار بار قید کر کے انہیں کشمیر کے جانباز رہنماؤں میں شامل کر دیا ہے۔ انہوں نے ان کی تحریک کو' ان کے

اقوام متحدہ کا اسلام فوبیا اور تعصب

سعودی عسکری اتحاد بلیک لسٹ

اقوام متحدہ نے 13 اکتوبر 2017ء کو ہاں ناں کرتے ہوئے بالآخر یمن میں حوثی باغیوں کے خلاف مصروف جنگ 12 ملکی سعودی اتحاد کو یہ کہہ کر بلیک لسٹ کر دیا ہے کہ سعودی اتحاد نے اپنی کارروائیوں میں بچوں کو بھی نشانہ بنایا اور قتل کیا۔ بتایا گیا کہ اڑھائی سالہ یمنی آپریشن میں 662 بچے قتل ہوئے۔ یوں یہ اتحاد انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا مرتکب ہے۔ بلیک لسٹ ہونے کے بعد اگلے مرحلے میں اس اتحاد کو عسکری کارروائیوں سے روکا اور پھر اس میں شامل ممالک کو مختلف پابندیوں کا نشانہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔

اقوام متحدہ نے یہی اقدام اس اتحاد کے خلاف چند ماہ پہلے بھی اٹھایا تھا لیکن میڈیا رپورٹس کے مطابق جب سعودی عرب نے اقوام متحدہ کو فنڈز بند کرنے کی دھمکی دی تو فوری اقدام واپس لیا گیا تھا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ اس وقت بچوں پر سب سے زیادہ ظلم برما میں روہنگیا مسلمانوں کی اولادوں پر ڈھایا جا رہا ہے جہاں بے گھر ہونے والوں میں 3 لاکھ بچے شامل ہیں۔ 40 ہزار سے زائد بچے وہ ہیں جن کے والدین اور رشتہ دار قتل ہو چکے ہیں اور اب وہ لاوارث ہیں۔ یہاں ہزاروں بچوں کو چند روز میں قتل کر دیا گیا اور 3 لاکھ بنگلہ سرحد پر پہنچے ہیں' ان کا کوئی حال ہے نہ مستقبل' سوائے اس کے کہ وہ کیڑوں مکوڑوں کی طرح رینگ کر اور سسک سسک کر جئیں اور مر جائیں۔

شام کے بچوں پر روس' بشار الاسد اور ان کے اتحادی ایران و لبنانی حزب اللہ بے پناہ بارود برسا رہی ہیں' وہ سب کے سامنے ہے۔ ان کے جان بچانے کے لیے بھاگتے قافلے بھی عورتوں بچوں سمیت نابود کر دیے جاتے ہیں۔ یہاں تو جنگ کا آغاز ہی معصوم بچوں پر کیمیائی حملوں اور انسانیت سوز ظلم سے ہوا اور 1 کروڑ شامیوں کو بے گھر کر دیا گیا لیکن نہ برما بلیک لسٹ ہوا اور نہ شام ہی۔

نائن الیون واقعہ کے بعد عراق' افغانستان اور پاکستان میں انسانوں اور بچوں کا سب سے زیادہ قتل امریکہ نے کیا اور وہ یہ سب اب بھی کر رہا ہے لیکن آج تک اقوام متحدہ نے روس' بشار الاسد' ان کے حامیوں' حمایتیوں یا کسی اور طاقتور' امریکہ یا اس کے اتحادیوں کو کبھی بلیک لسٹ تو کجا' معمولی تنبیہ تک نہیں کی۔ سعودی عسکری اتحاد کے خلاف اقدام بتا رہا ہے کہ اقوام متحدہ مسلمانوں کی مدد کیا کرے گی' وہ تو الٹا ہر پہلو سے ان کے خلاف مصروف جنگ ہے۔ کیا ہم اس کے بعد بھی اقوام متحدہ کو انسانی حقوق کی محافظ سمجھیں گے یا مسلمان متحد ہو کر اپنا الگ اتحاد بنانے اور اپنے مسائل کے حل کے لیے کوئی عملی اقدام اٹھانے کی بھی سوچیں گے؟



بھارتی حکمران مسلم دشمنی میں مکمل اندھے ہو گئے

سینکڑوں مسجدوں کے بعد اب تاج محل کو بھی توڑنے کے عزائم

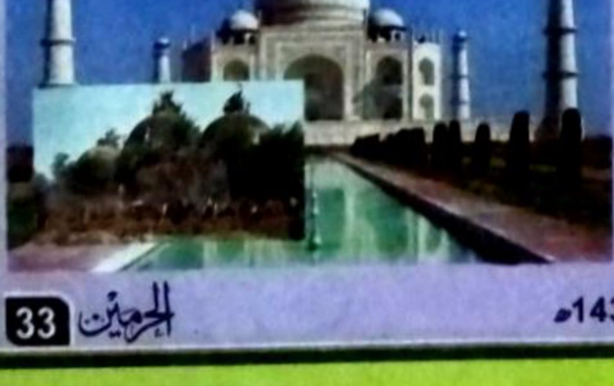
بھارت میں انتہا پسند ہندو رہنماؤں کی جانب سے ملک کو مکمل ہندو رنگ دینے کی کوششیں طویل عرصہ سے بلکہ تقسیم ہند سے بھی پہلے سے جاری ہیں۔ بھارت میں اس وقت 26 کروڑ مسلمانوں اور 3 کروڑ عیسائیوں کی حالت یہ ہے کہ ان کے لیے بھارتی معاشرے میں کوئی جگہ نہیں۔ مسلمان تو خاص نشانہ ہیں جن کے لیے بھارت میں ترقی' روزگار اور حکومتی ایوانوں کے سارے دروازے ہی بند نہیں بلکہ بھارتی ذرائع ابلاغ تک میں ان کے کسی تہوار یا کسی بھی موقع پر ان کا کہیں کوئی تذکرہ تک نہیں ہوتا۔ انہیں بھارتی سوسائٹی سے ہر طرح عملاً کاٹ دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ میں ان کی نمائندگی ان کی آبادی کے تناسب سے انتہائی کم ہے۔ یہی حال تمام شعبہ ہائے زندگی میں ہے۔ فوج کے جنرل اور سربراہ اکثر و بیشتر سکھ ہوتے ہیں لیکن مسلمان نہ کبھی وزیراعظم بنا اور نہ کبھی فوج کا سربراہ۔ انہیں صدر کا محض علامتی عہدہ دیا جاتا ہے اور وہ بھی ایسے مسلمان کو کبھی کبھار دیا جاتا ہے جو کردار کے لحاظ سے ہندوؤں سے زیادہ ہندو ہوتا ہے۔

بھارت کہنے کو سیکولر ملک ہے لیکن یہاں ہر روز مسلمانوں سے بڑھتی دشمنی اس قدر عروج پر ہے کہ وہاں اب دنیا کے ساتویں عجوبے تاج محل کو اپنی ملکی سیاحتی گائیڈ بک سے اس لیے نکال دیا ہے کہ یہ ایک مسلمان کی یادگار ہے۔ بھارت میں آنے والے لگ بھگ سارے سیاح ہی تاج محل دیکھنے آتے ہیں لیکن بھارتی حکمران مسلم دشمنی میں اندھے ہو کر ہر حد پار کر رہے ہیں اور انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تاج محل بھی ایک مندر کو توڑ کر بنایا گیا' لہٰذا اسے بھی بابری مسجد کی طرح گرا کر یہاں مندر بنا دیا جائے۔

ہندوؤں نے اپنے ملک میں تقریباً تمام شہروں اور مقامات کے نام جہاں کہیں مسلمانوں کا نام آتا تھا' ختم کر کے ہندووانہ کر دیے ہیں۔ نصابی کتب سے تاریخ کو ہی مٹاتے ہوئے مسلمانوں اور مسلمان بادشاہوں کا تذکرہ ہی ختم کر دیا گیا اور نئی نسل کو کٹر سے کٹر ہندو بنانے کے لیے تعلیمی نصاب' حکومتی وسائل اور میڈیا کا بے تحاشہ استعمال کیا جا رہا ہے۔

ایسے میں بھارتی مسلمان انتہائی بے بسی سے اپنی حالت پر آنسو بہاتے دکھائی دیتے ہیں اور جس ملک سے مدد کی امید ہے اور جو بنا ہی کلمہ طیبہ کی بنیاد پر تھا' اس میں اسلام کو فروغ دینے کے بجائے ہر روز اسلام کو کھرچ کھرچ کر نکالنے پر کام ہو رہا ہے۔ تعلیمی نصاب سے اسلام اور تاریخ و قیام پاکستان تک کو بھی نکال دیا گیا ہے۔ پوری کوشش یہی ہے کہ اسلام سے نجات حاصل کر لی جائے تو شاید سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

اگر پاکستانی رہنما اس باطل فکر سے باہر نکل آئیں تو پھر شاید بھارت کے مظلوم مسلمانوں کی کوئی شنوائی ہو جائے۔



مسائل واحکام

قرآن وسنت کی روشنی میں

آپ کے سوال

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث دارالعلوم المحمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور

اجتماعی دعا کا حکم

س: آپ ﷺ نے کن موقعوں پر اجتماعی دعا منگوائی ہے، کیا اجتماعی دعا منگوانا جائز ہے؟ ہماری جامعہ میں اسمبلی میں روزانہ اجتماعی دعا منگوائی جاتی ہے، کیا ایسا کرنا درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب

اللہ تعالی سے دعا کرنے کی بڑی اہمیت و فضیلت ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں دعا کرنے کا حکم اور اسے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (غافر60) اور تمہارے رب نے فرمایا، مجھ سے مانگو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

مزید اللہ تعالی کا ارشاد ہے

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (بقرہ 186) میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ اللہ تعالی نے دعا کو عبادت کہا ہے اور اس عبادت سے تکبر کرنے والوں کے لئے ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونے کی وعید سنائی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (غافر:60)

بے شک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، وہ ضرور جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالی سے دعا نہ کی جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ (ترمذی 3373)

حقیقت یہ ہے کہ جو آدمی اللہ تعالی سے سوال نہیں کرتا تو وہ (اللہ) اس پر ناراض ہوتا ہے۔

ایک عربی شاعر نے بھی اس بات کی خوب عکاسی کی ہے۔

اَللهُ يَغْضَبُ إِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهُ
وَابْنُ آدَمَ حِينَ يُسْأَلُ يَغْضَبُ

تو اگر اللہ سے مانگنا چھوڑ دے گا تو وہ ناراض ہوگا جبکہ ابن آدم کی حالت یہ ہے کہ اس سے کچھ مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے۔

احادیث نبویہ میں بھی دعا کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔ (ابوداؤد 1479، ترمذی 2969) دعا ہی (کامل درجے کی) عبادت ہے

یاد رہے کہ دعا کے حوالہ سے ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے۔

الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی۔3321)

دعا عبادت کا مغز ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں "ابن لھیعۃ" راوی سیئی الحفظ ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ۔ (ترمذی 2139) اللہ کے کیے ہوئے فیصلے کو صرف دعا ٹال دیتی ہے۔

اب آئیں اصل سوال کی طرف، تو گزارش ہے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا صرف ایک موقع پر نبی کریم

ﷺ سے ثابت ہے' وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آدمی نے آ کر کہا' اے اللہ کے رسول ﷺ چوپائے ہلاک ہو گئے ہیں۔ اہل و عیال تباہ ہو گئے اور لوگ بھی تباہی کا شکار ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کرنے کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے' دعا کرنے لگے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم ابھی مسجد سے باہر نہ نکلے تھے کہ ہم پر بارش برسائی گئی حتی کہ اگلے جمعہ تک بارش برستی رہی۔ (صحیح بخاری 1029)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنگامی اور حادثاتی حالات میں اجتماعی انداز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی جا سکتی ہے لیکن کسی اجلاس یا دعوت یا اسمبلی کے آغاز یا اختتام پر اس کی عادت بنا لینا درست نہیں۔

نماز جمعہ سے پہلے کتنی رکعات پڑھنی چاہئیں؟

س: نماز جمعہ سے پہلے اور بعد میں کتنی رکعات سنن اور نوافل پڑھنی چاہئیں' وضاحت سے رہنمائی فرمائیں؟

الجواب بعون الوهاب

نماز جمعہ سے پہلے آنے کی دو صورتیں ہیں:

1۔ کوئی خطبہ جمعہ شروع ہونے سے پہلے آتا ہے تو اس کے لئے رکعات کی کوئی حد متعین نہیں۔ وہ دو یا اس سے زائد جتنے چاہے نوافل پڑھ سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جمعہ کے دن غسل کرے' پھر جمعہ پڑھنے کے لئے آئے' پھر جس قدر اس کے مقدر میں ہو نماز پڑھے' پھر خاموشی کے ساتھ اس وقت تک بیٹھا رہے جب تک امام خطبہ سے فارغ نہ ہو' اس کے بعد امام کے ساتھ فرض نماز ادا کرے تو اس کے دو جمعوں کے درمیان والے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور تین دن کے مزید (گناہ معاف ہوں گے۔) (مسلم کتاب الجمعہ: 857)

پھر جس قدر اس کے مقدر میں ہو' نماز پڑھے" سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے (خطبہ شروع ہو جانے کے بعد آنے والے کا حکم اگلی حدیث میں بیان ہوا ہے جو آگے آ رہا ہے) آنے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ جتنی چاہے نفلی نماز پڑھ سکتا ہے۔

خطبہ شروع ہو جانے کے بعد آنے والے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزْ فِيهِمَا (ابوداؤد: 1117)

جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ دو رکعت پڑھے اور ان کو اختصار کے ساتھ پڑھے۔ ایک دفعہ ایک صحابی سلیک غطفانیؓ آئے جبکہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا' کیا کچھ نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا' نہیں تو آپؐ نے فرمایا' دو رکعت پڑھ اور اختصار کے ساتھ پڑھ۔ (ابوداؤد 1116) اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ کوئی آدمی اگر خطبہ کے دوران آ کر نماز پڑھے بغیر بیٹھ جائے تو خطیب اسے توجہ دلائے کہ اٹھو اور ہلکی پھلکی دو رکعت نماز ادا کرو۔

نماز جمعہ کے بعد دو رکعت یا چار رکعت یا چھ رکعات پڑھی جا سکتی ہیں۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

1۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے۔ (مسلم کتاب الجمعہ باب الصلوۃ بعد الجمعہ 882/72)

2۔ ایک روایت یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ سے فارغ ہوئے تو اپنے گھر میں دو رکعات پڑھتے تھے۔ (مسلم 882/71)

3۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا۔ (مسلم 881/67)

جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھ لے تو وہ اس کے بعد چار رکعات ادا کرے۔

4۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ میں ہوتے تو جمعہ پڑھ کر (اپنی نماز والی جگہ سے) آگے ہو کر دو رکعت پڑھتے' پھر مزید آگے ہو کر چار رکعات ادا کرتے اور جب مدینہ میں ہوتے اور جمعہ ادا کرتے تو گھر واپس آ کر دو رکعت ادا کرتے اور مسجد میں نماز نہ پڑھتے۔ ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسے کیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد کتاب الجمعہ باب الصلوۃ بعد الجمعہ 113)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے بعد صرف دو رکعت بھی کافی ہیں' وہ مسجد میں پڑھی جائیں یا گھر میں۔ اور چار رکعات قولی حدیث سے ثابت ہو رہی ہیں اور آخری حدیث سے چھ رکعات پڑھنا بھی ثابت ہوتا ہے۔

ہمیں مختلف اوقات و حالات میں ان سب احادیث پر عمل کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق سے نوازے۔ آمین

مغرب کے بعد سورۃ واقعہ پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟

س: اکثر علماء کہتے ہیں کہ شام کے بعد سورہ واقعہ پڑھیں تو گھر میں برکت ہوتی ہے' کیا یہ بات صحیح ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں اور مغرب کے وقت سورۃ المزمل کا پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الوهاب

عوام کے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ سورۃ واقعہ پڑھنے سے برکت حاصل ہوتی ہے اور انسان فقر و فاقہ سے محفوظ رہتا ہے لیکن ایسی کوئی بات نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس بارے میں کچھ غیر ثابت روایات مروی ہیں جن کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من قرء سورۃ الواقعه فی کل لیلة لم تصبه فاقة ابدا۔ (عمل الیوم واللیلة از ابن سنی: 674' شعب الایمان بیہقی: 2497)

جس نے ہر رات سورۃ واقعہ پڑھی' اسے کبھی بھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔ یہ روایت ابوطیبہ کے مجہول ہونے اور سند منقطع اور مضطرب ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے احمد بن عمر یمامی کے واسطہ سے مسند دیلمی میں مروی ہے لیکن یہ موضوع ہے۔ اس کا راوی احمد بن عمر یمامی کذاب ہے۔

ایک روایت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس طرح مروی ہے۔ من قرا سورۃ الواقعه وتعلمها لم یکتب من الغافلین ولم یفتقر هو واهل بیته

جس نے سورۃ واقعہ پڑھی' اسے اچھی طرح سیکھا' وہ غافل لوگوں میں نہیں لکھا جائے گا اور وہ اور اس کے گھر والے محتاج نہ ہوں گے

لیکن اس کا راوی عبدالقدوس بن حبیب متروک ہے' جس کی وجہ سے یہ روایت موضوع ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں سلسلۃ الاحادیث الضعیفة 289 تا 291)

باقی رہا مغرب کے وقت سورۃ مزمل پڑھنا کیسا ہے؟ تو گزارش ہے کہ قرآن مجید کا کوئی بھی حصہ اور کوئی بھی سورت و آیت مغرب سے پہلے یا بعد یا کسی بھی وقت عمومی حالات میں پڑھی جا سکتی ہے اور تلاوت قرآن باعث اجر و ثواب ہے۔ البتہ کسی خاص وقت مثلاً مغرب کے وقت میں پڑھنا مسنون نہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔ اسے پڑھتے وقت مسنون نہ سمجھا جائے اور کوئی ایسا انداز بھی نہ ہو کہ دیکھنے اور سننے والا اسے مسنون گمان کرے۔

سورۃ المزمل کے بارے میں تفسیر بیضاوی' سورۃ المزمل کی تفسیر کے آخر میں یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ عن النبی ﷺ من قرء سورة المزمل رفع الله عنه العسر فی الدنیا والاخرۃ۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ جس نے سورۃ مزمل پڑھی' اللہ تعالیٰ اس سے دنیا اور آخرت میں تنگی دور کردے گا۔ لیکن یہ روایت موضوع' من گھڑت ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں حاشیہ تفسیر بیضاوی تحقیق عبدالقادر عرفان جلد 5)

اگر کتا برتن میں منہ ڈال جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

س: اگر کتا برتن میں منہ ڈالے اور برتن ناپاک ہوجائے تو کون سے برتن دھونے سے پاک ہوجائیں گے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صرف سلور' سٹیل اور لوہے کے برتن ہی پاک ہوتے ہیں۔ مٹی یا پلاسٹک کے برتن پاک نہیں ہوتے' ان کو پھینک دیا جاتا ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ طَهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ ۔ (بخاری 172' مسلم 280)

جب تمہارے کسی کے برتن میں کتا منہ مار جائے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے سات مرتبہ دھویا جائے' ان میں سے پہلی بار مٹی کے ساتھ (دھویا جائے)

فوائد الحدیث

1۔ اس حدیث میں کسی خاص قسم کے برتن کی بات نہیں بلکہ لفظ عام ہے۔ اس لئے کسی بھی برتن میں کتا منہ ڈالے تو شرعی طریقہ کے مطابق دھونے سے وہ پاک ہوجائے گا۔ اگر کسی کی طبیعت پلاسٹک یا مٹی یا کسی بھی برتن کو کتے کے منہ ڈال لینے کے بعد استعمال کرنے کو نہ چاہے تو یہ اس کی اپنی مرضی ہے' شریعت نے اسے ضرور استعمال کرنے کا پابند نہیں کیا لیکن شرعی لحاظ سے اسے زیر استعمال لانا جائز اور درست ہے۔

2۔ اس حدیث سے پتا چلا کہ جس برتن میں کتا منہ مار دے اسے سات مرتبہ دھونا ضروری ہے۔ جدید تحقیقات بھی اس بات کی تائید کر رہی ہیں کہ کتے کے منہ کے جراثیم ایک دو دفعہ دھونے سے ختم نہیں ہوتے اور صرف پانی کے ساتھ وہ صاف نہیں ہوتے خواہ اسے سات دفعہ بھی دھولیا جائے' اس لئے ایک مرتبہ اسے مٹی کے ساتھ بھی دھویا جائے لیکن ایک بندہ مومن کا مزاج یہ نہیں ہونا اور نہیں ہونا چاہئے کہ جس قرآنی نص یا حدیث نبوی کی تائید سائنس کردے' اسے تسلیم کرلیا جائے اور جس کو عقل یا سائنس تسلیم نہ کرے' اس کے متعلق شکوک وشبہات کا شکار ہوجائے۔ یہ تو سائنس کو ماننے والی بات ہوئی نہ کہ شرعی دلیل ونص کو۔ بہرحال اسلام نے جس طرح بعض چیزوں کی طہارت میں تخفیف رکھی ہے مثلاً ماں کا دودھ پینے والا بچہ اگر کپڑے پر پیشاب کردے تو اس پر پانی کے چھینٹے مار لینا کافی ہے۔ (ابوداؤد: 376) اگر کسی عورت کے کپڑے کو راستے میں چلتے ہوئے گندگی لگ جائے تو بعد میں زمین پر رگڑ لگنے سے وہ پاک ہوجائے گا۔ (ابوداؤد: 383 ترمذی 143)

کچی زمین پر کوئی انسان پیشاب کردے تو اس پر پانی بہا دینے سے وہ جگہ پاک ہوجائے گی۔ (بخاری 220)

خشک مٹی کو کپڑے سے کھرچ دینا' اسے پاک کرنے کے لئے کافی ہے' اسے دھونا ضروری نہیں۔ اسی طرح بعض میں تشدید بھی بتائی ہے۔ جیسے کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کا معاملہ ہے۔ (مسلم 288/105) تو تخفیف اور تشدید دونوں کو یکساں طور پر تسلیم کیا جائے گا۔

3۔ کتے کے منہ مارے ہوئے برتن کے اندر جو کچھ ہوگا' وہ بھی نجس اور ناپاک تصور ہوگا کیونکہ نبی ﷺ نے اسے پھینک دینے کا حکم دیا ہے۔ (مسلم 279/89)

4۔ شوق کے طور پر پالنے جیسے غیر شرعی مقصد کے لئے کتا رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ وفی روایة الا کلب غنم او حرث او صید

(بخاری کتاب الحرث والمزارعة باب اقتناء الکلب للحرث 2322)

جس نے مال مویشی کے تحفظ یا کھیتی کی دیکھ بھال یا شکار کے سوا کتا رکھا تو اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط (ایک بہت بڑی عمل کی مقدار) کم ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ گھر میں کتے کا ہونا فرشتۂ رحمت سے محرومی کا سبب بھی ہے۔ (ترمذی' کتاب الادب 2806)

بہرحال مذکورہ تین مقاصد کے لئے کتا رکھنا جائز ہے۔ بعض اہل علم نے جواز والی احادیث سے سراغ رساں اور کھوجی کتے رکھنے کے جواز کا استدلال بھی کیا ہے لیکن برتن میں منہ ڈالنے کے حوالہ سے ان کتوں کا حکم عام کتوں والا ہی ہے کیونکہ زیر مطالعہ حدیث میں کتے کا لفظ عام ہے۔

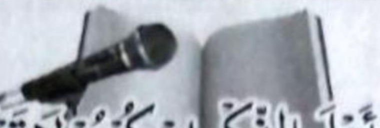
رابطہ برائے استفسارات:

نوٹ: قارئین کرام! اپنے استفسارات درج ذیل پتہ پر بھیجیں۔ ان کا شیخ الحدیث محترم عبداللہ رفیق حفظہ اللہ جواب دیں گے۔ تاہم اپنے استفسارات کے ساتھ مجلّہ کے متعلق اپنے تاثرات بھی لازمی بھیجا کریں تا کہ ان کی روشنی میں مجلّہ کو بہتر بنایا جا سکے۔ پتہ نوٹ فرمالیں۔

(جواب صرف مجلّہ میں دیا جائے گا۔ ان شاءاللہ)

شعبہ ''آپ کے سوال'' ماہنامہ مجلّہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور
فون برائے میسج 0320-4432378







فَسْئَلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

پس تم ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے

سلسلہ نمبر 13

پوچھیے

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ سے

ضبط تحریر و تخریج: بیگم صدیقہ عمران اعداد: حافظ محمد عمران ترتیب و تزئین: ابو عطف بشیر

س: کیا داڑھی فرض ہے؟

ج: داڑھی رکھنا فرض ہے۔ فرض اس کو کہتے ہیں جس کام کا اللہ تعالیٰ یا نبی ﷺ حکم دیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈالوں گا تو ان کو ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ یعنی حکم نہیں دیا، اس لیے فرض نہیں ہے، حکم دے دیتے تو مسواک فرض ہو جاتی۔ لیکن داڑھی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ''۔ (صحیح بخاری) ''مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کترواؤ''۔

اور فرمایا کہ ''لَعَنَ اللهُ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال''۔ ''اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتے ہیں''۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس)

معلوم ہوا کہ جو مرد داڑھی منڈواتے ہیں اور عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں وہ اس حدیث کا مصداق ہیں۔

س: آدمی عمرہ کی استطاعت رکھتا ہے لیکن اس کے کچھ رشتہ دار بہت غریب ہیں تو اب وہ پیسے ان کو دے دے، عمرہ بعد میں کرلے تو کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟

ج: اگر آدمی نے پہلے عمرہ نہیں کیا تو اس پر عمرہ فرض ہے، پہلے عمرہ ادا کرے۔ اس کے بعد رشتہ داروں کی مدد کرسکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّ الْمُتَابَعَةَ بَيْنَهُمَا تَنْفِي الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ''۔ (رواہ ابن ماجہ)

''حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو کیونکہ ان سے گناہ اور فقیری اس طرح دور ہوتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے اور سونے کے میل کچیل کو دور کر کے لوہے اور سونے کو خالص کر دیتی ہے''۔

س: اللہ کا شکر ادا کرنے کا نبوی طریقہ کیا ہے؟

ج: نبوی طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی فرمانبرداری ہو سکتی ہے کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا﴾ (سورۃ سبا) ''اے داود کی آل! شکر ادا کرنے کے عمل کرو''۔

نبی کریم ﷺ رات کو اتنا لمبا قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے، آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں تو پھر بھی آپ اتنی کیوں کوشش کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا''۔ (ابن ماجہ) ''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں''۔ تو یہ شکر کا طریقہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ بندگی کرے۔

س: کیا عورت سر کے پیچھے بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھ سکتی ہے؟

ج: نماز کے علاوہ بالوں کا جوڑا بنا لینے میں حرج نہیں لیکن وہ زیادہ اونچا اونٹ کی کوہان کی طرح نہ ہو، اور جوڑا بنا کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ نماز شروع کرنے سے پہلے جوڑا کھول لینا چاہیے۔

س: میں نے کسی کے پاس غیر مشروط کچھ رقم انویسٹ کی ہے اور اس پر ہر سال منافع حاصل کر رہا ہوں، کیا یہ جائز ہے؟

ج: عربی زبان میں اس کو مضاربہ کہتے ہیں۔ اس صورت میں جائز ہے کہ کسی تاجر کو یا کسی کاریگر کو کچھ رقم دے دی جائے اس شرط پر کہ اس کا منافع اس نسبت سے تقسیم ہوگا کہ آدھا آدھا تقسیم ہو جائے یا کام کرنے والے کا ایک حصہ، پیسے والے کے دو حصے ہو جائیں۔ یا ایک حصہ پیسے والے کا اور دو حصے کام والے کے ہو جائیں۔ بہر حال طے ہونا ضروری ہے۔ کچھ پیسے لینے سے تو جھگڑے کا امکان ہے اس لیے نسبت طے کرنا ضروری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نقصان میں بھی شراکت کی وضاحت ہونی چاہیے کہ کام کا سارا نقصان اس کے ذمے ہوگا جس نے پیسہ انویسٹ کیا ہے کیونکہ اس کا پیسہ گیا اور دوسرے کی محنت گئی جو وہ محنت کر کے اپنا حصہ حاصل کرتا تھا لیکن اگر لینے والا منافع لیتا رہے لیکن جب نقصان کی باری آئے تو ساری ذمہ داری دوسرے پر ڈال دے تو ایسا کرنا حرام ہے اور سود کے زمرے میں آتا ہے۔

س: کیا بارہ سال کا بچہ اعتکاف کے لیے بیٹھ سکتا ہے؟

ج: بارہ سال کے بچے کو تدریب کے لیے روزے بھی رکھوائیں اور نماز بھی پڑھوائیں۔ حالانکہ اس پر روزہ اس کے بالغ ہونے کے بعد فرض ہوتا ہے لیکن مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب بچوں کو تمیز آ جائے، بات کو سمجھ لے تو اس کو نماز بھی پڑھوائیں، روزے بھی رکھوائیں، دس سال کا ہو جائے اور سستی کرے تو سختی کریں اور اگر وہ خوشی سے اعتکاف بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے، کوئی حرج نہیں۔

ایمان کو صفر کرنے والی
ماہِ صَفَر کی بدعات و توہمات



اصلاحِ معاشرہ

پروفیسر ظفر اقبال شہباز حفظہ اللہ

اللہ رب العزت نے انسانوں کی رہنمائی، عمل اور اصولوں کے لئے ازل سے ہی جو دین متعین اور نازل فرمایا، وہ اسلام ہے۔ اس دین کو اللہ رب العزت نے ازلی، ابدی، عالمگیر اور کامل واکمل بنادیا۔ اس دین کی تکمیل نبی آخر الزمان محمد ﷺ پر ہوئی۔ زندگی کا کوئی گوشہ اور شوشہ ایسا نہیں ہے جہاں پر نورِ اسلام نہ ہو۔ اسلام کے تمام اصول و قواعد، اعمال و فرائض، نجی اور اجتماعی زندگی کے ضابطے سب کچھ بیان کردیا گیا ہے۔ دین اسلام صرف امت محمد ﷺ تک پہنچایا ہی نہیں بلکہ خود رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ دین نبی مکرم ﷺ کی زندگی تک محدود ہے اور آج کے دور میں کسی نئی راہ عمل کی ضرورت ہے۔ ایسا بالکل بھی نہیں، دین اسلام، شریعت محمدیہ کے بعد کسی نئے دین کی ضرورت نہیں، اس لئے رسم و رواج میں بھی پیروی اور اطاعت صرف نبی مکرم ﷺ ہی کی ہوگی۔ نبی معظم ﷺ نے فرمایا

مَنْ أَحْدَثَ فِی أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ (بخاری ومسلم)

جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی، وہ نا قابل قبول ہے۔

خود مسلمانوں نے دین اسلام میں اپنی خواہشات اور ہوا و ہوس کے پیش نظر بہت زیادہ تبدیلیاں پیدا کر لی ہیں۔ عقائد میں اعتزال، شرکیہ اعمال، انکار تقدیر، جبریہ عقائد، صفات الٰہی کا انکار، تشبیہ، تعطیل، تمثیل اور قرآن کو بھی مخلوق ثابت کرنے کی بھرپور کوشش حتیٰ کہ عباسی حکومتیں اس بدعیہ عقیدہ کا شکار ہوگئیں۔ سنت کی پیروی اور اطاعت رسول کی جگہ تقلید کو داخل اسلام کرلیا۔ اسلامی خلافت و امارت کو بدل کر جدید دور کی سیاست فکر کو جمہوریت کے نام سے بخوشی قبول کرلیا۔ اسلامی اقتصاد اور تجارت کے اصولوں کو سرمایہ داری اور مارکسٹ افکار سے تبدیل کرلیا۔ خوشی اور غم کے مواقع پر اسلامی طریقہ کار کی بجائے ہر علاقے کے لوگوں نے اپنی علاقائی رسموں اور خاص طور پر برصغیر کے ہندوؤں کی رسموں کو اپنا لیا اور انہیں باعث اجر مان لیا۔

غرضیکہ اسلام کی اصل شکل و صورت اور حلیے کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔ اسلام میں مہ و سال کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے سب کچھ بتادیا۔ مثلاً محرم الحرام کے بارے میں فرمایا

1۔ محرم

أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ ۔ (صحیح مسلم 1163)

رمضان کے بعد افضل ترین روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں۔

2۔ صفر اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ہے۔ اس کی فضیلت کے بارے میں کوئی حدیث اور دلیل موجود نہیں ہے لیکن مسلمانوں نے اس بارے میں بہت کچھ گھڑ لیا ہے اور بہت سے لوگوں نے اسے منحوس قرار دیا ہے۔ اس بارے میں تفصیل آگے آرہی ہے۔ جو اصل موضوع ہے۔

3۔ ربیع الاول اسلامی تقویم کا تیسرا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ اس مہینے کی 9 تاریخ کو نبی مکرم ﷺ کی پیدائش ہوئی اور اسی مہینے میں بارہ ربیع الاول کو وفات ہوئی۔ اس میں کسی نیک عمل کی فضیلت کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی نص موجود نہیں جبکہ لوگ اس مہینے میں میلاد کے نام سے بہت سے ایسے اعمال کرتے ہیں جن کی کوئی دلیل ثابت نہیں ہے۔

4۔ ربیع الثانی تقویم کا چوتھا مہینہ ہے، اس کی قرآن وحدیث میں کوئی فضیلت موجود نہیں ہے جبکہ لوگ اس میں بغداد کی طرف منہ کر کے صلوٰۃ غوثیہ ادا کرتے ہیں۔

6-5 جمادی الاولی اور جمادی الثانیہ

یہ اسلامی سال کا پانچواں اور چھٹا مہینہ ہے۔ ان دونوں

مہینوں کی کوئی فضیلت احادیث میں وارد نہیں ہے۔ ان دو مہینوں میں کوئی خاص اعمال انجام نہیں دیے جاتے۔ یہ خرافات اور غیر شرعی اعمال سے پاک ہے۔

7۔ رجب اسلامی تقویم کا ساتواں مہینہ ہے۔ اس کی فضیلت میں کوئی خاص روایت اور حدیث موجود نہیں ہے۔ البتہ ماہ رجب چار حرمت والے مہینوں میں شامل ہے جس میں جنگ و جدال منع ہے جسے اہل عرب ناپسند کرتے تھے۔ اس میں پہلے جمعہ کی شب کو صلوٰۃ الرغائب ادا کرنا' کثرت سے نفلی روزوں کا اہتمام کرنا' 22 رجب کو کونڈوں کی رسم ادا کرنا' 27 رجب کو شب معراج کی وجہ سے خصوصی عبادت کا اہتمام کرنا' دن منانا وغیرہ ثابت نہیں

8۔ شعبان اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ رمضان کے علاوہ تقریباً پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں متعدد حدیثیں آئی ہیں جن میں صوم شعبان کی فضیلت کا ذکر موجود ہے۔

شب برأت یعنی شعبان کی پندرہ تاریخ کے بارے میں متعدد روایات آئی ہیں جو زیادہ تر ضعیف ہیں جنہیں علماء کی اکثریت نے ناقابل عمل قرار دیا ہے۔ اس رات آتش بازی اور حلوہ پوری پکا کر ایصال ثواب کرنا یہ سب ایجاد بندہ ہے۔

یہ امت روایات میں کھو گئی
حقیقت خرافات میں کھو گئی

9۔ رمضان اسلامی تقویم کا نواں مہینہ ہے۔ اس مہینے میں قرآن نازل ہوا۔ اسی ماہ مبارک میں لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اسی مہینے میں روزے فرض کیے گئے۔ اسی مہینے میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اسی مہینے میں شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اسی میں تراویح نماز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ لیکن اس میں مسجدوں کو لائٹوں سے سجانا' جھنڈیاں لگانا اور ایسے دوسرے اعمال دین اسلام میں ثابت نہیں۔

10۔ شوال۔ یہ اسلامی تقویم کا دسواں مہینہ ہے۔ حج کے مہینوں میں یہ پہلا مہینہ ہے۔ اسی مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر ادا کی جاتی ہے۔ عید خوشی کے اظہار اور بارگاہ الٰہی میں تشکر کا اعتراف ہے۔ شوال کے چھ روزوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے' پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے' وہ ایسے ہے جیسے اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔"

عید الفطر کی رات عبادت کی فضیلت میں جتنی احادیث ہیں' سب ضعیف ہیں۔

عرب بد اعتقادی کی وجہ سے اس مہینے کو بھی منحوس خیال کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا میرے ساتھ نکاح شوال کے مہینے میں ہوا اور آپ کے ساتھ میری رخصتی بھی اسی مہینے میں ہوئی۔

12-11۔ ذوالقعدہ' ذوالحجہ۔

ذوالقعدہ اور ذوالحجہ بالترتیب اسلامی تقویم کے گیارھویں اور بارھویں مہینے ہیں۔ ذوالقعدہ کے بارے میں احادیث میں کوئی فضیلت وارد نہیں ہوئی' صرف یہ ہے کہ یہ مہینے حرمت والے شمار ہوتے ہیں یعنی ان مہینوں میں جنگ کی ابتدا نہیں کرنی۔

ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ سے تیرہ تاریخ تک حج کے ارکان اور مناسک ادا کیے جاتے ہیں۔ اسی مہینے کی دس تاریخ کو عید الاضحیٰ ہوتی ہے۔ نماز ادا کی جاتی ہے اور قربانی کی جاتی ہے۔ اس میں بھی بعض ناواقف شریعت مطہرہ عید غدیر خم مناتے ہیں جسے معز الدولہ احمد بن بویہ نے 18 ذوالحجہ 352 ہجری میں بغداد میں منانے کا حکم دیا۔ خوب ڈھول بجائے گئے اور خوشیاں منائی گئیں۔

امام مقریزی فرماتے ہیں: عید غدیر نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام اور تابعین سے ثابت نہیں ہے۔

عید غدیر کا شمار ان بدعات میں ہوتا ہے جنہیں عبیدی امراء نے شروع کیا تھا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دس ہجری میں حجۃ الوداع سے واپسی پر 18 ذوالحجہ کو غدیر خم مقام پر خطبہ دیا تھا جس میں علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی وصیت کی تھی۔ یہ سب جھوٹ اور باطل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نو مقامات پر خطبے دیے جن میں بدر' حنین' خندق' فتح مکہ' ہجرت اور مدینے میں داخلے کے وقت لیکن ان دنوں میں عید منانا جائز نہیں ہے۔ ایسے کام تو یہود و نصاریٰ کرتے تھے یا

☆...... سال بھر کے کسی دن یا مہینہ میں شادی ممنوع نہیں' محرم و صفر میں شادی کرنے کو ناجائز سمجھنے والوں کو دین کا کچھ علم نہیں۔ صفر کے ابتدائی دنوں کی نحوست کا عقیدہ بھی باطل اور بے بنیاد ہے۔

ہندو دیوالی اور دسہرے پر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا تو بالکل ہی یہ شیوہ نہیں ہے۔ (البدع الحولیہ: ص 377-380)

یہ تفصیل اس لئے بیان کی گئی تاکہ ہم معلوم کر سکیں کہ مسلمانوں کے ہاں خوشی اور غم کے موقع پر اسلام نے ہماری کیا راہنمائی کی ہے۔ اب ہم ماہ صفر میں وجود میں آنے والی بدعات اور توہمات کا تذکرہ کریں گے۔

صفر کیا ہے؟

صفر کے لغوی معنی خالی ہونے کے ہیں' جو گھر سامان سے خالی ہو' اسے صفر کہتے ہیں۔ بیت صفر من المتاع خالی ہاتھ کو کہتے ہیں صفر الید۔ (المنجد) عام معروف یہ ہے کہ عرب محرم کے مہینے کا احترام کرتے ہوئے اس میں قتال سے باز رہتے تھے لیکن ماہ صفر شروع ہوتے ہی وہ قتال و جدال کے لئے نکل کھڑے ہوتے تھے اور گھروں کو خالی چھوڑ دیتے تھے۔ اس لئے اس کا نام صفر پڑ گیا۔

فضیلت۔ 1۔ صفر اسلامی مہینوں کی لڑی کا دوسرا موتی ہے۔

2۔ صفر میں نحوست کے عقیدے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ

کوئی بیماری (مشیت الٰہی کے بغیر) متعدی نہیں ہوتی' بدشگونی لینا (جائز نہیں ہے) الو کی نحوست (یا روح کی پکار) اور ماہ صفر کی نحوست کی کوئی حقیقت نہیں۔ (صحیح البخاری' الطب 5707)

قرآن و حدیث میں کہیں بھی ماہ صفر میں کسی نیک عمل کو فضیلت کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا' لہٰذا جو مسنون اعمال عام دنوں میں کیے جاتے ہیں' وہ اس ماہ میں بھی کیے جائیں۔

رسوم و رواج

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا' نحوست کی وجہ سے اس میں

باقی صفحہ 53 پر

جدید سمارٹ فون ٹیکنالوجی

ایک تعارف ......ایک جائزہ



سائنس و ٹیکنالوجی

ابو عبداللہ عمر نعیم الاسلام

گزشتہ صدی میں ٹیلی کمیونیکشن کی ایجادات نے انسانی زندگی میں بہت سہولتیں اور تبدیلیاں کیں۔ تار والے عام فون کی بجائے بغیر تار والے سیلولر موبائل فون کی آمد ہوئی۔ عام بٹن والے فون کی جگہ موجودہ جدید ٹچ سکرین والے سمارٹ فون نے لے لی۔ آج کا سمارٹ فون محض ایک فون نہیں' اس میں گویا پورے کمپیوٹر کو سمو دیا گیا ہے۔ بلکہ یہ اس سے بھی بڑھ کر حیرت انگیز کارنامے انجام دے سکتا ہے۔ اسی لیے آج دنیا کے قریباً دو ارب سمارٹ فون صارفین کی زندگی کا اہم حصہ بن چکے ہیں جن کے بغیر وہ اپنا ایک دن گزارنے کا بھی تصور نہیں کر سکتے۔ اس نے سماجی زندگی اور سماجی رویوں میں انقلابی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ سمارٹ فون اور سوشل میڈیا نے مل کر دنیا کے سیاسی نظاموں کو بھی تبدیل کر دیا ہے۔ 4G,3G اور براڈ بینڈ انٹرنیٹ کی وجہ سے ساری دنیا کے انسان صوتی و بصری ذرائع سے آپس میں جڑ گئے ہیں۔ اس تیز رفتار ترقی نے فوائد کے ساتھ ساتھ بے شمار سماجی و اخلاقی مسائل بھی پیدا کیے ہیں۔

سمارٹ موبائل فون کی کامیابی میں اہم کردار اس کے اینڈرائڈ آپریٹنگ سسٹم اور موبائل ایپلی کیشنز (Apps) کی انسٹالیشن کی سہولت نے ادا کیا ہے۔ پرانے بٹن والے فون کو فیچر فون یا ڈمب (احمق) فون بھی کہا جاتا ہے جو ابھی بھی بیٹری کے زیادہ چلنے اور کئی دیگر وجوہات کی بنیاد پر دنیا میں استعمال کیا جا رہا ہے۔

بٹن والے پرانے سادہ فون میں مزید کام انجام دینے کے لیے Apps انسٹال کرنے کی زیادہ سہولت نہیں تھی جبکہ سمارٹ فونز سے نت نئے کام انجام دینے کے لیے اس میں Apps کا سافٹ ویئر چلانے کی بڑی سہولت ہے۔

اینڈرائیڈ آپریٹنگ سسٹم فون کے ہارڈ ویئر تک آسان رسائی فراہم کرتا ہے اور جدید ایپلی کیشن پروگرامنگ انٹرفیس (API) مہیا کرتا ہے۔ بٹن والا سادہ موبائل فون محض کال کرنے اور چند مقاصد تک محدود ہے جبکہ سمارٹ ٹچ سکرین والے اینڈرائیڈ فون کو وہاں تک مختلف استعمال میں لایا جا سکتا ہے جہاں انسانی سوچ کی حد جا سکتی ہے۔

اینڈرائیڈ کسی کی ملکیت نہیں ہوتا' اس میں کوئی بھی تبدیلی و اضافہ کر سکتا ہے جسے اوپن سورس (Open Source) آپریٹنگ سسٹم کہتے ہیں۔ اپنی پسند کا کام انجام دینے کے لیے موبائل میں Apps چلانے کی سہولت اور 4G,3G کے تیز رفتار انٹرنیٹ کی وجہ سے سمارٹ موبائل کی فروخت و استعمال میں بے انتہا اضافہ ہو رہا ہے۔ انٹرنیٹ اور سمارٹ موبائل نے دنیا کے سب بارڈروں کی حدیں ایک طرح سے ختم کر کے رکھ دی ہیں۔

مغربی تہذیب کی تباہ کن ہولناکیاں اس کے ذریعے مسلمان ملکوں اور گھرانوں میں سرایت کر چکی ہیں جو مسلم تہذیب' معاشرے' علماء اور حکمرانوں کے لیے نہایت تشویش کا باعث ہے۔ ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے ثمرات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے مضر اثرات سے مسلم معاشرے کو محفوظ رکھا جائے۔

> ☆......انٹرنیٹ اور سمارٹ موبائل نے دنیا کے سب بارڈروں کی حدیں ایک طرح سے ختم کر کے رکھ دی ہیں۔ مغربی تہذیب کی تباہ کن ہولناکیاں اس کے ذریعے مسلم ممالک و معاشرت میں سرایت کر چکی ہیں۔

اینڈرائیڈ اور سمارٹ فون کی ایجاد:

2003ء کے دوران ایپل کے ایک سابقہ ملازم اینڈی روبن (Andy Robin) نے اوپن سورس آپریٹنگ سسٹم لینکس (Linux) کے کرنل (بنیاد) پر مشتمل ایک نئے موبائل آپریٹنگ سسٹم (OS) کی تیاری کے لئے اینڈرائڈ انکارپوریشن کی بنیاد رکھی جسے بعد ازاں آئندہ برس گوگل نے خرید لیا جو موجودہ دور کا کامیاب ترین آپریٹنگ سسٹم ثابت ہوا۔

2007ء ہی میں گوگل نے ہارڈ ویئر، سافٹ ویئر اور موبائل نیٹ ورک آپریٹرز کی اہم ترین 34 کمپنیوں کے ساتھ مل کر Open Handset Alliance کی بنیاد رکھی۔ ساتھ ہی موبائل کیلئے اوپن سورس Open Source آپریٹنگ سسٹم اینڈرائڈ لانچ کیا گیا۔

2008ء کے دوران ایپل نے نیا آئی فون 3G پیش کیا۔ اس آئی فون میں Web 2 ٹیکنالوجی پر تیار کیے تھرڈ پارٹی ایپلی کیشن نصب کیے جا سکتے تھے۔ ساتھ ہی ایپل نے آن لائن ایپ اسٹور کا تصور دیا جہاں سے صارفین براہ راست Apps کو اپنے فون میں چلا سکتے تھے۔ اس سے Apps کی تیاری میں انقلاب پیدا ہوا۔

سمارٹ فون کی اقسام:

سمارٹ موبائل آپریٹنگ سسٹم کے لحاظ سے عام طور پر 4 قسم کے ہوتے ہیں۔ ① مائیکروسافٹ کے نوکیا ونڈوز فون ② گوگل کمپنی کے اینڈرائیڈ فون ③ بلیک بیری کمپنی کے فون ④ ایپل کے آئی فون۔

مائیکروسافٹ نے حال ہی میں ونڈوز فون ختم کرنے کا اعلان کردیا ہے۔ دیگر فون عام مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔

سمارٹ موبائل فون کمپیوٹر کی طرح کام کرتا ہے اور اس میں بھی کمپیوٹر کی طرح میموری، پروسیسر، آؤٹ پٹ اور ان پٹ ڈیوائسز ہوتی ہیں اور اضافی ٹچ سکرین اور سینسرز کی آپشن ہوتی ہے۔ کیمرہ زیادہ میگاپکسل والا (13 میگا پکسل یا زیادہ) بہتر سمجھا جاتا ہے۔ عام طور پر دو کیمرے آگے پیچھے لگے ہوتے ہیں۔ زیادہ سکرین ریزولوشن والا موبائل بہتر ہوتا ہے۔ 5 انچ سکرین والا موبائل اکثر لوگ استعمال کرتے ہیں۔ کواڈ کور (Quad Core) یا 4 تھوں والا پروسیسر، 1GB میموری RAM 8GB ROM STORAGE ہارڈ والا موبائل آج کل کے سافٹ ویئرز (Apps) کو بہتر چلاتا ہے۔ پاکستان میں سیم سنگ اور ہواوے کے موبائل زیادہ پسند کیے جاتے ہیں۔ عالمی طور پر Apple کے iPhone بھی پسند کیے جاتے ہیں۔ اس میں اینڈرائیڈ کی جگہ ایپل کا اپنا آپریٹنگ سسٹم استعمال ہوتا ہے۔

Apps کو انسٹال کرنے کا طریقہ:

کمپیوٹر میں Linux یا ونڈوز آپریٹنگ سسٹم پر سافٹ ویئر پروگرام انسٹال کرکے چلائے جاتے ہیں۔ اسی طرح موبائل کے آپریٹنگ سسٹم مثلاً اینڈرائیڈ پر چھوٹے چھوٹے سافٹ ویئر پروگرام جن کو موبائل ایپلی کیشن (مخفف ایپ App) کہتے ہیں' وہ گوگل پلے سٹور سے ڈاؤن لوڈ کرکے چلائے جاسکتے ہیں۔

سمارٹ موبائل پر گوگل پلے سٹور نام کا ایک آئی کون (Icon) ہوتا ہے' اس کو ٹچ کریں تو انٹرنیٹ پر پلے سٹور میں موجود بے شمار مختلف کیٹگریز کھل جاتی ہیں۔ مثلاً گیمز' کاروبار' کتب' گاڑیاں' تعلیمی' معلوماتی' مذہبی' تخلیقی' تفریحی' کھانے پینے سے متعلقہ' صحت' خواتین' بچوں کے لیے' سماجی' نقشے' اخبارات' میگزین' ڈکشنری' ادبی شاعری وغیرہ سے متعلقہ ڈھیروں سافٹ ویئر ایپ کے لنکس آپ کے سامنے کھل جائیں گے۔ ان کا کچھ تعارف' تصاویر' ویڈیوز' معلومات وغیرہ سامنے آجائیں گی تو جو ایپ آپ کو پسند آئے' اس کو آپ اپنے موبائل میں Download کے بٹن سے ڈاؤن لوڈ کرکے انسٹال کرسکتے ہیں۔

☆......سمارٹ موبائل فون کمپیوٹر کی طرح کام کرتا ہے اور اس میں بھی کمپیوٹر کی طرح میموری' پروسیسر' آؤٹ پٹ اور اِن پٹ ڈیوائسز ہوتی ہیں۔ اضافی ٹچ سکرین' سینسرز' کیمرہ نے کمپیوٹر سے زیادہ مفید بنا دیا ہے۔

اینڈرائیڈ کی ایجاد کیسے ہوئی؟

اینڈرائیڈ آپریٹنگ سسٹم کا تازہ ترین ورژن 8 (Oreo) اگست 2017ء میں ریلیز ہوا ہے۔ ابتدائی ورژن 23 ستمبر 2008ء میں ریلیز ہوا۔ یہ 100 سے زائد زبانوں میں دستیاب ہے۔ اس کی فائل کے نام کے ساتھ Apk کی ایکسٹنشن (Extension) ہوتی ہے۔

اینڈرائیڈ پر اینڈی رابن' نک سیئرز اور کرس واٹ نے کام 2003ء میں شروع کیا۔

سمارٹ فونز میں آج 85 فیصد اینڈرائیڈ آپریٹنگ سسٹم جبکہ آئی فون 11 فیصد استعمال ہو رہا ہے۔

اینڈی رابن (Andy Robin) کو ہی اینڈرائیڈ کا موجد کہا جاتا ہے۔ اینڈرائیڈ کا ماخذ یونانی زبان کا لفظ (MAN) ہے اور اس کا مطلب ایک روبوٹ ہے جو انسان کی طرح کام کرسکتا ہے۔

2G,3G,4G کیا ہے؟

یہ عام طور پر نیٹ کی سپیڈ کی ٹیکنالوجی ہے۔ 2G سے 3G تیز ہے۔ اور 3G سے 4G تیز ہے جو موبائل 4G ہوگا' اس پر نیٹ زیادہ تیز چلے گا۔ G لفظ Generation (جنریشن) سے لیا گیا ہے۔ یہ ایک وائرلیس انٹرنیٹ ٹیکنالوجی ہے۔ 1G انٹرنیٹ 1980ء میں متعارف ہوا۔ اس کی سپیڈ 2.4kbps تھی۔ یہ ابتدائی فون ٹیکنالوجی تھی۔ اس پر صرف فون کال کی جاسکتی تھی۔

2G یہ دوسری جنریشن تھی۔ اس پر میسج بھی کیے جاسکتے تھے۔ G کے ساتھ جتنا نمبر زیادہ ہوگا' وہ نیٹ اتنا ہی تیز اور وہ ٹیکنالوجی نئی ہوگی۔

3G کی ایجاد 2000ء میں ہوئی' اس کی سپیڈ 144kbps - 2mbps کے درمیان ہے۔ اس سے آڈیو ویڈیوز فائل ایک جگہ سے دوسری جگہ موبائل پر انٹرنیٹ کے ذریعے بھیجنے میں آسانی ہوئی۔

4G یعنی چوتھی جنریشن کا وائرلیس انٹرنیٹ ہے۔ اس کی سپیڈ 100 میگا بٹ فی سیکنڈ سے ایک گیگا بٹ (Giga Bit) فی سیکنڈ ہے۔ یہ 2008ء میں ایجاد ہوا۔

4G LTE کا مطلب لانگ ٹرم ایوالوشن (Long Term Evolution) ہے۔ LTE بھی 4G کی ایک قسم ہے جس کی سپیڈ 3G سے دس گنا تیز ہوتی ہے۔ یہ سب سے تیز انٹرنیٹ ہے۔ 5G انٹرنیٹ بھی 2020ء تک متوقع ہے جس کی سپیڈ ایک تا دس گیگا بٹ فی سیکنڈ (1-10 Gbps) ہوگی۔

سمارٹ موبائل کے چند مروجہ مثبت ومنفی استعمالات:

سمارٹ فون کے ذریعے کئی کام انجام دیئے جا سکتے ہیں جن میں چند مروجہ استعمال درج ذیل ہیں۔

1۔ فیس بک کے ذریعے دوستوں، رشتہ داروں اور نئے لوگوں سے دوستیاں۔
2۔ بے شمار افراد کے درمیان Live ویڈیو کانفرنس۔
3۔ ٹویٹر کے ذریعے اپنی رائے کا اظہار۔
4۔ آن لائن شاپنگ۔
5۔ خرید وفروخت کے لیے Olx وغیرہ کا استعمال (یہ اپنی چیزوں کی فروخت کا اشتہار دینے یا خریدنے کی ویب سائٹ ہے)
6۔ میڈیکل مقاصد کے لیے استعمال۔
7۔ کاروباری مقاصد کے لیے استعمال۔
8۔ جاسوسی اور فوجی مقاصد کے لیے استعمال۔
9۔ دینی مواد کے پھیلاؤ کے لیے استعمال۔
10۔ دینی مسائل پوچھنے کے لیے استعمال۔
11۔ شادیاں اور رشتے تلاش کرنے کے لیے استعمال۔
12۔ قرآن وحدیث سیکھنے کے لیے استعمال۔
13۔ آن لائن تعلیم کے لیے استعمال۔
14۔ TV اور ریڈیو چینل کے لیے استعمال۔
15۔ جماعتی، سیاسی اور کاروباری پراپیگنڈا کے لیے استعمال۔
16۔ حکومتوں کو گرانے کے لیے استعمال۔
17۔ موبائل پر گیمز کے لیے استعمال۔
18۔ بچوں اور لڑکیوں کا اغوا برائے تاوان کے لیے

استعمال۔

19۔ Webcams کے ذریعے سیکورٹی اور کاروبار مانیٹرنگ کے لیے استعمال۔

20۔ جلسے واجتماع لائیو نشر کرنا۔

21۔ طالب علم، صحافی، وکلاء، ڈاکٹرز اور پیشہ ور لوگوں کے لیے ریسرچ کا استعمال۔

22۔ سیاحت کے لیے استعمال۔

23۔ بلیو ویل گیمز وغیرہ کے ذریعے جرائم پیشہ لوگوں کا استعمال۔

24۔ خبریں اور حالات حاضرہ کے لیے استعمال۔

25۔ آڈیو وڈیو مواد کے لیے استعمال۔

26۔ کوہ پیمائی، نقشے دیکھنا، ٹیکسی سروس کو بلانا، راستے تلاش کرنا، Google Maps وغیرہ کے ذریعے استعمال کرنا۔

27۔ غیر اخلاقی مواد تک رسائی کے لیے استعمال۔

اینڈرائیڈ موبائل کس طرح کام کرتا ہے؟

اینڈرائیڈ موبائل بنیادی طور پر کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ کی ایک جدید شکل ہے۔ اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا ہارڈ ویئر ہے یعنی وہ آلات اور پرزے جو ٹھوس ہیں اور نظر آتے ہیں' دوسرا سافٹ ویئر ہے جس میں موبائل کو چلانے والا آپریٹنگ سسٹم اور اس کی ایپلی کیشنز ہیں جو موبائل کو چلانے کے لیے اینڈرائیڈ نامی آپریٹنگ سسٹم استعمال کیا جاتا ہے۔ ہم موبائل پر جو بھی کام کرتے ہیں' وہ اینڈرائیڈ ہی موبائل سے سرانجام دلواتا ہے۔ اینڈرائیڈ کے مختلف ورژن یا ماڈل ہوتے ہیں۔ جدید ورژن جیسے V.7'V.6 ہوتا ہے اور اس کا کوئی نام مثلاً کٹ کیٹ (Kit Kat) مارش میلو (Marsh Mallow) وغیرہ ہوتا ہے۔ اینڈرائیڈ آپریٹنگ سسٹم موبائل کے ساتھ ہی کمپنی فراہم کرتی ہے جس میں چند بنیادی فنکشنز اور کاموں کے لیے ضروری سیٹنگ اور ایپلی کیشنز (Apps) انسٹال یا موجود ہوتی ہیں۔ مثلاً کیمرا' ای میل' براؤزر' آفس وغیرہ کی Apps پہلے سے Built-in ہوتی ہیں۔

موبائل ایپس کیا ہوتی ہیں؟

ایپ چھوٹا سافٹ ویئر پروگرام ہے جو کوئی خاص کام انجام دیتا ہے۔ نئے موبائل میں پہلے سے موجود شدہ Apps کے علاوہ مزید کام انجام دینے کے لیے نئے موبائل سافٹ ویئر یا ایپلی کیشنز (Apps) انٹرنیٹ پر موجود گوگل پلے سٹور سے ڈاؤن لوڈ کر کے انسٹال کرنا ہوتی ہیں جو گوگل کے علاوہ تھرڈ پارٹی یا اور کمپنی فراہم کرتی ہیں۔ آپ اپنے موبائل پر جو کام کرنا چاہتے ہیں اس سے متعلقہ ایپ آپ چلا کر اپنا کام با آسانی انجام دے سکتے ہیں۔ مثلاً آپ تازہ خبریں' تصاویر اور ویڈیوز حاصل کرنا یا بھیجنا چاہتے ہیں' دوستوں سے بات چیت (Chat) کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے مشہور ایپ میسنجر' وٹس ایپ (Whatsapp) استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح فیس بک' ٹویٹر وغیرہ کی اپنی ایپس ہیں۔ ویڈیو پر براہ راست دنیا میں کہیں بھی Live بات چیت کرنے یا کسی پروگرام کی کارروائی دیکھنے کے لیے سکائپ (Skype)' ایمو (Imo) اور فیس بک (Facebook) وغیرہ کی Apps موبائل میں ڈاؤن لوڈ کرنا ہوتی ہیں۔

موبائل میں گیمز کھیلنے کے لیے گیمز کی Apps ہوتی ہیں۔ کچھ Apps مفت ہوتی ہیں۔ کچھ کے پیسے ادا کرنے ہوتے ہیں۔ کچھ اشتہاروں کے ذریعے آمدنی کماتی ہیں۔ خصوصاً گیمز ایپ بنانے والے سافٹ ویئر انجینئر بہت زیادہ کمائی کرتے ہیں۔ حکومتی ادارے' پرائیویٹ کمپنیاں اور بنک وغیرہ بھی اپنی ایپس بنا کر لوگوں کو فراہم کرتے ہیں۔

آج کل مختلف ٹیکسی اور رکشا سروس جیسے اوبر (UBER) اور کریم (Cream) وغیرہ کی ایپس بھی بہت استعمال ہوتی ہیں جو موبائل میں انسٹال کر کے انٹرنیٹ کی مدد سے آپ قریب ترین موجود ٹیکسی سروس یا رکشا کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں اور فاصلے کے کلومیٹر یا وقت کے حساب سے کرائے کا تخمینہ یا اندازہ بھی پہلے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کی ٹیکسی رکشہ سے بھی سستی پڑتی ہے۔

پیسوں کے لین دین کی بھی کئی ایپس ہوتی ہیں جیسے اومنی ایپ (Omni App) وغیرہ۔ اس کو چلا کر آپ دوسرے شہروں میں پیسے بھجوا سکتے ہیں' یوٹیلٹی بل ادا کر سکتے ہیں' موبائل لوڈ خرید سکتے ہیں' اور بھی بہت سے کام سرانجام دے سکتے ہیں۔

آن لائن شاپنگ اور خرید وفروخت کے لیے کئی مشہور ایپس ہیں جیسے OLX وغیرہ۔ جس میں لوگ گھر بیٹھے دنیا بھر سے خریداری کر سکتے ہیں اور اپنی اشیاء کو فروخت بھی کر سکتے ہیں۔

اسلامی ایپس کے ذریعے بھی کافی کام سرانجام دیے جاسکتے ہیں جیسے قرآن کی تلاوت کرنا' حدیث کی تلاش کرنا (مکتبہ شاملہ وغیرہ) کتب احادیث' کتب تفاسیر اور دیگر اسلامی کتب کا مطالعہ کرنا وغیرہ۔ نمازوں کے اوقات اور قبلہ کی سمت حاصل کرنے کی Apps بھی کافی مفید ہیں۔

گوگل میپس (Google Maps) اور ایسی نقشوں والی ایپس کی مدد سے کسی جگہ تک پہنچنا' وہاں کا نقشہ دیکھنا' وہاں کا فاصلہ دیکھنا' سواری یا پیدل جانے کے متبادل راستے دیکھنا بھی بہت آسان ہو گیا ہے۔ گوگل ارتھ (Google Earth) بھی اس حوالے سے اہم ایپ ہے۔ موسم کا حال بتانے والی بھی بے شمار ایپس ہیں۔

فلاحی ادارے جیسے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن ایف آئی ایف وغیرہ کی Apps بھی گوگل پلے سٹور سے ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے' جن میں ان اداروں کی فلاحی سرگرمیوں کی تفصیل' تعارف' تصاویر اور ویڈیوز ہوتی ہیں۔ مختلف سیاسی جماعتیں بھی اپنی تعارفی ایپس بنا کر پلے سٹور پر لوگوں کے لیے فراہم کرتی ہیں۔

وائرس یا جاسوسی والی ایپ استعمال کرنے کے لیے مکمل رابطے' تصاویر' فون نمبرز' ای میل ہیک کر کے اسے بلیک میل کرنے میں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ ایپ بغیر بتائے استعمال کنندہ کی تصاویر کھینچ کر یا آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ کر کے جاسوسی کرنے والے دشمن اداروں کو ارسال کر سکتی ہے۔

تحریک آزادی کشمیر میں وٹس ایپ اور دیگر ایپس کے ذریعے وہاں ہونے والے بھارتی مظالم کی خبریں' تصاویر' ویڈیوز ساری دنیا تک چند لمحوں میں پہنچا دی جاتی ہیں جس کو روکنے کے لیے بھارت مقبوضہ کشمیر میں بار بار انٹرنیٹ اور موبائل سروس معطل کر دیتا ہے۔ برما اور دیگر علاقوں کے مظالم کی تصاویر' ویڈیوز ایپس' موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعے ساری دنیا کے لوگوں تک پہنچتی ہیں۔

موبائل آفس ایپس کے ذریعے روزمرہ کا حساب کتاب اور اردو انگلش وغیرہ میں ٹائپنگ کی جاسکتی ہے۔

اچھے موبائل میں USB OTG (On The Go) کی آپشن ہوتی ہے' جس سے کی بورڈ' LCD' پرنٹر' سکینر' ہارڈ ڈسک' یو ایس بی ڈرائیو اور بیرونی چیزیں منسلک کر کے موبائل کو کمپیوٹر کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آواز کے ذریعے بول کر موبائل میں مختلف کام اور سرچ کی جاسکتی ہے' اس میں سنسرز بھی لگے ہوتے ہیں جو کئی کام انجام دیتے ہیں۔ اچھے کیمرے والے موبائل اخبارات اور ٹی وی نیوز رپورٹنگ اور لائیو کوریج کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

شادیاں نہ کرنا' اس میں مٹی کے برتن توڑ دینا' ماہ صفر کے آخری بدھ' یعنی چہار شنبہ کو جلوس نکالنا اور شہروں اور بستیوں کو بڑی بڑی محفلیں منعقد کر کے خاص قسم کے کھانے حلوے تقسیم کرنا' بیماریوں سے شفا کی نیت سے صبح صبح گھاس پر چلنا اور کہنا کہ نبی ﷺ ایک بار بیمار ہوئے تھے تو اسی دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا دی' پھر آپؐ نے لطیف اور عمدہ حلوہ کھایا تھا' مریضوں کو صحت یابی کے لئے تعویذ یا چھلا وغیرہ پہنانا اور چوری کی رسم ادا کرنا وغیرہ سب بدعات ہیں۔

یہ جتنے بھی اعمال ہیں' ان کی شریعت محمد ﷺ میں کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے۔ یہ سب ایجاد بندہ ہیں جنہیں بدعات کے نام سے منسوب کرنا مناسب ترین ہے۔

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔ (صحیح مسلم 867)

ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔

اوپر بخاری والی حدیث میں **ولا صفر** کا ایک مطلب عربوں کے طریقہ نسیئ کا انکار ہے۔ جس کی نسبت قرآن نے کہا ہے: انما النسئی زیادۃ فی الکفر نسئی کفر میں زیادتی ہے۔

نسئی کا مطلب ہے امن کے مہینے کو آگے پیچھے کر لینا۔ جاہلیت میں مبتلا عرب یہ کیا کرتے تھے کہ اگر ان کو کسی حرمت والے مہینے میں قتال و جدال یا لوٹ مار کی ضرورت لاحق ہوتی تو وہ اس مہینے کی حرمت توڑ کر اپنی من مانی کر لیتے اور اس حرمت والے مہینے کی جگہ کسی اور مہینے کو حرمت والا قرار دے کر حرمت والے چار مہینوں کی گنتی پوری کر لیتے' جیسے کسی سال محرم کی بجائے صفر کو حرمت والا مہینہ قرار دے لیا۔

نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حرمت والے تمام مہینوں کی تفصیل اور ترتیب بتا دی اور واضح کر دیا کہ یہی اصل ترتیب تھی جو ابتدائے کائنات ہی سے چلی آ رہی ہے۔ اب ان میں کوئی شخص رد و بدل کا مجاز نہیں ہے۔

بے شک اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں مہینوں کی گنتی بارہ ہے' اس دن سے ہی جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ (التوبہ 36/9)

ولا صفر کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ صفر کا مہینہ منحوس نہیں جیسا کہ عربوں میں اس کی نحوست کا تصور پایا جاتا تھا۔ اسلام میں کسی مہینے' دن اور وقت کے منحوس ہونے کا تصور نہیں ہے۔ اس لئے صفر کے منحوس ہونے کی بھی آپؐ نے نفی فرمائی۔

تیرہ تیزی کے دن۔

برصغیر پاک و ہند میں بھی بعض علاقوں میں صفر کے پہلے تیرہ دن منحوس سمجھے جاتے ہیں اور انہیں تیرہ تیزی کے دن کہا جاتا ہے۔ ان دنوں میں توہمات کا شکار لوگ شادی کرنے کو منحوس سمجھتے ہیں۔ یہ خیال اور عقیدہ بھی محرم کو سوگ اور غم کا مہینہ سمجھنے کی طرح غلط ہے۔

ہم بالکل واضح طور پر کہتے ہیں ماہ صفر کے ابتدائی دنوں کی نحوست کا عقیدہ بھی باطل اور بے بنیاد ہے۔

آخری چہار شنبہ یا آخری بدھ کی حقیقت

ماہ صفر کے آخری بدھ میں جسے فارسی میں چہار شنبہ کہتے ہیں' رسول کریم ﷺ کے اس مرض کا آغاز ہوا تھا جس سے پھر آپؐ صحت یاب نہ ہو سکے۔ یہاں تک کہ اس کے بعد شروع ہونے والے مہینے ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو آپؐ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (اسد الغابہ 144/1)

برصغیر پاک و ہند کے بہت سے مسلمان گھرانوں میں یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ وہ صفر کے آخری بدھ کو یوم غسل صحت کے طور پر مناتے ہیں اور اس روز صبح سویرے باغوں کی چہل قدمی کو باعث اجر و ثواب سمجھتے ہیں۔ اس خوشی میں بعض جگہ چھٹی بھی منائی جاتی ہے اور اب چند سالوں سے "چہار شنبہ" کا جلوس بھی نکلتا ہے۔

اس دن کے منانے کی رسم کا تعلق اسلام سے نہیں ہے۔ تاریخی طور پر یہ بات خلاف واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفر کے آخری بدھ غسل صحت فرمایا تھا جبکہ آپ ربیع الاول کے بالکل ابتدائی دنوں میں بیمار ہوئے تھے اور بیمار ہی رہے اور بالآخر 12 ربیع الاول کو اللہ سے جا ملے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اپنے ایک فتوے میں لکھا ہے"

"آخری چہار شنبے کی کوئی حقیقت نہیں کہ اس دن صحتیابی رسول اللہ ﷺ کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض اقدس جس میں وفات ہوئی' اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں" یہ سب باتیں بے اصل اور بے معنی ہیں" (احکام شریعت 93 حصہ دوم: 110-111)

عجب بات یہ ہے کہ جس دن نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے' اسے جشن کے طور پر منانا' خوشی میں جلوس نکالنا اور سیر و تفریح کے لئے نکلنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

مفتی اعظم امجد علی صاحب لکھتے ہیں' "ان دنوں میں رسول اللہ ﷺ کا مرض شدت سے تھا' لوگوں کو جو باتیں بتائی جاتی ہیں' سب خلاف واقعہ ہیں" (بہار شریعت جلد 6 ص 242)

لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس مہینے میں شادی بیاہ کو ممنوع سمجھتی ہے اور مشہور ہے کہ جو شادی صَفر میں ہو گی وہ صِفر ہو گی حالانکہ اس بارے میں جو توہمات ہیں' وہ ایمان کو صفر کر دیں گے۔ سال کے بارہ مہینوں میں کوئی مہینہ بھی منحوس نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سال بھر کے ہر دن اور ہر مہینے میں اسلام نے نکاح اور شادی بیاہ کو جائز رکھا ہے اور کسی بھی مہینے میں کوئی نحوست نہیں اور نہ ہی ممانعت ہے۔ تمام مکاتب فکر کے علماء نے اس کو بے اصل اور بداعتقادی پر مبنی قرار دیا ہے اور مسترد کر دیا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر یہ باتیں مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں تو یہ ایمان کو برباد کرنے والی ہیں۔ انسان کے ایمان کو صفر کر دینے والی ہیں۔ آخرت میں کمزور اور بدعمل کا تو چھٹکارا ہو جائے گا لیکن عقیدے اور ایمان میں خلل واقع ہو گیا تو بخشش نہیں ہو گی۔

ایسی بدعات اور ایسے توہمات کی شکار امت دنیا و آخرت دونوں میں ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے گی۔ مسلم امت کے پاس جب ایمان و عمل کے لئے قرآن اور سنت موجود ہے' اصل سرچشمہ موجود ہے تو ادھر ادھر ٹاک ٹوئیاں مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا قرآن و سنت کافی نہیں ہے کیوں خود ساختہ' من گھڑت رواج اور رسمیں دین بن گئی ہیں۔ ہمیں توبہ کر کے اصل دین کی طرف لوٹ آنا چاہئے' ہماری زندگیاں اور اعمال خالص دین کے ترجمان بن جائیں۔ اللہ ہمیں خالص عقیدہ اختیار کرنے' سنتوں پر عمل کرنے اور بدعات و خرافات اور توہمات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یہ نام کیسا ہے؟ بچوں کے ناموں کے حوالے سے ایک تحقیقی نظر

ریسرچ ڈیسک: ابوعبداللہ عبدالمتین۔ ڈائریکٹر الاثر پبلیکیشنز جماعۃ الدعوۃ۔ ابوحمزہ ظفر اقبال فاضل مدینہ یونیورسٹی وابوعقاب الایمان محمد امین الرحمٰن

س: عبدالخباب نام رکھا جا سکتا ہے؟ اس کے معنی کیا ہیں اور زینت نام کیسا ہے؟

ج: (الف) **عبدالخباب**۔ اللہ کے سینکڑوں ناموں میں خباب نام نہیں ملتا۔ مولانا رشید اللہ یعقوب کی معرکۃ الاراء کتاب الاسماء والحسنٰی میں اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار صفاتی نام بیان کئے گئے ہیں' ان میں بھی نہیں ہے۔ اس لئے عبدالخباب نام نہیں بنتا۔ عبداللہ' عبدالرحمٰن 'عبدالصمد' عبدالاحد' عبدالجبار' عبدالمقتدر وغیرہ رکھ سکتے ہیں یا کسی صحابیؓ کے نام پر یا کسی نبی کے نام پر نام رکھنا چاہئے۔ خباب کا معنی سمندر کا جوش مارنا ہے۔ ہاں ایک صحابی کا نام خباب بن ارت تھا۔ عبد کے بغیر یہ نام رکھ سکتے ہیں۔

ب۔ **زینت** نام رکھا جا سکتا ہے' زینت کا معنی سجاوٹ و خوبصورتی "آرائش کا سامان۔

مصر میں عورتوں کا نام زین اور ایمان وسعاد ہوتے ہیں چونکہ نام عام طور پر مذکر یا مونث نہیں لہذا امر دوزن کے نام رکھنے میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا جیسے ہمارے ہاں بہت سے نام ایسے ہیں جو مردوں کے بھی ہوتے ہیں اور عورتوں کے بھی جیسے مزمل' انور'' اکبر' مدثر' سرور' شاہ جہاں' سلطان وغیرہ

س: محمد عزیر یہ نام رکھا جا سکتا ہے؟

ج: **عزیر**: رکھا جا سکتا ہے۔ یہ پہلے مارچ 2017ء کے شمارہ میں آ چکا ہے۔

س: انیس کا مطلب کیا ہے؟

ج: **اُنَیس** انس کرنے والا' چاہت کرنے والا۔ اُنیس میں تصغیر ہے یعنی تھوڑا پیار کرنے والا۔

س: انابت' رامین' سمرہ ان ناموں کے معانی بتا دیں؟

ج: **انابت**۔ رجوع کرنا' توبہ کرنا' سراپا رجوع کرنے والا' سراپا توبہ یعنی مصدر میں مبالغہ کی صفت بھی پائی جاتی ہے۔ انابت' انابیہ' منیبہ' ایک ہی مصدر سے خوبصورت نام ہیں۔

رامین رمی یرمی سے ہے۔ (عربی) عقل مند' دور اندیش' تابع فرمان' دور کی کوڑی لانے والا' یا لانے والی' تیر انداز' اگر یہ لفظ ہندوؤں کے رام سے لیا گیا ہے تو پھر اس سے بچنا چاہئے کیونکہ رام ہندوؤں کے خدا اور بھگوان کا نام ہے۔ ہمیں غیر مسلموں سے مشابہت سے بچنے کا حکم ہے۔.........

س: ایاز احمد نام کا معنی بتا دیں

ج: **ایاز** فارسی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی نسیم صبح یا صبح کی ہوا ہے۔

محمود غزنوی کا خادم خاص جو عقلمندی اور بادشاہ پر فداکاری میں سب سے ممتاز تھا۔ اس کی بہت سی خوبیوں کے باعث اس سے بہت حسد کیا جاتا تھا۔ بادشاہ خاص خاص معاملات میں اس سے مشاورت کرتے تھے۔

علامہ اقبال نے بھی ایاز لکھا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ بندہ نواز

س: دلآویز' اسماء یہ نام کیسے ہیں۔ (اسماء ضیاء حجرہ شاہ مقیم)

ج: **دلآویز** دل کو لبھانے والا۔ آویز' آویزاں سے ہے جس چیز کو بطور زینت نمایاں رکھا جائے۔

اسماء: بہت ناموں یعنی خوبیوں والی۔ سیدنا ابوبکر صدیق کی بڑی بیٹی کا نام۔

اسماء اسم کی جمع ہے۔ وعلم آدم الاسماء کلھا

س: فاخرہ' ارم' فوزیہ......نام کیسے ہیں؟

ج: **فاخرہ**۔ فخر کرنے والی

ارم' **فوزیہ** پہلے شماروں میں شائع ہو چکے ہیں

س: عفیفہ نور نام کیسا ہے؟ (محمد زبیر جاوید مرکز طیبہ مریدکے)

ج: **عفیفہ**: عفت والی' باعصمت' پاک دامن عورت۔ نہایت اچھا نام ہے۔

س: محمد حارب نام کیسا ہے؟ (ام حارب کورٹ رادھا کشن)

ج: **حارب**: جنگ کرنے والا۔ نبیؐ نے حرب نام رکھنے سے منع کیا کیونکہ حرب ایک مشرک تھا البتہ حارب نام رکھا جا سکتا ہے کیونکہ آپؐ نے حارب سے منع نہیں کیا۔

دیام: عربی زبان کا لفظ ہے۔ مطلب ہمیشہ رہنا۔ بغیر گرج چمک کے مسلسل بارش کا جاری رہنا' آنکھ کا اپنے حلقہ میں پھرنا' کثیر المعانی نام ہے اردو کا دائم یا دائمی بھی اسی سے ہے۔

معروش: معروش' عرش سے ہے۔ ایسے پودے یا بیلیں جنہیں دیوار پر یا چھتوں پر چڑھایا جائے مثلاً گلو کی بیل یا انگور وغیرہ کی بیل

من تشاء = جسے تو چاہے جیسا کہ قرآن میں ہے

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ

اور تو عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تو ذلت دیتا ہے جسے تو چاہے۔

س: محمد آمش' عامش' اَعمش نام کیسا ہے؟

ج: **آمش** ایک امریکی قدامت پسند عیسائی فرقہ ہے جو جدید سہولیات سے سخت نفرت کرتا ہے' شہروں اور سائنسی ترقی سے دور اپنی جہالت پر مغرور لوگ ہیں۔

اَعمش: بھینگے آدمی کو کہتے ہیں' ویسے ایک بہت بڑے محدث بھی اعمش نام کے تھے اور ان کا نام بھینگے پن کے باعث تھا۔

عامش۔ کمزور آنکھ والا جسے دھندلا دکھائی دے۔

س: سجاد علی' محمد حسین نام کیسا ہے؟ (رحیم یار خان پل

سی کالونی نمبر 2)

ج: **سجاد علی** اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ سجدہ کرنے والا علی یا علی کو سجدہ کرنے والا۔ اس میں چونکہ دوسرے غلط معنی کا احتمال ہے اس لئے احتیاط لازمی ہے۔ بعض لوگ دو نام اکٹھے رکھتے ہیں۔ دونوں الگ الگ معنی میں بھی ہو سکتے ہیں۔ تاہم احتیاط بہتر ہے۔

س: طعارم صبا نام کیسا ہے؟ (کوٹ سلطان)

ج: **طعارم** اس نام کا لفظ کسی لغت میں ہمیں نہیں مل سکا

س: خزیمہ نام کے بارے میں بتائیں۔ (شہید آباد)

ج: **خزیمہ**: خزام سے ہے۔ عرب میں ایک خوشبودار پودا ہے' اگر خزم سے مانا جائے تو موتی پرونے والا' الگ راستے سے جا کر ملنے والا' ایک صحابی بھی خزیمہ بن ثابتؓ نام کے تھے۔ ان کو منفرد اعزاز حاصل تھا' وہ یہ کہ ان کی گواہی دو افراد کے برابر شمار کی گئی' اس بات کا اللہ کے رسولؐ نے حکم جاری فرمایا تھا۔ حدیث میں طویل واقعہ ہے۔ سورۃ توبہ کی آخری آیت صرف ان سے ملی تھی' جب وہ قرآن میں شامل کی گئی۔ قرآن جمع کرتے وقت اس آیت کے بارے میں ان کی اکیلی گواہی کو کافی سمجھا گیا کیونکہ ان کی گواہی کو دو افراد کے برابر درجہ حاصل تھا۔

س: فریحہ مرتضٰی کیسا نام ہے؟

ج: **فریحہ** فرحت سے ہے' بہت خوش رہنے والی۔ مرتضٰی پسندیدہ چنا ہوا۔

قمر الزماں: زمانے کا چاند۔ بہت خوبصورت نام ہے۔

س: شازیلہ نام کیسا ہے؟ Shazeela

ج: **شازیلہ** یہ نام کہیں سے نہیں ملا۔ غالباً شاذلیہ کو شازیلہ پڑھ لیا گیا اور نام رکھ لیا گیا۔ شاذلیہ ایک صوفیوں کا سلسلہ ہے ترکی کے آس پاس کا علاقہ ہے' وہاں سے یہ سلسلہ شروع ہوا۔ الجزائر کے ایک صدر بھی تھے' شاذلی بن جدید۔ واللہ اعلم بالصواب۔

میکال۔ عبرانی نام ہے مطلب اللہ کا بندہ۔

میکال میکائیل علیہ السلام کے نام نامی اسم گرامی ہی کی ایک خطی صورت ہے۔ انگلش میں مائیکل لکھا پڑھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

س: فہد کیسا نام ہے؟

ج: **فہد**۔ چیتا' سعودی عرب کے ایک بادشاہ بھی ہوئے ہیں۔ فہد بن عبدالعزیز

س: حریم' عاطف کا مطلب کیا ہے؟ (عاطف لاہور)

ج: **حریم** عزت والا' مقدس چیز یا جگہ

عاطف۔ شفقت کرنے والا

س: انعام الرحمٰن کا مطلب بتادیں۔ (جیا بگا لاہور)

ج: **انعام الرحمن**۔ الرحمٰن کا انعام

س: خرم شہزاد کیسا نام ہے؟ (چک 10 بھلوال سرگودھا)

ج: **خرم**۔ خرم' خوش و مسرور' شادمان' شاداب' سرسبز

شہزاد۔ بادشاہ کا بیٹا' شہزادہ

س: افتخار احمد مطلب و معانی کیا ہیں۔ (خاران بلوچستان)

ج: **افتخار**۔ افتخار' فخر' ناز' اعزاز' بزرگی

س: **سونینا** نام کیسا ہے؟ (فیصل آباد)

ج: سنونو کی تصغیر لگتا ہے یہ نام' چھوٹا ابابیل۔ واللہ اعلم بالصواب

سنونو ابابیل کو کہتے ہیں

س: صالحہ نام کیسا ہے؟

ج: **صالحہ** نیک یا نیک عورت'

صالح علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر ہوئے ہیں۔ قوم نے صالحؑ سے معجزہ مانگا کہ ابھی پہاڑ سے حاملہ اونٹنی برآمد ہو اور بچہ جنے تو ہم ایمان لائیں گے' یہ سب کچھ اسی وقت اللہ کے حکم سے ہو گیا۔ بہت بڑی اونٹنی تھی' جس گھاٹ پر اترتی سارا پانی پی جاتی۔ جس علاقے کا رخ کرتی' سارا چارہ کھا جاتی۔ قوم ایمان نہ لائی۔ اونٹنی دودھ بھی بہت دیتی جسے قوم کو تقسیم کر دیا جاتا۔ قوم ایمان لانے کی بجائے کفر میں اور بھی بڑھ گئی۔ اونٹنی قتل کر دی' اس کا بچہ چیختا ہوا غائب ہو گیا' اللہ کے عذاب سے قوم تباہ ہو گئی۔ معراج میں ہر آسمان پر رسول اللہ ﷺ کو انبیائے کرام نے مرحبا کہا اور کچھ نے اخا صالحا نیک بھائی اور ابراہیم علیہ السلام نے ابنا صالحا نیک بیٹا کہا۔

س: کرن کیسا نام ہے؟

ج: **کرن**: روشنی کی چمک اور لائنوں کو کہتے ہیں جو زاویہ نما نظر آتی ہیں۔

س: جاوید کیسا نام ہے؟

ج: **جاوید** فارسی نام ہے' معنی ہمیشہ' دائمی جاوید جود اور جواد سے بھی مشتق ہو سکتا ہے' بمعنی سخاوت اور سخی اس لئے یہ نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں

س: روکاش کا معنی بتائیں۔

ج: **روکاش**' عربی کے رقاش کی بگڑی شکل لگتی ہے تو رقاش کا معنی دھاری دار سانپ ہے۔ عرب میں ایک قبیلہ بھی ہے' رقاشی نسبت کے کئی نام مطالعہ میں آئے' رَقش' اچھی لکھائی' صفحہ پر سطریں لگانا۔

س: ہادیہ عبدالقیوم نام کیسا ہے؟ (ہادیہ بن عبدالقیوم کھیالی گوجرانوالہ)

ج: **ہادیہ**: ہدایت دینے والی' خوب صورت نام ہے

نوٹ: **پلوشہ** (پشتو) پچھلے شمارے میں ہم نے کہا تھا کہ اس کے معنی نہیں ملے تو پشاور سے ایک بھائی نے بتایا ہے کہ اس کے معنی سورج کی کرن کے ہیں۔

پروشہ: پشتو نام' معنی فالسہ کا درخت

س: **فیضان احمد** کا مطلب کیا ہے؟ (ولد سجاد بشیر اوکاڑہ)

ج: اس نام کا مطلب پہلے شائع ہو چکا ہے۔

س: ریحاب فاطمہ بنت عبدالقدیر کیسا نام ہے؟ (ہری پور)

ج: **ریحاب** رحب سے ہے' معنی بہت وسعت و ظرف والی' استقبال کرنے والی' اسی سے مرحبا ہے۔ کسی کو استقبال کے لئے کہا جاتا ہے۔ **اھلا و سھلا مرحبا**۔ ان الفاظ کو ترحیب کہا جاتا ہے۔

س: ایم ربیع کے کیا معنی ہیں

ج: **ربیع** کے معنی موسم بہار ہے۔

ربیع موسم بہار کی پہلی بارش' سبزہ' ہریالی' بہت خوبصورت نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی آسمان سے اللہ کی عظیم الشان رحمت کی بارش ثابت ہوئے۔ آپؐ ربیع الاول کی 9 تاریخ کو پیدا ہوئے۔ (ایم کی بجائے محمد لکھا کریں)

س: انس کیسا نام ہے؟

ج: **انس**: سب سے زیادہ پیار کرنے والا۔

نوٹ: بچوں کے ناموں کا مطلب جاننے کے لیے بچے کا نام مع ولدیت اور علاقہ اس نمبر (0336-4513573) پر SMS کریں' بہتر ہے کہ نام اردو میں لکھا جائے' ناموں کے معانی صرف مجلہ میں دیے جائیں گے۔ ان شاءاللہ

نوٹ: نام کا معنی پوچھنے کیلئے جب بھی میسج کریں تو کالم کا نام "یہ نام کیسا ہے؟" ضرور لکھیں تاکہ پیدائش نئے کے کالم میں خلط ملط نہ ہو جائے۔



روشن باتیں

پیارے پھولو اور کلیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے ہمیشہ کی طرح آپ خیر و عافیت سے ہوں گے پیارے پھولو اور کلیو! یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ میٹرو بس کا سفر ہو' رکشہ' وین ہو یا شاپ ہوں' ان مقامات پر صبح کے وقت اور اسی طرح دوپہر جب چھٹی کا وقت ہوتا ہے' طلباء گروپ کی صورت میں یا اکیلے سفر کر رہے ہوتے ہیں تو تقریباً ہر طالب علم کے ہاتھ میں فون اور کانوں کے ساتھ ہیڈ فون لگا ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کی گفتگو بھی فلمیں' ڈرامے اور گانے اپ لوڈ کرنے ایک دوسرے کو یہ چیزیں بھیجنے کی باتیں ہوتی ہیں۔ کبھی انہیں کسی تعلیمی موضوع پر گفتگو کرتے نہیں سنا گیا۔

فون میں گانوں کی بجائے تلاوت بھی سنی جا سکتی ہے اور اچھے تربیتی لیکچرز بھی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو قرآن کی طرف مائل کر دے۔

آپ کے چاچو جان حمدان

جب ایک صحابیؓ رحمت عالمؐ کے حصے کا دودھ پی گئے

یہ حضرت مقدادؓ ہیں۔ ان کے ساتھ دو اور ساتھی بھی ہیں۔ مدینۃ الرسول پہنچ چکے ہیں اور حال یہ ہے کہ بھوک اور فاقوں کی وجہ سے بصارت اور سماعت متاثر ہو چکی ہے۔ خود کو اصحاب محمدؐ کے سامنے پیش کرتے ہیں لیکن کوئی ان کو اپنی کفالت میں لینے والا نہیں کیونکہ خود ان کی گزر بسر مشکل ہے۔ آخر کار نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کے پاس تین بکریاں ہیں۔ نبی مکرم ﷺ ان کو گھر لے گئے اور فرمایا' ان کا دودھ دوہ کر پی لیا کرو۔ ہم سب مل کر گزارہ کر لیں گے۔ اب ان تینوں بکریوں کا دودھ دوہ لیا جاتا اور تینوں صحابہ اپنے حصہ کا دودھ پی کر رسول اللہ ﷺ کا حصہ بچا کر رکھ دیتے۔ نبیؐ رات کے وقت گھر تشریف لاتے اور ایسی آواز سے سلام کہتے ہیں کہ سونے والا بیدار نہ ہو اور جاگنے والا سن لے۔ ایک دن مقدادؓ نے اپنے حصہ کا دودھ پی لیا۔ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ رسولؐ تو انصار کے پاس جاتے ہیں' وہ آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرتے ہیں' آپ کو کھانے پینے کی جو ضرورت ہوتی ہے' وہ پوری ہو جاتی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو اس تھوڑے سے دودھ کی کیا ضرورت؟ حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کے حصہ کا دودھ پی گیا' جونہی دودھ پیٹ میں گیا پشیمانی ہوئی' اب پھر شیطان ذہن میں بات ڈالنے لگا کہ تم رسول اللہؐ کے حصے کا دودھ پی گئے ہو' اب آپؐ آئیں گے' دودھ نہ پائیں گے تو مجھے بددعا دیں گے لہٰذا تیری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی' پیٹ میں گیا دودھ کیسے واپس آتا؟ اب میں چادر اوڑھ کر لیٹ گیا۔ چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ پاؤں ڈھانپتا تو سر ننگا ہو جاتا اور سر ڈھانپتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے' خیالات آتے رہے لیکن نیند نہ آئی۔ میرے دونوں ساتھی سو گئے' وہ خوش قسمت تھے کہ جو کام مجھ سے ہوا' وہ اس سے محفوظ رہے...... رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے' سلام کہا' پھر آپ مسجد تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے نماز ادا کی۔ بعد ازاں دودھ کے قریب آئے' برتن کا ڈھکن اٹھایا تو وہ خالی تھا۔ آپؐ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا؟ میں دل میں کہنے لگا "اب رسول مجھے بددعا دیں گے اور میں برباد ہو جاؤں گا مگر رسول رحمت ﷺ نے بس یہ الفاظ بولے' اے اللہ جو مجھے کھلائے' اسے کھلا اور جو مجھے پلائے' اسے پلا' دیکھیں اب مقدادؓ رسول اللہ ﷺ کی مندرجہ بالا دعا کے حقدار بننے جا رہے ہیں۔ مقداد تہبند کو مضبوطی سے باندھتے ہوئے اٹھے۔ ہاتھ میں چھری پکڑی اور بکریوں کی طرف چلنے لگے۔ ساتھ ساتھ سوچنے لگے' ان میں سے جو موٹی ہوگی' اسے ذبح کروں گا اور رسول اللہؐ کو کھلاؤں گا۔ موٹی بکری کے پاس آئے تو دیکھا' اس کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے اور باقی بکریوں کی بھی یہی حالت ہے۔ یہاں رسولؐ کے گھر والوں کا ایک برتن پڑا ہوا تھا۔ اسے پکڑا اور دودھ دوہنا شروع کیا' اتنا دودھ ہو گیا کہ اس پر جھاگ آ گئی تو اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ پوچھنے لگے: مقدادؓ تم نے رات کو اپنے حصہ کا دودھ نہیں پیا؟ مقداد عرض کرتے ہیں' یا رسولؐ اللہ! دودھ پیجئے' آپؐ نے نوش فرمایا اور پھر باقی مقداد کو دے دیا۔ صحابی عرض کرنے لگے "اے اللہ کے رسولؐ اور پیجئے۔ آپؐ نے مزید نوش فرمایا اور پھر مقدادؓ کو دے دیا۔ مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' اب میں سمجھ گیا کہ حضورؐ سیر ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف چہرہ مبارک کر کے جو دعا کی' میں اس کا مستحق ہو چکا ہوں تو اب میں ہنسنے لگا حتیٰ کہ ہنستے ہنستے زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے اور کہنے لگے: اے مقدادؓ! لگتا ہے کوئی حرکت کی ہے' اب میں نے جو کیا' سارا نبی ﷺ کو بتا دیا تو نبی ﷺ فرمانے لگے: ایسے وقت میں یہ دودھ محض اللہ کی رحمت تھی' یہ بات تھی تو تم مجھے پہلے بتا دیتے اور ہم اپنے باقی ساتھیوں کو جگا دیتے تو وہ بھی دودھ پی لیتے۔ اس پر مقدادؓ

کہنے لگے" اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے' میں نے اللہ کی رحمت حاصل کرلی اور آپ ؐ کے ساتھ کرلی' اب مجھے کیا پرواہ ہے' لوگوں میں سے جو بھی اس رحمت کو حاصل کرتا ہے تو کرلے۔" (صحیح مسلم کتاب الاشربہ)

قارئین کرام! دیکھیں رسول اللہ ﷺ اپنے حصہ کا دودھ نہ پاکر پریشان نہ ہوئے اور نہ ہی غصے میں آئے بلکہ دعا فرمائی...... اسی طرح جب کوئی دوست یا بہن بھائی ہمارے حصہ کا کیک' چاکلیٹ یا آئس کریم کھالے تو ہم بھی اپنے پیارے نبی ؐ کی طرح غصہ میں بالکل نہ آئیں بلکہ دعا دیں تاکہ اللہ تعالیٰ سنت محمد ﷺ سے محبت کی وجہ سے ہمارا مسکن نبی ؐ کے ساتھ جنتوں میں بنادے۔ آمین

(بریرہ شاہین شاہکوٹ)

میٹھی شرارتیں

ہماری پیاری بھتیجی کشف اس بار کلاس ون کے سہ ماہی امتحان میں اپنے سکول میں اول آئی ہے۔ وہ شرارتیں بھی پیاری پیاری کرتی ہے اور محنت بھی بہت کرتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ لاہور سے ملتان تک کا لمبا سفر کر کے رات کو گھر آتے تو رات چاہے بارہ ایک بھی بجے ہوں' گھر آتے ہی پہلے اپنے سکول کا بچا ہوا کام کرتی ہے اور پھر اسے جا کر سکون آتا ہے اور وہ سوتی ہے کشف اور عطف کی چھوٹی بہن زینب جو پلے گروپ میں ہے' بڑی پیاری پیاری شرارتیں کرتی رہتی ہے' اس بار وہ اپنے ابو کو ملنے لاہور آئی تو ابو نے سب کو سوہن حلوہ کھلایا۔ زینب کو سوہن حلوہ بہت پسند ہے' اس کا دل کرتا ہے کہ وہ ہر وقت سوہن حلوہ کھاتی رہے لیکن سوہن حلوہ زیادہ کھانے سے پیٹ خراب بھی ہوتا ہے' اس لئے اس کی ماما اسے روکتی بھی رہتی ہے کہ تھوڑا کھاؤ۔ بی ہو جائے گی۔ ایک بار اس کی ماما لیٹی ہوئی تھی اور سوہن حلوہ بھی پاس ہی پڑا تھا۔ زینب کا اب بڑا دل کر رہا تھا کہ کسی طرح سوہن حلوہ کھا جاؤں لیکن اس کی امی زینب کو دیکھ رہی تھی اور زینب ڈر رہی تھی کہ کہیں امی غصے نہ ہو جائے اور اس کو کھانے سے روک نہ دے۔ اب اس معصوم بچی کے معصوم ذہن نے سوہن حلوہ کھانے کے لئے بڑا معصوم سا منصوبہ سوچا اور پھر کہنے لگی' ماما آپ آنکھیں تو بند کرو۔ اس کی ماما سمجھ گئی کہ وہ کیوں یہ کہہ رہی ہے لیکن اس کا دل رکھنے کے لئے آنکھیں بند کرلیں۔ ماما نے جوں ہی آنکھیں بند کیں' زینب فٹافٹ سوہن حلوہ کھانے لگی' تھوڑی دیر بعد ماما نے بھی آنکھیں کھول دیں اور کہنے لگی' زینب پکڑی گئی۔ جس پر زینب مسکرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ واقعی معصوم بچوں کے کیا معصوم منصوبے اور شرارتیں ہوتی ہیں۔

کشف' عطف اور زینب کے ابو جو کئی ماہ سے بعض ناگزیر وجوہات کی وجہ سے گھر نہیں آرہے تھے اور بچوں کو تسلی کے لئے بتایا ہوا تھا کہ انہیں باہر نکلتے ہی پیٹ میں درد ہو جاتا ہے' اس لئے ڈاکٹر نے انہیں باہر نکلنے اور سفر کرنے سے منع کیا ہوا ہے' جوں ہی انہیں آرام آجائے گا تو وہ گھر آجائیں گے۔ اب جب ان کی واپسی کا کام آسان ہو گیا اور انہوں نے ان کی ماما کو فون پر مبارک دی کہ اب وہ چند دنوں بعد ان شاء اللہ گھر آرہے ہیں تو مبارک مبارک کے الفاظ سنتے ہی تینوں بچیوں نے اچانک خوشی سے اتنا شور مچانا اور آوازیں نکالنا شروع کر دیں کہ آسمان سر پر اٹھالیا..... ان کی امی ابو حیران تھے کہ یہ کیوں اچانک اتنا شور مچائے جا رہی ہیں' انہیں تو ابھی ہم نے صحیح طرح بتایا ہی نہیں کہ ان کے ابو گھر آرہے ہیں لیکن پتہ نہیں تینوں بچوں کو صرف مبارک کے الفاظ سے ہی پتہ چل گیا کہ ابو آرہے ہیں بلکہ وہ گھر میں نچلی منزل پر اپنی چچی کو بھی بڑی خوشی سے بھاگ کر بتا آئے کہ ہمارے پیارے ابو آرہے ہیں۔ بعد میں زینب نے ابو سے فون پر بات کی تو پہلا فقرہ ہی یہ کہا کہ ابو آپ آج رات 8 بجے آرہے ہو اس پر اس کی امی ابو حیران تھے کہ واقعی بچوں کو ماں باپ کی محبت بغیر کچھ کہے ہی بہت کچھ سمجھا دیتی ہے۔

(قاضی ریاض احمد' قاضی فیاض احمد)

نئے پھول اور کلیاں



آرٹ: اخت وقاص احمد



آرٹ: میمونہ اشتیاق



آرٹ: عبدالوحید



آرٹ: فہد الرحمٰن۔ شیخوپورہ



آرٹ: ایمان عبداللہ

خوشخبری: خوبصورت نام ڈیزائن کرنے والے کو/300 روپے کا انعامی بیلنس دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

گذشتہ ماہ کا انعام یافتہ ڈیزائن

آرٹ: ماریہ

آپ بھی اپنے پیارے بچوں کے نام خوبصورت طریقے سے ڈرائنگ کر کے بھیجئے۔ ہم آپ کو اس سلسلے میں شامل کرلیں گے۔ ان شاء اللہ

رابطہ: ماہنامہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

بچوں کی سائنس

نبض چلے، تیلی ہلے

☆......سامان ڈرائنگ پن' دیا سلائی کی تیلی اور آپ کی اپنی کلائی۔

ڈاکٹروں اور خاص کر حکیموں کو آپ نے کبھی نہ کبھی کسی مریض کی کلائی پکڑ کر مرض کے بارے میں معلوم کرتے تو ضرور دیکھا ہوگا۔ دل خون کو جسم کے ہر حصے تک پہنچانے کے لئے اسے پمپ کر کے نالیوں میں دھکیلتا ہے اور کلائی کے ایک خاص نقطہ پر انگلیاں رکھ کر یہ آسانی سے بتایا جاسکتا ہے کہ خون کو دھکیلنے کا یہ عمل ایک منٹ میں کتنی بار کیا جارہا ہے۔ یہی ناڑی یا نبض (Pulse) کہلاتی ہے۔

اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی کلائی پر جگہ جگہ رکھ کر تو دیکھیں ذرا۔ مل گئی نا نبض؟ مگر اس کی حرکت آپ صرف محسوس ہی کر سکتے ہیں اور ہم آج آپ کو ایسی ترکیب بتاتے ہیں جس سے آپ اس کو صاف دیکھ بھی سکیں گے۔

دیا سلائی کی تیلی کے ایک سرے پر ڈرائنگ پن کو داخل کر دیں مگر خیال رہے کہ ڈرائنگ پن کی ٹوپی بالکل سپاٹ نہ ہو' دائرہ نما ہونی چاہئے۔ اب تیلی لگی اس پن کو ٹوپی کی طرف سے کلائی کے اس نقطہ پر رکھیں جہاں آپ کو نبض کی حرکت سب سے زیادہ محسوس ہوتی ہو۔ اگر آپ یہ عمل ٹھیک طرح سے کر سکے تو لگا تار آگے پیچھے ہوتی دیا سلائی کے ذریعے سے آپ نبض کی حرکت اور دل کی دھڑکن کو صرف محسوس کرنے کی جگہ اسے صاف دیکھ بھی سکیں گے۔



یا اللہ تیرا نام کتنا پیارا ہے

سمندر میں بحری جہاز بڑے آرام وسکون سے چل رہے ہوتے ہیں کہ اچانک سمندر میں تلاطم برپا ہوتا ہے' موجیں اٹھتی ہیں' ہوائیں زور زور سے چلنا شروع ہوجاتی ہیں اور جہاز ڈگمگانے لگتے ہیں' خوف طاری ہوجاتا ہے' مسافروں کے دل دہل جاتے ہیں تو جہاز کے مسافر اور عملہ بے اختیار کہتے ہیں یا اللہ یا اللہ۔ جب مسافر صحرا میں بھٹک جاتا ہے' قافلہ سے ہٹ جاتا ہے' اس کی راہ گم ہوجاتی ہے تو پکارتا ہے یا اللہ یا اللہ۔

جب تدبیریں ناکام ہوجائیں' امیدیں ساتھ چھوڑ جائیں' ذرائع مسدود ہوجائیں اور راستے بند ہوجائیں تو لوگوں کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھتے ہیں اور ایک دلنشیں آواز آتی ہے یا اللہ یا اللہ...... جب زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوجائے' رنج والم سے دم گھٹنے لگے تو پھر ایک ہی ذات ہے جو مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتی ہے' وہی قاضی الحاجات جو رب السماوات والارض ہے۔ دعائے نیم شبی میں ہاتھ اس کی طرف اٹھتے ہیں' مصیبتوں میں آنکھیں اسی کی طرف دیکھتی ہیں' حادثات میں فریاد اسی سے کی جاتی ہے۔

فریاد' پکار اور سوال میں اسی کا نام زبانوں پر ہوتا ہے۔ قلب وروح اسی سے سکون پاتے ہیں۔ یا اللہ یا اللہ تیرا نام کتنا پیارا ہے۔ (ڈاکٹر عائض قرنی کی کتاب لاتحزن سے ماخذ)

(مراسلہ۔ ولید کامران)

ذہانت آزمائیں، انعام پائیں

1۔ قرآن کی آیت ویل لکل همزة لمزة کس کافر کے بارے نازل ہوئی؟

i۔ عقبہ بن ابی معیط ii۔ امیۃ بن خلف iii۔ ابی بن خلف

2۔ نبی مکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد کس صحابیہ سے نکاح کیا؟

i۔ حضرت زینبؓ ii۔ حضرت سودہؓ۔ iii۔ حضرت جویریہؓ

3۔ مدینہ کی طرف سب سے پہلے کس صحابی نے ہجرت کی۔

1۔ حضرت ابوسلمہؓ۔ ii۔ حضرت صہیب رومیؓ iii۔ حضرت علیؓ

4۔ مقبوضہ کشمیر کے لوگ یوم الحاق پاکستان کس تاریخ کو مناتے ہیں۔

i۔ 14 اگست ii۔ 19 جولائی iii۔ 20 جولائی

5۔ سلطان کو اس کے خاندان سمیت جلاوطن کردیا گیا۔ ترکی کو ایک سیکولر سٹیٹ قرار دے دیا گیا جس کا اسلام اور خلافت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

یہ جملہ مجلّہ الحرمین کے اسی شمارہ کے کس صفحہ پر ہے۔ نیز مضمون نگار کا نام لکھیں۔

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک 50 سال تھی۔

2۔ آخری لشکر کے سپہ سالار اسامہ بن زید تھے۔

3۔ نبیؐ جب دعوت دین کے لئے طائف گئے تو آپؐ کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہؓ تھے۔

4۔ گوادر پاکستان میں وزیراعظم فیروز خان نون کے دور میں شامل ہوا۔

5۔ مذکورہ جملہ مجلّہ الحرمین کے صفحہ 41 پر اور مضمون نگار کا نام محمد قاسم حمدان ہے۔

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

(قرعہ اندازی میں ترجیحاً انہیں شامل کیا جاتا ہے جو سوالوں کے جواب کے ساتھ مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھی لکھ کر بھیجتے ہیں)

1۔ ارسلان ناصر۔ فیصل آباد

2۔ معاویہ جواد فیصل آباد

3۔ اخت محمد وقاص۔ نوکھر اڑا

خصوصی انعامات

1۔ محمد عثمان۔ بدین

2۔ عبدالرحمٰن لاہور

3۔ عبداللہ یونس ساہیوال



گُڑ، خوش ذائقہ غذا اور دوا

طب و صحت

حکیم راحت نسیم سوہدروی

ایک زمانہ تھا کہ ہمارے ہاں بالخصوص دیہات میں گھر آنے والے مہمان کو گڑ یا شکر کا شربت بطور تواضع پیش کیا جاتا تھا جو میٹھا ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر بے حد غذائی اور دوائی افادیت کا حامل ہوتا مگر اب حالات بدل چکے ہیں اور شہروں کی بات تو چھوڑیے دیہات میں بھی لوگ گُڑ اور شکر کو بھول چکے ہیں اور سفید چینی جسے سفید زہر کہنا زیادہ مناسب ہوگا' کے فدائی اور شیدائی ہو چکے ہیں اور گڑ کی بجائے چینی کا بہت زیادہ استعمال کر رہے ہیں حالانکہ ذرائع ابلاغ کے باعث پیدا ہونے والے شعور و آگہی کی وجہ سے دیہاتی لوگ بھی چینی کی مضرت رسانیوں اور گُڑ کی غذائی و دوائی افادیت کے بارے میں خوب جانتے ہیں مگر دولت کی ہوس کے باعث گنا شوگر ملوں کو اور راب یا تیار کردہ گڑ برآمد کر دیتے ہیں اور صورت حال اس طرح بن چکی ہے کہ آج کے زمانے میں گڑ استعمال کرنے والوں کو قدامت پسند اور دیہاتی کا لقب دیا جاتا ہے۔

اب تو کوئی اپنے مہمان کو گڑ یا شکر کی چائے پیش کرنے کا خیال بھی نہیں کرتا کیونکہ اس صورت میں جس قسم کے جملے سننے پڑیں گے' اس سے انسان منہ چھپاتا پھرتا ہے۔

سفید چینی انسانی جسمانی نظام کو تباہ کرنے میں کوئی اس کا ثانی نہیں ہے کیونکہ اسے سفید دانے دار بنانے کے لیے خطرناک قسم کے کیمیکل استعمال کیے جاتے ہیں۔ اگر کیمیکلز استعمال نہ کیے جائیں تو اتنی شفاف رنگت ہو نہیں سکتی۔ چینی کے بکثرت استعمال کے باعث اس کی قیمتوں میں بھی بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے اور اس کی خوردہ قیمت 80 روپے فی کلو تک پہنچ چکی ہے۔ ہمارے ہاں گنا بکثرت کاشت کیا جاتا ہے۔ آپ موسم سرما میں کسی دیہاتی علاقے میں چلے جائیں تو گنے کے لہلہاتے ہوئے کھیت نظر آئیں گے مگر یہ سب تجارتی بنیادوں پر کاشت کیا جاتا ہے جب کہ پہلے گنا صرف گھریلو استعمال کے لیے کاشت کیا جاتا تھا۔ اب کسان تجارتی بنیادوں پر کاشت کرتے اور بڑا منافع کما رہے ہیں۔

شوگر ملوں کی کثرت کے باعث گنے کی مانگ بڑھ چکی ہے' اس کا ریٹ بہت زیادہ ہو چکا ہے اور کسان بھی اسے تجارتی بنیادوں پر کاشت کر کے خوب قیمت وصول کر رہا ہے جبکہ شوگر ملیں خوب گنا خرید کر چینی بنا رہی ہیں۔ اگر کچھ لوگ گنے سے گڑ اور شکر بناتے ہیں تو وہ گھریلو استعمال کی بجائے تجارتی بنیادوں پر افغانستان بھیج دیتے ہیں۔ اس طرح گُڑ کی قیمتیں بھی آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں۔ اس وقت جتنے بھی شربت مارکیٹ میں ہیں' سب مصنوعی چینی سے تیار کردہ ہیں۔ دیکھنے میں تو یہ اچھے بھلے لگتے ہیں مگر حقیقت میں میٹھا زہر ہیں جو لوگ پی رہے ہیں۔ ہمیں بچپن کے دن یاد ہیں۔ موسم گرما میں گُڑ کے شربت یا ستوؤں کا ایک خاص ذائقہ اور لطف ہوا کرتا تھا اور ہر عمر کے لوگ بڑی رغبت سے یہ ٹھنڈا شربت نوش جاں کرتے تھے۔

گُڑ یا شکر سے بنائی گئی چائے کا اپنا ہی مزہ ہے۔ یہ نہ صرف لطف دیتی ہے بلکہ نظام ہضم کی اصلاح بھی کرتی ہے۔ پہاڑی علاقوں کے رہنے والے اب بھی گُڑ یا شکر کی چائے بناتے اور پیتے ہیں۔ موسم برسات میں گُڑ کی روٹیاں بہت لطف دیتی ہیں۔ موسم سرما میں دیہات میں تلوں اور السی کو بھون کر پھر اس میں گُڑ ملا کر گول لڈو بنا کر کھائے جاتے تھے۔ اس میں گھی کا آمیزہ اس کا لطف دوبالا کر دیتا' اسی طرح چنے اور مکئی وغیرہ بھون کر گڑ ملا کر دوستوں اور مہمانوں کو کھلایا جاتا تھا۔

یوں نہ صرف ہر عمر کے لوگ اس سے لطف اندوز ہوتے بلکہ جسم کو حرارت پہنچا کر کئی امراض سے محفوظ رہتے تھے۔ ان کا استعمال موسم سرما میں شدت سردی سے محفوظ رکھتا ہے مگر اب طرز زندگی میں تبدیلی آ چکی ہے۔ ان صحت بخش غذاؤں کی بجائے مہمانوں کی خاطر مدارت چینی سے بنی چائے اور مٹھائیوں سے کی جاتی ہے اور ہر کوئی جاننے کے باوجود استعمال کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دیہی علاقوں میں گڑ کی جگہ رنگ برنگی مٹھائیاں تواضع کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔

گزرے وقتوں میں دیسی طب کے ماہرین سالوں پرانا گڑ نسخوں میں استعمال کرتے کیونکہ گُڑ جس قدر

☆......گڑ قبض، درد شقیقہ، خون کی کمی، کھانسی، بلغم، بدہضمی، دمہ ایسے امراض میں مفید ہے بشرطیکہ گڑ کو سفید کرنے کے لیے سوڈا اور کیمیکلز استعمال نہ کیے ہوں۔

☆......گڑ کی میل کاٹنے کے لیے بھنڈی کا رس بہتر ہے۔ اس طرح گڑ صاف اور شفاف ہو جائے گا اور مضر صحت بھی نہیں ہوگا۔ پرانا گڑ کھانسی اور دمہ میں مفید ہے۔

پرانا ہوگا اس کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔ گڑ جس قدر بھی کھا لیا جائے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا جبکہ سفید چینی کے باعث موٹاپا اور ذیابیطس کے مرض میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ دیہات کے لوگ گڑ کا استعمال کرتے تھے اس لیے ذیابیطس (شوگر) کے مرض سے محفوظ رہتے تھے۔ گڑ کئی

☆......طب یونانی کی رُو سے گڑ جسم کو موٹا کرتا ہے۔ موٹے افراد اور ذیابیطس کے مریض استعمال نہ کریں۔

امراض کے علاج کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ پرانا گڑ کھانسی اور دمہ کے لیے بھی مفید ہے۔ پہلے وقتوں میں لوگ ہاضمے کے لیے کھانے کے بعد تھوڑا سا گڑ کھاتے تھے اور یوں یہ ان کی سویٹ ڈش بھی ہوتی۔ پرانا گڑ قبض کے لیے بہت فائدہ مند ہے اور کوئی اس کا متبادل نہیں ہے۔

اطباء حضرات معجون کو گڑ کے شیرہ میں تیار کرتے۔ اس طرح اس کی افادیت بڑھ جاتی۔ گڑ انسان کے اعصابی نظام کو طاقت بخشتا ہے اور بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

کپڑے کی ملوں اور کپاس کی فیکٹریوں میں کام کرنے والے لوگ کام ختم کر کے گڑ کھاتے ہیں۔ یوں معدے کے اندر داخل ہونے والے روئی کے ذرات اور مضر صحت کیمیکلز جسم سے خارج ہو جاتے ہیں۔ گڑ کی چائے بچوں کی کھانسی اور بلغم کے اخراج میں مفید ہے اور معدہ کو درست رکھتی ہے۔ گڑ اور شکر میں وہ تمام اوصاف موجود ہیں جو گنے کے رس میں ہیں بشرطیکہ کسان اس کو سفید کرنے کے لیے بے تحاشا سوڈا اور دوسرے کیمیکلز استعمال نہ کرے۔ اگر بے تحاشا سوڈا اور کیمیکلز سے گڑ کو سفید کیا جائے تو پھر یہ گڑ بھی مضر صحت ہے جیسے کہ سفید چینی۔ گڑ کی میل کاٹنے کے لیے بھنڈی کا رس بہتر ہے۔ اس طرح گڑ بھی صاف اور شفاف ہو جائے گا اور مضر صحت بھی نہیں ہوگا۔

گڑ میں خشک میوہ جات شامل کر کے تھوڑا دیسی گھی ملا کر موسم سرما میں کھانا مفید ہے۔ اگرچہ اس گڑ کی رنگت سیاہی مائل ہے مگر افادیت اور مزہ بہت ہوتا ہے۔ طب یونانی کی رُو سے گڑ جسم کو موٹا کرتا ہے۔ گنے کے رس میں بھی قدرت نے بڑی شفا رکھی ہے۔ گنے کا رس یرقان میں مفید ہے۔ منہ کی بدبو دور کرتا ہے اور گردوں کو صاف کرتا ہے۔ بہترین توانائی بخش ٹانک ہے۔ معدہ کی تیزابیت کو بڑھنے نہیں دیتا۔ جسم سے زہریلے مادے ختم کرتا ہے۔ گلے کی خراش کو دور کرتا ہے۔ موسم گرما میں لو لگنے میں مفید ہے۔ یہ کولا مشروبات کا بہترین متبادل ہے۔ ہلکا قبض کشا اور بخار میں مفید ہے۔ گنے کے رس میں وٹامن اے، بی اور سی کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں لیکن جب یہی رس کیمیکلز کے ذریعے چینی کی صورت اختیار کرتا ہے تو زہر بن جاتا ہے مگر ہم ہیں کہ اس کی مضرت رسانیوں کے باوجود اس کی بنی رنگا رنگ مٹھائیوں کے دیوانے نظر آتے ہیں اور اس کے علاوہ سافٹ ڈرنکس کی بھرمار ہے جو ہر صورت صحت انسانی کے لیے مضر ہیں۔

گڑ کو انگریزی میں Jaggery (جیگری) جبکہ فارسی میں قند سیاہ کہتے ہیں۔ گنے کے رس کو خوب پکا کر جما لیا جائے۔ جب کچھ ٹھنڈا ہو جائے تو ہاتھوں سے مل کر سفوف بنانے سے سرخ شکر تیار ہوتی ہے۔ گڑ کا مزاج دوسرے درجے میں گرم اور تر ہوتا ہے۔ طب کے ماہرین کے مطابق روزانہ چار سے چھ تولے یعنی پچاس گرام تک استعمال کافی ہے۔ گڑ کا رنگ گولڈن براؤن سے گہرا براؤن ہوتا ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ ہلکے رنگ کا گڑ بہتر معیار کا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے گڑ بنانے والے کئی طرح کے رنگ کاٹ کیمیکلز ڈال کر اس کا رنگ ہلکا پیلا کر دیتے ہیں جبکہ یہ صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا۔ گڑ بنانے کے عمل کے دوران کچھ حیاتین اور نمکیات ضائع ہو جاتے ہیں مگر چینی کے مقابل یہ پھر بھی مفید ہے کیونکہ اس میں پروٹین، حیاتین، نمکیات وغیرہ موجود ہوتے ہیں۔

100 گرام گڑ میں پائے جانے والے اجزا کی تفصیل:

کلوریز 383، کیلشیم 80 ملی گرام، میگنیشیم 112 ملی گرام، پوٹاشیم 453 ملی گرام، زنک 0.3 گرام، مینگانیز 1.5 ملی گرام، نیاسین 0.9 ملی گرام، کاربوہائیڈریٹس 95 ملی گرام، فولاد 3 ملی گرام، فاسفورس 40 ملی گرام، سوڈیم 27 ملی گرام، کاپر 0.5 ملی گرام، سلینیم 17.8 ملی گرام، وٹامن بی سکس 0.7 ملی گرام۔

گڑ موسم سرما میں جسم کو غذائیت کے ساتھ ساتھ حرارت عطا کرتا ہے۔ جسم سے فاسد مادوں کا اخراج کرتا اور تھکن دور کرتا ہے۔ اعصاب کو سکون دیتا اور مدافعت کے نظام کو مضبوط بناتا ہے۔ درد شقیقہ اور خون کی کمی میں مفید ہے۔ البتہ موٹے افراد اور ذیابیطس (شوگر) کے مریض استعمال نہ کریں۔ گڑ کو ہمیشہ خشک اور ٹھنڈی جگہ نیز ہوا بند جار میں محفوظ رکھیں۔ ایک سال تک قابل استعمال ہوتا ہے۔

بقیہ | ختم نبوت پر ناپاک حملہ

ظہیر باجوہ خواجہ آصف کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں۔"

ختم نبوت حلف نامے میں تبدیلی اور ن لیگ کی مسلسل قادیانیت نوازی اور خواجہ آصف کی سرگرمیوں پر پوری امت مسلمہ بالخصوص اہل پاکستان نے شدید غم و غصے کا اظہار کیا اور پرزور احتجاج سے اپنے زندہ اور بیدار ہونے کا ثبوت دیا۔ سماجی حلقوں سے لے کر پورے ملک کی زندہ مذہبی و سیاسی تنظیموں کے سربراہان کی طرف سے 1953ء کی تحریک ختم نبوت کی طرز پر تحریک چلانے کے اعلانات کر دیئے گئے یہاں تک کہ پاک فوج کی ترجمانی کرتے ہوئے عظیم محب ختم نبوت میجر جنرل آصف غفور کا بیان ساری قوم کا سر فخر سے بلند کر گیا کہ "ختم نبوت پر تو ہر پاکستانی مسلمان کی جان قربان ہے" "ختم نبوت کے حلف کے بغیر کوئی فوج میں داخل نہیں ہو سکتا اور جو پاکستانی فوج ہے وہ اس پر کسی قسم کا کوئی کمپرومائز نہ کر سکتی تھی نہ کر سکتی ہے نہ کرے گی۔ ان شاءاللہ"

اس کے بعد حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور ختم نبوت کے متعلق حلف نامے میں کی گئی ترمیم کو یہ کہہ کر واپس لینا پڑا کہ "غلطی ہو گئی" مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ سنگین اور ناقابل معافی غلطی کرنے والے ذمہ داران کے خلاف حکومت نے کوئی کارروائی کی یا کرے گی؟ جبکہ اس سارے معاملے کی راجہ ظفر الحق کی مرتب کردہ رپورٹ وزیراعظم شاہد خاقان عباسی کو اور قادیانی غداروں کو بھائی کہنے والے سابق وزیراعظم میاں نواز شریف کو بھجوا دی گئی ہے۔ پاکستانی زندہ قوم کا یہ پُرزور مطالبہ ہے کہ اس تحقیقاتی رپورٹ کو شائع کیا جائے اور قادیانی حمام میں کھڑے اُن تمام ننگوں کے ناپاک چہرے پوری قوم کے سامنے لائے جائیں اور انہیں کڑی سے کڑی سزا دی جائے۔



تفسیر القرآن

سورۃ النساء کی تشریح وتفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

زنا کی حد اور توبہ کی حدود

وَالّٰتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ
شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ
سَبِيلًا (15) وَالَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَآذُوهُمَا ۖ فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا
عَنْهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا (16) إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ
السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ
عَلِيمًا حَكِيمًا (17) وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ
أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ
أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (18) (سورالنساء 15 تا 18)

ترجمہ: تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کے کام کریں، ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو، اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کردے۔ یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکالے۔ تم میں سے جو افراد ایسا کام کرلیں، انہیں ایذا دو، اگر وہ توبہ اور اصلاح کرلیں تو ان سے منہ پھیر لو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں۔ پھر جلد باز آجائیں اور توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے علم والا حکمت والا ہے۔ ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی۔ ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مرجائیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھے ہیں۔

مفردات:

1۔ فَاسْتَشْهِدُوا فا علیحدہ ہے اور اس کا مادہ (ش ھ د) ہے اور اِسْتَشْهَدَ يَسْتَشْهِدُ (باب استفعال) سے جمع مذکر حاضر فعل امر معلوم ہے۔ اس کا معنی گواہی طلب کرنا گواہ بنانا ہے۔

2۔ يَتَوَفّٰهُنَّ کا مادہ (و ف ی) ہے اور یہ تَوَفّٰى يَتَوَفّٰى (باب تفعل) سے واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے۔ اور توفی کا معنی پورا پورا لینا ہے۔

3۔ يَأْتِيَانِ اس کا مادہ (ء ت ی) ہے اور یہ اَتٰى يَأْتِي (باب ضَرَبَ يَضْرِبُ سے تثنیہ مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے اور اس کا معنی آنا اور ارتکاب کرنا ہے۔

4۔ فَآذُوهُمَا: میں فا علیحدہ ہے اور اس کا مادہ (ء ذ ی) ہے اور یہ اٰذٰى يُؤْذِي (باب افعال) سے جمع مذکر حاضر فعل امر معلوم ہے، ہلکی تکلیف دینا وہ ذہنی ہو یا جسمانی

5۔ تُبْتُ کا مادہ (ت و ب) ہے اور یہ تَابَ يَتُوبُ (باب نَصَرَ يَنْصُرُ) سے واحد متکلم فعل ماضی معلوم ہے۔ اس کا معنی توبہ کرنا ہے اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں عورتوں کے ساتھ احسان اور حسن سلوک اور ان کے مہر ادا کرنے اور مردوں کی طرح ان کے وراثت کے حقوق کا بیان تھا۔ اب یہاں ان کی تربیت کے لئے تادیب اور سختی کا بیان ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو بالکل آزاد نہ سمجھیں۔ گزشتہ آیات میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی حدود اور ان کی حفاظت کا بیان تھا اور ان حدود سے تجاوز کرنے والوں کی سزا کا ذکر تھا، اب ان آیات میں اللہ کی نافرمانیوں میں سے ایک نافرمانی فاحشہ (عربی کا لفظ یعنی زنا) کی حد کا ذکر ہے۔ چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر عورتوں میں سے کوئی بدکاری کا ارتکاب کرے اور اس پر چار گواہ موجود ہوں تو انہیں گھروں میں بند رکھو، قید کردو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے لئے کوئی راستہ بنادے۔ اسلام میں زناکار عورتوں کے لئے یہ پہلی سزا تھی جو بعد میں حد نازل ہونے کی وجہ سے منسوخ ہوگئی۔ اس آیت میں لفظ (سبیلا) راستہ سے مراد سورہ نور میں نازل ہونے والی سو کوڑوں والی سزا مراد

ہے۔ آیت میں زنا کے اثبات کے لئے چار مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے زنا کی سزا سخت مقرر کی گئی ہے' ایسے ہی اس کے اثبات کے لئے چار مسلمان گواہوں کی کڑی شرط رکھی گئی ہے۔ اس کے بغیر شرعی سزا کا اثبات ممکن نہیں ہوگا۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں' پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں 80 کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہ فاسق لوگ ہیں۔ (النور 4)

احادیث

1۔ سیدنا عبادہ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو وہ آپؐ پر اثر انداز ہوتی تھی آپؐ اس سے تکلیف محسوس کرتے اور آپؐ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جایا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دن آپؐ پر وحی نازل فرمائی اور جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا" مجھ سے دین کے احکام سیکھ لو اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لئے سبیل پیدا فرما دی ہے۔ اگر شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرے تو ان کی سزا سو کوڑے اور پتھروں کے ساتھ رجم کرنا ہے اور اگر کنوارا بدکاری کرے تو اس کی سزا سو کوڑے ہیں اور پھر ایک سال کے لئے جلاوطنی ہے۔ (مسلم کتاب الحدود باب حد الزنیٰ)

2۔ سیدنا عبادہ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھ سے احکام سیکھ لو' مجھ سے احکام سیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے سبیل فرما دی ہے' وہ یہ کہ کنوارا کنواری کے ساتھ بدکاری کرے تو ان کے لئے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اگر شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو ان میں سے ہر ایک کے لئے سو کوڑے اور رجم (سنگسار کرنا) کی سزا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الحدود باب حد الزنیٰ)

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دونوں جو تم میں سے اس فاحشہ (بے حیائی) کا ارتکاب کریں' سو ان دونوں کو ایذا و تکلیف دو۔ پھر اگر دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان سے خیال ہٹا لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے بے حد توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زانی مرد اور زناکار عورت کو اذیت دی جائے اور ذلیل کیا جائے حتیٰ کہ تائب ہو جائیں اور اپنی اصلاح کرلیں۔ یہ سزا پہلی سزا کے ساتھ ہی ہے۔ بعد میں یہ دونوں سزائیں سورہ نور کی آیت نمبر 2 سے اور احادیث سے منسوخ ہو گئیں جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ بعض نے اس آیت کو کنوارے مرد اور عورت کی بدکاری کے ساتھ خاص کیا ہے اور بعض نے اس سے اغلام بازی (مرد کا مرد کے ساتھ بدفعلی کرنا) مراد لی ہے لیکن صحیح بات وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی ہے کہ ان دونوں آیتوں میں بدکار مردوں اور عورتوں کے لئے ابتدائے اسلام والی سزا کا ذکر ہے جو بعد میں منسوخ کر دی گئی۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے توبہ کا بیان فرمایا ہے کیونکہ پچھلی آیات میں زنا کی بے حیائی جیسے گناہوں کا تذکرہ تھا تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانیوں میں سے اپنی ایک بہت بڑی مہربانی کا تذکرہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گناہ گار بندوں کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے کہ اگر میرے بندے اور بندیاں جہالت اور نادانی سے گناہ کا ارتکاب کرلیں اور پھر احساس ہوتے ہی توبہ و استغفار کریں اور اللہ سے معافی مانگیں اور اپنی ندامت و شرمندگی کا اظہار کریں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے ذمہ یہ بات لی ہے کہ میں ایسے لوگوں کو ضرور معاف کروں گا کیونکہ میں بڑے علم والا اور کمال حکمت والا ہوں اور یہ میرے علم و حکمت کا تقاضا ہے۔

تنبیہ: کسی بھی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے تین شرائط ہیں۔

1۔ گناہ کو چھوڑ دو۔

2۔ گناہ پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کرو۔

3۔ آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم و ارادہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" اور وہ لوگ کہ جب وہ کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ پس اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا اور کون گناہ بخشتا ہے اور انہوں نے جو کیا' اس پر اصرار نہیں کرتے جب کہ وہ جانتے ہیں۔ (آل عمران 135)

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرتا اور انہیں معاف نہیں کرتا جو گناہ پر گناہ کریں اور اپنے گناہوں پر کبھی بھی نادم نہ ہوں اور جب موت نظر آئے اور زندگی سے مایوس ہو جائے تو اس وقت کہے کہ اے اللہ میں اب توبہ کرتا ہوں تو ایسی توبہ کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں جیسا کہ فرعون نے موت کے وقت توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول نہیں کی اور فرمایا کہ اب تک تو تو نافرمانیوں میں لگا رہا اور زمین میں شر و فساد پھیلاتا رہا' اب موت کے وقت اپنے ایمان کا اعلان کرتا ہے' اب تمہاری توبہ کا کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو انہوں نے کہا' ہم اس اکیلے اللہ پر ایمان لائے اور ہم نے ان کا انکار کیا جن کو ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔ پھر ان کے (اس وقت کے) ایمان نے ان کو کوئی فائدہ نہیں دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ یہی اللہ کا طریقہ اس کے بندوں میں رائج ہے۔ (المومن۔ 85,84)

اور فرمایا' جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی' کسی شخص کو اس کا ایمان (اس وقت) کوئی فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی تھی۔ (الانعام 158)

اسی طرح کفر و شرک کی حالت میں مرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

احادیث

1۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کو اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک کہ موت کے وقت روح حلق تک نہ پہنچ جائے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر مسند احمد 132/2)

2۔ سیدنا ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے یا فرمایا' اپنے بندے کو معاف فرما دیتا ہے جب تک حجاب واقع نہ ہو۔ عرض کی گئی کہ حجاب کے واقع ہونے سے کیا مراد ہے آپؐ نے فرمایا' یہ کہ جب جان نکل جائے تو وہ مشرک ہو۔ (مسند احمد 174/5 ابن حبان 627 مستدرک حاکم 257/4)

فوائد:

1۔ زنا' بے حیائی کی قباحت و مذمت۔

2۔ توبہ کی مشروعیت۔

3۔ توبہ جلد کرنی چاہئے۔

4۔ مرتے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔



تدریس الحدیث

کِتَابُ الصَّلٰوۃِ
نماز کے مسائل

الشیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ علیہ

(تحقیق و تخریج: ابو طاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ علیہ)

بلوغ المرام کی کتاب الصلوۃ کی تشریح

بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي

باب نمبر 4: نمازی کے سترے کا بیان

183-عَنْ أَبِي ذَرٍّ الغفارى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ. اَلْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ الحديث وَفِيْهِ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ

وَلَهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ دُوْنَ الْكَلْبِ وَلِاَبِي دَاوُدَ وَالنِّسَائِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ دُوْنَ آخِرِهِ وَقَيَّدَ الْمَرْأَةَ بِالْحَائِضِ

تخریج:اخرجه مسلم' الصلاة بأب قدر ما يستر المصلى حديث 510 وحديث ابى هريرة اخرجه مسلم' الصلوة حديث: 511 وحديث ابن عباس اخرجه ابوداؤد الصلوة حديث 703 والنسائى الصلوة حديث:752 وسنده صحيح

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مرد کی نماز کو عورت' گدھا اور کالا کتا توڑ دیتے ہیں جب کہ اس کے آگے پالان کے پچھلے حصے کے برابر سترہ نہ ہو۔'' یہ لمبی حدیث ہے۔ اس میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں'' کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی روایت بھی اسی طرح ہے مگر اس میں کتے کا ذکر نہیں ہے' نیز ابوداوُد اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح نقل کیا ہے مگر اس میں حدیث کا آخری حصہ نہیں ہے۔ اور عورت کے متعلق بالغہ ہونے کی قید اور شرط بھی ذکر کی ہے۔

لغوی تشریح:

1-يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمَرْءِ :اس فقرے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی برکت کم ہو جاتی ہے۔ اَلْمَرْأَةُ يَقْطَعُ کا فاعل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عورت کا نمازی کے سامنے سے گزرنا نماز کو توڑ دیتا ہے۔ (وَفِيْهِ) یعنی اس حدیث کے آخر میں ہے۔ (اَلْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ) کالا کتا شیطان ہے۔'' کالے کتے کو شیطان قرار دینے کی وجہ اس کی خباثت اور انتہائی برے منظر والا ہونا۔ (وَلَهُ) میں (ہ) ضمیر صحیح مسلم کی طرف راجع ہے۔ (عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

نَحْوَهٗ دُوْنَ الْكَلْبِ) اس عبارت سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں کلب کا لفظ نہیں ہے' اس میں صرف عورت اور گدھے کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے' حالانکہ صحیح مسلم کے تمام نسخوں میں لفظ کلب موجود ہے تو پھر دون الکلب کے معنی مصنف کی نظر میں یہ ہیں کہ اس روایت میں کتے کا ذکر ہے لیکن اس کی صفت کا ذکر نہیں ہے۔ یعنی (الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ) کے الفاظ نہیں ہیں۔ (وَلِأَبِيْ دَاوُدَ ...... نَحْوَهٗ) ابوداود اور نسائی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح مروی ہے باوجودیکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بعید ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت قریب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس کتاب میں بطور اصل ذکر ہوئی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث متابعت کے طور پر ہے' پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا آخری حصہ مذکور نہیں ہے کہ جس کی طرف ضمیر لوٹے۔ (قَيَّدَ تقييد) سے ماضی کا صیغہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ بالغ عورت اور کتا نماز کو توڑ دیتے ہیں۔ (عون المعبود مطبوعہ ھند: 259/1)

فوائد ومسائل:

1۔ سترے کی مشروعیت کی حکمت یہ ہے کہ نمازی کے خشوع وخضوع میں فرق نہ پڑے اور شیطان وسوسے ڈال کر نماز کا ثواب کم یا ضائع نہ کردے۔ رسول اکرم ﷺ نے سترے کو شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اگر نمازی کے آگے سترہ موجود ہو تو سترے سے ماوراء گزرنے والا کوئی بھی انسان یا حیوان انسان کے خشوع وخضوع کو کم کرتا ہے نہ ہی اس سے نماز باطل ہوتی ہے۔ اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے اور یہ بات بھی متفق علیہ ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے' ہر شخص کو نماز باجماعت میں الگ سے سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے سترہ رکھنے کا حکم دیا ہے' تاہم صحت نماز کے لئے سترہ شرط نہیں ہے' اگرچہ نہ ہونے کی وجہ سے نماز کے خشوع وخضوع اور ثواب میں کمی آجاتی ہے۔ مذکورہ حدیث میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی نے سترہ قائم نہ کیا یا اس کے اور سترے کے درمیان عورت' گدھا یا کالا کتا گزر گیا تو نماز باطل ہوجائے گی۔ اس حدیث میں قطع صلوۃ کے مفہوم کے تعین میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے: اہل علم کے ایک گروہ نے قطع صلوۃ کے اس حکم کو منسوخ قرار دیا ہے اور حدیث (لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ شَيْءٌ) نماز کو کوئی چیز قطع نہیں کرتی۔" (سنن ابی داوَد' حدیث: 719) کو اس کا ناسخ کہا ہے لیکن ان کا دعوائے نسخ بلا دلیل ہے جیسا کہ امام نووی اور ابن حجر رحمہما اللہ نے کہا ہے۔ (المجموع: 251/3) شیخ البانی رحمہ اللہ نے حدیث (لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ شَيْءٌ) کو ضعیف قرار دیا ہے اور قطع صلوۃ والی روایت کو صحیح قرار دیا ہے' لہذا نسخ تو جب ثابت ہوگا جب دونوں روایات کو صحیح تسلیم کریں لیکن اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے' تب بھی نسخ کی بجائے دونوں حدیثوں کے مابین تطبیق اور جمع کی صورت نکالیں گے جیسا کہ معروف قاعدہ ہے کہ نصوص کے تعارض کی صورت میں اگر جمع ممکن ہو تو سب سے پہلے جمع کریں گے کہ مذکورہ حدیث کے منطوق کا لحاظ رکھتے ہوئے ہم کہیں گے کہ ان تین چیزوں کا حصر ہے کہ ان سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور باقی سے خشوع وخضوع میں فرق آجاتا ہے۔ شیخ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ نے محلی ابن حزم (14/1) کے حاشیے میں نسخ والا موقف اختیار کیا ہے لیکن جن روایات کو بنیاد بنایا ہے' وہ ضعیف ہیں۔

(2) اہل علم کے دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ مذکورہ حدیث میں قطع سے نماز کا باطل ہونا مراد نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے خشوع وخضوع میں کمی ہوجاتی ہے اور نماز کی برکت ختم ہوجاتی ہے۔

3۔ اہل علم کے تیسرے گروہ نے حدیث کا ظاہری مفہوم مراد لیا کہ نماز باطل ہوجاتی ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نماز کی برکت تو سترہ نہ ہونے کی صورت میں مرد کے گزرنے سے بھی ختم ہوجاتی ہے اور خشوع وخضوع میں کمی آجاتی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر نمازی کے آگے سے گزرنے والے مرد کو سختی سے روکنے اور اسے گناہ گار کہنے کی کوئی وجہ نہیں تھی' لہٰذا ان تین چیزوں کا بطور خاص ذکر کرنا اپنے اندر ایک زائد مفہوم رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے گزرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے اور دیگر چیزوں کے گزرنے سے خشوع وخضوع میں کمی آجاتی ہے' ورنہ یہ تحصیل حاصل ہوگی اور حصر بے معنی ہوگا جو رسول اللہ ﷺ سے ممکن نہیں۔ پھر اس موقف کی تائید سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے جنہیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحہ میں ذکر کیا ہے وہ الفاظ یہ ہیں: (تُعَادُ الصَّلٰوةُ مِنْ مَمَرِّ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ) گدھے' عورت اور سیاہ فام کتے کے گزرنے سے نماز لوٹائی جائے۔" (صحیح ابن خزیمۃ وابن حبان بحوالہ الصحیحۃ 959/7 حدیث 3323) یہی موقف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا انس' سیدنا ابوہریرہ' سیدنا ابن عباس' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ کا ہے۔ تابعین میں سے حسن بصری' ابوالاحوص اور ائمہ میں سے امام احمد رحمہ اللہ اور متاخرین میں سے امام شوکانی اور شیخ البانی رحمہ اللہ ان مذکورہ تینوں چیزوں کے آگے سے گزرنے پر نماز کے باطل ہونے کے قائل ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ (اصل صفۃ صلوۃ النبی 130/1) محلی ابن حزم 8/4 وفتاوی الدین الخالص 581/3)

4۔ یاد رہے عورت سے مراد بالغ عورت ہے جیسا کہ دوسری روایت میں صراحت ہے۔ واللہ اعلم۔

5۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہی تین چیزوں کے نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز کیوں باطل ہوتی ہے؟ اس کی سب سے بڑی وجہ اور حکمت یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے انہی تین چیزوں کو خاص کیا ہے۔ بعض علماء نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ یہ تینوں چیزیں وجود شیطان اور اس کی فتنہ انگیزی کی زیادہ گمان کی جاتی ہیں' دوسری چیزوں کی بہ نسبت ان تینوں سے نماز کے فاسد ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت نقل کی ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے' چنانچہ جب یہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔ (جامع الترمذی' الرضاع' باب استشراف الشیطان المراۃ اذا خرجت حدیث: 1173) اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ عورت آتی ہے تو بصورت شیطان آتی ہے اور جب واپس جاتی ہے تب بھی شیطان کی صورت میں جاتی ہے۔ (صحیح مسلم' النکاح' باب ندب من رای المراۃ...... حدیث: 1403) اور گدھے کی آواز کے متعلق وارد ہے کہ گدھا شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے۔ (سنن ابی داوَد الادب' باب فی الدیک والبہائم' حدیث 5102) اور جہاں تک کتے کا تعلق ہے تو اس کے متعلق حدیث میں (الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ) کی وضاحت موجود ہے۔ مطلق کتے کی خباثت بھی جانی پہچانی ہے کہ جہاں کتا ہوتا ہے' وہاں رحمت کے فرشتے نہیں ہوتے۔ (صحیح مسلم اللباس والزینۃ باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان...... ' حدیث 2106)

اور جس شخص نے ایسا کتا پالا جس کی شرع میں اجازت نہ ہو تو اس نے ہر روز اپنے اجر وثواب میں سے دو قیراط کی کمی کرلی۔ (صحیح البخاری' الذبائح والصید' باب من اقتنی کلبا لیس بکلب صید او ماشیۃ' حدیث: 5480' 5482) ھذا ما عندنا واللہ اعلم۔

ماہ محرّم الحرام اِسلامی تقویم اور تاریخ انسانی کی سب سے عظیم ھجرت

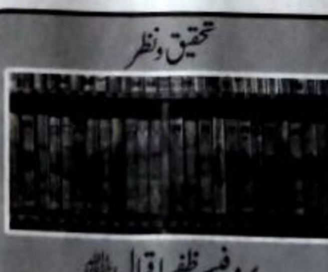
محرم الحرام کا مہینہ اسلامی تقویم (کیلنڈر) کا پہلا مہینہ جس کی نسبت ہجرت نبویؐ کے ساتھ ہے۔ اس سن کا تقرر اور آغاز نبی کریم ﷺ کی زندگی میں نہیں ہوا' نہ ہی آپ ﷺ نے کیا ہے بلکہ اس کا آغاز 17 ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے ہوا ہے۔

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ جب یمن کے والی تھے' ان کے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے احکام آتے تھے جن پر کوئی تاریخ درج نہیں ہوتی تھی۔ 17 ہجری میں ابوموسیٰ اشعری کے کہنے پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی مجلس میں یہ مسئلہ رکھا۔ کافی غور وفکر اور تبادلۂ خیالات کے بعد یہ طے پایا کہ اسلامی سن تاریخ کی بنیاد واقعۂ ہجرت کو بنایا جائے اور اس کی ابتداء ماہ محرم سے کی جائے کیونکہ نبوت کے اعلان کے تیرھویں سال ذوالحجہ کے وسط میں بیعت عقبہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کا پروگرام طے کرلیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد جو چاند طلوع ہوا وہ محرم الحرام کا چاند تھا۔ (فتح الباری۔ مناقب الانصار' باب التاریخ من این ارخوا التاریخ 7/334 حدیث 3934)

اسلامی تاریخ میں ہجرت کے واقعہ اور محرم الحرام کے مہینے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ دنیا میں جتنے بھی تقویم کے نظام موجود ہیں' وہ یا تو کسی خاص انسان کی یوم ولادت سے وابستہ ہیں یا وہ کسی خاص واقعہ کے ساتھ وابستہ ہیں مثلاً عیسائی تقویم کی بنیاد عیسیٰ علیہ السلام کا یوم وفات ہے (ویسے وفات کا عقیدہ بھی عیسائیوں کا ہے۔ قرآن کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔ اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ واپس آ کر امت محمدیہ کا حصہ بن کر امام مہدی کی قیادت میں پوری دنیا میں غلبۂ اسلام کا کام کریں گے اور پھر وفات پائیں گے۔) یہودی سال فلسطین پر سلیمان علیہ السلام کی تخت نشینی کے واقعہ سے منسلک ہے۔ بکرمی سال راجہ بکرماجیت کی پیدائش کی یادگار ہے۔ رومی سال سکندر فاتح اعظم کی پیدائش کو واضح کرتا ہے۔ اسلامی سال ہجرت نبویؐ کے واقعے سے وابستہ ہے جس میں یہ عظیم درس پنہاں ہے کہ اگر مسلمان اللہ کی توحید کی نتیجے میں مصائب وآلام میں پھنس جائیں' کفار جان کے دشمن بن جائیں' قریبی رشتہ دار' عزیز و اقارب ختم کرنے کا ارادہ کرلیں' ایمان والوں پر عرصۂ حیات تنگ ہوجائے' ان حالات میں مسلمان کیا کریں؟ اس کا حل اسلام نے کفر سے مصالحت نہیں رکھا بلکہ یہ تعلیم دی کہ حکمت و مصلحت سے کام لے کر اپنی زندگی کی بقا کا سامان کیا جائے' ایسی بستی اور ایسے علاقے کو چھوڑ دینا البتہ لازم قرار دے دیا تاکہ کفر اختیار نہ کرنا پڑے اور ایمان وجان سلامت رہے۔

چنانچہ اس واقعہ ہجرت پر ہجری سال کی بنیاد رکھی گئی ہے جو نہ تو کسی انسانی برتری اور تفوق کو یاد دلاتا ہے اور نہ کسی شوکت وعظمت کے کسی واقعہ کو بلکہ یہ واقعہ ثبات قدم' صبر واستقامت اور راضی برضائے الٰہی ہونے کی ایک زبردست مثال ہے۔

ہجرت مدینہ تاریخ انسانی کا انتہائی اہم اور رفیع الشان واقعہ ہے۔ قریش مکہ ظلم وتشدد کے ذریعے سے دین واعتقاد کا فیصلہ کرنا چاہتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے نہایت محکم اور متین انداز سے بتادیا کہ دین کی بنیاد علم و بصیرت ہے۔ آباؤ اجداد کی تقلید اور تشدد کے حربے بنیاد نہیں بن سکتے' جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ مکہ کے مشرکین کی ستم گری حد سے بڑھ گئی ہے اور وہ اللہ کے دین کے ابلاغ میں سنگ گراں کھڑے کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ہجرت کا فیصلہ کرلیا' یہ تاریخ عالم کا وہ عظیم الشان فیصلہ تھا جس نے انسانی تاریخ کا دھارا بدل کر رکھ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مشرکین کی اسلام دشمنی اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام پر ظلم وستم اور انسانیت کی پامالی کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی ترویج و اشاعت اور ان کی بجا آوری میں مزاحمت ہی ہجرت کا باعث بنی۔ یہ ہجرت سارے نظام عالم کی تبدیلی کا باعث بنی مکہ کے ظلم وستم کے دور میں آپؐ نے تلوار نہیں اٹھائی بلکہ مکہ جو آپ کا مرزبوم تھا' سب کچھ قربان کرکے ہجرت کی راہ اختیار کی۔



تحقیق ونظر

پروفیسر ظفر اقبال

ہجرت کا مفہوم:

ہجرت کا معنی ہے چھوڑ دینا' گناہوں کو چھوڑ دینا' ایک علاقے کو چھوڑ کر دوسرے علاقہ کی طرف چلے جانا' شرعی اعتبار سے دین کی خاطر اپنا وطن چھوڑ کر ایسے علاقے میں چلے جانا جہاں دین محفوظ ہوجائے' اس سے عام طور پر ہجرت مدینہ ہی مراد لی جاتی ہے' اس سے مراد جس کام سے اللہ نے منع کردیا ہو' اسے چھوڑ دیا جائے۔

ہجرت مدینہ کے اسباب:

نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے بڑی محبت تھی' آپ یہاں پیدا ہوئے' یہیں بچپن گزرا' یہیں جوانی بسر ہوئی' اسی سرزمین پر آپؐ کے آباؤ اجداد کی پوری تاریخ رقم تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپؐ کو ہروقت اللہ رب العزت کے عظیم الشان اور بابرکت گھر کی ایمان افروز قربت نصیب تھی جسے ان کے جدامجد سیدنا ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام نے تعمیر کیا تھا اور جس کی دیکھ بھال اور نگرانی کا فریضہ آپ ﷺ کے بزرگ انجام دیتے رہے اور جس مقدس گھر کی بدولت پورے جزیرۃ العرب میں آپ ﷺ کے قبیلے کی عزت کی جاتی تھی' اتنی مقدس نسبتوں اور محبتوں کو چھوڑ کر کسی اجنبی جگہ چلے جانا رسول اللہ ﷺ کے لئے کس طرح پسندیدہ ہوسکتا تھا' لیکن پھر بھی ہجرت کی خاطر ان سب کو چھوڑ کر ہجرت مدینہ اختیار کی۔

1۔ اہل اسلام کو دارالکفر اور دارالتعذیب سے بچا کر ایسے علاقے کی طرف رخ کرنا جہاں اسلام کی چھتری تلے اطمینان سے قیام کیا جاسکے اور دین اسلام کے

☆ ...... [مح]رم الحرام اسلامی تقویم کا پہلا مہینہ ہے۔ اسلامی سال کا آغاز ہجرت [نبوی] کی نسبت سے ہوتا ہے

☆ ...... محرم الحرام کو شہر اللہ یعنی اللہ کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے
(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

☆ ...... نبی ﷺ نے فرمایا، رمضان کے بعد افضل ترین روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں۔ (صحیح مسلم)

[شعائر] کی پا[بندی] میں کوئی چیز مانع نہ ہو۔

2۔ [رسو]ل اللہ ﷺ کفر اور شرک کو مٹانے اور اللہ رب العزت کی کبریائی اور عظمت کا پرچم بلند کرنے کے لئے شام و سحر جو عظیم الشان جدوجہد کر رہے تھے، اس میں [بی]رونی طور [پر] چچا ابوطالب اور خانگی زندگی میں ام المومنین خدیجہ [الک]بری آپ ﷺ کے لئے بہت بڑے سہارے تھے۔ [ج]ب ابوطالب اور خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا وفات پا گئے تو ان کی جدائی کو آپ ﷺ نے بہت محسوس کیا۔ ان جاں گسل اور المناک حالات و حوادث میں کفار و مشرکین مکہ نے بے روک ٹوک اپنی مشق ستم میں اس قدر اضافہ کر دیا کہ وہ آپ ﷺ کی جان کے درپے ہو گئے۔ ان سخت ترین حالات میں آپ ﷺ کے لئے ہجرت ناگزیر ہو گئی۔

3۔ انصار مدینہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ اور اہل اسلام کو مدینہ آنے کی مسلسل دعوتیں دی گئیں۔ اسلام پر بیعت عقبہ اولی ہوئی، پھر بیعت عقبہ ثانیہ ہوئی اور امن و سکون کے ساتھ شعائر اسلام کی ادائیگی میں تعاون کی طرف ہجرت کا دروازہ کھل گیا۔

اللہ تعالٰی نے آپ ﷺ کو خواب میں آپ کی ہجرت گاہ دکھا دی اور آپ کو ہجرت کی اجازت بھی عطا فرما دی۔

قَدْ أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ رَأَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ "

مجھے تمہارا دار ہجرت دکھایا گیا ہے۔ وہ ایک شور زدہ کھجوروں والی زمین ہے، جو دو سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان واقع ہے۔ (صحیح بخاری 2297)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ

(صحیح بخاری 3897، صحیح مسلم 2272)

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں، میرا خیال تھا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہوگا، لیکن وہ مدینہ یثرب ہے۔

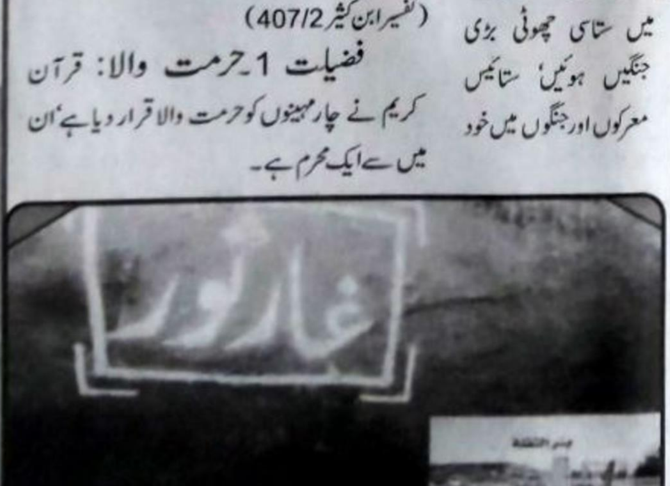
مدینہ جواب مدینۃ الرسول بن گیا تھا، مسلمانوں کے لئے امن، چین اور سکون کا مرکز بن گیا، مسلمانوں کے تمام کام اور تاریخ ہجرت کے سال سے شمار ہونے لگے، مظلومیت کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکل کر مسلمان اللہ کی عظمت و شان کیلئے نہایت حوصلہ مندی، بہادری اور جانثاری کے ساتھ جہاد کے عظیم عمل میں شریک ہو گئے، بدر و حنین، احد و خندق، خیبر و فتح مکہ، یہ سب کچھ ہجرت کے ثمرات تھے، جس ہجرت نے مسلمانوں کے لئے جہاد و قتال کے دروازے کھول دیئے۔ دس سال کے قلیل عرصے میں ستاسی چھوٹی بڑی جنگیں ہوئیں، ستائیس معرکوں اور جنگوں میں خود نبی مصطفیٰ ﷺ شریک ہوئے، کمزوری و کسمپرسی کا دور ختم ہوا، ہجرت مدینہ کے بعد چہار دانگ عالم میں توحید کے پھریرے لہرانے لگے، جزیرۃ العرب شرک سے پاک ہوا۔ 8 ہجری میں مکہ فتح ہوا، دعوت دین اب اور ہی انداز میں دنیا پر چھانے لگی، ایران، عراق، شام، مصر فتح ہوئے، افریقہ مسلمانوں کے زیر نگیں آ گیا، مشرق میں ہند اور مشرق بعید تک مسلمان جا پہنچے، روس اور چین کے بڑے بڑے علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے۔ سپین اور قسطنطنیہ پر مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہوئیں، یہ سب کچھ ہجرت کے بعد ہوا اور مسلمانوں کو عظمت ملی۔ شرک کا نام و نشان مٹ گیا۔ یہ دھرتی اللہ کے باغیوں اور نافرمانوں سے پاک ہو گئی۔

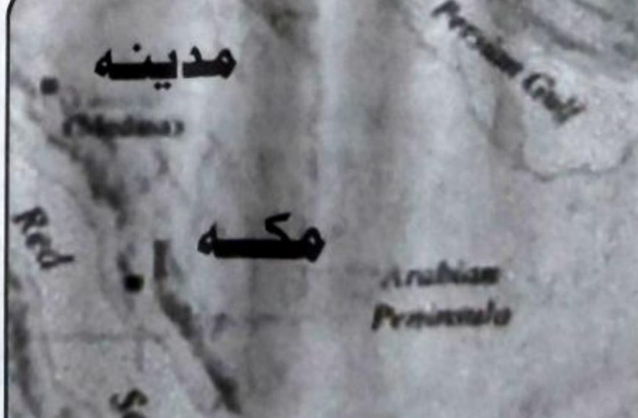
ماہ محرم الحرام کی وجہ تسمیہ:

اسلامی سال جسے قمری یا ہجری سال بھی کہا جاتا ہے، کا پہلا مہینہ ماہ محرم ہے۔ قمری مہینوں کے نام زمانہ جاہلیت سے چلے آ رہے ہیں سوائے محرم کے اس کا نام صفر اول تھا جسے تبدیل کر کے محرم رکھا گیا، اسے شہر اللہ قرار دینے کی بھی یہی وجہ بیان کی گئی ہے۔ (الدیباج للسیوطی 3/113)

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس مہینے کی حرمت میں تاکید پیدا کرنے کے لئے اس کا نام محرم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ عرب اسے کسی سال حلال قرار دے لیتے تھے اور اس کی جگہ دوسرے مہینے کو حرمت والا قرار دے لیتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر 2/407)

فضیلت 1۔ حرمت والا: قرآن کریم نے چار مہینوں کو حرمت والا قرار دیا ہے، ان میں سے ایک محرم ہے۔





☆...... کتنے افسوس کی بات ہے کہ نام نہاد مسلمانوں نے ماہ محرم کے مسنون فضائل واہتمام کو ترک کر دیا اور اس کے تقدس کو پامال کرنے والی متعدد بدعات ایجاد کر لیں جیسے ماتم، تعزیہ، علم اور نوحے وغیرہ

اللہ رب العزت نے فرمایا

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (التوبہ 36:9)

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے۔ اللہ کی کتاب میں جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

ان چار حرمت والے مہینوں کی وضاحت اور تعیین کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ

سال میں بارہ مہینے ہیں، ان میں سے چار حرمت والے ہیں، تین مسلسل (لگاتار) ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور (چوتھا) رجب مضر ہے جو شعبان اور جمادی (الاخری) کے درمیان ہے۔

2۔ شھر اللہ: نبی مکرم ﷺ نے محرم کو شھر اللہ کہا ہے۔ یہ اعزاز کسی اور مہینے کو حاصل نہیں ہے۔ (صحیح البخاری: 3197، صحیح مسلم 1679)

أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ

رمضان کے بعد افضل ترین روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں۔ (صحیح مسلم: فضل صوم المحرم: 163)

3۔ محرم قمری سال کا پہلا مہینہ ہے، جس سے سن ہجرت کا آغاز ہوا۔

مسنون اعمال: محرم میں کثرت سے نفلی روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "افضل الصیام بعد رمضان شھر اللہ المحرم"

رمضان کے بعد افضل ترین روزے محرم کے ہیں۔

2۔ یوم عاشوراء کا روزہ رکھا جائے۔ اس سے گزشتہ سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ (صحیح مسلم 1162)

یوم عاشوراء (دسویں محرم) کا روزہ میں اللہ کے بارے میں امید کرتا ہوں کہ وہ گزشتہ برس کے گناہ معاف فرما دے۔

3۔ اس مہینے میں ظلم و جور سے اہتمام کے ساتھ بچنا چاہئے، بچنا تو ہر وقت چاہئے۔ لیکن خاص طور سے حرمت والے مہینوں میں گناہ کا جرم زیادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا

فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ۔ ان مہینوں میں اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو۔ (التوبہ 36/9) اس روز رسول اللہ ﷺ خاص طور سے روزہ رکھتے تھے اور صحابہ کرام کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔ یہود کی مخالفت میں فرمایا

(صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَخَالِفُوا فِيهِ الْيَهُودَ صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا)

عاشوراء کا روزہ رکھو لیکن یہودیوں کی مخالفت بھی بایں طور کرو کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد ایک روزہ رکھو۔ (مسند احمد 1/ 241) یہ حدیث مرفوعا ضعیف ہے لیکن عبداللہ بن عباس کا اثر ہے جو صحیح سند سے مروی ہے۔)

ایک اور حدیث میں ہے جب رسول اللہ نے عاشورے کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ تو صحابہؓ نے آپ ؐ کو بتلایا کہ یہ دن تو ایسا ہے جس کی تعظیم یہود و نصاریٰ بھی کرتے ہیں۔ تو اس پر رسول اللہ نے فرمایا۔ (لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع)

اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو نویں محرم کا روزہ ضرور بر ضرور رکھوں گا۔ (صحیح مسلم۔ 1134)

صحیح سند میں ابن عباسؓ کا ایک قول ہے۔

خالفوا الیھود وصوموا التاسع والعاشر

یہودیوں کی مخالفت کرو اور نو اور دس محرم کا روزہ رکھو۔ (مصنف عبدالرزاق 287/4 حدیث 7839)

ہجرت کا واقعہ اسلامی تاریخ کا عظیم واقعہ ہے، محرم کے مہینے سے مسلمانوں کے سال کا آغاز ہوتا ہے۔ ان دونوں مسائل کی حیثیت، اہمیت اور فضیلت بیان ہو چکی ہے، مسلمان امت کے ہاں جشن، غم خوشی کی دوسرے مذاہب کی طرح رسمیں نہیں ہیں۔ مسلمانوں کا ہر عمل ہی عبادت ہے۔ ہجرت بھی حکم الٰہی سے ہوئی اور ماہ و سال کا نظام بھی اللہ کے حکم سے چل رہا ہے۔ محرم کی حرمت بھی اللہ ہی نے متعین کی ہے، اس مہینے کی نویں، دسویں کا روزہ بھی بندگی اور عبادت کا ہی ایک طریقہ ہے۔ خوشی ہو یا غم، ہر حال میں اللہ کا حکم ہی اصل حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان اس دور میں کفر کی غلامی اور پستی کا شکار ہیں، ان کے اثرات تہذیب اور ثقافت میں صاف نظر آتے ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ اسلام یہ نہیں کہ اسے صرف عبادات اور نماز روزے تک محدود رکھا جائے بلکہ اخلاق، عبادات، تہذیب و تمدن، آداب، سیاست، معیشت اور معاشرت میں بھی اسلام کی پیروی کی جائے۔

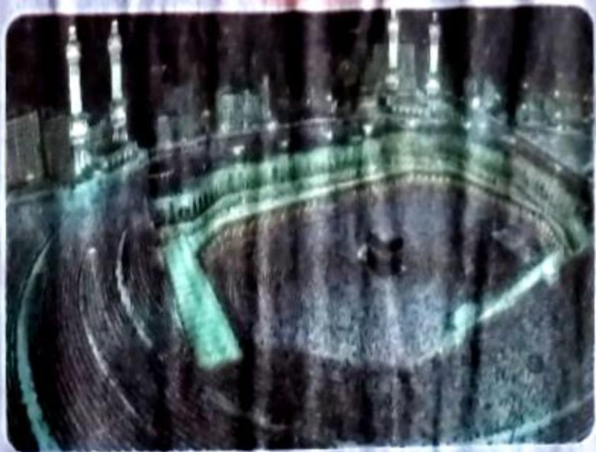
صد افسوس کہ مسلمانوں نے اپنی اصل کو چھوڑ کر ان عظمت اسلام کے موقعوں پر بھی خود ایجاد کردہ رسموں کو دین سمجھ لیا ہے جن کو ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ سیدنا حسینؓ کی شہادت یقیناً تاریخ اسلام کی ایک بڑی مظلومانہ شہادت ہے لیکن سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ کی شہادت بھی بڑی مظلومانہ ہے، اس لئے اس ماہ کو صرف حضرت حسینؓ کی شہادت سے خاص کر لینا کسی طرح بھی اسلام کو مطلوب نہیں اور پھر ماتم، تعزیہ اور ایسی دوسری بے شمار بدعات جن سے خود حضرت حسینؓ اور اہل بیت روکتے رہے، ان کا ارتکاب کرنا اسلام اور اہل بیت کی سیرت کے منافی ہے اور پھر انہی بدعات و رسومات کی وجہ سے ملک فرقہ وارانہ کشیدگی کا بھی شکار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب و سنت پر چلنے اور بدعات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین





ورلڈ راؤنڈ اپ

ابو فرحان

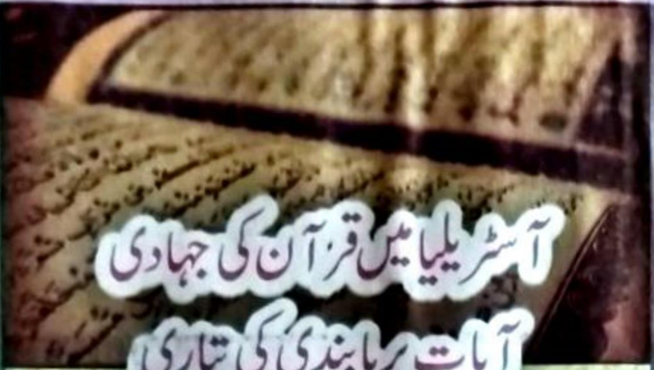


سعودی عرب میں امسال حج کی منفرد بہاریں

سعودی عرب میں اس بار حج کے موقع پر کچھ ایسے منفرد واقعات ومناظر دیکھنے کو ملے جو پہلے نظر نہیں آئے تھے۔قومی اخبارات میں اس بار خبر پڑھنے کو ملی کہ اس بار کیوبا کے مسلمان پہلی بار حج کے لیے سعودی عرب پہنچے ہیں۔کیوبا سے آنے والے یہ 5 مسلمان عازمین حج سعودی حکومت کے خصوصی مہمان تھے۔سعودی حکومت گزشتہ کئی سال سے کیوبا میں مسلمانوں کے لیے دعوتی ودینی خدمات بڑھانے میں مصروف ہے۔کیوبا میں مسلمانوں کے لیے حالات انتہائی سخت ہیں اور ملک میں کوئی مسجد بھی نہیں۔سعودی عرب کا محکمہ تبلیغ مسجد کی تعمیر اور قرآن کریم کے ترجمہ ودیگر دینی کتب کی مقامی زبان میں اشاعت کے لیے سرگرم عمل ہے۔

سعودی حکومت ہر سال ہزاروں لوگوں کو دنیا بھر سے شاہی مہمان کے طور پر حج کے لیے بلاتی ہے جن کے تمام اخراجات سعودی حکومت برداشت کرتی ہے۔اس بار سعودی حکومت نے اس سلسلے میں 600 سے زائد ایسے فلسطینی مسلمانوں کو بھی حج پر بلایا تھا جن کے پیارے غزہ میں حالیہ اسرائیلی دہشت گردی میں جام شہادت نوش کر گئے تھے۔سعودی عرب غزہ کی تعمیر نو کے لیے جہاں امداد فراہم کر رہا ہے تو وہیں مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے بھی سرگرم ہے۔

اس بار حج کے موقع پر 1200 سے زائد ایسے لوگوں نے فریضہ اسلام کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی جو نومسلم تھے۔ان نومسلموں میں 700 کا تعلق فلپائن سے تھا۔ان لوگوں میں سے بہت سے ایسے تھے جنہوں نے اسلام ہی سعودی عرب میں قبول کیا ہے۔ان تمام حجاج کے اخراجات بھی سعودی حکومت یا پھر ملک کے دیگر کئی خیراتی امدادی اداروں نے ادا کیے تاکہ نومسلموں کی دلجوئی بھی ہو سکے۔ایک ایسے نومسلم حاجی جن کا نام ریتی تھا نے عرب نیوز کو بتایا کہ میں قبول اسلام کے بعد خود کو مکمل بدلا ہوا محسوس کر رہا ہوں۔یہ میری زندگی کا یادگار تجربہ ہے۔حج کی مجھے یہ خوبی بہت ہی کمال نظر آتی ہے کہ یہاں سبھی گورے کالے امیر غریب حکمران عوام ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔



آسٹریلیا میں قرآن کی جہادی آیات پر پابندی کی تیاری

آسٹریلیا دنیا کے رقبہ کے لحاظ سے چھٹا بڑا ملک ہے لیکن آبادی محض 2 کروڑ 30 لاکھ یعنی دنیا میں 51 ویں نمبر پر ہے۔افغانستان اور عراق میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں آسٹریلیا کا کردار نمایاں نظر آیا۔خاص طور پر افغانستان میں تو آسٹریلیا امریکہ کا صف اول کا اتحادی تھا۔

آسٹریلیا وہ ملک ہے جس نے مسلمانوں کے آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے ملک انڈونیشیا کو توڑ کر ایشیا میں دوسری عیسائی ریاست مشرقی تیمور بنانے میں بھی سب سے متحرک کردار ادا کیا تھا۔مشرقی تیمور کی ساری تحریک کا مرکز آسٹریلیا کا شہر ڈاروِن تھا۔آسٹریلیا کا سب سے بڑا شہر سڈنی ہے لیکن دارالحکومت کینبرا ہے۔ملک کی قومی اور سب سے بڑی زبان انگریزی ہے۔

آسٹریلیا میں مسلمانوں کی کل تعداد 2011ء کے سروے کے مطابق پونے 5 لاکھ ہے۔یعنی کل آبادی کا 2.2 فیصد۔یہاں عیسائیت 61 فیصد جبکہ بودھ مت 2.5 فیصد ہیں۔لامذہب 22.9 فیصد ہیں۔ملک میں تیزی سے پھیلنے اور مقبول ہونے والا مذہب اسلام ہے۔آسٹریلیا میں مغربی دنیا کی طرح خواتین اکثر مسلمان ہوتی رہتی ہیں۔

چند ماہ پہلے خبر آئی تھی کہ یہاں ہر ہفتے اوسطاً 2 خواتین مسلمان ہو رہی ہیں۔دوسری طرف آسٹریلین حکومت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سخت سے سخت اقدامات بھی اٹھا رہی ہے۔گزشتہ سال جمعۃ المبارک کی نماز مسجد کے باہر سڑکوں پر ادا کرنے پر پابندی عائد ہوئی۔اس وقت آسٹریلیا میں مسلمان خواتین کے حجاب کو ختم کرنے پر کام جاری ہے۔

البتہ ماہ اکتوبر کے دوسرے عشرے میں آسٹریلین پارلیمنٹ نے حیران کن طور پر یہ

فیصلہ سنایا کہ حجاب والی خواتین بھی پارلیمنٹ میں آسکتی ہیں اور انہیں بھی یہاں رہنے کا حق ہے۔ اس کی وجہ یہ بنی ہے کہ آسٹریلیا کی مقامی خواتین بڑے پیمانے پر مسلمان ہو رہی ہیں تو ان کے حقوق کو غصب کرنا یا تبدیلی مذہب پر پابندی لگانا ابھی تک آسٹریلین حکومت کے لیے ممکن نہیں ہو سکا ہے۔ اب آسٹریلین حکومت نے دنیا بھر میں جہادی تحریکوں کی پھیلتی دعوت اور اثرات کو دیکھ کر یہ کوشش شروع کی ہے کہ ملک میں قرآن کی ان آیات کے پڑھنے' ترجمہ کرنے' دوسروں کو سنانے وغیرہ پر پابندی عائد کر دی جائے جن میں مسلمانوں کو کفر و غلامی سے نجات کے لیے جہاد کا حکم ہے۔

اس حوالے سے بننے والے بل کو "فارن فائٹرز بل" کا نام دیا گیا ہے۔ آسٹریلین حکومت کا کہنا ہے کہ عراق اور شام میں لڑائی کے اثرات یہاں آسکتے ہیں جس سے بچنے کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے۔ اس بل کو ملک کے وزیراعظم ٹونی ایبوٹ کی بھی حمایت حاصل ہے اور نظر یہ آرہا ہے کہ جلد ہی یہ قانون پاس ہو جائے گا۔

دوسری طرف آسٹریلیا کی مسلم تنظیمیں اس بل پر شدید تحفظات کا اظہار کر رہی ہیں۔ ایک تنظیم دی اسلامک کونسل آف وکٹوریہ اور نیشنل امام کونسل نے کہا ہے کہ اس قانون سے تو بہت مسائل ہوں گے' مظلوم مسلمان جو ظلم سے آزادی کی بات کرتے ہیں' وہ بھی اس کی زد میں آئیں گے اور یہ قانون یورپ کے لیے بھی ایک نظیر بن جائے گا۔

بہرحال اب تک تو آسٹریلین حکومت ایسا اقدام اٹھا نہیں سکی۔ اسلام کو اس طرح دبانے اور ختم کرنے کی کوششیں ہمیشہ سے ہی ناکام و نامراد ہی ہوئی ہیں۔



دنیا میں قبول اسلام کے حیران کن واقعات

ماہ اکتوبر 2014ء کی 11 تاریخ کو یہ حیران کن خبر سننے کو ملی کہ عالم اسلام کے آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے ملک انڈونیشیا کے جزیرہ جاوا میں ایک پادری جو 17 ماہ تک مسلسل کومہ کی حالت میں پڑا رہا' جب وہ ہوش میں آیا تو وہ مسلمان ہو گیا۔

انڈونیشیا کے جزیرہ جاوا کے ایک کیتھولک پادری نے 17 ماہ کومہ میں رہنے کے بعد ہوش میں آتے ہی اسلام قبول کر لیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اسے ہدایت حاصل ہوئی ہے اور بہترین رحمت کی بشارت ہوئی ہے۔ اسپین سے تعلق رکھنے والے 87 سالہ پادری نے انڈونیشیا کے اس جزیرہ میں 43 سال گزارے ہیں اور وہ جاوا کی زبان اور مختلف مقامی بولیوں میں عبور رکھتے ہیں۔ وہ خطہ کے تمام مذہبی گروپوں میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ انہیں دل کا دورہ پڑا تھا جب وہ رضاکاروں کے ہمراہ چرچ کی چھت کی مرمت میں مدد کر رہے تھے' وہ اس عمل کے دوران دومنزلہ عمارت سے گر گئے تھے۔ وہ اب کومہ سے باہر آگئے ہیں لیکن اب وہ ایک بدلے ہوئے آدمی ہیں۔

صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ اسلام کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے' انہوں نے کبھی قرآن مجید نہیں پڑھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دی اور جنت کی راہ دکھائی۔ ان کا علاج کرنے والے ڈاکٹر نے بتایا کہ وہ معجزاتی طور پر بچ گئے ہیں اور بہت جلد چل پھر سکیں گے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس حادثے کے بعد ان کی ہڈیاں چور چور ہو جانی چاہیے تھیں لیکن وہ ایسے حادثے میں بچنے والے سب سے مضبوط شخص کو دیکھ رہے ہیں جن کی عمر 80 سال سے زائد ہے۔ اس پادری کے قبول اسلام سے ان کے عیسائی حامی حیرت میں ہیں لیکن ان میں سے تقریباً نصف افراد نے اسلام قبول کرنے میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔

ان کے ایک حامی نے بتایا کہ اگر اللہ تعالیٰ پروردگار ہے تو وہ روز محشر غلط راہ پر رہنا نہیں چاہتے۔ وہ فادر ایڈ ارڈو پر اعتبار کرتے ہیں' اسلام قبول کرنے کے بعد اس پادری نے جو ابھی زیر علاج ہیں' ایک مسجد کی تعمیر کی ہدایت دی ہے اور ان کے حامی مسجد کی تعمیر کے لیے عطیات جمع کرنے میں مصروف ہو گئے ہیں۔

ماہ اکتوبر کے وسط میں خبر آئی کہ اسرائیل کے 63 یہودیوں نے 9 ماہ میں اسلام قبول کیا ہے۔ اس حوالے سے اسرائیل کے اخبار ہآرتسے اپنی ایک رپورٹ میں بتایا کہ گزشتہ سال نومبر کے مہینے سے اس سال جولائی تک 63 یہودیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اخبار کے مطابق اسرائیلی وزارت انصاف نے یہ اعلان کیا ہے۔

اخبار کا کہنا ہے کہ اسرائیل میں اگر کوئی یہودی اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمان یا عیسائی ہو جاتا ہے تو اسے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہودیت ترک کرنے والے کئی لوگوں نے بتایا کہ دوسرا مذہب اپنانے کے بعد انہیں مذہبی اداروں کی جانب سے بھاری دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔ اخبار کے مطابق جس شخص کی عمر 18 سال ہوگئی ہے اور اب وہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنی رہائش کے قریبی مذہبی کورٹ میں جانا پڑتا ہے اور جج کے سامنے کلمہ پڑھنا ہوتا ہے اور ان چیزوں کو بھی بیان کرنا ہوتا ہے' جن کا اسے مسلمان ہونے کے بعد عمل کرنا ہے۔ عدالت میں یہ بیان قلم بند کیا جاتا ہے اور پھر جج اس شخص کو تبدیلیٔ مذہب کا سرٹیفکیٹ دے دیتا ہے۔

اخبار کے مطابق اس مرحلے کے بعد اس شخص کو وزارت انصاف کی تبدیلیٔ مذہب یونٹ میں جانا پڑتا ہے اور وہاں تبدیلیٔ مذہب کی درخواست دینا ہوتی ہے۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ درخواست کا جواب بہت جلد آجاتا ہے لیکن جن لوگوں نے مذہب تبدیل کیا ہے' ان کا کہنا ہے کہ اس مرحلے میں بڑی دشواریاں ہوتی ہیں اور بڑا وقت لگتا ہے۔ اس درمیان یہودی مذہبی ادارے اس شخص پر بار بار دباؤ ڈالتے ہیں کہ یہودی مذہب چھوڑنے کا وہ اپنا ارادہ بدل دے۔ حال ہی میں جاری رپورٹ کے مطابق جو شخص بھی یہودی مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب قبول کرتا ہے' اسے سرکاری طور پر اس کے بعد بھی یہودی سمجھا جاتا ہے اور اس کا رجسٹریشن ڈبل مذہب والے شخص کے طور پر کیا جاتا ہے۔

اسرائیلی وزارت انصاف میں تبدیلی مذہب کے معاملات کے ادارے میں کام کرنے والے ماہر اور اسرائیلی وکیل یوی بارشلر نے بتایا کہ سال 2011ء میں 423 لوگوں کو تبدیلیٔ مذہب کی اجازت دی گئی۔

حال ہی میں نومسلموں میں ایک برازیل کے معروف پادری Joao de Deus Cabral بھی ہیں جن کا اب نام ابراہیم رکھا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام ہی دنیا میں سب سے سچا دین ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت ایک ہی تھی اور وہ توحید کی دعوت تھی اور یہی پیغام محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں بھی موجود تھا جن کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہم ان پر ایمان لائیں گے تو مسلمان کہلائیں گے اور میں اس لیے مسلمان ہو چکا ہوں۔

ملالہ کی کہانی، مغرب کی زبانی

مسلمانوں میں دین سے برگشتہ لوگوں کے لیے ہی

مغرب کے نوبل انعامات کیوں؟

ملالہ کیسے مغرب کی کٹھ پتلی بنی؛ کیسے اسلام و پاکستان کے خلاف استعمال کیا جارہا ہے، ہوشربا حقائق

یہ کہانی ہے 2009ء کی جب سوات کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہاں طالبان کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ایک باپ اپنی گیارہ سالہ بیٹی کو لیے بیٹھا ہے۔

امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کی خصوصی ڈاکومنٹری (Class Dismissed) میں بتایا جاتا ہے کہ "یہ خوشحال پبلک سکول کا مالک ضیاء الدین یوسف زئی ہے جو 14 سال سے سکول چلا رہا ہے۔ اس کی یہ گیارہ سالہ بیٹی ہے جو اس کا ایک خواب ہے۔" پھر ساتھ ہی ملالہ اپنی ٹوٹی پھوٹی انگلش میں بتاتی ہے کہ میں پڑھنا اور ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں۔ پھر وہ مزید الفاظ نہ پاکر خاموش ہو جاتی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی کچھ لوگوں کو پشاور میں مظاہرہ کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے جو بینر اٹھائے نعرے لگا رہے ہیں "پاکستان کا مطلب کیا! بم دھماکے اور اغوا" ان مظاہرین کی قیادت ضیاء الدین یوسف زئی کر رہا ہے۔ پھر ساتھ ہی ضیاء الدین کو دوبارہ اپنے سکول کے ایک کمرے میں داخل ہوتا دکھایا جاتا ہے، جہاں نماز کے لیے صف بچھی ہے تو ساتھ ہی ایک بجھی سگریٹ بھی پڑی ہے...... ضیاء الدین یہاں گویا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ "جو لوگ یہاں قیام پذیر تھے وہ بہت گندے تھے۔"

ساتھ ہی ملالہ سکول کے پرنسپل کے کمرے میں داخل ہوتی ہے اور پرنسپل کی کرسی پر بیٹھ کر ایک ڈائری نکالتی ہے اور بتانا شروع کرتی ہے کہ جو لوگ یہاں آئے تھے، وہ فوجی تھے۔ انہوں نے میری سہیلی کی ڈائری میں عشقیہ شعر و شاعری لکھی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ وہ پاک فوج کے سپاہی ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ انہیں پاکستانی ہونے پر فخر ہے اور وہ پاکستانی فوج کے سپاہی ہیں لیکن انہیں سپاہی کے انگریزی میں ہجے لکھنے بھی نہیں آتے۔ انہوں نے میری جس سہیلی کے لیے عشقیہ الفاظ لکھے ہیں، وہ تو اتنی چھوٹی ہے کہ اسے ایسا کچھ پتہ بھی نہیں۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ (سوات میں) ہماری فوج ہماری حفاظت کرنے آئی ہے لیکن جب میں اپنے اس سکول کو اس حال میں دیکھتی ہوں تو مجھے اپنی فوج پر شرم آتی ہے۔ ساتھ ہی ایک خط دکھا کر بتایا جاتا ہے کہ یہ خط ضیاء الدین کے لیے فوج نے چھوڑا ہے جس میں لکھا ہے کہ تمہاری غفلت اور نااہلی کی وجہ سے طالبان نے وادیٔ سوات پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر ساتھ ہی ملالہ اپنے ایک کمرے میں داخل ہو کر دیوار کے فائر سے ہونے والے سوراخ کی طرف اشارہ کر کے بتاتی ہے کہ ہمارے سکول کا یہ حشر کیا گیا ہے۔ یہ کلاس روم ہے لیکن اب یہ کلاس روم نہیں بلکہ فوج کا ایک بنکر ہے۔ پھر ساتھ ہی سوراخ کے دوسری طرف شہر مینگورہ پر نظر ڈال کر ملالہ انتہائی نفرت آمیز لہجے میں کہتی ہے "یہ ہے ہمارا پاکستان"

پاکستانی ریاست اور پاکستانی فوج کے خلاف ملالہ اور اس کے باپ کی یہ باتیں 2009ء کے آغاز کی ہیں

عالم کفر



سلیم خان آفریدی

جب کسی کے وہم وگمان میں ہی نہیں تھا کہ جلد ہی وہ وقت آنے والا ہے کہ ملالہ دنیا کی سب سے بڑی شخصیت بن جائے گی۔

یہ 2009ء کا ہی زمانہ تھا جب پاک فوج نے سوات میں آپریشن کا آغاز کیا۔ اسی دوران میں "گل مکئی" نام کی ایک لڑکی کی بی بی سی اردو پر کہانیاں شائع ہونا شروع ہوئیں جن کے بارے میں بعد میں پتہ چلا کہ یہ کہانیاں بی بی سی کا نمائندہ عبدالحئی کاکڑ اس کے والد ضیاء الدین یوسفزئی کے ساتھ مل کر لکھا کرتا تھا۔ بہرحال 9 مارچ 2009ء کی ڈائری میں اس گل مکئی نے لکھا کہ "میرا بھائی اکثر دعا کرتا ہے کہ "اے اللہ! سوات میں امن اگر نہیں آتا تو پھر امریکہ یا چین کو یہاں لے آنا"

وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ بی بی سی پر یہ کہانیاں ختم ہوئیں تو ملالہ کے باپ ضیاء الدین یوسف زئی نے نیویارک ٹائمز کے رپورٹر ایڈم بی ایلک سے رابطہ کیا اور اسے اپنے بارے میں ایک ڈاکومنٹری بنانے پر آمادہ کیا جس کا تذکرہ شروع میں ہوا ہے، پھر سوات میں آپریشن ہوا جس میں یہ خاندان ایک دوسرے سے چند ہفتوں کے لیے علیحدہ ہوا اور 24 جولائی 2009ء کو ان کی باہم ملاقات ہوئی تو انہیں امریکی صدر بارک اوبامہ کی جانب سے امریکہ کے دورے کی دعوت ملی۔ یہ دعوت افغانستان اور پاکستان کے لیے امریکی نمائندہ رچرڈ ہالبروک بنفس خبیث خود اس خاندان کے پاس لے کر پہنچا۔ نیویارک ٹائمز کی ڈاکومنٹری میں ان کی باہم ملاقات بھی دکھائی گئی ہے۔ اس کے ساتھ سب کا تذکرہ نیویارک ٹائمز کے صحافی ایڈم بی ایلک نے 2009ء میں ہی کر دیا تھا جب اس نے اس خاندان پر اس ڈاکومنٹری کے چلنے کے بعد ملالہ کا اگلا انٹرویو

☆......امریکہ اور مغرب نے ملالہ کی شکل میں ایسا ایجنٹ تیار کرلیا ہے جس کے ذریعے وہ اسلام اور پاکستان کو لڑکیوں کی تعلیم وحقوق کے نام پر بدنام کرسکے اور معین قریشی یا شوکت عزیز کی طرح پاکستان پر اسے مسلط کرسکے۔

☆......ملالہ کا باپ ضیاء الدین کہتا ہے کہ مدارس ہماری تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔

پشتونی وی چینل خیبر' مقامی اردو اخبار آج اور پھر کینیڈا کے اخبار ٹورنٹو سٹار میں شائع ہوا۔ اس کے بعد باقاعدہ طور پر دوبارہ 19 اگست 2009ء کو ملالہ اس وقت منظر عام پر آئی جب پاکستان کے معروف صحافی حامد میر نے اپنے جیو ٹی وی کے پروگرام کیپٹل ٹاک میں اسے مدعو کیا تھا اور پھر یہ سلسلہ آگے بڑھتا گیا۔ یہ اس سب کا نتیجہ تھا کہ اکتوبر 2011ء میں جنوبی افریقہ کے اینگلو چرچ کے آرچ بشپ ڈسمونڈ ٹوٹو نے اسے بچوں کے لیے بین الاقوامی انعام برائے امن کے لیے نامزد کردیا۔

پاکستان کے لیے اس خاندان کے معاملات اس حد تک پریشان کن ہوگئے کہ حکومت پاکستان کو بھی اپنی ساکھ اور ناک بچانے کے لیے قومی اعزازات کا اعلان کرنا پڑا حتیٰ کہ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کے ہاتھوں اسے امن ایوارڈ برائے نوجواناں سے نواز دیا گیا۔

اکتوبر 2012ء میں ہی پاکستان میں منعقدہ مارکسزم کی 32ویں کانگرس سے خطاب میں ملالہ نے کہا:

''میں اس بات کو تسلیم کرچکی ہوں کہ سوشلزم ہی دنیا میں وہ واحد راستہ ہے کہ جس کے ذریعے ہم استحصال اور غلامی سے نجات پاسکتے ہیں۔ سو میں اپنے تمام ساتھیوں سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ اس سلسلے میں مکمل کامیابی تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔''

پھر 10 اکتوبر 2012ء کا دن طلوع ہوا جب دنیا نے یہ خبر سنی کہ مینگورہ سوات میں ملالہ کو گولی ماری گئی ہے اور گولی اس کا سر' گردن اور کندھا چیر کر نکل گئی ہے۔

حملے کی سب سے پہلے مذمت کرنے والوں میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون' امریکی صدر بارک اوباما' ہیلری کلنٹن' برطانوی وزیر خارجہ ولیم ہیگ پیش پیش تھے تو عالمی شہرت یافتہ امریکی گلوکارہ میڈونا نے اپنا گانا Human Nature اسی وقت یعنی حملہ کے روز ہی ملالہ کے نام کرنے کا اعلان کردیا اور پھر اپنی کمر پر ملالہ کا نام بھی (بطور عارضی ٹیٹو) کندہ کرالیا۔ اگلے ہی روز اداکارہ انجلینا جولی نے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ملالہ کے لیے 2 لاکھ ڈالر عطیہ کیے تو امریکی صدر اوبامہ کی بیوی میشیل نے واشنگٹن پوسٹ میں لکھے اپنے مضمون میں اس حملہ کو یہودیوں کے قتل عام یعنی ہالوکاسٹ جیسا ظلم قرار دیا۔

چند دن پاکستان میں زیر علاج رہنے کے بعد ملالہ برطانیہ کے کوئین الیزبتھ ہسپتال میں خصوصی ایمبولینس طیارے کے ذریعے پہنچ گئی اور پھر جلد ہی اس کا سارا خاندان بھی برطانیہ منتقل ہوگیا۔

معروف صحافی انصار عباسی اس حوالے سے بتاتے ہیں کہ انہیں انتہائی قابل اعتماد ذرائع نے بتایا تھا کہ ضیاء الدین یوسف زئی نے اس وقت کے وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک کو کھلے الفاظ میں دھمکی دے کر کہا تھا کہ اگر انہیں فوری طور پر برطانیہ بھیجنے کا انتظام نہ کیا گیا تو وہ برطانیہ کو سیاسی پناہ کی درخواست دے دیں گے۔ اس دھمکی پر حکومت پاکستان نے انہیں فوری طور پر برطانیہ بھیجنے کا انتظام کیا جس کے لیے برطانوی حکومت تو پہلے ہی تیار تھی۔ چند دنوں میں ملالہ کے سارے زخم ٹھیک ہوگئے۔ سر' گردن اور کندھے کا زخم غائب ہوگیا اور پھر 12 جولائی 2013ء کو ملالہ اقوام متحدہ سے خطاب کرنے پہنچی تو اسی ماہ اس نے برطانوی ملکہ الزبتھ سے بھی بکنگھم پیلس میں ملاقات کی۔ یہیں برطانیہ میں ایک کانفرنس کے دوران اپنے خطاب میں ملالہ نے کچھ الفاظ جو ادا کیے' وہ یوں تھے۔

''رسوم ورواج آسمانوں سے نہیں بھیجے جاتے' نہ یہ خدا کی جانب سے نازل ہوتے ہیں۔ ہم انہیں خود بناتے ہیں اور خود تبدیل کرتے ہیں اور ہمیں ان کو تبدیل کرنا ہی چاہئے۔''

اس سارے عرصہ میں یورپی ممالک' ان کا میڈیا اور شخصیات ملالہ کو جو دے اور کہہ سکتے تھے' وہ یہ سب کرتے رہے۔

اکتوبر 2013ء میں ملالہ یوسف زئی کی کتاب ''میں ملالہ ہوں'' "I am Malala" "منظر عام پر آ گئی۔ اس کتاب کا منظر عام پر آنا تھا کہ پاکستان کے وہ تمام لوگ جو ملالہ کو سر پر اٹھائے گھومتے پھرتے تھے' یکدم بلوں میں گھس کر منہ چھپانے لگے۔ ملالہ کی یہ کتاب جسے بدنام زمانہ برطانوی خاتون صحافی کرسٹینا لیمب نے مرتب کیا ہے' اس میں پاکستانی و پختون معاشرے اور رسوم ورواج سے لے کر اسلام کی اکثر و بیشتر تعلیمات پر خوب خوب تیر برسائے گئے جس سے ملالہ کی ساری سازش کھل کر منظر عام پر آ گئی۔



ملالہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی سے اعزاز وصول کرتے ہوئے

اس کتاب کو مرتب کرنے کے لیے کرسٹینا لیمب کا انتخاب کیوں کیا گیا؟ جھوٹی خبریں چھاپنے اور بدنام زمانہ برطانوی اخبار سنڈے ٹائمز سے وابستہ یہ خاتون صحافی پاکستان دشمنی میں عالمی شہرت رکھتی ہے۔ یہ وہی خاتون ہے جسے پاکستانی سکیورٹی اداروں نے "OB Ladan" جعلی ٹکٹ سکینڈل کی بناء پر پاکستان سے ڈی پورٹ کیا تھا۔ 22 اکتوبر 2014ء کو قومی روزنامہ ''نئی بات'' میں مرزا کاشف علی ''تصویر کا دوسرا رخ'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ: ''آئی ایم ملالہ'' کرسٹینا لیمب لکھتی ہے۔ ملالہ کی گلوبل مہم سابق وزیراعظم برطانیہ گورڈن براؤن چلاتا ہے۔ ملالہ کی

☆.....ملالہ کی کتاب کرسٹینا لیمب نے لکھی ہے' اس کتاب میں اللہ تعالیٰ' قرآنی آیات اور شان رسالتؐ میں گستاخی پر بھی ملالہ شرمندہ نہیں ہے۔

☆.....پاکستان میں ملالہ ہیرو نہیں بن سکی بلکہ عالمی نشریاتی اداروں نے لکھا اور نشر کیا کہ پاکستان میں ملالہ اچھوت بن کر رہ گئی ہے اور سبھی لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں۔

☆.....ملالہ کی کتاب میں ملعون سلمان رشدی کا بھرپور دفاع کیا گیا ہے اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کو زیادتی و ظلم باور کرایا گیا ہے۔

انٹرنیشنل برانڈنگ عالمی نمبر ون پبلک ریلیشن فرم Adelmen کرتی ہے۔ اقوام متحدہ اور اقوام عالم کے سربراہان بان کی مون' باراک اوبامہ' ہیلری کلنٹن' انجلینا جولی' میڈونا' ٹوٹو سمیت دیگر بھی ملالہ کے لیے دن رات کوشاں ہیں۔

سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کے ساتھ مضبوط تعلق اور ایک ہندوستانی کے ساتھ مشترکہ نوبل ایوارڈ حاصل کرنے والی ملالہ کی شخصیت مغربی ایجنڈے کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملالہ کو پاکستان کے اندر سب برا دکھائی دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پڑھے لکھے پاکستانیوں کو بھی ملالہ کے اندر سب سے برا دکھائی دیتا ہے۔ ملالہ کے کھاتے میں جو کچھ ڈالا جا رہا ہے' اس کو شعور اور عقل تسلیم نہیں کرتی۔ ایسا امریکہ اور مغرب محض اپنے اگلے Larger Plan کی تکمیل اور Drone Attack کے ذریعے ہونے والی اپنی سفاکیوں اور سربریت سے پردہ پوشی کرنے اور شہید ہونے والے معصوم بچوں اور شہریوں سے توجہ ہٹانے کے لیے کر رہا ہے۔ ملالہ کو پڑھ کر یہ بات سمجھ آنے لگتی ہے کہ امریکہ و یورپ جنہوں نے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں عراق' افغانستان اور پاکستان میں لاکھوں مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے جس میں ہزاروں ملالائیں شامل تھیں' وہ سوات کی اس ملالہ پر کیوں اتنے مہربان ہو گئے اور اس بچی کو کس مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ امریکہ اور مغرب نے اس طرح اپنا ایک ایسا ایجنٹ تیار کر لیا ہے جس کے ذریعے اسلام اور پاکستان کو لڑکیوں کی تعلیم و حقوق کے نام پر بدنام کر سکے اور بوقت ضرورت اسے سابق وزیراعظم معین قریشی یا شوکت عزیز کی طرح پاکستان اور اس کی بے بس عوام پر مسلط کر سکے۔ (یاد رہے کہ ملالہ وزیراعظم پاکستان بننے کی خواہش کا بھی اظہار کر چکی ہے)

ڈارلنگ آف دی ویسٹ کے طور پر پہلے تو مغرب نے سلمان رشدی' تسلیمہ نسرین اور مختاراں مائی کو آنکھ کا تارا بنایا اور اب ملالہ یوسف زئی ڈارلنگ آف دی ویسٹ ہے۔



ملالہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی اور ملعونہ تسلیمہ نسرین کے ساتھ

ملالہ اپنی کتاب میں اللہ تعالیٰ' قرآنی آیات اور رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے پر شرمندہ نہیں ہے۔ اسلام' نظریہ پاکستان' آئین پاکستان' قائداعظم' پاک آرمی اور مذہبی مدارس کے خلاف بھرپور زہر اگلتی ہے۔ ایک طرف ملالہ سانحہ واقعہ کربلا کے متعلق اہل بیت کے بارے مسلمانوں کے محبت بھرے جذبات کا تمسخر اڑاتے ہوئے انہیں جہالت اور انہیں Franzy قرار دیتے ہوئے فرقہ واریت کو فروغ دیتی ہے تو دوسری طرف پنجابی' پختون' سرائیکی' سندھی' بلوچی اور سواتی جیسے موضوعات پر صوبائیت کو ہوا دیتی ہے۔ ملالہ اپنی کتاب میں دینیات کے مضمون کو اسلامیات میں تبدیل کر دینے کو شدید تنقید کا نشانہ بناتی ہے اور پاکستان کو اسلام کا قلعہ قرار دینے پر نالاں ہے اور ازلی دشمن انڈیا کو عظیم قرار دیتی ہے۔

کتاب میں جہاں جہاں بھی نبی آخر الزماں محمد کریم ﷺ کا نام آیا ہے' کہیں بھی ساتھ درود پاک کے الفاظ نہیں لیے گئے۔ جب اس پر پاکستان میں بہت ہنگامہ ہوا تو جیو و جنگ کے حامد میر جو پاکستان میں ملالہ پروگرام کے سب سے بڑے سپورٹر ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے ملالہ کے باپ سے اس مسئلے پر خود گفتگو کی ہے۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ جہاں کہیں کتاب میں ایسی غلطیاں یا معاملہ ہے' وہ اگلے ایڈیشن میں درست کر دیا جائے گا لیکن یہ کب اور کیسے ہو سکتا ہے......؟ یہ تو ایک بات تھی جو آئی اور گزر گئی۔ آج ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا اور کتاب میں کیا تبدیلی ہوئی' اس کا کسی کو کوئی علم نہیں کیونکہ یہ سب کچھ تبدیل کرنے کے لیے نہیں بلکہ طے شدہ مقاصد کے تحت لکھا گیا تھا۔ (اب حامد میر بھی اس پر خاموش ہیں لیکن ملالہ کی تعریفوں کے پل ضرور باندھ رہے ہیں) یہی تو وجہ ہے کہ مغرب کے ساتھ اسلام کے تنازعہ کی بڑی وجہ بننے والی شخصیت سلمان رشدی کا بھی اس کتاب میں بھرپور دفاع کیا گیا ہے اور قادیانیوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ خود کو مسلمان کہتے ہیں لیکن پاکستان میں انہیں کافر قرار دے دیا گیا ہے۔

کتاب میں توہین رسالت کی مرتکب آسیہ مسیح جسے اب ہائی کورٹ نے بھی مجرم قرار دے کر سزائے موت برقرار رکھی ہے' کو مظلوم قرار دیا ہے۔ وہ حدود اللہ کے نظام پر بھی معترض ہے۔ دو عورتوں کی ایک مرد کے برابر گواہی کے قرآنی فیصلے کو بھی تنقید کا نشانہ بنا کر اسے ضیاء الحق کا فیصلہ قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ جب پاکستان کا 50 سالہ جشن آزادی پورے جوش و جذبے سے منایا جا رہا تھا تو اس کے باپ ضیاء الدین یوسف زئی نے بازو پر سیاہ پٹیاں باندھ کر سوگ منایا تھا۔ کتاب میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کو محض

☆...... آئرش موسیقار بونو نے ایوارڈ دیتے وقت ملالہ کا ہاتھ کافی دیر تک تھامے رکھا، ملالہ نے گھبرا کر باپ کو بتایا تو اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "میں تمہیں طالبان سے تو بچا سکتا ہوں مگر بونو سے نہیں"

☆...... سی آئی اے کا ایجنٹ ایڈم بی ایلک ڈاکومنٹری "Class Dismissed" کی تیاری کے لیے ملالہ کے گھر میں چھ ماہ تک مقیم رہا۔

ملالہ وہیں بولی جہاں مغرب نے پسند کیا

ملالہ نے اب تک دنیا کے بہت سے ممالک کا دورہ کرلیا ہے لیکن وہ وہی بولتی ہے جو مغرب اور امریکہ سمیت اسلام کش دنیا کو پسند ہو۔ تعلیم کا نام تو لیتی ہے لیکن غزہ میں اسرائیل نے سکول اور یونیورسٹیاں تباہ کیں اور وہاں بچے دوران تعلیم یا پناہ لیے ہوئے شہید ہوئے لیکن ملالہ اب تک خاموش ہے اس لیے تو نوبل ایوارڈ ملنے پر پاکستان کے معروف عسکری تجزیہ کار جرنیل شاہد عزیز و حمید گل بھی کہہ اٹھے کہ ملالہ امریکیوں کی ریمنڈ ڈیوس سے بھی زیادہ معتبر اور کامیاب ایجنٹ ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں ہر جگہ امریکی حملوں کی حمایت کی ہے۔ اسلام کے خلاف تو بہت لکھا لیکن امریکہ کے خلاف ایک لفظ نہیں بولی۔ جنرل حمید گل کہتے ہیں کہ پاکستان کا نظام تعلیم مغرب کا نشانہ ہے اور ملالہ اس کا ایک ہتھیار ہے۔ بھارتی شہری کے ساتھ نوبل انعام دینے کا مقصد بھی مسائل کو بھلا کر دونوں ممالک کو ایک کرنا ہے۔

ملالہ کی کتاب پر پاکستان میں پابندی اور آئی ایم ناٹ ملالہ ڈے

9 اکتوبر کو پورے پاکستان میں "آئی ایم ناٹ ملالہ ڈے" منانے کا اعلان ہوا جس کے بارے میں آل پاکستان پرائیویٹ سکولز فیڈریشن کے مرکزی صدر مرزا کاشف علی نے کہا کہ یہ دن ہر سال 9 اکتوبر کو پورے ملک کے نجی سکولوں میں منایا جائے گا اور ملالہ کی کتاب پر بھی تمام نجی سکولوں میں پابندی عائد رہے گی۔

یاد رہے کہ پاکستان میں اب تک اس کتاب کی تقریب رونمائی نہیں ہو سکی ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ ملالہ کے لیے نوبل انعام کا اعلان اس اقدام کے فوری بعد اس دن کیا گیا جب مغرب میں 10 اکتوبر تھا اور وہ اسے ملالہ پر حملے کا دن قرار دیتے ہیں۔

جناح لکھا گیا ہے، تو ان کی نو مسلم بیوی کو پارسی قرار دیا گیا۔ لکھا گیا ہے کہ بھارت و پاکستان دو بھائیوں کی طرح ہیں۔ بانی پاکستان اور افواج پاکستان پر اس کتاب میں خوب خوب کیچڑ اچھالا گیا ہے۔

ملالہ اپنی کتاب میں سوات میں ہونے والے آرمی آپریشن کے نتیجے میں بحال ہونے والے امن پر اپنے باپ کے جذبات بیان کرتے ہوئے کہتی ہے کہ ضیاء الدین سوات کو مکمل طور پر آرمی کے کنٹرول میں دیکھنے پر رونے لگا۔ ضیاء الدین مدارس پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مدارس ہماری تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔ اس سے تو بہتر تھا کہ نوجوان جاہل ہی رہتے۔ بتایا گیا ہے کہ CIA ایجنٹ نیویارک ٹائمز کے امریکی صحافی ایڈم بی ایلک ڈاکومنٹری "Class Dismissed" کی تیاری کے بھیس میں 6 ماہ تک ملالہ کے خاندان کے ساتھ ان کے گھر سوات میں رہا۔ اس طرح ضیاء الدین نے مغربی ایجنٹ ہونے کے ثبوت کو اور مضبوط کر دیا۔

ملالہ اپنے باپ ضیاء الدین کو فالکن کا خطاب دیتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ضیاء الدین نے پاکستان ہائی کمیشن کا سرکاری ملازم ہوتے ہوئے حکومت پاکستان کے موقف کے برخلاف اور مغربی ایجنڈے کی تکمیل کرتے ہوئے غدار شکیل آفریدی کی رہائی اور امریکہ حوالگی کا مطالبہ کیا اور عافیہ صدیقی کو دہشت گرد قرار دیا۔

اپنے باپ ضیاء الدین کے ذاتی کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے ملالہ لکھتی ہے کہ ضیاء الدین کے اوپر بجلی کے میٹر ٹمپر کر کے بجلی چوری کا کیس بنا جس کو ختم کرانے کے لیے اس کے باپ نے سیاسی اثر و رسوخ استعمال کیا۔ ملالہ کتاب میں اپنے آپ کو منفرد قرار دیتے ہوئے اپنی اور اپنے والدین کی لوسٹوری فخر سے بیان کرتی ہے۔

ضیاء الدین کے ذاتی کردار پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے ملالہ ضیاء الدین کی مقامی خواتین کے ساتھ فلرٹنگ، چھیڑ چھاڑ اور مقامی خواتین کی طرف سے ضیاء الدین کے خلاف چھیڑ چھاڑ کی شکایات فخریہ انداز میں بیان کرتی ہے۔

گزشتہ ماہ جب ملالہ کو ایمنسٹی انٹرنیشنل نے "ضمیر کے سفیر" کا ایوارڈ آئرلینڈ کے مشہور گلوکار و موسیقار بونو کے ہاتھوں دلوایا تو ایوارڈ دیتے وقت بونو نے ملالہ سے گرمجوشی سے مصافحہ کیا اور کافی دیر اس کا ہاتھ تھامے رکھا۔ بونو کے اس طرز عمل پر ملالہ گھبرا گئی اور جب اس نے اس کا ذکر شکایتی انداز میں اپنے والد ضیاء یوسف زئی سے کیا تو اس کے والد نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "ملالہ میں تمہیں طالبان سے تو بچا سکتا ہوں مگر بونو سے نہیں۔" واقعی بونو تو کجا ملالہ کو اس کا باپ کسی سے نہ بچا سکا۔

سلمان رشدی سے اس خاندان کی محبت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جب



پاکستان اور اسلام دشمن مغربی صحافی کرسٹینا لیمب کے ساتھ مل کر لکھی گئی ملالہ کی متنازعہ کتاب

☆......ملالہ کا باپ ضیاء الدین پاکستان ہائی کمیشن کا سرکاری ملازم ہوتے ہوئے بھی پاکستان کے سرکاری موقف کے خلاف مغربی غدار شکیل آفریدی کی امریکہ حوالگی چاہتا ہے اور عافیہ صدیقی کو دہشت گرد کہتا ہے

☆......ملالہ اگر سلمان رشدی کو گستاخ رسول سمجھتی تو اس سے ایوارڈ ہرگز وصول نہ کرتی

ملالہ کی یہ کتاب منظر عام پر آئی تو چند ہی روز بعد وہ فرانسیسی شہر سٹراس برگ پہنچی جہاں ایک خصوصی تقریب میں اسے سلمان رشدی نے "اعزاز سے نوازا" یہاں سلمان رشدی کے ساتھ ملعونہ زمانہ گستاخ تسلیمہ نسرین بھی موجود تھی جن کے ساتھ اس کی تصاویر آج بھی دنیا بھر میں شہرت حاصل کیے ہوئے ہیں۔

اسلام و پاکستان کے دشمنوں کے ہاتھوں اس طرح استعمال ہونے کے بعد جب ملالہ اور اس کے خاندان پر اہل پاکستان نے لعنت وملامت کے ڈونگرے برسائے اور مغرب کے پاس ہر طرح کے ایوارڈ' اعزازات اور ملکوں کی اعزازی شہریت دینے کے بعد کوئی حربہ نہ بچا تو انہوں نے 10 اکتوبر 2014ء کو اس کے لیے اپنے سب سے بڑے ایوارڈ نوبل انعام کا اعلان کر دیا۔ جس کی پاکستان میں عوامی پذیرائی تو بالکل نہ ہوئی البتہ اہم حکومتی وغیر حکومتی اور میڈیا پر بیٹھے لوگوں نے ایک بار پھر تعریفوں کے خوب پل باندھ کر بے تحاشہ زور لگایا کہ کسی طرح ملالہ کو "قوم کی عظیم ترین بیٹی اور عظیم ترین ہیرو" بنا دیا جائے لیکن ایسا نہ ہوسکا اور پاکستانی قوم نے ملالہ اور اس کے خاندان پر صرف لعنت ملامت کی جس پر حالت یہاں تک پہنچی کہ عالمی نشریاتی اداروں اے ایف پی' رائٹرز اور بی بی سی وغیرہ نے بھی لکھا کہ ملالہ پاکستان میں اچھوت بن گئی ہے اور سبھی عام لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں۔

معروف برطانوی اخبار انڈی پینڈینٹ نے لکھا کہ دنیا میں ملالہ کو نوبل انعام ملنے پر جشن منایا جا رہا ہے لیکن پاکستان میں اسے نظر انداز کیا گیا ہے یا پھر سخت تنقید کی جا رہی ہے۔ قوم کی نفرت اور لاتعلقی دیکھ کر مغرب کو خوش کرنے کے لیے حکومت نے تھک ہار کر مبارک باد کی قراردادیں منظور کیں اور اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات شائع ہوئے۔

10 اکتوبر کو جب اسے امن کا نوبل انعام دیا گیا تو امریکی صدر نے فوری کہا کہ "میں ملالہ کی جرأت و بہادری پر حیران ہوں۔" ساتھ ہی کہا کہ یہ انعام جو ایک بھارتی شخصیت کیلاش ستیارتھی کے ہمراہ دیا گیا ہے' یہ دونوں ملکوں کے مابین تعلقات بہتر کرنے میں ممد ومعاون ہوگا۔ یعنی یہی طے کیا گیا تھا کہ یہ انعام دراصل پاکستان کو اس کے بھارت کے ساتھ بنیادی مسائل بھلا کر دوستی لگانے اور بڑھانے کی غرض سے دیا جا رہا ہے۔

امن کے نوبل انعام کی حقیقت جاننی ہو تو اس سے بڑھ کر اس کے بارے میں کیا کہا جائے کہ یہ انعام تو 2009ء میں ہی آج کے دور میں مسلمانوں کے ایک بڑے قاتل امریکی صدر بارک اوبامہ کو بھی دیا جا چکا ہے جو ملالہ کے آئیڈیل لوگوں میں شامل ہیں۔ یہ انعام تو فلسطینی مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھانے والے شمعون پیریز کو بھی دیا جا چکا ہے۔ اب اہل پاکستان پوچھتے ہیں کہ بتاؤ ملالہ نے ایسا کیا کیا ہے کہ اسے امن کا نوبل انعام دے رہے ہو تو ان کا جواب یہی سمجھ میں آتا ہے کہ "بس ہم نے دیا ہے تو تم مانو' ہم نے صحیح دیا ہے اور تم مانو' ملالہ جو کہتی ہے اور جو ہم کہتے ہیں' وہ سب صحیح ہے۔"

اہل مغرب نے مسلمانوں کو کب نوبل انعام دیئے:

نوبل انعام دنیا کی قتل وغارت گری میں آج تک سب سے زیادہ استعمال ہونے والے بارود یا ڈائنا میٹ کے موجد سائنسدان الفرڈ برنارڈ نوبل کے نام پر دیا جاتا ہے جو 21 اکتوبر 1833ء کو سویڈن میں پیدا ہوا تھا اور 10 دسمبر 1896ء کو اٹلی میں فوت ہو گیا تھا۔ نوبل انعام کے تمغے پر اس کا چہرہ کندہ ہے۔ یہ انعام اب تک 10 مسلمانوں کو ملا ہے البتہ عالمی میڈیا چونکہ قادیانیوں کو مسلمان قرار دیتا ہے' اس لیے وہ اسے 11 شمار کرتا ہے۔

پاکستان کے اب تک 2 لوگوں کو یہ انعام ملا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو 1979ء میں 2 دیگر سائنسدانوں کے ہمراہ یہ انعام ملا تھا جب وہ 1974ء میں پاکستان میں قادیانیوں کو کافر دیئے جانے کے بعد یہاں سے ہمیشہ کے لیے ملک چھوڑ کر اٹلی جا بسا تھا۔ البتہ اس نے پاکستان کے لوگوں کو ستانے کے لیے یہ وصیت ضرور کر دی تھی کہ مرنے کے بعد اسے پاکستان میں دفنایا جائے۔ اس کے علاوہ اب دوسری شخصیت ملالہ قرار پائی ہے جس کے کارنامے سب کے سامنے آشکار ہو چکے ہیں۔

دیگر مسلمانوں میں جنہیں یہ انعام دیا گیا ہے' ان کے حوالے سے کچھ تفصیلات دلدوز و پریشان کن ہی ہیں کیونکہ ان سب نے مسلمانوں کے دائرے میں رہ کر اسلام اور مسلمانوں کو سب سے بڑھ کر نقصان پہنچایا ہے اور اپنی "خدمات" کی بناء پر ہی انہیں ایسے انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

سب سے پہلا نوبل امن انعام مصر کے صدر آنجہانی انوار السادات کو ملا۔ یہ انعام انہیں اسرائیل کو تسلیم کرنے' فلسطین کے کاز سے دستبردار ہونے اور اسرائیل سے سٹریٹجک اتحاد پر ملا۔ اس دوران انہوں نے مصر کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے خلاف کارروائی کر کے بھی مغرب کی نظروں میں اپنا مقام بنایا۔ اس انعام میں وہ بھی اسرائیل کے وزیراعظم مناہم بیگن کے ہم شریک تھے۔ دوسرا انعام فلسطین کی تنظیم آزادی کے رہنما آنجہانی یاسر عرفات کو اس وقت ملا جب وہ اپنے قدیمی مؤقف سے دستبردار ہو کر اسرائیل کے ماتحت رہتے ہوئے فلسطینیوں کو یہودیوں کی باج گزار قوم بنانے پر تیار ہو گئے۔ تیسرا انعام ایران کی شیریں عبادی کو ملا۔ یہ خاتون انسانی حقوق کی سرگرم کارکن اور ہم جنس پرستی کی پرجوش حامی یعنی روشن خیال تھیں۔ چوتھا انعام مصر کے محمد البرادی کو ان کی "پرامن" ایٹمی خدمات پر ملا۔ ان کا اصل کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے عراق کے تباہ کن ہتھیاروں کی وہی مخبری کی تھی جو امریکہ چاہتا تھا۔ انہوں نے مصر کو امریکی کالونی بنانے کے لئے بھی خدمات انجام دیں۔ پانچواں انعام بنگلہ دیش کے گرامین بینک کے محمد یونس کو دیا گیا۔ موصوف بنگلہ دیش میں جمہوریت کے خلاف عالمی سکرپٹ رائٹرز کے منصوبے کے بنیادی مہرے تھے۔ انہوں نے بنگلہ دیش میں بھارت نواز عناصر کی پرشور واپسی کیلئے بھی اہم کردار ادا کیا اور ملک میں کروڑوں لوگوں کو سود میں جکڑ دیا۔ چھٹا انعام یمنی خاتون توکیل کرمان کو ملا۔ انسانی حقوق کی اس پرجوش کارکن نے یمن میں عدم استحکام پیدا کرنے کے لئے ان تھک محنت کی جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے کہ وہاں خانہ

جنگی ہے اور ایرانی حمایت یافتہ حوثی قبائل دارالحکومت سمیت ملک کے بیشتر حصے پر قابض ہو چکے ہیں اور ہر طرف لاقانونیت، قتل و غارت گری اور لوٹ مار ہے تو ساری دنیا اس پر خاموش ہے کیونکہ ان کا ایک اہم مشن مکمل ہوا ہے۔ ساتواں انعام (ادب) مصر کے نجیب محفوظ کو ملا۔ وہ بہت بڑے ادیب تھے اور اسرائیل کے پر جوش عاشق اور اس کے حق میں لکھنے والے۔ انہیں مصر کے اندر یہود دشمن عناصر کی ناراضگی کا سامنا رہا۔ آٹھواں انعام (ادب) مصر کے ایک اور بڑے ادیب اور رجحان ساز ڈرامہ نگار توفیق الحکیم کو ملا۔ توفیق الحکیم مشہور مائسو گائنسٹک Misogynistic شخص تھے۔ عربی میں اس کا ترجمہ عدو المراۃ یعنی عورت دشمن کیا جاتا ہے۔ آپ عورتوں سے امتیاز برتنے، ان پر ہر طرح کے تشدد کو روا رکھنے اور استحصال کے بعد انہیں اٹھا پھینکنے کے پر جوش حامی اور وکیل تھے، البتہ بعد ازاں انہوں نے اس نظریے سے اعلانیہ تو نہیں عملاً رجوع فرما لیا۔ اس طرح کہ ایک خاتون سے شادی کر لی۔ مصر میں ڈرامے کی تجدید اور احیا کے لئے ان کی ''خدمات'' بہت تاریخی ہیں۔ آپ نے الف لیلیٰ کے ایک باب شہرزاد پر ڈرامہ لکھا جو اصل سے بڑھ کر بے حجاب تھا۔ نویں نمبر پر واحد ایک مصری ہیں یعنی احمد زویل جنہیں بظاہر صرف کیمسٹری میں خدمات پر انعام ملا لیکن مصری دانشوروں کی جو مجموعی سیکولر حالت ہے اس کے پیش نظر ڈاکٹر عبدالسلام کی طرح ان کا بھی کوئی نہ کوئی ایسا پس منظر ہو سکتا ہے۔ نام نہاد مسلمانوں کو ملنے والے 10 نوبل انعامات میں سے یہ ایک استثنیٰ ہو سکتا ہے تاکہ مسلمانوں کے دل میں نوبل انعام کا کچھ نہ کچھ اعتبار قائم رہے۔

''مسلمانوں'' کو ملنے والے نوبل انعامات سے خوب واضح ہوتا ہے کہ یہ انعام کیسے اور کسے ملے؟ اور حیران کن بات کہ دنیا میں اب تک سب سے زیادہ نوبل انعام یہودیوں کو ملے ہیں۔ یعنی یہ ہے اس انعام کی حیثیت جس پر ہمیں تاریخ انسانی کا سب سے بڑا فخر کرنے کو کہا جا رہا ہے۔

بقیہ تبصرۂ کتب

چیدہ مقام سے پڑھ کر فاضل مرحوم مصنف کی تحیر خیز علمی وسعت اور ژرف نگاہی کا اندازہ ہوا۔ بلاشبہ علامہ زبیر علی زئی ؒ علم تخریج پر دنیا بھر میں صف اول کے عالم تھے۔ انہوں نے بہت سارے مصنفین کے علمی تسامحات کو واضح کیا اور ان کی پیش کردہ روایات کا سقم و ضعف کھل کر بیان کر دیا۔

زیر تبصرہ کتاب کے کچھ موضوعات ملاحظہ ہوں، توحید و سنت، تذکرہ رحمۃ للعالمین، طہارت و نماز جس میں انہوں نے متعدد علمائے احناف کے شبہات کا جواب دیا ہے۔ تذکرہ علمائے حدیث، تذکرۃ الراوی، اصول حدیث و تحقیق روایات، باطل مذاہب و مسالک اور ان کا رد جس میں انہوں نے کچھ مصنفین کی بیان کردہ موضوع و ضعیف روایات کو واضح کیا ہے اور بعض صحیح روایات کی تکذیب کی جسارت پر ان کی گرفت کی ہے۔ بلاشبہ زبیر علی زئی ؒ کے مقالات علم کا اچھا خاصا ذخیرہ ہیں جو ہر عام و خاص طالب علم و علماء کے لئے نہایت مفید ہے۔ جو شخص بھی علم حدیث میں درک پانے کا ذوق رکھتا ہے، اس کیلئے تو یہ بیش بہا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ کتاب کے آخر میں مقالات کی فہرست (جلد 1 تا 6) کے تمام عناوین حروف تہجی کے اعتبار سے دیئے گئے ہیں جو خاصے کی چیز ہے۔ 616 صفحات، سفید بڑھیا کاغذ، انتہائی مفید علمی دستاویز (قیمت نہیں لکھی) مکتبہ اسلامیہ بالمقابل رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون 042-37232369 اور بیسمنٹ سمٹ بنک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد فون 041-2631204 سے دستیاب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے کریمانہ آداب زندگی

کتب احادیث میں باب الآداب باب البر والصلۃ والآداب بھی شامل ہوتا ہے جس میں معاشرتی زندگی کے آداب و معاملات، شخصی عادات کی اصلاح و تحسین، لوگوں کے حقوق جانوروں کے حقوق وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب 5 ویں صدی کے نامور محدث امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی ؒ کی مرتبہ ہے۔ جس میں انہوں نے امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین کی کتب سے بھی اپنی اس تصنیف میں احادیث جمع کی ہیں۔ اس کتاب میں 1095 احادیث ہیں۔ بلاشبہ امام بیہقی ؒ کی کتاب الآداب کا یہ مجموعہ اسلامی اخلاقیات اور شریعت محمدیہ ؐ کے مکارم اخلاق کا وہ شاندار مجموعہ ہے جو انسانیت کی روح اور اہل ایمان کی زندگی کا دستور العمل ہے۔

ہمارے دین نے آداب کے کسی شعبہ کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا حتی کہ قضائے حاجت کے بھی آداب بتائے ہیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ بے مثل معلم و مربی تھے اور خود آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے ایک صحابی نے سیدہ عائشہ ؓ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا ''کان خلقه القرآن'' (مسند احمد، صحیح الجامع) پورا قرآن آپ ﷺ کی سیرت و اخلاق ہی تو ہے۔ یعنی آپ ﷺ کی پوری زندگی قرآن کا عملی نمونہ تھی اور آپ کا ہر عمل امت و انسانیت کے لئے اخلاق و کردار کا آئینہ دار ہے اور جس چیز سے آپ ؐ نے منع فرمایا، وہ مکارم اخلاق سے عنقا ہو گئی۔ آپ ؐ کے اخلاق و آداب کا حسین آئینہ آپ اس کتاب میں ملاحظہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ بہتر ہوتا کہ کتاب کی فہرست عنوانات کی تبویب کی جاتی، بہر حال کتاب حسن صوری و معنوی سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ ترجمہ زبیر سلفی، تخریج عبدالرحیم ملتستانی اور تحقیق علامہ البانیؒ کی دی گئی ہے۔ 567 صفحات، خوبصورت سفید بڑھیا کاغذ، مضبوط جلد، مستند مواد اور 1095 احادیث پر مشتمل خوبصورت علمی دستاویز دار الکتب السلفیہ اقرا سنٹر اردو بازار لاہور سے دستیاب ہے۔

فون نمبر 03334334804

دعائے صحت

☆...... جماعۃ الدعوۃ کے مخلص ساتھی حمید گجر کے بھائی ڈاکٹر عبدالستار آف طارق آباد سرگودھا کا گزشتہ دنوں بائی پاس آپریشن ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور تمام مسلمانوں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللھم اشفنا واشف مرضانا و مرضی المسلمین

آپ کے سوال

قرآن وسنت کی روشنی میں

مسائل واحکام

مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

وٹہ سٹہ شادی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال: کیا وٹہ سٹہ کی شادی شرعی طور پر جائز ہے۔ ہمارے ماحول اور معاشرے میں اس قسم کے کئی ایک نکاح منعقد کیے جاتے ہیں کتاب وسنت میں اس کے بارے کیا احکامات ہیں۔ (صغیر احمد۔ نارووال)

ج: وٹہ سٹہ کی شادی کو عربی میں شغار کہا جاتا ہے اور نکاح شغار کا مفہوم امام ابن حزم یوں بیان کرتے ہیں

وهو أن يتزوج هذا ولية هذا على ان يزوجه الآخر وليته ايضا سواء ذكرا فى كل ذلك صداقا لكل واحدة منهما أولأحدهما دون الاخرى او لم يذكرا فى شئى من ذلك صداقا كل ذلك سواء (المحلی لابن حزم 9/513، 514 ط۔ دار الفکر بیروت)

وٹہ سٹہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی زیر ولایت لڑکی سے اس شرط پر شادی کرے کہ دوسرا آدمی بھی اپنی زیر ولایت لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کر دے۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ انہوں نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے مہر ذکر کیا یا ایک کے لیے ذکر کیا' دوسری کے لیے ذکر نہیں کیا یا دونوں کے لیے ہی مہر ذکر نہیں کیا۔ یہ تمام صورتیں برابر ہیں۔

شغار کی ایک تعریف عبداللہ بن عمر رضی اللہ کی روایت میں آئی ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی اس شرط پر دوسرے کو بیاہ کر دے کہ وہ بھی اپنی بیٹی اسے بیاہ دے اور ان دونوں کا مہر نہ ہو۔ یہ نافع رحمہ اللہ کا قول ہے۔ جیسا کہ صحیح البخاری کتاب الحیل باب الحیلۃ فی النکاح رقم (6960) میں ہے عبید اللہ العمری کہتے ہیں "قلت لنافع ما الشغار؟ قال ينكح ابنة الرجل وينكحه ابنته بغير صداق و ينكح اخت الرجل وينكحه اخته بغير صداق

میں نے نافع سے کہا' شغار کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا' کوئی شخص کس شخص کی بیٹی سے نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ وہ بھی اسے اپنی بیٹی نکاح کر کے دے اور ان کے درمیان مہر نہ ہو اور آدمی کسی کی بہن سے اس طرح نکاح کرے کہ وہ بھی اسے اپنی بہن نکاح کر کے دے اور ان کے درمیان مہر نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ یہ نافع کی تشریح ہے۔ اس میں مہر کی قید اتفاقی ہے۔ شغار میں اصل صرف نکاح کا مشروط کرنا ہے کہ ہم رشتہ اس شرط پر دیں گے کہ دوسرا بھی ہمیں رشتہ دے اور یہ شرط کتاب وسنت کے خلاف ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِى كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِى كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ۔ (صحیح البخاری کتاب البیوع باب اذا اشترط فی البیع شروطا لاتحل (2168) صحیح مسلم کتاب العتق (1504) مسند احمد 515،516 رقم (25786)

ایسے لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں عائد

کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں۔ ایسی شرط جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے اگرچہ وہ سو 100 شرطیں ہی کیوں نہ ہوں۔ لہذا مشروط کرکے جو رشتہ لیا دیا جاتا ہے وہ باطل ہے۔ عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج سے روایت ہے کہ

أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ أَنْكَحَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَكَمِ ابْنَتَهُ وَأَنْكَحَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنَتَهُ وَكَانَا جَعَلَا صَدَاقًا فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى مَرْوَانَ يَأْمُرُهُ بِالتَّفْرِيقِ بَيْنَهُمَا وَقَالَ فِي كِتَابِهِ هَذَا الشِّغَارُ الَّذِي نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(سنن ابی داؤد باب فی الشغار (2075) مسند احمد 70/28 (16856) مسند ابی یعلیٰ (7370) 359,358/13 صحیح ابن حبان 4153) السنن الکبری للبیہقی 200/7، المعجم الکبیر للطبرانی 346/19(803) مختصراً

عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمن بن الحکم کو اپنی بیٹی اور عبدالرحمن بن الحکم نے عباس کو اپنی بیٹی نکاح میں دے دی اور دونوں نے مہر بھی مقرر کیا۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (امیر مدینہ) مروان کو خط لکھ کر حکم دیا کہ دونوں نکاحوں میں جدائی کردی جائے اور اپنے خط میں لکھا کہ یہی وہ شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے۔ امام ابن حزم فرماتے ہیں

فهذا معاوية بحضرة الصحابة لايعرف له منهم مخالف لفسخ هذا النكاح وان ذكرا فيه الصداق ويقول انه الذى نهى عنه رسول الله ﷺ فارتفع الاشكال جملة والحمد لله رب العالمين (المحلى 516/9)

معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اس کو فسخ کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی ان کا مخالف نہیں ہے اگرچہ اس میں دونوں نے مہر کا ذکر بھی کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں' یہ وہ نکاح ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے روکا ہے۔ اس سے تمام اشکال رفع ہوجاتے ہیں اور تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ مہر کی قید ایک اتفاقی صورت ہے یہ قید لگائی جائے یا نہ لگائی جائے' اصل مسئلہ پر اثر انداز نہیں ہے۔ اصل چیز اس میں مشروط نکاح ہے اور یہ ایسی شرط ہے جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے اور یہ باطل ہے۔

نکاح شغار کی مخالفت پر کئی ایک اور احادیث صحیحہ بھی دلالت کرتی ہیں۔ عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

لا شغارَ في الْإِسْلام

اسلام میں نکاح شغار (وٹہ سٹہ) نہیں ہے (صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم النکاح الشغار وبطلانہ 1415) مسند احمد 469/9(5654)

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں بھی مروی ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ

کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع کیا ہے۔

(ابوداؤد باب فی الشغار 2074) صحیح مسلم (1415) الموطا بروایۃ الثمانیہ (1223) 205/3 کتاب الام للشافعی 76/5 صحیح البخاری 5112) ابن ماجہ 1883)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّغَارِ

زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ وَالشِّغَارُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ وَأُزَوِّجُكَ ابْنَتِي أَوْ زَوِّجْنِي أُخْتَكَ وَأُزَوِّجُكَ أُخْتِي

(صحیح مسلم كتاب النكاح 1416/61 ' مسند احمد 236/13 (7843) سنن ابن ماجه (1884) المصنف لابن ابی شیبہ 380/4) السنن الکبری للبیہقی 200/7 سنن النسائی 112/6)

رسول اللہ ﷺ نے وٹہ سٹہ کے نکاح سے منع کیا ہے۔ ابن نمیر راوی حدیث نے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں کہ شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے' تم مجھے اپنی بیٹی بیاہ دو اور میں تمہیں اپنی بیٹی بیاہ دیتا ہوں اور تم مجھے اپنی بہن نکاح کرکے دو اور میں تمہیں اپنی بہن نکاح کردیتا ہوں۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّغَارِ

(صحیح مسلم کتاب النکاح 1417/62 مسند احمد 337/22 (14443) المصنف لعبد الرزاق (14450) المصنف لابن ابی شیبہ 181/4 السنن الکبری للبیہقی 200/7)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"لا شغارَ في الْإِسْلام"

اسلام میں شغار نہیں ہے

(مسند احمد 96/20 (12658) 117/20(12686)، (13032) المصنف لعبدالرزاق (10437'10434) سنن النسائی 111/6 المنتخب لعبد بن حمید (1256) سنن ابن ماجہ (1885) المعجم الاوسط للطبرانی (3023) الاحادیث المختارہ (1964)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لاشغار فی الاسلام"

اسلام میں وٹہ سٹہ کی شادی نہیں ہے۔

(مسند احمد 177/33)(19962) سنن النسائی 228/6 المعجم الکبیر للطبرانی 172/18 رقم (390) مسند ابی داؤد الطیالسی (838)

عصر حاضر کے عظیم محدث و فقیہ حافظ ثناء اللہ المدنی حفظہ اللہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا (نکاح وٹہ سٹہ ناجائز ہے چاہے درمیان میں مہر مقرر ہو یا نہ ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ نے تقرر مہر کے باوجود تفریق کرادی تھی۔ ملاحظہ ہو سنن ابی داؤد" (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ 851/1)

ان احادیث صحیحہ صریحہ سے معلوم ہوا کہ اسلام میں وٹہ سٹہ کی شادی بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جو لوگ خاندانوں میں اس قسم کے نکاح منعقد کرتے ہیں انہیں کتاب وسنت کے مذکورہ دلائل مدنظر رکھنے چاہئیں۔

اسی طرح ہمارے شیخ محترم فقیہ و محدث حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی نکاح شغار کے بارے پوچھا گیا جبکہ دونوں طرف سے چودہ چودہ گائیں مہر میں مقرر کی گئیں جبکہ ایک بکری اس سے زائد مقرر ہوئی تو انہوں نے جواب میں بتایا کہ اس کے بارے اہل علم کے اقوال مختلف ہیں۔ راجح قول یہ ہے کہ وہ ناجائز ہے

پس دونوں نکاح فسخ ہیں بلکہ وہ بنیادی طور پر منعقد ہی نہیں ہوئے کیونکہ نبی ﷺ نے شغار سے منع کیا ہے اور فرمایا کہ شغار نہیں ہے اور نہی فساد کا تقاضا کرتی ہے اور خبر عدم وقوع کا تقاضا کرتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ احکام ومسائل 309/1

کیا اوجھڑی حلال ہے

س: کیا اوجھڑی حلال ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حلال جانور میں سات اور بعض نے بائیس اشیاء کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ کتاب وسنت کی رو سے وضاحت کریں: (مبارک خان۔ باجوڑ)

ج: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنن واحادیث میں حلال وحرام کے قواعد وضوابط تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیے ہیں۔ جب کسی حلال جانور کو بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جاتا ہے یا اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے تو جو خون اس کی رگوں کے کٹنے کے باعث بہہ جاتا ہے وہ حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(البقرہ173)

اس نے تو تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز حرام کی ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ پھر جو مجبور کر دیا جائے اس حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (الانعام145)

کہہ دو میں اس وحی میں جو میری طرف کی گئی ہے کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا جسے وہ کھائے سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کہ بے شک وہ گندگی ہے یا نافرمانی (کا باعث) ہو جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔ پھر جو مجبور کر دیا جائے اس حال میں کہ وہ نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو بے شک تیرا رب بے حد بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

اس آیت کریمہ نے اس بات کی وضاحت کر دی کہ جانور کے جسم سے بہہ کر نکل جانے والا خون حرام ہے۔ پہلی آیت میں صرف خون کا ذکر تھا اور اس میں بہائے ہوئے خون کا تذکرہ کر کے وضاحت کر دی کہ دم سے مراد دم مسفوح ہے۔

حلال وحرام کا تعلق اللہ کی شریعت سے ہے۔ اس میں لوگوں کی طبع کو کوئی دخل نہیں ہے ہمیں حلال اشیاء میں سے کھانے کا حکم ہے۔ اس لئے جس حلال چیز پر انسان کی طبیعت آمادہ ہے اسے کھا لے یہ نہیں کہ اگر طبع نہیں مانتی تو وہ حرام گردانا جائے۔ جو لوگ اوجھڑی کو حرام سمجھ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس میں جانور کا گوبر وغیرہ جمع ہوتا ہے اس لئے مکروہ تحریمی ہے۔ ان کی یہ بات خلاف شرع ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی بریلوی نے نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری 716/1 پر لکھا ہے۔

امام طحاوی نے کہا ہمیں ابن خزیمہ نے محمد بن المنکدر سے روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کی کسی زوجہ کے پاس گیا جن کا انہوں نے نام لیا تھا اور میں بھول گیا (وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں) وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ میرے پاس آئے اور میرے پاس بکری کا پیٹ لٹکا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم اس پیٹ سے میرے لئے فلاں فلاں چیز پکا دو وہ کہتی ہیں ہم نے آپؐ کے لئے وہ چیزیں پکا دیں۔ آپؐ نے ان کو کھایا اور وضو نہیں کیا۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس حدیث میں پیٹ سے مراد انتڑیاں ہیں۔ ان احادیث میں بکری کے معدہ اور انتڑیاں کھانے کا ثبوت ہے اور یہی اوجھڑی کے کھانے کا ثبوت ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی نے جس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ اسے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار 84/1 رقم 372 ط دار الکتب العلمیہ میں بیان کیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو الحاوی فی بیان آثار الطحاوی 178/1 اور علامہ بدر الدین عینی حنفی فرماتے ہیں (اسنادہ صحیح" اس کی سند صحیح ہے۔

نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار 26/2 ط دار النوادر اور 388/1 ط قدیمی کتب خانہ کراچی۔ اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ حلال جانور کی انتڑیاں، معدہ، اوجھڑی وغیرہ حلال ہے۔ اور بعض لوگ حلال جانور کی بعض اشیاء کو جو حرام قرار دیتے ہیں وہ اس کی درج ذیل دلیلیں دیتے ہیں۔

1۔ محمد بن حسن شیبانی نے عبد الرحمٰن بن عمر الاوزاعی سے وہ واصل بن ابی جمیلہ سے اور وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا

كره رسول الله من الشاة سبعا المرارة والمثانة والغدة والحياء والذكر والانثيين والدم وكان رسول الله يحب الشاة مقدمها۔

رسول اللہ ﷺ نے بکری سے سات چیزوں کو مکروہ قرار دیا ہے۔

ایک پتہ دوسری مثانہ تیسری غدہ چوتھی حیا پانچویں ذکر چھٹی خصیے اور ساتویں چیز خون اور نبی ﷺ بکری کے اگلے حصے کو پسند کرتے تھے۔

کتاب الآثار۔ الذبائح والصید باب ما یکرہ من الشاۃ والدم وغیرہ (821) 777/2 تحقیق ا۔ د احمد عیسی المعصراوی ۔ط۔ دار السلام قاہرہ۔ وہ نسخہ (808) 684/2 تحقیق خالد العواد۔ ط۔ دار النوادر۔ جامع المسانید 310/2 عبد الرزاق (8771) مراسیل لابی داؤد (465) السنن الکبریٰ للبیہقی 7/10)

یہ روایت ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔

1۔ یہ مرسل روایت ہے اور مرسل محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔ امام مسلم اپنی صحیح کے مقدمہ میں فرماتے ہیں "والمرسل من الروايات فى اصل قولنا وقول اهل العلم بالاخبار ليس بحجة۔ (صحیح مسلم ص20۔ ط۔ دار السلام)

ہمارے اور روایات کا علم رکھنے والوں کے اصل قول میں مرسل روایات حجت نہیں ہیں۔

7۔ واصل بن ابی جمیل کے بارے ابن حجر لکھتے ہیں۔ "مقبول" تقریب (7381) یعنی اگر اس کی متابعت مل جائے تو مقبول ورنہ لین الحدیث ہے۔ امام دار قطنی فرماتے ہیں۔ ضعیف ہے۔ (سنن الدار قطنی 76/3)

امام ذہبی لکھتے ہیں قال يحيى بن معين لاشئی "امام یحیٰی بن معین نے کہا یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (المغنی فی الضعفاء (6821) دیوان الضعفاء 4520) میزان الاعتدال 328/4 نیز دیکھیں الجرح والتعدیل 30/9 رقم 135)

لہٰذا یہ روایت مرسل ضعیف ہے۔

امام ابن عدی نے الکامل 5/1672 اور ان کے طریق سے امام بیہقی نے 7/10 میں عمر بن موسیٰ بن وجیہ عن واصل عن مجاہد عن ابن عباس عن النبی ﷺ موصولاً روایت کیا ہے

اس کے بارے امام ابن القطان نے اپنی کتاب بیان الوھم والایہام 3/242-243 میں امام الاشبیلی کا قول "عمر بن موسیٰ متروک" نقل کرنے کے بعد لکھا ہے

وھو کما قال یعنی جس طرح اشبیلی نے کہا ہے کہ عمر بن موسیٰ متروک ہے' بات اسی طرح ہی ہے۔

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں۔ عمر بن موسیٰ بن وجیہ وھو وضاع۔ کہ عمر بن موسیٰ احادیث وضع کرتا ہے۔

(مجمع الزوائد 5/135 وفی نسخہ 5/237 تحت رقم 85 باب طی الثیاب)

امام بخاری فرماتے ہیں' منکر الحدیث۔ یحییٰ بن معین نے کہا: لیس بثقة ابن عدی نے کہا "ھو ممن یضع الحدیث متناً واسناداً وہ احادیث کی سندیں اور متن وضع کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

(لسان المیزان 5/241 رقم (6202) ط۔ داراحیاء التراث العربی)

معلوم ہوا کہ یہ موصولاً بھی ثابت نہیں ہے۔ عمر بن موسیٰ وضاع ومتروک ہے اور واصل ضعیف راوی ہے۔

اسی طرح اس کا ایک شاہد المعجم الاوسط للطبرانی 10/217 وفی نسخہ 6/481 وفی نسخہ 9/181 (9480) میں یحیی الحمانی عن عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن عبداللہ بن عمر سے مرفوعاً مروی ہے۔ لیکن اس کی سند میں یحییٰ الحمانی ضعیف ہے جیسا کہ علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد 5/44 میں لکھا ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے باپ سے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے جیسا کہ امام حاکم نے "المدخل" میں کہا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے علامہ البانی کا سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ (4292) 9/284-285 ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا کسی بھی صحیح حدیث سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہے۔ اوجھڑی بلا شک وشبہ حلال ہے اور حلال جانور کو جب ذبح شرعی طریقے سے کیا جاتا ہے تو اس کا جو خون بہہ کر نکل جاتا ہے' وہ حرام ہے' اس کے بعد جانور کا تذکیہ ہو جاتا ہے۔ باقی انسان کی مرضی ہے اس میں جو چاہے کھالے اور اگر دل نہیں مانتا تو نہ کھائے لیکن بلا دلیل کسی چیز کی حرمت کا فتویٰ صادر نہ کرے۔ حلت وحرمت ادلہ صحیحہ سے ہی ثابت ہوتی ہے۔

موت کی جگہ پر شمعیں روشن کرنا

س: آج کل بعض جماعتیں اپنے مرنے والوں کی یاد میں ان کے مرنے کی جگہ پر شمعیں روشن کرتی ہیں' دین اسلام میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ (ثناءاللہ۔ بھکر)

الجواب بعون الوهاب ومنه الصدق والصواب واليه المرجع والمآب

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے آخری نبی محمد ﷺ پر دین اسلام کی تکمیل فرمادی اور اپنی نعمت پوری کردی جیسا کہ ارشاد ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ 5:3 پ6)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کرلیا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

هذه أكبر نعم الله ، عز وجل، على هذه الأمة حيث أكمل تعالى لهم دينهم ، فلا يحتاجون إلى دين غيره، ولا إلى نبي غير نبيهم، صلوات الله وسلامه عليه: ولهذا جعله الله خاتم الأنبياء ، وبعثه إلى الإنس والجن، فلا حلال إلا ما أحله، ولا حرام إلا ما حرمه، ولا دين إلا ما شرعه، وكل شيء أخبر به فهو حق وصدق لا كذب فيه ولا خُلف

(تفسیر ابن کثیر 5/46 ط۔ دار عالم الکتب)

اس امت پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے ان کے لئے ان کا دین کامل کردیا' سو وہ اس دین کے علاوہ کسی دین کے محتاج نہیں اور نہ ہی اپنے نبی ﷺ کے سوا کسی اور نبی کے ضرورت مند ہیں۔ اسی لئے اللہ نے آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء بنایا ہے اور تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔ اب حلال وہی ہے جسے اس نے حلال کہا اور حرام بھی وہی ہے جس کو اس نے حرام ٹھہرایا۔ اور اس کے مشروع کردہ دین کے سوا کوئی دین نہیں اور ہر وہ چیز جس کی اس نے خبر دی وہی حق اور سچ ہے جس میں کسی قسم کا جھوٹ ہے اور نہ ہی غلطی۔ معلوم ہوا کہ دین اور زندگی گزارنے کا طریقہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے آخری نبی محمد ﷺ پر نازل کیا اور یہ دین ایسا کامل واکمل ہے کہ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کی اجازت نہیں ہے اور ایک مسلمان اسلام پر عمل کرنے کا سختی سے پابند ہے اور دین میں جو شخص کوئی نئی بات ایجاد کرتا ہے تو وہ مردود ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ

(صحیح البخاری کتاب الصلح 2297 صحیح مسلم کتاب الاقضیہ 718' ابوداؤد کتاب السنہ 4606 ابن ماجہ 14 ابن حبان 26' 27 مسند احمد 26033)

جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے۔

حافظ ابن رجب "جامع العلوم والحکم" 1/176 میں لکھتے ہیں۔

هذا الحديث اصل عظيم من اصول الاسلام وهو كالميزان للاعمال فى ظاهرها كما ان حديث "الاعمال بالنيات" ميزان للاعمال فى باطنها فكما ان كل عمل لايراد به وجه الله تعالى فليس لعامله فيه ثواب فكذالك كل عمل لايكون عليه امر الله و رسوله فهو مردود على عامله وكل من احدث فى الدين ما لم يات به الله ورسوله فليس من الدين فى شئى

یہ حدیث اسلام کے قواعد میں سے ایک عظیم قاعدہ ہے اور اعمال کے لئے ان کی ظاہری صورت میں ترازو کی طرح ہے جیسا کہ حدیث "الاعمال بالنیات" اعمال کیلئے ان کی باطنی صورت میں ترازو کی طرح ہے۔

جس طرح ہر وہ عمل جس میں اللہ کی رضا مقصود نہ ہو تو اس پر عمل کرنے والے کو ثواب نہیں ملے گا' اسی طرح ہر وہ عمل جس پر اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہیں' وہ اس عمل کرنے والے پر مردود ہے اور ہر وہ شخص جس نے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے بیان نہیں کی' وہ دین کے کسی بھی درجے میں نہیں ہے۔

ایک روایت میں ہے "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ

عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"
(صحیح مسلم کتاب الاقضیہ باب نقض الاحکام الباطلہ ورد محدثات الامور 1718/18 ص 762 ط دارالسلام

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں ہے وہ مردود ہے۔

ان صحیح دلائل سے معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں کوئی ایسا کام کرنے کی اجازت نہیں ہے جس پر شارع کی طرف سے کوئی حکم نہ ہو۔

اور جو لوگ کسی سیاسی' مذہبی لیڈر کی موت واقع ہونے والی جگہ پر شمع اور قندیلیں جلاتے اور قمقمے لگاتے ہیں' ان کے اس فعل پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جس جگہ آدمی فوت ہوتا ہے' وہاں اس کی روح چکر لگاتی رہتی ہے۔

محدث العصر فقیہ الامۃ اسد السنۃ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

اعتقاد بعضهم ان روح الميت تحوم حول المكان الذى مات

جنائز کی بدعات میں سے یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آدمی جس جگہ مرتا ہے وہاں میت کی روح گھومتی منڈلاتی رہتی ہے۔ (بدع الجنائز رقم 9 ص 244 ط۔ المکتب الاسلامی)

اس باطل عقیدے کی وجہ سے وہاں لوگ اگربتیاں سلگاتے اور چراغ روشن کرتے رہتے ہیں۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن العبدری المعروف بابن الحاج المتوفی 737ھ رقمطراز ہیں" وينبغى ان يتحرز من هذه البدعة التى يفعلها بعضهم وهى انهم يوقدون السراج او القنديل فى الموضع الذى مات فيه الميت ثلاث ليال من غروب الشمس الى طلوعها وعند بعضهم سبع ليال وبعضهم يزيد على ذالك انهم يفعلون مثله فى الموضع الذى غسل فيه الميت۔ (المدخل 215/3 ط۔ مکتب دارالباز مکۃ المکرمۃ)

اس بدعت سے بچنا لازم ہے جو بعض لوگ کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس جگہ آدمی فوت ہوتا ہے' تین دن غروب شمس سے طلوع شمس تک لوگ وہاں چراغ جلاتے یا قندیلیں روشن کرتے ہیں اور بعض سات راتیں اور بعض اس سے زیادہ دن کرتے ہیں اور جس جگہ میت کو غسل دیا جاتا ہے' اس کی مثل وہاں بھی یہ بدعت سرانجام دیتے ہیں۔

اور مزید لکھتے ہیں" وليحذر مما احدثه بعضهم وهو انهم يضعون حجرا فى الموضع الذى مات فيه الميت ويجعلون عليه سراجا يوقد الى الصبح وذالك بدعة ممن فعله (المدخل 215/3)

بعض لوگوں نے جو بدعت ایجاد کی ہے' اس سے بچنا لازم ہے اور وہ یہ ہے کہ جس جگہ میت فوت ہوتی ہے' وہاں پتھر رکھتے ہیں اور اس پر چراغ رکھ کر صبح تک جلاتے ہیں جس نے بھی یہ کام کیا' بدعت ہے۔

معلوم ہوا کہ میت کی وفات والی جگہ پر چراغ جلانا' قندیلیں روشن کرنا یا وہاں پتھر رکھ کر اس پر صبح تک روشنیاں کرنا بدعت ہے۔ اس سے بچنا لازم اور ضروری ہے۔ ہمارے دور میں میت کی وفات والی جگہ کو سنگ مرمر کی ٹائلوں سے مزین کر کے وہاں چراغاں کیا جاتا ہے جیسا کہ بے نظیر کی موت والی جگہ کو یادگار بنایا گیا اور وہاں روشنیاں اور اگربتیاں سجائی جاتی ہیں۔ اس طرح ملتان میں تحریک انصاف کے جلسے میں مرنے والوں کی موت کی جگہ پر شمعیں روشن کی گئیں۔ یہ سب امور نوایجاد کردہ اور بدعات میں داخل ہو کر مردود ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ کفار و مشرکین سے مشابہت بھی ہے۔ کفار اپنے قائدین اور لیڈروں کی وفات والی جگہ پر شمعیں روشن کرتے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی یہ بدعات و رسومات اپنانے لگ گئے۔

اسلامی شریعت میں مسلم مرد وزن کے لئے کفار کے ساتھ مشابہت حرام قرار دی گئی ہے خواہ وہ مشابہت ان کی عبادات و معاملات میں ہو یا اعیاد و عادات میں۔

اور آج شریعت اسلامیہ کے اس عظیم قاعدہ سے بہت سارے نام نہاد مسلمان خارج ہو رہے ہیں جو اپنے دین سے جہالت و ناواقفیت یا اپنی خواہشات کی پیروی کے باعث کفار و مشرکین کی عادات کی تقلید کرتے ہوئے اور استعمار کی اندھا دھند پیروی میں اسلام سے دور ہو رہے ہیں۔ کتاب وسنت کے بے شمار دلائل سے یہ عظیم قاعدہ ثابت اور محکم ہوتا ہے اور امام ابن کثیر سورۃ الحدید کی آیت نمبر 16 کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

لهذا نهى الله المومنين ان يشبهوا بهم فى شئى من الامور الاصليه والفرعية

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو کفار کی مشابہت کسی بھی درجے میں کرنے سے منع کیا ہے خواہ وہ اصول ہوں یا فروع۔

شریعت اسلامیہ میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں جیسا کہ نماز کے لئے مسلمان اذان دیتے ہیں جبکہ یہود بوق بجاتے اور نصاریٰ ناقوس۔ مسلمانوں کو اس سے روکا گیا ہے۔

وہ انبیاء و رسل کی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں' مسلمانوں کو ان کی مخالفت کا امر دیا گیا۔ مسلمانوں کو روزہ غروب آفتاب ہوتے ہی جلد افطار کرنے کا حکم دیا گیا جبکہ یہود و نصاریٰ تاخیر سے کرتے ہیں ہفتہ و اتوار مشرکین کی عید کے دن ہیں۔ آپؐ ان کی مخالفت کرتے ہوئے روزہ رکھتے تھے۔ مشرکین مزدلفہ سے سورج نکلنے کے بعد نکلتے تھے جبکہ مسلمان سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو جاتے ہیں۔ مشرکین داڑھیاں نہیں بڑھاتے تھے مسلمانوں کو داڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا گیا۔ وہ داڑھیاں رنگتے نہیں تھے' ہمیں ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا۔ وہ سلام ہاتھ کے اشارے یا سر کے اشارے سے کرتے ہیں' ہمیں اس سے روکا گیا۔ الغرض بے شمار ایسے معاملات ہیں جن میں مسلمانوں کو ان کی مشابہت سے روکا گیا۔ اس کی تفصیل شیخ البانیؒ کی کتاب "جلباب المراۃ المسلمہ" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے اس بارے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان پیش نظر رہے کہ" ومن تشبه بقوم فهو منهم"

جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی' وہ انہی میں سے ہے۔

(مسند احمد الفقیہ والحقفۃ 73/2 بحوالہ جلباب المراۃ المسلمہ ص 204)

لہٰذا عام سیاسی افراد یا مذہبی بابوں کی مرنے والی جگہ پر جو بتیاں' قندیلیں اور شمعیں روشن کی جاتی ہیں' ان کا اسلام کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ یہ بدعات و خرافات اغیار کی رسومات میں سے ہیں جن سے ایک مسلمان کو احتراز کرنا چاہئے۔

نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' تابعین و تبع تابعین عظام کی بھی وفیات ہوئیں اور انہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن ان کی موت والی جگہ پر کبھی ایسے امور سرانجام نہیں دیئے گئے اور نہ ہی خیر القرون میں اس کا کوئی وجود نظر آتا ہے۔ اگر یہ نیکی یا ثواب کا کام ہوتا تو وہ لوگ ضرور یہ سرانجام دیتے۔

هذا ما عندى والله اعلم بالصواب وعلمه اتم واكمل

مزدوروں اور ملازمین کے فرائض

قسط نمبر 2

اللہ تعالیٰ نے نظام دنیا چلانے کے لیے انسانوں کے درجات میں تفاوت رکھا ہے۔ مختلف انسانوں پر مختلف انعامات کیے ہیں۔ کسی کو جسمانی صلاحیت سے نوازا ہے اور کسی کو مال ایسی عظیم طاقت اور دولت سے سرفراز کیا اور کسی کو دماغی صلاحیتوں سے مالا مال کیا ہے۔

یہ اور ان جیسی بے شمار انسانی صلاحیتیں نظام کائنات کے لیے یکساں اہمیت کی حامل ہیں اور ان کے ملاپ سے ہی زندگی کی گاڑی رواں دواں ہے لیکن ہمارے ہاں درست تربیت اور معتدل نظام نہ ہونے کے سبب مال دار لوگ جسمانی اور دماغی صلاحیتوں کے اہل لوگوں کو غریب، کمین اور نوکر سمجھتے ہیں، جبکہ یہ غریب لوگ مالداروں کو ظالم اور اپنے تمام مسائل کا سبب قرار دیتے ہیں۔ سب ایک دوسرے کو دبا کر اپنی ضروریات پوری کر رہے ہیں جس سے تمام انسان ظالم اور مظلوم، سرمایہ دار اور مزدور کے دو الگ الگ حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ اس سے ساری دنیا عدم مساوات اور عدم تحفظ کا شکار ہو گئی ہے حالانکہ یہ تقسیم خالق کائنات کی بصیرت و حکمت کا مظہر ہے۔

سرمایہ دار کی فضیلت:

سرمایہ داری اور سرمایہ دارانہ رویہ میں بہت فرق ہے۔ سرمایہ اور دولت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، دولت زندگی کی اساس ہے:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا. (النساء: 5)

''بیوقوفوں کو اپنا مال نہ دو، جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے سامان زندگی بنایا ہے۔''

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے مسلمان سرمایہ داروں کی بہت تعریف فرمائی ہے جو مال کو خالص اللہ تعالیٰ کی عطا خیال کرتے ہیں، وہ مال کو اللہ کی امانت سمجھ کر حلال طریقے سے اسے حاصل کرتے ہیں، اور حلال طریقے سے اسے خرچ کرتے ہیں۔ وہ سرمائے کی بدولت تکبر کا شکار ہو کر غرباء کی تحقیر نہیں کرتے بلکہ اپنی ضرورت سے زائد مال کو کمزوروں کا حق سمجھتے ہیں۔

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ (الذاریات: 19)

''ان کے مالوں میں سائلوں اور محروم طبقہ کا حق ہے۔''

وہ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کی خدمت کر کے راحت محسوس کرتے ہیں۔ ایسے سرمایہ داروں کی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں تعریف فرمائی:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (البقرة: 261)

''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے جس سے سات بالیاں اگیں، اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اس کا اجر اس سے بھی بڑھا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑی فراخی اور وسعت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر نگرانی اور نگہبانی کا شرف اس لیے بخشا ہے کہ مال ان پر خرچ کرتے ہیں:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ (النساء: 34)

''مرد عورتوں پر نگہبان ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس لیے بھی کہ وہ (عورتوں پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔''

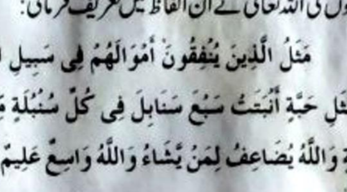
سرمایہ محض اس وقت قابل نفرت ہے جب آدمی اسے مقصد حیات بنا لے اور اللہ تعالیٰ کو بھول جائے۔ سرمائے کو انسانیت کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کی بجائے اسے انسانیت کا خون نچوڑنے کا ذریعہ بنا لیا جائے۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوأُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ القصص: (76، 77)

''بلاشبہ قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے تھا، پھر وہ اپنی قوم کیخلاف ہو گیا، (اور دشمن قوم سے مل گیا) اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے تھے کہ ان کی چابیاں ایک طاقتور جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی، ایک مرتبہ اس کی قوم کے لوگوں نے کہا 'اتراؤ نہیں، بلاشبہ اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے جو مال و دولت تجھے دی ہے' اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر، اور دنیا میں بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر، اور لوگوں سے احسان کر' جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے، زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر۔ بلاشبہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

مال پر سانپ بن کر بیٹھ جانا' اسی کو سرمایہ دارانہ

محنت و تجارت



عبدالرحمن عزیز

☆......درست تربیت نہ ہونے کی وجہ سے مالدار لوگ جسمانی وو ماغی صلاحیتوں کے اہل لوگوں کو غریب ،کمین اور نوکر سمجھتے ہیں جبکہ غریب لوگ مالداروں کو ظالم اور اپنے سب مسائل کا سبب قرار دیتے ہیں۔

☆......قارون زکوٰۃ اورصدقات کا منکر تھا اور یہی سرمایہ دارانہ اور خالص مادہ پرستانہ رویہ ہے اور کلیتًا اسلام سے متصادم ہے۔

رویہ کہتے ہیں، جو خالص مادہ پرستی کی پیداوار ہے، اور کلیتًا اسلام سے متصادم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ o (المنافقون:9)

''اے ایمان والو، (خیال رکھنا' کہیں) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرے۔ جو ایسا کریں گے' وہی خسارہ اٹھانے والے ہوں گے۔''

سرمایہ دارانہ رویہ محض دنیا پرستوں میں نہیں جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے، بعض بظاہر دین دار لوگ بھی اس کا شکار ہیں بلکہ یہ دنیا داروں سے کہیں زیادہ خطرناک اور بد بخت ہیں کہ انھوں نے انسانوں کا خون چوسنے کے لیے دین کو آڑ بنایا ہوا ہے۔



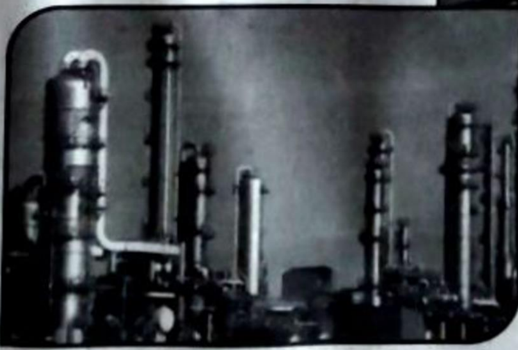
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ o يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ o

(التوبة: 34,36)

''اے ایمان والو! بہت سارے عالم اور پیر (درویش) کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کا مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں، اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا، چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں، اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' (اے نبی) آپ ﷺ انھیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے۔ اس دن اس سونے اور چاندی کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائیگا، اور (کہا جائے گا) یہ تمہارا وہ خزانہ ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا، اب اپنے خزانے کا مزہ چکھو۔''

سرمایہ دار سے حسد نہیں، خیر خواہی:

یہ اتنی لمبی تمہید اور طویل مقدمہ اس لیے باندھا ہے کہ ہمارے معاشرہ میں سرمایہ داروں کے متعلق برے خیالات پائے جاتے اور ان سے حسد وبغض کا رویہ رکھا جاتا ہے۔ مزدوروں اور ملازمین میں اپنے مالکوں کی عیب جوئی اور غیبت کی عادت نہایت قبیح عادت ہے۔ ناشکری کی یہ عادت ہماری قومی بیماری بنتی جارہی ہے جس کے سبب آج آجر واجیر کے درمیان وسیع خلیج حائل ہو چکی ہے۔ ہر مزدور اپنے کارخانہ دار کو اپنا دشمن تصور کرتا ہے



اور اس کے نقصان کی پروا نہیں کرتا۔ دفتروں، فیکٹریوں اور کارخانوں میں عین کاروبار کے سیزن میں ملازمین ہڑتالیں کرنے لگتے ہیں۔ تاجروں کے خلاف نعرہ بازی، فیکٹریوں کا گھیراؤ جلاؤ ہونے لگتا ہے۔ یہ سب کچھ دراصل اسی غلط سوچ اور غیر اسلامی ذہنیت کی پیداوار ہے۔ ایک دانشور کے بقول سرمایہ دار عموماً جن بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں، ان میں اکثر مزدوروں اور ملازمین کا بھی حصہ ہوتا ہے۔

صورتحال یہ ہے کہ ایک فیکٹری چلانے کے لیے سرمایہ دار کس قدر تکالیف جھیلتا ہے، مختلف جگہوں سے خام مال اکٹھا کر کے لاتا ہے، فیکٹری کے مسائل دیکھتا ہے، مزدوروں کے معاملات دیکھتا ہے، پروڈکٹ اور اس کے معیار پر نظر رکھتا ہے، مال کی سپلائی کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے، نئی منڈی اور نئی مارکیٹس تلاش کرتا ہے۔ بعض اوقات کسی وجہ سے یا بغیر کسی وجہ کے آرڈر منسوخ ہوجاتے ہیں تو اس تیار شدہ مال کی کھپت کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں مزدور کو کوئی ٹینشن نہیں، اپنی ڈیوٹی دی، تنخواہ لی اور بس۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو سرمایہ دار غریبوں کا محسن ہے، انہیں تو اس کا شکر گزار بننا چاہیے جس کے سبب اس کا چولہا جل رہا ہے، اس کی ضروریات پوری ہورہی ہیں۔

ناشکری کرنے والوں کیلیے یہ وعید ہی کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں نے جہنم میں عورتوں کی اکثریت دیکھی ہے، عورتوں نے پوچھا: کیوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ .(صحیح البخاری -298: صحیح مسلم 250:)

'' تم اکثر لعن طعن کرتی ہو، اور اپنے خاوندوں (جو تمھیں کما کر کھلاتے ہیں) کی ناشکری کرتی ہو۔''

لہٰذا جو ہمارے لیے رزق کا ذریعہ بنا ہوا ہے، اس پر لعن طعن کرنا اور اس کی ناشکری کرنا نہایت قبیح حرکت ہے۔

شریعت کے مطابق اگر سرمایہ داروں پر فرض ہے کہ وہ ملازمین کو اپنا بھائی سمجھیں، تو ملازمین پر لازم ہے کہ وہ سرمایہ دار کو اپنا محسن تصور کریں اور اس کے ساتھ خیر خواہی کا سلوک رکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدِّينُ النَّصِيحَةُ (صحیح مسلم 205:)

'' دین خیر خواہی کا نام ہے۔''

☆......مزدوروں اور ملازمین میں مالکوں کی عیب جوئی، غیبت کی عادت نہایت قبیح ہے، ناشکری کی یہ عادت ہماری قومی بیماری بنتی جارہی ہے۔

☆......سرمایہ دار اس وقت قابل نفرت ہے جب وہ سرمائے کو انسانیت کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کی بجائے انسانیت کا خون نچوڑنے کا ذریعہ بنا لے۔

☆......ہمارے معاشرہ میں سرمایہ داروں کے متعلق برے خیالات پائے جاتے ہیں اور ان سے حسد و بغض رکھا جاتا ہے۔

اور حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (بخاری: 57، مسلم: 208)

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، نماز ادا کرنے پر، زکوۃ دینے پر اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی پر۔''

اگر آجر و آجیر دونوں ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے تو دونوں نقصانات سے محفوظ ہوں گے اور دونوں کے رزق میں برکت ہوگی۔

اسلام نے جہاں مالکان کے لیے اُصول مقرر کیے ہیں (جن کا تذکرہ گزشتہ قسط میں کیا گیا تھا) وہاں ملازمین کو ہدایات بھی دی ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دیں تاکہ سرمایہ دار کو بھی فائدہ ہو اور ملازم اور عامل کو بھی حلال اور پاک روزی میسر آئے۔

وہی کام ذمہ لیں جس کی استطاعت ہو:

انسان کے اعمال میں اس کے مزاج اور صلاحیتوں کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ اگر آدمی اپنے مزاج کے مطابق کام کرتا ہے تو نہ صرف اسے انجام دہی میں سہولت رہتی ہے بلکہ وہ ذمہ داری کا حق بھی ادا کرتا ہے، جس سے دونوں کو فائدہ ہوتا ہے، اگر اس کے برعکس آدمی ایسا کام اپنے ذمہ لے لیتا ہے جو اس کے مزاج اور صلاحیتوں کے برخلاف ہوتا ہے تو خود پر بھی ظلم کرتا ہے کہ وہ کبھی بھی ایسے کام میں ترقی نہیں کر سکتا جس میں اس کی ذہنی ہم آہنگی نہ ہو اور مالک کا بھی نقصان کرتا ہے کیونکہ وہ اس ذمہ داری کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا سفر ہجرت تفصیل سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے مصر سے ہجرت کی اور مدین پہنچ گئے۔ وہاں کے ایک نیک شخص نے انھیں پناہ دی اور اپنے گھر میں ملازم رکھ لیا۔ وہاں پر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی بیٹی کی زبان سے ملازم کی دو صفات کا تذکرہ کیا ہے، ملازم رکھتے ہوئے جنھیں پیش نظر رکھنا چاہیے۔

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ



مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ○ (القصص: 26)

''دونوں میں سے ایک نے کہا: اے میرے باپ! اسے اجرت پر رکھ لیں کیونکہ سب سے بہتر شخص جسے تو اجرت پر رکھے، طاقتور اور امانت دار ہی ہے۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ملکہ بلقیس کا تخت منگوانے کا پروگرام بنایا تو اس کے لیے لوگوں سے پیشکشیں طلب کیں، تو ایک جن نے خود کو اس خدمت کے لیے پیش کرتے ہوئے انہی صفات کا تذکرہ کیا تھا:

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ○ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ○ (النمل: 38، 39)

''سلیمان علیہ السلام نے کہا: ''اے اہل دربار، تم میں سے کون اس (ملکہ سبا) کے مطیع ہو کر آنے سے پہلے اس کا تخت میرے پاس لے آئے؟ اس سے پہلے کہ وہ خود مسلمان ہو کر آجائے۔ ایک دیو ہیکل جن نے کہا: میں اسے آپ کے دربار برخواست کرنے سے پہلے آپ کے پاس لادوں گا۔ بلاشبہ میں اس کی قوت بھی رکھتا ہوں اور امانت دار بھی ہوں۔''

اس میں ملازم کی پہلی صفت جسمانی ہے اور دوسری روحانی صفت ہے، یعنی یہ کام انجام دینے کی جسمانی سکت اور طاقت رکھتا ہے اور امانت دار بھی ہے کہ اپنی جسمانی صلاحیتیں بروئے کار لانے میں کسی قسم کی سستی، کجروی اور بددیانتی کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔

اسی طرح عزیز مصر نے جب سیدنا یوسف علیہ السلام کو حکومتی عہدہ دینے کی پیش کش کی اور آپ کو عہدہ چننے کی آفر کی تو آپ نے ایک ذمہ داری اختیار کی اور اس سے عہدہ برآ ہونے کی اپنی صلاحیتوں کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا:

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ○ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ○ (یوسف 54، 55)

''بادشاہ (مصر) نے کہا: اسے (یعنی یوسف) کو میرے پاس لاؤ۔ میں اسے اپنا مقرب خاص بنانا چاہتا ہوں۔ جب بادشاہ ان سے باتیں کر رہا تھا تو اس نے کہا: آج سے تم ہمارے قابل اعتماد مقرب ہو۔ (بتاؤ کیا چاہتے ہو؟) تو یوسف علیہ السلام نے کہا: مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے۔ میں ان کی حفاظت کرنے والا ہوں، اور (یہ کام) جانتا بھی ہوں۔''

اس میں جسمانی صلاحیت کے بجائے دو روحانی اور ذہنی صفات کا تذکرہ کیا، کیونکہ اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے جسمانی صلاحیتوں کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہ ذمہ داری ذہنی صلاحیتوں سے متعلق تھی۔

(جاری ہے)

بقیہ انٹرویو لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم

پاکستان کو کہا تھا کہ آپ میرے دو ڈویژنز کے لئے دفاعی اسلحہ مجھے دیں تو ہم نے کہا' ٹھیک ہے' آپ کو دیتے ہیں۔ کچھ دنوں بعد جنرل ارشاد پاکستان آئے انہوں نے بتایا کہ جب میں نے یہ اسلحہ پاکستان سے منگوایا تو مجھے راجیو گاندھی نے فون کرکے کہا کہ آپ کو کیا پرابلم ہے' آپ پاکستان سے اسلحہ کیوں لے رہے ہیں۔ بنگلہ دیش ہمارا مسلمان ملک ہے' اس کی جب دفاعی ضرورت پوری کرنے کے لئے ان کو کوئی چیز دیتے ہیں تو وہ نالاں ہوتے ہیں اور خود یہ افغانستان میں آکر بیٹھے ہیں اور پاکستان کی دوسری طرف کردار ادا کرنے کا تقاضا کرتے ہیں۔ ہندوستان پاکستان کی طرف سے دہشت گردی کا واویلا کرتا ہے لیکن دراصل اس کا یہ شوروغوغا اپنی دہشت گردی چھپانے کے لئے ہوتا ہے۔ امریکہ کے وزیر دفاع چک ہیگل نے 2011 میں واضح کہا تھا' ہندوستان نے کئی برسوں سے افغانستان کو پاکستان کے خلاف دوسرے محاذ کے طور پر استعمال کیا اور پاکستانی سرحد کے اندر مسائل پیدا کئے۔ اسی طرح نیٹو کمانڈر جنرل میک کرسٹل نے بھی کہا تھا کہ افغانستان کے بڑھتے ہوئے سیاسی ومعاشی اثرورسوخ سے علاقائی تناؤ میں اضافہ ہوگا۔ ہندوستان اور افغانستان میں 2011ء میں معاہدہ ہوا جس کی رو سے وہ افغانستان کی سیکورٹی فورسز کی تربیت کرے گا۔ ظاہر ہے را کے ایجنٹ افغان فوج کی نئی نسل کے نوجوانوں کے ناپختہ ذہنوں پر حملہ آور ہو کر انہیں زہر آلود کریں گے اور نفرت کے بیج بوئے جائیں گے جن سے کئی عشروں تک دہشت گردی کی فصل اگتی رہے گی۔ کامرہ اور مہران کے محفوظ اڈوں پر کھڑے ہمارے Pc3-Orion اور SAAB اواکس جن کی مالیت اربوں ڈالر ہے' افغانستان میں آزادی کی جنگ لڑنے والے طالبان یا پاکستان میں تخریب کاری کرنے والے چند جنونی عناصر کے خلاف تو استعمال نہیں ہونے تھے' اس لئے یہ افغانستان کے راستے سے را اور موساد کی کارروائیاں ہیں۔ ہندوستان BLA کو اسلحہ دے رہا ہے۔ اس کا اعتراف برہمداغ بگٹی نے 23 جولائی 2008ء کو بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ اس نے بھارت کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ بیرونی اسلحہ لینا ہمارا حق ہے۔

س: موجودہ حالات کو بگاڑنے میں میڈیا نے کیا کردار ادا کیا؟

ج: میڈیا کی آزادی تو اچھی بات ہے لیکن میڈیا کی مادر پدر آزادی اچھی بات نہیں ہے۔ ہمارے میڈیا کا قصور یہ ہے کہ ان میں سے کچھ گروپوں نے امن کی آشا کی بات شروع کی اور بہت کچھ انڈیا کا بے حیا اور عریاں کلچر یہاں دکھاتے رہے اور کئی اشتہاروں میں گندگی اور غلاظت دکھاتے ہیں جو نہیں ہونی چاہئے جس سے معاشرے پسپائی اور تباہی کی طرف جاتے ہیں۔ انڈیا کا جہاں تک تعلق ہے تو وہاں ان کا سارا میڈیا ''را'' چلاتا ہے۔ وہ جو لائن ان کو دیتے ہیں' وہ اس سے ایک انچ آگے پیچھے ہوں' سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ ٹائمز ناؤ (Times Now) پر مباحثہ دیکھیں' اینکر کو پتہ ہوتا ہے کہ آج پروگرام میں پاکستان سے جنرل عبدالقیوم آئے گا تو وہ سب اس کو زک پہنچانے میں اکٹھے ہوں گے اور ہٹ دھرمی کی رٹ لگ جائے گی کہ آپ دہشت گرد ہیں وغیرہ وغیرہ جبکہ ہم ان کی بات سنتے ہیں۔ اپنے میڈیا پر ہمیں امن کی بات ضرور کرنی چاہئے لیکن بہت زیادہ توقعات ان لوگوں سے وابستہ کرنا اپنے آپ کو دھوکا دینے کے مترادف ہے۔

س: موجودہ بارڈر صورتحال کیا بی جے پی کی کشمیر میں الیکشن پالیسی کا نتیجہ ہے؟

ج: یہ ایک بڑی وجہ ہے۔ پہلی بار بی جے پی نے الیکشن جیت لیا۔ اب لوگوں کو پتہ چلا کہ ہم نے تو RSS کو ووٹ دیا ہے۔ ضمنی انتخاب میں بی جے پی کو شکست ہوئی۔ اب کشمیر میں بھی اسے ایسے ہی شکست کا سامنا ہے' اس نے الیکشن میں ذلت آمیز شکست سے بچنے کے لئے پاکستان پر جنگ مسلط کردی ہے۔

س: موجودہ حالات کے تناظر میں آپ نوجوان نسل کو کیا پیغام دیں گے؟

ج: میں نوجوان نسل کو یہ کہوں گا کہ ہمیں مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہئے' پاکستان ترقی کرسکتا ہے اگر تعلیم کی فراوانی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ قومی یکجہتی بہت ضروری ہے۔ اگر پاکستان ہے تو ہماری فوج' سیاسی جماعتیں اور میڈیا رہے گا۔ آپ ذرا متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت زار دیکھیں تو اسے دیکھ کر پاکستان کی قدر کرنی چاہئے۔ ہمارے لوگ آزادی کی قدر نہیں کرتے۔ نئی نسل کو یہ نہیں پتہ کہ کتنے لوگوں کا خون بہا تو یہ پاکستان بنا۔ ہمیں ہندو ذہنیت کو سمجھنا ہے اور اسلامی اقدار کو اپنانا ہے اور اس ملک کو اسلام کا قلعہ بنانا ہے۔

بقیہ خوفناک سرحدی جارحیت

حقیقت یہ ہے کہ امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ نے حکمرانوں کی بروقت اور صحیح رہنمائی کی ہے اور یہ رہنمائی صرف اور صرف اللہ کے قرآن کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔ اب یہ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بحیثیت مسلمان قرآن کے مطابق اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ محض اپنے ذاتی کاروبار کے لیے بھارت جیسے ازلی واسلام دشمن ملک سے دوستی کی پینگیں بڑھانا چھوڑیں۔ بنئے نے ہمیں کبھی فائدہ پہنچایا ہے نہ پہنچنے دے گا۔ مودی کا گھناؤنا چہرہ اب کھل کر سامنے آگیا ہے۔ بھارت صرف طاقت کی زبان سمجھتا ہے۔ بھارت کو راہ راست پر رکھنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اسے اسی زبان میں جواب دیا جائے جسے وہ سمجھتا ہے۔ یہی قرآن کا حکم ہے اور یہی وقت کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تبصرۂ کتب

گناہ چھوڑنے کے انعامات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنی عبادت و اطاعت کے لئے بھیجا ہے اور دنیا کو دارالعمل بنایا ہے جبکہ آخرت کو دارالجزاء بنایا ہے۔ اعمال کی جزاء اللہ تعالیٰ کچھ تو دنیا میں اور بہت زیادہ آخرت میں عطا کرتے ہیں اور سزا کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ کچھ دنیا میں ہے اور اگر توبہ نصیب ہوجائے اصلاح کرلی جائے تو آخرت میں جنت ہے اگر توبہ نصیب نہ ہو تو پھر اخروی سزا ہے۔ اس کتاب کی بنیاد اس حدیث پر کہ اے بدوی! تو کوئی بھی ناجائز بات یا کام اگر اللہ کے خوف کی وجہ سے ترک کرے گا تو اللہ عزوجل تجھے اس سے بہتر عنایات ونوازشات سے نوازے گا۔ (ترمذی' مسند احمد۔)

زیر تبصرہ کتاب میں قرآن وحدیث اور تاریخ سے ایسے واقعات بیان کئے گئے ہیں کہ جن کو پڑھ کر قاری کو گناہ چھوڑنے پر خاطر خواہ ترغیب ملتی ہے۔ اس تصنیف لطیف میں متعدد مشاہیر کے ایمان افروز واقعات ہیں کہ کس طرح وہ گمراہی پھیلانے میں پیش پیش تھے مگر جونہی انہیں اسلام کی دعوت ملی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام پر شرح صدر نصیب فرمایا اور وہ نور ایمان سے منور ہوگئے۔ بہت سے لوگوں کا تذکرہ ہے جو کہ حرام کاروبار اور بدکاری میں غلطاں تھے مگر جب انہیں پرحکمت انداز سے حق کی دعوت دی گئی تو وہ اللہ کی پکڑ سے ڈر گئے۔ اخروی ابدی عذاب کی وعید سے ان کو سچی توبہ کی توفیق نصیب ہوگئی۔ ان میں فلمی ایکٹرز سود خور' رشوت خور' چور' جھوٹ بولنے والے جواری' شراب خور' موسیقار (کیٹ سٹیونز جن کا اسلامی نام یوسف اسلام ہے جو اسلام کے بڑے مبلغ ثابت ہوئے) کی توبہ پر دنیا میں جو انعامات ملے ان کا ایمان افروز تذکرہ ہے۔ کتاب شروع کریں تو مکمل پڑھے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ جرمن عیسائی مبلغ کے قبول اسلام کا تذکرہ تو نہایت ایمان افروز ہے۔ یہ خوبصورت تصنیف عرب عالم ابراہیم بن عبداللہ الحازمی کی ہے۔ اس کا ترجمہ حافظ محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ نے کیا ہے اور نظر ثانی واضافہ طاہر نقاش نے کیا ہے۔ دارالابلاغ کی شائع کردہ یہ کتاب دارالاندلس مرکز القادسیہ چوبرجی لاہور کے علاوہ فیصل آباد سیالکوٹ کراچی راولپنڈی کے سلفی مکتبات سے دستیاب ہے۔



پیارے پھولو اور کلیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سنائیں آپ کی عید کیسے گزری۔ آپ نے نریندر مودی کی اماں یعنی گاؤ ماتا کے خوب تکے بوٹیاں مزے مزے سے کھائے ہوں گے۔ سچی سچی بتائیں، چٹ پٹے کھانے کھاتے ہوئے چاچو جان کو بھی یاد کیا تھا کہ نہیں۔

آپ کو چاہئے تھا کہ فوراً ہمیں بتاتے کہ آپ کی عید کیسے گزری لیکن لگتا ایسے ہے جیسے زیادہ گوشت کھانے سے کچھ سستی آ گئی ہے۔ اس لیے آج کل لکھنے لکھانے میں بھی سست روی نظر آ رہی ہے۔

پیارے بچو! نریندر مودی کی حکومت آتے ہی ہماری سرحد پر آزاد کشمیر سے سیالکوٹ تک آتش و آہن کی بارش شروع ہے۔ بھارت نے جنگ کا ماحول گرما دیا ہے۔ سول آبادی پر تقریباً 40 ہزار گولے برسائے ہیں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس سے ننھے منے بچوں سمیت کئی شہادتیں ہوئی ہیں مگر بھارت کی جارحیت جاری ہے۔

بھارت کی دہشت گردی روز اول سے جاری ہے۔ اس کے مشرقی پاکستان میں لگائے زخم ہم نہیں بھول سکتے۔ سقوط مشرقی پاکستان بارے بزرگوں اور اپنے اساتذہ سے ضرور پوچھیں۔ ان کی گفتگو کو تحریر کے جامہ میں ڈھال کر ہمیں ارسال کریں۔

والسلام

آپ کے چاچو جان حمدان

اسلام اور سائنس

شق قمر اور قبول اسلام

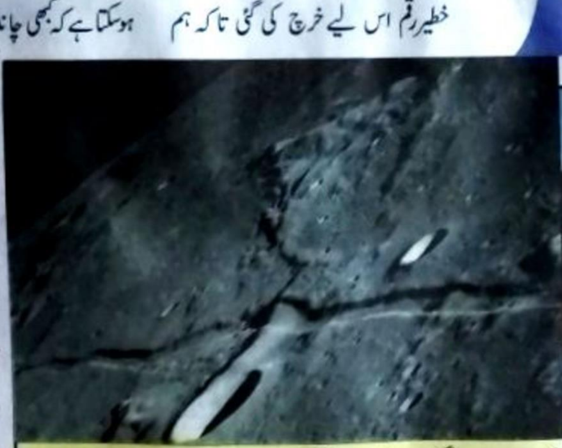


ڈیوڈ موسیٰ انگریز سائنسدان تھا۔ وہ قرآن کا مطالعہ کر رہا تھا۔ جب اس نے یہ آیت پڑھی:

"قیامت قریب آ چکی ہے اور چاند ٹکڑے ہو گیا" (القمر:1)

یہ پڑھ کر وہ ہنسا۔ قرآن بند کر دیا اور بات ہنسی مذاق میں اڑا دی۔ ایک دن وہ ٹی وی پروگرام دیکھ رہا تھا۔ ایک امریکی اینکر تین سائنسدانوں کا انٹرویو کر رہا تھا۔ وہ انہیں کہہ رہا تھا "تم لوگوں نے چاند پر جھنڈا گاڑنے کے لیے قومی خزانے سے کروڑوں ڈالر خرچ کروا دیے جبکہ لاکھوں امریکی غربت میں زندگیاں گزار رہے ہیں۔

اس پر سائنسدان نے جواب دیا: "یہ خطیر رقم اس لیے خرچ کی گئی تاکہ ہم چاند کی اندرونی بناوٹ جان کر اس کا زمین سے موازنہ کر سکیں" ناسا کے سائنسدانوں نے کہا کہ وہ چاند کے اندر پتھروں کی اس بیلٹ کو دیکھ کر حیران رہ گئے جو اس کی سطح سے اندر کور تک جاتی تھی۔



وکی پیڈیا پر دی گئی چاند کی ایک تصویر جو ناسا کے مطابق 1969ء میں اپالو 10 سے لی گئی۔ وکی پیڈیا کے مطابق چاند کی سطح پر ایک ایسا کریک واضح نظر آتا ہے جس سے اخذ کیا جاتا ہے کہ جیسے چاند کبھی ٹکڑے ہوا ہو۔

(تحریر: سیف اللہ عمر یوگوی۔ سکردو)

یہ رپورٹ انہوں نے (Geologist) (ماہر ارضیات) کو بھیجی۔ انہوں نے رائے دی کہ ایسا تبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ کبھی چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ہوں۔ یہ پتھر کے ٹکڑے آج بھی چاند کے آر پار اوپر سے نیچے تک پیوست ہیں۔

مسٹر ڈیوڈ سائنس دانوں کے چاند کے متعلق ٹکڑے ہونے اور جڑنے کی بات سن کر چونک گیا۔ کرسی سے اچھلا اور ایک بار پھر بغور سورۃ القمر کی آیت کو پڑھا اور مسلمان ہو گیا اور برٹش مسلم پارٹی کا چیئرمین بنا۔ انٹرنیٹ پر چاند کی وہ فوٹو بھی دکھائی گئی جو درمیان میں سیب کی طرح کٹی ہوئی اوپر سے نیچے تک سفید پتھروں کی موٹی لکیر سے جڑی ہے۔

پیارے بچو!

آج سے چودہ سو سال قبل عرب کے صحراؤں میں پیدا ہونے والے نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو سرداران کفار مکہ کو یہودی راہبوں

نے اکسایا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور کسی آسمانی شے پر کوئی معجزہ دکھانے کا کہو اس لیے کہ جادو صرف زمینی اشیاء پر چل سکتا ہے۔ صحیح حدیثوں میں ہے کہ ایک رات ابوجہل ساتھیوں سمیت محمد ﷺ کے پاس گیا اور کہا کہ: ”اگر تم واقعی اللہ کے سچے نبی ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دو۔ یہ کر سکو تو ہم اسلام قبول کر لیں گے۔“

ہادیٔ اسلام نے اللہ سے دعا کی اور چاند کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے حکم سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا صفا پہاڑ پر اور دوسرا کیکان پر نظر آیا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے اور نظام شمسی میں توازن قائم رہا۔

یہ منظر دیکھ کر ابوجہل کے ساتھیوں نے آپس میں کہا ”محمد ﷺ نے ان کی آنکھوں پر جادو کر دیا ہے لیکن وہ دنیا والوں پر ایسا نہیں کر سکتا۔ ابوجہل نے کہا کہ ابھی انتظار کرو۔ جب مسافر اور تاجر دوسرے ممالک سے واپس آئیں اور وہ شہادت دیں گے کہ انہوں نے چاند کے ٹکڑے دیکھے تو ہم تیرے اللہ پر ایمان لے آئیں گے۔

لوگ غیر ممالک سے واپس آئے۔ انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی تصدیق کی تو سرداران مکہ نے کہا محمد ﷺ کا جادو کتنا طاقتور ہے۔ اس کے بعد سورہ قمر نازل ہوئی:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ o وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (القمر: 2،1)

”قیامت بہت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (یہ) ایک جادو ہے جو گزر جانے والا ہے۔“

پیارے بچو!

یہ سارا واقعہ بیان کرنے کا مقصد آپ کی معلومات میں اضافہ کے ساتھ اسلام کی سچائی کو واضح کرنا ہے کہ کس طرح غیر مسلم سکالر قرآن کا مطالعہ کر کے مسلمان ہو رہے ہیں لیکن ہم دیکھیں کہ ہم قرآن کا کس قدر مطالعہ کرتے ہیں اور کتنا اس پر عمل کرتے ہیں اور دوسری بات جو آپ کو بتانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ. (الانبیاء: 33)

سورج، چاند، ستارے سب اللہ کے حکم سے ایک دائرہ کار میں چل رہے ہیں۔

سورج، چاند اور ستارے اللہ کے بنائے ہوئے نظام اور اس کے حکم کے مطابق اپنا کام سرانجام دے رہے ہیں لیکن ہم انسان اور اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود اللہ کے نظام اور احکام سے روگردانی کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے بنائے ہوئے نظام اور بتائے ہوئے احکام کے مطابق زندگی بسر کریں۔

بچے کی دعا

میرے اچھے اللہ میرے پیارے اللہ
مجھ کو بھی اپنی رحمت سے اچھا بنا
میں چمکتا رہوں جگمگاتا رہوں
چاند بن کر اندھیروں پہ چھاتا رہوں
نیک افکار سے علم پاتا رہوں
نیک کردار سے جگمگاتا رہوں
میرے اچھے اللہ میرے پیارے اللہ
اپنی رحمت سے مجھ کو بھی اچھا بنا
یاالٰہی جسم میں جب تک ہماری جان رہے
تجھ پہ صدقے تیرے محبوب پہ قربان رہے

نئے پھول اور کلیاں


آرٹ: حماد الرحمٰن۔ جھنگ


آرٹ: دانش ریحہ، کوثر امین، نورین امین احمد۔ شیخوپورہ


آرٹ: اُخت مزمل ثناء اللہ۔ میاں چنوں


آرٹ: میمونہ بنت فاروق الرحمٰن یزدانی۔ شاہ کوٹ


آرٹ: ثانیہ ندیم۔ فیصل آباد

آپ بھی اپنے پیارے بچوں کے نام خوبصورت طریقے سے ڈرائنگ کر کے بھیجیے۔ ہم آپ کو اس سلسلے میں شامل کر لیں گے۔ ان شاء اللہ
رابطہ: ماہنامہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

ذہانت آزمائیں

1- قرآن وحدیث میں کس درخت کو شجرۂ طیبہ کہہ کر مسلمان کے مشابہ قرار دیا گیا ہے؟

① زیتون۔ ② کھجور۔ ③ سیب

2- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت محرم کی کس تاریخ کو ہوئی؟

① دس محرم۔ ② یکم محرم۔ ③ بیس محرم

3- سیالکوٹ اور مقبوضہ جموں کے درمیان سرحد کو کیا کہتے ہیں؟

① لائن آف کنٹرول۔ ② ورکنگ باؤنڈری۔

③ سیز فائر لائن۔

4- سن ہجری کا آغاز کس خلیفہ راشد کے دور میں ہوا؟

① حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ

③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

5- ''اسی طرح خطابات کے دوران کانا پھوسی اور سرگوشی انتہائی معیوب اور آداب مجلس کے خلاف ہے۔'' یہ جملہ مجلّہ الحرمین کے اسی شمارہ کے کس صفحہ پر ہے؟ نیز مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

نوٹ: بھائی بہنوں سے گزارش ہے کہ سوالوں کے جوابات کے ساتھ ساتھ مجلّہ الحرمین کے بارے میں اپنے تاثرات بھی لازمی لکھ کر بھجا کریں تاکہ آپ کی آراء کی روشنی میں مجلّہ کو بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔ نیز اپنا فون نمبر بھی ضرور لکھیں۔

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1- حاجی 10 ذی الحجہ کو جمرہ کبریٰ کو کنکریاں مارتے ہیں۔

2- حجاج مکہ سے روانگی کے وقت طواف وداع کرتے ہیں۔

3- حج وعمرہ کا طواف کرتے ہوئے پہلے تین چکروں میں رمل کیا جاتا ہے۔

4- بھارت نے دریائے چناب میں دس لاکھ کیوسک پانی چھوڑا۔

5- یہ جملہ مجلّہ الحرمین اکتوبر 2014ء کے صفحہ 41 پر ہے۔ مضمون نگار کا نام ابو مسلم موجود ہے۔

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

1- محمد اسلم شاہین۔ بہاولنگر
2- شفیق الرحمٰن۔ لاہور
3- عاصم محمود۔ نارووال

خصوصی انعامات

1- کوثر پروین۔ جہلم
2- عمران شاکر۔ ٹیکسلا
3- محمد مجاہد۔ اوکاڑہ

میدان جنگ میں دعا کی اہمیت

مجاہدین اسلام جب کابل کا گھیراؤ کیے ہوئے تھے اسی دوران ظہر کا وقت آن پہنچا۔ مسلمانوں کے سپہ سالار قتیبہ بن مسلم نے نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے دربار میں گڑگڑا کر یہ دعا کی ''اے اللہ! ہمیں فتح ونصرت سے ہمکنار کر کیونکہ فتح ونصرت تیری ہی جانب سے نصیب ہوا کرتی ہے۔''

اس جنگ میں لشکر اسلام کی تعداد کا اندازہ ایک لاکھ کیا گیا ہے۔ قتیبہ بن مسلمؒ نے جنگی کارروائی سے پہلے ایک نیک اور مستجاب الدعوات شخص کو، جن کا نام محمد بن واسع تھا' تلاش کرنے کا حکم دیا۔ یہ وہ وقت تھا جب جانوں کی تجارت ہونے والی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب جنت کے دروازے کھولے جارہے تھے اور فرشتوں کی آمد ہورہی تھی مگر سپہ سالار اپنے اصحاب سے کہہ رہا تھا: محمد بن واسع کو تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ۔

مجاہدین لشکر اسلام نے محمد بن واسع کی تلاش شروع کردی۔ دیکھا کہ وہ اپنے نیزے پر ٹیک لگائے زاروقطار رو رہے ہیں اور اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہہ رہے ہیں:

یاحی یاقیوم!

لوگوں نے آکر قتیبہ بن مسلم کو خبر دی تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ محمد بن واسع کی (آسمان کی طرف اٹھی ہوئی) انگلی میرے نزدیک ایک لاکھ نامور چمکدار تلواروں اور ایک لاکھ کے خوش منظر لشکر جرار سے بہتر ہے۔''

پھر جنگ شروع ہوئی۔ خوب گرما گرم جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم سے نوازا اور دشمنوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ چنانچہ عصر کا وقت ہوتے ہوئے مسلمانوں نے کابل کو فتح کرلیا اور عصر کی نماز کابل میں ادا کی۔ (بحوالہ: دعاؤں کی قبولیت کے سنہرے واقعات۔ از قلم عبد المالک مجاہد)

(سید عثمان عبداللہ' ڈپٹی والا تحصیل بھوآنہ)

پسندیدہ اشعار

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

(انتخاب: کاشفہ ناز)

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے' ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی ہوں ذرا دھیان سے

(لینہ منظور)

اسی خیال نے تدبیر کو جمال دیا
اسی خیال نے تقدیر کو اچھال دیا
اسی خیال کو اقبال نے کمال دیا
اسی خیال کو سب نے عمل میں ڈھال دیا
یہی خیال تھا بابائے قوم کا ایمان
اسی خیال کو کہتے ہیں آج پاکستان

(انتخاب: نسیم اختر)



مروجہ تعلیمی نظام

بہتر نتائج دینے میں ناکام کیوں؟

''تعلیم'' عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ دراصل علم سے ماخوذ ہے۔ یعنی کسی چیز کو جاننا، کسی چیز کی مخفی اصلیت معلوم کرنا۔ کسی چیز کا ادراک کرنا۔ انگریزی میں لفظ ''تعلیم'' کا متبادل لفظ ایجوکیشن ہے۔ ایجوکیشن دراصل ایک لاطینی لفظ ایجوسر سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی پوشیدہ صلاحیتوں کو سامنے لانا کے ہیں۔

لاطینی زبان میں ''تعلیم'' کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے: ☆ بچے کی تربیت کرنا ☆ بچے کی نشوونما کرنا ☆ کسی شخص کی خاص سمت کی طرف راہنمائی کرنا ☆ چھپی صلاحیتوں کو نکھارنا اور بہتر بنانا۔ وغیرہ

بلاشبہ ''تعلیم'' انسان کے اخلاق وسیرت کی تعمیر کرتی ہے۔ یہ انسان میں اچھائی کو ابھارتی اور برائیوں کا ازالہ کرتی ہے...... تعلیم زندگی کے مسائل کو حل کرنے کا ذریعہ ہے......

علم انسان کی اخلاقی کمزوریوں کو دور کرتا ہے اور ان میں عظیم اوصاف پیدا کرتا ہے۔ کتابوں کا مقصود صرف پڑھنا پڑھانا ہی نہیں ہوتا بلکہ لکھی ہوئی باتوں پر عمل پیرا ہونا ہوتا ہے۔ علم کی بدولت انسان کو صحیح معنوں میں قدرومنزلت حاصل ہوتی ہے۔ صاحب علم کسی بستی یا محلے میں ہوں' لوگ اس کی عزت وتوقیر کرتے ہیں...... قلم دلوں اور روحوں کو مسخر کرتا ہے قلم کی فتوحات لازوال ہوتی ہیں۔

علم کی بدولت انسان بڑی بڑی قوتوں کو مسخر کر رہا ہے۔ یہ علم کا ہی سرچشمہ ہے کہ انسان سربفلک پہاڑوں، لق ودق صحراؤں، بپھرے ہوئے سمندروں اور بسیط فضاؤں پر حکمرانی کر رہا ہے۔ بلاشبہ وہ ماضی بہت بہترین، تھا جب علم مسلمانوں کا شیوہ اور طرۂ امتیاز تھا۔ اور جب تک مسلمان علم وتعلم کے ہتھیار سے مسلح رہے دنیا پر چھائے رہے...... لیکن جب علم سے محروم ہوئے اور تعلیم پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو وہ زوال پذیر ہونا شروع ہو گئے......

بحمد للہ! ہمارے وطن عزیز پاکستان میں ہر درجہ کے سکولز، کالجز، یونیورسٹیز، اکیڈمیز، مدارس، ٹیوشن سنٹرز قائم ہیں......

قابل وماہر اساتذہ موجود ہیں...... عالی شان عمارات اور پھر ان میں سہولیات موجود ہیں...... لیکن اس سب کے باوجود ہمارا تعلیمی نظام دن بدن زوال پذیر ہو رہا ہے...... انجمن اقوام متحدہ کے موقر ادارے یونیسکو نے اپنی تازہ ترین رپورٹ میں کہا ہے کہ پاکستان میں شرح خواندگی میں اضافہ ہونے کی بجائے کمی واقع ہو گئی ہے۔ اور اس وقت 70 لاکھ بچے ایسے ہیں جو سکول جانے کی عمر میں ہیں۔ یعنی ان کی عمریں 5 سے 9 سال کے درمیان ہیں لیکن وہ سکول نہیں جاتے۔ ان بچوں کی اکثریت یا تو گھروں میں والدین کا ہاتھ بٹاتی ہے خصوصاً لڑکیاں اور لڑکے چائلڈ لیبر فورس کا حصہ بن چکے ہیں اس کے علاوہ کثیر تعداد ایسے بچوں کی ہے جو ورکشاپوں، دکانوں، فیکٹریوں میں کام کاج کرتے ہیں، لاکھوں بچے ایسے بھی ہیں جو گلیوں، سڑکوں، اور مزاروں میں آوارہ گردی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

پاکستان میں شرح خواندگی مبالغے کے ساتھ بھی 46 فیصد ہے اور کچھ علاقوں میں 30 سے 20 فیصد تک بھی پہنچ چکی ہے۔ حالیہ سال 2014ء میں میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے رزلٹ کی کامیابی کہیں 48 فیصد اور کہیں 57 فیصد رہی اور باقی تمام ناکام ہوئے۔ جس کے نتیجے میں مایوسیوں کا پھیلنا، ذہنی توازن کھو بیٹھنا اور خودکشیوں کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ جو کہ قابل غور بات ہے۔

اس کے کچھ اسباب ہیں ان کی طرف توجہ کرتے ہیں:

غربت:

پڑھائی کی راہ میں اہم رکاوٹ غربت ہے۔ آج کے یورپی معیشت کے قوانین کے ذریعے امیر امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب غربت کی اتھاہ گہرائی میں جا رہا ہے۔ اور اسلامی قوانین یعنی زکوٰۃ وصدقات وغیرہ کو پس پشت ڈال کر یا غلط طریقوں سے استعمال کرنے کی وجہ سے غربت کا گراف بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سکولوں کی بھاری فیسوں کی وجہ سے ایک محنتی اور علم کا شوق رکھنے والا طالب علم بھی اپنے اس شوق کو پورا نہیں کر پاتا۔ ایک رپورٹ کے مطابق اکثر تعلیمی ادارے تجارتی بنیادوں پر بنائے جاتے ہیں جو ادارہ جتنا زیادہ کمائے گا اتنا ہی کامیاب ٹھہرے گا جو کہ قابل افسوس بات ہے...... اس کے علاوہ حکومت کی سطح پر کئی سالوں سے یہ اعلانات ہو رہے ہیں کہ تعلیم پر اٹھنے والے اخراجات جی ڈی پی کا 4 فیصد تک بڑھا رہی ہے لیکن اس میں کوئی مثبت پیشرفت نہیں ہوئی...... اگر حکمرانوں کی غفلت کا ہی رونا نہ روئیں خود بھی کچھ ہمت کریں اور ہر صاحب مال اور صاحب دل کم از کم 5 بچوں کی تعلیم کا خرچہ برداشت کر لے تو ناخواندگی کی شرح پر کافی حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

مشکل نصاب وامتحانی پرچہ جات:

پلے گروپ سے ہی ایک طالب علم کو کم از کم 8 کتابوں کے ساتھ 8 ہی کاپیوں کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ جو کلاسوں کے حساب سے مشکل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔ اور پھر سمجھانے کی بجائے رٹہ سسٹم کے

تعلیم و تعلم



اخت سعد الرحمٰن

☆......اقوام متحدہ جو ''پڑھا لکھا پنجاب'' کے اشتہاروں پر اربوں خرچ کر کے خاص طبقہ کو فائدہ پہنچا رہا ہے' کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں شرح خواندگی میں اضافہ کی بجائے کمی ہو رہی ہے۔

☆......طالب علم کی ناکامی کا ایک سبب ہر چھ ماہ بعد نصاب میں تبدیلی ہے۔ اسی طرح سال کے آخر میں اسباق پڑھانے کی دوڑ لگتی ہے جس سے طالب علم کے پلّے کچھ نہیں پڑتا۔

تحت اسے پڑھایا جاتا ہے۔

خصوصاً انگلش...... سکولوں کالجوں کی ایک کثیر تعداد طالب علموں کو انگلش کا ترجمہ نہیں پڑھاتے۔ اگر ترجمہ پڑھایا بھی جائے تو الٹا نقصان کہ انگلش کتابوں میں لوسٹوریاں اور ہندی وانگریزی کلچر پر مشتمل کہانیاں۔

ایک رپورٹ کے مطابق ہر سال بی اے میں 50 فیصد سے زائد طلبا وطالبات صرف انگریزی کے مضمون میں فیل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح پنجاب یونیورسٹی سے ہر سال ڈیڑھ لاکھ کے لگ بھگ طالب علم بی اے کا امتحان دیتے ہیں مگر ان میں کامیاب ہونے والوں کی تعداد 40 فیصد بھی نہیں ہوتی۔ ناکام ہونے والوں میں بڑی تعداد ایسی ہے جو انگلش کے مضمون میں فیل ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ بار بار فیل ہونے کی وجہ سے وہ تعلیم کو خیر باد کہہ دیتے ہیں۔

سکولز میں وائٹ بورڈز کا استعمال بہت ہی کم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پریکٹیکل کی طرف بھی بالکل توجہ نہیں دی جاتی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر چھ ماہ کے بعد نصاب کا بدل جانا اور اس میں چیدہ چیدہ تبدیلیاں بھی پڑھائی کو متاثر کرنے میں کافی کردار ادا کرتی ہیں۔

سال کے شروع میں پڑھائی پر اتنی خاص توجہ دی نہیں جاتی لیکن سال کے آخر میں طالب علم کو زیادہ سے زیادہ اسباق پڑھا کر تقریباً دوڑایا جاتا ہے۔ جس سے امتحانات میں کمزور طلبا کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ امتحانات میں انتہائی مشکل اور طویل سوالات کی وجہ سے بھی طالب علم کامیابی کو پانے میں ناکام رہتے ہیں۔ نیز ہر طالب علم کو یہ بات ذہن نشین کروائی جاتی ہے کہ آپ جو پڑھ رہے ہیں وہ امتحان پاس کرنے کے لیے ہی ہے۔ اگر اس کو سمجھا کر مطالعہ کی طرز پر اور عمل کروانے کے لیے پڑھایا جائے تو طالب علم امتحانات میں کامیاب ہونے کے ساتھ ایک کامیاب طالب علم بھی بن سکتا ہے۔

الدعوۃ سسٹم کے تحت چلنے والے الدعوۃ سکولز میں نصاب بچے کے ذہنی لیول کے مطابق تیار کیا جاتا ہے جو کہ ایک کامیاب نصاب ہے اور پھر پڑھانے کا انداز بھی منفرد۔ حالیہ ہونے والے امتحانوں میں مڈل حصہ کے آسان معروضی نما سوالات پر مشتمل پیپرز لیے جا رہے ہیں اور آئندہ پرائمری حصہ کے لیے بھی اس لائحہ عمل کو اختیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو کہ ایک بہترین کاوش ہے۔

اکثر اساتذہ کی لاپرواہی:

استاد روحانی باپ ہوتا ہے...... اور ایک طالب علم کی کامیابی میں استاد کا بہت اہم کردار ہوتا ہے...... اساتذہ کی کثیر تعداد صرف تنخواہوں کے بل بوتے پر طالب علموں کو پڑھاتے ہیں، اگر تنخواہ ان کی مرضی کے مطابق ہو گی تو وہ پڑھائی پر توجہ دیں گے ورنہ...... اور بعض اساتذہ ایسے ہیں جو امانت داری سے نہیں پڑھاتے...... بعض اساتذہ بچوں کی پڑھائی میں توجہ نہیں کرتے، دلچسپی نہیں لیتے، فکر نہیں کرتے...... اور اکثر اساتذہ ایسے ہیں جو صرف ان طالب علموں کو پاس کرتے ہیں جو ان کے پاس ٹیوشن پڑھتے ہیں۔

جعل سازی اور رشوت:

آج کل یہ سلسلہ عروج پکڑتا جا رہا ہے کہ جعلی اسناد اور جعلی رزلٹ کارڈ کے ساتھ ساتھ رشوت عام ہو گئی ہے۔ تعلیمی شعبے سمیت ہر شعبے میں پڑھنا ہے یا پڑھانا، نوکری حاصل کرنا، پاس ہونا، سب رشوت اور جعل سازی چلتی ہے۔ جس کے نتیجے میں کامیاب ہونے والے طالب علم تعلیم سے مستفید نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اس کا ٹھیک طرح سے استعمال کر پاتے ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق میٹرک کے سالانہ امتحان 2014ء میں لاہور سمیت پنجاب بھر میں 500 سے زائد طلبا وطالبات کو رزلٹ کی تیاری کے دوران پیپروں میں کم نمبر لگانے پر فیل کرنے کا انکشاف ہوا ہے۔ جس پر 300 سے زائد پیپرز چیکروں اور ایگزامینرز کو نااہل کرنے کے لیے سمری تیار کر لی گئی، عمل ہو گا یا نہیں یہ الگ بات ہے۔

اسی طرح پیپروں کی چیکنگ کے دوران بڑے پیمانے پر گڑبڑ کی خبریں بھی نمایاں ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ سیکنڈری بورڈ لاہور سمیت پنجاب بھر کے مختلف اضلاع میں قائم محکمہ تعلیم کے 9 سیکنڈری بورڈوں میں 30 ہزار سے زائد طلبا وطالبات نے میٹرک کے سالانہ امتحان میں فیل ہونے پر پیپروں کی ری چیکنگ کے لیے درخواستیں دی ہیں۔

ایک محقق رپورٹ کے مطابق یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ نہ طالب علم پاس ہوں گے اور نہ نوکریاں دینی پڑیں گی، اس طرح ساری ''بچت'' صاحب اختیار کے اکاؤنٹ میں جائے گی۔

علامہ اقبالؒ سے معذرت کے ساتھ:

گلا تو گھونٹ دیا صاحب اختیار نے تیرا
کہاں سے آئے کامیابی کی صدا

طالب علم اور پڑھائی:

اس کے علاوہ نوجوانوں کی کثیر تعداد خصوصاً لڑکے سستی، کاہلی، کھیل، کرکٹ، نیٹ کا کثرت سے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ آوارہ گھومنے پھرنے کو ترجیح دیتے ہیں جس کی وجہ سے امتحانات میں طالبات سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

باقی صفحہ 19 پر

☆......پنجاب یونیورسٹی سے ہر سال ڈیڑھ لاکھ طالب علم بی اے کا امتحان دیتے ہیں مگر انگریزی میں صرف 40 فیصد پاس ہوتے ہیں جبکہ 60 فیصد تعلیم کو خیر باد کہہ دیتے ہیں۔

درس قرآن

آئیے قرآن سیکھیں

نَحمَدُهٗ وَنُصَلِّی علٰی رَسُوْلِهِ الکَرِیْم اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُهٗٓ اِلَی اللهِ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (271)

ترجمہ وتفہیم

جولوگ سود کھاتے ہیں، وہ نہیں اٹھیں گے مگر جیسا کہ وہ شخص اٹھتا ہے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود کی مانند ہے۔ اور حال یہ ہے کہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ تو جس کو اللہ کی تنبیہ پہنچ گئی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ گزر چکا وہ اس کے لیے ہے۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد۔ اور جو کوئی اب (حکم حرمت آنے کے بعد) لے تو یہی لوگ آگ کے باسی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

معانی ومصادر:

یَاْکُلُوْنَ (ن) اَکَلَ یَاْکُلُ اَکْلٌ مَاکِلٌ مضارع معروف سے جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے وہ کھاتے ہیں مادہ اس کا ء ک ل ہے۔

الرِّبٰوا (ن) رِبَا یَرْبُو رِبَاءٌ ورَبُوٌّ بڑھنا، پھلنا پھولنا ، زیادتی ہونا ، مصدر ہے اصطلاحاً سود کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ر ب و اس کا مادہ ہے۔

نکلنا، رہنا، قیام کرنا، مضارع معروف سے جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے وہ کھڑے ہوتے ہیں یا ہوں گے۔ مادہ اس کا ق دم ہے۔

یَتَخَبَّطُ تَخَبَّطَ یَتَخَبَّطُ تَخَبُّطٌ (باب تفعّل) پاگل بنانا۔ شدید ضرب لگانا، روندنا، عقل مت مار دینا، باب تفعّل میں شدت اور مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی بری طرح عقل مت مار دینا۔ مضارع معروف سے واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے باؤلا کر دیا اسی طرح ہمارے ہاں لفظ بولا جاتا ہے خبطی یا مخبوط الحواس۔ اس کا مادہ خ ب ط ہے۔

مَسٌّ مَسَّ یَمَسُّ مَسٌّ مِسِّیْس (ن ف) چھونا غلط طرح چھونا یعنی تکلیف پہنچانا مصدر مَسّ جنون کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اس کا مادہ م س ہے۔

بَیْعٌ بَاعَ یَبِیْعُ بَیْعٌ بیچنا سودا کرنا معاملہ طے کرنا (کبھی کبھار خریدنا کے معنی میں بھی آتا ہے) مصدر ہے مراد تجارت، کاروبار، لین دین، اس کا مادہ ہے ب ی ع۔

مَوْعِظَةٌ وَعَظَ یَعِظُ وَعْظٌ مَوْعِظَةٌ (ض) نصیحت ڈراوا تنبیہ ایسی نصیحت جس میں ڈراوا بھی شامل ہو۔ مصدر ہے اس کا مادہ و ع ظ ہے۔

فَانْتَهٰی اِنْتَهٰی یَنْتَهِیْ اِنْتِهَاءٌ (باب افتعال) انجام کو پہنچانا۔ ختم ہونا رکنا، بس کر دینا، باز آنا ، ماضی معروف سے واحد مذکر غائب ہے۔ تو وہ باز آ گیا۔

سَلَفَ سَلَفَ یَسْلُفُ سَلَفٌ (ن) گزر گیا ختم ہوگیا پہلے ہونا۔ ماضی معروف سے واحد مذکر غائب ہے گزر گیا۔ مادہ اس کا س ل ف ہے۔

عَادَ عَادَ یَعُوْدُ عَوْدٌ (ن) لوٹنا، دوبارہ کرنا، واپس آنا ، ماضی معروف سے واحد مذکر غائب ہے واپس آیا،

دوبارہ کیا، اس کا مادہ وع ود ہے۔

تشریح وتوضیح:

اللہ رب العزت کا اسلوب بیان ہے کہ ایک چیز کو اچھی طرح واضح کرنے کے لیے اس کی مخالف اور الٹ چیز کا بھی وہیں بیان کر دیتے ہیں تا کہ کسی بھی چیز کی اچھائی برائی پوری طرح واضح ہو سکے۔ عربی محاورہ ہے:

''یَعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا'' چیزوں کا تعارف ان کی ضد (الٹ) سے ہوتا ہے۔

سو انفاق فی سبیل اللہ کے بعد سود کا تذکرہ فرمایا تا کہ عقل والے اسلام کے معاشی نظام کے محاسن بخوبی ملاحظہ کر سکیں۔ انفاق فی سبیل اللہ اور اس کے متعلق احکام ہم نے جانے۔ یقیناً اس سے ہمیں اس کی دنیاوی واخروی خیر اور ثمرات کا بھی پتہ چلا ہوگا۔

اب اس کے بالمقابل ایک شخصیت ہے جو مال دے کر بھول جانا تو بڑی بات ہے۔ مال دے کر اس مال سے کئی گنا زیادہ رقم سود کے نام پر وصول کر کر کے پھر بھی وہ سمجھتا ہے کہ ابھی مجھے اصل مال لینا ہے۔ وہ اصل مال کو محفوظ کر کے اس کی قیمت کھاتا رہتا ہے۔ خواہ یہ قیمت مقروض کی جان سے نکلے یا خون سے نکلے اس کی بلا سے۔

سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں سود کا حکم سب سے آخر میں نازل ہوا اور نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی۔ اس سے پہلے کہ اس کے تمام احکامات واضح فرماتے سو تم سود بھی چھوڑ دو اور ہر چیز جس میں سود کا شبہ ہے وہ بھی چھوڑ دو۔ (ابن ماجہ)

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا: سنو زمانہ جاہلیت کا سود میرے دونوں قدموں تلے ہے اور پہلا سود جسے میں معاف کرتا ہوں میرے چچا عباس کا ہے (یعنی انہوں نے سودی قرضے دیے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اب اصل مال ملے گا اور سود نہیں) (مسلم، کتاب الحج)

سود کی قباحت کے بارے میں آیات نازل ہو چکی تھیں مگر قطعی حرمت آپ کی زندگی کے بالکل آخر میں نازل ہوتی۔ رقم سے سود لینا دینا تو بہرحال واضح ہے مگر اشیاء سے اشیاء کے تبادلے اور اتری ہوئی فصل کو کھڑی فصل وغیرہ کے ساتھ بیچنے کے سلسلے میں بہت سے ایسے احکامات میں جنہیں آپ نے سود قرار دیا ہے۔ مالی معاملات کی بہت زیادہ سمجھ رکھنے والوں کو اس میں سود کی بُو محسوس ہوتی بھی ہوگی لیکن کاروباری اور مالی معاملات کو زیادہ نہ سمجھنے والے سود کو نہیں پہچان سکتے۔

اسی لیے حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ سود کو بھی چھوڑ دو اور سود کے شبے والی چیزوں کو بھی چھوڑ دو۔ تو اجناس اور فصل یا زمین وغیرہ میں سود کے علاوہ۔ عام طور پر سود کی جو معروف ترین صورت ہے وہ یہ کہ سرمایہ دار ضرورتمند کو رقم اس شرط پر دے کہ اتنی مدت گزرنے پر میری رقم میں اتنا اضافہ ہو جائے گا۔ سرمایہ دار اور ضرورتمند کا جہاں تک معاملہ طے پا جائے۔ مثلاً سرمایہ دار کہتا ہے کہ ہر مہینے ایک لاکھ پر تم مجھے 1000 روپیہ ادا کرو گے یعنی سال کے بعد 12000 روپے ایک لاکھ کے علاوہ ہوں گے۔

اور یہ رقم ماہ کے بعد 3000 روپے بھی طے پا سکتی ہے اور سال بعد ایک لاکھ کے علاوہ 30000 مزید بڑھ چکے ہوں گے۔

یہ رقم سرمایہ دار محض وقت اور مدت کے عوض وصول کرتا ہے۔ جتنی مدت بڑھتی جاتی ہے اس کی رقم بڑھتی جاتی ہے۔ یہ بات تو بہرحال طے شدہ ہے جو سود لیتا ہے اس میں احساس رحم دلی، ترس، ہمدردی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، اس کی ایک نفسیات ہے کہ بس میری رقم دو سے چار کیسے ہو اور چار سے آٹھ کیسے بنے۔ لوگوں کی پریشانیاں مشکلات اور تکلیفیں اس کو محبوب ہیں کہ لوگ جس قدر زیادہ پریشان حال اور تنگدست ہوں گے وہ اپنی مجبوری کو زیادہ سے زیادہ شرح سود دینے پر آمادہ ہوں گے۔ لہٰذا اس کی بلا سے۔ کسی کا مرے کسی کا جیے۔ کسی کو سیلاب پریشان کرے۔ کسی کے گھر کو آگ لگے اس کی شرح سود بڑھنی چاہیے اور اسے تو مقروض چاہئیں۔

مال کی محبت نے اس کو دیوانہ بنا دیا ہے۔ وہ بُو سونگھتا پھرتا ہے ہر جگہ کہ مصیبت کس گھر اتری اور بلا کہاں نازل ہوئی۔ تا کہ یہ شادیانے بجا سکے۔ مال کی اس حرص وہوس کی وجہ سے اس کی ٹپکتی رال ہر کسی کو نظر آ رہی ہے۔ اس کی درندگی اور سفاکیت سے ہر مقروض کو واسطہ پڑ رہا ہے۔ اور اپنی قسط نہ ملنے پر اس کے منہ سے مارے غصے اور جنون کے جھاگ کا نکلنا۔ مغلظات کا ابلنا۔ اور باؤلا ہو کر مقروض کے گھر کی ایک ایک چیز پر نظر رکھنا کہ اب یہ میری اور اگلی دفعہ یہ میری ہوگی۔ یہ سب چیزیں واقعتاً اس کو مجنون بنا دیتی ہیں جسے کسی شخص کو جن چمٹا ہو اور اسے اذیتیں پہنچا

وہ کہتا ہے کہ تجارت بھی سود جیسی ہے۔ حالانکہ اللہ نے تجارت حلال کی ہے اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے۔ یہ جو جملہ ہے ﴿اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ اللہ رب العزت کا فرمان بھی ہو سکتا ہے کہ کیسے نادان ہیں۔ جو تجارت اللہ نے حلال رکھی اور سود حرام کیا۔

جبکہ سود خور ایک ہی رقم کا منافع ساری زندگی لیتا رہتا ہے حتی کہ بسا اوقات اصل زر سے دوگنا چوگنا سود وصول کرنے کے بعد بھی اس کا اصل قرض تو ابھی جوں کا توں باقی ہے۔

رہا ہو تو جس کو جن چمٹا ہوا ہے وہ عجیب وغریب حرکتیں کرتا ہے۔

بعینہٖ یہ سود خور اپنی ہوس کی وجہ سے ایسا ہی نظر آرہا ہے۔

گویا وہ دنیا میں پاگلوں کی سی زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔ پھر عجیب بات یہ تجربے میں آتی ہے کہ جو مال کا حریص ہوتا ہے وہ اتنا ہی بخیل بھی ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ مال جسے اس نے سود لے لے کر جمع کیا ہوتا ہے اسے اپنی ذات کے آرام اور سکون کے لیے استعمال کرتے ہوئے بھی اس کا دل تنگ ہوتا ہے۔

اب ایک مال جمع کرنے کی فکر دوسرا بخل یہ دو چیزیں مل کر اس سودی کی جو تصویر بناتی ہیں۔ آپ بھی اسے اپنی آنکھوں کے سامنے لانا چاہیں تو جلدی ہی سمجھ آجائے گا کہ اللہ نے اس کے بارے میں جو یہ کہا کہ شیطان نے اسے چھو کر دیوانہ بنا دیا ہے۔ اس سے بہتر تمثیل اس کی اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

بعض اس کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ وہ قیامت والے دن آئے گا تو بالکل باؤلا سا ہوگا بلکہ ایک روایت میں من المس کے بعد یوم القیامۃ کے الفاظ بھی ہیں اور یہ بات طے شدہ ہے کہ جرائم کی سزا ان ہی کی مثل ہوگی انسان دنیا میں جیسا گناہ کرتا ہوگا۔ قیامت والے دن اسے جو سزا ملے گی۔ جرم اور سزا میں مثلیت یا مشابہت لازماً ہوگی۔ جو دوسروں کو ذلیل کرتا تھا۔ اللہ اسے ذلیل کریں گے۔ جو دوسروں کے عیب چنتا تھا اللہ اس کے عیوب چنیں گے۔ جو ریاء و دکھاوا کرتا تھا۔ اللہ اس کی خوب مشہوریاں کریں گے وغیرہ وغیرہ

تو جو دنیا میں مال کی ہوس میں پاگل ہوا ہوا تھا اللہ اسے اسی حال میں اٹھائیں گے۔

اللہ قرآن مجید میں کسی ایسے ہی باؤلے کا نقشہ کھینچتے ہیں جو میدانِ محشر میں پکار رہا ہوگا۔ ﴿مَا اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطَانِیَهْ﴾ (الحاقۃ)

''میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا ہائے میری سلطنت برباد ہوگئی''۔

اور یہ سزا اسے کیوں ملے گی کہ وہ کہتا ہے کہ تجارت بھی سود جیسی ہے۔ حالانکہ اللہ نے تجارت حلال کی ہے اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے۔ یہ جو جملہ ہے ﴿اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ اللہ رب العزت کا فرمان بھی ہوسکتا ہے کہ کیسے نادان ہیں۔ جو تجارت اللہ نے حلال رکھی اور سود حرام کیا۔ کوئی تو وجہ ہوگی جو ہماری کوتاہ عقل میں نہیں آتی نہ آئے۔ اللہ حکیم مطلق نے اپنی حکمتوں کے تحت ہی ایک تو حلال اور دوسرے کو حرام ٹھہرایا ہے اپنی کوتاہی تسلیم کرتے ہوئے اس کے علم کے سامنے سرِ تسلیم خم کردو۔

دوسرا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہی نافرمانوں کا قول اللہ نے نقل کیا ہو کہ وہ مارے تعجب اور اعتراض کے کہتے ہیں کہ تجارت بھی سود ہی کی طرح ہے تو پھر اللہ نے تجارت (کیوں) حلال کردی اور سود کو (کیوں) حرام کردیا؟

یہ جو دلیل ہے سود خوروں کی کہ تجارت سود جیسی ہے یہ بڑی بودی بات ہے تجارت اور سود میں بہت سارے نمایاں فرق ہیں مثلاً:

(۱) تاجر اپنی رقم کسی کاروبار میں لگاتا ہے پوری محنت، سارا وقت صلاحیت، توجہ اور رقم لگا کر جب وہ کاروبار کرتا ہے تو منافع کے ساتھ ساتھ 100% اس بات کا خطرہ بھی ہوتا ہے کہ کاروبار چلے یا نہ چلے۔ نفع ہو یا نقصان حتیٰ کہ کاروبار دیوالیہ تک ہونے کا خطرہ رہتا ہے اصل زر جس میں روپے جاتے اس سب خطرے کے باوجود وہ مارکیٹ کا پوری ہمت سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنی رقم کاروبار میں جھونکتا ہے۔

جبکہ سود خور کو نفع کے ساتھ نقصان کا کوئی خطرہ نہیں۔ حتیٰ کہ ڈاکہ پڑ جائے۔ کاروبار ٹھپ ہوجائے۔ اس کے لیے طے شدہ رقم تیار رہے گی۔ تاجر کی رقم ڈوب سکتی ہے محنت، وقت، صلاحیت ہر چیز ضائع ہوسکتی ہے۔ مگر سود خور نما جن کا نہ صرف اصل زر محفوظ ہے بلکہ اس پر لگی بندھی رقم مستزاد ہے۔

(۲) کاروبار میں فریقین باہم نفع کا تبادلہ کرتے ہیں۔ ایک کو اپنی مرضی کی چیز مل گئی اس کی ضرورت پوری ہوئی دوسرے کو اپنی محنت کی اجرت مل گئی اس کی بھی ضرورت پوری ہوئی۔

مگر یہاں منافع کا تبادلہ نہیں ہے ایک کو ملنا ہی ملنا ہے۔ دوسرے سے نکلنا ہی نکلنا ہے۔ ایک کا فائدہ دوسرے کا حق تلف کرتا ہے۔

(۳) کاروبار میں تاجر جتنا بھی نفع لیتا ہے وہ صرف ایک بار لیتا ہے۔ جو چیز اس نے لاکھ کی لی۔ ڈیڑھ لاکھ دو لاکھ میں بیچ دیں۔ جتنا بھی نفع لیا۔ وہ بہر حال ایک ہی دفعہ لیا۔ دو بار یا چار بار نہیں صرف ایک بار لیا۔ جبکہ سود خور ایک ہی رقم کا منافع ساری زندگی لیتا رہتا ہے حتیٰ کہ بسا اوقات اصل زر سے دوگنا چوگنا سود وصول کرنے کے بعد بھی اس کا اصل قرض تو ابھی جوں کا توں باقی ہے۔

(۴) تجارت میں چیز اور اس کی قیمت کا تبادلہ ہونے کے ساتھ معاملہ ختم ہو

سود کا لکھنا، اس کا حساب رکھنا، گواہ بننا، سود پر تعاون کرنا، محنت تو واقعی ہے مگر حرام جگہ، جیسے چور کی محنت گناہ ہے اور کمائی حرام ہے محنت تو اس نے بھی کی ہے محنت حلال جگہ کرنی چاہیے۔

جاتا ہے۔ اس کے بعد فریقین نے دونوں نے ایک دوسرے کو کچھ نہیں دینا ہوتا مکان یا زمین وغیرہ جو کرائے پر دیئے جاتے ہیں۔ ان میں اصل چیز جس کے استعمال کی قیمت ادا کی جاتی ہے وہ باقی رہتی ہے۔ اور وہی اٹھا کے مالک کو واپس دی جاتی ہے لیکن رقم تو استعمال ہو جاتی ہے۔ وہ استعمال ہوتی ہے تو کام شروع ہوتا ہے۔ اب اس میں مقروض نے رقم بھی پیدا کرنی ہے۔ اور ساتھ ساتھ اس کا قرض بھی۔

(۵) قرض دو طرح کا ہے ایک تو وہ جو ذاتی ضروریات کے لیے لیا گیا۔ اس پر تو کسی نفع کا سوال ہی نہیں (باپ مر گیا وقت گزارنے کے لیے رقم قرض لی۔ رقم استعمال ہو گئی اب یہ جو رقم استعمال ہو چکی ہے اس پر جس نے سود دینا ہے وہ تو مقروض کی جان میں سے ہی نکل سکتا ہے اور کہیں سے نہیں کیوں کہ رقم کھائی جا چکی ہے۔

دوسرا قرضہ جو کاروبار کے لیے لیا جاتا ہے مثلاً تجارت، کھیتی باڑی کارخانہ لگانے کے لیے لیا جاتا ہے۔ اس میں بھی بڑی عجیب بات ہے کہ سود خود مدت اور مہلت کی قیمت وصول کرتا ہے۔ حالانکہ یہ مہلت جتنی مقروض کے لیے فائدہ مند ہے اتنی ہی نقصان دہ ہونے کا اندیشہ بھی ہے ہو سکتا ہے وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ فائدے کے بجائے نقصان بڑھ رہا ہو کتنی عجیب بات ہے ایک مطمئن اور خوشحال ہے اپنے یقینی فائدے پر دوسرا جان بلب ہے اپنے متوقع اور غیر یقینی فائدے کی وجہ سے اور بہت سی وجوہات ہیں جو ہماری ناقص عقل میں نہیں آ سکتیں۔ جن کی بنا پر اللہ نے تجارت حلال ٹھہرائی ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

سو اللہ کا حکم سننے کے بعد جو باز آ جائے اور سود سے توبہ کر لے آئندہ کے لیے نہ لینے کا عزم کرے تو پچھلا وہ لے چکا ہے اس سے وہ واپس طلب نہ کیا جائے گا۔ جو گزر چکا سو گزر چکا۔ اب اس کا حساب کتاب بھی تقریباً ناممکن۔ اور سب سے بڑی بات کہ لاعلمی کا گناہ معاف ہے۔

اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ اس کی نیت اور اس کا عمل دیکھ رہا ہے اگر واقعتاً وہ اللہ سے ڈر گیا ہے اور اس کا حکم دل و جان سے اس نے قبول کر لیا ہے تو خود وہ دھیان رکھے گا کہ جو رقم حرام کی ہے وہ نہ کھائے۔ بلکہ حتی الوسع اسے حقداروں تک پہنچانے کی کوشش کرے۔ نہیں تو وہ رقم فی سبیل اللہ یا انسانیت کی فلاح وبہبود پر لگا دے اور زیادہ سے زیادہ صدقات وخیرات دے کر وہ تلافی مافات کی کوشش کرتا رہے۔ جن سے سود لے چکا ہے اب گاہے بگاہے ان کے ساتھ احسان سلوک کرتا رہے تو یقیناً اللہ معاف فرمانے والا مہربان ہے لیکن اگر مال کی حرص اور بخل وہی ہے اور حلال وحرام کی تمیز اس کی مزاج کا حصہ نہیں بنی تو اللہ خوب جاننے والا اور خوب حساب لینے والا ہے اور جو بندہ ظاہر داری کی توبہ کرنے کے باوجود یا حکم سننے کے بعد بھی سود لیتا رہے۔ مال کا پجاری بنا رہے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ ایمان کے باوجود اس کے لیے اللہ نے فرمایا ہے ''اصحاب النار'' کہ دوزخی ہیں جہنم میں جانے والے ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

سود کی قباحت کے ضمن میں آپ کا فرمان ہے۔ سود کے ستر درجے ہیں جن میں ادنیٰ ترین یہ ہے کہ کوئی اپنی ماں سے نکاح (زنا) کرے۔ (ابن ماجہ)

فرمایا: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ صحابہ نے سوال کیا وہ کون سے ہیں؟ فرمایا: شرک، جادو، قتل ناحق، سود، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے فرار، پاکباز مومن بھولی بھالی عورتوں پر تہمت (بخاری، مسلم)

آپؐ نے لعنت فرمائی۔ سود لینے والے پر، دینے والے، لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی نیز فرمایا گناہ میں سب برابر ہیں۔ (مسلم)

اللہ کی طرف سے صریح احکامات ملنے کے بعد اور نبی اکرم ﷺ کی تنبیہات کے بعد کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے اس معاملے میں۔ ہمارے آج کل اچھے بھلے دیندار گھرانے کے بچے بنکوں میں جاب کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں بھئی وہ تو اپنی محنت کی تنخواہ لیتے ہیں۔ اللہ اکبر۔

سود کا لکھنا، اس کا حساب رکھنا، گواہ بننا، سود پر تعاون کرنا، محنت تو واقعی ہے مگر حرام جگہ۔ جیسے چور کی محنت گناہ ہے اور کمائی حرام ہے محنت تو اس نے بھی کی ہے محنت حلال جگہ کرنی چاہیے۔

ایک بڑا اہم مسئلہ یہ ہے کہ کاروبار میں شراکت ہو یا مضاربت ہو یا صرف لین دین ہو تو چونکہ فریقین کا فائدہ اور نقصان سانجھا ہوتا ہے۔ دکاندار کو اچھا اور عمدہ مال سستا ملتا ہے تو خریدار کا فائدہ ہے اگر دکاندار کو گھٹیا اور برا مال مہنگا ملتا ہے۔ تو خریدار کا نقصان ہے۔ تو فائدہ ونقصان مشترک ہونے کی وجہ سے باہم ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات پلتے ہیں۔ اور پروان چڑھتے ہیں۔

لیکن سود میں ایک کا فائدہ ہی فائدہ اور دوسرے کا نقصان ہی نقصان۔ دلوں میں ایک دوسرے سے دوری، کدورت کا اور نفرت کا باعث بنتا ہے۔ عموماً سود خور اس وقت سود کی شرح بڑھا دیتا ہے جب مقروض کا ہاتھ چکی تلے ہو۔ یا وہ کاروبار میں سے اپنی رقم کھینچ لیتا ہے خواہ کاروبار فلاپ ہو جائے تو یہ ایک انسانی معاشرے کو اخلاقی طور پر دیوالیہ کر کے تباہی کے کنارے پہنچا دیتا ہے۔

محنت کرنے سے کوئی کام حلال نہیں ہو جاتا۔ اصل بات یہ ہے کہ حلال وہ ہے جسے اللہ نے حلال کیا ہے حرام وہ ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے ہماری محنت یا صلاحیت حلال کو حرام اور اور حرام کو حلال نہیں کرتی۔ جو چیز حرام ہے اس پر تعاون بھی حرام ہے لہٰذا بنک جاب کرنا بنک کو قرض پر دینا بھی حرام ہے۔ اللہ سمجھ دے جسے حلال پر قناعت کی توفیق دے۔ آمین



آیئے قرآن سیکھیں

اصلاح الدروز

مفتی محمد سعید

تفسیر سورۃ النور

گھروں کی روشنی

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ
كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ
فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا
كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ
مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا
غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ
تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ
لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۳۵) فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ
تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ
الْاٰصَالِ (۳۶) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ
الزَّكٰوةِ لا يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ
الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ (۳۷)
لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا
وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ
يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ
حِسَابٍ (۳۸) وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ
الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا
وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ
الْحِسَابِ (۳۹) اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ
بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ
مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ
سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ
لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ
نُّوْرٍ (۴۰)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے۔جس میں ایک چراغ ہے۔وہ چراغ ایک فانوس میں ہے،وہ فانوس گویا چمکتا ہوا تارا ہے،وہ چراغ ایک مبارک درخت زیتون سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی،اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہو جائے خواہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو،نور پر نور ہے ،اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے،اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے،اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے(35)ان گھروں کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند کیے جائیں اور ان میں اس کا نام یاد کیا جائے ،اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں صبح وشام(36)وہ مرد جنہیں اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ کوئی تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید وفروخت وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی(37)تاکہ اللہ انہیں اس کا بہترین بدلہ دے جو انہوں نے کیا اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔(38)اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال کسی چٹیل میدان میں ایک سراب کی طرح ہیں جسے پیاسا پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے تو وہ اسے اس کا حساب پورا چکا دیتا ہے اور اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے(39)یا ان اندھیروں کی طرح جو نہایت گہرے سمندر میں ہوں جسے ایک موج ڈھانپ رہی ہو،جس کے اوپر ایک اور موج ہو،جس کے اوپر ایک بادل ہو،کئی اندھیرے ہوں،جن میں سے بعض بعض کے اوپر ہوں،جب اپنا ہاتھ نکالے تو قریب نہیں کہ اسے دیکھے اور وہ شخص جس کے لیے اللہ کوئی روشنی نہ بنائے تو اس کے لیے کوئی بھی روشنی نہیں ہے۔(40)

مفردات

یوقد :۔واحد مذکر غائب،فعل مضارع مجہول ،از باب افعال،مثال از ہفت اقسام،وہ روشن کیا جاتا ہے یا روشن کیا جائے گا۔

یضی :واحد مذکر غائب،فعل مضارع معلوم،از باب افعال،مہموز از ہفت اقسام،وہ روشن کرتا ہے یا روشن کرے گا۔

لم تمسس :واحد مونث غائب،فعل جحد معلوم،از باب علم یعلم،مضاعف از ہفت اقسام،اس ایک عورت نے نہیں چھوا۔

اذن:واحد مذکر غائب،فعل ماضی معلوم از باب علم یعلم،مہموز از ہفت اقسام،اس نے حکم دیا۔

یخافون:جمع مذکر غائب،فعل مضارع معلوم از باب

نصر ماضر، اجوف از

ہفت اقسام، وہ ڈرتے ہیں یا ڈریں

گے۔

اخــــرج: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، از باب افعال، صحیح از ہفت اقسام، اس ایک مرد نے نکالا۔

لــم یــجــعــل: واحد مذکر غائب، فعل جحد معلوم، از باب منع یمنع، صحیح از ہفت اقسام۔ اس نے نہیں بنایا۔

یـــزیـــد: واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، از باب ضرب یضرب، اجوف از ہفت اقسام، وہ زیادہ کرتا ہے یا کرے گا۔

تعبیر و تفسیر

دلیل اور مثال کے ذریعے سے تفہیم و تربیت کا قرآنی

اس میں

نور ایمان خیمہ زن ہو

تو یہ روشن ہوتا ہے۔ اور اسی روشنی میں انسان نیک اعمال بجالاتا ہے۔ اور خدانخواستہ جب قلب انسانی پر ظلمت کفر نے ڈیرے جمار کھے ہوں تو یہ دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور انسان اسی سیاہی کے سبب برے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے۔

آیت نمبر 35 سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان کو روشن کرنے والی اللہ پاک کی ذات ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کو رشد و ہدایت جہانوں کے رب کی طرف سے ہی میسر آتی ہے۔ اس نور ہدایت کو اس آیت میں ایک عمدہ مثال سے سمجھایا گیا ہے۔

مثال یہ ہے کہ ایک طاقچہ ہے اس میں ایک چراغ ہے اور یہ چراغ ایک فانوس میں رکھا ہوا ہے اور فانوس ایک چمکتے ہوئے تارے کی مانند ہے۔ اس کے بعد اس

وحی کے

مطابق عمل کے اثرات ہیں

۔ دل میں موجود ایمان واسلام کو روشن و چمکدار کرنے کے لیے نصیحت و تربیت کی معمولی سی چنگاری بھی کافی ہے۔ بس حقیقت و سچائی مومن کے دل تک پہنچنی چاہیے تو پھر وہاں عمل کا چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ یہ ایمان اور عمل کی مثال ہے جسے روشنی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی روشنی کو بڑھانے کی توفیق بخشیں۔ آمین

آیت نمبر 36 میں اللہ کے گھروں کی بلندی اور ان بلند گھروں میں صبح و شام اللہ کے ذکر کو بلند کرنے کا تذکرہ ہے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ روئے زمین کی بہترین جگہیں مسجدیں اور بد

اہل الایمان پر یہ واضح رہے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والے کفار کسی بھی طور پر آئیڈیل اور مثالی نہیں ہیں۔

ایمان وکفر کا اصل محل قلب انسانی ہے۔ جب اس میں نور ایمان خیمہ زن ہو تو یہ روشن ہوتا ہے۔ اور اسی روشنی میں انسان نیک اعمال بجالاتا ہے اور خدانخواستہ جب قلب انسانی پر ظلمت کفر نے ڈیرے جمار کھے ہوں تو یہ دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور انسان اسی سیاہی کے سبب برے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے۔

اسلوب انسانی دل و دماغ کو مسخر کرنے کا لاجواب اور بے مثال ذریعہ ہے، اللہ رب العزت نے اپنی کتاب لاریب میں متعدد مقامات پر اپنے بندوں کو صراط مستقیم پر چلانے اور انہیں ضلالت و گمراہی سے بچانے کے لیے اسی اسلوب کو اختیار فرمایا ہے۔ زیر تفسیر چھ آیات میں بھی اللہ پاک نے ''ایمان وکفر'' کو ''فائدے و خسارے'' کے تناظر میں ''نور وظلمت'' کی مثال سے واضح کیا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایمان نور ہے اور کفر ظلمت ہے۔ ایمان دنیا و عقبیٰ میں فائدے جب کہ کفر خسارے کا باعث ہے۔ ایمان وکفر کی اس مثال میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ایمان وکفر کا اصل محل قلب انسانی

ہے۔ جب

چراغ کو روشن کیسے کیا جاتا ہے۔ اس کا ذکر ہے یعنی یہ چراغ ایک ایسے زیتون کے درخت سے روشن کیا جاتا ہے جو بابرکت ہے نہ وہ درخت شرقی ہے اور نہ غربی ہے۔ وہ روشن ہونے کے قریب ہوتا ہے چہ جائے اسے آگ نہ بھی چھوئے۔ پھر یہ چراغ نور پر نور ہے یعنی طاقچہ اکیس چراغ اور پھر وہ چراغ ایک فانوس میں اب روشنی ہی روشنی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس روشنی کی طرف جس کو چاہیں ہدایت دیتے ہیں۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس مثال میں طاقچے سے مراد مومن کے پہلو میں موجود اس کا دل ہے۔ اور چراغ

سے مراد وحی ہے۔ اور فانوس

اور تارے اس

ترین جگہیں بازار ہیں۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم مسجدوں سے تعلق مضبوط کریں۔ ان کی دیکھ بھال کریں انہیں آباد کریں۔ اور ان کا دفاع کریں۔

آیت نمبر 37 میں مردانگی کی نسبت ان لوگوں کی طرف کی گئی ہے جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر قیام نماز، نظام زکوٰۃ سے غافل نہیں کر سکتی ہیں اور وہ اس

دن

بقیہ صفحہ 62 پر

غور وفکر

بنت شاہین خورشید

کالے کیڑے

یکم ستمبر سے لاہور میں بارشوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور پھر مسلسل بارشیں ہوئیں۔ (انڈیا نے بھی بے تحاشا پانی چھوڑ دیا)۔ جس کی وجہ سے ملک کے بیشتر حصوں میں سیلاب آگیا۔ لاہور کے بھی کئی علاقے ڈوب گئے۔ جمعہ کے دن

اللہ کے رحم سے اور اجتماعی دعاؤں سے بارشیں ختم ہوئیں۔ ہر طرف ہر کسی کی زبان پر یہی دعا تھی: "اللھم حوالینا ولا علینا"

محکمہ موسمیات کا کہنا تھا کہ ایک دو دن بعد دوبارہ بارشوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ دل پریشان تھے کیونکہ سیلاب سے سینکڑوں گاؤں بہہ گئے تھے۔ مویشی ڈوب گئے تھے اور فصلیں تباہ ہو گئی تھیں۔ بجلی کے کھمبوں میں کرنٹ کی وجہ سے کئی ہلاکتیں ہوئیں تو بہت سے لوگ گھروں کی چھتیں گرنے سے فوت ہو گئے۔ نئے بنے ہوئے گھروں کے لینٹر بھی لیک ہو گئے۔ چھتیں ٹپکنے لگیں۔ دیواروں کے رنگ روغن خراب ہو گئے۔

9 ستمبر کو داروغہ والا لاہور میں عین نماز ظہر کے وقت جب امام صاحب نے اللہ اکبر کہا، مسجد کی چھت گنبد سمیت 40 نمازیوں پر گر گئی۔ انا للہ انا الیہ راجعون

اگلے جمعہ کے دن صبح گھرے سیاہ بادل چھا گئے۔ دن میں رات ہو گئی۔ دل ڈر گئے۔ بارش ہونے سے پہلے زبانوں پر دعائیں جاری ہو گئیں۔ "اللھم حوالینا ولا علینا" سب بارش رکنے کی دعائیں کر رہے تھے اور ساتھ ہی موبائل فونز پر اپیل بھی کر رہے تھے۔ اللہ کو کمزوروں کی بے بسی پر رحم آیا اور بارش کچھ دیر بعد ختم ہو گئی۔ آہستہ آہستہ بادل چھٹ گئے۔

ہمیں اپنے گھر کے پچھلے کمروں کی چھت کی فکر تھی۔ جو شہتیروں اور بالوں سے بنی ہوئی ہے۔ جونہی بارش تھمی ابو جی نے سیمنٹ وغیرہ سب سامان اکٹھا کیا کہ چھت مرمت ہی کر لیں اتنے میں جمعہ کا وقت ہو گیا تو جمعہ پڑھنے چلے گئے۔

پھر شام تک وہ چھت کے سب سوراخوں وغیرہ کو بھرتے رہے انہوں نے دیکھا کہ چھت پر بے شمار کالے کیڑے (چیونٹے) تھے۔ جب نیچے آئے تو وہاں بھی ہر طرف ان کیڑوں کی برسات تھی۔ ہم چونکہ فرش پر محمدی بستر بچھا کر سوتے ہیں۔ تو ابو جی نے کئی گھنٹے لگا کر ایک ایک کیڑے کو مارا تا کہ ان کے بچے آرام سے سو سکیں۔

اور مجھے خیال آرہا تھا کہ:

☆ جب پریشان حال سیلاب زدگان ہجرت کر کے دوسرے علاقوں میں جاتے ہیں تو ان کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔

☆ جب برما کے مسلمان ہجرت کے لیے بھاگتے ہیں تو اپنے ملک اور دیار غیر ہر جگہ ان کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ اور

☆ جب فلسطین کے مسلمان یہود کے ظلم وستم سے تنگ آ کر اپنے گھر بار چھوڑ کر غزہ میں پناہ لیتے ہیں تو انہیں بے دردی سے مار دیا جاتا ہے۔

کیونکہ کافر چاہتے ہیں کہ ان کے بچے امن سے رہیں ہیں ناں؟

جس طرح ہم کالے کیڑوں کو مارتے ہیں کہ ہمارے بچے امن سے سوئیں۔ اسی طرح کافروں کو مسلمانوں سے خطرہ ہے اور وہ انہیں حقیر کیڑوں کی طرح مارتے ہیں۔

جب ان کیڑوں کے سوراخوں میں زہر ڈالا جاتا ہے تو ہر بار ایسا نہیں ہوتا کہ وہ اپنے بلوں کے اندر مر جائیں بلکہ اکثر زہر ڈالنے سے وہ بے شمار تعداد میں اپنے بلوں سے باہر نکل آتے ہیں۔

اسی لیے کافر اب زہر نہیں ڈالتے کیونکہ جب مسلمان اپنے بلوں سے باہر نکل کر جہاد کرتے ہیں تو سب سے زیادہ مشکل انہی کی جانوں پر بنتی ہے۔



سیرت الصحابیات
(قسط 2)
ام مریم

سیدہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا

جب رسول اقدس ﷺ کو حضرت خنیس بن حذامہ کی شہادت کا علم ہوا تو آپ نے جنت البقیع میں حضرت حفصہؓ کے ماموں حضرت عثمانؓ بن مظعون کی قبر کے پہلو میں دفن کرنے کا حکم صادر فرمایا اور خود نماز جنازہ پڑھائی۔

اس طرح دردناک جدائی پیدا ہوگئی اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نوعمری میں ہی بیوہ ہوگئیں انہیں اپنے خاوند کی وفات پر غم تو بہت ہوا لیکن انہیں دلی اطمینان تھا کہ انہیں شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی شہادت پر کمال صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا اور اسے قضا وقدر کا معاملہ گردانتے ہوئے ہمہ تن اللہ کی عبادت میں مصروف ہو گئیں۔ کثرتِ تلاوت اور کثرتِ صیام کو اپنا معمول بنا لیا۔ جب یہ بیوہ ہوئیں اس وقت ان کی عمر صرف اٹھارہ برس تھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنی نوجوان بیٹی کے اٹھارہ سال کی عمر میں بیوہ ہونے پر دلی دکھ ہوا۔ آپؓ اپنی اس لاڈلی بیٹی کے لیے بڑے فکرمند رہتے تھے۔ بیٹی کے چہرے پر نیکی تقوٰی اور معصومیت کے روشن آثار کے ساتھ ساتھ بیوگی کی تلخ پرچھائیاں ان کے لیے اضطراب کا باعث بنی ہوئی تھیں جب بھی اپنی بیٹی کو غمگین دیکھتے تو اداس ہو جاتے۔

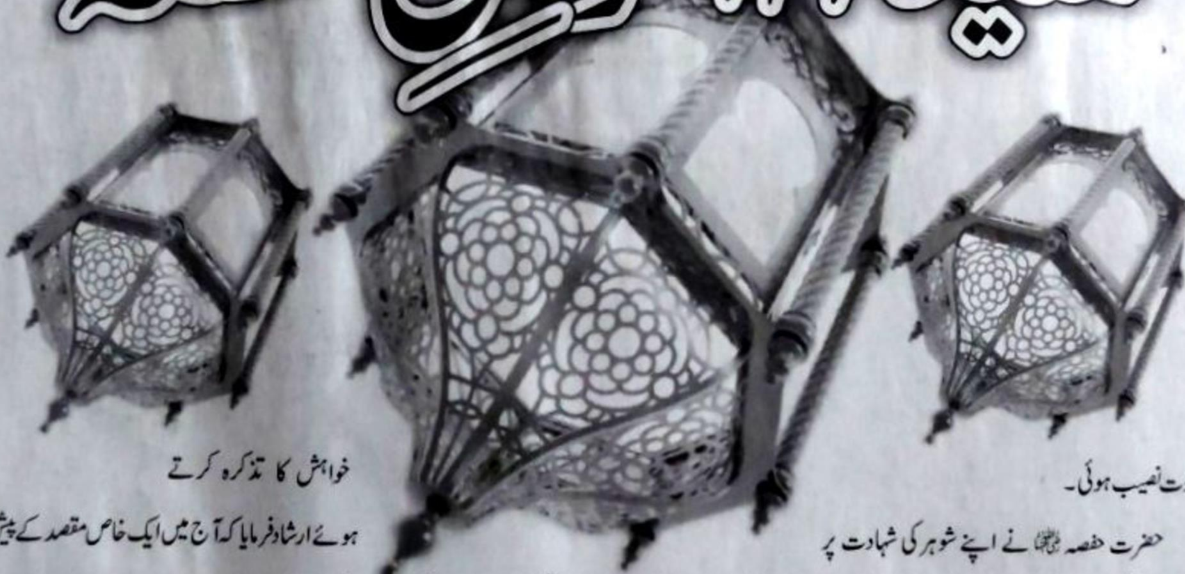
طویل غور وفکر کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیٹی کی شادی کردی جائے تاکہ اس کا غم قدرے ہلکا ہو سکے۔

اپنے گردونواح کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ میرے، ہم سفر ساتھی عثمانؓ بن عفان کی بیوی دختر رسول اقدس ﷺ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں اور وہ آج کل اس قسم کے صدمے سے دوچار ہیں جس صدمے میں میری بیٹی مبتلا ہے کیوں نہ اس سلسلے میں ان سے براہ راست بات کی جائے۔ یہ عزم لے کر بغیر کسی کو واسطہ بنائے ان کے گھر پہنچ گئے۔ حال احوال دریافت کرنے کے بعد اپنی دلی خواہش کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آج میں ایک خاص مقصد کے پیش نظر آپ کے پاس آیا ہوں۔

حضرت عثمانؓ بولے فرمائیے کیا حکم ہے؟

آپ نے پہلے تو حضرت رقیہؓ کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں۔

یہ بات سن کر سیدنا عثمانؓ کی نگاہیں جھک گئیں کچھ



دیر کے بعد سر اٹھایا اور کہا مجھے کچھ سوچنے کی مہلت دیجیے۔

فاروق اعظمؓ چند دن گزر جانے کے بعد دوبارہ ان سے ملے اسی موضوع پر دوبارہ بات کی تو انہوں نے کہا میرا ابھی شادی کا ارادہ نہیں۔ یہاں سے مایوس ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس گئے۔ ان سے کہا اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہؓ کا نکاح آپ سے کردوں؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ بات سن کر قدرے مسکرائے اور خاموش ہوگئے نگاہیں جھکالیں اور کوئی جواب نہ دیا۔

جب صدیق اکبرؓ نے بھی خاموشی کا انداز اختیار کیا تو سیدنا فاروق اعظمؓ بڑے پریشان ہوگئے انہیں یہ توقع ہی نہیں تھی کہ ان کی پیشکش کو یوں سرد مہری کی نظر کر دیا جائے گا۔ ان کا دلی خیال تو یہ تھا کہ ان کی پیشکش کو بخوشی قبول کرلیا جائے گا لیکن یہ صورتحال دیکھ کر بہت پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہوا؟ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ میری دینی خدمات اور مخلصانہ رفاقت اور خاندانی وجاہت کو پیش نظر رکھتے ہوئے میرے ساتھ رشتہ داری اپنے لیے اعزاز سمجھیں گے لیکن انہوں نے تو کوئی پرواہ ہی نہیں کی۔ یہ شکایت لے کر رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ساری صورتحال سے آپ کو آگاہ کیا آپ نے پوری داستان سننے کے بعد مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مت گھبراؤ نہیں غم نہ کرو پریشان نہ ہو۔ "يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْ عُثْمَانَ وَيَتَزَوَّجُ عُثْمَانُ مَنْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ حَفْصَةَ" (فتح الباری)

حفصہ سے وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کی شادی اس سے ہوگی جو حفصہ سے بہتر ہے۔

سلطانِ مدینہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ بات سن کر فاروق اعظمؓ خوش بھی ہوئے اور حیران بھی خوشی اور حیرانی کے ملے جلے جذبات سے سوچنے لگے یہ کیسے ہوگا؟

چند روز بعد رسول اقدس ﷺ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ بن عفان سے کر دیا۔ یہ خبر سن کر حضرت عمرؓ بن خطاب کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ آپؐ کی ایک بات تو پوری ہوگئی کہ عثمان کا نکاح میری بیٹی حفصہ سے بہتر خاتون کے ساتھ ہوگیا۔ لیکن اب دوسری بات کے پورا ہونے کا انتظار تھا۔ اس کی صورت کیا ہوگی وہ کون ہوگا جو عثمان سے بہتر ہوگا اور اس سے میری بیٹی کی شادی ہوگی؟

شب وروز انہی خیالوں میں گزرنے لگے کچھ عرصہ بعد نبی ﷺ نے خود حضرت حفصہؓ سے شادی کی خواہش کا اظہار کر دیا یہ خبر سن کر حضرت عمرؓ خوشی سے جھوم اٹھے یہ تو ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ ان کی بیٹی کو یہ اعزاز نصیب ہو جائے گا کہ وہ ام المومنین کے بلند ترین درجے پر فائز ہو جائیں گی۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے آنگن کی رونق بنے گی اور اسے ایسا شرف حاصل ہوگا جس کی دنیا میں کوئی مثال ہی پیش نہیں کی جاسکتی۔

اس سے فاروق اعظمؓ کے دل پر جو بوجھ تھا وہ خوشی میں بدل گیا۔ دل کے ارمان مسرت وشادمانی کے آنسوؤں میں سمٹ گئے آپؐ نے حضرت حفصہؓ کے ساتھ تین ہجری غزوہ احد سے پہلے شادی کر لی۔ اس وقت حضرت حفصہؓ کی عمر بیس سال تھی اس سے پہلے حضرت سودہؓ بنت زمعہ اور حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ آپؐ کے حبالہ عقد میں موجود تھیں۔

حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی کو یہ نصیحت کر کے رخصت کیا تھا کہ بیٹا دیکھنا کسی طرح بھی عائشہؓ سے مقابلہ نہ کرنا وہ تجھ سے کہیں بہتر ہے میری اس بات کو پلے باندھ لینا عائشہؓ کی دل سے قدر کرنا دیکھنا میری یہ بات کہیں بھلا نہ دینا۔ بیٹی تو بڑی خوش قسمت ہے تیرے نصیب اچھے ہیں جا سدا خوش رہو۔ آباد رہو۔ تیرے آنگن میں خوشیوں کے پھول ہمیشہ کھلے رہیں۔

جب سیدنا عمر بن خطاب نے اپنی بیٹی حفصہؓ کی

حضرت عمرؓ بن خطاب کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ آپؐ کی ایک بات تو پوری ہوگئی کہ عثمان کا نکاح میری بیٹی حفصہ سے بہتر خاتون کے ساتھ ہوگیا لیکن اب دوسری بات کے پورا ہونے کا انتظار تھا اس کی صورت کیا ہوگی وہ کون ہوگا جو عثمان سے بہتر ہوگا اور اس سے میری بیٹی کی شادی ہوگی؟

نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں بیویوں کے درمیان مدنی معاشرے میں اپنے جانثار صحابہ کرامؓ بلکہ اپنی ساری امت کی تربیت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ نظام کی روشنی میں کرتے اور ان سب کا ہاتھ پکڑ کر صراط مستقیم پر گامزن کرتے۔

شادی نبیؐ سے کر دی تو سیدنا ابو بکر صدیقؓ عمرؓ بن خطاب کے پاس آئے اور کہنے لگے: میرے بھائی عمر ناراض نہ ہونا۔ دراصل بات یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے حفصہؓ کے بارے میں رازدارانہ انداز میں بات کی تھی جب آپ نے مجھے شادی کی پیشکش کی تو میں نے اس لیے خاموشی اختیار کی کہ کہیں یہ راز ظاہر نہ ہو جائے اگر رسول اللہ اکرم ﷺ نے اس ارادے کا اظہار نہ کیا ہوتا تو میں بخوشی اس رشتے کو قبول کر لیتا۔ حضرت عمرؓ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی:

﴿هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ لِيَبْلُوَنِىْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ﴾ (النمل)

یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کہ نعمت کی ناشکری کرتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے اس کا شکر اس کے اپنے لیے ہی مفید ہے ورنہ کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ بزرگ ہے۔

نبی ﷺ کا حفصہؓ سے شادی کر لینا بلاشبہ سیدہ حفصہؓ کی بہت بڑی عزت افزائی اور توقیر پذیرائی تھی اور یہ ان کے والد محترم کے لیے بھی اعزاز واکرام تھا کہ ان کی بیٹی کو ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا حضرت حفصہؓ ام المومنین کے مرتبے پر فائز ہونے کے بعد علم دین حاصل کرنے کی طرف راغب ہوئیں۔ قرآن کریم کی جو آیات وحی کے ذریعے نازل ہوئیں سن کر زبانی یاد کر لیتیں۔ رسول کرم ﷺ کی زبان اقدس سے جو الفاظ نکلتے انہیں پوری توجہ سے سنتیں اور دل میں محفوظ کر لیتیں۔ شرعی احکامات معلوم کرنے کے لیے اکثر وبیشتر رسول کریم ﷺ سے سوالات کرتیں۔

نبی کریم ﷺ کے دل میں سیدہ حفصہؓ کی بڑی قدر و منزلت تھی بلکہ ازواج مطہرات میں انہیں ایک بلند مقام حاصل تھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں: ''نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے وہ میرے ساتھ مقابلہ کیا کرتی تھی۔'' (سیر اعلام النبلاء ۲/۲۲۷)

ازواج مطہرات میں بعض اوقات بشری تقاضے کے پیش نظر کبھی کبھی باہمی چشمک غیرت اور ایک دوسری سے آگے بڑھنے کا جذبہ دکھائی دیتا لیکن نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں بیویوں کے درمیان مدنی معاشرے میں اپنے جانثار صحابہ کرامؓ بلکہ اپنی ساری امت کی تربیت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ نظام کی روشنی میں کرتے اور ان سب کا ہاتھ پکڑ کر صراط مستقیم پر گامزن کرتے۔ جس کی ایک مثال جس کا قرآن میں بھی تذکرہ موجود ہے۔ جس سے یہ واضح ہوگا کہ ازواج مطہرات کے درمیان کبھی کبھار کس طرح باہمی غیرت کا اظہار ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ ان گھریلو معاملات کا حکمت ودانائی اور رحمت وشفقت کے ساتھ علاج کرتے ہیں۔

بخاری ومسلم میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیا کرتے تھے اور ان کے پاس قدرے زیادہ وقت ٹھہر جایا کرتے تھے میں اور حفصہؓ نے باہمی مشورے سے اتفاق کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں سے جس کے پاس بھی تشریف لائیں تو وہ آپؐ سے یہ کہے کہ کیا آج آپ نے مغافیر یعنی گگل کھائی ہے۔ مجھے آپ سے گگل کی بو آ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں میں نے تو زینبؓ بنت جحش کے پاس سے شہد پیا ہے۔ میں حلف اٹھاتا ہوں کہ آئندہ شہد نہیں پیوں گا آپ کسی کو بتانا نہیں۔ (فتح الباری ۸/۶۵۶ مسلم ۱۱۰۰)

اگر یہ کسی عام انسان کا واقعہ ہوتا تو اسے کوئی اہمیت نہ دی جاتی لیکن چونکہ اس کا تعلق اس عظیم ہستی کے ساتھ تھا جس کی ہر بات اور ہر عمل شریعت کا قانون بن جاتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جھنجھوڑنے کا انداز اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے نبی ﷺ تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے؟ (کیا اس لیے کہ) تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (التحریم ۱)

ام المومنین حضرت حفصہؓ کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنی عمر کے خوبصورت ترین دن گزارتے ہوئے ہر روز علم، فقہ اور اطاعت الٰہی کے جذبے میں اضافہ ہوتا رہتا آخر یہ فیض کیوں حاصل نہ ہوتا؟

وہ نبی کریم ﷺ کے صاف شفاف اور خالص علمی وروحانی چشمے سے سیراب ہوتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہ ازواج مطہرات کے ساتھ مسابقت کیا کرتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کو خوش کرنے کے لیے کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھتی تھیں۔ ان کی ہر ممکن یہ کوشش ہوتی کہ رسول اللہ ﷺ ہر دم شاداں وفرحاں رہیں وہ ہر لمحہ اس کے لیے کوشاں رہتیں کہ نبی کریم ﷺ کے جوار میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا مزید قرب حاصل کیا جائے۔

سیدہ حفصہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ہر اس اطاعت کا گر سیکھ لیا تھا کہ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح کی خوشگوار ازدواجی زندگی سے گھر امن محبت اور آشتی کا گہوارہ بن جاتا ہے اور سعادت اس گھر پر سایہ فگن ہو جاتی ہے۔

جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو پیغام دیا کہ: ''بلاشبہ وہ (حفصہؓ) روزے دار

بقیہ صفحہ 60 پر

روداد قفس

شاہد کشمیری کی زبانی

آمنہ شاہد کے قلم سے

جموں ڈسٹرکٹ جیل میں ونود کمار بہت ظالم ڈی ایس پی تھا اس کا حلیہ بھی ایسا تھا اور جسم بدہیت تھا کہ دیکھ کر ہنسی نکل جاتی تھی وہ سفید ریش قیدیوں کو برہنہ کر کے مارتا اور تشدد کرتا تھا۔ ناک سے لکیریں نکلواتا اور طرح طرح سے اذیتیں دیتا تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا شرافت سے رہنا پنگا نہیں کرنا۔

چار پانچ لڑکوں نے بھوک ہڑتال کر دی بھوک ہڑتال کا مقصد صرف تشدد سے بچنا ہوتا تھا پوری جیل کے عملے کو فکر پڑ جاتی تھی کہ اگر کوئی گزر گیا تو نوکری چلی جائے گی لہٰذا اکثر قیدی بھوک ہڑتال کر دیتے تھے۔ میں بھی بھوک ہڑتال گروپ میں شامل ہو گیا اس جیل سے ہمارے گروپ کو کٹھوعہ جیل شفٹ کر دیا گیا۔ یہ گروپ کافی نظروں میں آ چکا تھا اسے کوئی بھی جیل سپرنٹنڈنٹ رکھنے کے لیے تیار نہ تھا۔

کٹھوعہ میں ایس پی جیل مسلمان تھا کچھ خیر اور بھلائی کی امید تھی لیکن بدقسمتی سے انہی دنوں پارلیمینٹ پر حملہ کا واقعہ پیش آ گیا تمام مجاہدین کو جیلوں سے نکال کر تھانوں میں بند کر دیا گیا اور بعد میں آنکھوں پر پٹیاں اور ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر جہازوں کے ذریعے دور دراز ریاستوں کی جیلوں میں ڈال دیا۔ جب میں نئی جیل میں پہنچا تو ہاتھ بیڑیوں کی وجہ سے سوج چکے تھے۔ آنکھوں پر پٹیاں تھیں ہمارا استقبال منہ پر زوردار گھونسے برسا کر کیا گیا۔

پارلیمینٹ حملے کے بعد بہت سختی ہو رہی تھی لیکن بمبئی دھماکوں کے بعد تو ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی۔

8 سال میں یوپی جیل اور دو سال پنجاب جیل میں رہا۔ اسی دوران افضل گورو کو پھانسی ہو گئی وہ تہاڑ جیل میں تھے جو کہ ہندوستان کی بدنام زمانہ جیل ہے جہاں مقبول بٹ شہید کو بھی پھانسی دی گئی جو کہ طیارہ اغوا کے مشہور کیس میں ملوث تھے۔ بمبئی دھماکوں کے نامزد ملزم اجمل قصاب کو بھی اسی جیل میں پھانسی دی گئی۔

مجھے کھانا بھی اندر سیل میں دیا جاتا بارہ سال تک میں نے قید تنہائی کاٹی یہاں سورج نظر نہیں آتا تھا مجھے کئی بیماریاں لاحق ہو گئیں۔ معدہ جگر بالکل فیل ہو گیا روشنی میں میری آنکھیں چندھیا جاتی تھیں اور میری بینائی کام نہیں کرتی تھی جب میں رہائی کے بعد گھر والوں سے ملا تو وہ میرا سیاہ چشمہ دیکھ کر سمجھے کہ شاید میں نابینا ہو چکا ہوں۔

اس دوران میں افتخار بھائی کی رہائی کی خبر آ گئی۔ میرا دل چاہتا کہ کاش میں افتخار بھائی سے مل سکوں لیکن ایک ہی جیل میں ہونے کے باوجود ہم کئی برس ایک دوسرے سے نہ مل سکے نہ ہی حال احوال پوچھ سکے جب افتخار بھائی رہا ہوئے تو انہوں نے ایس پی کی بہت منت سماجت کی کہ وہ انہیں مجھ سے ملنے کی اجازت دے دے بہت زیادہ خوشامد اور لجاجت کے بعد وہ مان گیا مجھے افتخار بھائی ملنے کے لیے آئے تو میں ان کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا وہ لنگڑاتے ہوئے آ رہے تھے اور انہیں ٹی بی ہو چکی تھی۔

گیارہ سال کی قید کاٹ کر وہ رہا ہونے والے تھے بہت خوشی کا موقع بھی تھا ان کے لیے لیکن وہ پیچھے رہ جانے والے بھائیوں کے لیے بہت پریشان تھے انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر میں زندہ سلامت پاکستان پہنچ گیا تو اپنے سب بھائیوں کو رہا کروا کر ہی چین سے بیٹھوں گا اور واقعی انہوں نے وعدہ نبھا دیا۔ پاکستان آ کر انہوں نے







ضمیر، ابوساریہ، ابوفہد اللہ سمیت بہت سے بھائیوں کو قانونی چارہ جوئی کر کے رہائی دلوائی۔

ٹانگ کے لنگڑے پن کی وجہ میں نے پوچھی تو کہنے لگے کہ گرفتاری سے پہلے جو گولیاں مجھے لگی تھیں وہ ابھی تک میری ٹانگوں میں موجود ہیں اور میرا علاج کرنے کی بجائے میرے زخموں کو زیادہ خراب کیا گیا اور مجھے معذور کرنے کی کوششیں کی گئیں لیکن نجانے کس کس کی دعائیں ہیں جو مجھے یہاں سے نجات دلا کر لے جا رہی ہیں بہت سے وعدوں اور دعاؤں کے ساتھ افتخار بھائی رہا ہو کر چلے گئے۔ اور مجھے بھی ایک موہوم سی امید پیدا ہو گئی کیونکہ افتخار، ضمیر اور میں تینوں ایک ہی دن ایک ہی جگہ ایک معرکے میں گرفتار ہوئے تھے اور وہ دونوں رہائی پا چکے تھے پھر سکھ وکیل بھیم سنگھ اسلام آباد آیا تو میرے گھر والوں نے اس سے ملاقات کی اور افتخار بھائی کے ذریعے قانونی کاروائی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔



تہاڑ جیل ایشیا کی سب سے بڑی جیل ہے جس کے تحت ۱۱ جیلیں ہیں۔

اس جیل سے رہا ہونے والے ایک مجاہد ضرار بلوچ نے مرکز طیبہ میں 2010 کی نشست میں ایک آنکھوں دیکھا سچا واقعہ بھی سنایا تھا۔ واقعہ یوں تھا کہ قاری فصیح اللہ افغانی (پنج شیر افغانستان کا) مجاہد قیدی تھا۔ قرآن کریم بہت خوش الحانی سے پڑھتا تھا ایک دن ایک ہندو قیدی سے بحث تکرار میں شرط لگ گئی کہ ہندو مت سچا مذہب ہے یا اسلام؟ فصیح اللہ نے کہا چلو ابھی آزماتے ہیں تم اپنے بھگوان سے کھانے کے لیے کچھ مانگو مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے ابھی کھانا ملنے میں بہت دیر ہے۔ میں اپنے رب سے مانگتا ہوں فیصلہ ہو جائے گا۔

بعد میں فصیح اللہ نے بتایا کہ وہ ہندو اپنی بھگوان کی مورتی کے سامنے بیٹھ کر (آنکھیں بند کر کے) اوٹ پٹانگ اشلوک پڑھنے لگ گیا۔

میں نے بھی جائے نماز بچھائی دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے بہت ہی گڑگڑا کر دعا کی یارب العلمین یہ مسئلہ (شرط کی) ہار جیت کا نہیں اسلام کی حقانیت کا ہے آپ آج اپنے حق کی عزت اور لاج رکھنا پھر اللہ کے پاک ناموں اور مسنون دعاؤں کے بعد درود شریف پڑھ کر بیٹھ گیا وہ ہندو بھی میرے پاس آ کر بیٹھ گیا اتنے میں بیرک کا محافظ سنتری ایک پلیٹ میں بسکٹ اور چائے کا کپ لے کر ہمارے سیل کے سامنے سے گزرا اور کہنے لگا او خان بابا بسکٹ کھائے گا میں نے کہا جناب کی مہربانی بھوک لگ رہی ہے۔

اس نے پلیٹ سلاخوں والی کھڑکی سے لگائی اور میں نے چند بسکٹ اٹھا لیے اور اس ہندو کو کہا ہمارے رب کا دیا ہوا کھاؤ گے؟ یا بھگوان کے بھجوائے کا انتظار کرو گے؟ اس کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے کہنے لگا پہلے کلمہ پڑھا دو اور میں نے اسی وقت اسے کلمہ پڑھا دیا۔

اسی طرح مجاہد قیدیوں نے انڈیا کی جیلوں میں قرآن کریم اور حدیث کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اور کئی ہندو سکھ اور عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں سہیل ابوساریہ اور سلیمان نے بھی ایسے کئی واقعات سنائے ہیں جو کہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں انڈیا کی جیلوں میں اسلام کی دعوت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسیروں کو آزمائش میں ڈالا۔

ڈسکہ کے اسیر سلیمان نومسلم جو عیسائی سے مسلمان ہوئے اور پھر جہادی ٹریننگ لے کر کشمیر گئے انہوں نے اپنی داستان سناتے ہوئے بتایا کہ جب میں گرفتار ہو کر جیل پہنچا تو یہ انڈیا کے دور دراز علاقے کی (کوئی) جیل تھی نماز کا وقت ہوا تو میں نے وضو کیا اور اذان دینے لگ گیا۔ پوری جیل میں سناٹا چھا گیا جو قیدی کوٹھڑیوں سے باہر تھے وارڈن عملے کے تمام بندے حیران و پریشان (ہو کر) میرے گرد جمع ہو گئے، میں نے اذان

بقیہ صفحہ 11 پر



خطباتِ حرم

امام کعبہ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمن السدیس حفظہ اللہ

تربیتِ اولاد

حمد وصلاۃ کے بعد!

برادرانِ اسلام! میں خود اپنے آپ کو اور آپ تمام حضرات کو تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہوں ، آپ اپنے اہل وعیال اور ماتحت لوگوں کے حق میں اللہ سے ڈرتے رہیں۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ قوموں کے عروج وزوال اور معاشرے میں اصلاح اور بگاڑ کا دارومدار کن چیزوں پر ہے؟ اس حساس موضوع کو نظر انداز کر کے اچھی سوسائٹی کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی، یہ ایسا موضوع ہے جو سلجھائے امت اور دانشورانِ ملت کا اہم ترین مسئلہ رہا ہے ، جو والدین کی آرزوؤں کا محور اور اساتذہ کی کوششوں کا مرکز بلکہ حکمرانوں کی توجہ کا طالب رہا ہے، جس پر قوم وملت کا خزانہ بے دریغ لٹایا جا سکتا ہے کیونکہ اگر اس کثیر سرمائے سے مطلوبہ مقصد حاصل ہو جائے تو یہ ساری دنیا اس کے آگے ہیچ ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ موضوع جو ہم سب کی سب سے زیادہ توجہ کا مستحق ہے وہ کیا ہے؟ وہ ہے تربیت کا مسئلہ ۔ یہ ایک امانت ہے جو ہمارے ذمے ہے، اس کی جوابدہی کرنا ہو گی ۔ تربیت اولاد کا مسئلہ جس کے ذریعے مستقبل کے ہونہار معمار تیار ہوں ، یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ اس کا تعلق ہمارے جگر گوشوں سے ہے، اس اہم مسئلے میں ہر متعلقہ ادارے اور افراد کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہماری کامیابی اور معاشرے کی ترقی اس کے بغیر ممکن نہیں، چنانچہ اس کے لیے گہری منصوبہ بندی اور جہد مسلسل ضروری ہے۔

اس کام کے لیے ماہرین علم وفن کی خدمات کی ضرورت ہے تاکہ ان نونہالوں کا وقت تجربات کی بھینٹ نہ چڑھ جائے۔ کسی گھسے پٹے فرسودہ اسلوب کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ کامیاب تجربات کی روشنی میں جرات مندانہ اقدام کی ضرورت ہے، البتہ اتنی بات ہردم پیش نظر رہے کہ ہم مسلمان ہیں، ہمیں اپنی اسلام پسندی اور دین سے وابستگی پر فخر ہے، لہٰذا ہمارا کوئی قدم قرآن وسنت کی تعلیمات سے ہٹ کر نہیں اٹھنا چاہیے۔

تربیت کا مسئلہ بڑا اہم ہے کیونکہ موثر اور نتیجہ خیز تربیت کے بغیر روحانی ترقی اور اخلاقی شرافت نصیب نہیں ہوتی۔ اخلاقی فضیلت کے بغیر ہماری حیثیت بالکل بے جان جسم، اندھی روح اور گونگے ضمیر جیسی ہوگی۔ بھلا بے جان کاغذی خاکوں کا کیا فائدہ؟ جب قلب ودماغ ماؤف ہو جائیں تو اس جسم سے خیر کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ صرف کھانا پینا تو ہمارا مسئلہ نہیں، اس میں تو جانور اور پرندے بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ محض غذا اور خواہشات نفس کی تکمیل مومن کی خصوصیت نہیں، اس میں تو کفار بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں۔

ہمیں جو چیز دوسروں سے ممتاز کرتی ہے وہ ہماری اخلاقی قدریں اور دین سے وابستگی ہے۔ اس میں کسی قسم کی مداہنت نہ ہونے پائے۔ کیا آپ نے غور کیا کہ اس وقت انسانی معاشرہ کن مصائب اور آلام سے دوچار ہے، کس کس قسم کی آزمائش اور آشوب سے لوگ گزر رہے ہیں، دنیا میں جرائم کی شرح کس تیزی سے بڑھتی جارہی ہے، یہ سب کچھ کیوں؟ اس لیے کہ اس کی بنیادی وجہ تربیت کا فقدان ہے، لوگ نہ اللہ کے حقوق کو پہچانتے ہیں نہ بندوں کے حقوق سے باخبر ہیں اور نہ زندگی کا کوئی واضح مقصد ہے جو انہیں جانوروں اور چوپایوں سے ممتاز کرے۔ ان کی زندگی لہو ولعب سے زیادہ کچھ نہیں ، نہ انہیں خیر کی تلاش ہے اور نہ شر سے نجات کی فکر۔

اس صورتحال کے ذمہ دار کون ہیں؟ کس کو مورد الزام

ٹھہرایا جائے؟ جبکہ اس کے سنگین نقصانات ساری سوسائٹی کو اپنی لپیٹ میں لے چکے ہیں۔ والدین اپنی اولاد کی عادات واطوار سے سخت پریشان ہیں۔ بزرگوں کے حقوق کی پامالی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، کیا اولاد کی گستاخی اور سرکشی کے واقعات ہمارے مردہ ضمیروں کو جھنجھوڑنے کے لیے کافی نہیں؟ کیا ان واقعات سے ہمارے ذمہ دار حضرات خوابِ غفلت سے بیدار ہوں گے تاکہ اچھی تربیت کا فریضہ انجام دیں۔ اس کام کو موثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے وہ تمام وسائل بروئے کار لانے ہوں گے جو اس مسئلے میں ممد ومعاون ثابت ہو سکتے ہیں، گھر، خاندان، والدین، اقربا، مدارس، درسگاہیں، مساجد، انجمنیں اور ذرائع ابلاغ ونشریات ان سب کو اپنا اپنا رول ادا کرنا ہو ... تاکہ اخلاق ... وتہذیب ک ... بات ہر طرف ... سے ہو او ... لڑکے ... لڑکیوں کی ... اسلامی اقدار پر مشتمل اعلیٰ کھیپ تیار ہو سکے۔

اسلام نے روزِ اول سے تربیت کے عمل پر اتنا زور دیا ہے جس کا کسی اور مذہب اور معاشرے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، محض فلسفیانہ باتوں اور نظریاتی اصولوں سے تربیت کے عملی فائدے ناممکن ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ مخالفین اسلام اپنے نظریات کو خوبصورت انداز سے پیش کرنے کے لیے کتنی ہی ملمع سازی کریں، قرآن وسنت نے جو عملی تدابیر بتائی ہیں ان سے بہتر اور نتیجہ خیز کوئی کوشش نہیں ہو سکتی، بلکہ دیگر کوششوں کے نتیجے میں تربیت اولاد کے نام پر پھوٹی کوڑی بھی ہاتھ نہیں آتی۔ جو خود بلند اخلاق اور پاکیزہ کردار سے خالی ہوں بھلا وہ نوجوانوں کو کیا دے سکتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کا درخت جو ٹھنڈی چھاؤں فراہم کر سکتا ہے وہ غیروں کی خاردار جھاڑیوں سے ممکن نہیں۔ اسلام ایسی نسل انسانی تیار کرتا ہے جس سے انسان اپنے خالق کو پہچان سکے، یہی تمام کوششوں کی بنیاد ہے۔ پھر جو شخص اپنے رب کو پہچان لے وہ اس کی مخلوق تک اس کا کلمہ پہنچانے کی کوشش کرے گا اور اس کوشش سے پہلے وہ اپنے اخلاق وکردار کو قرآن وسنت کی روشنی میں سنوارے گا تاکہ اس کی گفتار میں کردار کی مہک آئے۔

برادرانِ اسلام! تربیت کے جو ضروری عناصر اور وسائل ہیں، ان میں پہلا مقام خود گھر اور خاندان سے شروع ہوتا ہے جہاں انسان کی زندگی کا قیمتی وقت بسر ہوتا ... ہے لہٰذا اچھے گھر کے لیے ایک صاحب کردار خاتون کا ہونا ضروری ہے تاکہ اس کی گود میں مستقبل پروان چڑھ سکے کیونکہ ماں کی گود اور اس کی شفقت ہی بچے کو پہلی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

ماں ایک مربیہ ہے، ماں ایک معلّمہ ہے اور ماں ہی بچے کی روحانی اور ذہنی نشوونما کا ذریعہ ہے۔ باہر کی دنیا کے مادی وسائل کی ضرورت بعد میں پیش آتی ہے۔ قرآن نے تاکید فرمائی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم)

"اے ایمان والو! تم خود کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ"۔

علمائے ربانی نے کہا ہے کہ بچوں کو تعلیم دو، ان کی تربیت کرو، انہیں ایسے آداب سکھاؤ جو عذاب الٰہی کے آگے ڈھال بن سکیں۔ (زاد المسیر لابن الجوزی)

یہ ایک ایسی امانت ہے جس کے متعلق باز پرس ہونے والی ہے، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" (تفسیر ابن کثیر)

"تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا"۔

ایک بچہ اپنے والدین سے گویا زندگی کا پہلا سبق سیکھتا ہے نونہال کے لیے ماں باپ کا کردار نمونہ ہوتا ہے، ... وہ ان کے ... اقوال اور ... افعال کو اپنے ... لیے اسوہ بناتا ہے، رسول اکرم ﷺ نے یہاں تک فرمایا ہے:

"كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ"۔ (صحیح بخاری)

"ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

"مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ"۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

"کسی والد نے اپنے بچے کو حسن ادب سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں دیا"۔

جب قلب ودماغ ماؤف ہو جائیں تو اس جسم سے خیر کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ صرف کھانا پینا تو ہمارا مسئلہ نہیں اس میں تو جانور اور پرندے بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ محض غذا اور خواہشاتِ نفس کی تکمیل مومن کی خصوصیت نہیں اس میں تو کفار بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں۔

والدین اپنی اولاد کی عادات واطوار سے سخت پریشان ہیں۔ بزرگوں کے حقوق کی پامالی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کیا اولاد کی گستاخی اور سرکشی کے واقعات ہمارے مردہ ضمیروں کو جھنجھوڑنے کے لیے کافی نہیں؟

آپ ﷺ ہی نے ارشاد فرمایا:

"مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ" (جامع ترمذی)

"اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور انہیں اس (نماز نہ پڑھنے) پر مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستر الگ کردو"۔

یہ ہیں تربیت کے ترجیحی پہلو ایک مسلم گھرانے کے لیے جس میں نونہال عقیدے اور اعمالِ صالحہ کا سبق سیکھتا ہے لیکن اگر والدین کی ترجیحات بدل جائیں اور وہ مادی چیزوں کو دین پر ترجیح دیں تو یہ ان کی غلطی ہوگی اور اس کے سنگین نقصانات ہوں گے۔

والدین سے میری گزارش ہے کہ وہ اپنی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈریں، اپنے کردار کا بہتر نمونہ ان کے سامنے پیش کریں، ان کے قلوب واذہان میں کتاب وسنت کی محبت بٹھائیں، ان کے مسائل سوچ سمجھ کر نمٹائیں، غیر ضروری سختی اور ڈھیل دونوں نقصان دہ ہیں۔ ان کی مصروفیات پر نظر رکھیں، ان کی عادات اور بول چال پر توجہ دیں۔ بعض کمزوریوں کی بروقت اصلاح کر دی جائے تو عادت پختہ نہیں ہوتی ورنہ انسان بچپن میں کسی چیز کا عادی ہو جائے تو بعد میں اس کی اصلاح مشکل ہو جاتی ہے۔ ان کی زبان پر توجہ رکھیں، گالی گلوچ یا جھوٹ بولنے کی لعنت ان کے قریب بھی پھٹکنے نہ پائے۔

اگر میاں بیوی کے درمیان شکر رنجی ہو جائے تو اولاد کو اس کی خ نہ ہونے پائے ورنہ ماں باپ کے مابین اختلافات کا اولاد پر بہت اثر پڑتا ہے۔ وہ لوگ جو خود اپنی اولاد کی تربیت سے غافل ہوتے ہیں اور بچوں کے امور ملازمین کے حوالے کر دیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں اور ان کا طریقہ عقل اور اصولِ تربیت کے خلاف ہے کیونکہ کوئی خادم یا خادمہ والدین کا بدل نہیں ہو سکتی۔ والدین کو بچوں کے دوستوں اور ان کی دلچسپیوں پر بھی نظر رکھنی چاہیے کیونکہ ان باتوں کا ان پر گہرا اثر مرتب ہوتا ہے لیکن نگرانی کا انداز شفقت ومحبت سے لبریز ہونا چاہیے تاکہ غیر ضروری سختی سے بچے پر برے اثرات مرتب نہ ہوں۔ مخربِ اخلاق اور عادات بگڑنے والی چیزیں گھر میں داخل نہ ہونے پائیں، آج کل ایسی ہی چیزوں کے خطرات زیادہ ہیں۔

ان انسانی تدبیروں کے ساتھ ساتھ روحانی تدبیریں بھی ضروری ہیں۔ سب سے اہم چیز ان کے حق میں والدین کی دعا ہے، انبیاء کرام کا اسوہ ہمارے سامنے ہونا چاہیے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھیے اور ان کی دعاؤں پر غور کیجیے:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (الصّٰفّٰت)

"اے میرے رب! مجھے (بیٹا) عطا فرما جو صالحین میں سے ہو"۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ﴾ (ابراہیم)

"اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو بھی نماز قائم کرنے والا بنا"۔

﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً﴾ (آل عمران)

"اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا کر"۔

اولاد اگر صالح نہ ہو تو پھر اس کی کوئی وقعت نہیں۔ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں کیں، وہ سورۃ لقمان میں پڑھیے۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے نوجوانوں کی تربیت کا اپنے قول وعمل سے اعلیٰ ترین نمونہ قائم فرمایا کیونکہ اولاد کی تربیت ایک امانت اور ذمہ داری ہے، اس میں سستی اور غفلت نہ ہونے پائے، بچوں کے بیٹھنے اٹھنے، سونے، جاگنے، کھانے پینے اور مسجد سے دلچسپی وغیرہ ہر چیز پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اولاد کی تربیت کے لیے گھر کے بعد اہم جگہ مدرسہ ہے جہاں بچے دن کا اکثر حصہ گزارتے ہیں، مدارس ان کے بنانے اور بگاڑنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، اگر ان سے وابستہ افراد اپنی ذمہ داریاں بخوبی پوری کریں تو یہ

اچھے گھر کے لیے ایک صاحب کردار خاتون کا ہونا ضروری ہے تاکہ اس کی گود میں مستقبل پروان چڑھ سکے کیونکہ ماں کی گود اور اس کی شفقت ہی بچے کو پہلی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ ماں ایک مربیہ ہے، ماں ایک معلّمہ ہے اور ماں ہی بچے کی روحانی اور ذہنی نشوونما کا ذریعہ ہے۔

اولاد کی تربیت ایک امانت اور ذمہ داری ہے، اس میں سستی اور غفلت نہ ہونے پائے، بچوں کے بیٹھنے اٹھنے، سونے، جاگنے، کھانے پینے اور مسجد سے دلچسپی وغیرہ ہر چیز پر توجہ دینے کی ضرورت ہے

بقیہ صفحہ 60 پر

لہو لہو قافلے

کیسے بنا تھا پاکستان؟

بنت اسلام

امرتسر جیسا شہر جس کے درودیوار نے جلیانوالہ باغ کے سانحہ کے موقعہ پر ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کو ایک ہی پیالے میں پانی پیتے اور جنرل ڈائر کی گولیوں کے سامنے سینے تان کر آزادی کے نعرے بلند کرتے دیکھا تھا۔ آج اسی شہر کے دروازے مسلمانوں کے لیے بند ہو رہے تھے اور ان مذموم حرکتوں نے ان کے ان گھناؤنے عزائم کا پردہ چاک کر دیا تھا۔ جس کا قائد ملت کی دوربین نگاہوں نے بروقت نوٹس لے کر مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا تھا۔

امن و آشتی کا گیت گانے والے ہندو سکھ خونخوار بھیڑیوں کا روپ دھار چکے تھے۔ خونِ مسلم کی ارزانی کا یہ عالم تھا کہ امرتسر کا کوئی کونہ ایسا نہ تھا جہاں مسلمانوں کی لاشیں بے گوروکفن نہ پڑی ہوں۔ قانون کے تحت ساری پابندیاں بصرف مسلمانوں تک محدود تھیں۔ چنانچہ کرفیو کے اوقات کے دوران ہندو غنڈے اور سکھ درندے برسرعام دندناتے پھرتے تھے مگر مسلمانوں پر اپنے عزیز و اقارب کے کفن دفن پر بھی پابندی عائد تھی۔ چنانچہ بعض مقامات پر مسلمانوں نے اپنے گھروں میں گڑھے کھود کر اپنے شہید بھائیوں اور بہنوں کو سپرد خاک کیا۔

امرتسر کی ان عیدگاہوں میں وحشت برس رہی تھی جس میں عید کے موقع پر میلے ٹھیلے کا سماں ہوتا تھا۔ لوگ جوق در جوق اپنے بچوں کو گود میں اٹھائے اور انگلیاں تھامے نماز عید پڑھنے جایا کرتے تھے۔ اور نماز کے بعد بچھڑی ہوئی سہیلیوں کی طرح ایک دوسرے سے گلے ملتے تھے جس سے دلوں کی کدورتیں دھل جاتی تھیں۔ لیکن یہ کیسی عید تھی جس میں عید کی نماز تو درکنار نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔

امرتسر کے وہ گلی کوچے جن میں عید کی نماز کے بعد بچے رنگ برنگے غباروں سے کھیلتے تھے۔ اسلامیان امرتسر کے خون سے ڈوبے ہوئے تھے۔ امرتسر کا سکتری باغ اداس تھا ویران تھا کیونکہ عید کی آمد سے چند روز قبل اس باغ میں ٹرو کے میلے کی تیاریاں شروع ہو جاتی تھیں لوگ دور دراز سے آ کر اس باغ میں دوکانیں لگاتے تھے بچوں کے لیے جھولے لگتے تھے کھیل تماشے ہوتے تھے اور ٹرو کے روز امرتسر کے تمام مسلمان اپنے بچوں کو لے کر سکتری باغ میں پہنچ جاتے تھے۔

مسلمانوں کے اس پرمسرت تہوار کے موقع پر امرتسر کے کمپنی باغ، پردہ کلب اور ٹھنڈی کھوئی پر بھی خوب رونق ہوتی تھی مگر آج سکتری باغ کی طرح کمپنی باغ کا سہاگ بھی لٹ چکا تھا۔ ٹھنڈی کھوئی کی خوبصورت مسجد خواجہ صاحب شہید ہو چکی تھی اور پردہ کلب بھی ویران تھی اور اس کے آس پاس کی شاہراہوں پر مسلمانوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ کوئی ان کو نہلانے دفنانے اور اٹھانے والا نہیں تھا۔

کوچہ رنگریزاں کی جن غیرت مند دوشیزاؤں نے حملہ آوروں سے اپنی عزت بچانے کے لیے کنویں میں چھلانگیں لگائی تھیں ان کی نعشیں کنویں میں تیر رہی تھیں۔

اسلامیان امرتسر اپنی ماؤں بہنوں بیٹیوں کو ہندو سکھ غنڈوں کی ہوسناک نظروں سے بچاتے پاکستان کا رخ کر رہے تھے۔ عید کے روز جن لڑکیوں کے ہاتھوں اور پاؤں میں مہندی کی سرخیاں رچی ہوتی تھیں آج وہی ہاتھ ان کی عزت و عصمت کے خون سے تر ہو رہے تھے۔ امرتسر اور لاہور کی درمیانی جرنیلی سڑک پر سکھ وحشیوں کے مشتعل ہجوم مسلمانوں پر اندھا دھند گولیاں برسا رہے تھے۔ امرتسر ریلوے اسٹیشن کے تمام پلیٹ فارم اور پٹڑیاں مسلمانوں کے خون میں نہائی ہوئی تھیں۔

یہ عید کہاں تھی یہ تو ہولی کا تہوار تھا جس میں خونِ مسلم سے دل کھول کر ہولی کھیلی جا رہی تھی۔

کوچہ رنگریزاں کی جن غیرت مند دوشیزاؤں نے حملہ آوروں سے اپنی عزت بچانے کے لیے کنویں میں چھلانگیں لگائی تھیں ان کی نعشیں کنویں میں تیر رہی تھیں

غور و فکر

سیدہ آسیہ گیلانی

قسط 1

شادی کا بندھن...... مگر کیسے؟!

انسان جیسے جیسے شعور کے مدارج طے کرتا ہوا بلوغت کی دہلیز پہ پہنچتا ہے۔ اس کے اندر فطرتی طور پر سپنوں اور آرزوؤں کے جذبات میں تلاطم بپا ہونے لگتا ہے۔ مرد ہو یا عورت اس کے اندر رفیق سفر کی دستیابی اور اس کے انتخاب کی تمنا حسین ترین سوچوں اور تصورات کے ساتھ تکمیل آرزو کی سمت بڑھ رہی ہوتی ہے۔ اور والدین کے اندر بھی بیٹے، بیٹی کی شادی کی اس خوشی اور فرض کی ادائیگی کا احساس جوان ہونے لگتا ہے۔

بالخصوص ماں تو اولاد کے بچپن ہی سے تانے بانے اور سپنوں کے جال بننے لگتی ہے۔ اور گردشِ دوراں کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے ذہنی طور پر تیار ہوتے اور ہاتھ پاؤں مارنے لگتی ہے۔ اور خوب سے خوب تر کی تلاش ہوتی ہے اور پھر نسل وقار اور سماجی بندشوں کو پوجتے ہوئے بے شمار معیارات اور سٹینڈرڈ قائم کیے جاتے ہیں۔ دین اور ایمان کے آداب ملحوظ خاطر رکھنا تو بڑی دور کی بات ہے۔ ہم انسانیت کو کتنے خانوں میں بانٹ کر اخلاقی معیار کو کرچی کرچی کر دیتے ہیں۔

صوبائی تقسیم، لسانی تقسیم، خاندانی بندشیں، تعلیم، قد وقامت، مال و دولت، بنک بیلنس، فرنز کوالیفائیڈ، حامل گرین کارڈز، اچھی جاب، نین نقوش، ذاتی کوٹھی، بنگلہ، گاڑی، پرتعیش زندگی، مختصر فیملی، غرضیکہ معیارات کی ایک لمبی لسٹ ہے جس میں سے کسی ایک میں ہم کمپرومائز کرنے یا تساہل برتنے کو تیار نہیں ہوتے۔ بچے بچیوں کی عمریں مہ وسال گزرتے گزرتے بڑھتی جاتی ہیں۔ لیکن ہم ہیں کہ انتخاب ہی نہیں کرپاتے۔

سرخاب کے پروں کی تلاش جاری رہتی ہے جبکہ اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے ان تمام گروہ بندیوں اور خود ساختہ نسلی تفاخر اور آن بان کو بلڈوز کر کے ان سطحیتوں کو مٹا کے رکھ دیا کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر، کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ شرافت انسانیت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ صرف تقویٰ۔

مگر آہ! دولت دنیا کی کثرت اور بکھیڑوں نے تقویٰ کی دولت کے خزانے کو پاؤں تلے روند کر انسانیت کا چہرہ مسخ کر دیا۔ دولتِ تقویٰ جو کسی فقیر کو مل جائے۔ تو شاہوں کے تاج وتخت اس کی قیمت نہ بن سکیں۔

کتنا آسان معاملہ نکاح تھا۔ **یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج (البخاری)** نوجوانوں کی جماعت جس میں مردانگی شہوت وقوت ہو جذبات کی تسکین کے لیے نکاح کر لے۔ مگر کہاں کرے؟؟؟

ہم تو مخالف اجناس مرد و عورت کو جو کہ آگ اور ایندھن کے مترادف ہے اکٹھا اور مخلوط کرنے پر تلے ہوئے ہوتے ہیں مگر شعلہ بھڑکنے کے بعد ذمہ داری کسے بھگتنا ہے؟ سکول، کالج، یونیورسٹی، بنک، دفتر، کاروبار، فیکٹری ہر جاب لڑکے لڑکیوں کے کمبی نیشن سے مکمل ہوگی۔ مگر نکاح کے لیے ترتیبات وہ ایک لمبا سفر ہے کبھی جوان بہنیں رکاوٹ ہیں پہلے ان کی شادیاں ہوں گی۔ پھر بھائی کا سوچا جائے گا۔ کبھی والدین کے حج کا مسئلہ ہے کبھی کاروبار کی توسیع کی رکاوٹ ہے کبھی گھر کی آرائش وزیبائش اور سیٹنگ مانع ہے۔

اتنے میں یہ نوجوان کیسی کیسی بے راہ رویوں میں مبتلا ہو کر اپنے جذبات کی تسکین چاہیں گے۔ کتنی بیٹیاں ماں باپ کی عزتوں کی دھجیاں بکھیرنے پر مجبور ہوں گی۔ پھر کتنے بیٹے جائیدادوں سے عاق کیے جائیں گے انسانوں کے معالج، نباض، اور رہبر نے انتخاب الزوجین کے معاملہ کی سیٹنگ کے لیے کیسا شاندار قضیہ دے دیا۔

"تنکح المرلۃ باربع لحسبا ولجمالھا ولمالھا فاظفر بذات الدین تربت یداک"

نکاح کے لیے چار چیزوں کو بنیاد بنایا جاتا ہے،

حسب ونسب، جمال اور مال، مگر فوقیت دین کی ہونی چاہیے۔ باقی سب کچھ بھی دین کے ساتھ مل جائے تو سونے پہ سہاگہ ہے۔ ان میں سے کسی کی معدومیت میں دین کو ترجیح دو۔ جس جوڑے میں حقوق الٰہی کی پاسداری کے جذبات رواں ہوں گے وہاں حقوق آدمیت کیونکر پامال ہوں گے۔ دین کی سمجھ رکھنے والا انسان کبھی حقوق کے رونے رونے کی بجائے فرائض کی ادائیگی میں اپنے آپ کو سلگائے رکھنے والا ہوگا۔

دوسرے کے حقوق کو اپنا فرض سمجھ کر اپنے حقوق کا اللہ سے طالب ہوگا۔ پھر کیسی حسین ہوگی ایسے انسانوں کی زندگی اور کتنی پر سکون ہوگی۔ مگر ان اخلاقی بلندیوں کا تصور کرتے ہوئے ہماری تو سانسیں رکنے لگتی ہیں۔ اور ہماری زندگیاں تھک کر گرنے لگتی ہیں۔

آج کسے انکار ہے کہ آج کے اور پندرہ صدیاں پہلے کے دور میں کوئی مناسبت نہیں رہی، کون آپ کو چکی، مشکیزے اور کنوؤں چرخوں کے دور میں دھکیلنے پر مصر ہے۔ مگر بنیادوں سے اکھڑ کر اور اصل کو بھسم کر کے بھی کبھی قرار پایا ہے کسی نے؟ اغیار کی روش پہ چل کے نقل کو اصل سے بہتر جتلانے پر بضد رہنے سے کیا کچھ پایا ہم نے؟؟ حق کوشی کو چھوڑ کر حق پوشی کے فن پر اترائے، رحمت الٰہی سے مایوس اور مذہب سے باغی ہوئے مگر سکون کے ابھی بھی ہم متلاشی ہیں۔

آج عبادات ومعاملات کے ہر شعبہ میں امت مسلمہ افراط وتفریط کا شکار ہے اسی طرح ہمارا شادی بیاہ کا معاملہ پر بھی اس کی شدید ضرب لگی ہے۔ دیندار لوگ بھی گفتار کے غازی تو خوب خوب بنتے ہیں مگر جب معاملہ اپنے گھر تک پہنچتا ہے تو تمام رسوم ورواج ان کی بھی ضرورت بن جاتے ہیں۔ پھر صرف اپنے ہی رسم ورواج کی پوجا پاٹ تک گزارا نہیں کیا جاتا۔ ہندووانہ رسومات میں بھی جواز کا رنگ نکال لیا جاتا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے نکاح اور دیگر خوشیوں کے مواقع اور رنج وغم کی فضا یکساں ہوں۔ خلاف فطرت ہے خوشی کے مواقع حدود کے اندر رہ کر غلط، صحیح، حرام وحلال، جائز وناجائز کی تمیز رکھ کر اسراف وتبذیر سے ہٹ کر شادمانی اور مسرتوں کے مواقع گزارے جائیں۔

انصار کی نابالغ بچیوں کو اللہ کے رسول ﷺ نے دف بجانے کا موقعہ دے دیا مگر اعتدال سے ہٹے الفاظ کی فوراً تردید کی اور تصحیح فرمادی۔ اسباب زندگی کا ضیاع، بے حجابی، بے شرمی، موسیقی، مخلوط ماحول، نیم عریاں ملبوسات، بنی سنوری بے پردہ جوانوں کے گلے لگتیں، چھیڑ چھاڑ کرتیں دوشیزائیں، کھانوں کا اسراف اور ضیاع۔ یہ خوشی نہیں شیطانگی ہے۔ اور آوارگی کے دروازے کھولنا ہے۔ یہ سب حرام کے مظاہرے مسلمان کی ثقافت کبھی نہیں کہلا سکتے۔

ہم اپنی شادی، بیاہ کے مواقعوں کو اسلامی بنانے کے لیے ذیل میں کچھ امور کا ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ صحیح اور غلط کی چھانٹی ہو سکے اور ہم لوگ مروج تکلفات کو مختصر کر کے نکاحوں کو باعث برکت بنا سکیں۔

نکاح کا پہلا معاملا منگنی کا ہے۔ جس کے لیے عربی میں خطبہ کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ اس سے مراد فریقین کی شناسائی، تعارف، اور مقصد کی وضاحت ہے ظاہر ہے یہ سب کچھ ضرورت ہے۔ اس کے لیے ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا، پوچھ گچھ کرنا، ماحول سے تحقیق کرنا، ایک دوسرے کے معاملات کو جاننا۔ اور پھر آنے جانے پر اچھے انداز سے ضیافت کرنا۔ کچھ بڑے معاملہ فہم بزرگوں کی آپس میں گفتگو کرنا۔ اور لڑکے لڑکی کا ایک دوسرے کو دیکھ لینا، مختصر تحفہ وغیرہ دینا لینا یہ سب ضروری ہے۔

مگر اس معاملہ کو بہت بڑھا دینا، باقاعدہ بڑے بڑے فنکشن، کارڈز تقسیم کرنا، لمبی چوڑی مسرفانہ دعوتیں اڑانا، ڈھیروں ڈھیر سوٹوں اور مٹھائیوں کے تبادلے، یہ فضول خرچی اور اسراف ہے۔ اور ایک حلال معاملہ کی غلط بنیاد باندھنے کے مترادف ہے۔

اگلا معاملہ شادی کی تاریخ مقرر کرنا ہے:

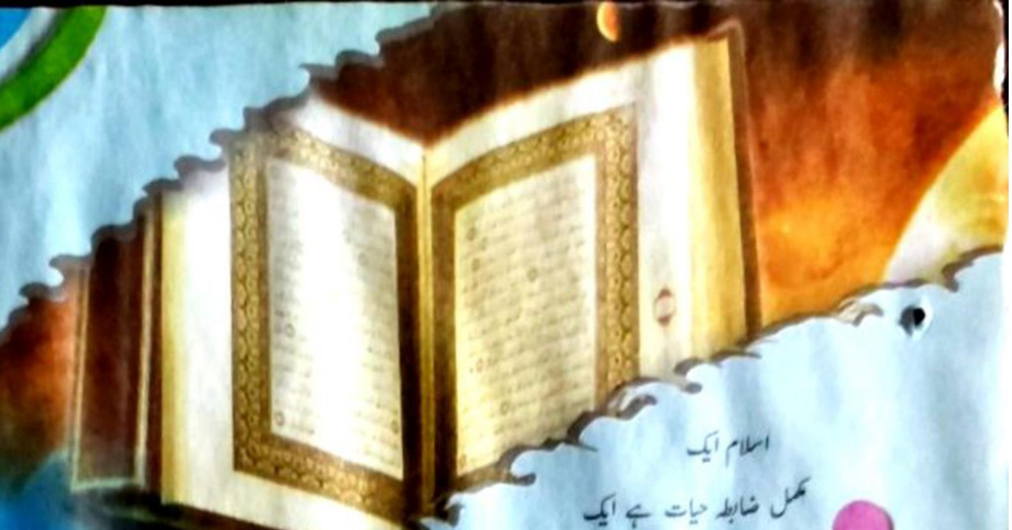
دور حاضر کی ایجادات نے باہمی رابطے اتنے آسان کر دیئے ہیں کہ اپنی جگہ پر رہتے ہوئے ہر طرح کے معاملات کو آسانی طے کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس موقع پر بیس تیس افراد کے لاؤ لشکر سمیت جانا، اور پھر تحفے تحائف اور زیورات کے تبادلے کرنا، لمبے چوڑے کھانوں سے ضیافتیں یہ از خود ہی اسراف ہیں اور تکلف کے ضمن میں آتی ہیں ان سے آسانی سے بچ سکتے ہیں۔

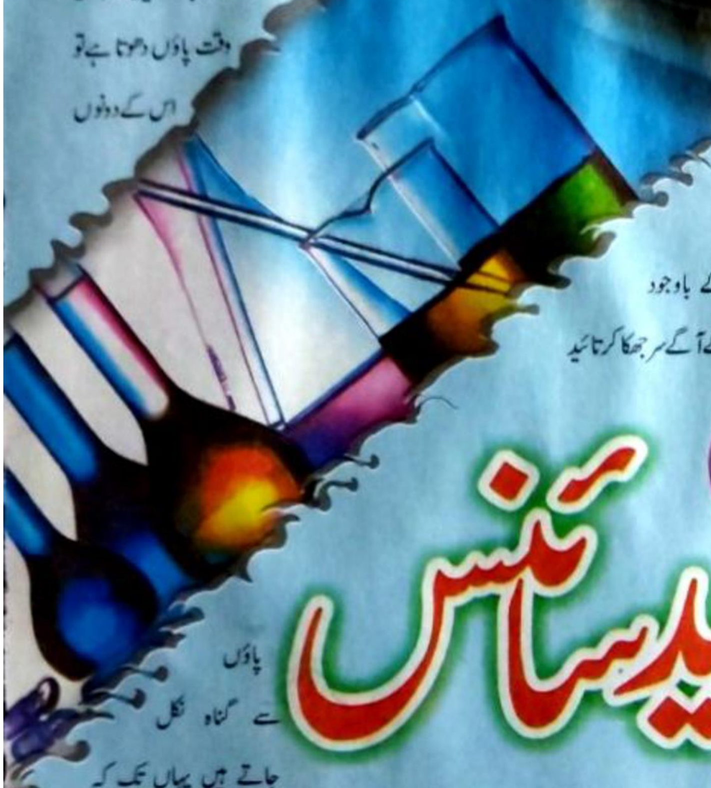
بارات اور دلہن کے ہاں سے کھانا:

ہمارے ہاں مروج بارات کا معاملہ اکثر متنازع ہو جاتا ہے لڑکے والے مصر ہوتے ہیں زیادہ بارات لانے پر اور لڑکی والے کم اور مختصر کا تقاضا کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ تو یہ معاملہ خطرناک صورتحال اختیار کر جاتا ہے۔ بتایا کچھ جاتا ہے دیکھنے میں کچھ اور آتا ہے۔

شریعت میں ''اعلنوا بالنکاح'' کا حکم ہے کہ نکاح کا اعلان ہو۔ اس سے بڑی بڑی باراتوں کا جواز لے لینا ہرگز مناسب نہیں۔ اس میں بھی مختصر سے مختصر کر کے کام چل سکتا ہے۔ کچھ معاملہ طے کرنے والے مرد ہوں اور کچھ خواتین دلہن کے ساتھ ہو جائیں۔ اور نکاح کے لیے کسی قریب کی جگہ سے جائیں تو کھانوں کے تکلفات میں پڑے بغیر بھی سادگی سے یہ کام انجام دیا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر کہیں دور وغیرہ سے آنے والے ہوں تو لڑکی والوں کی طرف سے کھانے کا اہتمام کر دیا جانا اخلاقاً بہتر ہے مگر نام ونمود اور ریاکاری سے انواع اقسام کے بے شمار کھانے اور ڈشز اسراف نہیں تو اور کیا ہے۔ اور ایک فریق کو مشقت میں ڈال کر اور جاں بلب کر کے دھونس اور جسارت سے لمبی باراتوں کو اٹینڈ کروانا شریعت کے لحاظ سے نہ اخلاقی لحاظ سے مناسب ہے۔

جاری ہے





سرچنگ پوائنٹ

اسلام اور جدید سائنس

بنت ایوب

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں ہر حکم الٰہی کو دل وجان سے قبول کر کے عمل کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً﴾ (البقرہ)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ"۔

اگر یہی حکم الٰہی ہم اللہ تعالیٰ کے حکم پر نہیں بلکہ سائنس کے کہنے پر اختیار کریں تو اس کا اجر وثواب نہیں ملے گا۔ بہت سے لوگ عبادات میں بھی سائنس کے فوائد ہی دیکھتے رہتے ہیں۔ ایک مسلمان کا ایمان یہی ہے کہ جو احکام اللہ نے دیئے ہیں وہ قابل عمل ہیں یہ تمام احکام اللہ خالق کائنات نے ساڑھے 1400 سال پہلے دیئے اگر آج سائنس اس کو ثابت کرتی ہے تو ہمارا ایمان اور بڑھنا چاہیے کہ اللہ کی طاقت سب سے عظیم ہے۔

اکیسویں صدی جسے سائنس کی صدی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اپنے ماہرین، بے تحاشا ایجادات اور تحقیقات کے باوجود خالق کائنات کے احکام کے آگے سر جھکا کر تائید کرتی نظر آتی ہے۔ آیئے اسلام اور اس کے سامنے سر جھکاتی سائنس کا موازنہ کریں۔

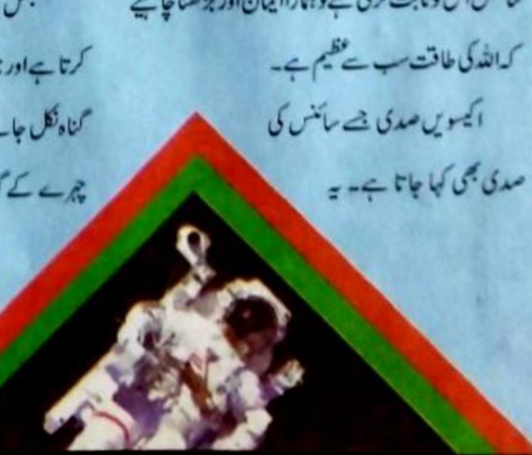
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "طہارت نصف ایمان ہے"۔ (مسلم)

اللہ رب العلمین نے اس کے لیے غسل اور وضو کا حکم دیا ہے نماز کے لیے وضو شرط ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس وقت بندہ مومن وضو شروع کرتا ہے پھر کلی کرتا ہے اور ناک جھاڑتا ہے تو اس کے منہ اور ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں پھر جس وقت چہرہ دھوتا ہے اس کے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں چہرہ دھوتے وقت گناہ داڑھی کے کناروں سے بھی گرتے ہیں اور جس وقت وہ کہنیوں سمیت ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں پھر مسح کرتا ہے تو اس کے بالوں کے کناروں سے گناہ نکل جاتے ہیں پھر جس وقت پاؤں دھوتا ہے تو اس کے دونوں پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ دونوں پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں"۔ (مسلم)

اس سلسلے میں ماہرین نے کئی تحقیقات کی ہیں معلوم ہوا ہے کہ وضو سے نہ صرف جسمانی صفائی ملتی ہے بلکہ ذہنی آسودگی اور روحانی مسرت بھی ملتی ہے۔

سائنس کے مطابق وضو سے جلد کی بیماریاں (Skin Diseases) ختم ہو جاتی ہیں۔ وضو جب دن میں پانچ مرتبہ کیا جاتا ہے اور پانی چہرے پر ہاتھوں، پاؤں اور انگلیوں کے درمیان جاتا ہے تو دماغ کی وینز (Vains) متحرک ہوتی ہیں سر کے مسح سے سردرد سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ وضو سے روح مطمئن ہوتی ہے۔ سائنس نے ثابت کر دیا



کہ وضو کے بے حد فوائد ہیں۔ مسلمانوں میں غیر مسلموں کی نسبت بیماریاں کم پائی جاتی ہیں۔

اسلام یہ درس دیتا ہے کہ بے جا رزق ضائع نہ کیا جائے اگر گر جائے تو اٹھا کر صاف کرنے کے بعد کھا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ سائنس نے تائید کی ہے کہ صفائی کا خیال رکھیں لیکن اگر صحت مند زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو تھوڑی بے احتیاطی کرنا ضروری ہے برطانوی سائنسدان گراہم روک نے کہا ہے کہ اگر الرجی سے بچنا چاہتا ہے تو زیادہ صفائی کو ترک کرنا ہوگا الرجی اور اس قسم کی بیماریوں سے بچنے کے لیے فرش پر گری چیز اٹھا کر کھا لیں جب کوئی زیادتی سے صفائی کا اہتمام کرتا ہے تو جراثیموں سے واسطہ کم پڑتا ہے جراثیم سے واسطہ ہی جسم کے مدافعتی نظام کو لڑنے کی صلاحیت دیتا ہے۔ جراثیموں سے چونکہ واسطہ کم پڑتا ہے تو اس طرح جس کا مدافعتی نظام کمزور ہو جاتا ہے۔

فرش



سے اٹھا کر کھانے والی اشیاء سے جسم میں جراثیموں سے مقابلے کے لیے مدافعتی نظام متحرک ہوگا۔

قرآن میں اللہ رب العزت نے غیبت سے منع کرتے ہوئے اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ (الحجرات ۱۲)

سائنس کی تحقیق اس بات کو ثابت کر رہی ہے اس کام کے لیے دو آدمیوں پر ریسرچ کی گئی جن میں سے ایک آدمی کو سارا دن خاموش رہنے کی ہدایت کی گئی اور دوسرے کو کہا گیا کہ وہ غیر موجود لوگوں کے عیبوں پر بات کرے۔ اس کے بعد دونوں کے ٹیسٹ لیے گئے جس کے نتیجے میں باتیں کرنے والے آدمی کے پیٹ میں انسانی گوشت کے شواہد پائے گئے۔ جس کے بعد انہوں نے حق کی بات کرنے کا اعلان کیا ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا﴾ (النبا ۶) ''کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟''۔

پیارے رسول ﷺ کا بستر مبارک کھجور کی چٹائی و ٹاٹ پر مشتمل تھا۔ آج ہمارا طرزِ عمل ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہی ہونا چاہیے اگر بیڈ نہ بھی ملے تو فرش پر سونے میں کوئی حرج نہیں۔ جن کو کمر درد کا مسئلہ رہتا ہے طبعی طور پر ان کو فرش پر سونے کا کہا جا رہا ہے اور جو عمر بچوں کی نشوونما کی ہوتی ہے اس میں ان کو نرم بستروں پر نہ لٹایا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے عشاء کے بعد فضول کاموں، گفتگو کے لیے جاگنا ناپسند فرمایا ہے۔ اسلام نے فجر کی نماز کا وقت صبح رکھ کر، صبح اٹھنا مومن کی پہچان بنایا۔

جدید سائنس کے مطابق صحت مند زندگی گزارنے کے لیے سات گھنٹے سونا کافی ہے۔ جو لوگ ۱۰ سے ۱۲ گھنٹے سوئیں ان کے لیے نقصان دہ ہے۔ سات گھنٹے سے زیادہ سونا ذہنی کارکردگی پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔

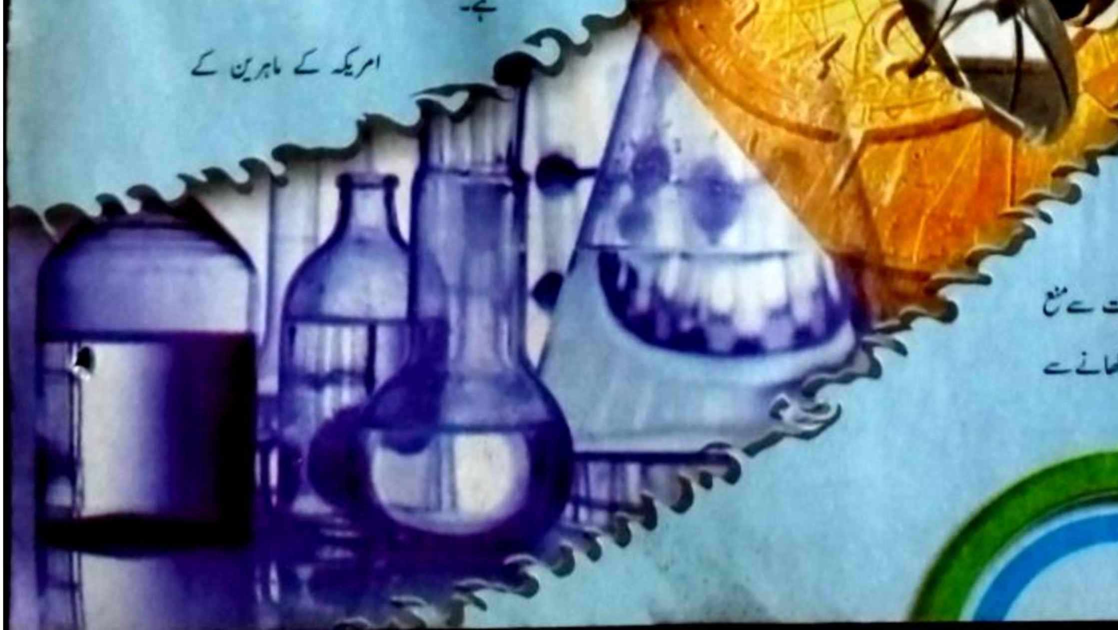
قرآن حکیم میں اللہ فرماتے ہیں: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا﴾ (البقرہ)

''اے لوگو! زمین میں جو حلال اور طیب ہے وہ کھاؤ''۔

طیب وہ چیز ہے جو ظاہری اور باطنی پاکیزہ ہو۔ جو چیزیں باہر سے لائی جائیں ان کے صاف اور پاک ہونے میں شکوک و شبہات ہوتے ہیں لیکن ماڈرن ہونے کی دوڑ میں نئی جنریشن صرف باہر کی چیزیں خصوصی فاسٹ فوڈ کھانے پر انحصار کرتی ہے جگہ جگہ فاسٹ فوڈ کی دکانیں اور ان پر موجود رش، ان کے کھانے والوں کی عکاسی کرتا ہے۔

امریکہ کی تحقیق کے مطابق فاسٹ فوڈ کھانا بہت نقصان دہ ہے جس کی خاص مثال موٹاپا ہے امریکہ کیلیفورنیا یونیورسٹی میں بتایا گیا کہ فاسٹ فوڈ کے شوقین سستی، کاہلی اور مایوسی میں رہتے ہیں چاہے بعد میں صحت بخش غذا کھا لیں۔ جہاں ایک طرف امریکہ جیسا ماڈرن ملک فاسٹ فوڈ کو فروغ دے کر اس کی نفی کر رہا ہے وہیں دوسری طرف فطری غذاؤں کو صحت بخش قرار دے رہا ہے۔

امریکہ کے ماہرین کے



مطابق "آلو" کے استعمال سے بلڈ پریشر کم ہوتا ہے جو اس کو اپنی روزمرہ غذا میں شامل کرے اس کو دل کی تکالیف کم ہوں گی۔ ایک آلو میں 100 کیلوریز ہیں۔ آنکھوں کے گرد موجود سوجن کو آلو کھانے سے ختم کیا جاسکتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: "وہ اللہ وہ ذات ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند چمکنے والا بنایا اس کی منزلیں مقرر کیں تا کہ سالوں کی گنتی اور حساب جان لو۔ نہیں پیدا کیا اللہ نے اس کو مگر ساتھ حق کے"۔ (یونس)

اللہ عزوجل نے ہر چیز کو فائدہ مند بنایا ہے چاہے سورج ہو یا چاند سائنس کی تحقیق کے مطابق سورج کی شعاعوں سے علاج ہو سکتے ہیں۔ آسٹریلیا کی تحقیق کے مطابق سورج کی شعاعوں سے ہائی بلڈ پریشر کے مریض کا علاج کیا جاسکتا ہے یہ دوائیوں سے زیادہ بہتر ہے۔

ماہرین کے مطابق سورج کی شعاعوں میں موجود وٹامن ڈی اس بیماری کے خاتمے کے لیے مفید ہے اس کے نتیجے میں ہارٹ اٹیک اور فالج کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ مغربی ممالک میں خاص طور پر سورج کی روشنی سے جلدی امراض ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر جلد کو دھوپ نہ ملے تو قلبی شریانی امراض کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔

جب کوئی زیادتی سے صفائی کا اہتمام کرتا ہے تو جراثیموں سے واسطہ کم پڑتا ہے جراثیم سے واسطہ ہی کے مدافعتی نظام کو لڑنے کی صلاحیت دیتا ہے۔ جراثیموں سے چونکہ واسطہ کم پڑتا ہے تو اس طرح جسم کا مدافعتی نظام کمزور ہو جاتا ہے

اسلام ایک فطری مذہب ہے مثال کے طور پر نماز کے لیے پیدل چل کر مسجد آنا جانا، حج وعمرہ میں طواف، صفا و مروہ کی سعی سے جسمانی و روحانی سکون ملتا ہے۔ نماز سے تمام جوڑ متحرک ہوتے ہیں۔ نماز بہترین ورزش ہے۔ نماز سے جوڑوں کے درد نہیں ہوتے۔

عالمی سطح پر جتنی اموات ہر سال ہوتی ہیں ان میں 30% ہیں انہی بیماریوں کا ہاتھ ہے۔ یہ واقعات موسم سرما میں زیادہ دیکھے جاتے ہیں اور وہ ممالک جو خط استوا سے دور ہیں ادھر ان کی شکایات زیادہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ سورج سے آنے والی شعاعیں وہاں کمزور ہوتی ہیں۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے افضل بنایا ہے اور یہ افضل ہونا انسانی عقل، علم اور اختیار کی وجہ سے ہے ورنہ کچھ کام تو انسان اور جانور دونوں کرتے ہیں جیسے سونا، جاگنا، کھانا، جگالی کرنا، بچے پیدا کرنا انسان اور جانور میں فرق انسان کے پاس اختیار سے ہے اگر اس اختیار کو شائستہ حرکات کے لیے استعمال کیا جائے۔

آج کے دور میں فیشن کے نام پر جگالی کرنا (یعنی چیونگم کھانا) نئی جنریشن کو بہت پسند ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق چیونگم کا بہت زیادہ استعمال مستقل سردرد اور مائیگرین کا باعث بن سکتا ہے۔ جو لوگ مستقل چیونگم چباتے ہیں ان کو سردرد کا مسئلہ رہتا ہے تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ صرف ایک ماہ چیونگم کی عادت چھوڑنے سے اس بیماری سے چھٹکارا حاصل ہوسکتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: "اور تمہارے لیے چار پایوں میں بھی مقام عبرت ہے کہ ان کے پیٹوں میں گوبر اور لہو ہے اس سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہیں"۔ (النحل)

دودھ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کو دودھ بہت پسند تھا بعض مواقع پر احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے دودھ کے پسندیدہ ہونے کا خصوصی ذکر ہے۔

جہاں اتنی پیاری سنت ہو پھر بھی ہر جگہ کولڈ ڈرنک کی بھرمار ہے کسی کے گھر چلے جاؤ تو کولڈ ڈرنک...... کوئی گھر آ جائے تو کولڈ ڈرنک...... دل بے چین ہے تو کولڈ ڈرنک ...... موڈ خوشگوار ہو تو کولڈ ڈرنک غرض پینے میں ہماری لسٹ sting سے cocacola تک ہی ہے۔

طبی تحقیق کے مطابق دودھ ایک مکمل غذا ہے جن اجزا کی ضرورت انسانی جسم کو ہوتی ہے وہ دودھ میں وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ دودھ ہر مزاج کے شخص کے لیے بہتر ہے۔ دانتوں اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔ یہ اعصابی افعال، پٹھوں کی کارکردگی اور خون کے انحصار میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ یہ خون کے سرخ ذرات پیدا کرتا ہے۔ دودھ کے استعمال نہ کرنے سے بیماریاں حملہ آور ہوتی ہیں۔ یہ فطری دودھ کی خصوصیات ہیں جبکہ کمپنیوں میں بنایا جانے والا مصنوعی دودھ کیمیکلز سے بھرا ہے۔ اس میں جھاگ بنانے والا کیمیکل کاغذ کا گودا میٹھا سوڈا اور یوریا کھاد پائی جاتی ہے جو انتہائی نقصان دہ ہے خالص دودھ استعمال کرنے والے صحت مند اور توانا رہتے ہیں۔

اللہ رب العزت قرآن حکیم میں مومنوں کی صفات بیان فرماتے ہیں:

امریکہ کی تحقیق کے مطابق فاسٹ فوڈ کھانا بہت نقصان دہ ہے جس کی خاص مثال موٹاپا ہے امریکہ کیلیفورنیا یونیورسٹی میں بتایا گیا کہ فاسٹ فوڈ کے شوقین سستی، کاہلی اور مایوسی میں رہتے ہیں جا ہے بعد میں صحت بخش غذا کھالیں

جہاں اتنی پیاری سنت ہو پھر بھی ہر جگہ کولڈ ڈرنک کی بھر مار ہے کسی کے گھر چلے جاؤ تو کولڈ ڈرنک کوئی گھر آجائے تو کولڈ ڈرنک دل بے چین ہے تو کولڈ ڈرنک موڈ خوشگوار ہو تو کولڈ ڈرنک غرض پینے میں ہماری لسٹ sting سے cocacola تک ہی ہے

"جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا، مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے"۔(المائدہ)

اہل ایمان کی صفات میں سے ایک صفت جہاد فی سبیل اللہ بتائی گئی ہے۔ جہاد میں حصہ لینے والے نوجوان چست اور اعصابی، دماغی طور پر مضبوط ہوتے ہیں۔ جہادی تربیت ان کو چاق وچوبند رکھتی ہے۔ جبکہ مغربی ممالک نے نوجوانوں کو گھر بیٹھے ٹی وی، موبائل اور کمپیوٹر جیسے آلات مہیا کر کے ان سے جہادی صلاحیتیں چھیننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مسلمانوں کے نصاب میں مغربی معاون کے بے جا دخل نے نوجوانوں کی زندگی کو لمبا نصاب دے کر صرف ہوم ورک کرنے تک محدود کر دیا ہے۔ خود ہی قانون اور بے جا سہولتیں دینے والوں کی اپنی رائے دیکھئے!

آسٹریلوی ماہرین کا کہنا ہے صرف گھر میں رہنے والے بچے، نوجوان سست اور موٹے ہوتے ہیں۔ تازہ رپورٹ کے مطابق گھر میں رہ کر ہوم ورک کرنے والے، ٹی وی دیکھنے والے، کمپیوٹر اور موبائل کا بے تحاشا استعمال کرنے والے بچے ان بچوں کی نسبت جو باہر جا کر جسمانی سرگرمیاں کرتے ہیں غیر صحت مند، موٹے اور سست رہتے ہیں۔

کمپیوٹر، ٹی وی اور موبائل کی سکرین سے نکلنے والی شعاعیں بے جا استعمال سے نظر پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ آسٹریلوی بچوں میں ان وجوہات کی بنا پر موٹاپا سب سے زیادہ ہے۔ ماہرین کے مطابق اب ان والدین پر جرمانہ ہونا چاہیے جو بچوں کو بیرونی جسمانی سرگرمیوں سے روکتے ہیں حالانکہ یہ ان کے لیے ضروری ہے۔

اسلام ایک فطری مذہب ہے مثال کے طور پر نماز کے لیے پیدل چل کر مسجد آنا جانا، حج وعمرہ میں طواف، صفا ومروہ کی سعی سے جسمانی وروحانی سکون ملتا ہے۔ نماز سے تمام جوڑ متحرک ہوتے ہیں۔ نماز بہترین ورزش ہے۔ نماز سے جوڑوں کے درد نہیں ہوتے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ سائنس جو آج بتا رہی ہے اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ سب بہت پہلے سے ہدایت دے چکی ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: "اے نبی ﷺ کہہ دیجیے! ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے اور تم جہنم کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے وہ کتنا ہی برا ٹھکانہ ہے"۔(آل عمران)

سائنس کا اسلام کے احکامات کی تائید کر کے سر جھکانا مغربی ممالک کے مغلوب ہونے کی علامت ہے۔ ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب کفر مغلوب ہوگا اور اپنے برے انجام کی طرف دھکیلا جائے گا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآن وسنت کو مضبوطی سے تھام لیں اور اللہ مدبر الامور کے ہر حکم پر لبیک کہہ دیں۔ یہ لبیک کہنا اسلام کی فتح کی دلیل ہوگی۔

اللہ رب العزت ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسلام کو ہر دور اور ہر میدان میں فتح یاب کرے۔ آمین

بقیہ: طالبات کارنر

گے جب تم قرآن کے اوپر چل کر آؤ۔۔۔ میں کیسے چلوں قرآن کے اوپر میں تو حافظ قرآن ہوں۔۔۔ پوری دنیا کے مسلمانو!!! مجھے آزاد نہیں کروا سکتے تو کم از کم مجھے قرآن کی بے حرمتی سے تو بچالو"؟

اس کے جج نے جب عافیہ کو چھیاسی سال کی قید سنائی تو جج نے عافیہ کو مخاطب کر کے کہا کہ" اگر تم رحم کی اپیل کرنا چاہو تو میں کچھ سال کم کر دوں گا" لیکن اس عظیم بہن نے کہا کہ" رحم کی اپیل تم سے نہیں کروں گی جج صاحب، رحم کی اپیل تو میں اپنے رحیم وکریم رب سے کروں گی۔"

عزیز طالبات عافیہ نے تو اپنے رب سے معاملہ طے کر لیا ہے۔ اب اس کی رہائی کے دن تک ہماری قوم ایک بہت بھاری قرض تلے دبی رہے گی۔ جس کو چکانا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ عافیہ اس وقت صبر واستقامت کی دیوار بن کر کھڑی ہے اور اس کا یہ عمل امت مسلمہ کے ہر ہر نوجوان کو جھنجوڑ کر کہہ رہا ہے۔ کہ خدارا اب تو ہوش میں آجاؤ۔ آج نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ امریکی عدالت نے اس کیس کو ہی بند کر دیا ہے۔ اور حال ہی میں یہ خبر بھی منظر پر آئی ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو جیل میں قتل کرنے کی منصوبہ بندی کر لی گئی ہے۔ اور اس گھناؤنی سازش پر پردہ ڈالنے کے لیے اسے خودکشی ظاہر کیا جائے گا۔ کیا ہمارا رب ہم سے ناراض نہیں ہوگا؟ آج ہم انقلاب کی بات کرتے ہیں۔ تو بتائیے ذرا۔۔۔۔۔ وہ قوم کیسے انقلاب لا سکتی ہے جو اپنی ایک بہن کی عزت اور جان کو نہیں بچا سکتی؟

اب ہم کیا کریں؟ آیئے ہاتھوں میں ہاتھ لیے عافیہ کی آواز کو ملک بھر میں پھر سے عام کریں۔ اپنے گھروں اور تعلیمی اداروں سے آغاز کریں۔ اس بھولی ہوئی داستان کو پھر سے زندہ کریں۔ اس تحریک کو تیزی سے آگے لے کر بڑھیں۔ کہ نا جانے ہمارا رب ہم میں سے ہی کسی کی محنت کو قبول فرما کر ہماری بہن کو ان ظالموں سے نجات دلا دے۔ کیا آپ اس پیغام کو آگے پہنچانے کے لیے تیار ہیں؟؟؟

عرب وعجم کے بزدل ومجبور بادشاہو
بیٹی ہوں میں تمہاری عافیہ ہے میرا نام

تعلیم و تزکیہ

کنیز بتول

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

وہ بظاہر خوبصورت کلیوں سے آراستہ و پیراستہ پگڈنڈی پر اٹکھیلیاں کرتی اپنی کھالیں مست چلتی چلی جا رہی تھی۔ ارے کاش اسے کوئی تو روکے! کوئی تو روکے! کوئی تو بتائے کہ اس راستے کی منزل کون سی ہے پھر روکنے والوں نے روکا! ہاں روکنا چاہا مگر وہ...... وہ تو من چاہی خواہشات کو پورا کرنے چلی جا رہی تھی۔ اس اندھ کھوپڑی کو کیا سمجھ کہ یہ راستہ کہاں کو جاتا ہے......

مگر یہ بھی کڑوی حقیقت ہے کہ انسان اپنی زندگی میں دوسروں کے تجربات سے نہیں سیکھتا بلکہ وہ ان کڑوے کسیلے تجربات کا اثر اپنے اوپر ڈالنا چاہتا ہے اور پھر جب کر گزرتا ہے تب احساس کا دامن تھامنے لگتا ہے! بالکل اسی طرح ''وہ'' خواہشات کی اس کال کوٹھڑی تک جا پہنچی جو بظاہر تو بہت دلکش اور اس کے لباس سے میل کھاتی تھی وہ بخوشی اندر داخل ہوئی۔

روکنے والوں نے آخری مرحلے تک روکا مگر وہ داخل ہو چکی تھی پھر...... پاؤں اندر رکھتے ہی اس کال کوٹھڑی کے کواڑ بند ہو گئے! جی ہاں اس کی خوشی محض خوبصورت راستہ تھا منزل تو اس کی یہ بنی! وہ بند ہو گئی تھی! گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیا چیخنے چلانے لگی...... اتنے میں اس کا ضمیر جاگا اور یوں گویا ہوا:

''آج تم محض کلیوں سے سجے راستے کی نذر ہو گئی! وہ راستہ کہ جس کی منزل تمہارے سامنے ہے! تمہارے پالنہار نے تمہیں سوچنے کی طاقت نہ دی؟ تمہیں قوت فیصلہ نہ دیا؟ تمہیں اچھے برے کی تمیز نہ سکھائی؟ ہادی و رہبر نہ بھیجا؟ قرآن جو کہ نور و ہدایت ہے نہ دیا؟ ہاں ہاں تمہیں سب کچھ ہی تو دیا مگر تم نے ان صلاحیتوں سے کام نہ لیا۔ ارے او نا سمجھ! تجھے اللہ کے حضور شکر بجالانا چاہیے اس نے آج تمہارے اندر (spirit) کو زندہ کیا۔''

اس کے بعد اس کی سوچ کی کھڑکیاں مکمل طور پر کھل گئیں وہ سر بسجدہ زمین ہوئی۔ ندامت کے ہزاروں قطرے بہائے۔ مدد مانگی۔ جی بھر کر اللہ کا خوف کھایا...... اللہ کی ہستی جو جو ہر شناس ہے غفور و رحیم ہے۔ اس کی مدد آ بھی پہنچی۔

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

اللہ کی مدد تو دیکھو ہوا کے تیز جھونکے نے اس کال کوٹھڑی کے بند کواڑ تڑاخ سے کھول دیئے اور اس کے ساتھ ہی ہدایت و رہنمائی کی تابندہ کرنیں اس کے رخ پر جھانکنے لگیں۔

بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات انسان ناسمجھی کی حالت میں غلط راستوں پر چل کر اپنے رب عظیم کو بھلا بیٹھتا ہے وہ بھول جاتا ہے کہ وہی تو ہستی ہے جو دنیا کی تمام محبتوں سے زیادہ محبت کرنے والی ہے مگر حضرت انسان رنگینیوں میں کھو کر طاغوتی راستوں کی نذر ہو جاتا ہے۔ انہی راستوں سے گناہ جنم لیتے ہیں۔

''شیطان'' طاغوتی راستوں کا Care taker نے جب آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو گناہ کر بیٹھا (انکار کی وجہ سے) پھر حجتیں بھی پیش کرنے لگا کہ ''انا خیر منہ'' کہ میں اس سے بہتر ہوں کہ میں آگ سے بنا ہوں اور آدم علیہ السلام مٹی سے!

اس کی حجتوں کے باعث اسے جنت سے نکال دیا گیا اور دھتکارا ہوا لعنتی قرار دے دیا گیا یعنی گناہ سرزد ہو جانے کے بعد حجتیں پیش کرنا کیے گئے گناہ سے بھی بدتر ہے۔ فارسی کا مقولہ ہے:

''عذر گناہ بدتر از گناہ'' یعنی گناہ کرنے کے بعد عذر کرنا گناہ کرنے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔

انسان جو خطا کا پتلا ہے گناہ تو اس سے جانے انجانے سرزد ہو جاتے ہیں مگر اس کا مداوا کیا ہے؟ کہ اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے اور پھر سرزد ہو جانے کی صورت میں اللہ کے حضور معافی کا طلبگار ہوا جائے۔ یہی مومن کی نشانی ہے۔

اس کے برعکس جو گناہ کے ارتکاب کے بعد دلیلیں دے وہ طاغوت کی فوج کا حصہ بن جاتا ہے جب تک کہ وہ پلٹتا نہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ قارئین کرام!

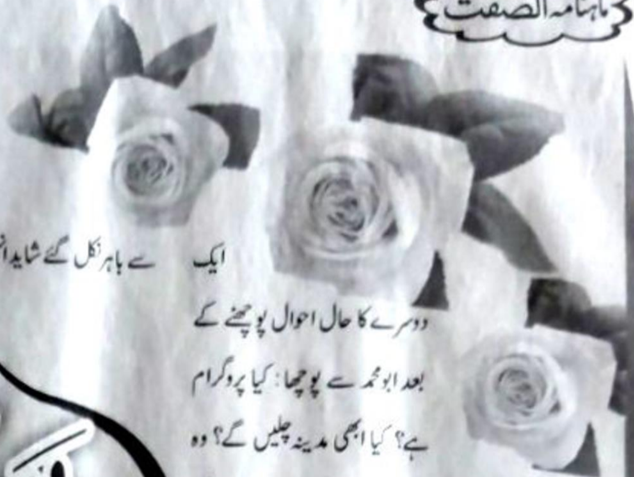
ایک تو ہمیں گناہ کی پہچان کرنا ہو گی۔ وہ پہچان کس طرح ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا:

''گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک جائے اور تو برا جانے کہ لوگوں کو اس کام کا پتہ چل جائے''۔ (مفہوم حدیث)

دوسرا یہ کہ سرزد ہو جانے کے بعد فوراً اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جانا چاہیے اور معافی مانگنی چاہیے کیونکہ انسان نیچے کا راستہ جو کہ سجدے کا راستہ ہے اسے اپنا کر طاغوتی ہتھکنڈوں سے بچ سکتا ہے انسان دنیا کو جو کہ ''دار الغرور'' یعنی دھوکے کا گھر ہے اسے اور ''دار الآخرۃ'' کو بذات خود بیاباں بھی بنا سکتا ہے اور گلستان بھی۔

سفرنامہ (قسط 4)

ام حبیب



لبیک اللھم لبیک

ایک دوسرے کا حال احوال پوچھنے کے بعد ابو محمد سے پوچھا: کیا پروگرام ہے؟ کیا ابھی مدینہ چلیں گے؟ وہ کہنے لگے آج سفر کر کے پھر عمرہ کیا ہے اب رات کو دوبارہ سفر نہیں ہو سکے گا۔ اب ہوٹل چلتے ہیں صبح فجر کے بعد نکلیں گے ان شاء اللہ۔

ہوٹل پہنچ کر ہم بغیر کچھ کھائے پیے سو گئے۔ صبح نمازِ فجر کے لیے دونوں بھائی بیت اللہ چلے گئے۔ جبکہ میں سخت تھکن کی وجہ سے نہ جا سکی میں نے اٹھ کر وضو کیا نماز ادا کی اور اسی کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہو گئی۔ پہاڑ کی چوٹی پر پرانا سا گھر قدیم عرب بود و باش کی چھوٹی سی جھلک پیش کر رہا تھا جبکہ اس کے چاروں طرف جدید فلک بوس عمارات ایستادہ تھیں اچانک میرے پاؤں کسی چیز سے ٹکرائے میں نے دیکھا یہاں (بیڈ کے نیچے) دو سفری بیگ پڑے ہوئے تھے۔ مجھے احساس ہوا کہ اس کمرے میں کوئی اور بھی رہتا ہے یہاں چھ خالی بستر تھے میرے اذکار مکمل ہونے تک دونوں بھائی آ گئے دروازے پر دستک ہوئی تو میں دروازہ کھولنے لگی۔

بیٹے نے دروازہ کھلنے سے پہلے ہی آواز دی پردہ کر لیں۔ میں دروازہ کھول کر اس کے عقب میں پردہ کر کے کھڑی رہی دو سفید ریش بزرگ ان کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئے اور اسی کھڑکی کے پاس بچھے بستروں پر جا کر پشت کر کے بیٹھ گئے۔ چند لمحوں کے بعد وہ اٹھے اور کھنکارتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے شاید انہیں بھی اب پتہ چلا تھا کہ کمرے میں ایک عورت بھی موجود ہے انہوں نے تھوڑی دیر دروازے میں کھڑے ہو کر بچوں سے بات کی بیٹے نے انہیں بتایا کہ ہم تھوڑی دیر تک ہوٹل چھوڑ دیں گے ہم مدینہ روانہ ہو رہے ہیں انہوں نے بتایا کہ وہ رات کو جب دیر سے سونے کے لیے آئے تو انہیں معلوم نہ تھا کہ نئے مسافروں کے ساتھ کوئی خاتون بھی ہے ورنہ وہ کمرے میں کبھی نہ سوتے۔

لائٹ آف تھی اور بالکل کونے میں بچھے ہوئے پلنگ پر میں کمبل لئے سو رہی تھی جبکہ بچے میرے دونوں طرف بستروں پر دراز تھے۔ بچوں نے بہت شکریہ ادا کیا اور ایک بزرگ سے فون نمبر مانگا اور انہیں دعوت دی کہ مدینہ آئیں تو مجھے خدمت کا موقع ضرور دیں۔ انہوں نے شکریہ کہتے ہوئے معذرت کی اور کہا کہ بیٹے میں ایبٹ آباد سے آیا ہوں گورنمنٹ کا ملازم ہوں اور موبائل جیسے شیطان کو چھوڑ آیا ہوں چار دن اللہ سے رابطہ مضبوط ہو جائے یہی نیت کر کے آیا ہوں پھر وہ حرم چلے گئے۔







یہاں پھر ایک بار مجھے محرم کی ضرورت و اہمیت کا احساس ہوا۔ بزرگوں کے جانے کے بعد ابو حذیفہ اور ابو محمد ناشتہ لینے کے لیے نیچے چلے گئے انہوں نے بال بھی منڈوانے تھے۔ لہٰذا میں نے دروازہ اندر سے لاک کر لیا وہ قریباً ایک گھنٹے بعد ناشتہ لے کر آئے انہوں نے بتایا کہ حجاموں کی دکانوں پر بہت رش تھا اس لیے انہیں دیر ہو گئی۔ انہوں نے سر منڈوانے کے بعد احرام کھولے، غسل

کر ... کپڑے تبدیل کیے اور پھر ہم نے ناشتہ کیا۔ ناشتے کے بعد ہم ہوٹل سے مدینہ کے لیے روانہ ہوئے۔

ابومحمد کے ہمراہ اس کا ایک ساتھی بھی تھا اس نے بتایا کہ مدینہ سے مکہ تک عمرہ کے لیے اکثر فیملیاں آتی جاتی ہیں لیکن جب اکیلے سفر کرنا ہوتا ہے تو پھر ایک ساتھی ضرور ساتھ رکھتے ہیں تاکہ لمبی ڈرائیونگ میں مددگار رہے۔ میں نے پوچھا کہ ہوٹل کی تلاش میں ہمارے ساتھ اتنی مشکل کیوں پیش آئی تو بیٹے نے وضاحت کی کہ جب آپ ٹریول ایجنسیوں کے ذریعے عمرہ کے سفر میں ہوٹل کی ایڈوانس بکنگ بھی کر دیتے ہیں تو پھر آپ کو ایسا مسئلہ پیش نہیں آتا لیکن ہم نے چونکہ عمرہ کر کے مدینے جانا تھا اس لیے ہم نے ایڈوانس بک نہیں کروائی تھی یہاں ہمیں ایک دو دن قیام کی اجازت اس لیے مل گئی کہ پاکستان والے ٹریول ایجنسی سے ان کا agreement ہے۔ لہٰذا زائرین کے ساتھ تھوڑا بہت تعاون اس بنیاد پر چلتا ہے۔ اس نے کاغذات دیکھ کر ہمیں رہائش دے دی تھی۔

ایک وہ زمانہ تھا جب لوگ لمبے لمبے سفر پیدل کرتے تھے قافلوں کی شکل میں کھانے پینے کا بھی کوئی اہتمام نہ تھا مہینوں سفر میں رہتے جہاں سے کچھ مل گیا کھالیا نہ ملا تو صبر شکر لیکن اب تو حج وعمرہ بھی امیروں کی تفریح اور غریبوں کی حسرت بن چکا ہے۔

ہم دوبارہ حرم آ گئے تھے ابومحمد کے فون پر ان کا رفیق سفر سڑک پر ہی کھڑا تھا وہ سلام کر کے گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور ہم نے مدینۃ النبی ﷺ کی طرف آغاز سفر کیا۔ آقا رسول ﷺ کا وہ مسکن جو آپ کو پوری دنیا سے زیادہ محبوب خطہ ارضی تھا۔ کھجوروں کی وہ سرزمین جس کی طرف آپ نے اس وقت ہجرت کی جب پورے عرب میں کوئی آپ کا رفیق اور غم خوار نہ تھا سوائے ان چند کلمہ گو مسلمانوں کے جو خود مشرکین وکفار کے ظلم وستم کا شکار تھے یہ زمین اہل اسلام کے لیے دنیا کی پہلی پناہ گاہ تھی جسے محبوب الٰہی نے یثرب سے مدینہ بنا دیا اور پھر یہ مدینہ تا قیامت مسلمانوں کی محبت وعقیدت کا مرکز ٹھہرا بیت الحرام کے بعد کرہ ارض کا سب سے مقدس مقام جہاں کون ومکان کے سردار اپنے اصحاب کے ہمراہ محو خواب ہیں کروڑوں درود وسلام آپ کی ذات اقدس اور آپ کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر۔

سڑک کے دونوں طرف مٹیالے اور سیاہ رنگ کے پہاڑ تھے۔ درمیان میں لق ودق صحرا یا کہیں کہیں چند مکانات نظر آجاتے تھے لیکن گھاس کا کوئی تنکا یا درخت نظر نہ آیا۔ البتہ دور کہیں کھجور کے درخت نظر آجاتے تھے صحرا میں بھیڑوں کے بڑے بڑے باڑے تھے میں نے بچوں سے پوچھا اس صحرا میں بھیڑیں کیسے پالتے ہیں نہ گھاس نہ پانی۔ ابومحمد کہنے لگے بعض علاقے بہت سرسبز وشاداب ہیں جہاں کھیت اور باغات بھی ہیں وہاں سے گھاس لا کر خشک کر کے ذخیرہ کر لیتے ہیں اور پانی قیمتاً حاصل کر کے یہ کام چلا رہے ہیں دیہاتی عربوں کی معیشت کا یہ بھی ایک اہم ذریعہ ہے۔

ہم قریباً تین گھنٹے کا سفر کر چکے تھے راستے میں کوئی دوکان یا کیفے یا ریسٹورنٹ نہیں آیا یہ پہلا جنرل سٹور تھا کیفے تھا جس پر مشروبات پھل اور کھانے کی بہت سی اشیاء موجود تھیں اور پردے کا اہتمام بھی تھا۔ مکہ سے مدینہ تک طویل سفر کے دوران اکلوتا پٹرول پمپ بھی یہیں تھا اس کا نام casco تھا جو شاید آئل کمپنی کا نام تھا

ایک وہ زمانہ تھا جب لوگ لمبے لمبے سفر پیدل کرتے تھے قافلوں کی شکل میں کھانے پینے کا بھی کوئی اہتمام نہ تھا مہینوں سفر میں رہتے جہاں سے کچھ مل گیا کھالیا نہ ملا تو صبر شکر لیکن اب تو حج وعمرہ بھی امیروں کی تفریح اور غریبوں کی حسرت بن چکا ہے۔

میں فون پر رابطہ کر کے اس کے کمرے میں پہنچا تو وہ جناب صاحب پتلون شرٹ پہن کر تیار کھڑے تھے میں نے حیران ہو کر پوچھا تم اس طرح عمرہ کرو گے؟ تو کہنے لگا کیا حرج ہے؟

یہاں رک کر ہم نے نماز ظہر اور عصر قصر جمع کی اس کے بعد دوبارہ سفر شروع کر دیا ابومحمد نے پھلوں کا شاپر پچھلی سیٹ پر رکھا ہوا تھا ابوحذیفہ نے سب کو پھل پیش کیے کسی نے سیب پسند کیا کسی نے مالٹا میں نے بھی مالٹا لے لیا مالٹے اچھی قسم کے تھے اور سیب ذرا بے رنگے سے لگ رہے تھے ابومحمد نے بتایا کہ پاکستان سے مالٹا آم اور سیب بھاری مقدار میں یہاں امپورٹ ہوتا ہے۔ خاص طور پر سرگودھا میں کوٹ مومن کے علاقے سے منگوایا جاتا ہے میں نے مالٹا چھیل کر کھانا چاہا تو وہ کہنے لگا میں نے کہا پاکستان میں موسمی



نامی مالٹا بہت میٹھا ہوتا ہے۔ یہ تو موسمی کا ذائقہ ہی نہیں ہے یہ بھی موسمی ہے اس نے کہا۔ میں نے کہا بھئی پاکستان کی موسمی کھٹی نہیں ہوسکتی یہ موسمی نہیں ہے اگر یہ موسمی ہے تو پھر پاکستان کی نہیں ہے۔ اس نے مان لیا ۔ پاکستانی سیب یہاں کا سب سے مہنگا پھل ہے۔

سڑک کے دونوں اطراف خالی زمین تاحد نظر پھیلی ہوئی تھی کہیں پہاڑ بھی تھے ابو محمد نے بتایا کہ لوگوں کی ذاتی زمین بھی ہے اور سرکاری اراضی بھی لیکن پانی کی نایابی کی وجہ سے بنجر پڑی ہوئی ہے۔ بعض جگہوں پر لوگوں نے چھوٹے چھوٹے نخلستان بنائے ہوئے ہیں جن کو کنوؤں یا مصنوعی ذرائع آبپاشی کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے۔

ابو محمد نے گفتگو کا رخ بدل کر اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے ساتھی سے پوچھا وہ تمہارے کزن نے عمرہ کرلیا ہے وہ کہنے لگا یار کیا بتاؤں جب آپ نے مجھے ہوٹل ڈراپ کیا تو میں فون پر رابطہ کر کے اس کے کمرے میں پہنچا تو وہ جناب صاحب پتلون شرٹ پہن کر تیار کھڑے تھے میں نے حیران ہو کر پوچھا تم اس طرح عمرہ کرو گے؟ تو کہنے لگا کیا حرج ہے؟

میں سٹپٹا کر رہ گیا میں نے کہا تم پاکستان سے احرام باندھ کر نہیں آئے اب وہ کچھ پریشان ہو گیا کہتا ہے لوگوں نے باندھا تھا لیکن میں نے ضروری نہیں سمجھا میرا خیال تھا شاید لوگ شوق سے باندھ لیتے ہیں پھر میں نے اس کے لیے احرام خریدا اسے پہنا کر عمرہ کروایا۔

حد ہو گئی ہے یار دین کے معاملے میں بعض لوگ اتنے بے خبر ہوتے ہیں اب دیکھو وہ پاکستان سے عمرہ کرنے کے لیے چلا ہے اور اسے احرام جو کہ ایک اہم ترین مسئلہ ہے اس کی خبر ہی نہیں علم تو در کنار خبر ہی نہیں ابو محمد نے تبصرہ کیا تو وہ کہنے لگا دراصل وہ بندہ ہی ایسا ہے دین سے کوئی دلچسپی نہیں اس کی والدہ میری خالہ نے ہی اسے تیار کیا تھا میں نے بھی ترغیب دلائی اور وہ اپنے ہی مزاج میں سیر سپاٹے کی نیت سے چلا آیا اگر شوق سے آتا تو سمجھ سیکھ کر آتا۔ پھر وہ کچھ دیر تک اپنی باتیں کرتے رہے۔

گاڑی پوری رفتار سے بھاگ رہی تھی ابو محمد کہنے لگے یہ علاقہ ''سرف'' کا ہے اس کا نیا نام نوار یہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا نکاح اسی مقام پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا اور ولیمہ بھی یہیں کیا گیا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے قریب کہا کہ مجھے مدینہ سے نکال لو اور وہاں لے چلو جہاں میرا نکاح ہوا تھا۔ چنانچہ آپ کو وفات کے بعد وہیں لے جایا گیا اور دفنایا گیا۔

اس کے بعد تنعیم کے مقام پر ابو محمد نے نشان دہی کی کہ اس مقام پر مسجد عائشہ ہے مسجد عائشہ لب سڑک نظر آ رہی تھی کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (مخصوص) ایام کی وجہ سے عمرہ سے محروم رہ گئیں تو پیارے نبی ﷺ نے ان کے بھانجے حضرت عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ آپ عائشہؓ کے ساتھ رہو مکہ واپسی سے قبل یہ تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کر لیں گی تو پھر واپسی ہوگی اس جگہ مسجد تعمیر کر دی گئی جسے مسجد عائشہ کہا جاتا ہے۔ اور حجاج کرام دن میں کئی بار مسجد عائشہ سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کرتے ہیں کیونکہ حرم سے قریب تر مقام ہے جس کے بارے میں علماء کرام کی کئی آراء اور دلائل ہیں بعض اس کے حوالے سے عام لوگوں کے عمرہ کے خلاف ہیں بعض حق میں ہیں جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ اگر یہ عوام الناس کے لیے میقات ہوتا تو پھر عبدالرحمٰن جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے وہ بھی ضرور عمرہ فرماتے انہوں نے اتنی بڑی سعادت کو ہاتھ سے کیوں جانے دیا جبکہ ان کے عمرے کا ذکر اور حکم موجود نہیں ہے لیکن مسجد عائشہ کا مقام تنعیم اگرچہ حد حرم کے اندر واقع ہے لیکن ایک لاکھ نماز کے ثواب کے حوالے سے فضیلت کے اعتبار سے بیت اللہ کی نماز زیادہ بہتر ہے۔

تنعیم سے ایک ساتھی ہمارا رفیق سفر بن گیا جو ابو محمد کا دوست تھا اور اسے بھی مدینے جانا تھا اور ہم ان کی گفت وشنید سے بھی علم حاصل کر رہے تھے اتنے میں پہلے رفیق سفر کو فون آ گیا اور وہ فون پر گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگا:

یار بحث یہ نہیں کہ پتلون حرام ہے یا حلال مسئلہ یہ ہے کہ احرام کے بغیر حج وعمرہ نہیں ہوتا مرد کے لیے یہ ضروری ہے عورت کو کوئی قید نہیں کوئی بھی ساتر اور باپردہ لباس پہن سکتی ہے۔ ہاں ہاں پتلون اس طرح کی پہن لو عریانی وفحاشی والی نہ ہو اور ٹخنے ننگے رکھنا ضروری سنت ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے اور اسے متکبرین میں شمار کر کے جہنم میں داخل کر دیں گے۔

ویسے سعودی عرب کے ایک بہت بڑے مفتی شیخ العثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ یہود ونصاریٰ کا لباس ہونے کی وجہ سے اس میں مشابہت والی حدیث کے تحت **من تشبہ بقوم فھو منہ** کے سبب یہ حرام ہے اسے نہیں پہننا چاہیے اور اس کا کاروبار بھی حرام ہے۔

اس کی ٹیلیفون پر گفتگو سن کر سب محظوظ ہو رہے تھے۔

اچھا یار تم جب مدینے آؤ گے تو مجھ سے ضرور رابطہ کرنا ہوٹل میں نہیں رہنا میں تمہیں یونیورسٹی اپنے ساتھ ہی رکھوں گا اور زیارتیں بھی کرواؤں گا ٹھیک ٹھیک ہے خدا حافظ۔

ابو محمد اور اس کے دونوں دوست جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے طالب علم ہیں لہٰذا وہ اس موضوع پر ڈسکس کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ''وجھا'' میں شامل کر کے کسی نوجوان کو کسی بڑے عربی عالم سے ملانے کا بندوبست

بقیہ صفحہ 61 پر



نعیمہ صدیقہ

سائبر ایک خطرناک جرم



انٹرنیٹ اور موبائل دورِ حاضر کی ایک ترقی یافتہ ایجاد ہے۔ جس کے بغیر کوئی جگہ اور کسی شخص کی زندگی تقریباً نامکمل ہے۔

جہاں انٹرنیٹ و موبائل کے بہت سے فوائد ہیں۔ مثلاً گھر بیٹھے ساری دنیا سے رابطے میں رہنا، تعلیم حاصل کرنا، آرڈر اور رقم وصول کرنا، ہر شعبہ میں نت نئے تجربات سیکھنا، حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنا الغرض انٹرنیٹ نے دنیا کو ترقی اور آسانیوں کی راہ پر گامزن کر دیا ہے۔ وہاں اس جدید ٹیکنالوجی نے نوجوان نسل کو غلط راستے پر لگانا اور جرائم پیشہ عناصر کو جرائم کی دنیا میں آسانیاں بھی فراہم کی ہیں جو ایک قابلِ غور بات ہے۔

جرائم پیشہ افراد انٹرنیٹ اور موبائل فونز کی سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی کرتوتوں کا غلط استعمال کرتے ہیں جن سے صارفین حیران و پریشان رہ جاتے ہیں۔ ایسا جرم "سائبر کرائم" کہلاتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ سائبر کرائم ایک ایسا قبیح فعل ہے۔ جس میں کسی بھی ویب سائٹ کو ہیک (یعنی دوسرے کو بتائے بغیر اس کا کمپیوٹر استعمال) کرنا، غیر قانونی ہیکنگ سائٹ بنانا، کسی شخص کا پاس ورڈ (کوڈ) چرا کر اس کا غلط استعمال کرنا، کسی بھی شخص کی فحش تصاویر بنا کر انہیں انٹرنیٹ پر شائع کرنا، بے ہودہ ای میل بھیجنا، بڑے اداروں کی معلومات چرا کر انہیں دیگر ممالک یا کمپنیوں میں لنک کرنا، اور فحش فلمیں بنا کر غیر ملک میں فروخت کرنا شامل ہیں۔

انٹرنیٹ، موبائل فونز اور دیگر کمپیوٹر ٹیکنالوجی کی کثرت کے باعث بھی جرائم پیشہ افراد با آسانی جدید ٹیکنالوجی کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ جتنا زیادہ ہم ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہیں اتنا ہی زیادہ سائبر کرائم کا خطرہ درپیش ہے۔ جس سے عام آدمی کا بچنا انتہائی مشکل بالکل ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔

دنیا کے اکثر ممالک میں آرگنائزڈ سائبر جرائم گروہ

بھی وجود میں آ چکے ہیں جو سائبر کرائم کو اپنا کاروبار تصور کرتے ہیں۔ ان جرائم پیشہ عناصر نے نہ صرف آپس میں رابطہ کے لیے اپنے خفیہ پہچان کا طریقہ کار، کوڈ وغیرہ مقرر کر رکھے ہیں بلکہ انڈر گراؤنڈ مارکیٹ بھی وجود میں آ چکی ہے۔ جہاں نت نئی سائبر جرائم کی حکمت عملی، تکنیک، طریقہ کار، آلات واوزار بھی شیئر کیے جاتے ہیں۔

رپورٹ کے مطابق ایک گروہ ایسا پکڑا گیا جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ اس نے پاک ہیکرز ڈاٹ کام نامی ایک غیر قانونی ویب سائٹ بنا رکھی ہے جس کے ذریعے سے پیسے بٹورنے کے لیے انٹرنیٹ ہیکنگ سکھائی جا رہی ہے۔ جن میں ویب سائٹ ہیکنگ، ای میل ہیکنگ، کمپیوٹر نیٹ ورک ہیکنگ، پاس ورڈ ہیکنگ، کریڈٹ کارڈ چوری، بینک اکاؤنٹ ہیکنگ، اور سم کلوننگ وغیرہ جیسے مکروہ دھندے شامل ہیں۔



سائبر کرائم مختلف شعبوں میں منقسم ہے:

☆ سائبر کرائم پیشہ افراد بینک اور مالیاتی اداروں کے مین سرور یا کمپیوٹر کو خودکار سافٹ ویئر کی مدد سے نشانہ بناتے ہیں اور کسی بھی بینک میں یا باہر موجود اے ٹی ایم مشین کو کسی بھی دور لوکیشن سے کنٹرول کر کے لاکھوں روپے نکال لیتے ہیں یا پھر کھاتے داروں کی خفیہ معلومات چرا کر آن لائن کروڑوں روپے اپنے مخصوص اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر لیتے ہیں۔

سائبر کرائم پیشہ افراد اکثر اوقات تجارتی اداروں کے ان افراد کے اکاؤنٹ اور خفیہ معلومات کو نشانہ بناتے ہیں جنہیں اداروں میں مالیاتی فنڈز ٹرانسفر کرنے میں کلیدی اہمیت حاصل ہوتی ہے جیسے مالیاتی کنٹرولر، چیف اکاؤنٹ، چیف کیشئر، چیف مالیاتی آفیسر اور چیف ایگزیکٹو وغیرہ ایسے افراد کے کمپیوٹر کو ہیک یعنی ایک ریموٹ لوکیشن سے آپریٹ کر کے ان کے علم میں لائے بغیر غیر قانونی طریقہ سے ایک خطیر رقم کمپنی کے اکاؤنٹ سے آن لائن کسی بھی دوسرے اکاؤنٹ میں چند سیکنڈ میں کسی بھی ملک یا شہر میں بھیجی جا سکتی ہے۔

☆ ایک جرم ہے شخصیت چرانا۔ اس جرم میں مجرم کو اس وقت فائدہ ہوتا ہے جب مطلوبہ شخص شہرت یافتہ ہو یا مالدار ہو، مثلاً ٹیکس ریٹرن فراڈ، کریڈٹ کارڈ فراڈ، بنک لون فراڈ، یا جعلی اور فرضی شناخت پر ملازمت حاصل کرنا وغیرہ وغیرہ

☆ حساس ڈیٹا بیس جیسا کہ کریڈٹ کارڈ کی خفیہ معلومات تجارتی بنیادوں پر سیو (Save) کیا گیا لوگوں کا ذاتی خفیہ بائیو ڈیٹا، تجارتی راز و نیاز اور معاہدے خفیہ کوڈز، صارفین کی خفیہ معلومات اور آمدنی کا کار ریکارڈ، ملازمین کا خفیہ اور ذاتی ریکارڈ، حساس تنصیبات کی لسٹ اور کوڈ، اور عسکری معلومات وغیرہ چرانا اور دشمنوں سے اس کا انعام وصول کرنا۔

☆ اکثر کاروباری افراد، طالب علم، بین الاقوامی محقق اپنے کاروباری لین دین، کتابوں کی آن لائن خریداری، اپنے تحقیقی مقالوں کی نشر و اشاعت، اور خریداری بذریعہ کمپیوٹر



آن لائن ویب سائٹ پر اپنے ملکی یا غیر ملکی کرنسی والے کریڈٹ کارڈ کے ذریعے کرتے ہیں تاکہ جلد از جلد رقم کی ادائیگی ہونے کے بعد ان کی مطلوبہ چیز مل جائے۔

سائبر مجرم ایسے لوگوں کے ٹرانزیکشن کو "ہیک" کرتے ہوئے انہیں نشانہ بناتے ہیں اور لوگ اپنے کریڈٹ کارڈ میں موجود بیلنس گنوا بیٹھتے ہیں۔ یہ نقصان تب تو بہت ہی زیادہ ہوتا ہے جب کسی کاروباری شخص کے کریڈٹ کارڈ میں کارپوریٹ بیلنس ہو جو چند لاکھ سے کروڑوں تک ہو سکتا ہے۔

☆ موبائل فون کے استعمال میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

تقریباً ہر ایک کو ایک SMS ملتا ہے کہ میرا آپ سے رابطہ نہیں ہو پا رہا برائے مہربانی کال کر لیں۔

بقیہ صفحہ 61 پر

کسی بھی بینک میں یا باہر موجود اے ٹی ایم مشین کو کسی بھی دور لوکیشن سے کنٹرول کر کے لاکھوں روپے نکال لیتے ہیں یا پھر کھاتے داروں کی خفیہ معلومات چرا کر آن لائن کروڑوں روپے اپنے مخصوص اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر لیتے ہیں۔

طالبات کارنر
بشریٰ شعیب

بیٹی ہوں میں تمہاری عافیہ ہے میرا نام
ایک بھولی ہوئی داستان

طالبات کارنر

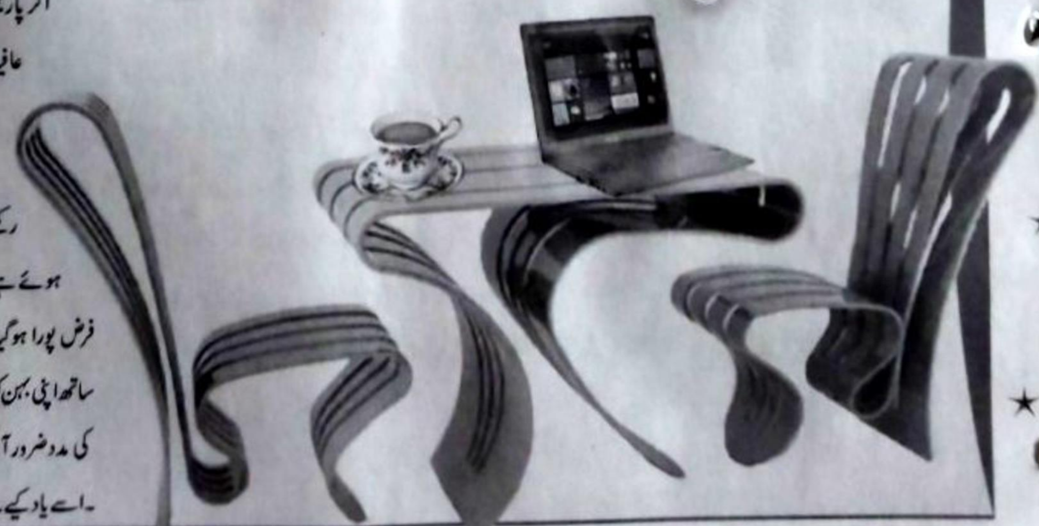
عافیہ کے حق میں فیصلہ نہیں سنا سکتے۔امریکی عدالت نے مقدمہ بند کردیا۔کیس کی کاروائی جاری رہتی تب بھی ڈاکٹر عافیہ کے خلاف ہی فیصلہ سنایا جانا تھا۔مقدمے کی مزید تفتیش کرنے سے انکار۔عافیہ کو سزا کے خلاف اپیل کی واپسی کی اجازت دے دی۔

عزیز طالبات! یہ ایک پاکستانی اخبار کی وہ سرخی ہے جس کو پڑھ کر شاید ہی کسی پاکستانی کے دل میں درد اٹھا ہو۔دراصل ہم بہت سے تحریکی فلسفوں میں الجھ کر یہ بھول ہی چکے ہیں کہ ہماری ایک بہن کو بے گناہی کی سزا کاٹتے گیارہ سال بیت چکے ہیں۔آج ہمارے وہ نوجوان جو انصاف کے نعرے لگانے میں مشغول ہیں۔اس شور کے باعث شاید اس پکار کو ہی نہیں سن پاتے۔جو انصاف کی حقیقی طلب میں بیٹھی قوم کی ایک جاں بلب بیٹی کے ہونٹوں سے نکل کر پورے کرہ ارضی کی ماؤں کو خون کے آنسو رلا رہی ہے۔

ہماری اسی غفلت کے سبب آج امریکی عدالت نے اس مقدمے کو ہی سرے سے بند کردیا۔وہ بھی سوچتے ہوں گے کہ کیسی قوم ہے جنہیں اپنی بہن کی عزت کی کوئی پرواہ ہی نہیں۔ہم تو اپنے شہریوں کو ہر قیمت پر پاکستان سے رہا کرواتے ہیں۔اور یہ ہیں کہ انہوں نے کبھی پلٹ کر پوچھا ہی نہیں کہ آیا تمہارے پاس عافیہ کے جرم کا کوئی ثبوت ہے بھی یا نہیں؟؟

ابھی پچھلے ہی دنوں شدید علالت کے باعث ڈاکٹر عافیہ کی والدہ نے ہسپتال کے آئی سی یو وارڈ سے اپنی بیٹی کے لیے جمعہ کے دن قوم سے خصوصی دعا کی درخواست کی تھی۔جب سوشل میڈیا کی ویبسائیٹ پر جمعہ کی دعا کے تاثرات لیے گئے تو کچھ پاکستانی یہ سوال کرتے پائے گئے کہ ڈاکٹر عافیہ کون ہے؟تفصیلات بتانے پر انہوں نے پوچھا کہ اس نے کیا غلطی کی تھی کہ وہ جیل میں چلی گئی؟ کسی نے یوں بھی جواب دیا کہ" کیا آپ ہمیں بھی وہاں بھجوانے کے چکر میں ہیں؟جن لوگوں نے عافیہ کو اغواہ کر کے امریکہ روانہ کیا۔وہ ہمارے ساتھ بھی یہی کرسکتے ہیں۔دعا کی بجائے اکثر پاکستانی اس پر سوال اٹھاتے دکھائی دیے۔نا جانے کیوں ڈاکٹر عافیہ کا ذکر صرف تب ہی عام ہوتا ہے جب میڈیا اس کے بارے میں بات کرے۔ورنہ کسی بھی پاکستانی کی غیرت اس تحریک کو جاری رکھنے کے لیے نہیں جاگتی۔

اگر پارلیمینٹ ہاؤس کے سامنے دھرنا دینے کی بجائے عافیہ کی رہائی کی خاطر امریکی ایمبیسی کے سامنے دھرنا دیا جاتا تو یقیناً اب تک کوئی خوشخبری قوم کا مقدر بن چکی ہوتی۔ہم میں سے درد دل رکھنے والا ہر شخص بھی محض روایتی انداز اپنائے ہوئے ہے۔کبھی خیال آجائے تو ذکر کر کے سمجھتے ہیں کہ فرض پورا ہوگیا۔اگر ہم میں سے چند لوگ بھی یکسوئی کے ساتھ اپنی بہن کو واپس بلانے کے لیے محنت کرتے رہیں تو اللہ کی مدد ضرور آئے گی۔بہت عرصہ بیت گیا اس کا ذکر نے اسے یاد کیے۔۔۔



آیئے اس معصومہ کا حال بھی جان لیں جو اسلام کی عزت کو بچانے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر چکی ہے۔

ڈاکٹر عافیہ کون ہیں؟ گیارہ برس پہلے ایسا کون سا واقعہ رونما ہوا تھا جس کی سزا عافیہ کو آج بھی بھگتنی پڑ رہی ہے۔ پچھلے گیارہ سالوں سے میڈیا اور انٹرنیٹ پر ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں بہت سی باتیں منظر عام پر آتی رہیں۔ اصل حقائق کیا ہیں؟ یہ تو محض اللہ کی ہی ذات ہی جانتی ہے۔ لیکن جن معلومات کی تصدیق ڈاکٹر عافیہ کے گھر والوں نے کی ہے اس کا تذکرہ IJN International Justice Network نے حقیقی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ایک رپورٹ میں کیا ہے۔ جس میں ان کے ساتھ پیش آنے والے حالات کی تحقیق کی گئی ہے۔ اس کے چند نکات پیش خدمت ہیں:

ڈاکٹر عافیہ صدیقی انیس سو بہتر میں پیدا ہوئیں۔ زندگی کے ابتدائی سال زمبیا میں گزارے۔ ان کی والدہ ایک این جی او میں سوشل ورکر کے طور پر کام کرتی تھیں۔ اور والد ڈاکٹر تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں وہ یونیورسٹی کی تعلیم کے لیے امریکی ریاست ٹیکساس میں اپنے بھائی کے پاس چلی گئیں۔ انہوں نے ہوسٹن یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ کچھ ہی عرصے میں انہوں نے اپنی ذہانت اور محنت کے بل بوتے پر بہت سے امریکیوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ دو سالوں بعد ہی ان کو سکالرشپ کی بنیاد پر Massachuetts Institute of Technology MIT میں داخلہ مل گیا۔

جہاں سے انہوں نے انیس سو پچانوے میں بیالوجی مضمون کے ساتھ کالج کی تعلیم مکمل کی۔

School Martin Luther King میں رہائش کے دوران انہوں نے بیشتر ایوارڈ حاصل کیے۔ اسی دوران انہوں نے طلبہ کی مختلف تنظیموں میں بھی کام کیا۔ اور ایک فلاح انسانیت کی تنظیم کی امداد بھی کی جو بوسنیا کی جنگ میں مسلمانوں کی مدد کر رہی تھی۔ ڈاکٹر عافیہ پروجیکٹر کی مدد سے بوسنیا میں ہونے والے مظالم کی معلومات طلبا و طالبات میں عام کر کے ان کو متاثرین کی مدد کے لیے ابھارتی اور ان سے فنڈ اکٹھا کر کے بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرتی۔ اس کے ساتھ انہوں نے دعوت دین کا کام بھی جاری رکھا۔ آج بھی کچھ امریکی مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے اسلام لانے کے پیچھے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی محنت شامل ہے۔ امریکہ میں بہت سے سال رہائش اختیار کرنے کے باوجود بھی انکی شہریت پاکستانی ہی رہی۔

انیس سو پچانوے میں ہی انکی شادی ایک پاکستانی ڈاکٹر محمد امجد خان کیساتھ قرار پائی۔ دونوں خاندانوں نے روایتی انداز میں رشتہ طے کر دیا اور ٹیلی فون پر ہی نکاح کر وا دیا گیا۔ شادی کے بعد ڈاکٹر عافیہ کی پہلی بار اپنے شوہر سے بوسٹن میں ہی ملاقات ہوئی۔ ان کے ہاں تین سال کے عرصے میں دو بچوں کی پیدائش ہوئی۔ بیٹے کا نام احمد اور بیٹی کا نام مریم رکھا گیا۔ بچوں کی پیدائش کے بعد عافیہ نے برینڈیز یونیورسٹی سے اپنا پی۔ ایچ۔ ڈی مکمل کیا۔ انہوں نے یونیورسٹی کی تعلیم دو ہزار ایک میں مکمل کی۔ یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران انہوں نے ذہنی طور پر معذور بچوں کی تعلیم کے لیے نصاب مرتب کیا۔ انہوں نے عام بچوں کے لیے dyslexia کو پڑھانے کا کام جاری رکھا۔ جس میں ان کی خصوصی توجہ کا مرکز بھی سکول کا نصاب ترتیب دیا جو بچوں کی بہتر تعلیم کے لیے موثر ثابت ہوا۔

تعلیمی اور عملی میدان میں تو ڈاکٹر عافیہ نے بہت کامیابی حاصل کی لیکن ان کی ازدواجی زندگی شدید مشکلات میں گھری رہی۔ پی ایچ ڈی کے دوران ان کے پروفیسروں نے بتایا کہ وہ اکثر چہرے پر تشدد کے نشانات کے ساتھ یونیورسٹی آتی تھیں۔ انکے سائیکالوجسٹ کے مطابق ان کے شوہر ان پر جسمانی تشدد کیا کرتے تھے۔ دو ہزار ایک میں عافیہ اپنے دونوں بچوں کے ہمراہ پاکستان آگئیں۔ امجد خان بھی کچھ ہی عرصہ بعد پاکستان آگیا۔ اپنی بیوی کو منا کر وہ انہیں واپس بوسٹن لے آیا۔ اس بار امریکہ آنے پر ان کو ایک عجیب مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ ایف بی آئی والوں نے امجد خان کی مصروفیات پر تشویش کا اظہار کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ امجد خان کے پاس اندھیرے میں دیکھنے والا آلہ، اسلحہ اور اس سے منسلک دیگر اشیاء موجود تھیں۔ جب ایف بی آئی نے ان اشیاء کی موجودگی کے بارے میں سوال اُٹھایا تو امجد خان نے محض اتنا کہا کہ یہ اشیاء اس نے شکار اور کیمپنگ کے مقصد کے لیے رکھی ہوئی ہیں۔ ایف بی آئی نے ڈاکٹر امجد کو اس بیان کے بعد گرفتار نہ کیا بلکہ ایک سال تک اس کو مشکوک سمجھا جاتا رہا۔ جون دو ہزار دو میں یہ گھرانہ پھر پاکستان پلٹ آیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی کے درمیان حالات کی کشیدگی میں تیزی آگئی۔ ڈاکٹر امجد کا رویہ ڈاکٹر عافیہ اور ان کے گھر والوں کے ساتھ بدتر ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ایک انتہائی افسوس ناک واقعہ پیش آیا۔

ہوا یوں کہ ایک جھگڑے کے دوران امجد خان نے ڈاکٹر عافیہ کے والد کو جو کہ دل کے مریض تھے۔ ایک زوردار دھکا دیا جس کی وجہ سے ان کو دل کا دورہ پڑا اور وہ موقعے پر ہی وفات پا گئے۔ اس واقعے کے چند روز بعد ہی جب ابھی عافیہ کے ہاں تیسرے بچے کی پیدائش متوقع

ڈاکٹر عافیہ پروجیکٹر کی مدد سے بوسنیا میں ہونے والے مظالم کی معلومات طلبا و طالبات میں عام کر کے ان کو متاثرین کی مدد کے لیے ابھارتی اور ان سے فنڈ اکٹھا کر کے بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرتی۔ اس کے ساتھ انہوں نے دعوت دین کا کام بھی جاری رکھا۔

اگر پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے دھرنا دینے کی بجائے عافیہ کی رہائی کی خاطر امریکی ایمبیسی کے سامنے دھرنا دیا جاتا تو یقیناً اب تک کوئی خوشخبری قوم کا مقدر بن چکی ہوتی۔

تھی۔ امجد خان ان کو چھوڑ کر چلا گیا اور دوسری شادی کر لی۔اس کے چند ماہ بعد ان کے درمیان طلاق ہوگئی۔ تیسرے بچے سلیمان کی پیدائش کے بعد امجد خان نے تینوں بچوں کی تربیت کی ذمہ داری ان کی والدہ پر ہی ڈال دی۔

طلاق ملنے کے بعد ڈاکٹر عافیہ ملازمت کے انٹرویو دینے کے لیے واپس امریکہ چلی گئیں۔انہوں نے اپنی بہن کے پاس رہائش اختیار کی۔اور کچھ ہی عرصے میں واپس آگئیں۔پھر مارچ دوہزار تین میں ایف بی آئی نے اپنی ویب سائٹ کے ذریعے دونوں میاں بیوی امجد اور عافیہ صدیقی کو ملک کے لیے خطرہ تصور کرتے ہوئے دوبارہ سوال وجواب کے لیے بلالیا۔لیکن مزید تحقیقات سے یہ ثابت ہوگیا کہ ڈاکٹر عافیہ یاان کے سابق شوہر کا کسی قسم کی دہشتگری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

والد کی وفات اور پھر طلاق کے واقعے نے ڈاکٹر عافیہ اور ان کی والدہ کے درمیان تعلقات میں بھی ایک فطری کشیدگی پیدا کردی تھی۔اسی اثنا میں دوہزار تین مارچ کے آخری ایام میں سے ایک روز ڈاکٹر عافیہ اپنے تینوں بچوں کو لیے اپنے ماموں کے پاس اسلام آباد جانے کے لیے ایک ٹیکسی میں ایئر پورٹ کی جانب روانہ ہوئیں۔اور پھر ان کے ساتھ کیا بیتی اس کا علم کسی کو نہ ہوسکا۔۔۔۔

جس روز ڈاکٹر عافیہ اپنے بچوں کے ہمراہ پراسرار طور پر غائب ہوئیں اسی روز چند نامعلوم افراد نے انکی والدہ کے گھر آکر ان کو دھمکی دی کہ اگر اپنی بیٹی کو زندہ دیکھنا چاہتی ہو تو اس واقعے کی خبر کسی کو مت دینا۔جن دنوں ڈاکٹر عافیہ کی گرفتاری کا واقعہ پیش آیا انہی دنوں پاکستان کے بیشتر علاقوں سے بہت افراد کی پراسرار گرفتاریاں واقع ہوئیں۔ہیومن رائٹس گروپ کے اعداد وشمار کے مطابق چار سے آٹھ سو کے قریب افراد کو خفیہ طور پر زیرحراست لیا گیا۔

اس گرفتاری کے بعد ایف بی آئی کا ڈاکٹر امجد سے بھی سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا۔عافیہ اور بچوں کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔لیکن چند خبروں کی روشنی میں اتنی حقیقت ضرور واضح ہوگئی کہ ڈاکٹر عافیہ ہیں اور کسی نامعلوم مقام پر قید ہیں۔پانچ سال اسی کشمکش میں بیت گئے۔

جس روز ڈاکٹر عافیہ اپنے بچوں کے ہمراہ پراسرار طور پر غائب ہوئیں اسی روز چند نامعلوم افراد نے انکی والدہ کے گھر آکر ان کو دھمکی دی کہ اگر اپنی بیٹی کو زندہ دیکھنا چاہتی ہو تو اس واقعے کی خبر کسی کو مت دینا۔

جب امی کو گاڑی سے گھسیٹا گیا تو ہم تینوں بہن، بھائیوں کو ایک دوسری گاڑی میں منتقل کردیا گیا۔ہمیں بھی زور سے گھسیٹا گیا جس کی وجہ سے سب سے چھوٹا بھائی سلیمان زمین پر گرا اور اس کا خون بہنے لگا اس کے بعد ہمیں کچھ یاد نہیں کہ انہوں نے ہمیں زہریلی گیس سونگھا کر بے ہوش کردیا تھا۔

پانچ سال بعد جولائی کے مہینے میں برطانیہ کی ایک انسانی حقوق کی تنظیم جس کی ایک اہم کارکن یوآنے ریڈلی ہیں۔یہ وہ خاتون ہیں جنہوں نے طالبان کی قید سے رہائی کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔انہوں نے اپنی تحقیقات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک کانفرنس کا انعقاد کیا۔جس میں انہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ ڈاکٹر عافیہ افغانستان کی بگرام جیل میں موجود ہیں۔

پاکستانی صحافیوں میں سے ایک سینئر صحافی نجیب احمد نے بھی اس کیس پر بہت یکسوئی سے کام کیا۔وہ پانچ سال تک اس کی تحقیقات کرتے رہے۔لیکن تحقیقات سامنے آنے کے چند روز بعد ہی اچانک دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔اس کے بعد ان کے تحقیقاتی کاغذات بھی نہ مل سکے۔اس سے قبل کراچی کے جنگ اخبار میں انہوں نے ایک آرٹیکل تحریر کیا تھا جس میں انہوں لکھا تھا کہ گرفتاری ایف بی آئی نے کروائی تھی۔گرفتاری کے وقت ڈاکٹر عافیہ کے چہرے پر نقاب اور ہاتھوں پر دستانے تھے۔ان کو ٹیکسی سے کھینچ کر باہر نکالا گیا۔ایک خاتون آفیسر نے انکو ایک دوسری گاڑی میں منتقل کیا اور چہرے پر زوردار ضرب لگائی۔بچوں کو ایک دوسری گاڑی میں منتقل کردیا گیا۔

IJN کی رپورٹ کے مطابق عافیہ کو بگرام جیل میں منتقل کردیا گیا جو افغانستان میں امریکہ کی ایک ملٹری بیس ہے۔پانچ سال تک وہاں ان پر تشدد کیا جاتا رہا۔وہاں ان کو ان کے بچوں کی زندگی کے خطرے کی دھمکیاں دے کر اس بات پر اکسایا جاتا کہ مختلف آرٹیکلز کاپی کر کے ان کو ایسی دستاویزات کی شکل دی جائے جس سے ثابت ہوسکے کہ غلطی ڈاکٹر عافیہ کی تھی۔اور انہوں نے اولاد کی محبت میں ایسا کیا بھی تھا۔اگر کبھی ان سے کسی قسم کی غلطی ہوتی تو وہ اس پر کڑی سزا بھی دیا کرتے تھے۔اتنے ہی عرصے بعد ایک روز ایک بارہ سالہ بچے سے ان کی ملاقات کروائی گئی۔وہ اس بچے کو پہچانتی تھیں۔ڈی این اے ٹیسٹ سے ثابت ہوا کہ وہ ان کا بیٹا احمد تھا۔غزنی میں بگرام جیل سے رہائی کے موقع پر جو بیگ ان کو تھمایا گیا وہ اس کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتی تھیں۔اور اسی بیگ میں مختلف کاغذات، کیمیائی اجزا اور اسی سے منسلک دیگر اشیاء موجود تھیں۔امریکیوں نے کوئی حربہ ایسا نہ چھوڑا جس سے عافیہ صدیقی پر الزام لگانے کا راستہ بند ہوجائے۔

اٹھارہ جولائی دوہزار آٹھ کو افغانستان پولیس نے ایک پریس کانفرنس کی جس میں عافیہ کی گرفتاری کا تذکرہ تھا۔اس روز عافیہ بھی پردے کے پیچھے بیٹھی تھیں۔ان کے ہاتھ پاؤں بہت قوت کے ساتھ باندھے گئے تھے۔اس حد تک کہ ان کا

آپ لوگ میری یہ حالت دیکھ رہے ہیں۔ مجھے برہنہ کر کے میرے سامنے قرآن کے اوراق ڈال دیے جاتے ہیں اور مجھے ان پر چلنے کا حکم دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم کو کپڑے تب واپس ملیں گے جب تم قرآن کے اوپر چل کر آؤ۔۔۔۔ میں کیسے چلوں قرآن کے اوپر میں تو حافظ قرآن ہوں

وجود نیلا پڑنے لگا اور انہوں نے خون کی گردش رکنے کا خدشہ ظاہر کر دیا۔ اس پر ان کی رسی کو کھول دیا گیا۔ پریس کانفرنس شروع ہوتے ہی ایک خوف ان کے وجود پر چھایا ہوا تھا کہ کہیں اب کوئی دوسری نامعلوم جیل تو ان کا استقبال کرنے کے لیے تیار نہیں۔۔۔۔؟

اسی ڈر اور گھبراہٹ نے انہیں پردے کے پیچھے جھانکنے پر مجبور کیا کہ اچانک ایک امریکی سپاہی کی نظر ان پر پڑ گئی۔ اس نے یک لخت فائر کھول دیا جو سیدھا ڈاکٹر عافیہ کے پیٹ میں جا لگا۔ ایک اور فوجی اٹھا اور اس نے بھی درد سے تڑپتی عافیہ کی طرف نشانہ تان کر فائر کر دیا۔ اس کے بعد بھی بس نہ کی اور ان کو پورے زور کے ساتھ زمین پر پٹخ دیا گیا۔

اسی موقع پر ڈاکٹر عافیہ نے نیم بے ہوشی کی حالت میں آواز سنی کہ "اس کو ہسپتال لے چلو کہیں مر نہ جائے ورنہ ہماری نوکری کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔" یہ تھا وہ واقعہ جس کی بنیاد پر آج عافیہ صدیقی کو امریکی فوجی پر حملہ کرنے کی سزا میں چھیاسی سال قید سنائی گئی ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر عافیہ کو دو ہفتوں کے لیے ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ جہاں وہ اپنوں سے دور شدید تکلیف برداشت کرتی رہیں۔ ان کے دونوں ہاتھ اور پاؤں بستر کے ساتھ بندھے رہے اور ایک پاؤں نہایت تکلیف دہ زاویے سے باندھا ہوا تھا۔

ہسپتال میں علاج کے دوران ایف بی آئی کے دو ایجنٹ ایک مرد اور ایک عورت انجیلا سر سر مستقل ڈاکٹر عافیہ کے ساتھ رہے۔ ڈاکٹر عافیہ انتہائی مشکل میں رہیں وہ اپنی مرضی سے نہ کچھ کھا سکتی تھیں نہ ہی بیت الخلاء کا استعمال کر سکتی تھیں۔ ان تمام کاموں کے لیے ان کو ان ایجنٹس سے اجازت طلب کرنا ہوتی تھی۔ خصوصی ایجنٹ بروس کرمین کپڑے تبدیل کرتے وقت اور زخموں کی پٹی کے وقت بھی کمرے سے باہر نہ جاتا۔ جس کی وجہ سے عافیہ کو جو ایک پردہ نشین خاتون ہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس کے علاوہ وہ اچانک رات کے وقت بھی کمرے میں داخل ہو جاتا جس کی وجہ سے ڈاکٹر عافیہ کو نیند پوری نہ ہونے کی شکایت بھی رہتی۔ اس علالت کے دوران ہونے والی گفتگو کی بنیاد پر ان دونوں ایجنٹس کی ایک رپورٹ پیش کی۔ جس میں بہت سی ایسی باتیں کہی گئیں جن پر کوئی گواہ موجود نہیں۔ اس میں عافیہ صدیقی کی دوسری شادی اور پہلے شوہر کا القاعدہ سے تعلق ثابت کیا گیا ہے۔ یہی کہانی بار بار خبروں اور اخبارات کی زینت بنتی رہی ہے۔ جب کہ عافیہ صدیقی نے خود ان باتوں کو جھوٹا قرار دیا ہے۔

دو ہزار آٹھ میں عافیہ کا بیٹا احمد رہا ہوا۔ ایک پریس کانفرنس میں ڈاکٹر عافیہ اپنے بیٹے احمد کے ساتھ موجود تھیں۔ جس کی تصویر بھی اکثر میڈیا پر دکھائی جاتی ہے۔ اس کے بعد ان کو دوبارہ ایک دوسرے سے دور کر دیا گیا۔ امریکی افواج نے دس دن سے زیادہ عرصہ احمد سے سوال جواب کیے۔ اور آخر یہ کہہ کر چھوڑ دیا گیا کہ اس کا سب سے چھوٹا بھائی مر چکا ہے۔ گھر آنے کے بعد اس نے بتایا کہ ٹیکسی میں ایئرپورٹ پر جاتے ہوئے جب امی کو گاڑی سے گھسیٹا گیا تو ہم تینوں بہن، بھائیوں کو ایک دوسری گاڑی میں منتقل کر دیا گیا۔ ہمیں بھی زور سے گھسیٹا گیا جس کی وجہ سے سب سے چھوٹا بھائی سلیمان زمین پر گرا اور اس کا خون بہنے لگا۔ اس کے بعد ہمیں کچھ یاد نہیں کہ انہوں نے ہمیں زہریلی گیس سونگھا کر بے ہوش کر دیا تھا۔

اس کے بعد بہت عرصے تک بیٹی مریم کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ دو ہزار دس میں ایک روز اچانک وہ اپنی نانی کے گھر کے باہر گلے میں ایک کاغذ لٹکائے دکھائی دی جس پر نانی کے گھر کا پتہ درج تھا۔ ڈی این اے ٹیسٹ سے ثابت ہوا کہ وہ ڈاکٹر عافیہ کی ہی بیٹی ہے۔ مریم صرف انگریزی زبان جانتی تھی۔ وہ اردو نہیں سمجھ سکتی تھی۔

ستمبر دو ہزار دس میں عافیہ کو کورٹ میں پیش کیا گیا۔ وہاں پر جج رچرڈ برمن نے یہ انکشاف ظاہر کیا کہ عافیہ نے دو معصوم امریکی سپاہیوں پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ لیکن ان کی خوش قسمتی تھی کہ گولی نشانے پر نہ لگی۔ اسی لیے پھر ان سپاہیوں نے اپنے دفاع کے غرض سے ڈاکٹر عافیہ کو دو مرتبہ گولی ماری۔ ڈاکٹر عافیہ کی جانب سے کیے جانے والے فائر کا ثبوت انہوں نے یہ دیا کہ اس کمرے کی دیوار پر دو سوراخ ہیں جو کہ گولیاں لگنے کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ جب کہ دوسرے گواہوں کا کہنا تھا کہ وہ نشان اس واقعہ سے پہلے بھی اس دیوار پر موجود تھے۔ گواہوں میں سے ایک گواہ جس کا تعلق افغان پولیس سے تھا۔ کہنے لگا کہ جب ڈاکٹر عافیہ نے پردے سے جھانکا تو امریکی فوجیوں نے تمام افراد کو کمرے سے باہر نکال دیا جب کہ میں کمرے میں ہی موجود تھا۔

ان سب کے جاتے ہی وہ دونوں فوجی پردے کے پیچھے گئے اور مجھے یکے بعد دیگرے دو فائر چلنے کی آواز سنائی دی۔ اس سے قبل کوئی اور فائر نہ ہوا تھا۔ اس ٹھوس دلیل کے باوجود بھی تعصب کی بنیاد پر فیصلہ ڈاکٹر عافیہ کے خلاف ہی سنایا گیا۔

کورٹ میں ڈاکٹر عافیہ کو پابند کیا گیا تھا کہ اس فائرنگ کی کہانی کے علاوہ کسی اور موضوع پر بات نہیں کرنی۔ لیکن جب عافیہ نے اپنے اوپر ڈھائے جانے والے مظالم کو بیان کرنا شروع کیا تو جج نے طیش میں آ کر کہا کہ اگر اب کوئی اور بات کی تو بات یہیں کاٹ دی جائے گی۔ اور بولنے کا مزید موقع نہیں ملے گا۔ ایک موقع پر عافیہ نے کہا کہ "تم نفرت کی بنیاد پر کوئی کیس کھڑا نہیں کر سکتے۔" "اگر سچے ہو تو حقائق پر بات کرو۔"

عافیہ کو جب عدالت میں پیش کیا گیا تو اس نے ایک اپیل پوری دنیا کے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کی۔ اور یہ اپیل اس نے اپنی رہائی کے لیے نہیں کی بلکہ کہا کہ "آپ لوگ میری یہ حالت دیکھ رہے ہیں۔ مجھے برہنہ کر کے میرے سامنے قرآن کے اوراق ڈال دیے جاتے ہیں اور مجھے ان پر چلنے کا حکم دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم کو کپڑے تب واپس ملیں

بقیہ صفحہ 27 پر

ام حماد

امیرِ محترم کی اہلیہ

امِ طلحہ رحمہا اللہ کا سانحۂ ارتحال

آپا جی ام طلحہ صاحبہ کی اچانک رحلت کا صدمہ جماعۃ الدعوۃ کے لیے بہت بڑا خلا چھوڑ گیا ہے۔

آپا کی زندگی ایک ایسی داستان ہے جس کا ہر باب ہمارے لیے انتھک محنت، جانفشانی اور جان و مال اور خواہشات کی قربانی سے عبارت ہے۔

جماعۃ الدعوۃ پاکستان میں شعبہ خواتین نے دختران طیبہ کے نام سے دعوت و جہاد کے منہج میں قدم رکھا تو اس وقت انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں حافظ سعید صاحب حفظہ اللہ اسلامیات کے پروفیسر کی حیثیت سے ملازم تھے۔ اور یونیورسٹی کی طرف سے ان کو تین کمروں اور برآمدے کے ساتھ کچن اور کشادہ صحن پر مشتمل گھر ملا ہوا تھا۔ اسی گھر میں جماعۃ الدعوۃ کی بنیاد رکھی گئی۔ بیرونی کمرہ جو گھر کی بیٹھک تھی وہی مرکز کے دفتر کے لیے مخصوص کیا گیا اور وہیں مہمانوں کا آنا جانا اور قیام کرنا شروع ہوا۔

جماعت کی کوئی باقاعدہ اور باضابطہ تشکیل نہیں ہوئی تھی۔ حافظ سعید صاحب رابطوں اور تنظیم کا کام خود ہی کر رہے تھے۔ سوائے ایک آدھ مخیر ساتھی کے کوئی اضافی آمدن نہیں تھی ان حالات میں آپا جی مرحومہ نے کئی کئی افراد کے لیے کھانا پکانے کپڑے دھونے اور ضیافہ کی مہمان نوازی کا کام سنبھال کر دن رات وقف کر دیے ان دنوں گھر میں کوئی کام کرنے والی ملازمہ یا مددگار بھی میسر نہیں تھی رات کے کسی پہر کتنے مہمان آ جاتے دن کے کسی پہر کئی کئی مہمان آ جاتے فوراً کھانے کا بندوبست کر لیتیں کوئی جھنجلاہٹ یا پریشانی کا اظہار نہ ہوتا۔

روس افغانستان جنگ کے دنوں میں وہ جلال آباد کے محاذ پر چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ اگلے مورچوں تک گئیں اور دشمن پر گولے فائر کیے۔

اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں حافظ طلحہ اور حمیرا کے ساتھ جب خواتین کی میٹنگز ان کے گھر میں شروع ہوئیں کھانا پکانے سے لے کر تمام خدمات اپنے ذمہ لے لیں۔

حافظ صاحب کے شانہ بشانہ دعوت و جہاد کے اس مشن میں اندرونِ خانہ انہیں بے شمار مشکلات اور مسائل کا سامنا رہتا تھا اکثر مالی مشکلات، تنگدستی، قرض کا بوجھ جو کہ مہمان نوازی کے ساتھ ساتھ مجاہدین کے اہل خانہ کے مسائل کو نمٹانا بھی انہوں نے رضاکارانہ طور پر اپنے ذمہ لے لیا تھا اور حافظ صاحب اپنی مصروفیات کی وجہ سے سرکاری ملازمت کو خیرباد کہہ دیا جبکہ اکثر مجاہدین کو اپنے گھر والوں کی طرف سے بائیکاٹ اور قطعہ تعلقی کا نوٹس مل چکا تھا۔ لہٰذا ان کی بیویاں بچے بیماریاں زچگیاں اور ایسے معاملات بھی آپا جی کی ذمہ داری بن چکی تھی۔ جسے انہوں نے کماحقہ خندہ پیشانی سے نبھایا۔ اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں۔

شروع میں اپنی سادہ طبیعت کے سبب خواتین کے دعوتی کردار سے کچھ گریزاں رہیں جس کا سبب پروفیسر حافظ عبداللہ مرحوم کی تربیت اور سخت پردے میں رہنے کی ذہن سازی تھی لیکن جلد ہی انہوں نے دورہ صفہ کی تربیت کے سلسلہ کا آغاز ہوتے ہی دعوت کے میدان میں اپنا پہلا قدم رکھ دیا اور اس کے بعد وہ آگے بڑھتی چلی گئیں خواتین کے شعبے کو ہمہ جہتی انداز میں منظم، متحرک اور فعال بنا کر ہزاروں خواتین کو گھروں کے اندر اور گھر سے نکل کر دعوت دین کی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے تیار کیا جس کے ثمرات آج ہمیں شعبہ خواتین لاہور کے منظم ضلعی نیٹ ورک، جامعہ تقویٰ للبنات اور جامعہ القادسیہ کے علمی کورس کی شکل میں نظر آتے ہیں اور اس پر مستزاد خرابیٔ صحت اور کئی امراض کے نرغے میں رہنے کے باوجود انہوں نے ملک گیر سطح پر خواتین کو مربوط انداز میں دعوت کے میدان میں کام کے لیے تیار کیا جس کی گواہی ہمیں ان کی وفات پر ملی ان کی رہائش گاہ پر خواتین کے اشکبار مجمع کی دعاؤں اور پُر درد جذبات کا ایک سمندر ہمارے لیے قابل رشک ہے اور سبق بھی دین کے لیے پُر خلوص محنت انسان کو لوگوں کی سچی محبت کے خزانے نصیب کرتی ہے۔

گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حافظ صاحب کے اس قائدانہ کردار کی تکمیل میں آپا جی کی پرصعوبت اور پُر مشقت رفاقت اور قربانیوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی بشری کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگزر فرما کر انہیں شہداء و صالحین کا مقام عطا فرمائے۔ اور ان کے تمام خونی اور روحانی لواحقین کو صبر جمیل عطا فرما کر ہمیں بہترین بدل سے نواز دیں۔ جو اس امانت کا بار اٹھانے کا اہل ثابت ہو سکے۔ آمین ثم آمین

بشکریہ نوائے وقت
زبانِ قلم

زخمی یادیں

معزز قارئین! میں نے پاکستان کو بنتے اور ٹوٹتے دیکھا جب بنا تو بہت خون خرابہ ہوا تھا۔ پناہ گزینوں کے قافلے اور لاشوں کے انبار دیکھے ریڑھوں پر لدی لاشیں دیکھیں عمارات کو آگ کی لپیٹ میں دیکھا ٹرینیں خون سے بھری دیکھیں۔

اور...... جب پاکستان ٹوٹا تو میں ان دنوں فوج کے بڑے خفیہ ادارے میں تھا۔ ہزاروں بھارتی مسلح گوریلے جو مکتی باہنی کا روپ دھار کر مشرقی پاکستان میں داخل کر دیئے گئے۔ ان کے مظالم دیکھ کر بٹوارے کا دور بھول گیا۔ اس لیے کہ پہلی بار میں نے انسانوں کے لیے بنائے ہوئے ذبیحہ خانے الگ اور بچوں کے الگ جو میلوں میں پھیلے تھے جہاں انسانی پنجروں کے ڈھیر اور کتوں کی بہتات تھی۔ جہاں دور دور تک خون کی تہیں جمی نظر آتیں۔ ان تصاویر کے بنڈل اسلام آباد میرے دفتر میں وصول کیے جاتے۔ انہیں دیکھ کر پسینے چھوٹ جاتے۔

پھر ایسی تصاویر آنا شروع ہوئیں جنہیں دیکھ کر دل دہل گیا۔ بھارتی گوریلوں نے مردوں کا قتل عام کیا اور مغربی پاکستان کی خواتین کو ننگا کر کے جلوس نکالے جنہیں شہروں کے بازاروں میں گھمایا۔ انہیں رات کو خالی سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں کی عمارات میں لے جا کر ریپ کرتے اور صبح کو مار دیتے جب معاملہ یہاں تک پہنچا تو جنرل ٹکا خان نے ملٹری ایکشن کا حکم دیا۔

ایسے حالات میں ملٹری ایکشن کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ اس لیے کہ اس وقت مشرقی پاکستان میں صورتحال وزیرستان کے دہشت گردوں سے زیادہ سنگین ہو چکی تھی۔ وہاں پاک فوج نے جنرل ٹکا خان کی قیادت میں مکتی باہنی کا صفایا کر دیا یا وہ بھارت کی طرف بھاگ گئے۔ ٹکا خان کو جنرل یحییٰ خان نے امریکی دباؤ پر مغربی پاکستان بلا کر Counter attack force کمانڈر بنا دیا۔

جنرل نیازی کو مشرقی پاکستان بھیج دیا اور عام معافی کا اعلان کر دیا۔ مسلح بھارتی گوریلے سول کپڑوں میں دوبارہ گھس آئے۔ یہ وہی جنرل ٹکا خان تھے جنہوں نے 1970 میں جی ایچ کیو سے مغربی بنگال پر قبضہ کی اجازت مانگی تھی۔ بھارتی جنرل جیکب جس نے مشرقی پاکستان پر فوج کشی میں حصہ لیا اپنی کتاب surrender at dacca میں لکھتا ہے:

اس وقت بھارتی فوج کی حالت یہ تھی کہ جب جنرل ٹکا خان نے مغربی بنگال پر حملہ کی جی ایچ کیو سے اجازت مانگی تھی بھارتی جنرل بھی مانتے ہیں کہ اگر مون سون سے پہلے فوج مغربی بنگال پر حملہ کر دیتی تو گوریلا کیمپ تباہ کرنے کے علاوہ وہ بنگال کے بہت سے حصہ پر قابض ہو جاتی اور مون سون ختم ہونے سے پہلے پاک فوج قدم جما چکی ہوتی اور سیز فائر اس طرح ہوتا کہ پاکستانیوں کا عزت وقار قائم رہتا۔

آنجہانی ذوالفقار بھٹو بھی اگر جنرل ٹکا خان کو بطور کمانڈر انچیف ایک سال کی توسیع کر دیتے یا ان کی دی ہوئی جرنیلوں کی لسٹ میں ایک کو فوج کا سربراہ بنا دیتے تو ملک آئندہ 20 سال کے لیے مارشل لاؤں سے بچ جاتا۔ جنرل ٹکا خان اگر مشرقی پاکستان سے واپس نہ بلائے جاتے تو جنگ اتنا طول پکڑتی کہ سقوط ڈھاکہ نہ ہوتا۔

آج ہمارے حکمرانوں اور سیاسی قائدین کی بدولت پاکستان دشمنوں کے گھیرے میں آ چکا ہے۔ پاک فوج کو تھکایا اور پھیلایا جا رہا ہے۔ قوم کو بے بس اور نہتا کر دیا گیا ہے۔ ملک کے اندر خانہ جنگی کی فضا پیدا کی جا رہی ہے۔ ہماری شمال مغربی سرحدیں غیر محفوظ ہو گئیں۔ جس سے فوج کا اتنا بھاری جانی و مالی نقصان ہوا ہے کہ اتنا مکتی باہنی نے مشرقی پاکستان میں نہ کیا تھا۔

اس خانہ جنگی میں ہزاروں شہری اور فوجی شہید ہو چکے ہیں۔ ان میں 16 پاکستانی بریگیڈیئر ایک میجر جنرل 12 بریگیڈیئرز جن کے پروموشن آرڈر ہو چکے تھے۔ پریڈلین مسجد راولپنڈی چھاؤنی 46 غازی شہید ہوئے۔ جن میں 17 فوجیوں کے بیٹے تھے۔ جنرل محمود اسلم کا اکلوتا بیٹا بھی شہید ہوا۔

جنرل مشتاق بیگ، میجر جنرل محمد نواز ان کا بیٹا کیپٹن آصف، میجر جنرل بلال عمر خاں، میجر جنرل ثناء اللہ نیازی اور میجر جنرل جاوید سلطان شہید کر دیئے گئے۔ سوات کے جی او سی میجر جنرل جاوید اقبال کو ایک قبائلی شارپ شوٹر نے مارا بریگیڈیئر معین حیدر کو دہشت گردوں نے اسلام آباد میں شہید کیا راولپنڈی کا فوجی قبرستان جہاں چند سال پیشتر چند قبریں تھیں وہاں حد نگاہ تک شہیدوں کی قبریں ہیں پچھلے چند سالوں میں صرف کراچی میں بارہ ہزار انسان قتل ہوئے اور آج بھی قتل و غارت جاری ہے۔

دشمن نے بلوچستان میں خانہ جنگی کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اب ملٹری آپریشن ڈھاکہ کی طرح آپریشن ضرب عضب جاری ہے۔ ان حالات میں قومی اتحاد اور یکجہتی کی ضرورت ہے۔ اگر حکمران اور عوام میں کھچاؤ بڑھتا گیا تو ادارے غیر مستحکم ہو جائیں گے۔



العزیز ہسپتال

رپورٹ: ام سمیع اللہ

مرکز طیبہ مریدکے

فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نبی کریم ﷺ کے فلاحی معاشرہ کی ازسرنوتشکیل چاہتی ہے۔ جہاں حقوق العباد کی ادائیگی احکامات الٰہی اور سیرت نبوی ﷺ کی بنیاد پر ہو۔ جہاں پر فرد دوسرے کے کام آنے والا، ہمدرد، غمخوار ہو۔ کوئی مفلس اور بے کس بھوکا اور پیاسا نہ رہے۔ کوئی مصیبت زدہ، پریشان حال، بے سہارا، مریض دوا کو نہ ترسے۔ ان تمام تنگدستوں، محتاجوں، مسکینوں، بیماروں، غریبوں اور دکھی انسانوں کی خدمت و مدد بغیر کسی، رنگ ونسل، مذہب اور علاقہ کے کی جائے اور اس کا مقصد رب العزت کی خوشنودی اور حصول خیر ہو۔

مفاد عامہ اور خدمت خلق کے اس کار عظیم کو سرانجام دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بے حساب مدد اور توفیق سے فلاح انسانیت فاؤنڈیشن نے ملک بھر سے رفاہ وفلاح کے بے شمار منصوبہ جات کا آغاز کیا ہے۔

ملک کے طول وعرض میں طبی سہولیات کی فراہمی کے لیے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کا قیام عمل میں لایا گیا، ایمبولینس سروس کا اجرا کیا گیا ہے۔

مختلف میڈیکل سنٹرز پر فری میڈیکل کیمپس لگائے جا رہے ہیں۔ جن میں چیک اپ لیبارٹری ٹیسٹ اور ادویات بالکل فری فراہم کی جاتی ہیں۔ رواں سال 4185 مریضوں کے فری چیک اپ کیے گئے۔ ڈینٹل ڈیپارٹمنٹ میں 10830 مریض چیک ہوئے۔ 2707 کی سرجری کی گئی۔ 876 مریض فری چیک ہوئے۔ شعبہ آئی میں 11033 مریضوں کا علاج ہوا۔ 720 مریضوں کی آنکھوں کے آپریشن





ہوئے ۔شعبہ نسواں گائنی ڈیپارٹمنٹ میں 4057 مریض چیک کیے گئے ۔142 ڈلیوری کیس ہوئے ۔شعبہ طب میں 2307 مریضوں کو علاج معالجے کی سہولت فراہم کی گئی۔

پچھلے سال 13 فری کیمپ لگائے گئے ۔جن میں 2612 مریضوں کو اسپیشلسٹ ڈاکٹرز نے چیک کیا۔فری ٹیسٹ کیے گئے ۔اور فری ادویات فراہم کی گئیں ۔لیبارٹری میں 7336 ٹیسٹ کیے گئے ۔ہسپتال میں صرف 30 روپے کی پرچی پر کوئی بھی مریض چیک کروایا جاسکتا ہے ۔جس میں ڈاکٹر کا چیک اپ اور دو دن کی دوائی شامل ہوتی ہے ۔

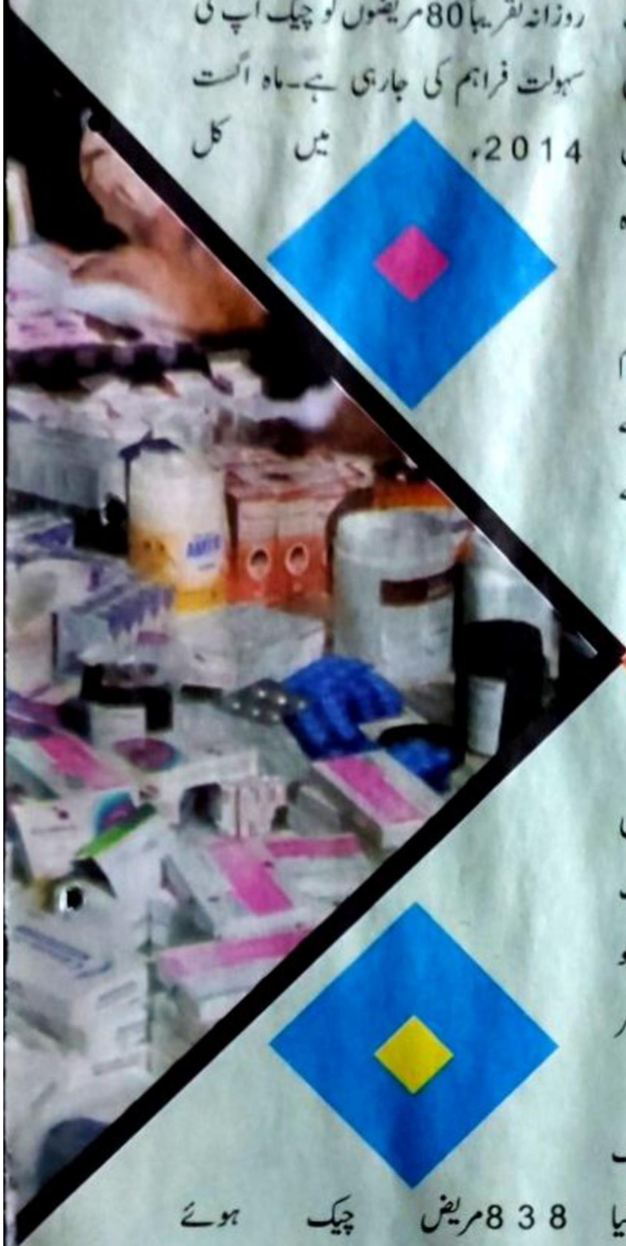
گائنی ڈیپارٹمنٹ

ہسپتال کا گائنی ڈیپارٹمنٹ لیڈی ڈاکٹر آفس ،نرسنگ روم،لیبر روم،وارڈ اور آپریشن تھیٹر پر مشتمل ہے ۔اس وقت ڈیپارٹمنٹ میں ایم بی بی ایس لیڈی ڈاکٹر کی ہمہ وقت موجودگی کی سہولت میسر ہے ۔اس کے علاوہ دو اسٹاف نرسز بھی ان کے ہمراہ ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہیں۔

جب ڈیپارٹمنٹ کا آغاز ہوا تو آپا جی ام حماد کی سرپرستی میں لیڈی ڈاکٹر شائستہ نے بہت محنت کی ۔اور خواتین کے گائنی کے علاوہ مختلف امراض کے آپریشن جیسا کہ رسولی اور گلٹیاں وغیرہ کا آپریشن بھی لیڈی ڈاکٹر کی موجودگی میں پروفیسر ڈاکٹر ایوب صاحب سے کروانے کے انتظامات ہیں۔جو مریض ان سے آپریشن کروانا چاہیں ان کو ہر منگل کو لسٹ پر رکھا جاتا ہے۔



گائنی ڈیپارٹمنٹ کو الگ باپردہ ماحول فراہم کیا گیا ہے۔جہاں مرد اسٹاف کا داخلہ بالکل ممنوع ہے۔جو کہ لیڈی ڈاکٹر کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔بوقت ضرورت ایڈمنسٹریشن سے مشاورت کے ساتھ معاملات کو چلایا جاتا ہے ۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور بہت زیادہ توفیق سے روزانہ تقریباً 80 مریضوں کو چیک اپ کی سہولت فراہم کی جارہی ہے۔ماہ اگست 2014ء میں کل 838 مریض چیک ہوئے ہیں۔ 212 خواتین مریض داخل ہوئیں۔122 کو ڈرپس لگیں۔



54 مریضوں کے الٹرا ساؤنڈ کیے گئے ۔ان میں سے 15 مریضوں کو بالکل فری چیک کیا گیا ۔فری ٹیسٹ ہوئے اور فری ادویات فراہم کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مزید اخلاص سے لوگوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

غور و فکر

جویریہ بتول

یہ زندگی مختصر
موقع غنیمت

قارئین کرام! کہتے ہیں

ناں کہ یہ زندگی دکھوں، سکھوں، خوشیوں، غموں کا امتزاج ہے......

جہاں غم کے چراغ بھی جلتے ہیں مگر دور کہیں روشنی کی کرنیں بھی نظر آتی ہیں......!

کوئی کہتا ہے کہ زندگی ہوا کی مانند ہے کبھی ادھر کبھی اُدھر...... یہ کھیل ہے...... یہ حسن ہے! ہار جیت کا نام ہے...... کوئی کہتا ہے کہ زندگی آزادی کا نام ہے......!

جب طوفان اٹھیں...... ہوا کے جھونکے تیز ہوں تو پاؤں جما کر کھڑے ہونے کا نام زندگی ہے...... زندگی ایک خواب ہے......!! زندگی ایک کتاب ہے...... زندگی غموں کا پودا ہے......

زندگی سفر ہے اسے طے کرو...... یہ المیہ ہے کہ سامنا کرو...... یہ مسرت ہے اسے آزماؤ...... یہ فرض ہے اسے نبھاؤ، زندگی جدو جہد ہے اسے تسلیم کرو......

ہاں یہ سب سچ ہے......

کہ شاعر کے لیے زندگی شاعری ہے...... غریب نے جانا کہ زندگی دکھوں کا گھر ہے......

مگر کیے!

یہ زندگی ایک کڑا امتحان بھی ہے کہ جس کے اچھے یا برے نتیجے کا انحصار خود انسان پر ہوتا ہے زندگی کا ایک ایک دن ہماری تاریخ کا ایک ورق ہے۔

اس فانی دنیا میں انسان کو ایسی بادِ صبا کا منظر پیش کرنا چاہیے کہ جس کے آنے کا انتظار ہر کوئی کرے......!

یہ دنیا دریا ہے اور آخرت کنارہ...... کشتی تقویٰ ہے اور لوگ مسافر......! ہم جانتے ہیں کہ ذلت وعزت اللہ کے ہاتھ میں ہے...... زندگی اور موت وہی دیتا ہے...... رنج وراحت کا مالک وہی ہے تو پھر سوائے تسلیم کے ہمارے پاس کیا رہ جاتا ہے؟؟؟

اور اس زندگی کا بھی ہمارے پروردگار نے کوئی مقصد بنایا ہے......اور جو اس مقصد کو لے کر جیتے ہیں وہ کردار میں مرتے نہیں اور جو اس مقصد کو بھول جائیں وہ کبھی جیتے نہیں!

اور انسان تمام عمر اچھائیاں یا برائیاں کرتا رہے اور پھر اسے جزا وسزا بھی نہ ملے...... تو یہ سب تخلیق فضول ٹھہری ناں...... جی یہی تو دینے کے لیے موت اور یوم آخرت رکھا گیا......!

ہم بھی ہر آن ارد گرد مشاہدہ کرتے ہیں کہ بوڑھوں کی دعائیں ساتھ چھوڑ جاتی ہیں...... جوان گزر جاتے ہیں اور ماں باپ کے آنگن میں غموں کے نہ ختم ہونے والے دکھ ڈیرے ڈال جاتے ہیں...... دنیا کی بھیڑ میں چند لمحے نہ سہی مگر مائیں اپنے لخت جگروں اور نور چشموں کو کب بھلا سکتی ہیں؟؟؟

ہاں کہ

جن کی یاد اور تصور ہی پلکوں پہ جھلمل موتیوں کی برسات کر دیتے ہیں! کب بھولتے ہیں بھلا؟؟ ننھے پھول جو بچھڑ کر کہیں اور جا بسیں تو......! لیکن کیوں اندھا ہو جاتا ہے انسان چاہِ دنیا میں؟؟

کیوں مرتا ہے حرام و ناجائز امور کے لیے؟؟

کیوں نہیں سوچتا کہ میری زندگی کتنی ناقابل بھروسہ، بے ثبات، کمزور اور بے بس ہے؟؟؟

کیا مقام عدل قائم کر دیا میرے اور آپ کے خالق نے کہ دنیا میں گہری تفاوت رکھنے والے جب رخصت ہوتے ہیں تو ایک ہی انداز میں...... قالینوں اور بیڈوں پر آرام کرنے والے ...... چارپائی پر لٹا دیئے جاتے ہیں...... مہنگے ترین لباس زیب تن کرنے والے سفید چادر میں لپیٹ دیئے جاتے ہیں...... محلات کے باسی...... زیر زمین مٹی کے مکین بن جاتے ہیں کہ دنیا کو عبرت و نصیحت ہو کہ میرا معیار تقویٰ ہے..........

لوگو!

اللہ تمہارے احوال اور صورتیں نہیں دیکھتا...... بلکہ تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔

کچھ بھی تو ساتھ نہیں جاتا ...... ماں، باپ، بہن بھائی، دوست احباب روتے رہ جاتے ہیں مگر کر کچھ نہیں سکتے......

بلکہ خالق نے فطرت میں بھول رکھ کر احسان کیا ورنہ ایسے بھی تو لوگ گزر جاتے ہیں کہ جن کے ساتھ ہی درگور ہونے کو ترجیح دی جاتی!

ہم دنیا کی رنگینیوں اور مصروفیات میں الجھے ہوتے ہیں...... یہ سچ ہے کہ قبر و آخرت سے غافل پڑے ہوتے ہیں مگر کسی کا موت پا جانا چند لمحوں کے لیے سہی ہمارے مردہ ضمیر میں انگڑائی ضرور پیدا کرتا ہے...... ہم اس سفر کی طرف متوجہ ہوتے اور دنیا کی بے ثباتی کی دستک دل پر ضرور محسوس کرتے ہیں...... مگر چند ہی لمحے یا دن ہمیں پھر غافل بنا دیتے ہیں......!

پروردگار کریم نے اس عارضی زندگی کی مثال یوں بیان فرمائی ہے:

''دنیا کی زندگی کی مثال تو بس اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے ساتھ زمین سے اگنے والی چیزیں خوب مل جل گئیں، جس سے انسان اور چوپائے کھاتے ہیں، یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی آرائش حاصل کر لی اور خوب مزین ہو گئی اور اس کے رہنے والے گمان کر بیٹھے کہ یقیناً وہ اس پر قادر ہیں تو رات یا دن کے وقت اس پر ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اسے جڑ سے کاٹی ہوئی کر دیا، جیسے وہ کل تھی ہی نہیں، اس طرح ہم ان لوگوں کے لیے نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں جو خوب سوچتے ہیں''۔(یونس 24)

''جان لو کہ بے شک دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل ہے اور دل لگی ہے اور بناؤ سنگھار ہے اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر بڑائی جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، اس بارش کی طرح جس سے اگنے والی کھیتی نے کاشت کاروں کو خوش کر دیا پھر وہ پک جاتی ہے پھر تو اسے دیکھتا ہے کہ زرد ہے پھر چورا بن جاتی ہے''۔(الحدید 20)

ماں نام ہے ممتا، راحت، آسودگی، اور ٹھنڈک کا......

ماں وہ پہاڑ ہے کہ جس کی بلندی کو کم نہیں کیا جا سکتا...... وہ شجر سدا بہار ہے کہ خزاں جس کا رخ نہ کرے...... جس کے دامن میں کانٹے گریں تو پھول بن جائیں...... جو پھول سے زیادہ مہک دار اور پیار کا گہرا سمندر ہے......!

وہ بھی ماں تھی میں جس کے سامنے بیٹھی تو خیال تھا کہ اتنی سخت چوٹ پہ جانے کیا جذبات ہوں گے؟

عین جوان اپنے تیس سالہ بیٹے کے بارے میں نرم انداز میں باتیں کرنے کے بعد چھم چھم آنسوؤں کی برسات میرے دل کو تڑپا گئی کہ ماں بالآخر ماں ہے صبر بھی کرتی ہے مگر ممتا کا جذبہ بھلا کیسے ماند ہو؟ 30 سالہ رفاقت ...... خواہش اور امیدیں ...... اور اب جدائی کا طویل سلسلہ

غور کرتے ہوئے رب کی حکمتوں کے در وا ہونے لگے......

واہ بے پرواہ اللہ! تو جو چاہے کرتا ہے ہماری سوچیں اور فیصلے تیرے سامنے پست و ہیچ ہیں!

کوٹھیاں ...... مارکیٹیں اور وسیع و عریض اراضی کا متوقع وارث آن کی ان میں اپنے رب کے پاس چلا گیا ...... ہم کیا کر سکتے ہیں...... ہماری نگاہیں بس اس دنیا کا تعاقب کرتی ہیں - رب رحمٰن! تیرے فیصلوں کا وقت اٹل ہے ...... تقدیم و تاخیر کا خیال بے معنی ہے...... اس باپ کے خیالات بھی قابل تحسین تھے کہ اللہ کی چیز تھی لے لی ہمارا تو کوئی حق نہ تھا...... ہمارا کام خدمت کرنا اور پالنا تھا......

یہ زندگی ہے ناں ...... یہ ہے مضبوطی و پائیداری اس کی...... دنیا پھر لے لینا۔ آزمانے کی حکمت اور امتحانات کا سلسلہ......

''کوئی مصیبت نہ زمین پر پہنچتی ہے اور نہ تمہاری جانوں پر مگر وہ ایک کتاب میں ہے، اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں یقیناً یہ اللہ پر آسان ہے تاکہ نہ تم اس پر غم کرو جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور نہ اس پر پھول جاؤ وہ جو تمہیں

کوٹھیاں مارکیٹیں اور وسیع و عریض اراضی کا متوقع وارث آن کی آن میں اپنے رب کے پاس چلا گیا ہم کیا کر سکتے ہیں ہماری نگاہیں بس اس دنیا کا تعاقب کرتی ہیں رب رحمٰن! تیرے فیصلوں کا وقت اٹل ہے

بغض و حسد کو پرے پھینکتے ہوئے...... باہم صلح و صفائی...... رحم دلی...... مہمان نوازی...... کثرت سجود...... استغفار و انابت اور قرآن فہمی سے اس جسم و روح کو مزین کر لیں......

عطا فرمائے"۔ (الحدید 22,23)

یاد رکھیے! یہ دنیا، مال ومتاع، زر وجائیداد میری اور آپ کی نہیں ہے ان سب کا مالک وہ خالق کائنات ہے جس کا نام "اللہ" ہے۔ انسان کا کام ان چیزوں سے صرف فائدہ اٹھانا ہے اور اپنے پروردگار کی رضا کو ڈھونڈنا ہے ...... یہی حق ہے اس سب کا۔ ہمارا کام ان عملوں کی تلاش میں سرگرداں رہنا ہے جو ہماری روح کو "علیین" تک پہنچانے کا باعث بنیں۔

پیارے نبی محترمؐ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو، ان میں سے ایک موت سے پہلے زندگی بھی ہے......

ہمارے اعمال کی بنیادیں ...... اخلاص وتوحید اور رب کی رضا پر اٹھیں ...... ہاں ایسے ومومن بندے جب اس دنیا کو چھوڑ کر اپنے رب کی طرف جارہے ہوتے ہیں تو ان کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں، ان کے چہرے سفید ہوتے ہیں ان کے پاس جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں وہ اس بندۂ مومن کے پاس بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے نظر آتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے اور بندۂ مومن کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے:

"اے پاکیزہ اور اطمینان بخش روح! نکل اور اللہ تعالیٰ کی بخشش اور خوشنودی کی جانب چل"۔

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: "پھر وہ روح اس نرمی سے نکلتی ہے جس طرح پانی کی مشک میں سے قطرہ بہہ جاتا ہے"۔

آیئے! اپنے سر کو اس چوکھٹ پر جھکالیں جو اپنے در پر آجانے والوں سے شدید محبت کرتا ہے۔......

اور اس عارضی اور فانی دنیا کے غموں کو پس پشت ڈالتے ہوئے صرف ایک غم کو سینے سے لگالیں وہ غم قبر وآخرت کی تنہائی اور اکیلے، اکیلے دیئے جانے والے امتحان میں کامیابی پالینے کا غم ہو...... اگر یہ عقیدہ ہماری زندگیوں میں در آئے تو احوال کی اصلاح ہوسکتی ہے ...... ٹیڑھے قدم سیدھے ہوسکتے ہیں اور بگڑی بات بن سکتی ہے......!

انسان اس دنیا میں آتا ہے تو سینکڑوں، ہزاروں رشتہ دار استقبال کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں لیکن جب جاتا ہے تو تن تنہا...... ہمارا رب ہمیں بتلانا چاہتا ہے کہ اپنے ہی کیے گئے عملوں پر جزا وسزا پاؤ گے...... کوئی ساتھی نہیں بنے گا...... بوجھ نہیں اٹھائے گا...... ایک ایک عمل مندرج ہے...... ہاتھ اور پاؤں گواہیاں دیں گے......!

ہماری تنہائی کا گھر ہمارا انتظار کررہا ہے...... اگر ٹھنڈا بن جائے...... پُرنور ہوجائے...... باغ وبہار کی جھلک نظر آئے تو کیا ہی کہنے؟ اس اطمینان بھری زندگی کہ نہ غم نہ پریشانی! جب مجھے خبر بھی نہ ہو تو بلاوا آجائے...... میرے کمپیوٹر وموبائل ریکارڈ دھرے کے دھرے رہ جائیں...... گواہ بن جائیں...... مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ کی تفسیر بن کر پیچھے میرے کردار کے پردے چاک کرتے جائیں!

سوچیے! اور نیٹ موبائل کا استعمال کرتے ہوئے بھی محتاط رہیے کہ یہ بھی امتحان ہے......!

اور اگر ہمارا رب موت کا وقت بتا دیتا تو دنیا کے دارالامتحان ہونے کا کیا مقصد باقی رہ جاتا......؟؟ جب ہر چیز نے ساتھ چھوڑنا ہے ...... جسمانی ومادی تو پھر انہیں مقصد حیات بنالینا کیا معنی رکھتا ہے؟ ہاں!!

ضرورت کی حد تک مستفید ہوئیے! بغض وحسد کو پرے پھینکتے ہوئے ...... باہم صلح وصفائی ...... رحم دلی ...... مہمان نوازی ...... کثرت سجود ...... استغفار وانابت اور قرآن فہمی سے اس جسم وروح کو مزین کرلیں ...... ظاہری طور پر بھی ہم تہی دست تو نہیں ...... بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں کامل نمونہ "اسوہ حسنہ" کہہ کر بتلا دیا ہے...... جو ظاہری وباطنی اعمال واطوار اس کے مطابق ہوئے وہ ہی معیار پر پورا اتریں گے...... میری زندگی کا مقصد بدلتے فیشنوں اور میڈیا کی چکا چوند کی نذر نہ ہونے پائے......!

میری ڈریس ڈیزائننگ، ہیئر سٹائل، چلنا کھانا، اٹھنا بیٹھنا دور حاضر کے نام نہاد استادوں یعنی فنکاروں سے مستعار نہ لیا جائے...... جو کنگھی کرلیں تو وہی میرا فیشن اور بال الجھالیں تو وہی جزو زندگی بن جائے! یہ کامیابی نہیں!

پیارے نبی ﷺ نے منافق وفاسق شخص کی صورتحال بتاتے ہوئے فرمایا: کہ جب اس سے قبر میں سوال وجواب ہوں گے تو جب وہ جواب نہ دے پائے گا تو فرشتے جواب میں کہیں گے: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَوْتَ کہ "آہ! تو نے نہ عقل سے کام لیا اور نہ ہی قرآن کی تلاوت کی"۔ یہ دیکھا دیکھی بتدریج تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔

اسی طرح فساد، لڑائی ...... لوگوں میں نفرت پھیلانے ...... باہم عداوتیں بھڑکانے سے باز آجائیے کہ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

"تم لوگوں میں سب سے زیادہ شریر دو چہروں والوں کو پاؤ گے جو ان لوگوں کے پاس ایک چہرہ لے کر آتا ہے اور دوسروں کے پاس دوسرا چہرہ لے کر جاتا ہے"۔ (صحیح بخاری)

اپنی زندگی سے فخر وغرور، بدگمانی وجاسوسی، نشہ، حق تلفی، کمزوروں، یتیموں پر ظلم کرنے سے بچیے!

خودکشی جیسے قبیح فعل کا ذہن میں خیال بھی نہ آنے دیجیے کہ یہ بھی اللہ کے غضب کو جوش دلانے والا کام ہے۔

بدکاری وفحاشی والے کاموں سے خود کو دور کرلیجیے

یہ زندگی ایک کڑا امتحان بھی ہے کہ جس کے اچھے یا برے نتیجے کا انحصار خود انسان پر ہوتا ہے زندگی کا ایک ایک دن ہماری تاریخ کا ایک ورق ہے۔

اپنے دامن کو صاف کر لیجیے کہ جس طرح یہ کام دنیاوی گھر وعزت کو تباہ کرتے ہیں بعینہٖ آخرت کے گھر کے لیے بھی تباہی کا بڑا سبب ہیں۔

چاہے چھوٹی چھوٹی سہی مگر انہی چیزوں کا خیال رکھنا اور بچنا ہی سرمایہ حیات اور زادِ آخرت ہے.....!

اللہ کریم ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمالے جن کے بارے میں اس کا فرمان ہے:

"وہ جو دے سکتے ہیں دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی ان کے لیے آگے نکل جاتے ہیں.....! اور ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس کتاب ہے جو سچ سچ کہہ دیتی ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔(المومنون 60-59)

نہ کہ ان لوگوں میں جن کے بارے اعلان ہوا:

"جو آخرت کی نسبت دنیا کو پسند کرتے اور اللہ کے راستے سے روکتے اور کجی چاہتے ہیں یہی لوگ دور کی گمراہی میں ہیں"۔(ابراہیم:3)

اگر ہم دور کی گمراہی سے بچ گئے اور موت اور رب سے ملاقات کا وقت آ گیا تو کچھ غم نہیں..... وگرنہ سارے غم بے معنی..... ساری تھکاوٹیں فضول اور ساری محنتیں رائیگاں جائیں گی.....! ہمارا اصلی وذاتی گھر تو چند گز زمین کا ٹکڑا ہے.....!

ہاں ہماری یہ زندگی سیلاب کے ریلے کی طرح بہہ چکی ہوگی اور مقصد نہ پا کر خالی دامن ہم تنہا، تنہا کھڑے پکاریں گے..... مگر.....؟؟؟ ندامتوں کے ذروانہ ہونے پائیں گے کہ اس کیفیت کو پروردگار کائنات نے یوں بیان کیا:

"اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں زنجیروں میں جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے آج ایک ہی موت کو نہ پکارو اور بہت سی موتوں کو پکارو"۔

(الفرقان،13,14) اللھم لا تجعلنا منھم آمین

ابتداء میں عرض کی تھی ناں کہ ہر ایک کا زندگی کے بارے میں اپنا نظریہ ہے مگر یہ کھلی حقیقت ہے کہ یہ عارضی، ناپائیدار اور امتحانوں کا گھر ہے..... چند دنوں کی لہلہاتی کھیتی ہے..... پھر زرد ہوتا ہوا..... کافر اس کے جال میں پھنستا..... مومن رب کی رضا چاہتے ہوئے فرار چاہتا ہے.....!

آیئے! لاالہ الا اللہ کی گواہی دیتے ہوئے..... اس مشن پر ثابت قدمی کا سوال کرتے ہوئے اپنے خالق سے ان جنتوں کا سوال کریں کہ جن جیسی نعمتیں نہ آنکھ نے دیکھیں، نہ کان نے سنیں اور نہ ہی کسی دل میں کبھی خیال آیا..... جہاں فرشتوں کی سلامتیاں اور حلیم وودود کا دیدار! ہاں اگر ایسا ہو جائے تو اس سفر کی منزل ہم آغوش ہو جائے..... مسافر خوش اور محنت کا پھل ہاتھ میں دے دیا جائے..... مقصد حیات پورا..... رنج وغم دور..... آسودگیاں اور خوشیاں حاصل ہو جائیں..... اپنے تئیں حق کا تعاقب..... حق سے ہم آہنگ..... اور اس مشن کے سنگ ہو جائیں:

یہ اونچے اونچے محل کسی کام کے نہیں ہیں
یہ عالی شان بنگلے کچھ کام کے نہیں ہیں
دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے
دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے

ہم مانتے ہیں ناں کہ زندگی "آزادی" کا نام ہے..... "حسن ہے" تو یاد رکھیے کہ جہنم قید ہے..... وہاں کا ماحول حسن کو بگاڑنے والا ہے..... ہم نے اپنے رب سے اس زندگی کا سوال اور سودا کرنا ہے جو آزادی وحسن کو برقرار رکھے.....!

یہ کھیل تو ہے مگر ہم نے جیتنا ہے ہارنا نہیں..... یہ فرض ہے تو عہد کو نبھانا ہے..... یہ جدوجہد ہے تو حقیقی کوشش کا صلہ بھی پانا ہے (ان شاء اللہ)

کہ یہ (Most short period) ہے اور ہم نے اسے لازوال وباکمال بنانا ہے..... جنت کے محلات میں آسائش وآرام کی صورت میں..... جب وہ وقت آ جائے کہ

﴿والتفت الساق بالساق الی ربک یومئذ المساق﴾ (القیامۃ)

"اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی اس دن تجھے اپنے پروردگار کی طرف چلنا ہے"۔

تو ساتھ ہی یہ صدا بھی ٹکرانے میں دیر نہ لگائے:

﴿یٰاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾ (الفجر)

"اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا"۔ (الفجر)

اے افسردہ وغمگین ماؤ اور باپو! جن کی جوان اولادیں چلی گئیں تمہارے کٹوروں میں آنسو ہیں!

اے یتیم اولادو! تمہارے ممتا وشفقت کے سائے لٹ گئے..... ہاں تم تنہائی تو محسوس کرتے ہوگے۔

اے اپنے پیارے، بہن بھائیوں کو کھو دینے والو! مگر صبر کرو کہ صبر کا صلہ جنت ہے..... غمگین نہ ہو کہ سب کا انجام یہی ہے اور پیارے نبی محترمؐ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے مومن بندے کے لیے میرے پاس جنت کے سوا کوئی جزا نہیں کہ جب میں اس کا کوئی عزیز دنیا سے اٹھالوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرلے" (رواہ البخاری کتاب الرقاق)

ہیشگی تو ہمارے رب کی شان اور صفت ہے اور انسان کا چلے جانا ہی حسن زندگی ہے

زندگی انسان کی ہے مانند بلبل خوشنو
شاخ پر بیٹھا کوئی دم چہچہایا اڑ گیا

اللھم وفقنا لما تحب وترضی وارزقنا موق
شھادۃ آمین

آیئے لکھنا سیکھیے

(خدیجہ اصغر، افشاں اسلم)

«الصّٰفّٰت میں نئے لکھنے والوں کے لیے ''نٓ وَالْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ'' کے عنوان سے ایک مستقل کالم شروع کیا گیا ہے۔ اس میں لکھنے کا ذوق رکھنے والی بہنوں کی تحاریر شامل کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی، نیز لکھنے لکھانے کے رموز واوقاف سے آگہی بھی دی جائے گی۔ امید ہے یہ کالم مشق سخن جاری رکھنے اور تحریری پختگی کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

''نٓ وَالْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ'' کے سلسلے میں ہمیں آپ کی تحاریر و آراء کا انتظار رہے گا۔»

جزاکم اللہ خیرا

«منجانب: مدیرہ الصافات»

0301.5939289
0323.7193306



اصلاح معاشرہ

اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی یہ زمین بہت وسیع ہے اتنی وسیع کہ آج تک کوئی انسان اس کی وسعتوں کا اندازہ نہیں کر سکا۔ اللہ کی اس وسیع زمین میں ہر کسی کو پناہ ملتی ہے چاہے وہ انسان ہو یا حیوان، برے، بھلے، نیک بدغرض ہر چیز کو اس میں پناہ ملتی ہے انسان غور کرے تو یہ بات انسان کو حیرت میں ڈال دیتی ہے کہ آدھی سے زیادہ دنیا پر ساڑھے نو سو سال تک حکومت کرنے والے مسلمان آج ہر جگہ پستیوں کا شکار ہیں اور زوال پذیر ہیں۔

نہ صرف زوال پذیر ہیں بلکہ عالم کفر کے ہاتھوں گاجر مولی کی طرح کاٹے جا رہے ہیں یہ سب کچھ اللہ کے کلام اور انبیاء علیہم السلام کی ہدایت اور ان کی سیرت سے دوری کا انجام ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا تھا:

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز روزہ قربانی وحج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

چند سال پہلے ایک معروف عالم دین نے کہا تھا کہ ہمارے ہاں ایسا ہونے والا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب دس سال کا بچہ کسی کی گردن کاٹ کر فخر محسوس کرے گا اور اسے ایسا کرنے میں کوئی ندامت محسوس نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کی تربیت میں یہ چیز شامل کر دی جائے گی کہ ایسا کرنا اس کے فرائض میں شامل ہے کئی گردنیں جلی لاشیں زندہ درگور انسان اور جعلی پیر جدید دور کے خاص تحفے ہیں۔

انسان کو درندگی پر مائل کرنے لاشوں کی بے حرمتی سے لے کر انسانی جان کی قربانی مانگنے والے نقلی عاملین ہمارے معاشرے کو تباہی کی جانب لے کر جا رہے ہیں۔ ہم ایک ایسے زمانے میں رہتے ہیں جس کو ترقی کا زمانہ کہتے ہیں مگر پتھر کا زمانہ ابھی گیا نہیں بدلے کی آگ نے انسان کو حیوان بنا دیا ہے۔

جو بات حق ہو وہ مجھ سے چھپی نہیں رہتی
خدا نے مجھ کو دیا ہے دل خبیر و بصیر

لالچ حرص وہوس اور حسد جیسے موذی امراض کو بڑھانے میں شیطان صفت سفلی عمل کرنے والے عاملین کیا کیا گل کھلا رہے ہیں۔ اس کی تفصیل ذیل میں پیش کر رہی ہوں۔ وطن عزیز کو جس طرح کرپشن، بے روزگاری، مہنگائی اور قانون شکنی جیسے مسائل نے اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے مسائل ہیں جن کا ذکر بہت ضروری ہے۔

ہم آئے روز ان جعلی عاملوں کے کارنامے اخبارات میں پڑھتے ہیں اور ان تک رسائی کے لیے مختلف اشتہار بھی رسائل واخبارات اور کیبل پر دیکھتے رہتے ہیں اگر کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہے یا نوکری نہیں مل رہی شادی نہیں ہو رہی کسی دشمن نے کسی پر جادو کر دیا ہے کسی عورت نے اپنے شوہر کو راہ راست پر لانا ہو۔ کسی دشمن کو تباہ و برباد کرنا ہو۔ تو لوگ ان پیروں کی مدد لیتے ہیں۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ اور اس میں اکثریت مسلمانوں کی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ ہم پر جو بھی پریشانی آتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اس میں اللہ کی کوئی مصلحت چھپی ہوتی ہے اب ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیں۔ لیکن اسے ایمان کی کمزوری کہیں یا جہالت کہ ہم اللہ سے مدد کی بجائے ان پیروں کے جھانسے میں آ جاتے ہیں اور جعلی پیروں اور عاملوں کے کہنے پر غلط کام کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

اس حیثیت سے جب ہم آج کے حالات کو دیکھتے ہیں تو ترقی کی حقیقت صرف معلوم یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں جو ظلم جو برائیاں پہلے بہت چھوٹے پیمانے پر ہوتی تھیں وہ اب وسیع پیمانے پر ہونے لگی ہیں پہلے کوئی شخص جھوٹ گھڑتا تھا تو اس کا جھوٹ اس کے نام پر پھیلتا تھا اور اس کی آواز بھی چند گز سے زیادہ فاصلے تک سنائی نہ دیتی تھی مگر آج نئے نئے علوم کے ذریعے جھوٹ کو اس طرح مرتب کیا جاتا ہے کہ وہ بالکل سچ

معلوم ہونے لگتا ہے اور پھر اس کو بجلی کی تاروں اور ہوا کی لہروں کے ذریعے مشرق سے مغرب تک پھیلا دیا جاتا ہے۔

اگر آپ دنیا سے باطل نظاموں کو مٹا کر غلبہ اسلام کے متمنی ہیں تو اٹھیے اپنے گرد و پیش پر نگاہ ڈالیے اپنے گھروں اپنے قصبوں اور اپنے محلوں میں اسلام کی تحریک بپا کر دیجیے اپنے کردار کے ذریعے قرآن و حدیث کی خوشبو کے ذریعے یہ سب کچھ کیجیے اور کیوں کیجیے؟

اس لیے کہ امت مسلمہ کی زبوں حالی آپ کے سامنے ہے ان حالات میں آپ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے یہ بھی آپ بخوبی سمجھتے ہیں۔ آیئے! اس کاروانِ حق کے مسافر بن کر امت مسلمہ کے دور میں اپنے آپ کو شریک کر کے روز محشر اپنے رب کے سامنے سرخرو ہو کر اس کے حق دار بن جائیں۔

آخر میں اللہ سے یہی دعا ہے کہ وہ ہمیں نبیؐ کی سیرت کو اپنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

﴿خدیجہ اصغر﴾

سردار نے بڑے نرم لہجے میں اس کے باپ کو قتل کرنے کی وجہ بتائی۔ سردار کا لہجہ اس قدر ہمدردانہ اور سلوک اس قدر شفقت بھرا تھا کہ اس کے دل میں سردار کے لیے جو نفرت اور غصہ تھا وہ جاتا رہا

اگر کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہے یا نوکری نہیں مل رہی شادی نہیں ہو رہی کسی دشمن نے کسی پر جادو کر دیا ہے کسی عورت نے اپنے شوہر کو راہِ راست پر لانا ہو۔ کسی دشمن کو تباہ و برباد کرنا ہو۔ تو لوگ ان پیروں کی مدد لیتے ہیں

شہزادی سے ملکہ تک

میرا مستقبل کیا ہوگا؟ کیا میں غلاموں کی منڈی میں بیچ دی جاؤں گی یا شاید مجھے ہمیشہ کے لیے کسی کی لونڈی بنا دیا جائے گا.......... وہ قیدیوں کی صف میں کھڑی اپنے آپ کو آنے والے حالات کے لیے تیار کر رہی تھی۔

پھر چند لمحے بعد اسے پتہ چلا کہ وہ ایک سپاہی کی لونڈی بنا دی گئی ہے۔ یہ شخص کیسا ہوگا؟ میرے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟ مجھے باندھ کر رکھے گا یا مجھے مارا پیٹا کرے گا۔ وہ یہ سب سوچ کر لرز گئی اتنے ناز و نعم سے پلنے والی کو غلاموں کی صف میں کھڑا کر دیا گیا تھا۔ اسے اپنے مستقبل کے بارے میں کچھ خبر نہ تھی۔

شاید اسی لیے وہ اپنے ماضی میں پناہ ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ ماضی جس میں وہ ایک (طاقتور) شہزادی تھی۔ ایک نہایت ہی طاقتور سردار کی بیٹی ذہانت اور خوبصورتی میں جس کا کوئی ثانی نہ تھا خاندان بھر کی لاڈلی اور ایک بہادر نوجوان کی بیوی تھی۔ پورے قبیلے میں کوئی تیسرا شخص طاقت اور بہادری میں اس کے باپ اور شوہر کے ہم پلہ نہ تھا۔

وہ حیران تھی یہ لوگ جنہوں نے میرے باپ اور شوہر کو شکست دی ہے وہ ان سے بھی زیادہ طاقتور ہیں؟

وہ بہت حواس باختہ تھی اس نے سن رکھا تھا کہ یہ لوگ بہت ظالم ہیں بہت وحشی اور درندے اپنی مرضی چلانے والے جو کوئی بھی ان کے سامنے کھڑا ہو جائے اسے اپنی طاقت سے ختم کر دیتے ہیں۔ اپنے باپ اور شوہر کا حشر دیکھ کر اسے اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ لوگ کوئی معمولی لوگ نہیں۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب کچھ سپاہی آئے اور اسے اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم حیی کی بیٹی ہو؟...... سردار نے نرم اور دھیمے لہجے میں کہا اور وہ سامنے کھڑی شاید یہی سوچ رہی تھی کہ اسے پتہ چل گیا ہے کہ میں اس کے بہت بڑے دشمن حیی بن اخطب کی بیٹی ہوں اب شاید یہ میرے باپ کا انتقام مجھ سے لے مگر...... اس کے بعد جو کچھ سردار نے کہا وہ سن کر ایک دم سے تو حیران ہی رہ گئی۔

اب تک جو کچھ ہوا وہ سب تمہارے باپ کی بدعہدی کی وجہ سے ہوا مگر اب میں تمہیں آزاد کر کے تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

وہ...... حیران تھی کیا کہے؟...... اسے اس سردار سے نفرت تھی جو اس کے باپ اور شوہر کا قاتل تھا۔

مگر خدا کو اس کی بھلائی منظور تھی جو اس نے "ہاں" کر دی۔

اور یوں وہ ایک معمولی قیدی سے ایک سردار کی بیوی بن گئی۔ سردار نہایت ہی ہمدرد اور شفیق انسان تھا۔

یہ تمہارے چہرے پر زخم کا نشان ہے؟ سردار نے اس کے چہرے پر زخم کا نشان دیکھ کر تشویش سے پوچھا۔

یہ میرے شوہر نے مارا تھا وہ دھیرے سے بولی۔

مگر کیوں مارا؟ کیا وہ تمہیں مارا پیٹا کرتا تھا۔ سردار نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

وہ مجھے مارا نہیں کرتا تھا بس ایک دن میں نے صبح اٹھ کر اسے بتایا کہ اس نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ چاند میری گود میں ہے بس یہ سنتے ہی اس نے میرے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا اور بولا بیوی تم میری ہو اور خواب تم ہمارے دشمن کے ساتھ شادی کے دیکھ رہی ہو۔ اس نے دھیرے سے کہا اور خاموش ہو گئی۔

وہ خواب اللہ کی طرف سے تمہیں دیا گیا ایک اشارہ تھا جو آج حقیقت بن کر تمہارے سامنے ہے اور دیکھو تمہارے باپ نے میرے ساتھ وعدہ خلافی کی لوگوں کو میرے خلاف بھڑکایا اور طرح طرح کی ریشہ دوانیاں کیں جس کی وجہ سے مجبوراً مجھے اس کے خلاف جنگ کرنا پڑی۔

سردار نے بڑے نرم لہجے میں اس کے باپ کو قتل کرنے کی وجہ بتائی۔ سردار کا لہجہ اس قدر ہمدردانہ اور سلوک اس قدر شفقت بھرا تھا کہ اس کے دل میں سردار کے لیے جو نفرت اور غصہ تھا وہ جاتا رہا۔

اس کا نام صفیہ تھا جو سردار کے ساتھ شادی کے بعد تمام مسلمانوں کی ماں ام المومنین حضرت صفیہؓ بن گئی۔ اور وہ سردار جس نے اسے دنیاوی اور اخروی عزت دی وہ ہمارے پیارے نبیؐ تھے۔

یہ بابرکت شادی اس وقت انجام پائی جب اللہ کے نبیؐ اپنے سرفروش صحابہ کرامؓ کے ساتھ شریر یہودیوں کو ان کے ناپاک ارادوں سمیت خاک اور خون میں نہلا کر غزوہ خیبر سے فتح یاب لوٹے تھے۔

﴿حافظ افشاں اسلم﴾

بچوں کی دنیا

ایمن حماد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پیارے نونہالو!

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ ان شاءاللہ

ہم اکثر یہ گلہ کرتے ہیں کہ اللہ ہماری نہیں سنتا۔ یہ سوچ کر ہمت ہار جاتے ہیں اور مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ مایوسی بھی ایک گناہ ہے۔ ہماری دعائیں اگر قبول نہیں ہوتیں تو اس میں ضرور ہماری ہی کوئی کوتاہی ہوگی۔

ہمیں ہر دم اپنے رب سے دعائیں کرتے رہنا چاہیے اور مختلف اوقات میں خاص طور پر صبح وشام کے اذکار تو ضرور یاد کرنا چاہیے۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے جس سے وہ اپنے تمام مصائب آلام اور مشکلات کا ازالہ کرتا ہے۔

اور ہاں بچو! دوسری اہم بات جو ہم آپ سے کہنا چاہتے ہیں آپ لوگ یقیناً مشرقی پاکستان سے بخوبی واقف ہوں گے۔ مشرقی پاکستان (یعنی موجودہ بنگلہ دیش) ہمارا بازو تھا اور 16 دسمبر 1971 کی پاک بھارت جنگ میں ہم سے جدا ہو گیا۔ اور بنگلہ دیش بن گیا 16 دسمبر 2014 کو اس سانحہ کو 34 سال پورے ہو جائیں گے زندہ قومیں ہمیشہ اپنے ماضی سے سبق سیکھتی ہیں تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات نہ ہونے پائیں۔

آج جیسا کہ ہمارا ازلی دشمن بھارت، بلوچستان، کراچی، اور شمالی وزیرستان وغیرہ میں پھر سے یہی کھیل کھیل رہا ہے جو اس نے مشرقی پاکستان میں کھیلا تھا اللہ دشمن کے ارادوں کو خاک میں ملائے اور ہمیں اپنے وطن عزیز کی حفاظت کی توفیق دے۔

آمین

آپ کی آپی

جواہر پارے

☆ جنت میں وہ شخص نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ (الحدیث)

☆ ہر آدمی سے غلطی ہوتی ہے لیکن غلطی کرنے والوں میں اچھے وہ لوگ ہیں جو توبہ کر لیتے ہیں۔ (احمد)

☆ اپنی زبان قابو میں رکھو اور اپنے گھر کو کشادہ سمجھو اور اپنے گناہوں پر گریہ وزاری کرتے رہا کرو۔ (ترمذی)

☆ تاریخ شکست خوردہ لوگوں سے انصاف نہیں کرتی۔

☆ بعض احمق اس غم میں گھلتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کو دولت کیوں دی۔

☆ زندگی کا مقصد رب کی عبادت ہے یہ تب ممکن ہے کہ ہم سے ہر شخص سچائی اور دیانت اختیار کرے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سات مہلک امور سے اجتناب کرو:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ (۲) جادو ٹونا کرنا۔ (۳) بلا جرم کسی کو قتل کرنا۔ (۴) سود کھانا۔ (۵) یتیم کا مال ہڑپ کر جانا۔ (۶) میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔ (۷) پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم)

مجھے کچھ نہیں چاہیے

امی میں آپ کو کب سے ڈھونڈ رہی تھی ...... اور آپ ادھر ہیں ...... نخبہ باورچی خانے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔ کھانا بنا رہی ہوں تم لوگوں کے لیے ...... امی نے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا میں نے آپ کو کہنا تھا میرا بیگ بہت پرانا ہو چکا ہے مجھے اب نیا بیگ چاہیے اور ......

اور سکول کے لیے شوز چاہئیں۔ ...... نخبہ کی بات ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ حنظلہ درمیان میں بول پڑا۔

رات کو تمہارے ابو آئیں گے تو انہیں کہہ دوں گی کہ چھٹی والے دن تم دونوں کو بازار لے کر جائیں اور تمہاری پسند کی چیزیں لا دیں، اب شاباش تم دونوں جاؤ اور جا کر اپنا ہوم ورک مکمل کرو ...... امی نے باری باری دونوں کے گالوں کو پیار سے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

دونوں نے مسکراتے ہوئے ماں کی طرف دیکھا اور اطمینان سے اپنے کمرے کی طرف چل پڑے انہیں یقین تھا کہ ماں نے کہہ دیا تو پھر ان کی چیزیں بھی آ جائیں گی ......

میں کچھ دیر ان بچوں کے مسکراتے ہوئے چہروں کی طرف دیکھتی رہی۔ اچانک میری نظریں دور کہیں خلا میں ان یتیموں میں جا لگیں جہاں سیلاب سے متاثرہ دو دن سے بھوکی سمیہ رو رو کر ماں سے روٹی مانگ رہی تھی۔

اور وہ کشمیر کا ننھا عبداللہ..... جو کئی روز سے ضد کر رہا تھا کہ مجھے کتابیں لا کر دیں میں نے پڑھنا ہے۔ بیٹا باہر کرفیو لگا ہے چاروں طرف ہندو فوجی بندوقیں تانے کھڑے ہیں جیسے کوئی گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھتا ہے ہندو اسے مار دیتے ہیں..... بے بسی عبداللہ کے باپ کے چہرے سے عیاں تھی۔

ابو جی یہ ہندو ہمیں کیوں مارتے ہیں ہم تو انہیں کچھ نہیں کہتے..... عبداللہ نے معصومیت سے سوال کیا۔

بیٹا ہم مسلمان ہیں ان ظالموں کے نزدیک ہمارا یہ جرم نا قابل معافی ہے اور ان کا مقصد اس سرزمین سے مسلمانوں کو ختم کر دینا ہے اس لیے بیٹا ان بھیڑیوں نے ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

اللہ ان کو غارت کرے..... ابو جی کے لہجے میں ہندوؤں کے لیے نفرت تھی..... تو پھر میری کتابیں؟..... عبداللہ کی خواہش اپنی جگہ قائم تھی۔

تم فکر نہ کرو ان شاء اللہ میں صبح تمہارے لیے کتابیں لینے ضرور جاؤں گا۔ ابو جی نے عبداللہ کو یقین دلایا۔

پکا وعدہ..... عبداللہ نے بے یقینی سے کہا۔

ہاں پکا وعدہ..... ابو جی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ سنتے ہی عبداللہ کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں اور وہ اطمینان سے لیٹ گیا۔ عبداللہ بیٹا اٹھ جاؤ صبح ہو گئی ہے..... ماں نے عبداللہ کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

امی جان ابو جان کہاں ہیں؟..... عبداللہ نے آنکھیں کھولتے ہی پوچھا۔

وہ تو صبح ہوتے ہی تمہاری کتابیں لینے چلے گئے تھے بہت دیر ہو چکی ہے ابھی تک نہیں آئے خدا خیر کرے..... پریشانی ان کے چہرے سے عیاں تھی۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

ابو جی آ گئے..... عبداللہ یہ کہتے ہوئے اٹھا اور بھاگ کر دروازے کی طرف لپکا۔

دروازے میں کھڑے اپنے ابو کو دیکھ کر عبداللہ کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی۔

عبداللہ کیا ہوا؟ امی جان بھاگتے ہوئے آئیں۔

امی جان دیکھیں ابو جی کو کیا ہو گیا ہے؟ دیکھیں امی جان ابو جی زمین پر گر پڑے ہیں..... ابو جی کو اٹھائیں امی جان..... عبداللہ اوندھے منہ زمین پر گرے خون میں لت پت پڑے ہوئے باپ کو اٹھائے چلا رہا تھا۔

عبداللہ..... میں..... اپنا وعدہ..... پورا نہیں..... کر سکا..... ابو جی کی کمزور سی آواز آئی۔

ابو جی مجھے کتابیں نہیں چاہئیں۔ وعدہ میں آپ سے اب کبھی کتابیں نہیں مانگوں گا..... آپ بس ٹھیک ہو جائیں..... میری وجہ سے ہی یہ سب کچھ ہوا ہے..... عبداللہ اب بلند آواز سے رو رہا تھا۔

نہیں بیٹا تم..... لا الہ الا اللہ..... سینے میں لگی ہوئی گولی نے انہیں زیادہ دیر بولنے کا موقع نہ دیا۔

مجھے اسی بات کا خوف تھا۔ عبداللہ کی ماں کے منہ سے سرگوشی نکلی اور آنسو بے اختیار ان کے رخساروں پر بہہ گئے۔ اور عبداللہ رو رو کر اللہ سے اپنے ابو جی کے لیے دعا کر رہا تھا۔

اور فلسطین کا ننھا عمار جس کی ویڈیو ساری دنیا نے دیکھی۔ جو ایک بم دھماکے میں اپنا گھر اپنے ماں باپ اور اپنے دونوں بازوؤں کو کھونے کے بعد آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے زار و قطار روتا ہوا نہ جانے اللہ سے کیا مانگ رہا تھا۔

اور وہ..... عراق میں بم دھماکے سے تباہ ہوئے گھر کے ملبے سے زندہ بچ جانے والی وہ معصوم سی بچی جسے یہ معلوم نہ تھا کہ اسے کس جرم کی پاداش میں یہ سزا ملی ہے وہ تو سڑک پہ بے سہارا پڑی رو رو کر بس اپنی ماں کی نرم آغوش مانگ رہی تھی۔

میری نظریں اور سوچیں چاروں طرف گھوم کر بلند پاکستان کی پاک سرزمین پر جا لگیں جہاں ساری دنیا سے بے نیاز بچے بوڑھے جوان اور عورتیں کرکٹ کے میدان میں کھڑے اللہ سے رو رو کر چھکے چوکے مانگ رہے تھے۔

اے مسلمانو اب بھی نہ سمجھے تو
تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

﴿ حافظہ افشاں اسلم ﴾

مشہور مسلم سائنسدان
اور ان کی ایجادات

کیلنڈر (تقویم)	عمر خیام
لیپ کا سال	عمر خیام
الجبرا کا موجد	الخوارزمی
چیچک اور خسرے کا علاج	زکریا الرازی
بارہ سو جڑی بوٹیوں پر تحقیق	ابن بیطار
ماہر بصریات	ابن الہیثم
چاند اور سورج کے گرہنوں کا سراغ	عمر خیام
طبی انسائیکلوپیڈیا	محمد زکریا الرازی
ماہر نباتات	ابن بیطار
دوران خون کا نظریہ	ابن نفیس
ریاضی میں صفر کا استعمال	الخوارزمی
آئن سٹائن کے نظریہ اضافت کو چیلنج	سر شاہ محمد سلیمان

توبہ کی حقیقت

توبہ کے لفظی معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں کسی گناہ سے باز آنے کو توبہ کہتے ہیں:

اس کے صحیح ہونے کی تین شرائط ہیں:

(۱) جس گناہ میں مبتلا ہو اس کو فوراً ترک کر دے۔

(۲) جو گناہ سرزد ہوا اس پر نادم ہو۔

(۳) آئندہ اسے ترک کرنے کا پختہ عزم کرے۔

اس ماہ کی دعا

اہل و عیال کے لیے خصوصی دعا

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان 74)

''اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا سردار بنا''

مجاہدین کی لاشیں خراب نہیں ہوتیں

امریکی ادارے ریڈکراس کی ویب سائٹ نے غیر ملکی فوجیوں کے مقابلے میں مجاہدین کے شہداء کے بارے میں ایک رپورٹ نشر کی ہے۔ مذکورہ ادارہ مزار شریف میں مُردوں کو جمع کرنے اور انہیں دفنانے کے فرائض سرانجام دے رہا ہے، ادارے نے اپنی رپورٹ میں اس بات پر انتہائی حیرت کا اظہار کیا ہے کہ نہ تو مجاہدین کی لاشیں خراب ہوتی ہیں اور نہ ہی ان سے بدبو آتی ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا کہ اس وقت ماہرین نے اس کی وجہ موسم کے سرد ہونے کو بتایا تھا مگر ان ماہرین کی رائے اس وقت غلط ثابت ہوئی جب اسی لڑائی میں مجاہدین مخالف لڑنے والے افغان اہلکاروں اور شمالی اتحاد کے مُردوں کو دیکھا گیا جن کی لاشیں گل سڑ گئی تھیں اور ان سے سخت بدبو آ رہی تھی۔

رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ اب ماہرین اس خوراک کے بارے میں تحقیق کر رہے ہیں کہ جو مجاہدین کھاتے ہیں، ماہرین اس بات کی تحقیق بھی کر رہے ہیں کہ وہ یہ سمجھیں کہ خوراک اور خون کے مابین رشتہ ہے یا نہیں، کیونکہ بعض مجاہدین کا خون موت کے بعد بھی گرم رہتا ہے۔

صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں فوج سے بھاگ جانے والے ایک گروپ کے ایک فوجی اپنے بھاگنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجاہدین کے ساتھ آمنے سامنے اور دوبدو جنگ میں مجاہدین نے پسپائی اختیار کی حالانکہ دونوں جانب سے لاشیں میدان میں رہ گئی تھیں۔ ہمیں حکم دیا گیا کہ صبح تک وہاں پر قیام کریں لیکن بہت ہی کم وقت گزرنے کے بعد ہمارے فوجیوں کی لاشوں سے ایسی بدبو آنے لگی جس سے وہاں ٹھہرنا ممکن نہیں تھا اور دوسری جانب مجاہدین کی لاشوں سے انتہائی خوبصورت مہک اٹھ رہی تھی۔ یہی بات تھی کہ ہمارے ساتھیوں نے اپنا کام شروع کیا اپنی لاشیں چھوڑ کر مجاہدین کی لاشوں کے پاس کھڑے ہوگئے۔

واہ سبحان اللہ!



آنکھوں والو! "بصیرت" پکڑو

سانگھڑ کے قصبے نواں آباد میں چار نابینا نوجوانوں نے اپنے عزم، ہمت اور وسائل سے پانی کی قلت ختم کر دی، ان نوجوانوں نے اپنے ذاتی وسائل اور محنت کے ذریعے 40 دیہاتوں میں چالیس ہینڈ پمپس نصب کر کے پانی کی تلاش میں مارے مارے پھرنے والے افراد کی مشکل کو آسانی میں بدل دیا۔ یاد رہے کہ یہ سب نوجوان پیدائشی نابینا تھے۔

مٹتے ناموں کے نشان کیسے کیسے؟

روم کے شہنشاہ نیرو کا محل عوام کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ دو ہزار برس پرانا گولڈن پیلس روم کے جلنے کے بعد دوبارہ تعمیر کیا گیا تھا۔ موسیقی کے شوقین بادشاہ نیرو نے محل روم کی آگ میں تباہی کے بعد تعمیر کیا تھا۔ یہ محل زمین کی سطح سے نیچے ہے پانی رسنے کے باعث عمارت کمزور پڑ گئی تھی۔ اور 2005 میں اسے عوام کے لیے بند کر کے مرمت کا کام شروع کیا گیا تھا

رنگ میں بھنگ

بھارت کے دارالحکومت نئی دہلی میں دیوالی کے لیے پٹاخے بیچنے والی دکانوں میں آتشزدگی سے 200 خاکستر ہوگئیں۔ کسی جانی نقصان کے اطلاع نہیں ہے۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مغربی ممالک میں جہادی گروپ شام اور عراق میں جہاد کے لیے خواتین کو بھرتی کر رہے ہیں۔ امریکی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق بنیاد پرست اسلامی گروپ میں بھرتی ہونے والوں میں سے 10 فیصد تعداد خواتین کی ہے جو سماجی رابطوں کی ویب سائٹس پر مختلف اشتہارات، خبروں اور تصاویر سے متاثر ہو کر جہادی گروپ میں شامل ہو رہی ہیں۔

سیاہ یرقان

وائرس۔سی

محمد سلیم شاہ
0301-0333-3552349

زرد یا سیاہ خلط (صفرا۔سودا) جلد یا زیر جلد نفوذ کرے تو زرد یرقان (HBV)اور سیاہ یرقان (HCV) کہلاتا ہے۔

سیاہ یرقان کو ہی ہیپاٹائٹس سی کہا جاتا ہے اس کو سندھی یرقان بھی کہتے ہیں۔ یہ مرض زمانہ قبل مسیح میں سندھ کے اندر دریائے سندھ کے اطراف میں رہنے والوں میں پایا جاتا تھا اور کہا جاتا ہے یہ مرض اس دور میں کسی اور علاقہ میں نہیں ملتا تھا۔

سندھ کے جو قدیمی باشندے ان کا رنگ سیاہ گا ہے زردی مائل سیاہ تھا ان کے رنگ کی نسبت سے اس کو سندھی یرقان کہا گیا ہے (یہ طبری کا قول ہے)

بعد میں آریاؤں اور اس کے بعد مسلمان فاتحین آئے تو ان کے ساتھ دیگر اقوام آئی تو ان لوگوں کے رنگ سفید تھے بہر حال یہ بات مستند ہے کہ سندھ کے قدیم لوگ سیاہ رنگ کے تھے۔ واللہ اعلم۔

آج بھی دیگر صوبوں کی نسبت سندھ میں یہ مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔

وائرس سی جگر پر حملہ آور ہو کر ورم التیاب پیدا کرتا ہے اس ورم سے جگر کمزور ہو جاتا ہے تو خلط سودا کے غلبہ ہونے سے یرقان سیاہ ہو جاتا ہے۔ یہ وائرس جگر کے خلیات پر بڑے منظم طریقہ سے حملہ آور ہوتا



ہے جگر کی جھلی سے اندر داخل ہو کر اپنا زہریلا مادہ خارج کرتا ہے۔ اس سے خاص قسم کی پروٹین پیدا ہوتی ہے اس سے یہ تقسیم در تقسیم ہو کر وائرس کی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے جگر کے خلیات کو تیزی سے تباہ کرتا ہے جگر میں سوزش سے متعلقہ خون سے لمفوسائٹ (جراثیم) جگر میں جمع ہو کر توڑ پھوڑ کے ساتھ جلنے کا عمل جاری رکھتے ہیں اس سے فائبروسائٹ کی تعداد بڑھ جاتی ہے اس کی تعداد بڑھنے سے جگر کا پردہ سکڑنا شروع کر دیتا ہے۔ بالآخر جگر کے فعل میں تعطل آنے سے وہ سکڑ کر بہت چھوٹا ہو جاتا ہے۔

جگر کے سکڑنے سے معدہ اور آنتوں پر برا اثر پڑتا ہے ان کی رگیں پھول جاتی ہیں۔ جگر سکڑنا اور تلی (طحال) بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ اس مرض میں پہلے زرد یرقان ہوتا ہے جو کہ یرقان سیاہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یعنی صفرا محترق ہو کر سودا میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اس مرض میں پیشاب اور پاخانہ بھی سیاہ حتی کہ پسینہ تک بھی سیاہ آتا ہے۔ اور اس کی موت حصاتت 30-45 یوم ہے اگر وائرس فوری اثر انداز ہو جائے تو مریض ایک ہفتہ کے اندر ختم ہو جاتا ہے اگر یہ مزمن صورت اختیار کر لے تو مریض عرصہ تک زندہ رہتا ہے۔

جب جگر سکڑنا شروع ہوتا اور تلی (طحال) بڑھنا شروع ہوتی ہے تو استسقاء بھی ہو جاتا ہے۔ یعنی پیٹ میں پانی بھرنا شروع ہو جاتا ہے تو معدہ کے دباؤ سے وہ رگیں جو پھول جاتی ہیں وہ پھٹ بھی سکتی ہیں اس کے پھٹنے سے خونی قے معدہ میں جلن تیزابیت کے

ساتھ سیاہ پاخانہ آتا ہے۔ اس کی شدت ایک دفعہ ہی کنٹرول ہوسکتی ہے دوسری دفعہ نہیں۔ خونی قے ہوتی اور مریض دارفانی سے رخصت ہوجاتا ہے۔

اس مرض کے بنیادی اسباب یہ ہیں:

متاثرہ انتقال خون، استعمال شدہ سرنجیں، آٹو پنکچر کی سوئیاں، ناک، کان چھیدنے والوں کی بھی، حجام کے بلیڈ استرے، دانت اکھیڑنے کے اوزار، سرجری کا سامان بغیر صفائی استعمال کرنے سے وائرس دوسرے افراد میں منتقل ہوجاتا ہے گویا یہ سب وائرس پھیلاؤ کی فیکٹریاں ہیں۔ جنسی تعلقات خاص طور پر ہم جنس پرستی کی لعنت ہے یا پھر متاثرہ ماں سے اس کے نومولود بچے ہیں۔

ٹائیفائیڈ بخار اور ملیریا بخار کے علاوہ آتشک اثرانداز ہوکر جگر میں ضعف پیدا کرتی ھے۔ اور تلی پر بھی اثرانداز ہوکر اس پر تناؤ اور بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ جگر اور خاص کر تلی میں درد ہونے لگتا ہے چہرے کا رنگ پھیکا سیاہ سانس میں تنگی کے ساتھ قے اور پاخانہ بھی سیاہ ہو جاتا ہے۔

ضعف تلی سے سرخ ذرات Red Blood Cell کم ہوکر سفید ذرات White Blood Cells کی تعداد بڑھ جاتی ہے اس سے عظم طحال ہو جاتا ہے۔ اس مرض میں تلی کی جھلیاں اور دیگر بافتیں موٹی ہوجاتی ہیں جس کی عام گلٹیاں لوزتین، زبان کی گلٹیاں بڑھ جاتی ہیں۔ خون رقیق ہوکر انجماد کی خصوصیت کھو بیٹھتا ہے۔ بھوک کی کمی کے ساتھ بدن میں دردیں شروع ہوجاتی ہیں بے چینی اور وسواس

بڑھ جاتا ہے وزن کم اور قبض کی شکایت بڑھ جاتی ہے کھانا کھانے کے بعد معدہ میں جلن اور تیزابیت ہونے لگتی ہے بدن پر خارش اور پھنسیاں بڑھ جاتی ہیں زہریلے مادوں کے اخراج نہ ہونے سے بخار ہو کر گردے بھی متاثر ہوجاتے ہیں۔ اسی بناپر زہریلے مادے کا اخراج نہیں ہوتا۔

پیشاب کم ہوجاتا ہے جگر کے مقام پر دبانے سے درد ہوتا ہے ناک اور آنکھوں سے پانی بہتا ہے۔ متاثرہ افراد میں یہ علامات پائی جاتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ وائرس B میں جگر میں جلن درد اور تناؤ ہوتا ہے۔

متاثرہ انتقالِ خون، استعمال شدہ سرنجیں، آٹو پنکچر کی سوئیاں، ناک، کان چھیدنے والوں کی بھی، حجام کے بلیڈ استرے، دانت اکھیڑنے کے اوزار، سرجری کا سامان بغیر صفائی استعمال کرنے سے وائرس دوسرے افراد میں منتقل ہوجاتا ہے گویا یہ سب وائرس پھیلاؤ کی فیکٹریاں ہیں۔

یہ مرض ٹوٹکوں سے ٹھیک نہیں ہوتا مسلسل توجہ اور علاج مانگتا ہے ہر ہفتہ باقاعدہ چیک اپ ہونا چاہیے علامات جسمانی تغیر کے مطابق دوائیوں میں ردوبدل بھی ہوتا ہے۔ ایسا صرف ایک مستند طبیب یا معالج ہی کرسکتا ہے۔

وائرس سی میں بوجھ جلن اور تناؤ بائیں جانب پسلیوں کے نیچے تلی کے مقام پر ہوتا ہے۔ اگر یہ صورتحال ہوتو فوری طور پر اپنے معالج سے رجوع کرنا چاہیے۔

طب جدید اس مرض کو لاعلاج قرار دے چکی ہے لیکن طب قدیم میں اس کا علاج موجود ہے۔ ”اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کے لیے شفا نازل نہ کی ہو“۔ (بخاری)

میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے یہ مرض ٹوٹکوں سے نہیں ہوتا۔ مسلسل توجہ اور علاج مانگتا ہے ہر ہفتہ باقاعدہ چیک اپ ہونا چاہیے۔ علامات اور جسمانی تغیر کے مطابق دوائیوں میں ردّوبدل بھی ہوتا ہے۔ ایسا صرف ایک مستند طبیب یا معالج ہی کرسکتا ہے۔

طب جدید (ایلوپیتھک) ہیپاٹائٹس کو لاعلاج قرار دے چکی ہے۔ جدید ایلوپیتھک ادویات بھی اس مرض کا بڑا سبب بن رہی ہیں۔

پیراسیٹامول جو کہ مارکیٹ میں مختلف ناموں (پیناڈول۔ شیر مارکہ) سیرپ اور گولیوں کی شکل میں بک رہی ہیں کا آجکل اندھا دھند استعمال ہو رہا ہے یہ جگر کے خلیات کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ بلڈ پریشر کم کرنے والی (methyldopa) کینسر کے علاج میں استعمال ہونے والی (methotraxate) کے علاوہ کلوروفارم۔ الکوحل فاسفورس وغیرہ

اس مرض کی ویکسین ایجاد ہوچکی ہے یہ بھی نقصان سے خالی نہیں۔ چیچک، خسرہ وغیرہ کی طرح یہ ویکسین کامیاب نہیں ہے۔ اس ویکسین کے بارے استاد الحکماء پروفیسر حکیم محمد نسیم خان وائس پرنسپل سندھ طبیہ کالج کے طویل مشاہدات کا نچوڑ ہے کہ یہ ویکسین جسم میں لگنے کے بعد بون میرو کینسر کا خطرہ سو فیصد بڑھا دیتی ہے یعنی اس ویکسین سے ہڈیوں کے اندر پائے جانے والا سیال مادہ (گودا) کینسر میں مبتلا ہوجاتا ہے یعنی آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا والا معاملہ ہوجاتا ہے۔ ایک موت کی گھاٹی سے بچتے بچتے دوسری موت کی گھاٹی میں اتر جاتا ہے۔



بھارتی وزیراعظم نریندر مودی سے فرضی انٹرویو

سلام اس پہ جس نے ہدایت کی پیروی کی

رام رام

(جلدی سے پیچھے ہٹتے ہوئے)

مودی صاحب کہیں بغل میں چھری تو نہیں۔

کیا مطلب......؟

میں نے سنا ہے جب آپ لوگ رام رام کہتے ہیں تو آپ کی بغل میں چھری ہوتی ہے۔

نہیں جی! یہ ہماری فطرت کے خلاف ہے۔

آپ کی فطرت بھلا

اور سنا ہے آپ کا بچپن انتہائی غربت میں گزرا آپ واڑنگر کے ریلوے اسٹیشن پر اپنے والد کے ساتھ چائے کے ٹھابے پہ کام کرتے تھے۔

بس جی! (انٹرویو) کرنے والے کے پاس یہ معلومات تو ضرور ہوتی تھیں۔

لوگ چاہتے ہیں کہ آپ اپنا ماضی نہ بھولیں۔

ارے میں کیسے بھول سکتا ہوں؟ لوگ بھلا مجھے

بالکل ٹھیک کیا آپ نے ویسے شکل سے تو لگتا نہیں کہ آپ وزیراعظم ہیں باڈی گارڈز ہوں گے تو پھر شاید لگے کہ کوئی اہم شخصیت ہے۔ ہم نے سنا ہے آپ نے وزیراعظم کی کرسی حاصل کرنے کے لیے بھارتی عوام سے لے کر وہاں کے مسلمانوں تک سے بہت وعدے کیے تھے آپ نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ میں



شخصیت ایک تعارف

حافظہ افشاں اسلم

ہم سے بہتر اور کون جان سکتا ہے؟

(مسکراتے ہوئے) یہی تو بات ہے جو آپ اب تک سمجھ نہیں سکے۔

مثلاً کون سی بات......؟

دیکھو جی! اس وقت بھلے میری بغل میں چھری ہو مگر میں آپ پر وار نہیں کر سکتا کیونکہ آپ میرے سامنے بیٹھے ہیں اور ہماری فطرت ہے ہمیشہ پیچھے سے وار کرنا۔

مودی صاحب! یہ بات کی فطرت میں بزدلی ہے خیر آپ بتائیں آپ کی تاریخ پیدائش کیا ہے۔ ویسے شکل دیکھ کر تو لگ رہا ہے کسی منحوس گھڑی کی پیدائش ہے۔

بھولنے دیں گے میں حیران ہوں اتنا سے (وقت) گزرنے کے باوجود لوگوں کو سب یاد ہے جب میں نیا نیا صدر بنا تو ایک بوڑھا آدمی میرے پاس آیا اور بولا مودی اب کس ٹھابے پہ کام کرتے ہو؟

میں کیا جواب دیتا بس پھر میں نے اس کا بھی حل ڈھونڈ لیا۔

کیسا حل؟ کیا اب آپ منہ پہ ماسک چڑھا کر باہر نکلتے ہیں؟

ارے نہیں! اب میں اپنے آگے پیچھے دو دو باڈی گارڈز رکھتا ہوں۔

مسلمانوں کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں کمپیوٹر دیکھنا چاہتا ہوں۔

جی بالکل مجھے یاد ہے نشے میں کی ہوئی ہر بات مجھے یاد ہوتی ہے میں مسلمانوں کو یہ وشواس (یقین) دلانا چاہتا تھا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور اپنی جذباتی باتوں کی وجہ سے میں نے یہ بات ثابت بھی کر دی (قہقہہ لگاتے ہوئے) مودی اور مسلمانوں کا ہمدرد...... ہے نا مزے کی بات۔

مسلمان مکار نہیں ہوتے اسی وجہ سے وہ تمہاری مکاری کو بھی سمجھ نہیں سکے الیکشن کے دنوں میں تمہیں

support اور power کی ضرورت تھی جس کے لیے تم نے مسلمانوں کا استعمال کیا خیر آپ یہ بتائیں پاکستان کے ساتھ آپ کے کیسے تعلقات ہیں؟

بس جی! ہم تو بس سکھ شانتی اور دوستی کی آشا (خواہش) ہی چاہتے ہیں۔

ہاں جی! اس دوستی کا ثبوت ہمیں اس سال پھر سیلاب کی صورت میں مل چکا ہے شرم نہیں آتی دوستی کی باتیں کرتے ہوئے کبھی بغیر وجہ بارڈر پر فائرنگ شروع کر دیتے ہو ہر سال پاکستان میں پانی چھوڑ دیتے ہو جس کی وجہ سے پاکستانی عوام اپنے جان ومال سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں ان سب حرکتوں کے باوجود دوستی؟...... افسوس ہے مودی صاحب آپ پر۔

ہم بھی کیا کریں جی! سچ تو یہ ہے کہ ہم اپنی عادت سے مجبور ہیں ویسے بھی پاکستان ہمارا دشمن ہے اور دشمن بھی بہت پرانا اور آپ کو تو پتہ ہی ہے پرانی دوستی ہو یا دشمنی جلدی بھولتی تو نہیں۔

بے فکر رہیں مودی صاحب! آپ جیسے دشمنوں سے ہم بھی غافل نہیں ہیں۔

اچھا جی! مجھے اجازت دیں میرے پاس سمے (وقت) نہیں ہے۔

مگر ابھی تو انٹرویو مکمل نہیں ہوا۔ اور آپ کو کیا ہو گیا ہے رنگ کیسے زرد ہو رہا ہے اور دیکھیں ماتھے پہ اس موسم میں پسینہ...... خیر تو ہے مودی صاحب!

(پسینہ صاف کرتے ہوئے) وہ...... میرا...... مطلب ہے...... ایک شکل مجھے ڈراتی رہتی ہے اور وہ شکل بالکل اس دہشت گرد...... حافظ سعید جیسی ہوتی ہے۔

(مسکراتے ہوئے) سنبھل جائیں مودی صاحب مجھے تو آپ کی حالت دیکھ کر ڈر لگ رہا ہے کہیں آپ کو کچھ ہو نہ جائے...... دیکھیں موت کے خوف نے کیسے آپ کے چہرے پر زردیاں بکھیر دی ہیں اس وقت دل نہیں کانپا تھا جب گجرات میں آپ کے کہنے پر بے گناہ مسلمانوں کو جلایا گیا تھا۔

نہ جی! یہ مجھ پر الزام ہے جب مجھے حادثے کی اطلاع دی گئی میں فوراً ہی حادثے کی جگہ پر پہنچا مجھے تو صاف لگ رہا تھا کہ ان لوگوں نے خودکشی کی ہے۔

دماغ تو ٹھیک ہے آپ کا اتنے سارے لوگ ایک ساتھ کیسے خودکشی کر سکتے ہیں۔

یہ تو مجھے پتہ نہیں بہرحال عدالت نے مجھے بے گناہ ثابت کر دیا تھا۔

جیسے مجرم ویسی عدالت آپ کو بھلا سزا کیسے ہو سکتی تھی۔

میں ایک سچ بتاؤں دراصل ہماری مجبوری ہے ہمارے پاس تمہارے جوانوں جیسی بہادر سینا (فوج) نہیں ہے آمنے سامنے لڑائی کرنا ہمارے لیے خودکشی کے برابر ہے اس لیے ہمارے بڑوں نے یہ ترکیب اپنائی اگر سامنے سے وار نہیں کر سکتے تو پیچھے سے تو کر سکتے ہیں نا......

جی معلوم ہے ہمیں آپ کی سب ترکیبیں۔

نہ جی یہ غلط ہے آپ کو کچھ معلوم نہیں آپ کو تو یہ تک یاد نہیں کہ پاکستان بنانے والے لوگ ہندو سے کتنی نفرت کرتے تھے۔ دیکھا نہیں اپنی نوجوان نسل کی رگوں میں بھارت ماتا دوڑ رہی ہے ہمارے ہی بھجن گاتے پھر رہے ہیں بلاؤ کسی بچے کو اور بندے ماترم (ہندو ترانہ) سن لو شما (معافی) چاہتا ہوں مگر یہ بات سچ ہے۔ تم لوگ اب ہم سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔

مودی صاحب کسی غلط فہمی میں مت رہنا جب ہمارے دو مجاہد تمہاری پوری فوج کو بے بس کر سکتے ہیں اگر پورے پاکستان کے مجاہد اکٹھے ہوں گے تو سوچو تم لوگوں کا کیا حال ہو گا کوئی ایک انگلی تو اٹھا کر دیکھے پاکستان کی طرف پورا ہاتھ کاٹ کر رکھ دیں گے۔ (مسکراتے ہوئے) اور ہمیں معلوم ہے آپ لوگوں میں اتنی ہمت نہیں ہے۔ خیر مجھے یہ بتائیں کشمیر کے بارے میں کیا موقف ہے آپ کا؟

آجی کشمیر کے بارے میں میرا بھی وہی موقف ہے جو بھارت کے ہر وزیراعظم کا ہوتا ہے اور میں بھی اس موقف سے متفق ہوں "کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے"۔

آپ کو معلوم بھی ہے کشمیری مجاہدین آپ کی فوج کا کیا حشر کر رہی ہے؟

جی مجھ سے بہتر اور کون جان سکتا ہے پچھلے دنوں میرا ایک دوست جو کہ کشمیر میں میجر ہے چھٹی پر بھارت آیا میں اسے ملنے گھر گیا پتہ چلا سو رہا ہے میں اس کے کمرے میں چلا گیا اور ازراہ مزاح دروازے میں کھڑا ہو کر چلایا...... اٹھو جوانو...... افغانی آ گئے...... اسلحہ سنبھالو ہوشیار...... اور اس جوان نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً بھاگتا ہوا آیا اور میرے پاؤں میں گر گیا اور بولا: "مجھے مت مارو آپ کو اپنے بھگوان (خدا) کی قسم مجھے زبردستی بھیجا گیا ہے میں بے گناہ ہوں" میں تو سکتے میں آ گیا اسے پیچھے ہٹایا اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا میں نے اسے حوصلہ دیا اور بتایا میجر صاحب آپ اس وقت کشمیر میں نہیں اور میں کوئی مجاہد نہیں بلکہ مودی ہوں پھر اس وقت مجھے سچ کا پتہ چلا ہماری سینا (فوج) کشمیر میں کیا معرکے مارتی پھر رہی ہے۔

جی آپ کی فوج کے بہادرانہ کارنامے ہمارے مجاہدین بھائی بھی سناتے ہیں۔

چلیں جی کشمیر کو رہنے دیں ویسے بھی ہماری سینا (فوج) تو بڑی مدت سے صبح کا ناشتہ لاہور کرنے کی اچھا (خواہش) لے کر بیٹھی ہے اور تمہارے ملک کے حالات دیکھ کر مجھے امید ہے کہ ہماری یہ خواہش جلد ہی پوری ہو جائے گی۔

پہلے ان سے تو پوچھ لو جو تم سے پہلے لاہور میں ناشتے کی خواہش لے کر آئے تھے اور زندگی بھر کا کھانا بھول گئے تھے خیر کوئی بات نہیں ایک دفعہ پھر Try کر کے دیکھ لو ساری فوج نے ہتھیار پھینک کر رونا شروع کر دیا تو پھر کہنا دو چار معصوم لوگوں کو میڈیا کے چنگل میں پھنسا کر تم سمجھتے ہو کر پاکستان فتح کر لو گے؟ پاکستان پر حملہ کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ لینا ایسا نہ ہو پاکستان فتح کرتے کرتے بھارت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو۔

بقیہ صفحہ 62 پر



زبان کی لغزش

اللہ کی نعمتوں میں سے زبان ایک بہت بڑی نعمت ہے جس سے انسان اچھی بات کر کے اعلیٰ اخلاق کا مالک بن کر صادق کی شہرت پا کر جنت میں جانے کا باعث بن جاتا ہے۔ اور بعض اوقات اسی سے ہی ایسے چند کلمات نکالے جاتے ہیں جس سے انسان اخلاق رذیلہ کا لیبل لے کر انتہائی گہرے گڑھے میں جا گرتا ہے۔

انسان کے لیے انتہائی خطرناک بات:

سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: "قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ"

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض دفعہ انسان اللہ کی رضامندی کی بات کرتا ہے جس کی اہمیت کا اسے احساس نہیں ہوتا لیکن اللہ کریم اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ وہ اللہ کی ناراضگی کا ایسا کلمہ منہ سے نکالتا ہے جس کے نتیجہ کا اس کو علم نہیں ہوتا تو اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔ (بخاری)

زبان کی ضمانت جنت کی ضمانت:

"عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ......" (بخاری)

سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کی (حفاظت کی) ضمانت مجھے دیتا ہے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری)

یعنی جو بات بھی اپنی زبان سے نکالے اس میں اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی خلاف ورزی نہ ہو، اپنی زبان سے کسی کو تکلیف نہ دے، کسی کو گالی گلوچ نہ کرے، کسی کی بدخوئی نہ کرے، زبان اللہ کے ذکر میں رہے، بری باتوں اور غیر مقصد باتوں سے اجتناب کرے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اس کا غلط استعمال نہ کرے۔ تو اس کے لیے جنت کا وعدہ ہے۔

گالی دینا بھی غلط ہے:

صحابی رسول ﷺ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں: "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ......" (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

فضول باتیں کر کے لوگوں کو خوش کرنا:

سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَقُوْلُ الْكَلِمَةَ لَا يَقُوْلُهَا اِلَّا لِيُضْحِكَ بِهِ النَّاسَ يَهْوِيْ بِهَا اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاِنَّهُ لَيَزِلُّ عَنْ لِسَانِهِ اَشَدَّ مِمَّا يَزِلُّ عَنْ قَدَمِهِ......"

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو صرف ہنسانے کے لیے (ادھر ادھر کی) باتیں کرتا ہے اس کی وجہ سے آسمان و زمین کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ دور وہ آگ میں جا گرتا ہے اور اپنی زبان کے ساتھ وہ اس قدر پھسلتا ہے جس قدر اپنے قدم کے ساتھ نہیں پھسلتا۔ (بیہقی)

مومن کی علامت:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

"قال رسول الله ﷺ ليس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذي" کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش باتیں کرنے والا (بے حیائی کی باتیں، بری باتیں کرنے والا) اور زبان دراز نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

بات صاف ستھری ہونی چاہیے:

صحابی رسول ﷺ سفیان بن اسیدؓ بیان کرتے ہیں کہ "سمعت رسول الله ﷺ يقول كبرت خيانة أن تحدث أخاك حديثا هو لك به مصدق وأنت به كاذب" میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ اپنے بھائی کو ایک بات سنائے وہ تجھے اس بات میں سچا سمجھے جبکہ تو ہمیں (بات کرنے میں) جھوٹ کہہ رہا ہو۔ (ابوداود)

اے اللہ زبان کی لغزش سے بچا:

"عن أم معبد رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول اللهم طهر قلبي من النفاق وعملي من الرياء ولساني من الكذب وعيني من الخيانة فإنك تعلم خائنة الأعين وما تخفي الصدور......"

اے اللہ میرے دل کو نفاق سے، میرے عمل کو ریاء سے، میری زبان کو جھوٹ سے میری آنکھ کو خیانت سے پاک کر دے۔ تو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ (بیہقی)

زبان کی وجہ سے برے انجام کا اندیشہ:

سیدنا معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے پوچھا کیا میں تجھے تمام نیکیوں کی جڑ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ہاں ضرور اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا تو اس کو روکے رکھ (یعنی زبان کی حفاظت کرتے رہنا) میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا ہم اپنی باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں تمہیں گم پائے زیادہ تر لوگ اپنی زبانوں کی وجہ سے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ (ترمذی)

زبان پر ذکر الٰہی ہونا چاہیے:

عبداللہ بن بسرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کون سا عمل سب سے افضل ہے فرمایا کہ جب تو دنیا سے جا رہا ہو تو تیری زبان پہ اللہ کا ذکر جاری ہو۔ (ترمذی)

اللہ کا ذکر دل کو نرم کر دیتا ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کرو کیونکہ ذکر الٰہی کے علاوہ زیادہ باتیں دل کو سخت کر دیتی ہیں اور اللہ سے زیادہ دور وہ ہے جو سخت دل ہے۔ (ترمذی)

زبان پر کنٹرول کرنا ہے:

عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ فرمایا: اپنی زبان (فحش اور غلط باتوں) پر کنٹرول کرنے، گھر میں رکے رہنے (باہر غیر ضروری نکل جانے سے بچنے) اور خطاؤں پر رونے میں نجات ہے۔ (ترمذی)

سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے نیکی کی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔ (بخاری)

☆☆☆☆☆

خواتین کے حماموں میں جانے کی ممانعت

امام احمدؒ نے عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ: حمص کی عورتیں عائشہؓ کے پاس آئیں تو عائشہؓ نے ان سے کہا: شاید کہ تم ان عورتوں میں سے ہو، جو حماموں میں داخل ہوتی ہیں؟

انہوں نے جواب دیا ہم ایسے ہی کرتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے ان سے کہا: خبردار یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس عورت نے اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ کپڑے اتارے، اس نے اپنے اور اللہ تعالی کے درمیان (پردے) کو اٹھا لیا۔" (المسند، المستدرک)

اسی طرح امام حاکمؒ نے سابؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

''نبی ﷺ کی زوجہ ام سلمہؓ کے پاس کچھ عورتیں آئیں تو انہوں نے ان سے دریافت کیا: تم کون ہو؟

انہوں نے کہا: اہل حمص سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم حماموں میں جانے والی عورتوں میں سے ہو؟

انہوں نے جواب دیا: کیا وہاں جانے میں کوئی حرج ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس عورت نے اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ اپنے کپڑے اتارے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنے پردے کو چیر دیتے ہیں۔

اگر حماموں پر جانے سے امہات المومنین منع کر سکتی ہیں تو غور طلب بات یہ ہے کہ جو عورتیں بیوٹی پارلر میں جا کر یا بوتیک میں اپنے کپڑے اتارتی ہیں وہ سب عورتیں بھی اسی حکم کے دائرے میں آتی ہیں۔ اور خواتین کا بیوٹی پارلر میں اپنی جسمانی آرائش کے سلسلے میں اپنے جسم کو نیم عریاں کرنا یا بوتیکس میں کپڑے چیک کرنے کی وجہ سے لباس اتارنا، بالکل مذکورہ بالا حدیث کے زمرے میں آتا ہے۔

اور ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ دونوں نے ہی حمص کی خواتین کے حماموں میں جانے کا نوٹس لیا اور انہیں وہاں جانے سے منع کیا۔ آج بھی اگر اہل دین اپنی بساط کے مطابق عورتوں کو پارلرز اور بوتیکس میں جانے سے روکیں اور وہاں عریاں ہونے سے منع کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شر میں کمی اور خیر میں اضافہ ہو جانے کی قوی امید کی جا سکتی ہے۔

تین صفات

جس انسان میں تین صفات ہوں گی۔ وہ کبھی شرمندہ نہیں ہوگا۔

(۱) صبر وتحمل

(۲) صلاح ومشورے کی عادت

(۳) اللہ پر بھروسہ

ہوا خوری

صبح کی سیر اور ورزش کے لیے وقت نکالنا خاصا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن ایک نئی تحقیق کے مطابق گھر سے باہر نکل کر ہوا خوری کے فوائد حیرت انگیز ہیں۔ تحقیق کے مطابق ہوا خوری سے ہمارے پھیپھڑے صحت مند ہو جاتے ہیں۔ اور سانس کے امراض میں مبتلا افراد کو انتہائی فائدہ ہوتا ہے۔ چہل قدمی سے جسم کے اندر مضر صحت خلیات کو ختم کرنے والے سیلز کی تعداد بڑھتی ہے۔ جو ہمیں مختلف بیماریوں سے بچاتے ہیں۔ گھاس پر چہل قدمی سے مزاج پر خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہوا خوری سے جسم میں توانائی کا لیول بھی بڑھ جاتا ہے۔ جس سے انسان خود کو صحت مند محسوس کرتا ہے۔

مہکتی کلیاں

☆ گمراہوں کے سوا ایسا کون ہے جو اپنے پروردگار کی رحمت سے ناامید ہو۔

☆ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ بدلے نہیں لیتا۔

☆ ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت نیک عورت ہے۔

☆ وقت، ہوا اور دولت ہمیشہ گردش میں رہتے ہیں۔

☆ اقوال بے معنی ہیں جب تک یہ عادات پر اثر انداز نہ ہوں۔

☆ زیب وزینت کی نمائش کم ظرفی کی دلیل ہے۔

آلو کی کڑاھی

اجزاء:

آلو	چار عدد
ٹماٹر	چار عدد
ادرک لہسن پیسٹ	دو کھانے کے چمچ
سرخ مرچ، ہلدی	آدھا، آدھا چمچ
گرم مسالہ	آدھا چائے کا چمچ
نمک، تیل	حسب ذائقہ

ترکیب:

آلوؤں کو چھیل کر کیوبز کی شکل میں کاٹ لیں۔ پتیلی میں تیل گرم کر کے اس میں لہسن ادرک پیسٹ اور ہلدی ڈال کر اچھی طرح بھون لیں پھر آلو اور ٹماٹر ڈال دیں۔ ساتھ ہی لال مرچ، کٹا ہوا ثابت دھنیا، زیرہ اور نمک ڈال کر اچھی طرح بھونیں، پھر ذرا سا پانی ڈال کر آنچ ہلکی کر دیں۔ آلو گل جائیں تو گرم مسالہ ڈال دیں آخر میں چار ہری مرچیں درمیان میں کٹ لگا کر اور باریک کتری ہوئی ادرک ڈال کر پانچ منٹ تک دم پر رکھنے کے بعد چولہا بند کر دیں۔

رائتے اور گرم چپاتی کے ساتھ پیش کریں۔

چکن چلی رائس

اجزاء:

بغیر ہڈی کا چکن	آدھا کلو
ابلے چاول	چار کپ
شملہ مرچ	دو عدد
ٹماٹر پیسٹ	تین کھانے کے چمچ
نمک	حسب ذائقہ
تیل	حسب ضرورت

ترکیب:

گرم تیل میں چکن فرائی کریں۔ پھر ٹماٹر پیسٹ سرخ مرچ پیسٹ، سیاہ پسی مرچ اور نمک ڈال کر بھونیں۔ اس کے بعد چکن اور شملہ شامل کر کے پانچ منٹ تک پکائیں۔ پھر گرم ابلے ہوئے چاولوں کے ساتھ پیش کریں۔

سیدہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا

عبادت گزار ہے اور وہ جنت میں آپ کی بیوی ہوگی''۔ (ابوداود، ابن ماجہ)

ام المومنین سیدہ حفصہؓ عالمہ فقیہہ اور تقویٰ کے حوالے سے بڑے بلند مقام پر فائز تھیں ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے انہیں رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بڑا ہی باعزت مقام حاصل تھا۔ اکثر اوقات علمی اور فقہی معاملات میں سیدنا عمرؓ سیدہ حفصہؓ کی رائے کو ترجیح دیتے ایک دفعہ انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ ایک شادی شدہ عورت اپنے خاوند کے بغیر کتنا عرصہ بآسانی گزار سکتی ہے تو اس نے بتایا چار یا چھ مہینے (حیاۃ الصحابہ)

ام المومنین سیدہ حفصہؓ حدیث نبوی اور عبادت کے میدان میں بہت سے صحابہ کرامؓ کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی تھیں۔ سیدہ حفصہؓ کے بھائی سیدنا عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کے بہت دلدادہ تھے ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ اپنی بہن سے رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل معلوم کریں جو ان کے مشاہدے میں آیا ہوتا۔

سیدنا ابوبکرؓ نے سیدہ حفصہؓ کی قرآن مجید جمع کرنے کے سلسلے میں خدمات حاصل کیں کیونکہ یہ قرآن مجید کی حافظہ تھیں اور بہت عمدہ لہجے میں قرآن کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔

سیدہ حفصہؓ نے بہت سے شرعی احکام لوگوں کی طرف منتقل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ام المومنین سیدہ حفصہؓ نے اپنے سرتاج سیدنا محمد ﷺ کے ساتھ مخلص اور وفادار بیوی کا کردار ادا کیا اور اپنے خاوند کو شاداں وفرحاں رکھنے کے لیے کسی قسم کی کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔

نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد ام المومنین سیدہ حفصہؓ نے اپنی ساری عمر عبادت میں ہی گزار دی ہر کسی نے انہیں نماز اور عبادت میں مصروف پایا۔

جب امیر المومنین سیدنا فاروق اعظمؓ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو ام المومنین سیدہ حفصہؓ کے طرز عمل میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا اور بدستور عبادت گزاری میں مصروف رہیں۔

ام المومنین سیدہ حفصہؓ اپنے والد گرامی کی بزرگی، زہد، تقویٰ، عدل وانصاف اور فتوحات کا مشاہدہ کر رہی تھیں کہ وہ دن آ گیا جس میں ابولولو مجوسی غدار کی خنجر زنی سے انہیں شہید کر دیا گیا۔ ان کی بیٹی سیدہ حفصہؓ ان کے پاس زندگی کے آخری لمحات میں آئیں اور اپنے والد گرامی کی حالت دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے اور روتی ہوئی باہر نکل کر اپنے والد محترم کے بارے میں کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لیے اجر وثواب لکھ دیا گیا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے قرآن مجید کے جس نسخے کو زید بن ثابتؓ نے جمع کیا وہ حفصہؓ کے پاس محفوظ کر دیئے۔ وہ سب کے سب سیدنا عثمانؓ بن عفان کے دور خلافت تک ام المومنین سیدہ حفصہؓ کے پاس محفوظ رہے۔ پھر ان سب کو ایک ہی مصحف میں جمع کر دیا گیا۔

آخر ۴۱ ہجری ماہِ رمضان کے ابھی چند دن گزرے تھے کہ سیدہ حفصہؓ قضائے الٰہی سے وفات پا کر اپنے اللہ کو جا ملیں۔ (صفۃ الصفوۃ، طبقات ابن سعد) وفات کے وقت بھی ان کا روزہ تھا۔

نمازِ جنازہ مدینے کے گورنر مروان بن حکم نے پڑھائی اور انہیں بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اللہ ان پر راضی اور وہ اپنے اللہ پر راضی۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت عمر انسٹھ سال تھی۔

تربیتِ اولاد

مدارس مضبوط قلعوں کا کام کریں گے۔ معلمین اور معلمات سے میری گزارش ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو امانت سمجھیں۔ والدین نے جو اعتماد ان پر کیا ہے اس پر پورا اتریں۔

اسکول اور گھر کے درمیان رابطہ رکھیں تاکہ توجہ طلب مسائل پر بروقت کاروائی کی جا سکے۔ اساتذہ کو اپنے اخلاق اور سلوک کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جن چیزوں سے آپ طالب علم کو روکنا چاہتے ہیں، انہی برائیوں میں آپ خود مبتلا ہوں۔ یقیناً علم بغیر ادب اور اخلاق کے کوئی قیمت نہیں رکھتا۔

رہا مساجد کا کردار تو اس کی ہر اعتبار سے بڑی اہمیت ہے کیونکہ مساجد ایمان وعقیدے کی پختگی اور قلب ودماغ کے اطمینان کا ذریعہ ہیں، جہاں لوگوں کی دینی پیاس بجھتی ہے۔ وہاں تلاوت قرآن، نمازوں کا اہتمام، ذکر واذکار اور دعا ومناجات میں لوگ مصروف ہوتے ہیں، اسی لیے مسلم سوسائٹی میں مسجد کا کردار نہایت اہم ہے۔

رہا ذرائع ابلاغ ونشریات کا مسئلہ تو اس دور میں اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا نہ اس سے مرتب ہونے والے دوررس نتائج سے غفلت برتی جا سکتی ہے۔ اس کے مثبت اور منفی دونوں اثرات متوقع ہیں۔ ان وسائل کو مفید اور مثبت مقاصد کے لیے استعمال ہونا چاہیے کیونکہ یہ گھر گھر پائے جاتے ہیں۔ ان وسائل پر کڑی نظر رکھنی چاہیے کیونکہ ہر عقلمند واقف ہے کہ ان وسائل کا آزادانہ استعمال اخلاق وکردار کو کس طرح تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بچوں اور بچیوں کی بہتر تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہماری بیوی بچوں کو آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنا دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین

سائبر ایک خطرناک جرم

اور آپ جوں ہی اس نمبر پر کال کریں گی تو آپ کا بائیو ڈیٹا سائبر مجرموں کے ہاتھ لگ جائے گا۔ اور وہ آپ کو بلیک میل کرنا یا کسی دوسرے طریقے سے تنگ کرنا شروع کر دیں گے۔

اسی طرح بیلنس چرانا اور غیر قانونی طریقہ سے موبائل فون کا بیلنس ٹرانسفر کرنا بھی ایک معمولی بات بن چکا ہے۔ مختلف موبائل ٹیلی فون ڈائریکٹری سے سائبر مجرم صارفین کی ڈیٹا بیس چرا کر جو کہ چند ہزار سے لاکھوں نمبر تک ہو سکتا ہے اپنے تیار کردہ سافٹ ویئر میں درج کر لیتے ہیں۔ جو محض ایک کلک پر ہزاروں صارفین کو SMS بھیج دیتے ہیں۔ اس میں خوشخبری دی جاتی ہے کہ آپ کا لاکھوں روپے کا انعام نکل آیا ہے۔ ایس ایم ایس میں موجود خاص نمبر کے پس منظر میں بیلنس ٹرانسفر کوڈ سیٹنگ کر دی جاتی ہے کہ جیسے ہی کوئی مطلوبہ نمبر SMS کرے گا ساتھ ہی اس کے موبائل نمبر میں موجود بیلنس بھی ٹرانسفر ہو جاتا ہے اور صارف لالچ میں آ کر اپنا قیمتی بیلنس گنوا بیٹھتا ہے۔

☆ اسی طرح کسی شخص کے ذاتی کمپیوٹر سسٹم میں اس کی اجازت اور علم کے بغیر داخل ہو کر اس شخص کی ذاتی معلومات، ریکارڈ، فائلیں اور ڈیٹا بیس کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں ایسے سائبر جرائم نہایت کوالیفائیڈ کمپیوٹر ماہرین ہی کرتے ہیں۔ ایسے عمل کو کمپیوٹر ہیکنگ کہا جاتا ہے۔

اسی طرح سائبر کرائم پیشہ افراد کمپیوٹر اور انٹرنیٹ صارفین کے خفیہ کوڈ اور ذاتی معلومات تک رسائی حاصل کر کے مالی فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوران استعمال انٹرنیٹ پر اچانک آپ کی سکرین پر ایک پیغام آتا ہے کہ آپ کا لاٹری میں کروڑوں کا انعام نکل آیا ہے۔ ابھی مخصوص دیئے گئے لنک پر کلک کریں یا آپ کا کمپیوٹر سسٹم خطرے میں ہے، جلدی کریں یا بین الاقوامی مایہ ناز کمپنی آپ کو بہترین نوکری دینا چاہ رہی ہے یا اسی طرح کی دیگر کئی جھوٹی خوشخبریاں دے کر جب ہم اس لنک پر کلک کرتے ہیں تو بعض اوقات ہمارے کمپیوٹر میں موجود حساس معلومات ہمارے زیر استعمال ای میلز بمعہ خفیہ کوڈ ہماری پہچان، ہماری شناختی نشانیاں غرض کہ کئی اہم معلومات سائبر کرائم پیشہ لوگوں کے ویب لنک پر منتقل ہو جاتی ہیں اور ہمیں معلوم بھی نہیں ہو پاتا۔

ایک رپورٹ کے مطابق ایف آئی اے نے ہیکنگ اور کریکنگ حملوں کی روک تھام کے لیے سائبر کرائم کی ایک ویب سائٹ بھی لانچ کی ہے۔ اسی طرح دیگر جرائم پیشہ افراد کا تعاقب کرنے میں مصروف ہیں۔ جس کے باعث کریڈٹ جرائم میں تو کمی آئی ہے مگر دیگر جرائم کی روک تھام کرنا ابھی باقی ہے۔

ان جرائم سے کیسے بچا جا سکتا ہے آیئے کچھ احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہوتے ہیں:

☆ اپنا CPU کو معیاری اینٹی وائرس سافٹ ویئر کے ذریعے صاف رکھیں۔

☆ جب آپ کو آپ کا کمپیوٹر اپ ڈیڈ کا پیغام دے تو فوراً اپ ڈیڈ کریں اور سستی نہ کریں۔

☆ اس کے علاوہ انٹرنیٹ استعمال کے دوران اگر کوئی کمپنی آپ کے کمپیوٹر کو ٹھیک کرنے کی پیشکش کرے تو اس کی پیشکش کو قطعاً قبول نہ کریں۔

☆ اگر کوئی نیا سافٹ ویئر انسٹال یا ڈاؤن لوڈ کرنے کی ضرورت پڑے تو یہ ضرور دیکھ لیں کہ یہ فائلیں https:// سے شروع ہو رہی ہیں یا نہیں۔

☆ غیر تصدیق نا معلوم، غیر تسلی بخش اور غیر یقینی ویب سائٹس کو نہ تو وزٹ کریں اور نہ ہی کلک کریں۔

☆ آن لائن خرید و فروخت میں انتہائی احتیاط برتیں بلکہ متبادل راستے اختیار کریں۔

☆ اپنے تمام ذاتی، اجتماعی اور کاروباری ای میلز، بینک اکاؤنٹس مشکل اور مختلف خفیہ کوڈ رکھیں۔

☆ اپنے کمپیوٹر اور سمارٹ فونز کے بلیوٹوتھ آف رکھیں

-

☆ اپنی ذاتی معلومات، تصاویر، کاروباری، تعلیمی سرگرمیوں کی تفصیلات صرف اپنے انتہائی قریبی اور پر اعتماد لوگوں سے ہی شیئر کریں۔

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

کرتے ہیں۔ تاکہ یہ عمرہ کا کوئی ثمر اور فائدہ حاصل کر کے جائے ورنہ تو پیسے ضائع کرنے والی بات ہے استغفر اللہ اللہ ہدایت دے۔

ابوحذیفہ نے پوچھا "وجھا" سے کیا مراد ہے؟

تو ابو محمد نے بتایا کہ مدینہ یونیورسٹی کے طلباء کی حج اور عمرہ پہ مستقل ڈیوٹیاں ہوتی ہیں تعلیمی قابلیت اور مدت کے لحاظ سے انہیں زائرین کی گاڑیوں میں گائیڈ یا معلم کے طور پر متعین کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ لوگوں کو مقاماتِ مقدسہ کی زیارتوں کے دوران صحیح اور مصدقہ معلومات دیں اور اس کے علاوہ من گھڑت یا بدعات و توہمات پر مبنی خیالات و اخبارات کا رد کریں اور عقیدۂ توحید کی دعوت پر لوگوں کو استوار کریں اس طرح ہر ملک کے زائرین میں سے جو صاحب ثروت اور ممتاز حجاج اور معتبرین متعارف ہوں انہیں جامعہ کے اہم اور خصوصی شعبہ دعوت والارشار کے ممبران و معلمین تک لایا جائے تاکہ ان سے انفرادی مجلس کر کے انہیں خالص عقیدۂ توحید کی دعوت پیش کی جائے اور ان مجالس میں ایسے مہمانوں کے لیے خصوصی ضیافت اور تحائف بھی پیش کیے جاتے ہیں اس طرح اسلامی ممالک میں روابط کا ایک نظام بھی استوار ہوتا ہے اور پھر وہ لوگ سارے نہیں تو بہت سارے اپنے ملکوں میں جا کر دعوت کا کام بھی کرتے ہیں اور صدقات و خیرات کا سلسلہ چلا کر مدارس اور مساجد کی تعمیر میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ان کو "وجھا" یعنی وجیہہ نمایاں لوگ کہا جاتا ہے۔

سعودی حکومت کے جذبہ تبلیغ و تفہیم اور دعوت کے اسلوب کی داد دینی پڑی کہ دنیا میں عقیدۂ توحید کے مرکز کی خدمت اور پاسبانی کا جو اعزاز اللہ نے ان لوگوں کو دیا ہے یہ واقعی اس کا حق ادا کرنے کے اہل ہیں۔ الحمد للہ

اگرچہ ان کے بارے میں کئی طرح کے گلے شکوے موجود تھے لیکن دل صاف ہو گیا۔

شگفتہ تعارف
ایک گیا

اری آپ تو جذباتی ہو گئے ہیں حقیقت سے منہ نہ موڑیں ہماری پاور کا اندازہ تو ہو ہی گیا ہو گا آپ کو ہمارے پانی کی ایک لہر تو تم لوگوں سے سنبھالی نہیں جاتی بڑے بہادر بنتے ہو باڈر پہ کیا ہو رہا ہے کچھ معلومات ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا کہنا مگر آپ کے لیے بڑی مشکل ہے اب بھارت میں مودی ہے اب فیصلے کا وقت آ گیا ہے اب ثابت ہو گا بہادر کون ہے؟

ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا ادھر مودی ہو یا گاندھی تم اپنی مکاریوں پہ فخر کرتے ہو ہم اسے بزدلی کہتے ہیں کیا سمجھتے ہو بزدلوں کی طرح پانی چھوڑ کر تم ہمارا جذبہ ایمان ختم کر دو گے یا گیدڑوں کی طرح باڈر پر فائرنگ کر کے بہادر بن جاؤ گے تم جیسے احساس کمتری کے مارے لوگ اپنی بزدلی چھپانے کے لیے ایسی حرکتیں کرتے ہیں میں پھر کہتا ہوں بس ایک دفعہ سامنے سے آ کر حملہ تو کرو بہادری بزدلی کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ خیر مجھے میرے آخری سوال کا جواب دے دیں کہ آپ صدر تو بن ہی گئے ہیں اب یہ بتائیں کہ بھارت کی نوجوان نسل کی تعلیم و ترقی کے لیے کیا کچھ سوچ رکھا ہے آپ نے؟

میں نے اپنی نوجوان نسل کے بہتر مستقبل کے لیے صرف اتنا ہی کرنا ہے کہ بھارت کے ہر گلی محلے میں چائے کے ڈھابے کھلوانے ہیں۔

جی.........؟؟

جی اور میں نے والدین کو سختی سے ہدایت دینی ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو زبردستی چائے کے ڈھابے پہ بٹھایا کریں جب گھر والے زبردستی کریں گے تو وہ گھر سے بھاگیں گے پھر وہ میری طرح کچھ بن جائیں گے۔ اس چائے کے ڈھابے کی بدولت آج میں اس مقام پر موجود ہوں میں چاہتا ہوں کہ میرے ملک کا بچہ میری طرح ہی بنے۔

واہ سبحان اللہ! وزیر اعظم کی کرسی پر بیٹھ گئے مگر سوچ وہی چائے بیچنے والے بچے کی...... ہمیں یقین ہو گیا ہے آئندہ چند سالوں میں بھارت کا نقشہ بدلنے والا ہے۔

ان شاء اللہ

گھروں کی روشنی

سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں نماز قائم کرنے والا، زکوۃ دینے والا اور ذکر کرنے والا بنائے۔

آیت نمبر 38 میں پچھلی تین آیات میں ذکر کردہ اشخاص و اعمال کے نتیجے کا ذکر ہے یعنی جو لوگ اپنے دل میں نور ایمان کو سجا کر اپنے عمل کو ذکر، نماز اور زکوۃ سے آراستہ کر لیتے ہیں اللہ پاک انہیں ان کے اچھے اعمال کا بدلہ دیں گے اور بدلے کے بعد انہیں اپنے فضل سے کچھ زائد بھی دیں گے کیونکہ اللہ پاک جسے چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں۔

آیت نمبر 39 میں کفار اور انکے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے کہ جس طرح پیاسا شخص سراب کو پانی سمجھ لیتا ہے اسی طرح یہ لوگ بغیر ایمان کے اپنے بعض اعمال کو نجات کا ذریعہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ تو جس طرح پیاسا شخص سراب کے پاس جاتا ہے تو وہاں کسی قسم کا کوئی پانی نہیں پاتا اسی طرح کفر و جہل میں رہ کر بعض اعمال کو نجات کا ذریعہ سمجھنے والے بھی جب روز قیامت اللہ کے پاس جزاء کی وصولی کے لیے جائیں گے تو کسی قسم کی کامیابی و خوشخبری حاصل نہ کر سکیں گے۔ ناکام و نامراد پلٹ آئیں گے اور بالآخر جہنم رسید ہوں گے۔

آیت نمبر 40 میں کفر کی مثال گہرے سمندر میں موجود پانی کی لہر پر لہر اور پھر اس کے اوپر بادل سے دی گئی ہے۔ یعنی وہاں پر اس قدر اندھیرے پر اندھیرا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا ہاتھ نکالے تو دیکھ نہ پائے گا۔ کیونکہ ایمان نور ہے اور کفر اندھیرا ہے اور اللہ پاک نے جس کے نصیب میں نور یعنی ایمان نہ رکھا ہو۔ اس کے لیے کسی قسم کا کوئی نور نہیں ہے۔ بلکہ وہ سراسر گمراہی اور اندھیرے میں ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ دنیا بھر کے کافر اندھیرے میں ہیں چہ جائے وہ بزعم خود کچھ بھی سمجھتے رہیں لیکن اہل الایمان پر یہ واضح رہے اندھیرے میں ٹاک ٹوئیاں مارنے والے کفار کسی بھی طور پر آئیڈیل اور مثالی نہیں ہیں۔ اللہ پاک ہمیں نور ایمان کو پھیلانے اور ظلمت کفر کو بھگانے کی توفیق بخشیں۔ آمین یارب العلمین

عالمی خبریں بے لاگ تبصرے

خبر: بلاول کشمیر کی بات کرنے سے قبل پاکستان کو تو محفوظ بنائیں۔ (بھارتیہ جنتا پارٹی)

تبصرہ: کیا تم بھارت کو محفوظ سمجھتے ہو؟ احمق

خبر: بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے سابق امیر پروفیسر غلام اعظم قید میں انتقال کر گئے۔

تبصرہ: ان کی حب الوطنی کو پاکستانیوں کا سلام

خبر: منشیات سمگلنگ، سعودی عرب میں 2 ہفتوں میں چوتھے پاکستانی کا سر قلم۔

تبصرہ: اپنی زندگی اور وطن کا وقار قربان کر کے کیا ملا؟

خبر: جنرل راحیل دیکھیں سرحدوں پر مسائل کون پیدا کر رہا ہے، پاکستان پڑوسیوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو راستہ درست کرے۔ (بی جے پی)

تبصرہ: جنرل راحیل سے زیادہ کون سرحدوں کو دیکھ سکتا ہے؟ اور یہ دھمکیاں کس کو دے رہے ہو؟ 65 کی مار یاد ہے؟؟

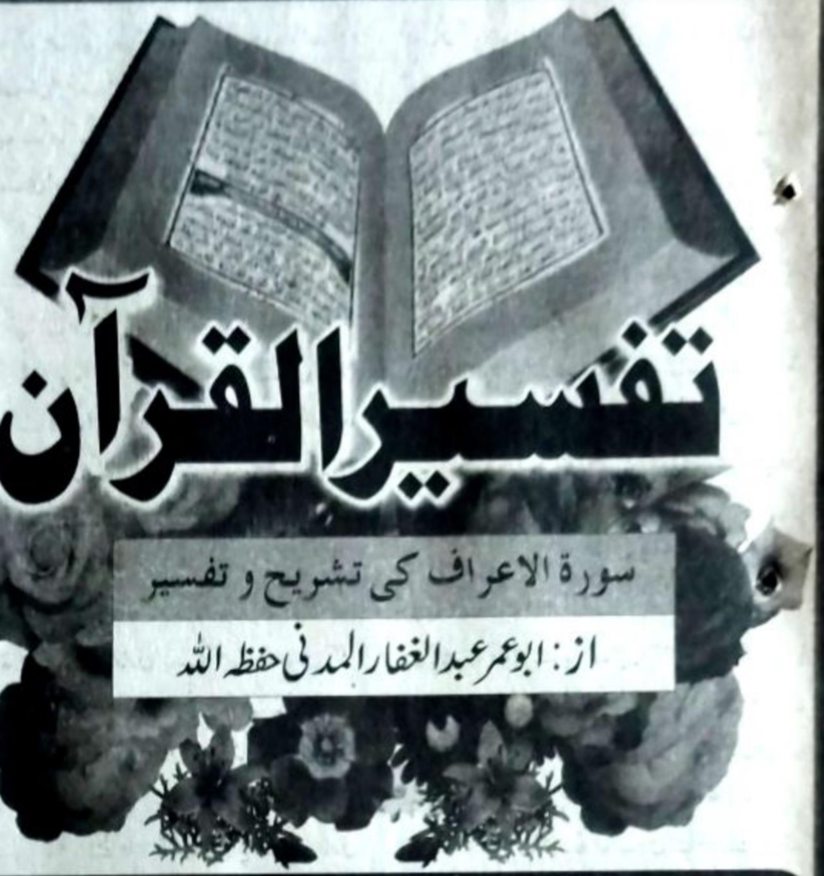
خبر: ہندوؤں نے دیوالی کا تہوار منایا، بھارت نے پاکستان رینجرز کو روایتی مٹھائی نہیں دی۔ (صدیق الفاروق)

تبصرہ: اب وہ مٹھائی نہیں بلکہ گولیاں کھلاتے ہیں۔

خبر: واہگہ بارڈر پر خودکش حملہ 50 ہلاکتیں۔

تبصرہ: لو! اور کر لو دوستیاں، اور چکھ لو دوستیوں کے مزے





تفسیر القرآن

سورۃ الاعراف کی تشریح و تفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

نبی اکرم ﷺ تمام لوگوں کے لئے اللہ کے رسول ہیں

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿158﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ﴿159﴾

(158 تا 159 الاعراف)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آ جاؤ۔ اور قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتی ہے اور اسی کے مطابق انصاف بھی کرتی ہے۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں موسیٰ علیہ السلام کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے اس سے کسی کے ذہن میں یہ بات آ سکتی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام سب انبیاء و رسل علیہم السلام میں سے افضل ہیں اس لئے اب اس آیت میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور آپ کے عالمگیر رسول ہونے کا تذکرہ ہے کہ آپؐ سارے رسولوں میں سب سے افضل ہیں اور آپؐ پہلے رسولوں کی طرح کسی خاص قوم اور خاص علاقے اور مخصوص وقت کے لئے نبی و رسول نہیں بلکہ آپؐ ساری دنیا اور قیامت تک کے لئے نبی و رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی بھی رسول نہیں آئے گا۔ اس میں یہود و نصاریٰ کے لئے یہ پیغام ہے کہ اب موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کا دور ختم ہے اور ان پر نازل ہونے والی کتابیں و شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ اب صرف ان کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ہے۔ ان پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اب سب لوگوں پر فرض ہے کہ وہ صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں اور صرف ان کی شریعت کی اطاعت و پیروی کریں یہود و نصاریٰ ہوں یا کوئی اور چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی و رسول محمد ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ اے تمام دنیا کے لوگو! عرب و عجم اور مشرق و مغرب والو! میں سب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں جو زمین و آسمان اور اس کے درمیان ساری کائنات کا مالک و مختار ہے جس کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں اور جو زندگی و موت کا مالک ہے یوں آپؐ ساری انسانیت کے ہادی و رہبر اور نجات دہندہ ہیں اب نجات اور فلاح و کامیابی کا راستہ صرف آپ کی اتباع و فرمانبرداری میں ہے' عیسائیت و یہودیت یا اور کسی مذہب میں ہدایت و نجات نہیں۔ اب ہدایت و نجات اور کامیابی و کامرانی کا راستہ صرف اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و پیروی میں ہے' اس لئے اے لوگو! ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اس کے آگے جھکو اور اسی سے مانگو اور صرف اسی کے لئے نذر و نیاز دو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ کیونکہ یہ بہت بڑا ظلم ہے اور اس نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام پر ایمان لاتے ہیں' اس کی اتباع و پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پر آ جاؤ۔ اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں آپ کے جملہ اوصاف میں سے امی صفت کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپؐ جیسے ماں سے پیدا ہوئے ایسے ہی ہیں آپؐ نے کسی سے

تعلیم حاصل نہیں کی اور آپ کا مخلوق میں کوئی استاذ و معلم نہیں آپ کا استاد صرف اللہ تعالیٰ ہے' لہٰذا آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد سے قرآن کریم جیسی کتاب پیش کی جو سب کتابوں کی جامع ہے اور کامل و اکمل کتاب ہے۔ جس کے اعجاز و بلاغت کے سامنے دنیا بھر کے فصحا و بلغا عاجز و بے بس ہو گئے۔ آپ کی پیش کردہ تعلیمات کی صداقت و حقانیت کا پوری دنیا نے اعتراف کیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپؐ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے نبی و رسول ہیں ورنہ ایک امی شخص ایسا قرآن یا ایسی عظیم تعلیمات پیش نہیں کر سکتا جو عدل و انصاف کا بہترین نمونہ اور انسانیت کی فلاح و کامیابی کی ضمانت ہوں جن کو اپنائے بغیر دنیا حقیقی امن و سکون اور راحت و عافیت سے ہمکنار نہیں ہو سکتی نیز ان آیات میں آپ کی صفت "امی" کے خاص طور پر ذکر کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے کہ یہ وہی نبی ہے جن کی صفت "اُمی" تورات میں مذکور ہے۔ اس آیت کے علاوہ مندرجہ ذیل آیات میں بھی آپ کی عالم گیر رسالت کا تذکرہ ہے کہ آپؐ ساری دنیا اور قیامت تک کے لئے اللہ کے نبی و رسول ہیں۔ دیکھئے آیت نمبر 28 سبا۔ اور 1 فرقان' 4 احزاب' 19 انعام۔ 20 آل عمران۔ 107 الانبیاء

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی آپ کی عالمگیر رسالت کا تذکرہ ہے مثلاً

1۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا مگر میں تمام لوگوں کالے گورے کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (بخاری کتاب التیمم باب قول اللہ فلم تجدوا ماء۔ مسلم کتاب المساجد باب المساجد و مواضع الصلوۃ۔)

2۔ سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔

i۔ مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں یعنی میری تھوڑی بات میں بھی معانی زیادہ ہوتے ہیں۔

ii۔ میری مدد رعب سے کی گئی ہے۔

iii۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے۔

iv۔ میرے لئے زمین کو پاک کرنے والی اور نماز پڑھنے کی جگہ بنا دیا گیا ہے۔

5۔ مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

6۔ اور مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

(مسلم کتاب المساجد باب المساجد و مواضع الصلوۃ)

3۔ سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جب یہ کہا کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا اے لوگو بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تو تم سب نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو مگر ابو بکر نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا

(کیا تم میری خاطر میرے دوست ابو بکر کو تکلیف دینے سے باز نہیں آ سکتے۔ (بخاری کتاب التفسیر باب قول قل یا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا)

4۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ضمام بن ثعلبہ نے جب اسلام قبول کیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی سوال کئے ان میں سے ایک یہ سوال تھا کہ میں آپ کو آپؐ کے رب اور آپؐ سے پہلے کے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم ہاں۔ (بخاری کتاب العلم باب ما جاء فی العلم

5۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے میدان عرفات میں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ فلیبلغ الشاھد الغائب کہ میری رسالت اور میری بتائی ہوئی شریعت پر حاضر سننے والا غائب کو پہنچا دے۔ بخاری حدیث نمبر 1843)

6۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم کوئی یہودی اور نصرانی میری رسالت کے متعلق سنے اور مجھ پر ایمان نہ لائے تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔

(مسلم باب وجوب ایمان برسالۃ نبینا ﷺ)

چونکہ گزشتہ آیات میں یہود کے بچھڑے کو پوجنے اور شرک و کفر اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی مخالفتوں کا تذکرہ تھا۔ اور اس بات کا بیان تھا کہ موجودہ یہودی بھی اپنے آباؤ اجداد کی روش پر چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی توراۃ میں بیان کردہ صفات و نشانیوں کے منکر ہو کر اور چھپا کر آپؐ پر ایمان نہیں لاتے تو اس سے یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ شاید سارے یہود ایسے ہی ہیں اس لئے اگلی آیت میں وضاحت ہے کہ سارے یہود ایک جیسے نہیں بلکہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے اور ہیں جو خود بھی حق پر قائم ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی طرف بلاتے ہیں اور لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کے فیصلے کرتے ہیں۔ یہ وہ یہود ہیں جو توراۃ پر قائم رہے اور رسول اللہ ﷺ کی آمد پر آپؐ پر بھی ایمان لائے جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس آیت میں بیان کردہ یہود کے متعلق مضمون دوسری آیات میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً

وہ سب برابر نہیں' اہل کتاب میں سے ایک جماعت قیام کرنے والی ہے جو رات کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ (آل عمران 113)

2۔ اور بلاشبہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگ یقیناً ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر بھی جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اور جو ان کی طرف نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرنے والے ہیں وہ اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہیں لیتے یہی لوگ ہیں جن کیلئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ (آل عمران 199)

3۔ وہ لوگ جنہیں ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے یقیناً یہی ہمارے رب کی طرف سے حق ہے بے شک ہم اس سے پہلے فرمانبردار تھے یہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دگنا دیا جائے گا۔ اس کے بدلے کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ بھلائی کے ساتھ برائی کو ہٹاتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (القصص 52 تا 54)

4۔ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے کما حقہ پڑھتے ہیں وہ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔ (البقرہ 121)

5۔ جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے ہمارے رب کا عہد بلاشبہ ہو کر رہنے والا ہی ہے۔ اور یہ قرآن ان کی عاجزی اور ان کا خشوع و خضوع بڑھا دیتا ہے۔ (بنی اسرائیل 107 تا 109)

6۔ اور ہم نے ان میں سے' چونکہ ان لوگوں نے صبر کیا تھا ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ (السجدہ 24)

فوائد

1۔ رسول اللہ ﷺ کی رسالت عالمگیر ہے یعنی سب لوگوں اور قیامت کے لئے ہے۔

2۔ رسول اللہ ﷺ کی اتباع و پیروی میں ہی ساری دنیا کی نجات اور فلاح و کامیابی ہے۔

3۔ بنی اسرائیل میں بھی ہمیشہ ایک گروہ حق پر اور انصاف پسند رہا ہے پہلے اپنی کتاب توراۃ پر عمل کر کے اور رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد آپ پر ایمان لا کر اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل پیرا ہو کر



اذان کے احکام و مسائل

151. عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ عَائِشَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي آخِرِهِ إِدْرَاجٌ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یقیناً بلال (رضی اللہ عنہ) رات کو اذان کہتا ہے۔ تم لوگ ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) کی اذان تک کھا پی لیا کرو۔" حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینے آدمی تھے، جب تک لوگ انہیں یہ نہ کہتے کہ صبح ہوگئی صبح ہوگئی، وہ اذان نہیں کہتے تھے۔ (بخاری و مسلم۔ اس کے آخر میں مدرج کلام ہے)

تخریج: اخرجه البخاری 'الاذان' باب اذان الاعمى اِذَا كَانَ لَهُ مَنْ يُخْبِرُهُ حديث 617 و مسلم الصيام' باب بيان ان الدخول فی الصوم يحصل بطلوع الفجر...... حديث 1092 و فی آخره ادراج' يعنی كلام بعض الرواة ادرج فی الحديث وليس من كلام النبی وهو قوله كان رجلا اعمى...... فانه من كلام الزهری او ابن عمر رضی الله عنهما

لغوی تشریح:

یؤذن بلیل 'رات کو اذان کہنے کا مطلب ہے کہ طلوع فجر سے قبل اذان کہتا ہے۔

فکلوا واشربوا 'کھاؤ پیو سے مراد ہے کہ اگر تم روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتے ہو تو سحر کا وقت ہے' کھا پی سکتے ہو۔

ادراج . کا مطلب ہے حدیث میں راوی کا اپنی طرف سے تشریح و توضیح کی صورت میں اضافہ کرنا۔ ادراج سے مراد یہاں وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى کا فقرہ ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یا زہری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اضافہ شدہ ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسری اذان وقت سے مؤخر کر کے دی جاتی تھی کیونکہ اطلاع دینے والا حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو یا تو فجر کے طلوع ہونے کے قریب اطلاع دیتا یا جب فجر کا کچھ حصہ نمودار ہو جاتا' اس وقت انہیں مطلع کرتا۔

فوائد و مسائل۔ 1۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طلوع فجر سے پہلے بھی اذان کہنا مشروع ہے لیکن یہ اذان اس غرض کے لئے نہیں ہوتی جس غرض کے لئے معمول کی اذان دی جاتی ہے بلکہ اس سے مقصود سوئے ہوئے لوگوں کو بیدار کرنا ہوتا ہے کہ وہ اٹھیں اور نماز کی تیاری کریں۔ یا تہجد گزاروں کو آگاہ کرنا تا کہ وہ تہجد کی نماز ختم کرلیں اور فجر کی نماز کے لئے تیار ہو جائیں۔

2۔ دونوں اذانوں کے درمیان وقت زیادہ نہیں ہوتا تھا' زیادہ سے زیادہ 10' 15 منٹ کا وقت ہوتا ہوگا۔

3۔ مذکورہ بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مسجد میں نماز کی اذان دینے کیلئے دو موذن رکھنا درست ہے۔

152۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا أَنَّ بِلَالًا أَذَّنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَأَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنْ یَرْجِعَ فَیُنَادِیَ أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ رواه ابوداؤد وضعفه

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (ایک روز) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے طلوع فجر سے پہلے ہی اذان کہہ دی تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ دوبارہ جائیں اور یہ اعلان کریں کہ ”خبردار! بے شک بندے کو نیند آ گئی تھی۔“ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ضعیف قرار دیا ہے)

تخریج: (ضعیف) اخرجه ابوداؤد ' الصلوة 'باب فی الاذان قبل دخول الوقت حدیث 532) حماد بن سلمة اخطأ فی رفعه کما اتفق ائمة الحدیث کاحمد والبخاری و ابی داؤد والترمذی وغیرهم ' وللحدیث شاهد ضعیف عند البیهقی: 383/1)

لغوی تشریح: اذن قبل الفجر طلوع فجر سے قبل اذان کہی' اس گمان کی بنا پر کہ فجر طلوع ہو چکی ہے (حالانکہ طلوع نہیں ہوئی تھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ طلوع فجر صادق سے پہلے اذان دینا مشروع نہیں تھا)

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے یہاں ضعیف قرار دیا ہے جبکہ ابوداؤد کی تحقیق میں انہوں نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے لہذا مذکورہ روایت حسن یا صحیح ہونے کی صورت میں اس موقع پر محمول ہوگی جب ابتداء میں صرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہلی اذان صبح صادق سے پہلے دیتے اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ صبح صادق ہونے کے بعد دوسری اذان نماز فجر کے لئے دیتے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔

راوی حدیث (حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) ان کا نام عمرو یا عبداللہ بن قیس قرشی عامری ہے جن کا ذکر مفسرین نے سورہ عبس کی شان نزول میں کیا ہے۔ قدیم الاسلام تھے۔ ہجرت بھی کی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی عدم موجودگی میں ان کو تیرہ مرتبہ مدینہ میں اپنا نائب (قائم مقام) مقرر فرمایا کہ لوگوں کی امامت کے فرائض انجام دیں۔ آپ کی آنکھوں کی بینائی نہیں تھی۔ جنگ قادسیہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اس روز جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔

153۔ عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا یَقُولُ الْمُؤَذِّنُ متفق علیه

وَلِلْبُخَارِیِّ عَنْ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مِثْلَهُ

وَلِمُسْلِمٍ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فِی فَضْلِ الْقَوْلِ کَمَا یَقُولُ الْمُؤَذِّنُ کَلِمَةً کَلِمَةً سِوَی الْحَیْعَلَتَیْنِ فَیَقُولُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اذان سنو تو تم بھی اسی طرح کہتے جاؤ جس طرح موذن کہہ رہا ہو۔“ (بخاری ومسلم)

بخاری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

اور مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے جو موذن کے جواب میں اسی طرح ایک ایک کلمہ کہنے کی فضیلت کے بارے میں ہے بجز حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے کہ ان کی جگہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔

تخریج: اخرجه البخاری 'الاذان' باب ما یقول اذا سمع المنادی' حدیث 611 و مسلم 'الصلوٰة باب استحباب القول مثل قول الموذن لمن سمعه' حدیث 383' وحدیث معاویة اخرجه البخاری 'الاذان حدیث :612 و حدیث عمر اخرجه مسلم' الصلوٰة حدیث 385)

فوائد ومسائل 1۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح موذن کلمات اذان کہے' اسی طرح سننے والا بھی کہتا جائے۔ اور یہ جواب ہر حالت میں مشروع ہے' خواہ انسان پاک ہو یا ناپاک' البتہ بول و براز وغیرہ میں مصروف ہو تو جواب دینا جائز نہیں۔ 2۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لا حول ولا قوۃ لا باللہ کہا جائے۔ 3۔ جس روایت میں یہ آیا ہے کہ جس طرح موذن کہے' تم بھی اسی طرح کہو تو یہ حکم عام ہے اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنے کا حکم خاص ہے۔ اور یہ طے شدہ اصول ہے کہ خاص کو عام پر اور مقید کو مطلق پر ترجیح دی جائے گی۔ جمہور علماء کے نزدیک یہی مسنون ہے۔

آخری قسط نمبر 2

جمہوریت کے شور میں کسی نے نہ تھاما

قرآن کا منشور

حالاتِ حاضرہ پر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کے بصیرت افروز اور رہنما خطابات کا سلسلہ

حمد وثناء کے بعد فرمایا:

آج جمہوریت کے سیاسی نظام میں ہر پارٹی کا اپنا منشور ہے۔ کوئی علاقائیت کے نعرے بلند کرتا ہے' کوئی لسانیت کے' کوئی صوبائیت کے اور کوئی سیکولرزم اور قومیت پرستی کے۔

محترم بھائیو! یہ ملک مسلمانوں کا ہے۔ یہ لا الہ الا اللہ کی جاگیر ہے۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جاگیر ملک ہے۔ یہ کسی قومیت پرستی' سیکولرزم' کمیونزم وغیرہ کا ملک نہیں ہے۔ یہ اسلام کا ملک ہے۔ اسلام کی سرزمین ہے۔ اس کے اندر ہم اللہ کے دین کی سیاست اور اللہ کے دین کی معیشت قائم کرنے کے پابند ہیں۔ اللہ کے دین کی بنیاد پر قانون بنانے' چلانے کے ہم پابند ہیں۔

مسلمانوں کے ملک میں حکومت کن کو ملتی ہے' کون حق رکھتے ہیں اور کون معیار پر پورا اترتے ہیں؟ اس پس منظر میں سورۂ حج کی درج ذیل آیات کے حوالے سے بات چل رہی ہے۔ اللہ نے فرمایا:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ. (سورۂ حج)

میرے مخلص بندے ہجرت پر مجبور کیے جاتے ہیں' دین کی وجہ سے ان پہ ظلم ڈھائے جاتے ہیں' دین کی بنیاد پر دشمنیاں کھڑی کی جاتی ہیں۔ پھر یہ اللہ کے حکم سے اللہ کے دین کے دشمنوں سے ٹکراتے ہیں' قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ گھروں کو' کاروبار کو چھوڑ دیتے ہیں۔ برادریاں خاندان چھوڑتے ہیں' جہاد کرتے ہیں' میدانوں میں کھڑے ہوتے ہیں تا کہ دین پر ہونے والے ظلم کا خاتمہ کر سکیں۔ یہ ظلم کے خلاف ڈٹ جاتے ہیں۔ ساری قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ قربانیوں کے اس عمل میں ان کی تربیتیں ہوتی ہیں' ان کی شخصیتیں نکھرتی ہیں اور وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ امت کی رہنمائی کریں۔

انتخاب اور قرآنی منشور:

نبی اکرم ﷺ فوت ہو گئے تو آپ ﷺ کے خلیفہ و جانشین کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ یہ مسئلہ کیسے حل ہوا' کیا کوئی ووٹ پڑے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیسے ہوا؟ کس منشور پر ہوا؟ دیکھ لیں' سارا فیصلہ دین کے لیے قربانیوں کی بنیاد پر ہوا۔

آج لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ کوئی تبدیلی آ جائے۔ انقلاب آ جائے۔ بھائی کچھ نہیں ہوگا۔ وہی لوگ الیکشن لڑیں گے' وہی سیاست کریں گے' کوئی اِدھر' کوئی اُدھر' صرف جوڑ توڑ کی اور مفادات کی سیاست ہوتی ہے۔ الیکشن کمیشن نے نامزدگی کے لیے اپنی شرائط رکھی ہوئی ہیں لیکن یہ کہیں کوئی سوچ نہیں کہ مسلمانوں کے ملکوں میں کسی شخص کو نامزد کرنے کے لیے کیا شرطیں ہونی چاہئیں' کیا معیار و طریقہ ہونا چاہیے؟

محض انتخابات کی مخالفت ہمارا مقصد نہیں۔ یہ تو لوگوں کی رائے معلوم کرنے کے بہت سارے طریقوں میں

☆......نبی ﷺ کی وفات کے بعد جانشینی وخلافت کا مسئلہ کھڑا ہوا' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب ان کی قربانیوں اور دینی خدمات کی بنیاد پر ہوا۔

☆......کیا کسی لیڈر کا یہ منشور ہے کہ وہ حکومت میں آ کر سب سے پہلے نماز قائم کرائے گا' یہ اسلام کا سب سے پہلا معیار ہے۔

دعوت و تربیت



تہذیب: قاضی کاشف نیاز

مرتب: ابوحمزہ، ابوعقاب

سے ایک یہ بھی طریقہ ہے۔ اصل مسئلہ معیار اور اہلیت کا ہے کہ کن بنیادوں پر لوگوں کو اہل قرار دیا جا رہا ہے۔ آج کل سب سے بڑا معیار ڈگری کا چل رہا ہے۔ ڈگری جعلی نہیں ہونی چاہئے۔ صحیح ہونی چاہئے لیکن ان ڈگریوں کی حقیقت کیا ہے۔ وہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں۔ زرداری کے پاس ساری ڈگریاں موجود ہیں' کیا ان ڈگریوں کا کوئی فائدہ ہوا؟ لوگ اسے بہت بڑا کرپٹ آدمی کہتے ہیں۔ گویا ڈگری تو خواہ مخواہ کا تکلف ہے' ہمیں اسلام کا معیار دیکھنا چاہئے کہ ایک مسلمان کو پورا اور سچا مسلمان ہونا چاہئے۔ وہ دین کے لیے قربانیاں پیش کرنے والا ہو۔ اللہ کے دین کا محافظ ہو اور پھر اللہ کے دین کو قائم کرنا اس کا منشور ہو۔

آیئے ذرا قرآن پڑھ کر دیکھتے ہیں کہ اللہ کیا منشور دیتے ہیں؟ اللہ کہتے ہیں:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ۔(الحج:41)

جب ان اللہ کے بندوں کو جو قربانیوں کی زندگیاں اختیار کر کے' معیار پختہ کر کے میدانوں میں آتے ہیں' حکومت ملتی ہے تو پھر وہ سب سے پہلے "اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ" "نماز کے قیام کا ذمہ اٹھاتے ہیں۔ پھر نظام زکوۃ قائم کرتے ہیں اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ جبکہ اپنے مسائل ومعاملات اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں کیونکہ وہی ان کا بہتر انجام کرنے والا ہے۔

قرآنی منشور کا پہلا نکتہ...... لوگوں کو نماز پر جمع کرنا:

ایک مسلمان حکمران کو گویا پہلی فکر یہ ہوتی ہے کہ تمام لوگ نمازی بن جائیں۔ مسلمانوں کے حکمران کو سب سے پہلی فکر یہ دامن گیر ہوتی ہے کہ کوئی مسلمان ہو اور نماز نہ پڑھے' یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

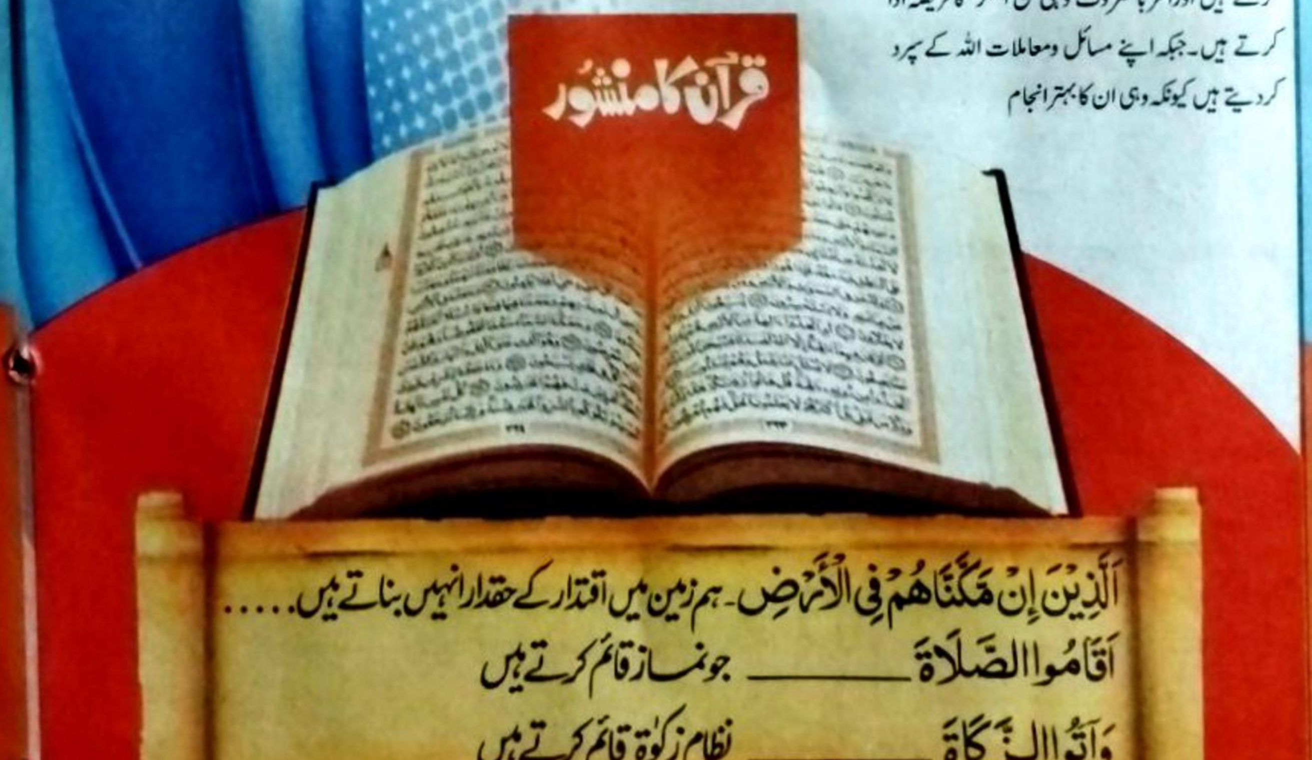
آیئے ذرا قرون اولیٰ میں جھانک کر دیکھیں کہ وہاں حکمرانی کا معیار اور منشور کیا تھا۔ صحیح حدیث شریف میں ہے۔

بین العبد والکفر ترک الصلوۃ۔(ابوداود)

کسی شخص کو صحابہ ﷺ مسلمان صرف اس بنیاد پر سمجھتے تھے کہ وہ نماز پڑھتا ہے۔ اگر وہ نماز نہیں پڑھتا تو صحابہؓ کی اصطلاح میں اسے مسلمان سمجھا ہی نہ جاتا تھا۔ اسے کوئی مسلمان کہتا ہی نہ تھا۔ یہ ایسا سخت معیار تھا کہ جس کی وجہ سے صحابہؓ کے دور میں جو منافقین تھے ان کا حال بھی یہ ہو گیا تھا کہ انہیں بھی نماز کا کم از کم ضرور اہتمام کرنا پڑتا تھا۔ وہ چاہے دکھلاوے کی نماز پڑھتے لیکن پڑھتے ضرور اور پھر جماعت میں بھی وہ صف اول میں نظر آتے۔

☆......اسلام کا معیار سیاست یہ ہے کہ جو مسجد میں نبی ﷺ کے مصلے پر کھڑا ہو سکتا ہے' وہی ہماری سیاست اور حکومت کا لیڈر بن سکتا ہے۔ مغرب کی طرح مصلےٰ اور کرسی کو الگ الگ کرنے سے مسائل کھڑے ہوئے۔

☆......معمولی سی اسلامی پابندیاں لگانے والی دفعہ 63,62 کا بھی ہمارا مغرب نواز میڈیا خوب مذاق اڑا رہا ہے۔



يُرَاءُ وْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا. (النساء:142)

نماز پڑھتے مگر دکھلاوے کی' اللہ فرماتے ہیں' ان کا نماز میں دل نہیں لگتا تھا' جلدی جلدی نماز پڑھ کر مسجد سے بھاگنے کی کوشش کرتے۔ ان کا دل مسجد میں نہیں لگتا تھا۔ اللہ مومن کی نشانی بتاتے ہیں کہ مومن وہ ہوتا ہے' جس کا دل مسجد میں لگتا ہے۔

مسجد میں بیٹھنا' مسجد میں وقت گزارنا' مسجد میں نماز پڑھنا' تلاوت کرنا' اللہ کا ذکر کرنا' مومن کو بڑا پسند ہوتا ہے (بخاری و مسلم)' جس طرح مچھلی کو پانی میں سکون آتا ہے' مومن بھی مسجد میں بہت ہی آسودگی اور اطمینان محسوس کرتا ہے۔ منافق کی نشانی ہے کہ مسجد میں تلملاتا رہتا ہے اور نماز ختم ہوتے ہی جلدی بھاگنے کی کرتا ہے۔ اس کو مسجد میں چین نہیں آتا۔ بازار میں جہاں گندے کھیل ہوں' ڈرامے چل رہے ہوں' گانے سنے جارہے ہوں' بے حیائی' بے دینی' بدکاری کا ماحول ہو' وہاں اس کا دل لگے گا' ان مجلسوں کے اندر بیٹھے گا۔

غرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور وہ تھا کہ منافقین بھی نماز پڑھنے پر مجبور تھے۔ نماز کے بغیر کسی کے مسلمان ہونے کا کوئی تصور ہی نہ تھا اور مسلمانوں کے حکمران اور خلیفہ کا بھی پہلا کام یہی تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پر جمع کرتے کیونکہ ان کے سامنے قرآن کی یہ واضح ہدایت تھی کہ جب اللہ کے بندے حکومت میں آجاتے ہیں تو سب سے پہلے وہ یہ کام کرتے ہیں کہ ملک کے ہر شہری کو نماز کا پابند کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ نماز کے ساتھ ہی بے شمار رحمتیں آتی ہیں' نماز سے ہی بے شمار فتنے دب جاتے ہیں۔ حکمرانوں کا اپنا حال یہ ہوتا ہے کہ ان کی نماز سب سے بہتر ہوتی ہے اور پھر ان کی اہلیت اتنی نہیں ہوتی کہ وہ صرف نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں' بلکہ وہ نماز پڑھانے والے ہوتے ہیں۔

اسلام میں حکمران کی پہلی اہلیت ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کا امام بن سکے اور جو امام بن سکے' وہ مسلمانوں کا حاکم بن سکتا ہے۔ یہ معیار اللہ تعالیٰ نے پیش کیا ہے۔ یہ معیار محمد رسول اللہ ﷺ نے پیش کیا ہے' اسلام میں حاکم خود نماز پڑھاتا ہے۔ اس کی موجودگی میں کوئی دوسرا مصلّے پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے اسلام کا معیار کہ جو مسجد میں نبی ﷺ کے مصلّے پر کھڑا ہو سکتا ہے' وہی ہماری سیاست اور حکومت کا لیڈر بن سکتا ہے۔ مصلّے میں اور حکومت میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اسلام کے تصور سیاست میں بنیادی مسئلہ ہے۔

مسلمان معاشرے اس وقت تباہ ہوئے جب سیکولرزم عام ہوا' بے دینی اور الحاد اس وقت پھیلا جب مصلّٰی الگ ہو گیا اور اقتدار کی کرسی الگ ہو گئی۔ اس کو کہتے ہیں دین اور سیاست کا الگ الگ ہونا۔ ان کے ایک ہونے کا معنی یہ ہو گا کہ جو حکومت کی کرسی پر بیٹھے گا' وہی نبی ﷺ کے مصلّٰی پر کھڑا ہونے کا حق دار ہو گا اور وہ مسلمانوں کو نماز پڑھائے گا۔ کیا آج اس معیار کی کسی کو فکر ہے۔ کیا کسی لیڈر کا یہ منشور ہے کہ وہ حکومت میں آکر سب سے پہلے نماز قائم کرائے گا حالانکہ یہ اسلام کا سب سے پہلا معیار ہے۔

آج ہم نے یہی دعوت دینی ہے کہ اس ملک کو اسلامی معاشرے کا گہوارہ بنانے کے لیے اللہ کا مقرر کردہ سیاست و حکومت کا معیار اپنائیں' اسی سے سارے مسائل حل ہوں گے۔ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو گی تو اللہ ہمارے تمام مسائل بھی حل کرے گا۔

☆......جمہوری نظام اور مادی خواہشات کے پیچھے چلنے والی اسلامی جماعتیں بھی اب دین کو اہمیت نہیں دے رہیں۔

☆......حکومت لوگوں میں شعور پیدا کرے کہ زکوٰۃ و عشر کے بغیر مال اور فصل حرام ہے۔

☆......اسلام میں قانون سازی کا حق صرف اللہ کو ہے' کسی فرد' ادارے یا پارلیمنٹ کو یہ حق حاصل نہیں۔

لیکن یہاں سب کچھ الٹ صورتحال ہے۔ یہاں امریکہ کو خوش کرنے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ پالیسیاں امریکہ کی ہوتی ہیں۔ یہاں تقرریاں ان کی ہوتی ہیں' کرسیاں ان کو ملتی ہیں جو امریکہ کے بہت قریب ہوں۔ ہندوؤں کی بات چھوڑیں' وہ کروڑوں خداؤں کو ماننے والے ہیں' اگر وہ امریکہ کی پوجا کرتے ہیں تو یہ ان کا مذہب ہے۔ موحد مسلمان کو تو شرک روا نہیں۔ ایک اللہ کی عبادت کرنے والے امریکہ کی پوجا کریں' اللہ کی رضا چھوڑ کر امریکہ کے نظام کو اپناتے پھریں' یہ مسلمان کا کام نہیں لیکن ہمارا حال کیا ہے' حکومت ایسی بناتے ہیں جو امریکہ چاہے' تقرریاں وہ کرتے ہیں جو امریکہ چاہے' پالیسیاں وہ چلائیں جو امریکہ چاہے' یہاں تک کہ تبدیلی کے بلند و بانگ نعرے لگانے والے بھی یہی کہیں کہ امریکہ بڑی طاقت ہے۔ ہم اس سے لڑائی مول نہیں لے سکتے' اس کو ناراض نہیں کر سکتے تو باقی کا حال کیا ہو گا۔

غرض یہ جمہوریت اور جمہوری انتخابات نہ تو مسلمانوں کا نظام ہیں نہ ان سے کوئی تبدیلی آسکتی ہے۔ یہ محض جعلسازی' جھوٹ' فراڈ اور دھوکہ ہے۔ اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆......☆......☆......☆

اسلامی سیاست میں منصب مانگنے کی حیثیت: اور نماز وغیرہ کی معمولی پابندیاں لگانے والی دفعہ 63,62 کا مذاق کیوں؟

نبی اکرم ﷺ نے سیاست کے جو اصول بتائے ہیں' ان میں سے ایک نمایاں اصول کسی منصب و عہدے کی عدم طلبی ہے۔ فرمایا:

اگر کوئی اپنے آپ کو کسی عہدے کے لیے پیش کرے تو عہدے کے طلب کرنے والے کو ہم عہدہ دیتے ہی نہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے یہ اسلام کی سیاست کا بنیادی قاعدہ بیان فرمایا ہے اور یوں واضح کیا کہ خود عہدوں کا طلبگار بننا' عہدوں کے پیچھے بھاگنا' کرسی' اقتدار کی جدوجہد کرنا' یہ مسلمان کا کام نہیں ہے۔

فرمایا:

وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا. (بخاری)

اور جب تجھے مانگے بغیر کوئی منصب دیا جائے تو اس پر تیری مدد کی جائے گی۔

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ جو عہدے طلب کرتے ہیں' انہیں اللہ کی مدد حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ آج ہم جو خرابیاں دیکھ رہے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ

لوگ اپنے آپ کو خود عہدوں کے لیے پیش کرتے ہیں۔ جبکہ اسلام کے نظام سیاست میں یہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ اس نظام میں لوگ عہدوں سے بھاگتے ہیں۔ اپنے آپ کو کسی بھی عہدے کے لیے نااہل سمجھتے ہیں۔ لوگ خود انہیں کھینچ کھینچ کر آگے لاتے ہیں لیکن وہ کسی بھی منصب سے یہ سوچ کر بچتے ہیں کہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے' اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ اس بناء پر مومن عہدوں سے ڈرتا اور بھاگتا ہے۔

☆.....نماز کے اوقات میں تمام کاروباری ودنیاوی امور بند کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

☆.....لوگوں کو رزق کی فراہمی ومسائل کے حل کی جو ذمہ داری اللہ کی تھی' وہ سیاستدانوں نے اپنے ذمہ لے لی اور دین کو قائم کرنے کی جو ذمہ داری ان پر تھی' اس سے وہ بھاگ رہے ہیں۔ یہ ہے جمہوری سیاست کا اصل مسئلہ

صحیح حدیث ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ کسی کو اگر دس بندوں پر بھی حاکم بنادیا گیا' ذمہ دار بنادیا گیا۔ اللہ کے فرشتے اس کو قیامت کے دن جکڑ کے' باندھ کے اللہ کے سامنے پیش کریں گے۔ اگر اس نے انصاف کیا ہوگا' اللہ کے حکم کی اطاعت کی ہوگی اور لوگوں سے بھی اللہ کا حکم منوایا ہوگا' انصاف کیا ہوگا تو اللہ حکم دے گا کہ اس کے رسے کھول دو' اس کو آزاد کردو اور اگر اس نے بے انصافیاں کی ہوں گی' اللہ کی نافرمانیاں کی ہوں گی' وہ اسی طرح پکڑا اور جکڑا ہوا اللہ کے عذاب کا شکار ہوجائے گا۔ (مسند احمد)

ایک طرف اسلام میں منصب کے لیے یہ کڑی شرطیں ہیں' دوسری طرف آج امیدواروں پر معمولی سی پابندیاں لگانے والی دفعہ 63,62 کو بھی مذاق بنادیا گیا ہے۔ ان حالات میں معاملات کیسے صحیح ہوسکتے ہیں جب نیتیں خالص نہ ہوں' اللہ کے دین کو بھی مذاق بنایا جارہا ہو' سوالات پوچھنے والے بھی اور ان کو میڈیا میں پیش کرنے والے بھی دفعہ 63,62 کا خوب مذاق اڑا رہے ہوں۔

میڈیا کا کردار اس معاملے میں سب سے زیادہ افسوسناک ہے۔ یہ میڈیا ہی ہے جس نے آج پوری دنیا کے معاشروں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ الیکشن کمیشن نے دفعہ 63,62 کی رُو سے اگر کسی امیدوار سے پوچھ ہی لیا کہ فلاں نماز کی کتنی رکعتیں ہیں یا دعائے قنوت ہی چلو سنادو تو فٹ سے مغرب نواز میڈیا نے پھبتی کس دی کہ بھلا یہ بھی کوئی سوال ہے۔ یعنی میڈیا والے اس کو سوال ہی نہیں مانتے۔ حالانکہ سوچنا چاہئے کہ یہ سوال تو اس لیے کیا گیا تاکہ پتہ چلے کہ امیدوار نماز بھی پڑھتا ہے کہ نہیں۔ نماز آتی بھی ہے یا نہیں۔ دعائے قنوت' نماز جنازہ' اس کو معلوم ہے کہ نہیں ہے۔ اسلام کی اتنی معمولی سی باتیں پوچھنے پر بھی ہمارے مغرب نواز میڈیا کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ جس انداز میں اسلامی شعائر کا ہمارا میڈیا مذاق اڑا رہا ہے' واللہ میں تو ڈر رہا ہوں کہ کہیں اللہ کی پکڑ نہ آ جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے جو اعمال ہیں' انہیں دیکھ کر خیال آتا ہے کہ بس یہ اللہ کا فضل ہی ہے کہ اب تک ہم بچے ہوئے ہیں' ورنہ ہمارے اعمال ذرا بھی اس قابل نہیں ہیں۔

واللہ! اللہ کے دین سے یہ جس قدر بے وفائی کی جارہی ہے' دین کا مذاق اڑایا جارہا ہے' یہ سب کچھ کس ماحول اور کس معاشرے میں ہورہا ہے۔ یہ سارا مسلمانوں کا معاشرہ ہے۔ اوپر سے لے کر نیچے تک سب ہی مسلمان ہیں۔ امیدوار مسلمان' مقابلہ کرنے والے مسلمان' پارلیمنٹوں کے اندر پہنچنے والے مسلمان' عدلیہ کی کرسیوں پر بیٹھنے والے مسلمان' انتظامی ذمہ داریاں سنبھالنے والے سب مسلمان لیکن اسلام ان میں کہیں نظر نہیں آتا۔ ان کے نزدیک اسلام صرف چند چیزوں نماز' روزے کا نام رہ گیا ہے اور اب اس کا بھی مذاق اڑایا جارہا ہے۔ نماز' روزے کے ذکر سے بھی اب مسلمان کہلانے والوں کو تکلیف ہو رہی ہے۔ اس ساری صورتحال کی وجہ ہماری سیاست کی وہ بنیادی خرابی ہے جس سے آج ساری خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' ہماری سیاست کا بنیادی اصول یہ ہے کہ عہدے طلب کرنے والوں کو عہدے مت دو۔ اسی سے ساری برائیاں جنم لیتی ہیں۔ عہدے طلب کرنا ہی ان کی نااہلی کی بنیاد ہے اور جو عہدے طلب نہیں کرتا' لوگ خود اس کو چاہتے ہیں' کھینچ کر زبردستی اس کو بناتے ہیں کہ تم نے دین وملت کے لیے ایسا کردار پیش کیا ہے' اس قدر قربانیاں دی ہیں' اس لیے تم آگے آؤ۔ تم ہی یہ ذمہ داری سنبھالو لیکن دوسری طرف مومن کا حال دیکھئے کہ وہ ذمہ داریوں اور منصب سے ڈرتا ہے' بھاگتا ہے۔ اللہ کے پاس حساب سے گھبراتا ہے۔

اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: أُعِنْتَ عَلَيْهِ یہ ہے وہ شخص جس کی مدد اللہ کرے گا۔

اللہ کی مدد کے ساتھ یہ حکمران مسائل پر قابو پانے میں کامیاب ہوگا۔

واللہ! میں تو یہ حدیثیں پڑھ کر حیران ہوتا ہوں کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ کی یہ حدیثیں' آپ ﷺ کی سنتیں' آپ ﷺ کے فرامین صرف نکاح طلاق کے لیے رہ گئے ہیں۔ کیا سیاست دین سے خارج ہوگئی ہے۔ کیا معیشت' تجارت کے مسائل کتاب وسنت سے ہم نے علیحدہ کر دیئے ہیں۔

واللہ! آپ یقین کریں' آج بازاروں میں وہ گند نظر نہیں آتا جو سیاست کے اندر نظر آرہا ہے اور پھر اس گند کو اچھالا جاتا ہے۔ گند اچھالنا یہ بھی جمہوری سیاست کا حصہ ہے۔ آج بازاروں میں اور بازاروں سے زیادہ میڈیا میں پگڑیاں اچھالی جاتی ہیں' ٹانگیں کھینچی جاتی ہیں۔ ایک دوسرے کے عیب نکال نکال کر خوب اچھالے جاتے ہیں۔ جو جتنا زیادہ گند اچھالتا ہے' وہ اتنا ہی کامیاب چینل' اتنا ہی کامیاب لیڈر اور دانشور ہے۔ کیا ایک مسلم ریاست کے ذمہ داروں کا یہ کردار ہونا چاہئے؟ کیا ان کی یہ ذمہ داریاں ہیں؟ آج کے جمہوری لیڈر تو عوام کی پسند کی ہر بات کرتے ہیں لیکن اللہ نے جو ان کی ذمہ داری لگائی ہے' اس پر کوئی بات کرنے کو تیار نہیں۔ جس طرف دیکھیں بڑے بڑے انقلاب کے داعی کھڑے ہیں' عالی شان منشور پیش ہورہے ہیں۔ کیا ان کے منشور میں کہیں بھی اسلام کی' نماز کی' زکوٰۃ کی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی معمولی بات بھی داخل ہے؟ بلکہ اب تو الٹا حال یہاں تک ہوگیا ہے کہ الیکشن کمیشن نے اسلام اور مذہب کے نام پر ووٹ مانگنا ہی حرام قرار دے دیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں اسلام کا نام لینا ہی بالآخر جرم ٹھہرا۔ یہ ہے جمہوری سیاست کا نتیجہ۔ یہ دراصل اس عمل کا منطقی انجام ہے جس کے تحت کرسی اور مصلّے کو الگ الگ کیا گیا۔ یہ ساری فرقہ

پرستی، لڑائی جھگڑے، پارٹی بازیاں، آپس کے لڑائی جھگڑے، مسجدوں کا الگ الگ ہو جانا، یہ سارا سلسلہ تب سے شروع ہوا جب سے مصلٰی اور کرسی الگ الگ ہو گئے۔

اسلام نے ہمیں قاعدہ دیا کہ جو ہماری مسجد کے مصلے کا امام ہے، وہی ہماری کرسی پر بیٹھنے والا شخص ہے۔ یہ دونوں ایک ہوں گے، ان میں فرق نہیں ہوگا۔ پورے ملک میں حاکم نماز پڑھائے گا یا اس کا کوئی مقرر کیا ہوا شخص اور نمائندہ نماز پڑھائے گا۔ حاکم ایک مسجد میں نماز پڑھائے گا تو باقی شہروں اور علاقوں میں جتنی مسجدیں ہیں، سارے امام اس حاکم کے نمائندے بن کر امامت کروائیں گے۔

کیوں؟ اس لیے کہ حاکم کی پہلی ذمہ داری ہی یہ ہے کہ سب کو نمازی بنائے۔ یہ اس کے بنیادی فرائض میں داخل ہے کہ ملک میں کوئی کلمہ گو مسلمان نہیں رہنا چاہیے جو نماز کا پابند نہ ہو لیکن آج پاکستان میں دفعہ 63,62 کا بھی مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ کسی کو قرآن کی یہ آیت یاد نہیں:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۔ (الحج: 41)

سیکولر پارٹیاں تو کجا، واللہ میں بغور دیکھتا ہوں، مجھے تو کسی دینی جماعت کے سیاسی منشور کے اندر بھی یہ آیت شامل نظر نہیں آتی۔ حکمران اس آیت پر عمل کریں تو دیکھیں پھر کیا ماحول بنتا ہے۔ اسلامی ریاست میں نماز کی اذان ہو جائے تو بازار کھلے نہیں رہ سکتے۔ دکانیں بند، کاروبار بند، سارے امور ختم۔ اللہ اکبر کی آواز پڑ جائے تو اب دکان کی کوئی اہمیت نہیں۔ گاہک آتے ہیں، ان کو بھی نماز پڑھنی پڑے گی کیونکہ ہر مسلمان نماز کا پابند ہے۔ نماز کے وقت میں کوئی کام نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے پابندی لگا دی ہے، اس پابندی کو نبھانا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ نماز کے اوقات میں تمام کاروباری، سیاسی، معاشی و دنیاوی امور بند کرائے اور اس سے فائدہ کیا ہوگا؟ لوگ تو کہیں گے کہ جی بڑا نقصان ہوگا۔ معاشی سرگرمیوں میں کمی آئے گی لیکن اللہ کہتا ہے، نہیں۔ اس سے تمہیں نقصان نہیں، فائدہ ہی فائدہ ہو گا۔ اس مذکورہ آیت کے آخر میں اسی لیے تو اللہ نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

تم اپنے تمام مسائل و معاملات اللہ کے سپرد کر دو۔ ان کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر دیکھو تمہارے سارے مسائل حل ہوتے ہیں یا نہیں۔ آج تم غربت، مہنگائی، لوڈشیڈنگ اور نجانے کن کن مسئلوں کا بہت رونا روتے ہو۔ انہی معاشی مسئلوں کے لیے تم نے امریکہ و یورپ کی غلامی اختیار کی ہوئی ہے لیکن اللہ کہتا ہے کہ تم میرے احکامات کی پیروی کرو۔ میرے دین اور نماز و زکوۃ کو قائم کرو اور پھر نتیجہ مجھ پر چھوڑ دو۔ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۔ تمام امور کا بہتر انجام کرنا میرا کام ہے۔ رزق میں برکت اور فراخی ڈالنا میرا کام ہے۔ وسائل کو بڑھانا میرے ذمہ ہے۔

اَلَّذِىْ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۔ (قریش: 4)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں ہر طرح کا خوف چاہے وہ دشمن کا ہو یا وسائل و مسائل کا، اسے ختم کر کے اپنے ماننے والوں، ایمان والوں کو امن دیتا ہوں اور بھوک و افلاس ختم کر کے ان کو رزق دیتا ہوں۔ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ۔ بھوک کو ختم کرنا اور وسائل کو عام کرنا میرا کام ہے۔

اللہ کہتا ہے، تم میرے حکم مانو، امن تم کو میں دوں گا۔ مسائل تمہارے حل کروں گا۔ سیاسی جماعتیں بڑے بڑے دعوے کر رہی ہیں کہ ہم امن قائم کر دیں گے۔ ٹارگٹ کلنگ ختم کر دیں گے۔ دشمن کا خوف، چوریاں، ڈاکے، قتل، اغوا برائے تاوان ختم ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ امن دینا بھی میرا کام ہے، خوف ختم کرنا بھی میرا کام ہے۔

ہمارے ہاں سب سے زیادہ شور یہ مچایا جاتا ہے کہ جی وسائل نہیں ہیں۔ کھانے کو کچھ نہیں مل رہا۔ کہا جاتا ہے کہ معاشرے کا بیشتر طبقہ وسائل سے محروم ہے۔ چند لوگ ہیں جو اچھا کھاتے پیتے ہیں۔ اکثر لوگ خط افلاس سے بھی نیچے رہتے ہیں۔ ان کو اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کپڑا پہنانے کے لیے، رہائش کے لیے کچھ میسر نہیں۔ 70 تا 80 فیصد لوگ ان بنیادی مسائل سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ

یہ سارا کام میرا ہے۔ یہ میں دوں گا۔ میں پارٹی منشور تیار کر کے لوگوں کو دھوکہ دینے والوں سے صاف کہتا ہوں کہ جو کام اللہ کے ہیں، وہ تم سنبھال رہے ہو اور جو ذمہ داریاں اللہ نے تم پر ڈالی ہیں، ان سے تم بھاگ رہے ہو۔ یہ ہیں پارٹیوں کے منشور

ان پارٹیوں کے لیڈرز خدائی اختیار اپنے ہاتھ میں لے کر، وسائل کے حل کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ دودھ اور شہد کی نہریں چلانے کے دعوے کیے جا رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے اٹھارہ ہزار روپے تنخواہ دوں گا، کوئی کہتا ہے میں مزدور کی کم از کم ایک تولہ سونا کے برابر تنخواہ کر دوں گا۔

واللہ! میں حیران ہوتا ہوں، یہ کیا تماشے ہو رہے ہیں۔ کیا کھیل ہو رہا ہے۔ جنہوں نے سب سے زیادہ کرپشن کی، جنہوں نے ملک کا بیڑہ غرق کر دیا، ان کا منشور میں نے اخبار میں پڑھا ہے۔ انہوں نے بھی ماشاء اللہ منشور پیش کیا ہے کہ اس ملک میں کم از کم تنخواہ 18 ہزار روپے ہوگی۔ بندہ ان سے پوچھے کہ بھئی یہ پانچ سال تم جھک مارتے رہے ہو، اس وقت تم نے یہ کام کیوں نہ کیا اور اب کس منہ سے اقتدار کی بھیک مانگنے آئے ہو۔

میرے عزیز بھائیو! دراصل یہ ہے جمہوری سیاست جو دھوکے کی سیاست ہے۔ اس کے تقاضے ہی یہی ہیں۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (البقرہ: 9)

فرمایا: یہ اللہ سے بھی دھوکا کرتے ہیں، بندوں سے بھی دھوکا کرتے ہیں۔ جو جتنا بڑا ایکسپلائٹر، استحصال کرنے والا، بلیک میل کرنے والا اور دھوکے باز ہے، وہ اتنا ہی بڑا سیاستدان ہے۔

☆ ...... کیا کسی پارٹی نے یہ منشور پیش کیا کہ وہ برسرِ اقتدار آ کر ملک سے غیر اسلامی سرگرمیوں کو، فحاشی کو، حرام کاری کو اور حرام کاروبار کو ختم کر دے گی۔

☆ ...... یہ جمہوریت اور جمہوری نظامِ الیکشن نہ تو مسلمانوں کا نظام ہیں، نہ ان سے تبدیلی آ سکتی ہے۔

قرآنی منشور کا دوسرا نکتہ...... نظامِ زکوٰۃ و عشر کا قیام:

اب مسلم حکمران کی دوسری بڑی ذمہ داری کا جائزہ لیتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا:

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ۔ وہ زکوۃ کا نظام قائم کرتے ہیں۔

حدیث میں زکوٰۃ کی تشریح یوں ہے:

تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ

(بخاری ومسلم)

جن لوگوں کے پاس وسائل موجود ہیں' ان سے لے کر جن کے پاس وسائل نہیں ہیں' ان میں تقسیم کرنا۔

یہ اسلام کا دوسرا معیار ہے کہ حکمران زکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے۔ یعنی مالدار لوگوں سے مال زکوٰۃ وصول کر کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا۔ ملک کے معاشی نظام کو حکم زکوٰۃ کے تحت لایا جائے گا۔ آج لوگوں کے ہاں صحیح معنوں میں زکوٰۃ دینے کا تصور ہی نہیں۔ لوگ زکوٰۃ کو بھی ٹیکس تصور کرتے ہیں۔ اللہ سے بھی دھوکہ کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ تربیت ہے نہ دعوت ہے نہ حکومت اس کو ذمہ داری سمجھتی ہے حالانکہ نماز اور زکوٰۃ' ان دونوں فرائض کی ادائیگی سے ہی اللہ کی رحمتیں وبرکتیں اتریں گی۔ انھی سے زمین سے بکثرت وبابرکت فصلیں اگتی ہیں۔ آسمانوں سے رحمت کی بارشیں ہوتی ہیں۔ حالات اللہ تعالیٰ بدلتے ہیں۔ رزق آسمانوں سے اترتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم' اللہ کا قانون نافذ ہو' اللہ کے لیے نماز' اللہ کے لیے زکوٰۃ' اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کرنا کروانا' جب اس طرح اللہ کے بندے' اللہ کی اطاعت میں ملک چلانا شروع کر دیتے ہیں تو پھر یہ مسئلے پیدا ہی نہیں ہوتے۔ پھر بجلی' غربت' مہنگائی' لوٹ کھسوٹ' کرپشن کے مسائل پیدا نہیں ہوتے۔

اسلامی سیاست کے اصول سمجھنے ہوں تو خلفائے راشدین سے سمجھیں۔ کیوں؟ اسی لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.

(ابو داؤد)

جس طرح میں نے نظام کو چلایا اور جس طرح میرے خلفائے راشدین نے چلایا' اس کی پابندی کرو' تب ہی تم اسلام کے پابند ہو گے۔ یہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑا مکان نہیں بنانے دیتے تھے۔ جو بھی مکان بناتا' اس سے پہلے پوچھتے کہ تمہاری بیویاں کتنی ہیں' بچے کتنے ہیں؟ اس حساب سے اسے مکان بنانے دیتے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ سارے حالات دیکھ کر فرماتے کہ اتنا تیرا حق ہے۔ یہ تجھے ملے گا۔ یہ نہیں ہے کہ کھلی چھٹی ہو۔ جتنی چاہے کوئی کرپشن کرے' دھاندلی کرے' لوٹ کھسوٹ کر لے اور جس طرح سے کوئی چاہے معاشرے کے وسائل پر قبضے کرتا چلا جائے' لوگوں کا حق مارتا چلا جائے' قطعاً کھلی چھٹی نہیں ہے۔ قرون اولیٰ میں کبھی ان باتوں کا مذاق نہیں اڑایا گیا۔

آج کوئی امیدوار سے پوچھ لے کہ تیری بیویاں کتنی ہیں تو میڈیا اس کا مذاق اڑا دیتا ہے۔ اسلام میں یہ سارے سوالات تو اس لیے ہیں تاکہ ہر معاملے میں انصاف ہو کیونکہ مسلم حکمران کی ذمہ داری یہ ہے کہ وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو اور اس کا طریقہ قرآن نے نظام زکوٰۃ کے ذریعے رکھا ہے۔

ہر ملک کے اپنے وسائل ہوتے ہیں۔ زیادہ بھی ہوتے ہیں' کم بھی ہوتے ہیں لیکن جتنے وسائل ہیں' ان کی تقسیم بالکل حق اور انصاف پر ہونی چاہئے۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے۔ ایک لوٹتا رہے' دوسرا بھوکا مرتا رہے' اسلام میں یہ جائز نہیں۔ فرمایا: ذمہ داری حکومت کی ہے کہ نظام زکوٰۃ قائم کرے۔ وہ لوگوں میں یہ شعور پیدا کرے کہ زکوٰۃ کے بغیر تمہارا سارا مال حرام ہے۔ زمین میں عشر نہیں دو گے تو ساری فصل تمہارے لیے حرام ہے۔ اس طرح جو کھاؤ گے' بچوں کو کھلاؤ گے' سب حرام کھلاؤ گے۔ یہ شعور پیدا کرنا مسلم حکمران اور حکومت کی ذمہ داری ہے۔

آج کل لوگ ٹیکس نہیں دیتے۔ ٹیکس نہ دینا' ٹیکس چھپانا ہمارے ہاں عام کلچر بنا ہوا ہے۔ اس میں عوام کا بھی قصور نہیں۔ ٹیکسوں کی بہتات ہی اس قدر کر دی گئی ہے کہ ہر کوئی چھپتا اور بھاگتا ہے لیکن جب یہ شعور اجاگر کیا جائے گا کہ ٹیکسوں کی بجائے زکوٰۃ ادا کرو۔ زکوٰۃ کو ٹیکس کی طرح چٹی اور جرمانہ نہ سمجھو تو اللہ اس میں اتنی برکت ڈالے گا کہ خواہ مخواہ کے جابجا ٹیکسوں کی ضرورت ہی نہ رہے گی کیونکہ زکوٰۃ کو لوگ اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر بخوشی ادا کریں گے اور اکثر مسلمان پہلے ہی اس کے لیے تیار ہیں۔ آج بینکوں میں دیکھ لیں' وہاں اسلامی غیر سودی بینکاری سب سے زیادہ کامیاب جا رہی ہے اور جب یہ زکوٰۃ کا نظام صحیح معنوں میں نافذ ہو گا تو اس کی برکات بھی بہت زیادہ سامنے آئیں گی کیونکہ زکوٰۃ کوئی چٹی نہیں ہے۔ زکوٰۃ تو اللہ کی عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے۔ مسلمان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ میں اللہ کو خوش کرنے کے لیے اپنے مال میں سے پوری زکوٰۃ نکالوں گا۔ جب اس کا یہ شعور پختہ ہو گا تو وہ کبھی اپنا مال نہیں چھپائے گا۔ اس سے پھر مزید اللہ کی برکتیں بھی نازل ہوں گی۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ سود سے مال کم ہوتا ہے اور صدقات وزکوٰۃ سے مال بڑھتا ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ

(البقرہ:276)

جب زکوٰۃ دی جائے گی یا فصلوں کا عشر دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ برکتیں آسمان سے نازل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ٥ (البقرہ:261)

تم ایک دانہ زمین میں بوتے ہو' میں اس کے سات سو دانے بناتا ہوں۔

پھر اگلے جملے میں اللہ نے مزید وسعت پیدا کر دی۔

وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ. (البقرہ:261)

فرمایا: تمہاری آبادیاں جتنی بڑھیں گی' ہم غلہ بڑھا کر ان میں وسعت پیدا کرتے جائیں گے۔ اللہ کہتا ہے' یہ ہمارا کام ہے کیونکہ جس انسان کو پیدا ہم نے کرنا ہے' اس کے رزق کی ذمہ داری ہم پر ہے' جتنی آبادیاں بڑھیں گی' وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اس کے مطابق ہم رزق کو وسعت دیتے جائیں گے۔

پہلے یہ اصول بتایا کہ ایک دانے سے ہم سات سو دانے بناتے ہیں۔ ایک دانہ اگتا ہے تو اس کو سات بالیاں لگتی ہیں' ہر بالی میں سو دانے لگتے ہیں لیکن اس کے بعد فرمایا: وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ۔ جب بندے اللہ تعالیٰ سے مخلص ہو جاتے ہیں تو ہم رزق میں اضافہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کو بڑھاتے جاتے ہیں۔ آبادی کے مطابق ضرورت کے مطابق ہم اس کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ یہ اللہ رب العالمین کا نظام ہے۔ اللہ کہتا ہے' تم مجھ سے مخلص ہو جاؤ' دین کی پابندی کرو' نظام زکوٰۃ قائم کرو' رزق ووسائل کی فراہمی میرے ذمے ہے۔

تمہاری ذمہ داری صرف دولت کی صحیح تقسیم اور زکوٰۃ کا نظام قائم کرنا ہے۔ تم نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ

فلاں شخص اتنا بڑا مالدار' سرمایہ دار کیسے بن گیا۔اس کے حساب کی پائی پائی کی ذمہ داری حکومت کی ہے۔اسی طرح یہ دیکھنا بھی مسلم حکمران کی ذمہ داری ہے کہ فلاں شخص بھوکا کیوں رہ گیا۔اس کے بچوں کو کپڑے کیوں نہیں ملے' اس کا بچہ علاج سے کیوں محروم ہے۔یہ محتاج کیسے رہ گیا۔یہ ذمہ داری حکومت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' تم یہ نظام قائم کرو۔اللہ کا کام اللہ کے ذمے اور بندوں کا کام بندوں کے ذمے۔بندوں کا یہ کام نہیں کہ وہ لوگوں سے رزق کی فراہمی کے دعوے کرے۔بندوں کا کام اللہ کے دین اور نظام کو قائم کرنا ہے پھر اس کے فوائد اور برکات اللہ نے مہیا کرنی ہیں۔

اللہ کہتا ہے' یہ تمہارے کام نہیں کہ تم دعوے کرو کہ تم فلاں کو اتنا دے دو گے اور فلاں کو اتنا۔سیدھی سی بات ہے کہ اگر اللہ نہیں دے گا تو تم کہاں سے دو گے۔یہ بیوقوفی والی باتیں کرتے کیوں ہو۔ایسے جھوٹے وعدے کرتے کیوں ہو جو تم پورے نہیں کر سکتے۔

واللہ! قرآن کی ان آیات کی روشنی میں میرے نزدیک ان پارٹیوں کے سارے منشور اس قابل ہیں ہی نہیں کہ ان کو الیکشن لڑنے کی اجازت دی جائے' میں قرآن سے اللہ کے فضل سے ثابت کرسکتا ہوں کہ یہ عقیدے کی بنیادی غلطی کا شکار ہیں۔

واللہ! آج یہ پارٹیاں' یہ سیاستدان' یہ حکمران خود سب سے بڑا مسئلہ ہیں۔دین سے عاری' بے بہرہ' ناواقف لوگ امیدوار بن کر ڈگریاں لیے پھرتے ہیں۔ان سے قرآن کے پارے پوچھ لو تو 33 پارے بتاتے ہیں لیکن ایسے لوگوں کی ڈگریاں درست قرار پاتی ہیں۔یونیورسٹیوں سے ان کی ڈگری تسلیم شدہ ہے۔الیکشن کمیشن بھی ان کو اہل قرار دے دیتا ہے۔کوئی تنقید نہیں کرسکتا۔میڈیا بھی اس کا دفاع کرتا ہے کہ جب ڈگری درست ہے تو پھر کسی کو اعتراض کا کیا حق ہے' چاہے وہ قرآن کے 30 پارے بتائے یا 33۔ایسے لوگ وزیر تک بن جاتے ہیں۔

واللہ! پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ملک ہے۔ایسے ملک کے اندر اس طرح کی سیکولر سیاست نہیں ہوسکتی' انڈیا میں ہوسکتی ہے' کافر ملکوں میں یہ سیاست ہوسکتی ہے' وہاں یہ نظام چل سکتے ہیں۔پاکستان اسلام کا ملک ہے' مسلمانوں کا ملک ہے۔یہاں سیاست اسلام کی ہونی چاہیے۔یہاں دین' نماز' زکوٰۃ اور **امر بالمعروف ونہی عن المنکر** کے نظام کی بات ہونی چاہیے۔

لیکن یہاں ساری صورتحال عجیب ہے۔کیا پاکستان کے اندر کسی پارٹی نے اپنے منشور میں یہ بات پیش کی کہ ہم ملک میں غیر اسلامی سرگرمیوں کو' فحاشی کو' حرام کاری کو اور حرام کاروبار کو ختم کردیں گے۔حلال کو رواج دیں گے' سود کا خاتمہ کریں گے' بینکاری سسٹم کو تبدیل کریں گے اور ہم صرف اللہ کے دین کا نظام لائیں گے۔

واللہ! میں تو دینی پارٹیوں کے اندر ان کے منشوروں میں بھی یہ چیز نہیں دیکھتا۔اقتدار کے لالچ میں اور جمہوری نظام میں عوام کی صرف مادی خواہشات کے پیچھے چلنے کی وجہ سے اب دینی جماعتیں بھی ان باتوں کو اہمیت نہیں دے رہیں اور اگر کوئی ایسی بات کرے تو یہ چینلوں والے لال بجھکو نما میزبان خوب مذاق اڑاتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو وہ بیوقوف قرار دیتے ہیں کہ ان کو دنیا کا پتہ ہی نہیں۔پتہ نہیں یہ کس دنیا کی مخلوق ہیں۔یہ کس دور کے انسان آگئے ہیں۔اس طرح کی باتوں کا نتیجہ ہے کہ ہر حکمران پہلے سے بڑھ کر ملک کو آ کر لوٹتا ہے۔حکومتیں بھی بدلتی رہتی ہیں اور جوتے بھی پڑتے رہتے ہیں۔چنانچہ نہ ملک کی اصلاح ہوتی ہے نہ معاشروں کی۔نہ مسائل حل ہوتے ہیں نہ کسی کو حقوق ملتے ہیں۔

قرآنی منشور کا تیسرا نکتہ......
امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور قانون سازی کا مسئلہ

ہم سورۂ حج کی جس آیت کے حوالے سے مسلمان حکمران کی جن ذمہ داریوں کے حوالے سے گفتگو کر رہے تھے اس آیت کے اگلے حصے میں اللہ نے فرمایا:

وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ

مسلمان حکمران کی یہ بھی ذمہ داری ہے اور اس کے منشور میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنا حکم نہیں چلاتا بلکہ اللہ کا حکم چلاتا ہے۔نیکی کے کاموں کی اشاعت کرتا ہے اور برائیوں ومنکرات سے روکتا ہے۔سب سے پہلے خود اللہ کا حکم مانتا ہے۔پھر دوسروں سے اللہ کا حکم منواتا ہے کیوں؟ اس لیے کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔سب اللہ کے غلام ہیں' کوئی انسان انسان کا غلام نہیں' نہ کوئی انسان حکمرانوں کا غلام ہے۔سب انسان' سب ادارے' پارلیمنٹ' عدلیہ' فوج سب ہی اللہ کے غلام اور اللہ کے احکام کے پابند ہیں۔کوئی اپنا حکم نہیں چلا سکتا۔

اس آیت کی روشنی میں اللہ نے بتا دیا کہ قانون سازی کا حق بھی صرف اللہ کو ہے۔نہ کسی فرد کو یہ حق حاصل ہے' نہ کسی ادارے اور پارلیمنٹ کو۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے' قانون سازی تمہارا کام نہیں ہے۔تمہارا رب تمہیں قانون دینے والا ہے' جس کی اطاعت کی جائے گی' جس کے سب پابند ہوں گے' عدلیہ جس پر فیصلے کرنے کی پابند ہوگی۔یہ ذمہ داری اللہ کی ہے۔یہ بنیادی عقیدے کا مسئلہ ہے کہ قانون ساز کون ہے' مقتدر اعلیٰ (Sovereign Power) کون ہے۔کسی ملک کی ساورنٹی کو' اس کے اقتدار اعلیٰ کو کون قائم کرے گا۔

آج پارلیمنٹ کو سب سے بڑا (Sovereign) ادارہ کہا جاتا ہے۔یہ وہ غلطی ہے جس کا ارتکاب علی الاعلان چھوٹے بڑے سب کر رہے ہیں اور کسی کو احساس نہیں ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔جیسے نماز ہم پر فرض ہے' اسی طرح نظام سیاست میں بھی اللہ کی اطاعت فرض ہے کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔اسلام نے ہر شعبہ میں رہنمائی دی ہے۔ہم باقی سب امور میں اللہ کے احکام کو تسلیم کرتے ہیں لیکن سیاسی اور معاشی امور کو مستثنیٰ قرار دیا ہوا ہے۔آج اس غلطی کی اصلاح کی بڑی ضرورت ہے۔

جب ملک میں قانون سازی کا وقت آتا ہے تو یہ حق ہم بندوں کو اور پارلیمنٹ کو دے دیتے ہیں۔یہ اللہ کے حق میں بہت بڑا ڈاکہ اور شرک ہے۔قانون دینا صرف اللہ کا کام ہے۔ہاں بنیادی قانون کو نافذ کرنے کے لیے بھی تدبیری امور کے طور پر چھوٹے موٹے بائی لاز (By Laws)' ضابطے اور رولز اینڈ ریگولیشنز بنائے جا سکتے ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث میں بیان کردہ حد کے اندر رہ کر۔نبی ﷺ نے فرمایا:

لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق.

(سنن الترمذی)

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔شارحین نے اس کی تشریح کی ہے کہ جو قوانین اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیے ہیں' ان کو کوئی چھیڑ نہیں سکتا۔نہ انہیں تبدیل کرسکتا ہے نہ ان میں ترمیم کرسکتا ہے۔البتہ ان

قوانین کولاگو کرنا'ان کے لیے امپلیمینٹیشن کرنا' یہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔اس کے لیے ضابطے بنائے جاسکتے ہیں۔جس طرح ملک کے دستور کے ہوتے ہوئے مختلف اداروں نے اپنے اپنے ضابطے بنائے ہوتے ہیں لیکن انہیں دستوراور آئین نہیں کہا جاتا'اسی طرح دستور کے نفاذ کے لیے بھی کئی طریقے اور ضابطے بنائے جاتے ہیں لیکن انہیں دستور نہیں کہا جاتا۔دستور ایک ہی رہتا ہے۔اسلام میں بھی اصل دستور قرآن وسنت ہی ہے۔البتہ اس دستور کے نفاذ کے لیے تدبیری طور پر ضابطے بنائے جاسکتے ہیں۔ان کو مشاورت کے ساتھ نافذ کیا جاسکتا ہے لیکن اللہ کے قانون اور دستور کو چھیڑنے کی کسی کو اجازت نہیں ہوتی۔کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ قانون ساز اسمبلی بنا کر حرام کو حلال کرلے یا حلال کو حرام کرے۔سود کو جائز قرار دے دے یا زانی کو سنگسار کرنا ختم کردے۔

وامروابالمعروف ۔معروف کا معنی سب مفسرین ومحدثین ایک ہی بیان کرتے ہیں۔یعنی حدوداللہ کو قائم کرنا'اللہ کی حدوں کو نافذ کرنا' یہ حکومت کی ذمہ داریوں میں بنیادی ذمہ داری ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹ دو۔شادی شدہ زانی کو سنگسار کرو۔قاتل کا سر قلم کرو۔یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ ان حدود کو نہ کوئی تبدیل کرسکتا ہے نہ ختم۔کسی پارلیمنٹ کو بھی اس کا اختیار نہیں اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اللہ کے ہاں مجرم ہے۔

پرویز مشرف نے امریکہ سے ڈالر لینے کے لیے سب سے پہلے بش سے حدود آرڈیننس کو تبدیل کرنے اور عملاً ختم کرنے کا معاہدہ کیا۔آج پرویز مشرف اس کی سزا بھگت رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ صدر ضیاء کی مغفرت کرے'اس نے یہ حدود آرڈیننس نافذ کیا۔اگرچہ اس میں ابھی کئی خامیاں تھیں اور عملاً بھی یہ نافذ نہ ہونے کے برابر تھا لیکن جنرل (ر) پرویز مشرف نے امریکہ کو خوش کرنے کے لیے اس کی رہی سہی روح بھی نکال دی۔چونکہ صدر ضیاء نے حدود آرڈیننس کو آئین کا حصہ بنادیا تھا' اس لیے شیطان کے چیلوں کو خطرہ تھا کہ کسی وقت بھی اس پر صحیح معنوں میں عملدرآمد ہوسکتا ہے۔چنانچہ اس کی جڑ ختم کرنے کے لیے امریکہ نے جنرل مشرف کو ڈالروں کی صورت میں خصوصی لالچ دیا اور اس نے اپنی مرضی کی بنائی ہوئی پارلیمنٹ سے فوراً حدود آرڈیننس میں ترمیم منظور کرالی اور اس قانون کو بالکل ہی بے وقعت بنادیا۔

آج یہ ایمان کے'غیرتوں کے اور عزتوں کے سودے کرنے والے اللہ کی پکڑ میں ہیں لیکن پھر بھی کوئی عبرت پکڑنے کو تیار نہیں۔آج بھی کسی پارٹی کا منشور دکھا دیں جس میں یہ وعدہ کیا گیا ہو کہ وہ برسراقتدار آکر اللہ کے حکموں کو اور اللہ کی حدود کو نافذ کریں گے'اللہ کی نافرمانیاں اور غداریاں ختم کریں گے۔

تبدیلی کے دن رات نعرے لگانے والے بھی اس اصل تبدیلی کی طرف آنے کو تیار نہیں۔جب ہمارا حال یہ ہو تو پھر اصلاح کیسے ہوگی۔تبدیلی کیسے آئے گی۔حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل رجوع اور اللہ کو ہی قانون ساز ودستور ساز مانے بغیر تبدیلی کی سب باتیں محض ڈھونگ اور نعرے ہیں۔جب تک اسلام کو ہم عبادات سے لے کر سیاسی ومعاشی اور اقتصادی امور سب میں ہم اپنا رہنما نہیں مانیں گے' ہر شعبے میں اسلام کی عملداری قائم نہیں کریں گے'نظام صلوٰۃ وزکوٰۃ اور حدوداللہ کے قرآنی منشور کو نافذ نہیں کریں گے' ہم اسی طرح بحرانوں کا شکار رہیں گے۔نہ امن قائم ہوگا' نہ ہم حقیقی ترقی وخوشحالی سے بہرہ مند ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

بقیہ: گھر کیوں بکھر رہے ہیں؟

خواتین کا ایک بہانہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے خاوند کی پسند ہے'خواہ عملاً خاوند کے سامنے گندی مندی بنی رہے۔تو ان کا یہ بہانہ بھی غلط ہے۔

کیونکہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ"

(سنن ترمذی)

"خالق (کائنات) کی نافرمانی میں مخلوق کی بات ماننا (جائز) نہیں ہے۔"

اور ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق جو کریموں وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے'ان سے جلد کے خراب ہونے کا 80 فیصد خطرہ رہتا ہے۔اور کیمرے سے اس کی تصویر پوری دنیا میں گھوم جاتی ہے اور ان کا انجام بد اس طرح ہوتا ہے کہ طلاقیں ہوجاتی ہیں،بلیک میل کیا جاتا ہے۔لڑکیوں کی زندگی عذاب بن جاتی ہے۔

پیاری بہنو! آج میرج ہالوں کا رواج بھی عام ہوگیا ہے۔ان میں بھی احتیاط سے بیٹھنا چاہیے اور نظر رکھنی چاہیے کہ کہیں کیمرہ وغیرہ نہ لگا ہو۔اور اکثر میرج ہال شیشوں کے بنے ہوتے ہیں جن سے انسان چاروں طرف دکھائی دیتا ہے اور پردہ کا ماحول نہیں ہوتا۔

اے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ پڑھنے والیو! اسلام نے تجھے عزت بخشی۔ماں، بہن، بیٹی، بیوی کے روپ میں اعلیٰ مقام عطا کیا......تو تو عقل والوں کی ماں......غازیوں کے شیروں مجاہدوں کی بہن ہے......اور تو تو بہت اونچے مقام کے لیے پیدا کی گئی ہے......پھر تو کیوں نچلے لوگوں کے ساتھ شامل ہوگئی ہے......تو نے اپنے نفس کے ساتھ وہ کیا ہے جو جائز نہیں اور جو شرع ودین کی رو سے حلال نہیں......اور تو ایسے ہوگئی جیسے مغربی غیر مسلم خاتون ہے......میری ایک ہی التجا ہے کہ اپنے مقصد پیدائش وحیات کی طرف لوٹ آ، اپنی فطرت کی طرف لوٹ آ، اپنے دین کی طرف لوٹ آ، اور بے دینوں کے لیے اظہار زینت نہ کرتی پھرو، کوئی تجھے ہوس کی نگاہ سے دیکھے گا' کوئی غصے کی اور کوئی لعنت بھری نگاہ سے دیکھے گا......ایک نوجوان لڑکی کے لیے وہ علم کتنا اچھا ہے جس کے ساتھ پردہ اور دین ہو، عزت وعصمت ہو، حیا اور وقار ہو......اور یقیناً ترقی دینی علوم کے حصول میں ہی ہے......

خالق کائنات نے فرمایا:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾

(زمر:53)

"کہہ دو! اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوجاؤ، یقیناً اللہ تمام گناہ معاف کردیتا ہے، یقیناً وہ بہت ہی بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے"۔

سورۃ النور میں فرمایا:

﴿وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور:31)

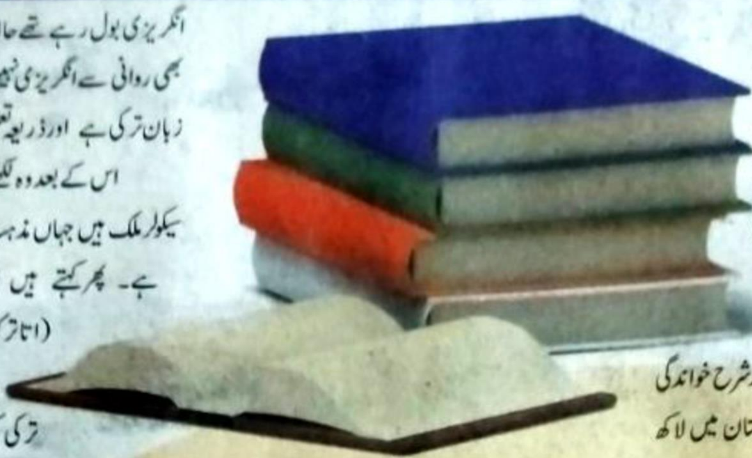
"اور تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو' اے مومنو! تاکہ تم فلاح پاؤ"۔

تعلیمی محاذ
محمد قاسم حمدان

جماعۃ الدعوۃ کی زبردست بیداری مہم.....

مخلوط انگلش میڈیم تعلیم اور نصاب سے اسلامی مضامین کے اخراج کے خلاف

ماہرین کے انکشافات کے آئینے میں



پاکستان اس وقت شرح خواندگی کے لحاظ سے دنیا میں ایک سو ستائیسویں نمبر پر ہے جبکہ ہمارے ساتھ آزاد ہونے والے ملک بھارت میں شرح خواندگی 71 فیصد ہے۔ اسی طرح نیپال 69 فیصد' سری لنکا 91 فیصد اور مالدیپ جیسا چھوٹا سا ملک تعلیم پر اپنے بجٹ کا 6.4 فیصد خرچ کر کے 81 فیصد شرح خواندگی کے ساتھ نمایاں ہے۔ اس کے برعکس پاکستان میں لاکھ دعووں کے باوجود شرح خواندگی 36 فیصد سے آگے نہیں بڑھ سکی۔

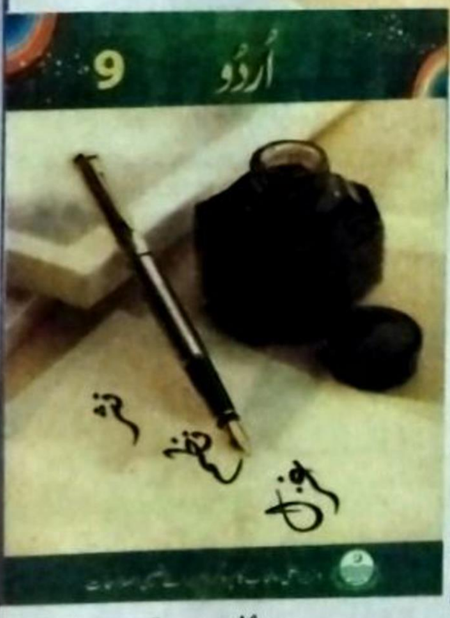
اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم ایسے راستے تراشتے ہیں جو ہمیں مغرب کی اندھی تقلید کی طرف گامزن کرتے ہیں۔ ہمارا اپنے دین اور ملک سے رشتہ کبھی بھی مضبوط بنیادوں پر استوار نہیں ہو سکا۔ اصل میں باقاعدہ سازش کے تحت ہمارے ہاں کسی بھی نظام تعلیم کو جڑیں پکڑنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ 66 سال سے تجربے ہو رہے ہیں ۔اقتدار ہمیشہ غیر سنجیدہ اور غلامانہ ذہنیت والے لوگوں کے پاس رہا جو ہمارے شانوں پر مغرب کا سر دیکھنا چاہتے ہیں۔

لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کو نئے رنگ و روپ کے ساتھ پیش کرنے کے لیے 2007ء میں مشرف حکومت نے مغرب کی ڈکٹیشن پر تعلیم کی صورت کو مسخ کرنے کا کام شروع کیا۔ پرویز مشرف کی تعلیم و تربیت زیادہ تر ترکی میں ہوئی جہاں ان کے والد سفارت کار کی حیثیت سے تعینات تھے۔ اس سیکولر تعلیم کا اثر تھا کہ وہ مصطفیٰ کمال پاشا کے لادین نظام کو رول ماڈل قرار دیتے اور اسی تناظر میں انہوں نے اس ملک کی تعلیمی پالیسیاں ترتیب دیں اور اپنے عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے نیشنل ٹیکسٹ بکس اینڈ لرننگ میٹریل پالیسی 2007ء کا نفاذ کیا۔

نصاب سے اسلامی مضامین کے اخراج پر جب محب وطن افراد نے احتجاج کیا تو بہت سے سیکولر نصاب تعلیم کے حامی میدان میں کود پڑے۔ حسن جعفر جوترکی کے موجودہ سیکولر نظام تعلیم پر بری طرح فریفتہ ہیں' وہ دنیا اخبار میں لکھتے ہیں کہ ان کا بیٹا جو ترکی کی کسی یونیورسٹی میں پڑھ رہا ہے' اس کا ترکش خاتون سے رشتہ طے ہوا۔ ترکی کے قانون کے مطابق لڑکی اور لڑکے نے عدالت میں جا کر نکاح کر لیا۔ ہم نے دینی نکاح کے لیے ایک نجی تقریب منعقد کی جس میں کلین شیو مولانا (ہوجا) نے نکاح پڑھایا۔ ان صاحب کے بقول ہوجا نے انقرہ یونیورسٹی سے اسلامیات میں ماسٹر ڈگری حاصل کی اور بڑی اچھی انگریزی بول رہے تھے حالانکہ ترکی میں پڑھے لکھے لوگ بھی روانی سے انگریزی نہیں بول پاتے کہ ان کی سرکاری زبان ترکی ہے اور ذریعہ تعلیم بھی ترکی ہے۔

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ترکی اور ملائیشیا دونوں سیکولر ملک ہیں جہاں مذہب کا ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر کہتے ہیں ترکی کے اس عظیم مسلمان (اتاترک) نے مولویوں کے غلبہ سے ترکی کو آزاد کروا کر جدید ترکی کی بنیاد رکھی جو آج مسلم ممالک میں سب سے زیادہ صنعتی اور ترقی یافتہ ممالک میں ہے۔ آخر میں یوں رقمطراز ہیں:

اسلامیات کے مضمون کے علاوہ اردو انگریزی اور دیگر سائنسی مضامین کی نصابی کتابوں کو بھی زیادہ سے زیادہ مشرف بہ اسلام کرنے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ ہمارے گھروں میں دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ جمعہ کے خطبات اور دینی اجتماعات بذات خود ایک دینی درس گاہ کا کام کرتے ہیں۔ حال ہی میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے





نصابی کتب میں تبدیلی کر کے درسی نصاب کو عصر حاضر سے ہم آہنگ کرنے کی جو کوشش کی ہے' وہ خوش آئند ہے۔ اگر ہمیں 21 ویں صدی میں زندہ رہنا ہے تو اس تبدیلی کو برقرار رکھنا ہوگا۔

کہتے ہیں کہ اتنا جھوٹ بولو کہ وہ سچ لگنے لگے' حسن جعفر نے بھی اسی اصول کو اپنایا ہے۔ ترکی جس نے یورپین یونین کا حصہ بننے کے لیے سیکولرزم کی انتہاؤں کو چھولیا۔ وہاں اذان اور نمازوں پر پابندی لگادی گئی۔ حجاب' اسلامی لباس اور اسلامی تشخص کو قابل جرم قرار دے دیا گیا۔ ترک زبان کے حروف تہجی کو رومن رسم الخط میں ڈھال دیا گیا لیکن اس تمام کے باوجود انہوں نے یورپ کے کسی بھی ملک کی زبان کو اپنے اوپر مسلط نہیں کیا۔ وہاں کا نظام تعلیم کل بھی ترکی زبان میں تھا اور آج بھی ترکی زبان میں ہے۔ ہم ترکی کو رول ماڈل تو بنانا چاہتے ہیں لیکن اردو زبان کو جب قومی زبان کا درجہ دینے اور نظام تعلیم کو اردو میں اختیار کرنے کی بات ہوتی ہے تو پھر ہماری حالت مرگی کے مریض جیسی ہوتی ہے۔

ترکی میں جب تک خلافت تھی تو وہ بات جو تاج برطانیہ کے بارے کہی جاتی تھی کہ ملکہ کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا' یہی بات خلافت عثمانیہ پر صادق آتی تھی لیکن جب ترکی کے سیاہ و سفید کا مالک مصطفیٰ کمال بنا تو پھر ترکی کو مرد بیمار کا خطاب دیا گیا۔ ترکی وہاں کی فوج کے ہاتھوں میں محبوس تھا۔ ایک جیل خانہ تھا جہاں بدترین طویل مارشل لاء رہا۔

عدنان مندریس نے انتخابات میں کامیابی کے بعد بحیثیت وزیراعظم جب اذان اور نماز کو عربی روح کے ساتھ بحال کیا تو اس جرم میں سیکولرزم کے محافظوں نے اسے تختہ دار پر لٹکا دیا۔ یورپین یونین کے لیے تڑپنے والے ترکی نے عالم اسلام کی تمام تر مخالفت کے باوجود اسرائیل کے وجود کو تسلیم کیا۔ ترکی نے اپنی تقریباً تمام اسلامی پہچان ختم کردی لیکن ترکی کو پھر بھی یورپی یونین نے اپنا رکن بنانا بھی گوارا نہ کیا۔ گویا کفار کا تعصب پھر بھی وہیں کا وہیں رہا۔ وہ ترکی کو نام نہاد مسلمان ملک کے طور پر بھی برداشت نہ کرسکے۔ ترکی والوں کو اب تو سمجھ آ گئی ہے۔ مگر ہمارے ہاں مسلط مخصوص ذہن کا طبقہ ترکی کو بھی کیا دنیا بھر کی مثالوں سے سبق سیکھنے کو تیار نہیں۔

آج اگر ترکی مصطفیٰ کمال کی پالیسیوں کو کوڑے دان میں پھینک کر مرد بیمار سے دوبارہ مرد کامل بن رہا ہے تو وہ سیکولر نظام کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلام کی طرف پلٹنے کی وجہ سے ہے۔ جس ترکی کو ستر سال تک سیکولرزم کی گھٹی دی گئی' آج وہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا علمبردار نظر آتا ہے۔ وہاں اذان و نماز ہی اپنی روح کے ساتھ بیدار نہیں ہوئے بلکہ آج کی سیکولر دنیا کو ششدر و مبہوت کردینے والا ترک خواتین کا حجاب بھی دنیا کے سامنے ہے۔ ترک قیادت اپنے فہم و تدبر سے سیکولرزم کی محافظ فوج کو پسپا کر رہی ہے۔ آج کا ترکی جس نے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لیے فریڈم فلوٹیلا روانہ کیا اور اسرائیل کی دہشت گردی کے بعد ایک مضبوط موقف اختیار کیا' اسرائیل سے سفارتی تعلقات توڑ لیے' ترکی کی استقامت کے سامنے اسرائیل کو جھکنا پڑا۔ اس نے ترکی سے معافی مانگی' شہداء کے خون کی دیت ادا کی اور غزہ کے مسلمانوں سے پابندیاں اٹھالیں۔

نظریہ پاکستان اور نصاب تعلیم کے خلاف جیو کی بھونڈی مہم:

پاکستانی قوم اسلام کو پورا پورا نافذ کرنا چاہتی ہے۔ وہ ادخلوا فی السلم کآفۃ (اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ) کی عملی تصویر بننا چاہتی ہے۔ وہ اپنی تہذیب' اپنے نظریہ اور درخشاں ماضی سے ربط و ضبط چاہتی ہے لیکن ہمارے ذرائع ابلاغ اپنی مغرب نواز پالیسیوں کے سبب اسے اپنی اقدار سے لاتعلق کر دینا چاہتے ہیں۔ جیو نے نصاب سے متعلق پروگرام ''چل پڑھا'' کے ذریعے نہ صرف نصاب تعلیم کا بھونڈا مذاق اڑایا بلکہ اسے سیکولر بنیادوں پر تیار کرنے کی خوب وکالت کی۔

پروگرام کے ایک حصے میں شہزادرائے ایک میڈیکل سٹور پر جاتا ہے اور سٹور والے سے ایسی دوا طلب کرتا ہے جو آج سے پچاس سال قبل میڈیسن کمپنیاں تیار کرتی تھیں۔ انہوں نے درحقیقت یہ بتانا چاہا کہ جیسے پچاس سال پرانی دوا اب اتنی کارگر نہیں ہے' ایسے ہی پچاس سالہ پرانا نصاب تعلیم بھی وہ نتائج و ثمرات نہیں دے سکتا۔

یہ بات سائنسی مضامین کی حد تک تو درست ہے کہ پچاس سال میں سائنس نے جو ترقی کی ہے' اس کے مطابق ہمیں اپنے نصاب کو اپ ڈیٹ کرتے رہنا چاہیے لیکن اس تبدیلی کے لیے ڈاکٹر عطاء الرحمٰن اور ڈاکٹر عبدالقدیر خاں جیسے سائنسدانوں' ماہرین تعلیم اور دانشوروں کی خدمات لینی چاہئے نہ کہ شہزادرائے جیسے طبلہ نوازوں کی۔ اسلامیات اور نظریہ پاکستان کبھی پرانے نہیں ہو سکتے۔ قرآن و سنت جس طرح چودہ سو سال پہلے ہمارے مسائل کا حل تھا' اس سے کہیں بڑھ کر آج اسلامی نظام حیات ہماری ضرورت ہے۔ سیکولرازم اور کمیونزم جیسے متعفن نظام کے بگاڑ کو اسلام کی تعلیمات سے مٹایا جا سکتا ہے۔

''چل پڑھا'' نصاب کے ایک اور پروگرام کا آغاز ہی یہیں سے ہوتا ہے کہ 2006ء میں پاکستان گدھوں کی پیداوار میں دوسرے نمبر پر تھا۔ اسی سال پاکستان میں نصاب میں نظرثانی کا کام شروع ہوا اور نصاب تعلیم کو بھرپور انداز میں سیکولرزم کے سانچے میں ڈھالنے کا کام شروع ہوا۔ قرآن کی سورہ توبہ وانفال کو نکالا گیا۔ عربی زبان کی تدریس پر تیشہ چلانے اور ورلڈ بینک کے تعاون سے موجودہ نصاب کی سازش تیار ہوئی۔

قارئین کرام! اٹھارہ کروڑ عوام کو گدھوں کے مماثل قرار دینا' اس سے بھی بڑی کوئی توہین ہو سکتی ہے۔ کیا جیو کا محاسبہ نہیں ہونا چاہیے؟

پروگرام میں ایک سوال یہ بھی اٹھایا گیا کہ ہمارے نصاب میں اتنی مذہبیت کیوں ہے؟ ہم اسلامیات پڑھاتے ہیں' وہ ٹھیک ہے مگر اردو' مطالعہ پاکستان اور سائنس' ریاضی میں اسلام کیوں شامل ہوتا ہے۔

مغرب اور اس کے ہمنواؤں کا اصل دکھ ہی یہی ہے۔ لارڈ میکالے سے لے کر مائیکل باربر تک سبھی نے کوشش کی کہ مسلمانان پاک و ہند کا رشتہ اسلام سے کمزور

☆......مفت کتب کے لیے ورلڈ بنک سے قرضہ لیا گیا جو سود سمیت واپس کرنا ہوگا۔ ساتھ شرائط مسلط کی گئیں اور انہی شرائط کے تحت جدید لارڈ میکالے مائیکل باربر اسلامی اقدار اور اخلاقیات ختم کرنے پر مامور ہوا۔

☆......صوبہ خیبر پی کے میں اسلامی مضامین تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن عوام کے ردعمل اور طالبان کے خوف سے انہیں جرأت نہیں ہوئی۔

کر دیا جائے لیکن انہیں ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی۔

ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر چیز کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لیے ہمارے نصاب کے ہر جزو میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی جھلک ہونی چاہیے۔ اسلامیات ہی نہیں ہماری شاعری طبیعات کیمسٹری بیالوجی عمرانیات غرضیکہ تمام علوم وفنون کو ایسا ہونا چاہیے کہ وہ ہمیں ہمارے رب تک لے جانے والے ہوں۔ یہی حکم ہمیں قرآن دیتا ہے۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. (محمد: 19)

''جان لو بے شک اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔''

☆......پنجاب میں نگران حکومت نے تمام بیوروکریٹس کے تبادلے کیے لیکن سیکرٹری تعلیم جو مائیکل باربر کے نمائندہ کا کردار ادا کر رہا ہے اسے کسی نے نہیں بدلا۔

☆......ہمارے حکمرانوں کے نزدیک کامیابی یہ ہے کہ مشیر یا وزیر اسے بناؤ جسے ورلڈ بنک یا دیگر عالمی مالیاتی ادارے پسند کریں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

☆......ہم ایسا تعلیمی رول ماڈل تیار کریں کہ جو نظریہ پاکستان کا پاسبان ہو ہمارا دین ہمارا کلچر اس میں نظر آئے۔ ڈاکٹر رفیق احمد سابق وی سی پنجاب یونیورسٹی

تعلیم کا بنیادی مقصد کیا ہونا چاہیے' یہ بھی ہمیں قرآن حکیم ہی بتاتا ہے۔ رب ذوالجلال کا ارشاد ہے:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ. (آل عمران: 185)

جو شخص جہنم کی آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا' وہ ہی کامیاب رہے گا۔

نصاب میں اکھاڑ پچھاڑ کرنے والے یہ چاہتے ہیں کہ تمام علوم وفنون ہمیں کفر وشرک تک لے جانے والے ہوں۔ ایسی سوچ رکھنے والے یاد رکھیں کہ روس میں جب کمیونسٹ انقلاب برپا ہوا تو معاشیات ہی کمیونسٹ نہیں ہوئی بلکہ ادب اور سائنس بھی مارکسسٹ ہو گئے۔ اگر کمیونسٹ دنیا اپنے ہر علم کو مارکسسٹ بنا سکتی ہے اور مغربی دنیا اپنے ہر علم کو لبرل اور سیکولر بنا سکتے ہیں تو پاکستان کے مسلمان اپنے ہر علم کو اسلامی کیوں نہیں بنا سکتے؟

سیکولر طبقہ کو جس بات کی سب سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے وہ ملت اسلامیہ کے فاتحین ہیں جنہوں نے غزنوی کی صورت میں سومنات کے بت پاش پاش کیے۔ ہندوستان پر حکمرانی کی۔ اعتراض یہ ہے کہ آخر ہمارے ہیروز صرف فاتحین کیوں ہیں۔ ہمارے ہیروز میں کوئی سائنس دان مثلاً امریکہ واسرائیل کا جاسوس پروفیسر عبدالسلام مرزائی کیوں نہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہیرو ہوتا ہی وہ ہے جس نے تاریخ کا رخ بدلا ہو۔ تاریخ کی تعریف متعین کی ہو۔ برصغیر پر مسلمانوں نے ایک ہزار سال تک حکومت کی ہے تو اس کی وجہ یہی فاتحین تھے۔ ہم مسلم فاتحین پر تو بہت چیں بجبیں ہوتے ہیں لیکن سکندر اعظم جیسا جنگجو یورپ کا ہیرو ہے۔ پوپ اربن دوئم یورپ کے عظیم ہیرو کا درجہ رکھتا ہے۔ اس نے صلیبیوں کو اشتعال دلا کر بیت المقدس پر حملہ کیا اور عیسائیوں نے مسلمانوں کا اس قدر قتل عام کیا' یورپی مورخین خود تسلیم کرتے ہیں کہ صلیبیوں کے گھوڑے گھٹنوں تک خون میں ڈوب گئے۔ اس کے برعکس جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس واپس لیا تو اس نے جو رحمدلی اور فیاضی اختیار کی' مغرب اس کا بھی اعتراف کرتا ہے۔ مگر ہمارے نام نہاد روشن خیال ایسے عظیم ہیرو کو ہمیشہ کے لیے فراموش کر دینا چاہتے ہیں۔

بھارت میں شیواجی' رانا پرتاب' ارجن نے بڑی بڑی خونریز جنگیں لڑیں' یہ ہندو جنونیوں کے ہیرو ہیں' آج بھارت نے اپنے میزائلوں کے نام ان شخصیات کے نام پر رکھے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام ایک غیر مسلم مرتد اور مرزا غلام قادیانی کا چیلا ہمارے ہیروز میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خاں جیسے لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔

اٹھارویں ترمیم اور نصاب تعلیم کا تیاپانچہ:

پرویز مشرف کے دور میں روشن خیالی کے تصور کو اجاگر کرنے کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے جن میں سے ایک نصابی کتب کی تیاری کے عمل کو حکومتی کنٹرول سے نکال کر پرائیویٹ کاروباری طبقہ کے حوالے کرنا تھا۔ اس مقصد کے لیے نیا نصاب تعلیم 2006,07ء متعارف کرایا گیا اور اسے عملی جامہ پہنانے کی غرض سے نصابی کتب و تعلیمی مواد کی تیاری کی پالیسی 2007ء متعارف کرائی گئی جس کے تحت پرائیویٹ سطح پر نصاب کی کتب کی تیاری کی اجازت دی گئی۔ اس منصوبے کو پذیرائی بخشنے کے لیے ورلڈ بنک کی خدمات حاصل کی گئیں۔ حکمران اپنے عوام کو دھوکہ دینے کے لیے یہ وظیفہ دن رات الاپتے رہے کہ ہم پڑھا لکھا پاکستان بنانے کے لیے کتابیں اول کلاس سے دہم تک مفت دے رہے ہیں۔ درحقیقت یہ ورلڈ بنک سے حاصل کردہ قرض کی رقم تھی جو سود سمیت ہم سے وصول کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی شرائط بھی مسلط کی ہوئی ہیں۔ انہی شرائط کے تحت مائیکل باربر کو وزیراعلیٰ پنجاب کا مشیر تعلیم بنایا گیا اور اسی کی ہدایات سے نصاب تعلیم کا تیاپانچہ کیا جا رہا ہے۔ بچوں کو اسلامی اقدار کی تعلیم اور اخلاقیات کی تعلیم سے دور کرنے کے منصوبے پر عمل ہو رہا ہے۔

گزشتہ سال 2011,12ء میں اسلامیات نہم کی کتاب کا قصہ بہت اہمیت کا حامل ہے جس میں قرآن کی تین سورتیں الانفال' التوبہ اور الممتحنہ کو نصاب سے خارج کر دیا گیا کیونکہ یہ آیات جہاد پر امت کو متحد کرتی ہیں۔ یہاں یہ بات ذکر کرنا ضروری ہے کہ وہ لوگ جو کہتے نہیں تھکتے کہ اسلام کو صرف اسلامیات میں پابند کر دیا جائے' انہوں نے اسلامیات سے ان تینوں سورتوں کو کیوں نکلوا دیا۔

اٹھارہویں ترمیم کے بعد جب اختیارات صوبوں کو منتقل کر دیئے گئے تو محکمہ صحت اور تعلیم بھی صوبوں کو دے دیئے گئے۔ مرکزی نصاب کمیٹی یا کریکولم اتھارٹی کی بجائے صوبائی سطح پر کریکولم اتھارٹیاں بن گئیں۔ سب سے پہلے صوبہ خیبر پختونخوا میں اسلامی مضامین کی تبدیلی کی کوشش کی گئی لیکن عوام کے ردعمل اور طالبان کے خوف سے انہیں جرأت نہ ہو سکی۔

صوبائی کریکولم اتھارٹی کا کام مسودات برائے درسی کتب کی منظوری دینا تھا لیکن پس پردہ کام کرنے والی قوتوں نے اپنے مخصوص مفادات کے تحفظ کے لیے مذکورہ ایکٹ میں الجھاؤ اور ایکٹ کے بنیادی مقصد سے انحراف کرتے ہوئے نصابی کتب کی تیاری وتدوین' من پسند پبلشرز کے ذریعے اشاعت وفروخت اور سپلائی شروع کر کے کرپشن کی نئی راہیں کھول دیں۔ کریکولم اتھارٹی سبزی منڈی بن گئی ہے' جہاں جو چاہے بولی لگاتا پھرے۔

پہلے طریقہ کار یہ تھا کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اپنے ماہرین کے ذریعے کتاب تیار کرواتا اور وفاقی کریکولم

نصاب تعلیم میں تبدیلی اور جماعۃ الدعوۃ کی بیداری مہم

جماعۃ الدعوۃ پاکستان اس ملک کی اساس نظریہ پاکستان کو سمجھتی ہے۔ اس لیے اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف ہونے والی کسی بھی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ ان شاء اللہ

نصاب تعلیم سے اسلامی مضامین کے اخراج اور نظام تعلیم کو مکمل انگلش میڈیم ومخلوط بنانے کے خلاف امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ کی سربراہی میں ماہرین تعلیم؛ اساتذہ تنظیموں کے رہنماؤں؛ وکلاء اور طلباء رہنماؤں کا ایک اہم اجلاس ہوا۔ شرکائے اجلاس نے کہا کہ نئی تعلیمی پالیسی کا مقصد ملک وقوم کو اسلام اور نظریہ پاکستان سے برگشتہ کرنا ہے۔

امیر محترم نے اس موقع پر کہا کہ ہم پوری دنیا پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ جتنے مرضی سازشوں کے جال بن لیں؛ ہم تعلیمی میدان میں غیر ملکی مداخلت ختم کرا کر نصاب تعلیم کو اسلام اور نظریہ پاکستان کا نمونہ بنائیں گے۔ ان شاء اللہ

جماعۃ الدعوۃ کی اس تحریک پر سب سے پہلے وکلاء برادری نے قدم اٹھایا۔ حرمت رسول ﷺ لائرز اور الامہ لائرز موومنٹ اور سول سوسائٹی نے جی پی او چوک میں مظاہرہ کیا۔ مقررین نے نصاب میں اسلام دشمن پالیسیوں کو یکسر مسترد کرتے ہوئے کہا ہم مائیکل باربر کے مذموم مقاصد کو کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ طلباء واساتذہ بھی نصاب میں تبدیلیوں کے خلاف میدان میں آچکے ہیں۔ نصاب تعلیم پر شب خون مارنے کے خلاف لاہور؛ اسلام آباد؛ راولپنڈی؛ گوجرانوالہ؛ فیصل آباد؛ سرگودھا؛ اوکاڑہ؛ لیہ؛ ساہیوال؛ ملتان اور بہاولپور میں طلباء نے پرامن مظاہرے کیے۔

امیر محترم پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ کے حکم پر تحریک تحفظ نصاب بھی قائم کی گئی ہے جس کے چیئرمین جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما مولانا امیر حمزہ ہیں۔

مولانا امیر حمزہ؛ چیف ایڈیٹر ہفت روزہ جرار:

مولانا امیر حمزہ نے الحرمین سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ پاکستان کے لوگوں کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے روس جیسی سپر پاور کی افغانستان میں مداخلت اور پاکستان کے ساحلوں پر پہنچنے کی حسرتوں کا اپنی جرأت وشجاعت سے جنازہ اٹھا دیا۔ پاکستان کے غیور مسلمانوں کی نصرت واعانت سے افغانستان کے کہسار روسیوں کے لیے قبرستان بن گئے۔ آج نیٹو کو بھی جہادی جماعتوں نے شکست سے دوچار کر دیا ہے۔

لوڈشیڈنگ؛ بدامنی؛ دہشت گردی اور ڈرون حملوں کی صورت میں پاکستانی قوم کو اس جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔ حالیہ تعلیمی پالیسی اسی سزا کا حصہ ہے۔ ہمارا دشمن جو جہادی میدان میں شکست فاش کھا چکا ہے؛ ہمیں نظریاتی میدان میں پسپا کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت ورلڈ بینک اربوں روپے خرچ کر رہا ہے۔ حکمرانوں کو اقتدار کا لالچ دیا جا رہا ہے؛ میڈیا کو خریدا جا رہا ہے؛ سیکولر عناصر کو متحرک کیا گیا ہے۔ این جی اوز سرگرم ہیں اور نصابی کتب کا خرچ برداشت کیا جا رہا ہے تاکہ قوم کو بے دین بنایا جائے۔ اسی سازش کے تحت سیرت رسول ﷺ پر مبنی مضامین؛ صحابہ کرام ﷢ کی حیات طیبہ کے درخشاں پہلوؤں؛ فاتحین اسلام؛ تحریک پاکستان میں علماء اور نوجوانوں کے کردار؛ تصور پاکستان کے خالق شاعر علامہ محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کے حوالے سے مضامین کو خارج کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح تعلیمی اداروں میں انگلش میڈیم مخلوط ماحول لایا جا رہا ہے۔ یہ ہماری نظریاتی اساس پر بہت بڑا حملہ ہے۔ جماعۃ الدعوۃ کسی طرح اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ ان شاء اللہ

مولانا امیر حمزہ نے کہا کہ الیکشن کے بعد ہم بھرپور انداز میں تحریک چلائیں گے۔ مختلف جہتوں پر کام کریں گے۔ مظاہرے؛ سیمینارز اور تحریر وتقریر سمیت تمام ذرائع استعمال کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ دینی جماعتوں اور دفاع پاکستان کونسل کے پلیٹ فارم کو بھی استعمال کریں گے۔ ممبران اسمبلی؛ دانشور حضرات؛ سینیٹرز تک اپروچ کریں گے؛ انہیں قائل کریں گے کہ ریاست کی وحدت کے لیے مرکزی سطح سے نصاب کی ترتیب ومنظوری ہونی چاہئے۔

مولانا امیر حمزہ نے کہا کہ پاکستان کے عوام سے شروع ہی سے زیادتی ہو رہی ہے۔ قائداعظم نے اپنے ہر خطاب میں کہا تھا کہ پاکستان کی قومی وسرکاری زبان اردو ہوگی۔ ہمارے ملک کے آئین میں بھی یہ بات موجود ہے لیکن اس قوم کے نوخیز ذہنوں پر اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ اس پر انگریزی کی مشکل اور بھاری کتب لاد دی گئی ہیں۔ دنیا کے تمام آزاد ممالک ایران؛ فرانس؛ ترکی؛ لاطینی امریکہ سب اپنی قومی زبان میں تعلیم دیتے ہیں۔

چین جو ہمارے ساتھ آزاد ہوا؛ آج معاشی اور دفاعی اعتبار سے سپر پاور بن چکا ہے؛ اس نے یہ ترقی انگریزی پڑھ کر نہیں کی بلکہ اپنی قومی زبان میں کی۔ وہاں پہلی کلاس سے یونیورسٹی تک تحقیق کے مراحل؛ سائنس انجینئرنگ وطب تک سبھی اپنی زبان میں ہوتا ہے۔ پاکستان کی نسل نو کی ذہانت وقابلیت قابل داد ہے۔ اگر ہماری تعلیم اپنی زبان میں ہو تو ہم بھی سپر پاور بن سکتے ہیں۔ ہم انگریزی کے بحیثیت اختیاری زبان پڑھنے کے حق میں ہیں۔ آپ دیکھیں بی اے کی انگلش کا نصاب کتنا پرانا ہے۔ پرانے دور کی انگلش ہے۔ اس وجہ سے 70 فیصد طلباء فیل ہو جاتے ہیں۔ اس نصاب کو تبدیل کر کے جدید تقاضوں کے مطابق بنایا جائے۔

انہوں نے کہا کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ قرآن تو سائنس کا ماخذ ہے۔ قرآن نے چودہ سو سال قبل زمین کی گردش کا بتا دیا جسے سائنسدان بہت بعد میں جان سکے۔ اسلام کا اپنا معاشی نظام ہے۔ جسے سودی نظام کے متبادل کے طور پر بھارت وبرطانیہ میں اپنایا جا رہا ہے۔ ہم اپنی معیشت کو اسلامی تعلیم کے مطابق بنانے سے اس لیے ڈرتے ہیں کہ ورلڈ بینک سمیت مالیاتی ادارے ہمیں قرض دینا بند کر دیں گے۔ اس وقت پاکستان کی کشتی کو بھنور سے نکالنے کا واحد حل اسلامی نظام تعلیم کو پوری قوت سے نافذ کرنے میں ہے۔ ہم اس مقصد کے لیے بھرپور کوشش کریں گے۔

اتھارٹی اس کتاب پر نظر ثانی کرتی اور منظوری دیتی۔ اب 2007ء کی نصابی کتب کی پالیسی کے تحت پبلشر کسی بھی شخص سے کتاب تیار کراتا ہے اور اسے کریکولم اتھارٹی کے پاس لے جاتا ہے۔ یہاں جو پبلشر زیادہ پیسے لگائے؛ وہ اپنی کتاب منظور کرا لے گا؛ خواہ وہ انتہائی ناقص معیار کی ہی کیوں نہ ہو۔

سیکرٹری ایجوکیشن کے تعلیم دشمن اقدامات:

سیکرٹری سکولز جو کہ ورلڈ بینک کے مختلف تعلیمی

پراجیکٹس پر عمل درآمد کردار ہے ہیں' کا بنیادی مقصد جلد از جلد مغربی منصوبہ کو لاگو کروانا ہے۔ پنجاب میں نگران حکومت نے تمام بیوروکریٹس کے تبادلے کیے لیکن سیکرٹری تعلیم جو کہ مائیکل باربر کے نمائندہ کا کردار ادا کر رہے ہیں' کو کسی نے نہیں بدلا کیونکہ میر جعفر و میر صادق کا دستیاب ہونا آسان کام نہیں ہے۔

ہیں۔ تعلیمی میدان میں بھی وہ گہری نظر رکھتے ہیں۔
پروفیسر سلیم منصور خالد کہتے ہی کہ 2007ء کی پالیسی کے تحت یہ طے ہوا کہ اب کوئی بھی آدمی کتاب تیار کرسکتا ہے۔ پبلشرز نے کسی اہلیت اور تعلیمی معیار کو مدنظر رکھے بغیر لوگوں سے کتب تیار کروانا شروع کیں۔ ان کتب کی تیاری کے لیے کوئی ایڈیٹوریل بورڈ نہیں بنا۔
کریکولم اتھارٹی نے جو آؤٹ لائن دی اس کے

☆......دنیا کے تمام آزاد ممالک اپنی قومی زبان میں تعلیم دیتے ہیں۔ چین جو ہم سے ایک سال بعد آزاد ہوا' آج معاشی اور دفاعی اعتبار سے سپر پاور بن چکا' اس نے انگریزی نہیں بلکہ اپنی قومی زبان میں تعلیم دی۔ مولانا امیر حمزہ چیف ایڈیٹر ہفت روزہ جرار

☆......نصاب کو غیر اسلامی بنانے کا مسئلہ ہو یا مخلوط انگلش میڈیم تعلیم کا مسئلہ' جماعۃ الدعوۃ اس طرح کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ ان شاء اللہ

سابق وزیراعلیٰ پنجاب اپنے مشیر مائیکل باربر اور سیکرٹری تعلیم کی ایما پر ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ریپڈ بس کی طرح ریپڈ تعلیمی نظام لائیں گے۔ یہ ریپڈ (گھسا پٹا) نظام تعلیم کیا ہے؟ ذرائع کے مطابق بچوں کو کتب پڑھانے کی بجائے انہیں کمپیوٹری ڈیز کے ذریعے تعلیم دی جائے گی تاکہ نہ صرف دینی تعلیم کا جلد از جلد خاتمہ ممکن ہو بلکہ کتب سازی کی صنعت سے وابستہ ہزاروں لوگ بھی بیکار ہوجائیں۔ صوبہ پنجاب میں این جی اوز کو تعلیمی اداروں میں مداخلت کا حق بھی سیکرٹری تعلیم نے دیا ہے بلکہ ان کی ترجیحات میں شامل ہے کہ محکمہ تعلیم کے کام بیرونی امداد سے این جی اوز کی مدد سے کیے جائیں۔ اس کے انعام میں انہیں امریکہ یاترا کے کئی مواقع نصیب ہو[illegible] ہیں۔

نصابی تبدیلیاں اور ماہرین تعلیم کی آراء:

پنجاب کریکولم اتھارٹی کے ذریعے پاکستان کے سب سے زیادہ آبادی والے زرخیز صوبے کو تعلیمی سازشوں کے لیے چنا گیا ہے۔ نصابی تبدیلیوں کے حوالے سے ماہرین تعلیم کیا کہتے ہیں:

پر[illegible]فیسر سلیم منصور خالد:

پروفیسر سلیم منصور خالد کئی ایک کتب تحریر کر چکے

اندر رہ کر نئی کتب تیار ہوئی ہیں۔ اب اہم کام یہ ہے کہ ان لوگوں کو بے نقاب کیا جائے' جنہوں نے کتاب کا خاکہ یا آؤٹ لائن تیار کی۔ اس کا لیٹر جاری کیا کہ کون سی کتاب کس معیار پر لکھی جائے گی۔ جب کوئی شخص مکان بنانے کے لیے پہلے نقشہ بناتا ہے تو پھر اس نقشے کے مطابق ہی تعمیر کا پابند ہوتا ہے۔ ایسے ہی نصاب کی تیاری کا معاملہ ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی جو بہت دیندار آدمی ہیں' نظریۂ پاکستان سے انحراف کا سوچ بھی نہیں سکتے لیکن انہوں نے بھی اردو دہم کی کتاب اسی آؤٹ لائن میں رہتے ہوئے تیار کی اور اس پر بہت شور اٹھا۔
اٹھارویں ترمیم میں جو ظلم ہوا' وہ یہ کہ نصاب کی تیاری میں جو مرکزی کریکولم اتھارٹی کی نگرانی اور رول تھا' وہ ختم کردیا گیا۔ اب اس ترمیم کا خاتمہ ہمارے نعرے اور جلوس نہیں کرسکتے کیونکہ یہ کام اسمبلی نے دو تہائی اکثریت سے کیا ہے۔ اس وقت سینیٹ میں PPP کی اکثریت ہے جو سیکولرزم کی پرچارک ہے۔ صوبوں میں قومیت پرستی کا رجحان بہت زیادہ ہے۔ قوم پرست جماعتیں صوبائی اختیارات چھوڑنے پر راضی نہیں ہوں گی۔

انصار عباسی کالم نگار روزنامہ جنگ:

انہوں نے نصاب پر ہونے والی سازشوں کے حوالے سے سب سے پہلے کالم لکھا تو اس کے جواب میں

سیکرٹری ایجوکیشن نے انہیں یقین دھانی کرائی کہ یہ تبدیلی وزیراعلیٰ کے حکم سے واپس لے لی گئی ہے لیکن یہ بات حقیقت حال سے کوسوں دور ہے۔
انصار عباسی نے راقم سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ 9/11 کے بعد مغرب اور امریکہ نے بہت بڑی مہم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شروع کررکھی ہے۔ یہ اس مہم کا حصہ ہے کہ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک میں ایسی تعلیمی پالیسیاں بنائی جائیں جس سے لوگوں کو اسلام اور قرآن سے دور کردیا جائے۔ مشرف دور سے اس کا آغاز ہوا۔ اس نے سورۂ توبہ وانفال کو نصاب سے خارج کردیا۔ حکمران' سیاسی پارٹیاں اور دینی جماعتیں سبھی کے کندھوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ نسل نو کو اصل سے دور نہ ہٹنے دیا جائے۔ ہماری تعلیم کی بنیاد قرآن وسنت ہے۔ آئین کہتا ہے یہاں نظام تعلیم قومی زبان اردو میں ہو اور آئین کہتا ہے کہ ہم نے اپنے بچوں کو قرآن پڑھانا ہے مگر ہم اس کے الٹ کررہے ہیں۔
انہوں نے اٹھارہویں ترمیم بارے کہا کہ اس ترمیم سے ہم تقسیم در تقسیم ہوں گے۔ تعلیم تو متحد کرتی ہے۔ ایک بنیاد پر جمع کرتی ہے لیکن اس ترمیم سے صوبائی تعصب کو ہوا ملے گی۔ یہ پاکستانیت کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی:

ڈاکٹر صاحب نے نصاب کی کئی ایک کتب تیار کی ہیں۔ وہ نصاب تعلیم کے حوالے سے ایک سند کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کے نزدیک کامیابی یہ ہے کہ مشیر یا وزیر اسے بناؤ جسے ورلڈ بنک یا دیگر عالمی مالیاتی ادارے پسند کریں۔
مائیکل باربر کو اگر مشیر بنایا گیا تو اس نے کون سی نئی ٹیکنالوجی دی ہے سوائے اس کے کہ ہمارے نظریہ پاکستان و اسلام کے خلاف سرنگ کھودنا شروع کردی۔ ہمیں پاکستان میں ایسا کوئی شخص نہیں ملتا' یہاں کتنے لائق اور قابلیت سے مالا مال لوگ موجود ہیں۔ امریکی مشیر آئے گا تو پھر وہی ہوگا جو امریکہ چاہے گا۔ اس وقت پنجاب میں سب سے بڑا ظلم یہ کیا گیا ہے کہ پہلی کلاس سے انگلش میڈیم کردیا گیا۔ وہ بچے جو پرائمری یا اوپر کی کلاسوں میں ہیں' انہوں نے انگریزی پڑھی ہی نہیں' ایک دم انگلش میڈیم جو ٹیچر کے لیے پڑھانا مشکل ہے۔ ان کے سر تھوپ دیا گیا۔ اس کا

باقی صفحہ 39 پر

سرکاری سرپرستی کے جلو میں نصابی صلیبیں





اٹھارویں ترمیم سے قبل پاکستان میں وفاقی نصاب سازی ایکٹ مجریہ 3اپریل 1976ء کے تحت انٹرمیڈیٹ لیول تک نصاب سازی کی جاتی رہی۔ وفاقی نصاب کی روشنی میں صوبائی سطح پر ٹیکسٹ بک بورڈز نصابی کتب کے مسودہ جات کی منظوری کے لیے وفاقی نصاب ساز ادارہ کریکلم ونگ کو ارسال کرتے رہے ہیں۔ ان مسودہ جات کو کریکلم ونگ اسلام آباد بطور درسی کتب رائج کرنے کی منظوری دیتا رہا ہے۔ کتب کی طباعت' اشاعت اور فروخت کا استحقاق بحوالہ مغربی پاکستان پبلیکشن آف ٹیکسٹ بکس ریگولیشن اینڈ کنٹرول آرڈیننس مجریہ 1970(xxvii) PTB ہی کو دیا گیا۔

اٹھارویں ترمیم جس میں بنیادی طور پر صدر کے اختیارات میں کمی کے علاوہ نواز شریف نے تیسری بار اپنے لیے وزارت عظمیٰ کی راہ ہموار کرنا تھی' وہاں اسلام آباد کریکلم ونگ کو ختم کر کے صوبوں کو نصاب سازی کا صوابدیدی اختیار دیا گیا۔

اسلام آباد کریکلم ونگ کے ٹوٹ جانے کے بعد 21 جون 2012ء کو پنجاب اسمبلی نے پنجاب کریکلم اتھارٹی (PCA) کا بل پاس کیا جس کا مرکزی مقصد اتھارٹی کے منظور کردہ نصاب کے مطابق تیار کردہ مسودہ جات برائے درسی کتب کی منظوری دینا تھا لیکن پس پردہ کام کرنے والی طاغوتی قوتوں نے اپنے سامراجی اور صلیبی مفادات کے تحت ایکٹ میں ایسی دفعات شامل کر دیں جو نہ صرف ٹیکسٹ بک بورڈ کے مجوزہ دائرہ اہداف سے متصادم تھیں بلکہ اسلام اور نظریۂ پاکستان سے بھی متصادم ہیں۔ مثلاً:

1- نصابی کتب کی تیاری وتدوین (دفعہ نمبر 6(b)

2- پرائیویٹ پبلشرز (خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) کے ذریعہ اشاعت اور سپلائی۔ (دفعہ نمبر 6(c)

3- ''کتاب'' سے مراد ایک جلد یا کئی جلدوں پر مشتمل' کسی بھی زبان میں پمفلٹ' مضامین موسیقی کا ہر صفحہ' نقشہ' چارٹ یا پلان علیحدہ علیحدہ طبع شدہ یا کسی کتبے کا کسی بھی زبان میں ترجمہ شدہ حصہ۔ (دفعہ نمبر 2(b)

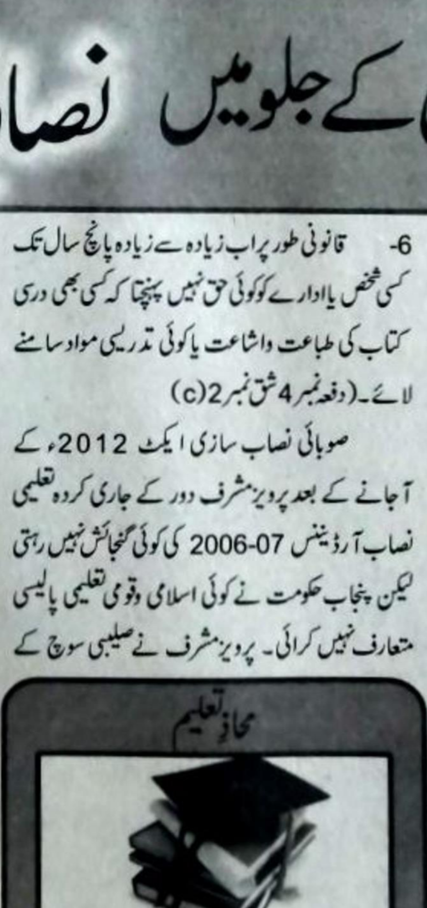
4- ''درسی کتب'' سے مراد کسی بھی شخص کی تیار کردہ کوئی کتاب جس کی (PCA) اجازت دے۔ (دفعہ نمبر 2(h)

5- کسی بھی شخص یا بک ایجنسی کی طرف سے ایک ادارے کی مختلف کلاسز کے لیے تیار کردہ مسودہ جات کی جانچ اور منظوری۔ (دفعہ نمبر 2(c)

6- قانونی طور پر اب زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک کسی شخص یا ادارے کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ کسی بھی درسی کتاب کی طباعت واشاعت یا کوئی تدریسی مواد سامنے لائے۔ (دفعہ نمبر 4 شق نمبر 2(c)

صوبائی نصاب سازی ایکٹ 2012ء کے آجانے کے بعد پرویز مشرف دور کے جاری کردہ تعلیمی نصاب آرڈیننس 07-2006 کی کوئی گنجائش نہیں رہتی لیکن پنجاب حکومت نے کوئی اسلامی وقومی تعلیمی پالیسی متعارف نہیں کرائی۔ پرویز مشرف نے صلیبی سوچ کے احیاء کے لیے روشن خیالی کے نام پر جو اقدامات کیے' ان میں ایک نصابی کتاب کی تیاری کے عمل کو حکومتی کنٹرول سے نکال کر مادر پدر آزاد پرائیویٹ کاروباری طبقہ کے حوالے کرنا تھا۔ ورلڈ بنک کی معاونت اور شرائط سے اس منصوبے کو پذیرائی دی گئی جس کا مقصد اسلامی اقدار کی بتدریج بیخ کنی تھی۔ چونکہ ورلڈ بنک معاون تھا لہٰذا اس پالیسی کے تحت مفت کتابیں دی گئیں اور تا حال وہی پالیسی چل رہی ہے اور جس کے مظاہر آئے دن مظاہروں کی شکل میں دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ مثلاً 12-2011ء میں اسلامیات کی نہم کی کتاب سے سورۃ انفال' الاحزاب اور الممتحنہ کو یکسر نکال دیا گیا تھا۔ البتہ معاملے کی حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے PTB کی تیار کردہ کتاب کو نصاب کا حصہ بنانے کا حکم جاری کیا۔

جہاں معاملے کی یہ سنگینی ہے' وہاں جز وقتی تعلیمی ماہرین ان کتب کے ایڈیشنز کو بغیر جانچ پرکھ کے قوم پر لاگو کر رہے ہیں جو اغلاط سے مملو ہیں۔ نہ اغلاط کی نشاندہی کی جا رہی ہے اور نہ ہی کتب پر کسی ادارے کا کنٹرول نظر آتا ہے۔ ناشرین کا مطمح نظر چونکہ کاروباری اور تجارتی ہے' انہوں نے مالی وسائل کو بروئے کار لا کر ایک ماحول بنا رکھا ہے' اس لیے وہ لے دے کر ریویو کمیٹی سے اپنی کتب منظور کروا کے دھڑا دھڑ چھاپ رہے ہیں۔ دوسری طرف پرویز



مشرف کے کارندے تاحال اپنے عہدوں پر براجمان ہیں اور اس کی روشن خیالی اور صلیبی قوتوں کے اشارے پر تعلیم کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں۔

● مسلم لیگ (ن) اپنے اخباری اور سیاسی بیانات میں پرویز مشرف کو بار بار مطعون کرتی ہے لیکن ڈالروں کے لالچ میں اس کے نقش قدم پر بلکہ اس سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ کر چل رہی ہے۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں موجودہ اسلام و پاکستان دشمن تعلیمی پالیسی کے حوالے سے عوامی احتجاج پر ایجوکیشن کمیشن نے بھی آواز اٹھائی ہے۔

☆......اسلامیات کی نہم کی کتاب سے سورۂ انفال' الاحزاب اور الممتحنہ کو نکال دیا گیا' احتجاج پر نصاب کا حصہ بنانے کا حکم دیا گیا۔

☆......جسٹس خلیل الرحمٰن کمیشن نے غیر ملکی ماہرین تعلیم مائیکل باربر' ریمنڈ اور ڈینم (امریکی برطانوی نسلیں) کی خدمات کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے رد کر دیا اور سفارش کی کہ تعلیم میں غیر ملکی مداخلت کو بند کیا جائے۔ مگر مداخلت ابھی بھی جاری ہے۔

● قوم کو یکساں نصاب اور نظام تعلیم کی فراہمی کے لیے قائم جسٹس خلیل الرحمٰن کمیشن نے غیر ملکی ماہرین تعلیم مائیکل باربر (برطانیہ)' ریمنڈ اور ڈینم (امریکہ) کی خدمات کو قومی مفاد میں غیر ضروری قرار دیتے ہوئے رد کر دیا ہے اور حکومت پنجاب سے سفارش کی ہے کہ تعلیمی اعتبار سے غیر ملکی مداخلت کو بند کیا جائے' تاہم مداخلت جاری ہے جس کے نتیجے میں دسویں جماعت کے نصاب سے اسلامی و ملی مضامین نکال دیے گئے۔ تاہم اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے قومی احتجاج پر ان کو دوبارہ شامل کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

یہ غیر ملکی مداخلت ہی تو کارفرما ہے کہ جہاں ایک طرف اسلامیان پاکستان کو نظریاتی بحران میں ڈالا جا رہا ہے تو دوسری جانب پنجاب کریکلم اتھارٹی اور PTB کے اہداف میں شدید ٹکراؤ کے باعث درسی کتب بروقت مارکیٹ میں نہ پہنچنے سے طلباء' اساتذہ اور والدین شدید پریشانی میں مبتلا ہیں۔ ورلڈ بنک کے سامراجی مفادات کے تناظر میں شروع کردہ پرویز مشرف کی تعلیمی پالیسی 2006-07ء کے کئی اور بھی تاریک پہلو امت مسلمہ کو ذلت و پستی کی طرف دھکیل رہے ہیں' مثلاً:

1- اس پالیسی کی وجہ سے ملکی اور غیر ملکی پرائیویٹ پبلشرز کو کھل کھیلنے کا موقع ملا۔ انہوں نے غیر معیاری کاغذ پر زیادہ سے زیادہ ضروری اور غیر ضروری مواد کے ساتھ بڑے حجم کی کتابیں چھاپیں۔ قطع نظر اس کے کہ معصوم طلباء اس سال کے 160 تعلیمی دنوں میں یہ بھاری بھرکم اور عسیر الفہم نصاب کو کور کر پائیں گے یا کہ نہیں۔

2- پلے گروپ سے ہی مضامین کی تعداد میں بے تحاشہ اضافہ کر کے معصوم بچوں کو لادو جانور بنا دیا۔ یہ چیز نہ صرف مالی بلکہ ذہنی نقصان کا بھی باعث ہے۔

3- انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دے کر نہ صرف آبائی زبانوں بلکہ قومی زبان اردو کا گلا گھونٹ کر علم کے ذخیرے کی نفی کی گئی ہے۔

4- بچوں کو ذہنی اور نفسیاتی اعتبار سے مکمل طور پر اپاہج بنا کر ملت کا شیرازہ بکھیر دیا گیا ہے۔

قومی نصاب میں جو تبدیلیاں سامنے آئی ہیں' یہ درحقیقت ان تبدیلیوں سے کہیں کم ہیں جو اصل میں کی جا چکی ہیں۔ گزشتہ سال ہی حکومت پنجاب نے نصاب تعلیم کا حلیہ بگاڑ کے رکھ دیا۔ بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے پانچ سالوں میں تبدیلیاں کی گئیں۔ عوام الناس' ماہرین تعلیم اور اساتذہ کو بے خبر رکھا گیا۔ پہلی سے دسویں تک نصاب کی تیاری میں غیر ملکی مداخلت کام دکھا گئی۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئرمین قیصر اقبال اور ان کے معاون خصوصی کرم حسین کے مطابق حکومت نے کتابوں کی تیاری اور پبلشنگ کے حوالے سے انہیں بالکل اعتماد میں نہیں لیا بلکہ عوام الناس بے خبری میں ہمیں ہی مطعون کر رہے ہیں۔ پرانے اور موجودہ نصاب کے تقابلی جائزے اور ذمہ دارانہ تحقیق کے بعد کفریہ تعلیم و تربیت کے لیے کی جانے والی تبدیلیوں کا خلاصہ یہ ہے۔

(الف): پانچویں جماعت کی معاشرتی علوم میں اسلامی جمہوریہ پاکستان' مسلمانوں اور ہندوؤں کے مذہبی' سیاسی اور معاشرتی اختلافات' کشمیریوں کی جنگ آزادی 1948ء' جنگ دسمبر 1971ء' مسئلہ کشمیر اور پاکستان کے تحفظ کی ضرورت اور اہم شخصیات میں حضرت محمد ﷺ' محمد بن قاسم' محمود غزنوی' حضرت شاہ ولی اللہؒ' سر سید احمد خان' قائد اعظم اور ڈاکٹر محمد اقبال پر مضامین شامل تھے لیکن PCA (پنجاب کریکلم اتھارٹی) کی سرپرستی میں پرائیویٹ پبلشرز کی تیار کردہ کتاب میں محمد علی جناح اور ڈاکٹر اقبال کا چند پیراؤں میں تذکرہ کر کے باقی سب کچھ ختم کر دیا گیا ہے۔

(ب): چھٹی جماعت کی معاشرتی علوم ختم کر کے تاریخ کا مضمون شامل کر دیا گیا ہے جس میں مسلمان بچوں کو ہندومت' ذات پات کی تقسیم' بدھ مت' جین مت اور ہندو مذہب کا اختلاف' چندر گپت موریہ کا کردار' اشوک گپت موریہ حکومت کا قیام' سمدر گپت' چندر گپت ثانی' گپت عہد میں ہندومت کا احیاء اور اس سے متعلقہ غیر اسلامی مواد شامل کر کے بچوں کو ہندو مذہب سے مانوس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

(ج): ساتویں جماعت کی معاشرتی علوم جو پاکستان' مسلم ممالک' اسلامی معاشرہ' اسلامی دنیا میں نوآبادیاتی نظام کا قیام' مسلمانوں میں بیداری' مسلم دنیا کے طبعی خدوخال' مسلم ممالک کی آب و ہوا' مسلم ممالک کے وسائل' مسلم دنیا کے لوگ' ان کی تجارت اور پاکستان کی شہری زندگی جیسے مضامین پر مشتمل تھی' کو ختم کر دیا گیا ہے اور نئی تاریخ کی کتاب متعارف کرائی گئی ہے۔ اس کتاب میں مغلیہ خاندان کے عروج و زوال پر مبنی لاحاصل مواد پیش کیا گیا ہے۔

(د): پانچویں جماعت کی اردو کی کتاب سے عفو و درگزر و وفا کا پیکر' سید جمال الدین افغانی' قرارداد پاکستان' حضرت عثمان غنیؓ' حضرت امام جعفر صادقؒ' علامہ اقبال کی نظم مکڑا اور مکھی' محمود غزنوی اور بڑھیا' مزار قائد اور علامہ اقبال کی دعا جیسے اسباق ختم کر کے ان کی جگہ بطخوں کا بٹوارہ' نظام شمسی اور ہماری زمین' کمپیوٹر اور ای میل' سارس اور لومڑی' سکاؤٹنگ اور برخوردار جیسے فضول مضامین شامل کر دیے گئے ہیں۔

(ہ): چھٹی جماعت کی اردو کی کتاب سے رسول پاک ﷺ کی شفقت و سادگی' شہید وطن مولانا ظفر

علی خان' سلطان صلاح الدین ایوبی' تحریک پاکستان میں طلباء کا کردار' یوم آزادی' اللہ کا شکر' وطن کا نشان' غزوہ بدر' علامہ اقبال...... بچوں کے شاعر' حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے اسباق نکال کر نئی ان کی جگہ کتاب میں ملکہ کو ہسار مری' اشتہارات ضرورت نہیں ہے' گل وصنوبر کی کہانی' سائنس کے کرشمے' کھیل' زراعت وصنعت' میری پیاری سائیکل اور ریاضی کا علم شامل کر کے بچوں کو سیکولرازم اور لادینیت کی طرف راغب کیا گیا ہے۔

کے نظام کی نمائندگی کرنے والے شخص کو بطور عبقری شخصیت پیش کیا گیا ہے۔ نظریہ پاکستان کا مضمون دیو مالائی جھوٹی کہانی پرستان کی شہزادی ڈال کر طلباء کو افسانہ وخیال کی بھول بھلیوں میں گم کیا گیا ہے۔ مسدس حالی نکال کر ڈاکٹر وحید قریشی کا مضمون عید الفطر شامل کر کے نونہالوں کو عقیدہ وعمل سے غیر محسوس طریقے سے دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مولانا عبد الحلیم شرر کا اہل عرب اور اسلاف سے متعلق مضمون' سفر کامیابی کی کنجی ہے' نکال کر روشن خیالی کی ماری

☆ ...... مسلم لیگ نون بظاہر پرویز کی پالیسیوں پر اسے مطعون کرتی ہے مگر ڈالروں کے لالچ میں اس سے دو ہاتھ آگے کی اسلام دشمن تعلیمی پالیسی لا رہی ہے۔

☆ ...... یہودیوں کے اشاروں پر ناچنے والے ذمہ داران نے معاشرتی علوم پانچویں کلاس سے تاریخ اسلام اور تاریخ برصغیر کی بڑی بڑی شخصیات محمد ﷺ' محمود غزنوی' محمد بن قاسم' شاہ ولی اللہ ایسے مضامین ختم کر دیئے گئے ہیں۔

(د): ساتویں جماعت کی اردو سے صادق اور امین ﷺ' سچ بولنے کا انعام' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا' اللہ کی تلوار' صلح عظیم' بابائے اردو مولوی عبد الحق' اے وطن پیارے وطن' علامہ اقبال کی نظم ملی ترانہ' مسلمانوں کی بیداری میں اقبال کا حصہ جیسے اسباق نکال کر نئی کتاب میں ناممکن سے ممکن کا سفر' کسان کی دانائی' میری آواز سنو' یہ سارے ادارے اپنے ہیں' زراعت' پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی جیسے مضامین شامل کر کے بچوں کو اسلام اور ملک وملت کی آئیڈیالوجی سے بیگانہ کیا گیا ہے۔

(ز): آٹھویں جماعت کی اردو کی نئی کتاب میں اردو کی بجائے بیالوجی کا قطعی غیر متعلقہ مضمون شامل کر کے قومی وحدت کی زبان کے استحقاق کا رد کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال کی صرف ایک نظم شامل ہے جبکہ قائداعظم کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ اردو کی کتاب میں انگریزی کے اقتباسات شامل کر کے قومی زبان کا گویا نہ صرف مذاق اڑایا گیا ہے بلکہ بچوں کو اس حوالے سے احساس کمتری میں دھکیلا گیا ہے۔

(ح) دسویں جماعت کی اردو کی کتاب میں بھی انتہائی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ نئی کتاب میں علامہ شبلی نعمانی کا مضمون' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک عظیم منتظم' نکال کر سرسام زدہ سوچ کے حامل شاہد دہلوی کا مضمون پروفیسر مرزا محمد سعید شامل کیا گیا ہے بلکہ دوسرے لفظوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے مقابلے میں لارڈ میکالے

اسلامی وملی غیرت سے عاری عورت حاجرہ مسرور کا رومانوی افسانہ ملمع شامل کیا گیا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کے مضمون ایثار کی بجائے چغلی خور کا نیا مضمون لایا گیا ہے۔ اسلامی معاشرے کے ماتھے کا جھومر علم وراثت سے متعلقہ علامہ راشد الخیری کا مضمون محروم وراثت ختم کر کے "نام دیو مالائی" کا جھوٹا' افسانوی اور بے مقصد مضمون شامل کر دیا گیا ہے۔ اس مضمون میں شودر ذات کے ہندو مالی کو شہید قرار دیا گیا ہے۔ میرزا ادیب کے مضمون فاطمہ بنت عبد اللہ کو نکال کر علامہ اقبال کے ذاتی ملازم علی بخش پر مضمون کو نصاب کی زینت بنا دیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ یہ ساری تبدیلیاں کفار کی مداخلت اور ان کے حکم کو جائز اور درست تسلیم کرتے ہوئے کی گئی ہیں۔ نہ صرف اخبارات کی حد تک بلکہ انتہائی معتبر ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ شہباز شریف نے باربر مائیکل سے ملاقات کے دوران نصاب میں حالیہ تبدیلیوں کو برقرار رکھنے اور اسلام پسندوں کے دباؤ میں نہ آنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگرچہ نصابی تبدیلیوں کے حوالے سے جلسے جلوسوں کی شدت وحدت کو کم کرنے کے لیے شہباز شریف نے پرانا نصاب بحال کرنے کا سر عام حکم دیا تھا لیکن یہ ایک سیاسی چکر بازی اور ڈرامائی تسلی تھی کیونکہ اس سے اگلے دن مشیر تعلیم باربر مائیکل نے موجودہ تعلیمی نصاب کو ایک بڑی اور بھاری کامیابی گردانتے ہوئے اسے پنجاب حکومت کا شاندار کارنامہ قرار دیا تھا۔

نصابی صلیبوں پر لٹکتے فرزان ہلال

(موجودہ نصابی تبدیلیوں کے تناظر میں)

نہ چھوڑا کتابوں میں سنت کا نام
مائیکل ریمنڈ سے ڈر ڈر کے مارے
دو قومی نظریے کے عنوان کو کھرچا
نکالے نصابوں سے روشن ستارے
حمیت کی رگ تیری پھڑکے گی کب تک
اٹھے گا مدہوشی سے کب میرے پیارے
مٹا کر عضو کا وہ اسلامی عنوان
لکھا ہے بطنوں کا جھوٹا فسانہ
افغانی جمالدیں کی جگہ پہ
پُر کیا سکاؤٹنگ کے لونڈوں سے خانہ
چھٹی سے نکالا پیغمبرؐ کا نام
تدریس ریاضی تو ہے اک بہانہ
ملت فروشی میں آگے اور آگے
ابلیسی عزائم کے ہیں نقارے
شہید وطن اور نام صحافت
قلم کو اب کچھ تاب نہیں
مرے دیں کی عظمت نبیؐ کا مؤذن
پیارے چمن کا تُو باب نہیں
بد بختوں نے بخشا ایوبی نہیں
یہ تو شاید ہماری کتاب نہیں
اقبال کا کانٹا نکالا ہے تم نے
یہ دھرتی کیا ان کا وہ خواب نہیں
سرسبز و شاداب ہمارا وطن
اس کے آنگن میں ڈالو نہ تم کوئی انگارے
ترانہ ملی وہ بابائے اردو
سچ بولنے کا انعام نہیں
منشی دھنپت کی لاتے ہو پنچائتیں
جہانوں کے رب سے تو کام نہیں
پس پشت ہے ڈالی تعمیر چمن
مسدس حالی کا نام نہیں
نہیں فاطمہؓ بنت عبداللہ
ابوبکرؓ و فاروقؓ و اسلام نہیں
شیطان کے ساتھی بن گئے ہو تم
شیطان کے وعدے ہیں جھوٹے سہارے

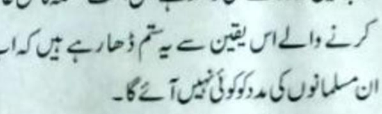
(اصغر علی صابر)



بھارت کے چنگیزی مظالم کے خلاف

مقبوضہ کشمیر کے چپے چپے پر مظاہروں کا راج

محاذِ کشمیر



ابو مسلم موعود

بھارت کے وزیر مملکت برائے دیہی ترقی جے رام رمیش نے تسلیم کیا ہے کہ نئی دہلی کی کشمیر پالیسی بھارت کی خفیہ ایجنسیاں چلا رہی ہیں اور بھارتی حکومت کو کشمیریوں کی خواہشات کا کوئی احترام نہیں۔ 58 سالہ رمیش جو کہ ایک کالم نگار بھی ہیں' نے مقبوضہ کشمیر کے دو روزہ دورہ کے اختتام پر کہا کہ بھارتی میڈیا متعصب اور حد درجہ قوم پرست ہے جسے کشمیریوں کے جذبات اور درد کا کوئی احساس نہیں۔ دریں اثناء پریس کونسل آف انڈیا کے چیئرمین مرکنڈے کچو نے بھی حیدر آباد میں ایک سیمینار میں مسلم کمیونٹی کے حوالے سے غیر ذمہ دارانہ صحافت پر بھارتی میڈیا کو تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ جب بھی کہیں کوئی بم دھماکہ ہوتا ہے تو انڈین ٹیلی ویژن چینلز میں فوری اس کا نزلہ مسلمانوں پر گرایا جاتا ہے حالانکہ خود بھارتی حکومت نے مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں کے قتل عام کا اعتراف کرتے ہوئے گزشتہ دو دہائیوں کے دوران 14000 عام شہریوں اور 4000 سے زائد سیکیورٹی اہلکاروں کی ہلاکتوں کا انکشاف کیا ہے جبکہ عسکریت پسندوں کی پشت پناہی کا ذمہ دار پاکستان کو قرار دیا ہے۔ سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اس گلوبل ولیج میں دنگا فساد کا اصل ذمہ دار کون ہے؟ اگر فلسطینیوں کو ان کا جائز حق دیا جاتا اور غاصب صہیونیوں کی مذمت کی جاتی تو ایسی نوبت نہ آتی۔ اگر مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو قابض بھارتی فوج کے ہاتھوں تباہی کا سامنا نہ کرنا پڑتا تو یہاں بھی مسلح تحریک جڑیں نہ پکڑتی۔ یہی وجوہات عراق میں مجاہدین کی مزاحمت اور افغانستان میں طالبان کے غلغلہ کی ہیں۔ اب بودھسٹوں نے میانمار' سری لنکا اور بھارت میں مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھالیئے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں ہندو 90 کروڑ اور بدھ صرف 35 کروڑ ہیں جبکہ مسلمانوں کی تعداد ایک ارب تیس کروڑ سے بھی زائد ہے لیکن امت مسلمہ کا قتل عام کرنے والے اس یقین سے یہ ستم ڈھارہے ہیں کہ اب ان مسلمانوں کی مدد کو کوئی نہیں آئے گا۔

مقبوضہ فلسطین' مقبوضہ کشمیر' عراق افغانستان' بوسنیا کوسوو' شیشان' صومالیہ' مالی' اراکان کی مثالیں یاد رکھیں کہ کسی ایک بھی مسلمان ملک نے ڈٹ کر ان لہولہو اور ستم رسیدہ مسلمانوں کی مدد نہیں کی۔ اور اگر کوئی دردمند مومن بغیر تنخواہ' بغیر اقتدار اور مفاد و لالچ کے' اپنا مستقبل تج کرکے' کاروبار اجاڑ کر' گھربار چھوڑ کر' ان جہادی قتل گاہوں کی طرف آئے تو ان مخلص جہادیوں کو دہشت گرد گردانا جاتا ہے۔

کیا خوب خلیفہ رسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ جو قومیں جہاد چھوڑ دیتی ہیں' وہ ذلیل ہوجاتی ہیں کیونکہ جہاد ہمیشہ کیا ہی ظلم کے خلاف جاتا ہے۔ اور امن عالم کا سب سے بڑا ضامن بھی صرف اور صرف جہاد ہی ہے۔

اس وقت عالم اسلام میں امن و امان کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں جہاں بھی مسلم اقلیت میں ہیں وہاں بھی ہمارا یہ پیغام جانا چاہئے کہ غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں پر ہونے والا ظلم برداشت نہیں کیا جائے گا۔ کیا وجہ ہے کہ اسلام آباد کی رمشا مسیح اور شیخوپورہ کی آسیہ مسیح کی پشت پر تو پورا یورپ اور عیسائیوں کا پوپ بھی کھڑا نظر آتا ہے' لاہور کی غیر قانونی جوزف کالونی وزیر اعلیٰ کی نگرانی میں تعمیر کی جاتی ہے اور خاندانوں کو لاکھوں روپے کی فنڈنگ فوری کی جاتی ہے لیکن مسلمانوں کی عصمتیں پتنگوں سے بھی ارزاں اور خون مسلم پانی سے بھی کمتر کیوں ہے؟؟؟

خالق کائنات اور مالک ارض وسماء کا یہ قانون ہے کہ عدل وانصاف کے بغیر دنیا کا کوئی معاشرہ قائم نہیں رہ

اسلام کے خلاف فلم بنانے والا مرکزی کردار اسلام کی آغوش میں......اور یورپ میں گونجی اذان

ہالینڈ میں سن 2008ء کو وہاں کے ایک رکن پارلیمنٹ گیرٹ ولڈر نے فتنہ کے نام سے ایک فلم ریلیز کی تھی۔ 17 منٹ کی اس فلم میں اسلام کو نعوذ باللہ بدترین' دہشت گرد اور انسانیت دشمن مذہب دکھانے کی کوشش کی تھی۔

اس فلم کا بنیادی مقصد یورپ میں اسلام کی مقبولیت کو روکنا تھا جو حاصل تو نہ ہوسکا لیکن اسی سال مارچ کو گریٹ ویلڈرز کی فریڈم پارٹی کا مرکزی رہنما اور فلم بنانے میں مرکزی کردار ادا کرنے والے اور سابق رکن پارلیمنٹ ارناڈ وارن ڈورن نے اسلام قبول کرلیا۔

22 اپریل کو یہ نومسلم سعودی عرب پہنچا۔ عمرہ ادا کیا اور پھر مسجد نبوی میں جا کر عہد کیا کہ اس نے جو فلم بنائی تھی' اس کے ازالے کے طور پر حضرت محمد کریم ﷺ کے پیغام امن کو دنیا میں عام کرے گا۔ سعودی گزٹ کو خصوصی انٹرویو میں نومسلم نے کہا کہ اسے اس پر بہت ہی ندامت ہے کہ اس نے ایسی حرکت کیوں کی تھی؟

مکہ مکرمہ میں نومسلم کا استقبال امام مسجد حرام شیخ عبدالرحمٰن السدیس نے کیا اور انہیں قرآن کا تحفہ پیش کیا۔ اس واقعہ نے ساری اسلام دشمن مغربی دنیا میں زبردست ہلچل پیدا کر کے رکھ دی ہے۔ اس سے قبل خبر آئی تھی کہ سویڈن کے دارالحکومت سٹاک ہالم میں واقع مسجد فضہ میں لاؤڈ سپیکر پر اذان کی اجازت حاصل ہوئی ہے۔ یہ مسجد 2007ء میں تعمیر ہوئی اور یہاں ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ مسلمان آباد ہیں۔

یوں یہ مسجد پورے یورپ میں پہلی ایسی مسجد بن گئی ہے کہ جہاں لاؤڈ سپیکر پر اذان ہوتی ہے' وگرنہ سارے یورپ میں سپیکر پر اذان دینے پر پابندی عائد ہے بلکہ بہت سے ممالک میں تو کھلم کھلا مسجد بنانے پر بھی پابندی ہے۔ یہاں عموماً مسجدیں گھروں کی شکل میں ہوتی ہیں۔ یوں اب یورپ میں حق کی پرزور اذانیں گونجنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔

علاوہ ازیں اب خلیجی ملکوں میں جہاں غیر ملکی بھاری تعداد میں کام کاج کے لیے آتے ہیں' بڑی تعداد کے قبول اسلام کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ اس حوالے سے بیشتر ممالک میں خصوصی اسلامی مراکز قائم ہیں جو دعوت وتبلیغ کے کام کے ساتھ ساتھ نومسلموں کی تربیت بھی کرتے ہیں۔

18 اپریل کو دبئی میں قائم ایک ایسے ہی ادارے جس کا نام دارالبر سوسائٹی ہے' نے خبر دی کہ صرف اس سال کے دوران ان کے مرکز میں 560 افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ مرکز 1993ء میں قائم ہوا تھا جس کے بعد سے اب تک صرف یہاں 18 ہزار سے زائد افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔ گزشتہ سال یہاں 1907 افراد نے اسلام قبول کیا تھا۔ مرکز میں علماء کرام کی بھی معقول تعداد موجود ہوتی ہے جو نومسلموں کی تربیت کرتے ہیں۔ نومسلموں کو ہر پہلو سے اسلام سکھانے کا اہتمام ہے۔ یوں عرب ممالک نے دولت کی ریل پیل کے باوجود اسلام کی تبلیغ وترویج کا مشن بھی جاری رکھا ہوا ہے' یقیناً یہی وجہ ہے کہ یہاں اللہ کی مہربانیاں اور رحمتیں برس رہی ہیں۔



سری لنکا میں اسلام اور مسلمانوں کا وجود خطرے میں

دنیا میں بودھ مذہب کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ پرامن لوگوں کا مذہب ہے کیونکہ ان کے ہاں کسی انسان تو کجا' کسی حیوان کا خون بہانا یا اسے مارنا مکمل حرام ہے۔

لیکن ان بودھ مذہب کے پیروکاروں نے مسلمانوں کے حوالے سے سکھوں اور ہندوؤں کی طرح تمام مذہبی تعلیمات کو فراموش کر کے ان کا خون مکمل حلال کر رکھا ہے۔ برما میں مسلمانوں کو بدترین طریقے سے قتل کرنے والے اگر بودھ مت ہیں تو یہی بودھ مت آج کل سری لنکا میں مسلمانوں کا ناطقہ بند کیے ہوئے ہیں۔

تھوڑا عرصہ پہلے تک سری لنکا میں تامل ٹائیگرز کی علیحدگی کی تحریک زوروں پر تھی۔ مسلمانوں نے تامل ٹائیگرز کے مقابلے میں حکومت کا ساتھ دیا تو تاملوں نے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے۔ بعد میں حکومت فتح یاب اور تامل ٹائیگرز ناکام ونامراد ہوئے تو اب یہی مسلمان دوسری طرف سے ظلم کا شکار ہو رہے ہیں۔ آج کل سری لنکا کے مسلمانوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ مساجد جلائی' گرائی جا رہی ہیں۔ مسلمانوں کا سماجی اور معاشی بائیکاٹ ہو رہا ہے۔ حیران کن طور پر یہاں کی مقامی حکومت برما کی طرح مکمل خاموش تماشائی بلکہ مسلمانوں پر ظلم کی نگران بنی ہوئی ہے۔

ظلم کی یہ داستان کب تک چل سکتی ہے۔ ظلم ڈھانے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ مسلمانوں پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے زیادہ ظلم تو کبھی نہیں ڈھا سکتے۔ اگر انہیں ظلم کے نتیجے میں تباہی وبربادی کا سامنا ہوا ہے اور مظلوم مسلمان فتح مند ہوئے ہیں تو ان ممالک کی تو حیثیت ہی کچھ نہیں۔ دنیا میں امن چاہنے والوں کو دوسرے کے لیے بھی امن پسند کرنا اور انہیں امن دینا ہوگا ورگرنہ کسی کو امن نصیب نہیں ہوسکتا۔ ان شاء اللہ



پروفیسر ظفر اقبال
بانی رہنما جماعۃ الدعوۃ و مدیر شعبہ بناء المساجد جماعۃ الدعوۃ

قسط نمبر 2

آپ کی کامیاب ازدواجی زندگی کا راز کیا ہے؟

چند دلچسپ خصوصی انٹرویوز

پروفیسر ظفر اقبال حفظ اللہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں کافی عرصہ پڑھاتے رہے ہیں اور وہیں سے ریٹائرڈ ہوئے۔ شاندار علمی کیریئر رکھتے ہیں' ایم اے گولڈ میڈلسٹ ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی اور بانی رہنماؤں میں سے ہیں۔ پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ کے شروع دن سے ہی دست راست ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے شمار سعادتوں سے نوازا ہے۔ جماعۃ الدعوۃ کے شعبہ تعلیم کے بانی مدیر رہے اور الدعوۃ سسٹم آف سکولز کے تحت ملک بھر میں سینکڑوں سکولز کا جال بچھادیا' اس کے ثمرات آج تک جماعت اٹھا رہی ہے۔ آج کل ادارہ بناء المساجد والمشاریع کے مسئول ہیں جس کے تحت ملک بھر میں جہاں اہل توحید مسجد تعمیر کرنے کے بارے میں معاونت کے خواہاں ہوں' وہاں مسجد بنوانے میں معاونت کرتے ہیں۔ بہت سی شاندار اور فن تعمیر کی شاہکار مساجد تعمیر کرا چکے ہیں جن میں مریدکے کی جامع مسجد ام القریٰ' جامع مسجد القادسیہ لاہور' جامع مسجد قباء اسلام آباد اور فیصل آباد مرکز خیبر کی جامع مسجد سرفہرست ہیں۔ یہ بھی منصوبے ان کی زیر نگرانی مکمل ہوئے۔ اس کے علاوہ کئی جگہوں پر بڑے بڑے مراکز کے لئے پلاٹ بھی مہیا کروائے۔ امیر صاحب نے جس کام کی ذمہ داری لگائی' انہوں نے اسے بطریق احسن مکمل کیا۔ اب تک ماشاء اللہ چار شادیاں کر چکے ہیں اور تقریباً سبھی ازواج سے ان کی شادیاں کامیاب رہیں۔ اس حوالے سے ان کے ساتھ گفتگو ملاحظہ فرمائیں۔

س: آپ نے اپنی ازدواجی زندگی کب اور کیسے شروع کی؟

ج: پہلی شادی 11 فروری 1979 میں ہوئی' 1998 میں دوسری' 2007 میں تیسری اور چوتھی 2012 میں ہوئی۔

دوسری شادی سکردو میں پہلی شادی کے 19 سال بعد ہوئی۔ شادی میں پہلی بیوی' اس کی ساری اولاد (درجن بھر بچے بچیاں) امیر حمزہ صاحب ایڈیٹر انچیف جرار' ممتاز عالم دین ابو ولید لکھوی بھی شامل تھے۔

دوسری اہلیہ سے تین بچے ہیں۔ بڑی اہلیہ پانچ سال پہلے فوت ہوگئیں۔ اس کے چھ ماہ بعد تیسری شادی کی' اس سے دو بچے ہیں۔

چوتھی شادی آج سے ساڑھے تین سال پہلے کی۔ وہ حافظہ عالمہ ہیں اور اس سے دو بیٹیاں ہیں اور مدرسہ معاذ بن جبل مریدکے' کی مدیرہ ہیں اور 157 طالبات ان کے پاس پڑھ رہی ہیں۔ حفظ او رشعبہ کتاب و سنت نہایت کامیابی سے چلا رہی ہیں۔ میں خود اس کی معاونت کرتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ نہایت خوش ہیں۔ اب میرے پاس صرف دو ہی بیویاں ہیں۔

س: کامیاب ازدواجی زندگی کے لئے رشتہ کا ہم پلہ ہونا ضروری ہے' آپ کا ذاتی تجربہ کیا ہے؟

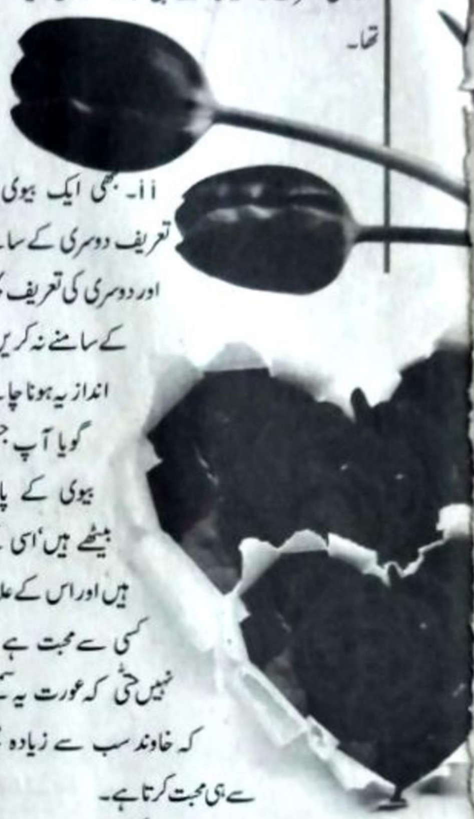
ج: ایمان کا رشتہ ہونا ضروری ہے' ہم پلہ نہ بھی ہو تو کامیابی ہوتی ہے۔ "اللہ کے نبی ﷺ کی عمر 25 سال تھی اور سیدہ خدیجہؓ بیوہ تھیں اور ان کی عمر 40 سال تھی۔ اس کے باوجود آپ ﷺ آخری عمر میں بھی انہیں یاد کیا کرتے اور فرماتے خدیجہ' خدیجہ ہی تھیں' بے مثال عورت تھیں۔ آپ ﷺ ان کی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں کو تحفے تحائف بھیجا کرتے۔ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کو خدیجہؓ پر رشک آتا کہ اللہ کے نبی ﷺ انہیں ان کی وفات کے بعد بھی اتنا یاد کرتے ہیں کہ جس کی مثال ہی نہیں۔ باقی میرے تجربات کا حاصل درج ذیل ہے۔

انٹرویوز



محمد امین الرحمٰن - ابو حمزہ ظفر اقبال

تجربات ۔ا عدل کر سکو تو نکاح کرو البتہ محبت پیار میں عدل ممکن ہی نہیں ہے۔ عدل ضروریات، لین دین میں ہے۔ کھانا پینا، لباس، مکان، رہائش میں عدل ممکن ہے۔ محبت میں عدل مشکل ہے البتہ ایک عورت اپنے رویے سے خاوند کا دل جیت لیتی ہے، اس میں پکڑ نہیں ہے جیسے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے نبی ﷺ کا دل جیت رکھا تھا۔



اا۔ بھی ایک بیوی کی تعریف دوسری کے سامنے اور دوسری کی تعریف پہلی کے سامنے نہ کریں۔ انداز یہ ہونا چاہئے گویا آپ جس بیوی کے پاس بیٹھے ہیں، اسی کے ہیں اور اس کے علاوہ کسی سے محبت ہے ہی نہیں حتیٰ کہ عورت یہ سمجھے کہ خاوند سب سے زیادہ مجھ سے ہی محبت کرتا ہے۔

س: ازدواجی زندگی میں مختلف موڑ یقیناً آتے ہوں گے تو اس بندھن کو برقرار رکھنے کیلئے آپ نے کون کون سے طور طریقے اپنائے؟

ج: سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسلمان کو اسوۂ رسولؐ سے رہنمائی ملتی ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے عملاً اپنی ازواج مطہرات کو کبھی مارا نہ ڈانٹا اگرچہ قرآن نے معمولی مار کی اجازت دی ہے' ہمیں اس سے سبق ملتا ہے کہ بیویوں کو طاقت سے سیدھا نہ کریں۔ اس کی اصل بائیں پسلی سے ہے۔ اگر زور آزمائی کریں گے تو توڑ بیٹھیں گے (حدیث میں اس بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں' اگر صورتحال بھیانک ہوتی جا رہی ہو بالکل دوسرا چارہ نہ ہو تو سخت سزا دینا یا چہرہ پر مارنا پھر بھی سخت منع ہے۔ مقصد یہ بھی ہے کہ کہیں عورت کی خوبصورتی پر حرف نہ آ جائے' چہرہ پر ایسا نشان پڑ سکتا ہے' جس سے عورت قبول صورت نہ رہے اور خود خاوند کی نظر میں اس کی کشش نہ رہے' اسلام کی تعلیم انسانیت کیلئے کتنی عظیم وحسین ہے۔ آج کل جاہل اور ظالم

☆......کامیاب ازدواجی زندگی کے لئے اسوہ رسولؐ سے رہنمائی ملتی ہے آپ ﷺ نے قرآنی اجازت کے باوجود عملاً ازواج مطہرات کو کبھی مارا نہ ڈانٹا۔ پروفیسر ظفر اقبال

☆......بیوی کے والدین اور خاندان کے بارے میں غلط انداز اور طعن وتشنیع سے معاملات بگڑتے ہیں وگرنہ کبھی ناراضگی ہو ہی نہیں سکتی۔ پروفیسر ظفر اقبال

☆......اہلیہ کا بار بار میکے جانا برا نہیں لگتا لیکن میکے جانے کے دو دن بعد فون آ جاتا ہے کہ ہمارا ادھر دل نہیں لگتا۔ آ کر لے جاؤ۔ پروفیسر ظفر اقبال

لوگ تیزاب تک پھینک کر عورت کی زندگی جیتے جی جہنم بنا ڈالتے ہیں)' اصلاح کے لئے نفسیاتی طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔ پیار و محبت سے کام لینا چاہئے۔ ان کی جائز ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ عورت کے خاندان کی عزت کا لحاظ وخیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اس سے بیوی خود بخود آپ سے اور آپ کے خاندان سے محبت کرے گی اور اس کے خاندان سے بھی آپ کو محبت ملے گی۔ اس کا خاندان آپ کا ساتھ دے گا۔ عقلمندی اور سوجھ بوجھ سے مسائل حل ہو جاتے ہیں' اللہ کی طرف سے عاید شدہ فرائض کا پورا کیا جانا از بس لازم ہے۔

س: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آپ کی کامیاب ازدواجی زندگی میں زیادہ کردار آپ کا ہے یا آپ کی اہلیہ کا؟

ج: اس میں کیا شک ہے کہ کوشش دونوں طرف سے ہونا ضروری ہے تاہم میں سمجھتا ہوں کہ میرا کردار بحمداللہ زیادہ ہے۔ مرد کو اللہ نے قوام بنایا ہے' تو اسے اپنی حیثیت کا احساس جتنا زیادہ ہوگا' اتنا ہی کردار میں بہتری آئے گی۔

س: عموماً ناراضگی کن امور پر ہوتی اور پھر صلح کے لئے کیا انداز اختیار کرتے ہیں۔

ج: جب مرد بیوی کی کوئی ضرورت مثلاً لباس' کھانا پینا اور حقوق وضروریات پوری نہیں کرتا' والدین اور اس کے عزیزوں کے بارے غلط انداز اختیار کرتا ہے' طعن وتشنیع کرتا ہے تو لامحالہ بیوی پریشان ہوتی ہے اور اگر ان چیزوں کا لحاظ رکھا جائے تو کبھی ناراضگی ہو ہی نہیں سکتی۔ گھر میں ادب وآداب اور رکھ رکھاؤ کا ماحول برقرار رکھا جائے۔ ایک دوسرے کی خواہشات' پسند وناپسند کا خیال رکھا جائے' جو احترام اپنے لئے چاہتے ہوں' وہی احترام اہلیہ کو دیا جائے تو معاملات نہیں بگڑتے۔

س: جہیز کے بارے شرعی حکم کیا ہے؟ دنیادار گھرانوں میں تو جہیز پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ بعض دیندار بھی پہلے جہیز نہیں لیتے' بعد میں طعنے دیتے ہیں تو آپ کا طرز عمل کیا ہے؟

ج: جہیز عربی لفظ تجہیز سے ہے' جس کا معنی تیاری کرنا ہے۔ شریعت میں ساری ذمہ داری مرد پر ہے۔ گھر کا سامان حق مہر' گھر' بستر' رہائش' نان ونفقہ سب مرد کے ذمہ ہیں۔ ولیمہ بھی مرد کے ذمہ ہے۔ ان میں سے ایک بھی چیز عورت کے ذمے نہیں ہے۔ جہیز ہندوؤں کی رسم ہے۔ اسلام میں اس کی ذرہ بھر گنجائش نہیں۔ ایک آدمی بیٹی دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر وہ کیا خلوص پیش کر سکتا ہے۔ انہوں نے واضح کیا ''جہیز ہندوانہ رسم ہے' اسی ظلم کے باعث عورتوں کی جلد شادیاں نہیں ہو رہیں' گھر میں بیٹھی بوڑھی ہو رہی ہیں اور اسی کے باعث معاشرہ میں برائیاں ہیں۔ پہلی شادی کے موقع پر دین کی اتنی سمجھ نہ تھی تو جہیز ملا تھا' بعد میں مسئلہ کا علم ہوا تو میں نے جہیز کے سارے سامان کو فروخت کر کے پیسے بیوی کے ہاتھ میں تھما دیئے کہ اپنی پسند کے دیگر امور پر خرچ کر لینا۔ یوں میں نے گھر سے سامان جہیز کا صفایا کیا۔

س: ایک گھر میں مختلف قسم کی اولاد پہلی' دوسری' تیسری اور چوتھی بیوی کی جمع ہو تو ان میں باہم اختلاف ولڑائی کا معاملہ ہوتا تو ہوگا؟

ج: یہ مسائل اچھی تربیت سے حل ہو جاتے ہیں۔ جب

سبھی کو یہ باور کروائیں کہ باپ ایک ہی ہے تو پرایاپن پیدا ہی نہیں ہوتا' ہم نے سمجھا رکھا ہے کہ ساری اولاد تگی ہے اور وہ دوسری ماؤں کو اپنی مائیں ہی سمجھتے ہیں۔ میری بڑی بیوی نے دوسری بیوی کے بیٹے کی خود پرورش کی' اپنے بیٹوں کے ساتھ اپنا بیٹا بنا کر اسے پالا۔ تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جسے کوئی رکاوٹ سمجھا جائے۔

س: آپ کی بیگم کے ساتھ کھانے پینے' لباس' رنگ وغیرہ میں کن باتوں میں ہم آہنگی ہے۔ جن باتوں میں ہم آہنگی نہیں ہے' ان میں کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں؟

ج: کھانے میں ہمیں بریانی پسند ہے۔ گوشت' مختلف پھل گھر میں موجود رہتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی میٹھی چیز سفر میں بھی ساتھ رہے' ہم آہنگی رہتی ہے۔ لمبے سفر سے واپسی پر تو کوئی نہ کوئی پھل ضرور لاتا ہوں یا میٹھی چیز وغیرہ۔ جہاں تک رنگوں کا معاملہ ہے تو مجھے سفید کپڑے اپنے لئے اور گھر والوں کے لئے گلابی رنگ پسند ہے۔ باقی وقت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی پسند ناپسند کا پتہ چلتا رہتا ہے اور ایک دوسرے کے احترام وعزت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ مثلاً ایک بیوی کو ایک پھل پسند ہے اور دوسری کو کوئی اور پھل پسند ہے تو میں سب کے لئے ان کے پسندیدہ پھل لے آؤں گا یا منگوالوں گا۔

س: سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ آپ اپنے تعلقات کس طرح اچھے رکھتے ہیں؟

ج: الحمدللہ! میں نے جس خاندان میں بھی شادی کی ہے' بیوی کی بہنوں بھائیوں والدین سبھی کو اپنا سمجھا ہے' صرف زبان کی حد تک نہیں' عملاً ان کے معاملات میں کھلا خرچ کرتا ہوں اور ذمہ داریاں بحسن وخوبی پوری کرتا ہوں۔ اس وجہ سے سسرال میں اتنی قربت حاصل کر چکا ہوں کہ وہ کہہ اٹھے کہ آپ ہمارے بیٹے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے انہوں نے مجھے اپنے خاندان کا سردار ہی بنالیا ہے۔ الحمدللہ پھر ایسا کیوں نہ ہو۔ جب آپ کسی کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں تو آپ کے ساتھ بھی اسی مناسبت سے حسن سلوک ضرور ہوگا۔

س: میکے میں اہلیہ کا جانا اور بار بار جانے کے اصرار پر آپ کا رویہ کیسا رہتا ہے؟

ج: اہلیہ کا بار بار میکے جانے کا تقاضا مجھے برا نہیں لگتا۔ سمجھانے والی بات ہوتی ہے تو سمجھا دیتے ہیں۔ بتا دیا جائے کہ بلا ضرورت جانا نہیں' ضروری جانا ہو تو روکنا ٹوکنا نہیں اور اہلیہ کے میکے جاتے وقت تحفے تحائف بھی لے کر دیتا ہوں اور خود چھوڑنے جاتا ہوں۔ گھر والے خود ہی ضد نہیں کرتے اور اگر جاتے ہیں تو دو دن نہیں گزرتے کہ پیغام آجاتا ہے' ہمیں لے جاؤ' ادھر ہمارا دل نہیں لگتا۔

س: سسرالی رشتہ داروں کے معاملات میں آپ کس حد تک فعالیت کا مظاہرہ کرتے ہیں؟

ج: میں نے کبھی بھی سستی نہیں کی' خوشی غمی میں پیش پیش ہوتا ہوں۔ جتنا بھی وقت دینا پڑے' دیتا ہوں۔ پیسہ خرچ کرنا پڑے تو کبھی دریغ نہیں کرتا۔ جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکے' میں تعاون کرتا ہوں۔ دراصل یہی مواقع ہوتے ہیں' آپ کے عمل وکردار میں نکھار پیدا کرنے کے۔ اور جتنا زیادہ فعال کردار ہوگا' آپ کی دعوت اتنی موثر ہوگی۔ آپ کی بات میں وزن ہوگا۔ آپ کی قدر وعزت خاندان برادری کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی۔

س: آدمی مختلف کیفیات میں رویے تبدیل کرتا ہے غصہ میں آپ کا گھر میں رویہ کیسا ہوتا ہے؟

ج: الحمدللہ میں اللہ کے فضل وکرم سے صبر کرتا ہوں۔ غصہ آتا ہے مگر صبر کا بڑا ہی اچھا نتیجہ ملتا ہے۔ شریعت میں صبر وشکر ایمان کے دو ہی بڑے جزو ہیں۔ پھر یہ کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے' یہ سوچ کر صبر میں مدد ملتی ہے۔

س: آپ کی شادی پسند کی ہوئی یا والدین کی مرضی سے' آپ کی نظر میں کون سی شادی کامیاب رہتی ہے؟

ج: والدین اگر پسند کریں تو بہت ہی بہتر ہے۔ والدین ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ بچہ پسند میں شریک رہے۔ والدہ محترمہ نے رشتہ پسند فرمایا تو بہت زیادہ وفاداری ملی۔ الحمدللہ

س: رشتہ داروں کے ساتھ بعض رسوم ومعاملات میں شرعی مسائل پیش آتے ہیں' آپ شرعی مسئلہ پر چلنا چاہتے ہیں لیکن بعض اوقات اپنے اور سسرالی رشتہ دار دنیوی معاملات کے مطابق چلنا چاہتے ہیں۔ ان معاملات کو آپ کیسے حل کرتے ہیں' بائیکاٹ کرتے ہیں یا دعوت ونصیحت اختیار کرتے ہیں' کون سا راستہ بہتر ہے؟

ج: میں نے کبھی بھی بائیکاٹ کا راستہ اختیار نہیں کیا' نصیحت کرتا ہوں اور کامیاب رہتا ہوں۔ جب وہ سمجھ جاتے ہیں کہ ان کی بات شرعی دلیل پر مبنی ہے' درست ہے تب وہ بھی اصلاح کر لیتے ہیں۔ بائیکاٹ حکمت کے ہی خلاف ہے' ایسے مواقع ہی دعوت کا وقت ہوتا ہے۔ لوگوں کو آگاہی ملتی ہے تو پھر وہ حق کو قبول کرنے کے لئے سوچ بچار پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

س: کیا آپ کے والدین حیات ہیں' ان کا اپنی بہو کے ساتھ بطور فیملی پرسن رویہ کیسا ہے؟

ج: والد صاحب تو شادی کے پانچ ماہ بعد ہی وفات پا گئے تھے اور والدہ محترمہ شادی کے کچھ برس بعد فوت ہوئیں' ان کا رویہ بہت ہی پیار ومحبت والا رہا اور گھر والوں نے ان کی خدمت بھی خوب کی۔

س: کیا آپ کے گھر میں نند بھاوج کا نباہ مثالی ہے؟

ج: بہت ہی مثالی ہے۔ برسوں بعد کوئی تھوڑی سی پرخاش ہو بھی جائے' وہ قابل ذکر نہیں ہوگی مگر الحمدللہ یہ اللہ کا فضل ہی ہے کہ معمولی پرخاش بھی نہیں۔

س: کیا آپ شادی کے بعد اپنے والدین اور بھائی بہنوں کے ساتھ رہتے رہے ہیں؟

ج: شادی کے بعد میں اور میرے بڑے بھائی اکٹھے ہی رہتے تھے۔ والدین رحیم یار خان میں تھے' میرے دوسرے بھائی بھی رحیم یار خان میں ہی رہتے تھے۔

☆......سسرال کے ساتھ میں اتنا پیار کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنے بیٹا کہہ دیا اور انہوں نے مجھے اپنا سردار بنالیا ہے۔ پروفیسر ظفر اقبال

☆......شریعت میں گھر کا سامان' نان ونفقہ' حق مہر' ولیمہ مرد کی ذمہ داری ہے۔ میں نے جہیز کا سامان بیچ کر ساری رقم بیوی کو پکڑا دی۔ پروفیسر ظفر اقبال

☆......ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو جہاں تک ممکن ہو' ہر بیوی کا حق ہے کہ اسے علیحدہ گھر میں رکھا جائے۔ شرعاً یہی طریقہ درست ہے۔ پروفیسر ظفر اقبال

س: کیا ایک سے زیادہ بیویوں کو ایک ہی گھر میں رکھنا بہتر ہے یا علیحدہ علیحدہ گھر میں؟

ج: ''ہر ایک بیوی کا حق ہے کہ اسے علیحدہ گھر میں رکھا جائے' شرعاً یہی طریقہ درست ہے۔ نبی ﷺ نے ازواج مطہرات کو علیحدہ علیحدہ گھروں میں رکھا۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو یہی کوشش کرنی چاہیے۔

س: بیگمات کی تمام اولاد سے آپ کا سلوک و نباہ مساویانہ ہے؟

ج: کیوں نہیں' اولاد کی ضروریات کو پورا کرنا والدین کا فریضہ ہے۔ ان کی ضروریات کو پورا کرنا ہوگا۔ ہر بیوی کا اسے حق دیں۔ عدل کو سامنے رکھیں۔ گھر تو تقویٰ کے ساتھ ہی چل سکتے ہیں۔ عدم مساوات اور نا انصافی سے گھر تباہ ہو جاتے ہیں۔ اولاد بگڑ جائے گی اور ایسا انسان عبرت کا نشان بن کر رہ جائے گا۔ لہٰذا عدل و مساوات کے ساتھ ہی تو نباہ ہو سکتا ہے۔ اس کے بغیر نباہ ہو ہی نہیں سکتا۔ میں عدل کی پوری کوشش کرتا ہوں اور اس کے نتائج بھی الحمد للہ اچھے ہیں۔

س: آپ ساس بہو کے درمیان جھگڑا کس طرح نمٹاتے ہیں؟

ج: الحمد للہ! میری چھ بہوئیں ہیں۔ کبھی جھگڑا نہیں ہوا۔ میں بچوں کو سمجھا دیتا ہوں' سبھی اکٹھے رہتے ہیں اور میرے سمجھانے کا بچوں پر اثر ہوتا ہے۔

س: کیا آپ گھریلو ضروریات یعنی اعمال البیت میں اپنی ازواج کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔

ج: میں گھر کی صفائی بھی کر لیتا ہوں۔ باہر سے لانے والی چیزیں اکٹھی لے آتے ہیں۔ اکٹھے کام کر لیتے ہیں کمرے کی صفائی کرنی ہو' بستر صاف کرنے اور سمیٹنے ہوں' کپڑے استری کرنے ہوں تو اسوہ رسولؐ کے تحت کر لیتا ہوں' اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

شیخ محترم نے واضح کیا کہ ان کے 18 بچے بچیاں ہیں اور 18 ہی نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں ہیں اور سب کے ساتھ الحمد للہ معاملات بہتر ہیں۔

☆......☆......☆......☆......☆

مولانا عبدالعزیز المدنی حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی

مولانا موصوف نے راجووال ضلع اوکاڑہ کی علمی فضاؤں میں 12 اکتوبر 1963ء کو آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم مقامی مدارس میں حاصل کی۔ پھر مزید علمی پیاس بجھانے کے لیے لاہور میں آ گئے اور یہیں سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ سعودی عرب میں داخلہ لے لیا۔ وہاں حدیث فیکلٹی سے تعلیم کی اعلیٰ ڈگری کے حصول کے بعد 90ء کی دہائی میں وطن واپس آئے اور اپنی نڈر طبیعت کے مطابق جلد ہی منہج دعوت و جہاد کو اختیار کر لیا اور اب پورے ملک میں شاید کوئی ایسا گوشہ ہو جو ان کی دعوتی مہک سے خالی ہو۔

محترم عبدالعزیز المدنی حفظہ اللہ نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں اور دونوں ازواج سے بحمد اللہ کامیابی کے ساتھ نباہ کر رہے ہیں۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے دونوں بیویوں سے تا حال 18 بچوں سے نوازا ہے اور ابھی تک امید کی شاخیں ہری بھری ہیں اور بقول مولانا موصوف انہوں نے دونوں بیویوں میں مساوات قائم کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں بھی مساوات قائم کر دی ہے کہ انہیں ہر بیوی سے نو نو بچے عطا ہوئے ہیں۔ ان کی اس کامیاب ازدواجی زندگی کو سمجھنے اور رہنمائی حاصل کرنے کے لیے ان سے لیا گیا انٹرویو پیش خدمت ہے۔

س: آپ نے ازدواجی زندگی کب اور کیسے شروع کی؟

ج: پہلی شادی 84,83ء میں ہوئی اور والدین کے مشورے اور پسند سے ہوئی۔ جبکہ دوسری شادی میں نے اپنی پسند سے کی۔

س: آپ کی کامیاب ازدواجی زندگی کا راز کیا ہے؟

ج: الحمد للہ میں سمجھتا ہوں کہ کامیاب ازدواجی زندگی کا راز حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنا ہے۔ اگر خاوند بیوی سے تھوڑے سے اخلاق کے ساتھ پیش آئے تو بیوی اس سے ڈبل اخلاق کے ساتھ پیش آتی ہے۔ نیز اگر خاوند بیوی کو یہ تاثر دینے کی عملی کوشش کرے کہ اس کے اکثر کاموں میں وہ اس کا ہاتھ بٹاتا ہے تو بیوی بھی خاوند کی خدمت عبادت سمجھ کر اور دلی لگن سے کرتی ہے۔ میں نے الحمد للہ شروع سے ہی گھر میں بیرونی ضروریات مثلاً سبزی' گوشت' دوائیں' بچوں کی تعلیم و تعلم کی ذمہ داریاں اپنے ذمہ لے رکھی ہیں۔ اس طرح میری دونوں بیگمات اپنے گھر کے اندر نہایت خوش و خرم رہتی ہیں۔

س: کیا آپ نے اپنی دونوں بیویوں کو علیحدہ علیحدہ رکھا ہوا ہے یا ایک ہی جگہ پر رہتے ہیں؟

ج: الحمد للہ شروع سے ہم سب بھائی بہنیں ایک ہی گھر میں رہ رہے ہیں۔ اب چونکہ تمام اہل و عیال والے ہو گئے ہیں اور علیحدہ گھروں میں منتقل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا میں نے بھی اپنی کچھ زمین بیچ کر علیحدہ مکان بنوا لیا ہے لیکن دونوں بیویاں اپنی اولاد سمیت باہمی اتفاق و اتحاد سے ایک ہی گھر میں رہتی ہیں۔

س: ناراضگی کن امور پر ہوتی ہے۔ پھر صلح کے لیے کیا انداز اختیار کرتے ہیں؟

ج: اللہ کے فضل سے لگ بھگ پچیس سالہ ازدواجی زندگی میں مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کبھی قابل ذکر ناراضگی ہوئی ہو یا باہمی تعلقات میں تناؤ کی کیفیت پیدا ہوئی ہو اور جب

☆......اگر خاوند اپنی بیوی کے ساتھ معمولی سے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرے تو بیوی اس سے کئی گنا بڑھ چڑھ کر خدمت و اطاعت پیش کرتی ہے۔
مولانا عبدالعزیز المدنی

☆......بیوی بچوں کے شرعی امور میں محاسبہ کے وقت خاوند کو کسی قسم کی غفلت و لاپروائی نہیں کرنا چاہیے۔ مولانا عبدالعزیز المدنی

☆......جب گھر میں کبھی غصہ آ جائے تو بچوں پر تو کسی نہ کسی صورت میں نکال لیتا ہوں' تاہم بیویوں کے ساتھ صرف اظہار ناراضگی سے ہی معاملات درست ہو جاتے ہیں۔ مولانا عبدالعزیز المدنی

سے دعوت و جہاد کا راستہ اپنایا ہے' اللہ کے فضل سے جب بھی کسی دعوتی سفر پر بمع اہل و عیال روانگی کا وقت آتا ہے' میں انہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں کہ شاید یہ سفر ہمارا آخری ہو۔ لہٰذا اپنی نیت کو خالص کر لیں اور جب گھر میں ہوتا ہوں تو تمام اہل و عیال کی نگرانی اور محاسبہ کرتا ہوں۔ بیوی بچوں کی نماز وغیرہ شرعی امور کے محاسبہ کے وقت کبھی سستی یا غفلت و لاپروائی نہیں کی۔ جب گھر میں کبھی غصہ آ جائے تو بچوں پر تو کسی نہ کسی طرح اتار لیتا ہوں' تاہم بیویوں کے ساتھ صرف اظہار ناراضگی سے ہی معاملات درست ہو جاتے ہیں۔

س: کھانے پینے اور لباس وغیرہ کن امور میں بیگمات کے ساتھ ہم آہنگی ہے اور کہاں کہاں باہمی اختلاف ہے اور ان میں کیا طریقہ اپناتے ہیں؟

ج: چونکہ میرا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے ہے' اپنی زمین ہے' دیگر بھائیوں کے ساتھ مل کر خود کاشتکاری کرتا ہوں' بھینسوں وغیرہ کی رکھوالی و خدمت بھی خود کرتا ہوں' خورونوش میں کبھی تنگی کا سامنا نہیں کرنا پڑا خصوصاً جب سے جماعتی نظم میں آیا ہوں۔ جہاں بھی جاتا ہوں' جماعت سے محبت کرنے والے میزبان اس قدر کھلاتے پلاتے ہیں کہ پسند اور ناپسند کا احساس ہی ختم ہو گیا ہے۔

شروع میں تقریباً پانچ سال مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران بھی یہی کیفیت تھی۔ وہاں بھی سکالرشپ سے کشادگی و آسودگی کی نعمتوں سے بہرہ ور رہا۔

الحمدللہ علی نعمہ و آلائہ الدائمۃ والوفیرۃ

س: سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ باہمی تعلقات کی نوعیت اور اصلاح کی کیفیت بیان کریں؟

ج: پہلی بات تو یہ ہے کہ دعوتی و تحریکی کاموں میں بیشتر اوقات بسر ہوتے ہیں۔ جب گھر میں جاتا ہوں تو دونوں بیویاں اور ڈیڑھ درجن بچوں کی مصروفیات اور ان کی خوش فعلیاں اور دل آویز باتوں سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ بچے جب تعلیم و تعلم کے سلسلے میں گھر سے چلے جاتے ہیں تو جو وقت زائد ہوتا ہے' وہ زمینداری پر صرف کرتا ہوں۔ تاہم شادی و غمی یا دیگر مناسبات پر سسرال ضرور جاتا ہوں' ان سے اچھے تعلقات ہیں۔ کبھی بھی کسی معاملے میں تناؤ یا تلخی کی نوبت نہیں آئی۔ الحمدللہ

س: قلیل وسائل میں کثیر اہل و عیال کی کس طرح پرورش کرتے ہیں؟

ج: جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ مرکز سے مناسب تعاون ملتا ہے۔ ہر اہم خانگی معاملہ جماعتی علماء خصوصاً امیر المجاہدین کے باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے۔ البتہ زمینداری بھی معاشی معاملات میں بہتر ممد و معاون ثابت ہوئی لہٰذا کبھی تنگدستی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ **وماتوفیقی الاباللہ**

ماں

☆......ایک ایسا آسمان ہے جو اولاد کو ہر بلا سے محفوظ رکھتا ہے۔

☆......ایک ایسی سدا بہار چھتری ہے جو اولاد کو دھوپ اور بارش میں سائبان مہیا کرتی ہے۔

☆......ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ ہر وقت اولاد کے سروں پر موجود ہوتا ہے۔

☆......صبر کی انتہا ہے جو اولاد کی ہر لغزش کو درگزر کر کے اسے دعا دیتی ہے۔

☆......ایک ایسا شیریں پھل ہے جس کے ذائقے کی صحیح لذت کا اندازہ اس کے بچھڑ جانے کے بعد ہی ہوتا ہے۔

☆......ماں کی گود انسان کے لیے پہلی درس گاہ ہے جہاں آئندہ نسلوں کی تعمیر و تشکیل اور سیرت اقوام کی صورت گری ہوتی ہے۔

(عائشہ الیاس۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور)

بقیہ شام

میری رائے میں بشار، ایران اور حسن نصر اللہ کے لیے حزب اللہ ہی کے سابق جنرل سیکرٹری الشیخ صبحی الطفیلی کا ایک بیان آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ انہوں نے ایک مقامی TV کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ حزب اللہ کے ارکان شام میں بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کا قتل عام کر رہے ہیں، دہشت زدہ کر رہے ہیں اور املاک کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ حزب اللہ شام میں اہل تشیع کی مدد نہیں بلکہ گڑبڑ کا موجب بن رہی ہے اور وہ بشار اور اس کی حکومت کے جرائم کا تحفظ کر رہے ہیں حالانکہ وہاں پر اہل تشیع اور اُن کے مقدس مقامات کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔

العربیہ کے ہفتہ وار پروگرام Point Of Order میں ساؤتھ لبنان کے شہر صیدون کے سنی عالم دینو بلال بن رباح مسجد کے امام شیخ احمد الاسیر نے بتایا کہ لبنان کی شیعہ تنظیم حزب اللہ علاقے کی سلامتی کے ساتھ ساتھ شہری امن کے لیے بھی خطرہ بن چکی ہے اور آئے روز وہ دھمکی آمیز لہجہ اختیار کرتی جا رہی ہے اور لبنانی سنی وزیر اعظم کو ہٹا کر ہم سے شکست خوردہ طبقے والا سلوک کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے ایرانی مداخلت کو لبنان اور خطے کی سلامتی کے لیے خطرناک قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ حزب اللہ لبنان کے حوالے سے ایک مزاحمتی تحریک تھی لیکن اب اُس نے اپنے بنیادی اصولوں سے انحراف کرنا شروع کر دیا ہے اور اب اُس کے ہتھیار لبنان اور شام میں استعمال ہو رہے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی ہمارے دروازے ڈائیلاگ کے لیے کھلے ہیں۔ ہم دوسرے مسلکوں اور مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ امن سے رہنا چاہتے ہیں۔ ہم کسی بھی فرقے کے خلاف منفی رجحان نہیں رکھتے، لیکن ہم ایرانی مداخلت بھی بالکل برداشت نہیں کریں گے۔

محترم قارئین! جب روس نے افغانستان پر چڑھائی کی تھی تو اس وقت ایک امریکی سابق صدر نے کہا تھا کہ دنیا کے مسلمان سوئے ہوئے تھے لیکن روس کی افغانستان میں مداخلت نے ان کو جگا دیا ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ شام میں صیہونی مفادات کے سرخیل امریکا، روس اور استعماری طاقتوں کی مداخلت نے عربوں کو جو اجتماعی طور پر گناہ کی دلدل میں ڈوبے ہوئے تھے' جگا دیا ہے اور ان عرب مسلمانوں کی تاریخ خود بتاتی ہے کہ جب وہ ایک دفعہ میدانِ جنگ میں نکلتے ہیں تو فتح سے کم کسی بھی بات پر راضی نہیں ہوتے یا پھر شہادت کی خلعت پہن کر اپنے رب کے حضور سرخرو ہونا باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے۔

اسی طرح صیہونیوں نے شام میں مداخلت کر کے 1400 سال پرانی اسلام کی تاریخ کو دُہرایا ہے، جب خیبر فتح ہوا تھا تو دنیا کی مغضوب ترین قوم (یہودیوں) کو جزیرۃ العرب سے بے دخل کر دیا گیا تھا اور قیامت تک کے لیے لعنتی قوم قرار دے دیا گیا تھا۔ میری تحقیق کے مطابق شام میں موجودہ برسرِ پیکار حقیقی اسلام پسند جنہیں باغی کہا جاتا ہے' وہی لوگ ہیں جو حضرت مہدیؑ کا ہراول دستہ ثابت ہوں گے اور جن کے ہاتھوں سے یہودیوں کے خاتمے (ELIMINATION OF THE JEWS) کی پیشین گوئی پوری ہوگی۔ ان شاء اللہ

گھرانے کیوں بکھر رہے ہیں؟



ایک دردمند مسلم بہن کی اپنی بہنوں کے نام اصلاح و تڑپ سے لبریز تحریر

☆...... ''کتنا پیارا بچہ ہے، کتنے ماہ کا ہے' کمزور تو بہت نظر آرہا ہے''۔ میں نے اپنی ایک ملنے والی بہن کے بچے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ سات ماہ کا ہے۔ اس کو کوئی دودھ بھی موافق نہیں آرہا''۔ یہ کہتے ہوئے اس کا چہرہ مغموم سا ہو گیا۔

''اپنا نہیں فیڈ کرواتیں کیا؟'' میرے پوچھنے پر ذرا توقف سے بولی: ''باجی! دراصل بات کچھ یوں ہے کہ یہ بیٹا میرے بھائی کا ہے۔ اس نے مجھے دے دیا ہے''۔ میں بہت پریشان ہوگئی کہ اتنا چھوٹا بچہ چھوڑ کر شاید اس کی والدہ اللہ کو پیاری ہوگئی ہے۔ اچانک ذہن میں آیا کہ پوچھ ہی لوں' معاملہ کیا ہے؟

''کیا اس کی والدہ فوت ہوگئی ہے''...... ''نہیں، نہیں! بلکہ یہ دو ماہ کا تھا جب وہ اس کو چھوڑ کر اپنے میکے چلی گئی تھی اور اس کا مطالبہ ہے کہ ایک عدد پلاٹ میرے نام لکھوایا جائے۔ اگر نہیں تو میں نے میکے میں ہی رہنا ہے اور میرا خاوند بھی میرے ساتھ رہے''۔ میں تو اس کی بات سن کر ہکا بکا رہ گئی کہ اتنا پیارا جگر گوشہ جس کو انتہائی تکلیف کے عالم میں جنم دیا' اسے مال کے لالچ میں چھوڑ گئی......

''کیا آپ اس کو لینے نہیں گئے؟'' میں نے اگلا سوال کر ڈالا۔ تو پاس بیٹھی بچے کی دادی اماں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا کہ ''میں نے تو اس کے ماں باپ کے قدموں پر اپنا دوپٹہ' اپنی چادر بھی پھینکی تھی اور التجا کی تھی کہ بیٹی کو بھیج دو میرے ساتھ محلے کی عورتیں بھی تھیں لیکن وہ رضامند نہ ہوئے''............

☆......بہن! تم دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہو، ہڈیوں کا

گوشۂ نسواں



اخت سعد الرحمٰن، مرید کے

ڈھانچہ، خون ڈھونڈنے سے نہیں ملتا' کیا ہوا ہے تمہیں؟'' خالہ سعیداں نے خالہ بلقیس سے پوچھا جس سے کمزوری کی وجہ سے چلنا مشکل ہو رہا تھا۔

''کیا بتاؤں، بہن! اس عمر میں پانچ بچوں کو پالنا کوئی آسان کام تو نہیں؟'' خالہ بلقیس کی بات پر خالہ سعیداں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کہنے لگی:

''بلقیس! تمہارے بچے تو جوان ہو چکے ہیں بلکہ شادی شدہ بھی ہیں' یہ پانچ بچے کون سے ہیں؟'' خالہ بلقیس نے آنسو پونچھتے ہوئے جواب دیا: ''تجھے پتہ ہی ہے کہ میں نے کتنے چاؤ اور مان کے ساتھ شہر شہر پھر کر اپنے بڑے بیٹے کی شادی کی تھی۔ اور ان کو واضح بتا دیا تھا کہ میرا بیٹا تجارت کا کام کرتا ہے اور زیادہ مالدار نہیں ہے۔ انہوں

نے بخوشی رشتہ قبول کرلیا لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا' بہو نے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ پہلے دو بچوں کو چھوڑ کر میکے چلی گئی تو ہم چکر لگا لگا کر اسے منا کر لائے، پھر بچوں سمیت 2 بار روٹھ کر گئی۔ ہم منا کر لاتے رہے' اب تو دو سال ہو چکے ہیں' وہ پانچ بچوں کو چھوڑ کر چلی گئی ہے' جاتے وقت تین ماہ کی بچی کو بھی چھوڑ گئی' اب تو وہ بچی دوڑتی پھرتی ہے، ان کو روزانہ نہلا کر کپڑے بدلتی ہوں، بچے بستر پر پیشاب کر دیتے ہیں' صبح صبح ان کے بستر دھو کر ڈالتی ہوں، پھر تین وقت کا کھانا پکا کر کھلاتی ہوں، ایسے میں اپنے لیے کھانے یا آرام کا وقت ہی نہیں ملتا۔ بہو کو کئی بار لینے گئے ہیں' کبھی کسی کو، کبھی کسی کو بھیجتے ہیں لیکن ان کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ بیٹی کے نام مکان لگواؤ اور میکے والوں کے قریب مکان ہو اور لڑکا بھی ادھر ہمارے ہاں آ کر کاروبار کرے اور یہاں ہی رہے"۔

اتنا کہہ کر خالہ بلقیس زارو قطار رونے لگ گئی......

آخر کار خالہ بلقیس نے اپنا گھر بیچا اور لڑکے کو حصہ دیا۔ وہ اپنے سسرالی محلے میں مکان بنا کر رہ رہا ہے۔

اللہ کی قسم! یہ کوئی افسانے یا قصے کہانیاں نہیں ہیں، حقیقی واقعات ہیں اور آج 80 فیصد گھرانے خواتین کی ضد، زبان درازی، بد سلوکی، بے صبری اور خاوند کے لیے گندی بنے رہنا اور دوسروں کے لیے بن ٹھن کر رہنا' جیسے وہ اسباب ہیں جن سے یہ رشتے ٹوٹ جاتے ہیں......

حالانکہ رب ارض و سماء نے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا﴾

(الاعراف: 189)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا فرمایا، اور اسی نے اس کی بیوی پیدا کی تا کہ وہ اس سے دلی سکون حاصل کرے"۔

☆......دنیا ایک سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان صالحہ بیوی ہے۔

☆......خواتین کی ضد' زبان درازی' بد سلوکی' بے صبری اور خاوند کے لیے گندی بنے رہنا اور دوسروں کے لیے بن ٹھن کر رہنا' یہ وہ اسباب ہیں جن سے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔

☆......نکاح روٹھ روٹھ کر میکے جانے کا نام نہیں' نہ یہ کھیل تماشا ہے' نکاح ایک مضبوط و پاکیزہ بندھن ہے۔

سورۃ الروم آیت نمبر 21 میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنْ آیَاتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾

"اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان کی طرف (مائل ہو کر) سکون حاصل کرو، اور اللہ تعالیٰ نے تم میں محبت اور رحم دلی پیدا کر دی ہے"۔

اے مسلم بہن! اللہ رب العزت کا یہ فرمان نرم و شیریں اور خوشگوار زندگی کی بنیاد رکھتا ہے اور خاوند کے لیے بیوی ایک جائے پناہ کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ خاوند دن بھر کی محنت کرنے کے بعد شام کو عورت کے پاس پناہ لیتا ہے اور اس کی محبت سے سکون حاصل کرتا ہے۔

محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ" (صحیح مسلم ، کتاب الرضاع)

"دنیا ایک سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک و صالحہ بیوی ہے"۔

نکاح روٹھ روٹھ کر جانے کا نام نہیں ہے، نکاح کھیل یا تماشہ نہیں ہے، نکاح ایک مضبوط اور پاکیزہ بندھن ہے، نکاح معاشرے میں ایک خاندان کو وجود میں لاتا ہے، نکاح برائیوں کو ختم کرنے والی پاکیزہ تلوار ہے، نکاح ایک سچی اور پاکیزہ محبت کا نام ہے...... خاوند بیوی کے پیار و محبت ایک لازمی چیز ہے لیکن ان میں اختلاف ہو جانا بھی کوئی انہونی بات نہیں، لیکن عقلمند جوڑا وہی ہے جو ایک دوسرے کو برداشت کرتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کرتے ہوئے زندگی کو بسر کریں...... خصوصاً جب بیوی کے اندر برداشت کا مادہ پیدا ہو جائے گا تو لڑائی ہو گی ہی نہیں...... حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے جھگڑے معمولی باتوں سے شروع ہوتے ہیں اور نوبت طلاق تک آ جاتی ہے اور بچوں کا مستقبل تو تکرار میں ہی بہہ کر کہیں گم ہو جاتا ہے، ایسے بچے ذہنی ٹینشن، عدم اعتمادی، احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ کل کو معاشرہ میں سر اٹھا کر نہیں چل سکیں گے۔ خدارا پیاری بہنو! اپنی ان معصوم کلیوں کو اپنی انا، اپنی زبان درازی اور ناشکری و بے صبری میں مت مسل ڈالو...... یہ بھی یاد رکھو کہ میاں بیوی کا جھگڑا بے برکتی، بے روزگاری، اور دیگر بڑے بڑے نقصانات کی جڑ ہے۔

اے بہن! جب خاوند تھکا ماندہ گھر آئے یا کسی بات پر غصہ ہو جائے تو تیرے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ ہو گی تو اس کی ساری تھکن' سارا غصہ کافور ہو جائے گا اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گا کہ "ہنس جاتی ہو تو بچ جاتی ہو"...... محسن انسانیت ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ بیوی کے اپنے خاوند پر کیا حقوق ہیں تو محسن انسانیت ﷺ نے جو حقوق بتائے' ان میں ایک یہ بھی تھا کہ "جب تو اسے دیکھے تو وہ تجھے خوش کر دے"۔

میری بہن! یہ حقیقت ہے کہ عورت ہمیشہ اپنے آبائی خاندان اور گھر کی طرف مائل ہوتی ہے جس میں اس نے ولادت پائی اور نشوونما پائی اور تعلیم حاصل کی لیکن لازم یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو نئے ماحول کا عادی بنائے، ایک کامیاب عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اس شخص کے ساتھ پُرکیف بنائے جو اس کا خاوند، نگران اور اس کے بچوں کا باپ بن چکا ہے......

ایک عظیم ماں اپنی بیٹی کو رخصت کرتے ہوئے کہتی ہے: "اے بیٹی! جس ماحول سے تو نکل کر جا رہی ہے' اس ماحول کو اب تو نے ترک کر دینا ہے، اور تو ایک اجنبی ماحول اور اجنبی شخص کے پاس جا رہی ہے۔ اب تیرا خاوند تیرا مالک اور نگران ہے اور تو نے اس کے لیے لونڈی بن کر رہنا ہے' تب وہ بھی تیرا فرماں بردار غلام بن کر رہے گا اور خاوند کے لیے دس عادتیں اپنا لینا' وہ تیرے کام آئیں گی۔

☆......قناعت (تھوڑے پر صبر) کے ساتھ ساتھ اس کے سامنے جھک کر رہنا اور اس کی بات کو سن کر اطاعت کرنا۔

☆......اس کے لیے زیب و زینت اور خوشبو کا خیال رکھنا، اس کی نگاہ تجھ پر کوئی ایسی چیز نہ دیکھے جو حسن کے خلاف ہو اور اسے تجھ سے بدبو نہ آئے۔

☆......اس کی نیند اور کھانے کے اوقات کا خیال رکھنا

کیونکہ زیادہ بھوک سے آگ سی بھڑک اٹھتی ہے اور نیند کی کمی سے غصہ پیدا ہوتا ہے۔

☆......اس کے مال کی حفاظت کرنا اور اس کے اہل وعیال اور اس کے مقام کا اچھی طرح خیال رکھنا''۔

ایک اور ماں اپنی بیٹی کو کچھ اس طرح نصیحتیں کرتی ہے:

''اے بیٹی! میں تو تجھ سے یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ تو اپنے خاندان سے محبت کرنا اور اس کے لیے زندہ رہنا اور اپنی زندگی کو خاوند کے ساتھ بابرکت سمجھنا''

ابودرداءؓ اپنی بیوی کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''جب تو مجھے غصے میں دیکھے تو مجھے راضی کرنا اور جب میں تجھے ناراض دیکھوں گا تو تجھے راضی کروں گا ورنہ ہم دونوں نہیں چل سکیں گے، پھر انہوں نے اشعار پڑھے جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

مجھے معاف کرتی رہنا' اس طرح تجھ سے میری محبت دیر تک قائم رہے گی اور جب مجھے غصہ ہو تو مجھ سے گفتگو نہ کرنا، بہت زیادہ شکوہ نہ کرنا ورنہ قوتیں زائل ہو جائیں گی اور تجھ سے میرا دل نفرت کرے گا کیونکہ دل جلدی الٹ پلٹ ہو جاتے ہیں، میرا یہ تجربہ ہے کہ جب دل میں محبت اور ایذا جمع ہو جاتے ہیں تو پھر محبت چلی جاتی ہے''۔

میری بہن! شکر گزاری کو اپنا شعار بنالو، ناشکری عورت صرف دنیا کی بہاروں سے ہی محروم نہیں رہتی بلکہ اپنی آخرت بھی تباہ کر بیٹھتی ہے اسی لیے جہنم میں زیادہ تر شادی شدہ ناشکری عورتیں جائیں گی۔ یہ بھی یاد رکھیں اور تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ شکر گزاری سے آپ کے تھوڑے مال میں بھی برکت ہوگی اور ناشکری سے لاکھوں کے مال میں بھی بے برکتی پیدا ہو جائے گی اور معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ مال کہاں گیا؟

محترم بہن! بے پردگی اور غیر محرموں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی جھگڑوں اور طلاقوں کا سبب بنتا ہے اور یہیں سے برائیوں کی ابتداء ہو جاتی ہے اور انتہا ایک ذلت بھرے کنویں میں گرنے کے سوا کچھ نہیں۔ کچھ تو فیشنی عبایا پہن کر چہرہ ننگا کر لیتی ہیں، کچھ پتلی سی چادر کے ساتھ نقاب کر لیتی ہیں، کچھ گھر سے باہر تو برقعہ اوڑھتی ہیں اور گھر میں ہر ایرے غیرے سے بے پردہ ہوتی ہیں یہ اللہ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا مذاق ہے اور اس کی دھجیاں اڑانا ہے۔ یاد رہے کہ بے پردگی خود بھی فتنہ ہے اور مردوں کو بھی فتنہ میں ڈالتی ہے، بے پردگی شرم وحیا کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ بے پردگی عورت کو زناکار بنا دیتی ہے اور پردہ شرم وحیا کی نشانی، عصمت وعفت کا محافظ، مضبوط قلعہ، مومنہ عورتوں کی خاص پہچان، اور دلوں اور نگاہوں کی پاکیزگی کا نام ہے۔

ایک شاعر نے مومنہ عورتوں کی پہچان میں کیا خوب کہا:

يُخَمِّرْنَ اَطْرَافَ الْبَنَانِ مِنَ التُّقٰى
وَيَخْرُجْنَ جَنْحَ اللَّيْلِ مُعْتَجِرَاتٍ

وہ تقویٰ کی وجہ سے اپنی انگلیوں کے پورے بھی چھپا لیتی ہیں اور نکلیں بھی تو رات کے وقت باپردہ ہو کر نکلتی ہیں۔

ایک اور شاعر بولا:

کب سامنے آتی ہیں وہ
غیرت سے کٹ جاتی ہیں وہ
اعزازِ ملت ان سے ہے
نامِ شرافت ان سے ہے
ایمان پر قائم ہیں وہ
پاکیزہ ودائم ہیں وہ

پیاری بہن! میاں بیوی کے باہمی اختلافات اور لڑائی جھگڑوں اور طلاقوں کا ایک سبب دین کا علم نہ ہونا بھی ہے، دنیا کی ایم اے کی ہوئی لڑکی اگر اسلام کے احکام ومسائل کو نہیں سمجھتی تو کبھی بھی خاوند کے حقوق ادا نہیں کر سکتی، اس لیے ضروری ہے کہ ہر خاتون کو دین کا علم ہونا ازحد ضروری ہے۔

پیاری مسلم بہن! سورۃ الواقعہ آیت نمبر 37 میں خالق کائنات نے جنتی خواتین کا تذکرہ کچھ یوں کیا ہے:

﴿عُرُبًا اَتْرَابًا﴾

عُرُبًا عَرُوْبٌ کی جمع ہے۔ یعنی اپنے خاوندوں سے محبت کرنے والیاں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنے خاوند کی مطیع اور اس سے محبت کرنے والی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خوبصورت اور فرماں بردار۔ میری بہن! اگر آپ جنتی خاتون بننا چاہتی ہیں تو عروب بن جائیں۔

بلند اپنا کردار کر شیریں اپنی گفتار کر
ہر کوئی کرے تیرا احترام ایسا معیار کر

....

ایک دوستی تھی لڑکے اور لڑکی کی جسے زناکاری کہتے ہیں اور اب ایک دوستی چل رہی ہے لڑکی اور لڑکی کی' اسے ہم جنس پرستی کہا جاتا ہے، اور دنیادار تو ہوں گی ہی' دینی اور باپردہ لڑکیاں بھی اس بیماری کی لپیٹ میں آ چکی ہیں اور تربیت کرنے والے ہمت ہارنے کے قریب ہو چکے ہیں۔ لڑکی کا لڑکی سے عشق، مبالغے کی حد تک محبت کرنا، اس کو نشیلی آنکھوں سے دیکھتے رہنا، شرابی مسکراہٹ سے ہنسنا، خط وکتابت، فون، ایس ایم ایس، نہ جانے کیا کچھ؟ ہائے افسوس! میری بہن! یہ سب کچھ حرام ہے کیونکہ اس میں شہوانی جذبات ہوتے ہیں خواہ عورت کے عورت کے ساتھ ہی ہوں اور یہ مغربی طوفان کا ایک جھونکا ہے۔

آج کی نوجوان لڑکی (سوائے اس کے جسے اللہ بچائے رکھے) ہاتھ میں موبائل، کتابوں میں چھپا عشق ومحبت کے گند سے لتھڑا ڈائجسٹ، کپڑوں کی تکمیل سے بے نیاز، ٹی وی' موسیقی گانوں' ایس ایم ایس کی شوقین، دینی تعلیم، دینی مجالس، دینی کتب، دینی ماحول سے سخت نفرت کرنے والی' دنیا کی تعلیم کے پیچھے بھاگتی نظر آتی ہے ......اگر کسی دینی مدرسہ یا دینی جلسے پر نظر دوڑائیں تو بوڑھی مائیاں اور ادھیڑ عمر خواتین نظر آئیں گی...... یہی وجہ ہے کہ والدین کی نافرمانیاں عام ہو گئیں، بداخلاقی، فارغ البالی، سستی، پڑھائی سے دل اچاٹ ہونا، ٹینشن، چڑچڑاپن، زناکاری، طلاقوں کی شرح، بے شرمی وبے حیائی عروج کو پہنچ چکی ہے...... اولاد والدین کے ہاتھوں سے نکل چکی ہے، شاگرد اساتذہ کے کنٹرول میں نہیں رہے، بیویاں خاوندوں کی نہیں رہیں، ہر طرف ایک ہلچل اور شور شرابہ بپا ہے۔

☆......کامیاب عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اس شخص کے ساتھ پرکیف بنائے جو اس کا خاوند' نگران اور اس کے بچوں کا باپ بن چکا ہے۔

☆......شکر گزاری سے تھوڑے مال میں بھی برکت ہوگی' ناشکری سے لاکھوں کے مال میں بھی بے برکتی پیدا ہو جائے گی اور معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ مال کہاں گیا۔

سر تسلیم خم ہے ہر نئے فیشن پہ کیوں تیرا
کہاں جاتی رہی مسلم وہ تیری وضعداری؟
زمانہ نقل کرتا تھا تری وضع وہیئت کی
مسلم تھی جہاں میں تیری دانائی وہشیاری

کیونکہ اسلام دشمنوں نے ہمیشہ میدان جنگ میں تو شکست کھائی ہے لیکن دوسری طرف اس اصول پر سختی سے عمل کیا کہ ''جس قوم کو تم ختم کرنا چاہتے ہو، اس کے اخلاق وکردار کو بگاڑ کر ان میں اخلاقی برائیاں عام کر دو تو وہ

☆......تونے خاوند کے لیے لونڈی بن کر رہنا ہے‘ قناعت واطاعت اور اس کے لیے زینت وخوشبو کا خیال رکھنا۔ ایک عظیم ماں کی رخصتی کے وقت بیٹی کو نصیحت

☆......آنکھوں میں چمک‘ بغیر کاجل کے بھی آسکتی ہے‘ اگر ان میں حیا ہو۔

☆......ہونٹ بغیر لپ اسٹک کے بھی خوبصورت نظر آسکتے ہیں‘ اگر وقت پر کھولے جائیں اور ذکر اللہ سے تر ہوں۔

قوم اپنی موت آپ مرجائے گی''۔ آج دشمن اپنے اس وار میں کامیاب نظر آرہے ہیں۔

فیشن ایک انگریزی لفظ ہے جس کے معنی ہیں وضع تراش، رسم ورواج لیکن عام طور پر اس کا مطلب رواج لیا جاتا ہے اور پرستی کا لفظ تو عام ہے جو اس کے ساتھ لگا دیا گیا ہے، کبھی تو یہ ننگا کر دیتا ہے کبھی تھان لپیٹنے پر مجبور کرتا ہے، کبھی گنجا کر دیتا ہے کبھی پاؤں تک بالوں کی وگ لگوا دیتا ہے۔ آج یورپ، امریکہ، کینیڈا اور دیگر مغربی ممالک میں جو فیشن رائج ہے‘ وہ مغربی تہذیب یا فیشن صرف لباس اور وضع قطع کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر ہر شعبے، معاشرت، معاملات، رہن سہن، وضع قطع، لباس، بات چیت میں‘ غرض زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا رواج ہو گیا ہے، گویا ہمارا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا سب کچھ اس مغربی تہذیب کے مطابق ہو گیا ہے اور ہر طبقہ میں یہ فیشن اپنی جڑ پکڑ چکا ہے۔

سبھی نے جھولیاں بھر لیں چمن سے پھول چن چن کر
الجھ کر رہ گیا دامن ہمارا خار زاروں میں

پیاری مسلم بہن! جن قیمتی چیزوں کی تو حفاظت کرتی ہے‘ ان میں سے سب سے قیمتی چیز ''وقت'' ہے جو میرے خیال میں تیرے ہاں بڑی بے قدری سے ضائع ہو رہا ہے۔ لہٰذا اسے اپنے کسی پسندیدہ مقصد کے لیے صرف کر اور وہ بہترین مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کریں گی۔ عمر اور وقت ایک قسم کی سواری ہے جب یہ سواری ہی نہ رہے تو انسان اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی اپنی مراد کو حاصل کر سکتا ہے۔ رب ارض وسماء سورۃ الفاطر کی آیت نمبر 37،36،35 میں فرماتے ہیں کہ ''کیا ہم نے تم کو عمر نہ دی تھی جس میں کوئی نصیحت کرنے والا نصیحت لے لیتا اور تمہارے پاس خاص ڈرانے والا بھی آ چکا تھا، اب (عذاب کا) مزا چکھو کہ ظالموں کا یہاں (جہنم میں) کوئی مددگار نہیں ہے''۔

محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا: ''دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان میں دھوکا کھا جاتے ہیں: صحت اور فراغت''۔ (بخاری کتاب الرقاق)

ایک شاعر کہتا ہے کہ آج تو اپنی مرضی اور من مانی کر رہا ہے اور کل تو مر جائے گا اور قلمیں اٹھالی جائیں گی۔

میری مسلم بہن! جو وقت آپ اپنے فیشن، غیر ملکی کھانے پکانے، سہیلیوں کے ساتھ لمبی لمبی گفتگو یا ایس ایم ایس، حیا باختہ ڈائجسٹ پڑھنے میں صرف کرتی ہیں‘ وہی قرآن وحدیث کی تعلیم اور آخرت کی فکر میں گزار دیں تو آپ کی دنیا کے ساتھ آخرت بھی بہترین ہو جائے گی۔

تم جسے سمجھی ہو نشانِ منزل
وہ سب دھوکہ ہے دکھاوا ہے سراب ہے
یہ جو جدیدیت کا بھوت ناچتا ہے ہر سُو
اسی سے تو فساد ہے افتراق ہے اضطراب ہے

کسی نے کیا خوب کہا:

☆......قد بغیر ہیل کے بھی لمبا نظر آسکتا ہے اگر شخصیت میں بلندی ہو۔

☆......چہرے کا رنگ بغیر میک اپ کے بھی صاف دکھائی دے سکتا ہے اگر دل کا (اسلامی) رنگ صاف ہو۔

☆......ہونٹ بغیر لپ اسٹک کے بھی خوبصورت نظر آسکتے ہیں اگر وقت پر کھولے جائیں اور ذکر اللہ سے تر ہوں۔

☆......آنکھوں میں چمک بغیر کاجل کے بھی آسکتی ہے اگر ان میں حیا اور پردہ داری ہو۔

☆......شخصیت باوجود سادہ لباس کے بھی خوبصورت نظر آسکتی ہے اگر انداز گفتگو با اخلاق اور شائستہ ہو۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بے کار ہیں
ہمتیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں
اور زیور گر گلے کے تجھے درکار ہوں
نیکیاں بیٹی تیرے گلے کا ہار ہوں
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نور نظر
تم رہو ثابت قدم ہر وقت نیک راہ پر

پیاری مسلم بہن!

دنیا تو اک سفر ہے ذرا خیال کر
دنیا کو بھول جا آخرت کو یاد رکھ

کچھ کام خطرناک حد تک رواج بن چکے ہیں اور حیران کن بات یہ ہے کہ اس کے دینی گھرانوں میں بھی گہرے اثرات دکھائی دے رہے ہیں۔

1- بیوٹی پارلرز سے تیار ہونا۔
2- چہرے اور پورے جسم کے بال اتروانا۔
3- دلہنوں کا سارے بدن پر مہندی لگوانا۔

اگر بیوٹی پارلرز کا وزٹ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بیوٹیشن خواتین کے ساتھ ساتھ مرد حضرات بھی ہوتے ہیں، اور اکثر بیوٹی پارلرز میں خفیہ کیمرے بھی لگے ہوتے ہیں۔ اور پھر مہندی یا جسم سے بال اتروانے (تھریڈنگ) کے لیے لباس اتارنا پڑتا ہے۔

اے بہن! جن سے تم اپنی محبت کا دعویٰ کرتی ہو اس محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا:

''لا ینظر الرجل الی عورۃ الرجل ولا المرأۃ الی عورۃ المرأۃ''۔ (صحیح مسلم)

''کوئی مرد کسی مرد کا (ناف سے گھٹنوں تک) اور کوئی عورت کسی عورت کا ستر نہیں دیکھ سکتی''۔

اور اس کے ساتھ ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے لعنت کی گودنے والیوں (سوئی چبھو کر اس جگہ کو سرمہ سے بھر دینا) اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر اور دانتوں کو خوبصورتی کے لیے کشادہ کرنے والیوں پر اور اللہ تعالیٰ کی خلقت (پیدائش) بدلنے والیوں پر''۔ (مسلم، کتاب اللباس)

باقی صفحہ 15 پر

فوجیوں کو سزا دینے کے لئے سخت ہڑتال کی۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ آبادی والے علاقے میں فوجی کیمپوں کی موجودگی کی وجہ سے لوگوں کی عام زندگی میں مشکلات کئی گنا بڑھ گئی ہیں۔ لہٰذا ان بیریر نما کیمپوں کو مقامی آبادی سے فوری طور پر ہٹایا جائے۔ ہڑتال کے باعث علاقہ میں تمام دوکانیں' کاروباری ادارے' بیشتر تعلیمی ادارے' سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر بھی بند رہے اور کاروبار زندگی بری طرح مفلوج ہو کر رہ گیا۔ صبح ہی کو نوخیز لڑکوں اور نوجوانوں کی ٹولیاں مین چوک' تحصیل روڈ' جدید لنک روڈ' بس اسٹینڈ خانپورہ پل اور پارک روڈ کے علاقوں میں سڑکوں پر نکل آئیں اور احتجاج شروع کیا۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہی پولیس کی بھاری نفری تھانے سے باہر آئی اور مظاہرین کو بزور بازو بھگانے کی کوشش کی جس پر نوجوان مشتعل ہوئے اور انہوں نے پولیس پر پتھراؤ شروع کیا۔ اس کے جواب میں پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے مظاہرین پر آنسو گیس اور پیلٹ گن (درندہ شکن) سے فائرنگ کی جس سے بیسیوں افراد زخمی ہو گئے اور ہر طرف چیخ و پکار اور افراتفری مچ گئی۔

اس کے علاوہ مقبوضہ کشمیر ہائیکورٹ نے بھارتی فوج کے ہاتھوں نوجوان کی شہادت پر کٹھ پتلی حکومت سے جواب طلب کر لیا ہے جبکہ بھارتی فورسز کے ہاتھوں گرفتاری کے بعد لاپتہ ہونے والے شہریوں کے ورثاء نے سرینگر میں احتجاجی دھرنا دیا اور اپنے پیاروں کی بازیابی کے لئے صدائے احتجاج بلند کی۔

غنڈہ بھارتی فوج گھروں میں گھسنے لگی

12۔ اپریل: بارہ مولہ میں قابض بھارتی فوج کے کیمپوں کو ہٹانے کے لئے مظاہرے اور ہڑتال بدستور جاری رہی۔ مختلف مقامات پر نوجوانوں اور فورسز کے مابین پرتشدد جھڑپیں ہوئیں اور متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ ہڑتال کے دوران فورسز نے آنسو گیس کی بے پناہ شیلنگ کی تو جواباً مظاہرین نے پتھراؤ کر کے اپنی بھڑاس نکالی۔ علاقہ بھر کے تعلیمی ادارے بند رہے جبکہ علاقے میں امکانی احتجاج کے پیش نظر پولیس اور دیگر سکیورٹی اہلکاروں کی بھاری تعداد کو تعینات کیا گیا اور قصبہ کو جوڑنے والے دونوں اہم پلوں کو خاردار تار سے مکمل سیل کیا گیا تھا۔ علاقے بھر کو سیل کرنے کے بعد قابض فورسز نے گھروں میں گھس کر چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا اور لوگوں کو زدوکوب کرنے کے ساتھ ساتھ گھروں کی توڑ پھوڑ بھی کی۔

خواتین مظاہرین کو بھی نہ بخشا گیا

13/14۔ اپریل: بارہمولہ میں بھارتی پولیس نے کیمپوں کو ہٹانے کے لئے مظاہرہ کرنے والے پرامن افراد پر طاقت کا وحشیانہ استعمال کر کے خواتین سمیت متعدد افراد کو شدید زخمی کر دیا۔ کشمیری عوام بادردی فوجی غنڈہ گردی اور نوجوانوں کی بے جا گرفتاریوں کے خلاف سڑکوں پر نکل کر پرامن احتجاج کر رہے تھے کہ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کیلئے یکایک آنسو گیس کی شیلنگ اور لاٹھی چارج کا بے دریغ استعمال کیا جس سے 6 افراد شدید زخمی ہو گئے۔ ادھر سرینگر سنٹرل جیل میں



لال چوک سری نگر میں کشمیری مظاہرین کا اژدھام

قید قاضی غنڈ کے رہائشی اسماعیل شاہ کو دوران حراست قتل کر کے لاش کو باہر پھینکوا دیا گیا۔ جب ان کے لواحقین اس سفاکانہ قتل کے خلاف سرینگر میں احتجاجی مارچ کر رہے تھے تو پولیس نے مظلوموں کی آواز دبانے کے لئے طاقت کا اندھا استعمال کیا۔ اسماعیل شاہ کے اقرباء نے پریس انکلیو سرینگر میں احتجاج کے دوران صحافیوں کو بتایا کہ پولیس نے اسماعیل کو بہیمانہ طور پر قتل کیا۔ اسماعیل کی بیٹی شاہینہ نے صحافیوں سے کہا کہ میرے باپ کے قتل کی آزادانہ اور غیر جانبدارانہ تحقیقات ہونی چاہئیں کیونکہ بھارتی پولیس کے اہلکاروں نے ان کے والد کو سنٹرل جیل سرینگر میں قتل کیا اور اب جیل انتظامیہ انہیں پوسٹ مارٹم رپورٹ دینے سے ہی انکاری ہے لیکن ہم بھی انصاف کے حصول تک ہر حال میں اپنی جدوجہد جاری رکھنے کا عزم کرتے ہیں خواہ ہمیں اس کی کتنی ہی بھاری قیمت کیوں نہ چکانی پڑے۔ جب سوگوار خاندان نے ریزیڈنسی روڈ کی طرف جلوس نکالنے کی کوشش کی تو پولیس کے درندہ نما اہلکاروں نے مظاہرین کہ جن میں بڑی تعداد خواتین کی تھی پر بے دریغ لاٹھی چارج کیا۔ بعد ازاں پولیس نے مظاہرین کو گرفتار کر کے گھسیٹتے ہوئے کوٹھی باغ پولیس اسٹیشن میں نظر بند کر دیا۔ دریں اثناء ترال کے علاقہ میں بھی ایک کشمیری نوجوان کی گرفتاری پر لوگوں نے زبردست ہڑتال کر کے شدید نعرے بازی کی۔

15/16/17۔ اپریل
ہمیں طالبان بننے پر مجبور کیا جا رہا ہے

سرینگر میں دھیمے مزاج کے حریت رہنما یاسین ملک نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں جاری ریاستی جبر اور بھارتی پولیس کی مسلسل زیادتیوں سے کشمیر افغانستان کا روپ دھار سکتا ہے۔ اپنی 45 روزہ نظر بندی کے خاتمہ پر پریس کانفرنس سے انہوں نے کہا کہ عالمی اداروں کے نمائندے اور بھارتی سول سوسائٹی کشمیریوں کو برسوں سے عدم تشدد کا سبق پڑھا رہے ہیں لیکن جب کشمیریوں نے غیر مسلح اور پرامن جدوجہد شروع کی تو لوگوں کو پولیس اور فوج کی گولیاں کھانے کے لئے سر راہ چھوڑ دیا گیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت ہند یہی چاہتی ہے کہ جب نیٹو افواج کابل سے نکل جائیں تو کشمیر کی ستم رسیدہ قوم بھی افغانی طالبان کے طرز پر مزاحمت کرے؟ اس ظلم و ناانصافی پر عالمی ادارے خاموش کیوں ہیں؟ کم سن بچوں کو جیلوں میں قید کرنے او رلوگوں کو محصور کرنے سے کشمیر میں طالبان طرز کی مزاحمت کا رجحان ابھرے گا۔ بھارت نے فوجی تسلط کے بل پر کشمیر کو کنٹرول کر رکھا ہے اور عوامی وفاداری خریدنے کے لئے بدترین کرپشن متعارف کروائی گئی ہے جبکہ اس بددیانتی اور ظلم و جبر کا عوامی ردعمل دبانے کے لئے فوج اور پولیس کو قتل و غارت اور غنڈہ گردی کی کھلی چھوٹ دی گئی ہے۔ اگر بھارت کی یہی روش رہی تو پھر طالبان تو کیا' کشمیری ان سے بھی زیادہ اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے تاریخی جدوجہد رقم کریں گے۔ ان شاء اللہ

كلية الشريعة

کتاب وسنت کی روشنی میں قارئین کے
دینی استفسارات پر شرعی رہنمائی کا شعبہ

استاذ: الشیخ ابوسیاف اعجاز احمد تنویر حفظہ اللہ



سورۃ الواقعہ سے رزق کی تنگی دور کرنے کے بارے میں تحقیق

سوال: کیا سورۃ الواقعہ رات کو سوتے وقت تلاوت کرنے سے اللہ رب العزت رزق کی تنگی ہٹا دیتے ہیں اس پر بعض کتب میں کچھ احادیث وروایات بھی بیان کی جاتی ہیں کیا وہ سنداً صحیح ہیں۔ اگر وہ صحیح نہیں ہیں تو مہربانی فرما کر ادائیگی قرض کے لئے صحیح اور مستند وظائف بیان فرما دیں۔ (محمد عباس۔ گوجرانوالہ)

الجواب بعون الوهاب

سورۃ الواقعہ کے بارے مشہور ہے کہ یہ سورۃ الغنی ہے۔ یعنی تونگری اور مال ودولت لانے والی سورت ہے جو اسے رات کو پڑھے اپنے اہل وعیال کو پڑھائے اسے فاقہ اور تنگدستی نہیں چھوتی لیکن اس بارے میں جتنی احادیث و روایات ہیں وہ سب ضعیف اور موضوع ہیں۔ مثلاً

پہلی حدیث: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا

من قرأ سورة الواقعه فی کل لیلة لم تصبه فاقة ابداً قال وقد امرت بناتی ان یقرأنها کل لیلة

جس شخص نے ہر رات سورۃ الواقعہ تلاوت کی اسے فاقہ کبھی نہیں پہنچے گا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسے ہر رات تلاوت کرلیا کریں۔

عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی حدیث نمبر 680' المطالب العالیہ حدیث نمبر 3765' شعب الایمان للبیہقی باب فی تعظیم القرآن حدیث نمبر 2498' العلل المتناھیۃ 105/1' تفسیر ابن کثیر تفسیر سورۃ الواقعہ

تفسیر ابن کثیر اور شعب الایمان للبیہقی میں یہ بھی ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بیماری میں تیمارداری کے لئے حاضر ہوئے جس میں انہوں نے وفات پائی تو وہاں جا کر فرمایا

ما تشتکی؟ قال ذنوبی قال فما تشتھی؟ قال رحمة ربی قال الا آمر لك بطبیب؟ قال الطبیب امرضنی......

آپ کیا تکلیف محسوس کر رہے ہیں؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے گناہوں کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کیا خواہش رکھتے ہیں؟ تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے رب کی رحمت کا خواہشمند ہوں' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی طبیب کو بھیج دوں؟ سیدنا عبداللہ فرمانے لگے طبیب (یعنی اللہ تعالیٰ) نے ہی تو مجھے بیمار کیا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں آپ کے لئے کسی عطیے (مال ودولت وغیرہ) کا حکم دے دوں؟ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مال آپ کے بعد آپ کی بیٹیوں کے کام آئے گا۔ سیدنا عبداللہؓ فرمانے لگے۔ کیا آپ میری بیٹیوں کے بارے میں تنگدستی کا خطرہ محسوس کرتے ہیں؟ بے شک میں نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا ہوا ہے کہ وہ ہر رات کو سورۃ الواقعہ

پڑھ کر سویا کریں۔ کیونکہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے سورۃ الواقعہ ہر رات کو تلاوت کی اس کو کبھی بھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔

یہ روایت ضعیف اور مضطرب ہے کیونکہ

1۔ اس کی سند میں شجاع یا ابوشجاع مجہول راوی ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں هذا حديث منكر وشجاع والسرى لاعرفهما یہ روایت منکر ہے اور اس کی سند میں شجاع اور سری دونوں کو میں نہیں پہچانتا۔ (العلل المتناهية 105/1 میزان الاعتدال 265/2' 536/4' لسان المیزان: 1392/6

2۔ اسی طرح اس کی سند میں ابوطیبہ یا ابوظبیہ بھی مجہول ہے۔ (میزان الاعتدال 542/4' تقریب التہذیب 413)

3۔ اس کی سند میں اضطراب بھی ہے۔ السری کے شاگردوں نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ اس کا استاد شجاع ہے یا ابوشجاع ہے۔ اسی طرح شجاع کے استاد میں بھی اختلاف ہے کہ وہ ابوفاطمہ ہے یا ابوظبیہ ہے۔ پھر انہوں نے ابوظبیہ کا لفظ ضبط کرنے میں بھی اختلاف کیا ہے کہ وہ ابوظبیہ ہے یا ابوطیبہ ہے۔

4۔ ضعف کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ ابوظبیہ عیسیٰ بن سلیمان الجرجانی ہے اور اس کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت منقطع ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں:
(لسان المیزان 61/7 تعلیق العلل المتناهية 105/1)

5۔ ضعف کی پانچویں وجہ یہ ہے کہ محدث العصر شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو پانچ وجوہات کی بناء پر ضعیف قرار دیا ہے۔

1۔ یہ منقطع ہے جیسا کہ امام دارقطنی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

2۔ اس کا متن منکر ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے۔

3۔ اس کے راوی ضعیف ہیں جیسا کہ امام ابن جوزی نے بیان کیا ہے۔

4۔ یہ روایت مضطرب ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر امام احمد' امام ابوحاتم' امام ابن ابی حاتم' امام دارقطنی اور امام بیہقی وغیرھم رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع ہے (ملاحظہ ہو۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ 305/1 حدیث نمبر 289)

دوسری حدیث

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قرأ سورة الواقعه كل ليلة لم تصبه فاقة ابداً او من قرأ كل ليلة لااقسم بيوم القيامة لقى الله يوم القيامة ووجهه فى صورة القمر ليلة البدر)

جس شخص نے ہر رات سورۃ الواقعہ کی تلاوت کی اسے کبھی بھی تنگدستی نہیں پہنچے گی۔ اور جس نے ہر رات "لااقسم بیوم القیامۃ" کی تلاوت کی وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت والے دن اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا۔ (تذکرۃ الموضوعات صفحہ: 78 ذیل الاحادیث الموضوعۃ حدیث 177)

اس روایت کی سند میں احمد بن عمر الیمامی کذاب راوی ہے جس کی وجہ سے یہ روایت موضوع و من گھڑت ہے۔ (دیکھیے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ 305/1 (290) کتاب المجروحین 143/1 میزان الاعتدال 143/1)

تیسری روایت:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

من قرأ سورة الواقعه وتعلّمها لم يكتب من الغافلين ولم يفتقر هو و اهل بيته

جس نے سورۃ الواقعہ کی تلاوت کی اور اسے سیکھا وہ غافل لوگوں میں نہیں لکھا جائے گا۔ نیز وہ اور اس کے گھر والے فقیر نہیں ہوں گے۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ 306/1 حدیث نمبر 391)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل الاحادیث الموضوعۃ 277 میں اسے ابوالشیخ کی روایت بطریق عبدالقدوس بن حبیب عن حسن عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کیا ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عبدالقدوس بن حبیب متروک ہے۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ یہ عبدالقدوس بن حبیب حدیثیں خود وضع (گھڑا) کرتا تھا۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ 306/1) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سورۃ الواقعہ کے متعلق مروی روایات ضعیف اور موضوع ہیں۔ بہت سارے خطباء اور واعظین اس روایت کو بے دھڑک بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح بہت زیادہ مشائخ اور صوفیا بھی اپنے اپنے مریدوں کو وظائف و اوراد بتاتے وقت فراخی رزق کے لئے سورۃ الواقعہ بتاتے ہیں اسی طرح بعض کیلنڈروں کی صورت میں بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ عام طور پر یہ ہے کہ خطباء و واعظین اور مشائخ حضرات کو روایت کی صحت و ضعف سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ اور کچھ اہل علم اس مسئلہ میں تساہل ہیں۔ وہ فضائل و اعمال میں ضعیف روایت کو قبول کرنے کے قائل و فاعل ہیں۔ حالانکہ یہ طرز عمل غلط ہے ہمارے نزدیک کسی عمل کی فضیلت و استحباب ایک خالص شرعی مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں ایسی روایت قابل صحت اور لائق استناد ہے جس میں کوئی علت قادحہ موجود نہ ہو جو اسے ضعیف بنادے۔

ضعیف احادیث کا ضعف بیان کرنا اہل علم پر لازم ہے۔ اگر وہ ضعف بیان نہیں کریں گے تو عام لوگ اسے صحیح سمجھ کر قبول کرتے جائیں گے۔ اور مسائل کے لئے صحیح اور حسن احادیث کے علاوہ کسی حدیث سے حجت نہیں پکڑنی چاہئے۔ اور یہی موقف بڑے بڑے ائمہ و محدثین کا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولا يجوز ان يعتمد فى الشريعة على الاحاديث الضعيفة التى ليست صحيحة ولا حسنة

شریعت اسلامیہ میں ایسی ضعیف احادیث جو صحیح اور حسن نہ ہوں۔ ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ (قاعدہ جلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ 113`112)

مشہور حنفی عالم زاہد کوثری نے لکھا ہے کہ ضعیف روایت کو مطلق طور پر نہ لینا' امام بخاری' امام مسلم' امام ابوبکر بن العربی جو اپنے دور کے بہت بڑے مالکی تھے' امام ابوشامہ المقدسی جو اپنے وقت کے کبیر شافعی عالم تھے' امام ابن حزم اور امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب ہے اور ان کا اس مسئلہ میں قوی غیر مہمل بیان ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ سورۃ الواقعہ رزق میں فراخی کرنے والی سورت ہے اس موضوع پر تمام احادیث ناقابل صحت ہیں۔

رزق کی فراخی اور قرض کی ادائیگی کے لئے احادیث

رزق کی فراخی کے لئے اور قرض کی ادائیگی کیلئے رسول اکرم ﷺ سے صحیح احادیث مروی ہیں۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

پہلی صحیح حدیث:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں' غم والم سے عاجزی اور سستی سے بزدلی اور بخل سے قرض چڑھ جانے سے اور لوگوں کے غالب آنے سے۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الاستعاذۃ من الجبن والکسل الحدیث 6369' ابوداؤد 1531 ترمذی: 3784' النسائی 5465)

دوسری حدیث:

جناب سہیل رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جب ہم میں سے کوئی آدمی سونے لگے تو اپنی دائیں کروٹ لیٹے اور یہ دعائیہ کلمات کہے:

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ" وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ" وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ" وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ" اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ وَكَانَ يَرْوِي ذَلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اے اللہ! اے آسمانوں کے زمین کے اور عرش عظیم کے رب! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! دانے اور کھیتی کو پھاڑنے والے! تورات' انجیل اور فرقان نازل کرنے والے! میں ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے اللہ! تو ہی اول ہے' تجھ سے پہلے کوئی نہیں تو ہی آخر ہے پس تیرے بعد کوئی چیز نہیں' تو ہی ظاہر ہے تجھ سے اوپر کوئی چیز نہیں' تو ہی باطن ہے تجھ سے پوشیدہ کوئی چیز نہیں۔ ہم سے قرض ادا کردے اور ہمیں فقیری سے غنی کردے۔ (جناب ابوصالح رحمۃ اللہ یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کرتے تھے اور سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ محمد کریم ﷺ سے روایت کیا کرتے تھے)

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا باب الدعا عند النوم' الحدیث 2713)

تیسری صحیح حدیث

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ان کے پاس آیا اور کہنے لگا میں اپنی مکاتبت کی رقم ادا کرنے سے عاجز آچکا ہوں۔ آپ میرا تعاون فرمائیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو مجھے رسول اکرم ﷺ نے سکھائے تھے۔ اگر تیرے اوپر صبیر (ایک پہاڑ کا نام) پہاڑ جتنا بھی قرض ہو اللہ تعالیٰ اسے اتار دے گا۔ پھر انہوں نے یہ دعا بتلائی

اللهم اكفنى بحلالك عن حرامك واغننى بفضلك عمن سواك

اے اللہ اپنے حلال کے ذریعے اپنے حرام سے میری کفایت فرما اور اپنے فضل کے ساتھ مجھے اپنے علاوہ سے غنی کردے۔

جامع الترمذی ابواب الدعوات' احادیث شتی من ابواب الدعوات الحدیث! 3563 مسند احمد 753/1' مستدرک حاکم 538/1)

تونگری چاہنے کے لئے اور قرض کی ادائیگی کے لئے مندرجہ بالا مسنون دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ نیز کثرت سے استغفار بھی اس چیز کیلئے تیر بہدف نسخہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نوح میں یہ بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا مسنون اور قرآن وحدیث سے ثابت عمل ہمارے لئے دنیا وآخرت میں خیر وبرکات کا ذریعہ ہے نہ کہ غیر مسنون اور غیر ثابت عمل

تحلق قبل الصلوۃ یوم الجمعۃ
(نماز جمعہ سے قبل مسجد میں حلقے بنانا)

سوال: نهى عن التحلق قبل الصلوٰة يوم الجمعة اس حدیث رسول ﷺ کی مکمل تخریج اور واضح مطلب بیان کریں۔ (سائل آصف سہیل گوجرانوالہ)

الجواب بعون الوہاب

آپ نے یہ جو جملہ اور فقرہ ارسال کیا ہے' یہ دراصل ایک حدیث کا جزء ہے' مکمل حدیث یوں ہے۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ شعیب سے روایت کرتے ہیں' ان کے والد شعیب اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الضَّالَّةُ وَ نَهَى عَنِ التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ

رسول اللہ ﷺ نے بلاشبہ مسجد میں خرید وفروخت سے منع فرمایا' اس سے بھی منع فرمایا کہ گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کیا جائے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ مسجد میں ناپسندیدہ قسم کی شاعری کی جائے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ "جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھا جائے۔"

مذکورہ بالا حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے چار چیزوں سے منع فرمایا ہے۔

1۔ مسجد میں خرید وفروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بلاشبہ مسجد میں جب خرید وفروخت ہوگی تو مسجد میں شور وغل پیدا ہوگا۔ مسجد میں پھر ایک مارکیٹ اور منڈی کا ماحول پیدا ہوجائے گا جبکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ سب سے اچھی جگہیں مسجدیں ہیں اور سب سے بری جگہیں بازار ہیں۔ مسجد میں خرید وفروخت تو ناجائز ہے لیکن اگر کوئی سودا پہلے سے مسجد میں طے پاچکا ہو تو اب اس کو اس وجہ سے توڑنا کہ یہ سودا چونکہ مسجد میں ہوا تھا' بھی درست نہیں۔ اب اس سودے کو برقرار رکھا جائے گا۔ البتہ آئندہ احتیاط کی جائے گی۔

2۔ مسجد میں کسی گمشدہ چیز کا اعلان کرنا بھی درست نہیں۔ نبی اکرم ﷺ ایک دفعہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اور پوچھنے لگا کہ میرا سرخ اونٹ نہیں مل رہا۔ کسی نے دیکھا ہو تو بتادے۔ رسول اللہ ﷺ نے اظہار ناراضگی فرمایا اور فرمایا' وہ تجھے نہ ہی ملے۔ کیا مسجدیں اس مقصد کے لئے بنائی جاتی ہیں؟ مسجد تو ذکر وتلاوت اور فرائض ونوافل کی ادائیگی کے لئے بنائی جاتی ہیں اور اس میں آکر اپنی گمشدہ چیز کا اعلان کروانا بھی آداب مسجد کے منافی ہے۔ ہاں اگر کسی کو کوئی گمشدہ چیز ملی ہو تو وہ مسجد میں لوگوں کو بتاسکتا ہے کہ مجھے فلاں چیز ملی ہے۔ جسکی ہو وہ نشانی بتا کرلے لے۔"

3۔ مسجد میں شعر وسخن کی محفل جمانا بھی درست نہیں۔ اس میں وہ اشعار شامل ہیں جو فخر ومباہات کے طور پر پڑھے جائیں' جن میں فحاشی وعریانی اور رومانی جذبات کو ابھارا جائے۔ البتہ جو اشعار دین حق کے لئے ہوں' اہل حق کی تعریف میں ہوں' اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ

باقی صفحہ 39 پر



مکتب الاطفال

تین عدالتیں

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن تین قسم کی عدالتیں ہوں گی۔''

1- پہلی عدالت میں تو معافی کا تصور ہی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانے کی عدالت ہوگی یعنی اس عدالت میں صرف ایمان اور کفر کا مقدمہ پیش ہوگا۔

2- دوسری عدالت میں اللہ تعالیٰ صاحب حق کو اس کا حق ضرور دلائیں گے، خواہ اپنے پاس سے عطا فرمائیں یا جس کے ذمہ کسی کا حق ہے، اس سے وصول کر کے دیا جائے اور یہ عدالت بندوں کے آپس کے معاملات کی ہوگی، اس میں مظلوم کو ظالم سے بدلہ دلوایا جائے گا۔

3- تیسری عدالت اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ہوگی، اس میں اللہ تعالیٰ زیادہ پروا نہیں کریں گے یہ اللہ کریم کے اپنے حقوق کی عدالت ہوگی، چاہیں گے تو مواخذہ فرمائیں گے، چاہیں گے تو معاف فرما دیں گے۔ (بحوالہ: مشکوٰۃ)

(عثمان ارشد شانی)

مسلمانوں پر لعنت کرنا

ثابت بن ضحاک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے مانند ہے۔'' (بخاری: 6104)

ابو درداء ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ کسی کے گواہ بن سکیں گے اور نہ سفارشی ہوں گے۔'' (مسلم: 2598)

عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے، وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں بائیں چکر لگاتی ہے۔ زمین کی طرف گرتی ہے تو اس کے بھی دروازے بند ہوتے ہیں۔ پھر جب کوئی راستہ کسی طرف نہیں ملتا تو جس پر وہ لعنت کی گئی ہو، اس کی طرف چلی جاتی ہے۔ اگر وہ اس کا مستحق ہو تو ٹھیک، ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔'' (ابوداؤد: 4905)

(عثمان سلیم فردوسی۔ لیاقت پور)

روشن باتیں

ننھے منے پھول اور کلیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ سب ہمیشہ کی طرح اپنے پیارے پیارے مجلہ الحرمین کا نہایت بے تابی سے انتظار کر رہے ہوں گے۔

ننھے پھولوں اور کلیو! یقیناً آپ اس پاک سرزمین کا مستقبل ہیں آپ کے دم قدم سے ہی یہاں توحید کے ترانے اور حق کی اذانیں گونجیں گی۔ آپ اس ملک کے معمار اور اسلامی روایات کے محافظ ہیں۔ آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ اس وقت کچھ ضمیر فروش دیمک نما لوگ اس ملک کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے درپے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے تعلیم کے میدان کو چنا ہے۔

ورلڈ بنک جیسے مسلم دشمن ادارے نے اس کام کے لیے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیئے اور بہت سی اسلام دشمن سیکولر این جی اوز کے ذریعے ہمارے نصاب تعلیم کو سیکولر بنانے کی گہری سازش تیار ہو چکی ہے۔

صوبہ پنجاب سے اس کا آغاز ہو چکا ہے۔ حکمرانوں کی مصلحتوں اور چشم پوشی کے نتیجے میں پرائمری سے لے کر انٹر تک تمام کتب سے نظریہ پاکستان کے حوالے سے، اسی طرح اسلام اور اسلامی ہیروز کے بارے میں، نبی مکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اور صحابہ کرام ؓ کی حیات مبارکہ کے روشن پہلوؤں سے روشناس کرانے والے مضامین کو خارج کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ بے مقصد اور سیکولر قسم کے مضامین شامل کیے گئے ہیں۔

پیارے پھولوں اور کلیو! آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ اس حوالے سے اپنے والدین کی توجہ مبذول کرائیں۔ تاکہ مل کر نصاب دشمن جو دراصل اسلام دشمن سازشیں ہیں، ان کا قلع قمع کیا جا سکے۔

پیارے پھولوں اور کلیو! ہمیں چند مضامین ایسے ملے ہیں جو اسلامی تاریخ اور سیرت کے حوالے سے ہیں لیکن ان میں درج واقعات اتنے معروف نہیں اور پھر حوالہ جات بھی نہیں ہیں۔ اس لیے ہم انہیں شائع کرنے سے قاصر ہیں۔ آپ احادیث، سیرت طیبہ یا صحابہ کرام ؓ کی زندگی کے درخشاں پہلوؤں پر قلم اٹھائیں تو حوالہ جات کا اہتمام ضرور کریں۔

والسلام

آپ کا چاچو جان حمدان

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی پھانسی کا ایک ایمان افروز واقعہ

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں نے پھانسی پر لٹکانے سے ایک دن پہلے بتایا تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا میرے لیے استرہ لاؤ۔ استرہ لایا گیا' حجامت کے بعد حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا' میں اللہ کے پاس صاف ستھرا ہو کر جانا چاہتا ہوں۔ اس شہید کی عظمت کو تو دیکھیں۔ یہ کیسے شہید ہوتا ہے؟ اس کا ایمان تو دیکھو اس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو دیکھو اس کو سولی پر لٹکانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

پورے عرب میں اعلان ہو گیا کہ عرب کے سب سے بڑے شاعر اور ادیب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو تنعیم کے درخت کے نیچے کل کو پھانسی دی جائے گی۔ عورتوں اور مردوں کی قطاریں لگ گئیں۔ لوگ قافلوں کی شکل میں مکہ میں آئے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو پھانسی کے تختہ پہ چڑھتے ہوئے دیکھیں۔ لوگوں نے عقبہ بن عامر سے کہا تم ایک پڑھے لکھے شخص کو کیوں قتل کرتے ہو۔

عقبہ بن عامر نے کہا' میں اس شرط پر چھوڑتا ہوں کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کہیں کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑتا ہوں۔ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''اگر میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا تو مجھے زندگی گزارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

اس کے بعد حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں رسیاں ڈال کر نیچے لایا گیا اور جس وقت ان کے گلے میں پھندا ڈالا گیا تو کہا گیا' آخری وصیت کرو۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا' دو رکعت نفل نماز ادا کرنے کی اجازت دے دو۔ دو رکعت ادا کرنے کی اجازت دی گئی۔ دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت ملی تو جلد ہی نماز ختم کر دی اور کہنے لگے' پوری زندگی میں اتنی جلدی کبھی نماز نہیں پڑھی اور آج میں نے نماز اس لیے جلدی ختم کی ہے تاکہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانثار موت کی وجہ سے نماز کو لمبا کر رہا ہے۔

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ! میں تیرے نام پر اپنی جان نچھاور کر رہا ہوں۔ جب میں مر جاؤں تو میرے اس قتل کی اطلاع میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں پہنچا دینا۔ اس کے بعد حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے وہ قصیدہ پڑھا جس کے ایک سو سے زائد اشعار عربی کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کا ترجمہ یہ ہے۔

اے اللہ! میں آج اس لیے خوش ہوں کہ میں تیرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر جان دے رہا ہوں اور جب میں مر جاؤں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ مجھے الٹا لٹکا دیا جائے یا سیدھا کر دیا جائے کیونکہ جب بکری کو ذبح کر دیا جاتا ہے اس کو کوئی پروا نہیں ہوتی ہے کہ اس کی ٹانگوں کو الٹا کر دیا جائے یا سیدھا کر دیا جائے۔

اس کے بعد حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا لیکن پوری دنیا ان کے استقامت فی الدین کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

مسلمانو! تم کہتے ہو ہماری حقوق کی جنگ ہے' ہماری ملازمتوں کی جنگ ہے۔ مجھے بتاؤ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ پھانسی کے تختے پر جس رب کے لیے چڑھا تھا' اس کی جنگ کس چیز کی تھی؟ وہ پلاٹوں کی جنگ نہیں تھی' وہ وزارتوں کی جنگ نہیں تھی' وہ تو صرف اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی' جس کی وجہ سے اس عظیم صحابی رضی اللہ عنہ کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔

(محمد شفیق اویسی' عبداللہ علی۔ قصور)





آرٹ عبداللہ ناصر۔ ننکانہ


آرٹ: زنیرہ منیر۔ شیخوپورہ


آرٹ: رشنہ



آرٹ: عفاف عتیق الرحمٰن۔ تاندلیانوالہ


آرٹ: صفی الرحمٰن حنیفم۔ شیخوپورہ

آپ بھی اپنے پیارے بچوں کے نام خوبصورت طریقے سے ڈرائنگ کر کے بھیجیے۔ ہم آپ کو اس سلسلے میں شامل کرلیں گے۔ ان شاء اللہ

رابطہ: ماہنامہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور



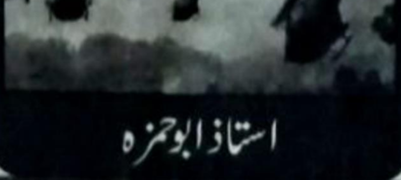

گزشتہ سے پیوستہ

جنگ کی اقسام

معاشی جنگ

قسط نمبر 8

عسکریات



استاذ ابو حمزہ

ابو بصیر اور ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنھم

صلح حدیبیہ کے دوران قریش کے نمائندے سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل بیڑیوں میں جکڑے ہوئے وہاں پہنچ گئے لیکن اس کے باپ نے اسے معاہدہ کے مطابق واپس لے لیا۔ کچھ دنوں کے بعد ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گئے تو قریش نے انہیں واپس لانے کیلئے دو آدمیوں کو بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بصیر کو معاہدہ کی رو سے واپس کر دیا۔ راستے میں ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرا بھاگ کر مدینہ پہنچ گیا۔ اتنے میں ابو بصیر بھی وہاں آ گئے اور بولے "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ نے آپ کا عہد پورا کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ان کی طرف پلٹا دیا پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دی۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اس کی ماں کی بربادی ہو (عربی محاورہ ہے جسے کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا تھا اور نہ ہی بددعا ہے) اس کو کوئی ساتھی مل جائے تو یہ جنگ کی آگ بھڑکا دے گا۔" پھر ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ سے نکل کر ساحل سمندر پر آ گئے۔ ابو جندل بھی قید سے بھاگ کر ان کے پاس پہنچ گئے۔ اب قریش کا جو بھی آدمی اسلام لا کر مکہ سے بھاگتا تو وہ ابو بصیر کے پاس پہنچ جاتا یہاں تک کہ ان کے پاس ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔

اس کے بعد انہوں نے ساحل سمندر پر قریش کے تجارتی قافلے روکنے شروع کر دیئے۔ انہیں جونہی پتہ چلتا کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کو جا رہا ہے یا واپس آ رہا ہے تو اس قافلے سے ضرور تعرض کرتے۔ قافلے والوں کو کئی دفعہ قتل کر دیتے اور مال بطور غنیمت حاصل کر لیتے۔ ان لوگوں نے قریش کی تجارتی شاہراہ ان کے لیے مکمل طور پر مسدود کر دی تو تنگ آ کر قریشیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرابت کا واسطہ دیا، انہیں عرض کی کہ آپ انہیں مدینہ بلا لیں اور جو بھی آپ کے پاس جائے گا، وہ مامون ہو گا۔ یعنی مجبوراً اپنی ہی ناجائز شرط واپس لے لی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مدینہ بلا لیا۔ (صحیح مسلم، زادالمعاد، ابن ھشام)

تجارتی راستوں کی حفاظت

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کے لیے تجارتی شاہراہیں اور راستے غیر محفوظ بناتے، ان کے تجارتی قافلوں پر حملے بھی کرتے تاکہ دشمن کی معیشت برباد ہو، وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تجارتی راستوں اور شاہراؤں کو ہر حال میں محفوظ بناتے۔

غزوہ دومۃ الجندل (الاولیٰ) ربیع الاول 5 ہجری

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاعات ملیں کہ شام کے قریب دومۃ الجندل کے قریب آباد قبائل آنے جانے والے قافلوں پر ڈاکے ڈال رہے ہیں اور وہاں سے گذرنے والی اشیاء لوٹ لیتے ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے مدینہ پر حملہ کیلئے ایک بہت بڑی جمعیت فراہم کر لی ہے۔ ان اطلاعات کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہزار مسلمانوں کی نفری کے ساتھ کوچ فرمایا۔ اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو سفر کرتے اور دن کو آرام کرتے لیکن پھر بھی یہ لوگ ہاتھ نہ آئے اور وہ بھاگ نکلے۔ ان کے مویشیوں اور کچھ چرواہوں کو قبضہ میں کیا۔ پھر آپؐ نے چند روز وہاں قیام کیا۔ ادھر ادھر متعدد دستے روانہ فرمائے لیکن کوئی بھی ہاتھ نہ آیا۔ اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ فزارہ کے سربراہ عیینہ بن حصن سے مصالحت کر لی تھی۔ (سیرۃ ابن کثیر، الروض الانف، السیرۃ الحلبی، الرحیق المختوم، ابن ھشام، زادالمعاد)

☆......ابو بصیرؓ اور ان کے ساتھیوں نے گوریلا جنگ کے ذریعے قریشیوں کی تجارتی راہ مسدود کر دی تو انہوں نے اپنی ناجائز شرائط واپس لے لیں

☆......آپ کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ نے مشرکین پر تجارتی و معاشی پابندیاں لگائیں

☆......نبیؐ نے جنگی حکمت عملی کے تحت خیبر کے یہودیوں کے پانی کے ذخائر پر قبضہ کیا تو ان کیلئے جنگ کے سوا کوئی راستہ نہ رہا

2۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے یعنی اس وقت تک اسلامی ریاست کی حدود بہت دور تک پہنچ گئی تھیں۔ 9ہجری ربیع الاول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخبروں نے خبر دی کہ کچھ حبشی ساحل جدہ کے قریب جمع ہو گئے ہیں اور وہ مکہ کے تجارتی قافلوں کو لوٹنا چاہتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علقمہ بن مجزز مدلجی کو تین سو آدمی دے کر ان کی گوشمالی کے لیے روانہ فرمایا۔ حضرت علقمہ جب وہاں پہنچے تو وہ حبشی مسلمانوں کے لشکر کی آمد کا سن کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت علقمہ نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ سمندر میں اتر کر ایک جزیرہ تک بھی پیش قدمی کی لیکن وہ ہاتھ نہ آ سکے۔ (الرحیق المختوم، فتح الباری)

تجارتی پابندیاں یا مقاطعہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مشرکین پر تجارتی پابندیاں عائد کیں تاکہ تجارتی طور پر اور معاشی طور پر ان کا ناطقہ بند کیا جائے۔

غزوۂ احزاب اور بنو قریظہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک چھاپہ مار کارروائی کے لیے روانہ فرمایا۔ اس معرکہ کے دوران بنو حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو بھی گرفتار کر کے لے آئے۔

وہ مسیلمہ کذاب کے حکم سے بھیس بدل کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے نکلا تھا۔ بعد میں وہ مسلمان ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے عمرہ کے لیے مکہ پہنچ گئے۔ وہاں قریشیوں سے ٹاکرا ہوا تو انہوں نے کہا کہ ثمامہ تم بددین ہو گئے ہو۔ ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اور سنو! اللہ کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں آ سکتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اجازت نہ دیں۔ یمامہ اصل میں مکہ کیلئے کھیت کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمامہ واپس جا کر مکہ کے لیے غلہ کی ترسیل بند کر دی جس سے قریش سخت مشکلات میں پڑ گئے۔ بالآخر انہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں گرنا پڑا اور عاجزی کے ساتھ عرض کی اور قرابت کا واسطہ دے کر لکھا کہ آپ تو صلۂ رحمی کا حکم دیتے ہیں، اس لیے ثمامہ سے کہیں کہ وہ ہمارا غلہ نہ روکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ (الروض الانف، السیرۃ الحلبی، سیرۃ ذھبی، ابن ھشام، زاد المعاد، صحیح بخاری، صحیح مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اقدام اس لیے نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقاطعہ کو پسند نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اقدام احسان کے زمرے میں آتا ہے۔

طائف کے محاصرے کے دوران جب دشمن سے مقابلہ سخت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور جنگی حکمت عملی کے طور پر حکم دیا کہ ان کے انگور کے درخت کاٹ کر جلا دیں۔ مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر کٹائی کر دی۔ اس پر اہل طائف (ثقیف) نے قرابت کا واسطہ دے کر اس کام سے رکنے کا کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے واسطے اور قرابت کی خاطر ہاتھ روک لیا۔ (زاد المعاد، عیون الاثر، سیرت ابن ھشام، مغازی واقدی)

عام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھل دار درخت کو کاٹنے سے منع فرمایا ہے لیکن جنگی حکمت عملی کے طور پر اسے بطور ہتھیار استعمال کیا جا سکتا ہے۔

محاصرہ

دوران جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کا محاصرہ کر لیتے اور پھر ان کا معاشی راستہ بند کر دیتے جس پر یہ لوگ مجبور ہو کر اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیتے۔ معاشی جنگ میں دوران لڑائی یہ حربہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمت عملی ہوا کرتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے وقت مدینہ کے یہودیوں سے میثاق مدینہ کیا تھا لیکن اس کے باوجود یہودی اپنی اصلیت سے باز نہ آئے اور روایتی سازشی کردار ادا کرتے رہے۔

1۔ جب ایک مسلمان عورت کی بے عزتی اور ایک مسلمان کے شہید ہونے کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوری طور پر مذاکرات کا بزدلانہ ڈھونگ رچائے مدینہ منورہ پر ابو لبابہ بن المنذر کو عامل بنا کر خود بنفس نفیس، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں مسلمانوں کا پھریرا دے کر لشکر کے ہمراہ بنو قینقاع کا رخ کیا۔ یہود نے اس صحابیہ عورت کو صرف چہرہ کھولنے کا کہا تھا لیکن اس نے نہ کھولا۔ تو انہوں نے اس مسلمان عورت کے کپڑے کا نچلا کنارا پچھلی طرف باندھ دیا۔ جب یہ اُٹھی تو اس عورت کا پردہ کھل گیا۔ اس پر ایک مسلمان نے اُس یہودی کو قتل کر دیا اور یہودیوں نے اس مسلمان کو شہید کر دیا۔ بنو قینقاع آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی فوری طور پر اپنے گھروں میں قلعہ بند ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی سے ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہ جنگ بدر کے فوری بعد کا واقعہ ہے۔ 15 شوال 2 ہجری بروز جمعہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاصرہ شروع کیا اور 15 دن تک محاصرہ جاری رہا۔ ان کی رسد وغیرہ منقطع کر دی گئی۔ باہر سے انہیں کوئی چیز نہ جانے دی جس پر وہ گھبرا اُٹھے اور مرعوب ہو کر انہوں نے اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عبداللہ بن ابی کے منافقانہ کردار کی وجہ سے اور نہ چاہتے ہوئے بھی صرف یہ سزا دی کہ وہ فوری مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ وہ شام کی طرف چلے گئے اور تھوڑے دنوں بعد وہاں اکثر کی موت واقع ہو گئی۔ (زاد المعاد، عیون الاثر، سیرت ابن ھشام، مغازی واقدی، الرحیق المختوم)

(جاری)

پیدائش

فرمانِ رسول ﷺ

بے شک میں اپنی امت کی کثرت کی وجہ سے تم پر قیامت کے دن فخر کروں گا۔ (ابوداؤد)

☆...... مولانا عبدالسلام آف بہاولپور جو کہ 2004ء میں ہندو مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے' اللہ نے انہیں بیٹی عائشہ سے نوازا ہے۔ ☆...... احسان الرحمٰن برکت پورہ فیصل آباد کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی رومیسہ سے نوازا ہے۔ ☆...... جماعۃ الدعوۃ نوکھر کے کارکن ابراہیم رحمانی کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا مصعب عطا کیا ہے۔ ☆...... ضیاء الرحمٰن خان لغاری آف لغاری والا مظفر گڑھ کو اللہ تعالیٰ نے پہلا بیٹا محمد عطا کیا ہے۔ ☆...... ابوذوالقرنین غازی محمد امین ناصر بھٹی شہیدؒ کے چھوٹے بھائی ابوہریرہ محمد یٰسین بھٹی کو اللہ تعالیٰ نے ابوسیف اللہ عبدالرحمٰن السدیس بھٹی کو بیٹے سے نوازا ہے۔ ☆...... محمد خالد جٹ آف کمالیہ کو اللہ نے دوسرے بیٹے محمد عمیر سے نوازا ہے۔ ☆...... عبدالحی آف لطیف ٹاؤن ملتان کو اللہ تعالیٰ نے دوسری بھتیجی عمارہ سے نوازا ہے۔ ☆...... عبدالوحید آف غلہ منڈی ملتان کو اللہ نے بیٹی عشبہ عطا کی ہے۔ ☆...... عتیق الرحمٰن آف لودھراں جلالپور موڑ کو اللہ نے بیٹا ذکی الرحمٰن عطا کیا ہے۔ ☆...... جامعہ ام القریٰ کوہاٹ کے مدیر عارف اللہ بھائی کو اللہ نے سعید عزام بیٹا عطا کیا ہے اور قاری زبیر صاحب کو بیٹی حفصہ سے نوازا ہے۔ ☆...... محمد عثمان بن عبدالرحمٰن برکت پورہ فیصل آباد کو اللہ نے بیٹی مسفرہ اور ابوالحسن عبدالرحمٰن کو بیٹی رمیسہ سے نواز ہے اور غلام مصطفیٰ آف پرانا جکنہ سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ کو اللہ نے بیٹے عبدالرحمٰن سے نوازا ہے۔ ☆...... محمد ارشد آف گوجرہ ضلع ٹوبہ 414ج'ب کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے محمد مبشر سے نوازا ہے۔ ☆...... محمد احسان آف کھیونوالہ کو اللہ تعالیٰ نے خوبصورت بیٹی نمرہ اور بیٹے قمر سے نوازا ہے۔ ☆...... قاری عبداللطیف عابد سیکٹر مسئول نہالہ کلاں جلوموڑ لاہور کو اللہ تعالیٰ نے عبداللہ عزام عنایت فرمایا ہے۔ ☆...... محمد مرتضیٰ مسئول ڈیرہ اسماعیل خان کو شادی کے آٹھ سال بعد اللہ تعالیٰ نے معاذ بیٹے سے نوازا ہے۔ ☆...... مدد خلیل سیکٹر گوجرانوالہ کے مسئول غلام رسول کو اللہ نے پانچویں بیٹے ابوسفیان سے نوازا ہے۔ ☆...... حکیم قاری شریف اللہ عثمانی کو اللہ نے محمد دانش بیٹے سے نوازا ہے۔ ☆...... زمرد خان چک بیلی خان راولپنڈی کو اللہ نے زکریا خان بیٹے سے نوازا ہے۔ ☆...... پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب شہید کے بھائی وفاء الرحمٰن ساجد چک نمبر 479 سمندری فیصل آباد کو اللہ نے پہلی بیٹی مستبشرہ عطا کی ہے۔ ☆...... محمد علی آف پنڈی پیراں ضلع ننکانہ کو اللہ نے بیٹی صبغہ سے نوازا ہے۔ ☆...... محمد شہزادہ آف حاجی پورہ ڈسکہ سیالکوٹ کو اللہ تعالیٰ نے معاذ الرحمٰن بیٹے سے نوازا ہے۔ ☆...... ابوجعفر آف چیچہ وطنی کو اللہ تعالیٰ نے بھانجے ابواحمد سے نوازا ہے۔ ☆...... حافظ ابوذر مجاہد محلہ صدیق اکبر میلسی ضلع وہاڑی کو اللہ نے عبدالرحمٰن بیٹے سے نوازا ہے۔ ☆...... فیصل فاروق صدر بازار ملتان کو اللہ نے یحییٰ بیٹے سے نوازا ہے۔ ☆...... میاں محمد اسلم جوئیہ نائب ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے داماد عبدالباسط وٹو پنجاب پولیس بوریوالہ کو اللہ نے ابوہریرہ بیٹے سے نوازا ہے۔ ☆...... محمد عابد سلفی آف میاں چنوں کو اللہ تعالیٰ نے محمد خبیب بیٹے سے نوازا ہے۔ ☆...... محمد ساجد آف میاں چنوں کو اللہ نے طلحہ بیٹے سے نوازا ہے۔ ☆...... منور حسین گجر آف کہروڑ لعل عیسن کو اللہ نے بیٹی ہادیہ نور سے نوازا ہے۔

اللہ تعالیٰ سبھی پھولوں اور کلیوں کو نیک صالح ایمانی غیرت و عزت اور تندرستی والی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: احباب سے گزارش ہے کہ SMS میں اپنا نام، علاقہ اور ضلع ضرور لکھا کریں۔ ناموں کے ہجے (Spellings) صحیح [illegible] SMS بھیجیں۔ [illegible] رابطہ نمبر: 0323-4742988

وفیات

☆...... ایڈیٹر مجلہ الحرمین جناب قاضی کاشف نیاز کی اہلیہ محترمہ کی بڑی بہن (خواہر نسبتی) اور مفتی اللہ بخش ملتانی" قاضی ثالثی شرعی عدالت جماعۃ پاکستان کی پوتی آسیہ عبدالحفیظ مورخہ 6 جمادی الثانی 17 اپریل 2013ء بروز بدھ حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئیں مرحومہ نہایت صالحہ' مجاہدہ' حافظہ' قاریہ اور معلمہ تھیں۔ جنازہ میں جماعۃ الدعوۃ کے ضلعی مسئول میاں سہیل' کارکنان و احباب جماعت اور طلباء و علماء نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ برائے تعزیت: قاضی کاشف نیاز (03014446070) برادر: قاری عبدالشکور (

☆...... میر پور شاہکوٹ ضلع ننکانہ کے رہائشی مجاہدین کے عظیم ساتھی اور پشتیبان اور محبت رکھنے والے مہر شوکت علی مرحوم کے بیٹے مہر محمود شوکت جو کہ تین ماہ سے شدید علیل تھے' اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں' ان کی نماز جنازہ میں علمائے کرام' مجاہدین اور ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ علاقہ کی معروف دینی شخصیت مولانا ابراہیم طارق نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

☆...... محمد بسم اللہ مانگٹ آف شیروں ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چچا محمد عظیم کے والد محمد شریف مانگٹ وفات پا گئے ہیں۔ وہ مجاہدین اور جماعۃ الدعوۃ سے محبت رکھتے تھے۔ برائے تعزیت: 0334,48132447 -0345,7973336

☆...... نذیر خان پٹھان شیروانی کے والد محترم جناب رشید صاحب گزشتہ دنوں وفات پا گئے ہیں جو بستی درکھانوالی قادر پوراں ملتان کے رہنے والے اور نیک انسان تھے۔

☆...... مسئول نارووال ابوجبران کے والد محترم وفات پا گئے ہیں۔

☆...... ابومحمد بھائی اکاؤنٹنٹ جماعۃ الدعوۃ گوجرانوالہ کے بڑے بھائی محمد اسلم عرف غازی صاحب طویل علالت کے بعد وفات پا گئے ہیں۔ آخری کلام کلمہ طیبہ تھا۔ اللہ ان کو شہادت کا اجر عطا فرمائے۔ برائے تعزیت: 0321,5536377

انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ سبھی مومنین و مومنات کی مغفرت فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں داخل فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

دعائے صحت

☆...... الحمدیہ سٹوڈنٹس کے کارکن عکاشہ بھائی آف بوریوالہ ایک حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں۔

☆...... بوریوالہ سٹیلائٹ ٹاؤن کے ننھے مجاہد حارث ایک حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں جو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

☆...... ثناء اللہ مکی قلعہ محمدیہ (قلعہ دیدار سنگھ) کا بھانجا احتشام الحق آف رسولنگر ٹریفک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں۔

☆...... ابوعاذب اسامہ عسکری کی آنکھوں پہ چوٹ لگ گئی ہے۔

☆...... بھائی عبدالحنان آف کہروڑپکا کی اہلیہ بیمار ہیں

☆...... ایڈیٹر مجلہ الحرمین قاضی کاشف نیاز کے بھانجے محمد ندیم گردے فیل ہونے کی وجہ سے علیل ہیں۔ اللہ تمام مسلمانوں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

اللھم اشفنا واشف مرضانا و مرضی المسلمین

...رکھا کرو۔ (تاکہ مناجات ربانی سے بھی لطف اندوزی ...کرلو۔) ابوداؤد۔1329' ترمذی 447)

ایک روایت میں اسی واقعہ میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا اے بلال! میں نے تجھے سنا' تو فلاں فلاں سورت ...سے پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے کہا' یہ عمدہ کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ ...نے اس کے بعض کو بعض کے ساتھ جمع کردیا ہے۔ آپؐ ...نے فرمایا' تم سب نے درست کیا۔ (ابوداؤد: 1330)

4۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اعتکاف کیا۔ آپؐ نے لوگوں کو ...اونچی آواز سے قرأت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا خبردار! تم ...بلاشبہ سب کے سب اپنے رب سے مناجات کر رہے ہو' ...کوئی دوسرے کو ہرگز تکلیف نہ دے اور قرأت میں اپنی ...دوسرے پر بلند نہ کرے یا آپؐ نے فرمایا' نماز میں ...اپنی آواز بل...نہ کرے)۔ (ابوداؤد 1332' ابن خزیمہ (1162

اس حدیث ...سے پتا چلتا ہے کہ مسجد یا گھر میں قرآن مجید کی تلاوت ...کے ساتھ کسی کی ایذاءرسانی کا سبب نہیں بننا چاہیے۔

5۔ عقبہ بن ...عامر جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول ...اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقه والمسر بالقرآن كالمسر بالصدقة۔ (ابوداؤد: 1333' ترمذی 2919) قرآن کو اونچی آواز ...سے پڑھنے والا ایسے ہے جیسے کوئی دکھا کر صدقہ کرے اور ...دھیمی آواز میں قرآن مجید پڑھنے والا ایسے ہے جیسے کہ چھپا ...کر صدقہ کرے۔ گویا جیسے ظاہر یا پوشیدہ کرکے صدقہ ...کرنے والا اپنی حسن نیت کے ساتھ ثواب پاتا ہے' اسی ...طرح بلند یا آہستہ آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے والا ...خلوص نیت کی وجہ سے اجروثواب کا حقدار ٹھہرے گا۔

6۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ایک آدمی کو قرأت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے' اس نے مجھے فلاں سورت کی فلاں فلاں آیت یاد دلا دی ہے۔ (بخاری 5037) اس حدیث سے بھی بلند آواز سے قرأت کرنے کا جواز ...ثابت ہوتا ہے۔

7۔ ...ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ...ﷺ نے فرمایا' اشعری لوگوں کی آوازوں کو میں پہچانتا ...ہوں جب یہ رات کو اپنے گھروں میں داخل ہوتے ہیں' رات کو قرآن پڑھنے کی آوازوں سے میں ان کے گھروں کو پہچانتا ہوں حالانکہ دن کے وقت میں نے ان کے گھر نہیں دیکھے۔ (بخاری 4263)

یہ اشعری لوگ یمن سے آئے تھے۔ ان کی آوازیں بڑی خوبصورت تھیں۔ رات کو قرآن پڑھتے تو دور دور تک ان کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر دیگر لوگوں کی ایذاءرسانی کا سبب نہ بنے تو رات کو کافی بلند آواز سے بھی قرآن پڑھا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو نماز میں درمیانی آواز کے ساتھ قرأت کرنے کی رہنمائی فرمائی ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا (بنی اسرائیل: 110)

ترجمہ: اور اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ اور نہ اسے پست کر اور اس کے درمیان کوئی راستہ اختیار کر۔

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ انفرادی نماز میں قرأت کم یا زیادہ آواز کے ساتھ حسب ضرورت کی جاسکتی ہے اور اس کی کوئی حد نہیں۔ صرف قرأت کرنا لازمی و واجب ہے چاہے خاموشی سے کرے یا کم یا زیادہ آواز کے ساتھ۔ البتہ زیادہ آواز اتنی ہو کہ کسی کو تکلیف نہ ہو اور بہتر صورت درمیانی آواز ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہے۔

من كنت مولاه فعلى مولاه کا کیا مطلب ہے؟

س: من كنت مولاه فعلى مولاه کا کیا مطلب ہے؟

الجواب بعون الوهاب

یہ روایت ترمذی (3713) اور مسند احمد (368/4) اور ابن حبان (2204) میں مروی ہے' علامہ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح کہا ہے' دیکھیں۔ (ہدایۃ الرواۃ کی تحقیق 6037)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں جس کا مولا ہوں تو علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا مولا ہے۔ مولا کے کئی معانی ہیں: مالک و سردار' انعام دینے والا' محبت کرنے والا' ساتھی' حلیف' پڑوسی' چچا کا بیٹا' داماد' رشتہ دار۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں معناه من كنت احبه فعلى يحبه۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں جس سے محبت کروں گا' علی بھی اس سے محبت کرے گا۔ بعض اہل علم نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے۔ من يتولانى فعلى يتولاه جو مجھ سے محبت کرے گا تو علی اس سے محبت کرے گا' امام شافعی نے فرمایا' حدیث میں ولاء سے مراد اسلامی محبت ومودت ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ (محمد۔11)

یہ اس لئے کہ اللہ ایمان والوں کا دوست و مددگار ہے اور کافروں کا کوئی دوست و مددگار نہیں۔ (تحفۃ الاحوذی 336/4) ایک روایت میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علی منی وانا منه ولايؤدى عنى الا على (ابن ماجہ 119' ترمذی 3719) علی رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں اور میری طرف سے صرف علی ادا کرے گا۔

علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے' کا مطلب ہے' میرا اس کے ساتھ گہرا تعلق اور انتہائی قرابت ہے۔ حالات وواقعات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کی پرورش نبی کریم ﷺ اور آپ کی زوجہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کی' انہیں آپؐ سے صحابہ میں سب سے زیادہ نسبی قرب حاصل ہوا' آپؐ نے انہیں اپنا داماد ہونے کا شرف عطا کیا۔ ہجرت کے موقع پر اپنی جگہ پر چھوڑا تاکہ وہ لوگوں کی امانتیں ادا کریں۔ 9ھ کو مشرکوں سے براءت کا اعلان کرنے کے لئے مکہ میں بھیجا۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔

کچھ لوگ اس حدیث میں مذکورہ والاہ سے خلافت مراد لیتے اور کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ خلافت کے سب سے زیادہ حق دار تھے اور آپ نے ان کے حق میں خلافت کی وصیت کی تھی حالانکہ اس بات کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور دلائل کی رو سے یہ بات بالکل کمزور اور بے بنیاد ہے جبکہ واقعاتی حقیقت اس کی تردید کرتی ہے اور نبی کریم ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بہت سے اشارے کئے' وصیت صرف اس لئے نہ لکھی کہ آپ نے اس کی زیادہ ضرورت محسوس نہ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں مجھے فرمایا' میرے لئے اپنے باپ ابوبکر اور بھائی کو بلا' مجھے ڈر ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ میں زیادہ حقدار ہوں ويابى الله المومنون الا ابابكر اللہ اور ایمان والے ابوبکر کے سوا سب کا انکار کریں گے۔ (مسلم 2387/11)



پیارے پھولو اور کلیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔

5 فروری کو ہم اپنے کشمیری بھائیوں کے حوصلوں کو بلند کرنے اور دشمن کو پیغام دینے کے لیے اظہارِ یکجہتی کے طور پر مناتے ہیں۔ اس حوالے سے پروگرام رکھے جاتے ہیں۔ دوسری طرف اپنے دشمن کے دیئے تہوار بسنت میں بھی گرم جوشی سے شریک ہوتے ہیں۔ گزشتہ حکومت نے بسنت پر پابندی لگا رکھی تھی جس کی وجہ سے یہ تہوار لوگوں کے ذہنوں سے محو ہو گیا تھا۔ اب نئی حکومت کے اعلان سے آسمان پر جہاں رنگ برنگی پتنگیں اڑتی ہیں، وہیں ڈور سے لوگوں کے گلے بھی کٹ رہے ہیں۔

پیارے بچو! آپ اس خونی کھیل کے قریب بھی نہ جائیں اور اگر آپ کا کوئی دوست، عزیز اس کھیل کا شوقین ہے تو اسے یہ کہہ کر روکیں کہ کہیں آپ کی ڈور کسی پھول اور کلی کی گردن نہ کاٹ دے۔ یہ تہوار ہمارا نہیں بلکہ ہندوؤں کا ہے جو حقیقت رائے گستاخ رسول کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان منکرات سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین

اللہ آپ کا حامی وناصر ہو

والسلام

آپ کے چاچو جان حمدان

مجاہد پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیع بٹ

ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے شہادت کی اعلیٰ ڈگری تک

(تحریر: ماریہ قاسم)

بھارت نے کشمیریوں کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لیے آپریشن آل آؤٹ شروع کیا۔ اس بے رحم آپریشن کے نتیجے میں ہر روز متعدد کشمیری نوجوان شہادت کا جام پی رہے ہیں اور بلا مبالغہ سینکڑوں کشمیری بھارت کے کیمیائی ہتھیاروں اور پیلٹ گن کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ان مظالم کے سامنے کشمیریوں کی پوری قوم بنیان مرصوص بن چکی ہے۔ شہادتوں کے سفر میں وہ تھکے اور جھکے نہیں، ان کے عزم واستقلال میں کوئی اضمحلال نہیں، شہادتوں کے اس سفر کے ایک راہی پی ایچ ڈی ڈاکٹر محمد رفیع بٹ ہیں، جنہیں اب وادی کے لوگ مجاہد پروفیسر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

30 سال کی اس مسلح جدوجہد میں یوں تو ڈاکٹر عبدالاحد گورو، پروفیسر عبدالاحد وانی، ڈاکٹر غلام قادر وانی اور ایڈووکیٹ جلیل اندرابی سمیت کئی پروفیسر پراسرار طریقے سے شہید کیے گئے لیکن ڈاکٹر محمد رفیع پہلے پروفیسر ہیں جنھوں نے باقاعدہ جہاد میں شمولیت کر کے شہادت پائی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیع بٹ ڈھنڈن گاندربل میں عبدالرحیم بٹ کے ہاں پیدا ہوئے۔ انہوں نے سوشیالوجی میں پی ایچ ڈی کی۔ وہ سلجھے ہوئے دانشور، مقبول پروفیسر اور بہترین محقق کے طور پر جانے جاتے تھے۔ انہوں نے 19 تحقیقاتی مقالوں سے اپنی پہچان بنائی تھی۔ وہ طلباء کو تحفے میں کتابیں پڑھنے کو دیتے تھے لیکن ان کی نئی شناخت ان کی سابقہ اہلیتوں پر غالب آ گئی۔

انہوں نے سوشیالوجی میں ماسٹرز کے بعد انڈیا کے قومی سطح کا امتحان نیشنل ایلی جیبلٹی ٹیسٹ دو دفعہ پاس کیا اور اس کے لیے انہیں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی جانب سے فیلوشپ بھی ملی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیع بٹ نے 5 مئی کی دوپہر کو کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ سماجیات میں اپنا آخری لیکچر دیا اور اس کے بعد وہ روپوش ہو گئے اور دنیا کو پیغام دیا کہ جب اختلاف کے اظہار کے تمام پرامن راستے بند کر دیئے جائیں تو اس کے بعد آرمڈ فورسز کے خلاف اپنا مسلح دفاع ہی باقی بچتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مسلح جدوجہد کا راستہ اپنانے سے پہلے اپنے سسرال گئے جہاں ان کی اہلیہ پہلے سے موجود تھیں۔ انہوں نے یہیں سے اپنی والدہ کو فون کیا۔ پھر معرکہ آرائی کے دوران انہوں نے اپنے والد کو فون کر کے کہا کہ ابا جان! مجھے معاف کر دیجیے اگر میں نے آپ کا دل دکھایا ہو کیونکہ میں اپنے خالق حقیقی سے ملنے جا رہا ہوں۔ دوران معرکہ فورسز نے پروفیسر صاحب کو زندہ پکڑنے کی بار بار کوشش کی اور اسے کئی لالچ دیئے گئے لیکن پروفیسر صاحب نے ہر پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

کشمیر یونیورسٹی کے پندرہ اسکالرز نے جائے معرکہ پر آ کر انہیں سرنڈر کرنے کا کہا۔ ان کے والدین، چھوٹے بھائی، بہنوں اور بیوی کو مجبور کیا گیا کہ وہ لاؤڈ سپیکر پر آ کر انہیں ہتھیار پھینک کر گرفتاری کا کہیں۔ اس وقت وہاں رقت آمیز مناظر تھے۔ ایک طرف انہیں گرفتاری کی ترغیب دی جا رہی تھی تو دوسری طرف ہزاروں لوگ احتجاجی مظاہرہ کر رہے تھے اور انہیں کریک ڈاؤن سے نکلوانے کے لیے بھارتی فورسز پر سنگ باری کر رہے تھے اور جواب میں بھارتی فورسز ان پر گولیاں برسا رہی تھیں۔ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ سے پانچ نوجوان شہید جبکہ ڈیڑھ سو زخمی ہو گئے۔

ڈاکٹر صاحب کی شہادت کے بعد 15 بار ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور ایک لاکھ افراد نے ان کا جنازہ پڑھا۔ ڈاکٹر صاحب نے ہر لالچ اور تحریض کو ٹھکرا کر محکومی اور غلامی کی زندگی کے بجائے شہادت کو ترجیح دی۔ ان کی شہادت نے کشمیریوں کو ایک نئے انشادہ سے روشناس کرا دیا ہے۔

١٠۔ "رحمت میں اوّل"

رحمت للعالمین ﷺ کا ارشاد ہے:

ارحم امتی بامتی ابوبکر (ترمذی ابواب المناقب)

میری امت میں سے سب سے زیادہ مہربان ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ بے حد رحیم وکریم اور شفیق تھے اور آنحضرت کی شان جمال، وصف رحمت کو خاص طور پر جذب کیے ہوئے تھے۔ سیرت وتاریخ کی کتابیں انکی شفقت ورأفت کے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔

١١۔ "امارت ووزارت میں اوّل"

حضور ﷺ نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ۹ھ میں امیرِ حج بنا کر بھیجا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہ نے ان کی زیرِ امارت اس فریضۂ خداوندی کو ادا کیا۔

(خلفاء راشدین ص۴۳)

ہادی عالم ﷺ کا ارشاد ہے: ہر نبی کے دو وزیر آسمانوں میں ہوتے ہیں اور دو زمین میں، میرے آسماں کے وزیر جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین کے وزیر ابوبکر وعمر ہیں۔

واما وزیران من اھل الارض فابوبکر وعمر (مشکوٰۃ)

معلوم ہوا کہ وزارت رسول ﷺ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اول ہیں۔

١٢۔ "بشارت میں اوّل"

کتاب فرقان قرآن کریم میں جتنی آیات خلافت یا مومنین کے فضائل ومناقب، بشارات دنیوی واخروی سے متعلق ہیں ان سب کے اول مصداق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (تفسیر آیات قرآنی مولفہ مولانا عبدالشکور لکھنویؒ)

١٣۔ "محبوبیت میں اوّل"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ محبوبیت رسول میں بھی اول ہیں، حضرت عمرابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان النبی ﷺ بعثہ علی جیش ذات سلاسل قال فاتیتہ قلت ای الناس احب الیک قال عائشة قالت من الرجال قال ابوھا۔ (بخاری ومسلم)

معلوم ہوا کہ عورتوں میں سے حضور ﷺ کو سب سے زیادہ بنت صدیق محبوب تھی اور مردوں میں سب سے زیادہ محبوب خود صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

١٤۔ "خلافت میں اوّل"

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی خلیفۃ الرسول بنے اور بلا فصل آخر خلیفہ بنے، شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی سیادت اور خلافت کو بلا جبر واکراہ مانا، بخوشی بیعت کی اور زندگی بھر ان کے مشیر ورفیق رہے۔

(احتجاج طبرسی، خلفاء راشدین ص۲۲)

١٥۔ "احسان میں اوّل"

خیر مجسم رحمت عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس نے مجھ پر کچھ احسان کیا میں اس کا بدلہ دنیا میں دے کر جا رہا ہوں ہاں! مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جن کے احسانات کا بدلہ خود مالک ذوالجلال قیامت کے دن دے گا۔ (مشکوٰۃ)

١٦۔ "بشارت جنت اور دخول جنت میں اوّل"

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی جنت کی بشارت دی گئی ارشاد نبوی ﷺ ہے:

ابوبکر فی الجنة (مشکوٰۃ)

اور امت میں سے سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی محبوب خدا کے ساتھ جنت میں داخل ہونگے، ارشاد ہے:

یا ابا بکر انت اول من یدخل الجنة من امتی (مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر)

١٧۔ "روز قیامت اٹھنے میں اول، حوض کوثر پر اول"

مخبر صادق ﷺ نے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ھکذا نبعث یوم القیامة ہم روز قیامت اٹھیں گے اور حوض کوثر پر بھی سب سے پہلے حضور ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی پہنچنے والے ہیں کیونکہ ارشاد گرامی ہے:

عن ابن عمر عن رسول اللہ ﷺ قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض (مشکوٰۃ باب المناقب)

١٨۔ "اقتداء وامامت میں اوّل"

سید الکونین ﷺ نے فرمایا:

فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر (مشکوٰۃ)

میرے بعد ابوبکر وعمر کی پیروی کرو، آخری ایام میں مرض الوفات میں حکم دیا: مروا ابابکر فلیصل بالناس

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(بخاری، غزوات حیدری)

معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی انہیں منصب امامت عطا فرمایا اور امت کو ان کی اقتداء کا حکم دیا وہ امت کے مقتداء اول بھی ہیں، امام اول اور خلیفہ اول بھی۔

١٩۔ "روضہ اقدس میں دفن ہونے میں اوّل"

نبی الثقلین ﷺ کی رحلت کے بعد امت میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گنبد خضراء کا مکین بننے اور جوار رسول میں آرام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

(خلفاء راشدین ص۲۳)

اس حسن رفاقت کا کیا کہنا جس نے موت وحیات کے فاصلے مٹا دیئے اور قبر تک بلکہ حشر تک ساتھ دیا۔

٢٠۔ "صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں اوّل"

تمام صحابہ رضی اللہ عنہ کا اجماع ہے کہ ان سب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ (مشکوٰۃ)

تمام عقائد اہل سنت کی کتابوں میں تصریح ہے کہ وہ سب سے اعلیٰ وبرتر، اولیٰ وارفع، تمام مناقب وفضائل میں متصف اور تمام مثالب ورزائل سے مبرہ ومنزہ ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو، ان کا انتخاب انتخاب خداوندی ہے ان کی توہین وتنقیص اللہ کے حسن انتخاب پر جرح وقدح ہے اور بس......

یا تو صدیق کے اوصاف کا اقرار کرو
ورنہ لازم ہے کہ قرآن کا انکار کرو ••

شہداء کے گھروں میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں

شہدا کے گھروں میں خوشی سے شکرانے کے نوافل اور مٹھائیاں تقسیم کی گئیں تفصیلات کے مطابق گزشتہ دنوں میں جیش محمد ﷺ سے تعلق رکھنے والے مجاہدین جو افغانستان اور کشمیر کے محاذوں پر شہید ہوگئے۔ ان میں مجاہد یوسف رمزی شہید رحمہ اللہ (بہاولپور) سجاد شہید رحمہ اللہ (بہاولپور) شہزاد شہید رحمہ اللہ (لاہور) ناصر شہید رحمہ اللہ (ملتان) شاہد شہید رحمہ اللہ (مظفر گڑھ) اقبال شہید رحمہ اللہ (گوجرانوالہ) جاوید شہید رحمہ اللہ (کہوٹہ راولپنڈی) رحمت علی شہید رحمہ اللہ (کراچی) رفاقت شہید رحمہ اللہ (ایبٹ آباد) امام صدیق شہید رحمہ اللہ (کرک سرحد) سید افضل شاہ شہید رحمہ اللہ (سوات) محمد عمر شہید رحمہ اللہ (پشاور) مرید حسین شہید رحمہ اللہ (چکوال) محمد یعقوب شہید رحمہ اللہ (ٹنڈو آدم سانگھڑ سندھ) شامل ہیں ان شہداء کے گھروں میں امور شہدا جیش محمد ﷺ کے رکن قاری عبدالغفور، قاری محمد اشرف جتوئی، اور شعبہ امور شہداء کے منتظم جناب خالد جتوئی انکی شہادت کی اطلاع لیکر پہنچے تو شہداء کے گھر والوں نے خوشی میں شکرانے کے نوافل اور مٹھائیاں تقسیم کی گئی، افغانستان میں شہید ہونے والے شہداء کے جسد مبارک جب انکے علاقوں میں پہنچے تو شہدا کے جسموں سے تازہ تازہ خون بہہ رہا تھا اور خوشبو کے جھونکے آرہے ہیں۔ شہداء کے دیکھنے کیلئے اور انکے جنازوں میں مختلف جگہ سے آمدہ اطلاعات کیمطابق ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ گوجرانوالہ کے محمد اقبال شہید رحمہ اللہ کی والدہ نے اپنے محلے کی عورتوں میں اقبال شہید رحمہ اللہ کی شہادت کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی اور کہا کہ آج میرے بیٹے کی ۷۲ حوروں سے شادی ہوئی ہے، اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کی ہے اللہ تعالیٰ ان شہداء کی قربانیوں کو قبول فرمائیں اور انکی بدولت دنیا میں اسلامی انقلاب نافذ ہو۔

بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ان کے جود وسخا اور صدق ووفا کا یہ عالم تھا کہ سارا سامان پیش کر دیا اور خود ٹاٹ کا لباس پہنا

بعد از پیغمبر بزرگ وبرتر
صدیق اکبرؓ صدیق اکبرؓ

امت مسلمہ کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ کے بعد نوع انسانی میں سب سے پہلے افضل واول ترین انسان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہی وہ سب سے پہلا فرد بشر ہے جس نے ختم المرسلین ﷺ کی دعوت کو فوراً قبول کیا اور پھر خود کو اس کیلئے وقف کر دیا۔ تبلیغ حق کے سلسلہ میں وہ بے حد مصائب سے گزرے مگر ان کٹھن حالات میں بھی انہوں نے رسول عربی ﷺ کا دامن نبوت نہیں چھوڑا اور وہ سب سے پہلے خوش نصیب ہیں جو دعوت الی اللہ کے جرم میں مشرکین کے تشدد کا نشانہ بنے مگر۔

بڑھتا ہے ذوق جرم ہر سزا کے بعد

انہوں نے مکہ میں اپنے گھر کے سامنے مسجد بنائی یہ اسلام کی سب سے پہلی مسجد تھی۔ بہت سے غلام قید و بند کی صعوبتوں میں گرفتار تھے وہ قبول دین کی وجہ سے سخت آزمائش میں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی سب سے پہلے پے در پے سات غلاموں کو آزاد کرا کے لسان نبوی ﷺ سے ''عتیق من النار'' کا اعزاز پایا۔ وہ پیغمبر ہاشمی ﷺ کے اول وزیر، معتمد مشیر، سفر وحضر کے ساتھی اور اصحاب رسول ﷺ کی مقدس جماعت کے سرخیل تھے۔ ان کی زندگی کا محور و مرکز رحمت عالم ﷺ کی ذات گرامی تھی، بے مثال عشق ومحبت لازوال عقیدت وطاعت۔

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے خدا کا رسول بس

انہی امتیازی خصوصیات اور انوکھے جذبہ ایثار کی بدولت نبی امی ﷺ نے انہیں اپنا خلیفہ بلافصل منتخب فرمایا۔ ذیل کی مختصر تحریر انکی افضلیت واوّلیت پر طائرانہ نظر ہے:

۱۔ ''تمام امت کے متقین میں اوّل''

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غلاموں کو آزاد کیا تو انکی مدح میں قرآن کریم کی یہ آیات مبارکہ نازل ہوئی: وسیجنبها الاتقی الذی یؤتی ماله یتزکی

(پارہ ۳۰ سورۃ اللیل)

عبارۃ النص میں ان کے ''اتقی'' ہونے پر صراحت ہے معلوم ہوا کہ انسانیت کا کوئی نفس تقویٰ وطہارت، زہد وورع

مولانا اسماعیل عارفی

میں ان کے مقام رفیع کو نہیں پا سکتا۔

۲۔ ''تصدیق معراج میں اوّل''

سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے واقعہ اسراء معراج کی تصدیق کی اور صادق ومصدوق پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا ابابکر انت صدیق اور سب سے پہلے ابن ابی قحافہ کو دربار نبوت سے ''صدیق'' کا لقب ملا۔

(خلفائے راشدین ص ۳۲)

۳۔ ''تصدیق قرآن حکیم میں اوّل''

اللہ سبحانہ وتقدس کا ارشاد ہے:

والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون

(الزمر)

مفسرین کی تشریح کے مطابق الذی جاء بالصدق سے مراد حضور اقدس ﷺ ہیں اور صدق به سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے اس صدق (قرآن مجید) کی تصدیق کی اور اولئك هم المتقون کی بشارت پائی۔ (تفسیر مجمع البیان، فضائل اصحاب ثلاثہ ص ۴۴)

۴۔ ''صدیقین کے مصداق میں اوّل''

ذات ذوالمنن کا ارشاد ہے

اولئك الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین (پارہ ۵ النساء)

مفسرین کے اتفاق کے ساتھ ''صدیقین'' کا اول اول مصداق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ ''منعم علیہم'' چار طبقات میں سب سے پہلے طبقے کے سب سے افضل واول فرد ہیں (معارف القرآن)

۵۔ ''صاحب الرسول ہونے میں اوّل''

قرآن مجید نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کی شان میں کہا:

اذیقول لصاحبه لاتحزن (پارہ ۱۰ التوبہ)

انکے بارے میں صاحب الرسول ''رسول کا ساتھی'' ہونے کی تصریح کی، صحابیت ابی بکر رضی اللہ عنہ نص قرآنی سے ثابت ہے جس کا انکار کفر ہے۔

۶۔ ''شجاعت میں اوّل''

حیدر کرار سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اشجع الناس ابوبکر یعنی تمام لوگوں میں سب سے زیادہ نڈر، بہادر اور جرأت مند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۷)

۷۔ ''علم میں اوّل''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ان کے بارے میں مقولہ ہے:

وکان ابوبکر اعلمنا (مشکوٰۃ باب المناقب)

اور دوسری جگہ منقول ہے:

وکان ابوبکر اعلمها (بخاری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ عالم وفقیہ تھے۔

۸۔ ''سخاوت میں اوّل''

ان کے جود وسخا، صدق ووفا کا یہ عالم ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر گھر کا سارا سامان حاضر خدمت کیا اور خود ٹاٹ کا لباس پہنا۔ حق تعالیٰ کو بھی یہ ادا پسند آئی (خلفاء راشدین) وہ انفاق فی سبیل اللہ میں اس طرح پیش پیش رہتے کہ کوئی ان سے ہزار کوشش کے باوجود سبقت نہ کر پاتا۔

۹۔ ''ہجرت میں اوّل''

سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت، خوشی ہو یا غم انہوں نے ہر حال میں حضور اکرم ﷺ کا ساتھ دیا اور رفاقت پیغمبر میں کوئی انکا ہمسر نہیں، انہوں نے سب سے پہلے حضور پرنور ﷺ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ (خلفائے راشدین ص ۳۲)

جیسا کہ قرآن مجید کا بیان ہے:

اذا اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذهما فی الغار (پارہ ۱۰ التوبہ)

ارشاد ربانی والسابقون الاولون من المهاجرین کے مصداق میں بھی اول طور پر شامل ہیں۔

اُتر کر حِرا سے سُوئے قوم آیا



اور اِک نُسخۂ کیمیا ساتھ لایا

الطاف حسین حالیؒ کی 1879ء میں لکھی گئی مقبول تاریخی مسدّس حالی سے انتخاب

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا   مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا   وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا   بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا   قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا   کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا   پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

پہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا   گیا چھوٹ سر رشتہ دین ہدیٰ کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا   تو پورا ہوا عہد جو تھا خدا کا
کہ ہم نے بگاڑا نہیں کوئی اب تک
وہ بگڑا نہیں آپ دنیا میں جب تک

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر   جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر   کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبیؑ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں   اماموں کا رتبہ نبیؑ سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں   شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے